تاریخ ابنِ کثیر

البدایہ والنہایہ

حصہ پنجم ششم

علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ ابن کثیر

ابوالفدا حافظ ابن کثیر دمشقی

Marfat.com

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد پنجم

۹ھ سے ۱۱ھ تک کے حالات' غزوہ تبوک' مسجد ضرار' عبداللہ بن ابی کی وفات' مسیلمہ کذاب کی حضور ﷺ کے پاس آمد' حضرت عدی بن حاتم کا واقعہ' حجۃ الوداع کے لیے آپ کی روانگی' آپ ﷺ کے ورثے کے متعلق ارشادات' آپ کے احرام کی کیفیت' تلبیہ وطواف' نیز آپ کی تجہیز وتکفین کے واقعات اور آپ کی ازواج' لونڈیوں' غلاموں اور خادموں کے اسماء شامل ہیں۔

تصنیف ❁ علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

Marfat.com

البِدَایة و النَهایة

مصنفہ علامہ حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر کے حصہ سوم چہارم کے اردو
ترجمے کے جملہ حقوق اشاعت وطباعت، تصحیح وترتیب وتبویب قانونی بحق

طارق اقبال گاہندری

مالک نفیس اکیڈمی کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب	....	تاریخ ابن کثیر
مصنف	....	علامہ حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر
ترجمہ	....	مولانا اختر فتح پوری
ناشر	....	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
طبع اوّل	....	جنوری ۱۹۸۹ء
ایڈیشن	....	آفسٹ
ضخامت	....	۷۲۴ صفحات
ٹیلیفون	....	۰۲۱۔۷۷۲۲۰۸۰

مطبوعہ: احمد برادرز پرنٹرز۔ ناظم آباد۔ کراچی

Marfat.com

تعارف

جلد پنجم

البدایہ والنہایہ کی جلد پنجم ۹ھ سے لے کر ۱۱ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ جس میں غزوۂ تبوک' مسجد ضرار' عبداللہ بن ابی کی وفات' مسیلمہ کذاب کی آپؐ کے پاس آمد' حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا واقعہ نیز بے شمار وفود کی آمد' حجۃ الوداع کے لیے آپ کی روانگی۔ آپ کے احرام کی کیفیت' تلبیہ وطواف اور رمی ونحر کے حالات' نیز آپ کی وفات' تجہیز وتکفین' قبر وجنازہ کے واقعات وحالات' آپ کی وفات کے متعلق اہل کتاب کی روایات' آپ کے ورثہ کے متعلق ارشادات' آپ کی ازواج' لونڈیوں اور غلاموں اور خادموں کے اسماء اور حالات وواقعات کو بڑی جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور ان میں بعض ایسے روح پرور اور ایمان افروز واقعات ہیں کہ جن کے مطالعے سے انسان کے ایمان میں بے حد اضافہ ہو جاتا ہے۔

وہ حضرات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر طعن وتشنیع کرتے رہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کا جنازہ نہیں پڑھا اور حصول خلافت کے لیے تگ ودو کرتے رہے اور مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند کے مصداق بنے۔ نعوذ باللہ من ذالک

وہ اس جلد کا مطالعہ کریں۔ ان پر سب حقیقت واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ اس جلد میں آپ کی وفات کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ امید ہے یہ جلد ان بہت سی غلط فہمیوں کے ازالے کی بھی باعث بنے گی۔ جن کے جال میں پھنس کر بعض لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کر کے اپنی عاقبت کی رسوائی کا سامان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

اختر فتح پوری

۲۷۔۱۰۔۸۷

Marfat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	باب اوّل	
1	ہجرت کا نواں سال	۱۳
2	رجب میں ہونے والے غزوہ تبوک کا بیان	۱۳
	باب ۲	
3	رونے والوں وغیرہ میں سے جو لوگ معذوری کی بنا پر پیچھے رہے	۱۷
	باب ۳	
4	تبوک کی طرف روانگی	۲۰
5	تبوک کی طرف جاتے ہوئے آپ کا حجر میں ثمود کے مساکن سے گزرنا	۲۵
6	تبوک میں کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ کے خطبہ دینے کا بیان	۲۹
7	حضرت معاویہ بن ابی معاویہ کی نماز جنازہ	۳۱
8	تبوک میں قیصر کے ایلچی کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد	۳۲
9	تبوک سے واپسی سے قبل آپ کا ایلہ کے بادشاہ اور جرباء اور اذرح کے باشندوں سے مصالحت کرنا	۳۴
10	آپ کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر دومہ کی طرف بھیجنا	۳۵
	باب ۴	
11	پانی کا معجزہ	۳۷
12	مسجد ضرار کا واقعہ	۴۱
13	کعب بن مالکؓ کی کہانی ان کی اپنی زبانی	۴۵
	شاہ غسان کا خط حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے نام	۴۷
14	ان کے علاوہ نافرمانوں میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان کا ذکر	۴۹
15	حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۵۰
16	تبوک سے آپ کی واپسی کے بعد ہونے والے واقعات	۵۲
17	۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد ثقیف کی آمد	۵۳
18	درد کے ازالے کی دعا	۵۷
19	عبداللہ بن ابی کی وفات	۶۱
	باب ۵	
20	انصار کی مدح میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار	۶۳
21	۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجنا اور سورۂ برأت کا نزول	۶۴
	باب ۶	۶۸
	باب ۷	۶۹
22	رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے والے	

Marfat.com

	وفود	٦٩
23	بنی تمیم کی فضیلت کے بارے میں حدیث	٧٦
24	بنو عبد القیس کا وفد	٧٦
25	ثمامہ کا واقعہ اور بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی آمد	٧٩
26	اہل نجران کا وفد	٨٥
27	نجرانی وفد مدینے میں	٨٦
28	بنی عامر کا وفد اور عامر بن اور اربد بن مقیس کا واقعہ	٩١
29	عامر بن طفیل کے متعلق آنحضرت ﷺ کی بددعا	٩٣
30	ضمام بن ثعلبہ کا اپنی قوم کا قاصد بن کر آنا	٩٦
	باب ٨	
31	حضرت زید الخیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ طی کا وفد	٩٩
32	عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ کا واقعہ	١٠٠
33	حاتم کی بیٹی بارگاہ رسالت میں	١٠٠
34	دوس اور طفیل بن عمرو کا واقعہ	١٠٦
35	اشعریوں اور اہل یمن کی آمد	١٠٧
36	عمان اور بحرین کا واقعہ	١٠٨
37	فروہ بن مسیک مرادی کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آمد	١٠٩
38	زبید کے آدمیوں کے ساتھ عمرو بن معدیکرب کی آمد	١١٠
39	کندہ کے وفد میں اشعث بن قیس کی آمد	١١١
40	آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اعشیٰ بن مازن کی آمد	١١٣
41	صرد بن عبداللہ ازدی کی اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ آمد پھر ان کے بعد اہل جرش کے وفود کی آمد	١١٣
42	آنحضرت ﷺ کی خدمت میں شاہان حمیر کے ایلچی کی آمد	١١٤
43	جریر بن عبداللہ البجلی کی آمد اور اس کا مسلمان ہونا	١١٧
44	یمن کے بادشاہ وائل بن حجر بن ربیعہ بن وائل بن یعمر الحضرمی ابن ھنید کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آمد	١٢٠
45	رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لقیط بن عامر	
46	المنتفق رزین العقیلی کی آمد	١٢١
47	زیاد بن الحارث رضی اللہ عنہ کی آمد	١٢٤
48	رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں الحارث بن احسان البکری کی آمد	١٢٦
49	عبدالرحمن بن ابی عقیل کی اپنی قوم کے ساتھ آمد	١٢٧
50	طارق بن عبداللہ اور اس کے اصحاب کی آمد	١٢٧
51	بلاد معان کے حکمران فروہ بن عمرو الجذامی کے قاصد کی آمد	١٢٨
52	آنحضرت ﷺ کے خروج کے وقت تمیم الداری کی آپ کے پاس آمد اور ایمان لانے والوں کا آپ پر ایمان لانا	١٢٩
53	بنی اسد کا وفد	١٣٠
54	بنی عبس کا وفد	١٣٠
55	بنی فزارہ کا وفد	١٣١
56	بنی مرہ کا وفد	١٣١
57	بنی ثعلبہ کا وفد	١٣١

Marfat.com

58	بنی محارب کا وفد	١٣٢
59	بنی کلاب کا وفد	١٣٢
60	بنی رواس بن کلاب کا وفد	١٣٢
61	بنی عقیل بن کعب کا وفد	١٣٣
62	بنی قشیر بن کعب کا وفد	١٣٣
63	بنی البکاء کا وفد	١٣٣
64	کنانہ کا وفد	١٣٤
65	کنانہ کا وفد	١٣٤
66	اشجع کا وفد	١٣٤
67	باھلہ کا وفد	١٣٤
68	بنی سلیم کا وفد	١٣٤
69	بنی ہلال بن عامر کا وفد	١٣٥
70	بنی بکر بن وائل کا وفد	١٣٥
71	بنی تغلب کا وفد	١٣٥
72	اہل یمن اور تجیب کے وفد	١٣٦
73	فولان کا وفد	١٣٦
74	جعفی کا وفد	١٣٦
	باب ٩	
75	رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ازد کی آمد	١٣٧
76	کندہ کا وفد	١٣٨
77	الصدف کا وفد	١٣٨
78	خشین کا وفد	١٣٨
79	بنی سعدہ کا وفد	١٣٨
80	درندوں کا وفد	١٣٨
	باب ١٠	
81	جنات کا وفد	١٤٠
	باب ١١	
82	ہجرت کا دسواں سال	١٤٣
83	آنحضرت ﷺ کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجنا	١٤٣
84	رسول اللہ ﷺ کا اہل یمن کی طرف امراء کو بھیجنا	١٤٥
	باب ١٢	
85	رسول اللہ ﷺ کا حجۃ الوداع سے قبل حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجنا	١٥٢
	باب ١٣	
86	حجۃ الوداع ١٠ھ	١٥٩
	باب ١٤	
87	اس بات کے بیان میں کہ حضور علیہ السلام نے مدینے سے صرف ایک ہی حج کیا اور اس سے قبل آپ نے تین عمرے کیے	١٦٠
	باب ١٥	
88	ابودجانہ سماک بن حرشہ ساعدی یا سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینے پر عامل مقرر کرنے کے بعد حضور علیہ السلام کی مدینے سے حجۃ الوداع کے لیے روانگی	١٦٢
	باب ١٦	
89	آپ کے مدینے سے مکے کی طرف روانہ ہونے کا بیان	١٦٤
	باب ١٧	
90	مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعت اور ذوالحلیفہ	

Marfat.com

	میں عصر کی دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان	۱۶۶
	باب ۱۸	
91	اس جگہ کا بیان جہاں سے حضور ﷺ نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور ناقلین کا اختلاف اور اس بارے میں حق کو ترجیح دینے کا بیان	۱۷۱
	باب ۱۹	
92	حضور ﷺ نے اپنے اس حج میں' افراد' تمتع اور قرآن میں سے کس کا احرام باندھا اس کے متعلق تفصیلی بیان	۱۷۶
93	افراد کے بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۷۸
94	افراد کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت	۱۷۸
95	ان لوگوں کا بیان جو آپ کے حج تمتع کے قائل ہیں	۱۷۹
96	حضور ﷺ کو قارن قرار دینے والوں کی دلیل کا بیان	۱۸۵
97	امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۸۵
98	امیر المومنین حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی روایت	۱۸۶
99	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۸۸
100	بکر بن عبداللہ المزنی	۱۸۸
101	ثابت البنانی کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت	۱۸۸
102	حمید بن تیرویہ الطویل کی روایت	۱۸۸
103	حمید بن ہلال عدوی بصری کی روایت	۱۸۹
104	زید بن اسلم کی روایت	۱۸۹
105	سالم بن ابی الجعد غطفانی کوفی کی روایت	۱۹۰
106	سلیمان بن طرخان التیمی کی روایت	۱۹۰
107	سوید بن حجیر کی روایت	۱۹۰
108	عبداللہ بن زید ابو قلابہ الجرمی کی روایت	۱۹۰
109	علی بن زید بن جدعان کی روایت	۱۹۱
110	قتادہ بن دعامہ سدوسی کی روایت	۱۹۱
111	مصعب بن سلیم زہری کی روایت	۱۹۱
112	یحییٰ بن اسحاق حضرمی کی روایت	۱۹۱
113	ابو الصیقل کی روایت	۱۹۲
114	ابو قدامہ حنفی جس کا نام محمد بن عبید بیان کیا جاتا ہے اس کی حضرت انس سے روایت	۱۹۲
115	قرآن کے بارے میں البراء بن عازب کی حدیث	۱۹۲
116	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۳
117	حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرا طریق	۱۹۳
118	حضرت ابو طلحہ زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۴
119	حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۴
120	آنحضرت ﷺ سے حضرت ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۴
121	حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۵
122	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت	۱۹۵
123	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت	۱۹۵

Marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ
124	حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۷
125	حضرت الہرماس بن زیاد باہلی رضی اللہ عنہ کی روایت	
126	ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۹۷
127	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۹۸
	باب ۲۰	
128	دونوں روایات میں تطبیق کا بیان	۲۰۱
129	**باب ۲۱**	
	ابوداؤد طیالسی کی روایت کردہ حدیث کا جواب	۲۰۲
130	آپ کے احرام کو مطلق قرار دینے والوں کا مستند ہونا	۲۰۴
131	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کا بیان	۲۰۵
	باب ۲۲	
132	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اکیلا ہی ایک مستقل عبادت ہے	۲۰۹
	باب ۲۳	
133	ان مقامات کا بیان جس میں آپ نے اپنے حج وعمرہ میں مدینے سے جاتے ہوئے نماز ادا کی	۲۱۳
	باب ۲۴	
134	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں داخلہ	۲۱۵
135	آپ کے طواف کا بیان	۲۱۷
136	اپنے طواف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رمل واضطباع کا بیان	۲۲۱
137	آپ اس طواف میں سوار تھے یا پیدل	۲۲۳
138	صفا اور مروہ کے درمیان آپ کے طواف کا بیان	۲۲۵
	باب ۲۵	
139	حلال ہونے والوں کا بیان	۲۳۳
	باب ۲۶	
140	حج کو فسخ کر کے عمرہ بنانے کا جواز صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے یا ہمیشہ کے لیے	۲۳۳
	باب ۲۷	
141	ہدی نہ لانے والوں کے لیے فسخ کا حکم	۲۳۵
	باب ۲۸	
142	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حلال ہونا	۲۳۶
	باب ۲۹	
143	یوم منیٰ	۲۳۸
	باب ۳۰	
144	عرفہ میں آپ کی دعائیں	۲۴۵
	باب ۳۱	
145	اس موقف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کا بیان	۲۴۹
146	عرفات سے مشعر الحرام کی طرف آپ کی واپسی کا بیان	۲۴۹
	باب ۳۲	
147	شب مزدلفہ	۲۵۵
	باب ۳۳	
148	آپ کے مشعر الحرام میں وقوف کرنے اور طلوع آفتاب سے قبل مزدلفہ سے کوچ کرنے اور وادی محسر میں تیز چلنے کے بیان میں	۲۵۸
149	یوم النحر کو آپ کے صرف جمرہ عقبی پر رمی کرنے کا بیان، آپ نے کیسے رمی کی؟ کب کی؟ کس	

Marfat.com

	جگہ سے کی اور کتنی کی؟ اور رمی کے وقت آپ کے تلبیہ چھوڑنے کا بیان	۲۶۱
	باب ۳۴	
150	آپ کے قربانی کرنے کا بیان	۲۶۴
151	آپ کے سر منڈانے کا بیان	۲۶۵
152	**باب ۳۵**	
153	بیت العتیق کی طرف آپ کے لوٹنے کا بیان	۲۶۸
	باب ۳۶	
154	صفا اور مروہ کے درمیان قارن کا طواف	۲۷۲
	باب ۳۷	
155	منیٰ میں ظہر کی نماز	۲۷۳
	باب ۳۸	
156	یوم النحر کا خطبہ	۲۷۴
	باب ۳۹	
157	ایام منیٰ میں رمی جمار	۲۸۰
	باب ۴۰	
158	ان احادیث کے بیان میں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ایام تشریق کے دوسرے دن منیٰ میں خطبہ دیا	۲۸۲
159	تہبائے منیٰ میں سے ہر شب آپ کے بیت اللہ کی زیارت کرنے کی حدیث	۲۸۴
	باب ۴۱	
160	وادی محصب میں آپ کا نزول	۲۸۵
161	**باب ۴۲**	۲۸۹
	باب ۴۳	۲۹۰
162	اس حدیث کے بیان میں جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر جحفہ کے قریب مکہ اور مدینے کے درمیان ایک جگہ پر خطبہ دیا	۲۹۰
	باب ۴۴	
163	ہجرت کا گیارھواں سال	۲۹۸
164	غزوات وسرایا کی تعداد	۲۹۹
	باب ۴۵	
165	رسول اللہ ﷺ کی وفات کے متعلق منذر آیات واحادیث کا بیان نیز یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے اس مرض کا آغاز کیسے ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی	۳۰۸
166	مرض کا آغاز	۳۰۹
167	اس بارے میں بیان ہونے والی احادیث	۳۱۵
168	آپ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دینا کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائیں	۳۱۹
169	فائدہ	۳۲۵
170	آپ کا احتضار اور وفات	۳۲۵
	باب ۴۶	
171	آپ کی وفات کے بعد اور دفن ہونے والے امور مہمہ کا بیان	۳۳۵
172	سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ	۳۳۵
173	سقیفہ کے روز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ بیان کیا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا اس کی صحت کا اعتراف کرنا	۳۳۸
	باب ۴۷	
174	کسی شخص کی خلافت کے متعلق کوئی نص موجود نہیں	۳۴۳

Marfat.com

	باب ۴۸	
175	رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر اور آپؐ کے غسل کی کیفیت اور جنازہ اور قبر کی جگہ کے بیان میں	۳۴۸
176	فائدہ	۳۵۰
177	آپؐ کے غسل کا بیان	۳۵۵
178	آپؐ کے کفن کا بیان	۳۵۸
179	آپؐ کے جنازہ کی کیفیت	۳۶۰
180	آپؐ کے دفن کا بیان، اور آپ کہاں دفن ہوئے	۳۶۲
181	آپؐ سے آخری ملاقات کرنے والا آدمی	۳۶۷
182	آپ کب دفن ہوئے؟	۳۶۸
183	آپ کی قبر کا بیان	۳۷۰
184	آپ کی وفات سے مسلمانوں کو جو مصیبت پہنچی	۳۷۱
185	آپؐ کے تسلی دینے کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث	۳۷۵
186	آپ کی وفات کے روز عارفین اہل کتاب کے بیانات	۳۷۷
	باب ۴۹	
187	حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے متعلق آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کا پورا ہونا	۳۷۹
	باب ۵۰	
188	آنحضرت ﷺ کی وفات پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کا قصیدہ	۳۷۹
	باب ۵۱	
189	اس بات کے بیان میں کہ.....	۳۸۲
190	تنبیہ	۳۸۴
	باب ۵۲	
191	آپؐ کے فرمان کا بیان "کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا"۔	۳۸۵
192	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت سے موافقت رکھنے والی جماعت	۳۸۸
	باب ۵۳	
193	روافض کے استدلال کی تردید	۳۹۲
	باب ۵۴	
194	آپ کی ازواج واولاد	۳۹۴
	باب ۵۵	
195	جن عورتوں کو آپؐ نے نکاح کا پیغام دیا اور ان سے عقد نہیں کیا	۴۰۵
	باب ۵۶	
196	آپ کی لونڈیوں کے بیان میں	۴۰۸
	باب ۵۷	
197	آپ کی اولاد کے بیان میں	۴۱۳
	باب ۵۸	
198	آپؐ کے غلاموں، لونڈیوں، خادموں، کاتبوں اور سیکریٹریوں کا بیان	۴۱۹
199	آپ کی لونڈیاں	۴۳۴
	باب ۵۹	
200	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے آپؐ کے وہ خدام جو آپؐ کے غلام نہیں تھے	۴۴۳
	باب ۶۰	
201	آپؐ کے کاتبین وحی	۴۵۳
	باب ۶۱	
202	آپؐ کے اسماء	۴۷۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۱

ہجرت کا نواں سال

رجب میں ہونے والے غزوہ تبوک کا بیان:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے مومنو! مشرکین نجس ہیں' پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں اور اگر تمہیں فقر کا خوف ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ جب چاہے گا تم کو اپنے فضل سے تونگر بنا دے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صاحب علم و حکمت ہے' جو لوگ اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان نہیں لاتے اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے انہیں حرام قرار نہیں دیتے اور اہل کتاب میں سے جو لوگ دین حق کی اطاعت نہیں کرتے ان سے جنگ کرو حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ ادا کریں''۔

حضرت ابن عباسؓ' مجاہد' عکرمہ' سعید بن جبیر' قتادہ اور ضحاک وغیرہم سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مشرکین کو حج وغیرہ میں مسجد حرام کے قریب آنے سے روک دیا جائے تو قریش کہنے لگے کہ ایام حج کی منڈیاں ہم سے جاتی رہیں گی اور ان سے جو کچھ ہم حاصل کیا کرتے تھے وہ بھی جاتا رہے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض' انہیں اہل کتاب سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں یا ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ ادا کریں۔

پس رسول کریم ﷺ نے رومیوں سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا کیونکہ وہ اسلام اور اہل اسلام سے قریب ہونے کی وجہ سے تمام لوگوں سے بڑھ کر آپ کے قریب اور دعوت الی الحق کے لائق تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے مومنو! ان کفار سے جنگ کرو جو تمہارے قریب ہیں اور وہ تم میں سختی کو محسوس کریں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ شعار لوگوں کے ساتھ ہے''۔

اور جب تبوک کے سال رسول کریم ﷺ نے رومیوں سے جنگ کرنے کا عزم کیا تو سخت گرمی اور بدحالی کا دور تھا' آپؐ نے لوگوں کے سامنے اس جنگ کی حقیقت کو واضح کیا' اور اپنے اردگرد کے بدوی قبائل کو اپنے ساتھ خروج کرنے کی دعوت دی۔ پس آپ کے ساتھ تقریباً تیس ہزار آدمی چل پڑے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔ اور کچھ لوگوں نے تخلف کیا اور منافقین اور مقصرین میں سے جن لوگوں نے کسی عذر کے بغیر تخلف کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا اور ان کی مذمت کی اور انہیں شدید زجر و توبیخ کی اور انہیں بری طرح رسوا کیا اور ان کے بارے میں قرآن نازل کیا جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور سورہ براۃ میں ان کی حقیقت حال واضح کیا۔ جیسا کہ ہم نے اس بات کو اور مومنین کی روانگی کے حالات کو مفصل و مبسوط طور پر تفسیر میں بیان کیا ہے۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ فرماتا ہے:

''ہلکے اور بوجھل ہو کر نکلو اور راہِ خدا میں اپنی جان اور اموال کے ساتھ جہاد کرو' اگر تمہیں علم ہو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر فائدہ جلد ملنے والا اور سفر میانہ ہوتا تو ضرور تیرے پیچھے ہو لیتے لیکن مشقت کا سفر انہیں بہت دور معلوم ہوا اور عنقریب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہمیں طاقت ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکلتے' وہ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں''۔

پھر اس کے بعد فرماتا ہے:

''اور مومنوں کو یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ سب کے سب نکل پڑیں پس کیوں نہ ان کی ہر ایک جماعت سے ایک گروہ نکلے تا کہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں' اور اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہ ان کی طرف واپس جائیں تا کہ وہ بھی بچیں''۔

کہتے ہیں یہ آیت ناسخ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ناسخ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں۔ پھر رسول کریم ﷺ ہجرت کے نویں سال ذوالحجہ سے رجب تک مدینہ میں ٹھہرے' پھر آپؐ نے لوگوں کو رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیاری کرنے کا حکم دیا اور ہمارے علماء میں سے زہری' یزید بن رومان' عبداللہ بن ابوبکر' اور عاصم ابن عمر بن قتادہ وغیرہم نے غزوۂ تبوک کے متعلق وہ کچھ بیان کیا ہے جو انہیں معلوم ہوا ہے اور بعض لوگوں نے وہ باتیں بیان کی ہیں جو بعض نے بیان نہیں کیں۔ اور وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو رومیوں کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہونے کا حکم دیا۔ اور یہ شدید گرمی' خشک سالی اور لوگوں کی تنگی کا زمانہ تھا۔ اور پھل بھی پکے ہوئے تھے اور لوگ اپنے پھلوں اور سایوں میں ٹھہرنا پسند کرتے تھے اور اس وقت نکلنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور رسول کریم ﷺ کا عام دستور یہ تھا کہ آپؐ جب کسی غزوہ کے لیے نکلتے تو اس کے بارہ میں کنایہ سے کام لیتے مگر غزوہ تبوک کے متعلق آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ نے سفر مشقت کی دوری' زمانے کی سختی اور اس دشمن کی کثرت کو لوگوں کے سامنے واضح کیا جو آپ کا قصد کیے ہوئے تھا تا کہ لوگ ان کے لیے اپنی تیاری کر لیں۔ پس آپ نے انہیں جہاد کا حکم دیا اور انہیں بتایا کہ آپ رومیوں سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔

ایک روز رسول کریم ﷺ نے جبکہ آپؐ اس کے لیے تیاری کر رہے تھے بنی سلمہ کے ایک شخص جد بن قیس سے فرمایا:

اے جد! کیا اس سال آپ رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہوں گے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دے دیں' اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیں۔ قسم بخدا! میری قوم کو علم ہے کہ مجھ سے بڑھ کر عورتوں سے خوش ہونے والا اور کوئی شخص نہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھ لیا تو میں صبر نہیں کر سکوں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض کیا اور فرمایا میں نے تجھے اجازت دی' اور اللہ تعالیٰ نے جد کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

''اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دیجیے اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیے۔ آگاہ رہو وہ فتنہ میں گر پڑے ہیں اور جہنم یقیناً کفار کو گھیرنے والی ہے''۔

''اور منافقین نے جہاد سے بے رغبتی کرتے ہوئے اور حق میں شک کرتے ہوئے اور رسول کریم ﷺ سے متعلق جھوٹی

Marfat.com

خبریں اڑاتے ہوئے ایک دوسرے سے کہا کہ گرمی میں نہ نکلو''۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

''وہ کہتے ہیں کہ گرمی میں نہ نکلو' کہہ دیجیے جہنم کی آگ بہت گرم ہے کاش وہ سمجھتے۔ پس وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ یہ اس کی سزا ہے جو وہ کماتے ہیں''۔

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس ثقہ آدمی نے جس نے محمد بن طلحہ بن عبدالرحمٰن سے اور اس نے اسحاق بن ابراہیم بن عبداللہ بن حارثہ سے اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ کچھ منافقین سویلم یہودی کے گھر میں جمع ہو رہے ہیں اور اس کا گھر جاسوم کے پاس تھا۔ وہ غزوۂ تبوک میں لوگوں کو رسول کریم ﷺ کا ساتھ دینے سے روک رہے تھے۔ پس آپ نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے اصحاب کی ایک پارٹی کے ساتھ ان کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان سمیت سویلم کے گھر کو جلا دے تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور ضحاک بن خلیفہ گھر کے پچھواڑے سے گھسا تو اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور اس کے اصحاب بھی گھسے اور بھاگ گئے تو اس بارے میں ضحاک نے کہا:

''بیت اللہ کی قسم! قریب تھا کہ محمد ﷺ کی آگ ضحاک اور ابن ابیرق کو جلا دیتی اور اس نے سویلم کے گھر کو ڈھانپ لیا تھا اور میں اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ اور کہنی پر جھکا ہوا تھا۔ تم پر سلامتی ہو میں دوبارہ ایسی حرکت نہیں کروں گا اور میں خوفزدہ ہو گیا ہوں اور جو شخص آگ کو چادر کی طرح اوڑھ لے وہ جل جاتا ہے''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم ﷺ اپنے سفر کے اہتمام میں لگ گئے اور آپ نے لوگوں کو جلدی سے تیار ہونے کا حکم دیا۔ اور مال دار لوگوں کو راہِ خدا میں خرچ کرنے اور سواریاں دینے کی ترغیب دی پس مال دار لوگوں نے سواریاں دیں اور خوب مال دیا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس قدر خرچ کیا کہ کسی آدمی نے ان کی مانند خرچ نہ کیا' ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ مجھے میرے ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک میں جیش العسرۃ پر ایک ہزار دینار خرچ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! عثمانؓ سے راضی ہو جا اور میں بھی اس سے راضی ہوں''۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ہارون بن معروف' ضمرہ اور عبداللہ بن شوذب نے عبداللہ بن قاسم سے بیان کیا اور اس سے عبدالرحمٰن بن سمرہ کے غلام کثیر سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ نے جیش العسرۃ کو تیار کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے میں ایک ہزار دینار لپیٹ کر لائے اور انہیں حضرت نبی کریم ﷺ کی گود میں ڈال دیا تو آپ انہیں الٹنے پلٹنے لگے اور فرمانے لگے:

''آج کے بعد عثمانؓ جو کام کرے گا وہ اسے نقصان نہیں دے گا''۔

ترمذی نے اس حدیث کو محمد بن اسماعیل' حسن بن واقع اور ضمرہ سے بیان کیا ہے اور اسے حسن غریب کہا ہے۔ اور عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ کے مسند میں بیان کیا ہے کہ مجھے ابو موسیٰ الغزی نے بتایا اور عبدالصمد بن وارث نے ہم سے بیان کیا اور سکن

Marfat.com

بن المغیرہ نے مجھ سے بیان کیا اور ولید بن ہشام نے فرقد ابی طلحہ سے اور اس نے عبدالرحمٰن بن حباب سلمی سے میرے پاس بیان کیا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے تقریر کی اور جیش العسرۃ کے متعلق ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ:

''میں ایک سو اونٹوں کا پالانوں اور عرق گیروں سمیت ذمہ لیتا ہوں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر آپ منبر کی سیڑھی سے اترے اور پھر ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''میں مزید ایک سو اونٹوں کا پالانوں اور عرق گیروں سمیت ذمہ لیتا ہوں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دے کر فرماتے دیکھا۔ اور عبدالصمد نے بیان کیا ہے کہ آپ نے متعجب آدمی کی طرح اپنے ہاتھ کو نکالا اور فرمایا کہ:

''عثمانؓ آج کے بعد جو کام کرے گا اسے اس کا گزند نہ پہنچے گا''۔

اور اسی طرح ترمذی نے بھی اسے محمد بن یسار عن ابوداؤد طیالسی عن سکن بن المغیرہ ابی محمد' آل عثمان کے غلام سے بیان کیا ہے اور اس وجہ سے اسے غریب قرار دیا ہے۔ اور بیہقی نے اسے عمرو بن مرزوق کے طریق سے سکن بن المغیرہ سے بیان کیا ہے اور تین بار کہا ہے کہ آپ نے تین سو اونٹوں کو پالانوں اور عرق ریزوں سمیت اپنے ذمہ لیا تھا۔

عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو منبر پر فرماتے دیکھا کہ:

''اس کے بعد عثمان کو کوئی کام نقصان نہ دے گا۔ یا آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد کوئی کام نقصان نہ دے گا''۔

ابوداؤد طیالسی کہتے ہیں کہ ابوعوانہ نے ہم سے حصین بن عبدالرحمٰن' عمرو بن جاوان اور احنف بن قیس نے بیان کیا' وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان کو' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت علی' حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم سے کہتے سنا کہ:

''میں آپ لوگوں کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس نے جیش العسرۃ کو تیار کیا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا''۔

پس میں نے انہیں تیار کیا یہاں تک کہ انہیں نکیل اور اونٹ کے زانوؤں کو باندھنے والی رسی بھی فراہم کر کے دی تو انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا ہے اور نسائی نے اسے حصین کی حدیث سے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

باب ۲

رونے والوں وغیرہ میں سے جولوگ معذوری کی بنا پر پیچھے رہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''اور جب کوئی سورت اترتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے مالدار لوگ تجھ سے اجازت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجیے کہ ہم بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ رہ جائیں۔ وہ اس بات سے راضی ہو گئے کہ عورتوں کے ساتھ رہ جائیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی پس وہ نہیں سمجھتے۔ لیکن رسول اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے وہ اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور انہی کے لیے سب بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔ اور دیہاتیوں میں سے بہانے کرنے والے آئے کہ انہیں اجازت دی جائے اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے جھوٹ بولا وہ بیٹھے رہے' جو ان میں سے کفر پر مرے انہیں دردناک عذاب ملے گا' کمزوروں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی مریضوں پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر جو خرچ کرنے کو کچھ نہیں پاتے۔ جب وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے اخلاص رکھیں۔ نیکی کرنے والوں پر الزام کی کوئی راہ نہیں اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور نہ ان پر کوئی الزام ہے کہ جب وہ تیرے پاس آئے کہ تو انہیں سواری دے تو تو نے کہا مجھے کچھ نہیں ملتا جس پر تمہیں سوار کروں' وہ واپس چلے گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اس غم سے کہ وہ خرچ کرنے کے لیے مال نہیں پاتے' الزام صرف ان پر ہے جو دولت مند ہو کر تجھ سے اجازت مانگتے ہیں اور عورتوں کے ساتھ دینے پر راضی ہو گئے اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی' پس وہ نہیں جانتے''۔

اور ہم نے تفسیر میں ان تمام امور پر کافی گفتگو کی ہے اور یہاں ان رونے والوں کا ذکر مقصود ہے جو رسول کریم ﷺ کے پاس سواری کے لیے آئے تا کہ وہ اس غزوہ میں آپ کی مصاحبت کریں مگر انہوں نے آپ کے پاس کوئی سواری نہ پائی جس پر آپ انہیں سوار کرتے پس وہ جہاد فی سبیل اللہ اور اس میں خرچ کرنے سے محروم رہ جانے پر افسوس سے روتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ وہ انصار وغیرہم کے سات آدمی تھے' بنی عمرو بن عوف میں سے سالم بن عمیر' بنی حارثہ میں سے علبہ بن زید' بنی مازن بن النجار میں سے ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب' بنی سلمہ میں سے عمرو بن الحمام بن الجموح اور عبداللہ ابن المغفل مزنی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمرو المزنی تھے اور بنی واقف میں سے حرمی بن عبداللہ اور عرباض بن ساریہ فزاری رضی اللہ عنہم تھے۔

Marfat.com

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ابن یامین بن عمیر بن کعب نضری' ابولیلیٰ اور عبداللہ بن مغفل سے ملا اور وہ دونوں رو رہے تھے۔ اس نے پوچھا تم دونوں کو کس چیز نے رلایا ہے وہ کہنے لگے ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تا کہ آپ ہمیں سواری دیں پس ہم نے آپؐ کے پاس کوئی سواری نہیں پائی جس پر آپ سوار کرائیں اور ہمیں آپ کے ساتھ نکلنے کی سکت نہیں ہے تو اس نے انہیں اپنا اونٹ دیا اور وہ اس پر کوچ کر گئے۔ اور اس نے انہیں توشہ کے طور پر کچھ کھجوریں بھی دیں پس وہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

اور یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ علبہ بن زید رات کو نکلا اور اس نے اس شب مشیت الٰہی کے مطابق جس قدر نماز پڑھنی تھی پڑھی پھر اس نے رو کر کہا۔

اے اللہ تو نے جہاد کا حکم دیا ہے اور اس میں رغبت دلائی ہے پھر تو نے مجھے اتنا نہیں دیا جس سے میں جہاد کی سکت پا سکوں اور تو نے اپنے رسول کے ہاتھ میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں دی جس پر وہ مجھے سوار کرائیں اور میرے جسم' مال اور عزت کو جو بھی نقصان پہنچا ہے میں اس میں ہر مسلمان پر خیرات کرتا رہا ہوں۔ پھر وہ لوگوں کے ساتھ ہو گیا' رسول کریم ﷺ نے فرمایا اس شب کا خیرات کرنے والا کہاں ہے پس کوئی آدمی کھڑا نہ ہوا پھر آپ نے فرمایا خیرات کرنے والا کہاں ہے وہ کھڑا ہو جائے پس اس نے آپ کے پاس جا کر آپ کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' تجھے بشارت ہو کہ وہ خیرات مقبول زکوٰۃ میں لکھی گئی ہے''۔

اور اس موقع پر حافظ بیہقی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوعبداللہ حافظ' ابوالعباس محمد بن یعقوب' احمد بن عبدالحمید مازنی اور ابواسامہ نے برید سے اور اس نے ابوموسیٰ سے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ:

میرے ساتھیوں نے مجھے رسول کریم ﷺ کے پاس بھیجا کہ میں آپؐ سے ان کے لیے سواریوں کے متعلق پوچھوں یہ اس وقت کی بات ہے جب انہوں نے غزوہ تبوک میں جیش العسرہ میں آپ کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا' میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ انہیں سواری دیں آپ نے فرمایا قسم بخدا' میں آپ کو کسی چیز پر سوار نہیں کر سکتا اور میں آپ سے اس حال میں ملا کہ آپ ناراض تھے اور مجھے کچھ سمجھ نہ آئی اور میں رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے' اور اس خوف سے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں غمگین ہو کر واپس آ گیا اور میں نے واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو رسول اللہ ﷺ نے جو بات فرمائی تھی اس کی اطلاع دی اور ابھی میں ایک لحہ ہی ٹھہرا تھا کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی کہ آپ اعلان کر رہے ہیں کہ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کہاں ہے' پس میں نے انہیں جواب دیا' انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ آپ کو بلا رہے ہیں انہیں جواب دیجیے اور جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپؐ نے فرمایا:

ان دونوں مشکیزوں اور ان دونوں مشکیزوں اور ان دونوں مشکیزوں کو چھ اونٹوں کے عوض سے لو جنہیں آپ نے اسی وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا آپ نے فرمایا: انہیں اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور انہیں کہو اللہ اور اس کا رسول تمہیں ان پر سوار کراتا ہے' میں نے کہا بے شک اللہ کا رسول آپ لوگوں کو ان پر سوار کراتا ہے۔ لیکن قسم بخدا میں آپ کو اس وقت تک نہیں

Marfat.com

چھوڑوں گا جب تک تمہارا ایک آدمی' میرے ساتھ اس آدمی کے پاس نہ چلے جس نے رسول اللہ ﷺ سے اس گفتگو کو سنا ہو۔ جب میں نے آپ سے تمہارے متعلق سوال کیا تھا اور آپ نے پہلی دفعہ مجھے منع کر دیا تھا پھر اس کے بعد آپ نے مجھے سواری عطا فرمائی' یہ خیال نہ کریں کہ میں نے آپ کو وہ بات بتائی ہے جو آپ نے نہیں فرمائی' تو انہوں نے مجھے کہا خدا کی قسم آپ ہمارے ہاں راستباز ہیں اور ہم وہی کریں گے جو آپ پسند کریں گے' وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ ان کی ایک جماعت کے ساتھ چلے اور ان لوگوں کے پاس آئے جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی اس گفتگو کو سنا تھا۔ جس میں اسے انہیں سواری دینے سے منع کرنے اور سواری دینے کا ذکر تھا' پس انہوں نے بھی انہیں وہی بات بتائی جو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتائی تھی۔ اور بخاری اور مسلم نے ابوکریب اور ابواسامہ سے یہ حدیث بیان کی ہے اور ان دونوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے جو روایت بیان کی ہے اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اشعریوں کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کہ آپ ہمیں سواری دیں' آپ نے فرمایا قسم بخدا میں آپ کو سوار نہیں کرا سکتا اور نہ میرے پاس کوئی سواری ہے جس پر تمہیں سوار کراؤں' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو آپ نے ہمارے لیے بنگی کوہانوں والے چھ اونٹوں کا حکم دیا تو ہم نے انہیں پکڑ لیا۔ پھر ہم نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں اپنی قسم کا تاوان دیا ہے۔ خدا کی قسم اس میں ہمارے لیے برکت نہ ہوگی تو ہم آپ کے پاس واپس گئے تو آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے تمہیں سواری دی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: قسم بخدا' میں ان شاء اللہ قسم نہیں اٹھاؤں گا اور اگر کوئی دوسری بات مجھے اس سے بہتر نظر آئی تو میں اسے اختیار کر لوں گا اور قسم کا کفارہ دے کر اس سے آزاد ہو جاؤں گا۔

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کو غیر حاضری نے دیر کرا دی حتیٰ کہ وہ بغیر کسی شک وشبہ کے رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے' جن میں بنی سلمہ کے کعب بن مالک بن ابی کعب' بنی عمرو بن عوف کے مرارہ بن ربیع' بنی واقف کے ہلال بن امیہ اور بنی سالم بن عوف کے ابوخیثمہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ یہ لوگ سچے مسلمان تھے اور اپنے اسلام میں ہر قیمت سے بالا تھے میں کہتا ہوں کہ پہلے تین آدمیوں کا قصہ عنقریب مفصل طور پر بیان ہوگا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ:

> ''اور ان تین کو جو پیچھے رکھے گئے تھے اللہ نے لطف کیا یہاں تک کہ زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہوگئی اور وہ اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے خیال کر لیا کہ خدا کے سوا کوئی پناہ نہیں''۔

ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور انہوں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ ملنے کا عزم کر لیا۔ جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

Marfat.com

باب ۳

تبوک کی طرف روانگی

یونس بن بکیر ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے:

پھر رسول کریم ﷺ نے اپنے سفر کی تیاری کی اور چلنے کا ارادہ کرلیا پس جب آپ جعرات کو نکلے تو آپ نے ثنیۃ الوداع پر پڑاؤ کیا اور آپؐ کے ساتھ تیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے اور دشمن خدا عبداللہ بن ابی نے آپؐ سے نیچے پڑاؤ کیا۔ اور وہ ان کے خیال میں دو لشکروں سے کم نہ تھا۔ پس جب رسول کریم ﷺ چلے تو عبداللہ بن ابی منافقین اور شکی لوگوں کے ایک گروہ کے ساتھ آپؐ سے پیچھے رہ گیا اور رسول کریم ﷺ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ الدراوردی نے بیان کیا ہے کہ آپؐ نے تبوک کے سال مدینہ میں سباع بن عرفطہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل پر قائم مقام مقرر کیا اور انہیں ان کے ساتھ قیام کرنے کا حکم دیا۔ پس منافقین نے آپ کے متعلق جھوٹی خبر اڑا دی اور کہا کہ آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بوجھ سمجھتے ہوئے اور ان سے ہلکا ہونے کے لیے انہیں پیچھے چھوڑا ہے۔ پس جب انہوں نے یہ بات کہی تو آپ نے اپنے ہتھیار لیے اور چلتے چلتے جرف مقام پر رسول کریم ﷺ سے جا ملے' جہاں آپ پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور منافقین نے جو بات کہی تھی اس کے متعلق آپ کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا:

''انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ لیکن میں نے تو آپ کو اس پر قائم مقام مقرر کیا ہے جو میں نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے' واپس چلے جایئے اور اپنے اور میرے اہل کے بارے میں قائمقامی کیجیے۔ اے علیؓ! کیا آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی' ہاں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا''۔

پس حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ پھر ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے اور اس نے اپنے باپ سعد سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات کہتے سنا' اور بخاری اور مسلم نے شعبہ کے طریق سے' سعد بن ابراہیم سے اور انس نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے اور اس نے اپنے باپ سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

اور ابوداؤد طیالسی نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ ہم سے شعبہ نے الحکم سے اور اس نے مصعب بن سعد سے اور اس نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قائم مقام بنایا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر قائم مقام بناتے ہیں تو آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ

Marfat.com

آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ ہاں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا''۔

اور ان دونوں نے اسے شعبہ کے طرق سے اسی طرح روایت کی ہے اور اسی طرح بخاری نے ابوداؤد کے طرق سے بحوالہ شعبہ اسے معلق قرار دیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے قتیبہ بن سعید اور حاتم بن اسماعیل نے بکیر بن مسمار سے اور اس نے عامر بن سعد سے اور اس نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں فرماتے سنا۔ اور آپ نے انہیں ایک غزوہ میں پیچھے چھوڑا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ رہے ہیں آپ نے فرمایا اے علی کیا آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اور اسے مسلم اور ترمذی نے قتیبہ سے روایت کیا ہے اور مسلم اور محمد بن عباد دونوں نے حاتم بن اسماعیل کا اضافہ کیا ہے اور ترمذی نے اس طریق سے اسے حسن صحیح غریب بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کے کئی روز بعد ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ ایک گرم دن کو اپنے اہل کی طرف واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے ان کے باغ میں دو شامیانے لگائے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے شامیانے پر چھڑکاؤ کیا ہوا ہے اور اس میں پانی ٹھنڈا کیا ہوا ہے اور ان کے لیے اس میں کھانا تیار کیا ہوا ہے' پس جب وہ آئے تو شامیانے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنی دونوں بیویوں کو اور جو کچھ انہوں نے ان کے لیے تیار کیا ہوا تھا اسے دیکھا اور کہنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ' ہوا اور گرمی میں ہوں اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ خنک سائے' تیار کھانے اور خوب صورت بیوی کے ساتھ اپنے مال میں مقیم ہو' یہ انصاف کی بات نہیں خدا کی قسم میں تم دونوں کے کسی شامیانے میں داخل نہیں ہوں گا' یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں' پس ان دونوں نے زاد راہ تیار کیا پھر ان کا اونٹ لایا گیا تو انہوں نے اس پر کجاوہ کسا پھر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل گئے یہاں تک کہ جب آپ تبوک میں اترے تو وہ آپؐ سے جا ملے اور عمیر بن وہب الجمحی رضی اللہ عنہ نے راستے میں ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کرتے پایا تو وہ دونوں ساتھی بن گئے اور جب وہ تبوک کے قریب آئے تو ابوخیثمہ نے عمیر بن وہب رضی اللہ عنہما سے کہا میرا ایک گناہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے تک اگر تو مجھ سے پیچھے رہ جائے تو تم پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ تو اس نے ایسے ہی کیا۔ اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے تو لوگ کہنے لگے یہ سوار راستے پر آ رہا ہے' تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ابوخیثمہ ہوگا'' تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم بخدا وہ ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ ہی ہے۔ پس جب وہ پہنچے تو انہوں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا تو آپ نے انہیں فرمایا ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ تیرے لیے بہتری ہو۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات بتائے تو آپ نے ان کے لیے بھلائی کی دعا کی۔

اور عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہ نے ابوخیثمہ کے واقعہ کو محمد بن اسحاق کے اسلوب پر مبسوط طور پر بیان کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ خریف کے موسم میں تبوک کی طرف گئے تھے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کا نام مالک بن قیس تھا۔ انہوں نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

''جب میں نے لوگوں کو دین میں منافقت کرتے دیکھا تو میں نے وہ کام کیا جو بہت پاکیزہ اور بزرگی والا تھا۔ اور میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی پس میں نے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ کسی حرام کا ارتکاب کیا اور میں نے شامیانے میں خضاب والی عورت اور بہت اچھے پھل لانے والے خرما کے درخت چھوڑے جن کی گدری ہوئی کھجوریں سیاہ ہوگئی تھیں اور جب منافق شک کرتا ہے تو میرا دل' تیزی سے دین کا قصد کرتا ہے''۔

یونس بن بکیر محمد بن اسحاق سے اور وہ بریدہ سے اور وہ سفیان سے اور وہ محمد بن مالک قرظی سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی جانب روانہ ہوئے تو ایک آدمی ہمیشہ پیچھے رہتا اور لوگ کہتے یا رسول اللہ فلاں آدمی پیچھے رہ گیا ہے تو آپ فرماتے اسے چھوڑ دو اگر اس میں بھلائی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے ساتھ ملا دے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے تم کو راحت دی ہے۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی پیچھے رہ گئے ہیں اور ان کے اونٹ نے انہیں مؤخر کر دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اگر اس میں بھلائی ہے تو عنقریب اللہ اسے تمہارے ساتھ ملا دے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے راحت دی ہے۔ پس حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ کا انتظار کیا اور جب اس نے دیر کی تو آپ نے اپنا سامان لے کر اپنی پشت پر رکھ لیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیدل چل پڑے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک منزل پر اترے تو ایک مسلمان نے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی راستے پر پیدل چل رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ابوذر ہوگا'' پس جب لوگوں نے اسے غور سے دیکھا تو کہنے لگے۔ یا رسول اللہ قسم بخدا یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہی ہے۔

تو آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے جو اکیلا ہی چلتا ہے اور اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی دوبارہ زندہ ہوگا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حالات نے گردش کھائی اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ربذہ کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ اور جب آپ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی بیوی اور غلام کو وصیت کی اور فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا اور رات کو مجھے کفن دینا' پھر مجھے راستے کے درمیان رکھ دینا' پس جو قافلہ سب سے پہلے تمہارے پاس سے گزرے اسے کہنا یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہے۔ پس جب آپ وفات پا گئے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پس ایک قافلہ آیا اور ابھی انہیں اس کا علم بھی نہ ہوا تھا کہ ان کی سواریاں آپ کی چارپائی کو روندنے لگیں' کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفیوں کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ کو جواب دیا گیا کہ یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے روتے ہوئے فرمایا:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ابوذرؓ پر رحم فرمائے جو اکیلا ہی چلتا ہے اور اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی دوبارہ زندہ ہوگا''۔

Marfat.com

پس وہ اترے اور انہیں اپنے قریب کیا یہاں تک کہ انہیں دفنا دیا۔ اس کی اسناد حسن ہیں اور انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا اور معمر نے ہمیں خبر دی اور عبداللہ بن محمد بن عقیل نے اللہ تعالیٰ کے قول کہ:

''جن لوگوں نے تنگی کے وقت اس کی پیروی کی''۔

کے متعلق ہمیں بتایا کہ غزوہ تبوک میں دو یا تین آدمی ایک اونٹ پر سخت گرمی میں نکلے تو انہیں پیاس نے آستایا تو وہ اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے لگے تاکہ ان کے اوجھ نکال لیں اور ان کا پانی پئیں۔ اور یہ بات پانی کی تنگی' اخراجات کی تنگی اور سواریوں کی تنگی کی وجہ سے تھی۔

عبداللہ بن وہب کہتے ہیں کہ مجھے عمرو بن الحارث نے سعید بن ابی ہلال سے اور اس نے عتبہ بن ابی عتبہ سے اور اس نے نافع بن جبیر سے اور اس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ ہمیں تنگی کے وقت کے حالات کے بارے میں بتائیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سخت گرمی میں تبوک کی طرف گئے اور ایک منزل پر اترے تو ہمیں پیاس نے ستایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ ہماری گردنیں الگ ہو جائیں گی' حتیٰ کہ ہمارا ایک آدمی کجاوے کی تلاش میں جاتا تو واپس نہ آتا یہاں تک کہ وہ خیال کرتا کہ اس کی گردن الگ ہو جائے گی اور نوبت بایں جارسید کہ ایک آدمی اپنے اونٹ کو ذبح کرتا تو وہ اس کے گوبر کو بھی نچوڑتا اور اسے پی لیتا اور بقیہ پانی کو اپنے کلیجے پر رکھ لیتا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعا میں بھلائی کا خوگر بنایا ہے' ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے' آپ نے فرمایا کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں! راوی کا بیان ہے کہ آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور ان کو اس وقت تک واپس نہ لائے یہاں تک کہ آسمان تیار ہو گیا اور شبنم برسانے لگا پھر لگا تار بارش ہونے لگی تو ان کے پاس جو برتن تھے انہوں نے بھر لیے پھر ہم دیکھنے کے لیے گئے تو ہم نے اسے فوج سے آگے پایا' اس کی اسناد جید ہے اور انہوں نے بدیں وجہ سے اسے بیان نہیں فرمایا۔

اور ابن اسحاق نے عاصم بن عمرو بن قتادہ سے اور انہوں نے اپنی قوم کے آدمیوں سے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب وہ حجر مقام پر تھے اور انہوں نے اپنے ایک منافق ساتھی سے کہا تیرا برا ہو کیا اس کے بعد بھی کوئی چیز باقی رہ گئی ہے اس نے کہا یہ ایک گزرنے والا بادل تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ بھٹک گئی اور لوگ آپ کی تلاش میں گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارہ بن حزم انصاری سے جو آپ کے پاس ہی تھا فرمایا' کہ ایک آدمی نے کہا ہے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں بتاتا ہے کہ وہ نبی ہے اور تمہیں آسمان کی خبریں دیتا ہے مگر اسے اپنی ناقہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور قسم بخدا میں وہی بات جانتا ہوں جو اللہ مجھے سکھاتا ہے اور اس نے مجھے اس کے متعلق بتا دیا ہے اور وہ وادی میں ہے۔ اور اس کی مہار ایک درخت میں الجھی ہوئی ہے' پس وہ جا کر اسے لے آئے اور عمارہ بھی اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ آیا۔ اور اس نے انہیں وہ بات بتائی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی

Marfat.com

کے متعلق بیان کی تھی۔ اور عمارہ کی قیام گاہ میں مقیم ایک آدمی نے کہا کہ آپ نے یہ بات زید بن الصیت[1] کے بارے میں فرمائی تھی اور وہ عمارہ کے آنے سے قبل اس کی قیام گاہ میں تھا۔ پس عمارہ زید کی گردن کو ٹکتے ہوئے اس کے پاس آئے اور کہنے لگے مجھے معلوم ہی نہیں اور میری قیامگاہ میں ایک مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ اے دشمن خدا میرے پاس سے چلا جا اور میرے ساتھ نہ رہ اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ زید نے توبہ کر لی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مرنے تک شر سے متہم تھا۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سواری کے مشابہ ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ پھر اسے اعمش کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ اعمش کو شک پڑ گیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

جب غزوہ تبوک کے روز لوگوں کو بھوک نے ستایا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹوں کو ذبح کر لیں اور کھائیں اور تیل لگائیں تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایسا کر لو'' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ایسا ہوا تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ لیکن آپ ان کے توشوں کے بڑھنے اور ان میں برکت کے لیے دعا کریں شاید اللہ تعالیٰ ان میں برکت ڈال دے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا بہت اچھا' پس آپ نے چمڑے کا فرش منگایا اور اسے پھیلایا پھر ان کے توشوں کے بڑھنے کے لیے دعا کی۔ پس ایک آدمی کف بھر مکئی لاتا اور دوسرا کف بھر کھجوریں لاتا اور تیسرا روٹی کا ایک ٹکڑا لاتا۔ یہاں تک کہ چمڑے کے فرش پر تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں۔ پس رسول کریم ﷺ نے برکت کی دعا کی پھر انہیں فرمایا ''اپنے برتنوں میں ڈال لو'' پس وہ اپنے برتنوں میں ڈالنے لگے یہاں تک کہ انہوں نے فوج کے تمام برتنوں کو بھر دیا اور کھا کر سیر ہو گئے اور کچھ کھانا بچ بھی گیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور جو شخص بغیر شک کیے اس کلمہ کے ساتھ اللہ سے ملاقات نہیں کرے گا وہ جنت سے روک دیا جائے گا''۔

اور مسلم نے اسے ابو کریب سے اور اس نے ابو معاویہ سے اور اس نے اسے اعمش سے بیان کیا ہے اور امام احمد نے اسے سہیل کی حدیث سے جو اس نے اپنے باپ سے اور اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے' روایت کیا ہے۔ اور اس کے غزوہ تبوک کا ذکر نہیں کیا بلکہ کہا ہے کہ یہ واقعہ ایک غزوہ میں ہوا تھا۔

---

[1] اصلین میں ایسے ہی بیان ہوا ہے اور التیموریہ میں الصلت بیان ہوا ہے اور اصابہ میں لصیت' اور بعض کا قول ہے کہ یہ لصیب ہے اور ابن ہشام میں اللصیت ہے اور بعض کا قول ہے کہ لصیت ہے اور ابن جریر میں بھی اسی طرح ''باء'' کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

Marfat.com

تبوک کی طرف جاتے ہوئے آپ کا حجر میں ثمود کے مساکن سے گزرنا

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ حجر سے گزرے تو آپ وہاں اترے اور لوگوں نے اس کے کنویں سے پانی لیا اور جب وہ چلے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اس کے پانیوں سے کچھ نہ پیو اور نہ نماز کے لیے اس سے وضو کرو اور جو آٹا تم نے گوندھا ہے اسے اونٹوں کو کھلا دو اور اس سے کچھ نہ کھاؤ''۔

ابن اسحاق نے اسے اسی طرح بغیر اسناد کے بیان کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یعمر بن بشر اور عبداللہ بن مبارکؒ نے بیان کیا اور ہمیں معمر نے زہری سے بتایا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے بتایا کہ جب رسول کریم ﷺ حجر سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا:

''ان لوگوں کے مساکن میں داخل نہ ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔ ہاں تم روتے ہوئے جاؤ کہ تمہیں وہ عذاب نہ آلے جس نے انہیں آلیا تھا''۔

اور آپ نے کجاوے میں اپنی چادر اوڑھ لی۔ اور بخاری نے اسے عبداللہ بن مبارک اور عبدالرزاق کی حدیث سے بیان کیا ہے اور دونوں نے معمر سے اس کے اسناد سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور مالک نے عبداللہ بن دینار اور اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا:

''ان عذاب یافتہ لوگوں کے پاس روتے ہوئے جاؤ اور اگر تم رونے والے نہیں تو ان کے پاس مت جاؤ کہ کہیں تمہیں بھی ان کی طرح عذاب نہ آلے''۔

اور بخاری نے اسے مالک کی حدیث اور سلیمان بن ہلال کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ان دونوں نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی ہے۔ اور مسلم نے ایک اور طریق سے اسے اسی طرح عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا اور صخر یعنی ابن جویریہ نے ہم سے نافع سے اور اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول کریم ﷺ تبوک کے سال لوگوں کے ساتھ حجر میں ثمود کے گھروں کے پاس اترے اور لوگوں نے ان کنوؤں سے پانی لیا جن سے ثمود پانی پیتے تھے اور آٹا گوندھا اور گوشت کی دیگیں چڑھائیں تو رسول کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے دیگیں انڈیل دیں اور اونٹوں کو آٹا کھلایا۔ پھر آپ ان کے ساتھ چل پڑے اور انہیں اس کنویں پر اتارا جس سے ناقہ پانی پیا کرتی تھی اور آپ نے انہیں عذاب یافتہ لوگوں کے پاس جانے سے منع کر دیا اور فرمایا:

Marfat.com

''مجھے خدشہ ہے کہ تمہیں بھی ان کی طرح عذاب نہ آلے پس ان کے پاس مت جاؤ''۔

اس طریق سے اس حدیث کی اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور بخاری اور مسلم نے صرف انس بن عیاض کی حدیث سے' جو ابوضمرہ سے عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر مروی ہے' اس کی تخریج کی ہے' بخاری کا بیان ہے' اور اسامہ نے عبیداللہ سے اس کی متابعت کی ہے۔ اور مسلم نے اسے شعیب بن اسحاق کی حدیث سے عن عبیداللہ عن نافع بیان کیا ہے۔ اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالرزاق اور معمر نے عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن ابن زبیر عن جابر بیان کیا ہے کہ:

''جب رسول کریم ﷺ حجر سے گذرے تو آپ نے فرمایا کہ نشانات کے بارے میں دریافت نہ کرو اور حضرت صالح کی قوم نے بھی ان کے بارے میں دریافت کیا تھا اور وہ اس راستے سے آتے جاتے تھے پس انہوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں اور وہ ایک روز ان کا پانی پیا کرتی تھی اور وہ ایک روز اس کا دودھ پیا کرتے تھے پس انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں تو انہیں عذاب نے آلیا۔ اور آسمان کے نیچے صرف ان میں سے ایک آدمی کے سوا جو حرم الٰہی میں موجود تھا اللہ نے سب کو خستہ حال کر دیا''۔

آپؐ سے دریافت کیا گیا' یا رسول اللہ ﷺ وہ کون تھا تو آپؐ نے فرمایا وہ ابو برغال تھا اور جب وہ حرم سے نکلا تو اسے بھی اس عذاب نے آلیا' جس نے اس کی قوم کو آلیا تھا' اس کا اسناد صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا اور ہمیں مسعودی نے عن اسمٰعیل بن واسط عن محمد بن کبشہ الانماری عن ابیہ بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ:

''جب غزوہ تبوک ہوا تو لوگ اہل حجر کی طرف جانے میں جلدی کرنے لگے' پس جب رسول کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو لوگوں میں اکٹھا ہونے کے لیے اعلان کیا گیا راوی بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپؐ اپنے اونٹ کو پکڑے ہوئے تھے۔ اور فرما رہے تھے' تم ان لوگوں کے پاس جا کر کیا کرو گے' جن پر اللہ کا غضب ہوا تھا' پس ایک آدمی نے آپ کو آواز دی کہ ہم ان سے متعجب ہوں؟ آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بھی عجیب تر بات نہ بتاؤں کہ تمہارا ایک آدمی تم کو تم سے پہلے کے واقعات اور تم سے بعد ہونے والے واقعات کی اطلاع دیتا ہے' پس سیدھے ہو جاؤ اور راست روی اختیار کرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب دینے کے بارے میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا' اور عنقریب ایک قوم ہو گی جو اپنے آپ سے کسی چیز کو ہٹا نہیں سکے گی''۔

اس کا اسناد حسن ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

اور یونس بن بکیر' ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ مجھے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے عباس بن سہل بن سعد الساعدی سے یا عباس بن سعد سے بتایا۔ اس میں مجھے شک ہے۔ کہ جب رسول کریم ﷺ حجر سے گزرے اور وہاں اترے تو لوگوں نے اس کے کنویں سے پانی لیا اور جب وہ وہاں سے چل پڑے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

''اس کے پانی سے کچھ نہ پیو اور نہ نماز کے لیے اس سے وضو کرو اور جو آٹا تم گوندھ چکے ہو وہ اونٹوں کو کھلا دو اور اس سے کچھ نہ کھاؤ۔ اور تم میں سے کوئی شخص آج شب اپنے ساتھی کے بغیر باہر نہ نکلے''۔

پس بنی ساعدہ کے دو آدمیوں کے سوا' دیگر لوگوں نے آپؐ کے حکم کے مطابق عمل کیا' ان میں سے ایک اپنے کسی کام کے لیے نکلا اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا' پس جو اپنے کسی کام کے لیے نکلا تھا اس کا راستے ہی میں گلا گھٹ گیا اور جو اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا تھا اسے ہوا نے اٹھا لیا اور طیٔ کے پہاڑ پر پھینک دیا' جب رسول کریم ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپؐ نے فرمایا:

''کیا میں نے آپ کو اطلاع نہیں دی تھی کہ کوئی آدمی اپنے ساتھی کے بغیر باہر نہ نکلے''۔

پھر آپ نے اس کے لیے دعا کی جسے راستے میں تکلیف پہنچی تھی تو وہ صحت یاب ہو گیا اور دوسرا تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ اور زیاد نے ابن اسحاق سے جو روایت کی ہے اس میں بیان ہوا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آئے تو طیٔ نے اسے آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھے عبداللہ بن ابوبکر نے بتایا کہ عباس بن سہیل نے اسے ان دو آدمیوں کے نام بھی بتائے تھے لیکن اس نے انہیں چھپایا اور مجھے ان کے نام نہیں بتائے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان' وہیب بن خالد اور عمرو ابن یحییٰ نے عباس بن سہیل بن سعد الساعدی سے اور اس نے ابوحمید الساعدی سے بیان کیا۔ وہ کہتا ہے کہ ہم تبوک کے سال رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم وادی القریٰ میں آ گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنے باغ میں بیٹھی ہے' رسول کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا'' اس باغ کا اندازہ لگاؤ''۔ لوگوں نے بھی اور رسول کریم ﷺ نے بھی اس کا اندازہ دس وسق لگایا۔ [1] رسول کریم ﷺ نے اس عورت سے فرمایا' جو اس باغ سے نکلے اسے شمار کر لینا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس واپس آ جاؤں گا ان شاء اللہ' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ وہاں سے چل کر تبوک آ گئے اور آپؐ نے فرمایا:

''آج شب تم پر شدید ہوا چلے گی' پس اس میں کوئی آدمی کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کی رسی کو مضبوطی سے باندھ دے''۔

ابوحمید بیان کرتا ہے کہ ہم نے اونٹوں کو باندھ دیا پس جب رات ہوئی تو ہم پر سخت ہوا چلی جس میں ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور اسے ہوا نے طیٔ کے پہاڑ پر پھینک دیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایلہ کا بادشاہ آیا اور اس نے آپ کو ایک سفید خچر ہدیۃً دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چادر زیب تن کروائی اور اسے لکھ دیا کہ آپ انہیں پناہ دیتے ہیں۔ پھر ہم آپ کے ساتھ وادی القریٰ میں آئے تو آپؐ نے عورت سے فرمایا تیرے باغ نے کتنا پھل دیا ہے؟

---

[1] ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک ایک اونٹ کے بوجھ کو وسق کہتے ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

اس نے جواب دیا دس وسق' یہی رسول اللہ ﷺ کا اندازہ تھا' آپ نے فرمایا: میں جلد جانے والوں ہوں اور جو تم میں سے جلد جانا چاہتا ہے وہ تیاری کرے' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ چل پڑے تو ہم بھی ان کے ساتھ چل پڑے اور جب آپ مدینہ کے قریب آئے تو آپ نے فرمایا: ''یہ طابہ ہے'' اور جب آپ نے احد کو دیکھا تو فرمایا یہ احد ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم بھی اس کے ساتھ محبت رکھتے ہیں' کیا میں تمہیں انصار کے بہترین گھرانوں کے بارے میں بتاؤں' ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ بتایئے آپ نے فرمایا:

''انصار کا بہترین گھرانہ بنو النجار ہیں پھر بنی عبدالاشہل کا گھرانہ ہے پھر بنی ساعدہ کا گھرانہ پھر انصار کے ہر گھرانے میں بہتری ہے''۔

اور بخاری اور مسلم نے عمر بن یحییٰ کے طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے اس کی تخریج کی ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ عن ابی زبیر' عن ابی طفیل' عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ تبوک کے سال رسول کریم ﷺ کے ساتھ گئے۔ تو آپ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کرتے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز آپ نے نماز کو مؤخر کیا پھر آپ تشریف لائے تو آپؐ نے ظہر وعصر دونوں کو اکٹھے پڑھایا' پھر آپ چلے گئے اور پھر آ کر مغرب وعشاء کو اکٹھے پڑھایا پھر فرمایا:

''کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر آؤ گے اور تم دھوپ چڑھے دن کے واضح ہونے پر وہاں آؤ گے۔ پس جو وہاں آئے وہ اس کے پانی کو اس وقت تک نہ چھوئے جب تک میں نہ آؤں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم وہاں آئے اور دو آدمی وہاں چلے گئے تھے اور چشمے سے تسمے کی طرح تھوڑا تھوڑا پانی بہہ رہا تھا' رسول کریم ﷺ نے ان دونوں آدمیوں سے دریافت کیا' کیا تم نے اس کے پانی کو چھوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! تو آپؐ نے ان دونوں کو برا بھلا کہا اور جو اللہ نے چاہا انہیں کہا' پھر آپ نے چشمے سے تھوڑے تھوڑے چلو بھرے یہاں تک کہ وہ ایک چیز میں اکٹھے ہو گئے' پھر رسول کریم ﷺ نے اس میں اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور پھر اسے دوبارہ چشمے میں ڈال دیا تو چشمہ بہت سے پانی کے ساتھ بہہ پڑا' تو لوگوں نے پانی پیا' پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے معاذ! ہوسکتا ہے کہ تیری زندگی لمبی ہو اور تو اس جگہ کو باغات سے بھری ہوئی دیکھے''۔

مسلم نے مالک کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے۔

Marfat.com

تبوک میں کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر آپؐ کے خطبہ دینے کا بیان

امام احمدؒ نے ابوالنضر ہاشم بن القاسم اور یونس بن محمد المؤذن اور حجاج بن محمد سے بحوالہ لیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الخیر عن ابی الخطاب عن ابی سعید الخدری روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے تبوک کے سال کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر لوگوں کو خطاب کیا اور فرمایا کیا میں تمہیں بہترین اور بدترین لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟ لوگوں میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے گھوڑے یا اونٹ کی پشت پر یا پیادہ پا راہ خدا میں کام کرتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔ اور لوگوں میں بدترین آدمی' وہ فاجر اور جری ہے' جو کتاب الٰہی کو پڑھتا ہے اور اس کی کسی بات کی پرواہ نہیں کرتا''۔

اسے نسائی نے قتیبہ سے بحوالہ لیث روایت کیا ہے اور ابوالخطاب نے کہا ہے کہ میں اسے نہیں جانتا۔ اور بیہقی نے یعقوب بن محمد الزہری کے طریق سے بحوالہ عبدالعزیز بن عمران روایت کی ہے کہ مصعب بن عبداللہ نے بحوالہ منظور بن جمیل بن سنان ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں نے عقبہ بن عامر الجہنی سے سنا کہ ہم غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو رسول اللہ ﷺ سو گئے اور اس وقت بیدار ہوئے جب سورج نیزہ بھر بلند ہو چکا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے بلالؓ! کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ ہمارے لیے فجر کا انتظار کرنا' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی طرح نیند مجھے بھی لے گئی' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ اس جگہ سے کچھ دور منتقل ہو گئے۔ پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور بقیہ دن رات چلتے رہے اور تبوک میں صبح کی اور اس پر اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا:

''اے لوگو! سب سے سچی بات' اللہ کی کتاب ہے اور مضبوط ترین کڑا تقویٰ کی بات ہے اور بہترین مذہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہے اور بہترین سنت محمد ﷺ کی سنت ہے اور سب سے بلند رتبہ بات ذکر الٰہی ہے' اور بہترین قصہ یہ قرآن ہے' اور بہترین امور وہ فرائض ہیں جن کے کرنے کا اللہ نے ارادہ کیا ہے اور بدترین امور بدعات ہیں اور بہترین ہدایت' انبیاء کی ہدایت ہے اور سب سے بلند مرتبہ موت' شہداء کا قتل ہے اور ہدایت کے بعد سب سے بڑا اندھا پن ضلالت ہے اور بہترین اعمال وہ ہیں جو نفع مند ہوں اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے' اور سب سے برا اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے اور اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور جو تھوڑا اور کفایت کرنے والا ہو' وہ زیادہ اور غافل کر دینے والے سے بہتر ہے' اور سب سے بری معذرت وہ ہے جو موت کے وقت کی جائے' اور سب سے بری شرمندگی قیامت کے روز ہوگی۔ اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو جمعہ کے بعد آتے ہیں اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو چھوڑ چھوڑ کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ اور سب سے عظیم خطا جھوٹی زبان ہے اور بہترین تونگری دل کا تونگر ہونا ہے' اور

Marfat.com

بہترین زادِ تقویٰ ہے' اور دانائی کا کمال' اللہ کا خوف ہے' اور بہترین بات وہ ہے جو دلوں میں یقین کو جاگزین کرے' اور شک کرنا کفر کا حصہ ہے' اور نوحہ کرنا' جاہلیت کا عمل ہے' اور خیانت جہنم کا ٹکڑا ہے۔ اور شعر ابلیس کی جانب سے ہے' اور شراب گناہ کی جامع ہے۔ اور عورتیں شیطان کے جال ہیں۔ اور جوانی جنون کا ایک حصہ ہے۔ اور سب سے بری کمائی سود کی کمائی ہے۔ اور سب سے برا کھانا' یتیم کا مال کھانا ہے۔ اور نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔ اور بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں بد بخت ہو۔ اور تم میں سے ایک آدمی چار ہاتھ جگہ کی طرف جانے والا ہے اور معاملہ آخرت پر موقوف ہے اور کام کا دارومدار انجام پر ہے۔ اور سب سے بری راوی جھوٹے راوی ہیں۔ اور جو کچھ آنے والا ہے وہ قریب ہے اور مومن کو گالی دینا فسق ہے۔ اور مومن سے جنگ کرنا کفر ہے۔ اور اس کی غیبت کرنا' اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔ اور جو اللہ کی قسم کھائے گا' وہ اس کی تکذیب کرے گا' اور جو اس سے مغفرت طلب کرے گا وہ اسے بخش دے گا۔ اور جو معاف کرے گا اللہ اسے معاف کر دے گا۔ اور جو غصہ کو پیئے گا۔ اللہ اسے اجر دے گا۔ اور جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اسے اس کا بدلہ دے گا' اور جو شہرت پسند ہوگا اللہ اسے شہرت دے گا۔ اور جو صبر کرے گا اللہ اسے دگنا دے گا۔ اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اسے عذاب دے گا۔ اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے' اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے' اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے۔ آپؐ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی''۔

پھر فرمایا: ''میں اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں''۔

یہ حدیث غریب ہے اور اس میں نکارت پائی جاتی ہے اور اس کے اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے احمد بن سعید الہمدانی اور سلیمان بن داؤد نے بیان کیا وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابن وہب نے بتایا اور مجھے معاویہ نے سعید بن غزوان اور اس کے باپ کے حوالہ سے بتایا کہ وہ حاجی ہونے کی حالت میں تبوک آیا' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اپاہج آدمی ہے' میں نے اس سے اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا میں تجھے ایک بات بتاؤں گا' اور جب تک تو سنے کہ میں زندہ ہوں اسے بیان نہ کرنا۔ رسول اللہ ﷺ تبوک میں اترے اور آپ نے کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگائی اور فرمایا یہ ہمارا قبلہ ہے' پھر آپ نے اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی' وہ بیان کرتا ہے کہ میں آیا اور میں اس وقت بہت تیز جوان تھا' یہاں تک کہ میں آپؐ کے اور قبلہ کے درمیان سے گزر گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے ہماری نماز قطع کر دی ہے اللہ تعالیٰ اس کے نشان کو مٹا دے' وہ بیان کرتا ہے کہ میں آج تک اس پوزیشن پر قائم نہیں رہ سکا۔ پھر ابوداؤد نے اسے سعید کی حدیث سے بحوالہ عبدالعزیز تنوخی عن مولیٰ لیزید بن یزید بن عمران عن یزید بن عمران بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ:

''میں نے تبوک میں ایک اپاہج کو دیکھا' اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور میں گدھے پر سوار ہو کر آپ کے آگے سے گزرا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! اس کے نشان کو مٹا دے۔ پس میں اس کے بعد چل نہیں سکا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے ہماری نماز کو قطع کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نشان کو مٹا دے''۔

Marfat.com

حضرت معاویہ بن ابی معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ [1]

بیہقی نے یزید بن ہارون کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ ہمیں العلاء ابو محمد ثقفی نے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ سورج ایسی روشنی' شعاع اور نور کے ساتھ طلوع ہوا کہ میں نے گزشتہ وقت میں اسے اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا تھا' پس جبریل' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' تو آپؐ نے فرمایا اے جبریل! کیا وجہ ہے کہ میں سورج کو ایسی روشنی' شعاع اور نور کے ساتھ طلوع ہوتے دیکھ رہا ہوں کہ میں نے گزشتہ وقت میں اسے اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آج حضرت معاویہ بن ابی معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں فوت ہو گئے ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو ان کے پاس جنازہ پڑھنے کے لیے بھیجا ہے' آپ نے دریافت کیا یہ کس وجہ سے ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ دن اور رات کو کثرت کے ساتھ قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور کھڑے ہوتے' بیٹھتے اور چلتے ہوئے بھی پڑھتے تھے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کے لیے زمین سکیڑ دوں کہ آپ ان کی نماز جنازہ پڑھ لیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! راوی بیان کرتا ہے آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر واپس آ گئے۔

اور اس حدیث میں شدید نکارت اور غرابت پائی جاتی ہے اور لوگ اس کے معاملے کو العلاء بن زید کی طرف منسوب کرتے ہیں اور انہوں نے اس پر اعتراضات بھی کیے ہیں۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں علی بن احمد بن عبدان اور احمد بن عبدالصفار نے بتایا کہ ہاشم بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن الہیثم نے ہمیں بتایا کہ محبوب بن ہلال نے بحوالہ عطاء بن ابی میمونہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جبریل نے آ کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاویہ بن ابی معاویہ مزنی فوت ہو گئے ہیں کیا آپ ان کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پس انہوں نے اپنا پیر مارا اور تمام درخت اور ٹیلے ان کے سامنے پست ہو گئے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے نماز پڑھی اور آپؐ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے پوچھا' اللہ کے ہاں انہیں یہ مرتبہ کس وجہ سے حاصل ہوا' اس نے جواب دیا قل ہو اللہ سے محبت رکھنے کی وجہ سے وہ اسے اٹھتے' بیٹھتے' آتے جاتے اور ہر حال میں پڑھا کرتے تھے' عثمان کہتے ہیں' میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے اس نے کہا شام میں غزوہ تبوک میں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے اور ان کی چارپائی آپ کے سامنے کی گئی حتیٰ کہ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس طریق سے بھی یہ حدیث منکر ہے۔

---

[1] اسد الغابہ میں معاویہ بن ابی معاویہ ہی بیان ہوا ہے اور اصابہ میں معاویہ بن معاویہ بیان ہوا ہے۔ شاید ان کے باپ کی کنیت ابو معاویہ ہو۔

Marfat.com

تبوک میں قیصر کے ایلچی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سلیم نے عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن ابی راشد نے ہم سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میں[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہرقل کے ایلچی تنوخی کو حمص[2] میں ملا اور ایک شیخ کبیر میرا پڑوسی تھا جو نوے سال یا اس کے قریب قریب پہنچ چکا تھا میں نے اسے کہا کہ تو مجھے بتائے گا کہ ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور آپ نے ہرقل کی طرف کیا پیغام بھیجا تھا' اس نے جواب دیا ہاں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک تشریف لائے' تو آپ نے دحیہ کلبی کو ہرقل کے پاس بھیجا۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط اس کے پاس پہنچا تو اس نے رومی پادریوں اور جرنیلوں کو بلایا اور پھر اپنے اور ان پر دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ اس شخص نے جو پوزیشن حاصل کر لی ہے وہ تم دیکھ رہے ہو۔ اور اس نے مجھے تین باتوں کی دعوت دی ہے ایک یہ کہ میں اس کے دین کی پیروی کروں یا یہ کہ ہم اپنے علاقے میں رہتے ہوئے اسے مال دیں' حالانکہ یہ علاقہ ہمارا علاقہ ہے اور یا ہم اس سے جنگ کریں۔ اور قسم بخدا جو تم کتابوں میں پڑھتے ہو اسے تم جانتے ہو' تم ضرور پکڑے جاؤ گے' پس آؤ ہم اس کے دین کی پیروی کر لیں اور یا اپنے علاقے میں رہتے ہوئے اسے اپنا مال دیں تو انہوں نے شخص واحد کی طرح خراٹا لیا یہاں تک کہ اپنے کپڑوں سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے کہ تو ہمیں نصرانیت چھوڑنے کی دعوت دیتا ہے یا یہ کہ ہم حجاز سے آنے والے ایک بدو کے غلام بن جائیں اور جب اسے خیال آیا کہ یہ اس کے پاس سے باہر جا کر رومیوں کو اس کے خلاف بگاڑ دیں گے تو اس نے انہیں پرسکون کیا اور جونہی وہ خاموش ہوئے تو اس نے کہا میں نے یہ بات تمہاری دینی صلابت معلوم کرنے کے لیے کہی تھی پھر اس نے ایک عربی آدمی کو بلایا جو عرب عیسائیوں کے پاس آیا کرتا تھا اور اسے کہا کہ میرے پاس ایسے آدمی کو لاؤ جو عربی زبان کی باتوں کا حافظ ہوتا کہ میں اس آدمی کو اس کے خط کا جواب بھیجوں' تو وہ مجھے لے گیا اور ہرقل نے مجھے خط دیا اور کہا کہ میرے خط کو اس آدمی کے پاس لے جاؤ اور تو اس کی جو باتیں سنے ان میں سے تین باتیں میرے لیے یاد رکھنا' اس بات پر غور کرنا کہ اس نے جو خط مجھے لکھا تھا کیا وہ اس میں سے کسی چیز کا ذکر کرتا ہے اور یہ بھی دیکھنا کہ کیا اس کی پشت پر کوئی ایسی چیز موجود ہے جو تجھے شک میں ڈالتی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں اس کا خط لے کر چل پڑا یہاں تک کہ تبوک پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اپنے اصحاب کے سامنے پانی پر کمر میں چادر باندھے بیٹھے ہیں' میں نے پوچھا: آپ لوگوں کا صاحب کہاں ہے انہوں نے جواب دیا یہ ہے' پس میں چل کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا خط آپ کو دے دیا تو آپ نے اسے اپنی گود میں رکھ لیا پھر فرمایا آپ کس قبیلے

---

[1] المصریہ اور التیموریہ میں اسی طرح بیان ہوا ہے اور حلبیہ میں روایت آیا ہے۔ یعنی میں نے اسے حمص میں دیکھا۔

[2] المصریہ اور التیموریہ میں ایسے ہی بیان ہوا ہے اور حلبیہ میں مصر کا لفظ آیا ہے۔

Marfat.com

سے تعلق رکھتے ہیں میں نے جواب دیا میں تنوخی ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا آپ کو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین اسلام سے کچھ دلچسپی ہے؟ میں نے کہا کہ میں ایک قوم کا ایلچی ہوں اور قوم کے دین پر ہوں جب تک ان کے پاس واپس نہ جاؤں اس دین سے رجوع نہیں کر سکتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا:

آپ جس کو ہدایت دینا چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بہتر طور پر جانتا ہے۔

اے تنوخی! میں نے کسریٰ کی طرف ایک خط لکھا تھا کہ اللہ اسے اور اس کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا ہے اور میں نے نجاشی کو ایک خط لکھا تو اس نے اسے پھاڑ دیا اور اللہ اسے اور اس کی حکومت کو پھاڑنے والا ہے اور میں نے تیرے صاحب کی طرف بھی ایک خط لکھا تو اس نے اسے پکڑا اور جب تک زندگی میں بھلائی ہے لوگ ہمیشہ ہی اس کی قوت کو محسوس کرتے رہیں گے' میں نے کہا یہی وہ تین باتیں ہیں جن کی میرے صاحب نے مجھے وصیت کی تھی۔ پس میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر لیا اور اسے اپنی تلوار کے پہلو پر لکھ لیا۔ پھر آپ نے ایک آدمی کو جو آپ کے بائیں پہلو بیٹھا تھا۔ وہ خط دیا' میں نے کہا کہ تمہارے لیے خط کون پڑھے گا؟ انہوں نے کہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پڑھیں گے' کیا دیکھتا ہوں کہ میرے صاحب کے خط میں لکھا ہے کہ آپ مجھے اس جنت کی طرف دعوت دیتے ہیں جس کی وسعت زمین و آسمان جتنی ہے جو متقین کے لیے تیار کی گئی ہے' تو بتائیے دوزخ کہاں ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے جب دن آ جاتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر لیا اور اسے اپنی تلوار کے چمڑے پر لکھ لیا اور جب آپ میرے خط کے پڑھنے سے فارغ ہو گئے' تو آپ نے فرمایا: بے شک تیرا حق ہے اور تو ایلچی ہے اگر تو ہمارے پاس کوئی عطیہ پاتا تو ہم وہ تجھے دے دیتے ہم غریب مسافر ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں کے انبوہ میں سے ایک آدمی نے آپ کو آواز دی کہ میں اسے عطیہ دوں گا۔ پس اس نے اپنا کجاوہ کھولا' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک صفوری حلہ لیے آتا ہے اور اس نے اسے میری گود میں رکھ دیا' میں نے کہا عطیہ دینے والا کون ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم میں سے کون شخص اس آدمی کے ساتھ جائے گا' ایک انصاری جوان نے کہا' میں جاؤں گا۔ پس انصاری کھڑا ہوا اور میں بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور جونہی میں لوگوں کے انبوہ سے باہر نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا اے تنوخی آیئے' تو میں آ کر اسی جگہ پر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا تو آپ نے اپنی پشت سے کپڑا کھولا اور فرمایا' جو تجھے حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرے تو میں نے آپ کی پشت میں دیکھا' کیا دیکھتا ہوں کہ کندھے کی سلوٹ کے مقام پر موٹے کوہلے کی طرح ایک مہر ہے۔

یہ حدیث کمزور ہے۔ اور اسکے اسناد میں کوئی اعتراض نہیں اور امام احمد اس کے بیان کرنے میں متفرد ہیں۔

Marfat.com

تبوک سے واپسی سے قبل آپ کا ایلہ کے بادشاہ اور جرباء اور اذرح کے باشندوں سے مصالحت کرنا

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ: جب رسول کریم ﷺ تبوک پہنچے تو ایلہ کا بادشاہ یحنۃ بن رؤبۃ آپ کے پاس آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مصالحت کی اور آپ کو جزیہ دیا اور جرباء اور اذرح کے باشندے بھی آپ کے پاس آئے اور انہوں نے بھی آپ کو جزیہ دیا اور رسول کریم ﷺ نے انہیں ایک تحریر لکھ دی جو ان کے پاس ہے اور آپ نے یحنۃ بن رؤبۃ ایلہ کے باشندوں کے لیے لکھا کہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان یحنۃ بن رؤبۃ اور ایلہ کے باشندوں کو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول محمد نبی کی طرف سے دی گئی ہے۔ بحر و بر میں ان کے سفینوں اور قافلوں کو اللہ تعالیٰ اور محمد نبی کی طرف سے امان حاصل ہے نیز ان کے ساتھ اہل شام اہل یمن اور سمندری لوگوں کو بھی امان حاصل ہے۔ پس جو کوئی ان میں سے نئی بات کرے گا اس کا مال اس کی جان کی حفاظت نہیں کرے گا اور لوگوں میں سے جو اسے لے لے گا وہ اس کے لیے طیب ہوگا اور کسی کے لیے اس پانی کا روکنا جائز نہیں، جس پر وہ آتے جاتے ہیں اور نہ ان کے بحری اور بری راستے کو جس پر وہ آتے جاتے ہیں روکنا جائز ہے۔

اور یونس بن بکیر نے اس کے بعد ابن اسحاق سے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ یہ تحریر جہیم بن الصلت اور شرحبیل بن حسنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے لکھی۔

یونس ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ آپ نے جرباء اور اذرح کے باشندوں کے لیے لکھا کہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے جرباء اور اذرح کے باشندوں کے لیے ہے وہ اللہ اور محمد ﷺ کی امان سے امن میں ہوں گے اور ہر رجب میں ان پر ایک سو دینار اور ایک سو اچھا اوقیہ دینا واجب ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور مسلمانوں میں سے جو ان کے پاس پناہ لے کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی کرنے کے بارے میں ان کا ضامن ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے خط کے ساتھ ایلہ کے باشندوں کو اپنی چادر بھی امان کے لیے عطا فرمائی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد ابو العباس عبداللہ بن محمد نے اس چادر کو تین سو دینار میں خرید لیا۔

Marfat.com

آپ کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر دُومہ کی طرف بھیجنا

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ کو اکیدر دومہ کی طرف بھیجا اور وہ اکیدر بن عبدالملک تھا جو بنی کنانہ کا ایک آدمی تھا اور وہ دومہ کا بادشاہ تھا اور عیسائی تھا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''آپ اسے گایوں کا شکار کرتا پائیں گے''۔

پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ گئے اور جب آپ اس کے قلعے سے اتنے فاصلے پر چلے گئے جہاں سے انسان آنکھ سے دیکھ سکتا ہے اور یہ موسم گرما کی ایک چاندنی رات تھی اور وہ اس کی چھت پر اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا تھا' اور گایوں نے محل کے دروازے اپنے سینگوں سے مارتے رات گزاری' تو اس کی بیوی نے اسے کہا کیا آپ نے اس کی مثل کبھی دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا' قسم بخدا کبھی نہیں' وہ کہنے لگی اسے کون چھوڑے گا؟ اس نے جواب دیا کوئی نہیں' پس وہ اترا اور اپنا گھوڑا لانے کا حکم دیا۔ اور اس کے لیے اس پر زین ڈالی گئی اور اس کے اہل بیت کی ایک جماعت اس کے ساتھ سوار ہوئی جس میں اس کا بھائی حسان بھی تھا' پس وہ سوار ہوا اور وہ اپنے نیزے لیے اس کے ساتھ نکلے' پس جب وہ نکلے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے ان کا استقبال کیا اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا اور اس پر دیباج کی ایک قبا تھی جو سونے سے آراستہ تھی' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل اسے آپ کی خدمت میں بھیج دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب اکیدر کی قبا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو میں نے اسے دیکھا اور مسلمان اسے اپنے ہاتھوں سے چھونے لگے اور اس سے متعجب ہونے لگے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم اس سے متعجب ہوتے ہو' مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جنت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہیں''۔

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اکیدر کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو آپ نے اس کے خون کو بچایا اور جزیہ پر اس سے مصالحت کی' پھر آپ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا تو وہ اپنی بستی میں واپس آ گیا اور بنی طیّ کے ایک آدمی نے جسے بجیر بن بجرہ کہا جاتا تھا اس بارے میں کہا:

''گایوں کو ہانکنے والے نے برکت حاصل کی' اور میں نے اللہ کو دیکھا ہے کہ وہ ہر ہادی کی راہنمائی کرتا ہے' پس جو شخص تبوک والے سے کنارہ کش ہونے والا ہے' ہمیں اس کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا ہے''۔

اور بیہقی نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شاعر سے کہا:

Marfat.com

''اللہ تمہارے دانت نہ گرائے''۔

پس وہ ستر سال کا ہوا اور نہ اس کی ڈاڑھ ہلی نہ دانت' اور ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے بحوالہ عروہ بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے تبوک سے واپسی پر چار سو بیس سواروں کے ساتھ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اکیدر دومہ کی طرف بھیجا پھر اس کے بعد اس نے وہی ذکر کیا ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے' ہاں اس نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ نے اس سے زبردستی نہیں کی یہاں تک کہ اس کو قلعے سے اتار لیا اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ نے اکیدر کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آٹھ سو قیدی' ایک ہزار اونٹ' چار سو زرہیں اور چار سو نیزے بھی پیش کیے' اور یہ بھی بیان کیا کہ جب ایلہ کے عظیم بادشاہ یحنہ بن روبہ نے اکیدر دومہ کے بارے میں سنا تو وہ خادم ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مصالحت کے لیے آیا' پس یہ دونوں تبوک میں رسول کریم ﷺ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ واللہ اعلم

اور یونس بن بکیر نے سعد بن اوس سے بحوالہ بلال بن یحییٰ بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غزوہ دومۃ الجندل میں مہاجرین کے سالار تھے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اعراب کے سالار تھے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

باب ٤

پانی کا معجزہ

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے دس بارہ راتوں سے زیادہ قیام نہ کیا۔ پھر مدینہ واپس لوٹ آئے' راوی بیان کرتا ہے کہ راستے میں وادی المشقق کے پہاڑ سے تھوڑا تھوڑا پانی نکلتا تھا جو دو تین سواروں کو سیراب کرتا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''ہم سے پہلے اس پانی کی طرف کون سبقت کرے گا اور جب تک ہم وہاں نہ آئیں وہ اس سے پانی نہ پئے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ منافقین کا ایک گروہ اس کی طرف سبقت کر گیا اور جو کچھ اس میں تھا پی گیا پس جب رسول کریم ﷺ اس کے پاس آئے تو آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور آپ نے اس میں کوئی چیز نہ پائی آپؐ نے فرمایا:

''ہم سے پہلے اس پانی کی طرف کون آیا ہے؟''۔

آپ سے عرض کیا گیا کہ فلاں فلاں آدمی آئے ہیں آپ نے فرمایا:

''کیا میں نے انہیں آگاہ نہیں کیا تھا کہ وہ میرے وہاں آنے تک اس سے پانی نہ پئیں''۔

پھر آپ نے ان پر لعنت کی اور انہیں بددعا دی' پھر آپ اترے اور آپ نے چٹان کے نیچے ہاتھ رکھا تو پانی مشیت الٰہی کے مطابق آپ کے ہاتھ میں گرنے لگا پھر آپ نے اسے جھڑکا اور اسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا اور آپ نے مشیتِ الٰہی کے مطابق دعا کی تو پانی پھوٹ پڑا۔ جیسا کہ سننے والے بیان کرتے ہیں۔ اور بجلیوں کی طرح اس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ پس لوگوں نے پانی پیا اور اس سے اپنی حاجت پوری کی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اگر تم زندہ رہے یا تم میں سے کوئی زندہ رہا تو وہ اس وادی کے متعلق ضرور سنے گا کہ وہ اپنے سے پہلی اور پچھلی وادیوں سے زیادہ سرسبز ہو گی''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھے محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ میں آدھی رات کو اٹھا اور میں غزوہ تبوک میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھا' پس میں نے فوج کی جانب ایک آگ کا شعلہ دیکھا اور میں اسے دیکھنے کے لیے اس کی جانب لپکا۔ وہ بیان کرتے ہیں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور رسول کریم ﷺ اس کی قبر میں اترے ہیں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسے آپ کو پکڑا رہے ہیں۔ اچانک آپ فرماتے ہیں اپنے بھائی کے قریب آؤ پس وہ اس کے قریب ہوئے' پس جب آپ نے اسے پہلو کے بل اچھی طرح لٹکا دیا تو فرمایا:

''اے اللہ میں اس سے راضی ہو گیا ہوں پس تو بھی اس سے راضی ہو جا''۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کاش میں صاحب قبر ہوتا' ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ اس کا نام ذوالبجادین رضی اللہ عنہ اس وجہ سے تھا کہ وہ اسلام لانا چاہتا تھا تو اس کی قوم نے اسے روک دیا اور اسے تنگ کیا یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان سے چلا گیا اور اپنے اوپر موٹی چادر اوڑھ لی اور اسے پھاڑ کر دو چادریں بنالیں۔ ایک کا تہبند بنالیا اور دوسری اوڑھ لی' پھر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس کا نام ذوالبجادین رضی اللہ عنہ رکھ دیا گیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ابن شہاب الزہری نے بحوالہ اکیتمہ اللیثی' ابورہم غفاری کے بھتیجے سے بیان کیا ہے کہ اس نے ابورہم کلثوم بن الحصین' جو اصحاب الشجرہ میں سے تھے' کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک لڑی' پس میں ایک شب آپ کے ساتھ چلا اور ہم اخضر مقام میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اونگھ نازل کر دی اور میں جاگنے لگا اور میری اونٹنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے قریب ہوگئی اور اس کے قریب ہونے سے مجھے گھبراہٹ ہونے لگی کہ کہیں رکاب میں' میں آپ کے پاؤں کو تکلیف نہ پہنچاؤں اور میں اپنی اونٹنی کو آپ سے علیحدہ کرنے لگا یہاں تک کہ راستے میں نیند میری آنکھوں پر غالب آگئی اور میری اونٹنی آپ کی اونٹنی اور رکاب میں آپ کے پاؤں سے ٹکرا گئی اور میں اس وقت بیدار ہوا۔ جب آپ نے مجھے ''حس'' کہا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے بخشش مانگئے۔ آپ نے فرمایا ''چلو'' اور آپ مجھ سے ان لوگوں کے متعلق پوچھنے لگے جو بنی غفار میں سے پیچھے رہ گئے تھے اور میں آپ کو ان کے متعلق بتانے لگا۔ اور آپ نے مجھ سے دریافت کرتے ہوئے فرمایا:

''اس طویل بے ریش اور سرخ رنگ جماعت نے کیا کیا جن کے چہروں پر کوئی بال نہ تھے''۔

میں نے آپ کو ان کے پیچھے رہنے کے بارے میں بتایا۔ آپ نے فرمایا: ''ان لوگوں کا حال بتاؤ جن کے اونٹ شدخ[1] کے کنوؤں پر تھے پس میں نے انہیں بنی غفار میں یاد کیا مگر انہیں یاد نہ رکھ سکا یہاں تک کہ میں نے بتایا کہ وہ اسلم قبیلے کی ایک پارٹی تھی' جو فینا کی حلیف تھی' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اسلم قبیلے کی ایک پارٹی تھی جو فینا کے حلیف تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان لوگوں میں سے کسی کو جب وہ راہِ خدا میں چست آدمی کو اپنے اونٹ پر سوار کرنے کے لیے پیچھے رہ گیا ہو روکا وٹ نہیں کی گئی' بلاشبہ مجھے سب سے زیادہ گراں یہ بات ہے کہ میرے اہل میں سے مہاجرین' انصار' غفار اور اسلم پیچھے رہ جائیں''۔

ابن لہیعہ بحوالہ ابوالاسود' عروہ بن زبیر سے بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ لوٹے تو منافقین کی ایک پارٹی نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور یہ کہ وہ آپ کو راستے میں کسی گھاٹی کی چوٹی سے گرا دیں۔ پس آپ نے ان کی حقیقت حال کے متعلق بتایا اور آپ نے لوگوں کو وادی میں چلنے کا حکم دیا اور خود آپ گھاٹی پر چڑھ گئے اور وہ گروہ ڈھاٹے باندھ کر گھاٹی میں آپ کے ساتھ چلنے لگا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ آپ کے

---

[1] شدخ: ایک پانی کا نام ہے۔

ساتھ چلیں' حضرت عمار رضی اللہ عنہ ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے۔ اسی دوران میں وہ چل رہے تھے کہ انہوں نے لوگوں کے متعلق سنا کہ وہ ان کے پاس گئے ہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں آ گئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے غصے کو دیکھا تو وہ ان کے پاس واپس آ گئے اور ان کے پاس ایک کھونٹی تھی' پس آپ نے اپنی کھونٹی کے ساتھ ان کی سواریوں کے منہ سیدھے کیے اور جب انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہوں نے خیال کیا کہ وہ جس عظیم بات کو چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے آگاہ ہو چکے ہیں' تو وہ تیزی سے چل کر لوگوں میں مل جل گئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے پس آپ نے دونوں کو حکم دیا تو انہوں نے تیزی سے گھاٹی کو طے کیا اور کھڑے ہو کر لوگوں کا انتظار کرنے لگے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا آپ ان لوگوں کو پہچانتے ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا جب میں ان کے پاس گیا تو میں تاریکی شب میں ان کی سواریوں کے سوا کسی کو پہچان نہیں سکا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ''تم دونوں اس قافلے کا حال جانتے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: نہیں! تو آپؐ نے ان دونوں کو وہ بات بتائی جس پر انہوں نے ایکا کیا تھا اور انہیں ان کے نام بھی بتائے اور انہیں کہا کہ ان ناموں کو ظاہر نہ کرنا۔ ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ان کے قتل کا حکم نہیں دیں گے۔ فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ آپس میں کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔

ابن اسحاق نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے' مگر اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو ان کے نام بتائے اور یہ بات زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی علقمہ کو ابوالدرداء نے جو بات کہی تھی وہ اس بات کی شاہد ہے کہ کیا اہل کوفہ میں صاحب السواد والوساد' یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں ہے۔ کیا تم میں اس راز کا راز دار نہیں ہے' جسے کوئی دوسرا نہیں جانتا' یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ' کیا تم میں وہ آدمی نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے شیطان سے پناہ دی ہے۔ یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ۔

اور ہم نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا' میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میں ان میں سے ہوں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ اور میں آپ کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو کسی کے سامنے افشا نہیں کروں گا۔

میں کہتا ہوں کہ وہ چودہ آدمی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بارہ آدمی تھے اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو ان کی طرف بھیجا تو آپ نے انہیں اکٹھا کیا' تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے معاملے اور ان کے ایکا سے آگاہ کیا پھر ابن اسحاق نے ان کے نام بیان کیے ہیں اور کہا ہے کہ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے کہ

''انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا جسے وہ حاصل نہیں کر سکے''۔

اور بیہقی نے محمد بن مسلمہ کے طریق سے بحوالہ ابواسحاق عن الاعمش عن عمرو بن مرہ عن ابی البختری عن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما نے بیان

Marfat.com

کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ:

میں رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کی مہار پکڑے اسے آگے سے چلا رہا تھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ ناقہ کو پیچھے سے ہانک رہے تھے' یا میں پیچھے سے ہانک رہا تھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ اسے آگے سے چلا رہے تھے۔

حتیٰ کہ جب ہم گھاٹی میں پہنچے تو بارہ آدمیوں نے اس گھاٹی میں آپ کو روکا۔ پس میں نے رسول کریم ﷺ کو آگاہ کیا تو آپ نے انہیں للکارا تو وہ پشت دے کر بھاگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''کیا تم نے لوگوں کو پہچان لیا ہے'' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے انہیں نہیں پہچانا کیونکہ وہ ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے۔ لیکن ہم نے سواریوں کو پہچان لیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ قیامت تک منافق رہیں گے' اور کیا تم ان کے ارادے کو جانتے ہو' ہم نے عرض کیا نہیں' آپ نے فرمایا' انہوں نے گھاٹی میں اللہ کے رسول کے ساتھ ٹکرانے اور وہاں سے اسے گرانے کا ارادہ کیا تھا' ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ' کیا آپ ان کے قبیلوں کی طرف پیغام نہیں بھیجیں گے۔ تاکہ ہر قوم اپنے ساتھی کے سر کو آپ کے پاس بھیج دے۔ آپ نے فرمایا نہیں' میں پسند نہیں کرتا کہ عرب آپس میں یہ بات کریں کہ محمد ﷺ اپنی قوم کے قاتل ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو ان پر غلبہ دے گا۔ آپ ان کے قتل کی طرف متوجہ ہوں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ ان پر دبیلہ دے مار' ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ' دبیلہ کیا ہے؟ فرمایا وہ آگ کا شعلہ ہے جو ان میں سے کسی کے دل کی رگ پر پڑے گا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

اور صحیح مسلم میں شعبہ کے طریق سے عن قتادہ عن ابی نضرہ عن قیس بن عبادہ بیان ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ:

''میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے اس فعل کو دیکھا ہے' کیا یہ تمہاری رائے ہے یا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کوئی وصیت کی ہے' انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی وصیت نہیں کی' اور نہ ہی آپ نے دوسرے تمام لوگوں کو کوئی وصیت کی ہے لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ بات بتائی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بارہ منافق ہیں۔ ان میں سے آٹھ اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گے' جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے''۔

اور قتادہ کی ایک دوسرے طریق کی روایت میں ہے کہ:

''میری امت میں بارہ منافق ہیں وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے۔ ان میں سے آٹھ کو دبیلہ کافی ہو جائے گا' وہ آگ کا چراغ ہے جو ان کے کندھوں کے درمیان ظاہر ہو گا اور ان کے سینوں سے پھوٹ نکلے گا''۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ بارہ یا پندرہ آدمی تھے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان میں سے بارہ آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دنیاوی زندگی میں اور جس روز گواہ کھڑے ہوں گے تک لڑتے رہیں گے اور تین نے عذر کیا اور کہا نہ ہم نے اعلان کرنے والے کو سنا ہے اور نہ ہی ہمیں اس کے ارادے کا علم ہے اور اس حدیث کو امام احمد نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یزید یعنی ابن ہارون نے بیان کیا ہے کہ ولید بن عبداللہ

Marfat.com

بن جمیع نے ہمیں ابوالطفیل سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے تشریف لائے تو آپؐ نے منادی کو حکم دیا۔ تو اس نے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ گھاٹی کو پکڑے ہوئے ہیں پس اسے کوئی نہ پکڑے اسی اثنا میں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے آگے چل رہے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیچھے چل رہے تھے کہ ٹھاٹھے باندھے ہوئے اونٹوں پر سوار ایک گروہ آ گیا' پس وہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر پل پڑے اور وہ حضرت رسول کریم ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ اونٹوں کے چہروں پر مارنے لگے۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''قد قد'' حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ وادی میں اتر گئے۔ پس جب آپ اترے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ واپس آئے تو آپ نے فرمایا: ''اے عمارؓ! کیا آپ نے لوگوں کو پہچان لیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا میں نے عام اونٹوں کو پہچان لیا ہے جبکہ لوگ ٹھاٹھیں باندھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ ان کا ارادہ کیا تھا' انہوں نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''ان کا ارادہ تھا کہ اللہ کے رسول کو لے جا کر پھینک دیں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی سے سرگوشی کی' تو اس نے کہا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہارے علم میں گھاٹی والے کتنے آدمی تھے' انہوں نے جواب دیا چودہ آدمی تھے۔ اس نے کہا اگر میں بھی ان میں شامل ہوں تو وہ پندرہ تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے تین آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ سے عذر کیا تھا کہ ہم نے اللہ کے رسول کے منادی کو نہیں سنا تھا اور نہ ہی ہمیں ان لوگوں کے ارادے کا علم تھا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ ان میں سے بارہ آدمی اللہ اور اس کے رسولؐ سے دنیاوی زندگی میں اور جس روز گواہ کھڑے ہوں گے' تک لڑتے رہیں گے۔

مسجد ضرار کا واقعہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''اور جن لوگوں نے ضرر پہنچانے کے لیے اور کفر کرنے اور مومنین کے درمیان جدائی ڈالنے اور پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے والے کے لیے گھات لگانے کے لیے مسجد بنائی اور وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ بھلائی کا تھا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ آپ اس میں کبھی بھی کھڑے نہ ہوں البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپؐ اس میں کھڑے ہوں' اس میں ایسے آدمی ہیں جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں اور اللہ پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ پس کیا وہ شخص جو اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کی رضامندی اور تقوے پر رکھے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو اپنی عمارت کی بنیاد گرنے والے گڑھے کے کنارے پر رکھے اور وہ اسے دوزخ کی آگ میں لے گرے اور اللہ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا' انہوں نے جو عمارت بنائی ہے وہ ہمیشہ ان کے دلوں میں شک کا باعث رہے گی سوائے اس کے کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ صاحب علم و

Marfat.com

حکمت ہے''۔

اور ہم نے ان آیات کریمہ سے متعلقہ تفسیر کو اپنی تفسیر کی کتاب میں کافی حد تک بیان کر دیا ہے۔

اور ابن اسحاق نے اس مسجد کی تعمیر کی کیفیت کو جس کے باشندے ظالم تھے۔ اور رسول کریم ﷺ کے حکم کی کیفیت کو جو آپ نے تبوک سے واپسی پر مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے اس مسجد کے برباد کرنے کے متعلق دیا تھا' بیان کیا ہے' اس کا مضمون یہ ہے کہ منافقین کی ایک پارٹی نے مسجد قباء کے قریب مسجد کی صورت بنا دی اور چاہا کہ رسول کریم ﷺ اس میں انہیں نماز پڑھا دیں۔ تاکہ وہ جس فساد و عناد اور کفر کا ارادہ کیے ہوئے ہیں وہ اس کی حقیقت کو چھپا سکیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس مسجد میں نماز پڑھنے سے بچالیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ اس وقت کے سفر پر جا رہے تھے۔ پس جب آپ وہاں سے واپس آئے اور اوان مقام پر اترے تو آپ پر اس مسجد کے بارے میں وحی نازل ہوئی۔ ﴿ والذین اتخذوا مسجدا وضرارا ... الآیۃ ﴾ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کو جو ضرار قرار دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مسجد قبا کی مشابہت اختیار کرنا چاہی اور اللہ پر ایمان کی بجائے اس کا کفر کرنے کا ارادہ کیا اور مسجد قبا سے مومنین کی جماعت کو پراگندہ کرنا چاہا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے پہلے ہی برسر پیکار تھا اس کے گھات لگانے کے لیے مسجد بنائی۔ اور وہ ابو عامر راہب فاسق تھا' اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے۔ اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دعوت اسلام دی تو اس نے انکار کیا اور مکہ جا کر لوگوں سے مدد چاہی۔ پس وہ احد کے سال آئے۔ اور ان کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پس جب اس کا کام نہ بنا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف قیصر روم سے مدد مانگنے گیا۔ اور ابو عامر' ہرقل کے دین پر تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو عربوں میں سے ان کے ساتھ عیسائی ہو گئے تھے' اور وہ اپنے منافق بھائیوں کی طرف خطوط لکھا کرتا تھا اور انہیں وعدے دیتا اور آرزوئیں دلاتا تھا اور شیطان ان سے جھوٹے وعدے ہی کرتا ہے اور اس کے خطوط اور ایلچی ہر وقت ان کے پاس آتے تھے۔ پس انہوں نے ظاہری صورت میں اسے مسجد بنایا اور باطن میں یہ دار الحرب اور ابو عامرہ کے پاس آنے والوں کا ٹھکانا اور ان کے طریق پر چلنے والے منافقین کے جمع ہونے کی جگہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول سے برسر پیکار ہے اس کے گھات لگانے کے لیے ہے''۔

پھر فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے اسے بنایا ہے وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ اس کی تعمیر سے ہمارا مقصد بھلائی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے کہ آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس میں کھڑا ہونے سے روک دیا ہے تاکہ اس کا ارادہ پورا نہ ہو۔ پھر اس نے آپ کو مسجد قباء میں کھڑا ہونے کی ترغیب دی ہے جس کی بنیاد پہلے روز سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ کیونکہ اسلوب کلام اور اس کی تعریف میں وارد ہونے والی احادیث اس کے باشندوں کی پاکیزگی پر دلالت کرتی ہیں۔

اور صحیح مسلم میں جو آیا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے' یہ پہلی بات کے منافی نہیں' کیونکہ جب پہلے روز سے ہی مسجد قباء کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی مسجد اس بات کے زیادہ لائق ہے اور فضیلت میں اس سے بڑھ کر ہے۔ اور ہم

Marfat.com

نے تفسیر میں اس بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے' اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب رسول کریم ﷺ ذواوان مقام پر اترے تو آپ نے مالک بن الدخشم' معن بن عدی' یا اس کے بھائی عاصم بن عدی رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ دونوں اس مسجد کی طرف جس کے باشندے ظالم ہیں' جائیں اور اسے نذر آتش کر دیں۔ پس ان دونوں نے جا کر اسے نذر آتش کر دیا اور اس کے باشندے بھاگ گئے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جن لوگوں نے اس مسجد کو تعمیر کیا وہ بارہ آدمی تھے جو یہ تھے: خذام بن خالد' اس کے گھر کے پہلو میں یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی' ثعلبہ بن حاطب' معتب بن قشیر' ابوحبیبہ بن الازعر' عباد بن حنیف جو سہیل بن حنیف کا بھائی تھا' جاریہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے مجمع اور زید' نبتل بن الحارث' بخرج جو بنی ضبیعہ کی طرف تھا' بجاد بن عثمان جو بنی ضبیعہ میں سے تھا اور ودیعہ بن ثابت جو بنی امیہ کی طرف تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اسی غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی اور دوسری رکعت پائی' اس کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ وضو کرنے چلے گئے اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ پس آپ نے دیر کر دی اور نماز کھڑی ہو گئی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آگے کھڑے ہو گئے پس جب لوگوں نے سلام پھیرا تو جو کچھ ہوا تھا لوگوں نے اسے بڑی بات خیال کیا' تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا:

''تم نے بہت اچھا کیا ہے اور ٹھیک کیا ہے''۔

اور اسے بخاری نے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں احمد بن محمد' عبداللہ بن مبارک نے بتایا کہ ہمیں حمید الطویل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ رسول کریم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس آئے اور مدینہ کے قریب آ کر فرمایا کہ ''مدینہ میں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں کہ تم نے جو سفر بھی کیا ہے اور جس وادی کو بھی طے کیا وہ تمہارے ساتھ تھے''۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مدینہ ہی میں تھے' آپ نے فرمایا وہ مدینہ ہی میں تھے۔ انہیں معذوری نے روک دیا تھا۔ اس طریق سے یہ منفرد ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا اور سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن یحییٰ نے بحوالہ عباس بن سہل بن سعد' ابوحمید سے بتایا کہ:

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک سے آئے اور جب ہم مدینہ کے قریب آئے تو آپ نے فرمایا ''یہ طابہ ہے'' اور ''یہ احد پہاڑ ہے جو ہم سے بہت محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں'' اور مسلم نے اسے اسی طرح سلیمان بن بلال کی حدیث سے بیان کیا ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن محمد نے بتایا اور سفیان نے بحوالہ الزہری' سائب بن یزید سے ہمارے پاس بیان کیا' وہ کہتے ہیں:

مجھے یاد ہے کہ میں بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع کی طرف جبکہ آپ غزوہ تبوک سے تشریف لا رہے تھے' رسول اللہ ﷺ کو

Marfat.com

ملنے کے لیے گیا۔ اور اسے ابوداؤد اور ترمذی نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابونصر بن قتادہ نے ہمیں بتایا' اور ابوعمرو بن مطر نے ہمیں خبر دی کہ میں نے ابوخلیفہ کو کہتے سنا کہ میں نے ابن عائشہ کو کہتے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو عورتیں' بچے اور بچیاں یہ اشعار پڑھنے لگے:

''ثنیۃ الوداع سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے اور جب تک اللہ کی طرف سے دعوت دینے والا دعوت دے ہم پر شکر واجب ہے''۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اشعار آپ کے مکہ سے مدینہ آنے پر پڑھے گئے نہ کہ جب آپ تبوک سے ثنیۃ الوداع کے راستے مدینہ آئے۔ واللہ اعلم' ہم نے بھی اس جگہ اسی طرح اس کا ذکر کر دیا ہے۔

حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ ہے کہ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا اور ہم سے لیث نے عقیل سے اور اس نے ابن شہاب سے اور اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جو اپنے بیٹوں کی جانب سے نابینا ہونے پر کب کا لیڈر بن گیا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو وہ واقعہ بیان کرتے سنا جب وہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔

Marfat.com

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی کہانی ان کی اپنی زبانی

میں غزوہ تبوک کے سوا کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہیں رہا۔ ہاں میں غزوہ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا۔ مگر اس میں پیچھے رہنے سے آپ کسی سے ناراض نہیں ہوئے۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ صرف قریش کے قافلے کی جستجو میں نکلے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے دشمن کو بغیر کسی مقررہ وقت کے اکٹھا کر دیا۔ اور میں شب عقبہ کو بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا یہاں تک کہ ہم اسلام پر مضبوط ہو گئے اور مجھے جنگ بدر میں حاضر ہونا بہت محبوب تھا۔ اگرچہ بدر کے لوگوں میں چرچا ہوتا رہا' اور میرے حالات یہ نہیں کہ جب میں اس غزوہ میں آپ سے پیچھے رہ گیا' تو میں کبھی اتنا آسودہ اور طاقتور نہ ہوا تھا' جتنا اس وقت تھا اور خدا کی قسم کبھی میرے پاس دو اونٹنیاں اکٹھی نہ ہوئی تھیں یہاں تک کہ اس غزوہ میں' میں نے انہیں بھی اکٹھا کر لیا۔ اور رسول کریم ﷺ جب جنگ کا ارادہ کرتے تو توریہ کے طور پر کسی اور کا نام دیتے۔ حتیٰ کہ یہ جنگ رسول اللہ ﷺ نے شدید گرمی میں لڑی اور آپ نے دور دراز سفر کیا اور کثیر تعداد کا سامنا کیا' پس آپ نے مسلمانوں پر واضح کیا کہ وہ اپنی جنگ کی تیاری کریں اور آپ جس جانب جانا چاہتے تھے اس کے متعلق انہیں بتایا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں کی کثیر تعداد تھی' جسے کوئی رجسٹر محفوظ نہیں کرتا تھا' حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی آدمی غیر حاضر نہیں ہونا چاہتا تھا مگر وہ خیال کرتا تھا کہ جب تک اس کے بارے میں وحی نازل نہ ہو گی اس سے بات پوشیدہ رہے گی اور رسول اللہ ﷺ نے یہ جنگ اس وقت لڑی جب پھل اور سائے خوب تیار ہو چکے تھے اور آپؐ نے تیاری کی اور مسلمان آپ کے ساتھ تھے اور میں بھی ان کے ساتھ تیاری کرنے کے لیے آنے جانے لگا اور میں نے کوئی فیصلہ نہ کیا' اور میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ مجھے غزوہ میں شمولیت پر قدرت حاصل ہے اور میں مسلسل سستی کرنے لگا یہاں تک کہ لوگ سختی سے اہتمام کرنے لگے۔

اور رسول کریم ﷺ صبح کو مسلمانوں کے ساتھ چل پڑے اور میں کہنے لگا کہ میں ایک یا دو دنوں میں تیار ہو جاؤں گا اور پھر ان کے ساتھ جا ملوں گا اور ان کے جانے کے بعد میں تیاری کے لیے گیا اور واپس آ گیا اور کوئی فیصلہ نہ کر سکا' پھر گیا اور واپس آ گیا اور کوئی فیصلہ نہ کر سکا' پس مسلسل میری یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ وہ تیزی سے چلے گئے اور جنگ کا وقت جاتا رہا اور میں نے سفر کر کے ان کو پا لینے کا ارادہ کیا۔ کاش میں ایسا کرتا۔ مگر یہ بات میرے لیے مقدر نہ تھی۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد میں لوگوں میں گھوما پھرا تو مجھے اس بات نے غمگین کر دیا کہ میں نے صرف ان لوگوں کو دیکھا جن پر نفاق کی تہمت تھی' یا معذور ضعفاء تھے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد نہ کیا حتیٰ کہ آپ تبوک پہنچ گئے اور آپ نے تبوک میں لوگوں میں بیٹھ کر فرمایا' کعبؓ نے کیا کیا ہے؟ تو بنی سلمہ کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کے کپڑوں اور اس کے تکبر نے اسے روک دیا ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے بہت بری بات کی ہے یا رسول اللہ ﷺ قسم بخدا! ہم نے تو اسے اچھا پایا ہے۔ پس رسول

Marfat.com

کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مجھے اطلاع ملی کہ آپ واپس آ رہے ہیں تو میں غمگین ہو گیا اور جھوٹ کو یاد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ کل میں آپ کی ناراضگی سے کیسے بچوں گا۔ اور میں نے اپنے گھر کے ہر صاحب الرائے آدمی سے مدد لی اور جب کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ آیا ہی چاہتے ہیں' تو باطل مجھ سے دور ہو گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ میں کبھی بھی کسی ایسی بات کے ذریعے جس میں جھوٹ شامل ہو' آپ سے بچ نہیں سکوں گا' پس میں نے آپؐ سے سچ بولنے کا ارادہ کر لیا' اور رسول اللہ ﷺ صبح کو آ رہے تھے اور آپ کا دستور یہ تھا کہ جب آپ سفر سے آتے تو پہلے مسجد جاتے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے' پھر لوگوں کے لیے جلوس فرما ہوتے۔ پس جب آپ نے ایسا کیا تو پیچھے رہنے والے آپؐ کے پاس آ کر عذر کرنے لگے اور آپ کے سامنے قسمیں کھانے لگے اور وہ لوگ اسی سے کچھ اوپر تھے' رسول کریم ﷺ نے ان کی ظاہری باتوں کو قبول کر لیا اور ان کی بیعت لی اور ان کے لیے بخشش طلب کی اور ان کے باطن کے معاملے کو اللہ کے سپرد کیا' پس میں بھی آپ کے پاس آیا اور جب میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ ناراض آدمی کی طرح مسکرائے پھر فرمایا آؤ' اور میں چل کر آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے مجھے فرمایا: آپ کو کس چیز نے پیچھے رکھا ہے کیا آپ نے سواری نہیں خرید لی تھی' میں نے عرض کیا ہاں خریدی تھی اور قسم بخدا اگر میں آپ کے سوا' کسی دنیادار کے پاس بیٹھا ہوتا تو آپ دیکھتے کہ میں بذریعہ عذر اس کی ناراضگی سے بچ نکلتا' اور مجھے مجادلہ کی قوت عطا کی گئی ہے۔ لیکن قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ اگر میں نے آج کوئی جھوٹی بات بیان کی جس سے آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں تو ہو سکتا ہے کہ جلد ہی اللہ آپ کو مجھ پر ناراض کر دے اور اگر میں نے آپؐ سے سچ بیان کیا جس کی وجہ سے آپ مجھ سے ناراض ہوں تو مجھے امید ہے کہ اس میں عفو الٰہی ہوگا' خدا کی قسم میرا کوئی عذر نہیں اور خدا کی قسم جس وقت میں آپ سے پیچھے رہا اس سے زیادہ آسودہ اور طاقتور میں کبھی نہیں ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آدمی نے سچ کہا ہے' کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں فیصلہ کرے۔ پس میں کھڑا ہو گیا تو بنی سلمہ کے کچھ لوگ بھڑک اٹھے اور مجھے کہنے لگے خدا کی قسم' ہمیں معلوم نہیں کہ اس سے پہلے کبھی آپ نے گناہ کا ارتکاب کیا ہو لیکن آپ نے پیچھے رہنے والے لوگوں کی طرح رسول کریم ﷺ کے پاس عذر نہیں کیا اور تیرے گناہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا استغفار ہی کافی ہے اور وہ مسلسل مجھے ملامت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ واپس جا کر اپنی تکذیب کروں' پھر میں نے ان سے پوچھا کیا میرے ساتھ کسی اور کو بھی یہ سزا ملی ہے' انہوں نے کہا ہاں' دو آدمیوں نے تیری طرح بات کی ہے اور انہیں بھی وہی بات کہی گئی ہے جو تمہیں کہی گئی ہے۔ میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں انہوں نے کہا' مرارہ بن الربیع العمری اور ہلال بن امیہ الواقفی رضی اللہ عنہما' اور انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ دونوں نیک آدمی ہیں۔ اور بدر میں حاضر ہوئے تھے اور انہوں نے وہاں نمونہ دکھایا تھا' جب انہوں نے مجھ سے ان دونوں کا ذکر کیا تو میں چلا گیا' اور رسول کریم ﷺ نے پیچھے رہنے والوں میں سے ہم تینوں کے ساتھ مسلمانوں کو بات چیت کرنے سے منع کر دیا' پس ہم لوگوں سے اجتناب کرنے لگے۔ اور وہ ہم سے بدل گئے۔ یہاں تک کہ مجھے زمین بھی بیگانی نظر آنے لگی۔ پس میں اور کس چیز کو پہچانتا' ہم اس کیفیت میں پانچ راتیں رہے' اور میرے دونوں ساتھی عاجز ہو کر روتے ہوئے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور میں طاقتور اور نوجوان

Marfat.com

آدمی تھا' میں باہر نکل کر مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں گھومتا مگر مجھ سے کوئی آدمی بات نہ کرتا اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ کو سلام کہتا جبکہ آپ نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے ہوتے اور میں اپنے دل میں کہتا کہ کیا آپ نے سلام کے جواب کے لیے اپنے لبوں کو حرکت دی ہے یا نہیں پھر میں آپ کے قریب نماز ادا کرتا اور دزدیدہ نگاہوں سے آپ کو دیکھتا اور جب میں نماز کے لیے آتا تو آپ میری طرف آتے اور جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ مجھ سے اعراض فرماتے۔ اور جب لوگوں کی یہ سختی مجھ پر گراں ہو گئی تو میں چل کر حضرت ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ وہ میرے عمزاد اور مجھے بہت محبوب تھے۔ میں نے انہیں سلام کہا' تو خدا کی قسم انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا' میں نے کہا اے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں' کیا آپ میرے بارے میں جانتے ہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے میں نے دوبارہ اللہ کا واسطہ دے کر یہ بات دہرائی تو وہ خاموش رہے۔ میں نے سہ بار اللہ کا واسطہ دے کر یہ بات دہرائی تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور میں نے پیٹھ پھیر لی اور دیوار پھلانگ آیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ اہل شام کے نبطیوں میں سے ایک نبطی جو مدینہ میں طعام بیچنے کے لیے لایا تھا' کہہ رہا تھا کہ مجھے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق کون بتائے گا؟ تو لوگ اسے بتانے لگے۔ یہاں تک کہ وہ میرے پاس آ گیا اور اس نے مجھے غسان کے بادشاہ کا ایک خط دیا جو ایک ریشمی تھیلی میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں لکھا ہے:

شاہ غسان کا خط حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے نام:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا نے تمہارے ساتھ بدسلوکی کی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذلیل اور ضائع ہونے کے لیے پیدا نہیں کیا' ہمارے پاس آ جاؤ' ہم تمہارے ساتھ ہمدردی کریں گے''۔

میں نے جب اسے پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ بھی ایک آزمائش ہے پس میں اسے لے کر تنور پر گیا اور اسے اس میں جھونک دیا۔ پس ہم اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ پچاس میں سے چالیس راتیں گزر گئیں تو رسول اللہ ﷺ کا ایلچی میرے پاس آیا اور اس نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنی بیوی سے علیحدگی کا حکم دیا ہے' میں نے کہا میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا بلکہ اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اس کے قریب نہ جاؤ اور آپ نے میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی اسی قسم کا حکم بھیجا' میں نے اپنی بیوی سے کہا اپنے اہل کے پاس چلی جاؤ اور انہی کے پاس رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ فرما دے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ ہلاک ہونے والا بوڑھا ہے اور اس کا خادم بھی کوئی نہیں' کیا آپ کو پسند نہیں کہ میں اس کی خدمت کروں' آپ نے فرمایا نہیں' بلکہ وہ تیرے قریب نہ آئے' اس نے کہا خدا کی قسم اُسے میری طرف کوئی جنبش نہیں ہوتی اور خدا کی قسم جب سے اس کا معاملہ ہوا ہے وہ اس دن سے آج کے دن تک مسلسل رو رہا ہے۔

میرے گھر کے بعض لوگوں نے مجھے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کی خدمت کے متعلق اجازت لے لی

Marfat.com

ہے تو بھی اسی طرح اپنی بیوی کے متعلق اجازت لے لے' تو میں نے کہا خدا کی قسم میں رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق اجازت نہیں لوں گا اور مجھے کیا معلوم کہ جب میں اس کے بارے میں آپ سے اجازت لوں تو آپ مجھے کیا کہیں' حالانکہ میں ایک نوجوان آدمی ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں دس راتیں ٹھہرا رہا' یہاں تک کہ پچاس راتیں مکمل ہوگیا اس وقت سے جب رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بات کرنے سے منع کر دیا تھا' پس جب میں نے پچاسویں رات کی صبح کو فجر کی نماز پڑھی اور میں اپنے گھر کی چھت پر تھا' اسی دوران میں کہ میں اسی حالت میں بیٹھا تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو میری جان مجھ پر دوبھر ہوگئی اور زمین باوجود اپنی وسعت کے مجھ پر تنگ ہوگئی اور میں نے سلع پہاڑ پر چڑھے ایک آدمی کی آواز کو سنا جو بلند آواز سے کہہ رہا تھا:

''اے کعبؓ تجھے بشارت ہو''۔

تو میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے معلوم ہوگیا کہ کشادگی کا وقت آ گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر پڑھنے کے وقت لوگوں کو بتایا کہ اللہ نے ہماری توبہ قبول فرمالی ہے۔ پس لوگ ہمیں بشارت دینے گئے اور میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی بشارت دینے والے آگئے اور ایک آدمی نے میری طرف گھوڑا دوڑایا اور اسلم قبیلے کا ایک آدمی دوڑ کر پہاڑی پر چڑھ گیا اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز ہوتی ہے پس جب وہ شخص جس کی آواز میں نے سنی تھی میرے پاس بشارت دینے آیا تو میں نے اس کی خوشخبری کی وجہ سے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اسے پہنا دیئے۔ اور خدا کی قسم ان دنوں ان کے سوا میرے پاس کوئی کپڑا نہ تھا اور میں نے دو کپڑے عاریۃً لے کر پہنے اور رسول کریم ﷺ کی جانب روانہ ہوگیا۔ اور لوگ مجھے فوج در فوج توبہ پر مبارکباد دیتے ہوئے ملے' وہ کہتے تجھے مبارک ہو کہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے' حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تا آنکہ میں مسجد میں داخل ہوگیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے اردگرد لوگ جمع ہیں اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ میری طرف دوڑے ہوئے آئے اور انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ اور خدا کی قسم مہاجرین میں سے ان کے سوا کوئی آدمی میرے پاس نہ آیا اور میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات نہیں بھول سکتا' حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا تو رسول اللہ ﷺ نے جبکہ آپ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا فرمایا:

''تجھے بشارت ہو کہ جب سے تجھے تیری ماں نے جنا ہے اس وقت سے لے کر یہ دن تم پر بہترین گزرا ہے''۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ معافی آپ کی طرف سے ہوئی یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی۔

اور رسول کریم ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ یوں روشن ہو جاتا جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کی اس کیفیت کو جانتے تھے' پس جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ اپنی توبہ کی وجہ سے میں اللہ اور اس کے رسول کی خاطر اپنے مال کا صدقہ دے کر اس سے الگ ہو جاؤں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے پاس کچھ مال رکھ لو وہ تمہارے لیے بہتر ہوگا''۔ میں نے عرض کیا میں اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف سچ بولنے کی وجہ سے بچایا ہے اور میری توبہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ میں جب تک زندہ ہوں سچ بولوں گا اور خدا کی قسم جب سے میں نے رسول

Marfat.com

کریم ﷺ کے پاس اس کا ذکر کیا ہے اس وقت سے لے کر مسلمانوں میں سے میں کسی آدمی کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بڑھ کر صدق میں آزمایا ہو اور جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ بات بیان کی ہے اس وقت سے لے کر آج تک میں نے جھوٹی گواہی نہیں دی اور مجھے امید ہے کہ میری بقیہ زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ میری حفاظت کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت اتاری:

''اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم ﷺ مہاجرین اور انصار کو اپنے فضل سے نوازا ہے''۔

اور خدا کی قسم اسلام کی طرف راہنمائی کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کوئی ایسا انعام نہیں کیا جس کی عظمت میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی سچائی سے بڑی ہو میں آپ کا مکذب نہیں کہ آپ کی تکذیب کرنے والوں کی طرح ہلاک ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے مکذبین کو وحی نازل کرتے وقت جو بات کہی ہے وہ بہت بری بات ہے جو کسی کو کہی جاسکتی ہے کہ:

''جب تم پلٹ کر ان کے پاس جاؤ گے تو وہ عنقریب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے اعراض کرو .... بے شک اللہ تعالیٰ فاسقین سے راضی نہیں ہوتا''۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپؐ کے سامنے حلف اٹھائے آپؐ نے ان کی بات قبول کر لی اور ان کی بیعت لی اور ان کے لیے استغفار کیا۔ اور ہم تین ان لوگوں سے پیچھے رہ گئے اور رسول کریم ﷺ نے ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فیصلہ کیا اس لیے اس نے فرمایا ہے:

''اور جو تین آدمی پیچھے چھوڑے گئے تھے ان کی توبہ اللہ نے قبول کر لی ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر نہیں کیا جس کی وجہ سے ہم جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اس نے ہمیں ان لوگوں سے جنہوں نے آپؐ کے سامنے حلف اٹھائے اور عذر کیے تھے اور آپؐ نے ان کے عذرات قبول کر لیے تھے' پیچھے رکھا اور ہمارے معاملے کو ان سے مؤخر کیا ہے اسے مسلم نے زہری کے طریق سے ایسے ہی روایت کیا ہے اور محمد بن اسحاق نے بھی اسے زہری سے بخاری کے اسلوب کے مانند بیان کیا ہے اور ہم نے اسے تفسیر میں مسند احمد سے بیان کیا ہے اور اس میں کچھ اضافے بھی ہیں۔

ان کے علاوہ نافرمانوں میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان کا ذکر:

علی بن طلحہ الوالبی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول:

''اور دوسروں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور انہوں نے کچھ اچھے اور برے کام باہم ملا لیے قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ دس آدمی تھے جو غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے' پس جب وہ آپ کی واپسی پر حاضر ہوئے تو ان میں سے سات آدمیوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا۔ پس جب رسول کریم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور ان کے وہ ساتھی ہیں جو آپ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ جب تک آپ انہیں آزاد نہ کریں یا ان کو معذور قرار نہ دیں یہ یہیں بندھے رہیں گے۔ آپؐ نے فرمایا:

Marfat.com

''میں بھی اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نہ انہیں آزاد کروں گا اور نہ انہیں معذور قرار دوں گا' اور اللہ ہی انہیں آزاد کرے گا۔ انہوں نے مجھ سے بے رغبتی کی ہے اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرنے سے پیچھے رہ گئے ہیں''۔

پس جب انہیں اس بات کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا ہم بھی اپنے آپ کو اس وقت تک آزاد نہیں کریں گے جب تک ہمیں اللہ تعالیٰ آزاد نہ کرے' پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

''اور دوسروں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا''۔

اور جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان کو آزاد کیا اور معذور قرار دیا اور وہ اپنے اموال لے کر آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارے اموال ہیں ہماری طرف سے انہیں صدقہ کر دیجیے اور ہمارے لیے استغفار کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا:

''مجھے آپ کے اموال لینے کا حکم نہیں دیا گیا''۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''ان کے اموال سے صدقہ لے اور انہیں اس کے ذریعے پاک کر اور ان کے لیے دعا کر' تیری دعا ان کے لیے سکون کا باعث ہوگی' بے شک اللہ سننے اور جاننے والا ہے..... اور کچھ لوگ امر الٰہی سے پیچھے رکھے گئے ہیں خواہ وہ انہیں عذاب دے یا ان پر رحم کرے''۔

اور یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں باندھا تھا۔ پس یہ مؤخر رکھے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''اللہ نے حضرت نبی کریم ﷺ اور مہاجرین و انصار کو جو پیچھے رہ گئے تھے اپنے فضل سے نوازا ہے''۔

اور عطیہ بن سعید العرنی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کیا ہے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت سعید بن مسیّب' مجاہد اور محمد بن اسحاق نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو بیان کیا ہے اور بنی قریظہ کے روز آپ نے جو کچھ کہا اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ نے اپنے آپ کو باندھ لیا یہاں تک کہ آپ کی توبہ قبول ہوگئی' پھر آپ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تو آپ نے اسی طرح اپنے آپ کو باندھ لیا یہاں تک کہ آپ کی توبہ کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور آپ نے اپنے تمام مال کو صدقہ دے کر اس سے الگ ہو جانا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا:

''آپ کے مال کا تیسرا حصہ صدقہ کر دینا کافی ہے''۔

مجاہد اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ آیت کہ:

''دوسروں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا''۔

آپ کے بارے میں نازل ہوئی ہے' حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں' پھر اس کے بعد اسلام میں ان سے بھلائی ہی دیکھی گئی ہے۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں کہ شاید ان شیخوں نے اس کے ساتھ اس کے بقیہ ساتھیوں کا ذکر نہیں اور انہی کے نام پر کفایت کر لی ہے کیونکہ وہ ان کے لیڈر کے طور پر تھے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اسلوب بیان اس پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ بیہقی نے ابواحمد زبیری کے طریق سے عن سفیان ثوری عن سلمہ بن کہیل عن عیاض بن عیاض عن ابیہ عن ابن مسعود بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں تقریر کی اور فرمایا:

''بلاشبہ تم میں منافقین موجود ہیں پس میں جس کا نام لوں وہ اٹھ کھڑا ہو۔ فلاں اٹھو فلاں اٹھو یہاں تک کہ آپ نے چھتیس آدمی گنے۔ پھر فرمایا: تم میں منافقین موجود ہیں پس اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہو' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک نقاب پوش آدمی گزرا' آپ کی اس سے جان پہچان تھی' آپ نے فرمایا تیرا کیا حال ہے؟ پس اس نے آپ کو وہ بات بتائی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی' آپ نے فرمایا دور ہو جا۔

میں کہتا ہوں کہ غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے والوں کی چار اقسام تھیں:

① مامور اور ماجور' جیسے حضرت علی بن ابی طالب' حضرت محمد بن مسلمہ' اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم۔

② معذور' جو کمزور اور مریض تھے۔

③ تنگ دست جو گریہ کرنے والے تھے۔

④ نافرمان' گناہ گار' اور وہ تین تھے' حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مذکورہ ساتھی اور دوسرے قابل مذمت اور قابل ملامت لوگ' جو منافق تھے۔

Marfat.com

تبوک سے آپ کی واپسی کے بعد ہونے والے واقعات

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حافظ ابوعبداللہ نے بتایا کہ ہمیں ابوالعباس محمد بن یعقوب نے خبر دی' ہم سے ابوالبختری عبداللہ بن شاکر نے بیان کیا کہ ہم سے زکریا یحییٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ابوزجر بن حصین کے چچا نے اپنے دادا حمید بن منہب سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے دادا خریم بن اوس بن حارثہ بن لام کو کہتے سنا کہ:

میں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب آپ کی تبوک سے واپسی پر ہجرت کی اور میں نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا' یارسول اللہ میں آپ کی تعریف کرنا چاہتا ہوں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ تیرے دانتوں کو نہ گرائے تو انہوں نے کہا:۔

''اس سے قبل میں سایوں اور حفاظت کی جگہ میں خوش حال تھا جہاں اوراق سیئے جاتے ہیں' پھر میں شہروں میں آیا' اور آپ نہ بشر تھے نہ نطفہ نہ علقہ' بلکہ نطفہ' جہازوں پر سوار ہوتا تھا اور اس نے گھوڑے کے سم کے اندرونی غدود کو لگام لگادی اور اس کے باشندے غرق ہونے والے تھے۔ آپ پشت سے رحم میں منتقل ہوئے اور جب کوئی عالم گزر جاتا تو ایک پردہ ظاہر ہوجاتا' یہاں تک کہ آپ کا گھر خندف کی بلندیوں سے جس کے نیچے نطق تھے' محافظ خدا نے گھیر لیا۔ اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین جگمگا اٹھی اور افق آپ کے نور سے روشن ہوگیا' پس ہم اس نور' روشنی اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں''۔

اور بیہقی نے اسے ایک اور طریق سے ابوالسکن زکریا بن یحییٰ طائی سے روایت کیا ہے۔ اور وہ اس کا ایک جزو اس سے مروی ہے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس نے اضافہ کیا ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سفید حیرہ مجھے دکھایا گیا اور یہ ایشما بنت بقیلہ ہے جو سفید خچر پر سیاہ اوڑھنی اوڑھے ہوئے ہے' میں نے عرض کیا رسول اللہ اگر ہم حیرہ میں داخل ہوگئے اور میں نے اسے ایسے ہی پایا جیسے آپ نے میرے سامنے بیان کیا ہے' تو وہ میرا ہوگا' آپ نے فرمایا وہ تیرا ہوگا' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر ارتداد ہوا اور طی' سے کوئی آدمی مرتد نہ ہوا اور ہم اپنے نزدیکی عربوں سے اسلام پر جنگ کر رہے تھے اور ہم قیس سے بھی جنگ کر رہے تھے جس میں عینیہ بن حصن بھی شامل تھا' اور ہم بنی اسد سے بھی برسر پیکار تھے۔ جن میں طلحہ بن خویلد بھی تھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہماری تعریف کر رہے تھے اور انہوں نے ہمارے بارے میں جو اشعار کہے ان میں یہ اشعار بھی تھے:۔

''اللہ تعالیٰ طی' کو ان کے دیار میں' بہادروں کے میدان کارزار میں ہماری جانب سے بہترین جزا دے جب پڑائی ہوا سب خیموں کو تباہ کر دیتی ہے تو وہ سخاوت کے علمبردار ہوتے ہیں اور جب قیس نے تاریکی کے منادی کی بات مان لی تو انہوں نے ہی اسے دین کے بارے میں ضرب لگائی''۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کی طرف گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے اور جب ہم مسیلمہ سے فارغ ہو گئے تو ہم بصرہ کی جانب آئے اور کاظمہ مقام پر ہرمز سے ہماری مڈبھیڑ ہوئی' جس کے پاس ہم سے بھی بڑی فوج تھی اور عجمیوں[1] میں ہرمز سے بڑھ کر عربوں اور اسلام کا بڑا دشمن کوئی نہ تھا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابل نکل کر اسے دعوتِ مبارزت دی' پس وہ آپ کے مقابلے میں نکلا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا حال حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا اور آپ نے غنیمت میں اس کا سامان آپ کو عطا فرمایا' اور ہرمز کی ٹوپی کی قیمت ایک لاکھ درہم تک پہنچی۔ اور جب ایرانیوں میں کوئی آدمی بلند رتبہ ہو جاتا تو اس کی ٹوپی ایک لاکھ درہم کی ہوتی' راوی بیان کرتا ہے پھر ہم طف کے راستے حیرہ کی طرف لوٹے اور جب ہم اس میں داخل ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق سب سے پہلے ہمیں ایشما بنت بقیلہ سفید خچر پر سیاہ اوڑھنی اوڑھے ملی' پس میں اس سے چمٹ گیا اور میں نے کہا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بخشا ہے' تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اس پر گواہی طلب کی' تو میں نے گواہی پیش کی اور حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت محمد بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہما میرے گواہ تھے۔ تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے میرے سپرد کر دیا۔ پس اس کا بھائی عبدالمسیح صلح کے ارادے سے میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا کہ اسے میرے پاس فروخت کر دو تو میں نے کہا خدا کی قسم میں اسے ایک ہزار درہم سے کم میں فروخت نہ کروں گا تو اس نے مجھے ایک ہزار درہم دے دیے اور میں نے اسے اس کے سپرد کر دیا۔ آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ ایک لاکھ درہم کہتے تو بھی وہ ضرور آپ کو ادا کرتا' میں نے کہا مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ ہزار سے زیادہ عدد بھی ہوتے ہیں۔

۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد ثقیف کی آمد:

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثقیف کو چھوڑ کر چلے گئے تو آپ سے ان کے متعلق بددعا کرنے کو کہا گیا تو آپ نے ان کی ہدایت کے لیے دعا فرمائی اور قبل ازیں یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ جب مالک بن عوف نصری نے اسلام قبول کیا تو آپ نے اس پر نوازش فرمائی اور اسے اپنی قوم کے مسلمانوں کا امیر بنایا' پس وہ بلاد ثقیف سے جنگ کرنے لگا اور انہیں تنگ کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے انہیں اسلام میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور قبل ازیں ابوداؤد کی روایت کے مطابق جو اس نے صخر بن عیلہ احمسی سے بیان کی ہے' بیان ہو چکا ہے کہ وہ مسلسل ثقیف سے برسرِ پیکار رہا۔ یہاں تک کہ اس نے انہیں ان کے قلعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اتار لیا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے مطابق' مدینہ نبویہ میں لے آیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تبوک سے مدینہ تشریف لائے اور اسی ماہ میں ثقیف کا وفد آپ کی خدمت میں آیا اور ان کا واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے واپس آئے تو عروہ بن مسعود آپ کے پیچھے پیچھے آیا' یہاں تک کہ اس نے مدینہ پہنچنے سے قبل آپ کو پا لیا اور اسلام لے آیا اور اس نے آپ سے عرض کی کہ وہ اسلام کے ساتھ اپنی قوم کی طرف واپس جانا چاہتا ہے' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ جیسا کہ اس کی قوم بیان کرتی ہے۔ ''وہ تجھے قتل کر دیں گے''۔

---

[1] حلبیہ میں عربوں کا لفظ ہے۔

Marfat.com

اور رسول کریم ﷺ کو معلوم تھا کہ ان میں نخوت پائی جاتی ہے' عروہ نے کہا یا رسول اللہ میں انہیں کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں' اور وہ واقعی ان میں محبوب و مطاع تھا' پس وہ اپنی قوم کو اس امید پر دعوت اسلام دینے گیا کہ اسے ان میں جو مقام حاصل ہے اس کی وجہ سے وہ اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ پس جب وہ اپنے اشراف کے پاس گیا تو اس نے انہیں دعوتِ اسلام دی اور اپنے دین کا ان کے سامنے اظہار کیا تو انہوں نے ہر جانب سے اس پر تیر برسائے۔ پس ایک تیر اسے لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اور بنو مالک نے خیال کیا کہ ان کے ایک آدمی نے جو بنی سالم بن مالک سے تھا اور جسے اوس بن عوف کہا جاتا ہے اس نے اسے قتل کیا ہے' عروہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی اپنی دیت کے متعلق کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا یہ ایک کرامت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سرفراز فرمایا ہے اور شہادت ہے جسے اللہ میرے پاس لے آیا ہے' پس قبل اس کے کہ رسول کریم ﷺ تمہیں چھوڑ کر چلے جائیں میرے بارے میں بھی وہی کرنا جو ان شہداء کے ساتھ کیا گیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مارے گئے ہیں' مجھے ان کے ساتھ دفن کر دینا' تو انہوں نے اسے ان کے ساتھ دفن کر دیا' ان کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

''اس کی مثال اپنی قوم میں ایسی ہے جیسے صاحب یٰسین کی اپنی قوم میں تھی''۔

اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی اسی طرح عروہ کے واقعہ کو بیان کیا ہے لیکن اس کا خیال ہے کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حج کے بعد کا واقعہ ہے اور اس بارے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بیہقی نے اس کی متابعت کی ہے مگر یہ بعید ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حج سے پہلے کا واقعہ ہے۔ جیسا کہ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عروہ کے قتل کے بعد' ثقیف کئی ماہ تک ٹھہرے رہے۔ پھر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور سمجھ لیا کہ وہ اپنے اردگرد کے مسلمان اور مطیع عربوں سے جنگ کرنے کی سکت نہیں رکھتے' پس انہوں نے بنی علاج کے بھائی عمرو بن امیہ کے مشورے کے مطابق' اپنے باہمی معاملات کے بارے میں مشورہ کیا اور پھر اپنے میں سے ایک آدمی کے بھیجنے کے بارے میں متفق ہو گئے پس انہوں نے عبد یالیل بن عمیر کو احلاف کے دو آدمیوں اور بنی مالک کے تین آدمیوں کے ساتھ بھیجا' جن کے نام یہ ہیں' الحکم بن عمرو بن وہب بن معتب' شرحبیل بن غیلان بن سلمہ بن معتب' عثمان بن ابوالعاص' بنی سالم کا اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ بن ربیعہ۔

موسیٰ بن عقبہ بیان کرتا ہے کہ وہ دس بارہ آدمی تھے جن میں کنانہ عبد یالیل ان کا لیڈر تھا اور ان میں عثمان بن ابوالعاص بھی شامل تھا جو وفد میں سب سے چھوٹا تھا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب وہ مدینہ کے نزدیک آئے تو قناۃ میں اترے اور انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو اپنی باری پر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی اونٹنیاں چراتے پایا' پس جب اس نے انہیں دیکھا تو وہ رسول کریم ﷺ کو ان کی آمد کی خوشخبری دینے کے لیے دوڑ کر گیا' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے ملے تو اس نے آپ کو ثقیف کے قافلے کی آمد کی اطلاع دی اور کہا کہ اگر رسول کریم ﷺ ان کے لیے کچھ شرائط لازم کر دیں اور ان کی قوم کے متعلق کوئی تحریر لکھ دیں تو وہ بیعت کرنے اور اسلام

Marfat.com

لانے کے لیے تیار ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ سے کہا مجھ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جانا تا آنکہ میں آپ سے بیعت کرلوں' پس مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آمد کی اطلاع دی' پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب کے پاس چلے گئے اور شام کو ان کے ساتھ اونٹوں کو باڑے میں لائے اور انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے سلام کہتے ہیں' مگر انہوں نے جاہلیت کے سلام پر عمل کیا اور جب وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا گیا اور حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان آتے جاتے تھے۔ اور جب وہ ان کے پاس کھانا لے کر آئے تو جب تک حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ان سے پہلے وہ کھانا نہ کھاتے وہ کھانا نہ کھاتے۔ اور انہی نے ان کے لیے تحریر لکھی' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شروط عائد کیں ان میں یہ شرط بھی تھی کہ آپ تین سال تک طاغیہ کو ان کے واسطے چھوڑ دیں اور وہ مسلسل آپ سے سال سال کے بارے میں سوال کرتے رہے اور آپ انکار کرتے رہے یہاں تک انہوں نے اپنے کم عقل لوگوں کو متالف کرنے کے لیے آپ سے اپنی آمد کے ایک ماہ بعد تک کا سوال کیا' لیکن آپ نے کسی نامزد چیز کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ ہاں آپ ان کے ساتھ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ کو بھجیں گے تا کہ وہ دونوں اسے مسمار کر دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے آپ سے یہ بھی دریافت کیا کہ وہ نماز نہیں پڑھیں گے اور اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے مسمار نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا' رہی یہ بات آپ اپنے ہاتھوں سے اپنے بتوں کو توڑیں' تو اس سے ہم آپ کو معافی دیتے ہیں' اب رہا نماز کا معاملہ' تو جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ انہوں نے کہا: اگرچہ یہ ایک کمینگی ہے لیکن ہم اسے آپ کے لیے ادا کریں گے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان نے بیان کیا' ہم سے محمد بن مسلمہ نے عن حمید عن الحسن عن عثمان بن العاص بیان کیا کہ ثقیف کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ نے انہیں مسجد میں اتارا تا کہ وہ ان کے دلوں کو نرم کرنے کا باعث ہو۔ پس انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر شرائط عاید کیں کہ انہیں جنگ میں نہ لے جایا جائے اور نہ ان سے عشر اور ٹیکس لیا جائے اور نہ ان کے سوا کسی دوسرے آدمی کو ان پر عامل مقرر کیا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم نہ جنگوں میں جاؤ نہ ٹیکس دو اور نہ ہی تمہارے سوا کوئی دوسرا تم پر عامل مقرر ہو گا' لیکن اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں رکوع نہیں۔

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قرآن سکھایئے اور مجھے میری قوم کا امام مقرر کر دیجیے۔ اسے ابوداؤد نے ابوداؤد طیالسی کی حدیث سے حماد بن سلمہ سے بحوالہ حمید بیان کیا ہے اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حسن بن الصباح نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن عبدالکریم نے بیان کیا کہ مجھ سے ابراہیم بن عقیل بن معقل بن منبہ نے بحوالہ وہب بیان کیا کہ جب میں نے بیعت کی تو میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ثقیف کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شرط عاید کی کہ ان پر صدقہ اور جہاد لازم نہ ہو گا' اور یہ کہ انہوں نے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

''جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے''۔

Marfat.com

ابن اسحق بیان کرتا ہے کہ جب وہ مسلمان ہو گئے اور آپ نے ان کے لیے تحریر لکھی تو عثمان بن ابوالعاص کو ان کا امیر مقرر کیا۔ اور وہ ان سب سے نوعمر تھا۔ اس لیے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس نوجوان کو اسلام کے سمجھنے اور قرآن کے سیکھنے میں ان سب سے زیادہ حریص پایا ہے۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ ان کا وفد' جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تو وہ عثمان بن ابوالعاص کو اپنی قیامگاہوں میں چھوڑ آتے اور جب وہ دوپہر کو واپس جاتے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ جاتا اور آپ سے علم کے متعلق دریافت کرتا اور قرآن پڑھتا اور اگر وہ آپ کو سوئے ہوئے پاتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جاتا اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ وہ اسلام کے بارے میں سمجھ دار ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت محبت رکھتے تھے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے سعید بن ابی ہند نے بحوالہ مطرف بن عبداللہ بن شخیر' عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ثقیف کی طرف بھیجا تو آخری وصیت یہ فرمائی:

''اے عثمان! نماز میں اختصار کرنا' اور لوگوں کا اندازہ ان کے کمزور سے لگانا' کیونکہ ان میں بڑے' چھوٹے' کمزور اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں''۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان نے بیان کیا' ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ ہمیں سعید الجریری نے عن ابی العلاعن مطرف عن عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی قوم کا امام مقرر فرما دیجیے آپؐ نے فرمایا:

''تو ان کا امام ہے پس ان کے کمزور کی اقتداء کر اور ایسے شخص کو مؤذن مقرر کو جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے''۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے حماد بن سلمہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن اسماعیل بن علیہ عن محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور احمد نے عن عفان عن وہب عن معاویہ بن عمرو عن زائدہ روایت کی ہے' ان دونوں نے عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن داؤد ابن ابی عاصم عن عثمان بن العاص سے بیان کیا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے طائف پر عامل مقرر کیا تو علیحدگی کے وقت آخر میں یہ وصیت فرمائی کہ:

''جب تو لوگوں کو نماز پڑھائے تو ان کو ہلکی نماز پڑھا یہاں تک کہ آپؐ نے ﴿اقرا باسم ربک الذی خلق﴾ اور قرآن کی اس جیسی سورتوں کو میرے لیے مقرر فرما دیا''۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے عن عمرو بن مرہ بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب کو سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جو آخری وصیت فرمائی وہ یہ تھی کہ:

''جب تو لوگوں کی امامت کرے تو ان کو ہلکی نماز پڑھا''۔

اور مسلم نے اسے محمد بن مثنی اور بندار سے روایت کیا ہے اور یہ دونوں محمد بن جعفر سے اور وہ عبداللہ سے روایت کرتا ہے' اور امام احمد

Marfat.com

بیان کرتے ہیں کہ ابواحمد زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن عبدالرحمن بن یعلیٰ الطائفی نے بحوالہ عبداللہ بن الحکم بیان کیا کہ اس نے عثمان بن ابوالعاص کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے طائف پر عامل مقرر کیا اور آپ نے مجھے آخری وصیت یہ فرمائی کہ:

''لوگوں کو ہلکی نماز پڑھانا''۔

اس طریق سے یہ منفرد ہے' اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ ہمیں عمرو بن عثمان نے بتایا کہ مجھ سے موسیٰ یعنی ابن طلحہ نے بیان کیا کہ عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کی امامت کرے۔ پھر فرمایا:

''جو لوگوں کی امامت کرے وہ انہیں ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں' کمزور' بڑے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں اور جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو جس طرح چاہے نماز پڑھے''۔

اسے مسلم نے عمرو بن عثمان کی حدیث سے بیان کیا ہے اور احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بحوالہ نعمان بن سالم بیان کیا کہ میں نے ثقیف کے شیوخ کو کہتے سنا کہ ہم سے عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اپنی قوم کی امامت کر اور جب تو لوگوں کی امامت کرے تو ان کو ہلکی نماز پڑھا' کیونکہ نماز میں چھوٹے بڑے کمزور' مریض اور ضرورت مند بھی موجود ہوتے ہیں''۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن اسماعیل نے بحوالہ الجریری' ابوالعلا بن شخیر سے بیان کیا کہ عثمان نے کہا کہ: ''یا رسول اللہ شیطان میری نماز اور قرأت کے درمیان حائل ہو گیا ہے''۔ آپ نے فرمایا اس شیطان کو خنزب کہتے ہیں' پس جب تو اسے محسوس کرے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ اور اپنی بائیں طرف تین بار تھوک دے' عثمان بیان کرتے ہیں' میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔ مسلم نے اسے سعید الجریری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور مالک' احمد مسلم اور اہل سنن نے نافع بن جبیر بن مطعم سے' بحوالہ عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے جسم کے درد کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کی۔

درد کے ازالہ کی دعا:

آپ نے فرمایا تمہارے جسم کے جس حصے میں درد ہوتا ہے اس پر اپنا ہاتھ رکھو اور تین بار بسم اللہ پڑھ اور سات بار کہہ:

اعوذ بعزۃ اللہ و قدرتہ من شر ما اجد و احاذر

''میں جو تکلیف محسوس کرتا ہوں اور جس سے خائف ہوں اس کے شر سے میں اللہ تعالیٰ کی عزت و قدرت کی پناہ چاہتا ہوں''۔

اور بعض روایات میں ہے کہ میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور فرما دی اور میں ہمیشہ ہی اپنے اہل اور دوسرے

Marfat.com

لوگوں کو اس کے پڑھنے کا حکم دیتا رہا۔

ابو عبداللہ بن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن یسار نے ہم سے بیان کیا' محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے عیینہ بن عبدالرحمٰن نے جسے ابن جوشن کہتے ہیں۔ بتایا کہ میرے باپ نے مجھ سے بحوالہ عثمان بن ابوالعاص بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ

جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے طائف کا عامل مقرر کیا تو میری نماز میں مجھے کچھ خیالات آنے لگے' یہاں تک کہ مجھے یہ بھی معلوم نہ رہتا کہ میں نے کتنی نماز پڑھی ہے' پس جب میں نے یہ کیفیت دیکھی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا' تو آپؐ نے فرمایا' ابن ابوالعاص میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے فرمایا کس تکلیف کی وجہ سے آئے ہو' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز میں مجھے ایسے خیالات آتے ہیں کہ مجھے یہ بھی پتہ نہیں رہتا کہ میں نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ شیطان ہے' قریب ہو جاؤ' میں آپؐ کے قریب ہو گیا اور اپنے پاؤں کے بل بیٹھ گیا تو آپؐ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور میرے منہ پر تھوکا اور فرمایا' اللہ کے دشمن نکل جا' آپ نے یہ کام تین بار کیا' پھر فرمایا اپنے کام پر چلے جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا' میری زندگی کی قسم' میرے خیال میں وہ مجھے بعد میں نہیں ملا' ابن ماجہ اس بیان میں متفرد ہیں' ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عیسیٰ بن عبداللہ نے عطیہ بن سفیان بن ربیعہ ثقفی سے بحوالہ وفد کے ایک ممبر کے بیان کیا' وہ کہتا ہے کہ جب ہم مسلمان ہو گئے اور رمضان کے بقیہ ایام میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھنے لگے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہماری سحری اور افطاری لے کر ہمارے پاس آتے' پس جب وہ سحری لاتے' تو ہم کہتے کہ فجر طلوع ہو گئی ہے وہ فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تاخیر سے سحری کھاتے چھوڑا ہے اور جب وہ ہماری افطاری لاتے تو ہم کہتے ابھی سارا سورج غروب نہیں ہوا تو وہ فرماتے میں اس وقت تمہارے پاس آیا ہوں جب رسول اللہ ﷺ نے کھانا شروع کر دیا تھا پھر آپ پیالے میں اپنا ہاتھ رکھتے اور اس سے لقمے لیتے۔

اور امام احمد' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یعلی الطائفی کی حدیث سے بحوالہ عثمان بن عبداللہ بن اوس اس کے دادا اوس بن حذیفہ سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ ہم وفد ثقیف میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور احلاف' مغیرہ بن شعبہ کے ہاں اترے اور بنی مالک کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے خیمہ میں اتارا اور ہر شب عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لاتے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر ہم سے باتیں کرتے یہاں تک کہ طول قیام سے باری باری اپنے پاؤں پر آرام کرتے اور آپ اکثر ان تکالیف کو بیان فرماتے جو آپ کو اپنی قوم قریش سے پہنچی تھیں پھر فرماتے:

''مجھے افسوس نہیں' ہم مکہ میں کمزور و ناتواں تھے اور جب ہم مدینہ چلے گئے تو ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کا پانسا پلٹتا رہتا تھا' ہم ان پر غالب آ جاتے اور وہ ہم پر غالب آ جاتے''۔

ایک شب جس وقت آپ ہمارے پاس آیا کرتے تھے اس وقت سے دیر کے ساتھ آئے' ہم نے عرض کیا آج شب آپ نے دیر کر دی ہے۔ فرمایا قرآن کریم کا ایک حصہ اچانک میرے سامنے آ گیا اور میں نے اسے مکمل کیے بغیر آنا پسند نہ کیا۔

Marfat.com

اوس بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے دریافت کیا کہ وہ قرآن کے حصے کیسے کرتے تھے' وہ کہنے لگے تین' پانچ' سات' نو' گیارہ' تیرہ' اکیلا حزب المفصل' یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئے اور اپنے علاقے کو واپس آنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو ان کے ساتھ طاغیہ کے مسمار کرنے کے لیے بھیجا' پس وہ دونوں ان لوگوں کے ساتھ چل پڑے اور جب طائف پہنچ گئے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو آگے کرنا چاہا' مگر ابوسفیان نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم اپنی قوم کے پاس جاؤ اور ابوسفیان اپنے مال کے ساتھ ذوالہرم میں ٹھہر گیا' پس جب مغیرہ رضی اللہ عنہ آ کر اس کے اوپر سے اسے کدال سے توڑنے لگے تو ان کی قوم بنی معتب اس خدشے کے پیش نظر ان کی حفاظت میں کھڑی ہو گئی کہ کہیں انہیں عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح تیر نہ مارا جائے یا انہیں گزند نہ پہنچایا جائے' راوی بیان کرتا ہے کہ ثقیف کی عورتیں برہنہ سر اس پر روتی ہوئی باہر نکلیں اور کہنے لگیں۔

''ہم دفاع میں روئیں گی اسے کمینوں نے بے یارومددگار چھوڑ دیا ہے اور اچھی ضرب نہیں لگائی''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ابوسفیان کہتے ہیں کہ مغیرہ اسے کلہاڑے سے مارتے اور کہتے تجھ پر افسوس ہے اور جب مغیرہ نے اسے مسمار کر دیا اور اس کا مال اور زیورات لے لیے تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم طاغیہ کے مال سے عروہ بن مسعود اور اس کے بھائی اسود بن مسعود اور قارب بن اسود کا قرض ادا کریں گے' یہ ان دونوں کی ادائیگی کر دے گا۔

میں کہتا ہوں کہ اسود مشرک ہونے کی حالت میں مر گیا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے قارب بن اسود رضی اللہ عنہ کے اکرام و تالیف کے لیے یہ حکم دیا تھا۔

اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ ثقیف کا وفد دس بارہ آدمیوں پر مشتمل تھا' پس جب وہ آئے تو رسول کریم ﷺ نے انہیں مسجد میں اتارا' تا کہ وہ قرآن سنیں' انہوں نے آپ سے سود' زنا اور شراب کے متعلق پوچھا تو آپ نے ان سب چیزوں کو ان پر حرام قرار دیا پھر انہوں نے آپ سے لات کے متعلق پوچھا کہ آپ اس سے کیا سلوک کرنے والے ہیں' آپ نے فرمایا اسے مسمار کر دو وہ کہنے لگے اگر لات کو علم ہو جائے کہ آپ اسے مسمار کرنا چاہتے ہیں' تو وہ طائف کے باشندوں کو تباہ کر دے' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا' ابن عبد یالیل تیرا برا ہو تو کس قدر جاہل آدمی ہے' لات ایک پتھر ہے' وہ کہنے لگے اے ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ہم آپ کے پاس نہیں آئے' پھر وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ اسے مسمار کرنے کی ذمہ داری لیں' ہم تو اسے کبھی مسمار نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے پاس آدمی بھیجوں گا جو اس کے مسمار کرنے سے ان کی کفایت کریں گے' پس انہوں نے اس بارے میں آپ سے خط و کتابت کی اور آپ سے اجازت طلب کی کہ آپ اپنے ایلچیوں کو ان کے پاس بھیجیں اور جب وہ اپنی قوم کے پاس آئے تو انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے پیچھے کیا ہے' تو انہوں نے اظہار غم کیا' اور یہ کہ وہ ایک سخت کلام آدمی کے پاس سے آئے ہیں جو تلوار کے ساتھ غالب آ گیا ہے اور وہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے اور اس نے عربوں کو عاجز کر دیا

Marfat.com

ہے' اور اس نے سود' زنا اور شراب کو حرام کر دیا ہے اور لات کے مسمار کرنے کا حکم دے دیا ہے' پس ثقیف بدک گئے اور کہنے لگے' ہم کبھی اس بات کو نہیں مانیں گے' اس نے کہا جنگ کی تیاری کرو اور ہتھیار فراہم کرو' پس وہ اس کیفیت میں دو یا تین دن رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو انہوں نے رجوع و انابت اختیار کر لی۔ اور کہنے لگے اس کے پاس واپس جا کر اس پر اس سے مشارطت و مصالحت کر لو۔ انہوں نے کہا ہم نے ایسا کر لیا ہے۔ اور تم نے اسے سب لوگوں سے زیادہ متقی' وفادار' رحیم اور صادق پایا ہے۔ اور ہم نے جو اس کی طرف سفر کیا ہے اور اس سے جو فیصلے کیے ہیں اس میں ہمارے اور تمہارے لیے برکت دی گئی ہے' پس تم معاملے کو سمجھو اور اللہ کی عافیت کو قبول کرو۔ انہوں نے کہا تم نے یہ بات ہم سے پہلے کیوں پوشیدہ رکھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' تم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطانی نخوت نکال دے' پس وہ اپنی جگہوں پر مسلمان ہو گئے اور کئی روز تک ٹھہرے رہے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی ان کے پاس پہنچ گئے اور آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا اور ان میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' پس وہ لات کے پاس گئے اور ثقیف اپنے کافی مردوں' عورتوں اور بچوں کو لے آئے یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں پردوں سے باہر آ گئیں' اور ثقیف کے عوام یہ خیال نہیں کرتے تھے' کہ اسے مسمار کر دیا جائے گا' ان کا خیال تھا کہ یہ محفوظ رہے گا' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کدال لی اور اپنے اصحاب سے کہا' خدا کی قسم میں تمہیں ثقیف کے بارے میں ہنساؤں گا۔ پس آپ نے کدال ماری اور پھر گر کر اپنے پاؤں مارنے لگے تو اہل طائف نے ایک نعرہ مارا اور خوش ہو کر کہنے لگے اللہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ہلاک کرے لات نے اسے قتل کر دیا ہے اور ان لوگوں سے کہنے لگے جو تم میں سے نزدیک جانا چاہتا ہے وہ نزدیک چلا جائے' پس حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے قوم ثقیف یہ پتھر اور مٹی کا ایک بچھڑا ہے پس اللہ کی عافیت کو قبول کرو اور اس کی عبادت کرو' پھر انہوں نے کدال مار کر دروازہ توڑ دیا پھر اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور ان کے ساتھ لوگ بھی چڑھ گئے اور وہ مسلسل اس کے ایک ایک پتھر کو مسمار کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے زمین کے برابر کر دیا اور اس کا خادم کہنے لگا' بنیاد غضبناک ہو کر ان کو دھنسا دے گی' جب مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے:

چھوڑیئے میں اس کی بنیاد کھودتا ہوں پس انہوں نے بنیاد کو کھودا اور اس کی مٹی نکال دی اور اس کی بنا اور پانی کو اکٹھا کر دیا' اس موقع پر ثقیف حیران رہ گئے' پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آ گئے تو آپ نے اسی روز اس کے اموال کو تقسیم کر دیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کے اعتزاز اور اس کے رسول کی نصرت پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جو تحریر لکھ کر دی تھی وہ یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مومنین کی جانب:

''طائف کے شکار اور کانٹے دار درختوں کو نہیں کاٹا جائے گا جو ایسا کرتا ہوا پایا گیا اسے کوڑے لگائے جائیں گے' اور اس کے کپڑے اتار لیے جائیں گے' اور اگر کوئی اس سے تجاوز کرے گا تو اسے پکڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دیا جائے گا اور یہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے خالد بن سعید نے محمد بن عبداللہ لکھا' پس کوئی اس سے تجاوز نہ کرے' اور حضرت محمد نبی ﷺ نے جو حکم دیا ہے اس سے تجاوز کرنے والا اپنے آپ ظلم کرے گا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن الحارث مخزومی مکی نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن عبداللہ بن انسان نے اپنے باپ سے بحوالہ عروہ بن مسعود بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ:

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیہ[1] سے آئے اور جب ہم سدرہ کے قریب آئے تو رسول کریم ﷺ قرن کی طرف اس کے سامنے کھڑے ہو گئے' اور آپ نے مجس وادی کو اپنی آنکھوں کے سامنے کیا اور کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا:

''طائف کا شکار اور اس کے کانٹے دار درخت اللہ کا حرام کیا ہوا حرم ہے''۔

اور یہ طائف میں آپ کے نزول اور ثقیف کے محاصرے سے قبل کی بات ہے' ابوداؤد نے اسے محمد بن عبداللہ بن انسان الطائفی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اسے اپنے ثقات میں بیان کیا ہے اور ابن معین نے کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور بعض نے اس کے متعلق اعتراضات کیے ہیں اور احمد اور بخاری وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے' اور شافعی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کے مقتضیٰ کے مطابق بات کی ہے۔ واللہ اعلم

عبداللہ بن ابی کی وفات:

محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے زہری نے عروہ سے بحوالہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس مرض میں عبداللہ بن ابی کی عیادت کے لیے گئے' جس میں اس کی وفات ہوئی' جب آپ نے اس میں موت کے آثار کو دیکھا تو فرمایا:

''خدا کی قسم میں تمہیں یہود کی محبت سے روکا کرتا تھا''۔ تو وہ کہنے لگا اسعد بن زرارہ نے ان سے نفرت کی ہے پس بس کیجیے۔

اور واقدی بیان کرتا ہے کہ شوال کی چند راتیں باقی تھیں کہ عبداللہ بن ابی بیمار ہو گیا اور ذوالقعدہ میں مر گیا۔ وہ بیس دن بیمار رہا اور اس دوران میں رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کرتے رہے' جس روز اس کی وفات ہوئی اس روز آپ اس کے پاس گئے اور وہ جانکنی کی حالت میں تھا' آپؐ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں یہود کی محبت سے روکا تھا''۔ تو وہ کہنے لگا اسعد بن زرارہ نے ان سے نفرت کی تو اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا' پھر کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ یہ عتاب کا وقت نہیں' یہ موت ہے۔ میرے غسل کا پانی لایئے اور مجھے اپنی وہ قمیص عطا فرمایئے جو آپ کی جلد کے ساتھ ہے اور اس میں مجھے کفن دیجیے اور میری نماز جنازہ پڑھیے اور میرے لیے بخشش طلب کیجیے' تو رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔

اور بیہقی نے سالم بن عجلان کی حدیث سے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس واقدی کی طرح ہی بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور اسحاق بن راہویہ کا بیان ہے کہ میں نے ابواسامہ سے کہا میں تمہارے پاس عبیداللہ بن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتا ہوں

---

[1] طائف کے نواح میں ایک بستی ہے۔

Marfat.com

وہ کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول فوت ہوا تو اس کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ سے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنی قمیص دیں تا کہ میں اسے اس میں کفن دوں' تو آپ نے اسے قمیص عطا کی' پھر اس نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں' تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے' پس حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ کا کپڑا پکڑ لیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے:

''چاہے تو ان کے لیے بخشش مانگ یا نہ مانگ' اگر تو ان کے لیے ستر بار بخشش مانگے تو اللہ ہرگز ان کو نہیں بخشے گا' اور میں ستر سے زیادہ بار مانگ لوں گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' وہ منافق ہے کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''جو ان میں سے مرجائے اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کفر کیا ہے''۔

اور ابو اسامہ نے اس کا اقرار کیا اور کہا: ہاں!

اور بخاری اور مسلم نے صحیحین میں اسے ابو اسامہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور بخاری وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں گے؟ حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن یہ باتیں کی تھیں۔ آپ نے فرمایا عمر چھوڑ یئے مجھے دو اختیار دیئے گئے ہیں اور اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ میرے ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی بخشش ہوتی ہے تو میں زیادہ استغفار کر لیتا' پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''ان میں سے جو مر جائے اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی جرأت پر حیرت ہوئی' اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

اور سفیان بن عیینہ' عمرو بن دینار سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ:

عبداللہ بن ابی کو قبر میں داخل کر دینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر آئے پس آپ کے حکم سے اسے نکالا گیا تو آپ نے اسے اپنے دونوں گھٹنوں یا رانوں پر رکھا اور اس پر اپنا لعاب دہن پھینکا اور اپنی قمیص اسے پہنائی۔ واللہ اعلم

اور صحیح بخاری میں اسی اسناد سے اس قسم کی بات بیان ہو چکی ہے اور امام بخاری کے نزدیک آپ نے اسے اپنی قمیص اس بات کے بدلے میں پہنائی تھی کہ اس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس وقت قمیص پہنائی تھی جب وہ مدینہ آئے تھے اور ابن عبداللہ بن ابی کی قمیص کے سوا اور کوئی قمیص فٹ نہ آئی تھی۔ اور بیہقی نے اس موقع پر ثعلبہ بن حاطب کا واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ کس طرح وہ کثرت مال سے فتنہ میں پڑ گیا اور اس نے صدقہ روک لیا' اور ہم نے اس واقعہ کو آیت ﴿ومنهم من عهد الله لئن اتانا من فضله﴾ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے۔

Marfat.com

باب ۵

انصار کی مدح میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جنگ تبوک آخری جنگ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑی اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ انصار کے ایام کو شمار کرتے ہوئے اور غزوہ کے ایام میں آپ کے ساتھ ان کے مواطن کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں' ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن بن احسان کے لیے روایت کی ہے کہ:

''کیا آپ قوم کے لحاظ سے معد کے بہترین آدمی نہیں خواہ وہ عمامہ باندھیں یا اکٹھے ہوں' وہ ایسے لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوئے۔ پس نہ انہوں نے کوئی کوتاہی کی اور نہ آپ کو چھوڑا اور انہوں نے آپ کی بیعت کی اور ان میں سے کسی نے بیعت کو نہیں توڑا' اور نہ ان کے ایمان میں کوئی نفاق تھا' اور احد کے روز جب انہیں صبح صبح گھاٹی میں سخت شمشیر زنی لے آئی جو آگ کی طرح روشن تھی اور ذی قرد کے روز جب آپ نے انہیں گھوڑوں پر دوسروں کے مقابلے میں ترجیح دی تو نہ انہوں نے خیانت کی اور نہ بزدلی دکھائی اور ذوالعشیرہ کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے گھوڑوں کے ساتھ ان میں گھس گئے' جن پر نیزے اور تلواریں تھیں۔ اور ودان کے روز انہوں نے گھوڑوں کے رقص کے ساتھ وہاں کے باشندوں کو جلاوطن کر دیا یہاں تک کہ سخت زمین اور پہاڑ نے ہمیں روکا اور کتنی ہی راتوں کو انہوں نے اللہ کی خاطر اپنے دشمنوں کو تلاش کیا اور اللہ ان کے عمل کی انہیں جزا دے گا۔ اور حنین کی شب انہوں نے آپؐ کے ساتھ شمشیر زنی کی۔ اور جنگ میں جب وہ ایک بار سیراب ہوتے تھے تو آپ انہیں دوبارہ سیراب کرتے تھے۔ اور نجد کی جنگ کے روز انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سامان اور غنیمت ملی۔ اور غزوہ القاع میں ہم نے دشمن کو ایسے منتشر کر دیا جیسے گھاٹ سے گھوڑے منتشر کیے جاتے ہیں۔ اور جس روز آپ کی بیعت ہوئی تو وہ اونٹنیوں پر آپ کی بیعت میں شامل تھے اور فتح کے روز وہ آپ کی فوج میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ پس نہ انہوں نے ہلکے پن کا اظہار کیا اور نہ جلد بازی سے کام لیا اور خیبر کے روز وہ آپ کی فوج میں رواں دواں تھے اور وہ سب جانباز اور بہادر تھے' ہم بے ہتھیار ہونے کی وجہ سے ان تلواروں سے لرزہ براندام تھے جو کبھی چوٹ لگا کر ٹیڑھا کر دیتی ہیں' اور کبھی سیدھا کر دیتی ہیں۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم احتساب کے لیے تبوک کی طرف گئے تو وہ آپ کے اوّلین علمبردار تھے اور اگر جنگ ان کو منتشر کر دے تو وہ جنگ کا انتظام کرتے ہیں' یہاں تک کہ ان کے لیے قرب نمایاں ہو جاتا ہے اور وہ لوٹ آتے ہیں' وہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار ہیں اور وہ میری قوم ہیں جب میں ان سے ربط کروں گا تو ان کے پاس جاؤں گا' وہ کریم ہونے کی حالت میں فوت ہوئے اور انہوں نے اپنے عہد کو نہ توڑا اور وہ جب قتل ہوئے تو اللہ کی راہ میں ہی قتل ہوئے۔''

Marfat.com

۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجنا اور سورۃ براۃ کا نزول

ابن اسحاق رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اہل طائف کے وفود کے ذکر کے بعد بیان کرتا ہے' جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے بقیہ مہینے' شوال اور ذوالقعدہ میں ٹھہرے رہے پھر آپؐ نے ۹ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا تا کہ مسلمانوں کو ان کا حج ادا کرائیں اور مشرکین بھی اپنے حج کی منازل پر تھے اور ابھی انہیں بیت اللہ سے روکا نہیں گیا تھا' اور ان میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ آپ کا مؤقت عہد تھا۔ پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ نکلے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی یہ اوّلین آیات نازل فرمائیں:

''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے ان لوگوں کے بارے میں اظہار برأت ہے جن کے ساتھ مشرکین میں سے تم نے معاہدہ کیا ہے' پس تم چار ماہ تک زمین میں پھرو اور حج اکبر کے روز اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے' کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں''۔

پھر ابن اسحاق نے ان آیات کے بارے میں گفتگو کی ہے اور ہم نے تفسیر میں اسے بفضل خدا مفصل طور پر بیان کیا ہے' جس کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ آپ ان کے ساتھ ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی نیابت میں' مشرکین تک اعلانِ برأت کے پہنچانے کی ذمہ داری لے لی۔ کیونکہ آپ حضور علیہ السلام کے عصبہ میں سے آپ کے عمزاد تھے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف نے ابوجعفر بن محمد بن علی سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ جب سورۃ براۃ رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی اس وقت آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو حج کروانے کے لیے بھیج چکے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کاش آپ اس کام کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیتے' آپ نے فرمایا یہ کام میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کرے گا' پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

''سورۃ براۃ کے پہلے واقعہ کو لے جایئے اور جب لوگ قربانی کے روز منیٰ میں جمع ہوں تو ان میں اعلان کر دیجیے کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کر سکے گا اور نہ کوئی برہنہ آدمی بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جس کا اللہ کے رسول کے پاس کوئی عہد ہو تو وہ عہد اس کی مدت تک اس سے قائم رہے گا''۔

پس حضرت علی رضی اللہ عنہ' رسول کریم ﷺ کی ناقہ عضباء پر سوار ہو کر نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور جب حضرت ابوبکر

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پوچھا آپ امیر ہیں یا مامور؟ انہوں نے جواب دیا مامور ہوں' پھر دونوں روانہ ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور عرب اس سال اپنی حج کی ان منازل پر تھے جن پر وہ جاہلیت میں ہوا کرتے تھے۔ تا آنکہ قربانی کا دن آ گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دیا جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا تھا۔ اور آپ نے جس روز ان میں اعلان کیا اس سے چار ماہ کی مدت مقرر کی تاکہ ہر قوم اپنے مامن اور علاقے میں واپس چلی جائے' پھر کسی مشرک کے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہ ہوگا' سوائے اس شخص کے جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی عہد ہوگا تو وہ اس کی مدت تک اس کے ساتھ رہے گا' پس اس سال کے بعد کسی مشرک نے حج نہ کیا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔

پھر دونوں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ اور یہ حدیث اس طریق سے مرسل ہے اور امام بخاری نے ۹ ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لوگوں کو حج کروانے کے باب میں بیان کیا ہے کہ سلیمان بن داؤد ابوالربیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے فلیح نے زہری سے بحوالہ حمید بن عبدالرحمٰن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ:

"جس حج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا تھا اس میں آپ کو ایک جماعت کے ساتھ آپ نے لوگوں میں اعلان کرنے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے"۔

اور ایک دوسرے مقام پر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں لیث نے بتایا کہ مجھ سے عقیل نے بحوالہ ابن شہاب بیان کیا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمٰن نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

"اس حج میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اعلان کرنے والوں میں بھیجا' آپ نے انہیں قربانی کے روز بھیجا' اور وہ منیٰ میں اعلان کرتے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے"۔

حمید بیان کرتے ہیں پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے بھیجا اور انہیں سورۃ براءت کے اعلان کرنے کا حکم دیا' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ منیٰ میں قربانی کے روز لوگوں میں سورۃ براءۃ کا اعلان کیا اور یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔

اور امام بخاری کتاب الجہاد میں بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا' ہمیں شعیب نے زہری سے اطلاع دی کہ حمید بن عبدالرحمٰن نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قربانی کے روز مجھے اعلان کرنے والوں میں بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ اور حج اکبر کا دن' قربانی کا دن ہوتا ہے اور اسے اکبر اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ لوگ عمرہ کو حج اصغر کہتے ہیں پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سال لوگوں کے پاس گئے اور جس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا اس سال کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور مسلم نے زہری کے طریق سے ایسے ہی روایت کی ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے عن مغیرہ عن الشعبی عن محرز بن ابی ہریرہ

Marfat.com

عن ابیہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' راوی نے پوچھا آپ کیا اعلان کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا ہم اعلان کرتے تھے کہ مومن کے سوا کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہوگا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جس شخص کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی عہد ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ اور جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول' مشرکین سے بری ہوں گے اور اس سال کے بعد کوئی مشرک اس گھر کا حج نہ کرے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اعلان کرتے کرتے میری آواز بیٹھ گئی۔ اور یہ جید اسناد ہے' لیکن اس میں راوی کے قول کی جہت سے نکارت پائی جاتی ہے کہ جس کا کوئی عہد ہے اس کی مدت چار ماہ ہے' کچھ لوگوں کا یہی خیال ہے' لیکن صحیح یہ ہے کہ جس کا کوئی عہد ہے اس کی مدت اس کی میعاد تک ہے' خواہ وہ چار ماہ سے زائد ہو' اور جس کی کلیتہً کوئی معیاد نہ ہو اسے چار ماہ کی مہلت ہے' باقی رہ گئی تیسری قسم اور وہ یہ کہ جس کی مدت' مہلت کے روز سے چار ماہ سے کم عرصے میں ختم ہو جاتی ہو تو اس کے متعلق احتمال ہے کہ اسے پہلی قسم میں شامل کیا جائے گا اور اس کی مہلت اس کی مدت تک ہوئی' خواہ وہ کم ہی ہو۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اسے چار ماہ کی مہلت دے دی جائے کیونکہ یہ ان لوگوں سے اولیٰ ہے جن کا کلیتہً کوئی عہد ہی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان نے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے بحوالہ سماک حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ براءۃ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا' پس جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے فرمایا:

''اسے میرے یا میرے اہل بیت کے ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہیں پہنچا سکے گا''۔

پس آپ نے اسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا' اور اسے ترمذی نے حماد بن سلمہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلہ میں حسن غریب کہا ہے۔ اور عبداللہ بن احمد نے عن لوین عن محمد بن جابر عن سماک عن حلس عن علی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیجا تو انہوں نے حجفہ میں آپ سے تحریر لے لی' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا نہیں' بلکہ جبریل میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا ہے کہ آپؐ یا آپ کا کوئی تعلق دار پہنچائے گا' یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے اور اس کے متن میں نکارت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے بحوالہ ابواسحاق' زید بن یثیع سے جو ہمدان کا ایک آدمی ہے۔ بیان کیا ہے' وہ کہتا ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا جس روز رسول کریم ﷺ نے آپ کو حج میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تھا کیا بات دے کر بھیجا تھا؟ آپ نے جواب دیا چار باتوں کے ساتھ بھیجا تھا' جنت میں مومن کے سوا کوئی شخص داخل نہ ہوگا' اور نہ کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے گا' اور جس کا اور رسول کریم ﷺ کا کوئی عہد ہے' وہ عہد اپنی مدت تک برقرار رہے گا' اور اس سال کے بعد مشرکین حج نہیں کریں گے۔ اور ترمذی نے اس حدیث کو سفیان کی حدیث سے بروایت ابواسحاق السبیعی عن زید بن یثیع عن علی ایسے ہی بیان کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ پھر بیان کیا ہے کہ اسے شعبہ نے ابواسحاق سے بیان کیا ہے اور زید کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ابن اثیل ہے اور ثوری نے اسے ابواسحاق سے اس کے بعض اصحاب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا

Marfat.com

ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن جریر نے اسے معمر کی حدیث سے عن ابو اسحاق عن الحارث عن علی روایت کیا ہے' ابن جریر بیان کرتا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن الحکم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں ابوزرعہ وہب اللہ بن راشد نے خبر دی کہ ہمیں حیوۃ بن شریح نے بتایا کہ ہمیں ابن صخر نے بتایا کہ اس نے ابو معاویہ البجلی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے ابوالصہباء البکری کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب سے حج اکبر کے دن کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر بن قحافہ رضی اللہ عنہما کو لوگوں کو حج کروانے کے لیے بھیجا تھا اور مجھے آپ نے ان کے ساتھ سورہ براۃ کی چالیس آیات دے کر بھیجا' یہاں تک کہ آپ عرفہ آ گئے اور آپ نے عرفہ کے لوگوں کو خطاب کیا' جب آپ خطاب کر چکے تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

اے علی کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچاؤ' پس میں کھڑا ہو گیا اور میں نے انہیں سورۃ براءت کی چالیس آیات سنائیں' پھر ہم لوٹ آئے اور منیٰ میں آ گئے اور میں نے رمی جمار کیا اور اونٹ کو ذبح کیا' پھر میں نے اپنا سر منڈایا اور مجھے معلوم ہوا کہ عرفہ کے روز تمام لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں حاضر نہ تھے پس میں ان کے خیموں میں انہیں تلاش کر کے انہیں آیات سنانے لگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے اسے قربانی کا دن خیال کیا ہے۔ آگاہ رہو وہ یوم عرفہ تھا۔ اور ہم نے اپنی تفسیر میں اس مقام پر طویل کلام کیا ہے اور اس بارے میں مفصل طور پر آثار و احادیث کی اسانید کو بیان کیا ہے۔ جو خدا کے فضل سے کفایت کرنے والا ہے۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ سے تین سو صحابہ رضی اللہ عنہم نکلے تھے جن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ بھی تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ پانچ اونٹ لے گئے اور رسول کریم ﷺ نے ان کے ساتھ بیس اونٹ بھیجے' پھر ان کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ العرج مقام پر آپ کے ساتھ جا ملے اور انہوں نے مکہ میں حاجیوں کے جمع ہونے کے وقت سورۃ براءت کا اعلان کیا۔

Marfat.com

باب ۶

اور اس سال یعنی ۹ ھ میں ہونے والے واقعات میں سے ایک غزوہ تبوک ہے جو رجب میں ہوا جیسا کہ قبل ازیں اس کا حال بیان ہو چکا ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ رجب میں ہی شاہ حبشہ نجاشی کی وفات ہوئی اور رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو اس کی موت کی خبر دی اور اسی سال کے شعبان میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے وفات پائی جنہیں حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے غسل دیا اور بعض کہتے ہیں کہ انہیں انصاری عورتوں نے غسل دیا' جن میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ صحیحین میں لکھا ہے اور اسی طرح حدیث میں لکھا ہے کہ جب حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے دفن کرنے کا ارادہ کیا تو فرمایا:

''کوئی شخص جس نے آج شب اپنے اہل سے قربت کی ہے وہ اسے قبر میں داخل نہیں کرے گا''۔

تو ان کے خاوند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رک گئے اور حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں دفن کیا' اور آپ کے کلام سے یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کا مقصد یہ ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ابوطلحہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما وغیرہ کی طرح کون شخص رضا کارانہ طور پر قبر کھودنے اور دفن کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''ان لوگوں میں سے وہ شخص اس کی قبر میں داخل ہو جس نے اپنے اہل بیت سے قربت نہیں کی''۔

یہ بات بعید ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دختر رسول ﷺ کے سوا کوئی دوسری بیوی بھی ہو۔ یہ بعید ہے۔ واللہ اعلم

اور اسی سال میں آپؐ نے ایلہ کے بادشاہ اور جرباء اور اذرح اور دومۃ الجندل کے حکمران سے مصالحت کی جیسا کہ قبل ازیں اپنے مقام پر اس کی وضاحت ہو چکی ہے اور اسی میں آپ نے مسجد ضرار کو مسمار کیا جسے منافقین کی جماعت نے مسجد کی طرز پر بنایا تھا جو در پردہ دارالحرب تھی' پس آپ کے حکم سے اسے نذر آتش کر دیا گیا اور اسی سال کے رمضان میں ثقیف کے وفد نے آکر اپنی قوم کی جانب سے مصالحت کی اور امان لے کر ان کے پاس واپس گئے اور لات کو توڑا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور اسی میں منافقین کا لیڈر عبداللہ بن ابی بن سلول فوت ہوا' اور اس سے چند ماہ قبل حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی' یا مزنی' کی وفات ہوئی۔ اور اگر یہ روایت درست ہے تو یہ وہی شخص ہے جس کی نماز جنازہ رسول کریم ﷺ نے تبوک میں پڑھی اور اس سال میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کی اجازت سے لوگوں کو حج کروایا۔ اور اسی میں عرب قبائل کے عام وفود آئے اسی لیے اس کو عام الوفود یعنی وفود کا سال کہتے ہیں۔ اور اب ہم امام بخاری کی اقتداء میں اس کے لیے ایک باب باندھتے ہیں۔

Marfat.com

باب ۷

رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آنے والے وفود

محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کو فتح کیا اور تبوک سے فارغ ہوئے اور ثقیف اسلام لے آئے اور بیعت کر لی تو ہر جانب سے عربوں کے وفود آپ کے پاس آنے لگے' ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ مجھے ابوعبیدہ نے بتایا کہ نویں سال کو وفود کا سال کہا جاتا ہے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عرب اپنے اسلام کے بارے میں قریش قبیلے کے معاملے کا انتظار کر رہے تھے۔ کیونکہ قریش لوگوں کے راہنما' پیشوا اور بیت اللہ اور حرم کے باشندے تھے اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم کی خالص اولاد اور بلا انکار عربوں کے لیڈر تھے اور قریش ہی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ اور مخالفت کی نیو رکھی تھی اور جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش آپؐ کے مطیع ہو گئے اور اسلام نے انہیں عاجز کر دیا تو عربوں کو معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ اور عداوت کرنے کی سکت نہیں رکھتے' تو وہ قول الٰہی کے مطابق فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو گئے اور ہر جانب سے آپ کے پاس آنے لگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو فرماتا ہے:

> ''جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتا دیکھیں گے' پس آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس کی حفاظت طلب کیجیے بے شک وہ توبہ قبول کر کے اپنے فضل سے نوازنے والا ہے''۔

یعنی آپ اپنے دین کے غالب آنے پر اللہ کا شکر ادا کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے بے شک وہ توبہ قبول کر کے نوازنے والا ہے۔ اور قبل ازیں ہم عمرو بن مسلمہ کی حدیث بیان کر آئے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ عربوں نے اپنے اسلام کے معاملے کو فتح تک مؤخر کر دیا' وہ کہتے اسے اور اس کی قوم کو چھوڑ دو' اگر وہ ان پر غالب آ گیا تو وہ سچا نبی ہے۔ پس جب اہل فتح کا معرکہ ہوا تو ہر قوم نے اپنے اسلام میں جلدی کی اور میری قوم نے بھی اپنے اسلام میں جلد بازی سے کام لیا' اور جب وہ آئے تو کہنے لگے خدا کی قسم میں تمہارے پاس فی الواقعہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس سے آیا ہوں آپ نے فرمایا ہے کہ فلاں نماز فلاں وقت اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جو قرآن کو زیادہ جانتا ہے وہ تمہاری امامت کرے اور اس نے تمام حدیث بیان کی جو صحیح بخاری میں موجود ہے۔

میں کہتا ہوں کہ محمد بن اسحاق' واقدی' بخاری اور ان کے بعد بیہقی نے وفود کا ذکر کیا ہے جو ان کی قوم کی تاریخ میں نویں سال رہ گئے بلکہ سے بھی متقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جن لوگوں نے تم میں سے فتح سے قبل خرچ کیا ہے اور جنگ کی ہے ان لوگوں کے درجات ان لوگوں کے مقابلہ میں

Marfat.com

بہت بڑے ہیں جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور جنگ کی اور اللہ نے سب سے نیکی کا وعدہ کیا ہے''۔

اور یوم فتح سے قبل آپ نے فرمایا:

''ہجرت کوئی نہیں بلکہ جہاد اور نیت ہے۔ پس زمانہ فتح میں آنے والوں کے درمیان جنہیں وفود ہجرت شمار کیا جاتا ہے اور فتح کے بعد ان سے ملنے والوں کے درمیان جن سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی اور نیکی کا وعدہ کیا ہے' سابق کا امتیاز کرنا ضروری ہے لیکن اس میں زمانے اور فضیلت کے سابق کی طرح کی بات نہیں ہے''۔ واللہ اعلم

ہاں جن ائمہ نے وفود کے بیان کا اہتمام کیا ہے انہوں نے کچھ باتوں کا ذکر نہیں کیا' ہم بفضل خدا اس کا بھی ذکر کریں گے اور جن باتوں کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے انہیں بیان کریں گے ان شاء اللہ' اور اسی پر بھروسہ اور اعتماد ہے۔

محمد بن عمر واقدی بیان کرتا ہے کہ ہم سے کثیر بن عبداللہ مزنی نے بحوالہ اپنے باپ اور دادا کے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس مضر سے مزینہ کے چار سو آدمی آئے۔ یہ رجب ۵ھ کا واقعہ ہے پس رسول کریم ﷺ نے ان کے لیے ان کے گھر میں ہجرت بنادی اور فرمایا: ''تم جہاں بھی ہو مہاجر ہو پس اپنے اموال کے پاس واپس چلے جاؤ''۔

پس وہ اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے۔ پھر واقدی نے' ہشام بن کلبی سے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے مزینہ میں سے خزاعی بن عبدنہم آیا اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے دس آدمی بھی تھے۔ پس اس نے اپنی قوم کے اسلام پر آپ کی بیعت کی' مگر جب واپس آ گیا تو اس نے ان کو اپنے خیال کے مطابق نہ پایا اور وہ اس سے پیچھے ہٹ گئے' حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ خزاعی کی ہجو کیے بغیر اس پر تعریض کریں' تو آپ نے اشعار کہے اور جب وہ اشعار خزاعی کو پہنچے تو اس نے اپنی قوم کے پاس اس امر کی شکایت کی پس وہ اس کے ساتھ آ گئے اور اس کے ساتھ اسلام قبول کر لیا اور وہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور جب فتح کا دن آیا تو رسول کریم ﷺ نے مزینہ کا جھنڈا اسی خزاعی کو عطا فرمایا اس وقت خزاعیوں کی تعداد ایک ہزار تھی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ عبداللہ ذوالبجادین کا بھائی تھا۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ باب وفد بنی تمیم میں بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عن ابی صخر عن صفوان بن محیر المازنی عن عمران بن الحصین بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بنی تمیم کا وفد آیا تو آپ نے فرمایا: ''اے بنی تمیم بشارت کو قبول کرو' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں بشارت دی ہے پس ہمیں عطا کیجیے' پس ناراضگی کے آثار آپ کے چہرے پر دیکھے گئے' پھر یمن کا ایک گروہ آیا تو آپ نے فرمایا: بشارت کو قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے قبول کیا' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا کہ ابن جریج نے اسے ابن ابی ملیکہ سے خبر دی کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس بنو تمیم کے کچھ سوار آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں قعقاع بن معبد بن زرارہ کو امیر بناتا ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اقرع بن حابس کو امیر بناتا ہوں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ میری مخالفت کرنا چاہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا' پس دونوں جھگڑ پڑے یہاں تک کہ ان کی

Marfat.com

آوازیں بلند ہوگئیں' تو یہ آیت نازل ہوئی:

''اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو''۔

یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ اور امام بخاریؒ نے اسی طرح ایک طریق سے ابن ابی ملیکہ سے دوسرے الفاظ سے روایت کی ہے جسے ہم نے تفسیر میں قول الٰہی:

''اپنی آوازوں کی' نبی کی آواز سے بلند نہ کرو''۔

کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب عرب کے وفود رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے لگے تو بنوتمیم کے اشراف میں عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس تمیمی بھی آپ کے پاس آیا اور اقرع بن حابس زبرقان بن بدر تمیمی۔ جو بنی سعد کا ایک آدمی تھا۔ حتات[1] بن یزید' نعیم بن یزید' قیس بن حارث اور بنی سعد کا قیس بن عاصم بھی بنی تمیم کے کے بڑے وفد میں شامل تھے۔ ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری بھی ان کے ساتھ شامل تھا اور اقرع بن حابس اور عیینہ فتح مکہ' حنین اور طائف میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ شامل تھے' اور جب بنوتمیم کا وفد آیا تو یہ دونوں بھی ان کے ساتھ تھے اور جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے حجروں کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کو آوازیں دیں اے محمدؐ! ہمارے پاس باہر آیئے۔ پس انہوں نے اپنی آوازوں سے رسول کریم ﷺ کو اذیت دی' پس آپ ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے محمد ﷺ ہم آپ کے پاس اظہار تفاخر کے لیے آئے ہیں' پس آپ ہمارے شاعر اور خطیب کو اجازت عطا فرمائیں آپ نے فرمایا میں آپ لوگوں کے خطیب کو اجازت دیتا ہے۔ وہ جو کہنا چاہتا ہے کہے تو عطارد بن حاجب نے کھڑے ہو کر کہا:

اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر فضل و احسان کیا ہے اور وہی اس کا اہل ہے جس نے ہمیں بادشاہ بنایا اور ہمیں بہت اموال عطا فرمائے ہیں جن سے ہم اچھے کام کرتے ہیں اور اس نے ہمیں اہل مشرق پر غلبہ دیا ہے اور زیادہ تعداد اور زیادہ سازوسامان والا بنایا ہے' پس لوگوں میں ہم جیسا کون ہے۔ کیا ہم لوگوں کے سردار اور صاحب فضل نہیں' پس جو فخر میں ہم سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے وہ ہماری طرح تیاری کرے۔ اور اگر ہم چاہتے تو زیادہ گفتگو کرتے۔ لیکن اس نے ہمیں جو کچھ عطا کیا ہے اس کے بارے میں ہم زیادہ باتیں کرنے سے ڈرتے ہیں اور ہم اس بات کو جانتے ہیں' میں کہتا ہوں تم ہمارے قول کی مثل اور ہمارے امر سے افضل امر لاؤ۔

پھر وہ بیٹھ گیا تو رسول کریم ﷺ نے بنی حارث بن خزرج سے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا۔ اپنی تقریر میں اس آدمی کو جواب دو' ثابت نے کھڑے ہو کر کہا:

---

[1] حلبیہ میں اسے حتات' الیعموریہ میں تجاب اور ابن اسحاق بن حتات بیان کیا گیا ہے اور ابن ہشام حتات بیان کرتا ہے اور سہیلی نے اس کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔

Marfat.com

اس خدا کی تعریف ہے' زمین و آسمان جس کی مخلوق ہیں اور اس نے ان میں اپنا امر نافذ کیا ہے اور اس کے علم نے اس کی حکومت کو وسیع کیا ہے اور ہر چیز اس کے فضل سے ہی ہوتی ہے اور اس کی قدرت میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس نے ہمیں بادشاہ بنایا ہے اور اپنے افضل لوگوں میں سے اپنا رسول چنا ہے اور اسے نسب کے لحاظ سے عزت دی ہے اور بات کے لحاظ سے سچا بنایا ہے اور حسب کے لحاظ سے فضیلت دی ہے اور اس پر کتاب نازل فرمائی ہے اور اسے اپنی مخلوق میں امین بنایا ہے اور وہ عالمین میں اللہ تعالیٰ کا افضل آدمی ہے پھر اس نے لوگوں کو اس پر ایمان لانے کی دعوت دی تو آپ کی قوم اور رشتہ داروں میں سے مہاجرین رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے جو حسب کے لحاظ سے سب لوگوں سے بڑھ کر قدیم ہیں' اور چہروں کے لحاظ سے سب لوگوں سے حسین ہیں اور افعال کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہترین ہیں۔ اور جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے سب سے پہلے آپ کو قبول کیا۔ پس ہم اللہ کے انصار اور اس کے رسول کے وزراء ہیں اور جب تک لوگ ایمان نہ لائیں ہم ان سے جنگ کریں گے اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے اس کا مال اور خون محفوظ ہو جاتا ہے اور جو انکار کرتا ہے ہم اللہ کی راہ میں ہمیشہ اس سے جہاد کریں گے اور اس کا قتل کرنا ہم پر آسان ہے۔ میں یہ بات کہتا ہوں اور اپنے لیے اور تمہارے لیے اور مومنین اور مومنات کے لیے اللہ کی حفاظت چاہتا ہوں۔ والسلام علیکم

اور زبرقان بن بدر نے کھڑے ہو کر کہا:

ہم معزز آدمی ہیں اور کوئی قبیلہ ہماری ہمسری نہیں کر سکتا ہم میں بادشاہ ہیں اور ہم میں گرجے قائم کیے جاتے ہیں اور ہم نے کتنے ہی قبیلوں کو لوٹ اور قابل اتباع عزت کے وقت مجبور کر دیا ہے اور قحط کے وقت ہمارے باورچی خانے سے بھنے ہوئے گوشت کھائے جاتے ہیں جبکہ گھبرانے والے آدمی سے انس نہیں کیا جاتا۔ ہر علاقے سے لوگوں کے سردار ہمارے پاس گرتے پڑتے آتے ہیں اور ہم ان سے حسن سلوک کرتے ہیں اور ہم اپنی اصل سے محبت کی وجہ سے مہمانوں کے لیے اچھے اونٹ ذبح کرتے ہیں اور جب وہ آتے ہیں تو سیر ہو جاتے ہیں' پس ہم کس قبیلہ سے مقابلہ کریں وہ اس حال میں بھی ہم سے استفادہ کرتے ہیں' جب سرکٹ رہے ہوں۔ پس جو بھی اس بارے میں ہم سے مقابلہ کرے ہم اسے جانتے ہیں جب لوگ واپس آتے ہیں تو ان کی خبریں سنی جاتی ہیں۔ ہم نے سب کی نافرمانی کی ہے۔ مگر ہماری کسی نے نافرمانی نہیں کی۔ ہم فخر کے وقت اس طرح سربلند ہوتے ہیں۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے' رسول کریم ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو لوگوں کے شاعر نے جو کہنا تھا کہا اور خوب بیان کیا اور میں نے بھی اسی کے مطابق کہا۔ جب زبرقان فارغ ہو گیا تو رسول کریم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا اے حسان کھڑے ہو کر اس آدمی کو جواب دیجیے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

فہر کے پیشواؤں اور ان کے بھائیوں نے لوگوں کے سامنے ایک اتباع طریق واضح کیا ہے۔ جسے ہر پاک باطن متقی اور کار خیر کرنے والا پسند کرتا ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جب جنگ کرتے ہیں تو اپنے دشمن کو نقصان پہنچاتے ہیں یا اپنے پیروکاروں کو فائدہ

Marfat.com

پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی یہ عادت نئی نہیں ہے' جان لو! عادات میں سے بری عادات' بدعات ہیں۔ اگرچہ ان کے بعد بھی سبقت کرنے والے ہوئے ہیں لیکن ہر سبقت کرنے والا ان کا تابع ہے۔ دفاع کے وقت لوگوں کے ساتھ جس چیز کو گرا دیں وہ اسے نہیں اٹھاتے اور نہ بلند کی ہوئی چیز کو گراتے ہیں' اگر وہ کسی روز لوگوں سے ساتھ جس چیز کو گرا دیں وہ اسے نہیں اٹھاتے اور نہ بلند کی ہوئی چیز کو گراتے ہیں' اگر وہ کسی روز لوگوں سے سبقت کر جائیں تو ان کی دوڑ کامیاب ہو جاتی ہے' یا بزرگوں سے سخاوت میں مقابلہ کریں تو دیر تک فائدہ پہنچاتے ہیں۔ وہ عفیف ہیں اور وحی میں ان کی عفت کا ذکر کیا گیا ہے وہ طامع نہیں نہ ہی طمع انہیں ہلاک کرتا ہے۔ اور وہ پڑوسی کو اپنے احسان سے محروم نہیں کرتے اور نہ ان کی طبیعت طمع کو مس کرتی ہے اور جب ہم کسی قبیلے سے برسرِ پیکار ہوتے ہیں تو ہم رینگ کر ان کی طرف نہیں جاتے جیسے جنگلی گائے کی طرف بچھڑا جاتا ہے۔ جب مخلوط گروہ جنگ کے پنجوں سے ڈرتے ہیں تو ہم ان کی تکلیف کے وقت اس کی طرف بڑھتے ہیں اور جب وہ دشمن پر کامیاب ہو جاتے ہیں تو فخر نہیں کرتے اور اگر انہیں تکلیف پہنچے تو وہ بزدل نہیں ہوتے اور نہ گھبراتے ہیں' جب موت قریب ہو تو وہ میدان کارزار میں شیر ہوتے ہیں اور ان کی تلواروں کے پرتلوں کے نیچے تسمے میں کجی پیدا ہو جاتی ہے' جب وہ ناراض ہوں تو وہ جو معاف کریں اسے لے لو لیکن جس چیز سے منع کریں اس کے لینے کا ارادہ نہ کرنا' ان کی عداوت چھوڑ دو۔ ان کی جنگ میں ایسا شر ہے جس میں زہر اور ایلوا ہے۔ جب خواہشات اور پارٹیاں متفرق ہو جائیں تو رسول اللہ ﷺ کی قوم اور ان کے پیروکاروں کی عزت کر میری مدح نے انہیں کارگر تلوار کی طرح زبان تحفہ میں دی ہے جس کی پسندیدگی میں دل اس کی مدد کرتا ہے۔ پس وہ سب قبائل سے افضل ہیں خواہ لوگ سنجیدہ ہوں یا مذاق کریں۔

ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ مجھے بنی تمیم کے بعض شاعروں نے بتایا کہ جب زبرقان بنی تمیم کے وفد میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کھڑے ہو کر کہا:

ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ جب حج کے مواقع پر لوگوں میں اختلاف ہو تو لوگ ہماری فضیلت کو جان لیں۔ اور ہم ہر جنگ میں لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں اور سرزمین حجاز میں دارم کی طرح کوئی نہیں' اور جب نشانیوں والے نخوت کرتے ہیں تو ہم ان کو ہٹا دیتے ہیں اور متکبر اور اکڑباز کے سر پر تلوار مارتے ہیں اور ہر لوٹ میں ہمارا چوتھا حصہ ہوتا ہے جو نجد یا ارضِ عجم میں کی جاتی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اسے جواب دیا:

کیا بزرگی' سخاوت' بادشاہوں کی جاہ و حشم اور بڑے امور کی برداشت ہی کا نام ہے۔ ہم نے معد کے رضامند اور ناراض لوگوں کے مقابلہ میں حضرت محمد نبی ﷺ کو پناہ دی ہے اور ان کی مدد کی ہے ایک ایسے قبیلے کے ذریعے جس کی اصل اور ثروت جولان کے حوض میں عجمیوں کے درمیان پڑی ہے۔ جب آپ ہمارے گھر میں اترے تو ہم نے ہر ظلم و زیادتی کرنے والے کے مقابلہ میں آپ کی مدد کی۔ ہم نے شمشیر ہائے براں سے لوگوں کو مارا یہاں تک کہ وہ آپ کے دین کے پیروکار ہو گئے ہم عظیم قریش کی اولاد ہیں اور آلِ ہاشم سے ہمارا بیٹا ہی نیکی کا نبی ہے۔ اے بنی دارم فخر نہ کرو تمہارا فخر کارناموں کے تذکرہ کے وقت وبال بن کر لوٹ آئے گا تم بے اولاد ہو اور ہم پر فخر کرتے ہو حالانکہ تم ہمارے خادم ہو اور اگر تم اپنے جان و مال کو بچانے آئے ہو تو اسے

Marfat.com

حصوں میں تقسیم کر دو۔ اور اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اسلام قبول کر لو اور عجمیوں کا سا لباس نہ پہنو۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی بات سے فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس کہنے لگا: میرے باپ کی قسم آپ کا خطیب ہمارے خطیب سے بڑا خطیب اور آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑا شاعر اور ان کی آوازیں بھی ہم سے بلند ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے جب یہ لوگ فارغ ہو گئے تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں خوب عطیات دیئے۔ اور عمرو بن الاہتم کو یہ لوگ اپنی قیامگاہوں میں پیچھے چھوڑ آئے تھے اور وہ ان سب سے کم عمر تھا' قیس بن عاصم نے کہا اور وہ عمرو بن الاہتم سے بغض رکھتا تھا' یا رسول اللہ ﷺ ہمارا ایک آدمی ہماری قیامگاہوں میں ہے اور وہ ایک نوعمر آدمی ہے آپ اسے کم دیں لیکن رسول کریم ﷺ نے اسے دوسرے لوگوں کے برابر دیا' جب عمرو بن الاہتم کو پتہ چلا کہ قیس نے یہ بات کہی تھی تو اس نے اس کی ہجو کرتے ہوئے کہا:

تو رسول کریم ﷺ کے پاس ذم کے جال بچھائے مجھے گالیاں دیتا رہا لیکن تو نے سچ نہ بولا۔ ہم نے تم پر لگا تار سرداری کی اور تمہاری سرداری اپنی ڈاڑھیں نمایاں کیے دم پر گری ہوئی ہے۔

حافظ بیہقی نے یعقوب بن سفیان کے طریق سے روایت کی ہے کہ سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن یزید نے بحوالہ محمد بن زبیر حنظلی بیان کیا وہ کہتا ہے کہ:

زبرقان بن بدر' قیس بن عاصم اور عمرو بن الاہتم' رسول کریم ﷺ کے پاس آئے۔ تو آپ نے عمرو بن الاہتم سے فرمایا مجھے زبرقان کے متعلق بتاؤ اور میں اس کے متعلق آپ سے نہیں پوچھتا' میرا خیال ہے کہ آپ قیس کو جانتے تھے' اس نے کہا وہ اپنے قریبیوں میں مطاع ہے' بہت فصیح ہے اور جو لوگ اس کے پیچھے ہیں' ان کی حفاظت کرنے والا ہے۔

زبرقان نے کہا' اس نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے اور اسے معلوم ہے کہ جو اس نے کہا ہے میں اس سے بہتر ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ عمرو نے کہا۔ خدا کی قسم میں تجھے جانتا ہوں تو مروت کو ایذا دینے والا' تنگ باڑے والا' بیوقوف باپ والا اور کمینے ماموں والا ہے۔ پھر وہ کہنے لگا' یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دونوں باتوں میں سچ بولا ہے' اس نے مجھے راضی کیا تو میں جو اس کی اچھائی جانتا تھا وہ میں نے بیان کر دیں' اس نے مجھے ناراض کیا تو میں جو اس کی بری باتیں جانتا تھا وہ بیان کر دیں' راوی بیان کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ بیان بھی ایک جادو ہے۔ اس طریق سے یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی بیان کرتا ہے کہ یہ ایک اور طریق سے موصول بیان ہوئی ہے' ہمیں ابو جعفر کامل بن احمد المستملی نے خبر دی کہ ہم سے علی بن حرب طائی نے بیان کیا کہ ہمیں ابو سعد بن الہیثم بن محفوظ نے عن ابو المقوم یحییٰ بن یزید انصاری عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس بتایا کہ قیس بن عاصم' زبرقان بن بدر اور عمرو بن الاہتم تمیمی حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے تو زبرقان نے فخریہ طور پر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں تمیم کا سردار ہوں اور ان میں مطاع ہوں اور میری بات ان میں مانی جاتی ہے۔ میں انہیں ظلم سے روکتا ہوں اور ان کو ان کے حقوق دیتا ہوں اور اس بات کو عمرو ابن الاہتم جانتا ہے' عمرو بن الاہتم نے کہا یہ بڑا فصیح البیان ہے' محفوظ اور

Marfat.com

اپنے قریبیوں میں مطاع ہے' زبرقان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے جو بات بیان کی ہے اس کے علاوہ بھی یہ میرے متعلق جانتا ہے مگر حسد اسے بولنے نہیں دیتا' عمرو بن الاہتم کہنے لگا میں تجھ سے حسد کروں گا' خدا کی قسم تو کمینے ماموں والا' نو دولتیہ بیوقوف باپ والا اور قبیلے میں بیکار آدمی ہے' یا رسول اللہ ﷺ قسم بخدا میں نے جو بات پہلے بیان کی ہے وہ بھی سچی ہے اور جو بات میں نے آخر میں کی ہے اس میں بھی میں نے جھوٹ نہیں بولا' لیکن میں ایسا آدمی ہوں جب راضی ہوتا ہوں تو جو اچھی بات مجھے معلوم ہوتی ہے وہ بیان کرتا ہوں اور جب ناراض ہوتا ہوں تو جو بری بات مجھے معلوم ہوتی ہے اسے بیان کرتا ہوں اور میں نے پہلی اور دوسری دونوں باتوں میں سچ بیان کیا ہے' رسول کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ بیان بھی ایک جادو ہے۔ اور اس کا اسناد بہت غریب ہے۔

اور واقدی نے ان کی آمد کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے خزاعہ کے خلاف ہتھیار اٹھائے تو رسول کریم ﷺ نے عیینہ بن بدر کو پچاس آدمیوں کے ساتھ جن میں کوئی مہاجر اور انصاری نہ تھا ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے ان میں سے گیارہ مردوں' گیارہ عورتوں اور تیس بچوں کو قیدی بنا لیا اور ان کے قیدی ہو جانے کے باعث ان کے سردار آئے اور بعض کہتے ہیں کہ ان میں سے نوے یا اسی آدمی آئے' جن میں عطارد' زبرقان' قیس بن عاصم' قیس بن حارث' نعیم بن سعد' اقرع بن حابس' رباح بن حارث اور عمرو بن الاہتم شامل تھے۔ وہ مسجد میں آئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی اذان دی اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے آنے کا انتظار کرنے لگے اور ان لوگوں نے حجروں کے پیچھے سے آپ کو بلانا شروع کر دیا تو ان کے بارے میں جو نازل ہونا تھا وہ نازل ہوا۔ پھر واقدی نے ان کے خطیب اور شاعر کا ذکر کیا ہے اور رسول کریم ﷺ نے ان کے ہر آدمی کو بارہ اوقیے اور اونٹ کے چھوٹے بچے عطیہ دیئے اور عمرو بن الاہتم کو آپؐ نے اس کی نوعمری کی وجہ سے پانچ اوقیے دیئے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ انہی کے بارہ میں قرآن کی یہ آیات نازل ہوئی ہیں:

''بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے آوازیں دیتے ہیں ان کی اکثریت لایعقل ہے اور اگر وہ آپؐ کے نکلنے تک صبر کرتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

ابن جریر بیان کرتا ہے ہم سے ابو عمار الحسین بن حریث المروزی نے بیان کیا کہ ہم سے فضل بن موسیٰ نے عن الحسین بن واقد عن ابی اسحاق عن البراء بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول:

''بے شک جو لوگ حجروں کے پیچھے سے آوازیں دیتے ہیں''۔

کا شان نزول یہ ہے کہ ایک آدمی رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے محمد ﷺ میرا تعریف کرنا اچھا اور مذمت کرنا برا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ شان تو اللہ تعالیٰ کی ہے' اور اس کا اسناد جید اور متصل ہے اور اسے حضرت حسن بصری اور قتادہ سے مرسل روایت کیا گیا ہے اور اس آدمی کا نام بھی بیان کیا گیا ہے' امام احمد بیان کرتے ہیں' ہم سے عفان نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا اور ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے ابو سلمہ سے عن عبد الرحمن عن اقرع بن حابس بیان کیا کہ اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اے محمد اے محمد کہہ کر آواز دی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ کہہ کر آواز دی مگر آپؐ نے اسے جواب نہ دیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا تعریف کرنا اچھا اور مذمت کرنا برا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

Marfat.com

بنی تمیم کی فضیلت کے بارے میں حدیث:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا کہ ہم سے جریر نے عن عمارہ بن القعقاع بن عن ابی زرعہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے بنی تمیم کے کے بارے میں تین باتیں سنی ہیں میں ان سے ہمیشہ محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا ان میں یہ تین باتیں پائی جاتی ہیں:

''میری امت میں سے وہ دجال پر سب سے زیادہ سخت ہوں گے''۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی ایک قیدی عورت تھی آپ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دو یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے''۔ اور ان کے صدقات آئے تو آپ نے فرمایا: ''یہ میری قوم کے صدقات ہیں''۔

اور مسلم نے بھی اسی طرح زہیر بن حرب سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث قتادہ کے ان اشعار کی تردید کرتی ہے جنہیں صاحب حماسہ نے ان کی مذمت میں بیان کیا ہے کہ:

''بنو تمیم کمینگی کے راستوں میں بھٹیر تیتر سے بھی بڑھ کر راہ پانے والے ہیں اور اگر وہ ہدایت کے راستے پر چلیں تو بھٹک جائیں اور اگر بنو تمیم دور سے ایک پسو کو ایک جوں کی پشت پر سوار دیکھیں تو بھاگ جائیں''۔

بنو عبدالقیس کا وفد:

پھر امام بخاریؒ وفد بنی تمیم کے بعد وفد عبدالقیس کا باب باندھتے ہیں' ابواسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابو عامر العقدی نے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ ہم سے قرۃ نے ابوحمزہ سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میرے پاس ایک مٹکا ہے جس میں میرے لیے نبیذ بنایا جاتا ہے۔ پس میں اسے سیاہی مائل میٹھا ہونے پر پیتا ہوں' میں لوگوں کے پاس بیٹھا اور دیر تک بیٹھا رہا' پھر مجھے خدشہ ہوا کہ میں رسوا ہو جاؤں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ عبدالقیس کا وفد رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا شرمندگی کے بغیر قوم کو خوش آمدید کہو۔ وفد نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے اور مشرکین مضر کے درمیان چپقلش پائی جاتی ہے اور ہم ماہ حرام کے سوا اور کسی مہینے میں آپ کے پاس نہیں آسکتے۔ آپ ہمیں کوئی ایسا اچھا کام بتائیں کہ ہم اس پر عمل پیرا ہو کر جنت میں داخل ہو جائیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے ہیں' انہیں بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا میں آپ کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں' اللہ پر ایمان لانا' کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے' یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ دینا اور رمضان شریف کے روزے رکھنا اور غنیمت سے خمس ادا کرنا۔ اور چار باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں یعنی دباء[1] نقیر' حنتم اور مزفت میں جو نبیذ تیار کی جائے اس سے منع کرتا ہوں۔

مسلم نے اسے قرۃ بن خالد کی حدیث سے ابوحمزہ سے روایت کیا ہے اور صحیحین میں ابوحمزہ سے اس کے کئی طرق ہیں اور ابوداؤد طیالسی نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ شعبہ نے ابوحمزہ سے ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ

[1] یعنی کدو' سوراخ شدہ لکڑی کی جڑ' مشکیزے اور روغن لگے برتن میں تیار شدہ نبیذ سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

جب عبدالقیس کا وفد رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا تم کس قوم سے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ربیعہ سے' تو آپ نے فرمایا: شرمندگی کے بغیر وفد کو خوش آمدید کہو' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم ربیعہ کے قبیلے کے لوگ ہیں اور ہم آپ کے پاس بعید مسافت سے آئے ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے کفار حائل ہیں اور ماہ حرام کے سوا' ہم آپ کے پاس نہیں آسکتے' ہمیں کوئی ایسا فیصلہ کن حکم دیجیے جس کی طرف ہم ان لوگوں کو بھی دعوت دیں جو ہمارے پیچھے ہیں اور اس کے ذریعہ ہم جنت میں داخل ہو جائیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں' میں تم کو خدائے واحد پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں' کیا تمہیں علم ہے کہ ایمان باللہ کیا ہے؟ یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ دینا اور رمضان شریف کے روزے رکھنا اور غنائم سے خمس دینا' اور چار باتوں سے تم کو منع کرتا ہوں' دباء' حلتم' نقیر اور مزفت سے۔ بعض اوقات آپ نے مقیر بھی فرمایا ہے۔ پس ان باتوں کو یاد رکھو' اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں انہیں بھی ان کی دعوت دو' اور صحیحین کے مؤلفین نے اس حدیث کو اسی طرح شعبہ سے روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اسے سعید بن عروبہ کی حدیث سے عن قتادہ عن ابی نضرہ عن ابی سعید بیان کیا ہے جس میں اسی طرح ان کا واقعہ بیان ہوا ہے اور اس کے نزدیک یہ بات بھی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عبدالقیس کے اشج سے فرمایا' تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے' حلم اور بردباری' اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ اور اس کا رسول انہیں پسند کرتے ہیں' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے انہیں بناوٹ سے اختیار کیا ہے' یا اللہ نے میری فطرت میں انہیں رکھا ہے' آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری فطرت میں ان دونوں باتوں کو رکھا ہے تو اس نے کہا اس اللہ کا شکر ہے جس نے دو خصلتیں میری فطرت میں رکھی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بنی ہاشم کے غلام ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے مطر بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے ہند بنت الوازع سے سنا کہ اس نے الوازع کو کہتے سنا کہ میں اور اشج منذر بن عامر' یا عامر بن منذر رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ایک نیم پاگل آدمی بھی تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو اپنی سواریوں سے کود پڑے اور آ کر رسول کریم ﷺ کے ہاتھ چومنے لگے۔ پھر اشج اترا اور اس نے اپنی سواری کو باندھا اور اپنا صندوق نکالا اور کھول کر اپنے کپڑوں سے دو سفید کپڑے نکال کر پہنے اور پھر ان کی سواریوں کے پاس آیا اور انہیں باندھا پھر رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا:

''اے اشج تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول دونوں پسند کرتے ہیں' بردباری اور حلم' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ان خصلتوں کو بناوٹ سے حاصل کیا ہے یا اللہ نے انہیں میری فطرت میں رکھ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا بلکہ اللہ نے انہیں تیری فطرت میں رکھ دیا ہے تو اس نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے میری فطرت میں دو ایسی خصلتیں رکھی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں۔ الوازع نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ساتھ میرا ماموں ہے جو پاگل ہے آپ اس کے لیے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا وہ کہاں ہے اسے میرے پاس لاؤ' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے بھی اشج کی طرح کہا۔ میں نے

Marfat.com

اسے اس کے کپڑے پہنائے اور لے آیا تو آپ اس کے پیچھے سے اسے پکڑ کر اٹھانے لگے یہاں تک کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھا پھر آپ نے اس کی پشت پر ضرب لگائی اور فرمایا دشمن خدا نکل جا' تو اس نے اپنا چہرہ پھیرا تو وہ ایک تندرست آدمی کی طرح دیکھ رہا تھا۔

اور حافظ بیہقی نے ہود بن عبداللہ بن سعد کے طریق سے روایت کی ہے کہ اس نے اپنے دادا مزیدۃ العبدی سے سنا وہ بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب سے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک آپ نے انہیں فرمایا' ابھی یہاں سے ایک قافلہ نمودار ہو گا وہ اہل مشرق کے بہترین لوگ ہوں گے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف چل پڑے تو آپ تیرہ سواروں سے ملے آپ نے فرمایا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم بنی عبدالقیس سے ہیں آپ نے کہا' تمہیں اس علاقے میں تجارت تو نہیں لائی' انہوں نے جواب دیا نہیں' آپ نے کہا ابھی ابھی رسول اللہ ﷺ نے تمہارا ذکر خیر کیا ہے۔ پھر وہ آپ کے ساتھ چلتے ہوئے حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کہا: یہ ہیں تمہارے آقا جن سے تم ملنا چاہتے ہو' تو وہ اپنی سواریوں سے اتر پڑے' ان میں سے کچھ چلتے ہوئے اور کچھ دوڑتے ہوئے رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اسے چومنے لگے اور اشج سواریوں میں پیچھے رہ گیا یہاں تک کہ اس نے انہیں بٹھایا اور لوگوں کے سامان کو اکٹھا کیا پھر چلتا ہوا آیا اور آپؐ کے ہاتھ کو پکڑ کر اسے چومنے لگا تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تجھ میں دو خصلتیں ایسی پائی جاتی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں' اس نے عرض کیا کیا وہ میری فطرت میں ہیں یا میں نے بناوٹ سے انہیں اختیار کیا ہے' آپؐ نے فرمایا بلکہ وہ تیری فطرت میں ہیں۔ اس نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے ایسی فطرت پر پیدا کیا ہے جسے اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عبدالقیس کا بھائی جارود بن عمرو بن حنش' رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا' اور ابن ہشام کہتا ہے کہ وہ جارود بن بشر المعلی تھا جو عبدالقیس کے وفد میں آیا تھا اور وہ عیسائی تھا' ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے حسن نے ایسے آدمی سے بیان کیا جس پر میں تہمت نہیں لگاتا' وہ بیان کرتا ہے کہ جب وہ رسول کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے اس پر اسلام پیش کیا اور اسے دعوت اسلام دی اور اس میں اسے رغبت دلائی' اس نے کہا اے محمد ﷺ میں ایک دین پر ہوں اور میں اپنا دین آپ کے دین کی خاطر چھوڑنے لگا ہوں' کیا آپ میرے دین کے ضامن ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں اس امر کا ضامن ہوں کہ اللہ نے اس سے بہتر دین کی طرف تیری راہنمائی کی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اور اس کے ساتھی بھی مسلمان ہو گئے پھر اس نے رسول کریم ﷺ سے سواری کا سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا قسم بخدا میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں آپ کو سوار کراؤں' اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اور ہمارے علاقے کے درمیان کچھ گم شدہ جانور ہیں کیا ہم ان پر سوار ہو کر اپنے علاقوں میں پہنچ جائیں' آپؐ نے فرمایا ان سے بچو وہ آگ کی جلن ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ جارود واپس اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور وہ وفات تک اپنے دین پر بڑی پختگی سے قائم رہا اور اس نے ارتداد کا زمانہ بھی پایا۔ پس جب اس کی قوم سے مسلمان ہونے والے کچھ لوگ الغرور بن المنذر بن النعمان بن المنذر کے ساتھ اپنے پہلے دین کی طرف لوٹ گئے تو جارود نے کھڑے ہو کر حق کی

Marfat.com

شہادت دی اور انہیں دعوتِ اسلام دی اور کہا:

''اے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو شخص یہ شہادت نہ دے میں اس کا انکار کرتا ہوں''۔

اور رسول کریم ﷺ نے فتح مکہ سے قبل العلا بن الحضرمی کو المنذر بن ساوی العبدی کی طرف بھیجا تو وہ مسلمان ہو گیا اور وہ بہت اچھا مسلمان تھا' پھر وہ رسول کریم ﷺ کے بعد اہل بحرین کے ارتداد سے پہلے فوت ہو گیا اور العلاء اس کے پاس رسول کریم ﷺ کے بعد اہل بحرین کے ارتداد سے پہلے فوت ہو گیا اور العلاء اس کے پاس رسول کریم ﷺ کی جانب سے بحرین کا امیر تھا۔

اسے بخاری نے ابراہیم بن طہمان کی حدیث سے عن ابوحمزہ عن ابن عباس روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

سب سے پہلا جمعہ جو میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں پڑھا وہ بحرین میں جوانا مقام پر عبدالقیس کی مسجد میں پڑھا۔

اور بخاری نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عبدالقیس کے وفد کی وجہ سے ظہر کے بعد دو رکعتوں کو مؤخر کیا اور انہیں عصر کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پڑھا۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سیاق کلام سے پتہ چلتا ہے کہ عبدالقیس کا وفد فتح مکہ سے قبل آیا تھا۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے اور ہمارے درمیان یہ مضر کا قبیلہ موجود ہے' ہم ماہ حرام کے سوا آپ کے پاس نہیں آ سکتے۔ واللہ اعلم

ثمامہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی آمد:

امام بخاری وفد بنی حنیفہ اور قصہ ثمامہ بن آثال رضی اللہ عنہ کے باب میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے نجد کی جانب کچھ سوار بھیجے جو بنی حنیفہ کے ایک آدمی کو لائے جسے ثمامہ بن آثال رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا اور انہوں نے اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا' تو رسول کریم ﷺ نے اس کے پاس آ کر فرمایا:

''اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے''۔ اس نے کہا اے محمد ﷺ میرے پاس بھلائی ہے۔ اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو آپ ایک ایسے آدمی کو قتل کریں گے جو خون والا ہے اور اگر آپ نوازش کریں گے تو آپ ایک قدر دان پر نوازش کریں گے۔ اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو آپ جتنا مال چاہتے ہیں مانگ لیں۔ تو آپؐ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے پھر اسے کہا اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے اس نے کہا جو میرے پاس ہے وہ میں نے آپ سے کہہ دیا ہے آپ نے فرمایا ثمامہ کو آزاد کر دو تو وہ مسجد کے قریب کھجور کے درختوں کی طرف چلا گیا اور غسل کر کے مسجد میں آیا اور کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اے محمد ﷺ قسم بخدا روئے زمین کا کوئی چہرہ' میرے نزدیک آپؐ کے چہرے سے زیادہ مبغوض نہ تھا اور اب آپ کا چہرہ مجھے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ اور قسم بخدا کوئی دین آپ کے دین سے بڑھ کر مجھے مبغوض نہ تھا لیکن اب آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور قسم بخدا کوئی شہر آپ کے شہر سے بڑھ کر مجھے مبغوض نہ تھا

Marfat.com

لیکن اب آپ کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ میں عمرہ کو جا رہا تھا کہ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑ لیا۔ اب آپ کی کیا رائے ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے خوشخبری دی اور اسے عمرہ کرنے کا حکم دیا' پس جب وہ مکہ آیا تو ایک آدمی نے اسے کہا تو صابی ہو گیا ہے' اس نے جواب دیا نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ساتھ مسلمان ہو گیا ہوں' اور خدا کی قسم جب تک رسول کریم ﷺ اجازت نہ دیں' تمہارے پاس یمامہ کی گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ اور بخاری نے اسے ایک اور مقام پر روایت کیا ہے' اور مسلم' ابوداؤد اور نسائی سب نے اسے عن قتیبہ عن لیث بیان کیا ہے اور بخاری نے وفود کے متعلق جو واقعہ بیان کیا ہے اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ ثمامہ خود نہیں آیا اور اسے قید کر کے بندھنوں کے ساتھ لایا گیا اور مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا' پھر بخاری نے نویں سال کے وفود کا جو ذکر کیا ہے اس میں ایک اور قابل غور بات پائی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ بظاہر یہ واقعہ فتح سے تھوڑا عرصہ پہلے کا ہے۔ کیونکہ اہل مکہ نے اسلام کا طعنہ دیا اور کہا کہ کیا تو صابی ہو گیا ہے؟ تو اس نے انہیں دھمکی دی کہ وہ ان کے پاس یمامہ کی گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آنے دے گا جب تک اس کے متعلق رسول کریم ﷺ اجازت نہ دیں' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ اس وقت دارالحرب تھا اور اس کے باشندے ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ واللہ اعلم

اسی لیے حافظ بیہقی نے ثمامہ بن آثال رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو فتح مکہ سے پہلے بیان کیا ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ لیکن ہم نے اس جگہ پر بخاری کے اتباع میں اس کا ذکر کیا ہے' امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعیب نے بحوالہ عبداللہ بن حسین بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے نافع بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب رسول کریم ﷺ کے زمانے میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد ﷺ اپنے بعد مجھے حکومت دے دیں تو میں ان کی پیروی کروں گا اور وہ اپنی قوم کے بہت سے آدمیوں کے ساتھ آیا اور رسول کریم ﷺ اس کے پاس گئے اور حضرت ثابت بن قیس بن شماس آپ کے ساتھ تھے۔ اور رسول کریم ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی کا ایک ٹکڑا تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے مسیلمہ کو اپنے اصحاب میں بیٹھے دیکھا تو آپ نے فرمایا:

''اگر تو مجھ سے کھجور کی ٹہنی کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو بھی میں تجھے نہیں دوں گا اور تو اللہ تعالیٰ کے امر سے تجاوز نہیں کرے گا اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تجھے بے دست و پا کر دے گا۔ اور میں نے تیرے بارے جو رؤیا دیکھی ہے اسے دیکھ رہا ہوں اور یہ ثابت تجھے میری طرف سے جواب دے گا''۔

پھر آپ واپس آ گئے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے قول کہ میں نے تیرے بارے میں جو رؤیا دیکھا ہے اسے دیکھ رہا ہوں' دریافت کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے تو ان کے معاملے نے مجھ کو پریشان کر دیا' تو اللہ تعالیٰ نے نیند میں مجھے وحی کی کہ انہیں پھونک مار' تو میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے' تو میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ میرے بعد دو کذاب ظاہر ہوں گے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ''۔

پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا کہ مجھے معمر نے

Marfat.com

ہشام بن امیہ سے بتایا کہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''میں سویا ہوا تھا کہ مجھے زمین کے خزانے عطا کیے گئے اور میری ہتھیلی میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے تو مجھے یہ امر گراں گزرا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ میں انہیں پھونک ماروں پس میں نے انہیں پھونک ماری اور اس کی تاویل ان دو کذابوں سے کی جن کے درمیان میں موجود تھا یعنی صاحب صنعاء اور صاحب یمامہ''۔

پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سعید بن محمد الجرمی نے بیان کیا کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو صالح نے بحوالہ ابن عبیدہ' نشیط سے بیان کیا۔ اور ایک دوسرے مقام پر اس کا نام عبداللہ بیان ہوا ہے کہ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ:

''ہمیں مسیلمہ کذاب کے مدینہ آنے کی اطلاع ملی اور وہ حارث کی بیٹی کے گھر میں اترا اور حارث بن کریز کی بیٹی جسے ام عبداللہ بن حارث [1] بن کریز کہتے ہیں' اس کی بیوی تھی' پس رسول کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس تھے' جنہیں رسول اللہ ﷺ کا خطیب کہا جاتا ہے اور رسول کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپ نے اسے دیکھ کر اس سے گفتگو کی' مسیلمہ نے آپ سے کہا اگر آپ چاہیں تو حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیں' اور اپنے بعد ہمیں دے دیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اگر تو مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں' اور میں وہ باتیں تجھ میں دیکھ رہا ہوں جو میں نے رؤیا میں دیکھی ہیں' اور یہ ثابت بن قیس تجھے میری طرف سے جواب دے گا''۔

اور رسول کریم ﷺ واپس آ گئے' عبداللہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ رؤیا کے متعلق پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے بتایا کہ میں نے نیند میں رویا دیکھی کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے ہوئے ہیں تو میں نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور انہیں ناپسند کیا' پس اللہ نے مجھے حکم دیا تو میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے تو میں نے ان کی تاویل کی کہ دو کذاب ظاہر ہوں گے۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں' ان دونوں میں سے ایک عنسی تھا جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب تھا۔

محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا جن میں مسیلمہ بن ثمامہ بن کثیر بن حبیب بن الحارث بن عبدالحارث بن ہماز بن زہل بن الزول بن حنیفہ بھی تھا' جس کی کنیت ابو ثمامہ تھی اور بعض کا قول ہے کہ ابو ہارون تھی اور اس نے رحمان نام رکھا ہوا تھا اور اسے رحمان الیمامہ کہا جاتا تھا اور جس روز وہ قتل ہوا اس کی عمر ایک سو پچاس سال تھی اور وہ کپڑے بدلنے کے کئی طریقوں سے واقف تھا اور انڈے کو بوتل میں داخل کر دیتا تھا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے یہ کام کیا' اور وہ پرندے کے پرکاٹ کر انہیں جوڑ دیتا تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ پہاڑ سے ایک ہرنی اس کے پاس آتی ہے اور وہ اس کا دودھ دوہتا ہے۔

---

[1] بخاری میں ام عبداللہ بن عامر بن کریز بیان ہوا ہے۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں کہ ہم اس کے قتل کے بیان کے موقع پر اس کے کچھ حالات کا تذکرہ کریں گے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ اس کا ٹھکانہ حارث کی بیٹی کے گھر تھا جو انصار کی ایک عورت تھی پھر بنی نجار میں سے تھی' اور ہمارے بعض علمائے اہل مدینہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ بنی حنیفہ اسے کپڑوں میں چھپا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور رسول کریم ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی جس کے سر پر پتے تھے پس جب وہ رسول کریم ﷺ کے پاس پہنچا اور وہ اسے کپڑوں میں چھپائے ہوئے تھے تو آپ نے اس سے گفتگو کی اور سوالات کیے' رسول کریم ﷺ نے اسے فرمایا:

''اگر تو مجھ سے کھجور کی یہ ٹہنی بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دوں گا''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے اہل یمامہ سے بنی حنیفہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ اس نے اس کے علاوہ بھی کچھ باتیں کی تھیں اور اس کا خیال ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور وہ مسیلمہ کو اپنی قیامگاہ میں پیچھے چھوڑ آئے اور جب وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے اس کے مقام کا ذکر کیا اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے ایک ساتھی کو اپنی قیامگاہ اور سواریوں میں پیچھے چھوڑ آئے ہیں جو ہماری خاطر ان کی حفاظت کرتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اسے بھی وہی حکم دیا جو لوگوں کو دیا تھا' اور فرمایا:

''وہ تم سے مقام و منزلت کے لحاظ سے برا نہیں''۔

یعنی اپنے ساتھیوں کی جائیداد کی حفاظت کی وجہ سے' رسول کریم ﷺ کی اس سے یہی مراد تھی' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر وہ رسول کریم ﷺ کے پاس سے واپس چلے گئے اور جو کچھ رسول کریم ﷺ نے اسے کہا تھا انہوں نے اسے بتایا' پس جب وہ یمامہ پہنچے تو وہ دشمن خدا مرتد ہو گیا' اور اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور ان کی تکذیب کرنے لگا' اور کہنے لگا کہ میں آپ کے ساتھ شریک امر ہوں' اور اس نے اپنے وفد کے ان آدمیوں سے جو اس کے ساتھ تھے کہا' جب تم نے میرا ذکر ان کے سامنے کیا' تو کیا آپ نے نہیں کہا کہ وہ تم سے مقام و منزلت کے لحاظ سے برا نہیں''۔ یہ بات آپ نے اس لیے فرمائی تھی کہ انہیں علم تھا کہ میں آپ کے ساتھ شریک امر ہوں' پھر وہ انہیں مسجع کلام اور قرآن کریم کے مشابہ باتیں سنانے لگا کہ:

''حاملہ عورت پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے اور اس سے ایک دوڑتی روح پیدا کی ہے جو چڑے کے نیچے کی جھلی اور اندرونے کے درمیان ہے اور ان کے لیے شراب اور زنا کو حلال کیا ہے اور نماز کو ان سے ساقط کر دیا ہے''۔

اور اس کے ساتھ ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کے نبی ہونے کی شہادت بھی دیتا تھا' پس بنو حنیفہ نے اس بات پر اس سے اتفاق کر لیا' ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سی بات تھی۔

سہیلی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ رحال بن عنفوہ جس کا نام نہار بن عنفوہ تھا' مسلمان ہو گیا اور اس نے کچھ قرآن بھی سیکھا اور کچھ عرصہ رسول کریم ﷺ کی صحبت میں بھی رہا' وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فرات بن حیان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ رسول کریم ﷺ اس کے پاس سے گزرے اور انہیں فرمایا ''تم میں سے ایک کی ڈاڑھ ایک کی مانند آگ میں ہو گی''۔ پس وہ دونوں

Marfat.com

ہمیشہ ہی خائف رہے یہاں تک کہ رحال' مسیلمہ کے ساتھ مرتد ہو گیا اور اس نے اس کے لیے جھوٹی گواہی دی کہ رسول کریم ﷺ نے اسے امر میں شریک کیا ہے۔ اور جو قرآن اسے یاد تھا اس میں سے کچھ حصہ اسے پہنچا دیا۔ پس مسیلمہ نے اسے اپنی طرف منسوب کر لیا جس سے بنی حنیفہ میں بڑا فتنہ پیدا ہوا۔ اور زید بن خطاب نے جنگ یمامہ میں اسے قتل کر دیا جیسا کہ ابھی بیان ہو گا۔

سہیلی بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ کے مؤذن کو حجیر کہتے تھے اور وہ جنگ کا منتظم تھا اور محکم بن طفیل اس کے سامنے تھا اور سجاح بھی ان کے ساتھ آملی جس کی کنیت ابوصادر تھی اور مسیلمہ نے اس کے ساتھ شادی کر لی۔ اور مسیلمہ کے اس کے ساتھ نہایت برے حالات تھے اور سجاح کے مؤذن کا نام زہیر بن عمرو تھا اور بعض کا قول ہے کہ جنبۃ بن طارق تھا۔ اور کہتے ہیں کہ شبث بن ربعی نے بھی اس کے لیے اذان دی تھی' پھر وہ مسلمان ہو گیا اور وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمان ہو گئی اور وہ اچھی مسلمان تھی۔

اور یونس بن بکیر' ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ مسیلمہ بن حبیب نے رسول کریم ﷺ کو خط لکھا کہ:

''مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف' امابعد! مجھے آپ کے ساتھ شریک امر کیا گیا ہے' پس ہمارے اور قریش کے لیے نصف نصف حکومت ہے۔ لیکن قریش ایسی قوم ہے جو زیادتی نہیں کرتی''۔

پس آپ کے پاس دو ایلچی یہ خط لے کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مسیلمہ کذاب کی طرف' ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلامتی ہو' امابعد! زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور انجام متقین کے لیے ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ واقعہ ۱ھ کے آخر کا ہے' یعنی اس خط کے آنے کا۔

یونس بن بکیر' ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ مجھ سے سعید بن طارق نے عن سلمہ بن نعیم بن مسعود عن ابیہ بیان کیا کہ وہ کہتا ہے کہ جب مسیلمہ کذاب کے دو ایلچی خط لے کر آئے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''تم دونوں بھی وہی بات کہتے ہو جو وہ کہتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں! آپ نے فرمایا قسم بخدا اگر ایلچیوں کے قتل نہ کرنے کا اصول نہ ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا''۔

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مسعودی نے عاصم سے عن ابی وائل عن عبداللہ ابن مسعود بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ ابن النواحہ اور ابن اثال مسیلمہ کذاب کے ایلچی بن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا:

''کیا تم دونوں گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں' انہوں نے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں اور اگر میں ایلچی کو قتل کرنے والا ہوتا تو تم دونوں کو ضرور قتل کر دیتا''۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پس اس وقت سے یہ طریق رائج ہو گیا کہ ایلچیوں کو قتل نہ کیا جائے۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن زنال کو تو خدا تعالیٰ کافی ہو گیا اور ابن النواحہ کے متعلق ہمیشہ میرے دل میں خلجان رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی قدرت دے دی۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ثمامہ بن آثال رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گیا اور اس کے اسلام لانے کا واقعہ بیان ہو چکا ہے۔ باقی رہا ابن النواحہ تو ہمیں ابوزکریا بن ابواسحاق مزنی نے بتایا کہ ہمیں ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے خبر دی کہ ہم سے محمد بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہ ہم سے جعفر بن عون نے بیان کیا کہ ہمیں اسماعیل بن ابی خالد نے قیس بن ابی حازم سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں بنی حنفیہ کی ایک مسجد کے پاس سے گزرا تو وہ ایسی قرأت پڑھ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نہیں اتاری:

''اور قسم ہے اچھی طرح پیسنے والیوں کی اور آٹا گوندھنے والیوں کی اور روٹی پکانے والیوں کی اور ثرید[1] بنانے والیوں کی اور لقمے لینے والیوں کی''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف آدمی بھیجا تو وہ انہیں لے آیا' وہ ستر آدمی تھے جن کا لیڈر عبداللہ بن النواحہ تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا' پھر آپ نے فرمایا ہم شیطان کو ان لوگوں سے محفوظ نہیں رکھ سکتے بلکہ ہم انہیں شام کی طرف بھیج دیتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں ہمیں کافی ہو جائے۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد دس بارہ آدمیوں پر مشتمل تھا جن کا لیڈر سلمٰی بن حنظلہ تھا اور ان میں رحال بن عنفوہ' طلق بن علی' علی بن سنان' اور مسیلمہ بن حبیب کذاب بھی تھے اور یہ لوگ حارث کے بیٹی مسلمہ کے ہاں اترے اور اس نے ان کی ضیافت کی' انہیں صبح و شام کا کھانا دیا جاتا تھا' ایک دفعہ روٹی اور گوشت اور ایک دفعہ روٹی اور دودھ اور ایک دفعہ روٹی اور ایک روٹی اور گھی اور ایک دفعہ کھجوروں سے ان کی ضیافت ہوتی تھی' پس جب وہ مسجد میں آئے تو مسلمان ہو گئے۔ اور مسیلمہ کو اپنی قیامگاہ میں پیچھے چھوڑ آئے اور جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے انہیں چاندی کے پانچ پانچ اوقیے عطیہ دیا اور مسیلمہ کو بھی ان کے مطابق عطیہ دیا۔ کیونکہ انہوں نے آپ سے بیان کیا تھا کہ وہ ان کی قیامگاہ میں موجود ہے آپ نے فرمایا: ''وہ تم سے مقام و منزلت کے لحاظ سے برا نہیں'' پس جب وہ لوٹ کر اس کے پاس آئے تو رسول کریم ﷺ نے اس کے متعلق جو فرمایا تھا اسے بتایا تو وہ کہنے لگا' آپؐ نے یہ بات اس لیے فرمائی ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ان کے بعد حکومت میرے لیے ہے اور اس نے اس بات کو مضبوطی سے پکڑ لیا یہاں تک کہ نبوت کا دعویٰ کیا' واقدی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی چھاگل ان کے ساتھ بھیجی جس میں آپ کا بچا کھچا پاکیزہ پانی تھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے گرجے کو گرا دیں اور اس کی جگہ اس پانی کو چھڑکیں اور اسے مسجد بنا

[1] ثرید شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی کو کہتے ہیں۔ مترجم

Marfat.com

لیکن تو انہوں نے ایسے ہی کیا۔ اور اسود عنسی کے قتل کا واقعہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخر میں آئے گا۔ اور مسیلمہ کذاب کے قتل اور بنی حنیفہ کے حالات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیان ہوں گے۔

اہل نجران کا وفد:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عباس بن الحسین نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن آدم نے عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن صلۃ بن زفر عن حذیفہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

نجران کے دو آدمی عاقب اور سید رسول کریم ﷺ کے پاس آئے وہ آپ پر لعنت کرنا چاہتے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ایسا نہ کر قسم بخدا اگر وہ نبی ہے اور ہم نے اس پر لعنت کی تو نہ ہم کامیاب ہوں گے نہ ہمارے بعد ہماری اولاد کامیاب ہوگی۔ وہ دونوں کہنے لگے آپ ہم سے جو مانگیں گے ہم آپ کو دیں گے۔ آپ ہمارے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں آپ کے ساتھ ضرور ایک صحیح امین آدمی کو بھیجوں گا پس آپ نے اس کے لیے اپنے اصحاب کو دیکھا اور فرمایا' اے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کھڑے ہو جائیے' پس جب وہ کھڑے ہو گئے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا' "یہ اس امت کا امین ہے"۔

اور بخاری اور مسلم نے اسے اسی طرح شعبہ کی حدیث سے بحوالہ ابی اسحاق بیان کیا ہے اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن الفضل نے بتایا وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے بیان کیا کہ ہم سے احمد بن عبدالجبار نے بیان کیا کہ ہم سے یونس بن بکیر نے عن سلمہ بن یسوع عن ابیہ عن جدہ بیان کیا ہے کہ یونس بیان کرتا ہے کہ وہ نصرانی تھا اور مسلمان ہو گیا' اور رسول کریم ﷺ کے طس [1] سلیمان کے نزول سے قبل نجران کی طرف حضرت ابراہیم اسحاق اور یعقوب رضی اللہ عنہم کے الٰہ کے نام سے خط لکھا کہ محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نجران کے اسقف کی طرف' اسلام لاؤ تو تم محفوظ ہو جاؤ گے' میں تمہارے ساتھ حضرت ابراہیم' اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے معبود کی تعریف کرتا ہوں' اما بعد! میں تمہیں بندوں کی عبادت سے اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور بندوں کی دوستی سے اللہ کی دوستی کی طرف بلاتا ہوں' پس اگر تم نے انکار کیا تو تم پر جزیہ دینا لازم ہوگا اور اگر تم نے انکار کیا تو میں تمہیں جنگ کا چیلنج دوں گا۔ والسلام

جب اسقف کے پاس خط آیا تو اس نے اسے پڑھا تو خاموش ہو گیا اور شدید خوفزدہ ہو گیا اور اس نے ایک نجرانی آدمی شرحبیل بن وداعہ کے پاس پیغام بھیجا جو ہمدان قبیلے سے تھا' اور جب کوئی مشکل پیش آتی تھی تو ایہم' عاقب اور سید کو اس سے پہلے نہیں بلایا جاتا تھا۔ پس اسقف نے رسول اللہ ﷺ کا خط شرحبیل کو دیا اور اس نے اسے پڑھا تو اسقف نے کہا اے ابومریم تمہاری کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا آپ اس وعدے کو جانتے ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذریت کی نبوت کے متعلق کیا ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ وہی آدمی ہو۔ اور نبوت کے بارے میں میری کوئی رائے نہیں۔ اور

---

[1] اس سے مراد وہ سورت ہے جس میں آیت انه من سليمان وانه بسم الله الرحمن الرحيم آئی ہے۔

Marfat.com

اگر کوئی دنیاوی بات ہوتی تو میں اس کے بارے میں آپ کو اپنی رائے بتاتا اور آپ کے لیے ممکن حد تک کوشش کرتا' اسقف نے اسے کہا' ہٹ کر بیٹھ جاؤ' پس شرحبیل ہٹ کر اس کے ایک جانب بیٹھ گیا تو اسقف نے ایک نجرانی آدمی' عبداللہ بن شرحبیل کی طرف پیغام بھیجا اور وہ حمیر کے ذواصبح قبیلے سے تھا' اس نے اسے خط پڑھایا اور اس سے رائے طلب کی' اس نے بھی اسے شرحبیل کی طرح جواب دیا تو اسقف نے اسے کہا ہٹ کر بیٹھ جاؤ تو وہ ہٹ کر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اور اسقف نے ایک نجرانی آدمی جبار بن فیض کی طرف پیغام بھیجا جو بنی حارث بن کعب سے بنی الحماس کا ایک آدمی تھا' پس اس نے بھی اسے خط پڑھایا اور اس سے رائے طلب کی' اس نے بھی اسے شرحبیل کی طرح اور عبداللہ کی طرح ہی جواب دیا۔ تو اسقف نے اسے حکم دیا اور وہ ہٹ کر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا' پس جب اس امر پر سب کی رائے متفق ہو گئی تو اسقف کے حکم سے ناقوس بجایا گیا اور گرجوں میں آگیں اور ٹاٹ بلند کیے گئے' اور جب وہ دن کو خوفزدہ ہوتے تھے تو وہ ایسا ہی کیا کرتے تھے اور جب وہ رات کو خائف ہوتے تو ناقوس بجاتے اور گرجوں میں آگ بلند ہوتی۔ پس جب ناقوس بجایا گیا اور ٹاٹ بلند ہوئے تو وادی کے بالائی اور نشیبی حصوں کے باشندے اکٹھے ہو گئے اور وادی کی لمبائی تیز رفتار سوار کے ایک دن کے سفر کے برابر تھی اور اس میں ۷۳ بستیاں اور بیس ہزار جانباز تھے' پس اس نے انہیں رسول کریم ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا اور اس کے متعلق ان کی رائے پوچھی تو ان میں سے اہل الرائے نے متفقہ طور پر یہ رائے دی کہ شرحبیل بن وداعہ ہمدانی' عبداللہ بن شرحبیل اصبحی اور جبار بن فیض حارثی کو بھیجا جائے۔ اور وہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی خبر لائیں۔

نجرانی وفد مدینہ میں:

راوی بیان کرتا ہے کہ وفد چلا گیا اور جب وہ مدینہ پہنچے تو انہوں نے سفر کے کپڑے اتار دیئے اور اپنے حلے اور سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں اور اپنی چادروں کو گھسیٹتے جاتے تھے' پھر وہ چلتے چلتے رسول کریم ﷺ کے پاس آ گئے اور آپ کو سلام کہا تو آپ نے انہیں سلام کا جواب نہ دیا اور وہ دن بھر آپ سے بات کرنے کے درپے رہے مگر آپ نے ان سے بات نہ کی اور وہ حلے اور سونے کی انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھے۔ پھر وہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی تلاش میں گئے اور وہ ان دونوں کو پہچانتے تھے۔ انہوں نے ان کو انصار و مہاجرین کی مجلس میں پایا تو کہنے لگے اے عثمان اور اے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما! آپ کے نبی نے ہماری طرف خط لکھا اور ہم ایسی جواب دینے آئے ہیں ہم نے آ کر اسے سلام کہا تو اس نے ہمیں سلام کا جواب نہیں دیا۔ اور ہم دن بھر اس سے بات کرنے کے درپے رہے تو اس نے ہمیں بات کرنے سے درماندہ کر دیا۔ آپ دونوں کی کیا رائے ہے' کیا آپ ہمیں واپس جانے کا مشورہ دیتے ہیں' تو ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا جو اس وقت مجلس میں موجود تھے' ابوالحسنؓ! آپ کی ان لوگوں کے بارے میں کیا رائے ہے تو حضرت علی نے حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سے کہا کہ یہ ان حلوں اور انگوٹھیوں کو اتار دیں اور اپنے سفر کا لباس پہن لیں اور پھر آپؐ کے پاس جائیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور سلام کہا تو آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا' پھر آپؐ نے فرمایا:

Marfat.com

اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق و صداقت کے ساتھ بھیجا ہے۔ وہ میرے پاس پہلی بار آئے تھے اور ابلیس نے ان کو رنگ دیا ہوا تھا پھر آپ نے ان سے سوالات کیے اور ان کے درمیان مسلسل سوال و جواب ہوتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے پوچھا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ ہم اپنی قوم کے پاس واپس جائیں گے اور ہم عیسائی ہیں اور اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں خوشی ہوگی کہ ہم آپ سے وہ بات سنیں جو آپ ان کے بارے میں کہتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا آج میرے پاس ان کے بارے میں کوئی بات نہیں۔ آپ ٹھہریں یہاں تک کہ آپ کو وہ بات بتاؤں جو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتا ہے۔ اگلی صبح کو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

''اللہ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال حضرت آدم علیہ السلام کی مانند ہے اس نے اسے مٹی سے پیدا کیا پھر اسے کہا ہو جا تو وہ ہو گیا یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے اور تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو پس جو شخص تیرے پاس علم آ جانے کے بعد تجھ سے جھگڑا کرے تو کہہ دے آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو بلائیں پھر گڑگڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں''۔

تو انہوں نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اور جب رسول کریم ﷺ نے ان کو اطلاع دی تو آپ دوسرے دن صبح کو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی چادر میں لپیٹے ہوئے آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے پیچھے ملاعنت کے لیے چل رہی تھیں اور ان دنوں آپ کی متعدد بیویاں تھیں۔ شرحبیل نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا آپ دونوں کو معلوم ہی ہے کہ جب وادی کے بالائی اور نشیبی علاقے کے لوگ جمع ہوئے تو انہوں نے میری رائے سے اتفاق کیا تھا اور خدا کی قسم میں اس کام کو بڑا گراں سمجھتا ہوں اور خدا کی قسم اگر یہ شخص طاقتور بادشاہ ہے تو ہم پہلے عرب ہوں گے جو اس کے بھید میں طعن کریں گے اور اس کی بات کو رد کریں گے اور ہمارے اور اصحاب کے سینوں سے یہ بات زائل نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ ہمیں ہلاک نہ کر دیں اور ہم پڑوس کے لحاظ سے سب سے نزدیکی عرب ہیں۔ اور اگر یہ شخص مرسل نبی ہے اور ہم نے اس پر لعنت کی تو ہم روئے زمین سے نیست و نابود ہو جائیں گے۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے اسے کہا اے ابومریم کیا رائے ہے اس نے کہا میں اپنی رائے کو پختہ کرنا چاہتا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ یہ شخص کبھی ظالمانہ حکم نہیں دیتا تو ان دونوں نے کہا اب آپ اور وہ نپٹ لیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ شرحبیل رسول اللہ ﷺ سے ملا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کے ملاعنہ سے بہتر رائے قائم کی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا؟ اس نے کہا اس وقت سے رات تک اور رات سے صبح تک آپ کا حکم ہوگا اور آپ ہمارے بارے میں جو حکم دیں گے وہ جائز ہوگا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: شاید کوئی شخص تیرے پیچھے سے تمہیں برا کہے' شرحبیل نے کہا میرے دونوں ساتھیوں سے پوچھ لیجیے۔ انہوں نے کہا تمام وادی شرحبیل کی رائے سے اتفاق کرتی ہے۔ تو رسول اکرم ﷺ واپس آ گئے اور آپ نے ان سے ملاعنہ نہ کیا اور جب دوسرا دن ہوا تو وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو یہ تحریر لکھ کر دی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ تحریر محمد نبی امی رسول اللہ نے نجران کے لیے لکھی' ہر پھل' چاندی سونے اور غلام پر آپ کا حکم چلے گا پس آپ نے ان پر مہربانی کی

Marfat.com

اور دو ہزار حلوں پر ان سب چیزوں کو چھوڑ دیا' ہر رجب میں ایک ہزار حلہ اور ہر صفر میں ایک ہزار حلہ اور آپ نے تمام شروط کا ذکر کیا یہاں تک کہ ابوسفیان بن حرب' غیلان بن عمرو' بنی نصر کے مالک بن عوف' اقرع بن حابس' حنظلی اور مغیرہ رضی اللہ عنہم نے شہادت دی اور جب انہوں نے اپنی تحریر لے لی تو وہ نجران کو واپس ہوئے۔ اور اسقف کے ساتھ اس کا ماں جایا بھائی بھی تھا اور نسبی لحاظ سے وہ اس کا عمزاد بھی تھا جسے بشر بن معاویہ کہا جاتا ہے اور اس کی کنیت ابوعلقمہ تھی' پس وفد نے رسول اللہ ﷺ کا خط اسقف کو دیا جب وہ اسے پڑھ رہا تھا اور ابوعلقمہ اس کے ساتھ تھا اور وہ دونوں چل رہے تھے کہ بشر کی ناقہ نے اسے گرا دیا اور بشر منہ کے بل گر گیا اور وہ رسول کریم ﷺ سے کنایہ نہیں کرتا تھا۔ اسقف نے اسے اس موقع پر کہا تو نبی مرسل ہو کر گر گیا ہے' تو بشر نے اسے کہا بے شک خدا کی قسم میں جب تک رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ جاؤں میں اس کا بندھن نہیں کھولوں گا۔ پس اس نے اپنی ناقہ کا منہ مدینہ کی طرف کر دیا اور اسقف نے بھی اپنی ناقہ اس کے پیچھے موڑ دی اور اسے کہا مجھ سے بات سمجھ لے' میں نے یہ بات صرف اس لیے کہی ہے کہ عربوں کو ہماری طرف سے یہ خدشہ لاحق ہو جائے گا کہ ہم نے ان کا حق لے لیا ہے یا ہم اس کی آواز سے راضی ہو گئے ہیں' یا ہم نے اس آدمی سے وہ فائدہ اٹھایا ہے جسے عربوں نے نہیں اٹھایا حالانکہ ہم ان سے زیادہ معزز گھرانے والے ہیں' پس بشر نے اسے کہا خدا کی قسم جو بات تیرے دماغ سے نکلے گی میں اسے کبھی قبول نہیں کروں گا اور بشر نے اسقف سے اپنی پشت پھیر کر اپنی ناقہ کو مارا اور یہ اشعار کہے:

''وہ تیری طرف چلتی ہے اور اس کا تنگ مضطرب ہے اور اس کے پیٹ میں اس کا جنین چوڑائی میں پڑا ہے اور اس کا دین نصاریٰ کے دین کے مخالف ہے''۔

یہاں تک کہ وہ رسول کریم ﷺ کے پاس آ گیا اور ہمیشہ آپ کے پاس رہا یہاں تک کہ اس کے بعد قتل ہو گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ نجران کا وفد آیا' تو راہب بن ابی شمر زبیدی آیا جو اپنے گرجے کا سرخیل تھا تو اس نے اسے کہا۔ ایک نبی تہامہ میں مبعوث ہوا ہے تو نجرانی وفد نے جو باتیں رسول کریم ﷺ سے کی تھیں وہ اسے بتائیں اور یہ کہ آپ نے ان پر ملاعنہ کو پیش کیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور یہ کہ بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس جا کر مسلمان ہو گیا ہے تو راہب نے کہا مجھے نیچے اتارو' ورنہ میں اس گرجے سے اپنے آپ کو گرا دوں گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے اسے نیچے اتارا اور وہ ہدیہ لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس میں وہ چادر بھی تھی جسے خلفاء زیب تن کرتے تھے اور پیالہ اور عصا بھی تھا وہ کچھ عرصہ رسول کریم ﷺ کے پاس ٹھہر کر وحی کو سنتا رہا پھر اپنی قوم کے پاس واپس چلا گیا اور اس کے لیے اسلام لانا مقدر نہ تھا اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ عنقریب واپس آئے گا۔ مگر رسول کریم ﷺ کی وفات تک اس کے لیے آنا مقدر نہ ہوا۔

اور اسقف ابوالحارث رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ سید' عاقب اور اس کی قوم کے سرکردہ لوگ بھی تھے پس وہ آپ کے پاس قیام کر کے آپ پر نازل ہونے والی وحی کو سنتے رہے اور آپ نے اسقف کو اور اس کے بعد نجران کے اساقفہ کو یہ خط لکھا:

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد نبی کی جانب سے اسقف ابوالحارث اور نجران کی اساقفہ' کہان اور رہبان اور ان تھوڑے سے بہت پیروکاروں کی طرف' اللہ اور اس کے رسول کی پناہ کو کوئی اسقف اور راہب اور کاہن تبدیل نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کے حقوق اور اقتدار کا کوئی حق تبدیل کیا جائے گا اور نہ ہی اس کی موجودہ پوزیشن کو تبدیل کیا جائے گا جب تک وہ اچھے کام کریں گے اور مخلص رہیں گے اور ظلم میں مبتلا نہیں ہوں گے اور نہ ظالم بنیں گے۔ انہیں ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ حاصل رہے گی''۔

اس تحریر کو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ نجرانی عیسائیوں کا وفد ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا اور چودہ آدمی ان کے ذمہ دار تھے جن میں عاقب' جس کا نام عبدالمسیح تھا' سید جسے ایہم کہتے تھے۔ ابوحارثہ بن علقمہ' اوس بن حارث زید' قیس' یزید' نبیہ' خویلد' عمرو' خالد' عبداللہ اور یحنس شامل تھے اور ان چودہ کا معاملہ ان میں تین اشخاص کی طرف لوٹتا تھا' اور وہ عاقب' سید اور ابوحارثہ بن علقمہ تھے' عاقب' امیر قوم تھا' اور ان میں صاحب الرائے اور صاحب مشورہ تھا اور وہ اس کی رائے سے حکم صادر کرتے تھے اور وہ ان کا ملجاء و ماویٰ تھا اور ابوحارثہ بن علقمہ ان کا اسقف اور بہترین آدمی تھا اور وہ بکر بن وائل کے عرب قبیلے سے تھا لیکن نصرانی ہو گیا تھا' پس رومیوں نے اس کو بڑی عزت و عظمت دی اور اس کے لیے گرجے بنائے اور اس کو حاکم بنایا اور اس کی خدمت کی کیونکہ وہ اس کی دینی صلاحیت کو جانتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ رسول کریم ﷺ کے حالات سے بھی باخبر تھا' لیکن شرف و جاہ نے اسے حق کی اتباع سے روک دیا۔

اور یونس بن بکیر ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ مجھے بریدہ بن سفیان نے عن ابن البیلمانی عن کرز بن علقمہ بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ:

نجرانی نصاریٰ کا وفد ساٹھ سواروں پر مشتمل آیا جن میں سے چوبیس آدمی ان کے اشراف تھے اور ان میں سے تین آدمی ان کے ذمے دار تھے۔ عاقب' سید' اور ابوحارثہ جو بنی بکر کا ایک آدمی تھا اور ان کا اسقف اور استاد تھا اور انہوں نے اسے اپنے میں عظمت دی اور اسے حاکم بنایا اور اس کی عزت کی اور اسے بزرگی دی اور اس کے لیے گرجے بنائے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ وہ ان کے دین کا عالم اور مجتہد ہے' پس جب وہ نجران سے چلے تو ابوحارثہ اپنے خچر پر بیٹھا اور اس کے پہلو میں اس کا بھائی کرز بن علقمہ چل رہا تھا اچانک ابوحارثہ کا خچر پھسل گیا تو کرز نے کہا بہت دور والا آدمی منحوس ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ تو ابوحارثہ نے اسے کہا کہ تو منحوس ہے' کرز نے اسے کہا اے بھائی کیوں؟ اس نے کہا خدا کی قسم یہ وہ نبی ہے جس کے ہم منتظر تھے' کرز نے اسے کہا' تجھے اس کے قبول کرنے سے کس بات نے روکا' حالانکہ تو اسے جانتا ہے' اس نے کہا جن لوگوں نے ہمیں عظمت دی ہے اور حاکم بنایا ہے اور ہماری خدمت کی ہے یہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ انہوں نے اس کی مخالفت کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اگر میں ایسا کرلوں تو جو کچھ تو دیکھتا ہے یہ سب مجھ سے چھین لیں تو اس کے بھائی کرز نے یہ بات دل میں پوشیدہ رکھی۔ اور اس

Marfat.com

کے بعد مسلمان ہو گیا۔

اور ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو خوبصورت کپڑوں کے ساتھ داخل ہوئے اور نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا تو وہ کھڑے ہو کر مشرق کی طرف نماز پڑھنے لگے رسول کریم ﷺ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو اور ان کے Spoks Man ابو حارثہ بن علقمہ' سید اور عاقب تھے یہاں تک کہ ان کے بارے میں سورہ آل عمران کی ابتدائی اور مباہلہ کی آیات نازل ہوئی تو انہوں نے مباہلہ سے انکار کر دیا۔ اور انہوں نے آپ سے اپنے ساتھ ایک امین بھیجنے کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان کے ساتھ ابو عبیدہ بن الجراح کو بھیجا' جیسا کہ قبل ازیں بخاری کی روایت سے بیان ہو چکا ہے اور ہم نے بفضل خدا سورہ آل عمران کی تفسیر میں اسے مفصل لکھا ہے۔

Marfat.com

بنی عامر کا وفد

عامر بن طفیل اور اربد بن مقیس کا واقعہ:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی عامر کا وفد آیا جس میں عامر بن طفیل اربد بن مقیس بن جزء بن جعفر بن خالد اور جبار[1] بن سلمی بن مالک بن جعفر بھی شامل تھے اور یہ تینوں قوم کے سردار اور شیاطین تھے' اور دشمن خدا' عامر بن طفیل' رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور وہ آپ سے خیانت کرنا چاہتا تھا اور اس کی قوم نے اسے کہا' اے ابو عامر لوگ مسلمان ہو گئے ہیں تو بھی مسلمان ہو جا' اس نے کہا خدا کی قسم' میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس وقت تک باز نہیں آؤں گا جب تک عرب میری اتباع نہ کریں' میں قریش کے اس جوان کی اتباع کروں؟ پھر اس نے اربد سے کہا اگر ہم اس آدمی کے پاس گئے تو میں اُسے تجھ سے غافل کر دوں گا اور جب میں ایسا کروں تو تو اسے تلوار مارنا۔ پس جب وہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو عامر بن طفیل نے کہا اے محمدؐ! مجھ سے دوستی کیجیے' آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم اس وقت تک دوستی نہ ہوگی جب تک تو خدائے واحد پر ایمان نہ لائے اس نے کہا اے محمدؐ! مجھ سے دوستی کیجیے اور وہ آپ سے باتیں کرنے لگا' اور اس نے اربد کو جو حکم دیا تھا اس کا انتظار کرنے لگا اور اربد کو کچھ نہ سوجھتا تھا' جب عامر نے اربد کی حالت دیکھی تو کہنے لگا اے محمدؐ! مجھ سے دوستی کیجیے۔ آپ نے فرمایا اس وقت تک دوستی نہ ہوگی جب تک تو خدائے واحد پر ایمان نہ لائے' جب رسول کریم ﷺ نے اس کی بات نہ مانی تو اس نے کہا خدا کی قسم میں آپ کے خلاف پیادوں اور سواروں سے زمین کو بھر دوں گا اور جب وہ چلا گیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ مجھے طفیل بن عامر کے مقابلہ میں کفایت کر''۔

پس جب وہ رسول کریم ﷺ کے پاس سے چلے گئے تو عامر بن طفیل نے' اربد سے کہا' میں نے تجھے کیا حکم دیا تھا' خدا کی قسم روئے زمین میں تجھ سے بڑھ کر اپنی جان کے بارے میں خوف کھانے والا اور کوئی نہیں' اور قسم بخدا میں آج کے بعد بھی تجھ سے ترس زدہ نہ ہوں گا اس نے کہا تیرا باپ نہ رہے' میرے بارے میں جلد بازی سے کام نہ لے' خدا کی قسم جو تو نے مجھے حکم دیا تھا میں نے اس کے کرنے کا ارادہ کیا مگر تو میرے اور اس آدمی کے درمیان آ گیا یہاں تک کہ میں تیرے سوا کسی کو نہ دیکھتا تھا' کیا میں تجھے تلوار مار دیتا؟

اور وہ اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے اور ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن میں طاعون پیدا کر دی اور اللہ تعالیٰ نے بنی سلول کی ایک عورت کے ہاں اسے مار دیا اور وہ کہنے لگا:

---

[1] اصل میں حیان ہے۔

Marfat.com

کیا بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں اونٹ کے طاعون جیسی گلٹی؟ اور ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ یہ مقولہ کہا جاتا ہے کہ کیا اونٹ کے طاعون جیسی گلٹی اور سلولیہ عورت کے گھر میں موت؟

اور حافظ بیہقی نے زبیر بن بکار کے طریق سے بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت عبدالعزیز بن مؤلہ نے مجھے اپنے باپ اور دادا مؤلہ بن حمیل سے بتایا کہ عامر بن طفیل، رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اسے فرمایا اے عامر مسلمان ہو جا' اس نے کہا میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ میرے لیے دیہات ہوں گے اور آپ کے لیے شہر ہوں گے' آپ نے فرمایا نہیں' آپ نے پھر فرمایا مسلمان ہو جا' اس نے کہا میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ دیہات میرے لیے ہوں گے اور شہر آپ کے لیے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا نہیں اور وہ یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ اے محمدؐ! میں زمین کو تیرے خلاف کم مو گھوڑوں اور بے ریش آدمیوں سے بھر دوں گا اور میں ضرور ہر کھجور کے درخت کے ساتھ گھوڑا باندھوں گا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! مجھے عامر سے کفایت کر اور اس کی قوم کو ہدایت دے''۔

پس وہ چلا گیا اور مدینہ کے علاقہ ہی میں تھا کہ اسے اپنی قوم کی ایک عورت ملی جسے سلولیہ کہتے تھے' پس وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور اس کے گھر میں سو گیا تو اس کے حلق میں ایک گلٹی نکلی تو وہ کود کر اپنے گھوڑے پر چڑھ گیا اور اپنا نیزہ پکڑ کر جولانی کرنے لگا اور وہ کہتا جاتا تھا۔ اونٹ کے طاعون کی طرح گلٹی' اور سلولیہ عورت کے گھر میں موت' پس مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ مردہ ہو کر اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔

اور حافظ ابو عمر بن عبدالبر نے استیعاب میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسماء میں اس مؤلہ کا بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مؤلہ بن کثیف الضبابی الکلابی العامری تھا جو بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھا اور وہ بیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا اور اسلام کی حالت میں سو سال زندہ رہا اور اس کی فصاحت کی وجہ سے اسے ذوالسانین کہا جاتا تھا' اس سے اس کے بیٹے عبدالعزیز نے روایت کیا ہے۔ اور اسی نے عامر بن طفیل کا واقعہ بیان کیا ہے کہ اونٹ کی طرح طاعون کی گلٹی اور سلولیہ عورت کے گھر میں موت۔

زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں کہ ظمیا بنت عبدالعزیز بن مؤلہ بن کثیف بن حمیل بن خالد بن عمرو بن معاویہ نے جسے الضباب بن المدب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کہتے ہیں' مجھ سے بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ میرے باپ نے اپنے باپ مؤلہ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوا اور آپ کی بیعت کی تو آپ نے اس کے دائیں ہاتھ پر ہاتھ پھیرا اور وہ اپنے اونٹوں کو حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس لایا اور اس نے بنت لبون کا صدقہ دیا' پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور اسلام کی حالت میں ایک سو سال زندہ رہا اور اسے اس کی فصاحت کی وجہ سے ''ذوالسانین'' کہا جاتا تھا۔

میں کہتا ہوں بظاہر عامر بن طفیل کا واقعہ فتح مکہ سے پہلے کا ہے۔ اگرچہ ابن اسحاق اور بیہقی نے اسے فتح مکہ کے بعد بیان کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حافظ بیہقی نے حاکم سے بحوالہ ام بیان کیا ہے کہ ہمیں معاویہ بن عمرو نے خبر دی کہ ہم سے ابو اسحاق

Marfat.com

فزاری نے عن اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس بیرٔ معونہ کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ عامر بن طفیل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام بن ملحان کو قتل کر دیا۔ اور اصحاب بیرٔ معونہ کے ساتھ خیانت کی یہاں تک کہ عمرو بن امیہ کے سوا وہ سب کے سب قتل ہو گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

عامر بن طفیل کے متعلق آنحضرت ﷺ کی بددعا:

اوزاعی یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ تیس دن عامر بن طفیل کے لیے بددعا کرتے رہے کہ اللہ تو جس طرح چاہتا ہے مجھے عامر بن طفیل سے کفایت کر اور اس پر وہ چیز مسلط کر دے جو اسے قتل کر دے تو اللہ تعالیٰ نے طاعون کو اس پر مسلط کر دیا' اور ہمام سے ابن ملحان کے واقعہ میں عن اسحاق بن عبداللہ عن انس بیان کیا گیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں آپ کو تین باتوں کے درمیان اختیار دیتا ہوں' شہری لوگ آپ کے لیے ہوں گے اور دیہاتی میرے لیے ہوں گے اور میں آپ کے بعد آپ کا خلیفہ ہوں گا' یا میں غطفان میں آپ کے ساتھ ایک ہزار سرخ گھوڑوں اور ایک ہزار سرخ گھوڑیوں کے ساتھ جنگ کروں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ اسے ایک عورت کے گھر میں طاعون ہو گئی تو اس نے کہا' اونٹ کے طاعون کی طرح گلٹی اور فلاں خاندان کی عورت کے گھر میں موت' میرا گھوڑا میرے پاس لاؤ' پس وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے گھوڑے کی پشت پر ہی مر گیا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب اس کے ساتھیوں نے اسے دیکھا تو وہ موسم گرما میں بنی عامر کے علاقے میں آئے' پس جب وہ آئے تو ان کی قوم کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے' اے اربد تیرے پیچھے کیا ہے اس نے کہا کوئی چیز نہیں' خدا کی قسم اس نے ہمیں ایک چیز کی عبادت کی طرف دعوت دی اور میں چاہتا ہوں کاش وہ اب میرے ساتھ ہوتا تو میں اسے اسی وقت تیر مار کر قتل کر دیتا اور اس بات کے ایک یا دو دن بعد وہ اپنا اونٹ فروخت کرنے کے لیے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرائی جس نے ان دونوں کو جلا دیا۔ ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ اربد بن قیس' لبید بن ربیعہ کا ماں جایا بھائی تھا' پس لبید نے اربد پر روتے ہوئے یہ اشعار کہے:

''موت کسی سے نہیں چوکتی نہ مہربان والد سے اور نہ بیٹے سے' میں اربد کے بارے میں موت سے ڈرتا تھا اور میں سماک اور اسد کے غروب ہونے سے خوفزدہ نہ تھا' پس جب ہم کھڑے ہوئے اور عورتیں درمیان میں کھڑی ہوئیں تو تو کیوں اربد پر نہ روئی' اگر وہ شور و غل کریں تو وہ ان کے شور و غل کی پرواہ نہیں کرتا' یا وہ فیصلے میں میانہ روی اختیار کریں تو وہ میانہ روی اختیار کرتا ہے' وہ شیریں اور دانا ہے اور اس کی شیرینی میں ایک کڑواہٹ ہے جو اندر رونے اور جگر سے چمٹ جاتی ہے۔ اے آنکھ تو اس وقت اربد پر کیوں نہ روئی جب موسم سرما کی ہواؤں نے مدد کی قسم کھائی تھی اور وہ درختوں کو بار دار کرنے والی ہوائیں بن گئیں۔ یہاں تک کہ فوج کے کم مرتبہ لوگ نایاب ہو گئے' وہ جنگل کے شیر سے زیادہ شجاع' گوشت کا دلدادہ اور بلندیوں کا مشتاق اور جوان تھا۔ آنکھ اس کی پوری دلدادگی کو اس شب معلوم نہیں کر سکتی جب

گھوڑے روندتے ہوئے شام کرتے ہیں‘ وہ نوحہ گروں کو اپنے ماتم کو مجلس میں‘ نوجوان ہرنیوں کی طرح بے گیاہ زمین میں بھیجنے والا ہے۔ مجھے جنگ کے روز بجلیوں نے ایک بہادر شہ سوار کا دکھ دیا ہے‘ جب وہ ٹیڑھا چل کر آتا تھا تو وہ زبردست جنگجو ہوتا تھا اور اگر دشمن پلٹ پڑتا تو وہ بھی پلٹ پڑتا تھا۔ وہ غربت اور سوال سے یوں بڑھ جاتا تھا جیسے موسم بہار کی متوقع بارش فصل پیدا کرتی ہے۔ وہ تمام شریف زادوں کا ٹھکانہ تھا خواہ وہ کم تعداد میں ہوتے یا زیادہ‘ اگر وہ رشک کرتے تو خاکساری کرتے اور اگر کسی روز انہیں جنگ کا حکم دیا جاتا تو وہ ہلاکت کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دیتے‘‘۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ لبید نے اپنے ماں جائے بھائی کے مرثیہ میں بہت سے اشعار کہے ہیں‘ جنہیں ہم نے اختصار کے لیے چھوڑ دیا ہے اور جو اشعار ہم نے بیان کیے ہیں انہیں پر اکتفا کر لیا ہے۔ واللہ الموفق للصواب۔

ابن ہشام بیان کرتا ہے اور زید بن اسلم نے عطاء بن یسار سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت:

’’اللہ جانتا ہے جو ہر عورت اٹھاتی ہے اور ارحام جو کچھ کمی یا زیادتی کرتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس اندازے کے مطابق ہے‘ وہ غیب و شہادت کا جاننے والا‘ بڑا اور بلند ہے‘ جو تم میں سے بات کو چھپائے اور ظاہر کرے‘ اور رات کو چھپے اور دن کو چلے‘ برابر ہے اور اس کے آگے پیچھے باری باری پہرہ دینے والے ہیں جو امر الٰہی سے اس کی حفاظت کرتے ہیں‘ یعنی محمد ﷺ کی‘‘۔

عامر اور اربد کے متعلق نازل فرمائی ہے۔

پھر آپ نے اربد اور اس کے قتل کے متعلق بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور نہ ہی اس کے سوا ان کو کوئی بچانے والا ہے۔ وہی ہے جو تم کو طمع و خوف کے لیے بجلی دکھاتا ہے اور بوجھل بادل پیدا کرتا ہے اور رعد اس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے اس کے خوف سے اس کی تسبیح کرتے ہیں‘ اور وہ بجلیوں کو بھیجتا ہے اور جسے چاہتا ہے ان سے نقصان پہنچاتا ہے اور وہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بہت قوت والا ہے‘‘۔

میں کہتا ہوں کہ ہم نے ان آیات کے بارے میں بفضل خدا سورہ رعد میں گفتگو کی ہے۔ اور ہمیں وہ اسناد ملا ہے جس پر ابن ہشام نے حاشیہ آرائی کی ہے‘ پس ہم نے حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی سے اس کے معجم کبیر میں روایت کی ہے‘ جہاں وہ بیان کرتا ہے کہ ہم سے مسعدہ بن سعد عطار نے بیان کیا کہ ہم سے ابراہیم بن المنذر الحزامی نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالعزیز بن عمران نے بیان کیا کہ مجھے زید کے بیٹوں عبدالرحمٰن اور عبداللہ نے اپنے باپ سے عن عطاء بن یسار عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ اربد بن قیس بن جزء بن خالد بن جعفر بن کلاب اور عامر بن طفیل بن مالک دونوں رسول کریم ﷺ کے پاس مدینہ آئے جب یہ دونوں آپ کے پاس پہنچے تو آپ بیٹھے ہوئے تھے اور یہ دونوں آپ کے سامنے بیٹھ گئے‘ عامر بن طفیل کہنے لگا اے محمد ﷺ اگر

Marfat.com

میں مسلمان ہو جاؤں تو آپ مجھے کیا دیں گے آپ نے فرمایا جو مسلمانوں کو ملے گا وہ تمہیں بھی ملے گا اور جو ان کے ذمہ ہوگا وہ تیرے ذمے بھی ہوگا' عامر نے کہا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو کیا اپنے بعد مجھے حکومت دیں گے' رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ تیرے اور تیری قوم کے لوگوں کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ تیرے لیے گھوڑوں کی لگامیں ہیں۔ اس نے کہا میں اس وقت نجد کے گھوڑوں کی لگاموں میں ہوں' مجھے دیہات دے دیجیے اور آپ شہر لے لیجیے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا نہیں' پس جب یہ دونوں آپ کے پاس سے واپس آئے تو عامر کہنے لگا' قسم بخدا' میں آپ کے خلاف آپ کو گھوڑوں اور پیادوں سے بھر دوں گا' رسول کریم ﷺ نے فرمایا تجھے اللہ تعالیٰ روک دے گا پس جب عامر اور اربد چلے گئے تو عامر نے کہا اے اربد' میں محمد ﷺ کو باتوں میں لگا کر تجھ سے غافل کر دوں گا تو تو انہیں تلوار مار دینا' کیونکہ جب لوگوں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا تو وہ زیادہ سے زیادہ دیت پر راضی ہو جائیں گے اور جنگ کو ناپسند کریں گے تو ہم انہیں دیت دے دیں گے' اربد نے کہا میں یہ کام کر دوں گا' پس وہ دونوں آپ کے پاس واپس آئے تو عامر نے کہا اے محمد ﷺ میرے پاس کھڑے ہو جایئے میں نے آپ سے بات کرنی ہے۔ رسول کریم ﷺ اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ پس دونوں ایک دیوار کے پاس چلے گئے اور رسول کریم ﷺ اس کے پاس کھڑے ہو کر اس سے باتیں کرنے لگے اور اربد نے تلوار سونت لی' اور جب اس نے تلوار پر اپنا ہاتھ رکھا تو تلوار کے قبضے پر اس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور وہ تلوار سونتنے کی سکت نہ پا سکا اور اربد نے ضرب لگانے میں تاخیر کر دی' پس رسول کریم ﷺ نے ملتفت ہو کر اربد اور اس کی حرکات کو دیکھا تو آپ ان دونوں کو چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ اور جب اربد اور عامر رسول کریم ﷺ کے پاس سے چلے گئے اور واقم کی سیاہ سنگ زمین میں پہنچے تو دونوں اتر پڑے پس حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہما ان دونوں کے پاس گئے اور کہا' خدا کے دشمنو' اللہ تم دونوں پر لعنت کرے چلے جاؤ' عامر نے پوچھا اے سعد یہ کون ہے انہوں نے جواب دیا اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ' پس وہ دونوں چلے گئے اور جب واقم جگہ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرائی جس نے اس کا کام تمام کر دیا اور عامر جب سیاہ سنگ زمین میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ایک پیپ والا پھوڑا اسے نکالا جس نے اسے قابو کر لیا اور بنی سلول کی ایک عورت کے ہاں اسے رات آ گئی اور وہ اپنے حلق کے پھوڑے کو چھونے اور کہنے لگا: ''ایک سلولیہ عورت کے گھر میں اونٹ کے طاعون کی سی گلٹی'' وہ اس کے گھر میں مرنا نہیں چاہتا تھا پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور واپسی پر اس کی پشت پر مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے میں یہ آیت اتاری:

''اللہ جانتا ہے جو ہر عورت اٹھاتی ہے اور ارحام جو کچھ کمی بیشی کرتے ہیں''۔ الآیہ

پھر وہ اربد کا ذکر کرتا ہے اور جس چیز سے اس نے اسے قتل کیا تھا فرماتا ہے:

''اور وہ بجلیوں کو بھیجتا ہے اور جسے چاہتا ہے ان سے تکلیف دیتا ہے''۔ الآیہ

اور اس سیاق میں اس واقعہ پر دلالت پائی جاتی ہے جو عامر اور اربد کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے اس لیے کہ اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور قبل ازیں طفیل بن عامر الدوسی رضی اللہ عنہ کے رسول کریم ﷺ کے پاس مکہ آنے اور اسلام قبول کرنے کا ذکر ہو چکا ہے' اور

Marfat.com

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کس طرح نور بنا دیا' پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس نے اسے ان کے کوڑے کے سرے پر تبدیل کر دیا۔ اور ہم نے اس بات کو اپنے موقع پر مفصل بیان کر دیا ہے اس لیے اس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ جیسا کہ بیہقی وغیرہ نے کیا ہے۔

ضمام بن ثعلبہ کا اپنی قوم کا قاصد بن کر آنا:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے محمد بن ولید بن نویفع نے بحوالہ کریب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول کریم ﷺ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا پس وہ آپ کے پاس آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا پھر اس کا گھٹنا باندھا پھر مسجد میں آیا تو رسول کریم ﷺ اپنے اصحاب میں فروکش تھے' اور ضمام ایک دلیر اور بالوں کی دو چوٹیوں والا آدمی تھا' وہ آ کر کھڑا ہو گیا اور رسول کریم ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے' اس نے پوچھا تم میں پسر عبدالمطلب کون ہے؟ رسول کریم ﷺ نے جواب دیا میں پسر عبدالمطلب ہوں اس نے کہا اے محمد ﷺ آپ نے فرمایا جی' اس نے کہا اے پسر عبدالمطلب میں آپ سے سوال کرنے لگا ہوں اور سوال میں کچھ درشتی بھی کروں گا۔ آپ اسے محسوس نہ کریں آپ نے فرمایا میں اسے محسوس نہیں کروں گا تو جو کہنا چاہتا ہے کہہ' اس نے کہا' میں آپ کو آپ کے معبود اور آپ سے پہلے لوگوں کے معبود اور جو لوگ آپ کے بعد ہوں گے ان کے معبود کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے' آپ نے فرمایا: ہاں بخدا! اس نے کہا' میں آپ کو آپ کے معبود اور آپ سے پہلے لوگوں کے معبود اور جو لوگ آپ کے بعد ہوں گے ان کے معبود کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم اس اکیلے کی پرستش کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم ان ہمسر شریکوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد پرستش کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ہاں بخدا! اس نے کہا میں آپ کو آپ کے معبود اور آپ سے پہلے لوگوں کے معبود اور جو لوگ آپ کے بعد ہوں گے ان کے معبود کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم یہ پانچ نمازیں پڑھا کریں' آپ نے فرمایا: ہاں! راوی بیان کرتا ہے کہ پھر وہ ایک ایک کر کے فرائض وسلام' زکوٰۃ' روزوں' حج اور تمام احکام اسلام کے متعلق پوچھنے لگا۔ اور پہلے کی طرح ہر فریضہ پر آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دینے لگا اور جب وہ سوالات سے فارغ ہو گیا' تو کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں ان فرائض کو ادا کروں گا اور جن باتوں سے آپ نے مجھے روکا ہے ان سے اجتناب کروں گا۔ نیز میں کوئی کمی بیشی نہیں کروں گا' پھر وہ اپنے اونٹ کے پاس واپس چلا گیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر دو چوٹیوں والے نے سچ کہا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا''۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ واپس اپنے اونٹ کے پاس آیا اور اس نے اس کے بندھن کو کھولا پھر چلا گیا' حتیٰ کہ اپنی قوم کے پاس پہنچ گیا تو وہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے سب سے پہلی بات یہ کی کہ:

لات اور عزیٰ کا برا ہو' لوگوں نے کہا اے ضمام رک جا' پھلبہری' جذام اور جنون سے بچ' اس نے کہا' تم ہلاک ہو یہ دونوں

Marfat.com

بت نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان' اور اللہ تعالیٰ نے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے اور اس پر ایک کتاب نازل کی ہے' تم جس گمراہی میں پھنسے ہو' میں اس کے ذریعے تمہیں بچاؤں گا' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے وحدہٗ' لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں آپؐ کے ہاں سے وہ باتیں تمہارے پاس لایا ہوں جن کے کرنے کا آپؐ نے حکم دیا ہے اور جن سے آپؐ نے تم کو منع کیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ قسم بخدا! ابھی اس دن کی شام نہیں ہوئی تھی کہ وہاں جو مرد اور عورتیں موجود تھے مسلمان ہو گئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے ہم نے کسی قوم کے قاصد کو ضمام بن ثعلبہ سے افضل نہیں سنا۔ اور امام احمد نے بھی اس روایت کو ایسے ہی یعقوب بن ابراہیم زہری سے عن ابیہ عن ابن اسحاق بیان کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اس حدیث کو سلمہ بن الفضل کے طریق سے عن محمد بن اسحاق عن سلمہ بن کہیل ومحمد بن ولید بن نویفع عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی طرح بیان کیا ہے۔ اس سیاق کلام سے پتہ چلتا ہے کہ وہ فتح مکہ سے قبل اپنی قوم کے پاس واپس گیا تھا' کیونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عزیٰ کو فتح مکہ کے زمانے میں مسمار کیا تھا۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے شریک بن عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ بنو سعد بن بکر نے رجب ۵ ھ میں ضمام بن ثعلبہ کو بھیجا اور وہ دلیر اور بالوں کی دو چوٹیوں والا تھا' وہ قاصد بن کر رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور آ کر رسول کریم ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا اور آپؐ سے درشتی سے سوال کرنے لگا۔ اس نے آپ سے پوچھا آپ کو کس نے بھیجا ہے؟ اور کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے اور اس نے آپ سے احکام اسلام کے متعلق پوچھا تو رسول کریم ﷺ نے اسے ان سب باتوں کا جواب دیا تو وہ مسلمان ہو کر اپنی قوم کے پاس واپس گیا اور اس نے ہمسر شریکوں کو خیر باد کہہ دیا اور اس نے ان کو وہ باتیں بتائیں جن کا آپؐ نے ان کو حکم دیا تھا اور جن سے روکا تھا اور ابھی اس دن کی شام نہیں ہوئی تھی کہ وہاں جو مرد اور عورتیں موجود تھے مسلمان ہو گئے اور انہوں نے مساجد تعمیر کیں اور اذانیں دیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سے ہاشم بن القاسم نے بیان کیا کہ ہم سے سلیمان' یعنی ابن المغیرہ نے عن ثابت عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول کریم ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ پس ہمیں یہ بات اچھی لگتی کہ اہل بادیہ میں سے ایک سمجھدار آدمی آپ سے سوال کرتا اور ہم سنتے' پس اہل بادیہ میں سے ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے محمد ﷺ آپ کا ایلچی ہمارے پاس آیا اور اس نے ہمیں یہ تصور دیا کہ آپ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے آپ نے فرمایا اس نے درست کہا ہے۔ اس نے کہا آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ نے' اس نے کہا زمین کو کس نے پیدا کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ نے' اس نے کہا ان پہاڑوں کو کس نے نصب کیا ہے اور ان میں جو کچھ بنایا ہے کس نے بنایا ہے آپ نے فرمایا اللہ نے اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور پہاڑوں کو نصب کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ کے ایلچی کا خیال ہے کہ ایک دن رات میں ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں آپ نے فرمایا اس نے درست کہا ہے اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا آپ کے ایلچی کا خیال ہے کہ ہمارے اموال میں زکوٰۃ بھی ہے آپ نے فرمایا اس نے

Marfat.com

درست کہا ہے اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' آپؐ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپؐ کے ایلچی کا خیال ہے کہ سال میں ایک ماہ کے روزے ہم پر فرض ہیں' آپ نے فرمایا اس نے درست کہا' اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ کے ایلچی کا خیال ہے کہ استطاعت کی صورت میں ہم پر حج کرنا فرض ہے' آپؐ نے فرمایا اس نے درست کہا ہے' راوی بیان کرتا ہے پھر وہ چلا گیا اور کہنے لگا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں ان میں کچھ کمی بیشی نہیں کروں گا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اگر اس نے سچ کہا ہے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا''۔

اس حدیث کی صحیحین وغیرہما میں کثیر الفاظ و اسانید کے ساتھ بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تخریج ہوئی ہے۔ اور مسلم نے اسے ابوالنضر ہاشم بن القاسم کی حدیث سے بروایت سلیمان بن مغیرہ بیان کیا ہے۔ اور بخاری نے اسے اپنے طریق سے معلق کہا ہے اور اسی طرح ایک دوسرے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں' ہم سے حجاج نے بیان کیا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے سعید ابی سعید نے بروایت شریک بن عبداللہ بن ابی نمر بیان کیا کہ اس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ:

ہم رسول کریم ﷺ کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اونٹ پر ایک آدمی آیا' اور اس نے اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر اس کا گھٹنا باندھا پھر کہنے لگا' تم میں محمد ﷺ کون ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان تکیہ لگائے ہوئے تھے' راوی بیان کرتا ہے' ہم نے کہا یہ سفید رو آدمی جو تکیہ لگائے ہوئے ہے' اس نے کہا اے پسر عبدالمطلب! آپ نے فرمایا میں نے تجھے جواب دیا ہے اس نے کہا اے محمد ﷺ میں آپ سے سوال کرنے والا ہوں اور سوالات میں آپ سے کچھ سختی کروں گا' اسے محسوس نہ کرنا' آپ نے فرمایا تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو اس نے کہا میں آپ کو آپ کے رب اور جو لوگ آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے؟ رسول کریم ﷺ نے جواب دیا ہاں بخدا! اس نے کہا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم سال میں ایک ماہ کے روزے رکھا کریں آپؐ نے فرمایا ہاں بخدا' اس آدمی نے کہا آپ جو تعلیم لائے ہیں میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور میں اپنی قوم کا جو میرے پیچھے ہے ایلچی ہوں اور میں سعد بن بنی بکر سے ہوں اور میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ اور بخاری نے اسے عبداللہ بن یوسف سے عن لیث بن سعد عن سعید المقبری بیان کیا ہے' اور اسی طرح ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اسے لیث سے روایت کیا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ نسائی نے اسے ایک دوسرے طریق سے بھی لیث سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ابن عجلان وغیرہ نے مجھ سے عن سعید المقبری عن شریک عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور نسائی نے بھی اسی طرح اسے عبیداللہ العمری کی حدیث سے عن سعید المقبری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور شاید یہ حدیث دونوں طریق سے سعید المقبری سے مروی ہے۔

Marfat.com

باب ۸

قبل ازیں ہم وہ روایت بیان کر آئے ہیں جسے امام احمد نے یحییٰ بن آدم سے عن حفص بن غیاث' عن داؤد بن ابی ہند عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہجرت سے قبل مکہ میں ضماد الازدی کے رسول کریم ﷺ کے پاس آنے اور اس کے اور اس کی قوم کے اسلام لانے کے بارے میں بیان کیا ہے' جیسا کہ ہم نے مفصل طور پر بیان کر دیا ہے جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

حضرت زید الخیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ طیؒ کا وفد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ طی کا وفد رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور ان میں زید الخیل رضی اللہ عنہ بھی تھے' جو ان کے سردار تھے' پس جب یہ لوگ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے آپ سے گفتگو کی اور حضور علیہ السلام نے ان پر اسلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گئے' اور بہت اچھے مسلمان ہوئے اور جیسا کہ مجھ سے بنی طیٔ کے بعض ان آدمیوں نے بیان کیا جن پر میں کوئی تہمت نہیں لگاتا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

عرب کے جس آدمی کی خوبی کا بھی مجھ سے ذکر کیا گیا' پھر وہ میرے پاس آیا تو میں نے اسے اس خوبی سے کم تر ہی پایا سوائے زید الخیل رضی اللہ عنہ کے' کیونکہ وہ آدمی اس خوبی میں کوتاہ ہوتا تھا' پھر رسول کریم ﷺ نے ان کا نام زید الخیر رضی اللہ عنہ رکھا اور آپ نے انہیں زعفران اور دو زمینیں جاگیر دیں اور انہیں لکھ دیں پس وہ رسول کریم ﷺ کے پاس سے اپنی قوم کی طرف جانے کے لیے نکلے تو آپ نے فرمایا: ''اگر زید مدینہ کے بخار سے بچ گیا تو وہ بہت بولنے والا ہوگا''۔ اور رسول کریم ﷺ نے حمی اور ام ملدم کے سوا کوئی اور نام لیا تھا جو اسے معلوم نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ جب وہ نجد کے علاقے سے اپنے ایک پانی پر پہنچے جسے خردہ کہا جاتا تھا تو انہیں بخار نے آلیا اور انہوں نے بخار سے ہی وفات پائی اور جب انہوں نے موت کو محسوس کیا تو کہا

''کیا میں صبح کو اپنی قوم کے ساتھ مشارق کی طرف کوچ کرنے والا ہوں اور مجھے فردہ مقام کے ایک بلند گھر میں چھوڑ دیا جائے گا' آگاہ رہو کتنے ہی دن ہیں کہ اگر میں بیمار ہو جاتا تو تیمار دار میری تیمار داری کرتے جن سے میں نے کوشش کے ساتھ بھی شفا نہیں پائی''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب وہ فوت ہو گئے تو آپ کی بیوی نے اپنی جہالت اور عقل و دین کی کمی کی وجہ سے ان کتابوں کو آگ سے جلا دیا جو آپ کے پاس تھیں' میں کہتا ہوں کہ صحیحین میں ابو سعید سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول کریم ﷺ کی طرف ایک سنہری چادر بھیجی تو رسول کریم ﷺ نے اسے چار آدمیوں حضرت زید الخیل' حضرت علقمہ بن علاثہ' حضرت اقرع بن حابس اور حضرت عقبہ بن بدر رضی اللہ عنہم کے درمیان تقسیم کر دیا اس حدیث کا ذکر عنقریب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یمن بھیجنے کے باب میں بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

Marfat.com

عدی بن حاتم طائی کا واقعہ

امام بخاریؒ نے صحیح میں طیٔ کے وفد اور عدی بن حاتم کی حدیث کو بیان کیا ہے' ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالملک بن عمیر نے عن عمرو بن حریث عن عدی بن حاتم بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دور میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ ایک ایک آدمی کا نام لے کر انہیں بلانے لگے' میں نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں' آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب انہوں نے انکار کیا اور جب وہ پشت پھیر کر چلے گئے تو آپ آئے اور جب انہوں نے خیانت کی تو آپ نے وعدہ وفائی کی اور جب یہ انجان بن گئے تو آپ نے پہچان لیا' حضرت عدی رضی اللہ عنہ کہنے لگے اس وقت میں بے پرواہ تھا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق عدی بن حاتم کہا کرتے تھے' کہ جب میں نے رسول کریم ﷺ کے متعلق سنا تو عربوں میں مجھ سے بڑھ کر رسول کریم ﷺ سے نفرت کرنے والا کوئی نہیں تھا' میں ایک عزت دار آدمی تھا اور نصرانی تھا اور میں اپنی قوم سے چوتھا حصہ لیا کرتا تھا اور میں اپنے خیال میں اپنے ایک دین پر قائم تھا اور میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا' آپؐ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے پس جب میں نے رسول کریم ﷺ کے متعلق سنا تو میں نے آپؐ سے نفرت کی اور میں نے اپنے ایک عربی غلام سے جو میرے اونٹوں کا چرواہا تھا۔ کہا تیرا باپ نہ رہے میرے لیے جلد رام ہونے والے موٹے تازے اونٹ تیار کر اور انہیں میرے قریب روک رکھ اور جب تو محمد ﷺ کی فوج کے متعلق سنے کہ آپؐ نے اس علاقے کو پامال کر دیا ہے تو مجھے اطلاع دینا تو اس نے ایسے ہی کیا۔ پھر وہ ایک دن صبح کو میرے پاس آیا اور کہنے لگا اے عدیؓ! جب محمد ﷺ کے سوار تیرے پاس آ جائیں گے تو تو کیا کرے گا اور جو کچھ تو نے کرنا ہے ابھی کر لے۔ اور میں نے جھنڈوں کو دیکھ لیا ہے' پس میں نے ان کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا یہ محمد ﷺ کی فوجیں ہیں' راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ میرے اونٹوں کو میرے قریب کر تو اس نے انہیں قریب کیا اور میں نے اپنے بیوی بچوں کو سوار کرا دیا' پھر میں نے کہا شام میں میرے دینی بھائیوں نصاریٰ کے پاس چلو پس رشتہ دار چل پڑے اور میں نے حاتم کی ایک بیٹی کو شہر میں پیچھے چھوڑ دیا اور جب میں شام آ گیا تو میں نے وہاں اقامت اختیار کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے سوار آئے تو حاتم کی بیٹی کو بھی گزند پہنچنے والوں کے ساتھ گزند پہنچا اور اسے طے کے قیدیوں کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور رسول کریم ﷺ کو میرے شام بھاگ جانے کی اطلاع مل چکی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حاتم کی بیٹی کو مسجد کے دروازے کے کمرے میں رکھا گیا اور قیدیوں کو وہاں بند کیا جاتا تھا' رسول کریم ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو وہ آپ کے پاس آئی اور وہ بڑی خوش گفتار عورت تھی۔

حاتم کی بیٹی بارگاہ رسالت میں:

کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ! باپ فوت ہو گیا ہے اور آنے والا غائب ہو چکا ہے مجھ پر احسان فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ پر

Marfat.com

احسان فرمائے گا' آپ نے پوچھا تیرا آنے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول سے بھاگنے والا' وہ بیان کرتی ہے کہ آپ تشریف لے گئے اور مجھے چھوڑ گئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ میرے پاس سے گزرے میں نے آپ کو وہی بات کہی اور آپ نے بھی مجھے کل جیسا جواب دیا۔ وہ بیان کرتی ہے جب تیسرا دن آیا تو آپ میرے پاس سے گزرے اور میں مایوس ہو چکی تھی تو آپ کے پیچھے سے مجھے ایک آدمی نے اشارہ کیا کہ کھڑے ہو کر آپ سے بات کر' میں آپ کے پاس آ گئی اور میں نے کہا یا رسول اللہ باپ فوت ہو گیا ہے اور آنے والا غائب ہو چکا ہے' مجھ پر احسان فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی فرمائے گا۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھ پر احسان کیا۔ اس وقت تک جانے میں جلدی نہ کرنا جب تک تجھے اپنی قوم کے بااعتماد آدمی نہ مل جائیں تاکہ وہ تجھے تیرے ملک میں پہنچا دیں' پھر تو مجھے اطلاع کرنا' میں نے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا جس نے مجھے آپ سے بات کرنے کا اشارہ کیا تھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں' پس میں تیار ہو گئی یہاں تک کہ بنی قضاعہ قبیلہ کے آدمی آ گئے۔ وہ بیان کرتی ہے میں اپنے بھائی کے پاس شام جانا چاہتی تھی' پس میں آئی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری قوم کے کچھ لوگ آ گئے ہیں مجھے ان پر اعتماد ہے اور وہ مجھے کفایت کریں گے وہ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے لباس پہنایا اور سواری دی' اخراجات دیئے اور میں ان کے ساتھ چل کر شام آ گئی' عدیؓ بیان کرتے ہیں قسم بخدا! میں اپنے اہل و عیال میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے پالکی میں بیٹھی ہوئی ایک عورت کو دیکھا جو ہماری قوم کی طرف آ رہی تھی' وہ بیان کرتے ہیں' میں نے کہا حاتم کی بیٹی ہو گی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ وہی تھی' پس جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ جائز طور پر کہنے لگی' اے ظالم اور رشتہ کو قطع کرنے والے تو اپنے بیوی بچوں کو لے آیا اور تو اپنے باپ کی اولاد اور شرم کو چھوڑ آیا۔ راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا اے میری چھوٹی بہن اچھی باتیں کر خدا کی قسم' میرا کوئی عذر نہیں' اور جو تو نے بیان کیا ہے میں نے وہ کام کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر وہ اتری اور میرے ہاں قیام پذیر ہو گئی میں نے اسے کہا اور وہ ایک دانا عورت تھی۔ آپ کی اس آدمی کے بارے میں کیا رائے ہے اس نے کہا خدا کی قسم میں دیکھ رہی ہوں کہ تو سرعت کے ساتھ اس کے پاس جائے گا۔ پس اگر یہ شخص نبی ہے تو اس کی طرف سبقت کرنے والے کے لیے فضیلت ہے اور اگر یہ بادشاہ ہے تو تو ہرگز یمن کی قوت میں نہیں رہے گا اب تم جانو اور تمہارا کام' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا خدا کی قسم میری بھی یہی رائے ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں رسول کریم ﷺ کے پاس مدینہ جانے کے لیے نکلا تو آپ کے پاس پہنچ گیا آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے' میں نے سلام عرض کیا' تو آپؐ نے فرمایا کون شخص ہے۔ میں نے عرض کیا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' تو رسول کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔ اور قسم بخدا! آپ مجھے گھر کی طرف لے جا رہے تھے کہ آپ کو ایک بڑی عمر کی ضعیف عورت ملی اور اس نے آپ کو ٹھہرا لیا اور آپ اس کی خاطر دیر تک کھڑے رہے اور وہ اپنی ضروریات کے متعلق آپ سے گفتگو کرتی رہی۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم یہ شخص بادشاہ نہیں ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ لے کر چل پڑے' حتیٰ کہ آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور آپ نے چمڑے کا ایک تکیہ جس میں خشک گھاس بھری ہوئی تھی لے کر میری طرف پھینکا اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ' میں نے عرض کیا آپ اس پر تشریف رکھیں' آپ نے فرمایا بلکہ آپ بیٹھیں' پس میں بیٹھ گیا اور رسول کریم ﷺ

Marfat.com

زمین پر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا' خدا کی قسم یہ تو بادشاہوں والا کام نہیں' پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم! کیا تو رکوسی [1] نہیں' میں نے جواب دیا بے شک' آپ نے فرمایا کیا تو اپنی قوم سے چوتھا حصہ نہیں لیتا' میں نے کہا بے شک' آپ نے فرمایا یہ بات تمہارے دین کی رو سے تمہارے لیے جائز نہیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم بے شک' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا آپ یقیناً نبی مرسل ہیں جو بھولی بسری باتوں کو بھی جانتے ہیں' پھر آپ نے فرمایا:

''اے عدی! شاید تجھے اس دین میں داخل ہونے سے مسلمانوں کی محتاجگی روک رہی ہے اور قسم بخدا عنقریب ان میں بہت مال ہوگا' یہاں تک کہ اسے لینے والا کوئی نہ ہوگا اور شاید تجھے ان کے دشمنوں کی کثرت اور ان کی قلت تعداد بھی اس میں داخل ہونے سے روک رہی ہے اور قسم بخدا تو عنقریب ایک عورت کے متعلق ضرور سنے گا کہ وہ اپنے اونٹ پر قادسیہ سے چلے گی اور بے خوف ہو کر اس گھر کی زیارت کرے گی اور شاید تجھے یہ بات بھی اس دین میں داخل ہونے سے روک رہی ہے کہ تو اقتدار اور حکومت دوسروں میں دیکھ رہا ہے اور قسم بخدا تو عنقریب ضرور سنے گا کہ بابل کے سفید محلات ان کے لیے مفتوح ہو جائیں گے''۔

راوی بیان کرتا ہے پس میں مسلمان ہو گیا اور عدی کہا کرتے تھے کہ دو باتیں تو پوری ہو چکی ہیں' اور تیسری باقی رہ گئی اور خدا کی قسم وہ بھی ضرور پوری ہوگی اور میں نے بابل کے سفید محلات کو دیکھا کہ وہ مفتوح ہو گئے' اور میں نے قادسیہ سے عورت کو اپنے اونٹ پر چلتے اور بے خوف ہو کر اس گھر کا طواف کرتے دیکھا' اور خدا کی قسم تیسری بات بھی ضرور پوری ہوگی' اور مال کی اس قدر بہتات ہوگی کہ اس کا لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔

اس عبارت کو ابن اسحاق رحمہ اللہ نے اس طرح بلا اسناد بیان کیا ہے اور دیگر وجوہ سے اس کے شواہد موجود ہیں' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے سماک بن حرب سے سنا کہ میں نے عباد ابن حبیش کو عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے سنا وہ بیان کرتا ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کے سوار آئے تو میں عقرب [2] مقام پر تھا' انہوں نے میری پھوپھی اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا' اور جب وہ انہیں رسول کریم ﷺ کے پاس لائے تو انہوں نے آپ کے سامنے صف بنائی اور میری پھوپھی کہنے لگی یا رسول اللہ آنے والا جدا ہو گیا ہے اور بچوں کا وقت بھی گذر گیا ہے اور میں ایک بوڑھی عورت ہوں' میرا کوئی خدمت کرنے والا بھی نہیں' مجھ پر احسان فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی کرے گا آپ نے فرمایا تیرا آنے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' آپ نے فرمایا وہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے بھاگ گیا ہے' اس نے کہا مجھ پر احسان فرمایئے۔ پس جب آپ واپس لوٹے تو آپ کے پہلو میں ایک آدمی تھا جو اس کی رائے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے اسے کہا آپ سے سواری مانگ' راوی بیان کرتا ہے کہ

---

[1] نصاریٰ اور صابیوں کے بین بین ایک دین کا نام ہے۔

[2] اصول میں ایسے ہی بیان ہوا ہے شاید یہ عقرباء ہے جو دمشق کا ایک ضلع ہے اور یمامہ کا ایک مقام ہے۔

Marfat.com

اس نے آپ سے سواری کا سوال کیا تو آپ نے اس کے لیے سواری کا حکم دیا' عدی بیان کرتے ہیں کہ وہ میرے پاس آ گئی اور کہنے لگی تو نے ایک ایسا فعل کیا ہے جو تیرا باپ نہیں کیا کرتا تھا' اور کہنے لگی آپ کے پاس خوف و رغبت کرتے ہوئے جاؤ' فلاں فلاں شخص آپ کے پاس آیا تو اس نے آپ سے کچھ حاصل کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں آپ کے پاس آیا' کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے پاس ایک عورت اور دو بچے یا ایک بچہ موجود ہے پس آپ نے اس سے اپنی قرابت کا ذکر کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ کسریٰ اور قیصر کی طرح کے بادشاہ نہیں ہیں' آپؐ نے فرمایا: اے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ! تجھے کس چیز نے بھگوڑا بنایا؟ کیا اس بات نے کہ یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' کیا اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ تجھے کس بات نے بھگوڑا بنایا؟ کیا اس بات نے کہ اللہ کو سب سے بڑا کہنا پڑے گا۔ کیا کوئی چیز اللہ سے بڑی ہے؟ پس میں مسلمان ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ آپؐ کے چہرے پر بشاشت آ گئی ہے' آپ نے فرمایا کہ مغضوب علیہم یہود ہیں اور الضالین' نصاریٰ ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے پھر لوگوں نے آپ سے سوالات کیے تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: اے لوگو! تم اپنے بہت سے احسان سے تھوڑا سا احسان کرو جیسے ایک آدمی ایک صاع کے ساتھ صاع کا کچھ حصہ یا مٹھی بھر چیز حاصل کرتا ہے' شعبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک کھجور کے ساتھ کھجور کا ٹکڑا حاصل کرتا ہے اور بے شک تم میں سے ایک آدمی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو وہ وہی بات کہے گا جو میں کہتا ہوں کہ کیا میں نے تجھے سمیع بصیر نہیں بنایا تھا اور کیا میں نے تجھے مال اور اولاد نہیں دی تھی پس تو کیا لایا ہے' پس وہ آگے' پیچھے اور دائیں بائیں دیکھے گا اور کسی چیز کو نہیں پائے گا اور وہ اللہ کی خوشنودی کے بغیر آگ سے نہیں بچ سکے گا۔ پس خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر آگ سے بچنا پڑے آگ سے بچو اور اگر تمہارے پاس کھجور کا ٹکڑا بھی نہ ہو تو نرم بات کے ذریعے آگ سے بچو' میں تمہارے متعلق فاقہ سے نہیں ڈرتا اللہ تمہاری ضرور مدد کرے گا' اور وہ ضرور تمہیں عطا کرے گا یا وہ ضرور تمہیں فتوحات دے گا یہاں تک کہ عورت حیرہ اور یثرب کے درمیان سفر کرے گی حالانکہ عورت کے بارے میں چوری کا زیادہ خوف ہوتا ہے۔

اسے ترمذی نے شعبہ اور عمرو بن ابی قیس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے سماک سے روایت کی ہے پھر کہا ہے کہ یہ حسن غریب ہے اور اسے ہم سماک کی حدیث کے سوا نہیں جانتے۔

اور اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یزید نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن حسان نے محمد بن سیرین سے عن ابی عبیدہ جسے ابن حذیفہ کہتے ہیں۔ عن رجل بیان کیا وہ بیان کرتا ہے میں نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے کہا' مجھے آپ کے متعلق ایک بات معلوم ہوئی ہے میں اسے آپ سے سننا چاہتا ہوں' اس نے کہا بہت اچھا:

جب مجھے رسول خدا ﷺ کے خروج کا علم ہوا' تو میں نے آپ کے خروج کو بہت ناپسند کیا' پس میں بھی نکل کر روم کی ایک طرف آ گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ میں قیصر کے پاس آ گیا۔ اور میں نے اپنے اس مقام کو آپ کے خروج سے بھی بڑھ کر سخت ناپسند کیا اور میں نے کہا قسم بخدا کاش میں اس آدمی کے پاس چلا جاتا اور اگر وہ جھوٹا ہے تو مجھے اس سے کچھ نقصان نہیں ہو گا اور اگر سچا ہے تو مجھے معلوم ہو جائے گا' پس میں آپ کے پاس آیا اور جب میں آیا تو لوگوں نے کہا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ آیا ہے پس میں رسول کریم ﷺ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے تین بار فرمایا: اے عدی بن حاتم! مسلمان ہو جا تو محفوظ ہو جائے گا' میں نے جواب

Marfat.com

دیا میں ایک دین کا پابند ہوں' آپ نے فرمایا: میں تمہارے دین کو تم سے بہتر طور پر جانتا ہوں' میں نے کہا آپ مجھ سے بڑھ کر میرے دین کو جانتے ہیں' آپ نے فرمایا ہاں' آپ نے فرمایا کیا تو رکوسی نہیں اور تو اپنی قوم کا چوتھا حصہ بھی کھاتا ہے' میں نے جواب دیا بے شک' آپ نے فرمایا تمہارے دین کی رو سے یہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔ میں نے کہا ہاں' جوں ہی آپ نے یہ بات کی میں نے سر تسلیم خم کر دیا' آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے جو چیز تجھے اسلام سے مانع ہے تو کہتا ہے کہ میں کمزور لوگوں کی اتباع کروں جنہیں کوئی قوت حاصل نہیں اور عربوں نے انہیں نکال باہر کیا ہے' کیا تو حیرہ کو جانتا ہے؟ میں نے جواب دیا میں نے اسے نہیں دیکھا۔ البتہ میں نے اس کے متعلق سنا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امر کو پورا کرے گا یہاں تک کہ بغیر کسی کی پناہ کے ایک عورت حیرہ سے نکل کر بیت اللہ کا طواف کرے گی اور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے ضرور فتح ہوں گے' میں نے کہا ابن ہرمز کے خزانے' فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے' اور بالضرور اس قدر مال خرچ کیا جائے گا' کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا' عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عورت بغیر کسی کی پناہ کے حیرہ سے آ کر بیت اللہ کا طواف کرتی تھی' اور کسریٰ کے خزانے فتح کرنے والوں میں' میں بھی شامل تھا اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تیسری بات بھی ضرور پوری ہوگی کیونکہ اسے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

پھر احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے عن ایوب عن محمد بن سیرین عن ابی عبیدہ بن حذیفہ عن رجل بیان کیا' اور حماد اور ہشام' محمد بن ابی عبیدہ سے روایت کرتے ہیں اور اس نے کسی آدمی کا ذکر نہیں کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں لوگوں سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی بات دریافت کرتا تھا اور وہ میرے پہلو میں تھے اور میں ان سے دریافت نہیں کرتا تھا' راوی بیان کرتا ہے' کہ میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے ساری بات بیان کی۔ اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابو عمرو ادیب نے خبر دی کہ ہمیں ابوبکر اسماعیلی نے خبر دی کہ مجھے حسن بن سفیان نے بتایا کہ ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہمیں نضر بن شمیل نے خبر دی کہ ہمیں سعد طائی نے خبر دی کہ ہمیں محل بن خلیفہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں رسول کریم ﷺ کے پاس موجود تھا کہ ایک آدمی نے آ کر آپ سے فاقہ کی شکایت کی اور ایک دوسرے آدمی نے آپ کے پاس آ کر رہزنی کی شکایت کی' آپ نے فرمایا اے عدیؓ! کیا تم نے حیرہ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اسے نہیں دیکھا لیکن مجھے اس کے متعلق بتایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو بالضرور تو عورت کو حیرہ سے سفر کر کے کعبہ کا طواف کرتے دیکھے گا' اور وہ اللہ کے سوا کسی سے خائف نہ ہوگی' راوی بیان کرتا ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ طی کے خبیث لوگ جنہوں نے ملکوں میں بدی کی اشاعت کی ہے' اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو بالضرور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح ہوں گے' میں نے عرض کیا کسریٰ بن ہرمز' آپ نے فرمایا کسریٰ بن ہرمز' اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تو دیکھے گا کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا اور وہ اسے قبول کرنے والے کو تلاش کرے گا' مگر وہ کسی آدمی کو اسے قبول کرتا نہیں پائے گا۔ اور بالضرور

Marfat.com

تمہارا کوئی آدمی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے روز ملاقات کرے گا اور ان دونوں کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا' پس وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اسے جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اور وہ اپنے بائیں طرف دیکھے گا تو اسے جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔

عدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا' خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر آگ سے بچنا پڑے' آگ سے بچو' اور اگر تمہارے پاس کھجور کا ٹکڑا بھی نہ ہو تو اچھی بات کر کے آگ سے بچو' عدیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عورت کو دیکھا کہ وہ کوفہ سے سفر کر کے بیت اللہ کا طواف کرتی تھی' اور اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کسی چیز کا خوف نہ ہوتا تھا' اور جن لوگوں نے کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا ان میں میں بھی شامل تھا' اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم عنقریب ان باتوں کو دیکھو گے' جو حضرت ابوالقاسم ﷺ نے فرمائی ہیں۔

اور امام بخاریؒ نے اسے محمد بن الحکم سے عن نضر بن شمیل پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور انہوں نے اسے ایک اور طریق سے بھی عن سعدان بن بشر عن سعد ابی مجاہد الطائی عن محل بن خلیفہ عن عدی بیان کیا ہے اور امام احمد اور نسائی نے اسے شعبہ کی حدیث سے عن سعد ابی مجاہد الطائی بیان کیا ہے اور جن لوگوں نے عدی رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے ان میں سے عامر بن شرحبیل الشعبی نے بھی اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی سے خائف نہ ہوگی اور بھیڑیا اس کی بکریوں میں ہوگا اور صحیح بخاری میں شعبہ کی حدیث سے ثابت ہے' اور مسلم کے نزدیک زہیر بن معاویہ کی حدیث سے' اور دونوں نے عن عبداللہ بن معقل بن مقرن مزنی عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر آگ سے بچنا پڑے آگ سے بچو''۔

اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

''جو شخص تم میں سے آگ سے آڑ لینے کی استطاعت رکھے اسے خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر آڑ لینی پڑے وہ ایسا کرلے''۔

اور ایک دوسرے طریق میں شاہد بھی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ مجھ سے ابوبکر بن محمد بن عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہ ہم سے ابوسعید عبید بن کثیر بن عبدالواحد کوفی نے بیان کیا کہ ہم سے ضرار بن صرد نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم بن حمید نے' عن ابوحمزہ ثمالی' عن عبدالرحمٰن بن جندب عن کمیل بن زیاد نخعی بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے اللہ! تو پاک ہے' بہت سے لوگ بھلائی سے کس قدر بے رغبت ہیں۔ اس شخص پر تعجب ہے جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی کسی ضرورت کے لیے آتا ہے تو وہ اپنے آپ کے سوا کسی کو بھلائی کا اہل نہیں سمجھتا' پس اگر وہ ثواب کا امیدوار نہ بھی ہوتا اور نہ اسے عذاب کا خوف ہوتا تب بھی اسے چاہیے تھا کہ وہ مکارم اخلاق کی طرف جلدی کرتا' بلاشبہ یہ کامیابی کی راہ بتاتے ہیں''۔

پس ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا امیر المومنین! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے اس بات کو رسول کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہاں' اور اس سے بہتر بات کو بھی سنا ہے۔ اور وہ یہ کہ جب طے کے قیدی آئے تو ایک

Marfat.com

سیاہی مائل سرخ رنگ' بہادر' دراز گردن' بلند بینی' میانہ قد وقامت' پر گوشت ٹخنوں اور پنڈلیوں والی' ملی ہوئی رانوں والی' باریک کمر اور نحیف پہلوؤں والی اور پشت کے دونوں پہلوؤں کو چمکائے ہوئے' ایک لڑکی کھڑی ہوگئی۔ میں نے جب اسے دیکھا تو حیران رہ گیا اور میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرنے جاؤں گا کہ آپ اسے میرے غنیمت کے حصے میں رکھ دیں اور جب اس نے گفتگو کی تو میں اس کی فصاحت کے مقابلہ میں اس کے حسن و جمال کو فراموش کر بیٹھا' اس نے کہا اے محمد ﷺ اگر آپ کی رائے یہ ہے کہ آپ ہمیں آزاد کر دیں اور عرب کے قبائل ہمارا مذاق نہ اڑائیں' تو میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں اور میرا باپ قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت کیا کرتا تھا اور قیدیوں کو چھڑاتا تھا اور بھوکے کو سیر کرتا تھا اور برہنہ آدمی کو لباس دیتا تھا اور مہمان کی مہمان نوازی کرتا تھا اور کھانا کھلاتا تھا اور سلام کو رواج دیتا تھا' اور اس نے کبھی کسی حاجت مند کو واپس نہیں کیا' میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا' اے لڑکی حقیقت میں یہ مومنین کی صفات ہیں' اگر تمہارا باپ مسلمان ہوتا تو ہم ضرور اس پر مہربانی کرتے' اسے آزاد کر دو' اس کا باپ مکارم اخلاق کو پسند کرتا تھا اور اللہ بھی مکارم اخلاق کو پسند کرتا ہے۔ پس ابو بردہ بن دینار نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی مکارم اخلاق کو پسند کرتے ہیں' آپ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی شخص حسن اخلاق کے بغیر جنت میں داخل نہ ہوگا''۔

یہ حدیث حسن المتن غریب الاسناد اور عزیز المخرج ہے۔ اور ہم نے حاتم طائی کے حالات کا تذکرہ جاہلیت کے زمانے میں اس مقام پر کیا ہے جہاں ہم نے مشہور سرداروں کی موت کا ذکر کیا ہے اور حاتم لوگوں کے ساتھ جن مکارم اور احسانات سے پیش آتا تھا اس کا فائدہ اسے آخرت میں ایمان سے مختص ہو کر ملے گا اور وہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جس نے عمر بھر میں ایک دن بھی نہیں کہا کہ اے میرے رب جزا سزا کے دن میری خطاؤں کو بخش دے۔

اور واقدی کا خیال ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ۹ھ کے ربیع الآخر میں طیٔ کے علاقے میں بھیجا تھا' اور آپ قیدیوں میں اپنے ساتھ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کو بھی لائے۔ نیز آپ دو تلواریں بھی آپ کے پاس لائے جو بت خانے میں پڑی تھیں جن میں سے ایک کو رسوب اور دوسری کو مخذم کہا جاتا تھا' حارث بن ابی شمر نے ان دونوں تلواروں کو اس بت کی خدمت میں بطور نذر پیش کیا تھا۔

دوس اور طفیل بن عمرو کا واقعہ:

اور ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے ابن ذکوان' یعنی عبداللہ بن زیاد سے' عن عبدالرحمٰن اعرج عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ دوس' ہلاک ہو گئے ہیں اور انہوں نے نافرمانی اور انکار کیا ہے' آپ اللہ سے ان کے لیے بددعا کریں' آپ نے فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں لے آ۔

امام بخاری اس طریق سے اس حدیث کے بیان میں منفرد ہیں' پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن العلاء نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل نے قیس سے بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے راستے میں یہ شعر کہا:

''اس رات کی درازی اور دشواری کا کیا کہنا' مگر اس نے دار الکفر سے نجات دی ہے''۔

اور راستے میں میرا ایک غلام بھاگ گیا' پس جب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ کی بیعت کر لی تو ابھی میں آپ کے پاس ہی تھا کہ وہ غلام آ گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ تمہارا غلام ہے میں نے عرض کیا وہ خدا کی خوشنودی کی خاطر آزاد ہے۔ پس میں نے اسے آزاد کر دیا۔ امام بخاری اسماعیل بن ابی خالد کی حدیث سے اسے قیس بن ابی حازم سے روایت کرنے میں منفرد ہیں' اور یہ وہ حدیث ہے جسے بخاری نے طفیل بن عمرو کی آمد کے متعلق بیان کیا ہے اور اس کی آمد ہجرت سے قبل ہوئی تھی' اور اگر وہ ہجرت سے پہلے آیا تھا تو وہ فتح سے پہلے آیا تھا' کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دوس کے ساتھ آئے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آمد اس وقت ہوئی تھی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سفر کر کے فتح کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر پہنچے تو آپ نے انہیں کچھ مال غنیمت دیا اور قبل ازیں ہم اس واقعہ کو اپنے موقع پر مفصل بیان کر چکے ہیں۔

اشعریوں اور اہل یمن کی آمد:

پھر شعبہ کی حدیث سے عن سلیمان بن مہران الاعمش عن ذکوان ابی صالح السمان عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی گئی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں جو بہت نرم دل ہیں' ایمان یمن کا ہے اور حکمت یمانی ہے' اور فخر و تکبر' اونٹوں والوں میں ہوتا ہے اور سکینت و وقار بکریوں والوں میں ہوتا ہے''۔

اسے مسلم نے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے' پھر بخاری نے اسے ابوالیمان سے عن شعیب عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ:

''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں جو بڑے نرم دل ہیں' فقہ یمن کا ہے اور حکمت یمانی ہے''۔

پھر انہوں نے اسماعیل سے عن سلیمان عن ثور عن ابی الغیث عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''ایمان یمن کا ہے اور فتنہ اس مقام پر ہے اور یہاں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا''۔

اور مسلم نے اسے شعیب سے عن زہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' پھر بخاری نے شعبہ کی حدیث سے عن اسماعیل عن قیس عن ابن مسعود بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''ایمان اس جگہ پر ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا' اور بداخلاقی اور سنگدلی چرواہوں میں ہوتی ہے جو اونٹوں کی دموں کی جڑوں کے پاس رہتے ہیں' جہاں سے شیطان کے دو سینگ (ربیعہ اور مضر) نمودار ہوں گے''۔

اسے بخاری نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور مسلم نے اسماعیل بن ابی خالد کی حدیث سے عن قیس بن ابی حازم عن ابی مسعود عقبہ

Marfat.com

بن عمرو روایت کیا ہے۔ پھر سفیان ثوری کی حدیث سے عن ابی صخرہ جامع بن شداد روایت بیان کی گئی ہے کہ ہم سے صفوان بن محرز نے بحوالہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''بنو تمیم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا: اے بنی تمیم تمہیں بشارت ہو' انہوں نے کہا اگر آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو ہمیں عطا فرمایئے' پس رسول کریم ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا' راوی بیان کرتا ہے' پھر اہل یمن سے کچھ لوگ آئے تو آپ نے فرمایا' بشارت کو قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے قبول کیا''۔

ترمذی اور نسائی نے اسے ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے' یہ سب احادیث اہل یمن کے وفود کی فضیلت پر دال ہیں اور ان میں ان کی آمد کے وقت سے تعرض نہیں کیا گیا' اور بنو تمیم بھی آئے اگرچہ ان کی آمد متاخر ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی آمد اشعریوں کی آمد کے ساتھ ہو بلکہ اشعریوں کا وفد اس سے پہلے آیا ہے اور وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور آپ کے ان مہاجر ساتھیوں کی صحبت میں آئے تھے جو حبشہ میں تھے اور یہ اس وقت کی بات ہے' جب رسول کریم ﷺ نے خیبر کو فتح کیا جیسا کہ قبل ازیں اس کے موقع پر ہم اسے مفصل بیان کر چکے ہیں' اور آپ کا یہ قول بھی بیان کر چکے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

''قسم بخدا! مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں باتوں یعنی فتح خیبر یا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد میں سے مجھے کس کی زیادہ خوشی ہے''۔

عمان اور بحرین کا واقعہ:

قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن المنکدر نے سنا کہ اس نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ:

''اگر بحرین کا مال آیا تو میں ضرور تجھے اس اس طرح عطا کروں گا اور آپ نے یہ بات تین بار فرمائی' مگر بحرین کا مال نہ آیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی' پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا تو آپ نے منادی کو اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جس شخص کا حضرت نبی کریم ﷺ کے ذمے کوئی قرض یا وعدہ ہو تو وہ میرے پاس آ جائے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

اگر بحرین کا مال آیا تو میں ضرور تجھے اس طرح عطا کروں گا' آپ نے یہ بات تین بار فرمائی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے منہ موڑ لیا' اس کے بعد پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے ان سے مطالبہ کیا مگر آپ نے مجھے کچھ نہ کہا میں پھر آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے کچھ نہ دیا پھر میں تیسری دفعہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے کچھ نہ دیا' میں نے آپ سے کہا میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے کچھ نہ دیا' میں پھر آیا تو آپ نے کچھ نہ دیا۔ پس یا تو آپ مجھے دیں اور یا مجھ سے بخل کریں راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا مجھ سے بخل کیجیے۔ آپ نے تین بار فرمایا' بخل سے بڑی

Marfat.com

بیماری کون سی ہے' میں نے ایک دفعہ بھی آپ کو منع نہیں کیا' مگر میں آپ کو اس اس طرح دینا چاہتا تھا۔

بخاری نے اس موقع پر اسے ایسے ہی روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے عن عمرو الناقد عن سفیان بن عیینہ بیان کیا ہے' پھر اس کے بعد امام بخاری عمرو سے بحوالہ محمد بن علی بیان کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں ان کے پاس گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا انہیں گنو' میں نے انہیں گنا تو پانچ سو پایا۔ آپ نے فرمایا دو دفعہ اتنے لے لو اور بخاری نے اسے اسی طرح عن علی بن المدینی عن سفیان یعنی ابن عیینہ عن عمرو بن دینار عن محمد بن علی ابی جعفر الباقر عن جابر قتیبہ کی روایت کی طرح بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے بخاری اور مسلم نے دیگر طریق سے عن سفیان بن عیینہ عن عمرو عن محمد بن علی عن جابر بیان کیا ہے اور اس کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا تو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے دراہم اکٹھے کر لیے اور انہیں گنا تو وہ پانچ ہزار تھے تو آپ نے اسے دو دفعہ دگنے دراہم دیئے اور آپ نے مجموعی طور پر انہیں پندرہ سو دراہم دیئے۔

فروہ بن مسیک مرادی کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آمد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ فروہ بن مسیک مرادی ملوک کندہ کو چھوڑ کر اور ان سے دور ہو کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اسلام کی آمد سے تھوڑا عرصہ قبل اس کی قوم مراد اور ہمدان کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی تھی جس میں ہمدان کو اس کی قوم سے گزند پہنچا حتیٰ کہ انہوں نے انہیں خوب قتل کیا اور یہ معرکہ اس دن ہوا جسے ''الروم'' کہا جاتا ہے۔ اور اجذع بن مالک ہمدان کو ان کے مقابلہ میں لے آیا۔ ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ اسے مالک بن خریم الہمدانی کہا جاتا ہے' ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ فروہ بن مسیک نے اس روز یہ اشعار کہے۔

''ہم بے وقوفوں کے پاس سے گزرے تو ان کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں اور وہ ہم سے ہٹ کر لگام میں کھینچ رہے تھے۔ پس اگر ہم غالب آ جائیں تو ہم قدیم سے غالب آنے والے ہیں اور اگر مغلوب ہو جائیں تو ہم مغلوب رہنے والے نہیں اور ہماری فطرت میں بزدلی موجود نہیں' لیکن ہماری موتیں دوسروں کا کھاجا نہیں۔ زمانہ اسی طرح پانسے پلٹتا رہتا ہے اور اس کی گردشیں وقتاً فوقتاً ہم پر حملے کرتی رہتی ہیں' کبھی ہم اس سے راضی اور خوش ہو جاتے ہیں' خواہ اس کی آسائش برسوں خلط ملط رہے اور جب زمانے کے حملے منقلب ہو جائیں تو وہ ان میں ایسے لوگوں کو پائے گا جو پس جانے کو پسند کرتے ہیں' پس جو ان میں سے گردش روزگار پر رشک کرتا ہے تو وہ گردش روزگار کو خیانت کرنے والا پائے گا پس اگر بادشاہ ہمیشہ رہے ہیں تو ہم بھی ہمیشہ رہیں گے اور اگر شریف لوگ زندہ رہے ہیں تو ہم بھی زندہ رہیں گے اور انہوں نے میری قوم کے سرداروں کو ایسے ہی فنا کر دیا ہے جیسے انہوں نے پہلے لوگوں کو فنا کیا ہے''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب فروہ بن مسیک' ملوک کندہ کو چھوڑ کر رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا:

میں نے جب ملوک کندہ کو دیکھا کہ انہوں نے اس ٹانگ کی طرح جو عرق النساء کے باعث دوسری ٹانگ سے خیانت کرتی ہے منہ موڑ لیا ہے تو میں نے اپنی اونٹنی کو محمد ﷺ کے پاس جانے کے ارادے سے قریب کیا اور میں اس کے

Marfat.com

منافع اور اس کے حسن ثروت کا امیدوار تھا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب فروہ رسول کریم ﷺ کے پاس پہنچا' تو آپ نے اسے فرمایا: اے فروہ میری اطلاع کے مطابق' کیا جو تکلیف مجھے پہنچی ہے اس نے تمہیں دکھ دیا ہے' تجھے ''الروم'' کی جنگ نے سیدھا کر دیا ہے۔ فروہ نے کہا یا رسول اللہ! کون ایسا شخص ہے جس کی قوم کو یوم الروم جیسی تکلیف پہنچے اور اسے دکھ نہ ہو' رسول کریم ﷺ نے اسے فرمایا۔ اگر ایسی بات ہے تو تیری قوم کو اسلام میں زیادہ بھلائی ہوگی' اور آپ نے اسے مراد' زبید اور تمام مذحج پر عامل مقرر کر دیا اور خالد بن سعید کو اس کے ساتھ صدقہ کی وصولی کے لیے بھیجا اور وہ اس کے علاقے میں اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔

زبید کے آدمیوں کے ساتھ عمرو بن معدیکرب کی آمد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عمرو بن معدیکرب نے اس وقت' جب رسول اللہ ﷺ کا حکم ان کے پاس پہنچا' قیس بن مکشوح مرادی سے کہا' اے قیس تو اپنی قوم کا سردار ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قریش کا ایک آدمی جسے محمد ﷺ کہا جاتا ہے حجاز میں نمودار ہوا ہے کہتے ہیں کہ وہ نبی ہے۔ ہمارے ساتھ آؤ اس کے پاس چلیں تا کہ ہم اس کے علم کو معلوم کریں' پس اگر وہ نبی ہے جیسا کہ تو بیان کرتا ہے تو جب ہم اس سے ملاقات کریں گے تو یہ بات ہم سے مخفی نہیں رہے گی۔ اور اگر ہمیں اس کا علم اس کے سوا کچھ اور معلوم ہوا تو ہم اسے پیچھے لگا لیں گے' مگر قیس نے اس کی یہ بات نہ مانی اور اس کی رائے کو احمقانہ قرار دیا' پس معدیکرب سوار ہو کر رسول کریم ﷺ کے پاس آ گیا اور مسلمان ہو گیا اور اس نے آپ کی تصدیق کی اور ایمان لے آیا۔ اور جب یہ اطلاع قیس بن مکشوح کو ملی تو اس نے عمر کو دھمکی دی اور کہا تو نے میری مخالفت کی ہے اور میرے معاملہ کو میرے پیچھے چھوڑ دیا ہے' تو عمرو بن معدیکرب نے اس بارے میں کہا۔

''میں نے ذوصنعاء کے روز تمہیں ایسا مشورہ دیا تھا جس کی بھلائی واضح تھی' میں نے تجھے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور نیکی کرنے کا مشورہ دیا تھا تو آزمائش سے گدھے کی طرح نکل گیا جس کی میخ نے اسے فریب دیا ہو' تو نے مجھ پر گھوڑے کا احسان جتایا جس پر اس کا شیر بیٹھا ہوا تھا مجھ پر شیشے کی طرح ایک زرہ تھی جس کی آپ نے اسے بنا بنا دیا تھا جو نیزے کو لوٹا دیتی تھی اس نے مجھے نامعلوم نیزے مارنے والوں سے بچا کر مجھ پر احسان کیا' پس اگر تو مجھے ملتا تو تو ایسے نرم خو انسان سے ملتا جس کے اوپر اس کی ریال ہے۔ تو ایک کھلے پنجوں والے شیر سے ملتا جو کندہ کو منتشر کر دینے والا ہے۔ اگر مدمقابل اس کا قصد کرے تو وہ اس سے بھاؤ تاؤ کرتا ہے اور اسے اٹھا کر نیچے پٹخ دیتا ہے اور اس کا دماغ پھوڑ دیتا ہے اور اسے چبا جاتا ہے' جو کچھ اس کی کچلیوں اور ناخنوں نے جمع کیا ہے' وہ شرک پر ظلم کرنے والا ہے''۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عمرو بن معدیکرب اپنی قوم زبید میں اقامت پذیر ہو گیا اور فروہ بن مسیک ان کا سردار تھا' پس جب رسول کریم ﷺ وفات پا گئے تو عمرو بن معدیکرب بھی مرتدین کے ساتھ مرتد ہو گیا اور فروہ بن مسیک کی ہجو کی اور کہا:

''ہم نے فروہ کو بدترین بادشاہ پایا ہے وہ ایک گدھا ہے جس کے نتھنے کو دیگچی سے سونگھا جا سکتا ہے اور جب تو ابو عمیر کو دیکھے تو تو حیلہ باز کو خباثت اور خیانت کے درمیان دیکھے گا''۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں پھر معدیکرب اسلام کی طرف واپس آ گیا اور بہت اچھا مسلمان ہوا اور حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بہت سی فتوحات میں شامل ہوا۔ اور وہ مشہور بہادروں اور بہترین شاعروں میں سے تھا اور فتح نہاوند کے بعد ۲۱ھ میں اس کی وفات ہوئی' اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جنگ قادسیہ میں شریک ہوا اور اسی دن شہید ہو گیا' ابو عمر بن عبدالبر کہتا ہے کہ وہ ۹ھ میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تھا اور بعض کہتے ہیں ۱۰ھ میں آیا تھا' جیسا کہ ابن اسحاق اور واقدی نے بیان کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ حضرت امام شافعیؒ کے کلام میں بھی ایسی باتیں موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں۔ واللہ اعلم

یونس ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ معدیکرب حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس نہیں آیا اور اس نے اس بارے میں کہا ہے۔

''میں اپنے دل سے حضرت نبی کریم ﷺ پر یقین رکھتا ہوں' اگرچہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو ظاہری طور پر نہیں دیکھا' آپ تمام جہانوں کے سردار ہیں اور جب آپ کا مقام واضح ہوا تو آپ سب لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے قریب تر تھے' آپ اللہ کی جانب سے شریعت لائے ہیں اور آپ امین ہیں' آپ کی شریعت میں حکمت کے بعد حکمت اور روشنی ہے' جس کے نور کے باعث ہم نے تاریکی میں راہ پائی اور ہم نئے سرے سے رضامندی و نارضامندی سے راستے پر چل رہے ہیں اور ہم نے حقیقت میں معبود کی عبادت کی ہے' حالانکہ ہم جہالت سے بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے اور ان کے ذریعے ہم مجتمع ہو گئے اور ان کے ساتھ ساتھ بھائی بن گئے ہیں' حالانکہ ہم آپس میں دشمن تھے' پس آپ اور ہم جہاں جہاں بھی ہوں' ہماری طرف سے ان پر سلام ہو اور اللہ کی سلامتی بھی انہیں شامل حال ہو۔ اگرچہ ہم نے حضرت نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا مگر ہم نے ایمان کے ساتھ آپ کے راستے کی اتباع کی ہے''۔

کندہ کے وفد میں اشعث بن قیس کی آمد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ اشعث بن قیس' کندہ کے وفد میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا' اور مجھے زہری نے بتایا ہے کہ وہ کندہ کے اسی سواروں کے ساتھ آیا تھا' پس یہ سب سوار آپ کی مسجد میں آپ کے پاس آئے اور وہ سب پیادہ ہو گئے اور انہوں نے سرمہ لگایا اور ان پر یمنی چادروں کی تھیلیاں تھیں جنہیں انہوں نے ریشم سے لپیٹا ہوا تھا' پس جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے انہیں فرمایا کیا تم مسلمان نہیں' انہوں نے کہا بے شک ہم مسلمان ہیں' آپ نے فرمایا پھر یہ ریشم تمہاری گردنوں میں کیوں پڑا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے اسے پھاڑ کر پھینک دیا' پھر اشعث بن قیس نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ہم بھی بنو آکل المرار ہیں اور آپ بھی ابن آکل المرار ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا عباس بن عبدالمطلب بنی ہاشم اور ربیعہ بن الحارث اس نسب کو بیان کرتے تھے اور وہ دونوں تاجر تھے جب وہ عرب میں مشہور ہو گئے اور ان دونوں سے دریافت کیا گیا تم کس قبیلے سے ہو تو انہوں نے کہا ہم بنو آکل المرار ہیں' یعنی وہ دونوں کندہ کی طرف منسوب ہوتے تھے تاکہ ان علاقوں میں عزت دار ہوں' کیونکہ کندہ بادشاہ تھے پس کندہ نے عباس اور ربیعہ کے قول کہ

''ہم بنو آکل المرار ہیں''۔

Marfat.com

کی وجہ سے یقین کر لیا کہ قریش ان میں سے ہیں اور وہ حارث بن عمرو بن معاویہ [1] بن حارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندی ہے اور اسے ابن کندہ بھی کہا جاتا ہے۔ پھر رسول کریم ﷺ نے انہیں فرمایا:

''ہم بنونضر بن کنانہ ہیں' ہم نہ اپنی والدہ پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ اپنے باپ سے اعراض کرتے ہیں''۔

تو قیس بن اشعث نے ان سے کہا اے کندہ قوم کے لوگو! میں نے جس آدمی کو یہ بات کہتے سنا' میں اسے اسی کوڑے لگاؤں گا۔

اور یہ حدیث ایک اور طریق سے متصل روایت ہوئی ہے' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بہز اور عسفان نے ہم سے بیان کیا' وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل بن طلحہ نے بیان کیا اور عفان نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ ہمیں عقیل بن طلحہ سلمی نے بحوالہ مسلم بن ہیضم' اشعث بن قیس سے خبر دی' وہ بیان کرتا ہے کہ:

میں کندہ کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' عفان [2] بیان کرتا ہے۔ وہ مجھے اپنا بہتر آدمی نہیں سمجھتے' راوی بیان کرتا ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا عمزاد ہوں اور آپ ہم میں سے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہم بنونضر بن کنانہ ہیں' ہم نہ اپنی والدہ پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ اپنے باپ سے اعراض کرتے ہیں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اشعث نے کہا قسم بخدا! میں نے جس آدمی سے سنا کہ اس نے نضر بن کنانہ سے قریش کی نفی کی ہے میں اسے حد کے کوڑے لگاؤں گا۔ اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن یزید بن ہارون اور عن محمد بن یحییٰ عن سلیمان بن حرب اور عن ہارون بن حیان عن عبدالعزیز بن المغیرہ روایت کیا ہے اور ان تینوں نے اسے حماد بن سلمہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے شریح بن نعمان نے بیان کیا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا کہ ہمیں مجالد نے شعبی سے خبر دی کہ ہم سے اشعث بن قیس نے بیان کیا کہ:

میں کندہ کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا' کیا تمہارا کوئی بیٹا ہے؟ میں نے عرض کیا جب میں آپ کے پاس آیا تو میرے بیٹے کا ایک لڑکا جمد کی بیٹی سے تھا' اور میں چاہتا ہوں کہ اس کا مقام قوم میں ساتواں حصہ لینے والوں میں ہو۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کہو کیونکہ جب وہ مرجائیں تو ان میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور اجر ہوتا ہے اور اگر میں یہ بات کہوں تو وہ کمزور اور غمگین کرنے والے ہوتے ہیں۔

احمد اس حدیث کے بیان میں متفرد ہے اور یہ حدیث حسن اور جید الاسناد ہے۔

---

[1] حلبیہ' مصریہ اور تیموریہ میں بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے پس اس کی طرف رجوع کیجیے اور ابن ہشام نے حارث بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حارث بن معاویہ بن ثور الخ بیان ہوا ہے۔

[2] حلبیہ میں عثمان بیان ہوا ہے اور تیموریہ میں عفان ہے اور میں اسے ابن مسلم بن عبداللہ انصاری خیال کرتا ہوں جو حماد بن سلمہ کے رواۃ اور احمد کے شیوخ میں سے ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اعشیٰ بن مازن کی آمد:

امام احمد کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عباس بن عبدالعظیم نے بیان کیا کہ ہم سے ابوسلمہ عبید بن عبدالرحمٰن حنفی نے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ مجھ سے جنید بن امین بن ذروہ بن نضلہ بن طریف بن نہصل الحرمازی نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ امین نے اپنے باپ نضلہ سے بیان کیا کہ ان میں سے ایک آدمی کو اعشیٰ کہا جاتا تھا اور اس کا نام عبداللہ اعور تھا اور اس کے پاس ایک عورت تھی جسے معاذہ کہا جاتا تھا۔ وہ رجب میں حجر سے اپنے اہل کے لیے غلہ لانے گیا تو اس کے بعد اس کی بیوی اس سے نفرت کے باعث بھاگ گئی اور اس نے ان میں سے ایک آدمی کی پناہ لے لی' جسے مطرف بن نہشل بن کعب بن قمیثع بن ذلف بن اہضم بن عبداللہ بن الحرماز کہا جاتا تھا' پس اس نے اس عورت کو پناہ دے دی اور جب وہ آدمی گھر آیا' تو اس نے عورت کو اپنے گھر میں نہ پایا اور اسے بتایا گیا کہ وہ اس سے نفرت کرتی ہے اور اس نے مطرف بن نہشل کی پناہ لے لی ہے تو وہ آدمی مطرف کے پاس آیا اور کہنے لگا' اے میرے عمزاد کیا میری بیوی معاذہ تیرے پاس ہے اسے مجھے دے دو۔ اس نے کہا وہ میرے پاس نہیں ہے اور اگر وہ میرے پاس ہوتی تو بھی میں اسے تیرے سپرد نہ کرتا' راوی بیان کرتا ہے کہ مطرف اس شخص سے زیادہ طاقت ور تھا۔ پس اعشیٰ چلتے چلتے حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آ گیا اور آپ کی پناہ لے لی' اور کہنے لگا۔

"اے لوگوں کے سردار اور عربوں کے حاکم' میں آپ کے پاس ایک تیز و بدزبان عورت کی شکایت کرتا ہوں' جو فراخی کے زیر سایہ' بڑی عمر کی مادہ' بھیڑیا کی طرح بغیر شادی کے رہ رہی ہے' میں رجب میں اس کے لیے کھانے کی تلاش میں نکلا تو وہ مجھے گھبراہٹ اور اشتیاق میں پیچھے چھوڑ گئی اور اس نے وعدہ خلافی کی اور گھٹیا فعل کی مرتکب ہوئی اور اس نے مجھے اوباش زمانے کے درمیان پھینک دیا اور وہ غالب آنے والے کے لیے غالب شر ہیں"۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اور وہ غالب آنے والے کے لیے غالب شر ہیں"۔ اور اس نے آپ کے پاس اپنی بیوی اور جو کچھ اس نے اس کے ساتھ کرتوت کیا تھا اس کی شکایت کی اور یہ کہ وہ ان کے ایک آدمی کے پاس موجود ہے جسے مطرف بن نہشل کہا جاتا ہے۔ پس رسول کریم ﷺ نے اس کے بارے مطرف کو خط لکھا کہ اس شخص کی بیوی معاذہ کو چھوڑ دے اور اسے اس کے سپرد کر دے پس جب حضرت نبی کریم ﷺ کا خط اس کے پاس آیا اور اسے پڑھ کر سنایا گیا تو اس نے کہا' اے معاذہ! تیرے بارے میں حضرت نبی کریم ﷺ کا یہ خط آیا ہے' پس میں تجھے اس کے سپرد کرنے والا ہوں' اس نے کہا کہ میرے بارے میں اس سے عہد و میثاق اور اس کے نبی کی امان لو کہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ اس کے بارے میں مجھے سزا نہیں دے گا' تو اس کے بارے میں اس سے عہد لیا اور مطرف نے اسے اس کے سپرد کر دیا' تو وہ کہنے لگا:

"تیری زندگی کی قسم معاذہ کے ساتھ میری محبت ایسی نہیں جسے چغل خور اور زمانے کی کہنگی اور وہ برائی جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے تبدیل کر سکے جبکہ گمراہ مردوں نے اس سے باتیں کر کر کے میرے بعد اسے الگ کر دیا تھا"۔

صرد بن عبداللہ ازدی کی اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ آمد پھر ان کے بعد اہل جرش کے وفود کی آمد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ازد کے ایک وفد میں صرد بن عبداللہ ازدی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو

Marfat.com

گیا اور بہت اچھا مسلمان ہوا' اور رسول کریم ﷺ نے اس کی قوم میں سے مسلمان ہونے والوں پر اسے امیر بنا دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ' قبائل یمن کے ان مشرکوں کے ساتھ جہاد کرے جو اس کے قریب رہتے ہیں' پس اس نے جا کر جرش کا محاصرہ کر لیا جہاں یمن کے قبائل رہتے تھے اور جب خثعم کے لوگوں نے اس کی روانگی کے متعلق سنا تو انہوں نے ان کو اطلاع دی۔ پس اس نے تقریباً ایک ماہ تک قیام کیا تو وہ اس میں قلعہ بند ہو کر اس سے محفوظ ہو گئے پھر وہ انہیں چھوڑ کر واپس آ گیا اور جب وہ جبل کے قریب پہنچا جسے شکر کہا جاتا تھا تو انہوں نے خیال کیا کہ وہ شکست کھا کر چلا گیا ہے' تو وہ اس کی تلاش میں نکلے تو اس نے پلٹ کر اس پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں بری طرح قتل کیا۔ اور اہل جرش نے رسول اللہ ﷺ کی طرف مدینہ میں دو آدمی بھیجے اور ابھی وہ دونوں عصر کے بعد آپ کے پاس ہی موجود تھے کہ آپ نے فرمایا کہ شکر' اللہ کے کس علاقے میں ہے' تو جرش کے دو آدمیوں نے کھڑے ہو کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ ہمارے جبل کے علاقے میں ہے اور اسے کشر کہا جاتا ہے اور اہل جرش بھی اسے یہی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ کشر نہیں بلکہ شکر ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کیا حال ہے' فرمایا اب اس کے پاس اللہ کے اونٹ ذبح کیے جاتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ دو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تو انہوں نے ان دونوں سے فرمایا' تمہارا برا ہو رسول کریم ﷺ نے ابھی تم دونوں کو تمہاری قوم کی موت کی خبر دی ہے' پس تم دونوں آپ کے پاس جا کر عرض کرو کہ آپ اللہ سے دعا کریں اور وہ موت تمہاری قوم سے دور ہو' پس وہ دونوں آپ کے پاس گئے اور انہوں نے آپ سے یہ بات عرض کر دی' تو آپ نے فرمایا ''اے اللہ اسے ان سے دور کر دے''۔ پس وہ دونوں واپس آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ جس روز رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی قوم کے متعلق خبر دی تھی' اس روز ان کی قوم ماری گئی تھی' اور اہل جرش میں سے جو لوگ زندہ رہے ان کا وفد رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور وہ مسلمان ہو گئے اور بہت اچھے مسلمان ہوئے اور آپ نے ان کی بستی کے ارد گرد ان کے لیے رکھ بنا دی۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں شاہان حمیر کے ایلچی کی آمد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ یہ رمضان ۹ ھ کا واقعہ ہے۔ اور ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ شاہانِ حمیر کا خط اور ان کے ایلچی اپنے اسلام کے ساتھ آپؐ کے تبوک سے آنے پر آپ کی خدمت میں آئے اور وہ حارث بن عبد کلال' نعیم بن عبد کلال اور نعمان تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ ذی رعین' معافر اور ہمدان تھے اور ذرعہ ذو یزن نے مالک بن مرہ الرہاوی کو آپ کی طرف ان کے اسلام لانے اور شرک اور مشرکین سے الگ ہو جانے کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ نبی کی جانب سے حارث بن عبد کلال' نعیم بن عبد کلال اور نعمان کی طرف اور بعض کہتے ہیں کہ ذی رعین' معافر اور ہمدان کی طرف' امابعد' میں تمہارے ساتھ اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جب ہم ارض روم سے واپس آ رہے تھے تو ہمیں تمہارے ایلچی کی خبر ملی اور اس نے مدینہ میں ہم سے ملاقات کی اور جو پیغام تم نے بھیجا ہے وہ پہنچا اور

Marfat.com

اس نے ہمیں تمہارے پہلے حالات بھی بتائے ہیں اور تمہارے اسلام لانے اور مشرکین کو قتل کرنے کی بھی اطلاع دی ہے۔ اگر تم اپنی اصلاح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور مغانم سے اللہ کا خمس اور نبی ﷺ کا حصہ اور مال غنیمت سے آپ کا مخصوص حصہ دو' اور اللہ تعالیٰ نے مومنین پر' جاگیروں میں جنہیں چشمے اور بارش سیراب کرتی ہے' جو صدقہ یعنی عشر فرض کیا ہے' اسے ادا کریں' اور جو ڈول سے سیراب ہوتی ہیں ان سے نصف عشر ادا کریں' اور چالیس اونٹوں پر ایک بنت لبون اور تیس اونٹوں پر ایک نر ابن لبون اور ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری اور ہر دس اونٹوں پر دو بکریاں اور ہر چالیس گایوں پر ایک گائے اور ہر تیس گایوں پر تبیع' خواہ جذعہ ہو یا جذعۃ اور ہر چالیس چرنے والی بکریوں پر ایک بکری ادا کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فریضہ ہے جو اس نے صدقہ کے بارے میں مومنین پر فرض کیا ہے' پس جو نیکی میں بڑھے وہ اس کے لیے بہتر ہے اور جو اسے ادا کرے اور اپنے اسلام کی گواہی دے اور مشرکین کے مقابلہ میں مومنین کی مدد کرے تو وہ مومنین میں شامل ہے' اسے وہی حق حاصل ہے جو انہیں حاصل ہے اور اس پر وہی ذمہ داری ہے جو ان پر ہے' اور اسے اللہ اور اس کے رسول کی امان حاصل ہے' اور جو یہودی اور نصرانی' مسلمان ہو جائے تو وہ بھی مومنین میں شامل ہے اسے بھی وہ حقوق حاصل ہیں جو انہیں حاصل ہیں اور اس پر بھی وہی ذمہ داری ہے جو ان پر ہے' اور جو اپنی یہودیت یا نصرانیت پر قائم ہے اسے اس سے ہٹایا نہیں جائے گا اور ان کے ہر بالغ مرد' عورت' آزاد اور غلام ہر ایک پر ایک دینار جزیہ دینا لازم ہوگا جو معافری کی قیمت کے برابر ہوگا یا اس کی قیمت کے کپڑے دینے لازم ہوں گے پس جو شخص یہ چیزیں رسول اللہ ﷺ کو ادا کر دے گا اسے اللہ اور اس کے رسول کی امان حاصل ہوگی' اور جو اسے روکے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہوگا' امابعد! اللہ کے رسول محمد نبی ﷺ نے زرعہ ذی یزن کو پیغام بھیجا کہ جب میرے ایلچی معاذ بن جبل' عبداللہ بن زید' مالک بن عبیدہ' عقبہ بن نمر اور مالک بن مرہ رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھی تیرے پاس آئیں' تو تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ تمہارے پاس جو صدقہ ہے اسے جمع کرو اور اپنے مخالفین سے جزیہ اکٹھا کرو اور اسے میرے ایلچیوں کو پہنچا دو اور ان کا امیر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے' پس وہ خوش بخوش واپس آئیں' امابعد! محمد ﷺ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ اس کے بندے اور رسول ہیں' اور مالک بن مرہ الرھاوی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں اور آپ نے مشرکین کو قتل کیا ہے پس آپ کو بھلائی کی بشارت ہو اور میں آپ کو حمیر کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں' اور خیانت نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کی مدد کرنا چھوڑو' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ تمہارے تونگر اور فقیر کے آقا ہیں' اور صدقہ' محمد ﷺ اور آپ کے اہل بیت کے لیے جائز نہیں' یہ صرف زکوٰۃ ہے جو مسلمان فقراء اور مسافروں کو دی جاتی ہے اور مالک نے حالات کو پہنچا دیا ہے' اور تمہارے راز کی حفاظت کی ہے۔ پس میں تمہیں اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں اور میں نے تمہاری اپنے اہل کے صالح لوگ اور دین اور علم میں بہتر لوگ بھیجے ہیں' پس میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں' بلاشبہ یہ وہ لوگ ہیں جن سے بھلائی کی جاتی ہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حسن نے بیان کیا کہ ہم سے عمارہ بن ثابت نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ

Marfat.com

''مالک ذی یزن نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک حلہ ہدیہ بھیجا جسے اس نے تینتیس اونٹوں اور تینتیس اونٹنیوں کے عوض میں خرید اتھا''۔

ابوداؤد نے اسے عن عمرو بن عون الواسطی عن عمارہ بن زاذان صیدلانی عن ثابت البنانی عن انس روایت کیا ہے۔ اور اس موقع پر حافظ بیہقی نے عمرو بن حزم کے خط کی حدیث روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ حافظ ابوعبیداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں ابوالعباس اصم نے خبر دی کہ ہم سے احمد بن عبدالجبار نے بیان کیا کہ ہم سے یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے بیان کیا کہ مجھے عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے باپ ابوبکر بن محمد بن عمرو ابن حزم سے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا وہ خط موجود ہے جسے آپ نے عمرو بن حزم کو اس وقت لکھا تھا' جب آپ نے اسے یمن کی طرف یمن کے باشندوں کو دین سمجھانے' سنت کی تعلیم دینے اور صدقات کے وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا' آپ نے اسے ایک خط اور عہد لکھ کر دیا' اور جو حکم دینا تھا وہ بھی دیا' آپ نے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو عہد کو پورا کرو یہ وہ عہد ہے جو رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم سے یمن بھیجتے وقت لیا' آپ نے انہیں تمام معاملات میں تقوی اللہ سے کام لینے کا حکم دیا' بے شک اللہ' تقویٰ اختیار کرنے والوں اور احسان کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے' اور آپ نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ حکم الٰہی کے مطابق حق پر قائم رہیں اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دیں اور بھلائی کا حکم دیں اور لوگوں کو قرآن سکھائیں اور انہیں دین میں سمجھدار بنائیں اور لوگوں کو بتادیں کہ کوئی شخص قرآن پاک کو پاک ہونے کی حالت کے بغیر نہ چھوئے اور لوگوں کو ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کی اطلاع دے دیں' اور حق میں ان کے ساتھ نرمی کریں اور ظلم میں ان پر سختی کریں' بے شک اللہ تعالیٰ نے ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور اس سے روکا ہے' اس نے فرمایا ہے لوگو! آگاہ رہو' ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے جو راہِ خدا سے روکتے ہیں' اور یہ کہ وہ لوگوں کو جنت اور اس کے عمل کی بشارت دیں اور لوگوں کو دوزخ اور اس کے عمل سے ڈرائیں اور لوگوں سے محبت کریں تاکہ وہ دین میں سمجھدار ہو جائیں' اور لوگوں کو حج کی نشانیوں اور اس کے فرائض وسنن اور اس نے اس کے متعلق جو حکم دیئے ہیں ان کی تعلیم دیں۔ اور حج' حج اکبر ہے اور عمرہ' حج اصغر ہے۔ اور یہ کہ لوگوں کو ایک چھوٹے کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع کریں۔ ہاں بڑا کپڑا ہو تو اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے جس کی اطراف کو وہ اپنے دونوں کندھوں پر ڈال لے اور ایک کپڑے میں آدمی کو گوٹھ مارنے سے منع کریں کہ اس کی شرمگاہ آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہو' اور جب اس کی گدی پر بال بڑھ جائیں تو وہ اپنے سر کے بالوں کو نہ کھولے۔ اور اگر لوگوں کے درمیان جنگ ہو تو لوگوں کو قبائل وعشائر کے بلانے سے روک دیں۔ بلکہ وہ خدائے واحد لاشریک کو پکاریں۔ پس جو شخص اللہ کو نہ پکارے اور قبائل کو پکارے تو ان پر تلوار سے حملہ کرو' حتیٰ کہ وہ خدائے واحد لاشریک کو پکارنے لگیں اور لوگوں کو حکم دیں کہ وہ اپنے مونہوں کا اور ہاتھوں کا کہنیوں تک اور پاؤں کا ٹخنوں تک پورا وضو کریں اور اللہ کے حکم کے مطابق اپنے سروں کا مسح کریں اور انہیں بروقت نماز ادا کرنے اور مکمل رکوع وسجود کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور یہ کہ وہ صبح کو جھٹپٹے میں ادا کریں اور دوپہر

Marfat.com

کے وقت کام چھوڑ دیں حتی کہ سورج ڈھل جائے' اور نماز عصر اس وقت پڑھی جائے جب سورج زمین کی طرف جانے میں جلدی کر رہا ہو۔ اور مغرب اس وقت جب رات آ جائے مگر اسے اس وقت تک مؤخر نہ کیا جائے کہ آسمان پر ستارے نمودار ہو جائیں اور عشاء کو رات کے ابتدائی حصے میں پڑھا جائے۔ اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ مغانم سے اللہ کا خمس لیں اور جاگیروں میں سے جو چشموں اور بارشوں سے سیراب ہوتی ہیں عشر لیں اور جنہیں ڈول سے سیراب کیا جاتا ہے ان سے نصف عشر لیں' اور ہر دس اونٹوں پر دو بکریاں اور بیس پر دو بکریاں اور چالیس گایوں پر ایک گائے اور ہر تیس گایوں پر تبیع یا تبیعہ خواہ جذع ہو یا جذعۃ، اور ہر چالیس چرنے والی بکریوں پر ایک بکری لیں' یہ اللہ کا فریضہ ہے جسے اس نے مومنین پر فرض کیا ہے اور جو زیادہ دے وہ اس کے لیے بہتر ہے' اور جو یہودی اور نصرانی' مسلمان ہو جائے اور دین اسلام کو اپنا لے تو وہ مومنین میں شامل ہے اور اس کے وہی حقوق و واجبات ہیں جو مسلمانوں کے ہیں۔ اور جو اپنی یہودیت اور نصرانیت پر قائم ہے اسے اس سے ہٹایا نہیں جائے گا اور ہر بالغ مرد اور عورت اور آزاد اور غلام پر ایک پورا دینار جزیہ دینا لازم ہوگا یا اس کی قیمت کے کپڑے دینے ہوں گے' پس جو اسے ادا کرے گا اسے اللہ اور اس کے رسول کی امان حاصل ہوگی اور جو اس سے رو کے گا وہ اللہ اور اس کے رسول اور تمام مومنین کا دشمن ہوگا' محمد ﷺ پر اللہ کی رحمتیں ہوں اور آپ پر اللہ کا سلام اور رحمت ہو''۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن داؤد نے عن الزہری عن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ اس حدیث کو بہت سے اضافوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور ہم نے زکوٰۃ اور دیت کے بارے میں جو باتیں بیان کی ہیں ان سے کچھ کمی کے ساتھ موصول روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں حافظ ابوعبدالرحمٰن نسائی نے اپنے سنن میں اس طریق سے اسے معلول روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے اسے کتاب المراسیل میں بیان کیا ہے اور میں نے بفضل خدا اسے اسانید و الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور ہم عنقریب وفود کے بعد ذکر کریں گے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف لوگوں کو تعلیم دینے' صدقات لینے اور خمس لینے کے لیے حضرت معاذ بن جبل' حضرت ابوموسیٰ' حضرت خالد بن ولید اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کو امیر بنا کر بھیجا تھا۔

جریر بن عبداللہ البجلی کی آمد اور اس کا مسلمان ہونا:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوقطن نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے مغیرہ بن شبل سے بیان کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ جریر نے بیان کیا کہ جب میں مدینہ کے نزدیک آیا تو میں نے اپنی اونٹنی کو بٹھا دیا۔ پھر میں نے اپنا صندوق کھولا اور اپنا حلہ پہنا' پھر میں مدینہ میں داخل ہو گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے ہیں' پس لوگوں نے مجھے تاڑا تو میں نے اپنے ہم نشین سے کہا اے عبداللہ! کیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد فرمایا ہے؟ اس نے کہا ہاں! آپ نے خطبہ کے دوران تمہارا ذکر خیر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس دروازے یا اس راستے سے یمن والوں کا بہترین آدمی تمہارے پاس آئے گا۔ مگر اس کے چہرے پر شاہانہ نشان ہے جریر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے انعام پر اس کا شکریہ ادا کیا ابوقطن بیان کرتا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تو نے اس بات کو اس سے سنا ہے یا مغیرہ بن شبل سے سنا ہے اس نے کہا ہاں مغیرہ سے سنا ہے۔ پھر امام احمد نے اسے ابونعیم اور اسحاق بن

Marfat.com

یوسف سے روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے اسے فضل بن موسیٰ کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ اور ان تینوں نے عن یونس عن ابی اسحاق السبیعی عن المغیرہ بن شبل' اور اسے ابن شبل بھی کہا جاتا ہے۔ عن عوف البجلی الکوفی عن جریر بن عبداللہ روایت کیا ہے اور اس کے سوا اور کسی نے اس سے روایت نہیں کی۔ اور نسائی نے اسے پورے واقعہ سمیت عن قتیبہ عن سفیان بن عیینہ عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن جریر روایت کیا ہے۔ کہ:

''اس دروازے سے تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا جس کے چہرے پر شاہانہ نشان ہوگا''۔

یہ حدیث صحیحین کی شرط کے مطابق ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل نے عن قیس عن جریر بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں رسول کریم ﷺ نے مجھے اندر آنے سے نہیں روکا' اور آپ نے جب مجھے دیکھا ہے میرے چہرے پر مسکراہٹ تھی' اور اسے ابوداؤد کے سوا' ایک جماعت نے کئی طریق سے عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم' روایت کیا ہے۔ اور صحیحین میں یہ اضافہ بھی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تو آپ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا:

''اے اللہ اسے ثابت رکھ اور اسے ہادی مہدی بنادے''۔

اور نسائی نے اسے عن قتیبہ عن سفیان بن عیینہ عن اسماعیل عن قیس بیان کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ:

''اس دروازے سے ایک آدمی تمہارے پاس آئے گا جس کے چہرے پر شاہانہ نشان ہوگا''۔

پس اس نے اسی طرح بیان کیا ہے جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے ابوعمرو عثمان بن احمد سماک نے بیان کیا کہ ہم سے حسن بن سلام السواق نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن مقاتل خراسانی نے بیان کیا کہ ہم سے حصین بن عمر الاحمسی نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن خالد' یا قیس بن ابی حازم نے جریر بن عبداللہ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے میری طرف پیغام بھیجا اور فرمایا اے جریر! آپ کس لیے آئے ہیں' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا' تو آپ نے اپنی چادر مجھ پر ڈال دی' پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی شریف آدمی آئے تو اس کی عزت کرو''۔

پھر آپ نے فرمایا اے جریر! میں آپ کو اس شہادت کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ کہ آپ' اللہ' یوم آخر' اور تقدیر خیر و شر پر ایمان لائیں اور فرض نمازیں پڑھیں اور مقررہ زکوٰۃ ادا کریں' تو میں نے یہ شہادت ادا کر دی۔ اور اس کے بعد آپ جب بھی مجھے دیکھتے میرے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی۔

یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن سعید القطان نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے عن قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبداللہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''میں نے نماز قائم کرنے' زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی''۔

Marfat.com

اور اسے بخاری اور مسلم نے صحیحین میں اسماعیل بن ابی خالد کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور وہ صحیحین میں زیاد بن علاقہ کی حدیث سے جریر سے بھی مروی ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوسعید نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم نے سفیان یعنی ابووائل سے بحوالہ جریر بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا:

''یارسول اللہ ﷺ مجھ پر شرط عائد کیجیے۔ آپ شرط کو بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا:

''میں آپ کی اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ آپ خدائے واحد کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور مسلمان کی خیر خواہی کریں اور شرک سے پاک رہیں''۔

اسے نسائی نے شعبہ کی حدیث سے عن الاعمش عن ابی وائل عن جریر روایت کیا ہے اور ایک دوسرے طریق سے عن الاعمش عن منصور عن ابی وائل عن ابی نخیلہ عن جریر روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم' اور اسی طرح اسے عن محمد بن قدامہ عن جریر عن مغیرہ عن ابی وائل اور شعبی' جریر سے روایت کیا ہے اور جریر سے عبداللہ بن عمیرہ نے روایت کیا ہے اور احمد نے اسے منفرد روایت کیا ہے اور اس کے بیٹے عبیداللہ بن جریر' احمد نے بھی اسے منفرد روایت کیا ہے۔ اور ابو جمیلہ کا صحیح نام نخیلہ ہے۔ اور احمد اور نسائی نے اسے روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح احمد نے اسے عن غندر عن شعبہ عن منصور عن ابی وائل عن رجل عن جریر روایت کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ آدمی ابونخیلہ البجلی ہے۔ واللہ اعلم

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ جب یہ مسلمان ہوئے تو رسول کریم ﷺ نے انہیں ذوالخلصہ کے ایک گھر کی طرف بھیجا' جس کی خثعم اور بجیلہ عبادت کرتے تھے اور اسے کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا اور وہ اسے مکہ کے کعبہ کے مشابہ قرار دیتے تھے اور وہ مکہ کے کعبہ کو کعبہ شامیہ اور اپنے گھر کے کعبہ کو کعبہ یمانیہ کہتے تھے رسول کریم ﷺ نے انہیں فرمایا کیا آپ مجھے ذوالخلصہ سے راحت نہیں پہنچائیں گے' اس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ وہ گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو ان کے سینہ پر مارا' یہاں تک کہ اس نے اس میں اثر ڈالا اور فرمایا: ''اے اللہ! اس کو ثابت رکھ اور ہادی اور مہدی بنا دے''۔

اس کے بعد وہ گھوڑے سے نہیں گرے۔ اور وہ اپنی قوم احمس کے ایک سو پچاس سواروں کے ساتھ ذوالخلصہ کی طرف چلے گئے اور اس گھر کو مسمار کر کے آگ لگا دی اور اسے خارشی اونٹ کی طرح چھوڑ دیا اور رسول کریم ﷺ کی طرف ایک خوشخبری دینے والا بھیجا جسے ابوارطاۃ کہا جاتا تھا' تو اس نے آپ کو یہ خوشخبری دی اور رسول کریم ﷺ نے احمس کے گھوڑوں اور جوانوں کے لیے پانچ بار دعا کی' اور صحیحین وغیرہ میں یہ حدیث' مفصل بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ ہم نے قبل ازیں فتح کے بعد استطراداً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیت العزیٰ کی تباہی کے ذکر کے بعد اس کا ذکر کیا ہے' ظاہر ہے کہ حضرت جریر فتح مکہ کے خاصے عرصے بعد مسلمان ہوئے تھے' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ہشام بن القاسم نے بیان کیا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ بن علاثہ بن عبدالکریم بن مالک الجزری نے مجاہد سے بحوالہ جریر بن عبداللہ البجلی بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ:

''میں سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوا تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے مسلمان ہونے کے بعد مسح کرتے دیکھا''۔

احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں اور اس کا اسناد جید ہے' ہاں یہ مجاہد اور اس کے درمیان منقطع ہے اور صحیحین میں ہے کہ

Marfat.com

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو جریر کی حدیث' جو موزے کے مسح کے بارے میں ہے تعجب میں ڈالا کرتی تھی' اس لیے کہ جریر نزول مائدہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ اور عنقریب حجۃ الوداع میں بیان ہوگا کہ رسول کریم ﷺ نے اسے فرمایا: اے جریر لوگوں کو خاموش کراؤ۔ آپ نے یہ حکم اسے اس لیے دیا کہ وہ بچے تھے اور بڑے ناز و نخرے والے تھے۔ اور ان کا جوتا ایک ہاتھ تھا اور بہت خوبصورت تھے اور اس کے باوجود نگاہیں نیچی رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے ہم نے ان سے حدیث صحیح میں بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''اپنی آنکھوں کو جھکا کر رکھو''۔

یمن کے بادشاہ وائل بن حجر بن ربیعہ بن وائل بن یعمر الحضرمی ابن ھنید کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آمد:

ابوعمر بن عبدالبر جو حضر موت کا ایک سردار تھا اور اس کا باپ ان کے ملوک میں سے تھا' کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی آمد سے قبل اپنے اصحاب کو بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ آپ کے پاس بادشاہوں کے بیٹوں کی اولاد میں سے ایک آدمی آئے گا' پس جب وہ آیا تو آپ نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنے قریب کیا اور اس کی نشست کو اپنے نزدیک کیا اور اس کے لیے اپنی چادر بچھائی اور فرمایا:

''اے اللہ! وائل' اس کی اولاد اور اولاد در اولاد کو برکت دے''۔

اور آپ نے اسے حضر موت کے سرداروں پر افسر مقرر کیا اور اسے تین خط لکھ کر دیئے۔ ان میں سے ایک خط مہاجر بن ابی امیہ کی طرف تھا' اور ایک خط سرداروں اور بادشاہوں کی طرف تھا' اور آپ نے اسے زمین جاگیر دی اور اس کے ساتھ حضرت معاویہ بن ابوسفیان کو بھیجا' پس وہ پیادہ اس کے ساتھ چلے اور انہوں نے وائل سے گرمی کی تپش کی شکایت کی تو اس نے کہا اونٹنی کے سائے میں چلو' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مجھے کیا فائدہ دے گا کاش آپ مجھے اپنا ردیف [1] بنا لیتے' وائل نے آپ سے کہا خاموش رہیے آپ بادشاہوں کے ارداف میں سے نہیں ہیں' پھر وائل بن حجر زندہ رہا' حتیٰ کہ حضرت معاویہ کے پاس گیا جبکہ وہ امیر المومنین تھے' پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے پہچان لیا اور اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنے قریب کیا اور اسے وہ بات بھی یاد کرائی اور اسے قیمتی عطیہ پیش کیا جس کے لینے سے اس نے انکار کر دیا' اور کہا یہ عطیہ اسے دے دیجیے جو مجھ سے اس کا زیادہ ضرورت مند ہے۔

حافظ بیہقی نے اس واقعہ کا کچھ حصہ بیان کیا ہے اور اشارہ کیا ہے کہ امام بخاری نے تاریخ میں اس کے متعلق کچھ بیان کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حجاج نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے سماک بن حرب سے عن علقمہ بن وائل عن ابیہ خبر دی کہ رسول کریم ﷺ نے اسے کچھ زمین جاگیر دی' اور آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے ساتھ بھیجا کہ میں وہ زمین ان کو دے دوں۔ یا یہ کہ میں ان کو اس زمین کے متعلق بتا دوں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ مجھے اپنے پیچھے سوار کر لو تو میں نے کہا آپ بادشاہوں کے ارداف میں سے نہیں ہیں' انہوں نے کہا مجھے اپنا جوتا دے دو' میں نے کہا اونٹنی کے سایہ میں چلو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا' اور مجھے

---

[1] ردیف' سوار کے پیچھے سوار ہونے والے آدمی کو ردیف کہتے ہیں۔ مترجم

Marfat.com

وہ بات بھی یاد کرائی۔ سماک بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے چاہا کہ میں نے اسے اپنے آگے سوار کرایا ہوتا۔

ابوداؤد اور ترمذی نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لقیط بن عامر المنتفق رزین العقیلی کی آمد:

امام احمد کے فرزند عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن حمزہ بن محمد بن حمزہ بن مصعب بن الزبیری نے مجھے خط لکھا کہ: میں نے اس حدیث کو آپ کی خدمت میں تحریر کیا تھا' اور میں نے جو کچھ آپ کو لکھا تھا آپ نے اسے دیکھا اور سنا ہے' اس کے بارے میں مجھے بتایئے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن مغیرہ حزامی نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن عیاش السمعی الانصاری القبائی نے جو بنی عمرو بن عوف کا آدمی ہے' بحوالہ دلہم بن اسود بن عبداللہ بن حاجب بن عامر بن المنتفق العقیلی اس کے باپ اور چچا لقیط بن عامر سے بیان کیا۔ اور دلھم بیان کرتا ہے کہ مجھ سے ابوالاسود نے بحوالہ عاصم بن لقیط بیان کیا۔ کہ لقیط اپنے ایک ساتھی نہیک بن عاصم بن مالک بن المنتفق کے ساتھ رسول کریم ﷺ کے پاس جانے کے لیے نکلا' لقیط بیان کرتا ہے کہ میں اور میرا ساتھی نکلے یہاں تک کہ ہم رجب کے آخر میں' مدینہ میں رسول کریم ﷺ کے پاس آ گئے اور ہم آپ سے اس وقت ملے جب آپ نماز فجر کے بعد واپس آئے۔ آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''اے لوگو! تم نے چار دن سے میری آواز نہیں سنی' میں تمہیں بات سنانا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا آدمی موجود ہے جسے اس کی قوم نے بھیجا ہو''۔

لوگوں نے کہا رسول کریم ﷺ جو فرماتے ہیں' ہمیں بتاؤ' ہو سکتا ہے کہ آپ کو اپنی یا اپنے ساتھی کی باتیں غافل کر دیں یا بھول چوک سے آپ غافل ہو جائیں' لوگو! آگاہ رہو میں جوابدہ ہوں کیا میں نے بات پہنچا دی ہے' سنو! زندہ رہو' بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ بیٹھ گئے اور میں اور میرا ساتھی کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے چشم و دل ہمارے لیے فارغ ہو گئے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس کچھ علم غیب ہے' تو آپ مسکرائے اور اللہ کی قسم آپ نے اپنا سر ہلایا اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں آپ کی غلطی کی جستجو میں ہوں' تو آپ نے فرمایا:

''تیرے رب نے غیب کی پانچ چابیوں کے بارے میں بخل سے کام لیا ہے اور انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔

اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا' میں نے عرض کیا وہ کون سی باتیں ہیں آپؐ نے فرمایا:

① موت کا علم' اسے علم ہے کہ تم میں سے کس کی موت کب ہو گی لیکن تمہیں اس کا علم نہیں۔

② اور منی جب رحم میں ہوتی ہے تو اسے اس کا علم ہوتا ہے' لیکن تمہیں علم نہیں۔

③ اور کل کو جو کچھ ہونے والا ہے اس کا علم' اور نہ تو کل کی امید رکھتا ہے اور نہ اسے جانتا ہے۔

④ بارش کے دن کا علم' اور تم پر دوسختیاں جھانکتی ہیں اور وہ ہنستا رہتا ہے اور اسے علم ہوتا ہے کہ تمہارا ابھر قریب ہے' لقیط بیان کرتا ہے کہ ہم رب کی اس بات کو معدوم نہیں کر سکتے کہ وہ بھلائی کے لیے ہنستا ہے۔

⑤ اور قیامت کے دن کا علم۔

Marfat.com

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمیں وہ باتیں بتا دیں جنہیں لوگ نہیں جانتے اور آپ جانتے ہیں' میں ایک ایسے قبیلے کا آدمی ہوں کہ مذحج جو ہمارے قریب ہے اس کا کوئی آدمی ہماری تصدیق کو درست قرار نہ دے گا۔ اور نہ ہی خثعم جو ہمارا دوست ہے اور نہ ہی ہمارا قبیلہ جس سے ہم تعلق رکھتے ہیں ہماری تصدیق کو درست قرار دے گا۔ آپ نے فرمایا:

''جس قدر تم ٹھہرے ہو' ٹھہرو گے' پھر تمہارا نبی فوت ہو جائے گا' پھر تم جس قدر ٹھہرے ہو ٹھہرو گے' پھر آواز دینے والی بھیجی جائے گی۔ تیرے معبود کی قسم وہ زمین کی سطح پر کسی چیز کو نہیں چھوڑے گی' ہر چیز مر جائے گی اور وہ فرشتے بھی مر جائیں گے جو تیرے رب کے پاس ہیں' اور اللہ تعالیٰ زمین کا چکر لگائے گا اور شہر خالی ہو چکے ہوں گے اور تیرا رب بادل کو بھیجے گا جو عرش کے پاس سے برسے گا اور تیرے معبود کی قسم وہ سطح زمین پر کسی مقتول اور مدفن کو نہ چھوڑے گا' مگر اس کی قبر شق ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ اسے اس کے سر کے قریب سے پیدا کرے گا اور وہ ٹھیک ٹھاک ہو کر بیٹھ جائے گا اور تیرا رب کہے گا ٹھہر جا' تو وہ کہے گا میں آج دیوانہ ہو گیا ہوں' پس وہ زندگی پانے کی وجہ سے اپنے اہل کے متعلق باتیں دریافت کرے گا' میں نے کہا: یا رسول اللہ! جبکہ ہوائیں' کہنگی اور درندے ہمیں پراگندہ کر چکے ہوں گے' تو وہ ہمیں کیسے اکٹھا کرے گا؟ آپ نے فرمایا میں تجھے بتاتا ہوں' کہ اس کی مثال نعمائے الٰہی میں سے زمین میں پائی جاتی ہے' تو نے اسے دیکھا کہ وہ ایک بوسیدہ مٹی تھی تو تو نے کہا' یہ کبھی زندہ نہیں ہو گی' پھر تیرے رب نے اس پر بارش بھیجی اور ابھی تجھ پر چند روز ہی گزرے کہ تو نے اسے دیکھا کہ وہ ایک سرسبز حنظل تھی۔ اور تیرے معبود کی قسم' کہ وہ تمہیں پانی سے بھی جمع کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور وہ زمین کی نباتات کو بھی جمع کر سکتا ہے۔ پس تم اپنی قبروں سے نکلو گے اور تم اس کی طرف دیکھو گے اور وہ تمہیں دیکھے گا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہو گا؟ جبکہ ہم زمین کی مقدار کے برابر ہوں گے اور خدائے عزوجل ایک ہستی ہو گا' اور وہ ہماری طرف دیکھے گا اور ہم اس کی طرف دیکھیں گے' تو آپ نے فرمایا میں تجھے بتاتا ہوں کہ نعمائے الٰہی میں سے اس کی مثال شمس و قمر میں پائی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ایک چھوٹی سی نشانی ہے' تم ایک ہی ساعت میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہو اور تم ان دونوں کی رویت میں کوئی شک نہیں کرتے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب ہم اپنے رب سے ملیں گے تو وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا' فرمایا تمہیں اس کے سامنے پیش کیا جائے گا' تمہارے اعمالنامے اس کے سامنے کھلے ہوں گے اور تمہاری کوئی بات اس سے پوشیدہ نہ ہو گی' پس تیرا رب پانی کا ایک چلو لے گا اور تم سے پہلے لوگوں پر اسے چھڑک دے گا۔ اور تیرے معبود کی قسم' اس پانی کا ایک قطرہ بھی تم میں سے کسی کے چہرے سے خطا نہیں کرے گا۔ پس وہ مسلمان کے چہرے پر سفید رومال کی طرح ہو گا' اور کافر کو سیاہ کوئلوں کی طرح نکیل ڈال دے گا۔ آگاہ رہو پھر تمہارا نبی لوٹ جائے گا' اور اس کے پیچھے صالح لوگ بھی لوٹ جائیں گے اور تم آگ کے ایک پل پر چلو گے اور تم میں سے ایک آدمی انگارے کو روندے گا اور کہے گا ''حس'' اور تیرا رب کہے گا یہ اس کا وقت ہے پس تم حوض رسول پر پیاسے ہونے کی حالت میں پہنچو گے اور اللہ تعالیٰ اس پر سیراب کرنے والا ہو گا' تو نے اسے کبھی نہیں دیکھا' اور تیرے معبود کی قسم! تم میں سے جو آدمی اپنا ہاتھ پھیلائے گا اس کے ہاتھ پر ایک پیالہ آئے گا جسے وہ ناپاکی' بول اور ضرر سے پاک کرے گا اور شمس و قمر کو روک دیا جائے گا اور تم ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ دیکھو گے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم کس کے ساتھ دیکھیں

Marfat.com

کے؟ فرمایا جیسے اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں' اور یہ اس دن طلوع شمس کے ساتھ ہوگا جسے زمین نے روشن کیا ہے اور پہاڑوں نے اس کا سامنا کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں ہماری نیکیوں اور برائیوں کا بدلہ کیسے ملے گا' فرمایا نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا اور بدی کا اس جتنا' سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جنت اور دوزخ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تیرے معبود کی قسم' آگ کے سات دروازے ہیں' ان دروازوں میں سے دو دروازوں کے درمیان سوار ستر سال تک چلتا رہے۔ اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں' ان میں سے بھی دو دروازوں کے درمیان سوار ستر سال تک چلتا رہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جنت میں کیا کچھ دیکھیں گے؟ فرمایا مصفیٰ شہد کی نہریں' ایسے پیالے کی نہریں جس میں سر درد اور ندامت نہ ہوگی' ایسے دودھ اور پانی کی نہریں جن کا مزہ تبدیل نہ ہوگا' اور ایسے پھل جن کا مزہ تبدیل نہ ہوگا' تیری زندگی کی قسم' تم نہیں جانتے اور اس قسم کی اچھی چیزیں اس کے ساتھ ہوں گی' اور پاک جوڑے ہوں گے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے ان میں جوڑے ہوں گے یا ان میں اصلاح کرنے والی ہوں گی' فرمایا نیک عورتیں' نیک مردوں کے لیے ہوں گی اور تم ان سے ایسے ہی لطف اندوز ہو گے جیسے تم ان سے دنیا میں لطف اندوز ہوتے ہو اور وہ بھی تم سے لطف اندوز ہوں گی مگر ان کے اولاد نہ ہوگی لقیط بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا' ہم انتہائی بالغ ہوں گے اور بلوغت تک پہنچے ہوں گے۔

(اس کا جواب حضرت نبی کریم ﷺ نے نہیں دیا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کن شرائط پر آپ کی بیعت کروں تو حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور فرمایا' نماز قائم کرنے' زکوٰۃ دینے اور شرک چھوڑنے پر' اور تو کسی معبود کو اللہ کا شریک نہ بنانا' راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے ہمارے لیے ہے تو حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی انگلیاں پھیلا دیں اور خیال کیا کہ میں کوئی شرط لگانے لگا ہوں جو وہ مجھے نہیں دیں گے راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا' ہم جہاں سے چاہیں اس سے حلال کر لیں اور ہر آدمی اپنے فعل کا ذمہ دار ہوگا تو آپؐ نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا تو جہاں سے چاہے وہ تیرے لیے حلال ہے۔ اور تو اپنے نفس کا ذمہ دار ہوگا' راوی بیان کرتا ہے پھر ہم آپؐ کے پاس سے واپس آ گئے پھر آپ نے فرمایا' تیرے معبود کی قسم یہ دونوں آدمی دنیا و آخرت میں سب لوگوں سے اتقی ہیں۔

بنی کلاب کے ایک آدمی کعب بن الحداریہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے بنو المنتفق اس کے اہل ہیں؟ راوی بیان کرتا ہے' کہ ہم واپس آ گئے اور میں اس کے پاس گیا اور اس نے تمام حدیث کو بیان کیا یہاں تک کہ اس نے کہا' کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جو لوگ جاہلیت میں فوت ہو چکے ہیں ان میں سے کسی کی کوئی خبر ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ قریش کے ایک معمولی آدمی نے کہا خدا کی قسم تیرا باپ المنتفق دوزخ میں ہے وہ بیان کرتا ہے' کہ گویا اس کی بات سے میری کھال' چہرے اور گوشت کے درمیان گرمی پیدا ہو گئی کیونکہ میں لوگوں میں بیٹھا تھا پس میں نے ارادہ کیا کہ کہوں یا رسول اللہ ﷺ آپ کے والد بھی' تو پھر ایک اور بہتر بات مجھے سوجھ گئی میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اہل بھی تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میرے اہل بھی اور تو جس عامری یا قرشی مشرک کی قبر پر جائے تو کہہ کہ مجھے محمد ﷺ نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ میں تجھے اس بات کی خبر دوں جو تیرے لیے

Marfat.com

تکلیف دہ ہے تو دوزخ میں اپنے چہرے اور پیٹ کے بل چلے گا۔

راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس نے ان سے یہ سلوک کیوں کیا ہے وہ بھی کچھ کر سکتے تھے اور وہ اپنے آپ کو اچھے کام کرنے والے خیال کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ سلوک اس لیے ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سات امتوں کے آخر میں ایک نبی مبعوث فرماتا ہے پس جو اپنے نبی کی نافرمانی کرتا ہے وہ گمراہوں میں سے ہو جاتا ہے اور جو اپنے نبی کی اطاعت کرتا ہے وہ ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث بہت غریب ہے اور اس کے بعض الفاظ میں نکارت پائی جاتی ہے۔ اور حافظ بیہقی نے اسے کتاب البعث والنشور میں اور عبدالحق اشبیلی نے ''العاقبۃ'' میں اور قرطبی نے کتاب التذکرۃ فی احوال آلاخرۃ میں بیان کیا ہے۔

زیاد بن الحارث رضی اللہ عنہ کی آمد:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابواحمد اسد ابازی نے اس کی خبر دی کہ ہمیں ابوبکر بن مالک القطیعی نے خبر دی کہ ہم سے ابوعبدالرحمٰن المقری نے عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم سے بیان کیا کہ مجھ سے زیاد بن نعیم الحضرمی سے بیان کیا کہ میں نے زیاد بن الحارث الصدائی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ:

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے اسلام پر آپ کی بیعت کر لی مجھے پتہ چلا کہ آپ نے میری قوم کی طرف ایک فوج بھیجی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فوج کو واپس بلا لیجیے میں آپ کے سامنے اپنی قوم کے اسلام لانے اور اطاعت کرنے کا ضامن ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور انہیں واپس کر دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری اونٹنی درماندہ ہو چکی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا اور وہ انہیں واپس لے آیا الصدائی بیان کرتا ہے کہ میں نے انہیں خط لکھا تو ان کا وفد ان کے اسلام کے ساتھ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اے صداء تو اپنی قوم میں مطاع ہے میں نے عرض کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت کی طرف ان کی راہنمائی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں آپ کو ان کا امیر نہ بنا دوں'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک بنا دیجیے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے میرے لیے ایک خط لکھا اور مجھے امیر بنا دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کے صدقات کے بارے میں مجھے حکم فرمایئے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا اور آپ نے میرے لیے ایک اور خط لکھا صدائی بیان کرتا ہے یہ آپ کے ایک سفر کا واقعہ ہے پس رسول کریم ﷺ ایک جگہ اترے تو اس جگہ کے لوگ آپ کے پاس اپنے عامل کی شکایت کرتے ہوئے آ گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے اور اس کی قوم کے درمیان جاہلیت میں جو چپقلش پائی جاتی تھی اس نے اس کی وجہ سے ہم پر گرفت کی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیا اس نے ایسا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! تو رسول کریم ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور میں بھی ان میں موجود تھا آپ نے فرمایا مومن آدمی کی امارت میں کوئی بھلائی نہیں صدائی بیان کرتا ہے کہ آپ کی یہ بات میرے دل میں اثر کر گئی پھر ایک اور آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے عطا فرمایئے۔ تو آپ نے فرمایا: ''جو شخص تونگری کے باوجود لوگوں سے سوال کرتا ہے تو یہ سر درد اور پیٹ کی بیماری ہے'' سائل نے کہا مجھے صدقہ سے دیجیے تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ صدقات کے بارے میں نہ نبی اور نہ کسی دوسرے آدمی

Marfat.com

کے فیصلے سے راضی ہوا ہے یہاں تک کہ اس نے خود ان کے بارے میں فیصلہ کیا ہے اور ان کے آٹھ حصے کیے ہیں‘ پس اگر تو ان حصوں میں سے ہوا تو میں تجھے دے دوں گا۔ صدائی بیان کرتا ہے کہ اس بات نے بھی میرے دل پر اثر کیا کہ میں مالدار ہوں اور میں نے آپ کے صدقہ کے بارے میں سوال کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں چلے تو میں آپ کے ساتھ ہو گیا اور میں نزدیک ہی تھا اور آپ کے اصحاب آپ سے الگ ہو جاتے تھے اور آپ سے پیچھے رہ جاتے تھے اور میرے سوا آپ کے ساتھ کوئی نہ رہا‘ پس جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے مجھے اذان کا حکم دیا اور میں نے اذان دی اور میں کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ‘ میں اقامت کہوں‘ اور آپ مشرق کی جانب فجر کی طرف دیکھنے لگے اور فرمانے لگے نہیں‘ اور جب فجر طلوع ہو گئی تو آپ اترے اور قضائے حاجت کے لیے میدان کی طرف چلے گئے‘ پھر واپس آ کر اپنے اصحاب سے مل گئے‘ اور فرمایا اے صداء کچھ پانی ہے میں نے عرض کیا تھوڑا سا پانی جو آپ کے لیے کافی نہیں ہو گا آپ نے فرمایا اسے برتن میں ڈال دو اور پھر اسے میرے پاس لے آؤ‘ میں نے ایسے ہی کیا تو آپ نے اپنی ہتھیلی کو پانی میں ڈالا تو میں نے آپ کی دو انگلیوں کے درمیان چشمہ ابلتے دیکھا اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اگر مجھے اپنے رب سے شرم محسوس نہ ہوتی تو ہم ضرور پانی پیتے اور پانی جمع کرتے‘‘۔

اور میرے اصحاب سے جو پانی کے ضرورتمند تھے انہوں نے مجھے آواز دی اور میں نے ان میں اعلان کر دیا‘ پس ان میں سے جس نے چاہا کچھ پانی لے لیا‘ پھر رسول کریم ﷺ نماز کے لیے گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنی چاہی تو رسول کریم ﷺ نے انہیں فرمایا کہ صداء نے اذان دی ہے اور جو اذان دیتا ہے وہی اقامت کہتا ہے۔

صدائی بیان کرتا ہے کہ میں نے اقامت کہی اور جب رسول کریم ﷺ نماز ادا کر چکے تو میں آپ کے پاس دونوں خط لایا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ان دونوں باتوں سے معاف فرمائیے‘ آپ نے فرمایا تجھے کیا معلوم ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے کہ مومن شخص کی امارت میں کوئی بھلائی نہیں اور میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں اور میں نے آپ کو سائل سے فرماتے سنا ہے کہ جو شخص تونگری کے باوجود لوگوں سے سوال کرتا ہے تو یہ سر درد اور پیٹ کی بیماری ہے اور میں نے آپ سے سوال کیا ہے حالانکہ میں تونگر ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ تمہاری مرضی ہے چاہو تو قبول کرو اور چاہو تو چھوڑ دو میں نے عرض کیا‘ میں چھوڑتا ہوں‘ تو رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا مجھے کسی آدمی کے متعلق بتاؤ جسے میں تم پر امیر مقرر کر دوں تو میں نے وفد کے آدمیوں میں سے جو آپ کے پاس آئے تھے آپ کو ایک آدمی بتا دیا تو آپ نے اسے ان پر امیر مقرر کر دیا پھر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا ایک کنواں ہے جب سردی کا موسم آتا ہے تو اس کا پانی بڑھ جاتا ہے اور ہم اس پر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو اس کا پانی کم ہو جاتا ہے۔ اور ہم اس کے اردگرد کے پانیوں پر متفرق ہو جاتے ہیں۔ اب ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمارے اردگرد تمام لوگ دشمن ہیں اللہ تعالیٰ سے ہمارے کنوئیں کے متعلق دعا فرمائیے کہ اس کا پانی ہمارے لیے بڑھ جائے اور ہم اس پر اکٹھے ہو جائیں اور پراگندہ نہ ہوں تو آپ نے سات سنگریزے منگوائے اور انہیں اپنے ہاتھ میں ملا اور ان کے بارے میں دعا فرمائی پھر فرمایا ان سنگریزوں کو لے جاؤ اور جب تم کنوئیں پر پہنچو تو ایک ایک کر کے اس میں پھینکو

Marfat.com

اور اللہ کا ذکر کرو' صدائی بیان کرتا ہے کہ آپ نے جو کچھ ہمیں فرمایا تھا ہم نے اس کے مطابق عمل کیا' پھر اس کے بعد ہم کنوئیں کی تہ کو نہیں دیکھ سکے۔

اور اس حدیث کے شواہد' سنن ابی داؤد' ترمذی اور ابن ماجہ میں موجود ہیں اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عمرۃ الجعرانہ کے بعد قیس بن سعد بن عبادہ کو چار سو آدمیوں کے ساتھ صداء کے علاقے کو روندنے کے لیے بھیجا تھا تو انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو بھیجا اور اس نے کہا کہ میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ اپنی فوج کو میری قوم سے واپس بلا لیں اور میں ان کے بارے میں آپ کے پاس ضامن ہوں۔ پھر ان کے پندرہ آدمیوں کا وفد آیا۔ پھر آپ نے حجۃ الوداع میں ان کے سو آدمیوں کو دیکھا پھر واقدی' ثوری سے عن عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم عن زیاد بن نعیم عن زیاد بن الحارث الصدائی' اذان کے بارے میں اس کا واقعہ روایت کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں الحارث بن احسان البکری کی آمد:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے زید بن الحباب نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوالمنذر سلام بن سلیمان نحوی نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم بن ابی النجود نے عن ابی وائل عن الحارث البکری بیان کیا کہ:

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں العلاء بن الحضرمی کی شکایت کرنے گیا اور ربذہ سے گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ بنی تمیم کی ایک بڑھیا وہاں الگ تھلگ بیٹھی ہے اس نے کہا اے بندۂ خدا! مجھے رسول اللہ ﷺ سے کوئی کام ہے کیا تو مجھے آپ کے پاس پہنچا دے گا۔ راوی بیان کرتا ہے میں اسے سوار کر کے مدینہ لے آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد لوگوں سے بھری پڑی ہے اور ایک سیاہ جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ تلوار لگائے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہیں؟ میں نے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا آپ عمرو بن العاص کو امیر بنا کر بھیجنا چاہتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں بیٹھ گیا اور آپ کے گھر آیا اور آپ سے اجازت طلب کی' آپ نے اجازت دی تو میں نے اندر جا کر سلام کہا تو آپ نے فرمایا: کیا تمہارے اور بنی تمیم کے درمیان کوئی چپقلش ہے' میں نے عرض کیا ہاں' اور انہیں شکست ہوئی ہے اور میں بنی تمیم کی ایک بڑھیا کے پاس سے گزرا ہوں جو وہاں الگ تھلگ بیٹھی تھی' اس نے مجھ سے سوال کیا کہ میں اسے سوار کر کے آپ کے پاس لے آؤں اور اس وقت وہ دروازے میں بیٹھی ہے آپ نے اسے اجازت دی تو وہ اندر آ گئی' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمارے اور بنی تمیم کے درمیان کوئی روک بنانا چاہتے ہیں تو ریگستان کو روک بنا دیجیے۔ پس بڑھیا گرمی کھا گئی اور تیار ہو گئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ آپ کا مضر کہاں مجبور ہو گا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا میری مثال اس قول کی سی ہے جو میرے پہلے تسلی دہندہ نے کہا تھا کہ اس نے اپنی موت کو اٹھایا تھا' میں نے اس بڑھیا کو اٹھایا اور یہ نہ سمجھا کہ یہ میری مخالف ہو گی۔ میں عاد کے قاصد کی طرح ہونے سے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ چاہتا ہوں' اس بڑھیا نے کہا' عاد کا قاصد کیا تھا؟ اور وہ اس سے بات کو بہتر جانتی تھی' لیکن اس سے مزا حاصل کر رہی تھی' میں نے کہا کہ عاد قوم میں قحط پڑ گیا تو انہوں نے اپنے قاصد کو بھیجا جسے قیل کہا جاتا تھا وہ معاویہ بن بکر کے پاس سے گزرا تو اس کے پاس ٹھہر گیا وہ اسے شراب پلاتا اور دو لونڈیاں اسے گانا سناتیں جنہیں جرادتان کہا جاتا تھا۔ پس جب ایک ماہ گزر گیا تو وہ مہرہ کے

Marfat.com

پہاڑوں کی طرف چلا گیا اور کہنے لگا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں کسی مریض کے پاس نہیں آیا کہ اس کا علاج کروں اور نہ کسی قیدی کے پاس آیا ہوں کہ اسے چھڑاؤں۔ اے اللہ تو عاد کو اس چیز سے سیراب کر دے جس سے تو سیراب کیا کرتا ہے' پس سیاہ بادل اس کے پاس سے گزرے تو ان سے آواز آئی کہ پسند کر لے' تو اس نے ایک سیاہ بادل کی طرف اشارہ کیا تو اس سے آواز آئی انہیں راکھ بنا دے اور عاد میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔ راوی بیان کرتا ہے مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اتنی ہوا بھیجی جتنی میری اس انگوٹھی میں چلتی ہے' حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

ابو وائل نے بیان کیا ہے کہ اس نے درست کہا ہے۔ پس جب کوئی مرد یا عورت اپنے کسی قاصد کو بھیجتے تو کہتے کہ وہ عاد کے قاصد کی طرح نہ ہو۔ اور نسائی اور ترمذی نے اسے ابو المنذر بن سلام بن سلیمان کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن ابی بکر بن عیاش عن عاصم بن ابی النجود عن الحارث البکری روایت کیا ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عاصم عن ابی وائل عن الحارث درست ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی عقیل کی اپنی قوم کے ساتھ آمد:

ابو بکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف السوسی نے ہمیں خبر دی کہ ابو جعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں علی بن الجعد نے خبر دی کہ ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا کہ ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے بیان کیا کہ ہم سے ابو خالد یزید اسدی نے بیان کیا کہ ہم سے عون بن ابی جحیفہ نے عن عبدالرحمٰن بن علقمہ ثقفی عن عبدالرحمٰن بن ابی عقیل بیان کیا کہ میں ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور ہم نے دروازے پر اونٹ بٹھا دیئے اور جس آدمی کے پاس ہم گئے اس سے بڑھ کر کوئی آدمی ہمیں مبغوض نہ تھا' پس جب ہم گئے اور آئے تو لوگوں میں اس شخص سے زیادہ ہمیں کوئی محبوب نہ تھا' جس کے پاس ہم گئے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی نے کہا:

''یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے رب سے سلیمان کی بادشاہی کی طرح بادشاہی کی دعا نہیں کی''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ مسکرا پڑے۔ پھر فرمایا:

''شاید تیرا آقا اللہ کے ہاں سلیمان کی بادشاہی سے زیادہ افضل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا' جس کو ایک دعا عطا نہ کی ہو' پس ان میں سے کسی نے اسے دنیا کے لیے رکھ لیا اور اللہ نے اسے دنیا دے دی اور ان میں سے کسی نے جب اس کی قوم نے نافرمانی کی تو اس نے ان پر بددعا کی اور وہ اس سے ہلاک ہو گئے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایک دعا عطا فرمائی ہے اور میں نے اسے بروز قیامت اپنے رب کے پاس اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھا ہے''۔

طارق بن عبداللہ اور اس کے اصحاب کی آمد:

حافظ بیہقی نے ابو جناب کلبی کے طریق سے جامع بن شداد محاربی سے روایت کی ہے کہ میری قوم کے طارق بن عبداللہ نامی ایک آدمی نے مجھے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ میں ذوالمجاز کے بازار میں کھڑا تھا کہ ایک جبہ دار آدمی اس کے پاس آ کر کہنے لگا: اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے اور ایک آدمی ان کا پیچھا کر کے انہیں پتھر مار رہا تھا' اور وہ کہہ رہا تھا: ''اے

Marfat.com

لوگو! یہ کذاب ہے'' میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ بنی ہاشم کا ایک جوان ہے' جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول خیال کرتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا' جو شخص اسے پتھر مار رہا ہے یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ اس کا چچا عبدالعزیٰ ہے۔ راوی بیان کرتا ہے جب لوگ مسلمان ہو گئے اور ہجرت کر گئے تو ہم ربذہ سے مدینہ جانے کے لیے نکلے تاکہ اس کی کھجوریں لائیں۔ پس جب ہم اس کی دیواروں اور کھجور کے درختوں کے نزدیک ہوئے تو میں نے کہا کاش ہم اترتے اور دوسرے کپڑے پہنتے' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی دو چادریں اوڑھے ہوئے ہے اس نے ہمیں سلام کیا اور پوچھا یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے جواب دیا ربذہ سے' اس نے پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا اس مدینہ میں' اس نے پوچھا تمہیں وہاں کیا کام ہے؟ ہم نے کہا ہم اس کی کھجوریں لینا چاہتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہمارے ساتھ ہماری ایک عورت بھی تھی اور ایک نکیل پڑا اونٹ بھی تھا اس نے پوچھا کیا تم اپنے اس اونٹ کو میرے پاس بیچو گے؟ ہم نے کہا ہاں' کھجور کے صاع کے ساتھ اس طرح' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے جو کہا اس نے ہم سے اس میں کمی کرنے کو نہ کہا اور اونٹ کی مہار پکڑی اور چل دیا' پس جب وہ مدینہ کی دیواروں اور کھجور کے درختوں میں ہم سے اوجھل ہو گیا تو ہم نے کہا' ہم نے کیا کیا ہے' خدا کی قسم ہم نے اونٹ کو کسی واقف آدمی کے پاس نہیں بیچا۔ اور نہ ہم نے اس سے قیمت لی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے جو عورت ہمارے ساتھ تھی' وہ کہنے لگی خدا کی قسم میں نے اس آدمی کو دیکھا ہے اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے ٹکڑے کی طرح ہے اور میں تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں کہ اچانک وہ آدمی آ گیا اور کہنے لگا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں' یہ تمہاری کھجوریں ہیں' پس کھاؤ اور سیر ہو جاؤ اور ماپو اور پورا لو۔ پس ہم نے کھجوریں کھائیں حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے اور ہم نے پورا ماپ لیا۔ پھر ہم مدینہ میں داخل ہوئے' پس جب ہم مسجد گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص منبر پر کھڑا ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہا ہے' ہم نے اس کے خطبے سے جو بات معلوم کی وہ یہ تھی کہ:

''صدقہ دو' صدقہ تمہارے لیے بہتر ہے' اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے' تیری ماں' تیرا باپ' تیری بہن' تیرا بھائی اور تیرے قریبی تیرے حسن سلوک کے مستحق ہیں' اچانک بنی یربوع یا انصار کا ایک آدمی آ کر کہنے لگا' یا رسول اللہ ﷺ جاہلیت میں ہمارے کچھ خون ان کے ذمے ہیں' آپ نے تین بار فرمایا: باپ اپنے بیٹے پر ظلم نہیں کرتا''۔

اور نسائی نے صدقے کی فضیلت کا کچھ حصہ عن یوسف بن عیسیٰ عن الفضل بن موسیٰ عن یزید بن زیاد بن ابی الجعد عن جامع بن شداد عن طارق بن عبداللہ محاربی بیان کیا ہے اور حافظ بیہقی نے اسے اسی طرح عن حاکم عن اصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر عن یزید بن زیاد عن جامع بن طارق پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس نے اس میں بیان کیا ہے کہ عورت نے کہا۔ ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو۔ میں نے اس آدمی کے چہرے کو دیکھا ہے' وہ خیانت نہیں کرے گا میں نے چودھویں کے چاند کے سوا کسی چیز کو اس کے چہرے کی مانند نہیں پایا۔

بلاد معان کے حکمران فروہ بن عمرو الجذامی کے قاصد کی آمد:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ فروہ بن عمرو بن النافرہ الجذامی ثم النفاثی نے اپنے اسلام کے ساتھ ایک قاصد کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور آپ کو سفید خچر ہدیہ دیا اور فروہ' رومیوں کے قریبی عربوں پر ان کا عامل تھا اور اس کا مقام معان اور

Marfat.com

اس کے ارد گرد کا شامی علاقہ تھا' پس جب رومیوں کو اس کے اسلام کی اطلاع ملی تو انہوں نے اسے تلاش کیا اور پکڑ کر اسے قید کر دیا تو اس نے اپنے قید خانے میں کہا۔

رات کو سلیمٰی کسی وقت میرے اصحاب کے پاس آئی جبکہ رومی دروازے اور قروان کے درمیان تھے۔ خیال نے روک دیا اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا' اسے برا خیال کیا اور میں نے اونگھنا چاہا اور اس نے مجھے رُلا دیا۔ میرے بعد سلیمٰی آنکھ میں سرمہ نہیں لگائے گی' اور نہ آنے والے کو بدلا دے گی اور میں ابو کبیشہ کو جانتا ہوں' اور وہ اعزی کے درمیان میری زبان نہیں کاٹ سکتا اور گھر میں ہلاک ہو جاؤں تو تم اپنے بھائی کو کھو دو گے اور اگر میں زندہ رہا تو وہ میرے مقام کو جان لیں گے اور جو کچھ کوئی جوان جمع کر سکتا ہے میں نے اس سے بڑی باتیں یعنی سخاوت و شجاعت اور بیان کو جمع کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب رومیوں نے اسے اپنے ایک فلسطینی پانی عفری پر صلیب دینے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا۔

کہ سلمٰی کو اطلاع مل گئی ہے کہ اس کا خاوند عفری کے پانی پر ایک اونٹنی پر سوار ہے' وہ ایسی ناقہ پر سوار ہے جس کی ماں پر نر کو اس حال میں نہیں ڈالا گیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں اونٹوں کے باہر سے کسے گئے ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ زہری کا خیال ہے کہ جب وہ اسے قتل کرنے کے لیے لے گئے تو اس نے کہا۔

مسلمانوں کے سرداروں کو اطلاع کر دو کہ میں نے اپنی ہڈیاں اور اپنا مقام اپنے رب کے سپرد کر دیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس پانی پر اسے صلیب دے دی۔ رحمه الله و رضی الله عنه و أرضاه وجعل الجنة مثواه.

آنحضرتؐ کے خروج کے وقت تمیم الداری کی آپ کے پاس آمد اور ایمان لانے والوں کا آپ پر ایمان لانا:

ابو عبداللہ سہیل بن محمد بن نصرویہ المروزی نے نیشاپور میں ہمیں اطلاع دی کہ ابو بکر محمد بن احمد بن الحسن قاضی نے ہمیں خبر دی کہ ابو سہل احمد بن محمد بن زیاد القطان نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن جعفر بن زبیر نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہمیں خبر دی کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے غیلان بن جریر کو شعبی سے بحوالہ فاطمہ بنت قیس بیان کرتے سنا' وہ بیان کرتی ہیں کہ:

تمیم الداری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے آپ کو بتایا کہ اس نے سمندر میں سفر کیا اور اس کی کشتی بھٹک گئی اور وہ ایک جزیرہ میں اتر گئے اور وہ اس میں پانی تلاش کرنے گئے تو وہ ایک انسان سے ملے جو اپنے بالوں کو گھسیٹ رہا تھا اس نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں جساسہ ہوں' انہوں نے کہا ہمیں کچھ بتاؤ' اس نے کہا میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ لیکن تمہیں اس جزیرہ میں جانا لازم ہے۔ پس ہم اس میں داخل ہو گئے' کیا دیکھتے ہیں ایک آدمی کو بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں' اس نے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے کہا ہم عرب لوگ ہیں' اس نے پوچھا جو نبی تم میں ظاہر ہوا ہے اس نے کیا کیا ہے؟ ہم نے کہا لوگ اس پر ایمان لائے ہیں اور اس کی پیروی کی ہے اور اس کی تصدیق کی ہے۔ اس نے کہا یہ بات ان کے لیے بہتر ہے' اس نے کہا کیا تم بحیرہ زغر کے متعلق بتاؤ گے کہ اس نے کیا کیا' تو ہم نے اسے اس کے متعلق خبر دی تو اس نے چھلانگ لگائی' قریب تھا کہ وہ دیوار کے پیچھے سے نکل جائے۔ پھر اس نے پوچھا بیسان کے کھجور کے درختوں نے کیا کیا' کیا انہیں بعد ازاں کھایا گیا ہے تو ہم نے اسے بتایا کہ انہیں کھایا گیا ہے تو اس نے اسی طرح چھلانگ لگائی' پھر کہنے لگا اگر مجھے نکلنے کی اجازت ہوتی تو طیبہ کے سوا سب شہر پامال

Marfat.com

ہو جاتے۔ فاطمہ بنت قیس بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے نکالا اور لوگوں سے باتیں کیں اور بتایا کہ یہ طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ مسلم اور اہل سنن نے کئی طرق سے عن عامر بن شراحیل الشعبی عن فاطمہ بنت قیس روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اس کا شاہد بیان کیا ہے۔ اور عنقریب یہ حدیث اپنے طرق والفاظ کے ساتھ کتاب الفتن میں بیان ہو گی۔ اور واقدی نے لخم کے الدارین کے وفد کا ذکر کیا ہے جو دس آدمی تھے۔

بنی اسد کا وفد:

اسی طرح واقدی نے بیان کیا ہے کہ ۹ ھ کے آغاز میں بنی اسد کا وفد رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور وہ دس آدمی تھے جن میں ضرار بن الازورؓ وابصہ بن معبدؓ اور طلیحہ بن خویلدؓ جس نے بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا' پھر ازاں بعد وہ بہت اچھا مسلمان ہو گیا' اور نفاذہ بن عبداللہ بن خلف شامل تھے' ان کے لیڈر حضرمی بن عامر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے پاس بے آب و گیاہ سال میں شب تار سے گذر کر آئے ہیں اور آپ نے ہماری طرف کوئی فوج نہیں بھیجی تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ:

''وہ تجھ پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں' کہہ دو' تم مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے اسلام کی جانب تمہاری رہنمائی کی ہے اگر تم راست باز ہو''۔

اور ان میں ایک قبیلہ تھا جسے بنو الزنیہ کہا جاتا تھا آپؐ نے ان کا نام بدل دیا اور فرمایا تم بنو الرشدہ ہو اور رسول اللہ ﷺ نے نفاذہ بن عبداللہ بن خلف سے ایک اونٹنی ہدیۃً طلب کی جس کے ساتھ کوئی بچہ نہ ہو' اور وہ سواری اور دودھ کے لحاظ سے اچھی ہو اس نے اسے تلاش کیا اور وہ اسے اپنے ایک عمزاد کے ہاں ملی اور وہ اسے لے آیا' رسول کریم ﷺ نے اسے دوہنے کا حکم دیا' پس آپ نے اس کا دودھ پیا اور اسے اپنا جھوٹھا دودھ پلایا پھر فرمایا:

''اے اللہ! اس میں برکت دے اور اسے بھی جس نے اسے عطا کیا ہے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور جو اسے لے کر آیا ہے اسے بھی برکت دے تو آپ نے فرمایا اور اسے بھی جو اسے لایا ہے''۔

بنی عبس کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ وہ نو آدمی تھے۔ اور واقدی نے ان کے نام بھی بتائے ہیں پس حضرت نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: ''میں تمہارا دسواں ہوں'' اور آپؐ نے طلحہ بن عبداللہ کو حکم دیا تو اس نے ان کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کا شعار ''اے دس'' مقرر کیا اور اس نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان سے خالد بن سنان العبسی کے متعلق دریافت کیا جس کے حالات قبل ازیں ہم ایام جاہلیت میں ہی بیان کر آئے ہیں تو انہوں نے بیان کیا کہ اس کی کوئی اولاد نہیں نیز اس نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے انہیں شام سے آنے والے ایک قریشی قافلے کی نگرانی کے لیے بھیجا' اس عبارت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ان کی آمد فتح سے پہلے ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

Marfat.com

بنی فزارہ کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ ہم سے عبداللہ بن محمد عمر الجعفی نے ابی وجزۃ السعدی سے بیان کیا کہ جب ۹ ھ رسول کریم ﷺ تبوک سے واپس آئے تو آپ کی خدمت میں بنی فزارہ کا وفد آیا' جو دس پندرہ آدمیوں پر مشتمل تھا' جس میں خارجہ بن حصن' اور حارث بن قیس بن حصن شامل تھے اور حارث ان میں سب سے چھوٹا تھا۔ یہ لوگ کمزور سواریوں پر آئے اور اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے۔ رسول کریم ﷺ نے ان سے ان کے علاقے کے متعلق پوچھا تو ان میں سے ایک نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے علاقے میں قحط پڑ گیا ہے اور ہمارے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور ہمارے باغات خشک ہو گئے ہیں اور ہمارے اہل وعیال بھوکے ہیں' پس ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے' رسول کریم ﷺ نے منبر پر چڑھ کر دعا کی۔

اے اللہ! اپنے ملک اور چوپایوں کو سیراب کر دے اور اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنے مردہ ملک کو زندہ کر دے۔ اے اللہ! ہمیں عام بارش سے سیراب کر دے' جو خوشگوار خوشحالی لانے والی' فضا کو ڈھانک لینے والی' وسیع' جلد آنے والی' دیر نہ کرنے والی' نفع مند اور نقصان نہ دینے والی ہو اے اللہ! یہ سیرابی رحمت والی ہو' عذاب والی' ڈھانے والی' غرق کرنے والی اور مٹا دینے والی نہ ہو۔ اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر دے اور ہمیں دشمنوں پر فتح عطا فرما۔

راوی بیان کرتا ہے کہ بارش ہوئی اور لوگوں نے ہفتہ تک آسمان کو نہ دیکھا تو رسول کریم ﷺ نے منبر پر چڑھ کر دعا کی:

''اے اللہ! ہمارے ارد گرد ٹیلوں پر اور وادیوں کے بطون اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر بارش کر اور ہم پر بارش نہ کر' پس مدینہ سے بادل یوں پھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے''۔

بنی مرہ کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ ۹ ھ میں آپ کی تبوک سے واپسی پر آئے تھے اور یہ تیرہ آدمی تھے جن میں حارث بن عوف بھی شامل تھا' حضور علیہ السلام نے انہیں چاندی کے بیس اوقیے عطیہ دیا۔ اور حارث بن عوف کو بارہ اوقیے دیئے اور انہوں نے بتایا کہ ان کا علاقہ قحط زدہ ہے تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ان کو بارش سے سیراب کر دے''۔ اور جب وہ اپنے علاقے کو واپس گئے تو انہیں معلوم ہوا کہ جس دن رسول کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی اسی دن یہاں بارش ہو گئی تھی۔

بنی ثعلبہ کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے بنی ثعلبہ کے ایک آدمی سے اور اس نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ جب ۸ ھ میں رسول کریم ﷺ الجعرانہ سے تشریف لائے' تو ہم چار آدمی آپ کے پاس گئے اور ہم نے کہا کہ ہم اپنی قوم کے ان لوگوں کے جو ہمارے پیچھے ہیں' ایلچی ہیں اور وہ اسلام کو تسلیم کرتے ہیں' تو آپ نے ہماری ضیافت کرنے کا حکم دیا اور ہم نے چند روز قیام کیا' پھر ہم آپ کے پاس آپ کو الوداع کہنے آئے تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان کو بھی ایسے ہی عطیہ دیجیے جیسے آپ وفد کو عطیہ دیتے ہیں۔ تو وہ چاندی کا ایک بیل لائے اور آپ نے ہم میں سے ہر ایک کو پانچ اوقیے دیئے اور فرمایا ہمارے پاس دراہم نہیں ہیں اور اپنے علاقے کو واپس چلے گئے۔

Marfat.com

بنی محارب کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے محمد بن صالح نے ابو وجزۃ السعدی سے بیان کیا کہ محارب کا وفد ۱۰ھ میں حجۃ الوداع میں آیا اور وہ دس آدمی تھے، جن میں سواء بن الحارث اور اس کا بیٹا خزیمہ بن سواء شامل تھے پس وہ حارث کی بیٹی رملہ کے ہاں اترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کے پاس صبح و شام کا کھانا لاتے تھے پس وہ مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے ہم اپنے پچھلے لوگوں کے ذمہ دار ہیں اور ان اجتماعات میں ان سے بڑھ کر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ پر سخت گیر اور سخت کلام نہ تھا اور وفد میں ان کے ایک آدمی کو رسول کریم ﷺ نے پہچان لیا تو اس نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے آپ کی تصدیق کرنے تک زندہ رکھا اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک یہ دل اللہ کے قبضے میں ہیں''۔ اور رسول کریم ﷺ نے خزیمہ بن سوار کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو وہ سفید روشن ہو گیا اور آپ نے انہیں اسی طرح عطیات دیئے جیسے آپ وفد کو دیا کرتے تھے اور وہ اپنے علاقے کو واپس چلے گئے۔

بنی کلاب کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ یہ ۹ھ میں آئے تھے اور تیرہ آدمی تھے جن میں مشہور شاعر لبید بن ربیعہ اور جبار بن سلمی شامل تھے اور اس کے اور کعب بن مالک کے درمیان دوستی تھی پس اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کا اکرام کیا اور اسے ہدیہ دیا اور وہ اس کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے آپ کو اسلام کا سلام کہا۔ اور آپ کو بتایا کہ ضحاک بن سفیان کلابی ان میں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کو لے گیا تھا جس کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے اور اس نے ان کو اللہ کی جانب بلایا تو انہوں نے اس کی بات قبول کر لی اور اس نے ان کے اغنیاء سے صدقات لے کر ان کے فقراء پر صرف کر دیے ہیں۔

بنی رؤاس بن کلاب کا وفد:

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی جسے عمرو بن مالک بن قیس بن بجید بن رؤاس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کہا جاتا تھا رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا پھر اس نے اپنی قوم کے پاس واپس جا کر انہیں اللہ کی طرف دعوت دی تو انہوں نے کہا جب تک ہم بنی عقیل کے اتنے آدمی قتل نہ کر لیں جتنے انہوں نے ہمارے آدمی قتل کیے ہیں اس وقت تک ہم دعوت الی اللہ کو قبول نہ کریں گے۔ اور اس نے ان کی باہمی جنگ کا ذکر کیا اور اس عمرو بن مالک نے بنی عقیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کڑی میں کس دیا اور رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور جو فعل میں نے کیا تھا اس کی اطلاع آپ کو مل چکی تھی تو آپ نے فرمایا اگر وہ میرے پاس آیا تو میں اس کے ہاتھ پر جو کڑی سے اوپر ہے ماروں گا پس جب میں آیا تو میں نے سلام کہا اور آپ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا اور منہ پھیر لیا پھر میں آپ کی دائیں جانب سے آیا تو آپ نے مجھ سے اعراض کیا پھر میں آپ کی بائیں جانب سے آیا تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا پھر میں آپ کے سامنے سے آیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ بھی پسند کرتا ہے اور راضی ہو جاتا ہے مجھ سے راضی ہو جایئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہوگا۔ آپ نے فرمایا: ''میں راضی ہوں''۔

Marfat.com

بنی عقیل بن کعب کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں العقیق' عقیق بن عقیل' جاگیر میں دی' اس زمین میں کھجوروں کے درخت اور چشمے ہیں اور آپ نے اس کے متعلق ایک تحریر لکھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ ﷺ نے اسے ربیع' مطرف' اور انس کو عطا کیا ہے اور جب تک وہ نماز پڑھیں' زکوٰۃ دیں اور سمع وطاعت اختیار کریں' آپ نے ان کو عقیق کی جاگیر عطا کی ہے اور آپ نے ان کو کسی مسلمان کا حق نہیں دیا''۔

اور یہ تحریر مطرف کے ہاتھ میں تھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اسی طرح لقیط بن عامر بن المنتفق بن عامر بن عقیل ابورزین آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے النظیم کا عطا کیا اور اس نے اپنی قوم کی طرف سے آپ کی بیعت کی اور قبل ازیں ہم اس کی آمد کے واقعہ اور گفتگو کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

بنی قشیر بن کعب کا وفد:

یہ حجۃ الوداع اور حنین سے پہلے کا واقعہ ہے اور ان میں قرہ بن ہبیرہ بن عامر بن سلمہ الخیر ابن قشیر کا ذکر کیا گیا ہے جو مسلمان ہو گیا تو رسول کریم ﷺ نے اسے چادر زیب تن کرائی اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے صدقات کا متصرف ہو تو قرہ نے واپسی پر کہا۔

جب میری اونٹنی رسول کریم ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اسے عطیہ دیا اور اسے نہ ختم ہونے والی بخشش پر قدرت دی اور وہ شاداب زمین کا باغ بن گئی حالانکہ وہ خشک تھی اور اس نے محمد ﷺ سے اپنی ضروریات پوری کیں' اس پر ایک جوان سوار ہے جس کے کجاوے کے پیچھے مذمت نہیں بیٹھ سکتی اور وہ عاجز متردہ کے معاملے میں سوچ بچار کرتا ہے۔

بنی البکاء کا وفد:

بیان کیا گیا ہے کہ یہ لوگ ۹ ھ میں آئے تھے اور تین آدمی تھے' اور ان میں معاویہ بن ثور بن معاویہ بن عبادہ بن البکاء بھی تھا اور ان دنوں اس کی عمر ایک سو سال تھی اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا جسے بشر کہا جاتا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو مس کر کے برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں اور میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرا یہ بیٹا میرے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیجیے تو رسول کریم ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اسے موٹی بکریاں دیں اور انہیں برکت کی دعا دی' اور اس کے بعد انہیں خشک سالی اور قحط کی تکلیف نہیں ہوتی تھی اور محمد بن بشیر بن معاویہ نے اس بارے میں کہا۔

''اور میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر رسول کریم ﷺ نے ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کی''۔

اور جب وہ احمد علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے اسے موٹی بکریاں دیں جو چل چل کر لاغر ہو گئیں اور وہ داڑھی والیاں نہ تھیں وہ ہر شب قبیلے کے وفد کو پر کر دیتی تھیں اور صبح کو بھی دوبارہ پر کرتی تھیں انہیں عطیے سے برکت حاصل ہوئی تھی' اور عطیہ دینے والا بھی مبارک تھا اور جب تک میں زندہ ہوں میری طرف سے ان پر دعا ہو۔

Marfat.com

کنانہ کا وفد:

واقدی نے اپنی اسانید سے روایت کیا ہے کہ واثلہ بن الاسقع لیثی اس وقت رسول کریم ﷺ کے پاس آیا جب آپ تبوک کی طرف تیار ہو رہے تھے اس نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ کر انہیں دعوت دی اور انہیں رسول کریم ﷺ کے متعلق بتایا تو اس کے باپ نے اسے کہا خدا کی قسم میں تمہیں کبھی سواری نہیں دوں گا اور اس کی بہن نے اس کی بات سنی تو وہ مسلمان ہو گئی اور اسے تیار کیا یہاں تک کہ وہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ تبوک کی طرف گیا اور وہ کعب بن عجرہ کے اونٹ پر سوار تھا اور رسول کریم ﷺ نے اسے اکیدر دومہ کی طرف بھیجا تھا' پس جب وہ واپس آئے تو واثلہ نے کعب بن عجرہ کے سامنے وہ شرط پیش کی جو اس نے غنیمت کے حصہ کے متعلق اس پر عائد کی تھی تو کعب نے اسے کہا میں نے تجھے صرف اللہ کی رضامندی کی خاطر سواری دی تھی۔

اشجع کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ خندق کے سال آئے تھے اور وہ ایک سو آدمی تھے اور ان کا لیڈر مسعود بن رخیلہ تھا پس وہ سلع کی گھاٹی میں اترے تو رسول کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے لیے کھجوروں کے بوجھوں کا حکم دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ بنی قریظہ سے آپ کی فراغت کے بعد آئے تھے اور یہ سات سو آدمی تھے پس آپ نے ان سے مصالحت کی اور وہ واپس چلے گئے پھر اس کے بعد مسلمان ہو گئے۔

باہلہ کا وفد:

ان کا لیڈر مطرف بن الکاہن فتح کے بعد آیا اور مسلمان ہو گیا اور اس نے اپنی قوم کے لیے امان حاصل کی اور آپ نے اس کے لیے ایک تحریر لکھی جس میں اسلام کے فرائض و احکام کا ذکر تھا اور جسے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔

بنی سلیم کا وفد:

حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بنی سلیم کا ایک آدمی آیا جسے قیس بن نشبہ کہا جاتا تھا آپ نے اس کی باتیں سنیں اور اس سے کچھ اشیاء کے متعلق دریافت کیا تو اس نے آپ کو جواب دیا اور آپ نے یہ سب باتیں یاد رکھیں' اور رسول اللہ ﷺ نے اسے دعوتِ اسلام دی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ اور اپنی قوم بنی سلیم کی طرف واپس جا کر کہنے لگا میں نے رومیوں کے ترجمہ' ایرانیوں کی آہستہ آواز' عربوں کے اشعار' کاہنوں کی کہانت اور حمیر کے گفتگو کرنے والے کے کلام کو سنا ہے' پس محمد ﷺ کا کلام ان کے کلام سے کچھ بھی مشابہت نہیں رکھتا' پس میری مانو اور اس سے اپنا حصہ لے لو' اور جب فتح کا سال آیا تو بنو سلیم نکلے اور رسول اللہ ﷺ کو قدید میں ملے اور وہ سات سو تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ہزار تھے اور ان میں عباس بن مرداس اور ان کے سرداروں کی ایک جماعت بھی تھی اور کہنے لگے ہمیں اپنے ہراول میں رکھیے اور ہمارا جھنڈا سرخ بنایئے اور ہمارا اشعار مقدم بنایئے تو آپ نے انہیں یہی کچھ بنا دیا اور وہ فتح مکہ' طائف اور حنین میں آپ کے ساتھ شامل ہوئے۔ اور راشد بن عبدربہ سلمی ایک بت کی پوجا کیا

Marfat.com

کرتا تھا اس نے ایک روز دیکھا کہ دو لومڑ اس پر پیشاب کر رہے ہیں' تو اس نے کہا۔

''کیا وہ رب ہے جس کے سر پر دو لومڑ پیشاب کر رہے ہیں اور جس کے سر پر لومڑ پیشاب کرے وہ کمزور ہوتا ہے''۔

پھر اس نے اس پر حملہ کر کے اسے توڑ دیا اور پھر رسول کریم ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہو گیا رسول کریم ﷺ نے اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا غاوی بن عبدالعزیٰ تو آپ نے فرمایا بلکہ تو راشد بن عبدربہ ہے اور اسے رہاط نامی جگہ جاگیر میں دی جس میں ایک چشمہ رواں تھا' جسے چشمہ رسول کہا جاتا تھا۔ اور فرمایا یہ بنی سلیم کا بہترین آدمی ہے اور آپ نے اسے اپنی قوم کا سردار بنا دیا اور وہ فتح مکہ اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوا۔

بنی ہلال بن عامر کا وفد:

اور ان کے وفد میں عوف بن احمر بھی تھا' جو مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور قبیصہ بن مخارق بھی تھا جس کی صدقات کے بارے میں حدیث ہے اور بنی ہلال کے وفد میں زیاد بن عبداللہ بن مالک بن نجیر بن الہدم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بھی تھا اور جب یہ مدینہ میں داخل ہوا تو اس نے اپنی خالہ میمونہ بنت حارث کے گھر جانے کا ارادہ کیا اور ان کے پاس چلا گیا' پس جب رسول کریم ﷺ اپنے گھر آئے تو آپ نے اسے دیکھا تو غصے ہو گئے اور واپس لوٹے' تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بھانجا ہے تو آپ اندر آ گئے۔ پھر زیاد کے ساتھ آپ مسجد کی طرف گئے اور آپ نے نماز ظہر ادا کی' پھر آپ نے زیاد کو قریب کیا اور اس کے لیے دعا کی اور اپنے ہاتھ کو اس کے سر پر رکھا۔ پھر اسے اس کی ناک کی ایک طرف لے گئے اور بنو ہلال کہا کرتے تھے کہ ہم ہمیشہ زیاد کے چہرے سے برکت حاصل کرتے تھے اور ایک شاعر نے علی بن زیاد سے کہا۔

''وہ ہستی جس کے سر کو حضرت نبی کریم ﷺ نے چھوا اور مسجد میں اس کے لیے دعائے خیر کی یعنی زیاد کے لیے' اور میری مراد اس کے سوا' کوئی مسافر یا تہامہ یا نجد جانے والا نہیں ہے۔ اور وہ نور ہمیشہ اس کی ناک پر رہا۔ یہاں تک اس نے قبر میں اپنا گھر بنا لیا''۔

بنی بکر بن وائل کا وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ جب وہ آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حس بن ساعدہ کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا وہ تم میں سے نہیں ہے وہ ایاد کا آدمی ہے جو جاہلیت میں موحد ہو گیا تھا پس وہ عکاظ آیا اور لوگ اجتماع کیے ہوئے تھے اور اس نے ان سے وہ باتیں کیں جو اس نے آپ سے حفظ کی تھیں' راوی بیان کرتا ہے کہ وفد میں بشیر بن الخصاصیہ' عبداللہ بن مرثد اور حسان بن خوط بھی تھے' راوی کہتا ہے کہ حسان کی اولاد میں سے ایک آدمی نے کہا۔

''میں اور حسان بن خوط اور میرا باپ بکر کے ایلچی بن کر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس گئے''۔

بنی تغلب کا وفد:

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سولہ مسلمان آدمی تھے اور نصاریٰ پر سنہری صلیبیں تھیں اور یہ حارث کی بیٹی رملہ کے گھر اترے' پس

Marfat.com

رسول کریم ﷺ نے نصاریٰ سے ان شرائط پر مصالحت کی کہ وہ اپنی اولاد کو نصرانیت میں ضائع نہ کریں' اور ان میں سے مسلمانوں کو پناہ دی۔

اہل یمن اور تجیب کے وفد:

واقدی بیان کرتا ہے کہ وہ ۹ھ میں آئے تھے اور وہ تیرہ آدمی تھے اور آپ نے ان کو دوسروں سے زیادہ عطیات دیئے اور ان کے ایک جوان کو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "تجھے کس چیز کی ضرورت ہے؟" اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل کو غنی کر دے۔ آپؐ نے فرمایا:

"اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کے دل کو غنی کر دے"۔

اور اس کے بعد وہ بڑے درویشوں میں سے ہو گیا۔

خولان کا وفد:

بیان کیا گیا ہے کہ یہ دس آدمی تھے اور یہ شعبان ۱۰ھ میں آئے تھے اور رسول کریم ﷺ نے ان سے ان کے بت کے بارے میں دریافت کیا جسے انس کہا جاتا تھا' انہوں نے کہا ہم نے اس سے بہتر بت بدل لیا ہے اور اگر ہم واپس گئے تو ہم اسے مسمار کر دیں گے اور انہوں نے قرآن و سنن کو سیکھا اور جب واپس گئے تو بت کو مسمار کر دیا۔ اور جس چیز کو اللہ نے حلال ٹھہرایا ہے اسے حلال ٹھہرایا اور جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اسے حرام ٹھہرایا۔

جعفی کا وفد:

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ دل کے کھانے کو حرام قرار دیتے تھے' پس جب ان کا وفد مسلمان ہو گیا تو رسول کریم ﷺ نے انہیں دل کے کھانے کا حکم دیا اور آپ کے حکم سے اسے بھونا گیا اور آپ نے اسے ان کے لیڈر کو دیا اور فرمایا جب تک تم اسے نہ کھاؤ تمہارا ایمان مکمل نہ ہوگا' پس اس نے اسے پکڑ لیا اور اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا' پس اس نے اسے کھایا اور کہا:

"میں نے بادل نخواستہ دل کو کھایا اور جب میری انگلیوں نے چھوا تو وہ کانپ رہی تھیں"۔

Marfat.com

باب ۹

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ازد کی آمد

ابونعیم نے 'کتاب معرفۃ الصحابہ' میں اور حافظ ابوموسیٰ المدینی نے احمد بن ابی الحواری کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان الدارانی کو کہتے سنا کہ مجھ سے علقمہ بن مرثد بن سوید ازدی نے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میرے باپ نے میرے دادا سے بحوالہ سوید بن الحارث مجھے بتایا کہ میں اپنی قوم کا ساتواں آدمی تھا جو رسول کریم ﷺ کے پاس گیا' پس جب ہم آپ کے پاس گئے اور آپ سے گفتگو کی تو آپ ہماری علامت اور لباس کو دیکھ کر حیران ہوئے اور فرمایا تم کون ہو؟ ہم نے جواب دیا۔ ہم مومن ہیں تو آپ مسکرائے اور فرمایا۔ ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے' تمہارے قول اور ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ ہم نے عرض کیا پندرہ خصائل' ان میں سے پانچ کے متعلق آپ کے ایلچیوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان پر ایمان لائیں' اور پانچ پر آپ نے ہمیں عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور پانچ کو ہم نے جاہلیت میں اختیار کیا تھا اور ہم اب تک ان پر قائم ہیں سوائے اس کے کہ آپ ان میں سے کسی کو ناپسند کریں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

وہ پانچ باتیں کون سی ہیں جن پر میرے ایلچیوں نے تمہیں ایمان لانے کا حکم دیا ہے؟ ہم نے کہا' آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ' اس کے ملائکہ' کتابوں' رسولوں اور بعث بعد الموت پر ایمان لائیں' آپ نے فرمایا وہ پانچ باتیں کون سی ہیں جن پر میں نے تمہیں عمل کرنے کا حکم دیا ہے؟ ہم نے عرض کیا آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں' رمضان کے روزے رکھیں اور استطاعت کی صورت میں بیت اللہ کا حج کریں' آپ نے فرمایا وہ پانچ باتیں کون سی ہیں جو جاہلیت میں تم نے اختیار کی تھیں' انہوں نے جواب دیا:

''فراخی کے وقت اللہ کا شکر ادا کرنا' مصیبت کے وقت صبر کرنا' قضا و قدر کے فیصلہ پر راضی رہنا' جنگ کے میدان میں ثابت قدم رہنا' اور دشمنوں سے شماتت ترک کرنا''۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''حکماء' علماء قریب ہیں کہ یہ اپنی سمجھ کی وجہ سے انبیاء ہو جائیں''۔

پھر آپ نے فرمایا میں تم سے پانچ باتوں کا خواہاں ہوں' تو تمہاری بیس خصلتیں پوری ہو جائیں گی اگر تم ایسے ہو جیسا کہ تم بیان کرتے ہو۔ جو تم کھاتے نہیں اسے جمع نہ کرو اور جس میں رہتے نہیں اسے نہ بناؤ اور اس چیز میں زیادہ رغبت نہ کرو جسے کل تم نے چھوڑ دینا ہے اور اس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کی طرف تم نے لوٹنا ہے اور جس کے سامنے پیش ہونا ہے اور اس چیز میں رغبت کرو جس کے سامنے تم نے پیش ہونا ہے اور جس میں تم نے ہمیشہ رہنا ہے۔

پس وہ لوگ رسول کریم ﷺ کے پاس سے واپس چلے گئے اور انہوں نے آپ کی وصیت کو یاد رکھا اور اس پر عمل کیا۔

Marfat.com

کندہ کا وفد:

یہ دس پندرہ آدمی تھے جن کا لیڈر اشعث بن قیس تھا اور آپ نے انہیں دس اوقیے عطیہ دیا اور اشعث کو بارہ اوقیے دیئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

الصدف کا وفد:

یہ وفد پندرہ سواروں کا تھا اور یہ رسول کریم ﷺ سے اس وقت ملے جبکہ آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے' پس یہ بیٹھ گئے اور مسلمان نہ ہوئے' آپ نے فرمایا: ''کیا تم مسلمان ہو''؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' آپ نے فرمایا: تم نے سلام کیوں نہیں کیا' تو وہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے نبی! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو آپ نے فرمایا' اور تم پر بھی سلام ہو' بیٹھ جاؤ' پس وہ بیٹھ گئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات کے متعلق دریافت کیا۔

خشین کا وفد:

راوی بیان کرتا ہے کہ ابوثعلبہ الخشنی اس وقت آیا جب رسول کریم ﷺ خیبر جانے کی تیاری کر رہے تھے پس وہ خیبر میں آپ کے ساتھ شامل ہوا' پھر اس کے بعد ان میں سے دس پندرہ آدمی آئے اور مسلمان ہو گئے۔

بنی سعد کا وفد:

پھر اس نے بنی سعد' ہذیم' بلی' بہراء' بنی عذرہ' سلاماں' جہینہ' بنی کلب اور جرمیوں کے وفود کا ذکر کیا ہے۔ اور قبل ازیں صحیح بخاری میں عمرو بن سلمہ الجرمی کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔

اور اس نے ازد غسان' حارث بن کعب' ہمدان' سعد العشیرہ' قیس' الداریون' الرہاویون بنی عامر' مسیح' بجیلہ' خثعم اور حضر موت کے وفود کا بھی ذکر کیا ہے اور ان میں وائل بن حجر کا بھی ذکر ہے۔ اور ان میں چار بادشاہوں' حمیدا' نحوسا' مشرجا اور ابضعہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور مسند احمد میں ان کی تعریف ان کے بھائی الغمر کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ اور واقدی نے اس کے متعلق طویل کلام کیا ہے۔

اور اس نے ازد عمان' غافق' بارق' دوس ثمالہ' حدار' اسلم' جذام' مہرہ' حمیر' نجران اور جیسان کے وفود کا بھی ذکر کیا ہے اور ان قبائل کے بارے میں طویل گفتگو کی ہے۔ اور قبل ازیں ہم بعض متعلقہ امور کفایت کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

درندوں کا وفد:

پھر واقدی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے شعیب بن عبادہ نے عبدالمطلب بن عبداللہ بن حطب سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں اپنے اصحاب میں جلوس فرما تھے کہ ایک بھیڑیا آیا اور آپ کے سامنے کھڑے ہو کر بھونکا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا یہ تمہاری طرف درندوں کا ایلچی ہے۔ اگر تم پسند کرو تو اس کے لیے کچھ مقرر کر دو اور اسے کسی دوسرے کی طرف نہ بھیجو اور اگر تم چاہو تو اسے چھوڑ دو اور اس سے احتیاط کرو' پس جو وہ لے گئے وہ اس کا رزق ہے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ، ہمارا دل اس کے لیے کسی چیز کو پسند نہیں کرتا، تو رسول کریم ﷺ نے اپنی تین انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا یعنی ان کو اچک لے، پس وہ حرکت کرتا ہوا چلا گیا۔ یہ حدیث اس طریق سے مرسل ہے اور یہ بھیڑیا اس بھیڑیئے کے مشابہ ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے جسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔

یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں قاسم بن الفضل الحرانی نے عن ابی نضرہ عن ابی سعید خدری خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کر دیا اور اسے پکڑ لیا، پس چرواہے نے اسے تلاش کیا اور اسے بھیڑیئے سے چھین لیا تو بھیڑیا اپنی دم کے بل بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اور مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے جو اللہ نے مجھے دیا ہے، اس نے کہا عجیب بات ہے کہ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ کر مجھ سے انسانوں کی طرح گفتگو کرتا ہے، بھیڑیئے نے کہا کیا میں تمہیں اس سے بھی عجیب تر بات، محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق نہ بتاؤں وہ یثرب میں لوگوں کو گزشتہ باتوں کی خبر دیتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا آیا یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گیا اور اس نے بکریوں کو مدینہ کے ایک کونے میں روک دیا۔ پھر رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو واقعہ بتایا، تو رسول کریم ﷺ کے حکم سے لوگوں کے جمع ہونے کے لیے منادی کی گئی، پھر آپ باہر آئے اور بدو سے کہا، انہیں بھی وہ واقعہ بتاؤ تو اس نے ان کو واقعہ بتایا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اس نے سچ کہا ہے، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک درندے انسانوں سے گفتگو نہ کریں اور آدمی سے اس کے کوڑے کا سرا اور اس کی جوتی کا تسمہ گفتگو کرے گا، اور جو کچھ اس کے اہل و عیال اس کے بعد کرتے رہے ہوں گے اس کی ران اس کے متعلق اسے خبر دے گی''۔

اور ترمذی نے اسے سفیان بن وکیع بن الجراح سے عن ابیہ عن القاسم بن الفضل بیان کیا ہے اور اسے حسن، غریب، صحیح کہا ہے اور یہ کہ ہم اسے قاسم بن الفضل کی حدیث کے سوا نہیں جانتے جو اہل حدیث کے نزدیک ثقہ مامون ہے اور یحییٰ اور ابن مہدی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اسے امام احمد نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے کہ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہ شعیب ابن ابی حمزہ نے ہمیں خبر دی کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی الحسین نے بیان کیا کہ مجھ سے مہران نے بیان کیا کہ ہمیں ابوسعید خدری نے اس سے بتایا اور اس نے اس واقعہ کو اس عبارت سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے پھر احمد نے اسے روایت کیا ہے کہ ہم سے ابوالنضر نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالحمید بن بہرام نے بیان کیا کہ ہم سے شہر نے بیان کیا، وہ بیان کرتا ہے کہ ابوسعید نے بیان کیا۔ اور یہ عبارت اس کی مانند ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ اسناد اہل السنن کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔

Marfat.com

باب ۱۰

جنات کے وفد

اور قبل ازیں مکہ میں جنات کے وفود کا ذکر بیان ہو چکا ہے اور ہم نے اس بارے میں سورہ احقاف میں اللہ تعالیٰ کے قول:

''اور جب ہم نے تیری طرف جنات کی جماعت بھیجی جو قرآن سنتے تھے''۔

کی تفسیر میں انتہائی کلام کیا ہے۔ اور اس بارے میں جو احادیث و آثار بیان ہوئے ہیں ہم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور اس سواد بن قارب کی حدیث بھی بیان کی ہے جو کاہن تھا اور مسلمان ہو گیا تھا اور جو کچھ اس نے اپنے اس چہرے کے متعلق بیان کیا ہے جو اس کے مسلمان ہونے پر اس کے پاس خبر لاتا تھا جب اس نے اسے کہا۔

''میں جنات اور ان کی نجاستوں اور ان کے اونٹوں کو ان کے عرق گیروں کے ساتھ مضبوط باندھ دینے سے حیران ہوتا ہوں۔ وہ مکہ کی جانب ہدایت کی جستجو میں جاتے ہیں' اور مومن جن ان کے پلیدوں کی طرح نہیں ہوتا' پس ہاشم کے مخلص دوستوں کی طرف جا اور اپنی آنکھوں سے ان کے سر تک دیکھ''۔

پھر اس نے کہا:

''میں جنات اور ان کے مانگنے اور ان کے اونٹوں کو ان کے کجاووں کے ساتھ باندھنے سے حیران ہوں وہ مکہ کی جانب ہدایت کی جستجو میں جاتے ہیں اور ان کے آگے کے حصے ان کی دموں کی طرح نہیں ہیں' پس ہاشم کے مخلص دوستوں کی طرف جا اور اپنی آنکھوں سے ان کے دروازے کو دیکھو''۔

پھر اس نے کہا:

''میں جنات اور ان کے خبر دینے اور ان کے اونٹوں کو ان کے ریوڑ کے ساتھ باندھنے سے حیران ہوں وہ مکہ کی جانب ہدایت کی جستجو میں جاتے ہیں اور شرارتی ان کے نیک کی طرح نہیں ہوتا' پس ہاشم کے مخلص دوستوں کی طرف جا' اور مومن جنات ان کے کفار کی طرح نہیں ہیں''۔

یہ اور اس قسم کے اشعار اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ جنات کے وفود بار بار مکہ کی طرف آتے تھے اور ہم نے وہاں پر اس بات کو بفضل خدا کفایت سے بیان کر دیا ہے۔

اور اس موقع پر حافظ بیہقی نے ایک نہایت غریب بلکہ منکر اور موضوع حدیث بیان کی ہے۔ لیکن اس کا مخرج' عزیز ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسے اسی طرح بیان کریں جیسے حافظ بیہقی نے اسے بیان کیا ہے۔ اور قابل تعجب بات یہ ہے کہ وہ دلائل النبوۃ میں صامہ بن الہیثم بن لاقیس بن ابلیس کے حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آنے اور اس کے اسلام لانے کے باب میں بیان کرتے ہیں' کہ ہمیں ابوالحسن محمد بن الحسین بن داؤد علوی رحمہ اللہ نے خبر دی کہ ہمیں ابونصر محمد بن حمدویہ بن سہل القاری المروزی نے بتایا کہ

Marfat.com

ہم سے عبداللہ بن حماد آملی نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن ابی معشر نے بیان کیا کہ میرے باپ نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''ہم تہامہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بوڑھا آیا اس کے ہاتھ میں عصا تھا۔ اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کو سلام کہا آپ نے اس کا جواب دیا' پھر فرمایا: ''جنات کے نغمے اور ان کا غیر واضح کلام' تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا۔ میں ہامہ بن الہیثم بن لاقیس بن ابلیس ہوں' آپ نے فرمایا: ''تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو باپ ہیں' تم پر کتنا زمانہ گزر چکا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے دنیا کی تھوڑی عمر ہی بسر کی ہے۔ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں اس وقت چند سال کا تھا' میں بات کو سمجھتا تھا اور میں ٹیلوں سے گزرتا تھا اور طعام کے خراب کرنے اور رستوں کے قطع کرنے کا حکم دیتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وسمہ لگانے والے بوڑھے اور دیر کرنے والے نوجوان کا عمل بہت برا ہے'' ۔ اس نے کہا' مجھ سے تکرار نہ کیجئے' میں اللہ کی طرف متوجہ ہونے والا ہوں۔ اور میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی قوم میں سے ان پر ایمان لانے والوں کے ساتھ تھا۔ اور میں ہمیشہ انہیں اپنی قوم کے خلاف بد دعا کرنے پر ملامت کرتا رہا' یہاں تک کہ وہ رو پڑے اور انہوں نے مجھے بھی رلا دیا۔ اور فرمایا میں بلاشبہ اس بارے میں پشیمان ہوں اور میں جاہلین میں ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں' وہ بیان کرتا ہے میں نے کہا' اے نوح میں بھی سعادت مند ہابیل بن آدم شہید کے خون میں شامل تھا' کیا آپ کے نزدیک میری توبہ کی کوئی صورت ہے' انہوں نے جواب دیا اے ہام! نیکی کا ارادہ کر اور حسرت و ندامت سے قبل اس پر عمل کر' اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر کلام اتارا ہے میں نے اس میں پڑھا ہے کہ جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوگا وہ اپنے معاملے کو اس طرح نہیں پائے گا جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے توبہ قبول کرنے کی صورت میں پائے گا' پس کھڑا ہو جا اور وضو کر اور اللہ تعالیٰ کو دو سجدے کر' وہ بیان کرتا ہے کہ جو آپ نے مجھے حکم دیا میں نے اسی وقت اس پر عمل کیا' تو اس نے مجھے آواز دی اپنا سر اٹھا' تیری توبہ آسمان سے نازل ہو چکی ہے' پس میں اللہ کے حضور سجدے میں گر گیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں حضرت ہودؑ کے ساتھ ان کی مسجد میں' ان کی قوم میں سے ان پر ایمان لانے والوں کے ساتھ تھا اور میں ہمیشہ انہیں اپنی قوم کے خلاف بد دعا کرنے پر ملامت کرتا رہا' حتیٰ کہ آپ ان پر گریہ کناں ہوئے اور مجھے بھی رلایا اور کہا میں بلاشبہ اس بارے میں پشیمان ہوں اور ان جاہلین میں ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں' وہ بیان کرتا ہے کہ میں حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی قوم میں سے ان پر ایمان لانے والوں کے ساتھ تھا اور میں ہمیشہ انہیں اپنی قوم کے خلاف بد دعا کرنے پر ملامت کرتا رہا' حتیٰ کہ آپ رو پڑے اور مجھے بھی رلا دیا اور کہا میں بلاشبہ اس بارے میں پشیمان ہوں اور میں جاہلین میں ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

اور میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی ملاقات کیا کرتا تھا۔ اور میں پرسکون مکان میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ اور میں حضرت الیاس علیہ السلام سے وادیوں میں ملا کرتا تھا اور اب بھی انہیں ملتا ہوں اور میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے بھی ملاقات کی ہے تو انہوں نے مجھے تورات سکھائی اور کہا کہ اگر تو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملے تو انہیں میرا اسلام کہنا اور میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملا اور میں نے انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام دیا' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو محمد ﷺ سے

Marfat.com

ملے تو آپ کو میرا اسلام دینا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنی دونوں آنکھوں کو آزادی دے دی اور رو دیے پھر فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور تجھ پر ادائیگی امانت کی وجہ سے اے ہام جب تک دنیا قائم ہے سلام ہو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے ساتھ وہ کام کریں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا' انہوں نے مجھے کچھ تورات سکھائی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اذا وقعت الواقعہ' و المرسلات' عم یتساء لون' اذا الشمس کورت' معوذتین اور قل ھو اللہ احد کی سورتیں سکھائیں اور فرمایا اے ھامہ! تمہیں جو ضرورت ہو ہمیں بتاؤ اور ہماری ملاقات کو نہ چھوڑنا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور وہ ہماری طرف واپس نہیں آیا۔ اور اب ہمیں معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔

پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس ابن ابی معشر سے کبار نے روایت کیا ہے۔ مگر محدثین اسے ضعیف قرار دیتے ہیں اور یہ حدیث ایک اور طریق سے بھی مروی ہے جو اس سے اقویٰ ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب ۱۱

ہجرت کا دسواں سال

آنحضرت ﷺ کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجنا:

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ ۱۰ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نجران میں بنی حارث بن کعب کی طرف بھیجا اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے قبل انہیں تین بار دعوتِ اسلام دے لیں‘ اگر وہ قبول کر لیں تو آپ ان کی بات کو قبول کر لیں اور اگر وہ قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کریں‘ حضرت خالد رضی اللہ عنہ روانہ ہو کر ان کے پاس پہنچ گئے اور آپ نے ہر طرف سواروں کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے بھیج دیا۔ وہ کہتے۔ اے لوگو! اسلام قبول کرو تم محفوظ ہو جاؤ گے‘ پس لوگوں نے اسلام قبول کیا اور دعوتِ اسلام میں شامل ہو گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ‘ حکم رسول کے مطابق کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں اور جنگ نہ کریں‘ ان میں قیام پذیر ہو کر انہیں اسلام‘ کتاب اللہ اور سنتِ نبوی کی تعلیم دینے لگے۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد[1] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف سے‘ یا رسول اللہ ﷺ آپ پر اللہ کا سلام‘ رحمت اور برکت ہو۔ میں آپ کے ساتھ اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں‘ امابعد! یا رسول اللہ ﷺ اللہ آپ پر اپنی رحمت فرمائے‘ آپ نے مجھے بنی حارث بن کعب کی طرف بھیجا تھا اور مجھے حکم دیا تھا کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں تو ان کے ساتھ تین روز تک جنگ نہ کروں اور یہ کہ انہیں دعوتِ اسلام دوں‘ اور اگر وہ اسلام لے آئیں تو میں ان سے یہ بات قبول کروں اور انہیں اسلام کی نشانیاں‘ کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کو سکھاؤں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کروں‘ اور میں نے ان کے پاس آ کر تین روز تک انہیں دعوتِ اسلام دی‘ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا اور میں نے ان میں سوار بھیجے جو یہ اعلان کرتے تھے کہ اے بنی حارث اسلام لاؤ‘ تم محفوظ ہو جاؤ گے‘ پس وہ اسلام لے آئے اور انہوں نے جنگ نہیں کی اور میں ان کے درمیان اقامت پذیر ہوں اور اللہ نے انہیں جو حکم دیا ہے اس کا حکم دے رہا ہوں اور جس سے اللہ نے انہیں منع کیا ہے اس

---

[1] عموماً خطوط لکھنے کا طریق یہ ہے کہ مرسل اپنا نام پہلے لکھتا ہے اور اس کے بعد مرسل الیہ کا نام لکھتا ہے لیکن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مرسل الیہ یعنی حضرت نبی کریم ﷺ کا نام پہلے لکھا اور بعد میں اپنا نام لکھا ہے دراصل یہ ادب نبوی ہے‘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہ کس قدر باریک تھی کہ وہ یہ بھی پسند نہ کرتے تھے کہ ان کا نام حضور کے نام سے پہلے آئے صاف ظاہر ہے کہ وہ ایسا کرنے کو ادب کے خلاف سمجھتے تھے‘ پس ہر مومن پر فرض ہے کہ وہ ہر حال میں ادب نبوی کو ملحوظ رکھے اس میں لاپرواہی کرنے سے اعمال کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔ مترجم

Marfat.com

سے روک رہا ہوں نیز میں انہیں اسلام کی نشانیوں اور سنت نبوی کی تعلیم دے رہا ہوں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مجھے خط لکھ دیں' والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

رسول کریم ﷺ نے انہیں خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد نبی رسول اللہ کی جانب سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف' آپ کو سلام ہو میں آپ کے ساتھ مل کر اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اما بعد! آپ کا خط آپ کے ایلچی کے ساتھ میرے پاس پہنچا جس سے معلوم ہوا کہ قبل اس کے کہ آپ ان سے جنگ کرتے وہ مسلمان ہو گئے ہیں اور آپ نے انہیں جو دعوت اسلام دی تھی انہوں نے اسے قبول کر لیا ہے اور انہوں نے گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اللہ نے انہیں ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے' پس انہیں انذار و تبشیر کرو اور آ جاؤ' اور آپ کے ساتھ ان کا وفد بھی آئے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کے ساتھ بنی حارث بن کعب کا وفد بھی آیا' جس میں قیس بن الحصین' ذوالغصہ' یزید بن عبد المدان' یزید بن المحجل' عبد اللہ بن قراد الزیادی' شداد بن عبید اللہ القنانی اور عمرو بن عبد اللہ الضبابی شامل تھے' پس جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ نے انہیں دیکھا' تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں جو ہندوستانی جوانوں کی طرح ہیں' عرض کیا گیا' یا رسول اللہ ﷺ یہ بنو حارث بن کعب ہیں' پس جب یہ رسول اللہ ﷺ سے مطلع ہوئے تو انہوں نے آپ کو سلام دیا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر فرمایا تم وہ لوگ ہو جو منع کرنے پر آگے بڑھتے ہو' پس انہوں نے خاموشی اختیار کر لی اور ان میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا' پھر آپ نے دوبارہ اپنی بات دہرائی' پھر سہ بارہ دہرائی مگر ان میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا۔ پھر آپ نے چوتھی بار اپنی بات دہرائی' تو یزید بن عبد المدان نے کہا ہاں یا رسول اللہ! ہم وہ لوگ ہیں جو روکنے سے آگے بڑھتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''اگر خالد نے مجھے یہ نہ لکھا ہوتا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور تم نے جنگ نہیں کی' تو تمہارے سروں کو تمہارے پاؤں کے نیچے پھینک دیتا''۔

یزید بن عبد المدان نے کہا خدا کی قسم نہ ہم نے آپ کی تعریف کی ہے اور نہ خالد رضی اللہ عنہ کی' آپ نے فرمایا: پھر تم نے کس کی تعریف کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اس خدا کی تعریف کی ہے جس نے ہمیں آپ کے ذریعے ہدایت دی ہے' رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم نے درست کہا ہے' پھر فرمایا:

جاہلیت میں جو لوگ تم سے جنگ کرتے تھے تم ان پر کس چیز سے غالب آیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہم کسی پر غالب نہیں آتے تھے۔ آپ نے فرمایا بے شک تم ان لوگوں پر غالب آتے تھے جو تم سے جنگ کرتے تھے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم سے

Marfat.com

جو جنگ کرتا تھا ہم اس پر غالب آتے تھے ہم اکٹھے جاتے تھے اور متفرق نہیں ہوتے تھے اور نہ ہم کسی پر ظلم کرنے میں پہل کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تم درست کہتے ہو پھر آپ نے قیس بن الحصین کو ان کا امیر بنا دیا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں پھر وہ شوال کے بقیہ دنوں یا ذوالقعدہ کے شروع میں اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے راوی بیان کرتا ہے پھر ان کے وفد کے چلے جانے کے بعد آپ نے عمرو بن حزم کو انہیں دین سمجھانے اور اسلام کی نشانیوں اور سنت کی تعلیم دینے اور ان سے صدقات لینے کے لیے بھیجا اور آپ نے اس کے لیے ایک تحریر لکھی جس میں آپ نے اسے وصیت کی اور حکم دیا۔ پھر ابن اسحاق نے اسے بیان کیا ہے جسے ہم قبل ازیں ملوک حمیر کے وفد میں بیہقی کے طریق سے بیان کر چکے ہیں اور محمد بن اسحاق نے جو بیان کیا ہے نسائی نے اس کی نظیر کو بغیر اسناد کے روایت کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اہل یمن کی طرف امراء کو بھیجنا:

امام بخاری باب بعث ابی موسیٰ و معاذ الی الیمن قبل حجۃ الوداع میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالملک نے ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے دونوں میں سے ہر ایک کو ایک صوبہ کی طرف بھیجا اور یمن کے دو صوبے ہیں۔ پھر فرمایا:

''تم دونوں آسانی پیدا کرنا تنگی نہ کرنا اور بشارت دینا نفرت پیدا نہ کرنا''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دوسرے کی ماننا اور اختلاف نہ کرنا۔ اور دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی عملداری کی طرف چل دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب دونوں اپنے اپنے علاقے میں چلے گئے اور دونوں ایک دوسرے کے قریب ہی تھے تو دونوں نے ایک دوسرے سے اپنا عہد تازہ کیا اور اسے سلام کہا پس حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنے دوست حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قریب ان کے علاقے میں چلے گئے۔ پس آپ اپنے خچر پر چلتے چلتے ان کے پاس آئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگ ان کے پاس جمع ہیں اور ان کے پاس ایک آدمی ہے جس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا اے عبداللہ بن قیس اس شخص کا کیا گناہ ہے انہوں نے جواب دیا اس شخص نے اسلام کے بعد کفر اختیار کیا انہوں نے کہا جب تک یہ قتل نہ کیا جائے میں نہیں اتروں گا انہوں نے کہا اسے اسی لیے لایا گیا ہے پس اتر آیئے۔ انہوں نے کہا جب تک یہ قتل نہ ہو میں نہیں اتروں گا۔ پس ان کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا پھر وہ اترے اور پوچھا اے عبداللہ آپ قرآن کیسے پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں اسے تھوڑا تھوڑا پڑھتا ہوں انہوں نے پوچھا اے معاذ رضی اللہ عنہ آپ کیسے قرآن پڑھتے ہیں انہوں نے جواب دیا میں رات کے ابتدائی حصے میں سوتا ہوں پھر اٹھتا ہوں اور میں اپنی نیند کا حصہ پورا کر چکا ہوتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے جو مقدر کیا ہے اسے پڑھتا ہوں اور میں اپنی نیند کو بھی اپنے قیام کی طرح شمار کرتا ہوں۔

اس طریق سے مسلم کو چھوڑ کر امام بخاری منفرد ہیں پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے خالد نے الشیبانی سے عن سعید بن ابی بردہ عن ابیہ عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ:

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجا اور آپ سے ان مشروبات کے متعلق دریافت کیا جو وہاں تیار کیے جاتے تھے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا مشروبات ہیں؟ آپ نے جواب دیا' البتع' المزر' میں نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا البتع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا شہد کا نبیذ اور المزر جو کا نبیذ ہے آپ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اسے جریر اور عبدالواحد نے الشیبانی سے بحوالہ ابو بردہ روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اسے سعید بن ابی بردہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حبان نے بیان کیا کہ ہمیں عبداللہ نے عن زکریا بن ابی اسحاق عن یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی عن ابی معبد مولیٰ ابن عباس عن ابن عباس خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت فرمایا: ''آپ اہل کتاب لوگوں کے پاس جارہے ہیں' پس جب آپ ان کے پاس جائیں تو انہیں دعوت دیں کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' پس اگر وہ آپ کی یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں' پس اگر وہ آپ کی یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے' جو ان کے مالداروں سے لیا جاتا ہے اور ان کے فقراء کو دے دیا جاتا ہے' پس اگر وہ آپ کی یہ بات مان جائیں تو ان کے بہترین اموال کے لینے سے بچنا اور مظلوم کی دعا سے بچنا' کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا''۔

اور بقیہ جماعت نے بھی اسے متعدد طرق سے بیان کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالمغیرہ نے بیان کیا کہ ہم سے صفوان نے بیان کیا کہ مجھ سے راشد بن سعد نے عاصم بن حمید السکونی سے بحوالہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ:

جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو آپ ان کے ساتھ وصیت کرتے ہوئے نکلے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور حضرت نبی کریم ﷺ ان کی اونٹنی کے ساتھ پیدل چل رہے تھے اور جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے معاذ! ممکن ہے آپ اس سال کے بعد مجھے نہ مل سکیں اور شاید آپ میری اس مسجد اور قبر کے پاس سے گزریں''۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے فراق کے خوف سے رو پڑے' پھر آپ نے مدینہ کی طرف منہ کر کے فرمایا:

''میرے سب سے قریب تر تقویٰ شعار ہیں' خواہ وہ کوئی ہو اور جہاں بھی ہو''۔

پھر انہوں نے اسے ابوالیمان سے عن صفوان بن عمرو عن راشد بن سعد عن عاصم بن حمید السکونی روایت کیا ہے کہ:

جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تو آپ وصیت کرتے ہوئے ان کے ساتھ نکلے' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور رسول کریم ﷺ ان کی اونٹنی کے ساتھ پیدل چل رہے تھے' جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

''اے معاذ! ممکن ہے آپ اس سال کے بعد مجھے نہ مل سکیں اور شاید آپ میری اس مسجد اور اس قبر کے پاس سے گزریں''۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے فراق کے خوف سے رو پڑے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے معاذ رضی اللہ عنہ! مت رو' رونے کے وقت ہوتے ہیں اور رونا' شیطان سے ہے''۔

Marfat.com

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالمغیرہ نے بیان کیا کہ ہم سے صفوان نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوزیاد یحییٰ بن عبید الغسانی نے یزید بن قطیب سے بحوالہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا شاید آپ میری مسجد اور قبر کے پاس سے گزریں' میں نے آپ کو رقیق القلب لوگوں کی طرف بھیجا ہے جو دوبار حق پر لڑتے ہیں' پس آپ ان میں سے اطاعت کرنے والے کے مقابلہ میں نافرمانی کرنے والے سے جنگ کریں' پھر وہ اسلام کی طرف پلٹ آئیں گے' یہاں تک کہ عورت اپنے خاوند سے اور بیٹا اپنے باپ سے اور بھائی اپنے بھائی سے سبقت کریں گے' پس دوستوں کے درمیان سکون اور عاجزی پیدا کیجیے''۔

اس حدیث میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رسول کریم ﷺ سے نہیں مل سکیں گے اور یہی وقوع میں آیا۔ کیونکہ آپ نے یمن میں اقامت اختیار کر لی تھی' حتیٰ کہ حجۃ الوداع اور حج اکبر کے اکیاسی دن کے بعد حضور علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔

اب رہی وہ حدیث جس کے متعلق امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہم سے وکیع نے عن اعمش عن ابی ظبیان عن معاذ بیان کیا ہے کہ۔ جب آپ یمن سے واپس آئے تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے یمن میں آدمیوں کو ایک دوسرے کو سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں''۔ آپ نے فرمایا:

''اگر میں کسی آدمی کو حکم دیتا کہ وہ آدمی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے''۔

اور اسے احمد نے ابن نمیر سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے کہ میں نے ابوظبیان کو انصار کے ایک آدمی سے بحوالہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے سنا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آدمیوں کو دیکھا ہے' پس اس نے اس کا مفہوم بیان کیا۔ اور وہ ان کے ایک آدمی کا چکر لگا تا رہا ہے اور اس قسم کے آدمی سے حجت نہیں پکڑی جاتی' خصوصاً جبکہ دوسرے اہم آدمیوں نے اس کی مخالفت کی ہو' انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی شام سے آمد کو بیان کیا ہے۔

اسی طرح احمد نے اسے روایت کیا ہے کہ ہم سے ابراہیم بن مہدی نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن عیاش نے عن عبدالرحمٰن بن ابی حسین عن شہر بن حوشب عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''جنت کی چابی لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے''۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عن حبیب بن ابی ثابت عن میمون بن ابی شبیب عن معاذ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اے معاذ! برائی کے پیچھے نیکی کر وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آ''۔

وکیع بیان کرتے ہیں' میں نے اسے اپنے اس خط میں دیکھا ہے جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف سے آیا تھا اور وہ سماع اوّل ہے۔ اور سفیان نے ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ پھر امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل عن لیث

Marfat.com

عن حبیب بن ابی ثابت عن میمون بن ابی شبیب عن معاذ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔آپ نے فرمایا:''تو جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتا رہ'' انہوں نے عرض کیا مجھے مزید وصیت فرمایئے فرمایا:''لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آ ؤ'' ترمذی نے اسے اپنی جامع میں محمود بن غیلان سے عن وکیع عن سفیان ثوری روایت کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے'ہمارے شیخ نے الاطراف میں بیان کیا ہے اور فضیل بن سلیمان نے عن لیس بن ابی سلیم عن اعمش عن حبیب اس کی متابعت کی ہے اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن عباس نے عن صفوان بن عمرو عن عبدالرحمان بن جبیر بن نفیر الحضرمی عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی:

① کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنانا خواہ تجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

② اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا' خواہ وہ تجھے اپنے مال اور اہل وعیال سے دستبردار ہونے کا حکم دیں۔

③ فرض نماز کو جان بوجھ کر نہ چھوڑنا' بلاشبہ جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے۔

④ شراب نوشی نہ کرنا بلاشبہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔

⑤ معصیت سے بچنا' کیونکہ معصیت اللہ کی ناراضگی کو جائز کرتی ہے۔

⑥ جنگ میں فرار اختیار کرنے سے بچنا' خواہ لوگ ہلاک ہو جائیں۔

⑦ جب لوگوں کو موت آئے تو تو ان میں موجود ہو' تو ثابت قدم رہنا۔

⑧ اپنے اہل وعیال پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا۔

⑨ اپنے عصاء کو ادب کی خاطر ان سے نہ اٹھانا۔

⑩ اور اللہ کی خاطر ان سے محبت رکھنا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یونس نے بیان کیا کہ ہم سے بقیہ نے اسری بن ینعم عن شریح عن مسروق عن معاذ بن جبل بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا:

''آسودگی سے اجتناب اختیار کرنا' بلاشبہ اللہ کے بندے آسودہ نہیں ہوتے''۔

احمد بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن داؤد ہاشمی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابوبکر یعنی ابن عیاش نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم نے ابووائل سے بحوالہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں ہر بالغ سے ایک دینار لوں یا اس کے برابر معافر لوں نیز آپ نے مجھے حکم دیا کہ ہر چالیس گایوں پر ایک مسنہ' اور ہر تیس گایوں پر ایک سالہ تبیعہ لوں اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ جو زمینیں بارش سے سیراب ہوتی ہیں ان سے عشر اور جو ڈولوں سے سیراب ہوتی ہیں ان سے نصف عشر لوں''۔

اور ابوداؤد' اسے ابومعاویہ کی حدیث سے اور نسائی نے محمد بن اسحاق سے بحوالہ اعمش اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔اور اہل سنن

Marfat.com

اربعہ نے اسے کئی طرق سے عن اعمش عن ابی وائل عن مسروق عن معاذ روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے معاویہ نے بحوالہ عمرو اور ہارون بن معروف بیان کیا' وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن وہب نے عن حیوۃ بن یزید ابن ابی حبیب عن سلمہ بن اسامہ عن یحییٰ بن الحکم بیان کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے مجھے اہل یمن سے صدقہ لینے کے لیے بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں ہر تیس گایوں پر ایک تبیع یعنی جذع یا جذعۃ لوں۔ اور ہر چالیس پر مسنہ لوں' پس انہوں نے میرے سامنے یہ بات پیش کی کہ میں چالیس اور پچاس اور ساٹھ اور ستر اور اسی اور نوے کے درمیان لوں' مگر میں نے اس بات سے انکار کر دیا اور میں نے انہیں کہا کہ میں اس بارے میں حضرت نبی کریم ﷺ سے دریافت کروں گا' پس میں نے آکر حضرت نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر تیس پر تبیع اور ہر چالیس پر مسنہ اور ساٹھ پر دو تبیع' اور ایک سو دس پر دو مسنے اور ایک تبیع' اور ایک سو بیس پر تین مسنے یا چار تبیع لوں' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی درمیانی تعداد پر کچھ نہ لوں' سوائے اس کے کہ وہ مسنہ یا جذع تک پہنچ جائے۔ راوی کا خیال ہے کہ مخلوط جانوروں میں کچھ فرض نہیں اور یہ احمد کی افراد روایات میں سے ہے اور اس سے یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تھے' اور صحیح بات یہ ہے کہ انہوں نے اس کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا' جیسا کہ قبل ازیں حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

اور عبدالرزاق بیان کرتا ہے کہ ہمیں معمر نے زہری سے' بحوالہ ابی بن کعب بن مالک خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بڑے خوبصورت' سخی اور اپنی قوم کے بہترین نوجوانوں میں سے تھے' آپ سے جس چیز کا سوال کیا جاتا آپ اسے عطا کر دیتے' یہاں تک کہ آپ پر اس قدر قرض ہو گیا جس سے آپ کا مال تنگ ہو گیا' پس آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی کہ آپ ان کے قرض داروں سے بات کریں۔ تو آپ نے ان سے گفتگو کی مگر انہوں نے انہیں کوئی چیز نہ چھوڑی' پس اگر کسی کے بات کرنے سے کسی کی چیز چھوڑی جاتی تو رسول اللہ ﷺ کی گفتگو سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو چھوٹ مل جاتی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور وہاں ٹھہر کر اس کے مال کو فروخت کیا اور اسے ان کے قرضداروں کے درمیان تقسیم کر دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو ان کے پاس کوئی مال موجود نہ تھا راوی بیان کرتا ہے جب رسول اللہ ﷺ نے حج کیا تو آپ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا راوی بیان کرتا ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے اس مال سے تجارت کی وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ یمن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس وقت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو چکی تھی' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے آپ نے فرمایا کیا آپ میری بات مان کر اس مال کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں گے۔ پس اگر وہ یہ مال آپ کو دے دیں تو آپ اسے قبول کر لیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں انہیں یہ مال نہیں دوں گا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس لیے یمن بھیجا تھا تاکہ آپ میری حالت کو درست کریں' پس جب آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات نہ مانی تو حضرت عمر' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور کہا اس آدمی کی طرف پیغام بھیج کر اس سے مال لے لیجیے اور کچھ مال اس کے لیے چھوڑ دیجیے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایسا کرنے کا

Marfat.com

نہیں، رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کی حالت کی درستگی کے لیے بھیجا تھا' میں اس سے کچھ لینے کا نہیں' راوی بیان کرتا ہے' جب صبح ہوئی تو حضرت معاذؓ' حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور کہا آپ نے جو بات کہی تھی میں اس پر عمل پیرا ہوں گا' میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے۔ عبدالرزاق کے خیال کے مطابق انہوں نے کہا۔ مجھے گھسیٹ کر آگ کی طرف لے جایا جاتا ہے اور آپ میری کمر کو پکڑے ہوئے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ تمام چیزوں کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے گئے' یہاں تک کہ اپنا کوڑا بھی لے آئے اور آپ کے سامنے حلف اٹھایا کہ انہوں نے آپ سے کوئی چیز نہیں چھپائی' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا' یہ مال تیرا ہوا' میں اس سے کچھ بھی نہیں لوں گا۔

اسے ابوثور نے معمر سے عن زہری عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک روایت کیا ہے اور اس کے ساتھ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ جب فتح مکہ کا سال آیا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یمن کے ایک گروہ پر امیر بنا کر بھیجا پس آپ وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی' پھر آپ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں آئے اور شام کی طرف چلے گئے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حضرت عتاب بن اسید کے ساتھ مکہ میں اپنا نائب بنایا تا کہ آپ وہاں کے باشندوں کو تعلیم دیں اور آپ غزوۂ تبوک میں بھی حاضر ہوئے' زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ اس کے بعد آپ کو یمن کی طرف بھیجا گیا۔ واللہ اعلم

پھر امام بیہقی حضرت معاذؓ کے خواب کے واقعہ کو شاہد کے طور پر بیان کرتے ہیں جو اعمش کے طریق سے عن ابی وائل عن عبداللہ مروی ہے' کیونکہ غلام جو سامان لائے تھے وہ بھی اس میں شامل تھے' پس وہ ان کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس لائے' پس جب حضرت ابوبکرؓ نے سب سامان انہیں واپس کر دیا تو وہ ان کے ساتھ واپس چلے گئے۔ پھر آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو وہ سب بھی کھڑے ہو کر آپ کے ساتھ نماز پڑھتے' پس جب واپس ہوئے تو آپ نے پوچھا' تم نے کس کی نماز پڑھی ہے' انہوں نے جواب دیا اللہ کی' تو آپ نے فرمایا' تم اس کی خاطر آزاد ہو' پس آپ نے انہیں آزاد کر دیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے عن ابی عون عن الحارث بن عمرو بن اخی المغیرہ بن شعبہ عن ناس من اصحاب معاذ من اہل حمص عن معاذ بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا اگر تجھے کوئی فیصلہ کرنا پڑے تو تم کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا' آپ نے فرمایا اگر وہ کتاب اللہ میں موجود نہ ہو تو کیا کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا میں سنت رسولؐ کے مطابق فیصلہ کروں گا' آپ نے فرمایا اگر وہ سنت رسولؐ میں بھی موجود نہ ہو تو کیا کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا' میں بغیر کوتاہی کیے اجتہاد کروں گا' حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

''اس خدا کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے ایلچی کو اس بات کی توفیق دی ہے جس سے اللہ کا رسولؐ راضی ہوتا ہے''۔

اور احمد نے اسے وکیع سے عن عفان عن شعبہ اپنے اسناد اور الفاظ سے بیان کیا ہے۔ اور ابوداؤد اور ترمذی نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ ہم اسے صرف اس طریق سے جانتے ہیں اور میرے نزدیک اس کا اسناد متصل

Marfat.com

نہیں اور ابن ماجہ نے اسی سے کسی اور طریق سے بیان کیا ہے' مگر یہ محمد بن سعد بن حسان' جو ایک مصلوب کذاب ہے' سے عن عیاذ بن بشر عن عبدالرحمٰن عن معاذ سے اسی طرح مروی ہے۔ اور امام احمد نے محمد بن جعفر اور یحییٰ بن سعید سے بحوالہ شعبہ عن عمرو بن ابی حکیم عن عبداللہ بن بریدہ عن یحییٰ بن معمر عن ابوالاسود الدئلی روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں تھے کہ آپ کے پاس ایک یہودی کے بارے میں جو مر چکا تھا اور اس نے ایک مسلمان بھائی کو چھوڑا تھا' مقدمہ کیا گیا' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''اسلام اضافہ کرتا ہے کمی نہیں کرتا'' اور آپ نے اسے وارث قرار دیا۔ اور ابوداؤد نے اسے ابن بریدہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور یہ مذہب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھی بیان کیا گیا ہے اور آپ نے اسے یحییٰ بن معمر قاضی اور سلف کے ایک گروہ سے بیان کیا ہے اور اسحاق بن راہویہ نے بھی اسے اختیار کیا ہے اور جمہور نے ان کی مخالفت کی ہے' جن میں سے ائمہ اربعہ اور ان کے اصحاب' صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت سے حجت پکڑتے ہیں' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''کافر مسلمان کا اور مسلمان' کافر کا وارث نہیں ہوگا''۔

حاصل مطلب یہ کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں حضرت نبی کریم ﷺ کے قاضی اور جنگوں کے جج تھے اور آپ کے پاس صدقات لانے والے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی متقدم حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور آپ لوگوں کی خاطر باہر نکلتے اور انہیں پانچوں نمازیں پڑھایا کرتے تھے جیسا کہ بخاری نے بیان کیا ہے کہ ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے عن حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن عمرو بن میمون بیان کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب یمن آئے تو آپ نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی اور یہ آیت پڑھی واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا تو ایک آدمی نے کہا تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آنکھ کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ بخاری اس کے بیان میں منفرد ہے۔

Marfat.com

باب ۱۲

رسول اللہ ﷺ کا حجۃ الوداع سے قبل حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجنا

پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا کہ ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا کہ ہم سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے ابواسحاق سے بیان کیا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمیں یمن کی طرف بھیجا' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر اس کے بعد آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ بھیجا اور فرمایا حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو حکم دیجیے کہ ان میں سے جو شخص آپ کے پیچھے آنا چاہتا ہے وہ آپ کے پیچھے آجائے اور جو واپس جانا چاہتا ہے واپس چلا جائے' پس میں ان لوگوں میں شامل تھا جو آپ کے پیچھے چلے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے بہت سے اوقیے غنیمت میں حاصل کیے۔ اس طریق سے بخاری اس کے بیان کرنے میں منفرد ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہ ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا کہ ہم سے علی بن سوید بن منجوف نے عبداللہ بن بریدہ اور ان کے باپ سے بیان کیا کہ:

حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خمس لینے کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صبح کو اٹھ کر غسل کیا تو میں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا' کیا آپ اس شخص کو نہیں دیکھتے؟ پس جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو میں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''اے بریدہ تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے؟'' میں نے عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا: ''اس سے بغض نہ رکھو۔ اس کے لیے خمس میں اس سے بھی زیادہ حصہ ہے''۔

اس طریق سے مسلم کو چھوڑ کر بخاری اس کے بیان میں منفرد ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالجلیل نے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک حلقہ میں پہنچا' جس میں ابومجاز اور بریدہ کے دونوں لڑکے بھی شامل تھے' عبداللہ بن بریدہ نے کہا کہ مجھ سے ابوبریدہ نے بیان کیا کہ:

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا بغض رکھتا تھا کہ اس قسم کا بغض میں نے کسی اور سے کبھی نہیں رکھا اور میں نے قریش کے ایک آدمی سے محبت رکھی اور میں اس سے صرف بغض علی کی وجہ سے محبت رکھتا تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس آدمی کو سواروں کا امیر بنا کر بھیجا گیا اور میں نے صرف اس وجہ سے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے اس کی مصاحبت کی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے

Marfat.com

کچھ قیدی پائے اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ کسی آدمی کو بھیجیں جو خمس لگائے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے خمس لگایا اور تقسیم کی اور آپ اس حال میں باہر نکل گئے کہ آپ کے سر سے پانی ٹپکتا تھا' ہم نے دریافت کیا اے ابوالحسن یہ کیا ہے؟ آپ نے کہا' کیا تم نے قیدیوں میں اس خادمہ لڑکی کو نہیں دیکھا' میں نے تقسیم کی اور خمس لگایا تو وہ خمس میں چلی گئی' پھر وہ اہل بیت نبوی میں چلی گئی' پھر وہ آل علی میں چلی گئی اور میں اس سے ہم بستر ہوا' پس اس آدمی نے حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف خط لکھا تو میں نے کہا مجھے بھیج دیجیے پس اس نے مجھے تصدیق کنندہ بنا کر بھیج دیا اور میں خط پڑھنے لگا اور کہنے لگا کہ اسؓ نے درست کہا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے میرا ہاتھ اور خط پکڑ لیا اور فرمایا:

''کیا تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اس سے بغض نہ رکھو اور اگر تو اس سے محبت رکھتا ہے تو اس کی محبت میں بڑھ جا' پس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ خمس میں آل علی کا حصہ خادمہ لڑکی سے بڑھ کر ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اس قول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہ تھا' عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس حدیث میں میرے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے درمیان ابو بریدہ کے سوا کوئی آدمی نہیں۔

اس سیاق میں عبدالجلیل بن عطیہ الفقیہ ابوصالح بصری متفرد ہے اور ابن معین اور ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور امام بخاری کہتے ہیں کہ وہ کسی چیز کے بارے میں بھول بھی جاتا تھا۔ اور محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ ہم سے ابان بن صالح نے عبداللہ بن دینار اسلمی سے بیان کیا اور اس نے اپنے ماموں عمرو بن شاس اسلمی سے جو اصحاب حدیبیہ میں سے تھا بیان کیا' وہ کہتا ہے کہ میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے ان سواروں میں شامل تھا جنہیں حضرت نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تھا' پس آپ نے مجھ سے کچھ بدسلوکی کی تو میرے دل میں ان کے متعلق رنج تھا اور جب میں مدینے آیا تو میں نے مدینہ کی مجالس میں اور ہر ملنے والے سے آپ کی شکایت کی' ایک روز میں آیا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' جب آپ نے مجھے دیکھا تو میں نے آپ کی دونوں آنکھوں پر نگاہ ڈالی' یہاں تک کہ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا' اور جب میں آپ کے پاس بیٹھا تو آپ نے فرمایا:

''اے عمرو بن شاس قسم بخدا تو نے مجھے اذیت دی ہے''۔

میں نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون میں رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے سے اللہ تعالیٰ اور اسلام کی پناہ چاہتا ہوں' آپ نے فرمایا: ''جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی ہے''۔

اور بیہقی نے اسے اور طریق سے عن ابن اسحاق عن ابان بن الفضل بن معقل بن سنان عن عبداللہ بن دینار عن عمرو بن شاس روایت کیا ہے اور اس نے اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حافظ محمد بن عبداللہ نے خبر دی کہ ہمیں ابواسحاق مولی نے خبر دی کہ ہم سے عبیدہ بن ابی السفر نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق کو اپنے باپ

Marfat.com

ابی اسحاق سے بحوالہ البراء روایت کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا' البراء بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے ان میں' میں بھی شامل تھا' پس ہم چھ ماہ تک ٹھہر کر ان کو دعوتِ اسلام دیتے رہے مگر انہوں نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیں' سوائے اس شخص کے جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ آپ نے چاہا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیچھے رہے اور وہ بھی اسے اپنے ساتھ پیچھے رکھیں البراء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیچھے رہے تھے' پس جب وہ لوگوں کے قریب ہوئے تو وہ ہمارے پاس آ گئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا تو تمام ہمدان نے اسلام قبول کر لیا' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ان کے اسلام قبول کرنے کے متعلق خط لکھا اور جب رسول کریم ﷺ نے خط پڑھا تو آپ سجدہ ریز ہو گئے' پھر آپ نے سر اٹھا کر فرمایا:

ہمدان پر سلامتی ہو۔ ہمدان پر سلامتی ہو''۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ بخاری نے اسے ایک اور طریق سے مختصراً ابراہیم بن یوسف سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوالحسین محمد بن الفضل القطان نے خبر دی کہ ہمیں ابوسہل بن زیاد القطان نے خبر دی کہ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے بھائی نے عن سلیمان بن بلال عن سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ عن عمتہ زینب بنت کعب بن عجرہ عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا' ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ میں بھی' آپ کے ساتھ جانے والوں میں شامل تھا' پس جب آپ نے صدقہ کے اونٹ لیے تو ہم نے آپ سے ان پر سوار ہونے اور اپنے اونٹوں کو آرام دینے کے متعلق دریافت کیا۔ کیونکہ ہمارے اونٹ سست ہو گئے تھے۔ تو آپ نے ہماری بات نہ مانی اور فرمایا' تمہارا ان میں اسی طرح کا حصہ ہے جیسا دیگر مسلمانوں کا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت علی فارغ ہو گئے اور یمن سے واپسی کے لیے چلے تو آپ نے ہم پر ایک آدمی کو امیر بنایا اور خود جلدی سے آ کر حج کر لیا' پس جب آپ حج ادا کر چکے تو حضرت نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اپنے اصحاب کی طرف لوٹ جائیے اور ان کے پیشرو بنیے'' ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نائب بنایا تھا' ہم نے اس سے وہی بات دریافت کی جس سے آپ نے ہمیں منع کر دیا تھا' تو اس نے ہماری بات پر عمل کیا' پس جب آپ کو معلوم ہوا کہ صدقہ کے اونٹوں پر سواری ہوئی ہے اور آپ نے سواروں کے نشان بھی دیکھے تو آپ نے جسے امیر بنایا تھا اس کو آگے بلا کر ملامت کی' میں نے کہا:

خدا کی قسم مجھ پر یہ ذمہ داری ہے کہ اگر میں مدینہ آیا تو میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور ذکر کروں گا اور آپ کو اس درشتی اور تنگی کے متعلق ضرور اطلاع دوں گا' جس سے ہم دوچار ہوئے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب ہم مدینہ آئے تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا اور میں وہ بات کرنا چاہتا تھا جس پر میں نے حلف اٹھایا تھا' پس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ رہے تھے اور جب انہوں نے مجھے

Marfat.com

دیکھا تو میرے پاس کھڑے ہو گئے اور مجھے خوش آمدید کہا اور ہم دونوں نے ایک دوسرے سے سوالات و جوابات کیے اور آپ نے پوچھا آپ کب آئے ہیں۔ میں نے جواب دیا میں رات کو آیا تھا تو آپ میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس چلے گئے اور اندر جا کر کہا یہ سعد بن مالک بن شہید ہے آپؐ نے فرمایا اسے اجازت دو پس میں داخل ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ سے اور آپ مجھ سے حیاء کرنے لگے اور آپؐ نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھ سے میرے بارے میں اور میرے اہل و عیال کے بارے میں دریافت کیا اور سوال کو بار بار دہرانے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بدسلوکی درشتی اور سختی سے تکلیف پہنچی ہے تو رسول اللہ ﷺ سنجیدہ ہو گئے اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ملنے والی اذیتوں کو شمار کرنے لگا۔ اور ابھی میں اپنی گفتگو کے وسط ہی میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری ران پر مارا اور میں آپ کے نزدیک ہی تھا اور فرمایا:

''اے سعد بن مالک بن شہید اپنے بھائی علی کے متعلق باتیں کرنے سے رُک جا' قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں بہت اچھا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے میں نے اپنے دل میں کہا' سعد بن مالک تیری ماں تجھے کھودے۔ کیا آپ نے مجھے وہی بات نہیں دکھا دی جسے آج میں دیکھنا پسند نہ کرتا تھا' اور بے شک مجھے اس کا علم نہ تھا اور قسم بخدا میں کبھی بھی پوشیدہ اور علانیہ طور پر آپ کو برائی سے یاد نہیں کروں گا۔ اور نسائی کی شرط پر یہ اسناد جید ہے اور کتب ستہ کے اصحاب میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور یونس محمد بن اسحاق سے روایت کرتا ہے کہ یحییٰ بن عبداللہ بن ابی عمر نے بحوالہ یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانہ مجھ سے بیان کیا کہ: جو فوج یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی وہ ان سے ناراض ہو گئی اس لیے کہ جب وہ آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر ایک آدمی کو اپنا نائب مقرر کیا اور جلدی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس آدمی نے ہر آدمی کو حلہ پہنا دیا' پس جب وہ قریب آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی ملاقات کو نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حلے زیب تن کیے ہوئے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں آدمی نے ہمیں حلے پہنائے ہیں' آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے سے قبل تجھے اس بات پر کس نے آمادہ کیا ہے؟ آپؐ جو چاہتے کرتے پس آپ نے ان کے حلے اتروا لیے اور جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو انہوں نے آپ کے پاس اس امر کی شکایت کی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے صلح کر لی اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صرف ساقط کیے ہوئے جزیہ کے لیے بھیجا تھا۔

میں کہتا ہوں یہ اسلوب بیہقی کے اسلوب سے اقرب ہے اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حج کی وجہ سے ان سے پہلے آ گئے تھے اور اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے تکبیر کہنے کے ساتھ انہوں نے تکبیر کہی تھی۔ اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ احرام باندھ کر ٹھہرے رہیں۔ اور حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام سے کہا کہ میں قربانی کے جانور لایا ہوں اور میں قارن ہوں۔

حاصل کلام یہ کہ جب صدقہ کے اونٹوں کے استعمال سے منع کرنے اور ان حلوں کو واپس لینے کا باعث' جنہیں آپ کے نائب نے انہیں دیا تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اس فوج میں بکثرت قیل و قال ہو گئی حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کیا وہ اس

Marfat.com

میں معذور تھے لیکن حاجیوں میں آپ کے متعلق بات مشہور ہوگئی' تو اس لیے' واللہ اعلم' جب رسول اللہ ﷺ اپنے حج سے لوٹے اور اس کی عبادات سے فارغ ہو گئے اور مدینہ کی طرف واپس لوٹے تو غدیر خم کے پاس سے گزرے تو لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دامن کو پاک کیا اور ان کی شان کو بلند کیا اور ان کی فضیلت سے آگاہ کیا تا کہ بہت سے لوگوں کے دلوں میں جو بات بیٹھ گئی ہے اسے دور کر دیں' عنقریب اپنے موقع پر یہ بات مفصل بیان ہو گی۔ ان شاء اللہ

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبدالواحد نے عمارہ بن قعقاع بن شبرمہ سے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی نعم نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کیکر کے پتوں میں رنگی ہوئی کھال میں ایک چیز بھیجی جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا اور جسے ابھی تک مٹی سے صاف نہیں کیا گیا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اسے چار آدمیوں' عیینہ بن بدر' اقرع بن حابس' زید الخیل اور علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل کے درمیان تقسیم کر دیا تو آپ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا' ہم ان لوگوں کی نسبت اس کے زیادہ حقدار ہیں' حضرت نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے' حالانکہ میں آسمان والوں میں امین ہوں اور صبح و شام میرے پاس آسمانی خبریں آتی ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دھنسی ہوئی آنکھوں' ابھرے ہوئے رخساروں' اٹھی ہوئی پیشانی' گھنی ڈاڑھی' منڈے ہوئے سر اور اونچے تہبند والا آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے ڈریئے' آپ نے فرمایا کیا میں تمام لوگوں سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے کا حقدار نہیں؟۔ راوی بیان کرتا ہے پھر وہ آدمی پشت پھیر کر چلا' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں' شاید وہ نماز پڑھتا ہو' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کتنے ہی نمازی ہیں وہ جو کچھ اپنی زبان سے کہتے ہیں وہ ان کے دل میں نہیں ہوتا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں کے دلوں کی کرید و تحقیق کرنے اور ان کے بطون کو پھاڑنے کا حکم نہیں دیا گیا''۔ راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے اس شخص کی طرف دیکھا اور وہ آپ کی طرف پشت کیے ہوئے تھا' آپ نے فرمایا اس شخص کے اصل سے کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو کتاب اللہ کو رطب اللسانی سے پڑھیں گے اور وہ ان کے گلے سے تجاوز نہیں کرے گی۔ یہ لوگ دین سے یوں نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ''اگر میں ان کو پاتا تو ان کو ثمود کی طرح قتل کرتا''۔

بخاری نے اسے اپنی کتاب کے دوسرے مقامات پر روایت کیا ہے اور مسلم نے اپنی صحیح میں کتاب الزکوٰۃ میں متعدد طرق سے جو عمارہ بن قعقاع تک پہنچتے ہیں' روایت کیا ہے۔

پھر امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن اعمش عن عمرو بن مرہ عن ابی البختری عن علی بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور اس وقت میں نوعمر ہی تھا' میں نے عرض کیا آپ مجھے ایسے لوگوں کی طرف بھیج رہے ہیں جن کے درمیان واقعات ہوں گے اور مجھے قضا کا کوئی علم نہیں' آپ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کی زبان کی راہنمائی کرے گا اور آپ کے دل کو مضبوط کرے گا''۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے کبھی شک نہیں ہوا۔ ابن ماجہ نے اسے اعمش کی حدیث سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اسود بن عامر نے بیان کیا کہ ہم سے شریک نے سماک سے اور اس نے حنش سے اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ایسے لوگوں کے پاس بھیج رہے ہیں جو مجھ سے عمر رسیدہ ہیں اور میں نوعمر ہوں اور قضا کو بھی نہیں سمجھتا' حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا اے اللہ! اس کی زبان کو ثبات بخش اور اس کے دل کی راہنمائی کر۔ اے علیؓ! جب دو جھگڑنے والے آپ کے پاس بیٹھے ہوں تو جب تک آپ دوسرے آدمی سے وہ بات نہ سن لیں جو آپ نے پہلے آدمی سے سنی ہے' ان دونوں کے درمیان فیصلہ نہ کرنا اور جب آپ ایسا کریں گے تو آپ پر بات واضح ہو جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے کسی فیصلے میں مشکل پیش نہیں آئی۔

اور احمد نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے شریک سے کئی طرق سے اور ترمذی نے زائدہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دونوں نے سماک بن حرب سے بحوالہ حنش بن المعتمر روایت کی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ابن ربیعہ کنانی کوفی نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے اجلح سے عن شعبی عن عبداللہ بن ابی الخلیل عن زید بن ارقم بیان کیا کہ چند آدمیوں نے طہر میں ایک عورت سے جماع کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں سے فرمایا کیا تم دونوں اس فعل سے خوشدل تھے انہوں نے جواب دیا نہیں' تو آپ نے دوسرے دو آدمیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم دونوں اس فعل سے خوشدل تھے انہوں نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم باہم مخالف شریک ہو۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان قرعہ اندازی کروں گا اور جس کا تم میں سے قرعہ نکلا میں اسے دو تہائی دیت کا تاوان ڈالوں گا اور بچہ اسے دے دوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس بات کا ذکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں تو وہی کچھ جانتا ہوں جو علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے شریح بن نعمان نے بیان کیا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا کہ ہمیں اجلح نے عن شعبی عن ابی الخلیل عن زید بن ارقم خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب یمن میں تھے تو آپ نے تین آدمیوں کے درمیان جو ایک بچے میں شریک تھے فیصلہ کیا' آپ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی اور جس کا قرعہ نکلا آپ نے اسے دو تہائی دیت کا ذمہ دار بنایا اور بچے کو اس کے سپرد کر دیا' حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مکہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی اطلاع دی تو آپ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نمایاں ہو گئیں۔

اور ابوداؤد نے اسے مسدد سے بحوالہ یحییٰ القطان روایت کیا ہے اور نسائی نے علی بن حجر اور علی بن مسہر سے اور ان دونوں نے اجلح بن عبداللہ سے عن عامر الشعبی عن عبداللہ بن الخلیل روایت کیا ہے اور نسائی نے عبداللہ بن الخلیل کی روایت میں جو زید بن ارقم سے مروی ہے بیان کیا ہے کہ

Marfat.com

میں حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ ایک یمنی آدمی نے آ کر کہا کہ تین آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بچے کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے جنہوں نے ایک طہر میں ایک عورت سے جماع کیا تھا اور پہلے جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس کے مطابق اس نے ذکر کیا تو حضرت نبی کریم ﷺ مسکرا پڑے۔ اور ابوداؤد اور نسائی نے اسے شعبہ کی حدیث سے عن سلمہ بن کہیل عن شعبی عن ابی الخلیل عن علی روایت کیا ہے اور اسے مرسل قرار دیا ہے' مرفوع قرار نہیں دیا۔ اور امام احمد نے اسے اسی طرح عبدالرزاق سے عن سفیان ثوری عن اجلح عن شعبی عن عبد خیر عن زید بن ارقم روایت کیا ہے اور جو کچھ پہلے بیان ہوا اسی طرح بیان کیا ہے اور ابوداؤد اور نسائی دونوں نے اسے عن حنش بن اصرم بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسحاق بن منصور سے روایت کیا ہے اور دونوں نے عبدالرزاق سے عن سفیان ثوری عن صالح الہمدانی عن شعبی عن عبد خیر عن زید بن ارقم روایت کیا ہے۔

ہمارے شیخ الاطراف میں بیان کرتے ہیں کہ شاید یہ عبد خیر' عبداللہ بن الخلیل ہے لیکن راوی اس کے نام کو ضبط نہیں کر سکا۔ میں کہتا ہوں اس بنا پر یہ حدیث کو قوی کرتا ہے اگرچہ اس کا غیر اس کی متابعت کی وجہ سے زیادہ جید ہے۔ لیکن اجلح ابن عبداللہ کندی کے بارے میں کلام ہے اور امام احمد نے انساب میں قرعہ کے قول کو اختیار کیا ہے حالانکہ وہ اس کے افراد میں سے ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے اسرائیل نے بیان کیا کہ ہم سے سماک نے حنش سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ:

رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا پس ہم ایک قوم کے پاس پہنچے جنہوں نے شیر کے شکار کے لیے گڑھا بنایا ہوا تھا۔ اسی دوران میں کہ وہ ایک دوسرے کو دھکیل رہے تھے کہ ایک آدمی گر پڑا تو وہ دوسرے سے چمٹ گیا پھر دوسرا آدمی تیسرے آدمی سے چمٹ گیا یہاں تک کہ اس میں چار آدمی گر پڑے اور شیر نے انہیں زخمی کر دیا پس ایک آدمی برچھا لے کر اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اسے مار دیا اور وہ سب آدمی بھی اپنے زخموں کی تاب کے باعث مر گئے' پس پہلے آدمی کے وارث' دوسرے آدمی کے وارثوں کے پاس گئے انہوں نے آپس میں لڑنے کے لیے ہتھیار نکال لیے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس تیاری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا کیا تم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں لڑنا چاہتے ہو۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے درمیان فیصلہ کر دوں اور وہی فیصلہ ہوگا۔ وگرنہ میں تم کو ایک دوسرے سے روکوں گا یہاں تک کہ تم حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ جاؤ اور جو وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں وہی فیصلہ ہوگا اور جو اس کے بعد تجاوز کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ جن لوگوں نے کنواں کھودا تھا ان کے قبائل سے دیت کا چوتھائی' تہائی نصف حصہ اور پوری دیت اکٹھی کرو پس پہلے آدمی کو چوتھائی دیت ملے گی کیونکہ وہ ہلاک ہو گیا ہے اور دوسرے آدمی کو تہائی دیت ملے گی اور تیسرے کو نصف دیت ملے گی اور چوتھے کو پوری دیت ملے گی' پس انہوں نے رضامند ہونے سے انکار کر دیا۔ اور وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اس وقت آپ مقام ابراہیم کے پاس تھے۔ پس انہوں نے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ ان لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارا فیصلہ کیا ہے اور انہوں نے سب واقعہ آپ کو سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے نافذ کر دیا۔

پھر امام احمد نے اسے اسی طرح وکیع سے عن حماد بن سلمہ عن سماک بن حرب عن حنش عن علی روایت کیا ہے۔

Marfat.com

باب ۱۳

حجۃ الوداع ۱۰ھ

اسے حجۃ البلاغ، حجۃ الاسلام اور حجۃ الوداع کہا جاتا ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں لوگوں کو الوداع کہا تھا اور اس کے بعد آپ نے حج نہیں کیا۔ اور اسے حجۃ الاسلام کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ سے اس کے سوا کوئی حج نہیں کیا۔ لیکن آپ نے ہجرت سے قبل، نبوت سے پہلے اور بعد کئی دفعہ حج کیے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ حج کا فریضہ اسی سال نازل ہوا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ۹ھ میں، اور بعض کہتے ہیں کہ ۶ھ میں نازل ہوا تھا اور بعض کا قول ہے کہ ہجرت سے قبل نازل ہوا ہے مگر یہ قول غریب ہے۔ اور اسے حجۃ البلاغ کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حج میں قولاً اور فعلاً لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی شریعت پہنچادی اور اسلام کے تمام دعائم وقواعد کو آپ نے واضح کر دیا۔ پس جب آپ نے ان کے لیے حج کے قوانین بیان کر دیے اور اس کی تشریح وتوضیح کر دی تو اللہ تعالیٰ نے جبکہ آپ عرفہ میں کھڑے تھے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ:

> ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے''۔

عنقریب اس ساری بات کی وضاحت بیان ہوگی اور مقصود صرف آپ کے حج کا بیان کرنا ہے کہ وہ کیسے ہوا۔ کیونکہ ناقلین نے اپنے تک پہنچنے والی معلومات کے مطابق اس میں بہت اختلاف کیا ہے، خصوصاً صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد ان میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی مدد وتوفیق سے ان روایات کو بیان کریں گے جنہیں ائمہ نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے اور ان کے درمیان تطبیق دیں گے، جو تامل وتعمق کرنے والوں اور حدیث کے دونوں طریق کے درمیان موافقت پیدا کرنے والوں اور اس کے معانی سمجھنے والوں کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچائے گی۔ ان شاء اللہ۔

متقدمین اور متاخرین ائمہ میں سے بہت سے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے متعلق بہت اہتمام کیا ہے۔ اور علامہ ابو محمد بن حزم اندلسی نے حجۃ الوداع کے متعلق ایک جلد لکھی ہے جس کے اکثر حصہ کو اس نے بہت عمدگی سے لکھا ہے اور اس میں انہیں کچھ اوہام بھی پڑے ہیں جنہیں ہم اپنے اپنے مواقع پر بیان کریں گے۔

Marfat.com

باب ۱۴

اس بات کے بیان میں کہ حضورؐ نے مدینہ سے صرف ایک ہی حج کیا اور اس سے قبل آپؐ نے تین عمرے کیے

بخاری اور مسلم نے عن ہدبہ عن ہمام عن قتادہ عن انس روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے جو سب کے سب ذوالقعدہ میں ہوئے سوائے اس کے جو آپ نے اپنے حج میں کیا اور یونس بن بکیر نے عن عمر بن ذر عن مجاہد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی طرح روایت کی ہے۔ اور سعد بن منصور نے عن الدراوردی عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے' ایک عمرہ شوال میں اور دو ذی القعدہ میں' اور اسی طرح اسے ابن بکیر نے عن مالک عن ہشام بن عروہ روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے عمرو بن شعیب کی حدیث سے اس کے باپ اور دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے' جو سب کے سب ذی القعدہ میں ہوئے' اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالنضر نے بیان کیا کہ ہم سے داؤد۔ یعنی عطار نے عن عمرو عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے' عمرۃ الحدیبیہ' عمرۃ القضا' عمرۃ الجعرانہ اور وہ عمرہ جو آپ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔ اور ابوداؤد' ترمذی اور نسائی نے اسے داؤد عطار کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

قبل ازیں یہ فصل عمرۃ الجعرانہ میں بیان ہو چکی ہے اور عنقریب اس فصل میں بیان ہوگی جس میں کسی کا یہ قول ہے کہ حضور علیہ السلام نے حج قران کیا تھا' و باللہ المستعان۔ ان عمروں میں سے پہلا عمرہ' عمرۃ الحدیبیہ ہے جس سے آپ کو روک دیا گیا تھا پھر اس کے بعد عمرۃ القضا ہے جسے عمرۃ القصاص اور عمرۃ القضیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد عمرۃ الجعرانہ ہے جو آپ نے طائف سے واپسی پر کیا۔ جب آپ نے حنین کی غنائم کو تقسیم کیا' اور ہم قبل ازیں اس کے موقع پر اسے مکمل طور پر بیان کر چکے ہیں' اور چوتھا عمرہ وہ ہے جو آپؐ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔ اور آپ کے اس عمرہ کے بارے میں لوگوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے ہم عنقریب اسے بیان کریں گے۔ کہ کیا آپ متمتع تھے کہ آپؐ نے حج سے قبل عمرہ کیا اور اس سے حلال ہو گئے یا آپ کو ہدی لانے نے حلال ہونے سے روک دیا۔ یا آپ نے اسے حج کے ساتھ ملا لیا۔ جیسا کہ ہم اس امر پر دلالت کرنے والی احادیث سے اسے بیان کریں گے' یا آپ نے اسے حج سے الگ کیا اور اسے حج کی ادائیگی کے بعد کیا' یہ بات وہ لوگ کہتے ہیں جو حج مفرد کے قائل ہیں' جیسا کہ امام شافعیؒ کے متعلق یہ بات مشہور ہے' اور ہم عنقریب اس کا بیان آپ کے احرام میں کریں گے کہ وہ مفرد تھا یا متمتع تھا یا قارن تھا۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے بیان کیا کہ ہم سے ابواسحاق نے بیان

Marfat.com

کیا کہ مجھ سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوے کیے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا' ابواسحاق بیان کرتا ہے کہ مکہ میں آپ نے ایک اور حج کیا اور مسلم نے اسے زہیر کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے شعبہ کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ بخاری اور اسرائیل نے تیسرے کا اضافہ کیا' عن ابواسحاق عمرو بن عبداللہ السبیعی عن زید کیا ہے اور یہ بات ابواسحاق نے بیان کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے مکہ میں ایک حج کیا۔ یعنی مکہ میں آپ نے صرف ایک ہی حج کیا ہے۔ جیسا کہ اس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ مگر یہ بعید ہے کیونکہ آپ رسالت کے بعد حج کے اجتماعات میں شامل ہوئے تھے اور لوگوں کو دعوت الی اللہ کرتے تھے اور فرماتے تھے:

"کون شخص مجھے پناہ دے گا تا کہ میں اپنے رب کا کلام پہنچا سکوں۔ کیونکہ قریش نے مجھے کلام الٰہی کے پہنچانے سے روک دیا ہے"۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کی ایک جماعت کو مقرر کر دیا جو آپ کو عقبہ کی شب یعنی قربانی کے دن کی رات کو جمرۃ العقبہ کے پاس متواتر تین سال تک ملتے رہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے سال کے آخر میں عقبہ ثانیہ کی شب کو آپ کی بیعت کر لی اور یہ آپ کی ان کے ساتھ تیسری ملاقات تھی۔ اس کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت ہو گئی۔ جیسا کہ ہم اس کے موقع پر اسے مفصل بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

اور جعفر بن محمد بن علی بن الحسین کی حدیث میں ہے جو انہوں نے اپنے باپ سے بحوالہ جابر بن عبداللہ بیان کی ہے کہ۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں نو سال قیام کیا اور حج نہ کیا۔ پھر آپ نے لوگوں میں حج کی منادی کر دی تو مدینہ میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ۲۵ یا ۲۶ ذی القعدہ کو نکلے اور جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے نماز پڑھی اور اپنی اونٹنی پر اچھی طرح بیٹھ گئے اور جب وہ آپ کو ویرانے میں لے گئی تو آپ نے تلبیہ کہا اور ہم نے تسبیح پڑھی اور ہماری نیت حج کی تھی۔ عنقریب یہ حدیث اپنی طوالت کے ساتھ بیان ہو گی جو صحیح مسلم میں ہے اور یہ الفاظ بیہقی کے ہیں جو احمد بن حنبل کے طریق سے عن ابراہیم بن طہمان عن جعفر بن محمد بیان ہوئے ہیں۔

Marfat.com

باب ۱۵

ابودجانہ سماک بن حرشہ ساعدی یا سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ پر عامل مقرر کرنے کے بعد حضورؐ کی مدینہ سے حجۃ الوداع کے لیے روانگی

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ جب دسویں سال کا ذی القعدہ آیا تو رسول اللہ ﷺ حج کے لیے تیار ہوئے اور لوگوں کو بھی اس کی تیاری کرنے کا حکم دیا' پس عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ ۲۵ ذی القعدہ کو رسول اللہ ﷺ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اور یہ اسناد جید ہے اور حضرت امام مالکؒ نے موطاء میں یحییٰ بن سعید انصاری سے عن عمرۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے اور امام احمد نے اسے عبداللہ بن نمیر سے عن یحییٰ بن سعید انصاری عن عمرۃ بیان کیا ہے اور وہ صحیحین سے ثابت ہے اور سنن نسائی ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ نے کئی طرق سے عن یحییٰ بن سعید انصاری عن عمرۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم ۲۵ ذی القعدہ کو حج کی نیت سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ عنقریب یہ حدیث اپنی طوالت کے ساتھ بیان ہوگی۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن ابی بکر المقدمی نے بیان کیا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ کریب نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ:

رسول اللہ ﷺ کنگھی کرنے' تیل لگانے اور چادر و تہبند پہننے کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور آپ نے کیسری چادروں اور تہبندوں کے سوا جو جلد کو زرد کر دیتے ہیں اور کسی چیز سے منع نہ فرمایا' پس آپؐ نے ذوالحلیفہ میں صبح کی اور اونٹنی پر سوار ہوئے یہاں تک کہ ویرانے پر متصرف ہو گئے یہ ۲۵ ذی القعدہ کا واقعہ ہے۔ پس آپ ۵ ذی الحجہ کو مکہ آئے۔ امام بخاری اس حدیث کی روایت میں متفرد ہیں اور آپ کا یہ قول کہ یہ ۲۵ ذی القعدہ کا واقعہ ہے۔ اگر اس شے آپ کی مراد ذوالحلیفہ کے دن کی صبح ہے تو ابن حزم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں کہ آپ جمعرات کے روز مدینہ سے نکلے اور جمعہ کی شب آپ نے ذوالحلیفہ میں گزاری اور جمعہ کے دن کی صبح آپ کو وہیں ہوئی اور وہ ذی القعدہ کا پچیسواں دن تھا۔ اور اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے قول ۲۵ ذی القعدہ سے وہ دن مراد لیتے ہیں جس روز آپ کنگھی کرنے' تیل لگانے اور چادر و تہ بند پہننے کے بعد مدینہ سے چلے' جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ وہ مدینہ سے ۲۵ ذی القعدہ کو روانہ ہوئے تو ابن حزم کا قول بعید ہو جاتا ہے اور اس کی طرف رجوع کرنا متعذر ہو جاتا ہے اور اس کے بغیر ہی بات متعین ہو جاتی ہے اور خواہ ماہ ذی قعدہ پورا ہی ہو۔ یہ بات جمعہ کے دن کے سوا کسی پر منطبق نہیں ہوتی۔ اور جمعہ کے روز آپ کا مدینہ سے روانہ ہونا جائز نہیں کیونکہ بخاری نے روایت کی ہے کہ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا کہ ہم سے ایوب نے ابوقلابہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ:

Marfat.com

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعت پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آپ نے وہاں رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر آپ سوار ہو گئے یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی ویرانے پر متصرف ہو گئی اور آپ نے اللہ کی تسبیح و تحمید کی پھر حج اور عمرہ کی بلند آواز سے تکبیر کہی''۔

اور مسلم اور نسائی دونوں نے اسے عن قتیبہ عن حماد بن زید عن ایوب عن ابی قلابہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن نے ہم سے عن سفیان عن محمد ابن المنکدر اور ابراہیم بن میسرہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ اور بخاری نے اسے ابونعیم سے بحوالہ سفیان ثوری روایت کیا ہے۔ اور مسلم ابوداؤد اور نسائی نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے عن محمد بن المنکدر اور ابراہیم بن میسرہ عن انس بیان کیا ہے اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن بکیر نے بیان کیا کہ ہم سے ابن جریج نے محمد بن المنذر سے بحوالہ انس بیان کیا کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ہمیں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھائی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھائی' پھر آپ نے ذوالحلیفہ میں رات گزاری یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پس جب آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور وہ آپ کو لے کر اچھی طرح چل پڑی تو آپؐ نے بلند آواز سے تکبیر کہی''۔

احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یعقوب نے بیان کیا کہ ہم سے میرے باپ نے محمد بن اسحاق سے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن المنذر تیمی نے بحوالہ انس بن مالک انصاری بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مدینہ میں اپنی مسجد میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھائیں۔ پھر ہمیں ذوالحلیفہ میں سکون کے ساتھ عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں اور آپ کو حجۃ الوداع کے بارے میں کوئی خوف نہ تھا احمد ان دو آخری وجوہات سے جو صحیح کی شرط کے مطابق ہیں' اس کی روایت میں متفرد ہیں' یہ بات قطعی طور پر حضور علیہ السلام کے جمعہ کے روز روانہ ہونے کی نفی کرتی ہے اور اس بنا پر جمعرات کے روز آپ کی روانگی درست قرار نہیں پاتی جیسا کہ ابن حزم نے بیان کیا ہے کیونکہ یہ ذوالقعدہ کا چوبیسواں دن بنتا ہے۔ اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ یکم ذی الحجہ کو جمعرات کا دن تھا' پس اگر آپ کی روانگی جمعرات کے روز ذوالقعدہ کے چوبیسویں دن ہوتی تو قطعی طور پر مہینے کی چھ راتیں باقی رہ جاتیں۔ جمعہ کی رات' ہفتہ کی رات' اتوار کی رات' سوموار کی رات' منگل کی رات اور بدھ کی رات' پس یہ چھ راتیں ہوئیں اور حضرت ابن عباسؓ' حضرت عائشہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے کہ ذی القعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں کہ آپ روانہ ہوئے اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق اس کا جمعہ کا دن ہونا متعذر ہے۔ پس اس بنا پر متعین ہو گیا کہ آپؐ ہفتہ کے روز مدینہ سے روانہ ہوئے اور راوی نے گمان کر لیا کہ مہینہ پورا تھا پس اس سال اتفاقاً وہ کم ہوا۔ پس بدھ کا روز گزر گیا اور جمعرات کی شب کو ماہ ذی الحجہ شروع ہو گیا' اور اس کی تائید حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ ذی القعدہ کی پانچ یا چار راتیں باقی تھیں۔ اور یہ بیان اس اندازے کی بنا پر ہے جس سے کریز کی کوئی گنجائش نہیں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب ۱۶

آپؐ کے مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہونے کا بیان

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا کہ ہم سے انس بن عیاض نے عبیداللہ بن عمر سے عن نافع عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے راستے سے باہر جاتے تھے اور آخر شب اترنے کی جگہ کے راستے سے آیا کرتے تھے اور جب آپ مکہ کی جانب جاتے تو درخت والی مسجد میں نماز پڑھتے۔ اور جب واپس آتے تو ذوالحلیفہ میں وادی کے نشیب میں نماز پڑھتے اور رات گزارتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ امام بخاری اس طریق سے اس کے بیان میں متفرد ہیں اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب میں عن عمرو بن مالک عن یزید بن زریع عن ہشام عن عروہ عن ثابت عن ثمامہ عن انس لکھا ہوا پایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوسیدہ کجاوے پر جس کے نیچے ایک چادر تھی حج کیا اور اس میں نہ دکھاوا تھا نہ شہرت تھی' اور بخاری نے اسے اپنی صحیح میں معلق قرار دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ محمد بن ابی بکر المقدمی کہتا ہے کہ ہم سے یزید بن زریع نے عن عروہ عن ثابت عن ثمامہ بیان کیا ہے کہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک بوسیدہ کجاوے پر حج کیا حالانکہ آپ بخیل نہیں تھے اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور وہ آپ کے ردیف تھے۔ اسی طرح البزار اور بخاری نے اسے معلق اور ابتداء سے مقطوع الاسناد بیان کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی نے اسے اپنے سنن میں مضبوط کہا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن محمد بن اسحاق نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے یوسف بن یعقوب قاضی نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' پھر اس کے بعد حدیث بیان کی ہے۔ اور حافظ ابویعلیٰ موصلی نے اسے اپنے مسند میں ایک اور طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے علی بن الجعد نے بیان کیا کہ ہمیں ربیع بن صبیح نے یزید الرقاشی سے بحوالہ انس خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوسیدہ کجاوے پر' اور ایک چادر جو چار درہم کے برابر تھی یا نہیں تھی کے ساتھ حج کیا اور فرمایا: اے اللہ! یہ ایسا حج ہے جس میں ریا کا کوئی شائبہ نہیں۔

اور ترمذی نے اسے الشمائل میں ابوداؤد طیالسی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور سفیان ثوری اور ابن ماجہ نے وکیع بن الجراح کی حدیث سے روایت کیا ہے اور تینوں نے اسے ربیع بن صبیح سے روایت کیا ہے اور یہ اسناد یزید بن ابان الرقاشی کی جہت سے ضعیف ہے کیونکہ ائمہ کے نزدیک وہ مقبول الروایت نہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ہاشم نے بیان کیا کہ ہم سے اسحاق بن سعید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ:

میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ واپس آیا تو ہمارے پاس سے یمانی ساتھیوں کی جماعت گزری جن کے کجاوے چمڑے کے تھے اور ان کے اونٹوں کی مہاریں پتھر کے نگینوں کی تھیں' حضرت عبداللہ کہنے لگے: ''جو شخص اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی مانند اصحاب کو دیکھنا چاہتا ہے (جب آپ اور آپ کے اصحاب حجۃ الوداع میں آئے) تو وہ ان اصحاب کو دیکھے۔ اور ابوداؤد

Marfat.com

نے اسے عن ہناد عن وکیع عن اسحاق عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص عن ابیہ عن ابن عمر روایت کیا ہے۔ اور حافظ ابوبکر البیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ' ابوطاہر فقیہ' ابوزکریا بن ابی اسحاق' ابوبکر بن الحسن اور ابوسعید بن ابی عمرو نے ہمیں اطلاع دی وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالعباس یعنی اصم نے بیان کیا کہ ہمیں محمد بن عبداللہ الحکم نے خبر دی کہ ہمیں سعید بن بشیر قرشی نے خبر دی کہ ہم سے عبداللہ بن حکیم کنانی نے' جو اہل یمن کے موالی میں سے ایک آدمی ہے' بشر بن قدامہ ضبابی سے بیان کیا کہ:

میری دونوں آنکھوں نے میرے محبوب رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں لوگوں کے ساتھ ایک سرخ قصواء اونٹنی پر کھڑے دیکھا اور آپؐ کے نیچے ایک بولانی چادر تھی آپؐ فرما رہے تھے: ''اے اللہ! اسے ایسا حج بنا دے جس میں ریا اور شہرت نہ ہو''۔ اور لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن ادریس نے بیان کیا کہ ہم سے ابن اسحاق نے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے بیان کیا اور وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ:

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کو نکلے یہاں تک کہ ہم العرج پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ وہاں اتر پڑے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھ گئیں اور میں اپنے باپ کے پہلو میں بیٹھ گئی' اور رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بوجھ ایک ہی تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام کے پاس تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر اس کی آمد کا انتظار کرنے لگے وہ آیا تو اس کا اونٹ اس کے پاس نہیں تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا' تمہارا اونٹ کہاں ہے اس نے جواب دیا میں نے اسے رات کو گم کر دیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے تو نے ایک اونٹ کو گم کر دیا اور اسے مارنے لگے اور رسول کریم ﷺ مسکرا کر فرمانے لگے: اس محرم کو دیکھو یہ کیا کر رہا ہے۔ اور اسی طرح سے ابوداؤد نے احمد بن حنبل اور محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے ابوبکر بن ابوشیبہ سے روایت کیا ہے اور تینوں نے اسے عبداللہ بن ادریس سے روایت کیا ہے۔

اور وہ حدیث جسے ابوبکر البزار نے اپنے مسند میں یہ کہتے ہوئے روایت کیا ہے کہ ہم سے اسماعیل بن حفص نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن الیمان نے بیان کیا کہ ہم سے حمزۃ الزیات نے حمران بن اعین سے عن ابی الطفیل عن ابی سعید بیان کیا کہ:

''رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ نے مدینہ سے مکہ تک پاپیادہ حج کیا انہوں نے اپنی کمریں کس لیں اور ان کی چال دوڑ سے ملتی جلتی تھی''۔

یہ حدیث منکر اور ضعیف الاسناد ہے اور حمزۃ الزیات ضعیف ہے اور اس کا شیخ متروک الحدیث ہے۔ اور البزار نے کہا کہ یہ اسی طریق سے مروی ہے۔ اگرچہ اس کا اسناد ہمارے نزدیک حسن ہے۔ اور اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ عمرہ میں تھے کیونکہ حضور علیہ السلام نے صرف ایک ہی حج کیا ہے اور آپ سوار تھے اور آپ کے بعض اصحاب پیدل تھے۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت نبی کریم ﷺ اپنے عمروں میں سے کسی عمرہ میں پیادہ نہ تھے' نہ حدیبیہ میں نہ قضا میں نہ جعرانہ میں نہ حجۃ الوداع میں اور آپ کے حالات مشہور و معروف ہیں جو لوگوں سے پوشیدہ نہیں' بلکہ یہ حدیث شاذ اور منکر ہے اور اس جیسی حدیث ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب ۱۷

مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعت اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی پھر وہاں سے سوار ہو کر ذوالحلیفہ یعنی وادی عقیق میں آئے تو وہاں آپ نے عصر کی نماز دو رکعت پڑھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دن کو عصر کے وقت ذوالحلیفہ آئے تھے اور وہاں پر آپ نے قصر نماز پڑھی۔ اور ذوالحلیفہ مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ پھر آپ نے وہاں مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھیں اور وہیں رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور آپ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور انہیں بتایا کہ رات کو آپ کے پاس وحی آئی تھی' جس پر وہ احرام کے بارے میں اعتماد کرتے ہیں جیسا کہ امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے موسیٰ بن عقبہ سے عن سالم عن عبداللہ بن عمر عن النبی ﷺ بیان کیا کہ آپ ذوالحلیفہ سے آخر شب اترنے کی جگہ آئے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ بطحاء مبارکہ میں ہیں۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں موسیٰ بن عقبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہ ہم سے ولید اور بشر بن بکر نے بیان کیا کہ ہم سے اوزاعی نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا کہ مجھ سے عکرمہ نے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ میں نے وادیٔ عقیق میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ:

"آج شب میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ"۔

بخاری و مسلم کے بغیر اس حدیث میں متفرد ہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ وادی عقیق میں آپ کو نماز کا حکم دینا وہاں پر آپ کو ٹھہرنے کا حکم دینا ہے تاکہ آپ ظہر کی نماز پڑھیں۔ کیونکہ آپ کے پاس رات کو حکم آیا اور آپ نے انہیں صبح کی نماز کے بعد بتایا پس صرف ظہر کی نماز ہی باقی رہ گئی اور آپ کو وہاں پر اس کے پڑھنے کا حکم دیا گیا اور یہ کہ اس کے بعد احرام کو اتاردیں اس لیے آپ نے فرمایا ہے کہ آج شب میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ۔ اور اس سے حج قران پر حجت پکڑی گئی ہے اور یہ اس امر پر سب سے قوی دلیل ہے۔ جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت نبی کریم ﷺ کو وادی عقیق میں ظہر کی نماز تک ٹھہرنے کا حکم دیا گیا اور آپ نے اس حکم پر عمل کیا اور وہاں ٹھہرے رہے اور اس صبح کو اپنی نو بیویوں کے ہاں چکر لگایا جو سب آپ کے ساتھ گئی تھیں اور ظہر تک آپ وہاں رہے جیسا کہ ابو حسان اعرج کی حدیث میں جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' بیان ہوگا کہ:

رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز پڑھی' پھر آپ نے اپنی اونٹنی کو شعار پہنایا۔ پھر سوار ہوئے اور بلند آواز سے

Marfat.com

تکبیر کہی۔ یہ مسلم کی حدیث ہے اور امام احمد نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے کہ ہم سے روح نے بیان کیا کہ ہم سے اشعث' یعنی ابن عبدالملک' نے حسن سے بحوالہ انس بن مالک بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور جب ویرانے کی بلندی پر چڑھے تو بلند آواز سے تکبیر کہی اور ابوداؤد نے اسے احمد بن حنبل سے اور نسائی نے اسحاق بن راہویہ سے اس مفہوم میں نضر بن شمیل سے بحوالہ اشعث روایت کیا ہے۔

اور جو روایت احمد بن الازھر سے عبد محمد بن عبداللہ بحوالہ اشعث مروی ہے وہ اس سے مکمل تر ہے۔ اور اس میں ابن حزم کا رد پایا جاتا ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ یہ واقعہ دن کے پہلے حصے میں ہوا ہے۔ اور وہ بخاری کی اس روایت سے مدد لے سکتے ہیں جو ایوب کے طریق سے عن رجل عن انس بیان ہوئی ہے کہ۔ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور آپ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور جب وہ آپ کو ویرانے میں لے گئی تو آپ نے بلند آواز سے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی لیکن اس کے اسناد میں ایک مبہم آدمی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ وہ ابوقلابہ ہے۔ واللہ اعلم

امام مسلم اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن حبیب حارثی نے بیان کیا کہ ہم سے خالد بن الحارث نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر' بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے سنا آپ فرماتی تھیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگاتی تھی' پھر آپ اپنی بیویوں کے ہاں چکر لگاتے پھر محرم ہو جاتے اور خوشبو اتارتے۔

اور بخاری نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے ابوعوانہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور مسلم' مسعر' سفیان بن سعید ثوری چاروں نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر سے روایت کی ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ابراہیم بن محمد ابن المنتشر عن ابیہ روایت کی گئی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جو خوشبو لگا کر محرم ہو جاتا ہے انہوں نے فرمایا: ''میں پسند نہیں کرتا کہ میں محرم ہو کر خوشبو اتارتا پھروں' ایسے فعل کی نسبت مجھے تارکول کا لیپ کر لینا زیادہ محبوب ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے کے قریب خوشبو لگائی پھر آپ نے اپنی بیویوں میں چکر لگایا پھر محرم ہو گئے۔ یہ الفاظ جو مسلم نے روایت کیے ہیں اس بات کے مقتضی ہیں کہ آپ اپنی بیویوں کے پاس چکر لگانے سے قبل خوشبو لگایا کرتے تھے تاکہ یہ امر آپ کے لیے خوشگوار ہو اور انہیں بھی پسند ہو۔ پھر جب آپ جنابت سے غسل کرتے اور احرام کے لیے غسل کرتے تو آپ اسی طرح احرام کے لیے دوسری خوشبو لگاتے جیسا کہ ترمذی اور نسائی نے اسے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی حدیث سے جو اس نے اپنے باپ سے عن خارجہ بن زید بن ثابت عن ابیہ روایت کی ہے' بیان کیا ہے کہ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے احرام کے لیے کپڑے اتارے اور غسل کیا' ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے زکریا بن عدی نے بیان کیا کہ ہمیں عبیداللہ بن عمر عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن عروۃ عن عائشۃ خبر دی کہ وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو خطمی بوٹی اور اشنان گھاس سے اپنا سر دھوتے اور تھوڑا سا تیل لگاتے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے ہمیں عثمان بن عروہ سے خبر دی کہ میں نے

Marfat.com

اپنے باپ کو کہتے سنا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حل وحرم کے لیے خوشبو لگائی۔ میں نے آپ سے کہا کون سی خوشبو' آپ نے فرمایا بہترین خوشبو اور مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور بخاری نے اسے وہب کی حدیث سے روایت کیا ہے جو عن ہشام بن عروہ عن اخیہ عثمان عن ابیہ عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہ ہمیں مالک نے عن عبدالرحمٰن ابن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام باندھتے تھے تو میں آپ کو احرام کے لیے خوشبو لگاتی تھی' اور قبل اس کے کہ آپ بیت اللہ کا طواف کریں میں آپ کے حل کے لیے بھی آپ کو خوشبو لگاتی تھی۔

اور امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن حمید نے بیان کیا کہ ہمیں محمد بن ابوبکر نے خبر دی کہ ہمیں ابن جریج نے اطلاع دی کہ مجھے عمر بن عبداللہ بن عروہ نے خبر دی کہ اس نے عروہ اور قاسم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دیتے سنا وہ فرماتی ہیں کہ ''میں نے اپنے ہاتھوں سے حجۃ الوداع میں حل وحرم کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذریرہ خوشبو لگائی''۔

اور مسلم نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کی ہے جو زہری سے عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے وہ بیان فرماتی ہیں کہ:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ان دونوں ہاتھوں سے آپ کے احرام باندھنے کے وقت اور بیت اللہ کے طواف سے قبل آپ کے احرام سے نکلنے کے وقت خوشبو لگائی''۔

اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے احمد بن منیع اور یعقوب الدورقی نے بیان کیا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا کہ ہمیں منصور نے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا خبر دی وہ فرماتی ہیں کہ:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے اور کھولنے سے قبل اور یوم النحر کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل خوشبو لگایا کرتی تھی جس میں کستوری ہوتی تھی''۔

اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور زہیر بن حرب نے بیان کیا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے عن ابی الضحیٰ عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا وہ فرماتی ہیں۔ گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں کستوری کی مہک دیکھ رہی ہوں اور وہ تلبیہ کہہ رہے ہوتے تھے۔ پھر مسلم نے اسے ثوری وغیرہ کی حدیث سے عن حسن بن عبیداللہ عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں یوں معلوم ہوتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں جبکہ آپ محرم ہوتے تھے کستوری کی چمک دیکھ رہی ہوں۔ اور بخاری نے اسے سفیان ثوری کی حدیث سے اور مسلم نے اعمش کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن منصور عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے اور دونوں نے اسے صحیحین میں شعبہ کی حدیث سے عن الحکم بن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا ہے۔

Marfat.com

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اشعث نے عن منصور عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا خبر دی کہ آپ فرماتی ہیں کہ: گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی جڑوں میں محرم ہونے کی حالت میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے عن ابراہیم النخعی عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا۔ آپ فرماتی ہیں گویا میں کچھ دنوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں جبکہ آپ محرم تھے خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

اور عبداللہ بن زبیر حمیدی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ہم سے عطاء بن سائب نے عن ابراہیم النخعی عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا آپ فرماتی ہیں:

''میں نے تیسرے دن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں جبکہ آپ محرم تھے خوشبو دیکھی''۔

یہ احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد خوشبو لگایا کرتے تھے اور اگر غسل سے قبل خوشبو لگائی جاتی تو غسل اس کا خاتمہ کر دیتا اور اس کا کچھ نشان باقی نہ رہتا' خصوصاً احرام کے دن سے تیسرے دن بعد تو اس کا کچھ اثر بھی نہ رہتا۔ اور سلف کا ایک گروہ' جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' کا مذہب یہ ہے کہ وہ احرام کے وقت خوشبو کو پسند نہیں کرتے اور ہم نے اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں ہمیں بتایا کہ ابوالحسن علی بن محمد مصری نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن غسان بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی العمر نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے عن موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ وہ فرماتی ہیں کہ:

''میں نے احرام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین خوشبو لگائی۔ یہ اسناد غریب اور عزیز المخرج ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے اپنے سر کو چپکا لیا تا کہ آپ اس کی خوشبو کو محفوظ کر سکیں اور اسے مٹی اور غبار کے پڑنے سے بچا سکیں۔ مالک نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کا کیا حال ہے جو عمرہ سے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرہ سے حلال نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے سر کو چپکا لیا ہے اور اپنے قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال دیا ہے اور میں قربانی کرنے تک حلال نہ ہوں گا''۔

اور دونوں نے اسے صحیحین میں مالک کی حدیث سے بیان کیا ہے اور نافع سے اس کے بہت طرق ہیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حاکم نے خبر دی کہ ہمیں اصم نے بتایا کہ ہمیں یحییٰ نے اطلاع دی کہ ہم سے عبیداللہ بن عمر القواریری نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن اسحاق نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کو شہد سے چپکا لیا۔ یہ اسناد جید ہے۔ پھر آپ نے قربانی کے جانور کو نشان لگایا اور قلادہ پہنایا اور وہ ذوالحلیفہ میں آپ کے ساتھ تھے لیث عن عقیل عن زہری عن سالم اور اس کے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھایا یعنی حج تمتع کیا اور ہدی لے گئے پس آپ ذوالحلیفہ سے ہدی اپنے ساتھ لے گئے اور عنقریب یہ حدیث مکمل طور پر بیان ہو گی جو کہ صحیحین میں ہے اور اس پر گفتگو بھی ہو گی ان شاء اللہ۔

Marfat.com

اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے معاذ بن ہشام الدستوائی نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے قتادہ سے عن ابی حسان عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ آئے تو آپ نے اپنی اونٹنی منگوائی اور اس کی کوہان کی دائیں جانب اسے نشان لگایا اور اس کا خون نکالا اور اسے تلوار کے میان کے لوہے کے دوسروں کا ہار پہنایا۔ پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ اور سنن ابوداؤد کے مؤلفین نے اسے کئی طرق سے قتادہ سے روایت کیا ہے اور یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے اس اونٹنی کو یہ نشان اور ہار اپنے بابرکت ہاتھ سے پہنایا اور بقیہ قربانی کے جانوروں کو نشان لگانے اور ہار پہنانے کا کام کسی اور شخص نے کیا۔ کیونکہ قربانی کے جانور بہت زیادہ تھے یعنی ایک سو اونٹنیاں یا اس سے کچھ کم تھیں اور آپ نے اپنے بابرکت ہاتھ سے تریسٹھ اونٹنیاں ذبح کیں اور بقیہ اونٹوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اونٹ لائے۔ اور ابن اسحاق کے سیاق میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اونٹوں میں شریک کیا۔ واللہ اعلم

اور دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ یوم النحر کو آپؐ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک سو اونٹ کو ذبح کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان اونٹوں کو ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ لے گئے تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس کے بعد محرم ہونے کی حالت میں بعض اونٹوں کو خریدا ہو۔

Marfat.com

باب ۱۸

اس جگہ کا بیان جہاں سے حضور ﷺ نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور ناقلین کا اختلاف اور اس بارے میں حق کو ترجیح دینے کا بیان

قبل ازیں وہ حدیث بیان ہو چکی ہے جسے بخاری نے اوزاعی کی حدیث سے عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عکرمہ عن ابن عباس عن عمر روایت کیا ہے کہ میں نے وادی عقیق میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ:

میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ اور امام بخاری باب الاہلال عند مسجد ذی الحلیفہ میں بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا اور عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے مالک نے موسیٰ بن عقبہ سے عن سالم بن عبداللہ بیان کیا کہ انہوں نے اپنے باپ کو کہتے سنا کہ:

''رسول کریم ﷺ نے صرف مسجد ذوالحلیفہ سے بلند آواز سے تکبیر کہی''۔

اور ابن ماجہ کے سوا سے ایک جماعت ایک دوسرے طرق سے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں جو موسیٰ بن عقبہ سے عن سالم و نافع و حمزہ بن عبداللہ بن عمر مروی ہے اور ان تینوں نے اسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ نے لبیک کہا اور ان دونوں کی روایت میں جو مالک کے طریق سے عن موسیٰ بن عقبہ عن سالم بیان ہوئی ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ:

''یہ تمہارا وہی ویرانہ ہے جس میں تم رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا کرتے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے مسجد کے پاس بلند آواز سے تکبیر کہی''۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف بھی روایت کی گئی ہے جیسا کہ دوسرے حصے میں بیان ہوگا۔ اور وہ حدیث وہ ہے جسے ان دونوں نے صحیحین میں مالک کے طریق سے عن سعید المقبری عن عبید بن جریج عن ابن عمر روایت کیا ہے۔ آپ نے اس میں ایک حدیث کا ذکر کیا ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ بلند آواز سے تکبیر کہنے کی بات یہ ہے کہ:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت تک بلند آواز سے تکبیر کہتے نہیں دیکھا جب تک آپ کی سواری تیز نہ ہو جاتی''۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے میرے باپ نے ابن اسحاق سے بیان کیا کہ مجھ سے خصیف بن عبدالرحمٰن الجزری نے سعید بن جبیر سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اے ابوالعباس! عجیب بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب آپ کے بلند آواز سے تکبیر کہنے کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ

Marfat.com

آپ نے اسے کب واجب کہا ہے۔ انہوں نے جواب دیا میں اس بات کو سب لوگوں سے بہتر جانتا ہوں' یہ رسول اللہ ﷺ سے صرف ایک حج میں ہوا اور وہیں سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا ہے' رسول اللہ ﷺ حج کے لیے روانہ ہوئے اور جب آپ نے ذوالحلیفہ میں اپنی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی تو آپ اپنی مجلس میں بیٹھ گئے اور جب اپنی دو رکعتوں سے فارغ ہوئے تو آپ نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی تو کچھ لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ نے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی ہے' جب آپ ویرانے کی بلند جگہ پر چڑھے اور قسم بخدا آپ نے اپنے مصلیٰ میں تکبیر کہی۔ اور اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ نے آپ کو اٹھا لیا اور اس وقت بھی بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ ویرانے کی بلندی پر چڑھے۔ پس جس شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو اختیار کیا وہ کہتا ہے کہ آپ نے اپنی دو رکعتوں سے فارغ ہو کر اپنے مصلیٰ میں بلند آواز سے تکبیر کہی۔ اور ترمذی اور نسائی نے اسے عن قتیبہ عن عبدالسلام بن حرب عن خصیف اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حسن غریب ہے اور ہم عبدالسلام کے سوا اس کے کسی راوی کو نہیں جانتے۔ اور امام احمد کی روایت قبل ازیں بیان ہو چکی ہے جو محمد بن اسحاق کے طریق سے مروی ہے۔ اسی طرح حافظ بیہقی نے اسے حاکم سے عن القطیعی عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ روایت کیا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ خصیف الجزری قوی نہیں ہے اور واقدی نے اسے اپنے اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ واقدی کی متابعت کوئی فائدہ نہیں دیتی اور اس بارے میں جو احادیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہیں ان کی مسانید قوی اور ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں' اگر یہ حدیث صحیح ہو تو احادیث میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس سے ان میں تطبیق ہو سکتی ہے اور خلاف واقع نقل کے بارے میں عذر کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے۔ پھر حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے جو کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے اس کے خلاف بھی روایت کیا گیا ہے جیسا کہ ہم اس سے آگاہ کریں گے اور اسے واضح کریں گے۔ اسی طرح اس شخص کا قول بھی ذکر کیا گیا ہے جس نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ صحیح طور پر چلنے لگی۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا کہ ابن جریج نے مجھے اطلاع دی کہ مجھ سے محمد بن المنکدر نے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں چار رکعت اور ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ نے رات بسر کی یہاں تک کہ آپ نے ذوالحلیفہ میں صبح کی پس جب آپ اپنی ناقہ پر سوار ہوئے اور وہ صحیح طور پر چلنے لگی تو آپ نے بلند آواز سے تکبیر کہی۔ بخاری مسلم اور اہل سنن نے اسے کئی طرق سے عن محمد بن المنکدر و ابراہیم بن میسر عن انس روایت کیا ہے۔ اور صحیحین میں مالک کی حدیث سے جو سعید المقبری سے عن عبید بن جریج عن ابن عمر مروی ہے ثابت کیا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت تک بلند آواز سے تکبیر کہتے نہیں دیکھا جب تک آپ کی سواری تیز نہ ہو جاتی۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ سے اپنی ناقہ پر سوار ہوئے تھے اور جب وہ آپ کو لے کر تیزی سے چلتی تو آپ بلند آواز سے تکبیر کہتے''۔

اور امام بخاری نے باب من اہل حین استوت بہ راحلتہ میں بیان کیا ہے کہ ابو عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن جریج نے بیان کیا کہ مجھے صالح بن کیسان نے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دی کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ جب رکاب میں اپنا پاؤں رکھتے اور آپ کی سواری تیزی سے آپ کو لے کر چلتی تو آپ ذوالحلیفہ سے بلند آواز سے تکبیر کہتے۔ اس طریق سے مسلم اس کی روایت میں منفرد ہیں اور دونوں نے اسے ایک اور طریق سے عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے' پھر امام بخاری باب الاہلال مستقبل القبلہ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز پڑھتے تو اپنی ناقہ لانے کا حکم دیتے وہ لائی جاتی تو پھر آپ سوار ہو جاتے اور جب وہ ٹھیک چلنے لگتی تو آپ کھڑے ہو کر قبلہ رخ ہو جاتے پھر تلبیہ کہتے یہاں تک کہ حرم میں پہنچ جاتے پھر خاموش ہو جاتے اور جب ذی طویٰ مقام پر آ جاتے وہاں رات گزارتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور جب صبح کی نماز پڑھتے تو غسل کرتے آپ کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا تھا' پھر بیان کرتے ہیں کہ غسل کے بارے میں اسماعیل نے بحوالہ ایوب اس کی متابعت کی ہے اور اس میں اسے عن یعقوب بن ابراہیم الدورقی عن اسماعیل ابن علیہ مدود دی ہے اور مسلم نے اسے عن زہیر بن حرب عن اسماعیل اور ابوالربیع الزہرانی وغیرہ سے عن حماد بن زید روایت کیا ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ سلیمان ابوالربیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے فلیح نے نافع سے روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ کی طرف جانے کا ارادہ کرتے تو ایسا تیل لگاتے جس کی خوشبو اچھی نہ ہوتی' پھر ذوالحلیفہ کی مسجد میں آتے اور نماز پڑھتے پھر سوار ہوتے اور جب ان کی ناقہ تیزی سے چلتی تو احرام باندھتے' پھر فرماتے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے''۔

بخاری اس طریق سے اس کے بیان میں منفرد ہیں' اور مسلم نے عن قتیبہ عن حاتم بن اسماعیل عن موسیٰ بن عقبہ عن سالم عن ابیہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں یہ تمہارا وہی ویرانہ ہے جس میں تم رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا کرتے تھے۔ قسم بخدا رسول اللہ ﷺ درخت کے پاس سے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے جب ان کا اونٹ رک جاتا تھا۔ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی پہلی روایت اور ان روایات کے درمیان جو آپ سے روایت کی گئی ہیں تطبیق پیدا کر دیتی ہے اور وہ یہ کہ آپ مسجد کے پاس سے احرام باندھتے تھے لیکن اپنی ناقہ پر سوار ہونے کے بعد جب وہ زمین پر آپ کو لے کر تیزی سے چلنے لگتی تھی اور یہ اس مقام پر پہنچنے سے قبل ہوتا تھا' جو ویرانے کے نام سے معروف ہے۔ پھر امام بخاری ایک دوسری جگہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن ابی بکر المقدمی نے بیان کیا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے کریب نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ:

رسول اللہ ﷺ کنگھی کرنے اور تیل لگانے کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور آپ نے اور آپ کے اصحاب نے چادریں

Marfat.com

اور تہبند زیب تن کیے اور آپ نے ان کیسری چادروں کے سوا جو جلد کو زرد رنگ کر دیتی ہے اور کسی قسم کی چادر پہننے سے منع نہیں فرمایا۔ پس آپ نے ذوالحلیفہ میں صبح کی اور اپنی ناقہ پر سوار ہوئے اور جب وہ زمین پر اچھی طرح چلنے لگی تو آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور آپ نے اپنے اونٹوں کو قلادے پہنائے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ ذی الحجہ کی پانچ راتیں باقی تھیں۔ پس آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور آپ اپنے اونٹوں کی وجہ سے حلال نہیں ہوئے کیونکہ آپ نے انہیں قلادے پہنائے تھے اور آپ مسلسل مکہ کے بالائی حصے میں حجون کے پاس رہے جو حج کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہنے کی جگہ ہے اور آپ کعبہ کے طواف کے بعد اس کے نزدیک نہیں آئے یہاں تک کہ آپ عرفہ سے واپس آئے اور آپ نے اپنے اصحاب کو بیت اللہ کا طواف کرنے' صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے پھر اپنے سروں کے بال چھوٹے کرانے اور پھر حلال ہو جانے کا حکم دیا۔ اور یہ حکم اس شخص کے لیے تھا جس کے پاس قلادے والا اونٹ نہیں تھا اور جس کے ساتھ اس کی بیوی تھی وہ اس کے لیے حلال تھی' اور اسے خوشبو لگانا اور کپڑے پہننا بھی جائز تھا۔ بخاری اس روایت کے بیان میں منفرد ہے۔

اور امام احمد نے بہز بن اسد' حجاج' روح بن عبادہ اور عفان بن مسلم سے روایت کی ہے اور اس نے شعبہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے قتادہ نے بتایا کہ میں نے ابوحسان اعرج اجرد یعنی مسلم بن عبداللہ بصری کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز پڑھی' پھر اپنا اونٹ لانے کا حکم دیا اور اس کی کوہان کی دائیں جانب نشان لگایا اور اس سے خون نکالا اور اسے تلوار کے میان کے دوسروں کا ہار پہنایا پھر اپنی ناقہ لانے کا حکم دیا۔ اور جب وہ زمین پر اچھی طرح چلنے لگی تو آپ نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی۔ اور اسی طرح انہوں نے اسے ہشیم سے روایت کیا ہے کہ ہمارے اصحاب نے ہمیں خبر دی جن میں شعبہ بھی شامل ہے پس اس نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ پھر امام احمد نے اسے اسی طرح روح' ابوداؤد طیالسی اور وکیع بن الجراح سے روایت کیا ہے اور ان سب نے اسے ہشام الدستوائی سے بحوالہ قتادہ بیان کیا ہے۔

اور اسی طریق سے مسلم نے اسے اپنی صحیح میں اور اہل سنن نے اپنی کتب میں روایت کیا ہے۔ پس یہ سب طرق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ ٹھیک طور پر چلنے لگی۔ اور یہ خصیف الجزری کی اس روایت سے جو سعید بن جبیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے' اصح اور اثبت ہے۔ اور اسی طرح وہ مفسرہ روایت بھی کہ آپ نے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ ٹھیک طور پر چلنے لگی' دوسری روایت پر اس احتمال کی وجہ سے مقدم ہے کہ آپ نے مسجد کے پاس سے اس وقت احرام باندھا ہو جب آپ کی سواری ٹھیک ہو گئی ہو۔ اور آپ کے ناقہ پر سوار ہونے والی روایت میں دوسری سے زیادہ علم پایا جاتا ہو۔ واللہ اعلم

اور اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت معارض سے محفوظ ہے۔ اور اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت بھی معارض سے محفوظ ہے جو صحیح مسلم میں حضرت جعفر صادق کے طریق سے ان کے باپ سے عن ابی الحسین زین

Marfat.com

العابدین عن جابر مروی ہے۔ اس طویل حدیث میں جو ابھی بیان ہوگی' بیان ہوا ہے کہ۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ ٹھیک طور پر چلنے لگی۔

اور بخاری نے اوزاعی کے طریق سے روایت کی ہے کہ میں نے عطاء بن جابر بن عبداللہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہی جب آپ کی ناقہ ٹھیک طور پر چلنے لگی۔ اور وہ حدیث جسے محمد بن اسحاق بن یسار نے ابوالزناد سے عائشہ بنت سعد سے روایت کیا ہے' وہ کہتی ہیں کہ سعد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب الفرع کا راستہ اختیار کر لیتے تو اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے جب آپ کی ناقہ آپ کو اٹھا لیتی۔ اور جب کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتے تو اس وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے' جب ویرانے کی بلندی پر چڑھتے۔

ابوداؤد اور بیہقی نے اسے ابن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس میں نکارت و غرابت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

یہ تمام طرق قطعی طور پر یا ظن غالب کے طور پر اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے نماز کے بعد' اور اپنی ناقہ پر سوار ہونے اور اس کے چلنے کے بعد احرام باندھا' ابن عمر نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ قبلہ رُخ تھے۔

Marfat.com

باب ۱۹

حضورؐ نے اپنے اس حج میں' افراد' تمتع اور قران میں سے کس کا احرام باندھا اس کے متعلق تفصیلی بیان

اس بارے میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی بیان کرتے ہیں کہ مالک نے ہمیں عبد الرحمٰن بن القاسم سے خبر دی کہ ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔ اور مسلم نے اسے عن اسماعیل عن ابی اویس و یحییٰ عن مالک روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے اسے عن عبد الرحمٰن بن مہدی عن مالک روایت کیا ہے اور احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن المنکدر نے عن ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن عن القاسم بن محمد عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے شریح نے بیان کیا کہ ہم سے ابن ابی الزناد نے اپنے باپ سے عن عروہ عن عائشہ اور عن علقمہ بن ابی علقمہ عن امہ عن عائشہ اور عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔ ان طرق سے احمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے میں متفرد ہیں اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبد الاعلیٰ بن حماد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے مالک بن انس کو عن ابی الاسود عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا نیز وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے روح نے بیان کیا کہ ہم سے مالک نے عن ابی الاسود محمد بن عبد الرحمٰن بن نوفل جو عروہ کی گود میں یتیم تھا' عن عروہ بن زبیر عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی مصعب عن مالک اسی طرح روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے عن قتیبہ عن مالک اسی طرح روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبد الرحمٰن نے عن مالک عن ابی الاسود عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پس ہم میں کچھ لوگوں نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی اور کچھ لوگوں نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی۔ اور کچھ لوگوں نے بلند آواز سے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی۔ پس جنہوں نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی تھی وہ بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کر کے حلال ہو گئے اور جنہوں نے حج یا حج اور عمرہ کی تکبیر کہی تھی وہ یوم النحر تک حلال نہیں ہوئے۔ اور بخاری نے بھی اسے اسی طرح عن عبد اللہ بن یوسف' القعنبی' اسماعیل بن ابی اویس عن مالک روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے عن یحییٰ بن یحییٰ عن مالک روایت کیا ہے اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے زہری سے عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی' اور کچھ لوگوں نے حج اور عمرہ کی اور کچھ نے عمرہ کی تکبیر کہی اور مسلم نے اسے عن ابن ابی عمر عن سفیان بن عیینہ ایسے ہی روایت کیا ہے۔

اور جس حدیث کے متعلق امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے عبد العزیز بن محمد نے عن

Marfat.com

علقمہ بن ابی علقمہ عن امہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں لوگوں کو حکم دیا اور فرمایا کہ جو حج سے قبل عمرہ کرنا چاہتا ہے وہ عمرہ کر لے اور رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کیا۔ آپ نے عمرہ نہیں کیا۔ یہ حدیث بہت غریب ہے جس کی روایت میں احمد بن حنبل متفرد ہیں' اس کے اسناد میں کوئی اعتراض نہیں لیکن اس کے الفاظ میں شدید نکارت پائی جاتی ہے اور وہ اس کا یہ قول ہے کہ "آپ نے عمرہ نہیں کیا" اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آپ نے حج کے ساتھ عمرہ نہیں کیا اور نہ اس سے پہلے کیا ہے تو یہ قول ان لوگوں کا ہے جو حج افراد کی طرف گئے ہیں اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آپ نے کلیتہً عمرہ نہیں کیا نہ حج سے پہلے اور نہ حج کے ساتھ اور نہ اس کے بعد' تو مجھے معلوم نہیں کہ یہ بات کسی عالم نے کہی ہو۔ پھر یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر لوگوں کی صحیح روایت کے خلاف ہے کہ آپ نے چار عمرے کیے جو سب کے سب ذوالقعدہ میں ہوئے' سوائے اس عمرہ کے جو آپ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔ عنقریب اس کا مفصل بیان فصل القران میں آئے گا۔ واللہ اعلم

اور اسی طرح وہ روایت بھی ہے جسے امام احمد نے اپنے مسند میں یہ کہتے ہوئے روایت کیا ہے کہ ہم سے روح نے بیان کیا کہ ہم سے صالح بن اخضر نے بیان کیا کہ ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ انہیں عروہ نے آنحضرت ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بتایا۔ آپ فرماتی ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں حج اور عمرہ کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہی اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لے گئے اور لوگوں نے آپ کے ساتھ عمرہ کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہی اور وہ اپنے ساتھ قربانی کے جانوروں کو لے گئے اور کچھ لوگوں نے عمرہ کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہی اور قربانی کے جانوروں کو نہ لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں' میں بھی ان لوگوں میں شامل تھی جنہوں نے عمرہ کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہی تھی اور میں قربانی کا جانور نہیں لے گئی تھی۔ پس جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: تم میں سے جس شخص نے عمرہ کی تکبیر کہی ہے اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا ہے وہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے اور جو چیز اس پر حرام ہے وہ اسے حلال نہ کرے یہاں تک کہ وہ اپنے حج کو ادا کرے اور یوم النحر کو اپنی قربانی کا جانور ذبح کرے اور جس نے تم میں سے عمرہ کی تکبیر کہی ہے اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لایا تو وہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے پھر بال چھوٹے کرائے اور حلال ہو جائے' پھر حج کی تکبیر کہے اور قربانی کا جانور لائے اور جو قربانی کا جانور نہ پائے تو وہ حج میں تین دن کے روزے رکھے اور سات روزے اس وقت رکھے جب وہ اپنے اہل کے پاس واپس چلا جائے'

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے حج کو مقدم کیا جس کے فوت ہونے کا خدشہ تھا اور عمرہ کو موخر کیا۔ یہ حدیث امام احمد کے افراد میں سے ہے اور اس کے بعض الفاظ میں نکارت پائی جاتی ہے اور اس کے لیے صحیح میں شاہد پایا جاتا ہے اور صالح بن ابی الاخضر زہری کے اعلیٰ اصحاب میں سے نہیں ہے۔ خصوصاً اس صورت میں جب دوسرے اس کے مخالف ہوں جیسا کہ اس جگہ اس کے سیاق کے بعض الفاظ میں ہے۔ اور اس کا یہ قول کہ آپ نے حج کو مقدم کیا جس کے فوت ہونے کا خدشہ تھا اور عمرہ کو موخر کیا' یہ حدیث کے پہلے حصے سے موافقت نہیں رکھتا کہ آپ نے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی پس اگر اس کا یہ مقصد ہے کہ آپ نے دونوں کی اکٹھے تکبیر کہی اور حج کے افعال کو مقدم کیا' پھر اس کے فارغ ہونے کے بعد عمرہ کی تکبیر کہی جیسا کہ ان لوگوں کا قول

Marfat.com

ہے جو افراد کے قائل ہیں۔ پس یہ وہ بات ہے جو اس جگہ ہمارے زیر بحث ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے افعال حج کو عمرہ کے افعال سے الگ کیا اور عمرہ حج میں ہی داخل ہے۔ تو یہ قول ان لوگوں کا ہے جو قران کے قائل ہیں اور جس نے آپ سے یہ روایت کی ہے کہ آپ نے حج افراد کیا وہ اس کی تاویل کرتے ہیں کہ آپ نے حج کے افعال کو الگ کیا۔ اگرچہ آپ نے اس کے ساتھ ہی عمرہ کی نیت کی ہوئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے افراد کی روایت کی ہے ان سب نے قران کی بھی روایت کی ہے جیسا عنقریب اس کی وضاحت ہو گی۔ واللہ اعلم

افراد کے بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل بن محمد نے بیان کیا کہ ہم سے ابن عباد نے بیان کیا کہ مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر نے نافع سے بحوالہ ابن عمر بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج مفرد کی تکبیر کہی اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں عن عبداللہ بن عون عن عباد بن عباد عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مفرد کی تکبیر کہی۔ اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حسن بن عبدالعزیز اور محمد بن مسکین نے بیان کیا کہ ہم سے بشر بن بکیر نے بیان کیا کہ ہم سے سعید بن عبدالعزیز بن زید بن اسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مفرد کی تکبیر کہی۔ اس کا اسناد جید ہے مگر انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔

افراد کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

حافظ بیہقی‘ روح بن عبادہ کی حدیث سے عن شعبہ عن ایوب عن ابی العالیہ البراء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی اور ذوالحجہ کی چار راتیں گذر چکی تھیں کہ آپ تشریف لائے اور آپ نے ہمیں بطحاء میں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا جو اسے عمرہ بنانا چاہتا ہے وہ اسے عمرہ بنا لے۔ پھر حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مسلم نے اسے عن ابراہیم بن دینار عن ابی روح روایت کیا ہے۔ اور قتادہ کی روایت سے جو عن ابی حسان اعرج عن ابن عباس مروی ہے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ اونٹ کے پاس آئے اور اس کی کوہان کو دائیں جانب نشان لگایا پھر اپنی ناقہ کے پاس آئے اور اس پر سوار ہو گئے اور جب وہ زمین پر ٹھیک طرح چلنے لگی تو آپ نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی۔ اور صحیح مسلم میں بھی یہ حدیث ایسے ہی بیان ہوئی ہے۔

اور حافظ ابوالحسن دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حسین بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے ابو ہشام نے بیان کیا کہ ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا کہ ہم سے ابوحصین نے عبدالرحمٰن بن الاسود سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ:

میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو آپ نے صرف حج کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تو انہوں نے بھی صرف حج کیا اور حضرت عثمان کے ساتھ کیا تو انہوں نے بھی صرف حج کیا۔ ثوری نے ابوحصین سے اس کی متابعت کی ہے۔ ہم نے اس جگہ پر اس کا ذکر اس لیے کیا ہے کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ یہ ائمہ توقیف سے ایسا کرتے تھے۔ اس جگہ تجرید سے مراد افراد

Marfat.com

ہے۔ واللہ اعلم

اور دار قطنی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابو عبید اللہ القاسم بن اسماعیل اور محمد بن خالد نے بیان کیا کہ ہم سے علی بن محمد بن معاویہ رزاز نے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن نافع نے عن عبداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا اور انہوں نے حج افراد کیا' پھر آپ نے ۹ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا تو آپ نے بھی حج افراد کیا پھر رسول کریم ﷺ نے ۱۰ھ میں حج کیا اور حج افراد کیا' پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو انہوں نے حج افراد کیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو حج افراد کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو آپ نے حج افراد کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود حج افراد کیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ ہوا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو لوگوں کا امیر مقرر کیا تو انہوں نے حج افراد کیا۔ اس کے اسناد میں عبداللہ بن عمر العمری ہے جو ضعیف ہے۔ لیکن حافظ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اسناد صحیح سے اس کا شاہد موجود ہے۔

ان لوگوں کا بیان جو آپؐ کے حج تمتع کے قائل ہیں:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حجاج نے بیان کیا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے عن ابن شہاب عن سالم بن عبداللہ بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں حج تمتع کیا اور بلند آواز سے تکبیر کہی اور ذوالحلیفہ سے قربانی کا جانور لائے اور رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرہ کی تکبیر کہی پھر حج کی اور کچھ لوگ ایسے تھے جو قربانی کا جانور لائے تھے پس وہ ذوالحلیفہ سے قربانی کے جانوروں کو ہانک لائے اور کچھ لوگ قربانی کا جانور نہیں لائے تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا: تم میں سے جو شخص قربانی کا جانور لایا ہے وہ کسی حرام چیز کو حلال نہ کرے یہاں تک کہ اپنے حج کو ادا کرے اور جو قربانی کا جانور نہیں لایا وہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے اور بال کٹائے اور حلال ہو جائے۔ پھر بلند آواز سے حج کی تکبیر کہے اور قربانی کا جانور لے جائے اور جو قربانی کا جانور نہ پائے وہ تین دن کے روزے رکھے اور سات روزے اس وقت رکھے جب اپنے اہل کی طرف واپس جائے۔ اور جس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ آئے آپ نے طواف کیا اور سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر سات چکروں میں سے تین چکر دوڑ کر لگائے اور چار چل کر لگائے۔ پھر طواف کی تکمیل کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا اور واپس لوٹ گئے اور صفا کے پاس آکر صفا اور مروہ کے چکر لگائے۔ پھر آپ نے حج کی ادائیگی اور یوم النحر کو اپنے قربانی کے جانور کے ذبح کرنے تک کسی حرام چیز کو اپنے لیے حلال نہیں کیا اور واپس آکر آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا اسی طرح ان لوگوں نے کیا جو قربانی کے جانور لائے تھے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حجاج نے بیان کیا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے ابن شہاب سے بحوالہ عروہ بن زبیر بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی بتایا جیسے سالم بن عبداللہ نے رسول اللہ ﷺ سے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی حج تمتع کیا۔ اور بخاری نے اس

Marfat.com

حدیث کو یحییٰ بن بکیر سے روایت کیا ہے اور مسلم اور ابوداؤد نے عن عبدالملک بن شعیب عن لیث عن ابیہ روایت کیا ہے اور نسائی نے عن محمد بن عبداللہ المبارک الخرمی عن حجین بن المثنی بیان کیا ہے اور ان تینوں نے لیث بن سعد سے عن عقیل عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے' یہ حدیث تینوں اقوال کے لحاظ سے مشکل احادیث میں سے ہے۔ افراد والے قول میں عمرہ کا اثبات ہے' خواہ حج سے قبل ہو یا اس کے ساتھ ہو۔ اور خاص تمتع کے قول میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے صفا اور مروہ کے طواف کے بعد بھی حرام چیزوں کو حلال نہیں کیا۔ حالانکہ متمتع کا یہ حال نہیں ہوتا اور جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قربانی کا جانور لانے نے آپ کو حلال ہونے سے روک دیا تھا جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مفہوم ہوتا ہے جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کا کیا حال ہے جو عمرہ سے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرہ سے حلال نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے سر کو چپکا لیا تھا اور اپنے قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال دیا تھا' پس میں جب تک قربانی نہ کر لوں حلال نہیں ہوں گا''۔

ان کا یہ قول بعید ہے کیونکہ جو احادیث قران کے اثبات میں وارد ہوئی ہیں وہ اس قول کو رد کرتی ہیں اور اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں کہ آپ نے بلند آواز سے پہلے عمرہ کی تکبیر کہی پھر صفا اور مروہ کی سعی کرنے کے بعد آپ نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی۔ اس انداز پر کسی ایک آدمی نے بھی اسے اسناد صحیح کے ساتھ نقل نہیں کیا بلکہ حسن اور ضعیف اسناد کے ساتھ بھی نقل نہیں کیا۔

اور اس حدیث میں جو یہ قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حج تمتع کیا اگر اس سے مراد تمتع عام ہے تو اس میں قران داخل ہوگا اور یہی مراد ہے اور اس کا یہ قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی اور پھر حج کی تکبیر کہی۔ اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آپ نے حج کے لفظ سے عمرہ کا لفظ پہلے کہا یعنی یہ کہا کہ لبیک اللھم عمرۃ و حجًا تو یہ سہل بات ہے جو قران کے منافی نہیں اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آپ نے پہلے عمرہ کی تکبیر کہی پھر وقفے کے ساتھ اس کے ساتھ حج کو شامل کیا پھر بھی طواف سے قبل آپ قارن ہو گئے ہیں۔ اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آپ نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی پھر اس کے افعال سے فارغ ہو گئے اور قربانی کا جانور لانے کے لیے حلال ہوئے یا نہ ہوئے جیسا کہ زعم کرنے والوں کا زعم ہے لیکن آپ نے مناسک عمرہ کی ادائیگی کے بعد اور منیٰ کی طرف جانے سے قبل' حج کی تکبیر کہی تو جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس بات کو صحابہؓ سے کسی نے نقل نہیں کیا اور جو کوئی ایسا دعویٰ کرے تو اس کا قول عدم نقل اور قران کے اثبات میں وارد ہونے والی احادیث کی مخالفت کی وجہ سے مردود ہوگا' جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا' بلکہ ان احادیث کی مخالفت کی وجہ سے مردود ہوگا جو قبل ازیں افراد کے بارے میں بیان ہو چکی ہیں۔ واللہ اعلم

حقیقت حال کو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بظاہر لیث کی یہ حدیث جو عن عقیل عن زہری عن سالم عن ابن عمر مروی ہے دوسرے طریق سے بھی اس وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔ جب آپ نے حج افراد کیا اور جب حجاج نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیا تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اگر آپ اس سال حج کو موخر کر

Marfat.com

دیئے تو آپ کیا کرتے آپ نے جواب دیا میں وہی کرتا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا' یعنی حدیبیہ کے سال محاصرہ کے زمانہ میں۔ آپ نے ذوالحلیفہ سے عمرہ کا احرام باندھا پھر آپ ویرانے کی بلندی پر چڑھے' آپ نے کہا میں ان دونوں باتوں کو ایک ہی خیال کرتا ہوں اور آپ نے اس کے ساتھ حج کی تکبیر کہی۔ پس راوی نے خیال کرلیا کہ رسول اللہ ﷺ نے برابر ایسا ہی کیا ہے۔ آپ نے پہلے عمرہ کی تکبیر کہی' پھر حج کی تکبیر کہی' اور انہوں نے اسے اسی طرح روایت کر دیا۔ اور اس میں اعتراض پایا جاتا ہے جسے ہم عنقریب بیان کریں گے اور اس کا بیان اس حدیث میں ہے جسے عبداللہ بن وہب نے روایت کیا ہے کہ مالک بن انس وغیرہ نے مجھے خبر دی کہ نافع نے ان سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فتنہ کے سال عمرہ کے لیے نکلے اور فرمایا اگر مجھے بیت اللہ سے روک دیا گیا تو ہم وہی کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ پس آپ گئے اور عمرہ کی تکبیر کہی اور چلتے گئے اور جب ویرانے میں بلندی پر چڑھے تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ ان دونوں کا معاملہ ایک ہی ہے اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرہ کے ساتھ لازم کرلیا۔ پس آپ گئے یہاں تک کہ بیت اللہ پہنچ گئے اور اس کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے اور اس پر کوئی اضافہ نہ کیا اور آپ نے خیال کیا کہ یہی آپ کی طرف سے کفایت کریں گے اور قربانی کا جانور بھیجا۔ اور صحیح کے مؤلف نے اسے مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے عبیداللہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور عبدالرزاق نے اسے عبیداللہ اور عبدالعزیز بن ابی داؤد سے بحوالہ نافع روایت کیا ہے اور اس میں یہ بات بھی ہے کہ پھر آپ نے اس کے آخر میں کہا ہے کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

اور بخاری نے جو روایت کی ہے اس میں بیان کیا ہے کہ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہ ہم سے لیث نے نافع سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سال حج کا ارادہ کیا جس سال حجاج' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ کے لیے اترا تو آپ سے کہا گیا کہ لوگوں کے درمیان جنگ ہونے والی ہے اور ہمیں خدشہ ہے کہ وہ آپ کو روک دیں گے۔ آپ نے جواب دیا تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ایک نیک نمونہ موجود ہے اگر ایسا ہوا تو میں ایسا ہی کروں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا' میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کو لازمی کرلیا ہے پھر آپ چلے گئے اور جب ویرانے کے بلند مقام پر آئے تو فرمایا میں حج اور عمرہ کے معاملہ کو ایک ہی خیال کرتا ہوں' میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج کو بھی لازم کرلیا ہے پس آپ نے قربانی کا جانور بھجوایا جسے آپ نے قدید سے خریدا تھا اور اس پر کچھ اضافہ نہ کیا اور نہ قربانی کی اور نہ کسی حرام چیز کو حلال کیا' نہ سر منڈایا نہ بال کٹوائے' یہاں تک کہ یوم النحر آ گیا تو آپ نے قربانی کی اور سر منڈایا اور آپ نے خیال کیا کہ آپ نے اپنے پہلے طواف کے ساتھ حج اور عمرہ کا طواف پورا کر دیا ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہم سے ابن علیہ نے عن ایوب عن نافع بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ آیا اور کہنے لگا مجھے خدشہ ہے کہ اس سال لوگوں کے درمیان جنگ ہوگی اور وہ آپ کو بیت اللہ سے روک دیں گے۔ کاش آپ ٹھہر جاتے آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ گئے' تو کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے پس اگر وہ میرے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوئے تو میں بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح

Marfat.com

کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تمہارے لیے نیک نمونہ موجود ہے۔ اگر ایسا ہوا تو میں بھی وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کو لازم کر لیا ہے۔ پھر آپ آئے اور ان دونوں کا ایک ہی طواف کیا۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے ابی النعمان سے عن حماد بن زید عن ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی عن نافع روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے ان دونوں کی حدیث سے ایوب سے روایت کیا ہے' پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دشمن کے محاصرہ کی صورت میں حلال ہونے اور حج اور عمرہ کے ایک طواف پر اکتفا کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کی اس لیے کہ آپ نے متمتع ہونے کے لیے پہلے عمرہ کا احرام باندھا' پھر آپ کو محاصرہ کا خدشہ پیدا ہو گیا تو آپ نے دونوں کو اکٹھا کر لیا اور عمرہ سے قبل طواف سے پہلے' حج کو عمرہ کے ساتھ شامل کر کے قارن بن گئے اور فرمایا: میں ان دونوں کے معاملہ کو ایک ہی سمجھتا ہوں' یعنی انسان کے حج یا عمرہ سے یا دونوں سے روکے جانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پس جب آپ مکہ آئے تو آپ نے دونوں کی جانب سے اپنے طواف اول پر ہی اکتفا کر لی جیسا کہ سیاق اوّل میں اس کی تصریح کی گئی ہے جسے ہم نے الگ بیان کیا ہے اور وہ اس کا یہ قول ہے کہ: "آپ نے خیال کیا کہ آپ نے اپنے طواف اوّل ہی میں حج اور عمرہ کا طواف پورا کر دیا ہے"۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ یعنی آپ نے حج اور عمرہ کے ایک ہی طواف پر قناعت کی تھی' یعنی صفا اور مروہ کے درمیان۔ اس بیان میں اس امر پر دلالت پائی جاتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قران کی روایت کی ہے اس لیے نسائی نے عن محمد بن منصور عن سفیان بن عیینہ عن ایوب بن موسیٰ عن نافع روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج اور عمرہ ملا لیا اور ایک طواف کیا پھر نسائی نے اسے عن علی بن میمون الرقی عن سفیان بن عیینہ عن اسماعیل بن امیہ اور ایوب بن موسیٰ اور ایوب سختیانی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور ان چاروں نے نافع سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ذوالحلیفہ آئے تو آپ نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی' پھر آپ کو خدشہ ہوا کہ آپ کو بیت اللہ سے روک دیا جائے گا۔ پھر اس نے پوری حدیث بیان کی ہے کہ آپ حج کو عمرہ کے ساتھ شامل کر کے قارن بن گئے۔

حاصل کلام یہ کہ بعض رواۃ نے جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول سنا کہ "میں وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا" اور آپ کا یہ قول کہ "رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا تو انہوں نے خیال کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرہ کی بلند آواز سے تکبیر کہی پھر حج کی اور طواف سے قبل ہی اسے عمرہ کے ساتھ شامل کر لیا اور اس نے جو کچھ سمجھا تھا اس مفہوم کو روایت کر دیا' حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا' بلکہ آپ نے اس امر کا ارادہ کیا تھا جو ہم نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

پھر اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ نے پہلے عمرہ کی تکبیر کہی پھر طواف سے قبل اس کے ساتھ حج کو شامل کر لیا تو آپ قارن ہو گئے نہ کہ تمتع خاص کے متمتع پس اس میں ان لوگوں کے قول پر دلالت پائی جاتی ہے جو تمتع کی افضلیت کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم

اور وہ حدیث جسے بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے ہمام نے قتادہ سے بیان کیا کہ مجھ سے مطرف نے بحوالہ عمران بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمتع کیا اور قرآن اترا اور ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہا' اور مسلم نے اسے محمد بن المثنیٰ سے عن عبدالصمد ابن الوارث عن ہمام عن قتادہ روایت کیا ہے۔

Marfat.com

اور اس سے مراد وہ متعہ ہے، جو قران اور تمتع خاص سے اعم ہے، اور اس پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جسے مسلم نے شعبہ اور سعید بن ابی عروبہ کی حدیث سے عن قتادہ عن مطرف عن عبداللہ بن الشخیر عن عمران بن الحصین بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کر لیا اور پھر تمام حدیث بیان کی ہے اور سلف کی اکثریت قران پر متعہ کا اطلاق کرتی ہے جیسا کہ بخاری نے کہا ہے کہ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہ ہم سے حجاج بن محمد اعور نے بحوالہ شعبہ عن عمرو بن مرہ عن سعید بن المسیب بیان کیا کہ:

حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے عسفان میں متعہ کے بارے میں اختلاف کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ایسے کام سے روکنا چاہتے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو دونوں کی اکٹھے بلند آواز سے تکبیر کہی، اور مسلم نے بھی اسے اسی طرح شعبہ کی حدیث سے عن الحکم بن عیینہ عن علی بن الحسین عن مروان بن الحکم دونوں سے روایت کیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں کسی آدمی کے قول کے باعث رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑنے کا نہیں'' اور اسی طرح مسلم نے شعبہ کی حدیث سے بھی اسے عن قتادہ عن عبداللہ بن شقیق روایت کیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا، آپ کو علم ہی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا، انہوں نے کہا بے شک لیکن ہم خوفزدہ تھے۔

اور وہ حدیث جسے مسلم نے غندر کی حدیث سے عن شعبہ اور عن عبیداللہ بن معاذ عن ابیہ عن شعبہ عن مسلم بن مخراق المقبری روایت کیا ہے کہ اس نے حضرت ابن عباس کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی۔ اور آپ کے اصحاب نے حج کی تکبیر کہی۔ پس رسول اللہ ﷺ حلال نہ ہوئے اور نہ ہی آپ کے اصحاب میں وہ اشخاص حلال ہوئے جو قربانی کے جانور لے گئے تھے اور بقیہ لوگ حلال ہو گئے۔

اور ابوداؤد طیالسی نے اسے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور روح بن عبادہ عن شعبہ عن مسلم المقبری عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی'' اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے بلند آواز سے حج کی تکبیر کہی، پس ان میں سے جس کے پاس تمتع کی قربانی کا جانور نہ تھا وہ حلال ہو گیا اور جس کے پاس قربانی کا جانور تھا وہ حلال نہ ہوا۔ الحدیث پس اگر ہم دونوں روایتوں کو صحیح قرار دیں تو قران ثابت ہو گا۔ اور اگر ہم دونوں روایتوں میں سے ہر ایک پر توقف کریں تو دلیل ٹھہر جائے گی اور اگر ہم مسلم کی اس روایت کو صحیح قرار دیں جسے اس نے اپنی صحیح میں عمرہ کی روایت میں بیان کیا ہے جو قبل ازیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان ہو چکی ہے کہ آپ نے افراد روایت کیا ہے اور وہ حج کا احرام باندھنا ہے پس یہ حج پر اضافہ ہو گا اور خاص طور پر قران کا قول لایا جائے گا اور عنقریب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ روایت بیان ہو گی جو اس پر دلالت کرے گی۔

اور مسلم نے غندر اور معاذ بن معاذ کی حدیث سے عن شعبہ عن الحکم عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ عمرہ ہے جس سے ہم نے فائدہ اٹھایا ہے۔ پس جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ تمام حل کو حلال کرے۔ پس قیامت تک عمرہ حج میں شامل ہو گیا ہے اور بخاری نے آدم بن ابی ایاس اور مسلم نے غندر کی حدیث سے اور ان دونوں نے شعبہ سے بحوالہ ابی جمرہ روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

Marfat.com

میں نے تمتع کیا تو مجھے لوگوں نے منع کر دیا' میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے مجھے تمتع کرنے کا حکم دیا۔اور میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ حج مبرور اور مقبول متعہ' پس میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر یہ تو ابو القاسم صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ کی سنت ہے اور اس جگہ پر متعہ سے مراد قران ہے اور القعنبی وغیرہ نے عن مالک بن انس عن ابن شہاب عن محمد بن عبد اللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان کے حج کے سال سعد بن ابی وقاص اور ضحاک بن قیس کو عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کا ذکر کرتے سنا تو ضحاک کہنے لگے' یہ کام وہی شخص کرتا ہے جو امر الٰہی سے بیگانہ نہ ہو تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے میرے بھتیجے! تو نے بہت بری بات کی ہے' ضحاک کہنے لگے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس سے منع فرمایا کرتے تھے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا ہے اور ہم نے بھی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے۔

اور ترمذی اور نسائی نے اسے قتیبہ سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔اور عبد الرزاق نے معتمر بن سلیمان اور عبد اللہ بن المبارک سے بیان کیا ہے اور ان دونوں نے سلیمان التیمی سے روایت کی ہے کہ غنیم بن قیس نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسے کیا ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ ان دنوں عرش' یعنی مکہ' میں کافر تھے۔اور مسلم نے اسے شعبہ' سفیان ثوری' یحییٰ بن سعید اور مروان الفزاری سے روایت کیا ہے اور ان چاروں نے سلیمان التیمی سے روایت کی ہے کہ میں نے غنیم بن قیس سے سنا کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا' ہم نے اسے کیا ہے اور یہ ان دنوں عرش میں کافر تھے۔اور یحییٰ بن سعید' یعنی معاویہ' کی روایت میں ہے کہ یہ سب بات تمتع کے اطلاق کے باب میں ہے جو تمتع خاص سے اعم ہے اور وہ عمرہ کا احرام باندھنا اور اس سے فارغ ہو جانا ہے اور پھر حج اور قران کا احرام باندھنا ہے۔بلکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کلام میں حج کے مہینوں میں عمرے پر تمتع کے اطلاق کی دلالت پائی جاتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے عمرہ کیا اور معاویہ ابھی حج سے قبل مکہ میں کافر تھے اور عمرہ حدیبیہ یا عمرۃ القضا بھی اس کی مانند ہیں۔اب رہی بات عمرۃ الجعرانہ کی تو معاویہ اپنے باپ کے ساتھ فتح مکہ کی شب کو مسلمان ہو گئے۔اور ہم نے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک عمرہ میں ایک چوڑے پھل والے تیر کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کاٹے تھے' اور وہ لامحالہ عمرۃ الجعرانہ ہی تھا۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قارن قرار دینے والوں کی دلیل کا بیان

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی روایت:

قبل ازیں بخاری کی وہ روایت بیان ہو چکی ہے' جو ابو عمرو اوزاعی کی حدیث سے مروی ہے کہ میں نے یحییٰ بن ابی کثیر کو عکرمہ سے عن ابن عباس عن ابن عمر رضی اللہ عنہم بیان کرتے سنا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے وادی عقیق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ: ''میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ'' اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عمر بن حفص المقبری نے ہمیں بغداد میں خبر دی کہ ہمیں احمد بن سلیمان نے اطلاع دی کہ عبدالملک بن محمد کو سنایا گیا اور میں سن رہا تھا کہ ابو زید الہروی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا کہ ہم سے عکرمہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقیق میں حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اس مبارک وادی میں دو رکعت نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ' پس روز قیامت تک عمرہ حج میں شامل ہو گیا ہے۔

پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ بخاری نے اسے ابو زید الہروی سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ہاشم نے بیان کیا کہ ہم سے سیار نے ابو وائل سے بیان کیا کہ ایک نصرانی آدمی تھا جسے الضبی بن معبد کہا جاتا تھا' اس نے جہاد کا ارادہ کیا تو اسے کہا گیا کہ حج سے آغاز کرو تو وہ اشعری کے پاس آیا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ حج اور عمرہ کی بلند آواز سے اکٹھے تکبیر کہے تو اس نے ایسے ہی کیا اسی دوران میں وہ تلبیہ کہتے ہوئے زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ کے پاس سے گزرا تو ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا۔ یہ شخص اس اونٹ سے بھی جو اپنے مالک سے غائب ہو زیادہ بھٹکا ہوا ہے۔ پس الضبی نے بھی اسے سن لیا اور یہ بات اسے شاق گذری' پس جب وہ آیا تو اس نے آکر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: ''تو نے اپنے نبی کی سنت کی طرف راہ پائی ہے''۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک دوسری بار آپ کو فرماتے سنا کہ: ''تو نے اپنے نبی کی سنت کو پالیا ہے''۔ اور امام احمد نے اسے عن یحییٰ بن سعید القطان عن اعمش عن شقیق عن ابی وائل عن الضبی بن معبد عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ ان دونوں نے کوئی بات نہیں کی کہ تو نے اپنے نبی کی سنت کو پا لیا ہے۔ اور ان نے اسے عن عبدالرزاق عن سفیان ثوری عن منصور عن ابی وائل بھی روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح اس نے اسے عن غندر عن شعبہ عن الحکم عن ابی وائل اور عن سفیان عن عیینہ عن عبدہ بن ابی لبابہ عن ابی وائل بھی روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں الضبی بن معبد نے بیان کیا کہ میں ایک نصرانی آدمی تھا' میں نے مسلمان ہو کر حج اور عمرہ کی بلند آواز سے اکٹھے تکبیر کہی تو زید بن

Marfat.com

صوحان اور سلمان بن ربیعہ نے مجھے ان دونوں کی بلند آواز سے تکبیر کہتے سنا تو وہ دونوں کہنے لگے۔ یہ شخص اس اونٹ سے بھی جو اپنے مالک سے غائب ہو زیادہ بھٹکا ہوا ہے۔ گویا ان دونوں نے اپنی اس بات سے مجھ پر ایک پہاڑ کا بوجھ ڈال دیا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں بتایا تو آپ نے جا کر ان دونوں کو ملامت کی اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تو نے اپنے نبی کی سنت کو پالیا ہے۔ عبدہ بیان کرتا ہے کہ ابو وائل نے بہت دفعہ بیان کیا کہ میں اور مسروق' الضحی بن معبد کے پاس اس بات کے دریافت کرنے کے لیے بہت دفعہ گئے۔ اور صحیح کی شرط پر یہ اسانید جید ہیں۔

اور ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے کئی طرق سے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے روایت کیا ہے اور نسائی اپنے سنن کی کتاب الحج میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن علی بن الحسن بن شقیق نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے عن جمرۃ العسکری عن مطرف عن سلمہ بن کہیل عن طاؤس عن ابن عباس عن عمرو مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ:

''قسم بخدا! میں تاکیداً تمہیں متعہ سے منع کرتا ہوں اور یہ کتاب اللہ میں موجود تھا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے کیا ہے''۔

امیر المومنین حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے عمرو بن مرہ سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما عسفان میں اکٹھے ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ متعہ یا عمرہ سے منع کیا کرتے تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اس سے منع کرنے سے آپ کا کیا مقصد ہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہم آپ کی بات نہیں مانتے۔

امام احمد نے مختصراً اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے صحیحین میں شعبہ کی حدیث سے عن عمرو بن مرہ عن سعید بن المسیب روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عسفان میں حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا متعہ کے بارے میں اختلاف ہو گیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اس سے منع کرنے سے آپ کا کیا مقصد ہے' پس جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو دونوں کی بلند آواز سے اکٹھے تکبیر کہی۔ اور بخاری کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے غندر نے عن شعبہ عن الحکم عن علی بن الحسین عن مروان بن الحکم روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کو دیکھا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ متعہ سے منع کرتے تھے اور ان دونوں کے اکٹھے کرنے سے بھی روکتے تھے۔ پس جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو بلند آواز سے دونوں کی تکبیر کہی اور لبیک بعمرۃ وحج کہا اور فرمایا میں کسی کے قول کے باعث حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑنے کا نہیں۔

اور نسائی نے اسے شعبہ کی حدیث سے اور اعمش کی حدیث سے عن مسلم البطین عن علی بن الحسین روایت کیا ہے۔ اور امام

Marfat.com

احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بحوالہ قتادہ بیان کیا کہ عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ حضرت عثمان متعہ سے منع فرماتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم دیتے تھے' اور حضرت عثمان نے حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کہا آپ ایسے ایسے ہیں' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کیا تھا' انہوں نے جواب دیا بے شک' لیکن ہم خوفزدہ تھے۔ اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو روایت کی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا اعتراف کیا ہے اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع کے سال' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بلند آواز سے تکبیر کہی تھی۔ اور آپ قربانی کا جانور بھی لے گئے تھے اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حالت حرام میں ٹھہرے رہیں' اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے قربانی کے جانور میں شریک کیا جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ

اور امام مالک نے مؤطا میں جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے' کہ مقداد بن اسود' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پانی لے کر گئے تو آپ دودھ اور آٹے کو ملا رہے تھے اور جا کر کہنے لگے' یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' حج اور عمرہ کو اکٹھا کرنے سے منع کرتے ہیں' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور آٹا اور دودھ آپ کے ہاتھوں پر لگا ہوا تھا۔ آٹے اور دودھ کا جو نشان آپ کے ہاتھوں پر پڑا ہوا تھا میں اسے فراموش نہیں کر سکتا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور کہا آپ حج اور عمرہ کو اکٹھا کرنے سے منع کرتے ہیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری رائے ہے' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر باہر نکلے اور آپ کہہ رہے تھے۔ اے اللہ میں حج اور عمرہ دونوں کے لیے حاضر ہوں:

لبیک اللّٰھم لبیک بحجۃ و عمرۃ معًا.

ابوداؤد اپنے سنن میں بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یونس نے عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کی وہ بیان کرتے ہیں:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا امیر بنایا تو میں آپ کے ساتھ تھا اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد کی حدیث کو بیان کیا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تو نے کیا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بلند آواز سے تکبیر کہی ہے آپ نے فرمایا میں قربانی کا جانور لایا ہوں اور میں قارن ہوں۔

اور نسائی نے اسے اپنے اسناد سے جو شیخین کی شرط کے مطابق ہے' یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی نے اسے معلل قرار دیا ہے کیونکہ اس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ان الفاظ کا ذکر نہیں کیا اور یہ تعلیل قابل غور ہے کیونکہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے قران مروی ہے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے آئے اور میں یمن سے آیا اور میں نے کہا' میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبیر کی طرح تکبیر کہہ کر حاضر ہوں تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے حج اور عمرہ دونوں کی اکٹھے تکبیر کہی ہے۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت:

آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے ہم انہیں حروف تہجی کی ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔

بکر بن عبداللہ المزنی:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حمید الطویل نے بیان کیا کہ ہمیں بکر بن عبداللہ المزنی نے خبر دی کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج اور عمرہ کا اکٹھا تلبیہ کہتے سنا' میں نے اس بات کا ذکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا تو آپ نے فرمایا آپ نے صرف حج کا تلبیہ کہا تھا' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مل کر انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ہم سے بچے تجاوز کر رہے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لبیک عمرۃ و حجا کہتے سنا ہے۔

اور بخاری نے اسے مسدد سے عن بشر بن الفضل عن حمید روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اسے شریح بن یونس سے بحوالہ ہشیم اور امیہ بن بسطام سے عن یزید بن زریع عن حبیب بن الشہید عن بکر بن عبداللہ المزنی روایت کیا ہے۔

ثابت البنانی کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے عن ابن ابی لیلیٰ عن ثابت عن انس روایت کی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: لبیک بعمرۃ و حجۃ معًا اس طریق سے حسن بصری اس سے متفرد ہیں۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے روح نے بیان کیا کہ ہم سے اشعث نے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ آئے اور انہوں نے حج اور عمرہ کا تلبیہ کہا اور جب وہ بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کر چکے تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حلال ہو جانے اور اسے عمرہ بنا لینے کا حکم دیا۔ تو یوں معلوم ہوا کہ لوگ خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں قربانی کا جانور نہ لایا ہوتا تو میں حلال ہو جاتا۔ پس لوگ حلال ہو گئے اور انہوں نے تمتع کیا۔ حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ حسن بن قزعہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن حبیب نے بیان کیا کہ ہم سے اشعث نے حسن سے بحوالہ انس بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے بلند آواز سے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی اور جب وہ مکہ آئے تو انہوں نے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حلال ہو جانے کا حکم دیا تو وہ اس بات سے خوفزدہ ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' حلال ہو جاؤ' اگر میرے پاس قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی حلال ہو جاتا' پس وہ حلال ہو گئے یہاں تک کہ عورتوں کے پاس چلے گئے۔

پھر البزار کہتے ہیں' ہم نہیں جانتے کہ اسے حسن سے اشعث بن عبدالملک کے سوا' کسی نے روایت کیا ہو۔

حمید بن تیرویہ الطویل کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ نے حمید سے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ لبیک بحج و عمرۃ و حج یہ اسناد ثلاثی' شیخین کی شرط کے مطابق ہے لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی اور نہ اس طریق پر اصحاب کتب میں سے کسی نے اس کی روایت کی ہے' لیکن مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے عن ہشیم عن یحییٰ بن ابی اسحاق و عبدالعزیز بن صہیب و حمید

Marfat.com

روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں کا اکٹھے تلبیہ کہتے سنا۔ لبیک عمرة و حجا لبیک عمرة و حجا اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعمر بن بشر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ نے بیان کیا کہ ہمیں حمید الطویل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے اونٹ لائے اور فرمایا لبیک بعمرة و حج' اور میں آپ کی ناقہ کی بائیں ران کے پاس تھا۔ اس طریق سے احمد اس کے بیان میں متفرد ہے۔

حمید بن ہلال عدوی بصری کی روایت:

حافظ ابوبکر البزار اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبدالوہاب نے ایوب سے عن ابی قلابہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کی اور ہم نے اسے سلمہ بن شعیب سے بیان کیا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے ایوب سے عن ابی قلابہ وحمید بن ہلال عن انس بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوطلحہ کا ردیف تھا اور اس کا گھٹنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے سے مس ہوتا تھا' حالانکہ آپ حج اور عمرہ کا تلبیہ کہہ رہے تھے۔ یہ اسناد جید اور قوی ہے اور صحیح کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور البزار نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ حج اور عمرہ کا تلبیہ کہنے والے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملامت نہیں کی' مگر اس تاویل میں اعتراض ہے اور اسے حضرت انس کی طرف سے لانے کی کوئی ضرورت نہیں' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' پھر ضمیر کو مذکورین میں سے اقرب کی طرف لوٹانا اولیٰ ہے اور وہ اس صورت میں اقوی الدلالت ہوگا۔ واللہ اعلم

اور عنقریب سالم بن ابی الجعد کی روایت میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس تاویل کا صریح رد ہوگا۔

زید بن اسلم کی روایت:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ سعید بن عبدالعزیز تنوخی نے زید بن اسلم سے بحوالہ انس بن مالک روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی۔ حسن بن عبدالعزیز الجروی اور محمد بن مسکین بیان کرتے ہیں کہ بشیر بن بکر نے سعید بن عبدالعزیز سے عن زید بن اسلم بن انس ہم سے بیان کیا' میں کہتا ہوں یہ اسناد صحیح ہے۔ اور صحیح کی شرط کے مطابق ہے' مگر انہوں نے اس طریق سے اس کی روایت نہیں کی۔ اور حافظ ابوبکر بیہقی نے اسے اس سیاق سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ہمیں اطلاع دی کہ ہم سے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے بیان کیا کہ ہمیں عباس بن ولید بن یزید نے خبر دی کہ مجھے میرے باپ نے بتایا کہ ہم سے شعیب بن عبدالعزیز نے زید بن اسلم وغیرہ سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آ کر کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کی تکبیر کہی تھی؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا' آپ نے حج کی تکبیر کہی تھی' تو وہ واپس چلا گیا۔ پھر اگلے سال ان کے پاس آ کر کہنے لگا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کی تکبیر کہی تھی' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' کیا تو پہلے سال میرے پاس نہیں آیا تھا؟ اس نے جواب دیا بے شک آیا تھا' لیکن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ آپ قارن تھے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ عورتوں کے پاس جاتے تھے تو

Marfat.com

وہ برہنہ سر ہوتی تھیں اور میں رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کے نیچے تھا مجھے اس کا لعاب مس کرتا تھا میں آپ کو حج کا تلبیہ کہتے سنتا تھا۔

سالم بن ابی الجعد غطفانی کوفی کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شریک نے عن منصور عن سالم بن ابو الجعد عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ وہ اسے حضرت نبی کریم ﷺ تک مرفوع کرتے ہیں کہ آپ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا اور فرمایا لبیک بعمرة و حج معًا یہ روایت حسن ہے۔ مگر انہوں نے اسے روایت نہیں کیا اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عفان نے بیان کیا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا کہ ہم سے عثمان بن مغیرہ نے عن سالم بن ابو الجعد عن سعد مولی حسن بن علی سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور ذوالحلیفہ آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں حج اور عمرہ کو اکٹھا کرنا چاہتا ہوں' پس جو ایسا کرنا چاہتا ہے وہ میری طرح کہے' پھر آپ نے تلبیہ کہا لبیک بعمرة و حجة معًا اور سالم کہتے ہیں کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ قسم بخدا کہ میرا پاؤں' رسول اللہ ﷺ کے پاؤں سے مس کرتا تھا اور آپ دونوں کی اکٹھے تکبیر کہہ رہے تھے اور اس طریق سے یہ اسناد جید ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور حافظ البزار نے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حمید بن ہلال کی حدیث کی جو تاویل کی ہے یہ سیاق اس کی تردید کرتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

سلیمان بن طرخان التیمی کی روایت:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن حبیب بن عربی نے بیان کیا کہ ہم سے المعتمر بن سلیمان نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دونوں کا اکٹھے تلبیہ کہتے سنا' پھر البزار کہتے ہیں کہ التیمی سے اس کے بیٹے کے سوا کسی اور آدمی نے روایت نہیں کی' اور صرف یحییٰ بن حبیب عربی نے اسے اس سے سنا ہے۔ میں کہتا ہوں' یہ صحیح کی شرط کے مطابق ہے مگر انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

سوید بن حجیر کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے ابو قزعہ سوید بن حجیر نے' بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ: میں ابوطلحہ کا ردیف تھا اور قریب تھا کہ ابوطلحہ کا گھٹنا' رسول اللہ ﷺ کے گھٹنے کو گزند پہنچائے' اور رسول کریم ﷺ دونوں کی اکٹھے تکبیر کہہ رہے تھے۔ اور یہ اسناد جید ہے اور احمد اس میں منفرد ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور اس میں حافظ البزار کی واضح تردید موجود ہے۔

عبداللہ بن زید ابو قلابہ الجرمی کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے عن ایوب عن ابی قلابہ عن انس اطلاع دی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ردیف تھا اور وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے وہ بیان کرتے ہیں میرا پاؤں رسول اللہ ﷺ کی رکاب کو مس کر رہا تھا پس میں نے آپ کو حج اور عمرہ کا اکٹھے تلبیہ کہتے سنا۔

اور بخاری نے اسے کئی طرق سے عن ابی قلابہ عن انس روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ظہر کی چار رکعت نماز

Marfat.com

مدینہ میں پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی پھر وہاں رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہوگئی' پھر آپ اپنی ناقہ پر سوار ہوئے اور جب وہ ویرانے میں آپ کو لے کر ٹھیک طور پر چلنے لگی تو آپ نے تسبیح وتحمید کی اور تکبیر کہی اور حج اور عمرہ کی بلند آواز سے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی دونوں کی تکبیر کہی' اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ردیف تھا اور وہ سب کے سب حج اور عمرہ کی اکٹھے تکبیر کہہ رہے تھے۔ اور ان کی ایک روایت میں جو ایوب سے عن رجل عن انس مروی ہے' بیان ہوا ہے کہ پھر آپ نے رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہوگئی' تو آپ نے صبح کی نماز پڑھی پھر اپنی ناقہ پر سوار ہوئے اور جب وہ آپ کو لے کر ویرانے میں اچھی طرح چلنے لگی تو آپ نے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی۔

عبدالعزیز بن صہیب کی روایت جو حمید الطویل کی روایت کے ساتھ ہے' قبل ازیں بحوالہ مسلم بیان ہو چکی ہے۔

علی بن زید بن جدعان کی روایت:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے علی بن حکیم نے عن شریک عن علی بن زید عن انس بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کی اکٹھے تکبیر کہی' یہ اس طریق سے غریب ہے اور اصحاب سنن میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا حالانکہ یہ ان کی شرط کے مطابق ہے۔

قتادہ بن دعامہ سدوسی کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے بہز اور عبدالصمد المعنی نے بیان کیا کہ ہمام بن یحییٰ نے ہمیں خبر دی کہ قتادہ نے ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے کتنے حج کیے تھے انہوں نے کہا ایک حج اور چار عمرے کیے تھے۔ ایک عمرہ حدیبیہ کے زمانے میں اور دوسرا مدینہ سے ذوالقعدہ میں' اور تیسرا عمرۃ الجعرانہ جو ذوالقعدہ میں کیا۔ جب آپ نے حنین کی غنائم کو تقسیم کیا اور چوتھا حج کے ساتھ عمرہ کیا۔ اور اسے صحیحین میں ہمام بن یحییٰ کی حدیث سے بیان کیا گیا ہے۔

مصعب بن سلیم زہری کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا کہ ہم سے مصعب بن سلیم نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی۔ احمد اس کے بیان میں متفرد ہے۔

یحییٰ بن اسحاق حضرمی کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں یحییٰ بن اسحاق' عبدالعزیز بن صہیب اور حمید الطویل نے حضرت انس سے خبر دی کہ انہوں نے آپ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ کا اکٹھے تلبیہ کہتے سنا' آپ لبیک عمرۃ وحجا' لبیک عمرۃ وحجا کہہ رہے تھے۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے بحوالہ ہشیم روایت کیا ہے اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبدالاعلیٰ نے یحییٰ سے بحوالہ انس بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف گئے اور میں نے آپ کو لبیک عمرۃ وحجا کہتے سنا۔

Marfat.com

ابوالصیقل کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسن نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے بیان کیا اور احمد بن مالک نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے عن ابی اسحاق عن ابی اسماء الصیقل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج کی آواز بلند کرتے ہوئے نکلے پس جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے عمرہ بنالیں اور فرمایا اگر میں اپنے معاملے سے دوچار ہوتا تو پیٹھ نہ دیتا اور میں اسے عمرہ بنالیتا' لیکن میں قربانی کا جانور لایا ہوں اور میں نے حج اور عمرہ کو ملالیا ہے۔

اور نسائی نے اسے ہناد سے عن ابوالاحوص عن ابی اسحاق عن ابی اسماء الصیقل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں کا تلبیہ کہتے سنا۔

ابوقدامہ حنفی جس کا نام محمد بن عبید بیان کیا جاتا ہے اس کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح بن عبادہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے عن یونس بن عبید عن ابی قدامہ حنفی بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا تلبیہ کہتے تھے' انہوں نے جواب دیا' میں نے آپ کو سات بار حج اور عمرہ کا تلبیہ کہتے سنا۔ امام احمد اس حدیث کے بیان میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد جید اور قوی ہے۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو ملا لیا۔ اور حافظ بیہقی نے ان طرق میں سے ایک کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ پھر ایسے کلام سے اس کی تعلیل کی ہے جس میں اعتراض ہے' اور اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اشتباہ ہوا ہے نہ کہ اس شخص کو جو ان سے نیچے ہے اور ہوسکتا ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہو اور وہ دوسرے شخص کو بتا رہے ہوں' کہ قران کی تکبیر کیسے کہی جاتی ہے نہ یہ کہ وہ خود ان دونوں کی بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی لوگوں نے روایت کی ہے اور اس کے ثبوت میں اعتراض ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس کلام میں بظاہر جو اعتراض پایا جاتا ہے وہ غور و فکر کرنے والے شخص پر مخفی نہیں ہے اور بسا اوقات اس کلام کو ترک کرنا اولیٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں باوجود اس کے تواتر کے صحابی کے حفظ کے متعلق احتمال پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ آپ نے ابھی دیکھا ہے اور اس بات کا آغاز ایک بہت بڑے خوفناک امر تک پہنچا دیتا ہے۔

قران کے بارے میں البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث:

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں علی بن محمد مصری نے بتایا کہ ہم سے ابو غسان مالک بن یحییٰ نے بیان کیا کہ ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ ہمیں زکریا بن ابی زائدہ نے عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ خبر دی' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے کیے جو سب کے سب ذوالقعدہ میں کیے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ بات معلوم ہی ہے کہ آپ نے اس عمرہ سمیت جو آپ نے حج کے ساتھ کیا' چار عمرے کیے ہیں' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث محفوظ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ عنقریب یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب صحیح اسناد کے ساتھ بیان ہو

Marfat.com

کی۔ ان شاء اللہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

حافظ ابوالحسن دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن داؤد' محمد بن جعفر بن رمیس' قاسم بن اسماعیل' ابوعبید اور عثمان بن جعفر اللبان وغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے احمد بن یحییٰ صوفی نے بیان کیا کہ ہم سے زید بن حباب نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبداللہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حج کیے' دو حج ہجرت سے پہلے اور ایک وہ حج جس کے ساتھ آپ نے عمرہ کو ملایا۔

اور اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے سفیان بن سعید ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ پھر بیان کیا ہے کہ یہ سفیان کی حدیث سے غریب ہے اور ہم اسے صرف زید بن الحباب کی حدیث سے جانتے ہیں اور میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن یعنی رازی کو دیکھا ہے اس نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں عبداللہ بن ابی زیاد سے روایت کیا ہے اور میں نے محمد سے اس کے متعلق پوچھا وہ اسے نہیں جانتے تھے اور وہ اسے محفوظ بھی شمار نہیں کرتے تھے' وہ بیان کرتے ہیں اسے صرف ثوری سے عن ابی اسحاق عن مجاہد' مرسل روایت کیا گیا ہے اور بیہقی کے السنن الکبیر میں بھی روایت کیا گیا ہے۔ ابوعیسیٰ ترمذی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے متعلق محمد بن اسماعیل بخاری سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث غلط ہے اور اسے صرف ثوری سے مرسل روایت کیا گیا ہے۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ زید بن الحباب جب غلط روایت کرتا تھا تو بسا اوقات وہ غلطی کر جاتا تھا اور ابن ماجہ نے اسے عن القاسم بن محمد بن عباد المہلبی عن عبداللہ بن داؤد الخریبی عن سفیان روایت کیا ہے اور یہ وہ طریق ہے جس سے ترمذی اور بیہقی واقف ہی نہیں ہیں اور بسا اوقات بخاری بھی اس سے واقف نہیں ہوتے' کیونکہ انہوں نے زید بن الحباب کے متعلق یہ خیال کر کے کہ وہ اس کے بیان میں منفرد ہے اس پر اعتراض کیا ہے' حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرا طریق:

ابوعیسیٰ ترمذی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابن ابی عمر نے بیان کیا کہ ہم سے معاویہ نے عن حجاج عن ابی الزبیر عن جابر بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو ملایا اور ان دونوں کا ایک طواف ہی کیا' پھر بیان کیا یہ حدیث حسن ہے اور صحیح کے نسخہ میں ہے اور ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج اور عمرہ کے لیے ایک ہی طواف کیا۔

میں کہتا ہوں یہ حجاج بن ارطاۃ ہے' اور کئی ائمہ نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ لیکن یہ ایک اور طریق سے بھی عن ابی الزبیر عن جابر بن عبداللہ اسی طرح مروی ہے' جیسا کہ حافظ ابوبکر البزار اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے مقدم بن محمد نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے چچا قاسم بن یحییٰ بن مقدم نے عن عبدالرحمٰن بن عثمان بن خثیم عن ابی الزبیر عن جابر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے حج اور عمرہ کو ملایا اور قربانی کا جانور بھی لائے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قربانی کے جانور کو قلادہ نہیں پہنایا وہ اسے عمرہ بنا لے' پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم اس کلام کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صرف اس طریق اور اس

Marfat.com

اسناد کے ساتھ مروی جانتے ہیں اور البزار اپنے مسند میں اس طریق کے بیان میں منفرد ہیں اور اس کا اسناد نہایت غریب ہے اور اس لحاظ سے کتب ستہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ واللہ اعلم

حضرت ابوطلحہ زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابومعاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حجاج بن ارطاط نے حسن بن سعد سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے عن علی بن محمد عن ابی معاویہ اپنے اسناد و الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کو ملا لیا۔ اور حجاج بن ارطاط ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہم سے داؤد یعنی ابن سوید نے بیان کیا کہ میں نے عبدالملک زراد کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی النزال بن سبرہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے سراقہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے روز تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں' قران کیا۔

آنحضرت ﷺ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت:

آپ نے حج کے ساتھ عمرہ کو ملا کر فائدہ اٹھایا اور یہی قرآن ہے۔

اور امام مالک ابن شہاب سے عن محمد بن عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ اس نے آپ کو بتایا کہ اس نے معاویہ بن ابی سفیان کے حج کے سال' حضرت سعد بن ابی وقاص اور ضحاک بن قیس کو عمرہ کے ساتھ حج کو ملا کر فائدہ اٹھانے کا ذکر کرتے سنا' تو ضحاک کہنے لگے' یہ تو وہی شخص کر سکتا ہے جو امر الٰہی سے بیگانہ ہو' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بھتیجے تو نے بہت بری بات کہی ہے ضحاک کہنے لگے' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس سے منع فرمایا کرتے تھے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا' رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ یہ کام کیا ہے۔ اور ترمذی اور نسائی دونوں نے اسے قتیبہ سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سلیمان التیمی نے بیان کیا کہ مجھ سے غنیم نے بیان کیا کہ میں نے ابن ابی وقاص سے متعہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' ہم نے متعہ کیا اور یہ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت عرش میں کافر تھے' انہوں نے اسے اس طرح مختصر روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں' سفیان بن سعید ثوری' شعبہ' مروان الفزاری اور یحییٰ بن سعید القطان سے روایت کیا ہے اور ان چاروں نے سلیمان بن طرخان التیمی سے روایت کی ہے کہ میں نے غنیم بن قیس سے سنا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص سے متعہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' ہم نے متعہ کیا ہے اور یہ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان دنوں عرش میں کافر تھے اور عبدالرزاق نے اسے معمر بن سلیمان اور عبداللہ بن المبارک سے اور ان دونوں نے اسے سلیمان التیمی سے بحوالہ غنیم بن قیس

Marfat.com

روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ کام کیا ہے اور حضرت معاویہ ان دنوں عرش یعنی مکہ میں کافر تھے۔ اور یہ دوسری حدیث اسناد کے لحاظ سے اصح ہے اور ہم نے اس کا ذکر اعتماداً نہیں صرف مضبوطی کے لیے کیا ہے۔ اور پہلی حدیث صحیح الاسناد ہے اور یہ اس کے مقابلے میں مقصود کو زیادہ واضح کرنے والی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کی روایت:

طبرانی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سعید بن محمد بن مغیرہ مصری نے بیان کیا کہ ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا کہ ہم سے یزید بن عطاء نے اسماعیل بن خالد سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو صرف اس لیے اکٹھا کیا' کیونکہ آپ کو علم تھا کہ آپ اس سال کے بعد حج نہیں کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو نصر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے داؤد العطار نے عن عمرو عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے' عمرۃ الحدیبیہ' عمرۃ القضاء' عمرۃ الجعرانہ' اور اپنے حج کے ساتھ عمرہ' اور ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے کئی طرق سے داؤد بن عطار مکی سے عن عمرو بن دینار عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن' غریب قرار دیا ہے اور ترمذی نے اسے عن سعید بن عبدالرحمٰن عن سفیان بن عیینہ عن عمرو عن عکرمہ مرسل روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی نے اسے ابوالحسن علی بن عبدالعزیز بغوی کے طریق سے حسن بن ربیع اور شہاب بن عباد سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے داؤد بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ چوتھا عمرہ وہ ہے جسے آپ نے اپنے حج کے ساتھ ملا لیا تھا' پھر ابوالحسن علی بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ داؤد بن عبدالرحمٰن کے سوا کوئی آدمی اس حدیث کے بارے میں بیان نہیں کرتا' یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' پھر بیہقی نے بخاری سے بیان کیا کہ آپ نے داؤد بن عبدالرحمٰن کو صادق قرار دیا ہے۔ ہاں بسا اوقات اسے کسی چیز کے بارے میں وہم ہو جاتا ہے اور بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو روایت بیان کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے وادی عقیق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ۔

اور شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو بیان کیا ہے اس میں ان کا یہی مستند ہو۔ واللہ اعلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

بخاری اور مسلم نے لیث کے طریق سے جو کچھ عن عقیل عن زہری عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' وہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں تمتع کیا اور قربانی کا جانور بھیجا اور ذوالحلیفہ سے قربانی کا جانور لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی پھر حج کی تکبیر کہی' اور سعی کے بعد آپ کے حلال نہ ہونے کے بارے میں پوری حدیث کا ذکر کیا ہے' پس معلوم ہو گیا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ آپ تمتع خاص کے متمتع نہیں تھے اور آپ نے حج

Marfat.com

اور عمرہ کا صفا اور مروہ کے درمیان ایک ہی طواف کیا تھا اور جمہور کے مذہب کے مطابق یہ حال قارن کا ہوتا ہے' جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابو یعلیٰ موصلی بیان کرتے ہیں کہ ابو خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن یمان نے عن سفیان عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قارن ہونے کی وجہ سے ایک ہی طواف کیا اور دونوں کے درمیان حلال نہیں ہوئے اور آپ نے راستے سے قربانی کا جانور خریدا اور یہ اسناد جید ہے اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ اور اگرچہ یحییٰ بن یمان مسلم کے رجال میں سے ہے مگر اس نے ثوری سے جو احادیث روایت کی ہے اس میں شدید نکارت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

اور اس سے اس بات کو ترجیح ملتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو افراد روایت کیا ہے اس سے آپ کی مراد افعال حج کا افراد ہے نہ کہ وہ افراد خاص جس کی طرف شافعی کے اصحاب جاتے ہیں اور وہ حج کرنا ہے پھر اس کے بعد بقیہ ذوالحجہ میں عمرہ کرنا ہے' شافعی کا قول ہے کہ مالک نے ہمیں صدقہ بن یسار سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ ذوالحجہ میں مجھے حج کے بعد عمرہ کرنے کی نسبت' حج سے قبل عمرہ کرنا' اور قربانی بھیجنا زیادہ محبوب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو احمد یعنی زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یونس بن حارث نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف بیت اللہ سے روک دیئے کے خوف سے قران کیا اور فرمایا اگر حج نہ ہوا تو عمرہ ہی سہی۔ یہ حدیث سند اور متن کے لحاظ سے غریب ہے اور امام احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور امام احمد نے اس یونس بن الحارث ثقفی کے بارے میں بیان کیا ہے کہ یہ مضطرب الحدیث ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اسی طرح یحییٰ بن معین نے بھی اسے اس سے روایت کرنے میں ضعیف قرار دیا ہے اور نسائی نے بھی۔

اور متن کے لحاظ سے اس کا یہ قول کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف بیت اللہ سے روک دیئے کے خوف سے قران کیا' آپ کو بیت اللہ سے کون روک سکتا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر اسلام کو قوت دی اور بلد الحرام کو فتح کیا اور گذشتہ سال منیٰ کے میدان سے حج کے ایام میں اعلان کیا گیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے گا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ تقریباً چالیس ہزار آدمی تھے' پس اس کا یہ قول کہ ''بیت اللہ سے روک دیئے کے خوف سے'' یہ قول اس قول سے عجیب تر نہیں جو حضرت عثمان نے حضرت علی بن ابی طالب سے اس وقت کہا تھا' جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ:

آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا تھا' انہوں نے کہا بے شک کیا تھا لیکن ہم خوفزدہ تھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ خوف کس طرف سے تھا؟ ہاں یہ صحابی کی روایت میں بیان ہوا ہے اور اسے عثمان کے ظن پر محمول کیا جائے گا' پس جو کچھ انہوں نے روایت کیا ہے وہ صحیح اور مقبول ہے' لیکن جو کچھ انہوں نے خیال کیا ہے اس میں وہ معصوم نہیں پس یہ ان کی سمجھ ہے جو دوسروں پر حجت نہیں اور نہ ہی اس سے اس حدیث کا رد کرنا لازم آتا ہے جو آپ نے روایت کی ہے' یہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا

Marfat.com

قول ہے اگر اس کی نسبت آپ کی طرف درست ہو۔ واللہ اعلم

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن جعفر اور حجاج نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے حمید بن ہلال سے بیان کیا کہ میں نے خاموشی سے سنا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرنے لگا ہوں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ تجھے اس سے فائدہ پہنچائے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا' پھر آپ نے وفات تک اس سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی قرآن نے اسے حرام قرار دیا ہے اور وہ مجھے سلام کہتے تھے پس جب میں نے اپنے آپ کو داغ دیا تو وہ میرے پاس آنے سے رک گئے' اور جب میں نے داغ لگانا ترک کر دیا تو وہ دوبارہ میرے پاس آنے لگے۔ اور مسلم نے اسے محمد بن المثنیٰ اور محمد بن الیسار سے عن غندر عن عبید اللہ بن معاذ عن ابیہ روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے محمد بن عبد الاعلیٰ سے بحوالہ خالد بن حارث روایت کی ہے اور ان تینوں نے شعبہ سے عن حمید بن ہلال عن مطرف عن عمران روایت کی ہے اور مسلم نے اسے شعبہ اور سعید بن ابی عروبہ کی حدیث سے عن قتادہ عن مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر عن عمران بن الحصین روایت کیا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا۔ (الحدیث)

اور حافظ ابو الحسن دار قطنی نے شعبہ کی حدیث کو' جو حمید بن ہلال سے بحوالہ مطرف مروی ہے' صحیح قرار دیا ہے اور وہ حدیث جو اس نے قتادہ سے بحوالہ مطرف بیان کی ہے اسے شعبہ سے صرف بقیہ بن الولید نے روایت کیا ہے اور غندر وغیرہ نے اسے سعید بن عروبہ سے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں اسے نسائی نے بھی اپنے سنن میں عمرو بن علی الفلاس سے عن خالد بن حارث عن شعبہ روایت کیا ہے' اور ایک نسخہ میں شعبہ کی بجائے عن سعید عن قتادہ عن مطرف عن عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ روایت ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

اور صحیحین میں ہمام کی حدیث سے جو عن قتادہ عن مطرف عن عمران بن الحصین مروی ہے لکھا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہم نے تمتع کیا' پھر قرآن نے اس کو حرام قرار نہیں دیا اور نہ ہی رسول کریم ﷺ نے اپنی وفات تک اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت الہرماس بن زیاد باہلی کی روایت:

عبد اللہ بن امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمران بن علی ابو محمد نے جوزے کا باشندہ تھا اور اصلاً اصبہانی تھا ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن الضریس نے بیان کیا کہ ہم سے عکرمہ بن عمار نے الہرماس سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کا ردیف تھا' میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ پر لبیک بحجۃ وعمرۃ معاً کہہ رہے ہیں اور یہ حدیث سنن کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبد الرحمٰن نے عن مالک عن نافع عن ابن عمر عن حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

Marfat.com

''آپ عمرے سے حلال کیوں نہیں ہوئے؟ آپ نے جواب دیا' میں نے اپنے سر کو چپکا لیا ہے اور اپنے قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال دیا ہے میں جب تک قربانی نہ کرلوں حلال نہ ہوں گا''۔

اور صحیحین میں دونوں نے اسے مالک اور عبیداللہ بن عمر کی حدیث سے روایت کیا ہے' بخاری اور موسیٰ بن عقبہ نے اضافہ کیا ہے اور مسلم اور ابن جریج سب نے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس میں اضافہ کیا ہے اور ان دونوں کے الفاظ میں ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں کا کیا حال ہے وہ عمرہ سے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرہ سے حلال کیوں نہیں ہوئے آپ نے فرمایا میں نے اپنے قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال دیا ہے اور اپنے سر کو چپکا لیا ہے میں جب تک قربانی نہ کرلوں' حلال نہ ہوں گا۔اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال اپنی ازواج کو حلال ہونے کا حکم دیا' تو آپ کی ایک بیوی نے آپ سے کہا' آپ کو حلال ہونے سے کیا چیز مانع ہے آپ نے فرمایا' میں نے اپنے سر کو چپکا لیا ہے اور اپنے قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال دیا ہے' پس جب تک میں اپنے قربانی کے جانور کو ذبح نہ کرلوں' حلال نہ ہوں گا۔

اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ ابواسحاق ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بحوالہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بیان کیا' وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو عمرہ سے حلال ہو جانے کا حکم دیا' تو ہم نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ہمارے ساتھ حلال ہونے سے کیا چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے قربانی کا جانور بھیج دیا ہے اور سر کو چپکا لیا ہے' پس میں اپنا قربانی کا جانور ذبح کرنے تک تاخیر کروں گا۔ پھر احمد نے اسے کثیر بن ہشام سے عن جعفر ابن برقان عن نافع ابن عمر عن حفصہ روایت کیا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے اور آپ اس سے حلال نہ ہوئے اور متقدم الذکر احادیث الافراد سے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ نے اسی طرح حج کے لیے تکبیر کہی' پس ان تمام احادیث سے معلوم ہو گیا کہ آپ قارن تھے جیسا کہ گذشتہ روایت میں وضاحت ہو چکی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن مسلم نے مالک سے عن ابن شہاب عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ: حجۃ الوداع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے' تو ہم نے بلند آواز سے عمرہ کی تکبیر کہی' پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو وہ حج کے ساتھ عمرہ کی تکبیر کہے پھر ان دونوں سے حلال ہونے تک حلال نہ ہو' پس میں مکہ آئی اور میں حائضہ تھی اور میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا اور نہ ہی صفا اور مروہ کا طواف کیا' اور میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس امر کی شکایت کی' آپ نے فرمایا اپنا سر کھول دو اور کنگھی کرو اور حج کی تکبیر کہو اور عمرہ کو چھوڑ دو' تو میں نے ایسے

Marfat.com

ہی کیا' پس جب میں نے حج ادا کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیج دیا اور میں نے عمرہ کر لیا' اور آپ نے فرمایا' یہ آپ کے عمرہ کی جگہ ہے۔ آپ بیان فرماتی ہیں پس جن لوگوں نے عمرہ کی تکبیر کہی تھی انہوں نے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا پھر حلال ہو گئے' پھر اس کے بعد انہوں نے منیٰ سے لوٹنے کے بعد ایک اور طواف کیا اور جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کر لیا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔ اور اسی طرح مسلم نے اسے مالک کی حدیث سے زہری سے بیان کیا ہے پھر اس نے اسے عن عبد بن حمید عن عبدالرزاق عن معمر عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو میں نے عمرہ کی تکبیر کہی اور میں قربانی کا جانور نہیں لے گئی تھی' رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس قربانی کا جانور ہو وہ اپنے عمرہ کے ساتھ حج کی تکبیر کہے یہاں تک دونوں سے حلال ہو جائے اور پوری حدیث کو بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس جگہ پر اس حدیث کے لانے کا مقصد وہ قول بیان کرنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو وہ حج اور عمرہ کی تکبیر کہے اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ آپؐ کے پاس قربانی کا جانور تھا' پس جس نے یہ مشورہ دیا ہے وہ اس کا اوّل اور اولیٰ مخاطب ہے اس لیے کہ صحیح معنوں میں مخاطب اپنے خطاب کے عموم میں داخل ہوتا ہے' اور اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا یعنی صفا اور مروہ کے درمیان' اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان صرف ایک طواف کیا' جس سے معلوم ہوا کہ آپ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کر لیا تھا اور مسلم نے حماد بن زید کی حدیث سے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ قربانی کے جانور رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ذوالیسار کے ساتھ تھے۔ اسی طرح آپ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قربانیوں سے حلال نہ ہوئے اور آپ متمتع بھی نہ تھے۔ اور آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے گزارش کی کہ آپ مجھے تنعیم سے عمرہ کروائیں' آپ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ لوگ حج اور عمرہ کو جا رہے ہیں اور میں حج کو جا رہی ہوں' تو آپ نے انہیں ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے ساتھ بھجوا دیا اور انہوں نے آپ کو تنعیم سے عمرہ کروایا اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے حج کے بعد عمرہ کیا تھا' حالانکہ آپ مفرد نہ تھے' پس معلوم ہوا کہ آپ قارن تھے' کیونکہ لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع میں عمرہ کیا تھا۔ واللہ اعلم

اور حافظ بیہقی نے یزید بن ہارون کے طریق سے عن زکریا عن ابی زائدہ عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ' جو روایت کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے اور سب کے سب ذوالقعدہ میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ بات معلوم ہی ہے کہ آپ نے اس عمرہ سمیت جو آپ نے اپنے حج کے ساتھ کیا' چار عمرے کیے ہیں اور بیہقی نے الخلافیات میں بیان کیا ہے کہ ہمیں ابوبکر بن حارث فقیہ نے بتایا کہ ابو محمد بن حبان اصبہانی نے ہمیں خبر دی کہ ابراہیم بن شریک نے ہمیں بتایا کہ ہمیں احمد بن یونس نے خبر دی کہ زہیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسحاق نے ہم سے بحوالہ مجاہد بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے تھے تو آپ نے فرمایا دوبار'

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہے کہ اس عمرہ کے سوا جسے آپ نے حجۃ الوداع کے ساتھ ملا لیا تھا' آپ نے تین عمرے کیے تھے' پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس اسناد میں کوئی اعتراض نہیں لیکن اس میں ارسال پایا جاتا ہے۔ یعنی بعض محدثین کے قول کے مطابق مجاہد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماعت نہیں کی۔

میں کہتا ہوں شعبہ اسے منکر قرار دیتا ہے اور بخاری اور مسلم نے اسے ثابت کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور قاسم بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عروہ بن زبیر اور کئی لوگوں کی حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے کہ حجۃ الوداع کے سال' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کا جانور تھا اور تنعیم سے آپ نے جو عمرے کیے اور اہل مکہ کے پاس آ کر آپ نے ان سے جو دوستی کی اور محصب میں آپ نے جو شب بسری کی' ان میں بھی آپ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا یہاں تک کہ آپ نے مکہ میں صبح کی نماز پڑھی اور مدینہ کو واپس آ گئے' یہ تمام امور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس حج کے بعد کوئی عمرہ نہیں کیا۔ اور مجھے کسی صحابی کے متعلق معلوم نہیں کہ اس نے اسے روایت کیا ہو اور یہ بات بھی معلوم ہی ہے کہ آپ دو قربانیوں کے درمیان حلال نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد' تحلیق و تقصیر یا تحلیل کی تھی بلکہ بالاتفاق آپ نے مسلسل احرام باندھے رکھا اور یہ بھی منقول نہیں کہ آپ نے منیٰ کی طرف جاتے ہوئے حج کی تکبیر کہی تھی' پس معلوم ہو گیا کہ آپ متمتع نہیں تھے اور لوگوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال عمرہ کیا تھا اور آپ دونوں قربانیوں کے درمیان حلال نہیں ہوئے تھے اور نہ آپ نے نئے سرے سے حج کا احرام باندھا تھا اور نہ حج کے بعد عمرہ کیا تھا' پس قران کا ہونا لازم آ گیا اور یہ وہ بات ہے جس کا جواب مشکل ہے۔ واللہ اعلم

اسی طرح قران کی روایت مثبت ہے' کیونکہ افراد اور تمتع کی روایت کرنے والے اس کے بارے میں خاموش ہیں اور اس کی نفی کرنے سے بھی خاموش ہیں اور وہ ان پر مقدم ہے جیسا کہ علم اصول میں طے پا چکا ہے اور ابی عمران سے روایت ہے کہ اس نے اپنے غلاموں کے ساتھ حج کیا وہ بیان کرتے ہیں میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا اے ام المومنین میں نے کبھی حج نہیں کیا پس میں کس سے آغاز کروں؟ حج سے یا عمرہ سے' آپ نے فرمایا جس سے چاہو آغاز کر لو' پھر میں ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے مجھے وہی جواب دیا جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا' پھر میں نے آ کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے قول کے متعلق بتایا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تم میں سے حج کرے تو وہ حج میں عمرہ کی تکبیر کہے۔ ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے اور ابن حزم نے اسے حجۃ الوداع میں لیث بن سعد کی حدیث سے عن یزید بن ابی حبیب عن اسلم عن ابی عمران عن ام سلمہ روایت کیا ہے۔

Marfat.com

باب ۲۰

دونوں روایات میں تطبیق کا بیان

اگر کہا جائے کہ تم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے یہ روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مفرد کیا تھا' پھر انہی صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہ روایت کی ہے کہ آپ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کر لیا تھا پس ان دونوں روایات کے درمیان تطبیق کیسے ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے یہ روایت کی ہے کہ آپ نے حج مفرد کیا تھا وہ روایت اس امر پر محمول ہوگی کہ آپ نے افعال حج کو جدا کیا تھا اور نیۃً، نفلاً اور وقتاً اس میں عمرہ داخل تھا اور یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ نے حج کے طواف وسعی پر قناعت کی تھی' جیسا کہ قارن کے بارے میں جمہور کا مذہب ہے مگر حضرت امام ابوحنیفہ اس کے خلاف ہیں ان کا مذہب یہ ہے کہ قارن دو طواف کرے گا اور دو دفعہ سعی کرے گا' اور انہوں نے اس بارے میں اس روایت پر اعتماد کیا ہے جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مگر آپ کی طرف اس کے اسناد میں اعتراض پایا جاتا ہے۔

اور جن لوگوں نے تمتع کی روایت کی ہے اور پھر قران کی روایت کی ہے اس کے متعلق ہم قبل ازیں جواب دے چکے ہیں' کہ سلف کے کلام میں تمتع، تمتع خاص اور قران سے اعم ہے بلکہ وہ اس کا اطلاق حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے پر کرتے ہیں خواہ اس کے ساتھ حج نہ بھی ہو جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان دنوں عرش یعنی مکہ میں کافر تھے' حالانکہ اس سے آپ کی مراد دو عمروں میں سے ایک عمرہ ہے' خواہ حدیبیہ کا عمرہ ہو یا عمرۃ القضاء اور عمرۃ الجعرانہ کے وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے کیونکہ وہ فتح مکہ کے بعد ہوا تھا اور حجۃ الوداع اس کے بعد ۱۰ھ میں ہوا تھا اور یہ ایک واضح اور کھلی بات ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب ۲۱

ابوداؤد طیالسی کی روایت کردہ حدیث کا جواب

اگر کہا جائے کہ اس حدیث کا کیا جواب ہے جسے ابوداؤد طیالسی نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے کہ ہم سے ہشام نے قتادہ سے بحوالہ ابی شیخ الہنائی' جس کا نام صفوان بن خالد ہے' بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت سے کہا' کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیتوں کی صف بندی کرنے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی اس کے درست ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ پھر کہنے لگے کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقطع سونے کے سوا' سونا پہننے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے' پھر کہنے لگے کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو ملانے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا یہ درست نہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے قسم بخدا یہ بات بھی ان کے ساتھ ہی ہے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ہمام نے قتادہ سے بحوالہ ابی شیخ الہنائی روایت کی وہ بیان کرتا ہے' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے' کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیتوں کے چمڑوں سے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے' آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقطع سونے کے سوا' سونا پہننے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے' آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے یعنی متعۃ الحج سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا یہ بات درست نہیں۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سعید نے عن قتادہ عن ابی شیخ الہنائی بیان کیا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے اور ان کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی موجود تھی' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے انہوں نے جواب دیا درست ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا درست ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کرنے سے منع فرمایا ہے' انہوں نے جواب دیا یہ بات درست نہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے قسم بخدا یہ بات بھی ان کے ساتھ ہی ہے۔

اور اسی طرح اسے حماد بن سلمہ نے قتادہ سے روایت کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ تم اس بات کو بھول گئے ہو۔ اور اسی طرح اسے اشعث بن نزار' سعید بن ابی عروبہ اور ہمام نے قتادہ سے اصل الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور مطر الوراق اور بہیس بن

Marfat.com

ہمدان نے اسے ابی شیخ سے متعۃ الحج میں روایت کیا ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے اسے کئی طرق سے ابی شیخ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث جید الاسناد ہے اور حضرت معاویہ نے حج اور عمرہ کے اکٹھا کرنے کی مناہی کے بارے میں جو روایت بیان کی ہے وہ اس سے بھی عجیب ہے شاید اصل حدیث متعہ کی مناہی کے بارے میں ہے اور راوی نے اسے متعۃ الحج خیال کر لیا ہے حالانکہ وہ متعۃ النساء ہے۔ اور ان صحابہ کے پاس اس سے مناہی کے بارے میں کوئی روایت نہ تھی یا شاید وہ مناہی کھجوروں کے ملانے کے بارے میں ہو جیسا کہ ابن عمر کی حدیث میں ہے اور راوی نے اسے حج میں قران کرنا خیال کر لیا ہو اور اسے مفعول مالم یسم فاعلہ بنا دیا ہو۔ اور راوی نے اسے صراحت کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ تک مرفوع کر دیا ہو اور اس بارے میں وہم میں پڑ گیا ہو اور متعۃ الحج سے منع فرمانے والے حضرت عمر بن الخطاب ہیں اور آپ کا اس سے منع کرنا تحریم اور حتم کے طور پر نہ تھا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ اس سے اس لیے منع فرماتے تھے کہ حج کے لیے الگ سفر کیا جائے تاکہ بیت اللہ کی زیارت بکثرت ہو اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ سے بہت ڈرتے تھے اور آپ کی مخالفت کی جسارت نہیں کرتے تھے اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ آپ کی مخالفت کرتے تھے' ان سے کہا جاتا کہ آپ کے والد تو اس سے منع کرتے ہیں تو وہ کہتے' مجھے خدشہ ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں گے اسے رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے' کیا رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع ہوگی یا حضرت عمر بن الخطاب کی سنت کی' اسی طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی اس سے منع فرماتے تھے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت علی بن ابی طالب نے ان کی مخالفت کی اور فرمایا' میں کسی آدمی کے قول کے باعث' رسول اللہ ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

اور عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا پھر قرآن میں اس کی حرمت نازل نہ ہوئی اور نہ وفات تک رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا' اسے صحیحین نے روایت کیا ہے اور صحیح مسلم میں حضرت سعد سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ کے انکار متعہ پر انہیں ملامت کی اور کہا ہم نے اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا ہے اور یہ یعنی حضرت معاویہ ان دنوں عرش میں کافر تھے یعنی جن دنوں میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسے کیا حضرت معاویہ ان دنوں کافر تھے۔

میں کہتا ہوں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حج قران کیا' جیسا کہ ہم نے اس بارے میں وارد ہونے والی احادیث سے اسے بیان کیا ہے اور رسول کریم ﷺ کی وفات کے درمیان اور حجۃ الوداع کے درمیان اکیاسی دن تھے۔ اور ایک ہزار سے زائد صحابہ نے قولاً اور فعلاً آپ کو حجۃ الوداع کرتے دیکھا' پس اگر آپ نے اس حج میں قران سے منع کیا ہوتا جسے انہوں نے آپ کو کرتے دیکھا تو صحابہ میں سے کوئی ایک صحابی تنہا نہ رہتا اور جن لوگوں نے آپ سے یہ بات سنی یا نہ سنی تھی' ان کی جماعت ان کی تردید کرتی' یہ سب امور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس طرح یہ روایت حضرت معاویہ سے محفوظ نہیں ہے واللہ اعلم۔

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے حیوۃ نے خبر دی کہ ابوعیسیٰ خراسانی نے عن عبداللہ بن القاسم خراسانی عن سعید بن المسیب بتایا کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں سے ایک

Marfat.com

آدمی حضرت عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے گواہی دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے مرض الموت میں سنا ہے کہ آپ حج سے قبل عمرہ کرنے سے منع فرماتے تھے' یہ اسناد اعتراض سے خالی نہیں' پھر اگر اس صحابی نے حضرت معاویہ سے روایت کی ہے تو قبل ازیں اس پر گفتگو ہو چکی ہے۔ مگر یہ نہی متعہ کے بارے میں ہے نہ کہ قران کے بارے میں۔ اور اگر اس نے حضرت معاویہ کے سوا کسی اور سے روایت کی ہے تو فی الجملہ یہ مشتبہ امر ہے لیکن قران کے بارے میں کوئی اشتباہ نہیں' واللہ اعلم۔

آپ کے احرام کو مطلق قرار دینے والوں کا مستند:

بعض لوگوں کا قول ہے کہ حضور علیہ السلام نے احرام کو مطلق رکھا اور اوّلاً حج اور عمرہ کو معین نہ کیا' پھر اس کے بعد آپ نے اسے معین کر لیا۔ اور حضرت امام شافعی سے منقول ہے کہ یہ افضل قول ہے مگر ضعیف ہے' امام شافعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ سفیان نے ہمیں خبر دی کہ ابن طاؤس' ابراہیم بن میسرہ' اور ہشام بن حجیر نے ہمیں طاؤس سے خبر دی کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ حج اور عمرہ کا نام لیے بغیر' مدینہ سے نکلے اور فیصلہ کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ صفا اور مروہ کے درمیان آپ پر فیصلے کا نزول ہو گیا' اور آپ کے جن اصحاب نے حج کی تکبیر کہی تھی آپ نے انہیں حکم دیا کہ جن کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ اسے عمرہ بنالیں' اور فرمایا اگر مجھے اپنے معاملے کے متعلق پہلے علم ہوتا تو میں پیٹھ نہ دیتا اور نہ قربانی کا جانور لاتا' لیکن میں نے اپنے سر کو چپکا لیا ہے اور اپنی قربانی کا جانور لے آیا ہوں' پس اب میرا مقام' میری قربانی کے جانور کا مقام ہے۔ اور سراقہ بن مالک نے آپ کے پاس جا کر کہا یا رسول اللہ' ہمارے لیے بھی فیصلہ فرمادیں گویا وہ آج ہی پیدا ہوئے ہیں' کیا آپ نے اس کو اس سال کے لیے عمرہ بنایا ہے یا ہمیشہ کے لیے تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا بلکہ ہمیشہ کے لیے اور روز قیامت تک عمرہ' حج میں داخل ہو گیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یمن کے کچھ آدمی میرے پاس آئے تو رسول کریم ﷺ نے ان میں سے ایک سے پوچھا تو نے کس چیز کی تکبیر کہی ہے اس نے جواب دیا' میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کی تکبیر کو لبیک کہا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے حج کو لبیک کہا ہے۔ اور یہ طاؤس کی مرسل روایت ہے اور اس میں غرابت پائی جاتی ہے' اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا اصول یہ ہے کہ آپ مجرد مرسل روایت کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک دوسری روایت اس کو مضبوط نہ کرے سوائے اس کے کہ وہ کبار تابعین سے مروی ہو' جیسا کہ مرسل کے بارے میں آپ کا معتبر کلام ہے۔ کیونکہ اغلباً وہ صحابہ سے ہی مرسل کرتے ہیں' اور یہ مرسل اس قبیل سے تعلق نہیں رکھتی' بلکہ یہ متقدم الذکر تمام احادیث کے مخالف ہے جو سب کی سب احادیث الافراد' احادیث التمتع اور احادیث القران ہیں' جو صحیح مسند ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ اس سے مقدم ہیں' کیونکہ وہ اس امر کی مثبت ہیں' جس کی اس مرسل نے نفی کی ہے' اور مثبت نافی سے مقدم ہوتا ہے خواہ برابر کا ہو' پس جب مسند صحیح ہو تو پھر اس کا کیا حال ہو گا اور مرسل اپنی سند کے انقطاع کی وجہ سے حجت نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابو عبد اللہ نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں ابو العباس اصم نے خبر دی کہ ہم سے عباس بن محمد الدوری نے بیان کیا کہ ہم سے محاضر نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ بیان کیا آپ بیان فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے نہ ہم حج کا ذکر کرتے تھے نہ عمرہ کا' پس جب ہم آئے تو آپ نے ہمیں حلال ہو جانے کا حکم

Marfat.com

اور جب ذوالحجہ کی بارہویں شب آئی تو حضرت صفیہ بنت حی حائضہ ہو گئیں تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے رحم کے خون کو روک کر' میرے خیال میں یہ تم کو روک دے گی' پھر فرمایا کیا تو نے یوم النحر کو طواف کر لیا تھا' حضرت صفیہ نے جواب دیا' ہاں' آپ نے فرمایا' واپس چلی جاؤ۔ حضرت صفیہ بیان فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تکبیر نہیں کہی آپ نے فرمایا' پھر تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت صفیہ کے ساتھ ان کا بھائی گیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ مدلج سے ہماری ملاقات ہوئی تو اس نے کہا تمہاری مقررہ جگہ فلاں فلاں ہے' بیہقی نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور بخاری نے اسے محمد سے' کہتے ہیں کہ وہ یحییٰ الذہلی ہے بحوالہ محاضر بن المورع روایت کیا ہے' نیز اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا ذکر کرتے نکلے اور یہ پہلی احادیث کی مانند ہے۔ لیکن مسلم نے سوید بن سعید سے عن علی بن مسہر عن اعمش عن ابراہیم عن اسود عن عائشہؓ روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج و عمرہ کا ذکر کیے بغیر نکلے۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے منصور کی حدیث سے عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ہماری رائے میں آپ صرف حج کے لیے نکلے تھے' اور یہ حدیث اصح اور اثبت ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اس طریق حضرت عائشہ ہی کی ایک روایت میں ہے کہ ہم حج اور عمرہ کا ذکر کیے بغیر تلبیہ کہتے ہوئے نکلے اور یہ حدیث اس امر پر محمول ہے کہ وہ تلبیہ کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ اگرچہ حالت احرام میں انہوں نے اس کا نام لیا تھا جیسا کہ حضرت انس کی حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ حَجًّا وَّ عُمْرَۃً کہتے سنا اور حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ میں نے صحابہ کو دونوں کا بلند آواز سے ذکر کرتے سنا' پس وہ حدیث جسے مسلم نے داؤد بن ابی ہند کی حدیث سے عن ابی نضرہ عن جابر و ابی سعید خدری روایت کیا ہے اس میں وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے اور ہم حج کی آواز بلند کر رہے تھے' اس طریق سے یہ حدیث مشکل ہے۔ واللہ اعلم

رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کا بیان:

حضرت امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ مالک نے نافع سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن عمر ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ، وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ. اور حضرت عبداللہ بن عمر اس میں یہ اضافہ بھی کرتے تھے:

لَبَّیْکَ لَکَ وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ لَبَّیْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ.

اور بخاری نے اسے عبداللہ بن یوسف سے' اور مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے مالک سے روایت کیا ہے اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عباد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حاتم بن اسماعیل نے عن موسیٰ بن عقبہ عن سالم بن عبداللہ بن عمر عن نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر و حمزہ بن عبداللہ بن عمر عن عبداللہ بن عمر بیان کیا کہ جب مسجد ذوالحلیفہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی ناقہ آپ کو لے کر ٹھیک طور پر چلنے لگی تو آپ نے بلند آواز سے کہا:

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ، وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ.

Marfat.com

وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کے بارے میں کہا کرتے تھے‘ نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی کرتے تھے۔

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبَآءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ.

محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید نے‘ عبداللہ سے بیان کیا کہ مجھے نافع نے حضرت ابن عمر سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جلدی جلدی تلبیہ سیکھا اور آپ ان کی حدیث کے مطابق بیان کرنے لگے کہ مجھ سے حرملہ بن یحییٰ نے بیان کیا کہ ہم کو ابن وہب نے خبر دی کہ مجھے یونس نے ابن شہاب سے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ مجھے انہوں نے اپنے باپ سے خبر دی‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز سے تلبیہ کہتے سنا‘ آپ کہہ رہے تھے:

لَبَّیْکَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ.

آپ ان کلمات پر کوئی اضافہ نہیں کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور جب مسجد ذوالحلیفہ کے پاس آپ کی ناقہ آپ کو لے کر ٹھیک طور سے چلنے لگتی تو آپ ان کلمات سے تلبیہ کہا کرتے تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب ان کلمات کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ کی طرح تلبیہ کہا کرتے تھے‘ آپ کہتے تھے:

لَبَّیْکَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ، وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِی یَدَیْکَ لَبَّیْکَ وَالرَّغْبَآءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ.

یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ اور جابر کی حدیث تلبیہ میں وہی الفاظ ہیں جو ابن عمر کی حدیث میں ہیں جو عنقریب پوری طوالت سے بیان ہوگی۔ اور مسلم نے اسے منفرد طور پر بیان کیا ہے۔ اور امام بخاری اسے مالک کے طریق پر عن نافع عن ابن عمر بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عن اعمش عن عمارہ عن ابی عطیہ عن عائشہؓ بیان کیا۔ آپ فرماتی ہیں مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کیسے تلبیہ کہتے تھے۔

لَبَّیْکَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ.

ابو معاویہ نے اعمش سے اس کی متابعت کی ہے اور شعبہ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان نے ہمیں خبر دی کہ میں نے خیثمہ ابو عطیہ سے روایت کرتے سنا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا‘ بخاری اس کے بیان میں متفرد ہیں۔

اور امام احمد نے اسے عبدالرحمن بن مہدی سے عن سفیان ثوری عن سلیمان بن مہران الاعمش عن عمارہ بن عمیر عن ابی عطیہ الوادی عن عائشہؓ روایت کیا ہے اور اسے بخاری کی طرح برابر روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح انہوں نے اسے محمد بن جعفر اور روح بن عبادہ سے عن شعبہ عن سلیمان بن مہران الاعمش روایت کیا ہے جیسا کہ بخاری نے اسے بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے ابوداؤد طیالسی نے اپنے مسند میں شعبہ سے برابر روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے عن عمارہ بن عمیر عن ابی عطیہ بیان کیا‘ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کیسے تلبیہ کہتے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تلبیہ کہتے سنا' آپ نے کہا:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ. پس اس نے اس سیاق میں وَحْدَہٗ وَالْمُلْکُ لَا شَرِیْکَ لَکَ کا اضافہ کر دیا۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں اصم نے بتایا کہ ہم سے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے بیان کیا کہ ہمیں ابن وہب نے خبر دی کہ مجھے عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے بتایا کہ عبداللہ بن فضل نے اس سے عبدالرحمٰن الاعرج سے بحوالہ ابوہریرہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ میں ''لبیک الٰہ الحق'' کے الفاظ بھی شامل تھے۔ اور نسائی نے اسے قتیبہ سے عن حمید بن عبدالرحمٰن عن عبدالعزیز بن ابی سلمہ اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ اور علی بن محمد روایت کیا ہے اور ان دونوں نے وکیع سے بحوالہ عبدالعزیز روایت کی ہے' نسائی بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ عبدالعزیز کے سوا کسی نے اسے عبداللہ بن فضل کی طرف منسوب کیا ہو۔ اور اسماعیل بن امیہ نے اسے مرسل روایت کیا ہے اور امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ سعید بن سالم القداح نے ابن جریج سے ہمیں بتایا کہ حمید اعراج نے مجاہد سے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ تلبیہ میں سے لبیک اللھم لبیک کو واضح کیا کرتے تھے پھر اس نے تلبیہ کا ذکر کیا' راوی بیان کرتا ہے ایک دن کا واقعہ ہے کہ لوگ آپ کے پاس سے واپس جا رہے تھے تو آپ کو یہ منظر عجیب لگا تو آپ نے تلبیہ میں یہ اضافہ کیا کہ لبیک ان العیش عیش الاخرۃ۔ ابن جریج بیان کرتے ہیں میرے خیال میں یہ عرفہ کا دن تھا' اور یہ اس طریق سے مرسل ہے۔

اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ مجھے ابواحمد یوسف بن محمد بن محمد بن یوسف نے بتایا کہ ہم سے محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے بیان کیا کہ ہم سے نصر بن علی الجھضمی نے بیان کیا کہ ہم سے محبوب بن الحسین نے بیان کیا کہ ہم سے داؤد نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں خطبہ دیا اور جب آپ نے لبیک اللھم لبیک کہا تو فرمایا ان الخیر خیر الاخرۃ، یہ اسناد غریب ہے اور اس کا اسناد سنن کی شرط کے مطابق ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ اسامہ بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی لبید نے المطلب بن عبیداللہ بن حنطب سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل نے مجھے تلبیہ میں آواز بلند کرنے کا حکم دیا ہے پس بیشک یہ شعائر حج میں سے ہے' احمد اس کے بیان میں متفرد ہیں۔

اور بیہقی نے اسے حاکم سے عن الاصم عن محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم عن وہب عن اسامہ بن زید عن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان و عبداللہ بن ابی لبید عن المطلب عن ابی ہریرہ عن رسول اللہ ﷺ روایت کیا ہے اور پھر اس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ ثوری نے ہمیں ابن ابی لبید سے عن المطلب بن حنطب عن خلاد عن السائب عن زید بن خالد خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل' حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا' اپنے اصحاب کو تلبیہ میں اپنی آوازوں کو بلند کرنے کا حکم دیں بیشک یہ شعائر حج میں سے ہیں۔

اور اسی طرح ابن ماجہ نے اسے عن علی بن محمد عن وکیع عن ثوری روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے شعبہ اور موسیٰ بن عقبہ نے

Marfat.com

عبداللہ بن ابی لبید سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان نے ہم سے عن عبداللہ بن ابی لبید عن المطلب بن عبداللہ بن حنطب عن خلاد بن السائب عن زید بن خالد الجہنی بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریلؑ میرے پاس آئے اور کہا اے محمد ﷺ اپنے اصحاب کو حکم دیں اور وہ تلبیہ میں اپنی آوازوں کو بلند کریں پس بیشک یہ حج کا شعار ہے۔

ہمارے شیخ ابوالحجاج المزی نے اپنی کتاب الاطراف میں بیان کیا ہے کہ معاویہ نے اسے ہشام اور قبیصہ سے عن سفیان ثوری عن عبداللہ بن ابی لبید عن المطلب عن خلاد بن السائب عن ابیہ عن زید بن خالد روایت کیا ہے۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے عن عبداللہ بن ابی بکر عن عبدالملک بن ابی بکر بن الحارث بن ہشام عن خلاد بن السائب بن خلاد عن ابیہ عن النبی ﷺ بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا اپنے اصحاب کو حکم دیجیے اور وہ تلبیہ میں اپنی آوازوں کو بلند کریں۔ احمد بیان کرتے کہ میں نے مالک کے حوالہ سے عبدالرحمٰن بن مہدی کو سنایا اور روح نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے مالک بن انس نے عن عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن عبداللہ بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام عن خلاد بن السائب الانصاری عن ابیہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ یا تکبیر میں اپنی آوازوں کو بلند کریں۔ ان دونوں میں سے ایک آپ کی مراد تھی۔ اور اسی طرح امام شافعی نے اسے مالک سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے القعنبی سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح امام احمد نے اسے ابن جریج کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے عبداللہ بن ابوبکر سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابن جریج نے اسے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر کو خط لکھا اور انہیں یہ حدیث یاد دلائی لیکن انہوں نے اس کے اسناد میں ابوخلاد کا ذکر نہیں کیا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مالک اور سفیان بن عیینہ کی روایت عن عبداللہ بن ابی بکر عن عبدالملک عن خلاد بن السائب عن ابیہ عن النبی ﷺ صحیح ہے۔ اور امام بخاری وغیرہ نے بھی یہی کہا ہے۔

اور امام احمد اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ السائب بن خلاد بن سوید ابی سہلہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن بکیر نے بیان کیا کہ ابن جریج نے بتایا' اور روح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر محمد بن عمرو بن حزم کی جانب عن عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام عن خلاد بن السائب الانصاری عن ابیہ السائب ابن خلاد لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنے اصحاب کو حکم دیں کہ وہ تلبیہ اور تکبیر میں اپنی آوازوں کو بلند کریں۔ اور روح نے تلبیہ یا تکبیر کہا ہے اور بیان کیا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ ہم میں سے کون تھا' اور کہا میں یا عبداللہ یا خلاد تکبیر یا تلبیہ میں تھے۔ یہ اپنے مسند میں احمد کے الفاظ ہیں اور اسی طرح ہمارے شیخ نے الاطراف میں ابن جریج سے مالک اور سفیان بن عیینہ کی روایت کی طرح بیان کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

باب ۲۲

رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، جو اکیلا ہی ایک مستقل عبادت ہے

ہماری رائے میں اس کا یہاں بیان کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس میں تلبیہ وغیرہ کا ذکر بھی موجود ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور آئندہ بھی بیان ہوگا' پس ہم اس کے طرق اور الفاظ کو بیان کریں گے۔ پھر اس مفہوم میں وارد ہونے والی احادیث کے شواہد سے اس کا پیچھا کریں گے۔ وباللہ المستعان

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ بنی سلمہ کے ہاں فروکش تھے کہ ہم ان کے پاس آئے اور ہم نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے حج کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نو سال مدینہ میں رہے اور آپ نے حج نہیں کیا' پھر لوگوں میں اعلان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کرنے والے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ مدینہ میں بہت سے آدمی آ گئے اور وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کے خواہاں تھے۔ اور جو فعل آپ کرنا چاہتے تھے وہ بھی وہی کرنا چاہتے تھے' پس رسول اللہ ﷺ ۲۵ ذوالقعدہ کو نکلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے اور جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابی بکر کو جنم دیا اور رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا غسل کر پھر کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے' پھر تکبیر کہہ' پھر رسول کریم ﷺ چل پڑے اور جب آپ کی ناقہ آپ کو لے کر ٹھیک طور سے زمین پر چلنے لگی تو آپ نے بلند آواز سے خدائے واحد کا ذکر کیا:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ.

اور لوگوں نے بھی تلبیہ کہا اور لوگ ذوالمعارج اور اس قسم کا دوسرا کلام زیادہ پڑھ رہے تھے اور حضرت نبی کریم ﷺ سن رہے تھے مگر آپ نے انہیں کچھ نہیں کہا۔ میں نے حدِ نظر تک رسول اللہ ﷺ کے آگے سوار اور پیادہ دیکھے۔ اور یہی صورت حال آپ کے پیچھے اور دائیں بائیں تھی' حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے اور آپ پر قرآن نازل ہوتا تھا اور آپ اس کی تاویل کو جانتے تھے اور جو کچھ آپ نے کیا ہم نے بھی اس پر عمل کیا پس ہم صرف حج کی نیت سے نکلے' مگر جب ہم کعبہ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر آپ نے تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگائے اور جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو آپ مقام ابراہیم کی طرف گئے اور اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی پھر وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی کی تلاوت کی۔ احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ یعنی جعفر کہتے ہیں کہ آپ نے ان دونوں رکعتوں میں توحید اور قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی پھر حجر اسود کو بوسہ دیا اور صفا کی طرف چلے گئے' پھر اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ کی

Marfat.com

تلاوت کی' پھر فرمایا: جس سے اللہ نے آغاز کیا ہے ہم اس سے آغاز کرتے ہیں' پس آپ صفا پر چڑھ گئے اور جب آپ نے بیت اللہ کی طرف دیکھا تو تکبیر کہی پھر کہا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

پھر آپ نے دعا کی' پھر اسی کلام کو پڑھنے لگے پھر اترے اور جب وادی میں آپ کے پاؤں ٹک گئے تو آپ دوڑ پڑے اور جب اوپر چڑھے تو چلنے لگے اور جب مروہ کے پاس آئے تو اس پر چڑھ گئے اور بیت اللہ شریف کی طرف دیکھ کر وہی کہا جو صفا پر کہا تھا' اور جب مروہ کے پاس آئے آپ کا ساتواں چکر تھا تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! اگر میں اپنے معاملے کو پہلے سے جانتا تو میں پیٹھ نہ پھیرتا اور قربانی کا جانور نہ لاتا' اور اسے عمرہ بناتا' پس جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ حلال ہو جائے اور اسے عمرہ بنا لے پس جب سب لوگ حلال ہو گئے اور حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم جو وادی کے نشیب میں تھے' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ حکم اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے سے ملا کر تین بار فرمایا ہمیشہ کے لیے' پھر فرمایا قیامت کے روز تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علیؓ یمن سے قربانی کا جانور لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ سے قربانی کے جانوروں میں سے ایک جانور اپنے ساتھ لے گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حلال ہو گئی ہیں اور انہوں نے رنگ دار کپڑے پہنے ہیں اور سرمہ لگایا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بات سے برا منایا' تو حضرت فاطمہ نے کہا مجھے میرے باپ نے اس کا حکم دیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں کہا کہ جعفر کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ نہیں کہے' پس میں برافروختہ ہو کر رسول اللہ ﷺ سے وہ بات پوچھنے لگا جس کا ذکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کیا تھا' میں نے کہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رنگ دار کپڑے پہنے ہیں اور سرمہ لگایا ہے اور کہا ہے کہ مجھے میرے باپ نے اس کا حکم دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس نے درست کہا' میں نے اسے اس کا حکم دیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم نے کس چیز کی تکبیر کہی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ! میں وہ تکبیر کہتا ہوں جو تیرے رسولؐ نے کہی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ساتھ قربانی کا جانور بھی تھا آپؐ نے فرمایا تم حلال نہ ہو راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کے جو جانور لائے تھے اور جو رسول اللہ ﷺ لائے تھے وہ ایک سو جانور تھے' پس رسول کریم ﷺ نے تریسٹھ جانور اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے۔ اور بقیہ جانور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیے اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے قربانی کے جانور میں شریک کیا پھر آپ نے ہر اونٹ سے ایک ایک ٹکڑا لانے کا حکم دیا اور انہیں ایک ہنڈیا میں ڈالا اور دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور شوربہ پیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں قربانی کی ہے اور منیٰ تمام قربان گاہ ہے اور عرفہ میں کھڑے ہو کر فرمایا میں یہاں کھڑا ہوں اور عرفہ سب کا سب موقف ہے اور مزدلفہ میں کھڑے ہو کر فرمایا میں یہاں کھڑا ہوا ہوں اور مزدلفہ سب کا سب موقف ہے۔

امام احمد نے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ مگر اس کے آخری حصے کو بہت مختصر کر دیا ہے اور امام مسلم بن الحجاج نے اسے اپنی صحیح کے مناسک میں ابوبکر بن ابی شیبہ اور اسحاق بن ابراہیم سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے حاتم بن اسماعیل سے کن

Marfat.com

جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما عن ابیہ عن جابر بن عبداللہ روایت کی ہے اور انہوں نے ہمیں ان متفاوت اضافوں سے بھی آگاہ کیا ہے۔ جو احمد اور مسلم کے سیاق میں اس قول تک پائے جاتے ہیں جو آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ اس نے درست کہا ہے' جب حج فرض ہو گیا تو تو نے کیا کہا' حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا' اے اللہ! میں وہ تکبیر کہتا ہوں جو تیرے رسول نے کہی ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے پاس قربانی کا جانور تھا' آپؐ نے فرمایا تم حلال نہ ہونا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ' یمن سے قربانی کے جو جانور لائے تھے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے وہ ایک سو تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ سب لوگ حلال ہو گئے اور انہوں نے بال کٹوائے مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جن کے پاس قربانی کے جانور تھے وہ حلال نہ ہوئے اور جب یوم الترویہ آیا تو وہ منیٰ کی طرف گئے اور انہوں نے حج کی تکبیر کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور وہاں ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نماز پڑھی' پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ اور آپ نے اپنا بالوں والا خیمہ لگانے کا حکم دیا وہ نمرہ میں آپ کے لیے لگایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے اور قریش کو یہی شک تھا کہ آپ مشعر الحرام کے پاس کھڑے ہیں جیسا کہ جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزر کر عرفہ آ گئے اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ نمرہ میں آپ کے لیے خیمہ لگایا گیا ہے' پس وہاں آپ فروکش ہوئے اور جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے قصواء کے لانے کا حکم دیا پس اسے آپ کے لیے لایا گیا تو آپ نے وادی کے نشیب میں آ کر لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا:

''تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارا یہ دن اور یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہے آگاہ رہو جاہلیت کی ہر چیز اور جاہلیت کے خون بھی میرے پاؤں کے نیچے رکھے ہوئے ہیں اور میں اپنے خونوں میں سے سب سے پہلا خون یعنی ابن[1] ربیعہ بن الحارث کا خون ساقط کرتا ہوں جو بنی سعد میں دایہ کو تلاش کر رہا تھا کہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ اور جاہلیت کا سود بھی ساقط ہے اور ہمارے سودوں میں سے سب سے پہلا سود عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے جسے میں مکمل طور پر ساقط کرتا ہوں' اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انہیں اللہ کی ذمہ داری سے حاصل کیا ہے اور کلام الٰہی سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جسے تم ناپسند کرتے ہو وہ اسے تمہارا بستر پامال نہ کرنے دیں پس اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی ضرب لگاؤ جو سخت تکلیف دہ نہ ہو۔ اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم معروف طریق پر ان کی خوراک اور لباس کا خیال رکھو اور میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم اس سے تمسک کرو گے گمراہ نہ ہو گے اور تم میرے بارے میں دریافت کیے جاؤ گے۔ پس تم کیا کہنے والے ہو انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے ابلاغ حق کر دیا ہے اور خیر خواہی کر دی ہے۔ اور آپ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے اور اس سے لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا' اے اللہ گواہ رہنا' پھر اذان دی پھر اقامت کہی اور ظہر پڑھی' پھر اقامت کہہ کر عصر پڑھی اور ان دونوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور موقف میں آ گئے اور آپ کی ناقہ قصواء کا پیٹ چٹانوں سے لگنے لگا اور آپ نے حبل المشاۃ کو اپنے سامنے رکھ لیا۔ اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور آپ مسلسل وہاں کھڑے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور کچھ زردی بھی چلی گئی

[1] کہا گیا ہے کہ اس کا نام آدم تھا اور بعض کا قول ہے کہ تمام تھا۔

Marfat.com

یہاں تک کہ سورج کی ٹکیہ غائب ہوگئی اور آپ نے حضرت اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور آپ نے قصواء کی مہار کو کھینچا' یہاں تک کہ اس کا سر آپؐ کی ٹانگ کے اگلے حصہ تک پہنچ گیا اور آپ اپنے دائیں ہاتھ سے فرمانے لگے۔لوگو! سکون اختیار کرو' اور جب بھی آپ کسی پہاڑ پر آتے تو اس کی لگام کچھ ڈھیلی کر دیتے تا کہ وہ چڑھ جائے' حتیٰ کہ آپ مزدلفہ آ گئے' اور وہاں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور ان دونوں کے درمیان کوئی تسبیح نہ کی' پھر رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی' پس آپ نے ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ فجر پڑھی' یہاں تک کہ صبح نمایاں ہوگئی' پھر آپ قصواء پر سوار ہو کر مشعر الحرام آئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ کی حمد اور تکبیر کہی اور تسبیح کی اور توحید بیان کی اور آپ مسلسل کھڑے رہے' یہاں تک کہ دن بہت روشن ہو گیا اور طلوع آفتاب سے پہلے کوچ کر گئے اور آپ نے فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا اور وہ بہت خوبصورت بالوں والا اور سفید رنگ آدمی تھا' پس جب رسول اللہ ﷺ چلے تو دوڑتی ہوئی عورتیں گزریں تو فضل ان کی طرف دیکھنے لگے تو آپ نے اپنا ہاتھ فضل کے چہرے پر رکھ دیا تو اس نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے دوسری جانب سے اپنا ہاتھ فضل کے چہرے پر رکھ دیا تو اس نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے دوسری جانب سے اپنا ہاتھ فضل کے چہرے پر رکھ دیا تو وہ دوسری طرف منہ پھیر کر دیکھنے لگے یہاں تک کہ آپ بطن محسر میں آ گئے تو آپ کچھ تیز چلے' پھر اس درمیانی راستے پر چل پڑے جو جمرۂ کبریٰ کو جا نکلتا ہے یہاں تک کہ آپ اس جمرہ پر آئے جو درخت کے پاس ہے اور آپ نے اسے سات سنگریزے مارے اور ہر سنگریزے کے ساتھ آپ تکبیر کہتے تھے اور آپ نے سنگریزے وادی کے نشیب سے مارے پھر قربان گاہ کی طرف واپس آ گئے اور آپ نے تریسٹھ قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کیں اور بقیہ قربانیوں کو حضرت علیؓ نے ذبح کیا اور آپ نے حضرت علی کو اپنے قربانی کے جانور میں شریک کیا پھر آپ نے ہر اونٹ سے ایک ٹکڑا لانے کا حکم دیا' پس یہ ٹکڑے ایک ہنڈیا میں ڈال کر پکائے گئے اور آپ دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور شوربہ پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور بیت اللہ کی جانب لوٹ آئے اور مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی اور بنی عبدالمطلب کے پاس آئے اور وہ زمزم پر پانی پلا رہے تھے' آپ نے فرمایا بنی عبدالمطلب ڈول نکالو' اگر لوگ تمہارے حوض پر غالب نہ آ جاتے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول نکالتا' پس انہوں نے آپ کو ڈول پکڑایا اور آپ نے اس سے پانی پیا۔

پھر مسلم نے اسے عن عمرو بن حفص عن ابیہ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر روایت کیا ہے اور اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور ابوسنان کا واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ ایک برہنہ گدھے پر اہل جاہلیت کو ہٹاتا تھا۔ اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہاں پر قربانی کی ہے اور سارا منیٰ قربان گاہ ہے پس تم اپنی قیام گاہوں میں ذبح کرو اور میں یہاں پر کھڑا ہوا ہوں اور سارا عرفہ موقف ہے۔ اور میں یہاں پر کھڑا ہوں اور مزدلفہ سارا موقف ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے پوری طوالت کے ساتھ النفیلی عثمان بن ابی شیبہ اور ہشام بن عمار اور سلیمان بن عبدالرحمن سے روایت کیا ہے۔ اور بسا اوقات ایک نے دوسرے سے کوئی ایک آدھ بات کا اضافہ کر دیا ہے اور ان چاروں نے حاتم بن اسماعیل سے بحوالہ جعفر مسلم کی روایت کی طرح' روایت کی ہے اور ہم نے اس کے بعض اضافوں کی طرف اشارہ کیا ہے اور ابوداؤد نے بھی اسے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے عن یعقوب بن ابراہیم عن یحییٰ بن سعید القطان عن جعفر روایت کی ہے اور اسی طرح نسائی نے اسے عن محمد بن المثنی عن یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے اور اس کا کچھ حصہ ابراہیم بن ہارون بلخی سے اور کچھ حاتم بن اسماعیل سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

باب ۲۳

ان مقامات کا بیان، جن میں آپؐ نے اپنے حج وعمرہ میں مدینہ سے مکہ جاتے ہوئے نماز ادا کی

امام بخاری باب المساجد التی علی طرق المدینۃ المواضع التی صلی فیھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو راستے میں ان مقامات کو تلاش کرتے دیکھا تا کہ ان میں نماز پڑھیں، اور وہ بیان کرتے تھے کہ ان کا باپ ان مقامات پر نماز پڑھتا کرتا تھا اور یہ کہ اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کو ان مقامات میں نماز پڑھتے دیکھا تھا، اور نافع نے مجھ سے بحوالہ حضرت ابن عمر بیان کیا کہ وہ ان مقامات پر نماز پڑھا کرتے تھے اور میں نے سالم سے دریافت کیا تو انہوں نے تمام مقامات کے بارے میں نافع سے موافقت کی، صرف اس مسجد کے بارے میں دونوں نے اختلاف کیا، جو الروحاء کی بلندی پر ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن المنذر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے بیان کیا کہ عبداللہ نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حج اور عمرہ میں ذوالحلیفہ میں ببول کے درخت تلے اترا کرتے تھے جو مسجد ذوالحلیفہ کی جگہ پر تھا۔ اور جب آپ جنگ سے واپس آتے اور آپ اس راستہ میں ہوتے یا حج اور عمرہ میں ہوتے تو وادی کے نشیب میں اتر جاتے اور جب وادی کے نشیب سے اوپر آتے تو اس کشادہ نالے پر سواریوں کو بٹھاتے جو وادی کے مشرقی کنارے پر ہے اور رات کے پچھلے پہر اتر کر وہاں آرام کرتے۔ پھر صبح ہو جاتی اور مسجد کے پاس کوئی پتھر نہیں اور نہ ہی اس ٹیلے پر کوئی پتھر ہے جس پر مسجد واقع ہے، وہاں پر ایک خلیج تھی جس کے پاس حضرت عبداللہ نماز پڑھا کرتے تھے اور اس کے نشیب میں پست زمین تھی جہاں رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے، پس سیلاب اسے بہا کر کشادہ نالے میں لے گیا، حتیٰ کہ وہ جگہ جس میں حضرت عبداللہ نماز پڑھا کرتے تھے دب گئی اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اسے بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے وہاں نماز پڑھی جہاں وہ چھوٹی مسجد واقع ہے جو الروحاء کی بلند جگہ والی مسجد کے ورے ہے۔ اور حضرت عبداللہ کو وہ جگہ معلوم تھی جس میں حضرت نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ جب تو مکہ جا رہا ہو اور تو مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو تیری دائیں جانب، راستے کے دائیں کنارے پر وہ جگہ ہے، اس کے اور بڑی مسجد کے درمیان ایک پتھر پھینکنے کے برابر فاصلہ ہے اور حضرت ابن عمر اس چھوٹے پہاڑ پر نماز پڑھا کرتے تھے جو الروحاء کے موڑ کے پاس ہے۔ اور جب تو مکہ جا رہا ہو، یہ چھوٹا پہاڑ راستے کے کنارے پر اس کے آخری کونہ پر ہے جو اس مسجد کے ورے ہے جو اس کے اور موڑ کے درمیان واقع ہے۔ اب وہاں پر مسجد تعمیر ہوگئی ہے اور حضرت عبداللہ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے، آپ اسے اپنی بائیں جانب اور پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس سے آگے چھوٹے پہاڑ پر نماز پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ شام کو الروحاء سے واپس آ جاتے تھے، نماز ظہر اس جگہ پر آ کر پڑھتے تھے۔ اور جب مکہ سے آتے تو اگر صبح سے ایک گھڑی پہلے یہاں سے گزرتے یا سحر کے آخر میں گزرتے تو یہاں اتر کر آرام

Marfat.com

کرتے اور صبح کی نماز وہاں پڑھتے اور حضرت عبداللہ نے انہیں بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ ایک لمبے درخت کے نیچے اترا کرتے تھے جو رویثہ سے ورے راستے کی دائیں جانب تھا اور راستے کے سامنے ایک جگہ ہموار زمین تھی جو اس ٹیلے تک لے جاتی ہے جو رویثہ سے دو میل دُور ہے اور اس کے اوپر کا حصہ ٹوٹ چکا ہے اور اپنے وسط سے دوہرا ہو چکا ہے اور وہ اپنے پچھلے حصے پر کھڑا ہے اور اس کے پچھلے حصے میں بہت سے ٹیلے ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹیلے کی ایک طرف عرج کے پیچھے نماز پڑھی۔ اور جب تو پہاڑ کی طرف جا رہا ہو تو اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں اور ان قبروں پر بڑے بڑے پتھر چنے ہوئے ہیں جو راستے کی دائیں جانب' راستے کے پتھروں کے پاس ہیں' حضرت عبداللہ دوپہر کا سورج ڈھل جانے کے بعد عرج سے ان پتھروں کے درمیان آیا کرتے تھے اور اس مسجد میں ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ نیز حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں یہ بھی بتایا کہ رسول کریم ﷺ راستے کی بائیں جانب لمبے درختوں کے پاس ہرشے سے ورے پانی بہنے کی جگہ پر اترے اور پانی بہنے کی یہ جگہ' ہرشے کے گوشوں سے متصل ہے۔ اس کے اور راستے کے درمیان ایک تیر کی انتہائی مار کے قریب فاصلہ ہے اور حضرت عبداللہ راستے کے قریب ترین طویل درخت کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے جو سب درختوں سے زیادہ طویل تھا' اور حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں یہ بھی بتایا کہ رسول کریم ﷺ پانی بہنے کی اس جگہ پر فروکش ہوا کرتے تھے جو مدینہ سے پہلے مر الظہران کے قریب ہے۔ آپ جب الصفرادات سے نیچے جاتے تو بائیں جانب سے اس پانی بہنے کی جگہ کے نشیب میں اترتے۔ اور جب تو مکہ جا رہا ہو تو رسول اللہ ﷺ کے اترنے کی جگہ اور راستے کے درمیان ایک پتھر کے پھینکنے کے برابر فاصلہ ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں یہ بھی بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ ذی طویٰ میں اترا کرتے تھے اور رات بسر کیا کرتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور مکہ آتے ہوئے آپ صبح کی نماز وہاں پڑھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے ٹیلے پر تھی' اس مسجد میں نہیں تھی جو آپ نے تعمیر کی بلکہ اس سے نیچے ایک بڑے ٹیلے پر تھی اور حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں یہ بھی بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے پہاڑ کی پست جگہ کی طرف منہ کیا۔ جو کعبہ کی جانب آپ کے اور طویل پہاڑ کے درمیان تھی' پھر آپ نے اس مسجد کو جو آپ نے تعمیر کی' وہاں کی مسجد کے بائیں جانب ٹیلے کے ایک طرف رکھا اور رسول کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اس کے نیچے سیاہ ٹیلے پر تھی جو ٹیلے سے دس ہاتھ کے قریب ہے' پھر تو اس پہاڑ کی جو تیرے اور کعبہ کے درمیان ہے' دونوں پست زمینوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ۔

امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کے طول و سیاق میں متفرد ہیں' ہاں مسلم نے اس سے یہ قول جس کے آخر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے انہیں بتایا کہ رسول کریم ﷺ ذی طویٰ میں اترا کرتے تھے' آخر تک محمد بن اسحاق المسیبی سے عن انس بن عیاض عن موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر نقل کیا ہے اور امام احمد نے اسے پوری طوالت کے ساتھ عن ابی قرہ موسیٰ بن طارق عن موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر اسی طرح روایت کیا ہے' آج ان مقامات میں سے بہت سے مقامات یا اکثر مقامات پہچانے نہیں جاتے' کیونکہ آج جو بدو وہاں رہتے ہیں انہوں نے اکثر مقامات کے ناموں کو تبدیل کر دیا ہے اور ان کی اکثریت پر جہل کا غلبہ ہے۔ اور امام بخاری نے صرف اس لیے انہیں اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ شاید کوئی آدمی' سوچ بچار' غور و فکر اور فراست سے انہیں معلوم کر لے' یا شاید امام بخاری کے زمانے میں ان میں سے اکثر مقامات یا بہت سے مقامات معلوم تھے۔

Marfat.com

باب ۷۲

رسول اللہ ﷺ کا مکہ میں داخلہ

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی طویٰ میں رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہوگئی پھر آپ مکہ میں داخل ہوگئے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسے ہی کیا کرتے تھے اور مسلم نے اسے یحییٰ بن سعید القطان کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز بھی کیا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز بھی پڑھی' یا کہا ہے کہ آپ نے صبح کی' اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوالربیع الزہرانی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے ایوب سے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ وہ ذی طویٰ میں رات گزار کر مکہ آیا کرتے تھے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور وہ غسل کرتے' پھر دن کو مکہ میں داخل ہوتے اور وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے متعلق بیان کرتے تھے کہ آپ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اور بخاری نے اسے حماد بن زید کی حدیث سے بحوالہ ایوب روایت کیا ہے اور ان دونوں کا ایک اور طریق بھی ہے جو عن ایوب عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حرم کے قریبی علاقے میں داخل ہوتے تو تلبیہ کہنا بند کر دیتے پھر ذی طویٰ میں رات گزار دیتے۔ اور ابھی وہ حدیث بیان ہو چکی ہے جسے بخاری اور مسلم نے موسیٰ بن عقبہ کے طریق سے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذی طویٰ میں رات گزارتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تو آپ مکہ آتے ہوئے صبح کی نماز پڑھتے اور رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ بڑے ٹیلے کے پاس تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس پہاڑ کی پست زمین کی طرف منہ کیا جو کعبہ کی جانب آپ کے اور طویل پہاڑ کے درمیان واقع ہے پس آپ نے اس مسجد کو' جو آپ نے تعمیر کی وہاں کی مسجد کے بائیں جانب ٹیلے کے ایک طرف رکھا' اور رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہ ٹیلے پر تھی جو ٹیلے سے دس ہاتھ کے قریب ہے' پھر آپ نے اس پہاڑ کی پست زمینوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جو تیرے اور کعبہ کے درمیان ہے' اسے صحیحین نے روایت کیا ہے۔

اور اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ جب اپنے سفر میں ذی طویٰ پہنچے جو مکہ کے قریب ہے اور حرم سے ملحق ہے تو آپ نے تلبیہ کہنا بند کر دیا اس لیے کہ آپ مقصود تک پہنچ چکے تھے اور آپ نے اس جگہ پر رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور آپ نے اس جگہ نماز پڑھی جسے انہوں نے طویل پہاڑ کی پست زمین کے درمیان بیان کیا ہے اور جو شخص ان جگہوں کو جن کی طرف اشارہ کیا ہے بصیرت کی آنکھ سے دیکھے گا وہ انہیں اچھی طرح پہچان لے گا اور وہ جگہ اس کے لیے متعین ہو جائے گی جس میں رسول کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔

پھر آپ نے مکہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کیا پھر سوار ہوئے اور بطحا کی بلند گھاٹی کی جانب سے دن کے وقت علانیہ مکہ میں داخل ہوئے کہتے ہیں کہ آپ اس طرح اس لیے داخل ہوئے کہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ انہیں دیکھ سکیں۔ اور اسی طرح

Marfat.com

آپ فتح مکہ کے روز بھی داخل ہوئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ امام مالک نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ بلند گھاٹی سے مکہ میں داخل ہوئے اور نچلی گھاٹی سے باہر نکلے۔ بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں اس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں کا ایک طریق عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بطحاء کی بلند گھاٹی سے مکہ میں داخل ہوئے اور نچلی گھاٹی سے باہر نکلے۔ اور اسی طرح ان دونوں نے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ کے طریق سے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور جب آپ کی نظر بیت اللہ پر پڑی' اور امام شافعیؒ نے جسے اپنے مسند میں روایت کیا ہے کہ سعید بن سالم نے ہمیں ابن جریج سے بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ کو دیکھتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے کہتے۔ اے اللہ اس گھر کی تشریف و تعظیم اور تکریم و ہیبت میں اضافہ فرما اور جو شخص اس گھر کو شرف و عظمت دے اور جو اس کا حج و عمرہ کرے تو اس کی تشریف و تکریم اور تعظیم اور نیکی میں اضافہ فرما دے۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منقطع ہے اور سفیان ثوری سے عن ابی سعید شامی عن مکحول اس کا ایک مرسل شاہد ہے وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ بلند کرتے اور تکبیر کہتے اور فرماتے اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور سلامتی تیری طرف سے آتی ہے۔ پس اے ہمارے رب! تو ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ' اے اللہ اس گھر کی تشریف و تعظیم' تکریم' ہیبت اور نیکی میں اضافہ کر دے اور جو شخص اس کا حج اور عمرہ کرے اس کی بھی تشریف' تعظیم و تکریم اور نیکی میں اضافہ کر دے۔

امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں کہ سعید بن سالم نے ہمیں ابن جریج سے خبر دی کہ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھے مقسم سے عن ابن عباس عن النبی ﷺ بتایا گیا کہ آپ نے فرمایا کہ نماز میں ہاتھ اٹھائے جائیں اور جب آدمی بیت اللہ کو دیکھے اور صفا اور مروہ پر بھی ہاتھ اٹھائے جائیں اور عرفہ کی شام کو اور جمع کے وقت اور دونوں جمروں اور میت پر بھی ہاتھ اٹھائے جائیں۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے اسے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس اور عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک دفعہ موقوف اور میت کے ذکر کے بغیر حضرت نبی کریم ﷺ تک مرفوع روایت کیا ہے۔ بیہقی کہتے ہیں کہ یہ ابن ابی لیلیٰ قوی نہیں ہے' پھر آپ باب بنی شیبہ سے مسجد میں داخل ہوئے' حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ابن جریج سے بحوالہ عطاء بن ابی رباح روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ محرم جہاں سے چاہے داخل ہو جائے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ باب بنی شیبہ سے داخل ہوئے اور باب بنی مخزوم سے نکل کر صفا کی طرف چلے گئے۔ پھر بیہقی بیان کرتے ہیں یہ جید مرسل ہے۔ اور بیہقی نے باب بنی شیبہ سے مسجد میں داخل ہونے کے استحباب پر استدلال کیا ہے اس لیے کہ انہوں نے ابوداؤد طیالسی کے طریق سے روایت کی ہے کہ ہم سے حماد بن سلمہ اور قیس بن سلام نے بیان کیا اور ان سب نے عن سماک بن حرب عن خالد بن عرعرہ عن علی رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب جرہم کے بعد بیت اللہ منہدم ہو گیا تو قریش نے اسے تعمیر کیا اور جب انہوں نے حجر اسود کو رکھنا چاہا' تو آپس میں جھگڑا ہو گیا کہ اسے کون رکھے پس انہوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ جو شخص سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہو گا وہی اسے رکھے گا' تو رسول اللہ ﷺ باب بنی شیبہ سے داخل ہوئے اور آپ نے حجر اسود کو ایک کپڑے میں رکھنے کا حکم دیا' پس حجر اسود کو اس کے وسط میں رکھ دیا گیا اور آپ نے ہر قبیلے کو حکم دیا کہ وہ کپڑے کا ایک حصہ پکڑے پس

Marfat.com

انہوں نے اسے اٹھایا' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پکڑ کر رکھ دیا' اور ہم نے اس واقعہ کو بعثت سے قبل تعمیر کعبہ میں مفصل طور پر بیان کیا ہے۔ اور باب بنی شیبہ سے داخل ہونے کے استحباب پر جو استدلال کیا گیا ہے اس میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

آپ کے طواف کا بیان:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ اصبغ بن الفرج نے ابن وہب سے ہمیں بتایا کہ عمرو بن محمد نے مجھے محمد بن عبدالرحمٰن سے خبر دی وہ کہتے ہیں میں نے عروہ سے ذکر کیا تو اس نے بیان کیا کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ جب آئے تو سب سے پہلے آپ نے وضو کیا پھر طواف کیا پھر عمرہ نہ تھا' پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کی طرح حج کیا' پھر میں نے ابوالزبیر کے ساتھ حج کیا تو سب سے پہلے آپ نے طواف کیا' پھر میں نے مہاجرین اور انصار کو طواف کرتے دیکھا۔ اور میری والدہ نے مجھے بتایا کہ اس نے اور اس کی بہن نے اور زبیر نے اور فلاں فلاں نے عمرہ کی تکبیر کہی اور جب انہوں نے رکن کو چھوا تو حلال ہو گئے یہ اس کے الفاظ ہیں۔ اور انہوں نے اسے ایک دوسری جگہ پر احمد بن عیسیٰ اور مسلم سے بحوالہ ہارون بن سعید روایت کیا ہے اور ان تینوں نے اسے وہب سے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ پھر عمرہ نہ تھا' اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ دونوں عبادتوں کے درمیان حلال نہیں ہوئے اور سب سے پہلے آپ نے طواف سے قبل حجر اسود کو بوسہ دیا۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ میں آئے تو آپؐ نے رکن کو بوسہ دیا اور تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگائے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عن اعمش عن ابراہیم عن عابس بن ربیعہ عن عمر بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا اور فرمایا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے' تو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان' اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ اور مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ' ابوبکر بن ابی شیبہ' زہیر بن حرب اور ابن ابی نمیر سے روایت کیا ہے اور ان سب نے ابومعاویہ سے عن اعمش عن ابراہیم عن عابس بن ربیعہ روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان' اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن عبید اور ابومعاویہ نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے ابراہیم بن عابس بن ربیعہ سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کے پاس آتے دیکھا' آپ نے فرمایا قسم بخدا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے' تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان' اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا' پھر آپ نے قریب ہو کر اسے بوسہ دیا۔ یہ سیاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آپ نے جو کہا سو کہا' پھر اس کے بعد صاحبان صحیحین کے برخلاف اسے بوسہ دیا۔ واللہ اعلم

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع اور یحییٰ نے ہم سے بیان کیا' اور یہ الفاظ وکیع کے ہیں جو ہشام اور اس کے باپ سے مروی ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب حجر اسود کے پاس آئے اور فرمایا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ

Marfat.com

نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے اسے بوسہ دیا' یہ حدیث عروہ بن زبیر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان منقطع ہے۔ اور امام بخاریؒ اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر بن ابی کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن اسلم نے مجھے اپنے باپ سے خبر دی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رکن سے کہا۔ قسم بخدا! مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا' پھر آپ نے اسے بوسہ دیا' پھر فرمایا ہمیں دوڑ سے کیا واسطہ' یہ دوڑ ہم نے مشرکین کو دکھائی تھی اور اب اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا ہے پھر فرمایا یہ کام رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے ہم اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوسہ دینا بات کرنے سے پیچھے ہوا ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ احمد بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ ورقاء نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن اسلم نے اپنے باپ سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا' تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

اور مسلم بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ حرملہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے یونس ابن یزید ایلی اور عمرو بن دینار نے خبر دی اور ہم سے ہارون بن سعید ایلی نے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہمیں بتایا کہ مجھے عمرو بن شہاب سے بحوالہ سالم خبر دی کہ اس کے باپ نے اسے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر فرمایا قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ اور ہارون نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ عمرو نے کہا کہ مجھے زید بن اسلم نے اپنے باپ اسلم سے اسی طرح روایت بتائی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے' اور یہ بڑی واضح بات ہے کہ بوسہ دینا بات سے پہلے ہوا۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں عبداللہ نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ امام احمد نے اسے ایسے ہی روایت کیا ہے اور مسلم نے اپنی صحیح میں اسے محمد بن ابی بکر المقدمی سے عن حماد بن زید عن ایوب عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ پھر مسلم بیان کرتے ہیں کہ خلف بن ہشام المقدمی' ابوکامل اور قتیبہ نے ہم سے بیان کیا اور ان سب نے حماد سے روایت کی ہے' خلف بیان کرتا ہے کہ حماد بن زید نے ہم سے عن عاصم الاحول عن عبداللہ بن سرجس روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح احمد نے اسے عن غندر عن شعبہ عن عاصم الاحول روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے عن سفیان عن ابراہیم بن عبدالاعلی عن سوید بن غفلہ بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے اور فرماتے دیکھا۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان لیکن میں نے ابوالقاسم کو تیرا احترام کرتے دیکھا ہے۔

Marfat.com

احمد نے اسے وکیع سے بحوالہ سفیان ثوری روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے اسے بوسہ دیا اور اس سے چمٹ گئے اور اسی طرح مسلم نے اسے عبدالرحمٰن بن مہدی کی حدیث سے بلا اضافہ روایت کیا ہے اور وکیع کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس سے چمٹ گئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرا احترام کرتے دیکھا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ وہب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے سعید بن جبیر سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رکن پر جھکے اور فرمایا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں نے اپنے حبیب کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا (اور رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تمہارے لیے نیک نمونہ ہے) اور یہ اسناد جید اور قوی ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن عثمان قرشی مکی نے ہم سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میں نے محمد بن عباد بن جعفر کو حجر اسود کو بوسہ دیتے اور اس پر سجدہ کرتے دیکھا۔ پھر بیان کرتا ہے میں نے تیرے ماموں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اسے بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اسے بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اسے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں اسے بوسہ نہ دیتا' یہ اسناد بھی حسن ہے۔ مگر اسے صرف نسائی نے عن عمرو بن عثمان عن الولید بن مسلم عن حنظلہ بن ابی سفیان عن طاؤس عن ابن عباس عن عمر روایت کیا ہے اور اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور یہ حدیث امام احمد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح یعلی بن امیہ کی حدیث سے روایت کی ہے اور ابویعلی موصلی نے اسے اپنے مسند میں عن ہشام عن حشیش بن الاشقر عن عمر بیان کیا ہے۔ اور ہم نے یہ سب کچھ اپنے الفاظ و طرق اور اس کے انتساب و علل کے ساتھ اس کتاب میں درج کر دیا ہے جسے ہم نے مسند امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں جمع کیا ہے۔

بالجملہ یہ حدیث متعدد طرق سے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جو اس شان کے کثیر ائمہ کے نزدیک قطعیت کا فائدہ دیتے ہیں لیکن ان روایات میں یہ بات موجود نہیں کہ آپ نے حجر اسود پر سجدہ کیا' اسے میں نے صرف ابوداؤد طیالسی کی روایت میں پایا ہے جو جعفر بن عثمان سے مروی ہے لیکن وہ مرفوع ہونے میں صریح نہیں' لیکن حافظ بیہقی نے اسے ابوعاصم النبیل کے طریق سے روایت کیا ہے کہ جعفر بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میں نے محمد بن عباد بن جعفر کو دیکھا کہ اس نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا۔ پھر اس نے کہا میں نے تیرے ماموں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اسے بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اسے بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا' پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا تو میں نے ایسا کیا۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں خبر دی کہ طبرانی نے ہمیں بتایا کہ ابوالزنباع نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن یمان نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن ابی حسین نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود پر سجدہ کرتے دیکھا۔ اور طبرانی کہتے ہیں

Marfat.com

کہ سفیان نے اسے یحییٰ بن یمان کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے زبیر ابن عربی سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کو بوسہ دینے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ اس نے کہا اگر مجھ پر بھیڑ ہو جائے تو آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا دائیں جانب کو اختیار کر لو' میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ مسلم کو چھوڑ کر بخاری اس کے بیان میں متفرد ہیں۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ نے ہم سے عبیداللہ سے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دو رکنوں کو بوسہ دیتے دیکھا ہے' میں نے فراخی اور تنگی میں ان دونوں کو بوسہ دینا ترک نہیں کیا' میں نے نافع سے پوچھا کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں رکنوں کے درمیان چلتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا صرف اس لیے چلتے تھے کہ اسے بوسہ دینا آسان ہو۔

اور ابوداؤد اور نسائی نے یحییٰ بن سعید القطان کی حدیث سے عبدالعزیز بن ابی داؤد سے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دینا نہ چھوڑتے تھے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے لیث نے ابن شہاب سے سالم اور اس کے باپ سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رکنین یمانیین کے سوا بیت اللہ میں سے اور کسی چیز کو رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے نہیں دیکھا۔ اور مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ اور قتیبہ سے بحوالہ لیث بن سعد روایت کیا ہے۔ اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دونوں شامی رکنوں کو بوسہ ترک کرتے نہیں دیکھا' مگر وہ دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر مکمل نہیں ہیں۔ اور امام بخاریؒ اور محمد بن ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ ابن جریج نے ہمیں خبر دی کہ مجھے عمرو بن دینار نے ابوالشعثاء سے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ جو بیت اللہ میں سے کسی چیز سے بچے' اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ارکان کو بوسہ دیا کرتے تھے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ وہ ان دو رکنوں کو بوسہ دیتے ہیں' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ بیت اللہ میں سے کوئی چیز' چھوڑنے والی نہیں' اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان سب کو بوسہ دیا کرتے تھے' بخاری اس حدیث کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور مسلم اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں کہ ابوالطاہر نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن الحارث نے خبر دی کہ قتادہ بن دعامہ نے اس سے بیان کیا کہ ابوالطفیل البکری نے اس سے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں یمانی رکنوں کے سوا کسی چیز کو بوسہ دیتے نہیں دیکھا' مسلم اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو روایت کی ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان کے موافق ہے کہ وہ دونوں شامی رکنوں کو بوسہ نہیں دیتے تھے کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر مکمل نہیں ہوئے اس لیے کہ قریش کا خرچ ختم ہو گیا تھا۔ اور انہوں نے بیت اللہ کو بناتے وقت' حجر اسود کو اس سے نکال دیا تھا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ چاہتے تھے کہ اگر وہ اس کو بنا سکتے تو اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر مکمل کرتے' لیکن چونکہ لوگ نئے نئے جاہلیت سے نکلے تھے اس لیے آپ نے خدشہ محسوس کیا کہ ان

Marfat.com

کے دل اس سے برا منائیں گے۔ اور جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی امارت کا زمانہ آیا تو آپ نے کعبہ کو گرا دیا اور اسے اپنی خالہ ام المومنین حضرت عائشہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما کے مشورہ کے مطابق تعمیر کیا۔ اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تمام ارکان کو تعمیر کرنے کے بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان سب کو بوسہ دیتے تھے تو یہ بہت اچھی بات ہے اور قسم بخدا وہ اس بارے میں وہم میں مبتلا تھے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے عبدالعزیز بن ابی داؤد سے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دینا نہیں چھوڑتے تھے''۔

اور نسائی نے اسے محمد بن المثنیٰ سے بحوالہ یحییٰ روایت کیا ہے اور نسائی بیان کرتے ہیں کہ یعقوب بن ابراہیم الدورقی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید القطان نے ابن جریج سے عن یحییٰ بن عبید عن ابیہ عن عبداللہ بن السائب بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار پڑھتے سنا۔ اور ابوداؤد نے اسے عن مسدد عن عیسیٰ بن یونس عن ابن جریج بیان کیا ہے۔ اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ محمود بن غیلان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے' جعفر بن محمد سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ آئے تو مسجد میں داخل ہو کر حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر اس کی دائیں جانب گئے اور تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگائے۔ پھر مقام ابراہیم پر آئے اور واتخذوا من مقام ابراهيم مصلی کی تلاوت کی اور دو رکعتیں پڑھیں اور مقام ابراہیم آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا' پھر دو رکعتوں کے بعد آپ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا پھر صفا کی طرف چلے گئے اور ان الصفا و المروة من شعائر اللہ کی تلاوت کی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے اور اسی طرح اسے اسحاق بن راہویہ نے یحییٰ بن آدم سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے اسے نسائی وغیرہ سے عبدالاعلیٰ بن واصل سے بحوالہ یحییٰ بن آدم روایت کیا ہے۔

اپنے طواف میں حضور ﷺ کے رمل[1] و اضطباع کا بیان:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اصبغ بن الفرج نے بیان کیا کہ مجھے ابن وہب نے عن یونس عن ابن شہاب عن سالم عن ابیہ بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ آتے وقت دیکھا' آپ جب رکن اسود کو بوسہ دیتے تو سب سے پہلے سات چکروں میں سے تین چکر دوڑ کر لگاتے۔ اور مسلم نے اسے ابو الطاہر بن السرح اور حرملہ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے ابن وہب سے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہ ہم سے شریح بن نعمان نے بیان کیا کہ ہم سے فلیح نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے حج اور عمرہ میں تین

---

[1] رمل ایسی دوڑ کو کہتے ہیں جس میں دوڑنے والا اپنے کندھوں کو ہلاتے ہوئے دوڑتا ہے۔ اور اضطباع بازو ننگا کر کے چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے لا کر بائیں کندھے پر ڈال لینے کو کہتے ہیں۔ مترجم

Marfat.com

چکر دوڑ کر اور چار چل کر لگائے اور لیث نے اس کی متابعت کی ہے اور کثیر بن فرقد نے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما اسے روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا کہ ہم سے ابوحمزہ انس بن عیاض نے بیان کیا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب حج اور عمرہ میں طواف کرتے تو سب سے پہلے تین چکر دوڑ کر لگاتے اور چار چکر چل کر لگاتے پھر دو سجدے کرتے پھر صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگاتے۔

اور مسلم نے اسے مسلم بن عقبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا کہ ہم سے انس نے عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ کا پہلا طواف کرتے تو آپ تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگاتے اور جب صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے تو پانی بہنے کی جگہ کے نشیب میں دوڑتے۔

اور مسلم نے اسے عبیداللہ بن عمر کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر بن ابان الجعفی نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں ابن المبارک نے خبر دی کہ عبیداللہ نے ہمیں نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگائے' پھر انہوں نے اسے سلیم بن اخضر کی حدیث سے بحوالہ عبیداللہ اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور امام مسلم اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوطاہر نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے مالک اور ابن جریج نے عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبداللہ خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکر دوڑ کر لگائے۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دوڑ لگانے اور کندھوں کے ننگا کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مضبوط کر دیا ہے اور کفر کو دور کر دیا ہے اس کے باوجود ہم اس چیز کو نہیں چھوڑیں گے جسے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے' احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ اور بیہقی نے اسے ہشام بن سعید کی حدیث سے عن زید بن اسلم عن ابیہ جابر بن عبداللہ روایت کیا ہے اور یہ سب کچھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے تابعین کی تردید میں ہے کہ رمل سنت نہیں ہوتی اس لیے کہ رسول کریم ﷺ نے یہ فعل اس وقت کیا جب آپ اور آپ کے اصحاب عمرۃ القضا میں چوتھے دن کی صبح کو آئے اور مشرکین نے کہا کہ تمہارے پاس وہ وفد آ رہا ہے جسے یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ تو رسول کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ تین چکر دوڑ کر لگائیں اور رکنین کے درمیان چلیں اور آپ نے صرف رحم کے خوف سے ان کو تمام چکر دوڑ کر لگانے سے نہیں روکا۔ اور یہ بات صحیحین میں آپ سے ثابت ہے اور اس کی تصریح آپ نے ایک عذر کے باعث کی' جس کا سبب صحیح مسلم میں بہت واضح ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع میں دوڑ کے وقوع کے منکر ہیں۔ اور نقل ثابت سے صحیح طور پر ثابت ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے بلکہ اس میں حجر اسود سے حجر اسود تک دوڑ کی تکمیل میں اضافہ ہے۔ اور آپ اس سبب کے زائل ہو جانے کی وجہ سے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے رکنین یمانیین کے درمیان نہیں چلے اور وہ سبب کمزوری تھا۔ اور حدیث صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے عمرۃ الجعرانہ میں رمل و اضطباع کیا اور یہ ان کا رد ہے کیونکہ عمرۃ الجعرانہ میں کوئی خوف باقی نہ تھا اس لیے کہ وہ فتح مکہ کے بعد ہوا تھا (جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) اسے حماد بن سلمہ نے عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن جبیر عن

Marfat.com

ابن عباس روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے الجعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور بیت اللہ کے گرد دوڑ لگائی اور اضطباع کیا اور اپنی چادروں کو اپنی بغلوں کے نیچے اور اپنے کندھوں پر رکھا۔ اور ابوداؤد نے اسے حماد کی حدیث سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور عبداللہ بن خثیم کی حدیث سے ابوالطفیل سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے ہی روایت کیا ہے اور حجۃ الوداع میں اضطباع کے متعلق قبیصہ اور الفریابی نے عن سفیان ثوری عن ابن جریج عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ عن یعلی بن امیہ عن یعلی بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اضطباعی صورت میں بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا' ترمذی نے اسے ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عن ابن جریج عن ابی لیلی عن ابیہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز چادر کے ساتھ اضطباع کر کے طواف کیا۔ اور امام احمد نے ایسے ہی اسے عن وکیع عن ثوری عن ابن جریج عن ابی یعلی عن ابیہ روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب تشریف لائے تو آپ نے اپنی سبز چادر کے ساتھ اضطباع کر کے بیت اللہ کا طواف کیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی متقدم حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ کے پاس آئے تو آپ نے رکن کو بوسہ دیا اور تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگائے۔ پھر آپ مقام ابراہیم میں آئے اور واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ کی آیت پڑھی اور مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھا۔ اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں قل ھو اللّٰہ احد اور قل یا ایھا الکفرون کی تلاوت کی۔

آپ اس طواف میں سوار تھے یا پیدل:

اس کے جواب میں دو نقلیں آئی ہیں جن کے متعلق متعارض ہونے کا گمان کیا جاتا ہے اور ہم ان کے درمیان تطبیق دینے اور ان کے اشتباہ کو دور کرنے کی طرف اشارہ کریں گے۔ وباللہ التوفیق

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ احمد بن صالح اور یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا کہ یونس نے ابن شہاب سے عن عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنے اونٹ پر طواف کیا۔ آپ کھونٹی کے ساتھ رکن کو بوسہ دیتے تھے۔ اور ترمذی کے سوا اسے ایک جماعت نے ابن وہب سے کئی طرق سے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ الدراوردی نے زہری کے بھتیجے سے اس کے چچا سے اس کی متابعت کی ہے اور یہ متابعت نہایت غریب ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا کہ ہم سے خالد الحذاء نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا اور جب آپ رکن کے پاس آتے تو اس کی طرف اشارہ کرتے۔ اور ترمذی نے اسے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی اور عبدالوارث کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے خالد بن مہران الحذاء سے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر طواف کیا اور جب آپ رکن کے پاس آتے تو اس کی طرف اشارہ کرتے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے مسدد نے بیان کیا کہ ہم سے خالد بن عبداللہ نے عن خالد الحذاء عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا اور

Marfat.com

جب آپ رکن کے پاس آتے تو ایک چیز کے ساتھ جو آپ کے پاس تھے اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔ ابراہیم بن طہمان نے خالد الحذاء سے اس کی متابعت کی ہے اور اس نے اس تعلیق کو اس جگہ کتاب الطواف میں عن بعد اللہ بن محمد عن ابی عامر عن ابراہیم بن طہمان سے مضبوط کیا ہے اور مسلم نے الحکم بن موسیٰ سے عن شعیب بن اسحاق عن ہشام عن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں کعبہ کے گرد اونٹ پر طواف کیا اور آپ اس ناپسندیدگی کی وجہ سے رکن کو بوسہ دیتے کہ رک جائیں گے' پس یہ اس امر کا اثبات ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر طواف کیا۔ لیکن حجۃ الوداع میں تین طواف تھے' پہلا طواف القدوم' دوسرا طواف الافاضہ' یہ طواف فرض ہے اور یوم النحر کو ہوتا ہے' اور تیسرا طواف الوداع اور شاید آپ آخری دو طوافوں میں سے ایک میں سوار تھے یا دونوں ہی میں سوار تھے۔ اور پہلے طواف یعنی طواف القدوم میں آپ پیدل تھے اور امام شافعی نے اس سب پر نص پیش کی ہے۔ واللہ اعلم

اور اس کی دلیل وہ قول ہے جسے حافظ ابوبکر بیہقی نے اپنی کتاب السنن الکبیر میں بیان کیا ہے کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ مجھے ابوبکر محمد بن المؤمل بن الحسن بن عیسیٰ نے بتایا کہ ہم سے فضل بن محمد بن المسیب نے بیان کیا کہ ہم سے نعیم بن حماد نے بیان کیا کہ ہم سے عیسیٰ بن یونس نے محمد بن اسحاق یعنی ابن یسار رحمہ اللہ سے عن ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین عن جابر بن عبداللہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چاشت کے بلند ہونے کے وقت مکہ میں داخل ہوئے پس حضرت نبی کریم ﷺ مسجد کے دروازے پر آئے اور اپنی اونٹنی کو بٹھایا' پھر مسجد میں داخل ہوئے اور حجر اسود سے آغاز کیا اور اسے بوسہ دیا اور گریہ سے آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ پھر آپ نے تین چکر دوڑ کر اور چار چل کر لگائے یہاں تک کہ فارغ ہو گئے' پس جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرا' یہ اسناد جید ہے۔

اور ابوداؤد نے' جو روایت ہے کہ ہم سے مسدد نے بیان کیا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ہم سے یزید بن ابی زیاد نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بیماری کی حالت میں مکہ آئے اور آپ نے اپنی اونٹنی پر طواف کیا پس جب آپ رکن کے پاس آئے تو آپ نے اسے کھونٹی سے بوسہ دیا اور جب آپ اپنے طواف سے فارغ ہوئے تو آپ نے اونٹنی کو بٹھا کر دو رکعت نماز پڑھی' یزید بن ابی زیاد اس کی روایت میں متفرد ہے اور وہ ضعیف ہے' پھر اس نے یہ بھی ذکر نہیں کیا کہ آپ حجۃ الوداع میں تھے یا حجۃ الوداع کے طواف اوّل میں تھے۔ پھر مسلم کے نزدیک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث صحیح میں آپ سے بیان نہیں کیا اور اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے ضعف کی وجہ سے ذکر نہیں کیا کہ آنحضرت ﷺ اپنے طواف میں سوار تھے۔ انہوں نے صرف لوگوں کی کثرت اور آپ کے پاس ان کے آنے کا ذکر کیا ہے۔ اور آپ اپنے سامنے ان کے چلنے کو پسند نہیں کرتے تھے' جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ

پھر ابن اسحاق نے اپنی روایت میں طواف اور دو رکعت کی ادائیگی کے بعد جس دوسرے بوسے کا ذکر کیا ہے وہ بھی اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ اس میں آپ نے طواف کی دو رکعت نماز کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے کہ پھر آپ رکن کے پاس واپس آئے اور اسے بوسہ دیا' اور مسلم بن الحجاج نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ ہم سے ابوبکر بن

Marfat.com

شیبہ اور ابن نمیر نے ابو خالد سے بیان کیا' ابو بکر کہتے ہیں کہ ابو خالد الاحمر نے ہم سے عبید اللہ سے بحوالہ نافع بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو بوسہ دیتے دیکھا' پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو بوسہ دیا وہ بیان کرتے ہیں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے میں نے اسے ترک نہیں کیا ہو سکتا ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کسی طواف میں یا آخری بوسے میں ایسا کرتے دیکھا ہو۔ جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا ہے' یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی کمزوری کی وجہ سے حجر اسود تک نہ پہنچ سکے ہوں' یا اس لیے کہ آپ سے کوئی دوسرا آدمی ٹکرا نہ جائے اور آپ اس سے تکلیف اٹھائیں۔ اور رسول کریم ﷺ نے آپ کے والد سے جو بات فرمائی اسے احمد نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے ابی یعفور العبدی سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حجاج کی امارت کے زمانے میں ایک بوڑھے آدمی کو حضرت عمر بن الخطاب کے حوالے سے بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اے عمرؓ! آپ ایک طاقتور آدمی ہیں حجر اسود پر مزاحمت کر کے کمزور کو تکلیف نہ دیجیے' اگر آپ خلوت محسوس کریں تو اسے بوسہ دیں ورنہ اس کی طرف منہ کریں اور تکبیر کہیں۔ یہ اسناد جید ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کرنے والا آدمی مبہم ہے جس کا نام بیان نہیں کیا گیا اور ظاہر ہے کہ وہ بڑا ثقہ آدمی ہے۔ اور امام شافعی نے اسے سفیان بن عیینہ بحوالہ ابی یعفور العبدی روایت کیا ہے اور اس کا نام وقدان ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے خزاعہ کے ایک آدمی سے اس وقت یہ بات سنی جب حضرت ابن زبیر قتل ہوئے اور آپ مکہ کے امیر تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابو حفص آپ ایک طاقتور آدمی ہیں' رکن پر مزاحمت نہ کیجیے اس طرح آپ کمزور آدمی کو تکلیف دیں گے' لیکن اگر آپ کو خلوت میسر آئے تو اسے بوسہ دیجیے وگرنہ تکبیر کہہ کر چلتے بنیے سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ وہ عبد الرحمن بن الحارث تھے جنہیں حجاج نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل ہونے پر مکہ سے واپس آتے وقت وہاں کا گورنر مقرر کیا تھا' میں کہتا ہوں کہ یہ عبد الرحمن بڑے نجیب اور بڑی قدر و منزلت کے انسان تھے اور یہ ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف کی کتابت پر مقرر کیا تھا جنہیں آپ نے آفاق میں بھیجا تھا اور آپ نے جو کچھ کیا اس پر اجماع و اتفاق ہو چکا ہے۔

صفا اور مروہ کے درمیان آپ کے طواف کا بیان:

مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی متقدم الذکر طویل حدیث میں آپ کے بیت اللہ کے سات چکر لگانے اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کرنے کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے کہ پھر آپ نے رکن کی طرف لوٹ کر اسے بوسہ دیا پھر دروازے سے صفا کی طرف چلے گئے اور جب آپ صفا کے قریب آئے تو آپ نے ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ کی تلاوت کی اور فرمایا میں اس سے آغاز کرتا ہوں جس سے اللہ نے آغاز کیا ہے۔ پس آپ نے صفا سے آغاز کیا اور اس پر چڑھ گئے اور بیت اللہ کو دیکھا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ کی توحید و تکبیر بیان کی اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ' لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ انجز وعدہ' و نصر عبدہ' و حزم الاحزاب وحدہ' پھر اس کے درمیان دعا کی اور تین بار اسی طرح کہا' پھر آپ اتر آئے اور جب وادی میں آپ کے قدم ٹک گئے تو آپ دوڑ پڑے اور جب آپ

Marfat.com

چڑھنے لگے تو چل پڑے حتیٰ کہ آپ مروہ کے پاس آگئے اور اس پر چڑھ گئے اور بیت اللہ کو دیکھ کر مروہ پر بھی وہی کچھ کہا جو صفا پر کہا تھا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عمر بن ہارون بلخی ابوحفص نے بیان کیا کہ ہم سے ابن جریج نے بنی یعلی بن امیہ کے ایک آدمی نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان اپنی نجرانی چادر میں حالت اضطباع میں دیکھا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یونس نے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن المؤمل نے عمر بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا کہ ہم سے عطیہ نے حبیبہ بنت تجزأة سے بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ میں قریش کی مستورات کے ساتھ حصین کے گھر میں گئی اور حضرت نبی کریم ﷺ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کر رہے تھے وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ دوڑ رہے تھے اور دوڑ کی شدت سے اپنا تہبند گھما رہے تھے اور اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے دوڑو' بے شک اللہ تعالیٰ نے دوڑ کو تم پر فرض کیا ہے۔ اور اسی طرح احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے شریح نے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن المؤمل نے بیان کیا کہ ہم سے عطاء بن ابی رباح نے صفیہ بنت شیبہ سے بحوالہ حبیبہ بنت ابی تجزأة سے بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے دیکھا اور لوگ آپ کے آگے آگے تھے اور آپ ان کے پیچھے تھے اور آپ دوڑ رہے تھے یہاں تک کہ میں نے دوڑ کی شدت سے آپ کے دونوں گھٹنوں کو دیکھا۔ اور آپ اپنے تہبند کو باندھ رہے تھے اور فرما رہے تھے دوڑو' بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر دوڑ کو فرض کیا ہے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور اسی طرح احمد نے اسے عن عبدالرزاق عن معمر عن واصل مولیٰ ابن عیینہ عن موسیٰ عن عبیدہ عن صفیہ بنت شیبہ بھی روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے اسے خبر دی کہ اس نے صفا اور مروہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم پر دوڑ کو فرض قرار دیا گیا ہے' پس دوڑو' اور یہ عورت وہی حبیبہ بنت ابی تجزأة ہے جس کا پہلے دو اسناد میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اور شیبہ کی ام ولد سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے کہ درست نالے کو قطع نہیں کیا جائے گا' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور اس جگہ دوڑ سے مراد صفا سے مروہ کی طرف جانا ہے اور مروہ سے صفا کی طرف آنا ہے' اور یہاں پر دوڑ سے مراد دوڑنا اور تیز ہونا نہیں' کیونکہ اللہ نے اسے قطعاً ہم پر فرض نہیں کیا' بلکہ اگر انسان ساتوں چکروں میں ان دونوں کے درمیان آہستگی سے چلے اور پانی کے بہنے کی جگہ پر نہ دوڑے تو علماء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ بات اسے کافی ہو جائے گی اور ہم ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پاتے۔

اور ترمذی نے اسے اہل علم سے نقل کیا ہے۔ پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ابن فضیل نے عطاء بن السائب سے بحوالہ کثیر بن جمہان بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دوڑ کی جگہ پر چلتے دیکھا تو میں نے کہا آپ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ کی بجائے چلتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا اگر میں دوڑوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوڑتے دیکھا ہے اور اگر میں چلوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے دیکھا ہے اور میں ایک بہت بوڑھا آدمی ہوں۔ پھر امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سعید بن جبیر نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی قسم کی روایت کی ہے۔ اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اسے عطاء بن السائب کی حدیث سے عن کثیر بن جمہان سلمی کوفی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

Marfat.com

روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی دونوں حالتوں کے شاہد ہیں' دو چیزوں کا احتمال رکھتا ہے' ایک یہ کہ آپ نے رسول کریم ﷺ کو دوڑ کے وقت' پیدل چلتے دیکھا اور آپ نے کلیتہً دوڑ کو اس میں شامل نہیں کیا۔ دوسرا یہ کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ راستہ چلتے دیکھا اور اس طریق کو قوت حاصل ہے۔ اس لیے کہ بخاری اور مسلم نے عبید اللہ بن عمر العمری کی حدیث سے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے تو پانی بہنے کی جگہ کے نشیب میں دوڑتے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ صفا سے اترے اور جب وادی میں آپؐ کے قدم ٹک گئے تو آپ دوڑ پڑے اور جب آپ چڑھے تو چلنے لگے حتیٰ کہ مروہ تک آ گئے اور یہ وہ بات ہے جسے تمام علماء پسند کرتے ہیں کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے والے (جابر کی حدیث میں پہلے بیان ہو چکا ہے) کے لیے پسندیدہ بات یہ ہے کہ وہ وادی کے نشیب میں اپنے ہر چکر میں پانی بہنے کی جگہ کے نشیب میں پایا جاتا ہے وہ اس پانی بہنے کی جگہ کے نشیب سے زیادہ وسیع ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے دوڑ لگائی تھی۔ واللہ اعلم

اور محمد بن حزم نے حجۃ الوداع کے بارے میں جو کتاب مرتب کی ہے اس میں ان کا قول ہے کہ پھر رسول کریم ﷺ صفا کی طرف گئے اور آپ نے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ کی تلاوت کی اور فرمایا میں اس سے آغاز کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے آغاز کیا ہے' پس آپ نے اسی طرح صفا اور مروہ کے درمیان اونٹ پر سوار ہو کر سات چکر لگائے' تین دوڑ کر اور چار چل کر' اور ان کے اس قول کی کوئی متابعت نہیں ہوئی اور نہ ان سے پہلے کسی آدمی نے یہ بات کہی ہے کہ آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان تین چکر دوڑ کر اور چار چل کر لگائے۔ پھر یہ ایک قبیح غلطی ہے۔ اور انہوں نے کلیتہً اس پر کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ بلکہ جب وہ اس جگہ کے نشان دریافت کرنے پر پہنچے تو کہا کہ ہم صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ کی تعداد کو منصوص نہیں پاتے' لیکن یہ ایک متفقہ بات ہے' یہ ان کے الفاظ ہیں۔

اور اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ پہلے تین چکروں میں دوڑ ہوتی ہے جسے انہوں نے متفق بیان کیا ہے تو یہ درست نہیں' بلکہ یہ بات کسی آدمی نے بھی بیان نہیں کی۔ اور اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ فی الجملہ پہلے تین چکروں میں دوڑ متفق علیہ ہے تو یہ ان کے لیے کچھ فائدہ مند نہیں اور نہ ان کا مقصد اس سے پورا ہوگا' کیونکہ انہوں نے جس طرح پہلے تین چکروں میں دوڑ پر اتفاق کیا ہے۔ جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے' اسی طرح انہوں نے آخری چار چکروں میں اس کے استحباب پر اتفاق کیا ہے۔ پس ابن حزم نے پہلے تین چکروں میں دوڑ کے استحباب کی جو تخصیص کی ہے وہ علماء کے بیان کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم

اور ابن حزم نے جو یہ کہا ہے کہ آپ صفا اور مروہ کے درمیان سوار تھے' تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول کریم ﷺ پانی بہنے کے نشیب میں دوڑ لگایا کرتے تھے۔ اسے بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اگر میں دوڑوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوڑتے دیکھا ہے اور اگر میں چلوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے دیکھا ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وادی میں آپ کے پاؤں ٹک گئے تو آپ دوڑ پڑے اور جب آپ چڑھنے لگے تو چل پڑے اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور حبیبہ بنت ابی تجراۃ کہتی ہیں کہ آپ دوڑ کی

Marfat.com

شدت سے اپنے تہبند کو گھماتے تھے اسے احمد نے روایت کیا ہے۔ اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کو دیکھا اور اسی طرح مروہ پر کیا۔ اور قبل ازیں ہم محمد بن اسحاق کی حدیث کو بیان کر چکے ہیں جو ابوجعفر الباقر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا یہاں تک کہ آپ نے طواف کیا' پھر انہوں نے بیان نہیں کیا کہ آپ جس وقت صفا کی طرف گئے اس وقت سوار تھے۔ اس تمام بیان کا مقتضاء یہ ہے کہ آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان چل کر سعی کی' لیکن امام مسلم کہتے ہیں کہ ہم سے عبد بن حمید نے بیان کیا کہ ہم سے محمد (یعنی ابن بکر) نے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہمیں بتلایا کہ ابوزبیر نے ہمیں بتلایا کہ ابوزبیر نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان اپنے اونٹ پر چکر لگایا' تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ سے سوال کر سکیں' کیونکہ لوگوں نے آپ کو ڈھانک لیا تھا۔ اور حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ کے درمیان ایک ہی طواف کیا تھا۔ اور اسی طرح مسلم نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن علی بن مسہر اور عن علی بن خشرم عن عیسیٰ بن یونس اور عن محمد بن حاتم عن یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے اور ان سب نے اسے ابن جریج سے روایت کیا ہے۔ اور بعض روایات میں صفا اور مروہ کے درمیان کے الفاظ موجود نہیں۔

اور ابوداؤد نے اسے عن احمد بن حنبل عن یحییٰ بن سعید القطان عن ابن جریج روایت کیا ہے کہ مجھے ابوزبیر نے بتایا کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگایا' اور نسائی نے اسے عن الفلاس عن یحییٰ اور عن عمران بن یزید عن سعید بن اسحاق روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے ابن جریج سے روایت کیا ہے اور یہ ابن جریج کی حدیث کے مقابلہ میں محفوظ ہے اور وہ بہت مشتبہ ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی بقیہ روایات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ صفا اور مروہ کے درمیان پیادہ تھے' اور ابوزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں ''صفا اور مروہ کے درمیان'' کے قول کا اضافہ پایا جاتا ہے اور یہ اضافہ صحابی کے بعد کے شخص کی طرف سے متہم یا مدرج ہے۔ واللہ اعلم۔ یا آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان کچھ چکر پیادہ لگائے اور آپ سے وہ کچھ دیکھا گیا جو بیان کیا گیا ہے' پس جب لوگوں نے آپ پر اژدحام کیا اور بکثرت ہو گئے تو آپ سوار ہو گئے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آئندہ بیان ہونے والی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور ابن حزم نے تسلیم کیا ہے کہ آپ نے بیت اللہ کا پہلا طواف پیادہ پا کیا تھا اور انہوں نے طواف میں آپ کے سوار ہونے کو بعد پر محمول کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ آپ صفا اور مروہ کی سعی کے درمیان سوار تھے۔ نیز کہا ہے کہ آپ نے ان دونوں کے درمیان ایک ہی دفعہ چکر لگایا ہے' پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قول کہ ''جب وادی میں آپ کے قدم تک گئے تو آپ دوڑ پڑے'' کی تاویل کی ہے اور اس کو درست قرار نہیں دیا خواہ آپ سوار ہی تھے کیونکہ جب آپ کا اونٹ کھڑا ہو گیا تو وہ پورے کا پورا کھڑا ہوا اور باقی تمام جسم کے ساتھ اس کے پاؤں بھی تک گئے۔ اور اسی طرح انہوں نے دوڑ کا ذکر کیا ہے جس سے چوپائے کا اپنے سوار سمیت دوڑنا مراد ہے اور یہ بہت بعید تاویل ہے۔ واللہ اعلم

ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابوسلمہ موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے بیان کیا کہ ہمیں ابوعاصم الغنوی نے بحوالہ ابو

Marfat.com

الطفیل خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے کہا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف دوڑ کر کیا اور یہ آپ کی سنت ہے' آپ نے جواب دیا انہوں نے سچ کہا ہے اور جھوٹ بولا ہے' میں نے کہا انہوں نے کیا سچ کہا ہے اور کیا جھوٹ بولا ہے؟ آپ نے کہا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دوڑ کے متعلق سچ کہا ہے اور سنت کے متعلق جھوٹ بولا ہے یہ سنت نہیں ہے۔ قریش نے صلح حدیبیہ کے وقت کہا محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو چھوڑ دو تا کہ وہ نغف [1] کی موت مر جائیں اور جب انہوں نے آپ کے ساتھ آئندہ سال حج کرنے اور تین دن مکہ میں ٹھہرنے پر مصالحت کی تو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین قیقعان کی جانب تھے' پس آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ دوڑ کر بیت اللہ کے تین چکر لگائیں اور یہ سنت نہیں' اس نے کہا آپ کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان اونٹ پر چکر لگایا اور یہ سنت ہے۔ آپ نے جواب دیا انہوں نے سچ کہا ہے اور جھوٹ بولا ہے' میں نے کہا' انہوں نے کیا سچ کہا ہے اور کیا جھوٹ بولا ہے؟ آپ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان اونٹ پر چکر لگایا ہے' یہ انہوں نے سچ کہا ہے اور سنت کے متعلق جھوٹ بولا ہے' یہ سنت نہیں ہے' لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہٹتے ہی نہیں تھے اس لیے آپ نے اونٹ پر طواف کیا تا کہ لوگ آپ کی بات سن سکیں اور آپ کے مقام کو دیکھ سکیں اور ان کے ہاتھوں سے آپ کو گزند نہ پہنچے' ابوداؤد نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور مسلم نے بھی اسے عن ابی کامل عن عبدالواحد بن زیاد عن الجریری عن ابی الطفیل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور جس طرح پہلے بیان ہوا اس طرح بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں' پھر میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' مجھے صفا اور مروہ کے درمیان سوار ہو کر طواف کرنے کے بارے میں بتایئے کیا یہ سنت ہے کیونکہ آپ کی قوم اسے سنت خیال کرتی ہے۔ آپ نے کہا انہوں نے سچ کہا اور جھوٹ بولا ہے' میں نے کہا آپ کی یہ بات کیا ہوئی کہ انہوں نے سچ کہا ہے اور جھوٹ بولا ہے؟ آپ نے کہا کہ لوگوں نے یہ کہتے ہوئے کہ یہ محمد ﷺ ہیں' یہ محمد ﷺ ہیں' آپ پر بھیڑ کر دی یہاں تک کہ پردہ نشین عورتیں گھروں سے باہر نکل آئیں اور رسول اللہ ﷺ اپنے آگے کے لوگوں کو ہٹاتے نہیں تھے' پس جب انہوں نے آپ پر بھیڑ کر دی تو آپ سوار ہو گئے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چلنا اور سعی کرنا افضل ہے' یہ مسلم کے الفاظ ہیں جو اس بات کے مقتضی ہیں کہ آپ صرف اس حال میں سوار ہوئے تھے اور اس سے احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

اور مسلم نے اپنی صحیح میں جو روایت کی ہے کہ محمد بن رافع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا کہ ہم سے زہیر نے عبدالملک بن سعید سے بحوالہ ابوالطفیل بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا۔ میرا خیال ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ آپ نے کہا میرے سامنے اس کی کیفیت بیان کیجیے۔ میں نے کہا' میں نے آپ کو مروہ کے پاس ناقہ پر دیکھا اور لوگوں نے آپ پر بھیڑ کی ہوئی تھی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ رسول اللہ ﷺ تھے وہ لوگ آپ سے ہٹتے نہیں تھے اور انہیں مجبور کیا جاتا تھا' مسلم اس حدیث کے روایت کرنے میں متفرد ہیں' اور اس میں اس امر پر دلالت نہیں پائی جاتی کہ آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سوار ہو کر سعی کی تھی جب کہ انہوں نے نہ اسے حجۃ الوداع سے مقید کیا ہے اور نہ کسی دوسرے

[1] نغف اونٹ اور بکری کی ناک میں پیدا ہونے والے کیڑے کو کہتے ہیں۔ مترجم

Marfat.com

حج تھے، ہوسکتا ہے کہ ایسا حجۃ الوداع میں ہوا ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ آپ نے سعی کرنے اور مروہ پر نشست کرنے اور لوگوں کو خطاب کرنے سے فارغ ہونے کے بعد ان لوگوں کو جو قربانی کے جانور نہیں لائے تھے یہ حکم دیا ہو کہ وہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کر لیں، پس قربانی کے جانور لانے والوں کے سوا سب لوگ حلال ہو گئے جیسا کہ قبل ازیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے، پھر ان سب باتوں کے بعد آپ اپنی ناقہ کے پاس آئے اور اس پر سوار ہو گئے اور کشادہ نالے میں اپنے مقام پر چلے گئے۔ جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے اور اس وقت ابوالطفیل عامر بن واثلہ البکری نے آپ کو دیکھ لیا ہو اور اس وقت وہ صغار صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ عراقیوں کے ایک گروہ جیسے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور ثوری کا خیال ہے کہ قارن دو طواف کرتا ہے اور دو دفعہ سعی کرتا ہے۔ اور یہ حضرت علی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما مجاہد اور شعبی سے مروی ہے اور وہ جابر طویل کی حدیث سے بھی حجت پکڑ سکتے ہیں اور اس میں یہ دلالت بھی پائی جاتی ہے کہ آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان چل کر سعی کی اور ان کی حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان، طواف کی تعداد کے مطابق سوار ہو کر سعی کی، ایک دفعہ پیدل اور ایک دفعہ سوار ہو کر۔

اور سعید بن منصور نے ایک دستاویز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے حج اور عمرہ کی بلند آواز سے تکبیر کہی، پس جب آپ مکہ آئے تو آپ نے اپنے عمرہ کے لیے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا، پھر واپس چلے گئے اور اپنے حج کے لیے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا پھر یوم النحر تک محرم رہے، یہ اس کے الفاظ ہیں۔ اور ابوذر الہروی نے اسے اپنے مناسک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا اور ان کے لیے دو طواف کیے اور دو دفعہ سعی کی اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے اور اسی طرح بیہقی اور دار قطنی نے اسے روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے خصائص علی میں بیان کیا ہے۔ امام بیہقی اپنے سنن میں بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن الحارث الفقیہ نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں علی بن عمر الحافظ نے خبر دی کہ ہمیں ابومحمد بن صاعد نے خبر دی کہ ہم سے محمد بن زنبور نے بیان کیا کہ ہم سے فضیل بن عباس نے عن منصور عن ابراہیم عن مالک بن الحارث یا منصور عن مالک بن حارث عن ابی نصر بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے حج کی تکبیر کہی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ کی تکبیر کہی تھی۔ میں نے پوچھا کیا میں اس طرح کر سکتا ہوں جیسے آپ نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر آپ نے عمرہ سے آغاز کیا ہوتا تو آپ ایسا کر سکتے تھے۔ میں نے کہا اگر میں ایسا کرنے کا ارادہ کروں تو کیسے کروں آپ نے فرمایا پانی کی ایک چھاگل لے کر اسے اپنے پر بہا دو، پھر دونوں کی اکٹھے تکبیر کہو پھر دونوں کے دو طواف کرو اور دو دفعہ سعی کرو اور یوم النحر سے پہلے آپ کے لیے حرام حلال نہیں ہوگا، منصور کہتے ہیں کہ میں نے مجاہد سے یہ بات بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ہم ایک طواف کر کے لوٹ آتے تھے مگر اب ہم ایسا نہیں کرتے۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہؒ سفیان ثوری اور شعبہ نے اسے منصور سے روایت کیا ہے اور اس میں سعی کا ذکر نہیں کیا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ ابو نصرؒ مجہول ہے اور اگر یہ بات درست ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس کی مراد طواف قدوم اور طواف زیارت ہو وہ بیان کرتے ہیں کہ اسے

Marfat.com

دوسری اسانید سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور موقوف روایت کیا گیا ہے اور ان کا مدار علی الحسن بن عمارہ، حفص بن ابی داؤد، عیسیٰ بن عبداللہ اور حماد بن ابراہیم پر ہے جو سب کے سب ضعیف ہیں اور جو کچھ انہوں نے روایت کیا ہے اس سے اس بارے میں حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔

میں کہتا ہوں کہ صحاح احادیث میں اس کے خلاف منقول ہے اور ہم قبل ازیں صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کر آئے ہیں کہ آپ نے عمرہ کی تکبیر کہی اور اس میں حج کو شامل کیا اور آپ قارن ہو گئے اور آپ نے حج اور عمرہ کے درمیان دونوں کا ایک طواف کیا اور وہ بیان کیا کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا' اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے الدراوردی کی حدیث سے عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حج اور عمرہ کو اکٹھا کرے تو وہ دونوں کا ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کرے' ترمذی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔ میں کہتا ہوں اس کا اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور یہی ماجرا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیش آیا کہ آپ نے بھی قربانی کے جانور ساتھ نہ لانے کی وجہ سے عمرہ کی تکبیر کہی اور جب آپ حائضہ ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو غسل کرنے اور عمرہ کے ساتھ حج کی تکبیر کہنے کا حکم دیا۔ پس آپ قارنہ ہو گئیں' پس جب لوگ منیٰ سے واپس آئے تو آپ نے حج کے بعد حضورؐ سے عمرہ کرانے کا مطالبہ کیا' تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوشنودی خاطر کے لیے انہیں عمرہ کروایا جیسا کہ حدیث میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اور امام ابو عبداللہ شافعی بیان کرتے ہیں کہ مسلم' ابن خالد' زنگی نے ابن جریج سے بحوالہ عطاء ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے درمیان تیرا طواف کرنا' تیرے حج اور عمرہ کے لیے کافی ہے اور اس کا مرسل ہونا واضح ہے جو دلیل کے ساتھ معناً مسند ہے۔ اسی طرح امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ ابن عیینہ نے ابن ابی نجیح سے عن عطاء عن عائشہ عن النبی ﷺ ہمیں خبر دی' امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات سفیان نے عن عطاء عن عائشہ بیان کیا ہے اور بعض اوقات عطاء سے بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اور پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی عمر نے اسے سفیان بن عیینہ سے موصول روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے ابن جریج کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ مجھے ابو زبیر نے خبر دی کہ اس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو وہ رو رہی تھیں آپ نے فرمایا آپ کیوں رو رہی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو وہ رو رہی تھیں آپ نے فرمایا آپ کیوں رو رہی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس لیے رو رہی ہوں کہ لوگ حلال ہو گئے ہیں اور میں حلال نہیں ہوئی اور انہوں نے بیت اللہ کا طواف کر لیا ہے اور میں نے طواف نہیں کیا۔ اور اب حج کا وقت آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس امر کو آدم کی لڑکیوں پر فرض قرار دیا ہے پس تم غسل کرو اور حج کی تکبیر کہو' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پس میں نے ایسے ہی کیا اور جب میں پاک ہو گئی تو آپ نے فرمایا بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرو پھر تو اپنے حج اور عمرہ سے حلال ہو جائے گی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے دل میں اپنے عمرہ کے متعلق خلجان پاتی ہوں کہ میں نے طواف نہیں کیا اور حج کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن انہیں لے جا کر تنعیم سے عمرہ کرواؤ' اور مسلم نے اسی طرح ابن جریج سے حدیث

Marfat.com

بیان کی ہے کہ ابوزبیر نے مجھے خبر دی کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ کے درمیان ایک ہی طواف کیا۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب کے نزدیک حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کے جو اصحاب قربانی کے جانور لے گئے تھے انہوں نے حج اور عمرہ کو ملا لیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہونے والی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

اور امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن محمد نے عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی ہمیں خبر دی کہ آپ نے قارن کے بارے میں کہا کہ وہ دو طواف کرے اور دو دفعہ سعی کرے۔ حضرت امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگوں نے دو طواف اور دو دوڑوں کا ذکر کیا ہے اور اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک ضعیف روایت سے حجت پکڑی ہے' جعفر کہتے ہیں ہمارا قول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے اور ہم نے اسے حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے لیکن ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہارون بن عبداللہ اور محمد بن رافع نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے ہم سے معروف یعنی ابن خربوذ المکی سے بیان کیا کہ ابوالطفیل نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا' آپ رکن کو کھونٹی سے بوسہ دیتے تھے' پھر کھونٹی کو چوم لیتے تھے' محمد بن رافع نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ پھر آپ صفا اور مروہ کی طرف چلے گئے اور اپنی اونٹنی پر سات چکر لگائے۔ اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں ابوداؤد طیالسی کی حدیث سے معروف بن خربوذ سے بغیر اس اضافے کے روایت کیا ہے' جسے محمد بن رافع نے بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے عبداللہ بن موسیٰ نے معروف سے بغیر اضافے کے روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی نے اسے ابوسعید بن ابوعمر اور اصم سے عن یحییٰ بن ابی طالب عن یزید بن ابی حکیم عن یزید بن مالک عن ابی الطفیل اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن الحسن اور ابوزکریا بن ابی اسحاق نے ہمیں خبر دی کہ ابوجعفر محمد بن علی بن اصم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے احمد بن حازم نے بیان کیا کہ ہمیں عبیداللہ بن موسیٰ اور جعفر بن عون نے خبر دی کہ ہمیں ایمن بن نابل نے' قدامہ بن عبداللہ بن عمار سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان اونٹ پر سعی کرتے دیکھا' آپ نہ اونٹ کو مارتے تھے نہ ہانکتے تھے اور نہ وہ اِدھر اُدھر جاتا تھا' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں نے ایسے ہی بیان کیا ہے۔ اور ایمن کے علاوہ ایک جماعت نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ یوم النحر کو جمرہ کو سنگریزے مارتے تھے۔ امام بیہقی کہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ دونوں صحیح ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ امام احمد نے اسے اپنے مسند میں وکیع' قران بن تمام' ابی قرہ' موسیٰ بن طارق قاضی اہل یمن اور ابی احمد' محمد بن عبداللہ زہری اور معتمر بن سلیمان سے بحوالہ ایمن بن نابل حبشی ابی عمران مکی نزیل عسقلان مولیٰ ابی بکر الصدیق سے روایت کیا ہے جو بخاری کے بڑے ثقہ رجال میں سے ہیں۔ اس نے قدامہ بن عبداللہ بن عمار الکلابی سے روایت کی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو وادی کے نشیب سے ناقہ صہباء پر یوم النحر کو جمرہ کو سنگریزے مارتے دیکھا' آپ ناقہ کو نہ مارتے تھے نہ ہانکتے تھے اور نہ وہ اِدھر اُدھر جاتی تھی اور ترمذی نے بھی اسے اسی طرح احمد بن منیع سے بحوالہ مروان بن معاویہ روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے اسحاق بن راہویہ سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے وکیع سے روایت کی ہے اور ان دونوں نے ایمن بن نابل سے بحوالہ قدامہ روایت کی ہے۔ جیسا کہ امام احمد نے اسے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

باب ۲۵

حلال ہونے والوں کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ آپ مروہ کے پاس اپنے آخری چکر میں پہنچے تو فرمایا کہ اگر مجھے اپنے اس معاملے کے متعلق پہلے علم ہوتا تو میں اسے اختیار نہ کرتا اور قربانی کا جانور نہ لاتا' اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور اس میں ان لوگوں کے خیال پر دلالت پائی جاتی ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان چودہ چکر ہیں' ہر آمد و رفت کو ایک چکر شمار کیا جائے گا۔ یہ بات اکابر شافعیہ نے بیان کی ہے اور یہ حدیث ان کے رد میں ہے۔ کیونکہ ان کے قول کے مطابق آخری چکر صفا کے پاس ہوتا ہے نہ کہ مروہ کے پاس' اسی لیے احمد نے اپنی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا ہے کہ جب آپ ساتویں چکر میں مروہ کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا اے لوگو! اگر مجھے اپنے اس معاملے کے متعلق پہلے علم ہوتا تو میں اسے اختیار نہ کرتا اور قربانی کا جانور نہ لاتا اور اسے عمرہ بنا دیتا اور جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ حلال ہو جائے اور اسے عمرہ بنا لے۔ پس سب لوگ حلال ہو گئے۔ اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ سب لوگ حلال ہو گئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جن کے پاس قربانی کے جانور تھے ان کے سوا سب نے بال کٹائے۔

باب ۲۶

حج کو فسخ کر کے عمرہ بنانے کا جواز صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے یا ہمیشہ کے لیے

قربانی کے جانور نہ لانے والوں کے متعلق حضور علیہ السلام کا یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ وہ حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا لیں' یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک خلق ہے' ان کا یہاں ذکر کرنا موجب طوالت ہوگا اور اس کے بیان کا مقام کتاب الاحکام الکبیر میں آئے گا ان شاء اللہ۔ اور علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے اور امام مالک' ابوحنیفہ اور شافعی کہتے ہیں کہ یہ امر خصائص صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہے۔ پھر دوسروں کے لیے فسخ کا جواز منسوخ ہو گیا ہے اور انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے قول سے تمسک کیا ہے کہ حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا لینے کا حکم صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے تھا' اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور امام احمد نے اسے رد کیا ہے اور کہا ہے کہ اسے گیارہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔ پس یہ روایت اس سے کیا نسبت رکھتی ہے۔ اور آپ غیر صحابہ کے لیے بھی جواز فسخ کے قائل ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہر اس شخص کے لیے جو قربانی کا جانور نہ لایا ہو' وجوب فسخ کے قائل ہیں بلکہ آپ کے نزدیک جب وہ بیت اللہ کا طواف کر لے گا تو وہ شرعاً حلال ہو جائے گا اور اگر وہ قربانی کا جانور نہ لایا ہو تو وہ محض اس سے ہی حلال ہو جائے گا اور جو قربانی کا جانور لایا ہو وہ قران کی صورت میں قربانی دے گا اور جو قربانی کا جانور نہ لایا ہو وہ تمتع کرے گا۔ واللہ اعلم

Marfat.com

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابونعمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے عن الملک بن جریج عن جابر عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ۴ ذی الحجہ کی صبح کو تکبیر کہتے ہوئے آئے اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز ملی ہوئی نہ تھی' پس جب آپ ہمارے پاس آئے تو آپ نے ہمیں حکم دیا اور ہم نے اسے عمرہ بنا لیا۔ اور یہ کہ ہم اپنی بیویوں کے پاس جائیں' پس یہ بات مشہور ہوگئی' عطاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے کوئی آدمی منی کی طرف جاتا تو اس کے عضو تناسل سے منی ٹپک رہی ہوتی' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلی سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ اس اس طرح کی باتیں کرتے ہیں اور خدا کی قسم میں ان سے زیادہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں۔ اور اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے سے علم ہوتا تو میں اسے اختیار نہ کرتا اور قربانی کا جانور نہ لاتا۔ اور اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں حلال ہو جاتا۔ اس موقعہ پر سراقہ بن جعشم نے کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ اجازت ہمارے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لیے ہے۔

امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا لیث یعنی ابن سعد نے ابوزبیر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج مفرد کی تکبیر کہتے ہوئے آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عمرہ کی تکبیر کہتی ہوئی آئیں اور جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو آپ حائضہ ہوگئیں اور ہم نے آکر کعبہ اور صفا اور مروہ کا طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ حلال ہو جائے' راوی بیان کرتا ہے ہم نے کہا کیا حلال ہوا ہے آپ نے فرمایا سب کچھ حلال ہوا ہے۔ پس ہم نے عورتوں کے ساتھ صحبت کی اور خوشبو لگائی اور کپڑے پہنے اور ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف چار راتیں تھیں۔

ان دونوں حدیثوں میں یہ تصریح موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال ۴ ذوالحجہ کی صبح کو اتوار کے روز چاشت کے وقت دن کے بلند ہونے پر مکہ آئے تھے اس لیے اس سال بلا اختلاف یکم ذوالحجہ جمعرات کے روز تھی اور عرفہ کا دن جمعہ کے روز تھا۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مصرح حدیث سے ثابت ہے جو ابھی بیان ہوگی' پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہینے کی چار تاریخ کو اتوار کے دن آئے تو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے آپ نے بیت اللہ کے طواف سے آغاز کیا پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور جب مروہ کے پاس آپ کا طواف ختم ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ لازماً اپنے احرام سے حلال ہو جائے پس لامحالہ یہ بات ان پر واجب ہوگئی اور وہ حلال ہوگئے اور ان میں سے بعض اس وجہ سے متاسف تھے کہ آپ قربانی کا جانور لانے کی وجہ سے اپنے احرام سے حلال نہیں ہوئے اور وہ آپ کی موافقت اور آپ کے نمونہ کی اقتداء کو پسند کرتے تھے' پس جب آپ نے ان کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے علم ہوتا تو میں اسے اختیار نہ کرتا اور قربانی کا جانور نہ لاتا اور اسے عمرہ بنا لیتا' یعنی اگر مجھے علم ہوتا کہ یہ بات آپ لوگوں پر گذرے گی تو میں قربانی کا جانور لانا ترک کر دیتا اور تمہاری طرح میں بھی حلال ہو جاتا' یہاں سے تمتع کی افضلیت پر واضح دلالت ہوتی ہے جیسا کہ امام احمد نے اس سے یہ نظریہ اخذ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں مجھے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے لیکن تمتع افضل ہے کیونکہ آپ نے اس پر

Marfat.com

تاسف کیا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام تمتع پر اس لیے متاسف نہیں ہوئے کہ وہ قربانی لانے والے کے قران سے افضل ہوتا ہے بلکہ آپ اس لیے متاسف ہوئے تا کہ آپ کے اصحاب کو آپ کا احرام پر قائم رہنا اور انہیں حلال ہو جانے کا حکم دینا گراں نہ گزرے۔ واللہ اعلم

اور جب امام احمد نے اس راز پر غور وفکر کیا تو ایک دوسری روایت میں بیان کیا کہ اس شخص کا تمتع افضل ہے جو قربانی کا جانور نہیں لایا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ آپ کے اصحاب میں سے جو قربانی کا جانور نہیں لایا وہ تمتع کرے۔ اور قران اس شخص کا افضل ہے جو قربانی کا جانور لایا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حجۃ الوداع میں پسند کیا اور آپ کو اس کے ادا کرنے کا حکم دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

باب ۲۷

ہدی نہ لانے والوں کے لیے فسخ کا حکم

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے سے فراغت کے بعد چل پڑے اور آپ نے ان لوگوں کو فسخ کرنے کا حکم دیا جو قربانی کے جانور نہیں لائے تھے اور لوگ آپ کے ساتھ چل رہے تھے یہاں تک کہ آپ مکہ کے مشرق میں کشادہ نالے میں اتر پڑے اور اتوار کا بقیہ دن اور سوموار، منگل اور بدھ وہاں پر قیام کیا حتیٰ کہ جمعرات کی صبح کی نماز پڑھی آپ وہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھاتے رہے اور ان تمام ایام میں مکہ کی طرف واپس نہیں آئے۔

امام بخاری باب من لم یقرب الکعبة و لم یطف حتیٰ یخرج الیٰ عرفة ویرجع بعد الطواف الاوّل' میں بیان کرتے کہ محمد بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے کریب نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ آئے اور آپ نے سات چکر لگائے اور صفا اور مروہ کے سعی کی اور کعبہ کے طواف کے بعد اس کے قریب نہ آئے یہاں تک کہ عرفہ سے واپس آ گئے' بخاری اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

Marfat.com

باب ۲۸

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حلال ہونا

اور جس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ سے باہر بطحا میں فروکش تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آتے اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضور ﷺ نے آپ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بعد یمن کا امیر بنا کر بھیجا تھا اور جب وہ آئے تو انہوں نے اپنی بیوی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول ﷺ کو' رسول اللہ ﷺ کی ازواج اور ان لوگوں کی طرح جو قربانی کے جانور نہیں لے گئے تھے' حلال پایا' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سرمہ لگایا اور نئے رنگ دار کپڑے زیب تن کیے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کو اس کا کس نے حکم دیا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' میرے باپ نے پس حضرت علی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے بگڑ کر جلدی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو بتایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حلال ہو گئی ہیں اور انہوں نے نئے رنگدار کپڑے زیب تن کیے ہیں اور سرمہ لگایا ہے اور یا رسول اللہ ﷺ میرا خیال ہے کہ آپ نے انہیں اس کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا تو نے درست کہا ہے' تو نے درست کہا ہے' پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب آپ نے حج کو واجب کیا تو کس کی تکبیر کہی تھی' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' حضرت نبی کریم ﷺ والی تکبیر کہی تھی' آپ نے فرمایا میرے پاس قربانی کا جانور ہے پس تم حلال نہ ہونا۔ اور یمن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ قربانی کے جو جانور لائے تھے اور جو جانور رسول کریم ﷺ مدینہ سے لائے تھے اور راستے میں خریدے تھے وہ ایک سو اونٹ تھے اور حضرت رسول کریم ﷺ اور حضرت علی تمام قربانیوں میں شریک ہو گئے اور صحیح مسلم میں یہ سب کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ بیان اس روایت کی تردید کرتا ہے جسے حافظ ابو القاسم طبرانی نے عکرمہ کی حدیث سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت نبی کریم ﷺ کو جحفہ میں ملے۔ واللہ اعلم

اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تھے لیکن وہ قربانی کا جانور نہیں لائے تھے اس لیے حضرت نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ عمرہ کے طواف و سعی کے بعد حلال ہو جائیں پس انہوں نے حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا لیا اور متمتع ہو گئے اور وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران اس کا فتویٰ دیا کرتے تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' حج کو عمرہ سے الگ کر دیں گے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خوف سے اپنا فتویٰ ترک کر دیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں سفیان نے عون بن ابی جحیفہ عن ابیہ سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے اور گھومتے اور اپنا منہ ادھر اُدھر کرتے دیکھا اور آپ کی دونوں انگلیاں آپ کے کان میں تھیں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سرخ خیمے میں تھے جو میرے خیال میں چمڑے کا تھا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے نیزہ لے کر نکلے اور اسے گاڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی

Marfat.com

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے مکہ میں سنا کہ بطحاء میں آپ کے آگے سے کتے ' عورتیں اور گدھے گذرتے تھے اور آپ پر سرخ حلہ تھا گویا میں آپ کی دونوں پنڈلیوں کی چمک کو دیکھ رہا ہوں' سفیان کہتے ہیں کہ ہم اسے یمنی چادر خیال کرتے تھے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے عن عون بن ابی جحیفہ عن ابیہ بیان کیا وہ کہتے ہیں میں کشادہ نالے میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ اپنے سرخ خیمے میں تھے پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو کا بقیہ پانی لے کر باہر آئے تو کئی چھڑکنے والے اور کئی حاصل کرنے والے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور میں شمالاً جنوباً آپ کے منہ کا تتبع کرتا تھا راوی بیان کرتا ہے پھر آپ کے لیے نیزہ گاڑا گیا اور رسول کریم ﷺ سرخ جبہ یا سرخ حلہ پہنے باہر نکلے گویا میں آپ کی دونوں پنڈلیوں کی چمک دیکھ رہا ہوں' پس آپ نے اپنے نیزے کے پاس ہمیں ظہر اور عصر دو رکعت پڑھائی اور عورتیں' کتے اور گدھے گزرتے تھے جنہیں روکا نہیں جاتا تھا۔ پھر آپ مدینہ آنے تک مسلسل دو دو رکعت پڑھتے رہے۔ اور ایک دفعہ راوی نے بیان کیا کہ آپ نے ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں سفیان ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ اور حجاج نے الحکم سے بیان کیا کہ میں نے ابوجحیفہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت بطحاء کی طرف گئے اور وضو کیا اور ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے آگے نیزہ تھا۔ اور عون نے اپنے باپ سے بحوالہ ابوجحیفہ اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ہمارے پیچھے سے گدھے اور عورتیں گزرتی تھیں۔ حجاج' حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ پھر لوگ کھڑے ہو گئے اور وہ آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا اور کستوری کی خوشبو سے بھی بڑھ کر خوشبودار تھا اور صاحبان صحیح نے اسے شعبہ کی حدیث سے بتمامہ روایت کیا ہے۔

Marfat.com

باب ۲۹

یوم منیٰ

اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ حضور ﷺ نے اتوار' سوموار' منگل وار اور بدھ وار کو کشادہ نالے میں قیام کیا اور قربانی کے جانور لانے والوں کے سوا' سب لوگ حلال ہو گئے اور انہی ایام میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یمن سے مسلمانوں اور اموال کے ساتھ آئے اور آپ طوافِ کعبہ کے بعد اس کی طرف واپس نہیں گئے اور جب جمعرات کی صبح ہوئی تو آپ نے کشادہ نالے میں صبح کی نماز پڑھی اور وہ یوم الترویہ تھا اور اسے یوم منیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ اس میں اس کی طرف جاتے تھے اور یہ روایت بھی لی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن سے پہلے خطبہ دیا۔ اور میں نے بعض حواشی میں دیکھا ہے کہ اس سے پہلے دن کو زینت کا دن کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بدن کو بڑائی وغیرہ سے مزین کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں احمد بن محمد بن جعفر جلودی نے بتایا کہ ہم سے محمد بن اسماعیل بن مہران نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ ہم سے ابوقرہ نے عن موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب یوم الترویہ کو خطاب فرماتے تو لوگوں سے خطاب کر کے انہیں ان کے مناسک کے متعلق بتاتے پس آپ زوال سے قبل منیٰ آنے کے لیے سوار ہوئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ زوال کے بعد سوار ہوئے اور جو لوگ کشادہ نالے میں حج کے لیے حلال ہو گئے تھے جب وہ منیٰ کی طرف آنے لگے تو انہوں نے احرام باندھ لیے اور ان کی اونٹنیاں منیٰ کی طرف تیزی سے چلنے لگیں۔

عبدالملک عطا سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے اور حلال ہو گئے اور جب الترویہ کا دن آیا تو ہم نے مکہ کو اپنی پشت کے پیچھے رکھا اور حج کا تلبیہ کہا' بخاری نے اسے تعلیق بجزوم بیان کیا ہے اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حاتم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید نے بحوالہ ابن جریج بیان کیا کہ مجھے ابوزبیر نے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حلال ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم منیٰ کی طرف جائیں تو احرام باندھ لیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے کشادہ نالے سے تکبیر کہی اور عبید بن جریج نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب لوگوں نے چاند دیکھ کر تکبیر کہی تو میں نے آپ کو مکہ میں دیکھا اور آپ نے یوم الترویہ تک تکبیر نہیں کہی' آپ نے جواب دیا میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے آپ اس وقت تکبیر کہتے تھے۔ جب آپ کی اونٹنی تیز ہو جاتی تھی۔ بخاری نے اسے ایک طویل حدیث کے سلسلہ میں روایت کیا ہے' بخاری بیان کرتے ہیں کہ عطاء سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو منیٰ سے گزر کر حج کا تلبیہ کہتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یوم الترویہ کو ظہر کی نماز ادا کر کے اور اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر تلبیہ کہتے تھے' میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسا اس وقت کرتے تھے جب عمرہ کر کے حج کرتے تھے اور عمرہ سے حلال ہو جاتے

Marfat.com

تھے اور جب الترویہ کا دن آتا تو اس وقت تلبیہ کہتے جب آپ کی اونٹنی منیٰ کی طرف جاتے ہوئے تیزی سے چلتی' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد ذوالحلیفہ سے احرام باندھا اور آپ کی اونٹنی تیزی سے چل پڑی' لیکن یوم الترویہ کو رسول اللہ ﷺ نے کشادہ نالے میں ظہر کی نماز نہیں پڑھی۔ بلکہ آپ نے اس دن اسے منیٰ میں پڑھا اور یہ وہ بات ہے جس میں کسی قسم کا نزاع نہیں پایا جاتا۔

امام بخاری باب این یصلی الظهر یوم التروية میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے اسحاق ازرق نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے عبدالعزیز بن رفیع سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ مجھے کسی ایسی بات کے بارے میں بتائیں جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا ہو۔ آپ نے یوم الترویہ کو ظہر اور عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ انہوں نے فرمایا منیٰ میں' میں نے کہا آپ نے ذوالحجہ کی بارہویں تاریخ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی؟ انہوں نے فرمایا کشادہ نالے میں' پھر فرمایا جس طرح تمہارے امیر کرتے ہیں اسی طرح کرو۔ اور ابن ماجہ کے سوا' بقیہ جماعت نے اسے کئی طرق سے اسحاق بن یوسف ازرق سے بحوالہ سفیان ثوری کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے جو ازرق کی حدیث کی نسبت جو ثوری سے مروی ہے' عجیب سمجھی جاتی ہے' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی نے ہمیں خبر دی کہ اس نے ابوبکر بن عیاش سے سنا کہ ہم سے عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملا اور مجھ سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا کہ ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بحوالہ عبدالعزیز بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ یوم الترویہ کو میں منیٰ کی طرف گیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملا۔ آپ گدھے پر سوار ہو کر جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا آج کے دن' رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ آپ نے فرمایا دیکھو جہاں تمہارے امیر نماز پڑھتے ہیں وہاں نماز پڑھو' احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابوکدینہ عن اعمش عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پانچوں نمازیں منیٰ میں پڑھیں۔ اور اسی طرح احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابومحیاۃ یحییٰ بن لیلیٰ التیمی نے عن الاعمش عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الترویہ کو ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی اور یوم عرفہ کی صبح کی نماز بھی وہیں پڑھی۔

اور ابوداؤد نے اسے عن زہیر بن حرب عن احوص عن جواب عن عمار بن رزیق عن سلیمان بن مہران الاعمش روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الترویہ کی ظہر اور یوم عرفہ کی فجر منیٰ میں پڑھی۔ اور ترمذی نے عن الاشج عن عبداللہ بن الاجلح عن الاعمش اسے مفہوماً روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کو شعبہ نے ان احادیث میں شمار نہیں کیا جو اس نے الحکم سے بحوالہ مقسم سنی ہیں اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید الاشج نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن الاجلح نے عن اسماعیل بن مسلم عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منیٰ میں ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھائیں اور پھر آپ عرفات کی طرف چلے گئے' پھر کہتے ہیں کہ اسماعیل بن مسلم کے بارے میں کلام کیا گیا ہے اور باب میں عبداللہ بن زبیر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی گئی ہے۔

Marfat.com

اور امام احمد ایک ایسے آدمی سے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا' بیان کرتے ہیں کہ آپ یوم الترویہ کو منیٰ کی طرف گئے اور آپ کے پہلو میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے جن کے ہاتھ میں لکڑی تھی جس پر کپڑا پڑا تھا اور وہ اس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور حضرت امام شافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کشادہ نالے سے منیٰ جانے کے لیے زوال کے بعد سوار ہوئے' لیکن آپ نے ظہر کی نماز منیٰ میں ادا کی اور اس حدیث سے اس کے لیے استدلال کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور قبل ازیں جعفر بن محمد نے جو حدیث اپنے باپ سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کی ہے اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ اور جن لوگوں کے پاس قربانی کے جانور تھے' ان کے سوا' سب لوگ حلال ہو گئے اور انہوں نے بال کٹوائے اور جب الترویہ کا دن آیا تو وہ منیٰ کی طرف گئے اور حج کی تکبیر کہی اور رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور آپ نے منیٰ میں ظہر' عصر' مغرب عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں پھر کچھ دیر آپ ٹھہرے رہے تا آنکہ سورج طلوع ہو گیا اور آپ نے اپنا بالوں والا خیمہ لگانے کا حکم دیا جو نمرہ میں آپ کے لیے نصب کر دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ چل پڑے اور قریش کو یقین تھا کہ آپ مشعر الحرام کے پاس کھڑے ہوں گے جیسا کہ قریش جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ اس مقام سے آگے گزر کر عرفہ آ گئے تو آپ نے دیکھا کہ نمرہ میں آپ کے لیے خیمہ نصب ہے پس آپ وہاں اتر پڑے اور جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے قصواء کے لانے کا حکم دیا اور آپ کے لیے اس پر کجاوہ رکھا گیا۔ پس آپ وادی کے نشیب میں آئے اور لوگوں سے خطاب فرمایا کہ:

تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس ماہ میں اور اس شہر میں تمہارے آج کے دن کی حرمت ہے۔ آگاہ رہو' جاہلیت کی باتوں کی ہر چیز میرے دونوں قدموں کے نیچے ہے اور جاہلیت کے خون ساقط ہیں اور میں اپنے خونوں میں سے سب سے پہلے ابن ربیعہ بن الحارث کے خون کو ساقط کرتا ہوں جو بنو سعد میں دایہ تلاش کرتا پھرتا تھا اور ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ اور جاہلیت کی سود بھی ساقط ہیں اور اپنے سودوں میں سے سب سے پہلے میں عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے سود کو ساقط کرتا ہوں وہ سب کا سب ساقط ہے۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو' تم نے انہیں اللہ کی امانت سے حاصل کیا ہے اور کلام الٰہی سے ان کی فروج کو حلال کیا ہے' تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ تم جسے پسند نہیں کرتے وہ تمہارا بستر پامال نہ کرے پس اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی ضرب لگاؤ جو سخت دکھ دہ نہ ہو' اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم معروف طریق کے مطابق ان کی خوراک اور لباس کا خیال رکھو۔ اور میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو تم ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ اللہ کی کتاب ہے اور تم سے میرے بارے میں سوال ہو گا پس تم کیا کہو گے؟ انہوں نے کہا' ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا ہے اور فرض رسالت ادا کر دیا ہے اور خیر خواہی کی ہے' پس آپ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھا کر اور لوگوں کی طرف اشارہ کر کے تین بار فرمایا اے اللہ! گواہ رہ' اے اللہ! گواہ رہ' اے اللہ گواہ رہ۔

اور ابو عبد الرحمٰن نسائی بیان کرتے ہیں کہ علی بن حجر نے ہمیں عن مغیرہ عن موسیٰ بن زیاد بن حذیم بن عمرو السعدی عن ابیہ عن جدہ خبر دی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں یوم عرفہ کو اپنے خطبہ میں فرماتے سنا کہ

Marfat.com

آگاہ رہو تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اس طرح حرام ہیں، جس طرح تمہارے اس دن کی، اس مہینے کی اور اس شہر کی حرمت ہے۔ اور ابوداؤد باب الخطبة على المنبر بعرفة میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ہناد نے ابن ابی زائدہ سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے عن زید بن اسلم عن رجل من بنی ضمرۃ عن ابیہ او عمہ بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ میں منبر پر دیکھا۔ اور یہ اسناد ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک مبہم آدمی ہے۔ پھر حضرت جابر کی طویل حدیث میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ دیا تھا۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن داؤد نے ہم سے عن سلمہ بن نبیط عن رجل من الحی عن ابیہ نبیط بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ میں ایک سرخ اونٹ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے دیکھا، اس میں بھی اسی طرح ایک مبہم آدمی ہے مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی شاہد ہے۔

پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہناد بن السری اور عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے وکیع نے بحوالہ عبدالمجید بن ابی عمرو بیان کیا وہ کہتا ہے کہ مجھ سے العداء بن خالد بن ہوذہ نے بیان کیا اور ہناد نے عبدالمجید سے بیان کیا کہ مجھ سے خالد بن العداء ہوذہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ کے روز اونٹ پر دونوں رکابوں میں کھڑے ہو کر خطبہ دیتے دیکھا۔ ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ اسے ابن العلاء نے وکیع سے روایت کیا ہے جیسا کہ ہناد نے کہا ہے۔ اور عباس بن عبدالعظیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالمجید ابوعمرو سے اسے معناً العداء بن خالد سے بیان کیا کہ صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفات میں رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے سنا کہ جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ احرام میں شلوار پہن لے۔ اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد سے بیان کیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی بات کا جبکہ آپ عرفہ میں تھے لوگوں میں بلند آواز سے اعلان کرتا تھا، وہ ربیعہ بن امیہ بن خلف تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعلان کر دو۔ اے لوگو! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، کیا تم کو معلوم ہے کہ یہ کون سا مہینہ ہے۔ وہ کہتے ہیں ماہ حرام ہے آپ فرماتے ہیں ان سے کہو کہ اللہ نے تمہارے خون اور تمہارے اموال تمہارے اس ماہ کی حرمت کی طرح تم پر حرام قرار دیئے ہیں۔ پھر آپ فرماتے اعلان کرو۔ اے لوگو! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کیا تم کو معلوم ہے کہ یہ کون سا شہر ہے اور اس نے ساری حدیث کو بیان کیا ہے۔

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے لیث بن ابی سلیم نے شہر بن حوشب سے بحوالہ عمرو بن خارجہ بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عتاب بن اُسید نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور آپ عرفہ میں ایک کام کے لیے کھڑے تھے پس میں نے آپ کو پیغام پہنچایا اور آپ کی ناقہ کے نیچے کھڑا ہو گیا اور اس کا لعاب میرے سر پر گر رہا تھا، میں نے آپ کو فرماتے سنا، اے لوگو! اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے اور وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں اور بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں اور جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب ہو یا اپنے موالی کے سوا کسی اور سے دوستی کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ اس کی قیمت اور بدلہ قبول نہ فرمائے گا۔ اور ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اسے قتادہ کی حدیث سے عن شہر بن حوشب عن عبدالرحمٰن بن غنم عن عمرو بن خارجہ روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس

Marfat.com

میں قتادہ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور ہم عنقریب اس خطبہ کا ذکر کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد یوم النحر کو دیا اور اس میں جو حکم و مواعظ' تفاصیل اور آدابِ نبویہ کا بیان ہوا تھا' انہیں بھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

امام بخاری باب التلبیه و التکبیر اذا غدا من منیٰ الیٰ عرفة میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں مالک نے محمد بن ابی بکر ثقفی سے خبر دی کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جبکہ وہ دونوں منیٰ سے عرفہ جا رہے تھے' پوچھا کہ آج کے روز آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کیا کرتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم میں سے بلند آواز سے ذکر کرنے والا ذکر کرتا تھا تو اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا تھا اور ہم میں سے تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا تھا تو کوئی اس پر اعتراض نہ کرتا تھا۔ اور مسلم نے اسے مالک اور موسیٰ بن عقبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں نے محمد بن ابی بکر بن عوف بن رباح ثقفی حجازی سے بحوالہ انس روایت کی ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے مالک نے ابن شہاب سے بحوالہ سالم بن عبداللہ بیان کیا کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا کہ وہ حج کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرے' پس جب عرفہ کا دن آیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سورج ڈھلے آ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ نے اپنے خیمے کے پاس آواز دے کر کہا یہ شخص کہاں ہے پس وہ آپ کے پاس آیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' چلئے' اس نے کہا' اب آپ نے فرمایا ''ہاں'' اس نے کہا مجھے مہلت دیجیے تاکہ میں غسل کر لوں' پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اترے یہاں تک کہ باہر چلے گئے اور میرے اور میرے باپ کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی' میں نے کہا اگر آپ آج کی سنت پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو خطبے کو چھوٹا کیجیے اور جلد وقوف کیجیے اس نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے درست فرمایا ہے۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے القعنبی سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے اشہب اور ابن وہب کی حدیث سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے۔ پھر امام بخاریؒ اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ لیث نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے عقیل نے ابنِ شہاب سے بحوالہ سالم بیان کیا ہے کہ حجاج جس سال حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ میں آیا اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ اس موقف میں کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا اگر تو سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو یوم عرفہ کو نماز جلدی پڑھ لے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اس نے درست کہا ہے۔ وہ ظہر و عصر کو سنت کے طور پر جمع کرتے تھے۔ میں نے سالم سے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ کام کیا ہے؟ اس نے کہا تم تو صرف سنت کے خواہاں ہو۔

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے احمد بن حنبل نے بیان کیا کہ ہم سے یعقوب نے بیان کیا کہ ہم سے ابی عوف نے ابن اسحاق سے عن نافع عن ابن عمر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ یوم عرفہ کی صبح کو فجر کی نماز منیٰ میں پڑھ کر چل پڑے اور نمرہ میں اترے اور نمرہ امام کی منزل ہے جہاں وہ عرفہ میں اترتا ہے' اور جب ظہر کا وقت قریب آیا' تو رسول اللہ ﷺ دوپہر کو چل پڑے اور ظہر و عصر کو جمع کیا۔ اور اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں متقدم الذکر خطبہ کو بیان کرنے کے بعد ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی' پھر اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا۔ اس کا مقتضایہ ہے کہ آپ نے پہلے خطبہ دیا پھر نماز کھڑی ہوگئی اور آپ دوسرے خطبہ کے درپے نہ ہوئے۔

اور امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن محمد وغیرہ نے ہمیں حجۃ الوداع کے بارے میں عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں موقف کے پاس گئے اور لوگوں سے پہلا خطاب کیا' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے خطبے میں لگ گئے۔ پس آپ خطبہ سے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی تو آپ نے ظہر پڑھائی پھر اقامت کہی تو آپ نے عصر پڑھائی' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ مسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر موقف کے پاس آئے اور آپ نے اپنی ناقہ قصواء کا پیٹ چٹانوں کی طرف کر دیا۔ اور جبل مشاۃ کو اپنے آگے کر لیا اور روبقبلہ ہو گئے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بحوالہ ابن وہب بیان کیا کہ مجھے عمرو بن الحارث نے عن بکیر عن کریب عن میمونہ خبر دی کہ لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے متعلق شک کیا تو میں نے آپ کی طرف دودھ دوہنے کا برتن بھیجا اور آپ اس وقت موقف میں کھڑے تھے۔ پس آپ نے لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اس سے پیا۔ اور مسلم نے اسے ہارون بن سعید ایلی سے بحوالہ ابن وہب روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہمیں خبر دی کہ مالک نے ہمیں نضر مولیٰ عمر بن عبداللہ عن عمیر مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما عن ام الفضل بنت الحارث خبر دی کہ لوگوں نے عرفہ کے روز ام الفضل کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں شک کیا' بعض نے کہا کہ آپ روزہ دار ہیں اور بعض نے کہا آپ روزدار نہیں' پس میں نے آپ کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ اپنے اونٹ پر کھڑے تھے پس آپ نے اسے پی لیا اور مسلم نے اسے مالک کی حدیث سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور دونوں نے اسے دیگر طرق سے بھی ابی نضر سے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں' ام الفضل ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحارث کی ہمشیرہ ہیں اور ان دونوں کا واقعہ ایک ہی ہے۔ واللہ اعلم

اور ارسال کا اسناد ان کی طرف صحیح ہے کیونکہ انہوں نے اسے اپنی طرف سے بیان کیا ہے سوائے اس کے کہ یہ واقعہ بعد کا ہو یا کئی ارسال ہوں ان کی طرف سے بھی اور ان کی طرف سے بھی۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے اسے سعید بن جبیر سے سنا ہے یا اپنے بیٹوں سے جنہوں نے ان سے روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا' تو وہ انار کھا رہے تھے اور فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کیا اور ام الفضل نے آپ کے پاس دودھ بھیجا تو آپ نے اسے پی لیا۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن ابی ذئب نے التوءمہ کے غلام صالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ انہوں نے عرفہ کے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں شک کیا' پس ام الفضل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ بھیجا تو آپ نے اسے پی لیا اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

عبدالرزاق اور ابوبکر نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہمیں خبر دی' وہ کہتے ہیں کہ عطاء نے بیان کیا کہ عرفہ کے روز' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فضل بن عباس کو کھانے کی دعوت دی تو انہوں نے کہا' میں روزے سے ہوں' عبداللہ نے کہا روزہ نہ رکھو' عرفہ کے روز دودھ کا برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کیا گیا جس میں دودھ تھا تو آپ نے اس سے پی لیا۔ پس روزہ نہ رکھیے۔ بے شک لوگ تمہاری پیروی کرنے والے ہیں۔ اور ابن بکیر اور روح کہتے ہیں کہ بے شک لوگ تمہاری پیروی کریں گے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے عن ایوب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ عرفہ میں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا تھا کہ اچانک وہ اپنی سواری سے گر گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی یا اس نے اس کی گردن توڑ دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں کا کفن دو اور اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو اور نہ اس پر خوشبو ملو' بے شک قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے تلبیہ کہتے ہوئے اٹھائے گا۔ اور مسلم نے اسے ابوالربیع الزہرانی سے بحوالہ حماد بن زید روایت کیا ہے۔ اور نسائی بیان کرتے ہیں کہ زید بن ابراہیم یعنی ابن راہویہ نے ہمیں خبر دی کہ وکیع نے ہمیں بتایا کہ سفیان ثوری نے ہمیں بکیر بن عطاء سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن یعمر الدیلی خبر دی وہ بیان کرتے ہیں' کہ میں نے عرفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نجد کے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے حج کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (حج' عرفہ ہے) پس جو شخص طلوع فجر سے قبل عرفہ کی رات کو' جوجمع کی رات ہے پالے تو اس کا حج مکمل ہو گیا۔ اور بقیہ اصحاب سنن نے بھی اسے سفیان ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور نسائی اور شعبہ نے بکیر بن عطاء سے اس میں اضافہ کیا ہے اور نسائی بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہمیں خبر دی کہ سفیان نے ہمیں عمرو بن دینار سے خبر دی کہ عمرو بن عبداللہ بن صفوان نے مجھے بتایا کہ یزید بن شیبان بیان کرتے ہیں کہ ہم عرفہ میں موقف سے بہت دور جگہ پر کھڑے تھے کہ ابن مربع الانصاری ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے میں تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں اپنے مشاعر پر قائم ہو جاؤ بے شک تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی میراث پر ہو۔ اور ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور ہم اسے صرف ابن عیینہ کی حدیث سے بحوالہ عمرو بن دینار جانتے ہیں اور ابن مربع کا نام زید بن مربع انصاری ہے اور اس کی یہ ایک حدیث ہی معروف ہے اور ترمذی بیان کرتے ہیں' کہ اس باب میں حضرت علی' حضرت عائشہ' حضرت جبیر بن مطعم اور الشرید بن سوید رضی اللہ عنہم کی روایات بھی ہیں۔ اور مسلم کی روایت سے جو عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر مروی ہے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہاں کھڑا ہوا ہوں اور عرفہ تمام کا تمام موقف ہے اور امام مالک نے اپنے موطاء میں یہ اضافہ کیا ہے کہ عرفہ کے نشیب[1] سے الگ رہو۔

---

[1] اصل نسخے میں یہ الفاظ اسی طرح ہیں اور شاید یہ عرفہ کا نشیب ہے جو عرفہ میں شامل ہے۔

Marfat.com

باب ۳۰

عرفہ میں آپ کی دعائیں

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ نے عرفہ کے روز افطار کیا، جس سے معلوم ہوا کہ وہاں روزہ رکھنے سے افطار کرنا افضل ہے کیونکہ اس سے دعا میں تقویت ملتی ہے، جو وہاں کا اہم مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ زوال سے لے کر غروب آفتاب تک اپنی سواری پر کھڑے رہے۔ اور ابوداؤد طیالسی نے اپنے مسند میں عن حوشب بن عقیل عن مہدی الہجری عن عکرمہ عن ابوہریرہ عن رسول اللہ ﷺ، روایت کی ہے کہ آپ نے عرفہ کے روز عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حوشب بن عقیل نے بیان کیا کہ مجھ سے مہدی المحاربی نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عکرمہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گیا اور میں نے ان سے عرفات میں عرفہ کے روز روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں عرفہ کے روزہ سے منع فرمایا ہے۔ اور عبدالرحمٰن مرہ نے مہدی العبدی سے روایت کی ہے۔ اور اسی طرح احمد نے اسے وکیع سے عن حوشب عن مہدی العبدی روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے عن سلیمان بن حرب عن حوشب بھی روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے عن سلیمان بن معبد عن سلیمان بن حرب اور عن الفلاس عن ابن مہدی، اور ابن ماجہ نے عن ابی بکر ابن ابی شیبہ اور علی بن محمد روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں نے وکیع سے بحوالہ حوشب روایت کی ہے۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے ہمیں خبر دی کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ کلبی نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہ حارث بن عبید نے ہم سے عن حوشب بن عقیل عن مہدی الہجری عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے روز عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حارث بن عبید نے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے۔ اور عکرمہ سے بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ محفوظ ہے، اور ابوحاتم محمد بن حبان البستی نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا آپ نے یہ روزہ نہیں رکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حج کیا ہے آپ نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حج کیا ہے آپ نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں بھی یہ روزہ نہیں رکھتا نہ اس کے رکھنے کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔

امام مالک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام زیاد بن ابی زیاد سے بحوالہ ابی طلحہ بن عبیداللہ بن کریز بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یوم عرفہ کی افضل دعا اور جو کچھ میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے بیان کیا ہے اس سب سے افضل لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ہے۔

Marfat.com

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے اور امام مالک سے اسے دوسرے اسناد سے موصول بیان کیا گیا ہے اور اس کا اسناد ضعیف ہے۔

اور امام احمد اور ترمذی نے عمرو بن شعیب کی حدیث سے اس کے باپ اور دادا سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عرفہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یوم عرفہ کی افضل دعا اور میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے بہتر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ہے اور اسی طرح امام احمد نے عمر بن شعیب اس کے باپ اور دادا سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عرفہ کے روز رسول اللہ ﷺ کی اکثر دعا یہ تھی کہ:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ۔

اور ابوعبداللہ بن مندہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن اسحاق بن ایوب نیشاپوری نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن داؤد بن جابر احمسی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن ابراہیم موصلی نے ہم سے بیان کیا کہ فرج بن فضالہ نے ہم سے عن یحییٰ بن سعید عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ کی شام کو میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی دعا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ تھی۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید یعنی ابن عبدربہ الجرجسی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے بقیہ بن الولید نے بیان کیا کہ مجھ سے جبیر بن عمرو القرشی نے عن ابی سعید انصاری عن ابی یحییٰ مولیٰ آل الزبیر بن العوام عن الزبیر بن العوام بیان کیا کہ میں نے عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت پڑھتے سنا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور اے میرے رب میں اس کے گواہوں میں سے ہوں۔

اور حافظ ابوالقاسم طبرانی اپنے مناسک میں بیان کرتے ہیں کہ حسن بن مثنیٰ بن معاذ عنبری نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا کہ ہم سے قیس بن ربیع نے اغر بن الصباح سے عن خلیفہ عن علی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے عرفہ کی شام کو جو کچھ کہا اس سے بہتر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ہے۔

اور ترمذی الدعوات میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حاتم المؤدب نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ بنی اسد کے قیس بن ربیع نے ہم سے اغر بن الصباح سے عن خلیفہ بن الحصین عن علی رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے روز موقف میں زیادہ تر یہ دعا کی:

اللهم لک الحمد كالذى نقول و خير مما نقول اللهم لک صلوتى و نسكى و محياى و مماتى رب تراثى اعوذبک من عذاب القبر و وسوسة الصدر و شتات الامر اللهم انى اعوذبک من شرما تهب به الريح.

پھر کہتے ہیں کہ یہ اس طریق سے غریب ہے اور اس کا اسناد قوی نہیں اور حافظ بیہقی نے اسے موسیٰ بن عبیدہ کے طریق سے اس کے

Marfat.com

بھائی عبداللہ بن عبیدہ سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے روز میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی اکثر دعا یہی تھی کہ میں کہوں کہ:

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ھو علی کل شیئ قدیر اللھم اجعل فی بصری نورا و فی سمعی نورا و فی قلبی نورا' اللھم اشراح لی صدری و یسرلی امری اللھم انی اعوذبک من وسواس الصدر و شتات الامر و شر فتنۃ القبر و شرما یلج فی اللیل و شرما یلج فی النھار و شرما تھب بہ الریاح و شربوائق الدھر.

پھر کہتے ہیں کہ موسیٰ بن عبیدہ اس کی روایت میں متفرد ہے اور ضعیف ہے اور اس کے بھائی عبداللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

اور طبرانی اپنے مناسک میں بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عثمان نصری نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن صالح ایلی نے عن اسماعیل بن امیہ عن عطا بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جو دعائیں کی ان میں یہ دعا بھی تھی:

اللھم انک تسمع کلامی و تریٰ مکانی و تعلم سری و علانیتی و لا یخفی علیک شی من امری انا البائس الفقیر المستغیث المستجیر الوجل المشفق المقر المعترف بذنبہ اسالک مسالۃ المسکین و ابتھل الیک ابتھال الذلیل' و ادعوک دعاء الخائف الضریر من خضعت لک رقبتہ و فاضت لک عبرتہ و ذل لک جسدہ و رغم لک انفہ' اللھم لا تجعلنی بدعائک رب شقیا و کن لی رؤفا رحیما یاخیر المسئولین و یا خیر المعطین.

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک نے ہم کو خبر دی کہ عطاء نے ہم سے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عرفات میں' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا' پس آپ نے دعا کرتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھائے اور آپ کی ناقہ آپ پر غالب آ گئی اور اس کی مہار گر پڑی تو آپ نے ایک ہاتھ میں اس کی مہار پکڑ لی اور اپنا دوسرا ہاتھ اٹھائے رکھا۔ اور اسی طرح نسائی نے اسے یعقوب بن ابراہیم سے بحوالہ ہشیم روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن الحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالمجید بن عبدالعزیز نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہم سے عن حسین بن عبداللہ ہاشمی عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ میں دعا کرتے دیکھا آپ کے دونوں ہاتھ کھانا مانگنے والے مسکین کی طرح آپ کے سینے سے لگے ہوئے تھے اور ابوداؤد طیالسی اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالقاہر بن السری نے ہم سے بیان کیا کہ ابن کنانہ بن عباس بن مرداس نے ہم سے اپنے باپ اور دادا عباس بن مرداس سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا کی اور خوب دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ میں ایک دوسرے پر ظلم کرنے والوں کے سوا

Marfat.com

سب کی مغفرت کر دوں گا۔ اب رہے ان کے وہ گناہ جو مجھ سے اور ان سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی میں نے بخش دیئے ہیں تو آپ نے کہا اے میرے رب! آپ اس مظلوم کو اس کے ظلم سے بہتر بدلہ دینے کی قدرت رکھتے ہیں اور اس ظالم کو بخش دیجیے پس اللہ تعالیٰ نے اس شام کو اس کا جواب نہ دیا اور جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ نے دوبارہ یہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو جواب دیا کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے تو آپ کے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس گھڑی میں مسکرائے ہیں جس میں آپ مسکرایا نہیں کرتے۔ تو آپ نے فرمایا میں خدا کے دشمن ابلیس کی وجہ سے مسکرایا ہوں اسے جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں میری دعا قبول فرما لی ہے تو وہ ہلاکت و تباہی کی دعا کرتا ہوا گر پڑا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ اور ابوداؤد سجستانی نے اسے اپنے سنن میں عیسیٰ بن ابراہیم البرکی اور ابوداؤد طیالسی سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عبدالقاہر بن السری سے عن ابن کنانہ بن عباس بن مرداس عن ابیہ عن جدہ مختصراً روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے اسے ایوب بن محمد ہاشمی بن عبدالقاہر بن السری سے عن عبیداللہ بن کنانہ بن عباس عن ابیہ عن جدہ طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ابن جریر نے اسے اپنی تفسیر میں عن اسماعیل بن سیف العجلی عن عبدالقاہر بن السری عن ابن کنانہ جسے ابولبابہ کہتے ہیں عن ابیہ عن جدہ العباس بن مرداس روایت کیا ہے اور حافظ ابوالقاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن ابراہیم الدبری نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں اس شخص سے خبر دی جس نے قتادہ کو بیان کرتے سنا تھا کہ جلاس بن عمرو نے ہم سے بحوالہ عبادہ بن الصامت بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے روز فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے آج کے دن تم پر احسان فرمایا ہے اور تمہیں آپس کی برائیوں کے سوا بخش دیا ہے اور اس نے تمہارے محسن کی وجہ سے تمہارے خطاکار کو بخش دیا ہے اور تمہارے محسن نے جو مانگا ہے اس نے اسے دیا ہے۔ پس اللہ کا نام لے کر چلے جاؤ۔ پس جب وہ جمع ہوئے تو فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے صالحین کو بخش دیا ہے اور تمہارے صالحین کو تمہارے طالحین کے لیے سفارشی بنایا ہے۔ رحمت نازل ہوگی اور ان پر چھا جائے گی پھر رحمت زمین میں پھیل جائے گی اور ہر اس تائب پر جو اپنی زبان اور اپنے ہاتھ کی حفاظت کرنے والا ہے نازل ہوگی اور ابلیس اور اس کے لشکر پہاڑوں پر دیکھ رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے پس جب رحمت نازل ہوگی تو اس کے لشکر ہلاکت اور تباہی کی دعا کریں گے۔ میں نے انہیں مدتوں تک ذلیل کر دیا ہے مغفرت کا خوف ان پر چھا گیا ہے پس وہ متفرق ہو کر ہلاکت اور تباہی کی دعا کر رہے ہیں۔

Marfat.com

باب ۳۱

اس موقف میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا بیان

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن عون نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعمیس نے ہم سے قیس بن مسلم سے بحوالہ طارق بن شہاب بیان کیا کہ ایک یہودی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا امیرالمومنین آپ اپنی کتاب میں ایک آیت پڑھتے ہیں اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ آپ نے فرمایا وہ کون سی آیت ہے اس نے کہا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم بخدا جس روز اور جس گھڑی یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں' یہ عرفہ کی شام کو جمعہ کے روز نازل ہوئی تھی۔

اور بخاری نے اسے حسن بن الصباح سے بحوالہ جعفر بن عون روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے مسلم ترمذی اور نسائی نے کئی طرق سے قیس بن مسلم سے روایت کیا ہے۔

عرفات سے مشعر الحرام کی طرف آپ کی واپسی کا بیان:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں' کہ آپ مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور جب قرص آفتاب غائب ہو گئی تو آہستہ آہستہ زردی بھی ختم ہو گئی پس آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور رسول اللہ ﷺ چل پڑے اور آپ نے اپنی ناقہ قصواء کی زمام کھینچ لی یہاں تک کہ اس کا سر کجاوے کے اس حصے کو چھونے لگا جس پر آپ تھک کر اپنا پاؤں رکھتے تھے۔ نیز آپ اپنے دائیں ہاتھ سے کہہ رہے تھے اے لوگو! پرسکون رہو' پرسکون رہو۔ اور جب بھی آپ کسی پہاڑ کے پاس آتے تو آپ لگام کو تھوڑا سا ڈھیلا کر دیتے تا کہ وہ چڑھائی چڑھ جائے' یہاں تک کہ آپ مزدلفہ آ گئے اور وہاں پر آپ نے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھائی اور ان کے درمیان کوئی تسبیح نہ کی' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور امام بخاری باب السیر اذا دفع من عرفۃ میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں مالک نے ہشام بن عروہ سے بحوالہ اس کے باپ کے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں' میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ رسول کریم ﷺ کوچ کے وقت حجۃ الوداع میں کیسے چلتے تھے۔ آپ نے فرمایا تیز چال چلتے تھے اور جب میدان پاتے تو اونٹنی کو تیز تر ہانکتے تھے۔

اور امام احمد اور بقیہ جماعت نے ترمذی کے سوا اسے متعدد طرق سے ہشام بن عروہ سے اس کے باپ سے بحوالہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے عن ابن اسحاق

Marfat.com

عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ عرفہ کی شام کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا' پس جب سورج غروب ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا اور جب آپ نے اپنے پیچھے لوگوں کی بھیڑ کی آواز سنی تو فرمایا اے لوگو! آہستگی اختیار کرو اور پرسکون رہو۔ اونٹوں کو تیز دوڑانا نیکی نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ جب لوگ آپ پر بھیڑ کرتے تو اونٹنی کو عنق[1] چال چلاتے اور جب کچھ فراخی پاتے تو نص چال چلاتے' یہاں تک کہ آپ مزدلفہ آ گئے اور وہاں آپ نے مغرب اور عشا کو جمع کیا۔

پھر امام احمد اسے محمد بن اسحاق کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم بن عقبہ نے مجھ سے کریب سے بحوالہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا اور اس کی مثل حدیث بیان کی اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو کامل نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے عن قیس بن سعد عن عطاء عن ابن عباس عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ سے لوٹے تو میں آپ کا ردیف تھا' آپ اپنی اونٹنی کی لگام کھینچنے لگے حتیٰ کہ کجاوے کے اگلے حصے کو اس کے کانوں کی جڑیں چھونے لگیں اور آپ فرمانے لگے اے لوگو! سکینت اور وقار اختیار کرو۔ اونٹوں کا تیز چلانا نیکی نہیں۔ اور اسی طرح اس نے عفان سے بحوالہ حماد بن سلمہ روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے عن زہیر بن حرب عن زید بن ہارون عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن عطاء عن ابن عباس عن اسامہ روایت کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ مسلسل وقار سے چلتے رہے یہاں تک کہ بھیڑ کے پاس آ گئے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن الحجاج نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن ابی فدیک نے ابن ابی ذئب سے عن شعبہ عن ابن عباس عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ وہ عرفہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے یہاں تک کہ آپ گھاٹی میں داخل ہو گئے پھر آپ نے پانی گرایا اور وضو کیا اور سوار ہوئے اور نماز نہ پڑھی۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ہمام نے عن قتادہ عن عروہ عن شعبی عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ انہوں نے اسے بتایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے تو میں آپ کا ردیف تھا اور آپ کی اونٹنی نے چلتے ہوئے پاؤں نہیں اٹھایا کہ آپ بھیڑ کے پاس پہنچ گئے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے ہم سے عن ابراہیم بن عقبہ عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عرفہ سے اپنے پیچھے بٹھایا پس جب آپ گھاٹی کے پاس آئے تو آپ نے پیشاب کیا اور انہوں نے پانی گرانے کی بات نہیں کی' پس میں نے آپ پر پانی ڈالا اور آپ نے ہلکا سا وضو کیا تو میں نے نماز پڑھنے کے متعلق بات کی تو آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر آپ مزدلفہ آئے اور مغرب کی نماز پڑھی' پھر وہ اپنے خیموں میں فروکش ہو گئے۔ پھر آپ نے عشا کی نماز پڑھی اسی طرح امام احمد نے اسے عن کریب عن ابن عباس عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور نسائی نے اسے عن الحسین بن حرب عن سفیان بن عیینہ عن ابراہیم بن عقبہ اور محمد بن حرملہ روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن کریب عن ابن عباس عن اسامہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔ ہمارے شیخ

---

[1] جانور کی تیز چال کو عنق کہتے ہیں' عنق سے اوپر کی چال کو نص کہتے ہیں۔ مترجم

Marfat.com

ابوالحجاج المزی اپنی کتاب الاطراف میں بیان کرتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ کریب نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں عن موسیٰ بن عقبہ عن کریب عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما خبر دی کہ انہوں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ سے کوچ کیا اور گھاٹی میں اترے اور پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مکمل وضو نہ کیا تو میں نے آپ سے نماز کے متعلق کہا تو آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے' پس آپ مزدلفہ آئے اور مکمل وضو کیا پھر نماز کھڑی ہوگئی تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھی' پھر ہر آدمی نے اپنے فروکش ہونے کی جگہ پر اپنا اونٹ بٹھا دیا' پھر نماز کھڑی ہوگئی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی۔

اور اسی طرح بخاری نے اسے القعنبی سے روایت کیا ہے اور مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے' اور نسائی نے قتیبہ سے عن مالک عن موسیٰ بن عقبہ روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث سے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے' اور مسلم نے اسے ابراہیم بن عقبہ اور محمد بن عقبہ سے بحوالہ کریب ان دونوں کے بھائی موسیٰ بن عقبہ سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' اور اسی طرح امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہم سے عن محمد بن ابی حرملہ عن کریب عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا' پس جب آپ مزدلفہ سے ورے بائیں گھاٹی پر پہنچے تو آپ نے اونٹنی کو بٹھا دیا۔ اور پیشاب کیا' پھر آپ آئے تو میں نے آپ پر وضو کا پانی ڈالا تو آپ نے ہلکا سا وضو کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز؟ آپ نے فرمایا نماز آگے ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے' اور مزدلفہ آ کر نماز پڑھی۔ پھر جمع ہونے کی صبح کو فضل' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف بن گئے کریب بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے بحوالہ فضل بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ کے پاس پہنچ گئے اور مسلم نے اسے قتیبہ یحییٰ بن یحییٰ' یحییٰ بن ایوب اور علی بن حجر سے روایت کیا ہے اور ان چاروں نے اسے اسماعیل بن جعفر سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عمرو بن ذر نے مجاہد سے بحوالہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عرفہ سے اپنے پیچھے بٹھایا' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارا دوست ہمیں بتائے گا کہ آپ نے کیا کیا' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نے عرفہ سے کوچ کیا تو آپ کھڑے ہوئے اور اپنی اونٹنی کے سر کو کھینچا یہاں تک کہ اس کا سر کجاوے کے اگلے حصے کو چھونے لگا اور آپ اپنے ہاتھ سے لوگوں کی طرف اشارہ کرنے لگے کہ سکون و وقار اختیار کرو۔ یہاں تک کہ آپ جمع ہونے کی جگہ پر آ گئے' پھر آپ نے فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا تو لوگ کہنے لگے کہ ہمارا دوست ہمیں بتائے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا۔ پس فضل نے کہا کہ آپ گزشتہ کل کی طرح مسلسل سکون و وقار سے چلتے رہے یہاں تک کہ آپ وادی محسر میں آ گئے' اور اس میں داخل ہو گئے' حتیٰ کہ وہ زمین میں تیزی سے چلنے لگی۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سوید نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے المطلب کے غلام عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا کہ مجھے والبہ کوفی کے غلام سعید بن جبیر نے بتایا کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عرفہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ

Marfat.com

کیا' پس آپ نے اپنے پیچھے شدید ڈانٹنے اور اونٹوں کو مارنے کی آوازیں سنیں تو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو! سکون و وقار اختیار کرو۔ نیکی تیز چلانے میں نہیں ہے۔ بخاری اس طریق سے اس کے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ اور قبل ازیں امام احمدؒ' مسلم اور نسائی کی' روایت عطاء بن ابی رباح کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بحوالہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ مسعودی نے ہم سے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس لوٹے تو لوگوں نے سواریوں کو تیز چلانا شروع کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو اعلان کرنے کا حکم دیا کہ وہ اعلان کرے کہ اے لوگو! گھوڑوں اور اونٹوں کے تیز چلانے میں نیکی نہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے کسی کو چلتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے نہیں دیکھا' یہاں تک کہ آپ جمع ہونے کی جگہ پر آ گئے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین اور ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عبدالعزیز بن رفیع سے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا کہ جس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات اور جمع ہونے کی جگہ میں پانی گرانے کے سوا نہیں اترے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں عبدالملک نے بحوالہ انس بن سیرین بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا' پس جس وقت وہ چلے میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا' حتیٰ کہ امام بھی چل پڑا' پس انہوں نے اس کے ساتھ ظہر اور عصر پڑھی' پھر وہ کھڑے ہو گئے اور میں اور میرے اصحاب بھی کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ امام واپس آ گیا اور ہم بھی اس کے پاس واپس آ گئے۔ یہاں تک کہ ہم اس تنگ مقام پر پہنچ گئے جو دو میدانوں کے درے ہے' پس آپ نے سواری کو بٹھایا اور ہم نے بھی سواریوں کو بٹھا دیا اور ہم نے خیال کیا کہ آپ نماز پڑھنا چاہتے ہیں' اور آپ کے اس غلام نے جو آپ کی اونٹنی کو پکڑے ہوئے تھا' کہا کہ وہ نماز نہیں پڑھنا چاہتے بلکہ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس مقام پر پہنچے تو آپ نے قضائے حاجت کی اور آپ بھی قضائے حاجت کو پسند کرتے تھے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہم سے بحوالہ نافع بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغرب اور عشاء کو جماعت کے ساتھ جمع کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اس گھاٹی سے اترا کرتے تھے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا' پس وہ اس میں داخل ہو جاتے اور کم ٹھہرتے اور وضو کرتے اور جب تک جمع ہو جانے کی جگہ پر نہ آ جاتے' نماز نہ پڑھتے۔ اس طریق سے بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ آدم بن ابی ذئب نے ہم سے زہری سے عن سالم بن عبداللہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کو لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ جمع کیا۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کی اقامت کہی' اور نہ دونوں کے درمیان اور نہ دونوں کے بعد کوئی تسبیح کی۔

اور مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے عن مالک عن زہری عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو اکٹھے پڑھا۔ پھر امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ حرملہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن وہب نے مجھے بتایا کہ یونس نے مجھے ابن شہاب سے خبر دی کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بتایا کہ ان کے باپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے مغرب اور عشاء کو لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ جمع کیا اور ان دونوں کے درمیان کوئی سجدہ[1] نہ کیا اور آپ نے مغرب کی تین رکعتیں اور عشا کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اور حضرت عبداللہ اپنی وفات تک اسی طرح لوگوں کی نمازیں جمع کیا کرتے تھے۔ پھر مسلم نے شعبہ کی حدیث سے عن الحکم وسلمہ بن کہیل عن سعید بن جبیر روایت کی ہے کہ انہوں نے مغرب کی نماز لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ پڑھی اور عشا کی ایک اقامت کے ساتھ' پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ انہوں نے بھی اس طرح نماز پڑھی تھی۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا' پھر مسلم نے ثوری کے طریق سے اسے عن سلمہ عن سعید بن جبیر عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ مغرب اور عشا کو جمع کیا۔ آپ نے مغرب کی تین رکعتیں اور عشا کی دو رکعتیں ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں۔ پھر امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن جبیر نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بحوالہ ابن اسحاق بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ ہم ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ واپس آئے یہاں تک کہ ہم جمع ہونے کی جگہ پر پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ پر ہمیں اس طرح نماز پڑھائی تھی۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن ہلال نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ عدی بن ثابت نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن یزید خطمی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو یزید انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں' مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور اسی طرح امام بخاری نے اسے مغازی میں القعنبی سے بحوالہ مالک' اور مسلم نے سلیمان بن بلال اور لیث بن سعد سے روایت کیا ہے اور ان تینوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بحوالہ عدی بن ثابت روایت کی ہے اور اسی طرح نسائی نے اسے عن الفلاس عن یحییٰ القطان عن شعبہ عن عدی بن ثابت روایت کیا ہے' پھر امام بخاری باب من اذن و اقام لکل واحد منهما میں بیان کیا ہے کہ خالد بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو کہتے سنا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور ہم عشا کی اذان کے وقت یا اس کے قریب مزدلفہ آئے پس آپ نے ایک آدمی کو حکم دیا اور اس نے اذان واقامت کہی' پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں' پھر آپ نے اپنا شام کا کھانا منگوایا اور کھایا۔ پھر ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے اذان واقامت کہی' عمرو بیان کرتے ہیں کہ مجھے صرف زہیر کے شک کے متعلق علم ہے' پھر آپ نے عشا کی دو رکعتیں پڑھیں اور جب فجر نمودار ہوگئی تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت اس جگہ آج کے دن صرف یہی نماز پڑھا کرتے تھے' عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ دو نمازیں ہیں جنہیں اپنے وقت سے ہٹ کر پڑھا جاتا ہے' مغرب کی نماز مزدلفہ میں لوگوں کے آنے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اور فجر اس وقت پڑھی جاتی ہے جب فجر

---

[1] اصل کتاب میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے دونوں کے درمیان کوئی سجدہ نہ کیا' اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ چونکہ آپ نے دو نمازیں جمع کی تھیں اس لیے درمیانی سنتیں ترک کر دیں اور اگر گزشتہ روایات کو مدنظر رکھا جائے تو اس کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ آپ نے دونوں نمازوں کے درمیان کوئی تسبیح نہ کی جیسا کہ ایک روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے نہ دونوں نمازوں کے درمیان اور نہ ان کے بعد کوئی تسبیح کی۔ (مترجم)

Marfat.com

روشن ہو جاتی ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ اور راوی کا یہ قول کہ جب فجر روشن ہو جاتی ہے اس دوسری حدیث سے زیادہ واضح ہے جسے بخاری نے عن حفص بن عمر بن غیاث عن ابیہ عن اعمش عن عمارہ عن عبدالرحمٰن عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو نمازوں کے سوا کبھی بے وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا آپ نے مغرب اور عشا کو جمع کیا اور فجر کی نماز کو اس کے وقت سے قبل پڑھا۔ اور مسلم نے اسے معاویہ اور جریر کی حدیث سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے۔ یہاں تک کہ فجر نمودار ہوگئی اور آپ نے اذان و اقامت کے ساتھ صبح روشن ہونے پر فجر پڑھی' اور اس نماز میں آپ کے ساتھ عروہ بن مضرس بن اوس بن حارثہ بن لام الطائی بھی شامل ہوئی۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابن ابی خالد اور زکریا نے شعبی سے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن مضرس نے بتایا کہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ اس وقت جمع ہونے کے مقام پر تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے پاس طے کے دو پہاڑوں سے آیا ہوں اور میں نے خود کو تھکا دیا ہے اور اپنی اونٹنی کو کمزور کر دیا ہے۔ اور قسم بخدا میں ہر پہاڑ پر کھڑا ہوا ہوں کیا میرا حج ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص ہماری اس نماز یعنی فجر کی نماز میں جمع ہونے کی جگہ پر شامل ہوا ہو اور ہمارے ساتھ کھڑا ہوا ہو یہاں تک کہ اس سے واپس لوٹ جائے اور وہ اس سے پہلے رات یا دن کو عرفات سے واپس لوٹ آیا ہو' پس اس کا حج مکمل ہے اور اس نے اپنی میل کچیل کو دور کر لیا ہے۔ اور امام احمد نے اسی طرح اسے اور چار اہل سنن نے کئی طرق سے شعبی سے عروہ بن مضرس سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

باب ۳۲

شبِ مزدلفہ

اور رسول اللہ ﷺ نے رات کو لوگوں کے مزدلفہ سے منیٰ کی طرف بھیڑ کرنے سے قبل اپنے اہل کا ایک گروہ اپنے آگے بھیجا۔ امام بخاری باب من قدم ضعفة اهله بالليل فيقفون بالمزدلفه و يدعون و يقدم اذا غاب القمر میں بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہم سے یونس سے بحوالہ ابن شہاب بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اہل کے کمزور لوگوں کو آگے بھیجا کرتے تھے اور وہ رات کو مشعر الحرام کے پاس ٹھہرتے تھے اور حسبِ خواہش اللہ کو یاد کرتے تھے۔ امام کے وقوف اور کوچ سے قبل کوچ کر جاتے تھے۔ پس ان میں سے کچھ لوگ نماز فجر کے لیے منیٰ آجاتے تھے اور کچھ اس کے بعد آتے تھے اور جب وہ آجاتے تو جمرہ کو سنگریزے مارتے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں انہیں رخصت دی ہے' سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے عن ایوب عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان لوگوں کے پاس بھیجا جو رات کو اکٹھے ہوئے تھے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی یزید نے ہم سے بیان کیا کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ کی شب اپنے کمزور اہل میں آگے بھیجا تھا۔ اور مسلم نے ابن جریج کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ عطاء نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ثقل کے ساتھ سحر کو جمع ہونے والوں کے ساتھ بھیجا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سلمہ بن کہیل نے حسن عرنی سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عبدالمطلب کے اغیلمہ کو ہماری دیکھ بھال کے لیے ہم سے آگے بھیجا اور وہ ہماری رانوں پر تھپڑ مارنے لگا اور کہنے لگا جب تک سورج طلوع نہ ہو میرے بیٹو جمرہ کو سنگریزے نہ مارنا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں خیال نہیں کرتا کہ کوئی آدمی جب تک سورج نہ چڑھے' جمرہ کو سنگریزے مارتا ہو۔ اور اسی طرح احمد نے اسے عبدالرحمن مہدی سے بحوالہ سفیان ثوری روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے اسے محمد بن کثیر سے بحوالہ ثوری اور نسائی نے محمد بن عبداللہ بن یزید سے عن سفیان بن عیینہ عن سفیان ثوری روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے محمد بن کثیر سے بحوالہ ثوری اور نسائی نے محمد بن عبداللہ بن یزید سے عن سفیان بن عیینہ عن سفیان ثوری روایت کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ اور علی بن محمد سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے وکیع سے بحوالہ مسعر اور سفیان ثوری روایت کی ہے اور ان دونوں نے اسے سلمہ بن کہیل سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ابوالاحوص نے عن اعمش عن الحکم عن ابن عیینہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ قربانی کی شب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور ہم پر شب کی تاریکی چھائی ہوئی تھی' پس آپ ہماری رانوں پر مارنے لگے

Marfat.com

اور فرمانے لگے اے میرے بیٹو واپس لوٹو اور جب تک سورج نہ چڑھے جمرہ کو سنگریزے نہ مارنا' پھر امام احمد نے اسے مسعود کی حدیث سے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کے کمزور لوگوں کو مزدلفہ سے رات کو آگے بھیج دیا اور انہیں وصیت کی کہ جب تک سورج طلوع نہ ہو وہ جمرہ عقبہ کو سنگریزے نہ ماریں۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حمزۃ الزیات بن حبیب نے عطاء سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کے کمزور لوگوں کو جھٹپٹے میں آگے بھیج دیا کرتے تھے اور انہیں حکم دیتے تھے کہ جب تک سورج طلوع نہ ہو وہ جمرہ کو سنگریزے نہ ماریں۔ اور اسی طرح نسائی نے اسے محمود بن غیلان سے عن بشر بن السری عن سفیان عن حبیب روایت کیا ہے۔ اور طبرانی کہتے ہیں کہ وہ ابن ابی ثابت ہے جس نے عطاء سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے پس حمزۃ الزیات اپنی کفالت سے خارج ہو گئے اور حدیث کا اسناد عمدہ ہے۔ واللہ اعلم

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے عن یحییٰ عن ابن جریج بیان کیا کہ مجھ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ نے بحوالہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ وہ جمعہ کی شب کو مزدلفہ کے قریب اتریں اور نماز پڑھنے لگیں۔ آپ نے کچھ دیر نماز پڑھی پھر فرمانے لگیں۔ اے میرے بیٹو! کیا چاند غروب ہو گیا ہے' میں نے کہا نہیں' پھر آپ نے کچھ دیر نماز پڑھی' پھر فرمایا کیا چاند غروب ہو گیا ہے' میں نے کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا: کوچ کر جاؤ' پس ہم نے کوچ کیا اور چلتے بنے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ کو سنگریزے مارے اور واپس آ گئیں اور صبح کی نماز اپنی منزل پر پڑھی' میں نے آپ سے کہا' میرے خیال میں ہم نے تو جھٹپٹے میں ہی یہ کام کر لیا ہے' تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے اور مسلم نے اسے ابن جریج کی حدیث سے روایت کیا ہے' بے شک حضرت اسماء دختر صدیق رضی اللہ عنہا نے طلوع آفتاب سے قبل رمی جمار کیا ہے۔ جیسا کہ اس جگہ توفیقی طور پر بیان کیا گیا ہے' پس حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے مقدم ہے کیونکہ آپ کی حدیث کا اسناد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے اسناد سے اصح ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ بات کہی جائے کہ بچوں کا حال عورتوں کی نسبت زیادہ خفیف اور چست ہوتا ہے اس لیے آپ نے بچوں کو حکم دیا کہ وہ طلوع آفتاب سے قبل رمی نہ کریں۔ اور عورتوں کو طلوع آفتاب سے قبل رمی کی اجازت دے دی کیونکہ ان کا حال زیادہ ثقیل اور پردے کے لحاظ سے زیادہ جامع ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

اگرچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ کام توفیقی طور پر نہیں کیا مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے فعل سے مقدم ہے۔ لیکن پہلی حدیث کو ابوداؤد کا قول تقویت دیتا ہے کہ محمد بن خلاد باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے بحوالہ ابن جریج بیان کیا کہ عطاء نے مجھے خبر دی کہ مجھے مخبر نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے بتایا کہ انہوں نے رات کو رمی جمار کیا تھا میں نے کہا ہم نے رات کو رمی جمار کیا تھا' تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم یہ کام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔

اور امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے افلح بن حمید نے عن قاسم عن محمد عن عائشہ بیان کیا'

Marfat.com

آپ فرماتی ہیں کہ ہم مزدلفہ میں اترے تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم ﷺ سے لوگوں کی بھیڑ سے قبل جانے کی اجازت طلب کی اور آپ ایک سست رو عورت تھیں' تو آپ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ لوگوں کی بھیڑ سے قبل کوچ کر گئیں اور ہم صبح تک ٹھہرے رہے پھر ہم آپ کے کوچ کے ساتھ کوچ کر گئے۔ پس اگر میں بھی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرتی تو مجھے آپ کی خوشی سے یہ بات زیادہ پسند ہوتی۔ اور مسلم نے اسے القعنبی سے بحوالہ افلح بن حمید روایت کیا ہے۔ اور بخاری اور مسلم نے صحیحین میں اسے سفیان ثوری کی حدیث عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ روایت کیا ہے اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ہارون بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے فدیک نے ضحاک یعنی ابن عثمان سے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی شب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا تو انہوں نے فجر سے قبل رمی جمار کیا پھر چلی گئیں اور واپس آ گئیں اور یہ وہ دن تھا جب بقول ابوداؤد آپ ان کے پاس تھے' ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور یہ اسناد جید اور قوی ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

مزدلفہ میں آپ کے تلبیہ کا بیان:

مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص نے ہم سے عن حصین عن کثیر بن مدرک عن عبدالرحمٰن بن یزید بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم جمع ہونے کی جگہ پر تھے کہ میں نے سورۂ بقرہ کے اس حصہ کو سنا جو آپ پر نازل ہوا' آپ اس مقام پر کہہ رہے تھے:

لبیک اللّٰھم لبیک.

باب ۳۳

آپ کے مشعر الحرام میں وقوف کرنے اور طلوع آفتاب سے قبل مزدلفہ سے کوچ کرنے اور وادی محسر میں تیز چلنے کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جب تم عرفات سے واپس لوٹو تو مشعر الحرام کے پاس ذکر الٰہی کرو''۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ جب صبح روشن ہوگئی تو آپ نے اذان و اقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی' پھر قصواء پر سوار ہو کر مشعر الحرام کے پاس آئے اور روبقبلہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کی تکبیر و تہلیل اور توحید بیان کی اور آپ مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح بہت روشن ہوگئی اور طلوع آفتاب سے قبل آپ نے کوچ کیا اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بحوالہ ابن اسحاق بیان کیا کہ میں نے عمرو بن میمون کو کہتے سنا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' آپ نے جمع ہونے کی جگہ پر صبح کی نماز پڑھی' پھر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ مشرکین سورج طلوع ہونے پر لوٹا کرتے تھے اور کہتے تھے اے ثبیر روشن ہو جا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلوع آفتاب سے قبل لوٹے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رجاء نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہم سے ابواسحاق سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کیا کہ میں عبداللہ کے ساتھ مکہ گیا' پھر ہم جمع ہونے کے مقام پر آئے تو آپ نے دو نمازیں پڑھیں' ہر نماز کو اذان و اقامت کے ساتھ پڑھا اور ان دونوں کے درمیان شام کا کھانا کھایا پھر فجر طلوع ہونے پر فجر کی نماز پڑھی' کوئی کہتا فجر طلوع ہو چکی ہے اور کوئی کہتا ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی' پھر راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو نمازیں اس دور کے مقام میں اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں' پس لوگ جب تک قیام نہ کریں' جمع ہونے کے مقام پر نہ آئیں اور فجر کی نماز اس وقت پڑھا کریں' پھر آپ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ صبح روشن ہوگئی۔ پھر راوی بیان کرتا ہے کہ اگر امیر المومنین اب لوٹ آتے تو سنت کو پا لیتے' مجھے معلوم نہیں کہ اس کا قول یہ تھا کہ آپ جلدی کرتے تھے یا اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کیا ہے۔ پس آپ مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے یوم النحر کو جمرہ عقبہ پر رمی کی۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث بن سعید نے ہم سے عن ابن جریج عن محمد بن قیس بن مخرمہ عن المسور بن مخرمہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں ہم سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا' مشرکین اور بت پرست اس جگہ سے غروب آفتاب کے نزدیک کوچ کیا کرتے تھے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر سورج اس طرح ہوتا تھا جیسے مردوں کے سروں پر ان کے عمامے ہوتے ہیں' ہماری ہدایت ان کی ہدایت کے مخالف ہے اور وہ مشعر الحرام سے

Marfat.com

طلوع آفتاب کے نزدیک کوچ کیا کرتے تھے اور سورج پہاڑوں کی چوٹیوں پر یوں ہوتا تھا جیسے مردوں کے عمامے ان کے سروں پر ہوتے ہیں' ہماری ہدایت ان کی ہدایت کے مخالف ہے' حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن اویس نے اسے عن ابن جریج عن محمد بن قیس بن مخرمہ مرسل روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو خالد سلیمان بن حیان نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اعمش سے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سنا کہ رسول اللہ ﷺ طلوع آفتاب سے قبل مزدلفہ سے واپس لوٹے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ زہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا کہ ہم سے میرے باپ نے یونس ایلی سے عن زہری عن عبید اللہ بن عبداللہ بن عباس بیان کیا کہ عرفہ سے مزدلفہ تک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار ہوئے' پھر مزدلفہ سے منیٰ تک فضل آپ کے پیچھے سوار ہوئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ دونوں کا قول ہے کہ رسول کریم ﷺ مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ پر رمی کی۔ اور ابن جریج نے اسے عطاء سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور مسلم نے لیث بن سعد کی حدیث سے عن ابی زبیر عن ابی معبد عن ابن عباس عن الفضل بن عباس روایت کی ہے' جو رسول اللہ ﷺ کے ردیف تھے کہ آپ نے عرفہ کی شام کو اور جمع ہونے کی صبح کو' لوگوں کو کوچ کے وقت فرمایا کہ سکون و وقار اختیار کرو اور آپ اپنی اونٹنی کی مہار کھینچے ہوئے تھے یہاں تک کہ آپ محسر میں داخل ہو گئے' جو منیٰ میں ہے' آپ نے فرمایا تم وہ سنگریزے لے لو جن سے جمرہ پر رمی کی جاتی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے رمی جمار کیا۔

اور امام بیہقی باب الایضاح فی وادی محسر میں بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابو عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ مجھے ابو عمرو المقری اور ابوبکر وراق نے بتایا کہ حسن بن سفیان نے ہمیں خبر دی کہ ہشام بن عمار اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن محمد نے ہم سے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم ﷺ کے حج کے متعلق بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ محسر میں آئے تو آپ نے سواری کو تھوڑا سا تیز کیا۔ مسلم نے اسے صحیح میں ابوبکر بن شیبہ سے روایت کیا ہے۔ پھر بیہقی نے سفیان ثوری کی حدیث سے ابوالزبیر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے اور آپ پر سکون تھے اور آپ نے انہیں پرسکون رہنے کا حکم دیا اور وادی محسر میں تیز چلے اور انہیں سنگریزوں کے ساتھ رمی جمار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا مجھ سے اپنے مناسک سیکھ لو' شاید میں اس سال کے بعد آپ کو نہ دیکھ سکوں' پھر بیہقی نے ثوری کی حدیث سے' عن عبدالرحمٰن بن الحارث عن زید بن علی عن ابیہ عن عبید اللہ بن ابی رافع عن علی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمع ہونے کی جگہ سے واپس لوٹے یہاں تک کہ محسر میں آ گئے پس آپ نے اپنی ناقہ کو ڈانٹا' یہاں تک کہ وادی سے گزر کر کھڑے ہو گئے پھر فضل کو پیچھے بٹھایا اور جمرہ کے پاس آ کر اسے سنگریزے مارے' اس طرح انہوں نے اسے مختصر روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو احمد محمد بن عبداللہ زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن الحارث بن عیاش بن ابی ربیعہ نے ہم سے عن زید بن علی عن ابیہ عن عبید اللہ بن ابی رافع عن علی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ

Marfat.com

یہ موقف' اور سارے کا سارا عرفہ موقف ہے اور جب سورج غروب ہو گیا تو آپ لوٹ آئے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اپنے اونٹ کو تیز چلانے لگے اور لوگ دائیں بائیں چلنے لگے اور آپ ان کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے اے لوگو! پر سکون اور پر وقار رہو' پھر آپ نے جمع ہونے کے مقام پر آ کر انہیں مغرب اور عشاء کی دو نمازیں پڑھائیں پھر رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی' پھر آپ قزح آئے اور قزح پر کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ موقف اور جمع ہونے کی جگہ ساری کی ساری موقف ہے' پھر چل کر محسر آئے اور وہاں کھڑے ہو گئے اور اپنے سواری کے جانور کو ڈانٹا تو وہ تیزی سے چلنے لگا' یہاں تک کہ وادی سے گزر گیا' پھر آپ نے اسے روکا' پھر فضل کو اپنے پیچھے بٹھایا اور چل پڑے یہاں تک کہ جمرہ کے پاس آئے اور اسے رمی کیا' پھر قربان گاہ میں آئے اور فرمایا یہ قربان گاہ اور سارے کا سارا منیٰ قربان گاہ ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ خثعم کی ایک نوجوان لڑکی نے آپ سے دریافت کیا میرا باپ پیر فرتوت ہے اور اس پر حج فرض ہو چکا ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں' اپنے باپ کی طرف سے حج کر' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے فضل کی گردن موڑی تو عباس نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنے عم زاد کی گردن کیوں موڑتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب میں ایک نوجوان مرد اور نوجوان عورت کو دیکھتا ہوں تو میں ان دونوں کے متعلق شیطان کے بارے میں مطمئن نہیں ہوتا۔ راوی بیان کرتا ہے پھر آپ کے پاس ایک آدمی نے آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے قربانی کرنے سے قبل سر منڈوا دیا ہے' فرمایا قربانی کرو کوئی حرج کی بات نہیں۔ پھر ایک اور آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سر منڈانے سے قبل' واپس لوٹ آیا ہوں' آپ نے فرمایا سر منڈوا یا بال کٹاؤ کوئی حرج نہیں' پھر آپ نے آ کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر زمزم کے پاس آئے اور فرمایا اے بنی عبدالمطلب پانی پلاؤ اور اگر لوگوں نے تم پر پانی پلانے کی وجہ سے بھیڑ نہ کی ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول نکالتا اور ابوداؤد نے اسے عن احمد بن حنبل عن یحییٰ بن آدم روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ نیز یہ کہ ہم اسے علی کی حدیث سے صرف اس طریق سے ہی جانتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اس کے صحیح طرق سے بھی شواہد موجود ہیں جو صحاح وغیرہ میں مروی ہیں۔ اور ان میں خثعمی عورت کا واقعہ بھی ہے جو صحیحین میں فضل کے طریق سے مروی ہے اور قبل ازیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔ اور عنقریب اس سے ہمیں جو میسر ہو گا اسے بیان کریں گے اور بیہقی نے اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وادی محسر میں تیز چلنے سے انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ کام تو بدوؤں نے کیا تھا۔ بیہقی بیان کرتے ہیں' کہ مثبت نافی سے مقدم ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ سے اس بات کو ثابت کرنا محل نظر ہے۔ واللہ اعلم

اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح بیان کیا ہے۔ اور شیخین نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسے صحیح بیان کیا ہے کہ یہ دونوں حضرات بھی ایسا کیا کرتے تھے پس بیہقی نے حاکم سے عن النجاد وغیرہ عن ابی علی محمد بن معاذ بن المستہل المعروف بدران عن القعنبی عن ابیہ عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن المسور ابن مخرمہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیز چلاتے اور فرمایا کرتے تھے۔

''ہم آپ کی طرف مضطرب تنگ کے ساتھ دوڑتے ہیں جن کا دین نصاریٰ کے دین کے مخالف ہے''۔

Marfat.com

یوم النحر کو آپ کے صرف جمرہ عقبیٰ پر رمی کرنے کا بیان' آپ نے کیسے رمی کی؟ کب کی؟ کس جگہ سے کی اور کتنی کی؟ اور رمی کے وقت آپ کے تلبیہ چھوڑنے کا بیان

قبل ازیں حضرت اسامہ' فضل' اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ پر رمی کی۔ اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں' کہ امام ابوعثمان نے ہمیں خبر دی کہ ابو طاہر بن خزیمہ نے ہمیں بتایا کہ میرے دادا یعنی امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے ہمیں بتایا کہ علی بن حجر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے شریک نے عن عامر بن شقیق عن ابی وائل عن عبداللہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو پہلا سنگریزہ مارا اور وہی ابن خزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن حفص شیبانی نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن محمد نے ہم سے اپنے باپ سے عن علی بن الحسین عن ابن عباس عن الفضل بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوٹا اور آپ مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی کیا اور آپ ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے تھے' پھر آپ نے آخری سنگریزے کے ساتھ تلبیہ کہنا چھوڑ دیا۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک دور از فہم اضافہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور فضل کی مشہور روایات میں نہیں ہے اگرچہ ابن خزیمہ نے اسے اختیار کیا ہے۔

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابان بن صالح نے بحوالہ عکرمہ بیان کیا کہ میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ واپس لوٹا اور میں مسلسل انہیں تلبیہ کہتے سنتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے جمرہ عقبہ کو رمی کیا' پس جب آپ نے اسے سنگریزہ مارا تو تلبیہ کہنے سے رُک گئے' میں نے کہا یہ کیا؟ تو آپ نے فرمایا میں نے اپنے باپ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تلبیہ کہتے دیکھا ہے حتیٰ کہ آپ نے جمرۂ عقبیٰ کو رمی کیا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے۔ اور قبل ازیں لیث کی حدیث عن ابی الزبیر عن ابی معبد عن ابن عباس عن اخیہ الفضل بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی محسر میں ان سنگریزوں کے اٹھانے کا حکم دیا جن سے رمی جمار کیا جاتا ہے' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور ابو العالیہ' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے فضل نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کی صبح کو مجھے فرمایا آؤ اور میرے لیے سنگریزے چنو تو میں نے آپ کے لیے ٹھیکری کی طرح کے سنگریزے چنے پس آپ نے انہیں اپنے ہاتھ میں رکھ کر فرمایا کہ اس طرح کے سنگریزے چنو' اس طرح کے سنگریزے چنو اور غلو سے اجتناب کرو' کیونکہ تم سے پہلے لوگ صرف غلو فی الدین کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں' اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ حتیٰ

Marfat.com

کہ آپ وادی محسر میں آ گئے اور آپ نے سواری کو کچھ تیز کیا' پھر اس درمیانی راستے پر چلے جو جمرہ کبریٰ کو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ جمرہ تک پہنچ گئے اور اسے سات سنگریزے مارے اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے رہے۔ آپ نے وادی کے نشیب سے رمی کی اور اتنی ہی تعداد میں زوال کے بعد رمی کی اور یہ حدیث جسے بخاری نے معلق قرار دیا ہے' مسلم نے اسے ابن جریج کی حدیث سے سہارا دیا ہے۔ ابوالزبیر نے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو چاشت کے وقت جمرہ کو رمی کیا اور اس کے بعد جب سورج ڈھل گیا تو رمی کی۔

اور صحیحین میں اعمش کی حدیث سے ابراہیم سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن یزید روایت کی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وادی کے نشیب سے رمی کی' تو میں نے عرض کیا اے ابوعبدالرحمٰن لوگ تو وادی کے بالائی حصے میں رمی کرتے ہیں' تو انہوں نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' یہ وہ مقام ہے جہاں سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں' اور شعبہ کی حدیث سے عن الحکم عن ابراہیم عن عبدالرحمٰن عن عبداللہ بن مسعود اس کے یہ الفاظ ہیں کہ آپ جمرہ کبریٰ کے پاس آئے اور بیت اللہ کو اپنے بائیں اور منیٰ کو اپنے دائیں پہلو میں رکھا اور سات سنگریزے مارے اور فرمایا کہ اسی طرح وہ ذات بھی رمی کرتی تھی جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی۔

پھر امام بخاری باب من رمی الجمار بسبع یکبر مع کل حصاۃ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے اور یہ بات صرف حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہے جو جعفر بن محمد کے طریق سے ان کے باپ سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے جمرہ کے پاس آ کر اسے سات سنگریزے مارے' ان میں سے ہر سنگریزہ' ٹھیکرے کے سنگریزے کی طرح تھا' اور بخاری نے اس وضاحت میں اعمش کی حدیث سے عن ابراہیم عن عبدالرحمٰن بن یزید عن عبداللہ بن مسعود روایت کی ہے کہ آپ نے وادی کے نشیب سے جمرہ کو رمی کیا اور آپ ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔ پھر آپ نے اس جگہ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' کہ جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی' وہ بھی اسی جگہ کھڑے ہوئے تھے۔ اور مسلم نے ابن جریج کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ابوالزبیر نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھیکری کی مانند' جمرہ کو سات سنگریزے مارتے دیکھا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن زکریا نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے حجاج نے عن الحکم عن ابی القاسم یعنی مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو سوار ہونے کی حالت میں جمرہ کو رمی کیا۔ اور ترمذی نے اسے احمد بن منیع سے بحوالہ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ روایت کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے عن ابی خالد الاحمر عن الحجاج بن الارطاۃ روایت کیا ہے۔ اور احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ اور بیہقی نے اسے یزید بن زیاد کی حدیث سے عن سلیمان بن عمرو بن الاحوص اور اس کی والدہ ام جندب ازدیہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وادی کے نشیب سے سوار ہو کر اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے رمی جمار کرتے دیکھا' اور ایک آدمی آپ کو پیچھے سے چھپائے ہوئے تھا' میں نے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا یہ فضل بن عباس ہے' پس لوگوں نے اژدحام کیا تو رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا اے لوگو! تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو اور جب تم جمرہ کو رمی کرو تو اسے ٹھیکری کی مانند سنگریزے مارو' یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں' اور انہی کی ایک روایت میں ہے کہ ام جندب کہتی ہیں کہ میں نے آپ کو جمرہ عقبیٰ کے پاس سوار ہونے کی حالت میں دیکھا' نیز میں نے آپ کی انگلیوں کے درمیان ایک پتھر دیکھا پس آپ نے رمی کی اور لوگوں نے بھی رمی کی۔ اور آپ جمرہ کے پاس کھڑے نہ ہوئے اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ ام جندب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوم النحر کو جمرہ عقبہ کے پاس خچر پر سوار دیکھا اور پھر انہوں نے پوری حدیث کو بیان کیا ہے اور اس جگہ خچر کا ذکر بہت ہی دور از فہم بات ہے۔ اور مسلم نے اپنی صحیح میں ابن جریج کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ابوالزبیر نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوم النحر کو اپنی اونٹنی پر جمرہ کو رمی کرتے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے اپنے مناسک سیکھ لو' مجھے معلوم نہیں کہ شاید میں اپنے اس حج کے بعد' حج کر سکوں' اور اسی طرح مسلم نے زید بن ابی انیسہ کی حدیث سے عن یحییٰ بن الحصین عن جدتہ ام الحصین روایت کی ہے کہ میں نے انہیں کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کا حج کیا اور میں نے آپ کو جمرہ عقبیٰ کو رمی کرتے وقت دیکھا اور یوم النحر کو آپ اپنی اونٹنی پر واپس لوٹ گئے اور آپ فرما رہے تھے اپنے مناسک سیکھ لو' مجھے معلوم نہیں کہ شاید میں اپنے اس حج کے بعد حج کر سکوں۔ اور ایک روایت میں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کا حج کیا اور میں نے حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو دیکھا ان میں سے ایک اپنی ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور دوسرا آپ کو گرمی سے بچانے کے لیے اپنا کپڑا تانے ہوئے تھا' یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبیٰ کو رمی کیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابواحمد محمد بن عبداللہ زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے ایمن بن نابل نے بیان کیا کہ ہم سے قدامہ بن عبداللہ کلابی نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو' یوم النحر کو' اپنی ناقہ صہباء پر وادی کے نشیب سے جمرہ کو' رمی کرتے دیکھا۔ آپ نہ اونٹنی کو مارتے تھے نہ ہانکتے تھے اور نہ اِدھر اُدھر لے جاتے تھے اور اسی طرح احمد نے اسے وکیع' معتمر بن سلیمان اور ابی قرۃ موسیٰ بن طارق زبیدی سے روایت کیا ہے اور ان تینوں نے ایمن بن نابل سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے احمد بن منیع سے عن مروان بن معاویہ عن ایمن بن نابل روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ نوح بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ' یعنی العمری' نے نافع سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر یوم النحر کو اپنی سواری پر سوار ہو کر جمرہ عقبہ کو رمی کرتے تھے اور بقیہ جمروں پر بھی آپ پیدل چل کر جایا کرتے تھے اور ان کا خیال ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ ان کے پاس پیدل آیا جایا کرتے تھے اور ابوداؤد نے اسے القعنبی سے بحوالہ عبداللہ العمری روایت کیا ہے۔

Marfat.com

باب ۳۷

آپؐ کے قربانی کرنے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ قربان گاہ کی طرف واپس آ گئے اور اپنے ہاتھ سے تریسٹھ قربانی کے جانور ذبح کیے اور بقیہ جانور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیے اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے قربانی کے جانور میں شریک کیا۔ پھر آپ نے ہر اونٹ سے ایک ایک ٹکڑا لانے کا حکم دیا اور انہیں ہنڈیا میں ڈال کر پکایا اور پھر دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور شوربہ پیا اور عنقریب ہم اس حدیث پر گفتگو کریں گے۔

اور امام احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں حمید اعرج سے عن محمد بن ابراہیم تیمی عن عبدالرحمٰن بن معاذ عن رجل من اصحاب النبی خبر دی' وہ بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطبہ دیا اور انہیں ان کی منازل پر اتارا اور فرمایا کہ مہاجرین اس جگہ پر اتریں آپ نے قبلہ کی دائیں جانب اشارہ کیا اور انصار اس جگہ اتریں اور آپ نے قبلہ کی بائیں جانب اشارہ کیا۔ پھر لوگ ان کے اردگرد اتریں اور راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے ان کو ان کے مناسک سکھائے۔ اور اہل منیٰ کے کان کھل گئے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو اپنی فرودگاہوں پر سنا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ جمرہ کو ٹھیکری کی طرح کے سنگریزے مارو' اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے احمد بن حنبل سے اس قول تک روایت کیا ہے کہ لوگ ان کے اردگرد اتر پڑیں' اور امام احمد نے اسے عبدالصمد بن عبدالوارث سے اور اس کے باپ سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے مسدد سے بحوالہ عبدالوارث روایت کیا ہے' اور ابن ماجہ نے اسے ابن المبارک کی حدیث سے عن عبدالوارث عن حمید بن قیس الاعرج عن محمد بن ابراہیم التیمی عن عبدالرحمٰن بن معاذ التیمی روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم منیٰ میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب کیا پس ہمارے کان کھل گئے' حتیٰ کہ جو بات آپ فرماتے تھے ہم اسے سنتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے قربانی کے جانور میں شریک کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کے جو جانور لائے تھے اور جو جانور حضرت نبی کریم ﷺ لائے تھے' وہ ایک سو اونٹ تھے اور رسول کریم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے تریسٹھ اونٹوں کو ذبح کیا۔ اور ابن حبان نے بیان کیا ہے کہ یہ قربانی آپ کی عمر کے مطابق تھی' کیونکہ آپ تریسٹھ سال کے تھے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج میں سو اونٹوں کی قربانی دی جن میں سے تریسٹھ آپ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور بقیہ کے ذبح کرنے کا آپ نے حکم دیا پس وہ ذبح کیے گئے اور آپ نے ہر اونٹ سے ایک ٹکڑا لیا جنہیں ایک ہنڈیا میں اکٹھا کر دیا گیا' پس آپ نے ان سے کھایا اور ان کا شوربہ پیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے حدیبیہ کے روز ستر اونٹ ذبح کیے جن میں ابوجہل کا اونٹ بھی شامل تھا پس

Marfat.com

جب اونٹوں کو بیت اللہ سے روک دیا گیا تو اس نے ایسا اشتیاق ظاہر کیا جیسے اونٹ اپنی اولاد کا مشتاق ہوتا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اس کا کچھ حصہ ابوبکر بن ابی شیبہ اور علی بن محمد سے عن وکیع عن سفیان ثوری عن ابن ابی لیلیٰ روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بحوالہ محمد بن اسحاق بیان کیا کہ مجھ سے ایک آدمی نے عن عبداللہ بن نجیح عن مجاہد بن جبر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ایک سو اونٹ کی قربانی دی جن میں سے تیس (1) آپ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور بقیہ کو آپ کے حکم کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا۔ نیز فرمایا ان کے گوشت، چمڑے اور بڑے حصے کو لوگوں میں تقسیم کر دو اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہ دو اور ہمارے لیے ہر اونٹ سے گوشت کا ایک ٹکڑا لاؤ اور انہیں ایک ہی ہنڈیا میں ڈال دو تا کہ ہم ان کا گوشت کھائیں اور شوربہ پئیں تو آپ نے ایسے ہی کیا اور صحیحین میں مجاہد کی حدیث سے ابن ابی لیلیٰ سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے اونٹوں پر کھڑا ہو جاؤں اور ان کے گوشت چمڑے اور بڑے حصے کو صدقہ کر دوں اور ان میں سے قصاب کو کچھ نہ دوں۔ اور فرمایا ہم اس کو اپنے پاس سے دیں گے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حاتم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن المبارک نے حرملہ بن عمران سے بحوالہ عبداللہ بن الحارث ازدی بیان کیا کہ میں نے عرفہ بن الحارث کندی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اونٹوں کے پاس آئے اور فرمایا ابوحسن کو میرے پاس بلاؤ، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ برچھے کے نچلے حصے کو پکڑو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اوپر کے حصے کو پکڑا، پھر دونوں نے اونٹوں کو برچھا مارا، پس جب آپ فارغ ہوئے تو اپنے خچر پر سوار ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھا لیا۔ ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کے اسناد اور متن میں غرابت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن الحجاج نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ حجاج بن ارطاۃ نے ہمیں، عن الحکم، یعنی مقسم، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کو رمی کیا، پھر قربانی کی پھر سر منڈایا اور ابن حزم نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی دی اور منیٰ میں گائے کی قربانی دی، اور خود آپ نے دو چتکبرے دنبے ذبح کیے۔

آپؐ کے سر منڈانے کا بیان:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں زہری سے، سالم سے، بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں سر منڈایا۔ اور نسائی نے اسے اسحاق بن ابراہیم ابن راہویہ سے بحوالہ عبدالرزاق روایت کیا

---

(1) بے شمار روایات میں ذکر ہے کہ حجۃ الوداع میں تریسٹھ اونٹ آپ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور بقیہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا، لیکن اس روایت میں ہے کہ آپ نے تیس جانوروں کو ذبح کیا۔ یا تو راوی نے بیان میں غلطی ہوگئی ہے یا کتابت کی غلطی سے تیس چھپ گیا ہے۔ اور اگر ایسا نہیں تو دیگر روایات کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف قرار دیا جائے گا۔ مترجم

Marfat.com

ہے۔اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہم سے بیان کیا کہ نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں سر منڈایا۔اور مسلم نے اسے موسیٰ بن عقبہ کی حدیث سے بحوالہ نافع روایت کیا ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے جویریہ بن اسماء نے بحوالہ نافع بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ایک جماعت نے سر منڈایا اور بعض نے بال کٹائے۔اور مسلم نے اسے لیث کی حدیث سے نافع سے روایت کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو بار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر رحم فرمائے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور بال کٹانے والوں پر بھی رحم فرمائے تو آپ نے فرمایا بال کٹانے والوں پر بھی رحم فرمائے اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے وکیع اور ابوداؤد طیالسی نے یحییٰ بن الحصین سے بحوالہ اس کی دادی کے بیان کیا کہ اس نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر منڈانے والوں کے لیے تین بار اور بال کٹانے والوں کے لیے ایک بار دعا کرتے سنا' اور وکیع نے ''حجۃ الوداع میں'' کے الفاظ نہیں کہے اور اسی طرح اس حدیث کو مسلم نے مالک اور عبداللہ کی حدیث سے عن نافع عن ابن عمر وعمارہ عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ والعلا بن عبدالرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے ہم سے عن ہشام عن ابن سیرین عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ آئے اور جمرہ کے پاس آ کر اسے رمی کیا۔پھر منیٰ میں اپنی فرودگاہ پر آئے اور قربانی کی' پھر نائی سے اپنی دائیں جانب اور پھر بائیں جانب کے بالوں کو مونڈنے کے لیے کہا' پھر آپ انہیں' لوگوں کو دینے لگے' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی دائیں جانب کے بال منڈوا کر انہیں لوگوں میں ایک ایک دو دو بال کر کے تقسیم کر دیا اور اپنی بائیں جانب کے بال ابوطلحہ کو دے دیئے۔اور انہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دائیں جانب کے بال ابوطلحہ کو دیئے اور بائیں جانب کے بال انہیں دیئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ لوگوں میں تقسیم کر دیں۔اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ہم سے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ نائی آپ کا سر مونڈ رہا تھا اور آپ کو آپ کے اصحاب نے گھیرا ہوا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ آپ کا ایک ایک بال ان کے ہاتھ میں گرے۔احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

Marfat.com

باب ۳۵

پھر آپ نے جمرۂ عقبیٰ کو رمی کرنے اور اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے بعد کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی اور بیت اللہ کے طواف سے قبل آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو لگائی۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ بن المدینی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے بیان کیا' کہ عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد نے ہم سے بیان کیا' جو اپنے زمانے کے بہترین آدمی تھے' فرماتے سنا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تو میں نے اپنے ان دو ہاتھوں سے آپ کو خوشبو لگائی' اور جب طواف سے قبل آپ حلال ہوئے تو حلال ہونے پر بھی میں نے آپ کو خوشبو لگائی۔ اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلایا' اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ یعقوب الدورقی اور احمد بن منیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ منصور نے ہمیں عبدالرحمٰن بن القاسم سے اس کے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خبر دی آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے قبل اور یوم النحر کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل ایسی خوشبو لگاتی تھی جس میں کستوری شامل ہوتی تھی۔ اور نسائی نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے وقت اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل' جمرہ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد خوشبو لگائی۔ اور امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے ہمیں عمرو بن دینار سے بحوالہ سالم خبر دی وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال و محرم ہوتے وقت خوشبو لگائی' اور عبدالرزاق نے اسے عن معمر عن زہری عن سالم عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔

اور صحیحین میں ابن جریج کی حدیث سے بیان ہوا ہے کہ مجھے عمرو بن عبداللہ بن عروہ نے بتایا کہ اس نے عروہ اور قاسم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے سنا' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں حل واحرام کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں ہاتھوں سے خوشبو لگائی۔ اور مسلم نے اسے ضحاک بن عثمان کی حدیث سے عن ابی الرجال عن امہ عمرۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے اور سفیان ثوری سلمہ بن کہیل سے عن حسن عوفی بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب تم جمرہ کو رمی کر چکو تو تم پر عورتوں کے سوا ہر حرام چیز حلال ہے یہاں تک کہ تم بیت اللہ کا طواف کر لو' ایک شخص نے کہا اے ابو العباس خوشبو کے متعلق کیا خیال ہے تو آپ نے اسے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ اپنے سر کو کستوری سے لتھیڑتے تھے' کیا وہ خوشبو ہے یا نہیں؟ اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ابو عبیدہ نے عن عبداللہ بن زمعہ عن امہ وابیہ زینب بنت ام سلمہ عن ام سلمہ مجھ سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ جس شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چکر لگاتے تھے وہ قربانی کی رات تھی اور آپ میرے ہاں تھے کہ وہب بن زمعہ اور آل ابی امیہ کا ایک آدمی قمیصیں پہنے ہوئے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا' تم دونوں واپس لوٹ آئے

Marfat.com

ہو؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' آپ نے فرمایا جب تم جمرہ کو رمی کر چکو اور اگر تمہارے پاس قربانی کا جانور ہے تو اسے ذبح کر چکو تو تمہیں اللہ نے اس دن میں رخصت عطا کی ہے اور عورتوں کے سوا تم پر ہر چیز حلال ہے یہاں تک کہ تم بیت اللہ کا طواف کر لو۔ اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے ابن عدی سے بحوالہ ابن اسحاق روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی بکر بن ابی اسحاق عن ابی المثنی العنبری عن یحییٰ بن معین روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں' کہ ام قیس بنت محصن نے مجھ سے بیان کیا کہ عکاشہ بن محصن' بنی اسد کی ایک جماعت کے ساتھ میرے ہاں سے یوم النحر کی شام کو قمیصیں پہن کر نکلے پھر عشاء کو ہمارے پاس لوٹ آئے اور وہ اپنی قمیصوں کو اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے تھے' ام قیس نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے اسے وہ بات بتائی جو رسول اللہ ﷺ نے وہب بن زمعہ اور اس کے ساتھی کو فرمائی تھی' اور یہ حدیث بہت غریب ہے' میں کسی عالم کو نہیں جانتا جس نے یہ بات کہی ہو۔

بیت العتیق کی طرف آپ کے لوٹنے کا بیان:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف آئے اور مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی اور بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم پر ساقی گری کر رہے تھے آپ نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب ڈول نکالو' اگر لوگوں نے تمہارے پانی پلانے کی جگہ پر تم پر بھیڑ نہ کی ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول نکالتا' پس انہوں نے آپ کو ڈول پکڑایا تو آپ نے اس سے پانی پیا' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور اس عبارت میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ حضور ﷺ زوال سے قبل سوار ہو کر مکہ کی طرف آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا' پھر فراغت کے بعد وہاں پر ظہر کی نماز پڑھی۔ اور امام مسلم اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ محمد بن رافع نے ہمیں بتایا کہ عبدالرزاق نے ہمیں خبر دی کہ عبیداللہ بن عمر نے نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ یوم النحر کو واپس آئے پھر منیٰ واپس جا کر ظہر کی نماز پڑھی اور یہ بات حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے خلاف ہے اور یہ دونوں مسلم کی روایات ہیں' پس اگر ہم ان دونوں کی تعلیل کریں تو یہ کہنا ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی' پھر منیٰ کی طرف واپس گئے تو لوگوں کو اپنا منتظر پایا' تو آپ نے انہیں نماز پڑھا دی۔ واللہ اعلم

اور ظہر کے وقت' منیٰ کی طرف آپ کا واپس جانا ممکن ہے کیونکہ اس وقت گرمی کا موسم تھا' اگرچہ اس دن کے شروع میں آپ سے بہت سے افعال صادر ہو چکے تھے اور اس میں آپ نے فجر کے بہت روشن ہو جانے پر مزدلفہ سے کوچ کیا تھا لیکن وہ طلوع آفتاب سے پہلے ہوا تھا' پھر آپ منیٰ آئے اور جمرہ عقبہ کو سات سنگریزے مارنے سے آغاز کیا' پھر آ کر اپنے ہاتھ سے تریسٹھ اونٹ ذبح کیے اور سو میں سے بقیہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا' پھر ہر اونٹ سے ایک ایک ٹکڑا لے کر ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا یہاں تک کہ وہ بھن گیا تو آپ نے اس گوشت سے کھایا اور اس کا شوربہ پیا اور اس دوران میں آپ نے اپنا سر منڈایا اور خوشبو لگائی اور جب آپ ان تمام امور سے فارغ ہو گئے تو سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف گئے۔ اور آپ نے اس دن ایک عظیم خطبہ دیا مجھے معلوم نہیں کہ یہ خطبہ آپ کے بیت اللہ کی طرف جانے سے قبل یا آپ کے وہاں سے منیٰ کی طرف واپس آنے کے بعد ہوا تھا۔ واللہ اعلم

Marfat.com

مقصد یہ ہے کہ آپ سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف گئے اور سوار ہونے کی حالت میں اس کے سات چکر لگائے اور آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان چکر نہیں لگائے' جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے۔ پھر آپ نے آب زمزم اور کھجور کا نبیذ جو آب زمزم سے تیار کیا گیا تھا پیا' اور یہ سب باتیں اس شخص کے قول کو تقویت دیتی ہیں جس نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی تھی' جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اسے روایت کیا ہے اور یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ظہر کے آخری وقت میں منیٰ کی طرف لوٹ آئے ہوں اور اپنے اصحاب کو منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھائی ہو اور اس بات نے ابن حزم کو اشتباہ میں ڈال دیا ہے اور وہ سمجھ نہیں سکے کہ اس بارے میں کیا کہیں' اور وہ اس بارے میں صحیح روایات کے تعارض کی وجہ سے معذور ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ علی بن بحر اور عبداللہ بن سعید المعنی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو خالد الاحمر نے ہم سے عن محمد بن اسحاق عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آخر میں جب آپ نے ظہر پڑھی' لوٹے پھر منیٰ کی طرف واپس چلے گئے' اور وہاں ایام تشریق کی راتیں ٹھہرے رہے اور جب سورج ڈھل جاتا تو رمی جمار کرتے اور ہر جمرہ کو سات سنگریزے مارتے اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے' ابن حزم بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس امر پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی اور یہ دونوں اس بات کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ محفوظ کرنے والے ہیں اور اسی طرح ابن حزم نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ کچھ چیز نہیں۔ بلاشبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ناصہ نہیں کہ آپ نے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی' بلکہ محتملہ ہے۔ اگرچہ محفوظ فی الروایہ ''یہاں تک کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی'' کے الفاظ ہیں' مگر روایت یہ ہے کہ جس وقت آپ نے ظہر کی نماز پڑھی' اور یہ مشابہ روایت ہے اور بلاشبہ اس امر کی یہ دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف روانہ ہونے سے قبل منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی' اور محتمل ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ اس صورت میں یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مخالف ہے کیونکہ اس کا مقتضا یہ ہے کہ آپ نے سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف آنے سے قبل منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مقتضا یہ ہے کہ آپ ظہر کی نماز پڑھنے سے قبل بیت اللہ کی طرف آئے اور ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالزبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو رات تک مؤخر کر دیا۔ اور اسے بخاری نے معلق قرار دیا ہے۔ اور لوگوں نے اسے یحییٰ بن سعید' عبدالرحمٰن بن مہدی اور خرج بن میمون کی حدیث سے عن سفیان ثوری عن ابی الزبیر عن عائشہ وابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو رات تک طواف مؤخر کر دیا۔ اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے اسے سفیان کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے عن ابی الزبیر عن عائشہ وابن عمر رضی اللہ عنہم بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو طواف زیارت کیا۔ پس اگر اسے اس بات پر محمول کیا جائے کہ آپ نے اسے زوال کے بعد تک مؤخر کر دیا' گویا وہ کہتا ہے کہ عشا تک مؤخر کر دیا تو یہ درست ہے اور اگر اسے غروب آفتاب

Marfat.com

کے بعد کے وقت پر محمول کیا جائے تو یہ بہت بعید ہے' اور صحیح مشہور احادیث میں جو بیان ہوا ہے اس کے مخالف ہے کیونکہ وہ بیان یہ ہے کہ حضور ﷺ نے یوم النحر کو دن کے وقت طواف کیا اور زمزم کے حوض سے پانی پیا' اور وہ طواف جس میں آپؐ رات کو بیت اللہ کی طرف گئے وہ طواف وداع تھا اور بعض راوی اسے طواف زیارت بیان کرتے ہیں' جیسا کہ ہم بیان کریں گے' ان شاء اللہ' یا وہ محض طوافِ زیارت ہے جو طواف وداع سے قبل اور فرض طواف صدر کے بعد ہوا۔ اور ایک حدیث آئی ہے جسے ہم اس کے مقام پر عنقریب ذکر کریں گے کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ کی راتوں میں سے ہر رات کو بیت اللہ کی زیارت کرتے تھے اور یہ بھی اسی طرح بعید ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ بیہقی نے عمرو بن قیس کی حدیث سے عن عبدالرحمٰن عن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو اجازت دی تو انہوں نے یوم النحر کو دوپہر کے وقت بیت اللہ کی زیارت کی' اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کے ساتھ رات کو زیارت کی' اور یہ حدیث بھی اسی طرح غریب ہے اور طاؤس اور عروہ کا یہ قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کو رات تک طواف مؤخر کر دیا۔ اور روایات سے جو بات صحیح طور پر ثابت ہے اور جمہور جس کے قائل ہیں' وہ یہ کہ حضور علیہ السلام نے یوم النحر کو دن کے وقت طواف کیا اور زیادہ امکان یہ ہے کہ وہ زوال سے قبل تھا اور ہو سکتا ہے کہ وہ زوال کے بعد ہوا ہو۔ واللہ اعلم

حاصل الکلام یہ ہے کہ آپ جب مکہ آئے تو آپ نے سوار ہونے کی حالت میں بیت اللہ کے سات چکر لگائے' پھر زمزم کے پاس آئے تو بنو عبدالمطلب وہاں سے پانی لے کر لوگوں کو پلا رہے تھے آپ نے اس سے ایک ڈول لیا اور اس پانی پیا اور اپنے اوپر ڈالا' جیسا کہ مسلم نے بیان کیا ہے کہ محمد بن منہال الضریر نے ہمیں خبر دی کہ یزید بن زریع نے ہم سے بیان کیا کہ حمید الطویل نے بحوالہ بکر بن عبداللہ مزنی ہم سے بیان کیا کہ اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جبکہ وہ کعبہ کے پاس اُن کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر تشریف لائے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار تھے پس ہم آپ کے پاس ایک برتن لائے جس میں نبیذ تھا تو آپ نے اسے پیا۔ اور آپ نے اپنا بقیہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو پلا دیا اور فرمایا تم نے بہت اچھا کیا ہے اسی طرح کیا کرو' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ جس کام کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے اُسے بدل دیں۔

اور بکیر کی ایک روایت میں ہے کہ ایک بدو نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا' کیا وجہ ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ کے عم زاد دودھ اور شہد پلاتے ہیں اور آپ لوگ نبیذ پلاتے ہیں' کیا آپ کسی ضرورت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں یا بخل کی وجہ سے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے یہ حدیث بتائی۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے عن حمید عن بکر عن عبداللہ بیان کیا کہ ایک بدو نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا آل معاویہ کی کیا بات ہے وہ پانی اور دودھ پلاتے ہیں اور فلاں کی آل دودھ پلاتی ہے اور آپ لوگ نبیذ پلاتے ہیں۔ کیا آپ بخل کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں؟ یا کسی ضرورت کی وجہ سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ نہیں

Marfat.com

کوئی بخل ہے نہ ضرورت' بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ کے ردیف تھے تو آپ نے ہم سے پانی طلب کیا تو ہم نے آپ کو حوض کا نبیذ پلایا تو آپ نے اسے پی کر فرمایا تم نے بہت اچھا کیا ہے اسی طرح کیا کرو' اور احمد نے اسے روح اور محمد بن بکر سے عن ابن جریج عن حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ اور بخاری نے اسحاق بن سلیمان سے عن خالد عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حوض کے پاس آ کر پانی طلب کیا تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے فضل اپنی والدہ کے پاس جا کر ان سے رسول اللہ ﷺ کے لیے مشروب لاؤ۔ آپ نے فرمایا مجھے پلاؤ' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ اس میں اپنے ہاتھ ڈالتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے پلاؤ' پس آپ نے اس سے پیا' پھر آپ زمزم کے پاس آئے اور وہ پلا رہے تھے اور زمزم پر کام کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کام کرو تم اچھا کام کر رہے ہو' پھر فرمایا اگر تم بھیڑ نہ کرو تو میں ڈول نکالوں حتیٰ کہ اپنے کندھے پر رسی ڈال دوں۔ اور بخاری کے ہاں عاصم کی حدیث سے بحوالہ شعبی مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو آب زمزم پلایا اور آپ نے کھڑے ہو کر پیا' عاصم کہتے ہیں کہ عکرمہ نے قسم کھا کر کہا کہ آپ اس وقت اونٹ پر تھے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی ناقہ پر تھے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی زیاد نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا اور اپنی کھونٹی کے ساتھ حجر اسود کو بوسہ دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ حوض کے پاس آئے اور فرمایا مجھے پلاؤ' تو لوگوں نے کہا اس میں لوگ ہاتھ ڈالتے ہیں' ہم گھر سے آپ کے لیے پانی لاتے ہیں' آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں' جس سے لوگ پیتے ہیں مجھے بھی اسی سے پلاؤ۔ اور ابوداؤد نے مسدد سے عن خالد الطحان عن یزید بن ابی زیاد عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے اور ہم پانی طلب کر رہے تھے' پس آپ نے اپنی اونٹنی پر طواف کیا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے قیس سے ہمارے پاس بیان کیا۔ اور عفان اپنی حدیث میں بیان کرتا ہے کہ قیس نے مجاہد سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ زمزم کی طرف آئے تو ہم نے آپ کے لیے ڈول نکالا' تو آپ نے پانی پیا پھر اس میں کلی کی۔ پھر ہم نے اسے زمزم میں ڈال دیا۔ پھر آپ نے فرمایا اگر تم زمزم پر بھیڑ نہ کرتے تو میں اپنے ہاتھوں سے ڈول نکالتا۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور اس کا اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

Marfat.com

باب ۳۶

صفااور مروہ کے درمیان قارن کا طواف

پھر آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان دوبارہ طواف نہیں کیا بلکہ اپنے پہلے طواف پر ہی اکتفا کیا جیسا کہ مسلم نے اپنی صحیح میں ابن جریج کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابوالزبیر نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ کے درمیان ایک ہی طواف کیا' میں کہتا ہوں اس جگہ پر آپ کے اصحاب سے وہ لوگ مراد ہیں جو قربانی کے جانور لائے تھے اور قارن تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا' اور آپ حج کو عمرہ کے ساتھ شامل کر کے قارنہ ہو گئی تھیں' کہ تیرے حج وعمرہ کے لیے تیرا بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کر لینا کافی ہے۔ اور امام احمد کے اصحاب کے نزدیک حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کا قول عام قارنین اور متمتعین کے لیے ہے اس لیے امام احمد نے بیان کیا ہے کہ متمتع کے لیے اس کے حج وعمرہ کے لیے ایک طواف کافی ہے خواہ ان دونوں کے درمیان تحلل ہو جائے اور بظاہر عموم حدیث کے مطابق اس قول کا ماخذ غریب ہے۔ واللہ اعلم

اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب کا متمتع کے بارے میں وہی قول ہے جو مالکیہ اور شافعیہ کا ہے اس پر دو طواف اور دو دفعہ سعی کرنا واجب ہے' حتیٰ کہ قارن کے بارے میں حنفیہ نے اس کا پیچھا کیا ہے اور وہ ان کے مذہب کے افراد میں سے ہے کہ وہ دو طواف کرے اور دو دفعہ سعی کرے اور انہوں نے اسے موقوف بیان کیا ہے اور ان سے اسے حضرت نبی کریم ﷺ تک مرفوع بھی روایت کیا ہے۔ اور ہم قبل ازیں طواف کے موقع پر اسے مکمل بیان کر چکے ہیں اور واضح کر چکے ہیں کہ اس کی اسانید ضعیف ہیں اور صحیح احادیث کے مخالف ہیں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب ۳۷

منیٰ میں ظہر کی نماز

پھر حضور ﷺ مکہ میں ظہر پڑھنے کے بعد منیٰ کی طرف واپس آ گئے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ نے واپس آ کر منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی۔ ان دونوں کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ابھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ مکہ اور منیٰ دونوں میں اس کا وقوع ہوا۔ واللہ اعلم

اور ابن حزم نے اس مقام پر توقف کیا ہے اور قطعیت کے ساتھ اس بارے میں کچھ بیان نہیں کیا۔ اور آپ اس بارے میں صحیح احادیث کے تعارض کی وجہ سے معذور ہیں۔ واللہ اعلم

اور محمد بن اسحاق، عبدالرحمٰن بن القاسم سے اس کے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتا ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دن کے آخر میں جس وقت آپ نے ظہر کی نماز پڑھی واپس آ گئے پھر منیٰ کی طرف لوٹ گئے اور وہاں پر ایام تشریق کی راتوں کو ٹھہرے رہے اور جب سورج ڈھل جاتا تو جمرات پر رمی کرتے اور ہر جمرہ کو سات سنگریزے مارتے اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے۔ اور ابوداؤد نے اسے منفرد روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ یوم النحر کو زوال کے بعد مکہ گئے۔ اور یہ امر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے قطعاً منافی ہے اور اس کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے منافی ہونے میں اعتراض ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب ۳۸

یوم النحر کا خطبہ

اور اس روز رسول اللہ ﷺ نے ایک عظیم خطبہ دیا جسے احادیث نے متواتر بیان کیا ہے اور ہم اس میں سے اللہ جو میسر کرے گا بیان کریں گے۔ امام بخاری باب الخطبۃ ایام منیٰ میں بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن غزوان نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے عکرمہ نے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کو لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا:

اے لوگو! یہ کون سا دن ہے انہوں نے جواب دیا حرمت والا دن ہے' آپ نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ انہوں نے جواب دیا حرمت والا شہر ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ حرمت والا مہینہ ہے' آپ نے فرمایا تمہارے خون' تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح اس ماہ میں اس شہر میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے راوی بیان کرتا ہے آپ نے اس بات کو کئی بار دہرایا' پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا اے اللہ! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے' اے اللہ میں نے پیغام پہنچا دیا ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' بلاشبہ یہ آپ کی امت کو وصیت ہے پس جو آدمی موجود ہے وہ غیر موجود کو یہ وصیت پہنچا دے' میرے بعد پلٹ کر کفار نہ بن جانا' تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔ اور ترمذی نے اسے الفلاس سے بحوالہ یحییٰ القطان روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اور اسی طرح امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے قرہ نے بحوالہ محمد بن سیرین بیان کیا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے باپ سے اور ایک ایسے آدمی نے جو میرے نزدیک عبدالرحمٰن' حمید بن عبدالرحمٰن سے بہتر ہے' اس نے ابوبکرہ سے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کو ہم سے خطاب کیا اور فرمایا' کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے' آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں؟ ہم نے کہا بے شک یہ یوم النحر ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم خیال کرنے لگے کہ آپ اسے کسی اور نام سے موسوم کریں گے آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں کہا بے شک یہ ذوالحجہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش ہو گئے' حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اسے کسی اور نام سے موسوم کریں گے آپ نے فرمایا کیا یہ شہر حرام نہیں' ہم نے کہا بے شک یہ شہر حرام ہی ہے' آپ نے فرمایا: تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس ماہ میں اس شہر میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے اور یہ حرمت تمہارے رب سے ملنے کے دن تک قائم رہے گی' آگاہ رہو' کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے انہوں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا اے اللہ تو بھی گواہ رہ' اور حاضر آدمی

Marfat.com

غائب تک پہنچا دے' بہت سے آدمی جن تک بات پہنچائی جاتی ہے' سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ پس میرے بعد پلٹ کر کفار نہ بن جانا جو ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں۔

اور بخاری اور مسلم نے اسے کئی طرق سے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے عبداللہ بن عون کی حدیث سے عن ابن سیرین عن عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ عن ابیہ روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ پھر آپ دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف پلٹے اور انہیں ذبح کیا اور بکریوں کے ایک ریوڑ کو ہمارے درمیان تقسیم کیا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ہمیں محمد بن سیرین سے بحوالہ ابوبکرہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ جس دن سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں زمانہ اپنی ہیئت پر گھوم رہا ہے' سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں' تین پے درپے آتے ہیں' ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم اور رجب مضرہ ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے' پھر فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اسے کسی اور نام سے موسوم کریں گے' آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں؟ ہم نے کہا بے شک' پھر آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اسے کسی اور نام سے موسوم کریں گے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں؟ ہم نے کہا بے شک' پھر فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش ہو گئے' ہم نے خیال کیا کہ آپ اسے کسی اور نام سے موسوم کریں گے' آپ نے فرمایا کیا یہ شہر حرام نہیں؟ ہم نے کہا بے شک' آپ نے فرمایا تمہارے خون اور تمہارے اموال اور میرا خیال ہے آپ نے فرمایا اور تمہاری عزتیں' تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح اس ماہ میں اس شہر میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔ اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال کرے گا آگاہ رہو میرے بعد گمراہ نہ ہونا' تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔ آگاہ رہو' کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے' آگاہ رہو' حاضر آدمی' غائب تک یہ پیغام پہنچا دے اور شاید جسے پیغام پہنچایا جائے وہ بعض سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو' اسی طرح مسند امام احمد میں محمد بن سیرین سے بحوالہ ابوبکرہ بیان ہوا ہے۔ اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے مسدد سے اور نسائی نے عمرو بن زرارہ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے اسماعیل' یعنی ابن علیہ' عن ایوب عن ابن سیرین عن ابی بکرہ سے روایت کیا ہے اور یہ منقطع روایت ہے۔ کیونکہ صحیح کے دونوں مؤلفین نے اسے کئی اور طرق سے عن ایوب وغیرہ عن محمد بن سیرین عن عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ عن ابیہ روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن محمد بن زید نے ہمیں اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا دن ہے' انہوں نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا یہ حرمت والا دن ہے' کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا حرمت والا شہر ہے' آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا حرمت والا مہینہ ہے' آپ نے فرمایا بے شک

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے تم پر، تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں اس طرح حرام کی ہیں جس طرح اس شہر میں اس ماہ میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔

اور بخاری نے اپنی صحیح میں اسے متفرق مقامات پر روایت کیا ہے۔ اور ترمذی کے سوا بقیہ جماعت نے کئی طرق سے محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بحوالہ ان کے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ ہشام بن الغاز کہتے ہیں کہ نافع نے مجھے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حج میں یوم النحر کو جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ حج اکبر کا دن ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے اے اللہ! گواہ رہ، اور لوگوں کو الوداع کیا تو وہ کہنے لگے یہ حجۃ الوداع ہے۔ اور ابوداؤد نے اس حدیث کو مؤمل بن فضل سے بحوالہ ولید بن مسلم اسناد کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے ہشام بن عمار سے بحوالہ صدقہ بن خالد روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے ہشام بن الغاز بن ربیعہ الجرشی ابی العباس دمشقی سے روایت کیا ہے اور جمرات کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے میں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ آپ یوم النحر کو طواف سے پہلے جمرہ کو رمی کرنے کے بعد کھڑے ہوئے ہوں، اور یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ آپ طواف کرنے اور منیٰ کی طرف واپس جانے اور رمی جمار کرنے کے بعد کھڑے ہوئے ہوں، لیکن پہلے احتمال کو وہ روایت قوت دیتی ہے جسے نسائی نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن ہشام حرانی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن سلمہ نے ہم سے عن ابی عبدالرحیم عن زید بن ابی انیسہ عن یحییٰ بن حصین الاحمسی عن جدتہ ام حصین بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے سال حج کیا اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو، آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو، آپ کو گرمی سے بچانے کے لیے آپ پر کپڑا تانے ہوئے دیکھا اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی کیا پھر لوگوں سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور بہت سی باتوں کا ذکر کیا۔ اور مسلم نے اسے زید بن انیسہ کی حدیث سے عن یحییٰ بن حصین عن جدتہ ام الحصین روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کیا اور میں نے حضرت بلال اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا، ان میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھا، اور دوسرا آپ کو گرمی سے بچانے کے لیے کپڑا تانے ہوئے تھا، یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی کیا، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی باتیں بیان فرمائیں، پھر میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم پر نکٹا غلام امیر بنا دیا جائے۔ میرا خیال ہے۔ کہ اس نے سیاہ فام کہا ہے جو تمہیں کتاب اللہ کی طرف لے جائے تو اس کی سمع و اطاعت کرو، اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبیداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ابو صالح یعنی ذکوان السمان سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو ہم سے خطاب کیا اور فرمایا کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا یہ دن، آپ نے فرمایا کون سا مہینہ سب سے زیادہ حرمت والا ہے انہوں نے کہا ہمارا یہ مہینہ آپ نے فرمایا کون سا شہر سب سے زیادہ حرمت والا ہے، انہوں نے کہا ہمارا یہ شہر آپ نے فرمایا، بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس شہر اور اس ماہ میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں، آپ نے فرمایا اے اللہ! گواہ رہ، احمد اس طریق سے اس کی روایت میں متفرد ہیں اور یہ صحیحین کی شرط

Marfat.com

کے مطابق ہے' اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اسے ابی معاویہ سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے اور یوم عرفہ کے خطبہ کے بارے میں قبل ازیں جعفر بن محمد کی حدیث ان کے باپ سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن بحر نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہم سے عن اعمش عن ابی صالح عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا اور پھر اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے بھی اسے ہشام بن عمار سے بحوالہ عیسیٰ بن یونس روایت کیا ہے۔ اور اس کا اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ابوہشام نے ہم سے بیان کیا کہ حفص نے ہم سے اعمش سے عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ وابی سعید بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ انہوں نے کہا حرمت والا دن ہے آپ نے فرمایا بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس شہر اور اس ماہ میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے' پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے اسے اعمش سے عن ابی صالح عن ابی ہریرہ وابی سعید جمع کر دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ احمد نے اس کی جو روایت عن محمد بن عبید لمنافسی عن اعمش عن ابی صالح عن جابر بن عبداللہ بیان کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے اور شاید ابو صالح کے نزدیک وہ تینوں سے مروی ہو۔ واللہ اعلم

اور ہلال بن یساف' سلمہ بن قیس اشجعی سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں صرف چار باتیں بیان فرمائیں:

"کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ۔ اور جس نفس کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور زنا اور چوری نہ کرو"۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب میں نے ان باتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو مجھ سے زیادہ کوئی ان کا حریص نہ تھا۔ اور احمد اور نسائی نے اسے منصور کی حدیث سے بحوالہ ہلال بن یساف روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے سفیان بن عیینہ اور ثوری نے بحوالہ منصور روایت کیا ہے' اور ابن حزم حجۃ الوداع کے بارے میں کہتے ہیں کہ احمد بن عمر بن انس نے ہم سے بیان کیا کہ ابوذر عبداللہ بن احمد ہروی انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عبدان الحافظ نے ہم سے اہواز میں بیان کیا کہ سہل بن موسیٰ بن شیرناد نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عمرو بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعوام نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعادہ نے زیاد بن علاقہ سے بحوالہ اسامہ بن شریک ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں خطبہ فرماتے دیکھا کہ اپنی ماں' اپنے باپ' اپنی ہمشیرہ اور اپنے بھائی کی خدمت کر' پھر اپنے اقرباء کا خیال رکھ' راوی بیان کرتا ہے کچھ لوگوں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بنویربوع نے ہم کو ضامن بنایا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کوئی آدمی دوسرے پر ظلم نہ کرے پھر ایک آدمی نے آپ سے پوچھا وہ رمی جمار کرنا بھول گیا ہے۔ فرمایا رمی کرو کوئی حرج نہیں' پھر ایک اور آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طواف کرنا بھول گیا ہوں' فرمایا طواف کرو کوئی حرج نہیں' پھر ایک اور آدمی آپ کے پاس آیا جس نے قربانی کرنے سے قبل سر منڈا دیا تھا آپ نے فرمایا قربانی کر دو کوئی حرج نہیں۔ اس روز آپؐ سے کسی نے جو سوال بھی پوچھا آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں' کوئی حرج نہیں' پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے گناہ کو ختم کر دیا ہے سوائے اس شخص کے جس نے مسلمان آدمی سے قرض لیا اور وہ مر گیا' بس یہ گناہ ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کی دوا نازل فرمائی ہے۔ اور امام احمد اور اہل

Marfat.com

سنن نے اس طریق سے اس عبارت کا بعض حصہ روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ علی بن مدرک مجھ سے بیان کیا کہ میں نے زرعہ کو اپنے دادا جریر کو حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے سنا کہ آپ نے حجۃ الوداع میں فرمایا اے جریر! لوگوں کو خاموش ہونے کے متعلق کہو' پھر اپنے خطبہ میں فرمایا: میرے بعد پلٹ کر کفار نہ بن جانا' تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔

پھر امام احمد نے غندر اور ابن مہدی سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے شعبہ سے روایت کیا ہے اور صحیحین کے مؤلفین نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے ہم سے بحوالہ قیس بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جریر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش ہونے کے متعلق کہو' پھر اس موقع پر فرمایا مجھے معلوم نہیں' میں دیکھ رہا ہوں کہ تم پلٹ کر کفار بن جاؤ گے اور تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔

اور نسائی نے اسے عبداللہ بن نمیر کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور امام نسائی بیان کرتے ہیں کہ ہناد بن السری نے ہم سے عن ابی الاحوص عن ابی غرقدۃ عن سلیمان بن عمرو عن ابیہ بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں تین بار بیان کرتے دیکھا۔ اے لوگو! یہ کون سا دن ہے انہوں نے کہا حج اکبر کا دن ہے آپ نے فرمایا بے شک تمہارے خون' تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں آپس میں اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس شہر میں تمہارا یہ دن حرمت والا ہے' اور کوئی ظالم اپنے والد پر ظلم نہیں کرے گا۔ آگاہ رہو! شیطان تمہارے اس شہر میں اپنی پرستش سے مایوس ہو چکا ہے' لیکن تم اپنے کچھ اعمال کو حقیر سمجھ کر عنقریب اس کی اطاعت کرو گے اور وہ خوش ہو جائے گا۔ آگاہ رہو کہ جاہلیت کے تمام سود تمہارے راس المال کے سوا ساقط کیے جاتے ہیں' نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا اور اس نے پوری حدیث کو بیان کیا ہے۔

اور ابوداؤد باب من قال یخطب یوم النحر میں بیان کرتے ہیں کہ ہارون بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عبدالملک نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ ابن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ الہرماس بن زیاد باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں یوم الاضحیٰ کو اپنی ناقہ عضباء پر خطبہ دیتے دیکھا۔ اور احمد اور نسائی نے اسے ایک دوسرے طریق سے عکرمہ بن عمار سے بحوالہ الہرماس روایت کیا ہے۔ ابومروتی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں یوم النحر کو اپنی ناقہ عضباء پر خطبہ دیتے دیکھا۔ احمد کے الفاظ المسند کی ثلاثیات میں سے ہیں۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ مؤمل بن فضل الحرانی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جابر نے ہم سے بیان کیا کہ سلیم بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوامامہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے یوم النحر کو منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن نے معاویہ بن صالح سے بحوالہ سلیم بن عامر کلاعی ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوامامہ کو بیان کرتے سنا' اور آپ اس روز الجدعاء پر سوار تھے اور اپنے دونوں پاؤں رکاب میں رکھے ہوئے گردن بلند کیے ہوئے تھے' تاکہ لوگ بات سن لیں۔ آپ نے بلند آواز سے فرمایا کیا تم سنتے ہو؟ تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں کیا وصیت کرنا چاہتے ہیں! آپ نے فرمایا: اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنی پانچوں نمازیں پڑھو اور اپنے مہینے کے روزے رکھو اور جب تمہیں حکم دیا جائے تو اطاعت

Marfat.com

کرو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ میں نے پوچھا اے ابوامامہ آپ ان دنوں کیسے تھے' انہوں نے جواب دیا میں اس وقت تیس سال کا تھا' میں اونٹ کو رسول اللہ ﷺ کے آگے کرنے کے لیے دھکیل کر ہٹا دیتا تھا۔

اور اسی طرح احمد نے اسے زید بن الحباب سے بحوالہ معاویہ بن صالح روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے موسیٰ بن عبدالرحمٰن کوفی سے بحوالہ زید بن الحباب روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ شرحبیل بن مسلم خولانی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوامامہ باہلی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ کو اپنے خطبے میں بیان کرتے سنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے' پس وارث کے لیے وصیت نہیں' اور بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ اور جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف یا اپنے موالی کے علاوہ دوسروں کی طرف منسوب ہو اس پر قیامت کے روز تک اللہ کی مسلسل لعنت ہو' عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے خرچ نہ کرے۔ آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کھانا بھی خرچ نہ کرے۔ آپ نے فرمایا یہ ہمارا بہترین مال ہے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عاریۃً لی ہوئی چیز ادا کی جائے گی اور تحفہ واپس نہ کیا جائے گا اور قرض چکایا جائے گا اور ذمہ دار قرض ادا کرے گا۔

اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے اسے اسماعیل بن عیاش کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ پھر ابوداؤد رحمہ اللہ باب متی یخطب یوم النحر میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالوہاب بن عبدالرحیم دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ مروان نے ہم سے بحوالہ ہلال بن عامر مزنی بیان کیا کہ رافع بن عمرو مزنی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کے بلند ہو جانے کے وقت منیٰ میں شہباء خچر پر لوگوں سے خطاب کرتے دیکھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ سے بیان کر رہے تھے اور لوگ کھڑے اور بیٹھے تھے۔ اور نسائی نے اسے رحیم سے بحوالہ مروان الفزاری روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن عامر مزنی نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں خچر پر سرخ چادر اوڑھے خطبہ دیتے دیکھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اہل بدر میں سے ایک آدمی آپ سے بیان کر رہا تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں آیا اور میں نے اپنے ہاتھ کو آپ کے پاؤں اور تسمے کے درمیان داخل کیا اور میں اس کی ٹھنڈک سے تعجب کرنے لگا' عبید بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ بنی فزارہ کے ایک شیخ نے ہلال بن عامر مزنی سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شہباء خچر پر دیکھا' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی طرف سے بات بیان کر رہے تھے۔

اور ابوداؤد نے اسے ابومعاویہ کی حدیث سے بحوالہ ہلال بن عامر روایت کیا ہے۔ پھر ابوداؤد مایذکر الامام فی خطبتہ بمنیٰ بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہم سے عن حمید الاعرج عن محمد بن ابراہیم التیمی عن عبدالرحمٰن بن معاذ التیمی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں ہم سے خطاب کیا اور ہمارے کان کھل گئے حتیٰ کہ ہم اپنی فرودگاہوں میں آپ کی بات کو سنتے تھے پس آپ انہیں ان کے مناسک سکھانے لگے یہاں تک کہ آپ جمار تک پہنچ گئے اور دو انگلیاں رکھیں' پھر فرمایا کہ ٹھیکری کے سنگریزے' پھر آپ نے مہاجرین کو حکم دیا تو وہ مسجد کے اگلے حصے میں اتر گئے اور انصار کو حکم دیا تو وہ مسجد کے پیچھے اتر

Marfat.com

گئے' پھر اس کے بعد دوسرے لوگ اترے۔ اور احمدؒ نے اسے عبدالصمد بن عبدالوارث سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے اسے ابن المبارک کی حدیث سے بحوالہ عبدالوارث روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے اس کی روایت کو عن عبدالرزاق عن معمر عن محمد بن ابراہیم التیمی عن عبدالرحمٰن بن معاذ عن رجل من الصحابۃ پہلے بیان کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

اور صحیحین میں ابن جریج کی حدیث سے عن زہری عن عیسیٰ بن طلحہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب یوم النحر کو خطبہ دے رہے تھے تو ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا میں خیال کرتا تھا کہ اس فعل سے پہلے اس اس طرح ہوگا' پھر دوسرے آدمی نے کہا' میں خیال کرتا تھا کہ اس فعل سے پہلے اس اس طرح ہوگا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کرو کوئی حرج نہیں۔

اور بخاری اور مسلم نے اسے مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے اور مسلم اور یونس نے زہری سے اضافہ کیا ہے اور اس کے بہت سے الفاظ ہیں جن کے استقصاء کا یہ موقع نہیں' ان کا مقام کتاب الاحکام ہے۔ اور صحیحین کے الفاظ میں ہے کہ اس روز رسول اللہ ﷺ سے جس مقدم یا مؤخر چیز کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا' کر لو کوئی حرج نہیں۔

باب ۳۹

ایام منیٰ میں رمی جمار

پھر رسول کریم ﷺ منیٰ میں اس جگہ اترے جہاں آج کل مسجد ہے' کہتے ہیں کہ آپ نے مہاجرین کو اس کی دائیں جانب اور انصار کو اس کی بائیں جانب اتارا اور ان کے بعد لوگ ان کے ارد گرد اترے۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ علی بن محمد بن عقبہ شیبانی نے کوفہ میں ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن اسحاق الزہری نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہمیں عن ابراہیم بن مہاجر عن یوسف بن ماہک عن ام مسیکہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی گئی کہ کیا ہم منیٰ میں آپ کے لیے خیمہ نہ لگا دیں جو آپ کو سایہ دے۔ آپ نے فرمایا پہلے لوگوں کے لیے بھی منیٰ بیٹھنے کی جگہ نہیں' اور اس اسناد میں کوئی اعتراض نہیں۔ اور اس طریق سے یہ نہ مسند میں اور نہ ہی چھ کتب میں بیان ہوئی ہے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر محمد بن خلاد باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے بحوالہ ابن جریج یا ابوحریز بیان کیا۔ یحییٰ کو شک ہوا ہے۔ کہ اس نے عبدالرحمٰن بن فروخ کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کرتے سنا کہ ہم لوگوں کے اموال سے باہم لین دین کرتے ہیں اور ہم میں سے ایک آدمی مکہ آتا ہے اور مال کے پاس رات گزارتا ہے' تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں رات گزاری اور سایہ کیا۔ ابوداؤد اس کی روایت میں منفرد ہیں' پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن نمیر اور ابوسلمہ ہم سے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پانی پلانے کے لیے منیٰ کی راتیں مکہ گزارنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اور اسی طرح بخاری اور مسلم نے اسے عبداللہ بن نمیر کی حدیث سے روایت

Marfat.com

کیا ہے اور بخاری اور ابوضمرہ نے انس بن عیاض کا اضافہ کیا ہے۔ اور مسلم اور ابواسامہ نے حماد بن اسامہ کا اضافہ کیا ہے اور بخاری نے اسے ابواسامہ اور عقبہ بن خالد سے معلق قرار دیا ہے اور ان سب نے اسے عبیداللہ بن عمر سے بیان کیا ہے۔

اور آپ منیٰ میں اپنے اصحاب کو دو رکعت نماز پڑھایا کرتے تھے جیسا کہ آپ سے صحیحین میں ابن مسعود اور حارثہ بن وہب کی حدیث سے ثابت ہے۔ اس لیے علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ اس قصر کا سبب قربانی ہے' جیسا کہ مالکیوں کے ایک گروہ وغیرہ کا قول ہے۔ وہ کہتے ہیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں اہل مکہ سے فرمایا کہ تم اپنی نماز پوری کرو' ہم تو مسافر لوگ ہیں' اس نے غلط کہا ہے' یہ بات رسول اللہ ﷺ نے صرف فتح کے سال فرمائی تھی' جبکہ آپ کشادہ نالے میں فروکش تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اور آپ منیٰ کے ایام میں ہر روز' زوال کے بعد تینوں جمرات پر رمی کرتے تھے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ پیدل جا کر رمی کرتے تھے' اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ ہر جمرہ کو سات سنگریزے مارتے تھے اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اور پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اور تیسرے جمرے کے پاس کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ علی بن بحر اور عبداللہ بن سعید نے ہم سے اس کا مفہوم بیان کیا' وہ دونوں کہتے ہیں کہ ابوخالد احمر نے ہم سے عن محمد بن اسحاق عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دن کے آخر میں' جب آپ نے ظہر کی پڑھی لوٹے' پھر منیٰ کو واپس چلے گئے اور ایام تشریق کو وہیں ٹھہرے رہے۔ جب آفتاب ڈھل جاتا تو آپ رمی جمار کرتے اور ہر جمرہ کو سات سنگریزے مارتے اور ہر سنگریزے کے ساتھ تکبیر کہتے اور پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس کھڑے ہو کر طویل قیام کرتے اور عاجزی سے دعا کرتے اور تیسرے جمرے کو رمی کرتے تو اس کے پاس کھڑے نہ ہوتے' ابوداؤد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

اور بخاری نے ایک اور طریق سے عن یونس بن یزید عن زہری عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ آپ قریبی جمرہ کو سات سنگریزے مارتے تھے اور ہر سنگریزے کے بعد تکبیر کہتے تھے' پھر آگے بڑھتے اور نرم زمین پر پاؤں رکھتے اور روبقبلہ ہو کر طویل قیام کرتے اور دعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے' پھر درمیانی جمرے کو رمی کرتے پھر بائیں جانب ہو کر نرم زمین میں روبقبلہ ہو کر کھڑے ہو جاتے اور دعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے اور طویل قیام کرتے' پھر جمرہ عقبہ کو وادی کے نشیب سے رمی کرتے اور اس کے پاس کھڑے نہ ہوتے' پھر واپس آ جاتے اور فرماتے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

اور وبرہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' عقبہ کے پاس سورہ بقرہ کے پڑھنے کے برابر کھڑے ہوئے۔ اور ابومجاز بیان کرتا ہے کہ میں نے سورہ یوسف کے پڑھنے کے بعد آپ کے قیام کو کنکھیوں سے دیکھا' ان دونوں کو بیہقی نے بیان کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے عن عبداللہ بن ابی بکر عن ابیہ عن ابی القداح عن ابیہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چرواہوں کو رخصت دی کہ وہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن دعا کریں۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمر نے عن ابیہ عن

Marfat.com

ابی القداح بن عاصم بن عدی عن ابیہ مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چرواہوں کو رخصت دی کہ وہ باری باری آ کر یوم النحر کو رمی کریں، پھر رات اور دن دعا کریں، پھر دوسرے دن رمی کریں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے مالک نے عن عبداللہ بن ابی بکر عن ابیہ عن ابی القداح بن عاصم بن عدی عن ابیہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو منیٰ میں رات گزارنے کی رخصت دی حتیٰ کہ وہ یوم النحر کو رمی کرتے، پھر یوم النحر کو رمی کرتے، پھر دوسرے دن یا دوسرے دن کے بعد دو دن کے لیے رمی کرتے پھر بارہ ذوالحجہ کے دن رمی کرتے اور اسی طرح انہوں نے اسے عبدالرزاق سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے۔ اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے اسے مالک کی حدیث سے اور سفیان بن مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ مالک کی روایت اصح ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

باب ۴۰

ان احادیث کے بیان میں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ایام تشریق کے دوسرے دن منیٰ میں خطبہ دیا

ابوداؤد باب ای یوم یخطب میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن العلا نے ہم سے بیان کیا کہ ابن المبارک نے عن ابراہیم بن نافع عن ابن ابی نجیح عن ابیہ عن رجلین من بنی بکر ہمیں بتایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایام التشریق کے درمیانے دن خطبہ دیتے دیکھا اور ہم آپ کی اونٹنی کے پاس تھے، یہ خطبہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دیا۔ ابوداؤد اس کی روایت میں منفرد ہیں، پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ربیعہ بن عبدالرحمٰن بن حصین نے ہم سے بیان کیا کہ میری دادی سراء بنت نبہان نے۔ جو جاہلیت میں بت خانہ کی مالکہ تھی۔ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الرؤس کو ہم سے خطاب کیا اور فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا کیا ایام التشریق کا درمیانی دن نہیں، ابوداؤد اس کی روایت میں منفرد ہیں، ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح ابی حرہ[1] رقاشی کے چچا نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایام التشریق کے درمیانے دن خطبہ دیا۔ اور اس حدیث کو امام احمد نے متصل مطول بیان کیا ہے، عثمان بیان کرتے ہیں کہ عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے ہمیں ابی حرہ رقاشی سے اس کے چچا کے حوالہ سے خبر دی کہ میں ایام تشریق کے درمیانے روز میں رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور لوگوں کو آپ سے ہٹا رہا تھا، آپ نے فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم کس ماہ اور کس دن اور کس شہر میں ہو؟ انہوں نے کہا حرمت والے دن اور ماہ اور شہر میں، آپ نے فرمایا بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس ماہ اور شہر میں اس دن کی حرمت ہے یہاں تک کہ تم اللہ سے جا ملو گے، پھر فرمایا: میری بات سنو تم زندہ رہو گے آگاہ رہو ظلم نہ

[1] ابوداؤد کی تصحیح کے مطابق ابوحرہ ہے۔

Marfat.com

کرنا، ظلم نہ کرنا، کسی مسلمان کا مال اس کی رضا مندی کے بغیر حلال نہیں، آگاہ رہو، جاہلیت کا ہر خون، مال اور بڑائی قیامت تک میرے ان دونوں پاؤں کے نیچے ہے اور سب سے پہلے ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کا خون ساقط کیا جاتا ہے جو بنی سعد میں دایہ تلاش کر رہے تھے کہ ہذیل نے انہیں قتل کر دیا، آگاہ رہو جاہلیت کا ہر سود ساقط کر دیا گیا ہے اور اللہ نے فیصلہ کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت بن المطلب کا سود ساقط کیا جاتا ہے تمہارے لیے تمہارے راس المال ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد کتاب الٰہی میں جس وقت سے اس نے زمین و آسمان کو خلق کیا ہے بارہ مہینے ہے جن میں سے چار ماہ حرمت والے ہیں، یہ قائم رہنے والا دین ہے پس تم ان مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔ آگاہ رہو میرے بعد پلٹ کر کفار نہ بن جانا، تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔ آگاہ رہو بے شک شیطان اس بات سے کہ نمازی اس کی پرستش کریں مایوس ہو چکا ہے لیکن وہ تمہیں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف اکسائے گا، اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو وہ تمہارے پاس قیدی ہیں وہ اپنے لیے کچھ اختیار نہیں رکھتیں اور بے شک ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا بھی ان پر حق ہے کہ تمہارے سوا کوئی تمہارا بستر پامال نہ کرے اور جسے تم ناپسند کرتے ہو وہ انہیں تمہارے گھر آنے کی اجازت نہ دیں، پس اگر تم کو ان کی نافرمانی کا خوف ہو تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں بستروں میں چھوڑ دو اور انہیں ایسی ضرب لگاؤ جو سخت دکھ نہ ہو اور معروف طریق کے مطابق ان کی خوراک اور لباس تمہارے ذمے ہے، اور تم نے انہیں اللہ کی ودیعت سے حاصل کیا ہے اور کلام الٰہی سے ان کی فروج کو حلال کیا ہے، آگاہ رہو کہ جس کے پاس کوئی امانت ہو تو وہ اسے اس کو ادا کر دے جس نے اسے اس پر امین بنایا ہے اور اپنے ہاتھ پھیلا کر فرمایا کیا میں نے پیغام پہنچا دیا، کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ پھر فرمایا حاضر آدمی غائب تک پیغام پہنچا دے بے شک بہت سے لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں حمید بیان کرتے ہیں جب حسن کو یہ کلام پہنچا تو انہوں نے کہا خدا کی قسم انہوں نے ان لوگوں تک پیغام پہنچایا ہے جو اس سے نیک بخت ہو گئے۔

اور ابوداؤد نے اپنے سنن کے کتاب النکاح میں موسیٰ بن اسماعیل سے عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید بن جدعان عن ابی حرہ رقاشی۔ اس کا نام حنیفہ ہے۔ کے چچا سے نافرمانی کے بارے میں کچھ باتیں روایت کی ہیں۔ ابن حزم بیان کرتے ہیں کہ آپ نے یوم الرؤس کو خطبہ دیا۔ اہل مکہ بلا اختلاف یوم الرؤس سے یوم النحر کا دوسرا دن مراد لیتے ہیں، اور یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ایام التشریق کا درمیانہ دن ہے، پس یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ اوسط سے مراد اشرف ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿ وَكَذَالِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا ﴾ ابن حزم کا یہ اختیار کردہ مسلک بعید ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ولید بن عمرو بن مسکین نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سورۃ منیٰ میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی اور وہ حجۃ الوداع کے ایام التشریق کا درمیانہ دن تھا ﴿ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ﴾ پس آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ حجۃ الوداع ہے اور آپ نے اپنی ناقہ قصواء کے لانے کا حکم دیا اور آپ کے لیے اس پر کجاوہ ڈال دیا گیا، پھر آپ سوار ہوئے اور لوگوں کے لیے عقبہ میں کھڑے ہوئے اور جس قدر اللہ نے چاہا اتنے مسلمان آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے، پس آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اے لوگو! جاہلیت کا ہر خون ساقط ہے اور میں سب سے پہلے ربیعہ بن حارث کے خون کو ساقط کرتا ہوں جو بنولیث

Marfat.com

میں دایہ تلاش کر رہا تھا کہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ اور جاہلیت کا ہر سود ساقط ہو چکا ہے اور سب سے پہلے میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کے سود کو ساقط کرتا ہوں' اے لوگو! جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو خلق کیا ہے زمانہ اپنی ہیئت پر گھوم رہا ہے اور خدا کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں' رجب' مضر' جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے اور ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم (یہ قائم رہنے والا دین ہے پس ان میں تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرو' اور مہینوں کو آگے پیچھے کرنا' کفر میں اضافہ ہے ان سے کفار کو گمراہ کیا جاتا ہے جو اسے ایک سال حلال اور ایک سال حرام کر لیتے ہیں تاکہ اللہ کی حرام کردہ گنتی سے موافقت کر لیں۔

وہ ایک سال صفر کر لیتے اور ایک سال محرم کو حرام کر لیتے اور ایک سال صفر کو حرام کر لیتے اور ایک سال محرم کو حلال کر لیتے۔ اسے نسئ کہتے ہیں' اے لوگو! جس کے پاس امانت ہو وہ اسے اس کو ادا کر دے جس نے اسے اس پر امین بنایا ہے۔ اے لوگو! شیطان آخری زمانے تک تمہارے ملک میں اپنی پرستش سے مایوس ہو گیا ہے اور وہ تمہارے چھوٹے چھوٹے کاموں سے خوش ہو جائے گا پس تم اپنے دین کے بارے میں اس سے اپنے چھوٹے چھوٹے کاموں کے بارے میں محتاط رہو۔ اے لوگو! بے شک عورتیں تمہارے پاس قیدی ہیں جنہیں تم نے اللہ کی ودیعت سے حاصل کیا ہے اور کلام الٰہی سے ان کے فروج کو حلال کیا ہے' تمہارا ان پر حق ہے اور ان کا بھی تم پر حق ہے' تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے غیر کو تمہارا بستر پامال نہ کرنے دیں اور معروف امور میں تمہاری نافرمانی کریں' پس اگر وہ ایسا کریں تو تمہیں ان کے خلاف کوئی حجت حاصل نہیں اور معروف طریق کے مطابق ان کی خوراک اور لباس تمہارے ذمے ہے۔ اور اگر تم ان کو مارو تو ایسی ضرب لگاؤ جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو' اور کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں' اے لوگو! میں تم میں ایک چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اس کو تھامے رہو گے تو تم گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب ہے اس پر عمل کرو۔ اے لوگو! یہ کون سا دن ہے' انہوں نے کہا حرمت والا دن ہے۔ فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ انہوں نے کہا حرمت والا شہر ہے' فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے انہوں نے کہا حرمت والا مہینہ ہے' فرمایا بے شک اللہ نے تمہارے خون' تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں اس ماہ اور اس شہر میں اس دن کی حرمت کی طرح حرام قرار دی ہیں۔ آگاہ رہو تمہارا حاضر' غائب تک پیغام دے۔ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت ہے۔ ثم آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ گواہ رہ۔

شبہائے منیٰ میں سے ہر شب آپ کے بیت اللہ کے زیارت کرنے کی حدیث:

امام بخاری ابوحسان سے بحوالہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایام منیٰ میں بیت اللہ کی زیارت کرتے تھے آپ نے اسی طرح اسے تمریض کے صیغے کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن بن عبدان نے ہمیں اس کے متعلق بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ العمری نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عرعرہ نے ہمیں بتایا کہ معاذ بن ہشام نے ہماری طرف خط بھیجا' وہ بیان کرتے ہیں میں نے اسے اپنے باپ سے سنا ہے اور انہوں نے اسے پڑھا نہیں' وہ بیان کرتے ہیں اس میں قتادہ عن ابی حسان عن ابن عباسؓ روایت تھی کہ رسول اللہ ﷺ جب تک منیٰ میں رہے ہر شب بیت اللہ کی زیارت کیا کرتے تھے بیان کرتے ہیں میں نے کسی کو اس پر موافقت کرتے نہیں دیکھا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ثوری نے الجامع میں طاؤس سے بحوالہ ابن عباسؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ کی ہر شب کو بیت اللہ کی زیارت کو لوٹا کرتے تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

Marfat.com

باب ۴۱

وادیٔ محصب میں آپ کا نزول

ذوالحجہ کے چھٹے دن کے متعلق بعض کا قول ہے کہ اسے یوم زینت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں بدن جلال وغیرہ سے زینت پاتا ہے اور ساتویں دن کو سیرابی کا دن کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں وہ پانی سے سیرابی حاصل کرتے ہیں اور وقوف کی حالت میں اور اس کے بعد اس سے ضرورت کا پانی لے جاتے ہیں اور آٹھویں دن کو یوم منیٰ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں وہ کشادہ نالے سے منیٰ کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اور نویں دن کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں وہ وہاں وقوف کرتے ہیں۔ اور دسویں دن کو یوم النحر' یوم الاضحیٰ اور یوم حج اکبر کہتے ہیں اور اس کے ساتھ کے دن کو ٹھہرنے کا دن کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں وہ ٹھہرتے ہیں اور اسے یوم الرؤس بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں وہ قربانیوں کے سر کھاتے ہیں اور وہ ایام تشریق کا پہلا دن ہوتا ہے اور ایام تشریق کے دوسرے دن کو چلنے کا پہلا دن کہتے ہیں کیونکہ اس میں چلنا جائز ہوتا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اسی کو یوم الرؤس کہا جاتا ہے اور ایام تشریق کے تیسرے دن کو چلنے کا آخری دن کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''پس جو دو دن میں جلدی کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں''۔

اور جب چلنے کا آخری دن ہوا جو ایام تشریق کا تیسرا دن ہے اور وہ منگلوار کا دن تھا' تو رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے' پس آپ ان کو لے کر منیٰ سے چلے اور محصب میں اترے یہ مکہ اور منیٰ کے درمیان ایک وادی ہے اور وہاں آپ نے نماز پڑھی' جیسا کہ بخاری نے بیان کیا ہے کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے بحوالہ عبدالعزیز بن رفیع ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے ایسی چیز کے متعلق بتائیں جسے آپ رسول اللہ ﷺ سے بھول گئے تھے' آپ نے یوم الترویہ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی' آپ نے فرمایا منیٰ میں میں نے پوچھا آپ نے یوم النفر کو عصر کی نماز کہاں پڑھی آپ نے فرمایا کشادہ نالے میں جس طرح تمہارے امراء کرتے ہیں اسی طرح کرو۔ اور یہ روایت بھی کی گئی ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز کشادہ نالے میں پڑھی اور وہ محصب ہے۔ واللہ اعلم

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبدالمتعال بن طالب نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن الحارث نے بتایا کہ قتادہ نے اس سے بیان کیا کہ انس بن مالک نے اس کو نبی کریم ﷺ کی جانب سے بتایا کہ آپ نے ظہر عصر اور عشاء کی نماز پڑھی اور محصب میں کچھ نیند کی' پھر سوار ہو کر بیت اللہ آئے اور اس کا طواف کیا میں کہتا ہوں' یعنی طواف وداع کیا۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن الحارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ سے محصب کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو عبیداللہ نے بحوالہ نافع ہم سے بیان کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں اترے تھے۔ اور نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما محصب میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

Marfat.com

میرے خیال میں ظہر اور عصر کی نماز۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مغرب کی خالد بیان کرتے ہیں کہ میں عشاء کے بارے میں شک نہیں کرتا' پھر آپ کچھ دیر سو جاتے اور وہ اسے حضرت نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ نوح بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان نے محصب میں نزول فرمایا۔ میں نے اسے اسی طرح امام احمد کی مسند میں عبداللہ العمری کی حدیث سے بحوالہ نافع دیکھا ہے۔ اور ترمذی نے اس حدیث کو اسحاق بن منصور سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے محمد بن یحییٰ سے روایت کیا ہے اور دونوں نے عبدالرزاق سے عن عبداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کشادہ نالے میں اترا کرتے تھے۔ اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ باب میں حضرت عائشہ' ابورافع اور ابن عباس کی احادیث بھی ہیں اور حضرت ابن عمر کی حدیث غریب ہے ہم اسے صرف عبدالرزاق کی حدیث سے جانتے ہیں جو عبیداللہ بن عمر سے مروی ہے۔ اور مسلم نے اسے عن محمد بن مہران الرازی عن عبدالرزاق عن معمر عن ایوب عن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کشادہ نالے میں اترا کرتے تھے۔ اسی طرح مسلم نے اسے صخر بن جویریہ کی حدیث سے' نافع سے بحوالہ ابن عمر روایت کیا ہے کہ آپ محصب میں اترا کرتے تھے اور یوم النفر کو ظہر کی نماز سنگریزوں میں پڑھا کرتے تھے' نافع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء نے بھی سنگریزے بچھائے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس نے ہم سے بیان کیا کہ حماد ابن سلمہ نے ہم سے عن ایوب وحمید عن بکر بن عبداللہ عن ابن عمر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز بطحاء میں پڑھی' پھر کچھ نیند کی' پھر مکہ میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا اور اسی طرح احمد نے اسے عن عفان عن حماد عن حمید عن بکر عن ابن عمر روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں اضافہ کیا ہے کہ حضرت ابن عمر بھی یہی کرتے تھے۔ اور ابوداؤد نے بھی اسے اسی طرح احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ الولید نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ زہری نے ابوسلمہ سے بحوالہ ابوہریرہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں یوم النحر کی صبح کو فرمایا کہ کل ہم بنی کنانہ کی بلند جگہ پر اترنے والے ہیں جہاں انہوں نے کفر پر قائم رہنے کی قسمیں کھائی تھیں۔ اس سے مراد محصب ہے۔

اور مسلم نے اسے زہیر بن حرب سے عن الولید بن مسلم عن الاوزاعی روایت کیا ہے اور اس نے بھی اس کی مانند برابر ذکر کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں زہری سے عن علی بن الحسین عن عمرو بن عثمان عن اسامہ بن زید خبر دی کہ وہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ اپنے حج میں کل کہاں اتریں گے۔ آپ نے فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے۔ پھر فرمایا کل ہم انشاء اللہ بنی کنانہ کی بلند جگہ یعنی محصب میں اتریں گے' جہاں قریش نے کفر پر قائم رہنے کی قسمیں کھائی تھیں۔ اور یہ واقعہ یوں ہے کہ بنی کنانہ نے قریش کو بنی ہاشم کے بارے میں قسم دی کہ وہ نہ ان سے نکاح کریں' نہ خرید و فروخت کریں اور نہ انہیں پناہ دیں تا آنکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد کر دیں' پھر آپ نے اس موقع پر فرمایا: ''نہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا نہ کافر مسلم کا وارث ہوگا''۔

Marfat.com

زہری بیان کرتے ہیں کہ خیف وادی کو کہتے ہیں۔ بخاری اور مسلم نے اسے عبدالرزاق کی حدیث سے روایت کیا ہے۔
ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قبیلے کو ذلیل کرنے کے لیے محصب میں اترنے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ کفار قریش نے جب بنی ہاشم اور بنی المطلب کے بائیکاٹ کرنے کی دستاویز لکھی تو اس نے ان کی مدد کی تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد کر دیں۔ جیسا کہ ہم پہلے اس کے مقام پر اس کا ذکر کر چکے ہیں' اور اسی طرح آپ فتح مکہ کے سال بھی وہاں اترے۔ اس لحاظ سے آپ کا یہ نزول' مرغوب سنت بن جاتا ہے اور یہ ایک عالم کا قول ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ خبر دی۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس مقام پر رسول اللہ ﷺ اس لیے اترے تھے کہ آپ کے خروج کے لیے کشادہ نالہ وسیع ہو جائے۔ اور مسلم نے اسے ہشام کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے احمد بن حنبل سے عن یحییٰ بن سعید عن ہشام عن ابیہ عن عائشہؓ روایت کیا ہے' رسول اللہ ﷺ محصب صرف اس لیے اترے کہ وہ آپ کے خروج کے لیے وسیع ہو جائے اور یہ سنت نہیں' جو چاہے وہاں اترے اور جو چاہے نہ اترے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عطاء نے بحوالہ ابن عباس بیان کیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ محصب میں اترنا کوئی چیز نہیں' یہ صرف ایک منزل ہے جہاں رسول اللہ ﷺ اترے تھے۔ اور مسلم نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ وغیرہ عن سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن حنبل اور عثمان بن ابی شیبہ اور مسدد والمعنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن کیسان بحوالہ سلیمان بن یسار نے ہم سے بیان کیا کہ ابورافع نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وہاں اترنے کا حکم نہیں دیا' لیکن اس میں آپ کے لیے خیمہ لگایا گیا اور آپ وہاں اترے' مسدد بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ حضرت نبی کریم ﷺ کے ثقل تھے۔ اور عثمان کہتے ہیں کہ کشادہ نالہ مراد ہے۔ اور مسلم نے اسے قتیبہ ابوبکر زہیر بن حرب سے بحوالہ سفیان بن عیینہ روایت کیا ہے۔
حاصل کلام یہ کہ تمام لوگ اس امر پر متفق ہیں کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ منیٰ سے چلے تو محصب میں اترے۔ لیکن ان میں اختلاف یہ ہے کہ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ آپ نے وہاں اترنے کا ارادہ نہیں کیا تھا' بلکہ اتفاقاً وہاں اتر گئے تھے تاکہ آپ کے خروج کے لیے وسعت ہو جائے۔ اور ان میں سے بعض کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے وہاں اترنے کا ارادہ کیا تھا' اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آخر میں بیت اللہ کی زیارت کریں اور وہ اس سے قبل ہر جانب سے پلٹ جاتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ آخر میں بیت اللہ کی زیارت کریں۔ یعنی طواف وداع کریں۔ آپ کا ارادہ یہ تھا کہ آپ اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ بیت اللہ کا طواف وداع کریں' پس آپ زوال کے بعد قریب منیٰ سے چلے لیکن یہ آپ کے لیے ممکن ہی نہ تھا کہ آپ اس دن کے بقیہ حصے میں بیت اللہ میں آئیں اور اس کا طواف کریں اور مدینہ کی جانب سے مکہ کے باہر کی طرف کوچ کر جائیں' کیونکہ اس جم غفیر کے لیے یہ بات مشکل تھی' پس آپ کو مکہ سے قبل شب باش ہونے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور آپ کی شب باشی کے لیے محصب سے زیادہ مناسب جگہ کوئی نہ تھی' جہاں قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف بنی کنانہ سے معاہدہ کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قریش کی بات کو پورا نہ ہونے دیا بلکہ انہیں ذلیل کیا اور انہیں

Marfat.com

ناکام ونامراد واپس کر دیا اور اللہ نے اپنے دین کو غالب کیا اور اپنے نبی کی مدد کی اور اپنے بول کو بالا کیا۔ اور دین قویم کو آپ کے لیے مکمل کیا اور صراط مستقیم کو آپ کے ذریعے واضح کیا۔ پس آپ نے لوگوں کو حج کروایا اور ان کے لیے شرائع وشعائر کو واضح کیا اور مناسک کی تکمیل کے بعد چل پڑے اور اس جگہ پر اترے جہاں قریش نے ظلم وزیادتی اور بائیکاٹ کی قسمیں کھائی تھیں' پس آپ نے وہاں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھیں اور تھوڑی سی نیند کی۔ اور آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بھائی عبدالرحمان کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ انہیں تنعیم سے عمرہ کرائیں اور وہ عمرہ سے فارغ ہو کر آپ کے پاس آ جائیں' پس جب آپ نے اپنا عمرہ ادا کر لیا اور واپس آ گئیں تو آپ نے مسلمانوں میں بیت العتیق کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ جیسا کہ ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ وہب بن بقیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے خالد نے عن افلح عن القاسم عن عائشہؓ بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ میں نے تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھا اور میں نے آ کر اپنا عمرہ ادا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشادہ نالے میں میرا انتظار کیا یہاں تک کہ میں فارغ ہو گئی اور آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ آئے اور اس کا طواف کیا پھر باہر نکل گئے اور صحیحین میں اسے افلح بن حمید کی حدیث سے روایت کیا گیا ہے۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر حنفی نے ہم سے بیان کیا کہ افلح نے قاسم سے اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانگی کے آخری روز روانہ ہوئی اور آپ محصب میں اترے۔ ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابن بشار نے ذکر کیا کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم کی طرف بھیجا' آپ فرماتی ہیں پھر میں سحر کے وقت آئی تو آپ نے صحابہ میں کوچ کا اعلان کر دیا' پس آپ نے کوچ کیا اور صبح کی نماز سے قبل بیت اللہ کے پاس سے گزرے اور جب آپ نکلے تو آپ نے اس کا طواف کیا' پھر مدینہ کی طرف لوٹ گئے اور بخاری نے اسے محمد بن بشار سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں یہ بات ظاہر ہے کہ آپ نے اس روز صبح کی نماز اپنے اصحاب کو کعبہ کے پاس پڑھائی اور اپنی نماز میں یہ پوری سورت پڑھی: ﴿وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ﴾ اس لیے کہ بخاری نے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے عن محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل عن عروہ بن الزبیر عن زینب بنت ابی سلمہ عن ام سلمہ مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ آپ نے فرمایا: لوگوں کے پیچھے طواف کر لے' تو سوار ہے' پس میں نے طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ والطور وکتاب مسطور پڑھ رہے تھے۔ اور ترمذی کے سوا بقیہ جماعت نے اسے مالک کی حدیث سے اسی قسم کے اسناد سے بحوالہ ام سلمہ روایت کیا ہے اور بخاری نے اسے ہشام بن عروہ کی حدیث سے اسی قسم کے اسناد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' آپ اس وقت مکہ میں تھے اور آپ نے خروج کا ارادہ کیا اور حضرت ام سلمہ نے ابھی طواف نہیں کیا تھا اور خروج کا ارادہ کر رہی تھیں' آپؐ نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا: جب صبح کی نماز کھڑی ہو جائے تو تم اپنے اونٹ پر طواف کر لینا اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں گے۔ اور امام احمد نے روایت کی ہے کہ ابومعاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے ہم سے اپنے باپ سے عن زینب بنت ابی سلمہ عن ام سلمہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ مکہ میں یوم

Marfat.com

النحر کو صبح کی نماز میں آپ کے ساتھ جائیں اور یہ اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق ہے لیکن اس طریق سے اسے کسی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت نہیں کیا اور شاید یوم النحر کا قول راوی کی غلطی ہے یا لکھنے والے کی' وہ یوم النفر تھا اور اس کی تائید بخاری کی روایت سے ہوتی ہے۔ جسے ہم نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

حاصل کلام یہ کہ جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور ملتزم میں اس رکن کے درمیان جس میں حجر اسود ہے اور باب کعبہ کے درمیان کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور اپنے جسم کو کعبہ کے ساتھ لگایا۔ اور ثوری نے المثنیٰ بن الصباح سے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا چہرہ اور سینہ ملتزم سے لگائے دیکھا۔ المثنیٰ ضعیف ہے۔

باب ۴۲

پھر آپ مکہ کے نچلے حصے سے باہر نکل گئے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے بالائی حصے سے داخل ہوئے اور نچلے حصے سے باہر نکل گئے۔ اسے بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے اور حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بطحاء کی بالائی گھاٹی سے داخل ہوئے اور نچلی گھاٹی سے باہر نکل گئے۔ اور ان الفاظ میں بھی یہ روایت آئی ہے کہ آپ کداء سے داخل ہوئے اور کدی سے باہر چلے گئے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ اجلح بن عبداللہ نے ابوزبیر سے بحوالہ حضرت جابر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ غروب آفتاب کے وقت مکہ سے نکلے اور نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ آپ سرف پہنچ گئے جو مکہ سے نو میل کے فاصلے پر ہے۔ اور یہ حدیث بہت غریب ہے۔ اور اجلح کے بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے اور شاید یہ حجۃ الوداع کے علاوہ کسی اور موقع کی بات ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے نماز صبح کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ نے غروب آفتاب تک اسے کیوں مؤخر کیا' یہ حدیث بہت غریب ہے' سوائے اس کے کہ ابن حزم نے جو ادعا کیا ہے وہ صحیح ہو کہ حضور ﷺ بیت اللہ کا طواف وداع کرنے کے بعد مکہ سے محصب کی طرف لوٹ آئے مگر انہوں نے اس پر کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بیان کیا ہے۔ جب وہ تنعیم سے اپنے عمرہ سے واپس آئیں تو آپ کو صعدۃ میں ملیں اور وہ اہل مکہ کے پاس آنے کے لیے اترنے کی جگہ ہے اور آپ چڑھائی چڑھ رہے تھے' ابن حزم بیان کرتے ہیں کہ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ سے آ رہی تھیں اور آپ نیچے جا رہے تھے۔ کیونکہ آپ عمرہ کے لیے آئی تھیں اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتظار کیا یہاں تک کہ آپ آ گئیں۔ پھر آپ طواف وداع کے لیے چلے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ سے واپسی پر محصب کی طرف جاتے ہوئے ملے۔ اور امام بخاری باب من نزل بذی طوی اذا رجع من مکۃ میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حماد بن زید نے ہم سے عن ایوب عن نافع عن ابن عمر بیان کیا کہ آپ جب آتے تو ذی طویٰ میں رات گزارتے اور صبح کو داخل ہوتے اور جب واپس لوٹتے تو ذی طویٰ سے گزرتے اور وہاں رات گزارتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے اسے جزم کے صیغہ کے ساتھ معلق بیان کیا ہے اور انہوں نے اور مسلم نے اسے حماد بن زید کی حدیث سے قوت دی ہے

Marfat.com

لیکن اس میں واپسی پر ذی طویٰ پر رات گزارنے کا ذکر نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

اس میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ کچھ آبِ زمزم لے گئے' حافظ ابوعیسیٰ ترمذی بیان کرتے ہیں کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا کہ خلاد بن یزید الجعفی نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن معاویہ نے ہم سے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ بیان کیا کہ آبِ زمزم لاتی تھیں اور بتاتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسے لایا کرتے تھے' یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے اسی طریق سے جانتے ہیں اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے ہمیں بتایا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے عن سالم عن نافع عن عبداللہ بن عمر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ یا حج یا عمرہ سے واپس آتے تو تین بار تکبیر کہنے سے آغاز کرتے پھر کہتے:

لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر، آئبون تائبون عابدون، ساجدون لربنا حامدون، صدق اللہ وعدہٗ و نصر عبدہ، و ھزم الاحزاب وحدہٗ. اس بارے میں بہت سی احادیث ہیں۔ وللہ الحمد والمنہ.

باب ۴۳

اس حدیث کے بیان میں جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر جحفہ کے قریب مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ پر خطبہ دیا جسے غدیر خم کہتے ہیں اور آپ نے اس خطبہ میں حضرت علی بن ابی طالب کی فضیلت بیان کی اور ارض یمن میں آپ کے بعض ساتھیوں نے اس عادلانہ بات کے باعث جو آپ سے صادر ہوئی اور جسے بعض نے ظلم، تنگی اور بخل خیال کیا' اس سے آپ کا دامن پاک کیا۔

اس لیے جب آپ مناسک کے بیان سے فارغ ہوئے اور مدینہ کی طرف واپس لوٹے تو آپ نے راستے میں اس بات کو واضح کیا اور اس سال ۱۸ ذوالحجہ کو اتوار کے روز غدیر خم میں درخت کے نیچے ایک عظیم الشان خطبہ دیا اور اس میں کچھ باتوں کو واضح کیا اور حضرت علی کی فضیلت و امانت اور عدالت و قرابت کو بیان کیا جس سے آپ نے اس رنجش کو دور کر دیا جو بہت سے لوگوں کے دلوں میں پائی جاتی تھی' اور ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور قوت سے اس بارے میں وارد ہونے والی احادیث کو بیان کریں گے اور ان میں سے صحیح و ضعیف کو واضح کریں گے۔ اور اس حدیث کے واقعہ پر ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے جو مفسر اور مورخ ہیں بڑی توجہ دی ہے اور اس کے متعلق دو جلدیں لکھی ہیں جن میں اس حدیث کے طرق و الفاظ بیان کیے ہیں اور فاسد و پاکیزہ اور صحیح و سقیم کو بیان کیا ہے۔ اکثر محدثین کی عادت ہے کہ وہ صحیح و ضعیف کی تمیز کیے بغیر جو کچھ بھی انہیں اس باب میں ملتا ہے بیان کر دیتے ہیں۔ اسی طرح حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر نے اس خطبہ میں بہت سی احادیث بیان کی ہیں اور اس بارے میں ہمارے عظیم علماء سے جو خاص روایات بیان کی گئی ہیں ہم ان کا ذکر کریں گے جو شیعہ حضرات کے لیے دیکھنے کی چیز ہے اور ان کا کوئی متمسک اور دلیل نہیں ہے' جسے ہم عنقریب واضح کریں گے اور اس کے متعلق آگاہ کریں گے پس ہم اللہ کی مدد سے بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

محمد بن اسحاق حجۃ الوداع کے سلسلہ میں بیان کرتا ہے کہ یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حرہ نے مجھ سے بحوالہ یزید بن طلحہ بن رکانہ بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی مکہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملنے آئے تو آپ جلدی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو اپنی فوج پر اپنا نائب مقرر کیا پس اس آدمی نے فوج کے ہر آدمی کو کتان کے اس کپڑے کا حلہ پہنا دیا جو حضرت علی کے پاس تھا' پس جب آپ کی فوج قریب آئی تو حضرت علی اس سے ملاقات کرنے باہر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حلے زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا برا ہو یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے فوج کو حلے پہنا دیئے ہیں تا کہ جب وہ لوگوں میں آئیں تو خوبصورت معلوم ہوں۔ آپ نے فرمایا: تیرا برا ہو' رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے سے پہلے انہیں اتار دو' راوی بیان کرتا ہے کہ فوج کے ساتھ جو سلوک ہوا اس نے اس کی شکایت کی' ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عبیداللہ بن عبدالرحمان بن معمر بن خرم نے سلیمان بن محمد بن کعب بن عجرہ سے اس کی پھوپھی زینب بنت کعب سے جو ابوسعید خدری کے ہاں تھی۔ بحوالہ ابوسعید مجھ سے بیان کیا کہ لوگوں نے حضرت علی کی شکایت کی' تو رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو' حضرت علی کی شکایت نہ کرو' قسم بخدا وہ اللہ کی ذات کے بارے میں یا راہ خدا میں بہت سخت ہیں' کجا یہ کہ ان کی شکایت کی جائے' اور امام احمد نے اسے محمد بن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ اللہ کی ذات کے بارے میں یا راہِ خدا میں بہت سخت ہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ فضل بن دکین نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعیینہ نے ہم سے عن الحکم عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن بریدہ بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کے ساتھ یمن پر حملہ کیا۔ اور میں نے ان سے بدسلوکی محسوس کی اور جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے حضرت علی کی عیب گوئی کی' اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے بریدہ کیا میں مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جسے میں محبوب ہوں' علی بھی اسے محبوب ہے''۔ اسی طرح نسائی نے اسے عن ابی داؤد الحرانی عن ابی نعیم الفضل بن دکین عن عبدالملک بن ابی عیینہ' اس قسم کی اسناد سے روایت کیا ہے اور یہ اسناد جید اور قوی ہے اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

اور نسائی نے اپنے سنن میں عن محمد بن المثنی عن یحییٰ بن حماد عن ابی معاویہ عن اعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس لوٹے اور غدیر خم پر اترے تو آپ نے سائبان لگانے کا حکم دیا جو کھڑے کر دیئے گئے۔ پھر فرمایا: یوں معلوم ہوتا ہے کہ مجھے بتلایا گیا ہے اور میں نے جواب دیا ہے۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں کتاب اللہ اور اپنی اولاد اہل بیت کو چھوڑے جا رہا ہوں پس دیکھو تم ان دونوں کے بارے میں میری کیسے نیابت کرتے ہو۔ اور یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض پر آ جائیں گی' پھر فرمایا: اللہ میرا مولیٰ ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسے میں محبوب ہوں یہ اس کا ولی ہے۔ اے اللہ جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ میں نے زید سے کہا میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس نے کہا سائبانوں تلے جو آدمی تھے ان میں سے ہر ایک نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے

Marfat.com

سنا ہے۔ نسائی اس طریق سے اسے روایت کرنے میں منفرد ہیں' ہمارے شیخ ابو عبداللہ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اور ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ علی بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالحسین نے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن علی بن زید بن جدعان عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے حج میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تو آپ راستے میں اتر پڑے اور حکم دیا کہ لوگوں کو جمع ہونے کا اعلان کر دیا جائے' پس آپ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں ہوں' انہوں نے جواب دیا بیشک' فرمایا کیا میں ہر مومن کو اس کی جان سے زیادہ عزیز نہیں' انہوں نے جواب دیا بے شک' تو فرمایا جسے میں محبوب ہوں یہ اس کا ولی ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ اور اسی طرح اسے عبدالرزاق نے عن معمر عن علی بن زید بن جدعان عن عدی عن البراء روایت کیا ہے۔ اور ابو یعلیٰ موصلی اور حسن بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ہدبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن علی بن زید وابی ہارون عن عدی بن ثابت عن البراء ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور جب ہم غدیر خم پر آئے تو دو درختوں کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے لیے جھاڑو دیا گیا اور لوگوں میں جمع ہونے کے لیے اعلان کر دیا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا اور فرمایا: کیا میں ہر آدمی کو اس کی جان سے زیادہ عزیز نہیں ہوں؟ انہوں نے جواب دیا بیشک آپ نے فرمایا: جسے میں محبوب ہوں یقیناً یہ اسے محبوب ہے' اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا: آپ کو مبارک ہو آپ صبح و مساء ہر مومن کے محبوب ہو گئے ہیں اور ابن جریر نے اسے عن ابی زرعہ عن موسیٰ بن اسماعیل عن حماد بن سلمہ عن علی بن زید وابی ہارون العبدری اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔ عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب روایت کیا ہے۔ اور ابن جریر نے اس حدیث کو موسیٰ بن عثمان حضرمی سے جو بہت ضعیف ہے عن ابی اسحاق سبیعی عن البراء و زید بن ارقم روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک نے ہم سے ابی عبدالرحیم کندی سے بحوالہ زاذان ابی عمرو بیان کیا کہ میں نے رحبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں سے جنہوں نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا' اپیل کرتے سنا اور وہ وہی بات کہہ رہے تھے جو آپ نے کہی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ بارہ آدمیوں نے اٹھ کر گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہے۔ اور یہ ابو عبدالرحیم معروف نہیں ہے۔ اور امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ اپنے باپ کے مسند میں علی بن حکیم الاودی کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ شریک نے ہمیں عن ابی اسحاق عن سعید بن وہب عن زید بن یثیع خبر دی کہ حضرت علی نے رحبہ میں ان لوگوں سے اپیل کی جنہوں نے غدیر خم میں رسول اللہ ﷺ کو وہ بات فرماتے سنا جو آپ نے فرمائی' وہ کھڑا ہو جائے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ سعید کی طرف سے چھ اور زید کی طرف سے چھ آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی سے کہتے سنا' کیا اللہ مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں' انہوں نے جواب دیا بیشک آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے۔ اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے

Marfat.com

عداوت رکھ' عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ علی بن حکیم نے مجھ سے بیان کیا کہ شریک نے ابواسحاق سے بحوالہ عمرو ہمیں ابواسحاق کی حدیث جیسے معاملے کی خبر دی یعنی سعید اور زید سے' اور اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ "جو اس کی مدد کرے اس کی مدد کر اور جو اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے' اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے"۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ علی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے ہم سے عن اعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل' عن زید بن ارقم' عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور نسائی' کتاب خصائص علی میں بیان کرتے ہیں کہ حسین بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے فضل بن موسیٰ عن اعمش عن ابی اسحاق عن سعید بن وہب نے بیان کیا کہ حضرت علی نے رحبہ میں کہا کہ میں اس آدمی سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں' جس نے غدیر خم کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بیشک اللہ تعالیٰ مومنین کا ولی ہے اور جس کا میں ولی ہوں یہ اس کا ولی ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ اور جو اس کی مدد کرے اس کی مدد کر"۔ اسی طرح شعبہ نے اسے ابواسحاق سے روایت کیا ہے اور یہ اسناد جید ہے اور اسی طرح نسائی نے اسے اسرائیل کی حدیث سے عن ابی اسحاق عن عمرو ذی امر روایت کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علی نے رحبہ میں لوگوں سے اپیل کی تو کچھ لوگوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے غدیر خم کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جسے میں محبوب ہوں بیشک علی بھی اسے محبوب ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ اور جو اس سے پیار کرے اس سے پیار کر اور جو اس سے بغض رکھے اس سے بغض رکھ اور جو اس کی مدد کرے' اس کی مدد کر۔ اور ابن جریر نے اسے عن احمد بن منصور عن عبدالرزاق عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن زید بن وہب و عبد خیر عن علی روایت کیا ہے اور ابن جریر نے اسے عن احمد بن منصور عن عبیداللہ بن موسیٰ' جو ثقہ شیعہ ہے' عن خطر بن خلیفہ عن ابی اسحاق عن زید بن وہب و زید بن یثیع و عمرو ذی امر بھی روایت کیا ہے کہ حضرت علی نے کوفہ میں لوگوں سے اپیل کی اور پھر اس نے پوری حدیث کو بیان کیا۔

اور عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن عمر قواریری نے مجھ سے بیان کیا کہ یونس بن ارقم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی زیاد نے ہم سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کیا کہ میں نے رحبہ میں حضرت علی کو لوگوں سے اپیل کرتے دیکھا' آپ نے فرمایا میں اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے غدیر خم کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جسے میں محبوب ہوں' علی بھی اسے محبوب ہے۔ آپ نے کھڑے ہو کر گواہی دی' عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ بارہ بدری کھڑے ہوئے گویا میں ان میں سے ہر ایک کو دیکھ رہا ہوں انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے غدیر خم کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کیا میں مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں اور کیا میری بیویاں ان کی مائیں نہیں' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ یہ اسناد ضعیف غریب ہے۔ اور عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن عمیر وکیعی نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن عقبہ بن ضرار القیسی نے ہم سے بیان کیا کہ سماک نے ہمیں عبید بن الولید سے خبر دی اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے پاس گیا آپ نے مجھ کو بتایا کہ انہوں نے حضرت علی کو رحبہ میں دیکھا آپ نے کہا

Marfat.com

میں اس آدمی سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے اور غدیر خم کے روز دیکھا ہے وہ کھڑا ہو جائے اور وہی آدمی کھڑا ہو جس نے آپ کو دیکھا ہے تو بارہ آدمی کھڑے ہوئے جنہوں نے کہا ہم نے آپ کو دیکھا اور سنا ہے۔ آپ حضرت علی کے ہاتھ کو پکڑے فرما رہے تھے: اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت کرے اس سے عداوت کر۔ اور جو اس کی مدد کرے اس کی مدد کر اور جو اسے بے یار و مددگار چھوڑے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے۔ تو تین آدمی کھڑے نہ ہوئے آپ نے ان پر بددعا کی تو انہیں آپ کی بددعا لگ گئی۔

اور اسی طرح انہوں نے عبدالاعلیٰ بن عامر تغلبی سے بحوالہ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ بھی روایت کی ہے۔ اور ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ احمد بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عامر العقدی نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمر بن علی نے مجھ سے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت علی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ خم میں درخت کے پاس آئے اور اس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ ''جسے میں محبوب ہوں بیشک علی بھی اسے محبوب ہے''۔ اور بعض نے اسے عن ابی عامر عن کثیر عن محمد بن عمر بن علی عن علی منقطع روایت کیا ہے اور اسماعیل عن عمرو البجلی جو ضعیف ہے عن مسعر عن طلحہ بن مصرف عن عمیرہ بن سعد بیان کرتا ہے کہ اس نے حضرت علی کو منبر پر رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب سے اپیل کرتے دیکھا جنہوں نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو سنا تھا، پس بارہ آدمی کھڑے ہو گئے، جن میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو سعید اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے۔ اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ اور عبیداللہ بن موسیٰ نے اسے ہانی بن یعقوب سے روایت کیا ہے جو طلحہ بن مصرف میں اسے روایت کرنے میں ثقہ ہے اور عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن الشاعر نے مجھ سے بیان کیا کہ شبابہ نے ہم سے بیان کیا کہ نعیم بن حکیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابو مریم اور علی کے ہم نشینوں میں سے ایک آدمی نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے روز فرمایا، جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے، وہ بیان کرتے ہیں بعد میں لوگوں نے یہ اضافہ کر لیا کہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ اور ابو داؤد نے اس سند سے حدیث الحرج کو روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین بن محمد اور ابو نعیم المعنی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے قطن نے بحوالہ ابو الطفیل بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو رحبہ میں جمع کیا۔ یعنی مسجد کوفہ کے صحن میں۔ اور فرمایا میں ہر اس آدمی سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، جو سنا، جب آپ کھڑے ہوئے تو بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے گواہی دی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ کر لوگوں سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں باہر نکل گیا گویا میرے دل میں کوئی خلجان ہے پس میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے انہیں کہا، میں نے حضرت علی کو اس اس طرح بیان کرتے سنا ہے، آپ نے فرمایا اس کا انکار نہ کرنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو انہیں یہ کہتے سنا ہے۔ اسی طرح امام احمد نے اسے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے مسند

Marfat.com

میں بیان کیا ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور ترمذی نے اسے عن بندار عن غندر عن شعبہ عن سلمہ بن کہیل روایت کیا ہے میں نے ابو الطفیل کو ابی سریحہ یا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے شعبہ کو شک ہوا ہے۔ بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے' اور ابن جریر نے اسے عن احمد بن حازم عن ابی نعیم عن کامل ابی العلاء عن حبیب بن ابی ثابت عن یحییٰ بن جعدہ عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہم سے عن مغیرہ عن ابی عبید عن میمون ابی عبداللہ بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں سن رہا تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اترے جسے خم کہا جاتا تھا پس آپ نے نماز کا حکم دیا اور اسے سخت گرمی میں پڑھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے ہم سے خطاب کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت تلے ایک کپڑے کے سائے میں بیٹھ گئے' جو آپ کو گرمی سے بچاتا تھا' آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے۔ یا کیا تم گواہی نہیں دیتے۔ کہ میں ہر مومن کو اس کی جان سے زیادہ عزیز ہوں' انہوں نے جواب دیا بے شک۔ آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں یقیناً علی اسے محبوب ہے اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ پھر امام احمد نے اسے عن غندر عن شعبہ عن میمون بن عبداللہ عن زید بن ارقم الیٰ قولہ' جسے میں محبوب ہوں علی اسے محبوب ہے' روایت کیا ہے۔ میمون بیان کرتے ہیں کہ مجھے کچھ لوگوں نے بحوالہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ یہ اسناد جید ہے اور اس کے رجال سنن کی شرط کے مطابق ثقہ ہیں۔ اور ترمذی نے اس سند کے ساتھ ریث کے بارے میں حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ حنش بن حارث بن لقیط انجعی نے ہم سے بحوالہ رباح بن حارث بیان کیا کہ ایک رحبہ میں ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور انہوں نے کہا اے ہمارے محبوب آپ پر سلام' آپ نے فرمایا میں آپ کا محبوب کیسے ہوں جبکہ تم عرب قوم ہو' انہوں نے جواب دیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز فرماتے سنا' جسے میں محبوب ہوں اسے یہ محبوب ہے رباح کا بیان ہے کہ جب وہ چلے گئے تو میں ان کے پیچھے گیا اور میں نے پوچھا یہ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا ہم انصار کا ایک گروہ ہیں' ان میں حضرت ابوایوب انصاری بھی تھے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حنش نے بحوالہ رباح بن حارث ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کچھ انصاری لوگوں کو دیکھا کہ وہ رحبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' تو آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں' تو انہوں نے کہا یا امیر المومنین ہم آپ کے محب ہیں اور آپ نے اس لفظ کا مفہوم بیان کیا۔ اور یہ حدیث آپ کے افراد میں سے ہے۔ اور ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ احمد بن عثمان ابو الجوزاء نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن خالد بن عثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن یعقوب زمعی نے جو صادق ہے ہم سے بیان کیا کہ مہاجر بن مسمار نے بحوالہ عائشہ بنت سعد مجھ سے بیان کیا کہ اس نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جحفہ کے روز فرماتے سنا۔ اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا ولی ہوں' لوگوں نے کہا آپ نے درست فرمایا' پس آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بلند کیا اور فرمایا یہ میرا ولی اور میری طرف سے ادائیگی کرنے والا ہے اور بے شک اللہ اس سے محبت کرنے والا ہے جو اس سے محبت کرتا ہے' اور اس سے عداوت کرنے والا ہے جو اس سے عداوت کرتا ہے۔ ہمارے شیخ ذہبی کا قول ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے' پھر ابن جریر نے اسے یعقوب بن جعفر بن ابی کبیر کی حدیث سے

Marfat.com

بحوالہ مہاجر بن مسمار روایت کیا ہے اور پوری حدیث بیان کی ہے اور یہ کہ حضور ﷺ ٹھہر گئے یہاں تک کہ بعد کے لوگ بھی آپ سے مل گئے اور جو پہلے آ چکے تھے آپ نے ان کو واپس جانے کا حکم دیا اور ان کو اس حدیث پر لیکچر دیا۔

اور ابو جعفر بن جریر طبری کتاب غدیر خم کی جلد اوّل میں بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو عبداللہ ذہبی نے بیان کیا کہ میں نے اسے ابن جریر کے ایک مکتوبہ نسخہ میں دیکھا ہے۔ محمود بن عوف طائی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن کشیط نے، جمیل بن عمارہ سے بحوالہ سالم بن عبداللہ بن عمر ہم سے بیان، ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، لیکن میری کتاب میں یہ موجود نہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جبکہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے سنا کہ جسے میں محبوب ہوں اسے یہ محبوب ہے، اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ اور حدیث غریب ہے بلکہ منکر ہے اور اس کا اسناد ضعیف ہے۔ اور اس جمیل بن عمارہ کے بارے میں حضرت امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق اعتراض پایا جاتا ہے۔

اور مطلب بن زیاد، عبداللہ بن محمد بن عقیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہم غدیر خم میں جحفہ مقام پر تھے کہ رسول اللہ ﷺ خیمے سے نکل کر ہمارے پاس آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسے میں محبوب ہوں، اسے علیؓ محبوب ہے۔ ہمارے شیخ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور ابن لہیعہ نے اسے عن بکرہ بن سوارہ وغیرہ عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن عن جابر اسی طرح روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم اور ابن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابو اسحاق سے بحوالہ حبشی بن جنادہ ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن آدم نے جو حجۃ الوداع میں شامل تھے، ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ اور میری طرف سے صرف میں یا علیؓ ادائیگی کر سکتے ہیں، اور ابن بکیر بیان کرتے ہیں۔ کہ میرا قرض صرف میں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ادا کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح احمد نے اسے ابو احمد زبیری سے بحوالہ اسرائیل بیان کیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں اور زبیری نے اسے ہم سے بیان کیا ہے کہ شریک نے ہم سے ابو اسحاق سے بحوالہ حبشی بن جنادہ ایسے ہی بیان کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے ابو اسحاق سے پوچھا کہ آپ نے اس سے کس جگہ سنا ہے تو اس نے کہا، اس نے ہمیں ایک مجلس میں جبانۃ السبیع میں ہمیں آگاہ کیا۔ اور اسی طرح احمد نے اسے اسود بن احمر اور یحییٰ بن آدم سے بحوالہ شریک روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے اسماعیل بن موسیٰ سے بحوالہ شریک روایت کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے ابو بکر بن ابی شیبہ، سوید بن سعید اور اسماعیل بن موسیٰ سے روایت کی ہے۔ اور تینوں نے اسے شریک سے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے احمد بن سلیمان سے عن یحییٰ بن آدم عن اسرائیل روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح اور غریب کہا ہے۔ اور سلیمان بن خرم، جو ضعیف ہے۔ نے اسے ابو اسحاق سے بحوالہ حبشی بن جنادہ روایت کیا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو غدیر خم کے روز فرماتے سنا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے، اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ۔ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ اور پوری حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور حافظ ابو یعلیٰ موصلی بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے ہمیں ابو یزید الاودی سے بحوالہ اس کے باپ کے خبر دی وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو

Marfat.com

ایک نوجوان نے آپ کے پاس آ کر کہا میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں! اور ابن جریر نے اسے عن ابی کریب عن شاذان عن شریک روایت کیا ہے۔ اور ادریس الاودی نے اپنے بھائی ابویزید سے جس کا نام داؤد بن یزید ہے اس کی متابعت کی ہے اور اسی طرح ابن جریر نے اسے ادریس اور داؤد کی حدیث سے جسے ان دونوں نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے روایت کیا ہے۔

اور جو حدیث حمزہ نے عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا تو فرمایا جسے میں محبوب ہوں علی بھی اسے محبوب ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ: ﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غدیر خم کا روز تھا' جو شخص ۱۸/ ذوالحجہ کو روزہ رکھے اس کے ساٹھ ماہ کے روزے لکھے جاتے ہیں' یہ حدیث بہت منکر ہے' بلکہ صحیحین میں امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جو حدیث ثابت ہے اس کی مخالفت کی وجہ سے جھوٹی ہے۔ کیونکہ اس میں بیان ہوا ہے کہ یہ آیت یوم عرفہ کو جمعہ کے روز نازل ہوئی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ اس وقت عرفہ میں کھڑے تھے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اسی طرح اس کا یہ قول کہ ۱۸/ ذوالحجہ کا دن' غدیر خم کا دن تھا اور اس کا روزہ ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر ہے' درست نہیں' کیونکہ صحیح میں اس کا یہ مفہوم ثابت ہو چکا ہے کہ ماہ رمضان کے روزے دس ماہ کے روزوں کے برابر ہیں' پس ایک دن کا روزہ ساٹھ ماہ کے برابر کیسے ہو سکتا ہے یہ باطل ہے اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بہت منکر ہے۔ اور جشون الخلال اور احمد بن عبداللہ بن احمد النیری نے اسے علی بن سعید الرکلی سے بحوالہ ضمرہ روایت کیا ہے اور جشون اور احمد دونوں صادق ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو حضرت عمر بن الخطاب' مالک بن حویرث' انس بن مالک اور ابوسعید رضی اللہ عنہم وغیرہ کی حدیث سے کمزور اسانید کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کا پہلا حصہ متواتر ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا ہوگا' اور اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ' یہ ایک قوی الاسناد اضافہ ہے اور روزے والی بات درست نہیں اور قسم بخدا یہ آیت بھی غدیر خم سے قبل عرفہ کے روز جو ایام اللہ میں سے ہے' نازل ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

اور طبرانی بیان کرتے ہیں کہ اصبہانی کے وزیر علی بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن محمد المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن محمد بن یوسف بن شباں بن مالک بن مسمع نے ہم سے بیان کیا کہ سہل بن حنیف بن سہل بن مالک برادر کعب بن مالک نے اپنے باپ سے بحوالہ اپنے دادا کے ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ آئے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خدا کی حمد وثنا کی پھر فرمایا۔ اے لوگو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کبھی دکھ نہیں دیا پس تم ان کی اس بات سے مطلع ہو جاؤ' اے لوگو! میں حضرت ابوبکر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور اولین مہاجرین سے راضی ہوں۔ پس تم ان کی اس بات سے مطلع ہو جاؤ' اے لوگو! میرے اصحاب' میرے احباب اور رشتہ داروں کے بارے میں مجھ سے یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان کی کسی بے انصافی کے متعلق تم سے مطالبہ نہیں کرے گا' اے لوگو! اپنی زبانوں کو مسلمانوں کے بارے میں بند کر لو۔ اور جب ان میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کے متعلق اچھی باتیں کرو۔

Marfat.com

باب ٤٤

ہجرت کا گیارہواں سال

یہ سال شروع ہوا تو حجۃ الوداع سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ کی سواری مدینہ مطہرہ میں ٹھہر گئی' اور اس سال بڑے بڑے عظیم واقعات ہوئے جن میں سب سے عظیم واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو دار فانی سے اٹھا کر نعیم ابدی کی طرف جنت کے بلند و بالا مقام میں لے گیا جس سے بلند تر مقام کوئی نہیں' جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴾ اور یہ واقعہ مکمل طور پر اس پیغام کی ادائیگی کے بعد ہوا جس کے ابلاغ کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ اور آپ نے اپنی امت کو نصیحت کی اور ان کی اس بھلائی کی طرف راہ نمائی کی جو آپ انہیں سکھانا چاہتے تھے' اور جو بات دنیا و آخرت میں ضرر رساں تھی انہیں انتباہ و انذار کیا۔ اور قبل ازیں ہم وہ بات بیان کر چکے ہیں جسے بخاری اور مسلم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آیت ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ جمعہ کے روز نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ عرفہ میں کھڑے تھے۔ اور ہم نے جید طریق سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رو پڑے' آپ سے پوچھا گیا آپ کس وجہ سے گریہ کناں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ کمال کے بعد کمی ہی ہوتی ہے۔ گویا آپ کو حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کا احساس ہو گیا تھا اور حضور ﷺ نے اس کی طرف اشارہ بھی کر دیا تھا' جسے مسلم نے ابن جریج کی حدیث سے عن ابی الزبیر عن جابر روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ کے پاس کھڑے ہو کر ہمیں فرمایا مجھ سے اپنے مناسک سیکھ لو' شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں۔ اور قبل ازیں ہم وہ روایت بھی بیان کر چکے ہیں جسے حافظ ابوبکر البزار اور حافظ بیہقی نے موسیٰ بن عبیدہ ربذی کی حدیث سے عن صدقہ بن یسار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سورۃ ﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴾ ایام التشریق کے درمیانے روز نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سمجھ لیا کہ یہ حجۃ الوداع ہے پس آپ نے اپنی ناقہ قصواء کے لانے کا حکم دیا جسے کجاوہ ڈال کر لایا گیا' پھر آپ نے حضور ﷺ کے اس دن کے خطبے کا ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور یہی جواب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس وقت دیا جب آپ نے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت' تقدم اور علم دکھانے کے لیے ان سے اس سورت کی تفسیر پوچھی تھی کیونکہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کو' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مشائخ بدر کے ساتھ بٹھانے اور مقدم کرنے پر ملامت کی تھی' آپ نے فرمایا جس وجہ سے میں ایسا کرتا ہوں تمہیں معلوم ہی ہے' پھر آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں ان سے اس سورت ﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴾ کی تفسیر کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں فتح دے تو ہم اللہ تعالیٰ کو یاد

Marfat.com

کریں اور اس کی حمد کریں اور اس سے بخشش طلب کریں۔ آپ نے فرمایا' اے ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کیا کہتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی طرف اشارہ ہے اور اس میں آپ کو موت کی اطلاع دی گئی ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی اس کے متعلق وہی کچھ جانتا ہوں جو آپ جانتے ہیں' اور ہم نے اس سورت کی تفسیر میں' وہ باتیں بیان کی ہیں جو کئی وجوہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر دلالت کرتی ہیں اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تفسیر کے منافی نہیں۔

اسی طرح امام احمد نے وکیع سے عن ابن ابی ذئب عن صالح مولی التوامہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے ساتھ حج کیا تو فرمایا: صرف یہی حج ہے پھر وہ تنگی کے غلبے کے ساتھ وابستہ ہو جائیں گی۔ احمد اس طریق سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

اور ابوداؤد نے اسے ایک اور جید طریق سے روایت کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ لوگوں کو اس سال آپ کی وفات کا احساس ہو گیا تھا اور اس واقعہ کے متعلق جو احادیث و آثار مروی ہیں ہم انہیں بیان کریں گے۔ اور اس سے پہلے ہم اس جگہ وفات سے قبل' ان باتوں کو بیان کریں گے جنہیں ائمہ محمد بن اسحاق بن یسار' ابوجعفر بن جریر اور ابوبکر بیہقی نے بیان کیا ہے یعنی آپ کے حجوں اور غزوات و سرایا اور بادشاہوں کی طرف آپ نے جو مکاتیب اور ایلچی بھیجے ان کی تعداد کیا تھی؟ اب ہم مختصر طور پر اسے بیان کریں گے' پھر اس کے بعد وفات کا ذکر کریں گے۔

غزوات و سرایا کی تعداد:

صحیحین میں ابواسحاق السبیعی کی حدیث میں حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس جنگیں لڑیں اور ہجرت کے بعد حجۃ الوداع کیا اور اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا' ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ ایک حج آپ نے مکہ میں کیا تھا۔ اور ابو اسحاق السبیعی بھی یہی کہتا ہے۔ اور زید بن الحباب عن سفیان ثوری عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حج کیے' دو حج ہجرت سے پہلے' اور ہجرت کے بعد ایک حج جس کے ساتھ عمرہ بھی تھا اور آپ قربانی کے تریسٹھ جانور لائے تھے اور ایک سو کی تعداد پوری کرنے کے لیے باقی جانور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن[1] سے لائے تھے۔ اور قبل ازیں صحیحین میں ہم کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے جن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' بیان کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے' عمرۃ الحدیبیہ' عمرۃ القضاء' عمرۃ الجعرانہ' اور وہ عمرہ جو حجۃ الوداع کے ساتھ ہوا۔

اور غزوات کے متعلق امام بخاری نے ابوعاصم نبیل عن یزید بن ابی عبید عن سلمہ بن اکوع روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر سات جنگیں کیں' اور آپ جو دستے بھیجتے تھے ان کے ساتھ نو جنگیں کیں' کبھی آپ ہم پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور کبھی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کرتے۔ اور صحیح بخاری میں اسرائیل کی حدیث سے ابواسحاق والے سے بحوالہ البراء بیان ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ جنگیں لڑیں۔ اور صحیحین میں شعبہ کی حدیث سے

[1] پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ چھیاسٹھ جانور تھے اور سو کی تعداد پوری کرنے کے لیے باقی جانور حضرت علی رضی اللہ عنہ لائے تھے۔

Marfat.com

ابو اسحاق سے بحوالہ البراء بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس جنگیں لڑیں اور وہ آپ کے ساتھ سترہ جنگوں میں شریک ہوئے جن میں سے پہلی جنگ العشیر یا العسیر تھی۔

اور مسلم نے احمد بن حنبل سے عن معتمر عن کہمس بن الحسن عن ابی بریدہ عن ابیہ روایت کی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر سولہ جنگیں کیں اور مسلم کی ایک روایت میں جو حسین بن واقد کے طریق سے عن عبداللہ بن بریدہ عن ابیہ بیان ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر انیس جنگیں کیں جن میں سے آٹھ میں آپ نے قتال کیا۔ اور اسی اسناد کے ساتھ ان کی روایت میں ہے کہ آپ نے چوبیس سریے بھیجے' اور آپ نے بدر' احد' احزاب' المریسیع' خیبر' مکہ اور حنین کے روز قتال کیا۔ اور صحیح مسلم میں ابوالزبیر کی حدیث سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیس جنگیں لڑیں' جن میں سے انیس میں' میں نے آپ کے ساتھ مل کر جنگ کی' اور میں بدر و احد میں شامل نہ ہوا' مجھے میرے باپ نے منع کر دیا تھا' اور جب احد کے روز میرے والد شہید ہو گئے' تو جو بھی آپ نے جنگ لڑی میں اس سے پیچھے نہیں رہا۔

اور عبدالرزاق بیان کرتے ہے کہ معمر نے ہمیں زہری سے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ جنگیں لڑیں۔ وہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ میں نے آپ کو چودہ جنگیں فرماتے سنا' مجھے معلوم نہیں کہ کیا یہ وہم تھا یا اس کے بعد میں نے آپ سے سنا تھا' اور قتادہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس جنگیں کیں جن میں آپ نے آٹھ میں قتال کیا' اور چوبیس دستے بھیجے' پس آپ کے تمام غزوات و سرایا کی تعداد تینتالیس ہے۔

اور عروہ بن زبیر' زہری' موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحاق بن یسار اور اس شان کے کئی ائمہ نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ۲ھ میں رمضان شریف میں بدر کے روز جنگ کی' پھر شوال ۳ھ میں احد میں جنگ کی پھر ۴ھ میں خندق اور بنی قریظہ کے روز جنگ کی' اور بعض کہتے ہیں کہ ۵ھ میں جنگ کی اور شعبان ۵ھ میں بنی مصطلق کے روز مریسیع میں جنگ کی' پھر صفر ۷ھ میں خیبر کے روز جنگ کی اور بعض کا قول ہے کہ ۶ھ میں کی' تحقیق بات یہ ہے کہ جنگ خیبر ۷ھ کے آغاز اور ۶ھ کے آخر میں ہوئی' پھر آپ نے رمضان ۸ھ میں اہل مکہ کے ساتھ جنگ کی۔ اور ہوازن سے جنگ کی اور شوال میں اہل طائف کا محاصرہ کیا اور ذوالحجہ کے کچھ دن بھی محاصرہ جاری رہا' جیسا کہ اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے' اور آپ نے ۸ھ میں لوگوں کو حج کرایا اور حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ مکہ میں آپ کے نائب تھے' پھر ۹ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کرایا پھر دس ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حج کرایا۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بہ نفس نفیس ستائیس غزوات کیے غزوہ ودان' جسے غزوہ ابواء کہتے ہیں' پھر رضویٰ کی ایک جانب غزوہ بواط' پھر وادی ینبع میں غزوۃ العشیرہ' پھر کرز بن جابر کی طلب پر غزوہ بدر اولیٰ' پھر غزوہ بدر عظمیٰ' جس میں اللہ تعالیٰ نے صنادید عرب کو مار دیا' پھر غزوہ بنی سلیم' یہاں تک کہ آپ الکدر تک پہنچ گئے۔ پھر ابوسفیان بن حرب کی طلب پر غزوہ سویق' پھر غزوہ غطفان جسے غزوہ ذی امر کہتے ہیں' پھر غزوہ نجران جو حجاز کی ایک معدن ہے' پھر غزوہ احد' پھر غزوہ حمراء الاسد پھر غزوہ بنی نضیر' پھر غزوہ ذات الرقاع' پھر غزوہ بدر الآخرہ' پھر غزوہ دومۃ الجندل' پھر غزوہ بنوالمصطلق' جو خزاعہ سے تعلق رکھتے ہیں' پھر غزوہ الحدیبیہ آپ جنگ نہیں کرنا چاہتے تھے پس مشرکوں نے آپ کو روک دیا' پھر غزوہ خیبر پھر عمرۃ القضاء' پھر غزوہ فتح' پھر

Marfat.com

غزوۂ حنین‘ پھر غزوۂ طائف‘ پھر غزوۂ تبوک۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ آپ نے ان میں سے نو غزوات میں قتال کیا‘ یعنی غزوۂ بدر‘ اُحد‘ خندق‘ قریظہ‘ مصطلق‘ خیبر‘ فتح مکہ‘ حنین اور طائف ہیں‘ میں کہتا ہوں کہ یہ تمام امور اپنی اپنی جگہوں پر دلائل وشواہد کے ساتھ بیان ہو چکے ہیں۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ آپ نے جو دستے اور سرایا بھیجے ان کی تعداد اڑتیس ہے‘ پھر انہوں نے اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ اور ہم ان سب کو یا ان کی اکثریت کو اپنی اپنی جگہ پر مفصل بیان کر چکے ہیں‘ اب ہم ابن اسحاق کے بیان کا ملخص بیان کرتے ہیں۔

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا دستہ: عیص کی جانب ساحل پر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا دستہ‘ بعض لوگ اس دستے کو حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کے دستے سے مقدم بیان کرتے ہیں‘ واللہ اعلم۔ الجرار کی جانب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا دستہ‘ نخلہ کی جانب حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا دستہ‘ القردہ کی جانب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا دستہ‘ کعب بن اشرف کی جانب حضرت محمد بن مسلمہ کا دستہ‘ الرجیع کی جانب حضرت مرثد بن ابی مرثد کا دستہ‘ بیئر معونہ کی جانب المنذر بن عمر رضی اللہ عنہ کا دستہ‘ ذوالقصہ کی جانب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا دستہ‘ بنی عامر کے جنگل کی طرف حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا دستہ‘ یمن کی جانب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دستہ‘ الکدید کی جانب حضرت غالب بن عبداللہ کلبی رضی اللہ عنہ کا دستہ‘ آپ نے بنی الملوح کو نقصان پہنچایا اور رات کو ان پر غارت گری کی اور ان کی ایک جماعت قتل ہوگئی اور آپ ان کے اونٹ ہانک کر لے آئے اور ان کی ایک جماعت اونٹوں کی تلاش میں آئی‘ پس جب وہ نزدیک آئے تو ان کے درمیان ایک سیلابی وادی حائل ہوگئی اور انہوں نے اپنے اس مارچ میں حارث بن مالک بن البرصاء کو قید کر لیا‘ بنی سلیم کی جانب ابوالعوجا سلمی کا دستہ‘ آپ کو اور آپ کے اصحاب کو گزند پہنچا‘ الغمرہ کی جانب حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کا دستہ‘ قطن کی جانب حضرت ابوسلمہ بن اسد کا دستہ‘ قطن‘ نجد میں بنی اسد کا ایک پانی ہے‘ ہوازن کے القرطاء کی جانب محمد بن مسلمہ کا دستہ‘ فدک میں بنی مرہ کی جانب حضرت بشیر بن سعد کا دستہ‘ حنین کی جانب حضرت بشیر بن سعد کا دستہ‘ ارض بنی سلیم بن الجموم کی طرف حضرت زید بن حارثہ کا دستہ‘ ارض بنی خشین میں جذام کی طرف حضرت زید بن حارثہ کا دستہ ابن ہشام بیان کرتے ہیں یہ ارض حسمی کے علاقے میں ہے۔ اور اس کا سبب ابن اسحاق وغیرہ نے یہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ قیصر کے ہاں سے واپس آئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط اسے پہنچایا‘ جس میں آپ نے اللہ کی طرف دعوت دی تھی تو اس نے اپنی جانب سے آپ کو تحائف وہدایا دیئے اور جب آپ ارض بنی جذام کی وادی شنار میں پہنچے تو الھنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن الھنید صلیع نے آپ پر حملہ کر دیا‘ صلیع‘ جذام کا ایک بطن ہے اور جو کچھ آپ کے پاس تھا‘ ان دونوں نے آپ سے چھین لیا‘ پس ان کا ایک مسلمان قبیلہ نکلا اور انہوں نے جو کچھ دحیہ سے چھینا گیا تھا‘ لے کر دحیہ کو واپس کر دیا‘ پس جب حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ سنایا اور آپ سے الھنید اور اس کے بیٹے عوص کا خون طلب کیا‘ تو آپ نے اسی وقت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک فوج کے ساتھ ان کی طرف بھیجا‘ پس وہ اولاج کی جانب ان کی طرف ہو گئے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے الحرہ کی جانب ماقص پر حملہ کیا اور جو مال اور آدمی انہیں ملے ان کو اکٹھا کر لیا اور انہوں نے الھنید اور اس کے بیٹے اور بنی احنف کے دو آدمیوں اور بنی خصیب کے ایک آدمی کو قتل کر دیا‘ پس جب حضرت

Marfat.com

زید رضی اللہ عنہ نے ان کے اموال واولاد کو اکٹھا کر لیا تو ان کی ایک پارٹی رفاعہ بن زید کے پاس جمع ہوئی۔ اور اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط آیا ہوا تھا جس میں آپ نے انہیں اللہ کی طرف دعوت دی تھی' رفاعہ نے انہیں یہ خط سنایا تو ان کی ایک پارٹی نے اس کی بات قبول کر لی' لیکن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا' پس وہ سوار ہو کر تین دن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ پہنچ گئے۔ اور آپ کو خط دیا پس آپ نے اسے لوگوں کے سامنے پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں تین بار کے مقتولین سے کیا کر سکتا ہوں' تو ان میں سے ایک آدمی نے جسے ابوزید بن عمر کہا جاتا تھا' عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم جو زندہ ہیں' انہیں آزاد کر دیجیے اور جو قتل ہو گیا ہے وہ میرے ان قدموں کے نیچے ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' حضرت زید رضی اللہ عنہ میری بات نہیں مانیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار انہیں نشانی کے طور پر عطا کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے اونٹ پر ان کے ساتھ چل دیئے اور وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج سے ملے اور فیفاء الفحلتین میں ان کے ساتھ اولاد واموال بھی تھے' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ان سے چھینا گیا تھا سب کا سب ان کے سپرد کر دیا اور انہوں نے اس سے کچھ بھی گم نہ کیا۔

اسی طرح حضرت زید بن حارثہ کو وادی القریٰ میں بنی فزارہ کی طرف بھیجا گیا تو آپ کے اصحاب کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور آپ مقتولین کے درمیان زخموں سے چور ہو گئے' پس جب آپ واپس آئے تو آپ نے قسم کھائی کہ جب تک ان کے ساتھ اسی طرح جنگ نہ کر لوں' غسل جنابت نہیں کروں گا۔ اور جب آپ زخموں سے صحت یاب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دوبارہ فوج دے کر بھیجا تو آپ نے وادی القریٰ میں انہیں قتل کیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر کو قید کر لیا۔ اور وہ مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیوی تھی اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی' پس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے قیس بن المسعر کو حکم دیا تو اس نے ام قرفہ کو قتل کر دیا اور اس کی بیٹی کو باقی رکھا۔ اور ام قرفہ عزت دار گھرانے کی عورت تھی' اور عزت میں ام قرفہ کی مثال بیان کی جاتی تھی اور اس کی بیٹی سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے پاس تھی' پس آپ نے اسے اس سے مانگ لیا تو اس نے اسے آپ کو دے دیا' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے ماموں حزن بن ابی وہب کو دے دیا تو اس سے اس کے ہاں اس کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ خیبر بھیجا گیا' ایک بار تو اس دفعہ جب آپ نے الیسیر بن رزام کو زخمی کیا' وہ غطفان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اکٹھا کرتا تھا' پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک دستے کے ساتھ بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بھی تھے' پس وہ اس کے پاس آئے اور مسلسل اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جانے کی رغبت دلاتے رہے' پس وہ ان کے ساتھ چل پڑا' اور جب وہ خیبر سے چھ میل کے فاصلے پر القرقرہ مقام پر تھے تو الیسیر اپنی روانگی پر پشیمان ہوا اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ وہ تلوار مارنا چاہتا ہے' پس آپ نے اس کا پاؤں کاٹ دیا اور الیسیر نے آپ کے سر پر دور سے مڑے ہوئے سرے والا عصا مارا اور آپ کے دماغ کو صدمہ پہنچایا' اور مسلمانوں کے تمام آدمی اپنے اپنے یہودی ساتھی پر پل پڑے اور انہیں قتل کر دیا' صرف ایک آدمی بھاگ کر بچا' پس جب حضرت ابن انیس رضی اللہ عنہ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کے سر پر تھوکا' تو نہ آپ کے زخم میں پیپ پڑی اور نہ اس نے آپ کو تکلیف دی۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں' میرے خیال میں یہ خیبر کی طرف آخری دستہ تھا جسے حضور ﷺ نے خیبر کی کھجوروں کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا تھا' حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کو خیبر کی طرف بھیجا گیا تو انہوں نے ابورافع یہودی کو قتل کر دیا' اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو خالد بن سفیان بن نبیح کی طرف بھیجا گیا تو آپ نے اسے عرفہ میں قتل کر دیا۔ اور ابن اسحاق نے اس جگہ اس کے طویل واقعہ کو بیان کیا ہے اور قبل ازیں ۵ھ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اور حضرت زید بن حارثہ' حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو شام کے علاقے میں موتہ کی طرف بھیجا گیا اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہ سب کے سب شہید ہو گئے اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو تمیم کے بنی العنبر کی طرف بھیجا گیا' تو آپ نے ان پر حملہ کیا اور کئی لوگوں کو قتل کر دیا' پھر ان کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے قیدیوں کے بارے میں آیا تو آپ نے بعض کو آزاد کر دیا اور بعض کا فدیہ دے دیا۔ اسی طرح حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بنی مرہ کے علاقے میں بھیجا گیا تو وہاں مرداس بن نہیک جو جہینہ کے الحرقہ میں سے ان کا حلیف تھا قتل ہو گیا' اسے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور ایک انصاری نے قتل کر دیا۔ پس جب ان دونوں نے اسے آلیا اور ہتھیار سونت لیے تو اس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھ دیا' پس جب یہ دونوں واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو سخت ملامت کی' تو ان دونوں نے یہ عذر پیش کیا کہ اس نے قتل سے بچنے کے لیے کلمہ پڑھا تھا' آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو نے ان کا دل کیوں نہیں پھاڑا۔ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے کہ قیامت کے روز لا الٰہ الا اللہ کے مقابلے میں تیرا کون مددگار ہوگا؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ مسلسل اس بات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے چاہا کہ میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔ اور اس کے متعلق پہلے گفتگو ہو چکی ہے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بنی عذرہ کے علاقے میں ذات السلاسل کی طرف بھیجا کہ وہ عربوں سے شام کی طرف جانے کے لیے مدد مانگے اور یہ اس لیے کہ العاص بن وائل کی ماں بلی قبیلے سے تھی اس لیے آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ان سے مدد مانگنے کے لیے بھیجا تھا تاکہ آپ ان پر اثر انداز ہوں' پس جب آپ ان کے پانی پر پہنچے جسے سلسل کہا جاتا تھا' تو آپ ان سے خوفزدہ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ سے کمک طلب کرنے کے لیے آدمی بھیجا' تو حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک سریہ بھیجا جس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور اس کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے' پس جب آپ ان کے پاس پہنچے تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ زبردستی ان سب پر امیر بن گئے اور کہا' تم لوگوں کو میری مدد کے لیے بھیجا گیا ہے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو روکا نہیں کیونکہ آپ دنیا کے معاملات میں نرم طبیعت آدمی تھے۔ آپ نے ان کی فرمانبرداری اور اطاعت اختیار کر لی اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ ان سب کو نماز پڑھاتے تھے اس لیے جب واپس آئے تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سا آدمی آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا عائشہ' انہوں نے عرض کیا مردوں میں سے؟ اس کا باپ' اور حضرت ابی حدرد رضی اللہ عنہ کو وادی اضم کی طرف بھیجا گیا اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ جس میں محلم بن جثامہ کا واقعہ ہوا تھا' جسے ۷ھ میں طوالت کے ساتھ پہلے بیان کیا گیا ہے اسی طرح ابن ابی حدرد کو الغابہ کی طرف بھیجا گیا' اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا' ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھے عطاء بن رباح نے اس آدمی نے بتایا جس پر میں کوئی تہمت نہیں لگاتا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں

Marfat.com

نے اہل بصرہ میں سے ایک آدمی کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عمامہ باندھتے وقت عمامہ پیچھے چھوڑنے کے متعلق پوچھتے سنا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں ان شاءاللہ اس بارے میں تمہیں بتاؤں گا' آپ جان لیں کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دسواں آدمی تھا' آپ کی مسجد میں حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت ابن مسعود' حضرت معاذ بن جبل' حضرت حذیفہ بن الیمان' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک انصاری نوجوان نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا اور بیٹھ گیا۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنین میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا' جوان میں سے اچھے اخلاق والا ہے' اس نے کہا مومنین میں سے زیادہ عقلمند کون ہے فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اس کے آنے سے پہلے اس کے لیے اچھی تیاری کرتا ہے' ایسے لوگ عقلمند ہیں' پھر وہ نوجوان خاموش ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آ گئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین جب تم میں پانچ خصلتیں آ جائیں۔ اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔ اور وہ یہ کہ کسی قوم میں برائی اس وقت ظاہر ہوتی ہے' جب وہ لوگ اس کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان میں طاعون اور وہ دردیں ظاہر ہو جاتی ہیں جوان کے گزشتہ اسلاف میں موجود نہ تھیں۔ اور جب وہ وزن' اور ماپ کو کم کرتے ہیں تو انہیں قحط' خرچ کی تنگی اور بادشاہ کا ظلم آ پکڑتا ہے' اور جب وہ زکوٰۃ نہیں دیتے تو ان پر آسمان سے بارش نہیں ہوتی اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی اور جب وہ اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتے ہیں تو ان پر اغیار دشمن مسلط ہو جاتا ہے اور جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اسے چھین لیتا ہے' اور جب ان کے ائمہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہ کریں اور جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی اصلاح کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان جنگ چھیڑ دیتا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو سریہ تیار کرنے کا حکم دیا جس پر آپ نے انہیں امیر بنایا اور صبح کو انہوں نے سیاہ کھردرے کپڑے کا عمامہ باندھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے قریب کیا' پھر عمامہ کو کھولا پھر اسے باندھا۔ اور چار انگشت تک اسے ان کے پیچھے چھوڑا' پھر فرمایا اے ابن عوف اس طرح عمامہ باندھو۔ یہ زیادہ اچھا اور کلغی والا ہے' پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آپ کو جھنڈا دیں تو انہوں نے آپ کو جھنڈا دیا۔ پس آپ نے اللہ کی حمد کی اور اپنے سر پر درود پڑھا' پھر فرمایا اے ابن عوف اس جھنڈے کو پکڑ لو اور سب اللہ کی راہ میں جنگ کرو اور اللہ کا انکار کرنے والوں سے جنگ کرو زیادتی نہ کرو' عہد شکنی نہ کرو' مثلہ نہ کرو' اور بچے کو قتل نہ کرو۔ یہ اللہ کا عہد اور تم میں اس کے نبی کی سیرت ہے' پس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ لیا' ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ وہ دومۃ الجندل کی طرف چلے گئے اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح قریباً تین سو سواروں کے ساتھ سمندر کے کنارے کی طرف بھیجے گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کھجوروں کا ایک تھیلا دیا' جس میں عنبر مچھلی کا واقعہ آتا ہے جسے سمندر نے باہر پھینک دیا تھا اور یہ سب لوگ اسے ایک ماہ تک کھاتے رہے یہاں تک کہ فربہ ہو گئے اور وہ اس کے کچھ ٹکڑے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس لے کر آئے اور اس سے آپ کو بھی کھلایا اور آپ نے اس سے کھایا' جیسا کہ پہلے حدیث بیان ہو چکی ہے' ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ ابن اسحاق نے اس جگہ ان دستوں کا ذکر نہیں کیا۔ یعنی آپ نے عمرو بن امیہ ضمری کو خبیب بن عدی اور اس کے اصحاب کے قتل کے بعد ابی سفیان صخر بن حرب کے قتل کے لیے بھیجا تھا' اور ان کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے

Marfat.com

ہیں۔ اور عمرو بن امیہ کے ساتھ جبار بن صخر بھی تھا اور وہ دونوں ابی سفیان کے قتل پر متفق نہ ہوئے' بلکہ ایک اور آدمی نے اسے قتل کیا اور خبیب کو اس کے تنے سے اتارا اور سالم بن عمیر جو ایک گریہ کناں آدمی تھا کو ابی عفک کی طرف بھیجا گیا جو بنی عمرو بن عوف کا ایک آدمی تھا اور اس میں اس وقت نفاق پیدا ہوا' جب رسول اللہ ﷺ نے حارث بن سوید بن الصامت کو قتل کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پس وہ اس کا مرثیہ کہتے ہوئے اور دین میں داخل ہونے کی مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے۔

''میں نے ایک مدت زندگی گزاری ہے اور میں نے لوگوں کا کوئی گھر اور جمع ہونے کی جگہ نہیں دیکھی اور جب ان کا آدمی آواز دیتا ہے تو اس سے بڑھ کر پاس عہد کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اور اولاد قیلہ میں وہ آدمی بھی ہے جو پہاڑوں کو گرا دیتا ہے اور جھکتا نہیں' پس ان کو ایک سوار نے منتشر کر دیا جوان کے پاس حلال و حرام کو اکٹھے لے کر آیا' پس اگر تم عزت اور حکومت کے بارے میں تصدیق کرتے تو تم تابعداروں کے تابعدار ہوتے''۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا میری طرف سے کون اس خبیث سے نپٹے گا تو آپ نے اس کے لیے سالم بن عمیر کو مقرر کیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اور امامہ مریدیہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

''تو اللہ تعالیٰ کے دین اور حضرت احمد ﷺ کی تکذیب کرتا ہے اس کی زندگی کی قسم جس نے تجھے امید دلائی' وہ امید دلانے والا بہت برا ہے۔ رات کے آخری حصے میں حنیف نے تجھے نیزہ مارا۔ اے عفک تو اسے کبر سنی کے باوجود وصول کر لے''۔

اور عمیر بن عدی خطمی کو بنی امیہ بن زید کی العصماء بنت مروان کے قتل کے لیے بھیجا گیا' وہ اسلام اور اہل اسلام کی ہجو کیا کرتی تھی۔ اور جب ابو عفک مذکور قتل ہو گیا تو اس نے منافقانہ طور پر اس بارے میں کہا۔

''بنی مالک' النبیت' عوف اور بنی خزرج کی مذمت کر' تم نے غیروں کو رشوت دے کر اطاعت کی جو نہ مراد قبیلے سے تھے اور نہ مذحج سے' اور تم سرداروں کے قتل کے بعد اس سے امید رکھتے ہو۔ آگاہ رہو وہ نخوت والا ہے جو دھوکہ دینا چاہتا ہے تاکہ امید کرنے والے کی امید کو قطع کر دے''۔

اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا:

''بنو وائل اور بنو واقف اور بنی خزرج کے ورے خطم' جب بے وقوفی سے اپنی ہلاکت کو آواز دیتے ہیں تو ان کے سردار اور موتیں آجاتی ہیں اور وہ ایک بزرگی والے نوجوان کو ہلاک کر کے رکھ دیتی ہیں' جو شریف الاصل ہے' پس اس نے اسے سیاہی مائل خون سے لت پت کر دیا اور وہ سکون سے دور ہے' اور اس نے خراج نہیں دیا''۔

رسول اللہ ﷺ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا' کوئی میری خاطر بنت مروان کو پکڑنے والا ہے۔ یہ بات عمیر بن عدی نے سن لی اور جب اس رات کی شام ہوئی تو اس نے رات کو جا کر اسے قتل کر دیا' پھر صبح کو اس نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے' آپ نے فرمایا اے عمیر تو نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس کے قتل کے بارے میں مجھ پر کچھ ذمہ داری ہوگی' فرمایا اس کے بارے میں دو بکریاں بھی سینگ نہیں ماریں گی' پس حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی طرف واپس آگئے اور وہ اس کے قتل کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے' اور اس کے پانچ بیٹے

Marfat.com

تھے' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اسے قتل کیا ہے' پس تم سب میرے متعلق تدبیر کرلو اور مجھے مہلت نہ دو' اور یہ پہلا دن تھا جس میں بنی خطمہ میں اسلام سربلند ہوا۔ اور اسلام کی سربلندی کو دیکھ کر ان میں سے بہت سے لوگ اسلام لے آئے' پھر اس نے اس دستے کا ذکر کیا ہے جس نے ثمامہ بن آثال حنفی کو قید کیا تھا' اور اس کے اسلام لانے کے واقعہ کو بیان کیا ہے اور قبل ازیں یہ بات صحیح احادیث میں بیان ہو چکی ہے۔ اور ابن ہشام نے بیان کیا ہے کہ یہ وہی شخص تھا جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے۔ اس لیے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے کھانا کم کر دیا تھا۔ اور جب مدینہ سے چل کر مکہ میں عمرہ کرنے آیا اور وہ تلبیہ کہہ رہا تھا تو اہل مکہ نے اسے اس سے منع کیا تو اس نے ان کی بات نہ مانی اور انہیں دھمکی دی کہ وہ یمامہ سے ان کا غلہ بند کر دے گا' پس جب وہ یمامہ واپس گیا تو اس نے ان کا غلہ روک دیا' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خط لکھا' تو اس نے دوبارہ انہیں غلہ بھجوایا اور بنی حنیفہ کے ایک شاعر نے کہا ہے کہ۔

''اور ہم میں وہ شخص بھی ہے جس نے احرام باندھ کر مکہ میں ابوسفیان کو ذلیل کرنے کے لیے حرمت والے مہینوں میں تلبیہ کہا''۔

اور علقمہ بن مجزز مدلجی' کو اپنے بھائی وقاص بن مجزز کا بدلہ لینے کے لیے اس روز بھیجا گیا جس روز اس کا بھائی ذوقرد مقام پر قتل ہوا تھا' پس اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تاکہ وہ لوگوں کے نشانات سے فائدہ اٹھائے' پس آپ نے اسے اجازت دے دی اور آپ نے اسے لوگوں کی ایک پارٹی کا امیر بنایا' پس جب وہ واپس لوٹے تو اس نے ان میں سے ایک پارٹی کو پیش روی کی اجازت دے دی اور عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا اور وہ بڑے خوش طبع آدمی تھے' انہوں نے آگ جلا دی اور انہیں اس میں داخل ہونے کا حکم دے دیا' پس جب ان میں سے بعض نے دخول کا ارادہ کر لیا تو انہوں نے کہا میں تو مذاق کر رہا تھا' اور جب اس بات کی اطلاع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: جو تمہیں معصیت الٰہی کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔ اور اس بارے میں حدیث کا ذکر ابن ہشام نے عن الدراوردی عن محمد بن عمرو بن علقمہ عن عمرو بن الحکم بن ثوبان عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کیا ہے۔ اور کرز بن جابر کو ان لوگوں کے قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا جو مدینہ آئے تھے اور وہ بجیلہ کے قیس قبیلے سے تھے' انہوں نے مدینہ کو مضر صحت اور وبا زدہ پایا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں اور ان کے بول اور دودھ پئیں' پس جب وہ صحت مند ہو گئے تو اونٹوں کے چرواہا یسار کو قتل کیا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا' انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی دونوں آنکھوں میں سلائی پھیر دی' اور دودھیل اونٹنیاں ہانک کر لے گئے' پس آپ نے حضرت کرز بن جابر کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ ان کے تعاقب میں بھیجا تو وہ بجیلہ کے ان لوگوں کو غزوہ ذی قرد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی پر لائے' پس آپ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی۔ اگرچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے' یہ عکل یا عرینہ قبیلے کے آٹھ آدمی تھے جو مدینہ آئے تھے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ وہی تھے' اور ان کے واقعہ کو قبل ازیں تفصیلاً بیان کیا جا چکا ہے' اور اگر وہ ان کے علاوہ کوئی اور تھے تو ہم نے ان سرچشموں کو بیان کیا ہے جن کا ذکر ابن ہشام نے کیا ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

ابن ہشام کا بیان ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وہ جنگ جو آپ نے دو دفعہ لڑی' ابو عمرو مدنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ایک دوسری فوج کے ساتھ بھیجا اور فرمایا اگر تم اکٹھے ہو جاؤ تو امیر' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہوں گے اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا اور اس نے دستوں اور سرایا کی تعداد میں آپ کا ذکر نہیں کیا اور اس کی تعداد انتالیس ہونی چاہیے' ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو شام کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ وہ فلسطینی علاقے کی سرحدوں بلقاء اور الداردم کو گھوڑوں سے روند دیں' پس لوگوں نے تیاری کی اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اوّلین مہاجرین گئے۔ ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ یہ آخری دستہ تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہم سے عبداللہ بن دینار سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ بھیجا' اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ان کا امیر بنایا تو لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو قبل ازیں تم اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کرتے تھے اور قسم بخدا وہ امارت کا اہل ہے اور وہ مجھے سب لوگوں سے محبوب تر ہے اور اس کے بعد بھی وہ مجھے سب لوگوں سے محبوب تر ہو گا' اور ترمذی نے اسے مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کبار مہاجرین اوّلین اور انصار میں سے بہت سے لوگ ان کی فوج میں شامل تھے' جن میں سب سے بڑے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے اور جو کہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل تھے اس نے غلط کہا ہے' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار تھے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج جرف میں خیمہ زن تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو' لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا جیسا کہ عنقریب بیان ہو گا پس وہ فوج میں کیسے شامل ہو سکتے ہیں؟ حالانکہ وہ رب العالمین کے رسول کی اجازت سے مسلمانوں کے امام تھے۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ ان کے ساتھ شامل تھے تو شارع نے ان میں سے انہیں مستثنیٰ کر لیا تھا کیونکہ آپ نے انہیں نماز میں جو ارکانِ اسلام میں سب سے بڑا رکن ہے' امامت کے لیے مقرر کر دیا تھا' پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی رہائی کے لیے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما سے اجازت لی تو آپ نے انہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرنے کی اجازت دے دی' اور حضرت صدیق نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کی فوج کو روانہ کر دیا جیسا کہ اپنے موقع پر اس کی تفصیل بیان ہو گی۔ ان شاء اللہ

Marfat.com

باب ۴۵

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے متعلق منذر آیات واحادیث کا بیان' نیز یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے اس مرض کا آغاز کیسے ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخٰلِدُوْنَ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ نَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً وَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾ پھر فرماتا ہے ﴿کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ پھر فرماتا ہے:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَ مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وَّ سَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰکِرِیْنَ﴾

اس آیت کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے روز پڑھا تھا' پس جب لوگوں نے اسے سنا تو یوں معلوم ہوتا تھا گویا انہوں نے اسے پہلے نہیں سنا تھا' پھر فرماتا ہے:

﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا﴾

حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے جس کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع میں ایام التشریق کے درمیانے دن نازل ہوئی تھی پس رسول اللہ ﷺ کو پتہ چل گیا کہ یہ حج وداع ہے' پس آپ نے لوگوں کو وہ مشہور خطبہ دیا اور اس میں امر ونہی کا ذکر کیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمی جمار کرتے دیکھا' آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا' اپنے مناسک مجھ سے سیکھ لو۔ شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں اور آپ نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال مجھے قرآن کا ایک دور کرایا کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھے دو دور کرائے ہیں' مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آ گئی ہے۔ اور صحیح بخاری میں ابوبکر بن عیاش کی حدیث سے عن ابن حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھتے تھے مگر جس سال آپ کی وفات ہوئی آپ بیس روز اعتکاف بیٹھے اور ہر رمضان میں آپ کو قرآن کا دور کرایا جاتا تھا اور جس سال آپ کی وفات ہوئی

Marfat.com

آپ کو قرآن کا دو بار دور کرایا گیا۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ میں حجۃ الوداع سے واپس آئے اور بقیہ مہینہ اور محرم اور صفر مدینہ میں رہے اور حضرت اسامہ بن زید کو بھیجا اور ابھی لوگ اسی کیفیت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی اس بیماری کا آغاز ہو گیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم کے ارادے سے صفر کی بقیہ راتوں یا ماہ ربیع الاوّل کے آغاز میں آپ کو وفات دے دی۔

مرض کا آغاز:

مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے اس کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا آغاز اس طرح ہوا کہ نصف شب کو آپ بقیع الغرقد کی طرف چلے گئے اور ان کے لیے بخشش طلب کی' پھر اپنے اہل کے پاس واپس آ گئے' جب صبح ہوئی تو اس روز آپ کو درد کی ابتداء ہوئی۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے عن عبید بن جبر مولی الحکم عن عبداللہ بن عمرو بن العاص عن ابی مویہبۃ مولیٰ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نصف شب کو مجھے اٹھایا اور فرمایا اے ابو مویہبۃ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس بقیع کے مدفونین کے لیے بخشش طلب کروں' تم میرے ساتھ چلو' پس میں آپ کے ساتھ چل پڑا' جب آپ ان کے درمیان کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے اہل قبرستان تم پر سلامتی ہو' تم جس حالت میں ہو اور لوگ جس حالت میں ہوں گے۔ وہ اس میں تمہارے لیے آسانی پیدا کرے۔ فتنے شب تاریک کے ٹکڑوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے آ رہے ہیں اور دوسرا فتنہ پہلے سے بدتر ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے مویہبۃ! مجھے دنیا کے خزانوں اور دنیا میں ہمیشہ رہنے اور پھر جنت کی چابیاں دی گئی ہیں' اور مجھے اس کے درمیان اور اپنے رب کی ملاقات اور جنت کے درمیان اختیار دیا گیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' راوی بیان کرتا ہے' میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' دنیا کے خزانوں اور اس میں ہمیشہ رہنے اور جنت کی چابیوں کو لے لیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو مویہبہ قسم بخدا میں نہیں لوں گا' میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو پسند کر لیا ہے پھر آپ نے اہل بقیع کے لیے بخشش طلب کی' پھر واپس لوٹ آئے' پھر آپ کو اس درد کا آغاز ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اصحاب کتب میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا' اسے صرف احمد نے عن یعقوب بن ابراہیم عن ابیہ عن محمد بن اسحاق روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو النضر نے ہم سے بیان کیا کہ الحکم بن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ یعلی بن عطاء نے عبید بن جبیر سے بحوالہ ابو مویہبۃ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اہل بقیع کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے تین بار ان کے لیے دعا کی' تیسری بار آپ نے فرمایا اے ابو مویہبۃ میرے لیے میری سواری پر زین ڈالو' راوی بیان کرتا ہے' آپ سوار ہو گئے اور میں پیدل چل پڑا' یہاں تک کہ آپ ان کے پاس پہنچ گئے اور اپنی سواری سے اتر پڑے۔ اور سواری کا جانور ٹھہر گیا پس آپ کھڑے ہو گئے۔ یا اس نے کہا کہ آپ نے ان کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا جس حالت میں تم ہو اور لوگ جس حالت میں ہوں گے وہ اس میں تمہارے لیے آسانی پیدا کرے' فتنے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے آ رہے ہیں اور دوسرا فتنہ پہلے سے بدتر ہے پھر آپ واپس لوٹے اور فرمایا اے ابو مویہبۃ! میرے بعد میری امت کے لیے جو کچھ مفتوح ہو گا اس کے درمیان

Marfat.com

اور جنت یا میرے رب کی ملاقات کے درمیان مجھے اختیار دیا گیا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' ہمارے لیے پسند کر لیجیے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ مشیت الٰہی سے اپنی ایڑیوں کے بل پھرے تو بھی میں نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کیا ہے' اس کے بعد آپ سات یا آٹھ دن زندہ رہے' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے ابن طاؤس سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں رعب سے مدد دیا گیا ہوں اور مجھے خزانے دیئے گئے ہیں اور مجھے اپنی امت کی فتوحات کے دیکھنے کے لیے باقی رہنے اور جلدی کرنے کے درمیان اختیار دیا گیا ہے' پس میں نے جلدی کرنے کو پسند کیا ہے' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ مرسل ہے۔ اور ابی مویہبۃ کی حدیث کی شاہد ہے۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ یعقوب بن عتبہ نے عن زہری عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ عن ابن مسعود عن عائشہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بقیع سے واپس آئے تو آپ نے مجھے سر درد میں مبتلا پایا اور میں کہہ رہی تھی' ہائے میرا سر' تو آپ نے فرمایا قسم بخدا اے عائشہ! مجھے بھی سر درد کی شکایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں پھر آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو جائے تو تجھے کوئی ضرر نہ ہوگا' میں تیری نگہبانی کروں گا' تجھے کفن دوں گا' اور تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تجھے دفن کروں گا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کیا۔ خدا کی قسم میرا آپ کے متعلق خیال ہے کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو تحقیق آپ میرے گھر واپس آ جائیں گے اور اس میں اپنی بعض بیویوں سے صحبت کریں گے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور آپ کا درد ماند پڑ گیا' حالانکہ آپ اپنی بیویوں کے پاس چکر لگا رہے تھے یہاں تک کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر آپ کا درد بڑھ گیا' تو آپ نے اپنی بیویوں کو بلایا اور ان سے اجازت لی کہ میرے گھر ان کا علاج ہو' تو انہوں نے آپ کو اجازت دے دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں' جن میں سے ایک فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھے اور دوسرا کوئی اور آدمی تھا' کے درمیان اپنے سر پر پٹی باندھے اور اپنے قدموں کو گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے اور میرے گھر میں داخل ہو گئے' عبیداللہ بیان کرتے ہیں' میں نے یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتائی تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ دوسرا آدمی کون تھا' وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے اس حدیث کے شواہد موجود ہیں جو عنقریب بیان ہوں گے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبدالجبار نے محمد بن اسحاق سے ہمیں بتایا کہ یعقوب بن عتبہ نے عن زہری عن عبیداللہ بن عبداللہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو آپ کا سر درد کر رہا تھا اور مجھے بھی سر درد کی شکایت تھی' میں نے کہا ہائے میرا سر' آپ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا بلکہ مجھے بھی سر درد کی شکایت ہے۔ پھر فرمایا اگر تو مجھ سے پہلے مر جائے تو تجھے کچھ ضرر نہ ہوگا' میں تیرے معاملے کو سنبھال لوں گا' تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تجھے دفن کروں گا' میں نے کہا خدا کی قسم میرا خیال ہے اگر ایسا ہو تو آپ میرے گھر میں دن کے پچھلے پہر اپنی بعض عورتوں سے خلوت کریں گے' تو رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے' پھر آپ کا درد بڑھ گیا اور آپ اپنی بیویوں کے ہاں چکر لگا رہے تھے کہ حضرت میمونہ کے گھر درد نے آپ پر غلبہ پا لیا' تو آپ کے گھر والے آپ کے پاس جمع ہو گئے' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کو ذات الجنب ہے۔ آؤ ہم آپ کو دوا دیتے ہیں' پس انہوں نے آپ کو دوا دی تو آپ کو افاقہ ہو گیا' آپ

Marfat.com

نے فرمایا کس نے دوا دی ہے؟ لوگوں نے کہا آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خدشہ تھا کہ آپ کو ذات الجنب کی تکلیف ہے' آپ نے فرمایا یہ تکلیف شیطان کی طرف سے تھی' اور اللہ تعالیٰ اسے مجھ پر مسلط نہیں کرے گا۔ اور گھر کے تمام آدمیوں کو' میرے چچا کے سوا تم دوائی دے دو' پس گھر کے تمام آدمیوں کو دوائی دی گئی' حتیٰ کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو بھی دوائی دی گئی' جو روزے دار تھیں' اور یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوا' پھر آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت طلب کی کہ میرے گھر میں آپ کا علاج ہو تو انہوں نے آپ کو اجازت دے دی' پس آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان جس کا آپ نے نام نہیں لیا اپنے قدموں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے باہر نکل گئے۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ دوسرے آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے' امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہم سے بیان کیا کہ عقیل نے ابن شہاب سے میرے پاس بیان کیا کہ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا درد بڑھ گیا تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت لی کہ میرے گھر میں آپ کا علاج ہو' تو انہوں نے آپ کو اجازت دے دی' تو آپ دو آدمیوں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے' باہر نکل گئے' عبید اللہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کی اطلاع دی' تو انہوں نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ دوسرا آدمی کون تھا جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا' میں نے کہا نہیں' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے' اور رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر آئے تو آپ کا درد شدت اختیار کر گیا۔ آپ نے فرمایا مجھ پر ایسے سات مشکیزے ڈالو جن کے ڈاٹ کھلے ہوئے نہ ہوں تاکہ میں لوگوں کو وصیت کروں۔ پس ہم نے آپ کو آپ کی بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لگن میں بٹھا دیا' پھر ہم آپ پر ان مشکیزوں سے پانی ڈالنے لگے' یہاں تک کہ آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرنے لگے کہ تم نے کام کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر آپ لوگوں کے پاس چلے گئے اور انہیں نماز پڑھائی اور خطبہ دیا۔

اور اسی طرح بخاری نے اپنی صحیح کے دوسرے مقامات پر اس حدیث کو روایت کیا ہے اور مسلم نے زہری کے طرق سے اسے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن ہلال نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض الموت میں پوچھتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا' میں کل کہاں ہوں گا' آپ کی مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن سے تھی' پس آپ کی ازواج نے آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں' پس آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آ گئے' حتیٰ کہ انہی کے ہاں آپ کی وفات ہوئی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' آپ کی وفات اس روز ہوئی جس روز میرے گھر آپ کی باری ہوتی تھی' اور اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی کہ آپ کا سر میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا اور آپ کا لعاب دہن' میرے لعاب دہن سے مخلوط ہو چکا تھا۔ آپ فرماتی ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما آئے تو ان کے پاس مسواک تھی جس سے وہ دانتوں کو مسواک کر رہے تھے' رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا تو میں نے انہیں کہا اے عبدالرحمٰن مجھے یہ مسواک دے دیجیے تو انہوں نے مجھے وہ

Marfat.com

مسواک دے دی تو میں نے اسے دانتوں سے کاٹا اور چبایا اور رسول اللہ ﷺ کو دے دی' تو آپ نے میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے اس سے مسواک کی' بخاری اس طریق سے اس کے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہمیں بتایا کہ لیث نے ہم سے بیان کیا کہ ابن الہاد نے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان ہوئی اور میں حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کے لیے موت کی شدت کو ناپسند نہیں کرتی۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حبان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ یونس نے ہمیں ابن شہاب سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ عروہ نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے' تو معوذات پڑھ کر اپنے آپ پر پھونک مارتے اور اپنے ہاتھ سے اسے پونچھتے' پس جب آپ اس درد سے بیمار ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں وہ معوذات پڑھ کر آپ پر پھونک مارتی جو آپ پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے اسے پونچھتی۔ اور مسلم نے اسے ابن وہب کی حدیث سے یونس بن یزید ایلی سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے' اور الفلاس اور مسلم نے محمد بن حاتم سے روایت کی ہے۔ اور صحیحین میں ابی عوانہ کی حدیث سے عن فراس عن شعبی عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں آپ کے پاس اکٹھی ہوگئیں اور ان میں سے کوئی بیوی پیچھے نہ رہی۔ پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں جو اپنے باپ کی چال' چل رہی تھیں' آپ نے فرمایا میری بیٹی خوش آمدید۔ پھر آپ نے انہیں اپنے دائیں یا بائیں طرف بٹھا لیا' پھر آپ نے ان سے کسی بات کی سرگوشی کی تو آپ رو پڑیں' پھر آپ نے ان سے سرگوشی کی تو مسکرا پڑیں' میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو راز کے لیے مخصوص کیا ہے اور آپ روتی ہیں' پس جب آپ کھڑی ہوئیں تو میں نے کہا مجھے بتائیے رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا سرگوشی کی ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو فاش کرنے کی نہیں' پس جب آپ وفات پا گئے تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا' میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتی ہوں کہ آپ مجھے کب بتائیں گی' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اب بتائے دیتی ہوں' آپ نے فرمایا' پہلی بار آپ نے جو مجھ سے سرگوشی کی اس میں بتایا کہ حضرت جبریل ہر سال مجھے قرآن کا ایک دور کرایا کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھے دو بار دور کرایا ہے اور میرے خیال میں یہ اس وجہ سے ہے کہ میری موت قریب ہے پس اللہ سے ڈر اور صبر کر' میں تمہارا بہترین سلف ہوں' پس میں رو پڑی۔ پھر آپ نے مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ تو عالمین کی عورتوں یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو' تو میں مسکرا پڑی۔ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کئی طرق سے مروی ہے۔

امام بخاری نے عن علی بن عبداللہ عن یحییٰ بن سعید القطان عن سفیان ثوری عن موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہا عن عبیداللہ بن عبداللہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے مرض میں دوا دی تو آپ ہمیں اشارہ کرنے لگے کہ مجھے دوا نہ دو' ہم نے کہا جس طرح مریض دوا کو ناپسند کرتا ہے اسی طرح آپ یہ بات کر رہے ہیں' پس جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا' کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا' کہ مجھے دوا نہ دو' ہم نے کہا آپ نے یہ بات ایسے ہی کہی تھی جیسے مریض دوا کو ناپسند کرتا

ہے۔ آپ نے فرمایا گھر کے تمام آدمیوں کو سوائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دوا دی جائے۔ کیونکہ وہ تمہارے ساتھ نہیں تھے۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی الزناد نے اسے عن ہشام عن ابیہ عن عائشہ عن النبی ﷺ روایت کیا ہے اور بخاری بیان کرتے ہیں کہ یونس نے زہری سے بیان کیا کہ عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' کہ رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں فرمایا کرتے تھے:

''اے عائشہؓ! میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں' جسے میں نے خیبر میں کھایا تھا' اور اس وقت مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس زہر سے میرا اندرونہ کٹ گیا ہے''۔

بخاری نے اسے معلق بیان کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی بکر بن محمد بن احمد بن یحییٰ الاشقر عن یوسف بن موسیٰ عن احمد بن صالح عن عنبسہ عن یونس بن یزید ایلی عن زہری مدد دی ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبدالجبار نے ہمیں عن ابی معاویہ عن اعمش عن عبداللہ بن مرہ عن ابی الاحوص عن عبداللہ بن مسعود خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ اگر میں نو قسمیں کھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے ہیں تو مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں ایک قسم کھاؤں کہ آپ شہید نہیں ہوئے اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا ہے اور شہید بنایا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن بشر نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے بحوالہ ابوحمزہ ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے زہری سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری نے مجھے بتایا' اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان تین آدمیوں میں سے ہیں جن کی توبہ قبول ہوئی تھی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس درد میں جس میں آپ کی وفات ہوئی' رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر نکلے تو لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن رسول اللہ ﷺ نے کیسے صبح کی۔ آپ نے کہا آپ نے اچھی حالت میں صبح کی تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ خدا کی قسم تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہوگا' اور قسم بخدا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں' آپ اس درد سے عنقریب فوت ہو جائیں گے اور میں موت کے وقت بنی عبدالمطلب کے چہروں کو پہچان لیتا ہوں' ہماری طرف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیے اور آپ سے دریافت کیجیے کہ یہ امر کن لوگوں میں ہوگا؟ اگر وہ ہم میں ہوا تو ہمیں وہ معلوم ہو جائے گا۔ اور اگر ہمارے غیروں میں ہوا تو وہ بھی ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ پس ہمیں وصیت کیجیے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم اگر ہم نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور آپ نے ہمیں اس سے روک دیا تو لوگ اسے آپ کے بعد ہمیں نہیں دیں گے۔ اور خدا کی قسم میں رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت نہیں کروں گا' بخاری اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے سلیمان احول سے بحوالہ سعید بن جبیر بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمعرات کو کہا' کہ جمعرات کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا تو آپ نے فرمایا' میرے پاس آؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں' جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ پس انہوں نے باہم کشاکش کی۔ اور نبیؐ کے پاس کشاکش نہیں کرنا چاہیے۔ انہوں نے آپ سے بات سمجھنے کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی حالت یوں معلوم ہو رہی ہے

Marfat.com

کہ آپ چھوڑے [1] جا رہے ہیں' پس وہ آپ کے پاس سے واپس چلے گئے' تو آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو۔ پس آپ نے تین باتوں کی وصیت کی۔ فرمایا مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو' اور جس طرح میں وفد کی دیکھ بھال کرتا ہوں اسی طرح تم بھی وفد کی دیکھ بھال کرو۔ اور تیسری بات کے بارے میں آپ نے سکوت اختیار کر لیا' یا راوی کہتا ہے کہ میں اسے بھول گیا ہوں۔

اور بخاری نے اسے ایک اور مقام پر روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں زہری سے عن عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا' تو گھر میں کچھ لوگ تھے' آپ نے فرمایا آؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے' ان میں سے بعض نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے' ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے' پس گھر والوں میں اختلاف ہو گیا اور وہ جھگڑ پڑے' پس ان میں سے بعض کہتے کہ قریب کرو' وہ تمہیں تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ اور ان میں بعض کچھ اور بات کہتے' پس جب انہوں نے اختلاف اور بے سوچے سمجھے بولنا زیادہ کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کھڑے ہو جاؤ۔ عبیداللہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے درمیان اور ان کے لیے یہ تحریر لکھنے کے درمیان ان کا اختلاف اور شور حائل ہو گیا ہے۔ اور مسلم نے اسے محمد بن رافع اور عبد بن حمید سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عبدالرزاق سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اور بخاری نے اسے اپنی صحیح میں کئی مقامات پر معمر اور یونس کی حدیث سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے۔

اس حدیث سے شیعہ اور دیگر اہل بدعت کے بعض کم فہم لوگوں کو وہم ہو گیا ہے اور وہ سب کے مدعی ہیں کہ آپ اس تحریر میں وہ بات لکھنا چاہتے تھے جسے وہ اپنی گفتگو میں آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں' اور اسی کو محکم کا ترک کرنا اور متشابہ سے تمسک کرنا کہتے ہیں' اور اہل سنت محکم سے تمسک کرتے ہیں اور متشابہ کو رد کرتے ہیں اور یہی راسخین فی العلم کا طریقہ ہے' جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کی صفت بیان کی ہے۔ اور اس مقام پر بہت سے گمراہوں کے قدم لغزش کھا گئے ہیں اور اہل سنت کا مذہب صرف حق کی اتباع کرنا ہے اور وہ اسی کے ساتھ گردش کرتے ہیں' اور جس بات کو رسول اللہ ﷺ لکھنا چاہتے تھے اس کی تصریح احادیث صحیحہ میں بیان ہوئی ہے جس سے آپ کی مراد واضح ہو جاتی ہے۔

---

[1] ماشانہ یھجر کے ترجمہ میں اہل تشیع نے جو گل کھلائے ہیں وہ سراسر زیادتی ہے اور ان کا ترجمہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان کو داغدار کرنے والا ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا ہے اور جو حضرت نبی کریم ﷺ کے اس قدر جان نثار اور فدائی تھے کہ آپ کے تھوک کو بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے ان کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات میں یہ کہا کہ آپ نعوذ باللہ بکواس کر رہے ہیں کس قدر ظلم کی بات ہے نعوذ بالله منها مائة الف مرة' ہم نے ایسا ترجمہ کیا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان کے لائق ہے۔

Marfat.com

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ مؤمل نے ہم سے بیان کیا کہ نافع نے ہم سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ ہم سے ابن ابی ملیکہ نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا آپ فرماتی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو وہ تکلیف ہوئی جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو میرے پاس بلاؤ تاکہ حضرت ابوبکر کے معاملے میں کوئی طامع، طمع نہ کرے اور نہ کوئی تمنا کرنے والا اس کی تمنا کرے۔ پھر دوبار فرمایا: اللہ تعالیٰ اور مومنین بھی اس سے انکار کریں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پس اللہ تعالیٰ اور مومنین نے اس سے انکار کیا۔ احمد اس طریق سے اس کی روایت میں منفرد ہیں۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر قرشی نے ابن ابی ملیکہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی طبیعت گراں ہوگئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے فرمایا کہ میرے پاس شانہ یا تختی لاؤ تاکہ میں حضرت ابوبکر کے لیے تحریر لکھ دوں جس پر کوئی شخص اختلاف نہ کرے' پس جب عبدالرحمٰن یہ کام کرنے گئے تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکرؓ! اللہ تعالیٰ اور مومنین نے تیرے بارے میں اختلاف کرنے سے انکار کیا ہے۔ احمد اسی طرح اس روایت کے بیان میں بھی منفرد ہیں۔ اور بخاری نے یحییٰ بن یحییٰ سے عن سلیمان بن بلال عن یحییٰ بن سعید عن القاسم بن محمد بن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کی طرف پیغام بھیجنے کا ارادہ کیا ہے' پس میں دیکھتا ہوں کہ باتیں کرنے والے باتیں کریں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ انکار کرے گا۔ یا مومنین رد کریں گے یا اللہ تعالیٰ رد کرے گا اور مومنین انکار کریں گے' اور صحیح بخاری اور مسلم میں ابراہیم بن سعد کی حدیث سے جو اس کے باپ سے عن جبیر بن مطعم عن ابیہ مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ آپ کے پاس آئے' اس نے عرض کیا اگر میں آؤں اور آپ موجود نہ ہوں۔ گویا وہ آپ کی موت کی بات کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اگر تو مجھے موجود نہ پائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ جانا' یہ بات ظاہر ہے۔ واللہ اعلم۔ کہ اس نے حضور ﷺ کو یہ بات اس مرض میں کہی جس میں آپ کی وفات ہوئی۔

اور حضور ﷺ نے جمعرات کے روز اپنی وفات سے پانچ روز قبل ایک عظیم خطبہ دیا جس میں دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو واضح کیا' حالانکہ آپ ان کے متعلق وضاحت سے فرما چکے تھے کہ وہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی امامت کریں' جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا کہ آپ نے ان سب کی موجودگی میں یہ بات کہی تھی اور شاید آپ کا یہ خطبہ' اس تحریر کے بدلہ میں تھا جو آپ لکھنا چاہتے تھے۔ اور آپ نے اس شاندار خطبہ سے قبل غسل فرمایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ پر ایسے سات مشکیزوں کا پانی ڈالا جن کے ڈاٹ کھولے نہیں گئے تھے۔ اور یہ بات سات سے شفا طلب کرنے کے بارے میں ہے جیسا کہ اس مقام کے علاوہ احادیث میں بیان ہوا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ حضور ﷺ نے غسل فرمایا پھر باہر نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھائی' پھر ان سے خطاب کیا جیسا کہ قبل ازیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

اس بارے میں بیان ہونے والی احادیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں خبر دی کہ اصم نے ہمیں احمد بن عبدالجبار سے عن یونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق

Marfat.com

عن زہری عن ایوب بن بشیر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں فرمایا: مجھ پر مختلف کنوؤں کے سات مشکیزوں کا پانی ڈالو تا کہ میں باہر نکلوں اور لوگوں کو وصیت کروں‘ تو انہوں نے ایسے ہی کیا‘ تو آپ باہر نکلے اور منبر پر بیٹھے اور آپ نے حمد و ثناء الٰہی کے بعد سب سے پہلے اصحابِ اُحد کا ذکر کیا اور ان کے لیے بخشش طلب کی اور دعا کی پھر فرمایا اے گروہ! مہاجرین‘ تم میں اضافہ ہو رہا ہے‘ اور انصار اپنی ہیئت پر ہیں ان میں اضافہ نہیں ہو رہا اور وہ میری راز کی جگہ ہیں‘ جس کی میں نے پناہ لی ہے‘ پس ان کے کریم کی تکریم کرو اور ان کے خطا کار سے درگزر کرو‘ پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! اللہ کے ایک بندے کو اللہ نے دنیا کے درمیان اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا ہے اور اس نے جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسے پسند کر لیا ہے‘ پس لوگوں میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو سمجھا اور رو پڑے اور عرض کیا‘ بلکہ ہم اپنی جانوں اموال‘ اور اولاد کو آپ پر قربان کر دیں گے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آہستہ اور باوقار رہو مسجد میں ان کھلنے والے دروازوں کی طرف دیکھو‘ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے آنے والے دروازے کے سوا سب دروازوں کو بند کر دو۔ مجھے کسی آدمی کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ صحبت کے لحاظ سے اس سے بہتر ہو‘ یہ حدیث مرسل ہے اور اس کے بہت سے شواہد ہیں۔

اور واقدی کا بیان ہے کہ مجھ سے فروۃ بن زید بن طوس نے عن عائشہ بنت سعد عن ام ذرہ عن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کیا‘ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر پر کپڑے کی ایک دھجی باندھے باہر آئے اور جب منبر پر ٹک کر بیٹھ گئے تو لوگوں نے منبر کو گھیر لیا تو آپ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قیامت کو‘ میں حوض پر کھڑا ہوں گا پھر آپ نے تشہد پڑھا اور تشہد کے بعد آپ نے سب سے پہلے جو بات کی وہ یہ تھی کہ آپ نے شہداء احد کے لیے بخشش طلب کی پھر فرمایا اللہ کے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا گیا تو اس بندے نے جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسے پسند کر لیا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور ہم آپ کے رونے سے متعجب ہوئے اور آپ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں‘ ہم اپنے آباء‘ امہات اور اپنی جانوں اور مالوں کو آپ پر قربان کر دیں گے اور جس بندے کو اختیار دیا گیا وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے رسول اللہ ﷺ کو بہتر جانتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ آپ سے کہنے لگے آہستہ اور باوقار رہو۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح نے عن سالم ابی النضر عن بشر بن سعید عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا ہے‘ اور اس بندے نے جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسے پسند کر لیا ہے‘ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے‘ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم آپ کے رونے سے بہت متعجب ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کسی بندے کے متعلق بتا رہے ہیں‘ اور جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے‘ اور حضرت ابوبکر آپ کو ہم سے بہتر سمجھتے تھے‘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی صحبت اور مال سے سب لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے بھلائی کی ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو دوست بنانے والا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا لیکن اسلام دوستی اور محبت رہے گی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے دروازے کے سوا مسجد کے سب دروازوں کو بند کر دیا جائے۔ اور اسی طرح امام بخاری نے اس حدیث کو ابی عامر العقدی کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ پھر امام احمد نے اسے عن یونس عن فلیح عن سالم ابن النضر عن عبید بن حنین و بشر بن سعید عن ابی سعید روایت کیا ہے' اور اسی طرح بخاری اور مسلم نے اسے فلیح اور مالک بن انس کی حدیث سے عن سالم عن بشر بن سعید و عبید بن حنین روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسی طرح ابی سعید سے روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہم سے عن عبدالملک عن ابن ابی المعلی عن ابیہ بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ ایک بندے کو اس کے رب نے اس بات کے درمیان کے وہ جب تک چاہے دنیا میں زندہ رہے اور جو وہ دنیا سے کھانا چاہتا ہے کھائے اور اپنے رب کی ملاقات کے درمیان اختیار دیا' تو اس بندے نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کیا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کہنے لگے کیا تم اس بوڑھے سے تعجب نہیں کرتے' رسول اللہ ﷺ نے ایک نیک بندے کا ذکر کیا ہے جسے اس کے رب نے دنیا میں باقی رہنے کے درمیان اور اپنے رب کی ملاقات کے درمیان اختیار دیا تھا تو اس نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کر لیا' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کے قول کو ان سے بہتر جانتے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ ہم اپنے اموال اور بیٹوں کو آپ پر قربان کر دیں گے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں جس نے ابن ابی قحافہ سے بڑھ کر اپنی صحبت اور مال سے' مجھ سے بھلائی کی ہو اور اگر میں کسی کو دوست بنانے والا ہوتا تو میں ابن ابی قحافہ کو دوست بناتا' لیکن محبت اخوت اور ایمان کی دوستی رہے گی۔ یہ بات آپ نے دو بار فرمائی اور تمہارا صاحب' اللہ عزوجل کا دوست ہے' احمد اس روایت کے بیان میں متفرد ہیں اور محدثین بیان کرتے ہیں کہ صحیح نام ابوسعید بن المعلی ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ بیہقی نے اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ زکریا بن عدی نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن عمرو الرقی نے ہم سے عن زید بن ابی انیسہ عن عمرو بن مرہ عن عبداللہ بن حارث بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو وفات پانے سے پانچ روز قبل فرماتے سنا کہ۔ تم میں سے میرے بھائی اور دوست بھی ہیں اور میں ہر دوست کی دوستی سے برأت کا اظہار کرتا ہوں' اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بنانے والا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا اور بلاشبہ میرے رب نے مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح دوست بنایا ہے اور تم سے پہلے کچھ لوگ تھے جو اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے پس تم قبور کو سجدہ گاہ نہ بناؤ اور میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں اسی طرح اسحاق بن راہویہ سے روایت کیا ہے اور یہ دن آپ کی وفات سے پانچ روز قبل جمعرات کا دن تھا' جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قبل ازیں اس کا ذکر کیا ہے اور ہم نے اس خطبہ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن محمد المقری نے ہمیں بتایا کہ حسن بن محمد بن اسحاق نے ہمیں خبر دی کہ یوسف بن یعقوب ابن عوانہ السفرائنی نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ میں نے یعلیٰ بن حکیم کو عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے سنا کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس

Marfat.com

میں آپ سر پر کپڑے کی دھجی باندھے نکلے اور منبر پر چڑھ کر خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ لوگوں میں سے کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجھ سے اپنی جان اور مال سے بھلائی نہیں کی' اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو دوست بنانے والا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوست بناتا' لیکن اسلام دوستی سب سے بہتر ہے مسجد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے سوا سب کھڑکیاں بند کر دی جائیں' بخاری نے اسے عن عبید اللہ بن محمد الجعفی عن وہب بن جریر بن حازم عن ابیہ روایت کیا' اور حضور ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ مسجد کی طرف کھلنے والی کھڑکیوں میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے سوا سب کھڑکیاں بند کر دی جائیں' اس میں آپ کی خلافت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے' تاکہ آپ وہاں سے مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لیے جایا کریں' اور اسی طرح بخاری نے اسے عن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن حنظلہ بن الغسیل عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی آپ اس میں اپنے سر پر ایک میلی پٹی باندھے ہوئے اور اپنے کندھوں پر ایک چادر لپیٹے ہوئے نکلے اور منبر پر بیٹھ گئے اور پھر اس خطبہ کا ذکر کیا ہے اور اس میں ان وصایا کو بیان کیا ہے جو آپؐ نے انصار کو کیں یہاں تک کہ آپ نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی آخری نشست تھی' حتیٰ کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ یعنی یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری خطبہ تھا جو آپ نے دیا۔ اور بخاری نے ایک اور طریق سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غریب اسناد اور غریب الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے' حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ ابن ابی قماش' محمد بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن اسماعیل ابوعمران الجبلی نے ہم سے بیان کیا کہ معن بن عیسیٰ القزاز نے عن الحارث بن عبدالملک بن عبداللہ بن اناس اللیثی عن القاسم بن یزید بن عبداللہ بن قسیط عن ابیہ عن عطاء عن ابن عباس عن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہم ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو آپ کو شدید بخار تھا اور آپ نے اپنے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی' آپؐ نے فرمایا فضل میرا ہاتھ پکڑیے میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا یہاں تک کہ آپ منبر پر بیٹھ گئے' پھر فرمایا فضل! لوگوں میں منادی کر دو' تو میں نے اکٹھے ہونے کا اعلان کر دیا اور لوگ اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا اما بعد اے لوگو! میرے تم سے پیچھے رہنے کا وقت قریب آ گیا ہے اور تم مجھے اس جگہ پر ہرگز نہیں دیکھو گے اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے سوا مجھے کوئی کفایت کرنے والا نہیں یہاں تک کہ تم میں اس کی تعیین و تعدیل کر دوں' آگاہ رہو' میں نے جس شخص کی پشت پر کوڑا مارا ہے وہ میری اس پشت سے قصاص لے لے' اور میں نے جس کا مال لیا ہے وہ اس مال سے اسے لے سکتا ہے اور میں نے جس کی بے عزتی کی ہے وہ مجھ سے اس کا قصاص لے لے' اور کوئی یہ نہ کہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی دشمنی سے ڈرتا ہوں' آگاہ رہو' دشمنی کرنا میری عادت نہیں' اور تم میں سے وہ شخص مجھے زیادہ محبوب ہے کہ اگر اس کا میرے ذمے کوئی حق ہے تو وہ مجھ سے لے لیتا ہے یا میرے لیے جائز قرار دے دیتا ہے۔ پس میں اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملنا چاہتا ہوں کہ میرے ذمے کسی کی کوئی بے انصافی نہ ہو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے ایک آدمی نے اٹھ کر کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے تین دراہم آپ کے ذمہ ہیں آپ نے فرمایا' میں نہ قائل کی تکذیب کرتا ہوں اور نہ جو میرے ذمے تیرے دراہم ہیں اس پر قسم کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اس نے کہا کیا آپ کو یاد نہیں کہ آپ کے پاس سے ایک سائل گزرا تو آپ نے مجھے حکم دیا اور میں نے اسے تین دراہم دیئے' آپ نے

Marfat.com

فرمایا اے فضل اسے تین دراہم دے دو' راوی بیان کرتا ہے پھر وہ آپ کے حکم سے بیٹھ گیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی پہلی بات کو دہرایا اور فرمایا اے لوگو! جس کے پاس کوئی خیانت کی چیز ہو وہ اسے واپس کر دے' تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تین دراہم ہیں جنہیں میں نے فی سبیل اللہ خیانت سے حاصل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے انہیں خیانت سے کیوں حاصل کیا' اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت تھی آپ نے فرمایا فضل اس سے تین دراہم لے لو' پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی پہلی بات دہرائی اور فرمایا جو شخص اپنے دل میں کوئی خلجان محسوس کرتا ہے وہ کھڑا ہو جائے میں اس کے لیے اللہ سے دعا کروں گا تو ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ! میں منافق جھوٹا اور منحوس ہوں' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے شخص تیرا برا ہو اللہ نے تیری پردہ پوشی کی ہے' کاش تو اپنی پردہ پوشی کرتا' رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے ابن الخطاب ٹھہریئے' دنیا کی رسوائی آخرت کے مقابلہ میں بہت ہیچ ہے' اے اللہ! اسے صدق و ایمان عطا فرما اور جب وہ چاہے اس سے نحوست کو دور فرما دے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں عمرؓ کے ساتھ ہوں اور عمرؓ میرے ساتھ ہے اور میرے بعد حق عمرؓ کے ساتھ ہے اور اس حدیث کے متن اور اسناد میں شدید غرابت پائی جاتی ہے۔

آپ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دینا کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائیں:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ابن اسحاق سے ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام نے اپنے باپ سے عن عبداللہ بن ہشام عن ابیہ عن عبداللہ بن زمعۃ بن الاسود بن المطلب بن اسد مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہو گیا تو میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کے پاس موجود تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان دی اور فرمایا مشورہ دیجیے لوگوں کو کون نماز پڑھائے' راوی بیان کرتا ہے' میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں موجود ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہیں' میں نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ اٹھیے اور لوگوں کو نماز پڑھایئے۔ راوی بیان کرتا ہے آپ کھڑے ہو گئے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آواز سن لی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز آدمی تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اللہ اور مسلمان اس بات سے انکار کریں گے' اللہ اور مسلمان اس بات سے انکار کریں گے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس نماز کے پڑھ لینے کے بعد آئے پس انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی' اور عبداللہ بن زمعہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا اے ابن زمعہ' تیرا برا ہو تو نے یہ کیا کیا' خدا کی قسم جب تو نے مجھے حکم دیا تو میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں نماز نہ پڑھاتا' راوی کہتا ہے میں نے کہا' خدا کی قسم مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم نہیں دیا' لیکن جب میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا تو میں نے حاضرین میں سے آپ کو نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار سمجھا' اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے ابن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ زہری نے مجھ سے بیان کیا' اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی فدیک نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن یعقوب نے عن عبدالرحمٰن بن اسحاق عن ابن شہاب

Marfat.com

عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ مجھ سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن زمعہ نے اسے یہ حدیث بتائی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کی آواز سنی' تو ابن زمعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے یہاں تک کہ آپ نے اپنے حجرے سے اپنا سر نکالا اور پھر فرمایا نہیں' نہیں' ابن ابی قحافہ کے سوا کوئی شخص لوگوں کو نماز نہ پڑھائے' آپ نے یہ بات ناراضگی کی حالت میں فرمائی۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے میرے باپ نے بیان کیا کہ اعمش نے بحوالہ ابراہیم ہم سے بیان کیا' اسود بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہ ہم نے مواظبت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی تو نماز کا وقت آ گیا' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو آپ نے فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے' آپ سے گزارش کی گئی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غمگین آدمی ہیں' جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز پڑھانے کی سکت نہیں پائیں گے' تو آپ نے دوبارہ وہی بات کی تو انہوں نے بھی آپ کو دوبارہ وہی بات کہی تو آپ نے سہ بارہ وہی بات کہی اور فرمایا بلاشبہ تم یوسف کی ساتھی عورتیں ہو' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دل میں کچھ سکون پایا اور آپ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر نکلے' گویا میں آپ کے پاؤں کو دیکھ رہی ہوں' جو تکلیف سے گھسٹتے جا رہے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہونا چاہا تو حضور ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں۔ پھر آپ آ کر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے' اعمش سے پوچھا گیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے اپنے سر کے اشارے سے کہا' ہاں! پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوداؤد نے شعبہ سے اس کا ایک حصہ روایت کیا ہے اور ابو معاویہ نے بحوالہ اعمش اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اور امام بخاری نے اپنی کتاب کے کئی مقامات پر اسے روایت کیا ہے۔ اور مسلم' نسائی اور ابن ماجہ نے متعدد طرق سے اعمش سے اس کی روایت کی ہے' ان میں سے وہ طریق بھی ہے جسے بخاری نے عن قتیبہ و مسلم عن ابی بکر بن ابی شیبہ و یحییٰ بن یحییٰ عن ابی معاویہ روایت کیا ہے' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن عبد اللہ نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے بتایا آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بار بار بات کی اور میں بار بار یہ بات اس لیے دہراتی تھی کہ مجھے خدشہ تھا کہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بدشگونی لیں گے اور مجھے یہ بھی علم تھا کہ جو شخص بھی آپ کی جگہ کھڑا ہو گا لوگ اس سے بدشگونی لیں گے۔ پس میں نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر کسی اور آدمی کی طرف رجوع کر لیں۔

اور صحیح مسلم میں عبد الرزاق کی حدیث سے معمر سے بحوالہ زہری مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حمزہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے بتایا آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر آئے تو فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب آدمی ہیں' جب وہ قرآن پڑھیں گے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکیں گے۔ کاش آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا' کسی اور آدمی کو حکم دیں' آپ فرماتی ہیں' خدا کی قسم میری یہ ناپسندیدگی اس لیے تھی کہ جو شخص سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی جگہ کھڑا ہوگا لوگ اس سے بدشگونی لیں گے' آپ فرماتی ہیں میں نے دو یا تین بار آپؐ سے یہ بات دہرائی تو آپؐ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائے' بلاشبہ تم تو یوسف کی ساتھی عورتیں ہو۔ اور صحیحین میں عبدالملک بن عمیر کی حدیث سے عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ عن ابیہ مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز پڑھانے کی سکت نہیں پائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دو' بلاشبہ تم تو یوسف کی ساتھی عورتیں ہو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نماز پڑھائی۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے ہمیں موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بحوالہ عبیداللہ بن عبداللہ خبر دی' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے متعلق نہیں بتائیں گی؟ آپ نے جواب دیا بے شک' رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی' تو آپ نے فرمایا' کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں' یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا لگن میں پانی ڈال کر میرے پاس لاؤ' ہم نے ایسے کیا تو آپ نے غسل فرمایا' پھر اٹھنے لگے تو آپ بے ہوش ہو گئے' جب آپ کو ہوش آیا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں' یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں' آپؐ نے فرمایا لگن میں میرے لیے پانی رکھو' ہم نے پانی رکھا تو آپ نے غسل فرمایا پھر آپ اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے' پھر ہوش آیا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں' یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں' آپ فرماتی ہیں' لوگ مسجد میں بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کا نماز عشاء کے لیے انتظار کر رہے تھے' پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب آدمی تھے' انہوں نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایئے۔ انہوں نے جواب دیا آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں' تو ان ایام میں آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' پھر رسول اللہ ﷺ نے کچھ سکون محسوس کیا تو دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر ظہر کی نماز کے لیے نکلے' پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہونا چاہا' تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے نہ ہوں اور ان دو آدمیوں کو حکم دیا کہ آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیں' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے' عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور کہا کیا میں آپ کے سامنے وہ بات پیش نہ کروں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے متعلق بتائی ہے۔ انہوں نے فرمایا بیان کرو تو میں نے ان کو بات بتائی تو انہوں نے اس سے کسی چیز کا انکار نہ کیا' ہاں یہ کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے اس آدمی کا نام بتایا تھا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ

Marfat.com

تھا' میں نے کہا نہیں' تو انہوں نے کہا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور بخاری اور مسلم دونوں نے اسے احمد بن یونس سے بحوالہ زائدہ روایت کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھنے لگے اور وہ کھڑے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر کی نماز پڑھنے لگے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس نماز میں مقتدم تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کو آپ کی نماز کے ساتھ وابستہ کر لیا تھا' نیز بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح اسے اسود اور عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے ارقم بن شرحبیل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اور اس سے مراد وہ حدیث ہے جسے امام احمد نے روایت کیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ابواسحاق سے عن ارقم بن شرحبیل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا پھر آپ نے کچھ سکون محسوس کیا تو آپ باہر نکلے اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آمد کو محسوس کیا تو آپ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو حضرت نبی کریم ﷺ نے آپ کو اشارہ کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور وہاں سے آیت کو پڑھنا شروع کیا جہاں تک حضرت ابوبکرؓ پہنچے تھے۔ پھر اسی طرح امام احمد نے اسے وکیع سے عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن ارقم عن ابن عباس اس سے بھی طویل تر روایت کیا ہے۔ اور ایک دفعہ وکیع نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم ﷺ کی اقتداء کرتے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر کی اقتداء کرتے تھے۔

اور ابن ماجہ نے اسے عن علی بن محمد عن وکیع عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن ارقم بن شرحبیل' عن ابن عباس اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ شبابہ بن سوار نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن نعیم بن ابی ہند عن ابی وائل عن مسروق عن عائشہؓ ہم سے بیان کیا' کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس میں آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی' اور ترمذی اور نسائی نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ بکر بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے شعبہ بن حجاج کو عن نعیم بن ابی ہند عن ابی وائل عن مسروق عن عائشہ روایت کرتے سنا کہ حضرت ابوبکر نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ صف میں تھے۔

اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن الفضل القطان نے ہمیں خبر دی کہ عبداللہ بن جعفر نے ہمیں بتایا کہ یعقوب بن سفیان نے ہمیں خبر دی کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے عن سلیمان الاعمش عن ابراہیم عن الاسود عن عائشہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور یہ اسناد جید ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح اسے حمید نے انس بن مالک اور یونس سے بحوالہ حسن مرسل روایت کیا ہے' پھر انہوں نے اسے ہشیم کے طریق سے مدد دی ہے کہ یونس نے ہمیں بحوالہ حسن خبر دی' ہشیم بیان کرتے ہیں کہ حمید نے ہمیں بحوالہ انس بن مالک خبر دی کہ حضرت نبی کریم ﷺ باہر نکلے تو حضرت ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے پس آپ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور آپ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کے دونوں پلوؤں کو مخالف سمتوں میں ڈالا ہوا تھا پس آپ نے ان کی نماز کی اقتداء کی۔

Marfat.com

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں بتایا کہ عبید بن شریک نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی مریم نے ہمیں خبر دی کہ جعفر بن محمد نے ہمیں بتایا کہ مجھے حمید نے بتایا کہ اس نے حضرت انس کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑے کو لپیٹ کر جو آخری نماز لوگوں کے ساتھ پڑھی وہ حضرت ابوبکر کے پیچھے پڑھی' میں کہتا ہوں یہ اسناد جید ہے جو صحیح کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اسے بیان نہیں کیا اور یہ تقیید اچھی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی آخری نماز تھی جو آپ نے لوگوں کے ساتھ پڑھی۔

اور امام بیہقی نے سلیمان بن بلال اور یحییٰ بن ایوب کے طریق سے حمید سے بحوالہ انس بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑے میں اس کے دونوں پلوؤں کو مخالف سمتوں میں ڈال کر حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی' اور جب آپ نے اٹھنا چاہا تو فرمایا کہ اسامہ بن زید کو میرے پاس بلاؤ' پس وہ آئے تو انہوں نے آپ کی پشت کو اپنے سینے کا سہارا دیا اور یہ آخری نماز تھی جو آپ نے پڑھی' اس لیے کہ سوموار کے روز چاشت کے وقت آپ کا وفات پانا ثابت ہے۔ اور یہی بات بیہقی نے بیان کی ہے جسے مسلم نے موسیٰ بن عقبہ کے مغازی سے اخذ کیا ہے اس نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح ابوالاسود نے بحوالہ عروہ روایت کی ہے اور یہ ضعیف ہے' بلکہ یہ آپ کی آخری نماز ہے جسے آپ نے لوگوں کے ساتھ پڑھا' جیسا کہ دوسری روایت میں پہلے اس کی تقیید بیان ہو چکی ہے' اور حدیث' ایک ہی ہے۔ پس مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا' پھر یہ جائز نہ ہوگا کہ یہ آپ کے یوم وفات سوموار کی صبح کی نماز ہو' کیونکہ آپ نے اس نماز کو جماعت کے ساتھ نہیں پڑھا بلکہ اپنے گھر میں پڑھا ہے۔ کیونکہ آپ کو ضعف ہو گیا تھا۔ اور اس کی دلیل امام بخاری کا وہ قول ہے جسے انہوں نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں زہری سے خبر دی کہ مجھے حضرت انس بن مالک نے بتایا' اور آپ حضرت نبی کریم کے تابعدار' خادم اور صاحب تھے' کہ جس تکلیف میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس میں حضرت ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور جب سوموار کا دن آیا اور وہ لوگ نماز میں صف بستہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور آپ کھڑے ہو کر ہماری طرف دیکھ رہے تھے گویا آپ کا چہرہ مصحف کا ورق ہے' آپ مسکرا رہے تھے' پس ہم نے حضرت نبی کریم ﷺ کی دید کی خوشی سے فتنہ میں پڑنے کا ارادہ کر لیا۔ اور حضرت ابوبکر اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ گئے تاکہ صف کو نماز پڑھائیں اور خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے آنے والے ہیں' پس آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ اپنی نماز کو پورا کرو اور پردہ ڈال دیا اور اسی روز وفات پا گئے۔

اور مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ' صبیح بن کیسان اور معمر کی حدیث سے زہری سے بحوالہ انس روایت کیا ہے' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابومعمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز نے بحوالہ انس بن مالک ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین دن باہر نہیں نکلے' پس نماز کھڑی ہو گئی اور حضرت ابوبکر آگے ہو گئے اور کہا اے اللہ کے نبی آپ پر پردہ لازم ہے تو آپ نے پردہ کو اٹھا دیا اور جب حضرت نبی کریم ﷺ کا چہرہ نمایاں ہوا تو ہم نے حضرت نبی کریم ﷺ کے چہرے کے منظر سے بہتر منظر نہیں دیکھا' اور حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے حضرت ابوبکر کو آگے ہونے کا اشارہ کیا اور پردہ ڈال دیا پھر آپ نے پردہ اٹھانے کی ہمت نہیں پائی' حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے۔ اور مسلم نے اسے عبدالصمد بن

Marfat.com

عبدالوارث کی حدیث سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کیا ہے اور یہ اس بات کی واضح تر دلیل ہے کہ آپ نے سوموار کی صبح کی نماز لوگوں کے ساتھ نہیں پڑھی اور آپ لوگوں سے منقطع ہو چکے تھے اور تین روز ان کے پاس نہیں گئے' اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ آپ نے جو آخری نماز لوگوں کے ساتھ پڑھی وہ ظہر کی نماز تھی جیسا کہ حضرت عائشہ کی متقدم الذکر حدیث میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے اور یہ جمعرات کا دن ہوگا نہ کہ ہفتہ یا اتوار کا' جیسا کہ بیہقی نے اسے موسیٰ بن عقبہ کے مغازی سے بیان کیا۔ جو ضعیف ہے۔ نیز ہم اس کے بعد آپ کے خطبہ کو پہلے بیان کر چکے ہیں اس لیے کہ آپ لوگوں سے جمعہ' ہفتہ اور اتوار کا دن منقطع رہے اور یہ پورے تین دن ہیں اور زہری نے ابوبکر بن ابی سبرہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے انہیں سترہ نمازیں پڑھائیں' اور دوسروں نے بیس نمازیں بیان کی ہیں۔ واللہ اعلم۔ پھر سوموار کی صبح کو آپ کا چہرہ ان کے لیے نمایاں ہوا اور آپ نے انہیں نگاہ سے الوداع کہا' قریب تھا کہ وہ اس سے فتنہ میں پڑ جاتے۔ پھر یہ ان کے عوام کی آپ سے آخری ملاقات تھی جو بزبان حال کہہ رہے تھے' جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

میں تو ایک پل کی جدائی کو بھی موت کی طرح دیکھتا تھا' پس اس جدائی کی کیا کیفیت ہوگی جس کی وعدہ گاہ حشر ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ حافظ بیہقی نے اس حدیث کو ان دو طریقوں سے بیان کیا ہے پھر کہا ہے کہ اس کا ماحصل یہ ہے کہ شاید حضور علیہ السلام پہلی رکعت میں ان سے حجاب میں ہو گئے ہوں' پھر دوسری رکعت میں باہر نکل کر حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی ہو' جیسا کہ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے اور حضرت انس بن مالک پر یہ بات مخفی رہی ہو یا انہوں نے کچھ حدیث بیان کر دی ہو اور کچھ سے خاموشی اختیار کر لی ہو۔ اور اسے انہوں نے بہت بعید بیان کیا ہے۔ کیونکہ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ آپ نے موت تک پردہ اٹھانے کی سکت نہیں پائی اور ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آپ کی آخری ملاقات تھی' اور صحابی کا قول تابعی کے قول سے مقدم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

حاصل کلام یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو نماز میں صحابہ کی امامت کے لیے مقدم کیا جو اسلام کے عملی ارکان میں سے سب سے بڑا رکن ہے' اور شیخ ابوالحسن اشعری بیان کرتے ہیں کہ آپ کا حضرت ابوبکر کو مقدم کرنا دین اسلام کا ایک معلوم بالضرورۃ امر ہے' نیز بیان کرتے ہیں کہ آپ کا حضرت ابوبکر کو مقدم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ تمام صحابہ سے زیادہ عالم تھے' کیونکہ صحیح حدیث سے جس کی صحت پر علماء کا اتفاق ہے' ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کتاب اللہ کو زیادہ جاننے والا لوگوں کی امامت کرائے' پس اگر وہ علم قرآن میں برابر ہوں تو سنت کو زیادہ جاننے والا امامت کرائے اور اگر وہ سنت کے علم میں برابر ہوں تو عمر کے لحاظ سے جو سب سے بڑا ہو وہ امامت کرائے اور اگر وہ عمر میں برابر ہوں تو ان میں جو اسلام میں مقدم ہو وہ امامت کرائے۔

میں کہتا ہوں یہ اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جسے سونے کے پانی سے لکھنا چاہیے' پھر یہ تمام صفات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ میں جمع تھیں۔ اور حضور ﷺ کا آپ کے پیچھے ایک نماز پڑھنا' جیسا کہ قبل ازیں ہم صحیح روایات سے بیان کر چکے ہیں' اس کے منافی نہیں جو صحیح میں بیان ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی اقتداء کی' کیونکہ یہ کام ایک دوسری نماز میں ہوا ہے

Marfat.com

جیسا کہ امام شافعی وغیرہ ائمہ رحمہم اللہ عزوجل نے بیان کیا ہے۔

فائدہ:

امام مالک' امام شافعی اور علماء کی ایک جماعت نے' جن میں امام بخاری بھی شامل ہیں حضور ﷺ کے بیٹھ کر نماز پڑھنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کھڑے ہو کر آپ کی اقتداء کرنے سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ نے جب اپنے بعض اصحاب کو بیٹھ کر نماز پڑھائی تو آپ کا وہ قول منسوخ ہو گیا جو متفق علیہ حدیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کے پہلو پر چوٹ لگی تو لوگوں نے کھڑے ہو کر آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے انہیں بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور جب واپس لوٹے تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم رومیوں اور ایرانیوں کے سے کام کرو گے وہ اپنے بڑے آدمیوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں جبکہ وہ خود بیٹھے ہوتے ہیں۔ نیز فرمایا امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب کھڑا ہو تو کھڑے ہو اور جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو سب بیٹھ کر نماز پڑھو' وہ بیان کرتے ہیں پھر حضور ﷺ نے مرض الموت میں بیٹھ کر انہیں امامت کرائی اور وہ کھڑے تھے' پس جو کچھ پہلے بیان ہوا ہے' یہ اس کے نسخ پر دال ہے۔ واللہ اعلم

اس استدلال کے جواب میں بہت سی وجوہ کی بناء پر لوگوں نے مختلف قسم کے راستے اختیار کیے ہیں جن کے ذکر کا مقام کتاب الاحکام الکبیر ہو گا۔ ان شاء اللہ

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ لوگ حضور ﷺ کے پہلے حکم کی وجہ سے بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صرف آپ کی جانب سے تبلیغ کے لیے مسلسل کھڑے رہے' اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حقیقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی امام تھے' جیسا کہ قبل ازیں بعض رواۃ نے تصریح کی ہے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت نبی کریم ﷺ کے شدید ادب کی وجہ سے آپ سے سبقت نہیں کرتے تھے' بلکہ آپ کی اقتداء کرتے تھے' گویا حضور ﷺ امام الامام تھے' پس اس لیے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کی وجہ سے نہیں بیٹھے' کیونکہ وہ کھڑے تھے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اس وجہ سے نہیں بیٹھے کہ وہ امام تھے اور وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی حرکات و سکنات اور انتقالات انہیں پہنچا رہے تھے۔ واللہ اعلم

اور بعض لوگوں نے امام کے پیچھے قیام کی حالت میں نماز شروع کرنے کے درمیان اور بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے نماز شروع کرنے کے درمیان فرق کیا ہے پہلی صورت میں مقتدی کھڑا رہے گا' خواہ نماز کے دوران امام بیٹھ جائے جیسا کہ اس حال میں ہوا ہے اور دوسری صورت میں متقدم حدیث کے مطابق بیٹھنا واجب ہو گا۔ واللہ اعلم

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ فعل اور متقدم حدیث قیام کرنے اور بیٹھنے کے جواز پر دلیل ہے۔ اگرچہ پہلی حدیث کے مطابق بیٹھنا اور متاخر فعل کے مطابق کھڑا ہونا جائز ہے۔

آپ کا احتضار اور وفات:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابومعاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ہم سے عن ابراہیم التیمی عن الحارث بن سوید عن

Marfat.com

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاں گیا تو آپ کو بخار تھا' پس میں نے آپ کو چھوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو شدید بخار ہے آپ نے فرمایا بے شک مجھے اسی طرح بخار ہو جاتا ہے جیسا کہ تم میں سے دو آدمیوں کو بخار ہے' میں نے عرض کیا آپ کو دو اجر ملیں گے فرمایا ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ روئے زمین کے جس مسلمان کو بھی مرض وغیرہ کی تکلیف ہو اللہ اس کی خطاؤں کو اسی طرح ساقط کر دے گا' جس طرح درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے متعدد طرق سے سلیمان بن مہران' اور اعمش سے روایت کیا ہے۔

اور حافظ ابویعلیٰ موصلی اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن ابی اسرائیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن زید بن اسلم عن رجل عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے جسم پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا خدا کی قسم میں آپ کی شدت بخاری کی وجہ سے آپ پر ہاتھ رکھنے کی سکت نہیں رکھتا' تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم انبیاء کی جماعت کو جس طرح دوگنا اجر ملتا ہے اسی طرح ہماری آزمائش بھی دوگنی ہوتی ہے' ایک نبی کی جوؤں سے آزمائش کی گئی' یہاں تک کہ انہوں نے اسے مار دیا۔ اور اگر ایک آدمی سردی سے آزمایا جائے تو وہ چوغہ لے کر اس میں داخل ہو جاتا ہے اور انبیاء جس طرح آسائش سے خوش ہوتے ہیں اسی طرح آزمائش سے بھی خوش ہوتے ہیں' اس میں ایک مبہم آدمی ہے جسے کلیتاً پہچانا نہیں گیا۔ واللہ اعلم

اور بخاری اور مسلم نے سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج کی حدیث سے روایت کی ہے' اور مسلم اور جریر نے اضافہ کیا ہے اور تینوں نے عن اعمش عن ابی وائل شقیق بن سلمہ عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھا۔ اور صحیح بخاری میں یزید بن الہاد کی حدیث سے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہؓ مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان وفات پائی' اور میں حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد شدت موت کو کسی کے لیے ناپسند نہیں کرتی۔ اور ایک دوسری حدیث میں جسے بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش والے انبیاء ہوتے ہیں' پھر صالحین' پھر ان سے ملتے جلتے لوگ اور انسان کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اگر اسے اپنے دین میں صلابت ہو تو آزمائش میں اس پر سختی کی جاتی ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے سعید بن عبید بن السباق نے محمد بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے اس کے باپ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری سخت ہو گئی تو میں مدینے آیا اور کچھ لوگ بھی میرے ساتھ مدینے آئے اور میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں گیا اور آپ خاموش ہو چکے تھے اور گفتگو نہیں کرتے تھے' آپ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے پھر اپنے چہرے پر مارتے' مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ میرے لیے دعا کر رہے ہیں۔ اور ترمذی نے اسے ابی کریب سے عن یونس بن بکیر عن ابن اسحاق بیان کیا ہے اور اسے حسن غریب کہا ہے۔

Marfat.com

اور امام مالک اپنے موطاء میں اسماعیل بن حکم سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری بات کی وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کا ستیاناس کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ سرزمین عرب میں دو دین باقی نہیں رہیں گے' انہوں نے اسے اسی طرح امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ سے مرسل روایت کیا ہے اور مسلم اور بخاری نے زہری کی حدیث سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی آپ اپنے سیاہ کنارے والا جبہ اپنے چہرے پر ڈال لیتے اور جب بے چین ہوتے تو اسے اپنے چہرے سے ہٹا دیتے۔ راوی بیان کرتا ہے آپ نے اسی حالت میں فرمایا' یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ جو کچھ انہوں نے کیا آپ اس سے خوفزدہ تھے۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی رجا الادیب نے ہمیں خبر دی کہ ابوالعباس اصم نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبدالجبار نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے اعمش سے بحوالہ جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات سے تین روز قبل فرماتے سنا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھو۔ اور ایک حدیث میں' جیسا کہ مسلم نے اسے اعمش کی حدیث سے ابوسفیان بن طلحہ بن نافع سے بحوالہ جابر بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو آدمی مرے[1] اسے اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن کرنا چاہیے۔ اور ایک دوسری حدیث میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ظن کے مطابق ہوتا ہوں' پس اسے میرے بارے میں اچھا ظن رکھنا چاہیے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابوخیثمہ زہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہم سے عن سلیمان التیمی عن قتادہ عن انس بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا' تو آپ کی عام وصیت یہ تھی کہ نماز اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا' یہاں تک کہ آپ کو غرغرہ آ گیا اور آپ کی زبان سے واضح الفاظ نہ نکلتے تھے' اور نسائی نے اسے اسحاق بن راہویہ سے بحوالہ جریر بن عبداللہ' اور ابن ماجہ نے ابی الاشعث سے' عن معتمر بن سلیمان عن ابیہ روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسباط بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ التیمی نے قتادہ سے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا' تو آپ کی عام وصیت نماز اور غلاموں کے بارے میں تھی' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وصیت کرتے کرتے غرغرہ آ گیا اور آپ کی زبان اسے ادا نہیں کر سکتی تھی۔ اور نسائی اور ابن ماجہ نے اسے سلیمان بن طرخان التیمی کی حدیث سے قتادہ سے بحوالہ انس روایت کیا ہے۔ اور نسائی کی ایک روایت میں اسے قتادہ سے اس کے ساتھی سے بحوالہ انسؓ روایت کیا گیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بکر بن عیسیٰ الراسبی نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن الفضل نے ہم سے نعیم بن یزید سے بحوالہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پاس ایک طشتری لانے کا حکم دیا تا کہ آپ اس میں وہ تحریر لکھ دیں جس سے آپؐ کے بعد آپ کی امت گمراہ نہ ہو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے خدشہ ہوا کہ آپ کی

---

[1] الازہریہ میں ہے: ''تم میں سے مومن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو''۔

Marfat.com

جان مجھ سے چلی جائے گی۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا' میں اپنے سرپرست کی بات یاد رکھوں گا راوی کہتا ہے آپ نے نماز زکوۃ اور غلاموں کے بارے میں وصیت فرمائی' اس طریق سے احمد اس حدیث کی روایت میں متفرد ہیں' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابوالنعمان محمد بن الفضل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن قتادہ عن سفینہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی موت کے وقت عام وصیت نماز اور غلاموں کے بارے میں تھی' یہاں تک کہ آپ اسے اپنے سینے میں کھٹکانے لگے اور آپ کی زبان اسے ادا نہیں کر سکتی تھی۔ اور اسی طرح نسائی نے اسے حمید بن مسعدة سے عن یزید بن زریع عن سعد بن ابی عروبہ عن قتادہ عن سفینہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ صحیح وہ ہے جسے عفان نے عن ہمام عن قتادہ عن ابی الخلیل عن سفینہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح نسائی نے اور ابن ماجہ نے اسے یزید بن ہارون کی حدیث سے عن ہمام عن قتادہ عن صالح ابی الخلیل عن سفینہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح نسائی نے اسے عن قتیبہ عن ابی عوانہ عن قتادہ عن سفینہ عن النبی ﷺ روایت کیا ہے' پھر اسے محمد بن عبداللہ بن المبارک سے بحوالہ یونس بن محمد روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس سفینہ سے روایت بیان کی گئی ہے اور پھر اس نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عن یزید بن الہاد عن موسیٰ بن سرجس عن القاسم عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جانکنی کی حالت میں دیکھا اور آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ پڑا تھا' آپ پیالے میں اپنا ہاتھ ڈالتے پھر اپنے چہرے پر پانی لگاتے' پھر فرماتے اے اللہ! موت کی سختیوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔ اور ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے لیث کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے غریب کہا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے عن اسماعیل عن مصعب بن اسحاق بن طلحہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ میرے لیے سکون کا باعث ہے کہ میں نے جنت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہتھیلی کی سفیدی دیکھی ہے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کے اسناد میں اعتراض کی کوئی بات نہیں' اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شدید محبت تھی۔ اور لوگوں نے کثرت محبت کے بارے میں بہت سے معانی کا ذکر کیا ہے اور ان میں سے کوئی بھی اس مقام تک نہیں پہنچا' اس لیے کہ وہ بات میں مبالغہ کرتے ہیں جس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی' اور لامحالہ یہ کلام حق ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں پایا جاتا اور حماد بن زید ایوب سے بحوالہ ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں وفات پائی اور آپ نے میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان وفات پائی اور جب آپ بیمار ہوتے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے لیے ایک دعا کیا کرتے تھے۔ پس میں بھی آپ کے لیے دعا کرنے لگی' تو آپ نے آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی اور فرمایا فی الرفیق الاعلیٰ' فی الرفیق الاعلیٰ۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک تر شاخ تھی' آپ نے اس کی طرف دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے۔ آپ بیان کرتی ہیں' پس میں نے اسے چبا کر آپ کو دے دیا تو آپ نے اس سے بہت اچھی طرح مسواک کی' پھر آپ اس کو مجھے دینے لگے تو وہ آپ کے ہاتھ سے گر پڑی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں میرا اور آپ کا لعاب دہن اکٹھا کر دیا' اور بخاری نے اسے سلیمان بن حرب سے بحوالہ حماد

Marfat.com

بن زید روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں بتایا کہ ابونصر احمد بن سہل فقیہ بخارا نے مجھے بتایا کہ صالح بن محمد حافظ بغدادی نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد نے بحوالہ عمرو بن زہیر الضبی ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے بحوالہ عمر بن سعید بن ابی حسین ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ملیکہ نے ہمیں خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابوعمرو ذکوان نے اسے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری باری کے دن' میرے گھر میں میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان وفات پائی' اور موت کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور آپ کے لعاب دہن کو اکٹھا کر دیا۔ آپ فرماتی ہیں میرا بھائی ایک مسواک لے کر میرے پاس آیا اور میں رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے سے سہارا دیئے ہوئے تھی' اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں اور مجھے معلوم تھا کہ آپ مسواک کو پسند کرتے ہیں' میں نے عرض کیا' میں آپ کے لیے اسے لے لوں' تو آپ نے اپنے سر سے اشارہ فرمایا' ہاں! پس میں نے اسے آپ کے لیے نرم کیا اور آپ نے اسے اپنے منہ پر ملا' آپ فرماتی ہیں کہ آپ کے سامنے ایک برتن پڑا تھا جس میں پانی تھا' آپ اپنے ہاتھ کو پانی میں ڈال کر اسے اپنے منہ پر ملنے لگے' پھر فرمانے لگے لا الہ الا اللہ بے شک موت کی کچھ سختیاں ہیں' پھر آپ نے اپنی بائیں انگلی کھڑی کی' اور فرمانے لگے فی الرفیق الاعلیٰ' فی الرفیق الاعلیٰ یہاں تک کہ آپ کی روح قبض ہو گئی اور آپ کا ہاتھ پانی میں پڑ گیا۔ اور بخاری نے اسے محمد سے بحوالہ عیسیٰ بن یونس روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے ہم سے بحوالہ سعد بن ابراہیم بیان کیا کہ میں نے عروہ کو بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے سنا کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک انہیں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے' آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ کی آواز بیٹھ گئی اور میں نے آپ کو مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا. پڑھتے سنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' پس ہم نے خیال کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔ اور دونوں نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور زہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیبؒ اور عروہ بن زبیرؒ نے مجھے اہل علم لوگوں میں بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے اور یہ صحیح ہے کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے۔ پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں پس جب رسول اللہ ﷺ پر تکلیف وارد ہوئی اور آپ کا سر میری ران پر تھا' تو آپ کو کچھ وقت کے لیے غشی ہو گئی پھر آپ کو ہوش آیا تو آپ گھر کی چھت کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگے اور فرمایا اللھم الرفیق الاعلیٰ۔ تو مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو آپ نے ہم سے بیان کی تھی اور وہ صحیح ہے کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے' پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا' پھر آپ ہمیں اختیار نہیں کریں گے۔ نیز فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو آخری کلمہ کہا وہ الرفیق الاعلیٰ تھا۔ بخاری اور مسلم نے اسے کئی طرق سے زہری سے روایت کیا ہے۔

اور سفیان ثوری عن اسماعیل بن ابی خالد عن ابی بردہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بے ہوش ہو گئے اور آپ میری گود میں تھے پس میں آپ کے چہرے کو پونچھنے لگی اور آپ کی شفایابی کی دعا کرنے لگی۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا شفایابی کی دعا نہ کرو بلکہ اللہ سے الرفیق الاعلی الاسعد مع جبرائیل ومیکال واسرافیل کی دعا کرو' نسائی نے اسے سفیان ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ وغیرہ نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ابوالعباس اصم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے ہم سے بیان کیا کہ انس بن عیاض نے ہشام بن عروہ سے بحوالہ عبداللہ بن زبیر ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل جبکہ آپ ان کے سینے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے' کان لگا کر سنا آپ فرما رہے تھے' اللهم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلی. اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے' دونوں نے اسے ہشام بن عروہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ ابن اسحاق ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد کے حوالے سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان ہوئی اور میری باری میں ہوئی اور میں نے اس میں کوئی کمی نہیں کی اور جو کچھ بھی ہوئی ہے وہ میری سادگی اور نوعمری سے ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے میری گود میں وفات پائی' پھر میں نے آپ کے سر کو تکیہ پر رکھ دیا اور میں عورتوں کے ساتھ کھڑی ہو کر منہ پر طمانچے مارنے لگی۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن زبیر نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن زید نے بحوالہ المطلب بن زید ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کی بھی روح قبض ہوتی ہے' پھر وہ ثواب کو دیکھتا ہے' پھر وہ روح اس کی طرف واپس آتی ہے اور اسے اس کی طرف واپس جانے اور خدا تعالیٰ کے پاس جانے کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے' اور میں نے آپ سے یہ بات یاد کر لی' کیونکہ میں آپ کا اپنے سینے کے ساتھ سہارا دیئے ہوئے تھی' جب آپ کی گردن لٹک گئی تو میں نے آپ کی طرف دیکھا' آپ فرماتی ہیں میں نے کہا خدا کی قسم ہرگز آپ ہمیں اختیار نہیں کریں گے آپ نے فرمایا جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ' ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے' یعنی نبیوں' صدیقوں' شہداء اور صالحین کے ساتھ اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔ احمد اس کے بیان میں متفرد ہیں اور انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں خبر دی کہ ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں بتایا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور آپ کا سر میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔ آپ فرماتی ہیں جب آپ کی روح نکلی تو میں نے کبھی اس سے بہتر خوشبو نہیں پائی' اور یہ اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور اصحاب کتب ستہ میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور بیہقی نے اسے حنبل بن اسحاق کی حدیث سے بحوالہ عفان روایت کیا ہے اور بیہقی بیان کرتے ہیں حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس اصم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبدالجبار نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے عن ابی معشر عن محمد بن قیس عن ابی عروہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی میں نے آپ کے سینے پر ہاتھ رکھا تو تمام کھانے میرے لیے تلخ ہو گئے اور میں نے وضو کیا' اور کستوری کی خوشبو میرے ہاتھ سے نہیں جاتی تھی۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان اور بہز نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ حمید بن ہلال نے بحوالہ ابی بردہ ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

Marfat.com

گیا تو آپ ہمارے پاس یمن کی بنی ہوئی ایک موٹی چادر اور نمدہ کی طرح کی ایک چادر لائیں اور فرمایا کہ ان دو کپڑوں میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ اور نسائی کے سوا ایک جماعت نے اسے کئی طرق سے حمید بن ہلال سے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بہز نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عمران الجونی نے بحوالہ یزید بن بابنوس ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا ایک دوست حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ہم نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ نے ہماری طرف ایک تکیہ پھینکا اور پردہ کھینچ لیا' میرے دوست نے کہا اے ام المومنین رضی اللہ عنہا آپ عراک کے بارے میں کیا کہتی ہیں' آپ نے فرمایا عراک کیا ہے پس میں نے اپنے دوست کے کندھے پر ضرب لگائی تو آپ نے فرمایا ٹھہر جا' تو نے اپنے دوست کو اذیت دی ہے' پھر فرمانے لگیں' عراک' حیض ہے' تم وہ کہو جو اللہ تعالیٰ نے حیض کے بارے میں فرمایا ہے' پھر فرمانے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کپڑا پہناتے تھے' پھر میرے سر کو پکڑ لیتے اور میرے اور آپ کے درمیان ایک کپڑا ہوتا تھا اور میں حائضہ ہوتی تھی' پھر فرمانے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے دروازے سے گزرتے تو مجھے وہ بات کہتے جس سے مجھے اللہ تعالیٰ فائدہ دیتا۔ ایک روز آپ گزرے تو آپ نے کوئی بات نہ کی' یہ بات آپ نے دو بار یا تین بار دہرائی' میں نے کہا اے لڑکی دروازے پر میرے لیے تکیہ رکھ دو اور میں نے اپنے سر پر پٹی باندھ لی' تو آپ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا تیرا کیا حال ہے میں نے کہا مجھے درد سر کی شکایت ہے آپ نے فرمایا میرا بھی سر درد کرتا ہے' پس آپ تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ آپ کو ایک چادر میں اٹھا کر لایا گیا' پس آپ میرے پاس آئے اور عورتوں کی طرف پیغام بھیجے' تو آپ نے فرمایا میں بیمار ہوں اور میں ان کے درمیان چکر لگانے کی سکت نہیں رکھتا پس وہ مجھے اجازت دے دیں اور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر جاؤں اور میں آپ کی تیمارداری کرتی تھی' اور آپ سے پہلے میں نے کسی کی تیمارداری نہیں کی تھی۔ اسی اثناء میں ایک روز آپ کا سر میرے کندھے پر تھا کہ آپ کا سر میرے سر کی طرف جھک گیا تو میں نے خیال کیا کہ آپ میرے سر سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں' پس آپ کے منہ سے ایک ٹھنڈا نقطہ نکلا جو میرے سینے کے گڑھے پر پڑا' جس سے میری کھال لرز گئی' تو مجھے خیال آیا کہ آپ بے ہوش ہو گئے ہیں' پس میں نے آپ کو کپڑے سے ڈھانک دیا' پس حضرت عمر اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما نے آ کر اجازت طلب کی تو میں نے انہیں اجازت دے کر پردہ کھینچ لیا' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا ہائے غشی رسول اللہ ﷺ کو کس قدر شدید غشی ہوئی ہے۔ پھر دونوں کھڑے ہو گئے اور جب وہ دروازے کے قریب پہنچے تو مغیرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں' میں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو وہ آدمی ہے جسے فتنہ روند دے گا' رسول اللہ ﷺ اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا نہ کر دے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے پردہ اٹھا دیا' آپ نے حضور ﷺ کی طرف دیکھ کر کہا انا للہ و انا الیہ راجعون. رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں' پھر آپ حضور ﷺ کے سر کی جانب سے آپ کے پاس آئے اور اپنے منہ کو نیچے کر کے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا' پھر کہا ہائے نبی' پھر اپنا سر اٹھایا اور اپنے منہ کو نیچے کر کے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا' پھر کہا ہائے صفی' پھر اپنا سر اٹھایا اور اپنا منہ نیچے کر کے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا ہائے خلیل' رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور مسجد کی طرف چلے گئے' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے کہہ

Marfat.com

رہے تھے جب تک اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا نہ کرے رسول اللہ ﷺ فوت نہ ہوں گے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حمد و ثنا الٰہی کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ﴾ بلاشبہ تو بھی مردہ ہے اور وہ بھی مردہ ہیں' اس آیت سے فارغ ہو کر فرمایا:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَيْهِ ﴾

''محمد (ﷺ) صرف اللہ کے رسول ہیں اور آپ سے قبل رسول گزر چکے ہیں پس کیا اگر آپ فوت یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے''۔ الخ

پھر اس آیت سے فارغ ہو کر فرمایا: ''جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں آئے گی اور جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے لوگو! یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جو مسلمانوں کو دام محبت میں پھانسنے والے ہیں' پس ان کی بیعت کر و' ان کی بیعت کرو''۔

اور ابوداؤد اور ترمذی نے الشمائل میں عبدالعزیز عطار مرحوم کی حدیث سے بحوالہ ابو عمران الجونی اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابو عبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ابوبکر بن اسحاق نے ہمیں بتایا کہ احمد بن ابراہیم بن ملحان نے ہمیں بتایا کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عقیل سے بحوالہ ابن شہاب ہم سے بیان کیا کہ ابوسلمہ نے بحوالہ عبدالرحمٰن مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی رہائش گاہ سنح سے گھوڑے پر آئے اور اتر کر مسجد میں چلے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے تک لوگوں سے بات نہ کی' پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کا قصد کیا اور آپ اپنی یمنی چادر میں لپٹے پڑے تھے آپ نے چادر کو آپ کے منہ سے ہٹایا' پھر جھک کر آپ کو بوسہ دیا اور رو پڑے۔ پھر فرمایا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں کبھی جمع نہیں کرے گا' جو موت آپ پر فرض کی گئی تھی' وہ آ چکی ہے' زہری بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مجھے بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے' آپ نے فرمایا' عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ جایئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ جایئے' حضرت عمرؓ نے بیٹھنے سے انکار کیا' تو آپ نے تشہد پڑھا اور لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو گئے' آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا' وہ جان لے کہ محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں' اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں آئے گی' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (محمد ﷺ صرف اللہ کے رسول ہیں' اور آپ سے قبل رسول گزر چکے ہیں' پس کیا اگر آپ فوت یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے) راوی بیان کرتا ہے' خدا کی قسم! یوں معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ نے اس آیت کو نازل کیا ہے' یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے پڑھا اور سب لوگوں نے اسے آپ سے سنا' پس سب لوگ اس کو پڑھتے رہے گئے۔ زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سعید بن المسیبؒ نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم جب میں نے اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پڑھتے سنا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں' اور میں کانپنے لگا یہاں تک کہ میری ٹانگیں مجھے اٹھا نہیں رہی تھیں اور میں زمین پر گر پڑا۔

Marfat.com

اور جب میں نے آپ کو تلاوت کرتے سنا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ اور بخاری نے اسے یحییٰ بن بکیر سے روایت کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی نے ابن لہیعہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابوالاسود نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ذکر میں بحوالہ عروہ بن زبیر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کرنے لگے اور جو شخص قتل و قطع سے آپ کے کرنے کا نام لیتا اسے دھمکانے لگے اور کہنے لگے' رسول اللہ ﷺ غشی کی حالت میں ہیں کاش آپ اٹھ کر قتل و قطع کریں اور عمرو بن قیس بن زائدہ بن الاصم بن ام مکتوم مسجد کے پچھواڑے میں وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الآیہ کی آیت پڑھ رہے تھے اور لوگ مسجد میں رو رہے تھے اور دھکم پیل کر رہے تھے اور کچھ نہیں سنتے تھے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے پاس آ کر کہا اے لوگو! کیا تم میں سے کسی کے پاس رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں کوئی عہد ہے' لوگوں نے جواب دیا نہیں' آپ نے فرمایا' اے عمرؓ! کیا آپ کے پاس کوئی علم ہے؟ آپ نے جواب دیا نہیں' حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے لوگو! گواہ رہو کہ کوئی شخص گواہی نہیں دیتا کہ آپؐ نے اسے اپنی وفات کے بارے میں کوئی وصیت کی ہو اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' رسول اللہ ﷺ نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سنح سے آئے اور مسجد کے دروازے پر اترے اور حزین و غمگین آئے اور اپنی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اجازت لی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اجازت دی تو آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو آپؐ بستر پر وفات پا چکے تھے اور عورتیں آپؐ کے اردگرد اپنے چہرے ڈھانکے ہوئے تھیں' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا انہوں نے پردہ کر لیا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے منہ سے کپڑا اٹھایا اور جھک کر اسے بوسہ دیا اور رو پڑے اور فرمانے لگے ابن الخطاب رضی اللہ عنہ جو بات کہتے ہیں وہ کوئی بات نہیں' رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو' آپ زندہ اور مردہ حالت میں کس قدر اچھے ہیں پھر آپ نے حضور ﷺ کو کپڑے سے ڈھانک دیا اور جلدی سے لوگوں کی گردنوں کو پھاندتے ہوئے مسجد کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ منبر تک پہنچ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر کی ایک جانب کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو آواز دی تو وہ بیٹھ گئے اور خاموش ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جبکہ وہ تمہارے درمیان زندہ تھے' خود انہیں ان کی موت کی خبر دی تھی اور تم کو بھی اس سے موت کی خبر دی ہے تم میں سے کوئی شخص اللہ کے سوا باقی نہیں رہے گا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت قرآن میں ہے؟ خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ یہ آیت آج کے دن سے پہلے نازل ہوئی ہے' اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے فرمایا ہے کہ (اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ) اور فرمایا ہے (کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُکْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ) اور فرمایا ہے (کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ) اور فرماتا ہے (کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ) اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عمر دی اور باقی رکھا یہاں تک کہ آپ نے دین الٰہی کو قائم کیا اور امر الٰہی کو غالب کیا اور پیغام الٰہی کو پہنچایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا' پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی اور انہوں نے آپ لوگوں

Marfat.com

کو ایک طریقہ پر چھوڑا ہے' پس کوئی ہلاک ہونے والا' دلیل اور شفا کے بعد ہی ہلاک ہوگا' پس جس کا اللہ رب ہے تو اللہ حی لا یموت ہے' اور جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا اور آپ کو الٰہ کا مقام دیتا تھا تو اس کا الٰہ ہلاک ہو چکا ہے۔ اے لوگو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے دین سے اعتصام کرو اور اپنے رب پر توکل کرو' یقیناً اللہ کا دین قائم ہے اور خدا کا کلام مکمل ہے اور جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا' وہ اس کی مدد کرے گا اور وہ اپنے دین کو عزت دینے والا ہے اور اس کی کتاب ہمارے درمیان ہے جو نور اور شفا ہے اور اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہدایت دی ہے اور اس میں اللہ کے حلال و حرام کا بیان ہے اور خدا کی قسم مخلوق الٰہی میں سے ہم پر جو چڑھائی کرے گا ہم اس کی پرواہ نہیں کریں گے اور خدا تعالیٰ کی شمشیریں سونتی ہوئی ہیں اور ہم نے ابھی انہیں میانوں میں نہیں کیا اور ہم اپنے مخالفین کے ساتھ اسی طرح جہاد کریں گے جیسے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا تھا' پس جو شخص بغاوت کرے گا اپنے خلاف ہی کرے گا' پھر مہاجرین آپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس چلے گئے' پھر آپ نے حضور ﷺ کے غسل و تکفین اور آپ کی نماز جنازہ اور تدفین کی حدیث کو بیان کیا' میں کہتا ہوں ہم اسے دلائل و شواہد کے ساتھ مفصل بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور واقدی نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ کی موت کے بارے میں شک ہوا تو بعض نے کہا آپ فوت ہو گئے ہیں اور بعض نے کہا آپ فوت نہیں ہوئے۔ اور حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا اور کہا رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر ابھری ہوئی تھی جس سے آپ کی موت کو پہچانا گیا۔ حافظ بیہقی نے اسے اسی طرح اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں واقدی کے طریق سے بیان کیا ہے جو ضعیف ہے اور اس کے بے نام شیوخ بھی ضعیف ہیں' پھر یہ ہر حال میں منقطع اور صحیح حدیث کے مخالف ہے اور اس میں شدید غرابت پائی جاتی ہے اور وہ مہر کا ابھرنا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اور واقدی وغیرہ نے وفات کے بارے میں بہت سی احادیث بیان کی ہیں جن میں شدید غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے' ہم نے ان کی اکثریت سے ان کے اسانید کے ضعف اور ان کے متون کی نکارت کی وجہ سے اعراض کیا ہے' خصوصاً ان واقعات سے جو بہت سے متاخرین داستان گوؤں وغیرہ نے بیان کیے ہیں جن میں سے لامحالہ بہت سے من گھڑت ہیں' اور کتب مشہورہ میں جو کچھ صحیح اور حسن احادیث میں بیان ہو چکا ہے' وہ ان بے سند باتوں اور اکاذیب سے بے نیاز ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب ۴۶:

آپ کی وفات کے بعد اور دفن سے قبل ہونے والے اُمور مہمہ کا بیان

اسلام اور اہل اسلام پر جو سب سے عظیم وجلیل برکت نازل ہوئی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے' اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو صبح کی نماز پڑھائی' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف کی سے افاقہ ہو چکا تھا' اور آپ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور مسلمانوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز میں صفیں باندھے دیکھا تو بات نے آپ کو خوش کیا اور آپ مسکرائے یہاں تک کہ مسلمانوں نے اپنی خوشی کے باعث نماز چھوڑ دینے کا ارادہ کیا' اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہو کر صف میں شامل ہونے کا قصد کیا تو آپؐ نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ جس حالت میں ہیں اسی طرح رہیں اور پردہ ڈال دیا' اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری ملاقات تھی۔

پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز سے واپس آئے تو آپ کے ہاں گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درد چھوڑ گیا ہے' اور یہ دن دختر خارجہ کا تھا جو آپ کی ایک بیوی تھی اور مدینہ کے مشرق میں سخ مقام پر رہا پذیر تھی' پس آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے گھر کی طرف چلے گئے۔ اور جب اس دن کی دھوپ تیز ہوگئی' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے' اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی وفات سورج ڈھلے ہوئی۔ واللہ اعلم

پس جب آپ فوت ہو گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپس میں اختلاف کیا' بعض کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور بعض کہتے کہ آپ فوت نہیں ہوئے' پس حضرت سالم بن عبید' حضرت صدیق کے پیچھے سخ کی طرف گئے اور آپ کو رسول اللہ کی وفات کی اطلاع دی' اور جس وقت آپ کو اطلاع ملی اسی وقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے آ گئے اور رسول اللہ کے گھر چلے گئے اور آپ کے چہرے سے پردہ اٹھایا اور اسے بوسہ دیا اور آپ کو یقین ہو گیا کہ آپ وفات پا چکے ہیں' آپ لوگوں کے پاس گئے اور منبر کی ایک جانب کھڑے ہو کر ان کو خطاب کیا اور ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو واضح کیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اور جدل و اشکال کا ازالہ کیا اور تمام لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور صحابہ کی ایک جماعت نے مسجد میں آپ کی بیعت کی اور بعض انصار کو شبہ ہو گیا' اور ان میں سے بعض کے اذہان میں انصار میں سے خلیفہ بنانے کا جواز قائم ہوا اور بعض نے ان کے درمیان یہ ثالثی کی کہ ایک امیر مہاجرین میں سے اور ایک امیر انصار میں سے ہو' یہاں تک کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر واضح کیا کہ خلافت صرف قریش میں ہوگی' تو انہوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور آپ پر متفق ہو گئے جیسا کہ ہم عنقریب اسے واضح کریں گے۔ ان شاء اللہ

سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن عیسیٰ الطباع نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن

Marfat.com

شہاب نے بحوالہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے گھر واپس آ گئے‘ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں‘ میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی جستجو میں تھا‘ پس انہوں نے مجھے اپنا منتظر پایا‘ اور یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے آخری حج میں منیٰ کا واقعہ ہے‘ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ فلاں آدمی کہتا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں فلاں آدمی کی بیعت کروں گا‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ان شاء اللہ شام کو لوگوں میں کھڑے ہو کر انہیں ان لوگوں سے متنبہ کروں گا جو ان سے ان کی چیز غصب کرنا چاہتے ہیں‘ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں‘ میں نے کہا یا امیرالمومنین رضی اللہ عنہ ایسا نہ کیجیے کیونکہ حج میں بے عقل اور کمینے لوگ جمع ہوتے ہیں اور جب آپ لوگوں میں کھڑے ہوں گے تو وہی لوگ آپ کی مجلس میں بکثرت ہوں گے‘ مجھے خدشہ ہے کہ آپ ایک بات کہیں گے اور وہ لوگ اسے لے اُڑیں گے‘ پس نہ وہ اسے یاد رکھیں گے اور نہ اسے اپنی جگہ پر رکھیں گے‘ بلکہ آپ مدینہ چلیں وہ ہجرت اور سنت کا گھر ہے اور لوگوں کے علماء اور اشراف سے ملیے اور جو کچھ کہنا ہے اسے ڈٹ کر کہیے وہ آپ کی بات کی مدد کریں گے اور اسے اپنی جگہ پر رکھیں گے‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں بخیر و عافیت مدینہ پہنچ گیا تو میں اپنے پہلے مقام میں ہی اس کے بارے میں لوگوں سے بات کروں گا‘ پس جب ذوالحجہ کے بعد ہم مدینہ آئے تو وہ جمعہ کا دن تھا میں نے ہرچہ بادا باد جانے میں جلدی کی اور میں نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو منبر کے دائیں رکن کے پاس دیکھا‘ آپ مجھ سے سبقت کر گئے تھے‘ پس میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ٹکرانے لگا جونہی میں کھڑا ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور جب میں نے آپ کو دیکھا تو میں نے کہا آج شب آپ اس منبر پر ایسی تقریر کریں گے جو آپ سے پہلے اس پر کسی نے نہ کی ہوگی‘ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اس بات سے انکار کیا اور کہا میں نہیں خیال کرتا کہ آپ ایسی بات کریں جو کسی نے نہ کہی ہو؟ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے اور جب مؤذن خاموش ہو گیا تو آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا‘ اے لوگو! میں ایک بات کرنے والا ہوں جو میرے لیے ہی مقدر کی گئی ہے کہ میں اسے کہوں‘ مجھے معلوم نہیں شاید وہ میری موت سے پہلے کی بات ہو‘ پس جو اسے یاد رکھے اور سمجھ لے وہ اسے وہاں تک بیان کرے جہاں تک اس کی اونٹنی پہنچتی ہے اور جو اسے یاد نہ رکھے میں اس کے لیے جائز قرار نہیں دیتا کہ وہ مجھ پر جھوٹ باندھے‘ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور آپ پر کتاب نازل کی ہے اور جو کلام آپ پر نازل ہوا اس میں رجم کی آیت بھی تھی ہم نے اسے پڑھا‘ یاد رکھا اور سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا‘ مجھے خدشہ ہے کہ اگر لوگوں پر زیادہ زمانہ گذر گیا تو ایک آدمی کہہ دے گا کہ ہم آیت رجم کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے اور وہ اس فریضہ کے ترک کرنے سے گمراہ ہو جائیں گے‘ جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے‘ پس شادی شدہ مردوں اور عورتوں میں سے جو کوئی زنا کرے اور دلیل قائم ہو جائے یا حمل ہو جائے یا اعتراف ہو جائے تو کتاب اللہ کے مطابق رجم کرنا حق ہے‘ آگاہ رہو‘ ہم پڑھا کرتے تھے کہ اپنے آباء سے بے رغبتی نہ کرو‘ تمہارا آباء سے بے رغبتی کرنا‘ کفر ہے‘ آگاہ رہو‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بارے میں اس طرح غلو نہ کرو جیسے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا گیا ہے‘ میں صرف ایک بندہ ہوں‘ پس تم اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو

Marfat.com

اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم میں سے ایک آدمی کہتا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا' پس کوئی شخص دھوکہ کھا کر یہ نہ کہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہو کر مکمل ہو گئی تھی' آگاہ رہو وہ بیعت ایسی ہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے بچا لیا اور تم میں آج ایسا کوئی شخص موجود نہیں جس کی طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح گردنیں اٹھتی ہوں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی' آپ ہمارے بہترین آدمیوں میں سے تھے' حضرت علی' حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور ان دونوں کے ساتھی حضرت فاطمہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پیچھے بیٹھ رہے' اور سب انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں پیچھے رہ گئے' اور مہاجرین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے' میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا ہمارے ساتھ ہمارے انصار بھائیوں کے پاس چلئے' پس ہم ان کی راہنمائی کو چل پڑے یہاں تک کہ ہم دو صالح آدمیوں سے ملے تو انہوں نے ہمیں قوم کی کارگزاری سے مطلع کیا اور کہا اے گروہ مہاجرین آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانا چاہتے ہیں' انہوں نے کہا ان کے قریب نہ جانا' اور اے گروہ مہاجرین اپنا معاملہ خود طے کرو' میں نے کہا خدا کی قسم' ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے' پس ہم چل پڑے یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کے پاس آئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اکٹھے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان ایک آدمی چادر اوڑھے پڑا ہے میں نے کہا یہ کون ہے' انہوں نے کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ' میں نے پوچھا اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا درد ہے' پس جب ہم بیٹھ گئے تو ان کے خطیب نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کہا اما بعد! ہم اللہ کے انصار اور اسلام کی فوج ہیں اور اے گروہ مہاجرین! تم ہمارے نبی کا قبیلہ ہو' تم میں سے ایک جلد باز نے کہا ہے کہ تم ہمیں اپنی جڑ سے الگ کرنا چاہتے ہو اور ہمیں حکومت سے بچانا چاہتے ہو' پس جب وہ آدمی خاموش ہو گیا تو میں نے بات کرنا چاہی اور میں نے ایک اچھی تقریر تیار کی ہوئی تھی' میں نے اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرنا چاہا اور میں کسی حد تک آپ کا لحاظ کرتا تھا اور آپ مجھ سے زیادہ دانا اور باوقار تھے' اور خدا کی قسم اپنی تقریر کی جو مخصوص باتیں مجھے اچھی لگتی تھیں وہ آپ نے سب بیان کر دیں۔ آپ نے فرمایا اما بعد! آپ لوگوں نے جو اچھی باتیں کی ہیں آپ ان کے اہل ہیں اور عرب' اس امر کے لیے اس قریش قبیلے کے سوا' اور کسی کو نہیں جانتے' آپ نسب اور گھرانے کے لحاظ سے سب عربوں سے برتر ہیں' اور میں نے ان دو آدمیوں میں سے ایک کو تمہارے لیے پسند کیا ہے' تم ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لو' ایک ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں' اور جو باتیں اس کے سوا ہوئی ہیں میں انہیں ناپسند نہیں کرتا' خدا کی قسم اگر میں آگے بڑھوں تو مجھے قتل کر دیا جائے' اس بارے میں گناہ میرے قریب بھی نہ پھٹکے گا' مجھے جواب دو میں اس قوم پر امیر بنوں جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ ایسی صورت میں میرا دل موت کے وقت مجھے عار دلائے گا' انصار میں سے ایک آدمی نے کہا' میں ان کا ایک ہشیار آدمی ہوں' اے قریش! ایک امیر ہم سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے ہو گا' راوی بیان کرتا ہے پس شور بڑھ گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں' حتیٰ کہ ہمیں اختلاف کا خوف ہو گیا' میں نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ بڑھائیے' آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے آپ کی بیعت کر لی' اور مہاجرین نے بھی آپ کی بیعت کر لی' پھر انصار نے بھی آپ کی بیعت کر لی اور ہم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو روند دیا۔ اور ان میں سے ایک آدمی نے کہا' تم نے سعد رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے' میں نے کہا اللہ نے اسے قتل کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں خدا کی قسم' ہم حاضرین نے

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کسی امر کو نفع مند نہیں پایا' ہمیں خدشہ ہو گیا کہ اگر ہم لوگوں سے الگ ہو گئے اور بیعت نہ ہوئی تو وہ ہمارے بعد بیعت کر لیں گے' پس یا تو ہم بادل نخواستہ بیعت کریں گے اور یا ہم ان کی مخالفت کریں گے اور فساد ہو گا اور جو شخص مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی امیر کی بیعت کرے اس کی کوئی بیعت نہیں اور نہ اس کی کوئی بیعت ہے جس کی اس نے بیعت کی ہے' ہوسکتا ہے کہ دونوں قتل ہو جائیں۔

مالک بیان کرتے ہیں کہ ابن شہاب نے بحوالہ عروہ مجھے بتایا کہ وہ دو آدمی جو انہیں ملے تھے وہ عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے۔ اور ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے حضرت سعید بن المسیبؒ نے بتایا کہ جس نے یہ کہا تھا کہ میں ان کا ایک ہشیار آدمی ہوں' وہ حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ تھے۔

اور اس حدیث کو ایک جماعت نے اپنی کتب میں متعدد طرق سے مالک وغیرہ سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ معاویہ نے ہم سے بحوالہ عمرو بیان کیا کہ زائدہ نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے مجھ سے عن زائدہ عن عاصم عن زر عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو انصار نے کہا ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے ہو گا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس آ کر کہا' اے گروہ انصار کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کرنے کا حکم دیا ہے پس تم میں سے کس کا دل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے متقدم ہونا گوارا کرتا ہے؟ انصار نے جواب دیا ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے متقدم ہونے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور نسائی نے اسے اسحاق بن راہویہ اور ہناد بن السری سے عن حسین بن علی الجعفی عن زائدہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اور میں اسے زائدہ کی حدیث سے بحوالہ عاصم حفظ رکھتا ہوں۔ اور اسی طرح نسائی نے اسے سلمہ بن نبیط کی حدیث سے عن نعیم بن ابی ہند عن نبیط بن شریط عن سالم بن عبید عن عمر روایت کیا ہے اور ایک اور طریق سے اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے اور محمد بن اسحاق کے طریق سے عن عبداللہ بن ابی بکر عن زہری عن عبید اللہ بن عبداللہ عن ابن عباس عن عمر رضی اللہ عنہم بیان ہوا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا اے گروہ مسلمین اللہ کے نبی کے امر کا سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جو غار میں آپ کے ساتھ دوسرا تھا' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سابق اور عمر رسیدہ ہیں پھر میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور انصار کے ایک آدمی نے مجھ سے سبقت کی اور آپ کے ہاتھ پر میرے ہاتھ رکھنے سے پہلے اپنا ہاتھ رکھ دیا' پھر میں نے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور لوگوں نے بیعت کر لی۔ اور محمد بن سعد نے عن عارم بن الفضل عن حماد بن زید عن یحییٰ بن سعید عن القاسم بن محمد روایت کی ہے اور اس قسم کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اور جس شخص نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کا نام بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے' جو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے والد ہیں۔

سقیفہ کے روز حضرت صدیقؓ نے جو کچھ بیان کیا حضرت سعد بن عبادہؓ کا اس کی صحت کا اعتراف کرنا:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے داؤد بن عبداللہ الاودی سے بحوالہ حمید بن عبدالرحمٰن ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے مدینہ کے کرنائی مقام میں تھے' راوی بیان کرتا ہے

Marfat.com

آپ آئے تو آپ نے حضور ﷺ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور اسے بوسہ دیا اور کہا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ زندہ اور مردہ حالت میں کس قدر اچھے ہیں' رب کعبہ کی قسم محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے چلے یہاں تک کہ مجھے وہم ہو گیا' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی' اور جو کچھ انصار کے بارے میں نازل ہوا تھا' اس میں سے کوئی بات نہ چھوڑی اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق بیان کیا تھا اسے بھی بیان کیا۔ اور فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار ایک وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا' اور اے سعد رضی اللہ عنہ! آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ اور آپ بیٹھے ہوئے تھے' کہ قریش اس امر کے والی ہیں' پس نیک آدمی اپنے نیک آدمی کا اور فاجر آدمی اپنے فاجر آدمی کا پیروکار ہے' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے' ہم وزراء ہیں اور آپ لوگ امراء ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن عباس نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن سعید بن ذی عفوان' العبسی نے عبدالملک بن عمیر لخمی سے بحوالہ رافع الطائی جو غزوہ ذات السلاسل میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رفیق تھے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے ان باتوں کے متعلق دریافت کیا جو ان کی بیعت کے بارے میں کہی گئی تھیں' آپ نے اسے وہ باتیں بتائیں جو انصار نے آپ سے کیں اور آپ نے ان سے کیں اور جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے انصار سے کیں' اور جو کچھ انہوں نے میری امامت کے متعلق انہیں بتایا کہ اس کا حکم رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں دیا تھا' پس اس وجہ سے انہوں نے میری بیعت کر لی اور میں نے ان کی بیعت کو قبول کر لیا اور مجھے خوف ہوا کہ فتنہ ہو گا اور اس کے بعد ارتداد ہو گا' اور یہ اسناد جید اور قوی ہے' اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے امامت کو اس خوف کی وجہ سے قبول کیا کہ فتنہ ہو گا اور اس کے ترک سے اس کا قبول کر لینا زیادہ فائدہ مند ہے۔

میں کہتا ہوں یہ سوموار کے بقیہ دن میں ہوا' اور جب دوسرے دن منگل کی صبح ہوئی تو لوگ مسجد میں جمع ہو گئے اور تمام انصار ومہاجرین کی مکمل بیعت ہو گئی اور یہ رسول اللہ ﷺ کی تجہیز سے پہلے کا واقعہ ہے۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن موسیٰ نے ہمیں بتایا کہ ہشام نے معمر سے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو انہوں نے آپ کا آخری خطبہ سنا اور یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے دن کا واقعہ ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے اور بات نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے آخری آدمی تک زندہ رہتے۔ محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں' اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان انہیں نور بنایا تھا جس سے تم ہدایت پاتے تھے' اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہدایت دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اور دو میں سے دوسرے ہیں' اور آپ تمہارے امور کے بارے میں سب مسلمانوں سے زیادہ حقدار ہیں' اور انہوں نے آ کر آپ کی بیعت کی۔ اور ایک گروہ نے اس سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ کی بیعت کر لی تھی اور عوام کی بیعت منبر پر ہوئی۔

زہری بحوالہ انس بن مالک بیان کرتے ہیں' میں نے اس روز حضرت عمر کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے کہتے سنا' منبر پر چڑھیے

Marfat.com

اور آپ مسلسل انہیں یہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ آپ منبر پر چڑھ گئے اور عوام الناس نے آپ کی بیعت کی۔ اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ زہری نے مجھ سے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ جب سقیفہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی' تو دوسرے روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے تقریر کی اور حمد وثناء الٰہی کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! گذشتہ کل میں نے آپ سے جو بات کہی تھی' اسے میں نے کتاب اللہ میں نہیں پایا اور نہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت تھی' بلکہ میرا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آخری آدمی ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم میں اپنی وہ کتاب باقی رکھی ہے جس سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی ہے' پس اگر تم اس سے تمسک کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے بہترین آدمی پر متفق کر دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی اور غار میں دو کا دوسرا ہے' پس کھڑے ہو جاؤ اور اس کی بیعت کرو' تو لوگوں نے بیعت سقیفہ کے بعد' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت عامہ کی' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی اور حمد وثناء الٰہی کے بعد فرمایا: اے لوگو! مجھے تمہارا والی بنایا گیا ہے' حالانکہ میں تمہارا بہترین آدمی نہیں ہوں' پس اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں غلطی کروں تو مجھے سیدھا کر دینا' صدق' امانت اور جھوٹ' خیانت ہے' اور تمہارا کمزور آدمی میرے نزدیک طاقتور ہے یہاں تک کہ میں اس کی علت کو دور کر دوں گا۔ ان شاء اللہ

اور تمہارا طاقتور کمزور ہو گا یہاں تک کہ میں اس سے حق کو وصول کر لوں گا۔ ان شاء اللہ' جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ذلت کی مار دیتا ہے اور جس قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان پر مصیبت کو عام کر دیتا ہے' جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں' میری اطاعت کرو' اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت کرنا لازم نہیں' اپنی نمازوں کے لیے تیار رہو' اللہ تم پر رحم کرے گا۔ یہ اسناد صحیح ہے۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ مجھے تمہارا والی بنایا گیا ہے حالانکہ میں تمہارا بہترین آدمی نہیں۔ یہ عجز وانکسار کے باب سے ہے۔ بلاشبہ وہ اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ان کے افضل اور بہترین آدمی ہیں۔ رضی اللہ عنہم

اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن محمد حافظ اسفرائینی نے ہمیں بتایا کہ ابوعلی الحسین بن علی حافظ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ اور ابراہیم بن ابی طالب نے ہم سے بیان کیا کہ بندار بن بشار نے ہم سے بیان کیا اور ابوہشام مخزومی نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد بن ابی ہند نے ہم سے بیان کیا کہ ابونضرہ نے بحوالہ ابوسعید ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور لوگ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع ہوئے اور ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ انصار کے ایک خطیب نے کھڑے ہو کر کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے اور آپ کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہو گا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے' اور جیسے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے اسی طرح ہم ان کے خلیفہ کے انصار ہوں گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا' تمہارے Spoks Man نے درست کہا ہے اور اگر تم اس کے سوا کوئی اور بات کرو تو ہم تمہاری بیعت نہیں کریں گے۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کر قوم کے سرداروں کو دیکھا' تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

نہ پایا۔ راوی بیان کرتا ہے آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا وہ آئے تو آپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور آپ کے حواری' کیا آپ مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کوئی خرابی نہیں ہوگی اور کھڑے ہو کر آپ کی بیعت کر لی' یہ بات کہی یا اس کا مفہوم بیان کیا۔

ابوعلی حافظ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسحاق بن خزیمہ کو بیان کرتے سنا کہ مسلم بن حجاج نے میرے پاس آ کر مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا' تو میں نے اسے یہ حدیث ایک کاغذ کے پرزے پر لکھ دی اور سنائی' اور یہ حدیث ایک اونٹ بلکہ دس ہزار درہم کی ایک تھیلی کے برابر ہے۔ اور بیہقی نے اسے حاکم اور محمد بن حامد المقری سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن ابوالعباس بن محمد بن یعقوب عن الاصم عن جعفر بن محمد بن شاکر عن عفان بن سلم عن وہیب روایت کی ہے' لیکن اس نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کے خطیب سے بات کی' اور اس میں یہ بھی ذکر آتا ہے کہ حضرت زید بن ثابت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور کہا یہ تمہارا صاحب ہے' تو انہوں نے آپ کی بیعت کی پھر چلے گئے۔ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو آپ نے قوموں کے سرداروں کو تلاش کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا' آپ نے ان کے متعلق لوگوں سے پوچھا' تو انصار کے کچھ آدمی اٹھ کر انہیں لے آئے' پھر اس نے وہ تمام واقعہ بیان کیا جو پہلے گزر چکا ہے' پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور علی بن عاصم نے اسے الجریری سے عن ابی نضرۃ عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور پہلے والا واقعہ بیان کیا ہے اور یہ اسناد ابی نضرۃ عن منذر بن مالک بن قطعہ کی حدیث کی نسبت جو بحوالہ ابوسعید' سعد بن مالک بن سنان خدری مروی ہے' صحیح اور محفوظ ہے اور اس میں ایک بڑے فائدے کی بات ہے' اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کی بات ہے' خواہ وہ بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پہلے دن ہوئی ہو یا دوسرے دن ہوئی ہو اور یہی بات درست ہے' کیونکہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی وقت بھی علیحدگی اختیار نہیں کی اور نہ آپ کے پیچھے نماز سے رُکے ہیں' جیسا کہ ہم بیان کریں گے' اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اپنی تلوار سونتے ہوئے مرتدین سے لڑنے کے لیے نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ذوالقصہ کی طرف گئے جیسا کہ ہم عنقریب اسے بیان کریں گے۔

لیکن جب حضرت فاطمہ' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اس سبب سے خفا ہو گئیں کہ آپ کو خیال تھا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کی حق دار ہیں اور آپ کو اس حدیث کا پتہ نہ تھا جو حضرت صدیق نے آپ کو بتائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

''ہم جو ترکہ چھوڑیں اس کا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے''۔

پس آپ نے اس نص صریح کے باعث حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی دیگر ازواج اور چچا کو آپ کی میراث سے روک دیا جیسا کہ ہم عنقریب اسے اپنے موقع پر بیان کریں گے' پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر اور فدک کی زمینوں کے صدقہ کی دیکھ بھال کریں تو آپ نے انہیں اس کا جواب نہ دیا کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن باتوں کے متولی تھے ان سب کی ذمہ داری آپ پر فرض ہے اور آپ نیک' راہ راست پر چلنے والے اور حق کے تابع تھے۔

Marfat.com

پس آپ نے حضرت فاطمہ کی ناراضگی مول لی۔ اور وہ انسانوں میں سے ایک عورت ہی تھیں' جو معصوم نہ تھیں۔ اور وہ آپ سے غصے ہو گئیں اور انہوں نے اپنی وفات تک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو نہیں کی' اور آپ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ آپ ان کی کچھ دلداری کریں' اور جب آپ نے اپنے باپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد وفات پائی' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجدید بیعت کرنی چاہی جیسا کہ ہم اس بات کو ابھی صحیحین وغیرہ سے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ' اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے قبل آپ کی بیعت کی۔

اور موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں سعد بن ابراہیم سے جو بات بیان کی ہے اس سے اس کی صحت میں اضافہ ہو جاتا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے باپ عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے' اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار توڑ دی' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور لوگوں کے پاس معذرت کی اور فرمایا میں شب و روز میں سے کسی وقت امارت کا حریص نہیں ہوا اور نہ میں نے خفیہ اور اعلانیہ اس کے متعلق کبھی درخواست کی ہے' پس مہاجرین نے آپ کی بات کو قبول کر لیا اور حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا' ہم اس لیے ناراض ہوئے ہیں' کہ ہمیں مشورہ میں پیچھے رکھا گیا ہے اور ہم' لوگوں میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کا سب سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں اور آپ غار کے ساتھی ہیں اور ہم آپ کے حالات اور شرف سے آگاہ ہیں' نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا' یہ اسناد جید ہے۔ وللّٰہ الحمد و المنہ

Marfat.com

باب ۴۷

کسی شخص کی خلافت کے متعلق کوئی نص[1] موجود نہیں

اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ انصار و مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضرت ابوبکر کی تقدیم پر اجماع تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی دلیل واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین' ابوبکر ہی کو قبول کریں گے۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی معین شخص کے لیے خلافت کی نص بیان نہیں فرمائی' نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے' جیسا کہ اہل سنت کے ایک گروہ کا خیال ہے اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے جیسا کہ روافض کا ایک گروہ کہتا ہے' لیکن آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف ایک قوی اشارہ کر دیا ہے جسے ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے جیسے کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور آئندہ بھی بیان کریں گے' صحیحین میں ہشام بن عروہ کی حدیث سے جو ان کے باپ سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے' لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو آپ سے دریافت کیا گیا' یا امیر المومنین کیا آپ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو اس نے بھی خلیفہ مقرر کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھا۔ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو اس نے بھی خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھا' یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔

اور سفیان ثوری' عمرو بن قیس سے بحوالہ عمرو بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر غلبہ پایا تو فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امارت کے متعلق ہمیں کوئی وصیت نہیں کی یہاں تک کہ ہم نے مشورے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا پس آپ نے سیدھا کیا اور سیدھے رہے یہاں تک کہ اپنی راہ پر چل دیئے۔ یا یہ کہا کہ دین خوب مضبوط ہو گیا۔ الخ

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے ہم سے اسود بن قیس سے بحوالہ عمرو بن سفیان بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ غالب آ گئے تو ایک آدمی نے یوم البصرہ کو خطبہ دیا' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس معتدل خطیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سابق قرار دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوسرے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تیسرے نمبر پر بیان کیا' پھر ان کے بعد فتنہ نے ہمیں روند دیا اور اللہ اس میں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر محمد بن احمد الزکی نے مرو میں ہمیں خبر دی کہ عبداللہ بن روح المدائنی نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ بن سوار نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب بن میمون نے عن حصین بن عبدالرحمٰن عن شعبی عن ابی وائل ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ ہم پر خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ مقرر نہیں کیا کہ میں کروں' لیکن اگر ارادہ الٰہی لوگوں سے بھلائی کا ہوا تو وہ عنقریب میرے بعد انہیں اپنے بہترین آدمی پر متفق کر دے گا جیسا کہ اس نے اپنے نبی کے بعد انہیں اپنے بہترین آدمی پر متفق کر دیا تھا۔ یہ اسناد جید ہے

[1] بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص بیان فرمائی ہے مگر مصنف کی عبارت اسے برداشت نہیں کرتی۔

Marfat.com

لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔ اور قبل ازیں ہم وہ بات بیان کر چکے ہیں جسے بخاری نے زہری کی حدیث سے عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ۔ جب حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے نکلے تو ایک آدمی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس حال میں صبح کی ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' خدا کے فضل سے آپ نے اچھی حالت میں صبح کی ہے' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم تو تین بعد لاٹھی کا غلام ہوگا' اور میں بنی ہاشم کے چہروں سے موت کو پہچان لیتا ہوں' اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر موت کے آثار دیکھ رہا ہوں' پس ہمیں آپ کے پاس لے جاؤ اور ہم آپ سے اس امر کے بارے میں پوچھیں کہ وہ کن لوگوں میں ہوگا؟ پس اگر وہ ہم میں ہوا تو ہم اسے جان لیں گے اور اگر ہمارے غیروں میں ہوا تو آپ ہمیں اس کے بارے میں حکم دیں گے' اور اس کے بارے میں ہمیں وصیت کر دیں گے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم! اگر آپ نے ہمیں اس سے روک دیا تو لوگ آپ کے بعد ہمیں اسے کبھی نہیں دیں گے' اور محمد بن اسحاق نے اسے زہری سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں آپ کی وفات کے روز آپ کے پاس آئے۔ اور آخر میں بیان کیا ہے کہ جب اس دن کی دھوپ تیز ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ میں کہتا ہوں یہ سوموار کو آپ کی وفات کے روز ہوا ہوگا' پس معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امارت [1] کے بارے میں وصیت کیے بغیر وفات پائی۔

اور صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور آپ کے وہ تحریر لکھنے کے درمیان جو شور حائل ہوا' اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطالبہ کیا کہ وہ انہیں ایک تحریر لکھ دیتے ہیں جس کے بعد وہ ہرگز گمراہ نہ ہوں گے' پس جب انہوں نے آپ کے پاس بکثرت شور و اختلاف کیا' تو آپ نے فرمایا: میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ' میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے' جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو۔ اور قبل ازیں ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو قبول کریں گے۔ اور صحیحین میں عبداللہ بن عون کی حدیث سے ابراہیم التیمی سے بحوالہ اسود مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا' لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصی مقرر کیا ہے' آپ نے فرمایا کس چیز کا علی کو وصی مقرر کیا ہے؟ آپ نے پیشاب کرنے کے لیے ایک طشت منگوایا اور میں آپ کو اپنے سینے سے سہارا دیئے ہوئے تھی' پس آپ جھکے اور فوت ہو گئے' اور مجھے پتہ ہی نہ چلا' یہ لوگ کس چیز کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصی مقرر کیا ہے۔

اور صحیحین میں مالک بن مغول کی حدیث سے بحوالہ طلحہ بن مصرف روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن اوفی سے پوچھا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے انہوں نے جواب دیا نہیں' میں نے کہا آپ نے ہمیں وصیت کے متعلق کیا حکم دیا ہے' انہوں نے کہا آپ نے کتاب اللہ کے متعلق وصیت کی ہے' طلحہ بن مصرف اور ہذیل بن شرحبیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی پر مسلط ہو گئے ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت مل جائے' پس ان کی ناک چھد گئی۔ اور اسی طرح صحیحین میں اعمش کی حدیث سے ابراہیم التیمی عن ابیہ مروی ہے وہ بیان

---

[1] التیموریہ میں ہے کہ امامت کے بارے میں وصیت کیے بغیر وفات پائی۔

Marfat.com

کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: جو شخص خیال کرتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی تحریر ہے جو کتاب اللہ میں موجود نہیں اور ہم اُسے پڑھتے ہیں' وہ جھوٹا ہے' اور اس صحیفہ میں جو آپ کی تلوار کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ اونٹوں کے دانتوں اور کچھ زخموں کے بارے میں لکھا ہے۔ اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔ مدینہ عیر سے ثور تک حرم ہے' جو شخص اس ایریا میں بدعت ایجاد کرے یا بدعتی کو پناہ دے' اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے کوئی معاوضہ اور قیمت قبول نہیں کرے گا اور مسلمانوں کی امان ایک ہے جس سے ان کے ادنیٰ آدمی کی شکایت کی جاتی ہے' اور جو مسلمان سے عہد شکنی کرے اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں' اور سب لوگوں کی لعنت ہو' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے کوئی معاوضہ اور قیمت قبول نہیں کرے گا۔ اور یہ حدی صحیحین وغیرہما میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے جو ان کے زعم میں روافض کے فرقہ کا رد کرتی ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں خلافت کی وصیت کی تھی' اگر معاملہ ان کے خیال کے مطابق ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص بھی اسے رد نہ کرتا' کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بہت فرمانبردار تھے' اور اس کے رسول کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد بھی اس کے خلاف فتویٰ دینے کی نسبت' بہت فرمانبردار تھے کہ وہ اس کی نص کے خلاف قدم کو آگے پیچھے کریں حاشا وکلا ولما۔ اور جو شخص صحابہ کے متعلق ایسا خیال رکھتا ہے وہ ان سب کی طرف فجور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنادت پر اتفاق اور آپ کے حکم ونص کی مخالفت کو منسوب کرتا ہے اور جو شخص اس مقام تک پہنچ جائے وہ اسلام کے جوئے کو اتار پھینکتا ہے' اور بڑے بڑے ائمہ کے اجماع سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور اس کے خون کو بہانا' شراب کے بہانے کی نسبت زیادہ جائز ہوتا ہے' پھر اگر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی نص ہوتی تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف اپنی امارت وامامت کے لیے حجت کیوں نہ پکڑتے اور اگر انہوں نے اپنے پاس موجود نص کو نافذ کرنے کی طاقت نہیں پائی تو وہ عاجز تھے اور عاجز امارت کا اہل نہیں ہوتا اور اگر وہ طاقت رکھتے تھے اور اس پر عمل نہیں کیا' تو وہ خائن تھے اور خائن' فاسق' امارت سے معزول ہوتا ہے۔ اور اگر ان کو اس نص کی موجودگی کا علم نہ تھا' تو وہ جاہل تھے' اور اگر انہیں اس کے بعد اس کا علم ہوا ہے تو یہ محال اور افتراء اور جہل وضلال ہے یہ بات جاہل کمینوں اور فریب خوردہ لوگوں کے اذہان کو اچھی معلوم ہوتی ہے' جسے شیطان نے بلا دلیل وبرہان ان کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے' بلکہ محض تحکم وہذیان اور جھوٹ وبہتان سے مزین کر دکھایا ہے' ہم ان کی بکواس وپسپائی اور دیوانگی وکفران سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور ہم قرآن وسنت سے تمسخر کرنے سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں' اور اسلام وایمان پر موت کے خواہاں اور ثبات والیقان اور میزان کے بھاری کرنے کا پورا حق دینا چاہتے ہیں اور آگ سے نجات اور جنت کو حاصل کرنے میں کامیابی چاہتے ہیں۔ بلاشبہ وہ کریم' منان اور رحیم ورحمان ہے۔

اور قبل ازیں ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی صحیحین کی جو حدیث پیش کی ہے اس میں بہت سے جھوٹے اور جاہل داستان سراؤں کے اس دعوے کی تردید پائی جاتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہت سی چیزوں کا وصی مقرر کیا تھا جنہیں وہ بہت طول دیتے ہیں کہ اے علیؓ ایسا کرنا' اے علیؓ ایسا نہ کرنا' اے علیؓ جس نے ایسا کیا وہ اس اس طرح ہوگا' یہ باتیں وہ رکیک الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں جن کے اکثر معانی کمزور ہیں اور ان میں سے بہت سے الفاظ میں تصحیف پائی جاتی

Marfat.com

ہے جو کاغذ کے سیاہ کرنے کے ہم پایہ بھی نہیں۔ واللہ اعلم

اور حافظ بیہقی نے حماد بن عمرو النصیبی جو ایک کذاب اور حدیثیں گھڑنے والا ہے۔ کے طریق سے السری بن الخلاد سے عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ عن علی بن ابی طالب عن النبی ﷺ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اے علیؓ! میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں اسے یاد رکھنا' اور جب تک تو اسے یاد رکھے گا ہمیشہ بھلائی میں رہے گا' اے علیؓ! مومن کی تین علامات ہیں' نماز' زکوٰۃ اور روزے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس نے رغائب و آداب کے متعلق طویل حدیث بیان کی ہے اور وہ موضوع حدیث ہے۔ اور میں نے کتاب کے پہلے حصے میں شرط عائد کی ہے کہ میں اس میں اس حدیث کو بیان نہیں کروں گا' جس کے متعلق مجھے علم ہے کہ یہ موضوع ہے۔ پھر اس نے حماد بن عمرو کے طریق سے روایت کی ہے' اور یہ حدیث زید بن رفیع سے بحوالہ مکحول شامی مروی ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین سے واپس آئے تو آپ نے یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمائی اور آپ پر سورۂ نصر نازل ہوئی' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے سامنے فتنہ کے بارے میں ایک طویل حدیث بیان کی' وہ بھی اسی طرح منکر حدیث ہے جس کی کوئی اصل نہیں اور صحیح احادیث میں ہی کفایت پائی جاتی ہے۔

اس جگہ پر ہم حماد بن عمرو ابی اسماعیل النصیبی کے حالات بیان کرتے ہیں' اعمش وغیرہ سے مروی ہے اور اس سے ابراہیم بن موسیٰ' محمد بن مہران اور موسیٰ بن ایوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ وہ جھوٹا اور حدیثیں وضع کرتا ہے۔ اور عمرو بن علی الفلاس اور ابوحاتم کہتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث اور بہت ضعیف ہے' اور ابوزرعہ کہتے ہیں کہ کمزور حدیث ہے اور نسائی اسے متروک کہتے ہیں' اور ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ حدیثیں وضع کرتا ہے اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی عام حدیثوں میں کوئی ثقہ آدمی اس کی متابعت نہیں کرتا' دارقطنی کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے' اور حاکم ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ وہ ثقات سے موضوع احادیث روایت کرتا ہے اور ایک دفعہ لغزش کھانے والا ہے۔ اور وہ حدیث جس کے متعلق حافظ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ حمزہ بن عباس عقبی نے ہمیں بغداد میں بتایا کہ عبداللہ بن روح المدائنی نے ہم سے بیان کیا کہ سلام بن سلیمان المدائنی نے ہم سے بیان کیا کہ سلام بن سلیم الطویل نے عن عبدالملک بن عبدالرحمٰن عن الحسن المقبری عن الاشعث بن طلیق عن مرہ بن سراحیل عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ گئی تو ہم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں' پھر آپ نے ہمیں فرمایا' جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے اور آپ نے خود ہمیں اپنی موت کی اطلاع دی' پھر فرمایا تمہیں کشادگی حاصل ہو' اللہ تعالیٰ تم کو باقی رکھے' اللہ تمہیں ہدایت دے' اللہ تمہاری مدد کرے' اللہ تمہیں فائدہ دے' اللہ تمہیں توفیق دے' اللہ تم کو راہ راست دکھائے' اللہ تمہیں بچائے' اللہ تمہاری مدد کرے' اللہ تم کو قبول کرے' میں تمہیں تقویٰ اللہ کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ کو تمہاری وصی بناتا ہوں اور اسے تم پر قائم مقام بناتا ہوں' میں اس کی طرف سے تمہارے لیے واضح انتباہ کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عباد و بلاد کے بارے میں سرکشی نہ کرو' بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اور تمہارے لیے بیان کیا ہے:

Marfat.com

﴿تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا والعاقبۃ للمتقین﴾

اور فرمایا ہے: ﴿الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین﴾ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی وفات کب ہوگی؟ فرمایا موت قریب آ گئی ہے اور اللہ اور سدرۃ المنتہیٰ اور بھرپور جام اور شاندار بستر کی طرف ٹھکانہ ہوگا' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو کون غسل دے گا آپ نے فرمایا میرے اہل بیت کے قریبی آدمی' اور قریبی بہت سے ملائکہ کے ساتھ غسل دیں گے' وہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں' جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کس میں آپ کو کفن دیں؟ فرمایا اگر تم چاہو تو میرے ان کپڑوں میں کفن دو یا یمنی چادروں میں' یا مصر کے سفید کپڑوں میں' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا جنازہ کون پڑھائے گا' تو آپ رو پڑے اور ہم بھی روئے۔ اور فرمایا ٹھہرو' اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور تمہیں تمہارے نبی کی طرف سے جزا دے' جب تم مجھے غسل دے چکو اور خوشبو لگا چکو اور کفن دے چکو تو مجھے میری قبر کے کنارے پر رکھ دینا' پھر کچھ وقت کے لیے میرے پاس سے چلے جانا' بلاشبہ سب سے پہلے میرے دو دوست اور ہم نشین جبریل اور میکائیل میرا جنازہ پڑھیں گے' پھر اسرافیل پڑھے گا' پھر ملک الموت ملائکہ کی فوجوں کے ساتھ میرا جنازہ پڑھے گا۔ چاہیے کہ میرے اہل بیت کے مرد مجھ پر جنازہ پڑھنے کا آغاز کریں' پھر ان کی عورتیں پڑھیں' پھر فرداً فرداً اور جماعت در جماعت میرے پاس آئیں اور کسی رونے والی' بلند آواز اور شور سے مجھے اذیت نہ دیں' اور میرے اصحاب میں سے جو شخص غائب ہے اسے میرا سلام پہنچا دینا' اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس شخص کو جو اسلام میں داخل ہو چکا ہے اور جس نے آج سے لے کر قیامت کے روز تک میرے دین میں میری متابعت کی ہے سلام کہہ دیا ہے' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی قبر میں آپ کو کون داخل کرے گا؟ فرمایا میرے قریبی اہل بیت کے آدمی' اور وہ قریبی بہت سے ملائکہ کے ساتھ ہوں گے' وہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ احمد بن یونس نے سلام الطویل سے اس کی متابعت کی ہے اور سلام الطویل اس کی روایت میں منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سلام بن مسلم ہے' اور کہتے ہیں کہ ابن سلیم ہے اور اسے ابن سلیمان بھی کہا جاتا ہے' مگر پہلا نام زیادہ صحیح ہے یعنی سلام بن مسلم التیمی السعدی الطویل' اور وہ حضرت جعفر صادق' حمید الطویل' زید العمی اور ایک جماعت سے روایت کرتا ہے اور اسی طرح ایک جماعت اس سے روایت کرتی ہے جن میں احمد بن عبداللہ بن یونس' اسد بن موسیٰ' خلف بن ہشام البزار' علی بن الجعد قبیصہ بن عقبہ شامل ہیں' اور علی بن المدائنی' احمد بن حنبل' یحییٰ بن معین بخاری' ابوحاتم' ابوزرعہ جوزجانی نسائی اور کئی آدمیوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور بعض ائمہ نے اسے کاذب قرار دیا ہے اور دوسروں نے اسے ترک کر دیا ہے' لیکن اس حدیث کو ایک طویل عبارت کے ساتھ ابوبکر البزار نے اس سلام کے طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ محمد بن اسماعیل الاحمسی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن محمد محاربی بحوالہ ابن اصبہانی ہم سے بیان کیا کہ اسے مرہ سے بحوالہ عبداللہ بتایا گیا' پھر اس نے پوری طوالت کے ساتھ حدیث کو بیان کیا ہے' پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مرہ سے کئی طریق سے متقارب اسانید کے ساتھ روایت کی گئی ہے اور عبدالرحمٰن ابن اصبہانی نے اس حدیث کو مرہ سے نہیں سنا بلکہ اس سے سنا ہے جس نے اسے بحوالہ مرہ خبر دی تھی اور میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے اسے عبداللہ سے بحوالہ مرہ روایت کیا ہو۔

Marfat.com

باب ۴۸

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر اور آپ کے غسل کی کیفیت' اور جنازہ اور قبر کی جگہ کے بیان میں

بلا اختلاف آپ کی وفات سوموار کو ہوئی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ تمہارے نبی سوموار کو پیدا ہوئے' سوموار کو نبی بنے' سوموار کو مکہ سے مہاجر بن کر نکلے' سوموار کو مدینہ میں داخل ہوئے اور سوموار کو فوت ہوئے' اسے امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے' اور سفیان ثوری عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کس روز فوت ہوئے تھے؟ میں نے کہا سوموار کو' آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں بھی سوموار کو فوت ہوں گا' پس آپ نے بھی سوموار کو وفات پائی۔ بیہقی نے اسے ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ جریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن اسحاق نے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کو فوت ہوئے اور بدھ کی رات کو دفن ہوئے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور عروہ بن زبیر اپنے مغازی میں بیان کرتے ہیں۔ اور موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر کی طرف' اور حضرت حفصہ نے حضرت عمر کی طرف اور حضرت فاطمہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور وہ اکٹھے نہ ہو سکے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی' اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینے کا سہارا لیے ہوئے تھے' اور وہ آپ کی باری کا دن سوموار تھا' اور یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب ربیع الاوّل کے چاند کے لیے سورج ڈھل جاتا ہے۔ اور ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے زہری سے بحوالہ انسؓ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوموار کے روز' رسول اللہ ﷺ پر آخری نگاہ ڈالی' آپ نے پردہ اٹھایا اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے تھے' پس میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا گویا وہ مصحف کا ورق ہے' پس لوگوں نے ایک طرف ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے انہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور پردہ گرا دیا اور اسی دن کے آخر میں فوت ہو گئے۔ یہ حدیث صحیح میں ہے جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وفات زوال کے بعد ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

اور یعقوب بن سفیان نے عبدالحمید بن بکار سے عن محمد بن شعیب عن صفوان عن عمر بن عبدالواحد سے روایت کی ہے' اور ان سب نے اوزاعی سے روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کے روز نصف دن گزرنے سے قبل ہی فوت ہو گئے' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ احمد بن حنبل نے ہمیں خبر دی کہ حسن بن علی البزار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر بن سلیمان نے اپنے باپ سلیمان بن ترخان التیمی سے کتاب المغازی میں ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۲۲/صفر کی رات کو بیمار ہوئے' اور آپ کو تکلیف کا آغاز اپنی ایک لونڈی کے پاس ہوا

Marfat.com

جسے ریحانہ کہا جاتا تھا' جو یہودی قیدیوں میں سے تھی اور سب سے پہلے آپ ہفتہ کے روز بیمار ہوئے اور آپ کی وفات سوموار کے روز ہوئی' جبکہ ماہ ربیع الاوّل کی دو راتیں گزر چکی تھیں اور آپ کو مدینہ آئے پورے دس سال ہو چکے تھے۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ ابو معشر نے بحوالہ محمد قیس ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدھ کے روز جبکہ ۱۱ھ کے صفر کی گیارہ راتیں باقی تھیں' حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں شدید بیمار ہو گئے اور آپ کے پاس آپ کی سب بیبیاں جمع ہو گئیں' اور آپ تیرہ دن بیمار رہے اور سوموار کے روز جبکہ ۲ھ کے ربیع الاوّل کی دو راتیں گزر چکی تھیں' فوت ہو گئے۔ نیز واقدی بیان کرتا ہے کہ مؤرخین کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا آغاز بدھ کے روز ہوا جبکہ صفر کی دو راتیں باقی تھیں' اور ۱۲ ربیع الاوّل کو سوموار کے روز آپؐ نے وفات پائی' اور اسی پر محمد بن سعد نے جو اس کے کاتب ہیں' جزم کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے اور آپ منگل کے روز دفن ہوئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ سعید بن عبداللہ بن ابی الابیض نے بحوالہ المقبری مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن رافع نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ کی بیماری کا آغاز ہوا' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتا ہے کہ احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معشر نے بحوالہ محمد بن قیس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ دن بیمار رہے اور جب آپ تکلیف میں کمی پاتے تو نماز پڑھاتے اور جب تکلیف بڑھ جاتی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل کو اس روز فوت ہوئے جس روز آپ مہاجر بن کر مدینہ آئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہجرت کے دس سال مکمل کیے۔ واقدی کا بیان ہے کہ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے اور اس کے کاتب محمد بن سعد نے اس پر جزم کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان' یحییٰ بن بکیر سے بحوالہ لیث بیان کرتا ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی جبکہ ربیع الاوّل کی دو راتیں گذر چکی تھیں اور آپ کے مدینہ آنے پر دس سال پورے ہو چکے تھے' اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ اور واقدی نے اسے ابو معشر سے بحوالہ محمد بن قیس ایسے ہی بیان کیا ہے' اور خلیفہ بن خیاط نے بھی اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور ابو نعیم الفضل بن دکین بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی آمد مدینہ کے گیارھویں سال ربیع الاوّل کے شروع میں وفات پائی' اور ابن عساکر نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور ہم نے ابھی عروہ اور موسیٰ بن عقبہ اور زہری کے مغازی سے جو کچھ بیان کیا ہے وہ بھی ان کی مانند ہے۔ واللہ اعلم

اور ابن اسحاق اور واقدی کا قول مشہور ہے اور واقدی نے اسے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ ابراہیم بن یزید نے عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا اور محمد بن عبداللہ نے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا یہ دونوں حضرات بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۲/ ربیع الاوّل کو وفات پائی۔ اور ابن اسحاق نے اسے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے اس کے باپ کے حوالے سے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ کو بدھ کی شب کو دفن کیا گیا' اور سیف بن عمر نے عن محمد بن عبیداللہ العرزمی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کو ادا کر لیا تو آپ کوچ کر کے مدینہ آ گئے اور وہاں ذوالحجہ کا بقیہ مہینہ اور محرم

Marfat.com

اور صفر قیام کیا اور ۱۰ ربیع الاوّل کو سوموار کے روز وفات پائی اور اسی طرح محمد بن اسحاق سے عن الزہری عن عروہ روایت کی گئی ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بھی جو عن عمرہ عن عائشہ مروی ہے اسی طرح بیان ہوا ہے ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے شروع میں کہا ہے کہ ربیع الاوّل کے کچھ دن گزر چکے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ ربیع الاوّل کے کچھ دن گزرنے کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔

فائدہ:

ابوالقاسم السہیلی ' البروخی میں بیان کرتے ہیں ' جس کا مضمون یہ ہے کہ ۱۲/ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو سوموار کے روز رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقوع متصور ہی نہیں ہوسکتا ' کیونکہ آپ نے ۱۰ھ کے حجۃ الوداع میں جمعہ کے روز وقوف کیا ' اور یکم ذوالحجہ جمعرات کو تھی ' پس اس لحاظ سے کہ مہینوں کو مکمل یا ناقص ' یا بعض کو مکمل اور بعض کو ناقص شمار کیا جائے ' یہ متصور ہی نہیں ہوسکتا کہ سوموار کا دن ۱۲/ ربیع الاوّل کو ہو ' اور اس قول پر یہ اعتراض مشہور ہو چکا ہے ' اور ایک جماعت نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور اس کا جواب صرف ایک ہی طریق سے دینا ممکن ہے۔ اور وہ یہ کہ مطالع میں اختلاف پایا جاتا ہے ' اس طرح ممکن ہے کہ اہل مکہ نے ذوالحجہ کا چاند ' جمعرات کی شب کو دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے اسے جمعہ کی شب کو دیکھا ہو ' اور اس کی تائید حضرت عائشہ وغیرہا کے قول سے ہوتی ہے ' کہ ذوالحجہ کی پانچ راتیں باقی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے حجۃ الوداع کے لیے نکلے۔ ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے متعین ہو جاتا ہے کہ آپ ہفتہ کے روز نکلے اور ابن حزم کا خیال درست نہیں کہ آپ جمعرات کے روز نکلے ' کیونکہ اس طرح بلا شک و شبہ پانچ سے زیادہ راتیں باقی رہتی ہیں اور جمعہ کے روز آپ کا نکلنا جائز نہیں ہوگا ' کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی ' پس متعین ہو گیا کہ آپ ہفتہ کے روز نکلے جبکہ ذوالقعدہ کی پانچ راتیں باقی رہتی تھیں۔ اس لحاظ سے اہل مدینہ نے ذوالحجہ کا چاند ' جمعہ کی رات کو دیکھا اور جب اہل مدینہ کے نزدیک یکم ذوالحجہ جمعہ کو ہو اور اس کے بعد مہینوں کو پورا شمار کیا جائے تو یکم ربیع الاوّل جمعرات کو ہوگی اور ۱۲/ ربیع الاوّل کو سوموار ہوگا۔

اور صحیحین میں مالک کی حدیث سے عن ربیعہ عن ابی عبدالرحمٰن عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ حضور ﷺ ' نہ دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قد تھے ' نہ بہت سفید تھے نہ گندم گوں ' نہ چھوٹے گھونگریالے بالوں والے تھے اور نہ سیدھے بالوں والے تھے ' اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا آپ نے مکہ میں دس سال اور مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی ' اور آپ کے سر اور داڑھی میں بیس سفید بال نہ تھے ' اور اسی طرح اسے ابن وہب نے عن عروہ عن زہری عن انس و عن قرہ بن ربیعہ عن انس روایت کیا ہے اور حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ قرہ نے جو حدیث زہری سے روایت کی ہے وہ غریب ہے اور ربیعہ نے انس سے جو روایت کی ہے اسے اس سے ایک جماعت نے اسی طرح روایت کیا ہے ' پھر اس نے سلیمان بن بلال کے طریق سے عن یحییٰ بن سعید و ربیعہ عن انس اسے تقویت دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور اسی طرح ابن البربری اور نافع بن ابی نعیم نے اسے ربیعہ سے بحوالہ انس روایت کیا ہے اور وہ بیان کرتے

Marfat.com

ہیں کہ ربیعہ سے بحوالہ انس ساٹھ سال ہی محفوظ ہیں۔ پھر ابن عساکر نے اسے مالک' اوزاعی' مسعر' ابراہیم بن طہمان' عبداللہ بن عمر' سلیمان بن بلال' انس بن بلال' انس بن عیاض الدراوردی اور محمد بن قیس کے طریق سے بیان کیا ہے اور ان سب نے ربیعہ سے بحوالہ انس روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے ہمیں بتایا کہ ابوعمرو بن سماک نے ہم سے بیان کیا کہ حنبل بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعمر عبداللہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہم سے بیان کیا کہ ابوغالب باہلی نے ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ کی عمر کیا تھی' انہوں نے جواب دیا چالیس سال' راوی نے پوچھا پھر کیا ہوا انہوں نے جواب دیا کہ آپ دس سال مکہ میں رہے دس سال مدینہ میں رہ' پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی آپ کے ساٹھ سال پورے ہو چکے تھے' اور آپ بڑے طاقتور' حسین و جمیل اور مضبوط تھے۔ اور امام احمد نے اسے عبدالصمد بن عبدالوارث سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کیا ہے' اور مسلم نے عن ابوغسان محمد بن عمرو الرازی ملقب زنیج عن حکام بن مسلم عن عثمان بن زائدہ عن زبیر بن عدی عن انس بن مالک روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات بھی تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی' مسلم اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور قبل ازیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو بیان کیا گیا ہے' یہ اس کے منافی نہیں' کیونکہ عرب اکثر کسور کو حذف کر دیتے ہیں' اور صحیحین میں لیث بن سعد کی حدیث سے عن عقیل عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہوا ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی' زہری بیان کرتے ہیں کہ سعید بن المسیب نے مجھے اس کی مانند خبر دی' اور موسیٰ بن عقبہ' عقیل' یونس بن یزید اور ابن جریج نے زہری سے عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے ہم سے عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن عائشہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں دس سال ٹھہرے اور آپ پر قرآن اترتا رہا' اور مدینہ میں بھی دس سال ٹھہرے' اسے مسلم نے روایت نہیں کیا' اور ابوداؤد طیالسی اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے عن ابی اسحاق عن عامر بن سعد عن جریر بن عبداللہ عن معاویہ بن ابی سفیان ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی' اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی' اور اسی طرح مسلم نے اسے غندر کی حدیث سے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے۔ اور بخاری کو چھوڑ کر یہ اس کے افراد میں سے ہے اور ان میں کچھ لوگ عامر بن سعد سے الدمعاویہ بھی بیان کرتے ہیں' مگر صحیح وہی ہے جسے ہم نے عامر بن سعد سے عن جریر عن معاویہ بیان کیا ہے۔ اور ہم نے عامر بن شرحبیل کے طریق سے' عن شعبی عن جریر بن عبداللہ البجلی عن معاویہ روایت کی ہے' اور حافظ ابن عساکر نے قاضی ابویوسف کے طریق سے یحییٰ بن سعید انصاری سے بحوالہ انس روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور ابن لہیعہ ابوالاسود سے عن عروہ

Marfat.com

عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے ہاں ایک دوسرے سے اپنی اپنی پیدائش کا ذکر کیا اور رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے' پس رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی' اور ثوری نے اعمش سے بحوالہ قاسم بن عبدالرحمن بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی' اور حنبل بیان کرتے ہیں کہ امام احمد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے بحوالہ سعید بن المسیب ہم سے بیان کیا کہ ۴۳ سال کی عمر میں حضرت نبی کریم ﷺ پر وحی اتری اور مکہ اور مدینہ میں آپ نے دس دس سال قیام کیا اور یہ آپ سے غریب روایت ہے' اور آپ کی طرف صحیح منسوب ہے' احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد بن ابی ہند نے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے اور تین سال ٹھہرے رہے' پھر جبریل رسالت کے ساتھ آپ کے پاس بھیجے گئے' پھر اس کے بعد آپ دس سال ٹھہرے رہے' پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی' اور امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک تریسٹھ سال عمر ثابت ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اسی طرح مجاہد نے شعبی سے روایت کی ہے' اور اسماعیل بن خالد کی حدیث سے بھی اسے روایت کیا ہے' اور صحیحین میں روح بن عبادہ کی حدیث سے عن زکریا بن اسحاق عن عمرو بن دینار عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ سال مکہ میں قیام کیا' اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور صحیح بخاری میں اسی طرح روح بن عبادہ کی حدیث سے عن ہشام عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور تیرہ سال مکہ میں قیام کیا پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ نے دس سال ہجرت کی' پھر تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور اسی طرح امام احمد نے اسے روح بن عبادہ' یحییٰ بن سعید اور یزید بن ہارون سے روایت کیا ہے اور ان سب نے عن ہشام بن حسان عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ موصلی نے بھی اسے اسی طرح عن الحسن بن عمر بن شقیق عن جعفر بن سلیمان عن ہشام بن حسان عن محمد بن سیرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے' پھر اس نے اسے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مانند بیان کیا ہے۔

اور مسلم نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے ابوحمزہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں تیرہ سال قیام کیا اور آپ پر وحی ہوتی تھی' اور مدینہ میں دس سال قیام کیا اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی' اور حافظ ابن عساکر نے مسلم بن جنادہ کے طریق سے عن عبداللہ بن عمر عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے تقویت دی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی' اور ابونضرہ کی حدیث سے عن سعید بن المسیب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور یہی قول زیادہ مشہور ہے اور اکثریت اسی پر قائم ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بحوالہ خالد الحذاء بیان کیا کہ بنی ہاشم کے غلام عمار نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے پینسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی' اور مسلم نے اسے

Marfat.com

الحذاء سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسن بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عمار بن ابی عمار سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سال مکہ میں قیام کیا' آٹھ یا سات سال آپ روشنی دیکھتے اور آواز سنتے رہے اور آٹھ یا سات سال آپ پر وحی ہوتی رہی' اور مدینہ میں دس سال قیام کیا' اور مسلم نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زریع سے نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے بنی ہاشم کے غلام عمار کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ کی عمر کیا تھی؟ آپ نے فرمایا میں نہیں خیال کرتا کہ لوگوں میں تجھ جیسے آدمی سے یہ بات مخفی ہو۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا کہ میں نے لوگوں سے پوچھا ہے تو مجھ پر بات مشتبہ ہوگئی ہے اور میں اس بارے میں آپ کے قول کو معلوم کرنا پسند کرتا ہوں' آپ نے فرمایا تو حساب کر سکتا ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں آپ نے فرمایا۔ چالیس سال کی عمر میں آپ مبعوث ہوئے' پندرہ سال خوف و امن کی حالت میں' مکہ میں قیام کیا اور دس سال مدینہ میں مہاجر بن کر قیام کیا۔ اور اسی طرح اسے مسلم نے یزید بن زریع اور شعبہ بن الحجاج کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے عن یونس عن عبید عن عمار عن ابن عباس اسی طرح روایت کی ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ العلاء بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ المنہال بن عمرو نے بحوالہ سعید بن جبیر ہم سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں وحی نازل ہوئی' آپ نے فرمایا کون ایسا کہتا ہے؟ مکہ میں آپ پر پندرہ سال اور مدینہ میں آپ پر دس سال وحی نازل ہوئی' یہ پینسٹھ سال یا زیادہ ہوئے۔ اور یہ روایت اسناد یا متن کے لحاظ سے احمد کے افراد میں سے ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے یوسف بن مہران سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور ترمذی نے کتاب الشمائل میں اور ابو یعلیٰ موصلی اور بیہقی نے قتادہ کی حدیث سے حسن بصری سے بحوالہ دغفل بن حنظلہ شیبانی نسابہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ پھر امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ دغفل کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کرنا معروف نہیں یہ آپ کے زمانے میں پیادہ تھا' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ عمار اور اس کے تابعین کی روایت کے موافق ہے' جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔

اور ایک جماعت کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تریسٹھ سال روایت کرنا اصح ہے اور وہ زیادہ ثقہ اور بکثرت ہیں' اور ان کی روایت ان صحیح روایت کے موافق ہے جو عن عروہ عن عائشہ مروی ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اور حضرت معاویہ کی صحیح روایت کے بھی موافق ہے' اور وہ روایت حضرت سعید بن المسیبؒ، عامر شعبی اور ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں عبداللہ بن عقبہ قاسم بن عبدالرحمٰن حسن بصری علی بن الحسین اور کئی لوگوں کے وہ غریب اقوال جنہیں خلیفہ بن خیاط نے معاذ بن ہشام سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے بحوالہ قتادہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے باسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور یعقوب بن سفیان نے اسے عن محمد بن المثنیٰ عن معاذ ابن ہشام عن ابیہ عن قتادہ اسی طرح بیان کیا ہے اور زید العمی نے اسے یزید سے بحوالہ انس روایت کیا ہے اور اس میں وہ روایت بھی ہے جسے اس نے محمد بن عابد سے عن قاسم بن حمید عن نعمان بن منذر غسانی عن مکحول روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے باسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور ان سب سے ملتی جلتی وہ روایت ہے جسے امام احمد نے روح عن سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن حسن روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن کریم رسول کریم ﷺ پر مکہ میں آٹھ سال تک اور ہجرت کے بعد دس سال تک نازل ہوا اگرچہ حسن جمہور کے قول کے قائل ہیں جو یہ ہے کہ حضور ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں قرآن نازل ہوا مگر ان کا خیال ہے کہ حضور ﷺ اٹھاون سال زندہ رہے یہ روایت بہت غریب ہے لیکن ہم نے مسدد کے طریق سے ہشام بن حسان سے بحوالہ حسن روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اور خلیفہ بن خیاط بیان کرتا ہے کہ ابو عاصم نے ہم سے عن اشعث عن حسن بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ۴۵ سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور آپ نے مکہ میں دس سال اور مدینہ میں آٹھ سال قیام کیا اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور یہ اس بیان کے مطابق بہت ہی غریب ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

آپؐ کے غسل کا بیان

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سوموار کا بقیہ دن اور منگل کے دن کا کچھ حصہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت میں مصروف رہے' پس جب بیعت کا معاملہ استوار ہو گیا تو ازاں بعد وہ ہر پیش آمدہ مشکل میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز میں لگ گئے' ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو گئی' تو منگل کے روز لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے' اور قبل ازیں ابن اسحاق کی حدیث سے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کے روز فوت ہوئے اور بدھ کی شب کو دفن ہوئے اور ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو بردہ نے ہم سے عن علقمہ بن مرثد عن سلیمان بن بریدہ عن ابیہ بیان کیا کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کی تیاری کی تو اندر سے ایک پکارنے والے نے انہیں آواز دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص نہ اتارنا۔

اور ابن ماجہ نے اسے ابو معاویہ کی حدیث سے بحوالہ ابی بردہ روایت کیا ہے۔ اور ابو بردہ کا نام عمرو بن یزید تمیمی کوفی ہے۔

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اسی طرح اتار دیں جیسے ہم اپنے مردوں کے اتارتے ہیں یا کپڑوں سمیت آپ کو غسل دے دیں؟ جب انہوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند نازل کر دی یہاں تک کہ ہر ایک کی ٹھوڑی اس کے سینے پر آ گئی' پھر بیت اللہ کی جانب سے ایک بات کرنے والے نے ان سے بات کی' انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے: ''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دے دو'' پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو قمیص سمیت غسل دے دیا' وہ قمیص کے اوپر پانی ڈالتے اور آپ کو ہاتھ لگائے بغیر' قمیص کے ساتھ ملتے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں' اگر مجھے اپنے معاملے کا پہلے علم ہوتا تو میں جستجو نہ کرتی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی بیویوں نے غسل دیا ہے۔ اسے ابوداؤد نے ابن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ابن اسحاق سے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن عبداللہ نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کے لیے اکٹھے ہوئے' اور آپ کے گھر میں آپ کی بیویوں' آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب اور حضرت علی بن ابی طالب' فضل بن عباس' قثم بن عباس' اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم اور آپ کے غلام صالح کے سوا اور کوئی آدمی موجود نہ تھا' پس جب وہ غسل دینے کے لیے اکٹھے ہوئے تو لوگوں کے پیچھے سے بنی عوف بن خزرج کے ایک آدمی' اوس بن خولی انصاری نے جو بدری تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آواز دی اور کہا اے علی رضی اللہ عنہ! ہم آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ ہمارا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ حصہ ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا اندر آ جاؤ وہ اندر آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے موقعہ پر آ موجود ہوئے لیکن انہوں نے آپ کے غسل میں

Marfat.com

کوئی حصہ نہیں لیا' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیص سمیت اپنے سینے کے ساتھ سہارا دیا اور حضرت عباس' فضل اور قثم' حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ کو الٹنے پلٹنے لگے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور آپ کے غلام صالح پانی ڈالنے لگے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کو غسل دینے لگے' اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو مردہ کے جسم میں دیکھی جاتی ہے' اور آپ کہہ رہے تھے' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں کس قدر پاکیزہ ہیں' حتیٰ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل سے فارغ ہو گئے۔ اور آپ کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیا جا رہا تھا۔ تو انہوں نے آپ کے جسم کو خشک کیا' پھر آپ کے ساتھ وہ کیا جو مردہ کے ساتھ کیا جاتا ہے' پھر آپ کو تین کپڑوں میں لپیٹا گیا' جن میں سے دو کپڑے سفید تھے' اور ایک یمنی چادر تھی' راوی بیان کرتا ہے' پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بلا کر فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس جائے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی قبریں کھودا کرتے تھے اور دوسرا حضرت ابوطلحہ ابن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس جائے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اہل مدینہ کی لحد کھودا کرتے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے جس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں آدمیوں کو بھیجا' تو فرمایا اے اللہ اپنے رسول کے لیے بہتر بات کو انتخاب کر۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جو شخص حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اسے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نہ ملے اور جو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اسے مل گئے۔ پس ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی' احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

اور یونس بن بکیر' منذر بن ثعلبہ سے عن الصلت عن العلباء ابن احمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آواز دی گئی کہ اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائیے' یہ حدیث منقطع ہے۔

میں کہتا ہوں' بعض اہل سنن نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا' اے علی رضی اللہ عنہ اپنی ران نمایاں نہ کرنا اور نہ کسی زندہ اور مردہ کی ران کو دیکھنا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو حکم دیا ہے اس میں یہ خبر پائی جاتی ہے کہ اس سے آپ کی اپنی ذات مراد ہے۔ واللہ اعلم

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں بتایا کہ محمد بن یعقوب نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہم سے زہری سے بحوالہ سعید بن المسیب بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تو میں میت کے ان امور کو دیکھنے لگا جو اس کے لاحق حال ہوتے ہیں تو میں نے کچھ بھی نہ دیکھا' اور آپ زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں پاکیزہ تھے۔

اور ابوداؤد نے اسے المراسیل میں اور ابن ماجہ نے اسے معمر کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور بیہقی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کا کام چار آدمیوں حضرت علی' حضرت عباس' حضرت فضل رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صالح نے سنبھالا' انہوں نے آپ کے لیے لحد بنائی اور اس پر اینٹیں کھڑی کیں' اور اس قسم کی ایک روایت تابعین کی ایک جماعت سے بھی' جن میں عامر الشعبی' محمد بن قیس اور عبداللہ بن الحارث وغیرہ شامل ہیں' مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے' جس کی تفصیل اس جگہ باعث طوالت ہوگی' اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعمرو بن کیسان نے یزید بن

Marfat.com

بلال سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے کہ میرے سوا انہیں کوئی غسل نہ دے اس لیے کہ جو کوئی میرے ان اعضا کو دیکھے گا جنہیں شرم کی وجہ سے چھپایا جاتا ہے اس کی آنکھیں جاتی رہیں گی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما مجھے پردہ کے پیچھے سے پانی پکڑاتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جونہی میں کسی عضو کو پکڑتا ہوں یوں معلوم ہوتا ہے کہ میرے ساتھ تیس آدمی اسے الٹ پلٹ رہے ہیں، یہاں تک کہ میں آپ کے غسل دینے سے فارغ ہو گیا۔ اور حافظ ابوبکر البزار نے اس حدیث کو اپنے مسند میں درج کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبدالرحیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالصمد بن النعمان نے ہم سے بیان کیا کہ کیسان ابوعمرو نے بحوالہ یزید بن بلال ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی کہ میرے سوا کوئی اور شخص انہیں غسل نہ دے اور جو کوئی میرے ان اعضاء کو دیکھے گا جنہیں شرم کی وجہ سے چھپایا جاتا ہے، اس کی آنکھیں جاتی رہیں گی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما پردے کے پیچھے سے مجھے پانی پکڑاتے تھے، میں کہتا ہوں یہ حدیث بہت ہی غریب ہے، اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن موسیٰ بن الفضل نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس اصم نے ہم سے بیان کیا کہ اُسید بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن حفص نے، سفیان سے بحوالہ عبدالملک بن جریج ہم سے بیان کیا کہ میں نے محمد بن علی ابوجعفر سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار بیری کے پتوں سے غسل دیا گیا، اور آپ کو قمیص سمیت غسل دیا گیا اور آپ کو قبا کے ایک کنوئیں سے جس کا نام الغرس تھا، اور وہ حضرت ابن خثیمہ کی ملکیت تھا، کے پانی سے غسل دیا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پانی پیا کرتے تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے غسل کی ذمہ داری لی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ آپ کو گود میں لیے ہوئے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے تھے، اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھے آرام دو، میری رگ جان کٹ گئی ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی چیز تیزی سے مجھ پر گر رہی ہے۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ عاصم بن عبداللہ الحکمی نے بحوالہ عمر بن عبدالحکم بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غرس کا کنواں کیا ہی اچھا ہے، یہ جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے اور اس کا پانی بہترین پانیوں میں سے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پانی منگوایا کرتے تھے اور آپ کو غرس کے کنویں سے غسل دیا گیا۔ اور سیف بن عمر، عن محمد بن عون، عن عکرمہ عن ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ قبر سے فارغ ہو گئے اور لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی، تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی تیاری کرنے لگے اور آپ نے گھر کے وسط میں آپ پر باریک یمانی کپڑوں کا پردہ تان دیا اور پردے میں داخل ہو کر حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہما کو بلایا، پس جب آپ ان دونوں کو پانی دینے کے لیے پانی کی طرف گئے تو آپ نے ابوسفیان بن الحارث کو آواز دی اور اسے اور بنی ہاشم کے کچھ آدمیوں کو پردہ کے پیچھے داخل کیا اور انصاریین سے جن لوگوں نے میرے باپ سے پردے کے اندر جانے کی اپیل کی ان میں اوس بن خولی بھی تھے، پھر سیف، ضحاک بن یربوع حنفی سے عن ماہان حنفی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اور پردہ لگانے کا ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ حضرت عباسؓ نے اس میں حضرت علی، حضرت فضل، حضرت ابوسفیان اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم کو داخل کیا اور بنی ہاشم کے آدمی پردے کے پیچھے گھر میں تھے اور بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

ان پر اونگھ طاری کر دی اور انہوں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کو غسل نہ دو آپؐ طاہر ہیں‘ اور عباس اپلی اور اہل بیت نے کہا اس نے سچ کہا ہے‘ آپ کو غسل نہ دو‘ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا‘ ہم ایک آواز کی خاطر جس کے متعلق ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کیا ہے‘ سنت کو ترک نہیں کریں گے اور ان پر دوبارہ اُونگھ طاری ہو گئی اور ان کو ندا آئی کہ آپ کو کپڑوں سمیت غسل دو‘ اہل بیت نے کہا غسل نہ دو اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا غسل دو‘ پس وہ آپؐ کے غسل کی تیاری میں لگ گئے اور آپؐ کے جسم پر ایک قمیص اور ایک کھلی کرتی تھی‘ پس انہوں نے آپ کو خالص پانی سے غسل دیا اور آپ کے جوڑوں اور سجدوں کے مقامات پر کافور کی خوشبو لگائی اور آپ کی قمیص اور کرتی کو نچوڑا‘ پھر آپ کو اپنے کفن میں لپیٹا گیا اور آپ کو عود اور اگر کی دھونی دی پھر آپ کو اٹھا کر آپ کی چارپائی پر رکھ دیا گیا اور آپ پر کپڑا ڈال دیا پس اس عبارت میں بہت غرابت پائی جاتی ہے۔

آپؐ کے کفن کا بیان:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ زہری نے قاسم سے بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یمنی کپڑے میں لپیٹا گیا پھر اسے آپ سے ہٹا لیا گیا‘ قاسم بیان کرتے ہیں کہ اس کپڑے کا بقیہ حصہ ابھی تک ہمارے پاس ہے اور یہ اسناد شیخین کی شرط کے مطابق ہے اور ابوداؤد نے اسے احمد بن حنبل سے اور نسائی نے محمد بن المثنیٰ اور مجاہد بن موسیٰ سے روایت کیا ہے اور سب نے اسے ولید بن مسلم سے روایت کیا ہے اور امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی بیان کرتے ہیں کہ مالک نے ہم سے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا جس میں قمیص اور عمامہ نہ تھا اور اسی طرح بخاری نے اسے اسماعیل بن ادریس سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن ہشام عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا اور مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور بخاری نے اسے عن ابی نعیم عن سفیان ثوری روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو روئی کے تین سفید یمانی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کے قول دو کپڑوں اور یمنی چادر کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ چادر لائی گئی لیکن انہوں نے اسے واپس کر دیا اور اس میں آپ کو کفن نہیں دیا گیا اور اسی طرح مسلم نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بحوالہ حفص بن غیاث روایت کیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ ہناد بن السری نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ نے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو روئی کے تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا اور حلہ کے بارے میں لوگوں کو اشتباہ ہو گیا‘ میں نے یہ حلہ آپؐ کے کفن کے لیے خریدا تھا اسے چھوڑ دیا گیا اور اسے عبداللہ بن ابی بکر نے لے لیا اور کہا میں نے اسے سنبھال لیا ہے تا کہ مجھے اس میں کفن دیا جائے پھر کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ اس حلے کو اپنے نبیؐ کے لیے پسند کرتا تو آپؐ کو

Marfat.com

اس میں کفن دیا جاتا پس انہوں نے اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دی مسلم نے اسے اپنی صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ وغیرہ سے بحوالہ ابو معاویہ روایت کیا ہے' پھر بیہقی نے اسے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن ابی معاویہ عن ہشام عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی یمنی چادر میں کفن دیا گیا اور اس میں آپ کو لپیٹا گیا پھر اسے آپ سے اتار لیا گیا اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اس حلہ کو اپنے لیے سنبھال لیا تاکہ جب وہ فوت ہوں تو اس میں انہیں کفن دیا جائے پھر اسے سنبھالنے کے بعد کہنے لگے میں اس چیز کو سنبھالنے کا نہیں جسے اللہ نے اپنے رسول کو اس میں کفن دینے سے روک دیا ہے پس اس کی قیمت کو حضرت عبداللہ نے صدقہ کر دیا' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا اور نسائی نے اسے اسحاق بن راہویہ سے بحوالہ عبدالرزاق روایت کیا ہے' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ مسکین بن بکیر نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز ہم سے بیان کیا کہ مکحول کہتے ہیں کہ عروہ نے بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین یمنی چادروں میں کفن دیا گیا' احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں اور ابو یعلیٰ موصلی بیان کرتے ہیں کہ سہیل بن حبیب انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ مسجد ایوب کے امام عاصم بن ہلال نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے نافع سے بحوالہ ابن عمر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا اور سفیان' عاصم بن عبیداللہ سے عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور بعض روایات میں دو سرخی مائل مٹیالے کپڑوں اور ایک یمنی چادر کے الفاظ آئے ہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن ادریس نے ہم سے بیان کیا کہ یزید نے ہم سے مقسم سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں اور جو قمیص پہنے ہوئے آپ کی وفات ہوئی اور نجرانی حلہ میں کفن دیا گیا۔ حلہ' دو کپڑے ہوتے ہیں۔ اور ابو داؤد نے اسے احمد بن حنبل اور عثمان بن ابی شیبہ سے اور ابن ماجہ نے علی بن محمد سے روایت کیا ہے' اور ان تینوں نے عبداللہ بن ادریس سے عن یزید بن ابی زیاد عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی طرح روایت کی ہے اور یہ بہت غریب ہے۔ اور اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سفید کپڑوں اور ایک سرخ چادر میں کفن دیا گیا اس طریق سے احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔ اور ابو بکر شافعی بیان کرتے ہیں کہ علی بن حسن نے ہم سے بیان کیا کہ حمید بن الربیع نے ہم سے بیان کیا کہ بکر بن عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن المختار نے عن محمد بن عبدالرحمٰن جنہیں ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں عن عطاء عن ابن عباس عن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہم ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سفید کپڑوں اور ایک سرخ چادر میں کفن دیا گیا۔ اور ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان الشاذ کونی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن ابی الہیثم نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عطاء نے اپنے باپ سے عن ابن عباس عن الفضل ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اس میں سرخ چادر کا اضافہ کیا ہے۔ اور کئی لوگوں نے اسے عن اسماعیل المؤدب عن یعقوب بن عطاء عن ابیہ عن ابن عباس عن الفضل روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سفید کپڑوں میں

Marfat.com

کفن دیا گیا' اور ایک روایت میں سحولیہ کے الفاظ آئے ہیں۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابن عساکر نے ابوطاہر المخلص کے طریق سے روایت کی ہے کہ احمد بن اسحاق بہلول نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے بحوالہ ابواسحاق ہم سے بیان کیا کہ میں بنی عبدالمطلب کی ایک مجلس میں گیا اور وہ بہت سے لوگ تھے میں نے ان سے دریافت کیا' رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا؟ انہوں نے جواب دیا تین کپڑوں میں' جن میں قمیص' قباء اور عمامہ نہ تھا' میں نے پوچھا بدر کے روز تم میں کتنے آدمی اسیر ہوئے؟ انہوں نے جواب دیا' عباس' نوفل اور عقیل۔

اور بیہقی نے زہری کے طریق سے زین العابدین علی بن حسین سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک سرخ یمنی چادر تھی۔ اور حافظ ابن عساکر نے اسے اس طریق سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے جس میں اعتراض وارد ہوتا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو سحولی کپڑوں اور ایک یمنی چادر میں کفن دیا۔ اور ابوسعید بن الاعرابی بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے عن قتادہ عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو دو چادروں اور ایک نجرانی چادر میں کفن دیا گیا' اور اسی طرح ابوداؤد طیالسی نے اسے عن ہشام وعمران القطان عن قتادہ عن سعید عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' اور ربیع بن سلیمان نے اسے عن اسد بن موسیٰ روایت کیا ہے' نصر بن طریف نے ہم سے بحوالہ قتادہ بیان کیا کہ ابن المسیب نے ہم سے بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں سے ایک نجرانی چادر تھی' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو بیان روایت کیا ہے وہ لوگوں کے لیے اشتباہ کا باعث ہے کہ یمنی چادر کو آپ سے ہٹا لیا گیا تھا۔ واللہ اعلم' پھر حافظ بیہقی نے محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ یعقوب بن ابراہیم الدورقی نے عن حمید بن عبدالرحمٰن الرؤاسی عن حسن بن صالح عن ہارون بن سعید ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کستوری تھی' پس آپؐ نے وصیت کی کہ مجھے اس کی خوشبو لگائی جائے' وہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خوشبو لگانے سے بچی ہوئی تھی' اور بیہقی نے اسے ابراہیم بن موسیٰ کے طریق سے عن حمید عن حسن' عن ہارون عن ابی وائل عن علی روایت کیا ہے اور اس بات کا ذکر کیا ہے۔

آپؐ کے جنازہ کی کیفیت:

قبل ازیں وہ حدیث بیان ہو چکی ہے جسے بیہقی نے اشعث بن طلیق کی حدیث سے' اور البزار نے اصبہانی کی حدیث سے حضرت نبی کریم ﷺ کی وصیت کے بارے میں روایت کیا ہے اور ان دونوں نے مرہ سے بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' اور وہ وصیت یہ تھی کہ آپؐ کے گھرانے کے مرد آپ کو غسل دیں۔ نیز فرمایا کہ مجھے میرے انہی کپڑوں میں یا یمانی کپڑوں میں یا مصر کے سفید کپڑوں میں کفن دینا اور یہ کہ جب وہ آپ کو کفن دے چکیں تو آپ کو آپ کی قبر کے کنارے پر رکھ دیں پھر وہاں سے نکل آئیں تا کہ آپ پر ملائکہ جنازہ پڑھ لیں' پھر آپ کے گھرانے کے مرد آپ کے پاس جائیں اور آپ کا جنازہ پڑھیں' پھر ان

Marfat.com

کے بعد لوگ فرداً فرداً جنازہ پڑھیں' اس طرح پوری حدیث کو بیان کیا ہے' جس کی صحت میں اعتراض ہے' جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے' عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو آدمیوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے امام کے بغیر جماعت کی صورت میں آپ کا جنازہ پڑھا' یہاں تک کہ فارغ ہو گئے' پھر عورتوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر بچوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے آپؐ کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر غلاموں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے جماعت کی صورت میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھتے ہوئے کسی نے ان کی امامت نہیں کی۔

واقدی بیان کرتا ہے ابی بن عیاش بن سہل بن سعد نے اپنے باپ اور دادے سے میرے پاس بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن میں لپیٹا گیا تو آپ کو اپنی چارپائی پر رکھا گیا پھر آپ کی قبر کے کنارے پر رکھا گیا پھر لوگ جماعت در جماعت آپ کے پاس آنے لگے اور آپ کا جنازہ پڑھنے میں ان کا کوئی امام نہ تھا' واقدی بیان کرتا ہے کہ موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا کہ مجھے اپنے باپ کی ایک تحریر ملی جس میں یہ لکھا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا اور آپ اپنی چارپائی پر پڑھے تھے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے اور ان کے ساتھ انصار و مہاجرین کے اتنے آدمی تھے جو گھر میں سما سکتے تھے ان دونوں حضرات نے کہا' السلام علیک ایھا النبی و رحمة اللہ و برکاته اور انصار مہاجرین نے بھی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرح سلام کہا پھر انہوں نے صفیں باندھ لیں اور ان کا کوئی امام نہ تھا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جو پہلی صف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے تھے کہا اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کلام ان پر نازل ہوا تھا انہوں نے پہنچا دیا ہے اور اپنی امت کی خیر خواہی کی ہے اور راہِ خدا میں جہاد کیا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کیا ہے اور اس کی بات پوری ہوئی ہے اور میں اس کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایمان لاتا ہوں اے ہمارے معبود ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جو اس قول کی پیروی کرنے والے ہیں جو اس پر اترا ہے اور ہمیں یکجا کر دے تا کہ وہ ہمیں پہچان لیں اور ہم ان کے ذریعے پہچان لیں' بلاشبہ وہ مومنین کے ساتھ رؤف و رحیم ہے ہم آپ پر ایمان لانے کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتے اور نہ اس کے ذریعے ہم کبھی کوئی قیمت وصول کریں گے اور لوگ آمین آمین کہتے جاتے تھے اور باہر نکلتے جاتے تھے اور دوسرے داخل ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ مردوں نے نماز جنازہ پڑھ لی پھر عورتوں اور بچوں نے پڑھی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ انہوں نے سوموار کے دن کے زوال سے لے کر منگل کے دن کے زوال تک آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور بعض کا قول ہے کہ وہ تین دن آپ کی نماز جنازہ پڑھتے رہے جیسا کہ اس کی تفصیل عنقریب بیان ہو گی۔ واللہ اعلم

اور یہ بات کہ انہوں نے فرداً فرداً آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کا کوئی امام نہ تھا ایک متفقہ بات ہے جس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا' لیکن اس کی تعلیل میں اختلاف کیا گیا ہے' پس اگر وہ حدیث' صحیح ہو جسے ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے تو وہ اس بارے میں نص ہو گی اور اس فرمانبرداری کے باب سے ہو گی جس کا مفہوم سمجھنا مشکل ہوتا ہے اور کسی کو یہ

Marfat.com

حق حاصل نہیں کہ وہ کہے کہ ان کا کوئی امام نہ تھا اس لیے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تکمیل کے بعد حضور علیہ السلام کی تجہیز کی تیاری کی اور بعض علماء کا قول ہے کہ کسی آدمی نے ان کی امامت اس لیے نہیں کی تا کہ ہر شخص خود اپنی طرف سے وہ صلوٰۃ پڑھے جو اس کی طرف سے آپ پر پڑھی جاتی ہے اور مسلمانوں کی جانب سے بار بار فرداً فرداً آپ کی نماز جنازہ پڑھی جائے یعنی مردوں' عورتوں' بچوں حتیٰ کہ غلاموں اور لونڈیوں کی طرف سے گویا صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک ایک فرد کی طرف سے نماز جنازہ پڑھی جائے۔

اور سہیلی کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ خود اور اس کے فرشتے آپ پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں اور اس نے ہر مومن کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ پر وہ صلوٰۃ پڑھے جو اس کی طرف سے آپ پر پڑھی جاتی ہے اور موت کے بعد آپ پر صلوٰۃ پڑھنا اسی قبیل سے ہے اسی طرح وہ بیان کرتے ہیں کہ اس بارے میں فرشتے ہمارے امام ہیں۔ واللہ اعلم

اور امام شافعی کے اصحاب میں سے متاخرین نے آپ کی قبر پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے سوا دوسرے لوگوں کی صلوٰۃ کی مشروعیت کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اپنی قبر میں تروتازہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے اجسام کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے اس لیے صلوٰۃ پڑھنا درست ہے اور جیسا کہ سنن وغیرہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ کی حالت آج کے مردہ کی طرح ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں کیا جائے گا کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد جو سلف ہیں انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اگر یہ مشروع ہوتا تو وہ اس کی طرف سبقت کرتے اور اس پر مداومت کرتے۔ واللہ اعلم

آپؐ کے دفن کا بیان' اور آپ کہاں دفن ہوئے؟:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ عبدالعزیز بن جریج نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو معلوم نہ تھا کہ وہ آپ کو کہاں دفن کریں یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوجاتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے' پس انہوں نے آپ کے بستر کو ہٹا دیا' اور آپ کے بستر کے نیچے قبر کھودی' اس حدیث میں عبدالعزیز بن جریج اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع پایا جاتا ہے کیونکہ عبدالعزیز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے نہیں ملا' لیکن حافظ ابویعلیٰ نے اسے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ الہروی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر نے' ابن ابی ملیکہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بارے میں اختلاف کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ نبی کو اس کی محبوب ترین جگہ میں موت دی جاتی ہے۔ نیز فرمایا آپ کو وہیں دفن کرو جہاں آپ کی وفات ہوئی ہے۔ اور اسی طرح ترمذی نے اسے عن ابی کریب عن ابی معاویہ عن عبدالرحمن بن ابی بکر الملیکی عن ابی ملیکہ عن عائشہؓ روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو صحابہ نے آپ کے دفن کرنے کے بارے میں اختلاف کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنی ہے

Marfat.com

جسے میں بھول گیا ہوں' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اس جگہ موت دیتا ہے جس جگہ وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے آپ کو آپ کے بستر کی جگہ پر دفن کر دو' پھر ترمذی نے ملیکی کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث اس طریق کے علاوہ بھی روایت کی گئی ہے۔

اسے حضرت ابن عباس نے' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے بحوالہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے' اور اموی نے اپنے باپ سے ابن اسحاق سے' جس کو ایک آدمی نے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ ابوبکر بن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ محمد بن سہیل تمیمی نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام بن عبدالملک طیالسی نے عن حماد بن سلمہ عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ مدینہ میں دو گورکن تھے' جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم آپ کو کہاں دفن کریں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا جس جگہ آپ کی وفات ہوئی ہے اس جگہ آپ دفن کیا جائے' اور ان دو میں سے ایک لحد بناتا تھا اور دوسرا شق کرتا تھا' پس لحد بنانے والا آیا اور اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی' اور مالک بن انس نے اسے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ منقطع روایت کیا ہے۔ اور ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن مہران نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے بحوالہ محمد بن اسحاق ہم سے بیان کیا کہ حسین بن عبداللہ نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ جب صحابہؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر کھودنا چاہی' اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی طرز پر قبر کھودتے تھے' اور حضرت ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کی قبریں کھودتے تھے اور لحد بناتے تھے' پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بلایا' اور ایک کو کہا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ' اور دوسرے کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کو کہا' اے اللہ! اسے اپنے رسولؐ کے لیے انتخاب فرما' راوی بیان کرتا ہے کہ جو شخص حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تھا وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور انہیں لے آیا' تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی' اور جب وہ منگل کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ضروری سامان سے فارغ ہوئے اور آپ اپنے گھر میں چارپائی پر پڑے تھے اور مسلمانوں نے آپ کے دفن کے بارے میں اختلاف کیا' ایک آدمی نے کہا ہم آپ کو مسجد میں دفن کریں گے' دوسرے نے کہا ہم آپ کو آپ کے اصحاب کے ساتھ دفن کریں گے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ۔ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بستر اٹھا دیا گیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی' اور انہوں نے اس کے نیچے آپ کے لیے قبر کھودی' پھر لوگوں نے آکر گروہ در گروہ آپ پر نماز جنازہ پڑھی اور جب وہ فارغ ہو گئے تو عورتوں نے آکر پڑھی اور جب عورتیں فارغ ہو گئیں تو بچوں نے آکر پڑھی' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے وقت کسی نے لوگوں کی امامت نہ کی' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدھ کی رات کو نصف شب کے وقت دفن کر دیا گیا۔ اور اسی طرح ابن ماجہ نے اسے عن نصر بن علی الجہضمی عن وہب بن جریر عن ابیہ عن محمد بن اسحاق روایت کیا ہے اور اس کی مانند اس کے اسناد کو بھی بیان کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب' حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ عنہما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آپ کی قبر میں اترے اور اوس بن خولی' ابویعلیٰ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا' میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ ہمارا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ حصہ ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' اتریئے اور آپ کے غلام شقران

Marfat.com

وہ چادر پکڑے ہوئے تھے جسے رسول اللہ ﷺ زیب تن کیا کرتے تھے پس اس نے اس چادر کو قبر میں دفن کر دیا' اور کہا خدا کی قسم آپ کے بعد اسے کوئی زیب تن نہیں کرے گا' پس اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ اور احمد نے اسے مختصراً عن حسین بن محمد عن جریر بن حازم عن ابن اسحاق روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے یونس بن بکیر وغیرہ نے بحوالہ اسحاق روایت کیا ہے۔ اور واقدی نے عن ابی حبیبہ عن داؤد بن الحصین عن عکرمہ عن ابن عباس عن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ روایت کی ہے کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو موت دیتا ہے' وہ وہیں پر دفن ہوتا ہے۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبد الجبار یونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق عن محمد بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن الحصین اور محمد بن جعفر بن الزبیر روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے دفن کرنے کے بارے میں اختلاف کیا اور کہنے لگے کہ ہم آپ کو لوگوں کے ساتھ یا آپ کے گھر میں کیسے دفن کریں؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو موت دیتا ہے وہ وہیں پر دفن ہوتا ہے۔ پس آپ کو آپ کے بستر کی جگہ دفن کیا گیا اور آپ کا بستر اٹھا کر اس کے نیچے قبر کھودی گئی۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ عبد الحمید بن جعفر نے عن عثمان بن محمد اخنشی عن عبد الرحمٰن بن سعید بن یربوع ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ فوت ہوئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کی قبر کی جگہ کے متعلق اختلاف کیا' ایک آدمی نے کہا آپ کو ''البقیع'' میں دفن کیا جائے اور وہ ان کے لیے بکثرت استغفار کرتا تھا' دوسرے آدمی نے کہا آپ کو آپ کے منبر کے پاس دفن کیا جائے' تیسرے نے کہا آپ کو آپ کے مصلیٰ کی جگہ دفن کیا جائے' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا کہ اس بارے میں میرے پاس علم وخبر ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ بات یحییٰ بن سعید کی حدیث میں ہے جو قاسم بن محمد سے مروی ہے' اور ابن جریج کی حدیث میں بھی ہے جو ان کے باپ سے مروی ہے اور ان دونوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ مرسل روایت کی ہے۔ اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبد الجبار عن یونس بن بکیر عن سلمہ بن نبیط بن شریط عن ابیہ عن سالم بن عبید جو اصحاب صفہ میں سے تھے۔ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے پھر باہر چلے گئے' آپؓ سے پوچھا گیا' رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں؟ آپ نے جواب دیا' ہاں! تو انہیں معلوم ہو گیا کہ جیسا آپ نے کہا ہے ویسے ہی ہوا ہے۔ اور آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم آپ کا جنازہ پڑھیں اور ہم آپ پر کیسے نماز جنازہ پڑھیں؟ آپ نے فرمایا تم گروہ در گروہ آ کر نماز جنازہ پڑھو گے تو انہیں معلوم ہو گیا کہ جیسے آپ نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا' انہوں نے کہا' کیا آپ دفن ہوں گے اور کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا' جہاں اللہ نے آپ کی روح قبض کی ہے۔ بلاشبہ آپ کی روح پاکیزہ مقام پر قبض کی گئی ہے' تو انہیں معلوم ہو گیا کہ جیسے آپ نے کہا ہے ویسے ہو گا۔

اور بیہقی نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے یحییٰ بن سعید انصاری سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب روایت کی ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کے سامنے ایک رؤیا پیش کی اور آپ سب لوگوں سے بڑھ کر تعبیر جانتے تھے

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رؤیا میں دیکھا کہ تین چاند میری گود میں گرے ہیں، آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اگر تو اپنی رؤیا میں سچی ہے تو تیرے گھر میں روئے زمین کے باشندوں میں سے تین بہترین آدمی دفن ہوں گے، پس جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو آپ نے فرمایا اے عائشہؓ! یہ تیرے چاندوں میں سے بہترین چاند ہے۔ اور مالک نے اسے یحییٰ بن سعید سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منقطع روایت کیا ہے اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری گھر میں میری باری کے دن اور میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان وفات پائی اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کی آخری گھڑی اور آخرت کی پہلی گھڑی میں میرا اور آپ کا لعاب دہن اکٹھا کر دیا، اور صحیح بخاری میں ابوعوانہ کی حدیث سے عن ہلال الوراق عن عروہ عن عائشہؓ روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرض الموت میں فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر کو نمایاں کیا جاتا مگر آپ اس کے سجدہ گاہ بنانے سے ڈر گئے، اور ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ محمود بن غیلان نے ہم سے بیان کیا کہ ہاشم بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ مبارک بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا حمید الطویل نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو مدینہ کا ایک آدمی، لحد بناتا تھا اور دوسرا قبر کھودتا تھا، صحابہؓ نے کہا ہم اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتے ہیں اور ان دونوں کی طرف آدمی بھیجتے ہیں پس جو شخص ان دونوں میں سے پیچھے رہ گیا ہم اسے چھوڑ دیں گے پس انہوں نے ان دونوں کی طرف آدمی بھیجے تو لحد والا پہلے آ گیا، تو انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے لیے لحد بنائی۔ ابن ماجہ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور امام احمد نے اسے ابوالنضر ہاشم بن القاسم سے بھی روایت کیا ہے اور اسی طرح ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن شبہ نے عبیدہ بن یزید ہم سے بیان کیا کہ عبید بن طفیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی ملیکہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ملیکہ نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ آپ فرماتی ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو صحابہؓ نے لحد اور شق کے بارے میں اختلاف کیا یہاں تک کہ انہوں نے اس بارے میں باتیں کی اور ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں شور و غل نہ کرو۔ یا اس قسم کی کوئی اور بات کی۔ تو انہوں نے شق اور لحد بنانے والے کی طرف آدمی بھیجے تو لحد بنانے والا آ گیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد بنائی پھر آپ کو دفن کر دیا گیا، ابن ماجہ اس کی روایت میں متفرد ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ العمری نے عن نافع عن ابن عمر اور عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن القاسم عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد بنائی گئی۔ ان دونوں طریقوں سے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن شعبہ اور ابن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحمزہ نے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں سرخ چادر رکھی گئی۔ اور مسلم، ترمذی اور نسائی نے اسے کئی طرق سے شعبہ سے روایت کیا ہے اور وکیع نے بھی اسے شعبہ سے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے کئی طرق سے شعبہ سے روایت کیا ہے اور وکیع نے بھی اسے شعبہ سے روایت کیا ہے اور وکیع بیان کرتے ہیں کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے خاص ہے۔ اسے

Marfat.com

ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ اور ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہمیں خبر دی کہ اشعث بن عبدالملک الحمرانی نے بحوالہ حسن ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جو چادر زیب تن فرمایا کرتے تھے اسے آپ کے نیچے بچھایا گیا۔ راوی بیان کرتا ہے وہ چادر ندیہ کے علاقے کی تھی' اور ہشیم بن منصور بحوالہ حسن بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں وہ سرخ چادر رکھی گئی جو آپ کو جنگ حنین میں ملی تھی' حسن بیان کرتے ہیں اسے اس لیے رکھا گیا کہ مدینہ کی زمین شور ہے۔ اور محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حماد بن خالد خیاط بحوالہ عقبہ بن ابی الصہباء ہم سے بیان کیا کہ میں نے حسن کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میری لحد میں میرے لیے چادر بچھانا بلاشبہ انبیاء کے اجسام پر زمین غالب نہیں آتی۔ اور بیہقی نے مسدد کی حدیث سے روایت کی ہے کہ عبدالواحد نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے زہری سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور میں مردہ والی آلائش دیکھنے لگا تو میں نے کچھ نہ پایا' اور آپ زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں پاکیزہ تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کو دفن کرنے اور لوگوں سے آپ کو پوشیدہ کرنے کا کام چار آدمیوں' حضرت علی' حضرت عباس' حضرت فضل رضی اللہ عنہم اور حضرت نبی کریم ﷺ کے غلام صالح رضی اللہ عنہ نے سنبھالا اور آپ کے لیے لحد بنائی گئی اور اس پر اینٹیں نصب کی گئیں' اور بیہقی نے ایک آدمی سے بیان کیا ہے کہ اس نے آپ کی لحد پر نو اینٹیں نصب کیں۔ اور واقدی نے ابن ابی سبرہ سے عن عبداللہ بن معبد عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کے آفتاب ڈھلنے سے لے کر منگل کے آفتاب ڈھلنے پر چارپائی پر پڑے رہے اور لوگ آپ کی نماز جنازہ پڑھتے رہے اور آپ کی چارپائی آپ کے قبر کے کنارے پڑی رہی پس جب انہوں نے آپ کو دفن کرنا چاہا تو آپ کے پاؤں کی جانب سے چارپائی کی طرف آئے اور وہاں سے آپ کو قبر میں داخل کیا گیا' اور آپ کی قبر میں حضرت علی' حضرت عباس' حضرت قثم' حضرت فضل اور حضرت شقران رضی اللہ عنہم داخل ہوئے۔ اور بیہقی نے اسماعیل السدی کی حدیث سے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ۔ حضرت عباس' حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی قبر میں داخل ہوئے اور آپ کی لحد کو انصار کے ایک آدمی نے برابر کیا' اور اسی شخص نے بدر کے روز شہداء کی قبور کی لحدوں کو برابر کیا تھا۔ ابن عساکر بیان کرتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ احد کے روز برابر کیا تھا۔ اور ابن اسحاق نے عن حسین بن عبداللہ عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما جو روایت کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں اترنے والے حضرت علی' حضرت فضل' حضرت قثم اور حضرت شقران رضی اللہ عنہم تھے اور پانچویں اوس بن خولی رضی اللہ عنہ تھے' اور انہوں نے اس چادر کا واقعہ بھی بیان کیا ہے جسے شقرانؓ نے قبر میں رکھا تھا۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو طاہر محمد آبادی نے ہمیں بتایا کہ ابو قلابہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ ابو مرحب نے مجھ سے بیان کیا کہ گویا میں ان چاروں کو حضرت نبی کریم ﷺ کی قبر میں دیکھ رہا ہوں' ان میں سے ایک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے عن محمد بن الصباح عن سفیان عن اسماعیل بن ابی خالد روایت کیا ہے' پھر احمد بن یونس نے اسے عن زہیر عن اسماعیل عن شعبی روایت کیا ہے کہ مرحب یا ابو مرحب نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کر لیا۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ آدمی، اپنے اہل کے قریب ہوتا ہے اور یہ حدیث بہت غریب ہے اور اس کا اسناد جید اور قوی ہے اور ہم اسے صرف اس طریق سے جانتے ہیں' اور ابو عمر بن عبدالبر نے اپنی کتاب الاستیعاب میں بیان کیا ہے کہ ابو مرحب کا نام سوید بن قیس ہے۔ اور اس نے ایک دوسرے مرحب کا بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ میں ان حالات سے واقف نہیں اور ابن اثیر اسد الغابہ فی اسماء الصحابہ میں بیان کرتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس حدیث کا راوی ان دونوں میں سے ایک ہو' یا وہ ان دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا ہو۔

آپ ﷺ سے آخری ملاقات کرنے والا آدمی:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ ابن اسحاق ہم سے بیان کیا کہ ابو اسحاق بن یسار نے عبداللہ بن الحارث کے غلام مقسم ابو القاسم سے بحوالہ اس کے آقا عبداللہ بن الحارث مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرہ کیا' تو آپ اپنی ہمشیرہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے اور جب اپنے عمرہ سے فارغ ہوئے تو واپس آئے اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے غسل کا پانی ڈالا۔ تو آپ نے غسل کیا اور جب غسل سے فارغ ہوئے تو اہل عراق کا ایک گروہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا' اے ابو الحسن ہم آپ سے ایک بات پوچھنے آئے ہیں' جس کے متعلق ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اس کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے فرمایا میرا خیال ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تم سے بات کریں گے' کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تازہ تازہ ملاقات کی ہے' انہوں نے کہا بہت اچھا' انہوں نے کہا ہم اس بارے میں ہی آپ سے پوچھنے آئے ہیں' آپ نے فرمایا کہ حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے سب سے تازہ ملاقات کرنے والے ہیں۔ اس طریق سے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور یونس بن بکیر نے اسے ہو بہو محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے مگر اس سے قبل اس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے اپنی انگوٹھی لے کر' رسول اللہ ﷺ کی قبر میں پھینک دی اور جب لوگ باہر نکل گئے تو میں نے کہا کہ میری انگوٹھی قبر میں گر گئی ہے حالانکہ میں نے اسے جان بوجھ کر پھینکا تھا تا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو مس کروں اور میں آپ سے آخری ملاقات کرنے والا ٹھہروں۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میرے والد اسحاق بن یسار نے مقسم سے بحوالہ اس کے آقا عبداللہ بن الحارث مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرہ کیا اور جو کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے اس کا ذکر کیا اور یہ جو کچھ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا ہے اس کا یہ تقاضا نہیں کہ اس نے جو امید کی تھی وہ پوری ہوگئی' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قبر میں اترنے ہی نہیں دیا' بلکہ کسی دوسرے آدمی کو حکم دیا اور اس نے اسے انگوٹھی پکڑا دی۔ اور پہلے بیان کی بنا پر اس شخص کو آپ نے انگوٹھی پکڑانے کا حکم دیا اس نے اسے انگوٹھی پکڑا دی' اور پہلے بیان کی بنا پر جس شخص نے آپ کو انگوٹھی پکڑانے کا دیا وہ حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما ہوسکتے ہیں۔

اور واقدی بیان کرتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے باپ سے بحوالہ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی رسول اللہ ﷺ کی قبر میں پھینک دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے اسے اس لیے

Marfat.com

پھینکا ہے کہ تو کہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قبر میں اترا تھا' پس آپ نے اتر کر اسے انگوٹھی دے دی یا کسی آدمی کو حکم دیا تو اس نے اسے انگوٹھی دے دی۔ اور احمد بیان کرتے ہیں کہ بہز اور ابو کامل نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ابو عمران الجونی سے بحوالہ ابو عسیب یا ابی غنم ہم سے بیان کیا کہ بہز نے بیان کیا کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے جنازہ میں شامل ہوئے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم کیسے نماز جنازہ پڑھیں؟ آپ نے فرمایا گروہ در گروہ' داخل ہو جاؤ اور وہ اس دروازہ سے داخل ہو کر آپ کا جنازہ پڑھتے پھر دوسرے دروازے سے باہر آ جاتے۔ راوی بیان کرتا ہے جب آپ کو لحد میں رکھا گیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے پاؤں میں کوئی چیز باقی رہ گئی ہے جسے تم نے درست نہیں کیا' انہوں نے کہا تم داخل ہو کر اسے درست کر دو۔ پس وہ داخل ہو گئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ کو داخل کر کے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو چھوا اور کہا کہ مجھ پر مٹی ڈالو' تو انہوں نے آپ پر مٹی ڈالی یہاں تک کہ وہ آپ کی پنڈلیوں کے نصف تک پہنچ گئی' پھر آپ باہر نکل آئے۔ اور آپ کہا کرتے تھے کہ میں نے تمہاری نسبت رسول اللہ ﷺ سے تازہ ملاقات کرنے والا ہوں۔

آپ کب دفن ہوئے؟:

یونس ابن اسحاق سے بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت محمد نے جو عبداللہ بن ابی بکر کی بیوی ہیں' مجھ سے بیان کیا' اور آپ مجھے اس کے پاس لے گئے یہاں تک کہ میں نے اس سے عمرہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے سنا وہ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے دفن کا علم اس وقت ہوا جب ہم نے بدھ کی نصف شب کو پیمائش کرنے والوں کی آواز سنی۔ واقدی بیان کرتا ہے کہ ابن ابی سبرہ نے عن حلیس بن ہشام عن عبداللہ بن وہب عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ ہم اکٹھے ہو کر رو رہے تھے اور ہم سوئے بھی نہ تھے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھروں میں پڑے تھے اور ہم آپ کو چارپائی پر دیکھ کر تسلی حاصل کر رہے تھے کہ اچانک ہم نے سحر کے وقت واپس آنے والوں کی آواز سنی' پس ہم اور اہل مسجد چلا اٹھے اور مدینہ ایک ہی آواز سے لرز گیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی' اور جب آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کا نام لیا تو رو پڑے اور لمبے سانس لینے لگے' اور آپ نے ہمارے غم میں اضافہ کر دیا اور لوگ آپ کی قبر میں داخل ہونے کے لیے الجھنے لگے' جسے بند کر دیا گیا' ہائے اس مصیبت کے کیا کہنے۔ جس کے بعد جو مصیبت بھی ہمیں پہنچی وہ آپ کی مصیبت کے ذکر کرنے سے ہیچ ہو جاتی تھی۔

اور امام احمد نے محمد بن اسحاق کی حدیث سے عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے دن وفات پائی اور بدھ کی شب کو دفن ہوئے اور اس سے قبل اس قسم کی کئی احادیث بیان ہو چکی ہیں اسی حدیث کو سلف وخلف کے کئی ائمہ نے بیان کیا ہے' جن میں سلیمان بن طرخان تیمی' جعفر بن محمد الصادق' ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہم شامل ہیں' اور یعقوب بن سفیان نے عن عبدالحمید عن بکار عن محمد بن شعیب عن الاوزاعی روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز نصف النہار سے قبل وفات پائی' اور منگل کے دن دفن ہوئے۔ اور اسی طرح امام نے عبدالرزاق سے بحوالہ ابن جریج روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے دن چاشت کے وقت وفات پائی اور دوسرے دن چاشت کو دفن ہوئے' اور یعقوب بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا

Marfat.com

سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن جعفر بن محمد عن ابیہ اور عن ابن جریج' عن ابی جعفر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی اور اس روز اور اس رات اور منگل کے روز' دن کے آخر تک آپ پڑے رہے اور یہ قول غریب ہے اور جمہور سے وہی بات مشہور ہے جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آپ نے سوموار کے روز وفات پائی اور بدھ کی شب کو دفن ہوئے۔

اور اس بارے میں غریب اقوال میں سے یہ قول بھی ہے جسے یعقوب بن سفیان نے عن عبدالحمید بن بکار عن محمد بن شعیب عن ابی النعمان عن مکحول روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کے روز پیدا ہوئے اور سوموار کے روز آپ پر وحی آئی اور سوموار کے روز آپؐ نے ہجرت کی اور سوموار کے روز آپؐ نے ساڑھے باسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ دفن ہوئے بغیر تین دن پڑے رہے' لوگ گروہ در گروہ آپ کے پاس آ کر نماز پڑھتے اور صف نہ بناتے اور کوئی شخص ان کی امامت نہ کرتا' راوی کا یہ قول کہ ''آپ دفن ہوئے بغیر تین دن پڑے رہے'' غریب قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپؐ سوموار کا بقیہ دن اور منگل کا پورا دن پڑے رہے اور بدھ کی شب کو دفن ہوئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم

اور اس کے خلاف وہ روایت ہے جسے سیف نے ہشام سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے دن وفات پائی اور سوموار کے دن آپ کو غسل دیا گیا اور منگل کی شب کو آپ دفن کیے گئے' سیف بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس قول کو پورا بیان کیا ہے اور یہ بہت غریب ہے اور واقدی بیان کرتا ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے عن ابن ابی عون عن ابی عتیق عن جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر پر پانی چھڑکا گیا جسے حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ نے ایک مشکیزے سے چھڑکا آپ نے آپؐ کے سر کے دائیں پہلو سے آغاز کیا یہاں تک کہ آپ کے پاؤں تک پہنچ گئے پھر آپ نے پانی کو دیوار پر سے پھینکا مگر وہ دیوار سے گذر نہ سکا اور سعید بن منصور عن الدراوردی عن یزید[1] بن عبداللہ بن ابی یمن عن ام سلمہ روایت کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی اور منگل کے روز دفن ہوئے۔

اور ابن خزیمہ بیان کرتے ہیں کہ مسلم بن حماد نے اپنے باپ سے عن عبداللہ بن عمر عن ریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی اور منگل کے روز دفن ہوئے' واقدی بیان کرتا ہے کہ ابی ابن عیاش بن سہل بن سعید نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی اور منگل کی شب کو دفن ہوئے اور ابوبکر بن ابی الدنیا بحوالہ محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۱۲' ربیع الاوّل کو سوموار کے روز وفات پائی اور منگل کے روز دفن ہوئے اور عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ حسن بن اسرائیل ابو محمد النہرتبوی نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے بحوالہ اسمٰعیل بن ابی خالد ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کے روز وفات پائی اور منگل کے روز دفن ہوئے اور یہی بات حضرت سعد بن المسیبؒ' ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور ابو جعفر الباقر بیان کرتے ہیں۔

---

[1] التیموریہ میں یزید بن عبداللہ کی بجائے شریک بن عبداللہ ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ کی قبر کا بیان

تواتر سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا گیا جو آپ کی مسجد کے مشرق میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے مخصوص تھا اور جو حجرہ کے سامنے کے مغربی کونے میں ہے پھر بعد ازاں اس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی دفن کیا گیا۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے بحوالہ سفیان الشمار ہم سے بیان کیا کہ اس نے اسے بتایا کہ اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کی قبر کو کوہان نما دیکھا ہے' بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی فدیک نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عثمان بن ہانی نے بحوالہ قاسم مجھے بتایا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر آپ سے کہا اے میری ماں! میرے لیے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صاحبین کی قبور کو ظاہر کریں تو آپ نے میرے لیے تین قبور کو ظاہر کیا جو نہ اونچی تھیں اور نہ زمین کے ساتھ لگی ہوئی تھیں' اور سرخ صحن کے نشیب میں بچھی ہوئی تھیں جن کی شکل یہ تھی:

حضرت نبی کریم ﷺ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ابوداؤد اس کی روایت میں میں متفرد ہیں' اور حاکم اور بیہقی نے اسے ابن ابی فدیک کی حدیث سے عمرو بن عثمان سے بحوالہ قاسم روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو مقدم دیکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر' حضرت نبی کریم ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاؤں کے پاس ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت بتاتی ہے کہ ان کی قبور ہموار ہیں کیونکہ سنگریزے ہموار جگہ پر ہی ٹک سکتے ہیں۔ اور بیہقی کی یہ عجیب بات ہے کیونکہ روایت میں کلیتہً سنگریزوں کا ذکر نہیں پایا جاتا' اس لحاظ سے ممکن ہے کہ آپ کی قبر کوہان نما ہو اور اس میں مٹی سے سنگریزے گڑے ہوئے ہوں۔ اور واقدی نے عن الدراوردی عن جعفر بن محمد عن ابیہ روایت کی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی قبر ہموار بنائی گئی ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ فروہ بن ابی المغراء نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے

Marfat.com

عن ہشام عن عروہ عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ جب ولید بن عبدالملک کے زمانے میں ان پر دیوار گر پڑی تو انہوں نے اس کی تعمیر شروع کر دی تو ان کو قدم نظر آئے تو وہ ڈر گئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ حضرت نبی کریم ﷺ کے قدم ہیں اور انہوں نے کوئی ایسا آدمی نہ پایا جو اس بات کو جانتا ہو یہاں تک کہ عروہ نے انہیں کہا کہ خدا کی قسم یہ حضرت نبی کریم ﷺ کے قدم نہیں' یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدم ہیں' اور ہشام نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی کہ مجھے ان کے ساتھ دفن نہ کرنا' مجھے البقیع میں میری ساتھی عورتوں کے ساتھ دفن کرنا' میں اس لائق کبھی نہ ہوں گی۔

میں کہتا ہوں ولید بن عبدالملک نے جب ۸۳ھ میں امارت سنبھالی تو اس نے جامع دمشق کی تعمیر شروع کر دی' اور مدینہ میں اپنے عمزاد حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو جو اس کے نائب تھے لکھا کہ وہ مسجد مدینہ کی توسیع کریں' پس آپ نے اسے مشرق کی جانب تک وسیع کر دیا اور حجرہ نبوی اس میں شامل ہو گیا۔

اور حافظ ابن عساکر نے اپنی سند سے فراقصہ کے غلام زاذان سے روایت کی ہے' اسی نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں جبکہ آپ مدینہ کے امیر تھے' مسجد نبوی کو تعمیر کیا تھا' اور ابن عساکر نے سالم بن عبداللہ سے وہی بات بیان کی ہے جس کا ذکر بخاری نے کیا ہے اور قبور کی کیفیت ابوداؤد کی طرح بیان کی ہے۔

آپ کی وفات سے مسلمانوں کو جو مصیبت پہنچی:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت بن انس نے ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری بڑھ گئی اور آپ کو تکلیف ہونے لگی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' ہائے میرے باپ کی تکلیف' آپؐ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ آج کے بعد تیرے باپ کو کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ اور جب آپؐ فوت ہو گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' ہائے ابا! جس کی دعا کا رب نے جواب دیا ہے' ہائے ابا جنت الفردوس جس کا ٹھکانا ہے' ہائے ابا جس کی موت کی خبر ہم جبریل کو دیں گے۔ اور جب آپ کو دفن کر دیا گیا' تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے انسؓ! کیا تمہارے دلوں نے اس بات کو گوارا کر لیا کہ تم رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالو؟ امام بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہؓ نے کہا اے انس رضی اللہ عنہ کیا تمہارے دلوں نے اس بات کو گوارا کر لیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو مٹی میں دفن کر دو اور واپس چلے آؤ۔ اسی طرح ابن ماجہ نے اسے حماد بن زید کی حدیث سے مختصراً روایت کیا ہے اور حماد نے اس موقع پر بیان کیا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو رو پڑتے حتیٰ کہ ان کی پسلیاں ہلنے لگ جاتیں' اور اس بات کو نوحہ شمار نہیں کیا جا سکتا' بلکہ یہ آپ کے حقیقی فضائل کے بیان کے باب میں سے ہے' ہم نے یہ بات صرف اس لیے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور امام احمد اور نسائی نے شعبہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ میں نے قتادہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے مطرف کو حکیم بن قیس بن عاصم کو اپنے باپ کی جانب سے وہ وصیت بیان کرتے سنا جو اس نے اپنے بیٹوں کو کی' اس نے کہا مجھ

Marfat.com

پر نوحہ نہ کرنا' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ پر بھی نوحہ نہیں کیا گیا' اور اسماعیل بن اسحاق قاضی نے اسے النوادر میں عمرو بن میمون سے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے' پھر اس نے اسے عن علی بن المدائنی عن المغیرہ بن سلمہ عن الصعق بن حزن عن القاسم عن بن مطیب عن الحسن البصری عن قیس بن عاصم روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر نوحہ نہ کرنا' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا اور میں نے آپ کو نوحہ سے منع کرتے سنا ہے۔ پھر اس نے اسے علی بن محمد بن الفضل عن الصعق عن القاسم عن یونس بن عبید عن الحسن عن عاصم روایت کیا ہے۔

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ عقبہ بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمرو نے ابی سلمہ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں ہوا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت نے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا کہ جس روز رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ پر ہر چیز روشن ہو گئی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی' مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے ہاتھ نہیں جھاڑے حتیٰ کہ ہمارے دل ہم سے بیگانے ہو گئے۔ اور اسی طرح ترمذی اور ابن ماجہ نے بشر بن ہلال الصواف سے بحوالہ جعفر بن سلیمان الضبعی روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح غریب[1] کہا ہے۔

میں کہتا ہوں' اس کا اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق ہے اور یہ جعفر بن سلیمان کی حدیث کے مقابلہ میں محفوظ ہے' اور ایک جماعت نے اس کو روایت کیا ہے' اور اسی طرح لوگوں نے اسے اس سے روایت کیا ہے۔ اور الکریمی محمد بن یونس رحمہ اللہ نے اسے اپنی روایت میں غریب قرار دیا ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ ابوالولید ہشام بن عبدالملک طیالسی نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان الضبعی نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو مدینہ تاریک ہو گیا' یہاں تک کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے اور ہمارا کوئی آدمی اپنے ہاتھ کو پھیلاتا تو اسے دیکھ نہ سکتا۔ اور جونہی ہم آپؐ کے دفن سے فارغ ہوئے ہمارے دل ہم سے بیگانہ ہو گئے' بیہقی نے اسے اسی طرح اپنے طریق سے روایت کیا ہے' اور اس نے اسے دیگر حفاظ کے طریق سے بھی ابوالولید طیالسی سے روایت کیا ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں' اور یہ محفوظ ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر نے ابوحفص بن شاہین کے طریق سے روایت کی ہے کہ حسین بن احمد بن بسطام نے ابلہ میں ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یزید الرواسی نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن علقمہ نے' عن داؤد بن ابی ہند عن ابی نضرہ عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی' اور ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب بن عطاء العجلی نے عن ابن عون عن الحسن عن ابی بن کعب ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہمارا چہرہ ایک ہی تھا اور جب آپ کی وفات ہوئی تو ہم نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ اور اسی طرح وہ بیان کرتے

---

[1] التیموریہ میں حسن غریب بیان کیا ہے۔

Marfat.com

ہیں کہ ابراہیم بن منذر حزامی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے ماموں محمد بن ابراہیم بن المطلب بن السائب بن ابی وداعہ سہمی نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عبداللہ ابی امیہ مخزومی نے مجھ سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو نمازی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا تو کسی کی نگاہ اس کے قدموں کی جگہ سے تجاوز نہ کرتی رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا تو لوگ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو کسی کی نگاہ اس کی پیشانی کے مقام سے تجاوز نہ کرتی اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا تو لوگ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو کسی کی نگاہ قبلہ کی جگہ سے تجاوز نہ کرتی' اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا اور فتنہ پیدا ہو گیا تو لوگ دائیں بائیں متوجہ ہو گئے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا رو پڑیں۔ ان سے دریافت کیا گیا آپ کس وجہ سے حضرت نبی کریم ﷺ پر گریہ کناں ہیں تو انہوں نے جواب دیا' مجھے یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ عنقریب وفات پا جائیں گے' لیکن میں تو اس وحی پر روتی ہوں جو ہم سے اٹھالی گئی ہے۔ آپ نے اسی طرح مختصر روایت کیا ہے۔

اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن نعیم اور محمد بن النضر جارودی نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن علی خولانی نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عاصم کلابی نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا' انہوں نے آپ کو ایک مشروب پیش کیا' پس یا تو آپ روزہ دار تھے یا آپ اسے پینا نہیں چاہتے تھے۔ آپ نے اس مشروب کو واپس کر دیا' میں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہنستا ہوا آیا۔ حضرت ابوبکر نے حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا' ہمارے ساتھ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو چلیے' پس جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں نے آپ سے کہا' آپ کس سبب سے گریہ کناں ہیں' جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول کے لیے بہتر ہے' انہوں نے کہا میں اس وجہ سے نہیں روتی' کہ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے رسول کے لیے بہتر ہے' بلکہ میں اس لیے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی منقطع ہو گئی ہے' پس انہوں نے ان دونوں حضرات کو بھی رونے پر ابھار دیا۔ اور یہ دونوں بھی رونے لگے' اور مسلم نے اسے زہیر بن حرب سے بحوالہ عمرو بن عاصم منفرد روایت کیا ہے۔

اور موسیٰ بن عقبہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے واقعہ اور اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگ واپس آ گئے اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیٹھ کر روتی رہیں' آپ سے رونے کی وجہ دریافت کی گئی جبکہ اللہ نے اپنے نبی کا اکرام کیا ہے اور اپنی جنت میں اسے داخل کیا ہے اور دنیا کی تکلیف سے آپ کو سکھ دیا ہے تو آپ نے فرمایا میں تو آسمانی خبروں پر روتی ہوں جو ہر صبح و شام ہمارے پاس تر و تازہ آتی تھیں' وہ منقطع

Marfat.com

ہوگئی ہیں اور اٹھالی گئی ہیں' پس میں ان پر روتی ہوں' تو لوگ آپ کی بات سے حیران رہ گئے۔

اور مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں اور ابواسامہ سے بھی مجھے اطلاع ملی ہے اور جن لوگوں نے اسے ان سے روایت کیا ہے ان میں ابراہیم بن سعید جوہری بھی ہے' ابواسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن عبداللہ نے عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ عن النبی ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کسی جماعت پر رحمت کرنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے ان کے نبی کو وفات دے دیتا ہے اور اسے ان کے لیے فرط وسلف[1] بنا دیتا ہے جو ان کے لیے گواہی دیتا ہے۔ اور جب کسی جماعت کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو انہیں اس حال میں عذاب دیتا ہے کہ ان کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کے دیکھتے دیکھتے انہیں ہلاک کر دیتا ہے' پس جب وہ اس کی تکذیب کرتے ہیں اور اس کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں تو ان کی ہلاکت سے ان کی آنکھ کو ٹھنڈا کرتا ہے' مسلم اس کی روایت میں اسناداً و متناً منفرد ہیں۔

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالحمید بن عبدالعزیز بن ابی داؤد نے' عن سفیان عن عبداللہ بن السائب عن زاذان عن عبداللہ بن مسعود عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے چکر لگانے والے ہیں جو میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے رہتے ہیں' نیز وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے' تم بیان کرتے ہو اور وہ تمہارے لیے بیان کرتا ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے' مجھ پر تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں' پس میں جو بھلائی کی بات دیکھتا ہوں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور جو بری بات دیکھتا ہوں تو تمہارے لیے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم اس حدیث کے آخری حصے کو صرف اسی طریق سے عبداللہ سے مروی جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کا جو پہلا حصہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے چکر لگانے والے ہیں' جو مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے رہتے ہیں'' اسے نسائی نے متعدد طرق سے سفیان ثوری اور اعمش سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے اسے عبداللہ بن السائب سے اس کے باپ کے حوالہ سے روایت کیا ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین بن علی الجعفی نے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر عن ابی الاسود الصنعانی عن اوس بن اوس ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہارے ایام میں سے افضل جمعہ کا روز ہے جس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور فوت ہوئے اور اسی دن پھونک ماری جائے گی اور اسی دن بے ہوشی ہوگی' پس اس روز مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو' بلاشبہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے' فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔ اور اسی طرح اسے ابوداؤد نے ہارون بن عبداللہ اور حسن بن علی سے اور نسائی نے اسحاق بن

---

[1] فرط آگے پہنچے والے اجر کو کہتے ہیں جیسا کہ میت کی دعا میں کہتے ہیں اللھم اجعلہ لنا فرطاء اے اللہ اس کو ہمارے لیے آگے پہنچنے والا اجر بنا دے۔ مترجم

Marfat.com

منصور سے روایت کیا ہے' اور ان تینوں نے اسے حسین بن علی سے روایت کیا ہے' اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن حسین بن علی عن جابر عن ابی الاشعث عن شداد بن اوس روایت کیا ہے ہمارے شیخ ابو الحاج المزی بیان کرتے ہیں کہ یہ ابن ماجہ کا وہم ہے اور صحیح' اوس بن اوس ہے جو ثقفی ہے' میں کہتا ہوں کہ وہ ٹھیک طور پر میرے پاس ایک مشہور جید نسخہ میں ہے' جیسا کہ اسے احمد' ابوداؤد اور نسائی نے اوس بن اوس سے روایت کیا ہے پھر ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن السواد مصری نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن وہب نے' عن عمرو بن الحارث عن سعید بن ابی ہلال عن زید بن ایمن عن عبادہ بن نسی عن ابی الدرداء ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر بکثرت درود پڑھو' بے شک وہ مشہور ہے کہ اس میں ملائکہ موجود ہوتے ہیں اور اگر مجھ پر کوئی درود پڑھتا ہے تو اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے' یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جاتا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا موت کے بعد' فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر' انبیاء کے اجسام کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔ یہ ابن ماجہ کے افراد میں سے ہے اور اس موقع پر حافظ ابن عساکر آپ کی قبر شریف کی زیارت کے بارے میں مروی حدیث کے بیان کرنے کے لیے ایک باب باندھا ہے اور اس بحث کے استقصاء کا مقام کتاب الاحکام الکبیر میں ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

آپ کے تسلی دینے کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث:

ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ ولید بن عمر بن سکین نے ہم سے بیان کیا کہ ابو ہمام محمد بن زبرقان اہوازی نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عبیدہ نے ہم سے بیان کیا کہ مصعب بن محمد نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے بحوالہ حضرت عائشہؓ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ دروازہ کھولا جو آپ کے اور لوگوں کے درمیان تھا۔ یا پردہ اٹھایا کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں' پس آپ نے ان کے حسن حال کو دیکھ کر اسی امید پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ آپ نے انہیں جس حال میں دیکھا ہے اس میں وہ آپ کی نیابت کریں گے آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے کسی مومن کو مصیبت پہنچے تو وہ اپنی مصیبت میں' اس مصیبت کے مقابلہ میں جو اسے میرے بغیر پہنچے گی' مجھ سے تسلی پائے' بلاشبہ میری امت کے کسی آدمی کو' میرے بعد' میری مصیبت سے سخت مصیبت نہیں پہنچے گی' ابن ماجہ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد فقیہ نے ہمیں بتایا کہ شافع بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابو جعفر بن سلامہ طحاوی نے ہم سے بیان کیا کہ المزنی نے ہم سے بیان کیا کہ شافعی نے عن القاسم بن عبداللہ بن عمر بن حفص عن جعفر بن محمد عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ قریش کے کچھ آدمی ان کے باپ علی بن حسین کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی بات نہ بتاؤں؟ انہوں نے کہا بے شک' تو انہوں نے کہا بحوالہ ابوالقاسم ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو جبریل نے آپ کے پاس آ کر کہا اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے اعزاز و اکرام کے لیے خاص طور پر آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں اس ذات کی طرف سے جو آپ سے بہتر جانتی ہے آپ سے دریافت کروں کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں' آپ نے فرمایا اے جبریل میں اپنے آپ کو مغموم پاتا ہوں اے جبریل میں اپنے آپ کو مصیبت زدہ پاتا ہوں پھر دوسرے دن جبریلؑ نے آ کر آپ سے یہی بات کہی

Marfat.com

تو حضور ﷺ نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا پھر تیسرے دن جبریل علیہ السلام نے آ کر آپ سے وہی بات کہی جو پہلے دن کہی تھی' اور آپ نے بھی وہی جواب دے دیا اور جبریل علیہ السلام کے ساتھ اسماعیل نامی ایک فرشتہ آیا جو ایک لاکھ فرشتوں پر حکمرانی کرتا تھا اور ان میں سے ہر فرشتہ ایک لاکھ فرشتے پر حکمرانی کرتا تھا' اس نے آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور آپ کا حال دریافت کیا' پھر جبریل علیہ السلام کہنے لگے' یہ ملک الموت ہے جو آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کرتا ہے اور آپ سے قبل اس نے کسی آدمی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت طلب کرے گا' حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے اجازت دے دو' تو جبریل علیہ السلام نے اسے اجازت دے دی' تو اس نے اندر آ کر آپ کو سلام کہا' پھر کہنے لگا اے محمد ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کی اجازت دیں تو میں روح قبض کر لوں گا' اور اگر آپ مجھے اسے چھوڑ دینے کا حکم دیں تو میں اسے چھوڑ دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے مالک الموت کیا تو ایسا کرے گا؟ اس نے کہا ہاں مجھے یہی حکم دیا گیا ہے' اور مجھے آپ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل کی طرف دیکھا تو جبریل نے آپ سے کہا' اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ملک الموت سے فرمایا' آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے کر گزریئے تو اس نے آپ کی روح قبض کر لی' پس جب حضرت نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے تو تعزیت آ گئی اور انہوں نے بیت اللہ کی طرف سے آواز سنی السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ کی ذات میں ہر مصیبت کا صبر اور ہر مرنے والے کا خلف' اور ہر کھونے والے کا عوض پایا جاتا ہے' پس اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید رکھو' پس پاگل وہی ہے جو ثواب سے محروم ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ یہ خضر علیہ السلام ہیں' یہ حدیث مرسل ہے اور اس کے اسناد میں ابن القاسم العمری کی وجہ سے ضعف پایا جاتا ہے' بلاشبہ اسے کئی ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور دوسروں نے اسے کلیتہً ترک کر دیا ہے۔ اور الربیع نے اسے عن الشافعی عن القاسم عن جعفر عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے اور اس سے تعزیت کے واقعہ کو فقط موصول بیان کیا ہے اور العمری مذکور کے اسناد کے متعلق ہم آگاہ ہیں تاکہ اس سے دھوکا نہ کھایا جائے' ہاں' حافظ بیہقی نے اسے حاکم سے بحوالہ ابو جعفر بغدادی روایت کیا ہے' عبداللہ بن الحارث یا عبدالرحمٰن بن المرتعد الصنعانی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالولید مخزومی نے ہم سے بیان کیا کہ انس بن عیاض نے جعفر بن عبداللہ سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو انہوں نے آہٹ سنی اور کسی شخص کو نہ دیکھا' اس نے کہا السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اللہ کی ذات میں ہر مصیبت کا صبر اور ہر کھونے والے کا عوض اور ہر مرنے والے کا خلف پایا جاتا ہے' پس اللہ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید رکھو اور محروم وہی ہے جو ثواب سے محروم ہو' والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں اسناد اگرچہ ضعیف ہیں مگر ایک دوسرے سے مؤکد ہوتا ہے اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جعفر کی حدیث کا کوئی اصل ہے۔ واللہ اعلم

• اور حافظ ابو عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر احمد بن بالویہ نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن بشر بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ کامل بن طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن عبدالصمد نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

فوت ہو گئے تو آپ کے اصحاب آپ کو گھیر کر آپ کے اردگرد رونے لگے اور اکٹھے ہو گئے' تو ایک سفید ریش' جسیم' خوبصورت آدمی آیا اور ان کی گردنوں کو پھاندنے لگا' پھر رونے لگا' پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اللہ کی ذات میں ہر مصیبت کا صبر اور کھونے والے کا عوض اور ہر مرنے والے کا خلف پایا جاتا ہے' پس اللہ کی طرف جھکو اور اسی کی طرف رغبت کرو اور مصیبتوں میں اس کی نظر تمہاری طرف ہے' پس تم دیکھو' بلاشبہ پاگل وہ ہے جس کی اصلاح نہ ہو' پھر وہ لوٹ گیا تو لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں' یہ رسول اللہ ﷺ کا بھائی خضر ہے۔

پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عباد بن عبدالصمد ضعیف ہے اور یہ ایک بار منکر ہے اور حارث بن ابی اسامہ نے بحوالہ محمد بن سعد روایت کی ہے کہ ہشام بن القاسم نے ہمیں بتایا کہ صالح المری نے بحوالہ ابوحازم المدنی ہم سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وفات دی تو مہاجرین فوج درفوج داخل ہو کر آپ کا جنازہ پڑھتے اور باہر نکل جاتے پھر اسی طرح انصار نے داخل ہو کر آپ کا جنازہ پڑھا پھر اہل مدینہ نے داخل ہو کر آپ کا جنازہ پڑھا' اور جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں داخل ہوئیں تو انہوں نے حسب عادت کچھ جزع فزع کی اور آواز نکالی تو انہوں نے گھر میں ایک حرکت سنی تو خاموش ہو گئیں' اچانک ایک کہنے والا کہنے لگا' اللہ کی ذات میں ہر مرنے والے کا صبر اور ہر مصیبت کا عوض اور ہر کھونے والے کا خلف پایا جاتا ہے اور درست وہ ہے جسے ثواب درست کر دے اور پاگل وہ ہے جسے ثواب درست نہ کر سکے۔

آپ کی وفات کے روز عارفین اہل کتاب کے بیانات:

ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس نے عن اسمعیل بن خالد عن قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبداللہ البجلی ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں یمن میں تھا کہ ہم یمن کے دو آدمیوں ذوکلاع اور ذوعمر سے ملے اور میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی باتیں بتانے لگا تو ان دونوں نے مجھے کہا' تو جو بات بیان کر رہا ہے اگر وہ سچی ہے تو آپ کا آقا تین دن سے وفات پا چکا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ میں بھی اور وہ دونوں بھی آئے اور ابھی ہم راستے ہی میں تھے کہ مدینہ کا ایک قافلہ ہمیں نظر آیا ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے ہیں اور لوگ ٹھیک ٹھاک ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے ان دونوں نے مجھے کہا اپنے آقا کو اطلاع کر دینا کہ ہم آئے ہیں اور شاید ہم عنقریب واپس آئیں گے ان شاء اللہ' راوی بیان کرتا ہے وہ دونوں یمن کی طرف واپس چلے گئے اور میں نے آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی باتیں بتائیں آپ نے فرمایا تو انہیں کیوں نہیں لایا' پھر بعد میں ذوعمر مجھے کہنے لگا اے جریر' تجھے مجھ پر بزرگی حاصل ہے اور میں تجھے ایک خبر دینے والا ہوں تم عرب لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہو گے اور جب امیر فوت ہو گیا تو آخر میں تم امارت سنبھال لو گے اور جب وہ امارت تلوار سے حاصل ہو تو تم بادشاہ بن جاتے ہو اور بادشاہوں کی طرح ناراض اور راضی ہوتے ہو اور اسی طرح اسے امام احمد اور بخاری نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے اور اسی طرح بیہقی نے اسے حاکم سے عن عبداللہ بن جعفر' عن یعقوب بن سفیان' جریر سے

Marfat.com

روایت کیا ہے۔ اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ علی بن متوکل نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن اسحاق حضرمی نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے زیاد بن علاقہ سے بحوالہ جریر ہم سے بیان کیا کہ یمن میں ایک عالم مجھے ملا اور اس نے مجھے کہا اگر تمہارا آقا نبی ہے تو وہ سوموار کے دن فوت ہو گیا ہے۔ بیہقی نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو سعید نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے ہم سے بیان کیا کہ زیاد بن علاقہ نے بحوالہ جریر ہم سے بیان کیا کہ یمن میں مجھے ایک عالم نے کہا کہ اگر تمہارا آقا نبی ہے تو وہ آج فوت ہو گیا ہے' جریر بیان کرتے ہیں آپ نے سوموار کے دن وفات پائی اور بیہقی بیان کرتے ہیں' کہ ابو الحسین بن بشران المعدل نے بغداد میں ہمیں بتایا کہ ابو جعفر محمد بن عمرو نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن الہیثم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن ابی کبیر بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الحمید بن کعب بن علقمہ بن کعب بن عدی تنوخی نے عن عمرو بن الحارث عن ناعم بن اجبل عن کعب بن عدی مجھ سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں اہل حیرہ کے ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا تو ہم نے اسلام قبول کر لیا' پھر ہم حیرہ کی طرف واپس چلے گئے' جونہی ہم وہاں پہنچے ہمیں حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر ملی تو میرے ساتھی شک میں پڑ گئے اور کہنے لگے اگر آپ نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے' میں نے کہا آپؐ سے پہلے بھی انبیاء فوت ہو چکے ہیں' اور میں اپنے اسلام پر قائم رہا' پھر میں مدینہ آنے کے لیے نکلا تو میں ایک راہب کے پاس سے گزرا' ہم اس کے بغیر کسی امر کا فیصلہ نہ کیا کرتے تھے' میں نے اسے کہا میں نے جس بات کا ارادہ کیا ہے اس کے متعلق مجھے بتاؤ' اس کے متعلق میرے سینے میں ایک خلجان پایا جاتا ہے' اس نے کہا ایک نام لاؤ میں نے اسے کعب کا نام دیا' اس نے کہا اسے اس کتاب میں ڈال دو۔ اس نے ایک کتاب نکالی ہوئی تھی' میں نے کعب کا نام اس میں ڈال دیا تو اس نے اس میں غور کیا' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کا بیان ہے' جیسا کہ میں نے اسے دیکھا' اور آپ اس وقت فوت ہو رہے ہیں' جس وقت آپ نے وفات پائی' راوی بیان کرتا ہے میری ایمانی بصیرت بڑھ گئی اور میں نے آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا اور آپ کے پاس قیام کیا تو آپ نے مجھے مقوقس کے پاس بھیجا پس میں اس کے پاس سے واپس آ گیا' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے بھیجا تو میں آپ کا خط لے کر اس کے پاس گیا' جب میں اس کے پاس گیا تو جنگ یرموک ہو رہی تھی اور مجھے اس کا علم نہ تھا اس نے مجھے کہا کیا تجھے علم ہے کہ رومیوں نے عربوں کو قتل کر دیا ہے اور انہیں شکست دی ہے' میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اس نے کہا کیوں؟ میں نے کہا' اللہ نے اپنے نبی سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسے تمام ادیان پر غلبہ دے گا اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا' اس نے کہا' تمہارے نبی نے تم سے سچ کہا ہے' رومی قتل ہو گئے ہیں اور اللہ نے عاد کو بھی قتل کیا تھا' پھر اس نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے سر کردہ اصحاب کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے بتایا تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اور ان کی طرف تحائف بھیجے اور اس نے جن لوگوں کی طرف تحائف بھیجے ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عبد الرحمٰن اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ میرا خیال ہے اس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی کیا تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جاہلیت میں کپڑے کے کاروبار میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شریک تھا اور جب آپ نے فوجی سپاہیوں کے وظیفہ خواروں کا رجسٹر بنایا تو بنی عدی بن کعب میں میرے لیے وظیفہ مقرر کیا' یہ اثر غریب ہے اور اس میں عجیب خبر ہے جو صحیح ہے۔

Marfat.com

باب ۴۹

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا پورا ہونا

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو عرب' مرتد ہو گئے اور یہودی اور نصرانی گردنیں اٹھا کر دیکھنے لگے اور نفاق پیدا ہو گیا اور مسلمان اپنے نبی کی وفات کے باعث سرد رات میں پراگندہ بکریوں کی طرح تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر متفق کر دیا' ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ ابوعبیدہ اور دیگر اہل علم نے مجھے بتایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو اکثر اہل مکہ نے اسلام سے پھر جانے کی ٹھان لی' یہاں تک کہ حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ ان سے ڈر کر روپوش ہو گئے اور حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کیا اور فرمایا بلاشبہ اس بات سے اسلام کی قوت میں اضافہ ہو گا اور جس نے ہمیں شک میں ڈالا' ہمیں اسے قتل کر دیں گے تو لوگ واپس ہو گئے اور جس بات کا انہوں نے ارادہ کیا تھا اس سے رُک گئے' پس حضرت عتاب بن اسید ظاہر ہو گئے اور یہی وہ مقام تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مراد تھا جو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ یعنی جب جنگ بدر میں حضرت سہیل رضی اللہ عنہ قید ہو گئے وحضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے دانت اکھیڑنے کا اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شاید وہ اس مقام پر کھڑا ہو کہ تو اس کی مذمت نہ کرے''۔

میں کہتا ہوں عنقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے کثیر قبائل کے مرتد ہونے کے واقعات اور یمامہ کے متنبی مسیلمہ بن حبیب اور یمن کے اسود عنسی کے واقعات کے واقعات کا ذکر آئے گا اور لوگوں کے حالات و واقعات بھی بیان ہوں گے یہاں تک کہ وہ اپنی حالت ارتداد کی حماقتوں اور عظیم جہالتوں سے جن پر شیطان نے انہیں برانگیختہ کیا تھا کشاکش کرتے ہوئے اور توبہ کرتے ہوئے واپس آ گئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور انہیں ثابت قدم رکھا اور انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر دین حق کی طرف واپس لایا جیسا کہ عنقریب مفصل طور پر بیان ہو گا۔ ان شاء اللہ

باب ۵۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قصیدہ

ابن اسحاق بیان وغیرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قصائد کا ذکر کیا ہے ان میں سب سے بڑا فصیح اور عظیم قصیدہ وہ ہے جسے عبدالملک بن ہشام نے ابوزید انصاری سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روتے ہوئے کہا:

''طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ نشان اور روشن گھر ہے اور نشانات مٹ جاتے ہیں اور بوسیدہ بھی ہو جاتے ہیں اور دارالحرم سے نشانات نہیں مٹتے وہاں رہنمائی کا وہ منبر ہے جس پر وہ چڑھا کرتا تھا اور آپ نشانات کو واضح کرنے والے

Marfat.com

اور نشانات کو باقی رکھنے والے ہیں اور آپ کی حویلی میں مصلیٰ اور مسجد ہے اور وہاں حجرے بھی ہیں جن کے وسط میں اللہ کی طرف سے وہ نور اترا تھا جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی زمانہ گذرنے کے باوجود ان نشانات کے محاسن نہیں مٹے اور ان پر کہنگی نے حملہ کیا تو نشانات اس سے تروتازہ ہو گئے' میں وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات اور عہد کو پہچانتا ہوں نیز وہاں ایک قبر ہے جس میں آپ کو لحد میں ڈالنے والے نے مٹی میں چھپا دیا ہے میں وہاں کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روتا رہا اور آنکھوں نے درد کی اور ان کی طرح جنات کی آنکھیں بھی درد کرتی ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات یاد دلاتی ہیں اور میں وہاں اپنے آپ کو ان احسانات کا شمار کرنے والا نہیں پاتا تو میرا دل افسوس کرتا ہے' وہ دل دردمند ہیں انہیں احمد کی موت نے کمزور کر دیا ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو شمار کرنے لگ جاتے ہیں اور وہ کسی بات کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچے لیکن میرا دل غمگین ہو گیا ہے انہوں نے اپنے قیام کو لمبا کر دیا اور آنکھیں اس قبر کے کھنڈرات پر جس میں احمد دفن ہیں' خوب روئیں اے قبر رسول تجھے برکت دی جائے اور اس ملک کو بھی برکت دی جائے جس میں راست رو صاحب رشد نے ٹھکانا بنایا ہے ہاتھ اس پر مٹی ڈالتے ہیں اور آنکھیں اس پر روتے روتے اندر دھنس گئی ہیں اور انہوں نے حلم و علم اور رحمت کو شام کے وقت چھپا دیا ہے اور اس پر تر مٹی ڈال دی ہے جسے سہارا نہیں دیا جاتا اور وہ غمگین ہو کر چلے گئے' اور ان میں ان کا نبی موجود نہ تھا اور ان کی پشتیں اور بازو کمزور ہو چکے تھے۔ اور وہ اس شخص پر روتے ہیں جس پر زمین و آسمان روتے ہیں اور لوگ بہت غمگین ہیں' اور کیا کسی مرنے والے کی مصیبت نے اس مصیبت کی برابری کی ہے جس روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تھے۔ اس روز وحی نازل کرنے والا ان سے الگ ہو گیا' اور وہ ایک نور تھا جو اوپر نیچے جاتا تھا اور وہ رحمٰن کی اقتداء کرنے والے کی راہنمائی کرتا تھا اور رسوائیوں کے خوف سے بچاتا تھا اور صحیح راہ کی طرف راہنمائی کرتا تھا' وہ ان کا امام تھا جو کوشش کر کے ان کی حق کی طرف راہنمائی کرتا تھا' اور وہ سچ کا معلم تھا جب وہ اس کی اطاعت کریں گے ان کی مدد کی جائے گی' وہ ان کی لغزشوں کو معاف کرنے والا اور ان کے عذروں کو قبول کرنے والا تھا۔ اور اگر وہ اچھے کام کریں تو اللہ انہیں بہت بھلائی دینے والا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آ جاتا جس کو وہ اٹھا نہ سکتے تو کون ہے جو اس سخت معاملے میں آسانی پیدا کر سکے' پس ان کا نعمت الٰہی میں ہونا مطلوب طریق کے راستے کی دلیل ہے۔ ان کا ہدایت سے انحراف کرنا اس پر شاق گزرتا ہے اور وہ ان کی ہدایت و استقامت کا خواہش مند ہے' وہ ان پر مہربان ہے اور وہ اپنے دست رحمت کو ان پر دراز رکھتا ہے اسی دوران میں کہ وہ اس نور میں چل پھر رہے تھے کہ اچانک ان کے نور کے پاس موت کا ایک سیدھا تیر آیا اور وہ قابل تعریف حالت میں اللہ کی طرف واپس چلا گیا اور ہواؤں کی آنکھیں اس پر رلاتی اور تعریف کرتی تھیں اور حرم کا علاقہ ان کے غائب ہونے کی وجہ سے جنگل بن گیا ہے' اسے وحی کے زمانے سے ایسا نہیں دیکھا گیا' معمورہ لحد کے سوا وہ سب جنگل ہے' اس میں ایک گم ہونے والا چلا گیا ہے جسے پتھروں کا فرش اور غرقد رلاتے ہیں' آپ کی مسجد آپ کے فوت ہونے سے اداس ہے اور آپ کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ خالی ہو گئی ہے اور حجرہ کبریٰ بھی خالی ہو گیا ہے' پھر کھر میدان حویلیاں اور مرز بوم اجڑ کے بن اے آنکھ!

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنسو بہا' اور عمر بھر میں تیرے آنسوؤں کو خشک ہوتے نہ دیکھوں' اور تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو لوگوں پر احسان کرنے والے پر نہیں روتی' جن میں سے کچھ احسانات ایسے ہیں جنہوں نے لوگوں کو ڈھانپ لیا ہے' آپ پر خوب رو اور اس ہستی کے کھو جانے پر شور کر جس کی مثل زمانے میں نہیں پائی جائے گی' گذشتہ لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل آدمی نہیں کھویا اور نہ قیامت تک آپ جیسا آدمی کھویا جائے گا' آپ بہت عفیف اور عہد کو پورا کرنے والے تھے اور کم بخشش کرنے والے نہ تھے اور جب بخشش کرنے والا بخل سے کام لیتا تو آپ نیا اور پرانا مال بہت خرچ کرتے اور جب گھرانوں کا نسب بیان کیا جاتا تو آپ معزز قبیلے والے تھے اور آپ جسمانی لحاظ سے بھی بطحاء کے سردار تھے اور بڑی محفوظ چوٹی والے تھے' اور آپ نے بلندیوں میں عزت کے بلند ستونوں کو مضبوطی سے قائم کیا' اور بزرگی والے رب نے آپ کی اچھے کاموں پر تربیت کی' مسلمانوں کی وصایا اس کی ہتھیلی میں ختم ہو گئیں' پس نہ علم بند ہے اور نہ رائے خراب ہے۔ میرے قول پر کوئی عیب لگانے والا نہیں' مگر وہی جو دور کی بات کہنے والا ہے' اور میرا عشق آپ کی ثناء سے باز آنے والا نہیں' شاید میں اس کے ذریعے جنت الخلد میں ہمیشہ رہوں' میں مصطفیٰ کا قرب چاہتا ہوں اور میں اس دن کے حصول کے لیے کوشاں ہوں''۔

اور ابوالقاسم سہیلی اپنی کتاب الروض کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روتے ہوئے کہا:

''میں بے خواب رہا اور میری رات گزرتی نہ تھی' اور مصیبت والی رات طویل ہوتی ہے' اور رونے نے میری مدد کی' اور مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی ہے اس کے متعلق یہ رونا تھوڑا ہے' اور اس شام کو ہماری مصیبت بڑھ گئی' جب کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں' اور ہمارے علاقے کو جو مصیبت پہنچی' قریب تھا کہ اس کی اطراف ہمارے سمیت جھک جاتیں اور وہ وحی اور تنزیل جسے جبریل صبح و شام ہمارے پاس لاتے تھے اسے ہم نے کھو دیا ہے' اور یہ امر اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ لوگوں کی جانیں اس پر قربان ہوں یا قریب ہے کہ قربان ہو جائیں' وہ نبی اپنی وحی اور قول سے ہمارے شکوک کو دور کرتا تھا' اور ہمیں ہدایت دیتا تھا اور ہماری ضلالت کا خدشہ نہ تھا جبکہ رسول ہمارا راہنما تھا' اے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا! اگر آپ بے صبری کریں تو آپ معذور ہیں اور اگر بے صبری نہ کریں تو یہی صحیح راستہ ہے' آپ کے باپ کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے اور اس میں لوگوں کا سردار رسول دفن ہے''۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

باب ۵۱

اس بات کے بیان میں کہ

رسول کریم ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ کوئی غلام چھوڑا' نہ کوئی لونڈی' نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ' اور نہ کوئی ایسی چیز چھوڑی جس کا کوئی وارث ہو' بلکہ آپ نے ساری زمین کو اللہ کے لیے صدقہ کر دیا' بلاشبہ تمام دنیا آپ کے نزدیک ایسے ہی حقیر تر تھی جیسے کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے' اور آپ کی شان کے لائق ہی نہیں تھا کہ آپ اس کے لیے کوشش کرتے' یا اسے اپنے بعد میراث چھوڑتے' آپ پر اور آپ کے بھائیوں پر جو نبی اور مرسل ہیں' جزا سزا کے دن تک ہمیشہ صلوٰۃ وسلام ہو۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص نے ابی اسحاق سے بحوالہ عمرو بن الحارث ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم اور نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی' ہاں آپ نے اپنا وہ سفید خچر جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے اور اپنے ہتھیار چھوڑے اور زمین چھوڑی جسے آپ نے مسافروں کے لیے صدقہ کر دیا۔ بخاری' مسلم کے بغیر اس کی روایت میں منفرد ہیں۔ پس انہوں نے اپنی صحیح کے کئی مقامات میں اسے متعدد طرق سے ابوالاحوص' سفیان ثوری اور زہیر بن معاویہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے اسرائیل کی حدیث سے اور نسائی نے یونس بن ابی اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان سب نے عن ابی اسحاق عمرو بن عبداللہ السبیعی عن عمرو بن الحارث بن المصطلق بن ابی ضرار روایت کی ہے' جو حضرت جویریہ بنت الحارث ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

اور امام احمد نے بھی اسے روایت کیا ہے' ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش اور ابن نمیر نے عن اعمش عن شقیق عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم اور نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ اور نہ آپ نے کسی چیز کی وصیت کی۔ اور مسلم نے اسے اسی طرح بخاری سے منفرد روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے متعدد طرق سے عن سلیمان بن مہران الاعمش عن شقیق بن سلمہ ابی وائل عن مسروق بن الاجدع عن ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن یوسف نے عن سفیان عن عاصم عن ذر بن حبیش عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی' اور نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ' اور عبدالرحمٰن نے عن سفیان عن عاصم عن ذر عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' اور نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ' سفیان بیان کرتے ہیں کہ مجھے زیادہ علم یہی ہے' اور میں غلام اور لونڈی کے بارے میں شک کرتا ہوں' اور اسی طرح ترمذی نے اسے الشمائل میں بندار سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن مہدی روایت کی ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر نے عن عاصم بن ابی النجود عن ذر عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ آپ فرماتی ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی' اور نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ' اس طرح

Marfat.com

امام احمد نے بغیر کسی شک کے روایت کیا ہے۔

اور بیہقی نے اسے ابوزکریا بن ابی اسحاق المزکی سے بحوالہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب روایت کیا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن عون نے ہمیں بتایا کہ مسعر نے عاصم سے بحوالہ ذر ہمیں خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی میراث کے بارے میں پوچھتے ہو‘ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم‘ نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی مسعر کہتے ہیں‘ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ کوئی بکری چھوڑی نہ اونٹ۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مسعر نے عدی بن ثابت سے بحوالہ علی بن حسین ہمیں بتایا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم اور نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی۔

اور صحیحین میں اعمش کی حدیث سے عن ابراہیم عن الاسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مقررہ مدت تک کھانا خریدا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔ اور بخاری کے الفاظ میں جسے انہوں نے عن قبیصہ عن ثوری عن اعمش عن ابراہیم عن اسود عن عائشہؓ روایت کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس درہم میں رہن تھی۔ اور بیہقی نے اسے یزید بن ہارون کی حدیث سے عن ثوری عن اعمش عن اسود عن عائشہؓ روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو آپ کی زرہ جو کے تیس صاع میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ پھر کہتے ہیں‘ بخاری نے اسے محمد بن کثیر سے بحوالہ سفیان روایت کیا ہے‘ پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر محمد بن حمویہ العسکری نے ہمیں خبر دی کہ جعفر بن محمد قلانسی نے ہم سے بیان کیا کہ آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے قتادہ سے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی اور چربی کی دعوت دی گئی‘ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا‘ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ صبح کو آل محمدؐ کے پاس نہ گندم کا صاع ہوتا تھا نہ کھجور کا‘ اور ان دنوں آپ کے پاس نو بیویاں تھیں‘ اور آپ نے مدینہ کے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھی اور اس سے طعام لیا اور آپ اسے اپنی موت تک نہ چھڑا سکے۔ اور ابن ماجہ نے اس کا کچھ حصہ شیبان بن عبدالرحمن نحوی کی حدیث سے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے احد کی طرف دیکھا اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے‘ مجھے خوشی ہوتی کہ احد آل محمدؐ کے لیے سونا ہوتا اور میں اسے راہ خدا میں خرچ کرتا اور جس روز میں فوت ہوتا‘ تو میرے پاس اس سونے سے صرف دو دینار ہوتے‘ جنہیں میں قرض کے لیے تیار رکھتا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ فوت ہو گئے اور آپ نے نہ کوئی دینار چھوڑا اور نہ کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی‘ اور آپ نے ایک زرہ چھوڑی جو تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن تھی‘ اور اس حدیث کے آخری حصہ کو ابن ماجہ نے عن عبداللہ بن معاویہ الجمحی عن ثابت بن یزید عن ہلال بن خباب العبدی الکوفی روایت کیا ہے‘ اور اس کے پہلے حصہ کا شاہد صحیح میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے موجود ہے۔

Marfat.com

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد' ابوسعید اور عفان نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ثابت بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن خباب نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ ایک چٹائی پر لیٹے تھے جس کے نشان آپؐ کے پہلو پر پڑے تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے نبیؐ! کاش آپ اس سے اچھا بستر بنا لیتے' آپؐ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا سروکار' میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے جو ایک گرم دن میں چلا اور اس نے دن کا کچھ وقت درخت کے نیچے سایہ لیا' پھر چلا گیا اور درخت کو چھوڑ دیا' احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں اور اس کا اسناد جید ہے اور اس کا شاہد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے بارے میں مروی ہے' جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ایلاء کے واقعہ میں مدد کی' اور عنقریب یہ حدیث اپنی مماثل حدیث کے ساتھ بیان ہوگی' جس میں آپؐ کے زہد' ترکِ دنیا' اعراض دنیا' اور دنیا کو دھتکارنے کا بیان ہوگا۔ اور یہ بات ہمارے اس قول پر دال ہے' کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دنیا کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن رفیع نے ہم سے بیان کیا کہ میں اور شداد بن معقل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی چھوڑا جو ان دو لوحوں کے درمیان ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم علی بن محمد بن علی کے پاس گئے تو انہوں نے بھی اس قسم کی بات کی۔

اور اسی طرح بخاری نے اسے قتیبہ سے بحوالہ سفیان بن عیینہ روایت کیا ہے' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن مقول نے بحوالہ طلحہ ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا کہ کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' میں نے کہا آپ نے لوگوں پر وصیت کیسے فرض کی ہے یا انہیں اس کا حکم دیا گیا ہے؟ انہوں نے کہا' آپ نے کتاب اللہ کے متعلق وصیت کی ہے اور بخاری اور مسلم اور اہل سنن نے ابوداؤد کے سوا اسے متعدد طرق سے بحوالہ مالک بن مقول روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حسن صحیح غریب ہے اور ہم اسے مالک بن مقول کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔

تنبیہ:

عنقریب ہم بہت سی احادیث کو اس فصل کے بعد' ان چیزوں کے متعلق بیان کریں گے' جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں مختص کر لیا تھا مثلاً آپ کی بیویوں کے مساکن' لونڈیاں' غلام' گھوڑے' اونٹ' بکریاں' ہتھیار' خچر' گدھا' کپڑے' سامان اور انگوٹھی وغیرہ' ہم عنقریب اس کے طرق و دلائل سے اسے واضح کریں گے اور شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بہت سی اشیاء وعدہ وفائی کرتے ہوئے صدقہ کر دی تھیں اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کر دیا تھا اور اپنے کچھ سامان کو بنونضیر' خیبر اور فدک کی زمینوں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مخصوص کر دی تھیں' مسلمانوں کے مفاد کے لیے رکھا ہوا تھا جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے ان شاء اللہ مگر آپ نے ان میں سے کسی چیز کو قطعاً اپنے پیچھے وارث کے لیے نہیں چھوڑا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ و باللہ المستعان

Marfat.com

باب ۵۲

آپ کے فرمان کا بیان: کہ ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا''

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا اور ایک دفعہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے وارث دینار و درہم کو باہم تقسیم نہ کریں گے اور اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عامل کے خرچ کے بعد میں جو کچھ چھوڑوں وہ صدقہ ہوگا۔ اور بخاری و مسلم اور ابوداؤد نے اسے کئی طرق سے عن مالک بن انس عن ابی الازناء عبداللہ بن ذکوان عن عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے وارث باہم دینار تقسیم نہ کریں گے اور میں اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عامل کے خرچ کے بعد جو کچھ چھوڑوں وہ صدقہ ہوگا یہ الفاظ بخاری کے ہیں پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ نے عن مالک عن ابن شہاب عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو آپ کی بیویوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا تا کہ وہ آپ سے ان کی میراث کے متعلق دریافت کریں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے''۔ اسی طرح مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے اور ابوداؤد نے القعنبی سے اور نسائی نے قتیبہ سے روایت کیا ہے اور ان سب نے اسے مالک سے روایت کیا ہے۔ اگر آپ کے ترکہ پر میراث کا حکم عائد ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وارث عورتوں میں سے ایک تھیں' آپ اعتراف کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ چھوڑا صدقہ بنا دیا تھا' اور ظاہر ہے کہ بقیہ امہات المومنین نے بھی آپ کے بیان سے اتفاق کیا ہے۔ اور وہ اس بات کا تذکرہ کرتی ہوں گی جو آپ نے ان سے اس بارے میں کہی تھی' بلاشبہ آپ کی عبارت بتاتی ہے کہ ان کے نزدیک یہ امر فیصلہ شدہ تھا۔ واللہ اعلم

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن ابان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے عن یونس عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے''۔

اور امام بخاری باب قول رسول اللہ ﷺ لا نورث ماترکناہ صدقۃ میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں بتایا کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما' رسول اللہ ﷺ کی میراث سے اپنا حصہ طلب کرتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' اور اس وقت وہ دونوں آپ کی فدک کی زمین اور آپ کے خیبر کا حصہ طلب کرتے ہوئے آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے اور آل محمد صرف اس مال سے کھاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' خدا کی قسم میں نے اس کے متعلق جو کام رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے میں اسے کروں گا اور

Marfat.com

اسے نہیں چھوڑوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے قطع تعلق کر لیا اور وفات تک آپ سے بات نہ کی' اور اسی طرح امام احمد نے اسے عبدالرزاق سے بحوالہ معمر روایت کیا ہے پھر احمد نے اسے عن یعقوب بن ابراہیم عن ابیہ عن صالح بن کیسان عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس متروکہ مال فئے سے جو اللہ نے آپ کو دیا تھا' اپنی میراث طلب کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ' صدقہ ہوتا ہے' تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا غضب ناک ہو گئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قطع تعلق کر لیا اور یہ قطع تعلقی آپ کی وفات تک قائم رہی' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں' اور پوری حدیث کو بیان کیا ہے' امام احمد نے ایسے ہی بیان کیا ہے۔

اور امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اپنی صحیح کی کتاب المغازی میں عن ابی بکیر عن اللیث عن عقیل عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات کو دفن کر دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع نہ دی' اور خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں میں وجاہت حاصل تھی' اور جب وہ فوت ہو گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے چہروں کو ناآشنا پایا' پس آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مصالحت کرنا چاہی اور آپ کی بیعت کے خواہاں ہوئے اور آپ نے ان مہینوں میں بیعت نہیں کی تھی۔ پس آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس آئیں' مگر آپ کے ساتھ کوئی اور آدمی نہ آئے اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آمد کو ناپسند کیا' کیونکہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سختی سے واقف تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم ان کے پاس اکیلے نہ جانا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ کچھ کریں خدا کی قسم ان کے پاس ضرور جاؤں گا' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے گئے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' ہم آپ کی فضیلت کو اور جو کچھ اللہ نے آپ کو عطا کیا ہے اسے جانتے ہیں' اور جو بھلائی اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے ہم اس کی وجہ سے آپ پر حسد نہیں کرتے' لیکن آپ لوگوں نے حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے اور ہم رسول اللہ ﷺ کی قرابت داری کی وجہ سے اس حکومت میں اپنا حصہ سمجھتے ہیں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلسل تقریر کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' رسول اللہ ﷺ کی قرابت' مجھے اپنی قرابت سے صلہ رحمی کرنے کی نسبت زیادہ محبوب ہے' اور ان اموال کے بارے میں آپ لوگوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے' تو میں نے ان میں بھلائی کرنے سے کوتاہی نہیں کی' اور جو کام رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے میں نے بھی وہی کیا ہے۔ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی تو منبر پر چڑھ گئے اور تشہد پڑھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاملے میں اور ان کی بیعت سے تخلف کرنے اور عذر کرنے کا حال بیان کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی تشہد پڑھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق کی عظمت بیان کی اور آپ کی فضیلت اور سابقیت کا ذکر کیا' اور بیان کیا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے مجھے اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حسد نے آمادہ نہیں کیا' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ان کی بیعت کر لی اور لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آ کر کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا ہے۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امر معروف کی

Marfat.com

طرف رجوع کیا تو ان کے قریب ہو گئے۔ اور بخاریؒ نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے' اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے متعدد طرق سے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جو بیعت کی یہ بیعت اس صلح کو موکد کرنے والی ہے جو دونوں کے درمیان ہوئی اور جس بیعت کا ہم نے سقیفہ کے روز اولاً ذکر کیا ہے یہ اس کی دوسری بیعت ہے جیسا کہ ابن خزیمہ نے اسے بیان کیا ہے اور مسلم بن حجاج نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان چھ ماہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کنارہ کش نہ تھے بلکہ آپ کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے اور مشورہ کے لیے آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کے ساتھ سوار ہو کر ذوالقصہ کی طرف گئے جیسا کہ عنقریب بیان ہو گا' اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد' عصر کی نماز لیال میں پڑھی پھر مسجد سے باہر نکلے تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بچوں کے ساتھ کھیلتے پایا تو انہیں اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور کہنے لگے میرا باپ قربان ہو جو حضرت نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے' لیکن جب یہ دوسری بیعت ہوئی تو بعض راویوں نے خیال کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے قبل بیعت نہیں کی پس آپ نے اس خیال کا رد کر دیا اور مثبت' نافی سے مقدم ہوتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اب رہی بات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر غضب ناک ہونے کی' تو مجھے اس کی وجہ معلوم نہیں اگر آپ اس وجہ سے ناراض ہوئی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو میراث سے روک دیا تھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس معذرت بھی کی تھی جس کا قبول کرنا واجب تھا۔ کیونکہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باپ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ' صدقہ ہوتا ہے۔

اور آپ بھی شارع کی اس نص کے مطیع و منقاد لوگوں میں شامل ہیں جو آپ کے سوال میراث سے قبل آپ پر اسی طرح مخفی تھی جسے وہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج پر مخفی تھی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اس کے بارے میں بتایا تو انہوں نے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موافقت کی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں جو بات بتائی تھی اس کی وجہ سے انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر تہمت لگائی ہو یہ بات ان کی شان سے بہت بعید ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس حدیث کی روایت پر حضرت عمر بن الخطاب' حضرت عثمان بن عفان' حضرت علی بن ابی طالب' حضرت عباس بن عبدالمطلب' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت طلحہ بن عبداللہ' حضرت زبیر بن العوام' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت ابوہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے موافقت کی ہے جیسا کہ ہم اسے عنقریب بیان کریں گے' اور اگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اس کی روایت میں متفرد بھی ہوتے تب بھی تمام روئے زمین کے لوگوں پر آپ کی روایت کو قبول کرنا اور اس بارے میں آپ کی فرمانبرداری کرنا واجب تھا۔

اور اگر آپ کی ناراضگی اس چیز کی وجہ سے تھی جو آپ نے صدیق رضی اللہ عنہ سے مانگی تو وہ زمینیں صدقہ تھیں میراث نہ تھیں کہ آپ کا خاوند ان کی دیکھ بھال کرتا' حالانکہ آپ نے ان کے پاس عذر بھی کیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے

Marfat.com

خلیفہ ہیں تو وہ اس کام کو جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے کرنا اپنے پر فرض سمجھتے تھے اور جس کام سے رسول اللہ ﷺ محبت کیا کرتے تھے اس سے محبت کرنا فرض سمجھتے تھے اسی لیے آپ نے فرمایا' خدا کی قسم' میں اس کام کو کر کے چھوڑوں گا جسے رسول اللہ ﷺ اس بارے میں کیا کرتے تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے قطع تعلق کر لیا اور اپنی وفات تک آپ سے بات نہ کی اس قطع تعلق اور حالت نے روافض کے فرقہ کے لیے ایک بڑے شر اور طویل جیل کا دروازہ کھول دیا ہے اور اس وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو بے مقصد باتوں میں الجھا دیا ہے اور اگر وہ ان باتوں کو حقیقی صورت میں سمجھتے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو پہچان لیتے اور آپ کے اس عذر کو قبول کر لیتے جس کا قبول کرنا ہر آدمی پر فرض ہے لیکن وہ ایک مخذول فرقہ میں جو متشابہ سے شک کرتے اور آئمہ اسلام یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم' تابعین اور ان کے بعد آنے والے دیگر اعصار وامصار کے معتبر علماء کے نزدیک فیصلہ شدہ محکم امور کو چھوڑتے ہیں۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت سے موافقت رکھنے والی جماعت:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عقیل سے بحوالہ ابن شہاب ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مالک بن اوس بن الحدثان نے مجھے بتایا کہ محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے اپنی اس حدیث کا مجھ سے ذکر کیا تو میں چل کر ان کے پاس گیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں چلا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تو ان کا حاجب یرفا ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا آپ کو حضرت عثمان' حضرت عبدالرحمان بن عوف' حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم سے کوئی کام ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں' تو اس نے انہیں اجازت دے دی' پھر کہنے لگا کیا آپ کو حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے بھی کوئی کام ہے' آپ نے فرمایا ہاں! حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دیجیے آپ نے فرمایا میں تم سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان کھڑے ہیں' کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ اپنی ذات مراد لیتے ہیں' ان لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے یہ بات کہی ہے' پھر آپ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا آپ دونوں کو بھی یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات کہی ہے' ان دونوں نے کہا آپ نے یہ بات کہی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم کو اس کے متعلق بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اس فئی میں سے کوئی چیز مخصوص فرمائی ہے جو اس نے آپ کے سوا کسی کو نہیں دی اس نے فرمایا ہے (ما افاء الله علی رسوله ...... الی قوله قدیر) پس یہ خالصتاً رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے' خدا کی قسم آپ نے تمہیں چھوڑ کر اسے جمع نہیں کیا اور نہ اسے تم پر ترجیح دی ہے آپ نے اسے نہیں دیا ہے۔ اور تم میں تقسیم کر دیا ہے یہاں تک کہ اس سے یہ مال باقی رہ گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ اس مال سے اپنے سال کا خرچ اپنے اہل پر خرچ کرتے تھے' پھر باقی کے مال کو لے کر اللہ کے مال میں شامل کر دیتے تھے' اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں اس پر عمل کیا' میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا تم اس بات کو جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! پھر آپ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے کہا' میں تم دونوں سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا تم دونوں بھی اسے جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' پس

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وفات دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا دوست ہوں اور آپ نے اسے قبضہ میں کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کے عمل کے مطابق اس میں عمل کیا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وفات دے دی' تو میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دوست کا دوست ہوں تو میں نے دو سال اس پر قبضہ کیا اور میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمل کے مطابق عمل کیا' پھر آپ دونوں میرے پاس آئے اور آپ دونوں کی بات ایک ہی ہے اور دونوں کا معاملہ اکٹھا ہے' یہاں تک کہ آپ میرے پاس اپنے بھتیجے سے آپ کو جو حصہ آتا ہے وہ مانگنے آئے اور یہ میرے پاس اپنی بیوی کا وہ حصہ مانگنے آئے جو اسے اپنے باپ سے آتا ہے' میں کہتا ہوں اگر تم دونوں چاہتے ہو تو میں تمہیں وہ دے دیتا ہوں' مگر تم مجھ سے کسی اور فیصلے کے خواہاں ہو' اس ذات کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں میں قیام قیامت تک اس کے بارے میں کوئی اور فیصلہ نہ کروں گا' پس اگر تم دونوں عاجز ہو تو اسے مجھے دے دو' میں تم دونوں کو اس بارے میں کفایت کروں گا۔

بخاری نے اسے اپنی صحیح کے متفرق مقامات میں روایت کیا ہے۔ اور مسلم اور اہل سنن نے کئی طرق سے اسے زہری سے روایت کیا ہے۔ اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان اموال کا انتظام سنبھالا تو ان میں رسول اللہ ﷺ کے عمل کے مطابق عمل کیا' اور اللہ جانتا ہے کہ آپ راستباز' نیک' ہدایت یافتہ اور حق کے تابع تھے' پھر میں ان کا منتظم بنا تو میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مطابق عمل کیا اور اللہ جانتا ہے کہ میں راستباز' نیک ہدایت یافتہ اور حق کے تابع ہوں۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے تو میں نے وہ اموال تمہیں دے دیئے تاکہ تم دونوں ان میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور میرے جیسا عمل کرو' میں تم دونوں سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا میں نے ان اموال کو تمہیں دے دیا ہے' انہوں نے جواب دیا ہاں' پھر آپ نے دونوں سے فرمایا' میں تم دونوں سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا میں نے تمہیں وہ مال دے دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' آپ نے فرمایا کیا اب تم دونوں مجھ سے کوئی اور فیصلہ چاہتے ہو؟ اس خدا کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں' ایسا نہیں ہوگا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن عمرو عن زہری عن مالک بن اوس ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر کو حضرت عبدالرحمٰن' حضرت طلحہ' حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم سے فرماتے سنا' میں تم سے اس اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں' کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں' یہ روایت صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔

میں کہتا ہوں ان دونوں نے نگرانی کی سپردگی کے بعد جو بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھی تھی وہ یہ تھی کہ آپ ان دونوں کے درمیان نگرانی تقسیم کر دیں' اور دونوں میں سے ہر ایک جس قدر زمین کا مستحق ہے اس کی نگرانی کرے گا' کاش فیصلہ ہوتا کہ وہ وارث ہے۔ اور ان دونوں نے اپنے سے پیشتر صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھیجی تھی جن میں حضرت عثمان' حضرت ابن عوف' حضرت طلحہ' حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ اور ان دونوں کے درمیان مجموعی نگرانی کے باعث جھگڑا ہوا تھا اور جن صحابہ رضی اللہ عنہم کو انہوں نے اپنے سے پیشتر بھیجا تھا' انہوں نے کہا یا امیر المومنین! ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیجیے یا ایک کو

Marfat.com

دوسرے سے راحت پہنچائے' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں کے درمیان نگرانی کی تقسیم سے بچتے تھے' کیونکہ یہ بھی تقسیم میراث کے مشابہ تھی' خواہ ظاہری صورت میں ہی تھی تا کہ آپ حضور ﷺ کے قول کہ "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے"۔ کی نگہبانی کریں' پس آپ نے اس کی بات ماننے سے سختی سے انکار کر دیا' پھر حضرت علی اور حضرت عباس' حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے تک مسلسل ان اموال کی نگرانی کرتے رہے' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ ان اموال پر غالب آ گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کے مشورے سے ان اموال کو چھوڑ دیا' جیسا کہ احمد نے اپنے مسند میں روایت کی ہے۔ پس یہ اموال مسلسل علویوں کے ہاتھوں میں رہے۔ اور میں نے اس حدیث اور اس کے الفاظ کا شیخین' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مسندوں میں استقصاء کیا ہے' اور میں نے خدا کے فضل سے دونوں میں سے ہر ایک کے لیے ایک ضخیم جلد اکٹھی کی ہے جسے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے اور میں نے اسے صحیح نافع فقہ سے خیال کیا ہے۔ نیز میں نے اسے آج کے مصطلح فقہ کے مطابق مرتب کیا ہے۔

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اولاً قیاس اور آیت کریمہ کے عموم سے حجت پکڑی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس نص سے جواب دیا جو حضرت نبی کریم ﷺ کے حق کے بارے میں خاص طور پر روکاٹ ہے۔ نیز آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قول کو تسلیم کیا اور یہی بات آپ کے متعلق خیال کی جا سکتی ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے محمد بن عمرو سے بحوالہ ابوسلمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا' جب آپ وفات پائیں گے تو کون آپ کا وارث ہوگا؟ آپ نے جواب دیا میرے بیوی بچے' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے وارث کیوں نہیں ہوتے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ نبی کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ لیکن میں ان کی پرورش کروں گا' جن کی رسول اللہ ﷺ پرورش کرتے تھے اور جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ کرتے تھے ان پر خرچ کروں گا۔ اور امام ترمذی نے اسے اپنی جامع میں عن محمد بن المثنی عن ابی الولید طیالسی عن محمد بن عمر عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے اور اسے موصول حدیث بیان کیا ہے' اور ترمذی اسے حسن صحیح غریب کہتے ہیں' اور وہ حدیث جس کے متعلق امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے ولید بن جمیع سے بحوالہ ابوالطفیل ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں یا آپ کے اہل؟ آپ نے جواب دیا نہیں بلکہ آپ کے اہل وارث ہیں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ کا حصہ کہاں ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جب نبی کو کوئی کھانا کھلاتا ہے پھر اسے وفات دیتا ہے تو وہ اسے اس آدمی کے سپرد کر دیتا ہے جو اس کے بعد کھڑا ہوتا ہے۔ پس میں نے چاہا کہ میں اسے مسلمانوں کو واپس کر دوں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس کے ذمہ دار آپ ہیں' اسی طرح ابوداؤد نے اسے عثمان بن ابی شیبہ سے بحوالہ محمد بن فضیل روایت کیا ہے اور اس حدیث کے الفاظ میں غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے۔ اور شاید

Marfat.com

انہوں نے بعض رواۃ کے مفہوم کا مطلب بیان کر دیا ہے اور ان میں بعض راوی شیعہ بھی ہیں' پس اس بات کو یاد رکھیے اور اس بارے میں سب سے اچھی بات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ۔ آپ اور جو کچھ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس کے ذمہ دار آپ ہیں۔ اور یہی صحیح بات ہے اور یہی آپ کے متعلق گمان کیا جا سکتا ہے اور یہی بات آپ کی سیادت' علم اور دین کے مناسب ہے' گویا اس کے بعد آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کے خاوند کو اس صدقہ پر نگران بنا دیں' تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کا جواب نہ دیا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اور آپ اس وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئیں' اور آپ بھی آدم کی بیٹیوں میں سے ایک عورت ہیں' جو مردوں کی طرح غصے ہو جاتی ہیں' اور آپ رسول اللہ ﷺ کی نص کی موجودگی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے باوجود معصوم نہیں ہیں۔

اور ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے قبل ان کو راضی کیا اور ان سے نرم سلوک کیا تو وہ آپ سے راضی ہو گئیں۔

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے ہمیں بتایا کہ محمد بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدان بن عثمان العتکی نے نیشاپور میں ہم سے بیان کیا کہ ابوحمزہ نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان سے اندر آنے کی اجازت طلب کی' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جو آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں انہیں اجازت دوں انہوں نے جواب دیا ہاں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اجازت دے دی۔ تو آپ اندر جا کر ان کی رضامندی حاصل کرنے لگے اور کہا' خدا کی قسم! میں نے گھر بار' مال' اہل اور خاندان کو صرف اللہ تعالیٰ اس کے رسول' اور اہل بیت کی رضامندی چاہنے کے لیے چھوڑا ہے۔ پھر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کیا' تو وہ آپ سے راضی ہو گئیں۔ اور یہ اسناد جید اور قوی ہے' اور ظاہر ہے کہ عامر شعبی نے یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنی ہو گی' یا کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سننے والے نے سنی ہو گی۔

اور علمائے اہل سنت نے اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابو عبداللہ الصفار نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن اسحاق قاضی نے ہم سے بیان کیا کہ نصر بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن داؤد نے بحوالہ فضیل بن مرزوق ہم سے بیان کیا کہ زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتا تو میں بھی وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فدک کے بارے میں کیا ہے۔

Marfat.com

باب ۵۳

روافض کے استدلال کی تردید

اس مقام پر روافض نے جہالت سے کلام کیا ہے اور جس بات کے متعلق انہیں علم نہیں اس کا تکلف کیا ہے اور جس بات کا انہوں نے علم سے احاطہ نہیں کیا اس کی تکذیب کی ہے حالانکہ ابھی اس کی تاویل ان کے پاس نہیں آئی اور انہوں نے اپنے آپ کو فضول باتوں میں الجھالیا ہے اور ان میں سے بعض نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کو رد کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ قرآن کے مخالف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ حضرت سلیمان' حضرت داؤد رضی اللہ عنہما کے وارث ہوئے نیز اللہ تعالیٰ حضرت زکریا رضی اللہ عنہ کے متعلق بتاتا ہے کہ انہوں نے کہا:

﴿فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا﴾

کہ مجھے اپنی جناب سے مددگار عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ بنا۔

اور اس سے ان کا استدلال کرنا کئی وجوہ سے باطل ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ سے مراد حکومت و نبوت کی وارث ہے' یعنی ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کو ان امور میں حضرت داؤد علیہ السلام کا قائمقام بنایا جو وہ ملک میں حکومت کرنے' رعایا کی تدبیر کرنے اور بنی اسرائیل کے درمیان فیصلے کرنے کے بارے میں سرانجام دیتے تھے نیز ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے باپ کی طرح نبی بنایا اور جس طرح اللہ نے ان کے باپ کے لیے نبوت اور حکومت اکٹھی کر دی تھی اسی طرح ان کے بعد ان کے بیٹے کے لیے بھی کر دی اور اس سے مال کی وراثت مراد نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام کے جیسا کہ بہت سے مفسرین نے بیان کیا ہے' بہت سے بیٹے تھے' کہا جاتا ہے کہ ایک سو بیٹے تھے پس اگر مال کی وراثت مراد ہوتی تو ان میں سے صرف سلیمان کے ذکر پر اکتفاء نہ کی جاتی بلکہ اس سے مراد صرف نبوت اور حکومت کی ہے وراثت کا قیام ہے اس لیے فرمایا ہے کہ ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ نیز فرمایا:

اس آیت اور اس کے بعد کی آیات پر ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں سیر حاصل بحث کی ہے۔

اب رہا حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ' تو آپ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہیں اور دنیا آپ کے نزدیک نہایت حقیر تھی' کجا یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے بیٹے کی دعا کرتے کہ وہ آپ کے مال کا وارث ہو' یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ صرف ایک بڑھئی تھے جو اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے جیسا کہ بخاری نے بیان کیا ہے اور آپ اس سے اپنی خوراک سے زیادہ ذخیرہ نہیں کر سکتے تھے کہ آپ اللہ سے بیٹے کی دعا کریں کہ وہ آپ کے مال کا وارث ہو اگر ان کے پاس مال ہو آپ نے صرف صالح بیٹے کی دعا کی ہے جو نبوت اور بنی اسرائیل کے مصالح کے قیام اور ان کو راہ راست پر آمادہ کرنے میں آپ کا وارث ہو اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿كهيعص ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا، إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا، قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي

Marfat.com

وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَّ لَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَ اِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآئِيْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴾

آپ نے دعا کی کہ ایسا مددگار جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو یعنی نبوت کا' جیسا کہ ہم نے تفسیر میں بیان کیا ہے' اور قبل ازیں ابوسلمہ کی روایت جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مروی ہے' بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ نبی کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

دوم: انبیاء میں سے رسول اللہ ﷺ کو بعض ایسے احکام سے مخصوص کیا گیا ہے' جن میں وہ آپ سے شراکت نہیں رکھتے' اور ہم اس کے لیے سیرت کے آخر میں ایک الگ باب قائم کریں گے۔ ان شاء اللہ اور اگر یہ فیصلہ ہوتا کہ آپ کے سوا دیگر انبیاء کے وارث ہوتے ہیں' حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اسے روایت کرتے جن میں ائمہ اربعہ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' اور حضرت علی رضی اللہ عنہم شامل ہیں' اور وہ دیگر انبیاء کے سوا' آپ کی اس حکم سے تخصیص کو واضح کرتے ہیں۔

سوم: اس حدیث پر عمل کرنا واجب ہوگا اور اس کے مقتضاء کا فیصلہ وہ ہوگا جو خلفاء نے اس کے متعلق کیا ہے اور علماء نے اس کی صحت کا اعتراف کیا ہے' خواہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہو یا نہ ہو آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ الفاظ کے لحاظ سے یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ کا قول ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ آپ کے فیصلے کی خبر ہو یا آپ سے پہلے کے بقیہ انبیاء کے فیصلے کی خبر ہو' اور یہ ایک واضح فیصلہ ہے' اور یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کی وصیت کا انشاء ہو' گویا آپ فرما رہے ہیں کہ ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا اس لیے کہ جو کچھ ہم ترکہ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا' اور جواز کے لحاظ سے آپ کی تخصیص نے آپ کے تمام مال کو صدقہ بنا دیا ہے۔ لیکن پہلا احتمال زیادہ واضح ہے اور اسی کو جمہور نے اختیار کیا ہے۔ اور دوسرے احتمال کے مفہوم کو مالک وغیرہ کی وہ حدیث تقویت دیتی ہے جو ابوالزناد سے عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میرے وارث کوئی دینار باہم تقسیم نہ کریں گے۔ اور اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عامل کے خرچ کے بعد' میں جو کچھ چھوڑوں گا وہ صدقہ ہوگا۔ اور یہ لفظ صحیحین میں بیان ہوا ہے' اور شیعہ فرقہ کے جن جہلا نے اس حدیث کی روایت میں تحریف کی ہے یہ لفظ اس کی تردید کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ما ترکناہ صدقہ میں صدقۃً نصب کے ساتھ ہے اور ما نافیہ ہے' پس حدیث کے پہلے حصے کے ساتھ کیا کیا جائے گا' جس میں آپ نے لانورث فرمایا ہے؟ اور اس حدیث کے ساتھ کیا کیا جائے گا جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ "ما تركت بعد نفقة نسائي و مؤنة اهلي فهو صدقة" اس قول کا وہی حال ہے۔ جیسے ایک معتزلی سے حکایت بیان کی گئی ہے کہ اس نے اہل سنت کے ایک شیخ کو (و کلم الله موسیٰ تکلیما) نصب جلالت کے ساتھ سنایا' تو شیخ نے اسے کہا' تیرا برا ہو تو اس قول الٰہی (فَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا فَكَلَّمَهٗ) کے ساتھ کیا کرے گا؟ حاصل کلام یہ کہ آپ کے قول ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ پر ہر اس تقدیر کی بنا پر عمل واجب ہوگا جس کا احتمال لفظ اور معنی میں پایا جائے گا۔ بلاشبہ یہ حدیث آیت میراث کے عموم کو مخصوص کرنے والی ہے' اور حضور ﷺ کو اس سے خارج کرنے والی ہے۔ خواہ صرف آپ کو اس سے خارج کرے یا آپ کے دیگر انبیاء بھائیوں کو بھی خارج کرے۔

Marfat.com

باب ۵۴

آپ کی ازواج واولاد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا، وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا، وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ﴾

اس امر میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ حضور ﷺ نو بیویاں چھوڑ کر فوت ہوئے۔

حضرت عائشہ بنت حضرت ابوبکر صدیق التمیمیہ، حضرت حفصہ بنت حضرت عمر بن الخطاب العدویہ، حضرت ام حبیبہ رملہ بنت حضرت ابوسفیان بن حرب بن امیہ الامویہ، حضرت زینب بنت جحش الاسدیہ، حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ المخزومیہ، حضرت میمونہ بنت الحارث الہلالیہ، حضرت سودہ بنت زمعتہ العامریہ، حضرت جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار المصطلقیہ، حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب النضریہ الاسرائیلیہ الہارونیہ رضی اللہ عنہن وارضاہن، اور آپ کی دو لونڈیاں بھی تھیں، حضرت ماریہ بنت شمعون القبطیہ المصریہ جو انصنا کے ضلع سے تھیں جو آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ تھیں، اور حضرت ریحانہ[1] بنت شمعون القرظیہ نے اسلام قبول کر لیا پھر آپ نے اسے آزاد کر دیا اور وہ اپنے اہل کے پاس چلی گئیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ محتجب ہیں۔ واللہ اعلم، اور اس پر مفصل و مرتب گفتگو وہاں ہوگی جہاں پہلے اس کا ذکر آئے گا پس سب سے پہلے ہم آئمہ کے مجموعی کلام کو بیان کرتے ہیں۔

حافظ کبیر ابوبکر بیہقی نے سعید بن ابی عروبہ کے طریق سے بحوالہ قتادہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا اور ان میں سے تیرہ کو گھر لائے، اور گیارہ آپ کے پاس اکٹھی رہیں اور نو کو چھوڑ کر آپ فوت ہوئے پھر انہوں نے ان نو کا ذکر کیا ہے جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں، اور سیف بن عمر نے اسے عن سعید عن قتادہ عن انس روایت کیا ہے اور پہلی اصح[2] ہے، اور سیف بن عمر و التمیمی نے اسے عن سعید عن قتادہ عن انس و ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی مانند روایت کیا ہے اور سعید بن عبداللہ سے عن عبداللہ بن ابی ملیکہ عن عائشہؓ اس کی مانند روایت کی گئی ہے آپ فرماتی ہیں کہ جن دو عورتوں کو آپ گھر نہیں لائے وہ یہ ہیں عمرۃ بنت یزید الغفاریہ اور الشنباء[3]، عمرۃ سے آپ نے خلوت کی اور اس کا لباس اتارا تو اس کے جسم میں برص کے

---

[1] ریحانہ بنت شمعون غلط ہے، عنقریب بیان ہوگا کہ آپ زید کی بیٹی ہیں۔

[2] التیموریہ میں ہے کہ زہیر بن کثیر نے اسے قتادہ سے بحوالہ انس روایت کیا ہے۔

[3] ابن ہشام میں ہے کہ یہ دونوں اسماء بنت النعمان الکندیہ اور عمرۃ بنت یزید الکلابیہ تھیں، پہلی کے ہاں آپ نے سفیدی دیکھی اور اسے مہر دے کر اس کے اہل کی طرف لوٹا دیا اور دوسری نے آپ سے پناہ مانگی۔

Marfat.com

داغ دیکھے تو اسے واپس کر دیا اور اسے مہر دیا اور دوسروں پر حرام ہو گئی۔ اور الشنباء جب آپ کے پاس آئی تو وہ تیار نہ تھی آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی تیاری کا انتظار کرنے لگے اور جب آپ کے صاحب زادے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی تو الشنباء کہنے لگی اگر آپ نبی ہوتے تو آپ کا صاحبزادہ نہ مرتا' تو آپ نے اسے طلاق دے دی اور اسے مہر دیا اور وہ دوسروں پر حرام ہو گئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جو عورتیں آپ کے پاس اکٹھی ہوئیں وہ یہ ہیں' حضرت عائشہ' حضرت سودہ' حضرت حفصہ' حضرت ام سلمہ' حضرت ام حبیبہ' حضرت زینب بنت جحش' حضرت زینب بنت خزیمہ' حضرت جویریہ' حضرت صفیہ' حضرت میمونہ' حضرت ام شریک رضی اللہ عنہم۔

میں کہتا ہوں' صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گیارہ عورتوں کے پاس چکر لگاتے تھے اور مشہور یہ ہے کہ آپ حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا کو گھر نہیں لائے جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت آئے گی لیکن ان گیارہ سے مراد یہ ہے کہ آپ نو مذکورہ عورتوں اور دو لونڈیوں حضرت ماریہ اور حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے پاس چکر لگایا کرتے تھے اور یعقوب بن سفیان القسوی نے عن الحجاج بن ابی منیع عن جدہ عبید اللہ بن ابی الزیاء والرصافی عن زہری روایت کی ہے اور بخاری نے اپنی صحیح میں اسے ابن حجاج سے معلق قرار دیا ہے اور حافظ ابن عساکر نے اس سے ایک حصہ بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت سے نکاح کیا وہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں' بعثت سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد نے آپ سے ان کا نکاح کیا اور ایک روایت میں ہے زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ کی عمر ۲۱ سال تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۵ سال تھی' یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب کعبہ کی تعمیر کی گئی اور واقدی نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی اور دیگر اہل علم کا قول ہے کہ حضور علیہ السلام کی عمر اس وقت ۳۰ سال تھی اور حکیم بن حزام بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۲۸ سال تھی ابن عساکر نے ان دونوں کی روایت کی ہے اور ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۳۷ سال تھی' پس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے' قاسم' جس سے آپ کنیت کرتے تھے' طیب' طاہر' زینب' رقیہ' ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کو جنم دیا۔ میں کہتا ہوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سوائے ابراہیم کے جو حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے' آپ کی تمام اولاد کی ماں تھیں جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت ہو گی' پھر انہوں نے بنات رسول میں سے ہر بیٹی اور جس نے اس سے نکاح کیا' پر گفتگو کی ہے' جس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف نے نکاح کیا۔ اور یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے ان کی ماں ہالہ بنت خویلد تھیں' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے ایک بیٹے کو جنم دیا جس کا نام علیؓ تھا اور ایک بیٹی کو جنم دیا جس کا نام امامہ بنت زینب تھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور ابھی آپ زندہ تھیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے پھر ان کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب سے نکاح کیا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور آپ سے ان کے ہاں ایک بیٹا عبید اللہ پیدا ہوا

Marfat.com

جس سے پہلے آپ کنیت کرتے تھے پھر آپ نے اپنے بیٹے عمرو سے کنیت اختیار کر لی' حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اس وقت فوت ہوئیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں تھے اور جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فتح کی بشارت لے کر آئے کہ انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے آپ پر مٹی برابر کر دی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی تیمار داری کے لیے ان کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ اور اجر لگایا پھر ان کی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا اس وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے' حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وفات پا گئیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کے عمزاد حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور جنگ بدر کے بعد آپ کو گھر لائے اور آپ کے ہاں ان سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ' جن سے آپ کنیت کرتے تھے' اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو سرزمین عراق میں شہید ہوئے۔ میں کہتا ہوں' کہا جاتا ہے کہ محسن بھی آپ کے ہاں پیدا ہوا اور راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ہاں پیدا ہوئیں اور اس زینب سے ان کے عمزاد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا اور ان سے آپ کے ہاں علی اور عون پیدا ہوئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس ہی ان کی وفات ہوئی اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا جس سے آپ کے ہاں حضرت زید پیدا ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں چھوڑ کر فوت ہو گئے' تو اس کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنے چچا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا۔ آپ نے عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو وہ بھی آپ کو چھوڑ کر مر گئے اور اس کے بعد ان کے بھائی محمد نے آپ سے نکاح کیا تو وہ بھی آپ کو چھوڑ کر مر گئے۔ اس کے بعد ان دونوں کے بھائی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح کیا تو آپ ان کے ہاں فوت ہو گئیں۔ زہری بیان کرتا ہے کہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دو مردوں سے نکاح کیا تھا' ان میں سے ایک عتیق بن عابد[1] بن مخزوم تھا' جس سے آپ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو محمد بن صیفی کی والدہ ہیں' اور دوسرا ابوہالہ تمیمی تھا جس سے آپ کے ہاں ہند بن ہند پیدا ہوا اور ابن اسحاق نے اس کا نام بھی بیان کیا ہے' زہری بیان کرتے ہیں' پھر عابد کے مرنے کے بعد ابوہالہ النباش بن زرارہ نے آپ سے نکاح کیا' جو بنی عمرو بن تمیم کا ایک آدمی تھا' اور بنی عبدالدار کا حلیف تھا' اس سے آپ کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی' پھر وہ آپ کو چھوڑ کر مر گیا' تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے ہاں چار لڑکیاں پیدا ہوئیں' پھر ان کے بعد قاسم' طیب اور طاہر پیدا ہوئے' پس ابھی وہ دودھ پیتے تھے کہ جوانی کا جوش جاتا رہا۔

میں کہتا ہوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ اسی طرح عبدالرزاق نے عن معمر عن زہری' عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا اسے روایت کیا ہے' کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے۔ اور قبل ازیں ہم آپ کی ترویج کا اپنے مقام پر ذکر کر آئے ہیں اور آپ کے کچھ فضائل کو بھی دلائل کے ساتھ بیان کر آئے ہیں۔

---

[1] ابن ہشام کی روایت میں عابد ہے اور سہیلی کے روض الانف میں عائذ ہے اور اسے ابوہالہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

زہری بیان کرتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ عبداللہ بن ابی قحافہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ کے ساتھ نکاح کیا۔ اور آپ نے آپ کے سوا کسی اور باکرہ سے نکاح نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی‘ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کے ایک بچے کا اسقاط ہو گیا تھا‘ جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رکھا تھا‘ اسی وجہ سے آپ ام عبداللہ کنیت کرتی تھی‘ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما سے کنیت کرتی تھیں جو آپ کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیٹا تھا۔ میں کہتا ہوں بعض کا قول ہے آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قبل‘ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا‘ یہ بات ابن اسحاق وغیرہ نے بیان کی ہے اور اس کے متعلق جو اختلاف پایا جاتا ہے اسے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم

اور قبل ازیں ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ آپ نے ان دونوں سے ہجرت سے قبل نکاح کیا تھا۔ اور آپ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گھر لانا ہجرت کے بعد تک مؤخر ہو گیا‘ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے حضرت حفصہ بنت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا جو آپ سے پہلے خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی کے نکاح میں تھیں۔ وہ مومن ہونے کی حالت میں آپ کو چھوڑ کر مر گیا۔ اور آپ نے ام سلمہ ہند بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے نکاح کیا‘ اور آپ سے قبل وہ اپنے عمزاد ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیوی تھیں‘ اور آپ نے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حل بن عامر بن لوئی سے نکاح کیا‘ جو پہلے سہیل بن عمرو کے بھائی اسکران بن عمرو بن عبد شمس کی بیوی تھیں‘ جو ارض حبشہ سے آپ کے ساتھ واپس مکہ آنے کے بعد مسلمان ہونے کی حالت میں آپ کو چھوڑ کر مر گیا تھا‘ اور آپ نے ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی سے نکاح کیا جو قبل ازیں عبداللہ بن جحش بن رئاب کے نکاح میں تھیں‘ جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھا جو سرزمین حبشہ میں نصرانی ہونے کی حالت میں فوت ہو گیا تھا‘ رسول کریم ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو سرزمین حبشہ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا تو انہوں نے اسے منگنی کا پیغام دیا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس سے آپ کا نکاح کروا دیا‘ صحیح بات یہ ہے کہ عثمان بن ابی العاص نے نکاح کروایا اور آپ کی طرف سے نجاشی نے چار سو دینار مہر اسے دیا اور اسے شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ بھیج دیا۔ اس سارے واقعہ کو ہم قبل ازیں مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں۔ اور آپ نے زینب بنت جحش بن رئاب بن اسد بن خزیمہ ① سے نکاح کیا اور ان کی ماں رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب تھیں اور آپ سے پہلے یہ حضور ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور یہ آپ کی بیویوں میں سے سب سے پہلے آپ سے ملنے والی ہیں اور یہ پہلی عورت ہیں جن کے لیے تابوت بنایا گیا‘ جسے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بنایا جیسے کہ انہوں نے اسے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا اور آپ نے

---

① صحیح یہ ہے کہ آپ عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔

Marfat.com

زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جو بنی عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے تھیں' انہیں ام المساکین کہا جاتا تھا' اور آپ سے پہلے یہ حضرت عبداللہ بن جحش بن رباب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو احد کے روز قتل ہو گئے تھے' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑا عرصہ ہی آپ کے پاس ٹھہرے تھے کہ آپ فوت ہو گئیں' اور یونس بحوالہ ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ حضورؐ سے پہلے آپ الحصین ابن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف یا ان کے بھائی الطفیل بن الحارث[1] کی بیوی تھیں۔ زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ' سے نکاح کیا' راوی بیان کرتا ہے' آپ ہی نے اپنے نفس کو ہبہ کیا تھا۔

میں کہتا ہوں صحیح بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پیغام نکاح دیا اور دونوں کے درمیان آپ کا غلام ابو رافع سفیر تھا' جیسا کہ ہم نے عمرۃ القضا میں اسے تفصیلاً بیان کیا ہے۔

زہری بیان کرتے ہیں' حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے پہلے دو مردوں سے شادی کی۔ جن میں سے پہلا ابن عبد یالیل تھا' اور سیف بن عمرو نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ آپ عمیر بن عمرو کی بیوی تھیں جو بنی عقدہ بن ثقیف بن عمرو ثقفی کا ایک آدمی تھا' جو آپ کو چھوڑ کر مر گیا۔ پھر ابورھم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی[2] نے آپ سے شادی کی راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار بن الحارث بن عامر بن مالک بن المصطلق کو المریسیع کی جنگ میں خزاعہ سے قیدی بنایا اور آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اور آپ سے پہلے وہ اپنے عمزاد صفوان بن ابی السفر کی بیوی تھیں' قتادہ سعید المسیب شعبی اور محمد بن اسحاق وغیرہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ خزاعہ کا یہ بطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ابوسفیان کا حلیف تھا' اسی لیے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حارث بن ابی ضرار اور قریظہ کا معاہدہ تمہارے بارے میں برابر ہے۔

اور سیف بن عمرو اپنی روایت میں سعید بن عبداللہ سے عن ابن ابی ملیکہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اپنے عمزاد مالک بن صفوان بن تولب ذالشغر بن ابی السرح بن مالک بن المصطلق کی بیوی تھیں۔

راوی بیان کرتا ہے اور آپ نے صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کو خیبر کے روز بنی نضیر سے قیدی بنایا جو کنانہ بن ابی الحقیق کی دلہن تھیں اور سیف بن عمرو نے اپنی روایت میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ کنانہ سے قبل' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سلام بن مشکم کے پاس تھیں۔ واللہ اعلم

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ تیرہ عورتیں تھیں جنہیں آپ گھر لائے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں

---

[1] ابن ہشام کی روایت ہے کہ آپ قبل ازیں عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف کی بیوی تھیں اور عبیدہ سے قبل آپ اپنے عمزاد جہم بن عمرو بن الحارث کی بیوی تھیں۔

[2] ابن اسحاق نے ابورھم کے سوا کسی کا ذکر نہیں کیا۔

Marfat.com

حضرت نبی کریم ﷺ کی ازواج میں سے ہر بیوی کو بارہ ہزار روپیہ دیا اور حضرت جویریہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما کو چھ چھ ہزار روپیہ دیا اس لیے کہ انہیں قیدی بنایا گیا تھا زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حجاب میں رکھا اور انہیں حصہ دیا۔

میں کہتا ہوں کہ قبل ازیں ہم نے اپنے مقام پر حضور ﷺ کے ہر ایک بیوی کے ساتھ نکاح کرنے کے حالات مفصل طور پر لکھ دیئے ہیں۔ زہری بیان کرتے ہیں کہ آپ نے بنی بکر بن سلمذب کے ظبیان بن عمرو کی بیٹی عالیہ سے بھی نکاح کیا اور اسے گھر لائے اور اسے طلاق دے دی' بیہقی بیان کرتے ہیں میری کتاب میں اسی طرح لیکن دوسروں کی روایت میں ہے کہ آپ اسے گھر نہیں لائے اور اسے طلاق دے دی اور محمد بن سعد' ہشام بن محمد بن السائب کلبی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بنی ابی بکر بن کلاب کے ایک آدمی نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان بن عمرو بن عوف بن کعب بن عبد بن ابی بکر بن کلاب سے نکاح کیا اور وہ ایک مدت تک آپ کے پاس ٹھہری رہی۔ پھر آپ نے اسے طلاق دے دی' اور یعقوب بن سفیان نے عن حجاج بن منیع عن جدہ عن زہری عن عروہ عن عائشہ روایت کی ہے کہ ضحاک بن سفیان کلابی نے عالیہ کے متعلق آپ کو بتایا اور میں پس پردہ بن رہا تھا' اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو ام شبیب کی بہن میں کوئی دلچسپی ہے؟ اور ام شبیب ضحاک کی بیوی ہے اور یہی بات زہری نے کہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عمرو بن کلاب کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ آپ کو اطلاع ملی کہ اس کے جسم پر برص کی سفیدی کے داغ ہیں' تو آپ نے اسے طلاق دے دی اور اسے گھر نہیں لائے۔ میں کہتا ہوں ظاہر ہے کہ یہ وہی عورت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا تھا۔ واللہ اعلم

راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے بنی الجوان الکندی کی بہن سے نکاح کیا۔[1] اور وہ بنی فرازہ کے حلیف ہیں پس اس نے آپ سے پناہ مانگی تو آپ نے فرمایا: تو نے ایک عظیم ہستی کی پناہ مانگی ہے' اپنے اہل کے پاس چلی جا اور آپ نے اسے طلاق دے دی اور اسے گھر نہیں لائے۔ راوی بیان کرتا ہے' کہ آپ کی ایک لونڈی بھی تھی' جسے ماریہ کہا جاتا تھا' اس سے آپ کے ہاں ایک لڑکا ابراہیم نام پیدا ہوا اور فوت ہو گیا اور اس نے گہوارے کو بھر دیا۔ اور ریحانہ بنت شمعون نام آپ کی ایک لونڈی تھی' جو اہل کتاب میں سے خنافہ میں سے تھی جو بنی قریظہ کا ایک بطن ہیں' رسول اللہ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا' مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ محتجب ہو گئی تھی۔

اور حافظ ابن عساکر نے اپنی سند سے علی بن مجاہد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خولہ بنت ہذیل بن ہبیرہ تغلبی سے نکاح کیا جس کی ماں خرنق بنت خلیفہ تھی' جو دحیہ بنت خلیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھی' اسے شام سے سوار کرا کر آپ کے پاس لایا گیا تو وہ راستے میں ہی فوت ہو گئی' تو آپ نے اس کی خالہ شراف بنت فضالہ بن خلیفہ سے نکاح کیا' اسے بھی شام سے سوار کرا کے لایا گیا وہ بھی راستے ہی میں فوت ہو گئی اور یونس بن بکیر بحوالہ محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسماء بنت کعب

---

[1] الروض الانف میں سہیلی نے اس کا نام اسماء بنت النعمان بن الجون الکندیہ لکھا ہے' اور بیان کیا ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اس سے نکاح کیا' لیکن آپ کے اس سے علیحدگی اختیار کر لینے کے بارے میں ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

Marfat.com

الجونیہ سے نکاح کیا' اور وہ آپؐ سے پہلے فضل بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھی' جنہوں نے اسے گھر لائے بغیر طلاق دے دی۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ان دو عورتوں کا ذکر زہری نے کیا ہے اور ان کا نام نہیں بتایا' مگر ابن اسحاق نے عالیہ کا ذکر نہیں کیا' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبدالجبار نے عن یونس بن بکیر عن زکریا بن ابی زائدہ عن شعبی ہمیں بتایا کہ کچھ عورتوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تو ان میں سے بعض عورتوں کو آپ گھر لائے اور بعض کو مؤخر کر دیا اور ان کے قریب نہیں گئے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی' اور انہوں نے بھی آپ کے بعد نکاح نہیں کیا' ان میں سے ام شریک بھی ہیں' یہ قول الٰہی انہی کے متعلق ہے کہ:

﴿ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُؤْوِیْٓ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ ﴾

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ہشام بن عروہ سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ خولہ بنت حکیم بھی ان عورتوں میں شامل تھیں جنہوں نے اپنا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا۔ نیز بیہقی بیان کرتے ہیں' ابو رشید الساعدی کی حدیث میں اس جونیہ کے واقعہ میں' جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی تھی اور آپ نے اسے اس کے گھر والوں کے پاس بھیج دیا تھا' ہم نے روایت کی ہے کہ اس کا نام امیمہ بنت النعمان بن شراحیل تھا' اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ زبیری نے ہم سے بیان کیا عبدالرحمٰن بن الغسیل نے عن حمزہ بن ابی اسید عن ابیہ وعباس بن سہل عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ ہمارے پاس سے گزرے تو ہم بھی آپ کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ ہم الشوط نامی باغ کی طرف گئے اور دو باغوں کے درمیان پہنچ کر بیٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بیٹھ جاؤ'' اور اندر داخل ہو کر آپ جونیہ کو لائے اور وہ امیمہ بنت النعمان بن شراحیل کے گھر میں علیحدہ ہوگئی اور اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی تھی' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے تو آپ نے اسے فرمایا مجھے اپنا آپ بخش دو' اس نے کہا کیا ملکہ بھی' رعیت کو اپنا آپ بخشتی ہے۔ نیز کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں' آپ نے فرمایا تو نے پناہ گاہ کی پناہ مانگی ہے' پھر آپ نے ہمارے پاس آ کر فرمایا اے ابو اسید اسے دو قمیصیں پہنا دو اور اس کے اہل کے پاس پہنچا دو۔ اور ابو احمد کے سوا' دوسرے لوگوں نے بنی الجون کی عورت کا نام امینہ بتایا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن الغسیل نے حمزہ بن ابی اسید سے بحوالہ ابی اسید ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے چلتے الشوط نامی باغ میں گئے یہاں تک کہ ہم دو باغوں تک پہنچ گئے اور ان دونوں کے درمیان بیٹھ گئے' آپ نے فرمایا: ''اس جگہ بیٹھ جاؤ'' پس آپ اندر گئے اور جونیہ کو بھی لایا گیا اور اسے امیمہ بنت النعمان بن شراحیل کے گھر میں ایک جگہ اتارا گیا اور اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی تھی' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے تو فرمایا مجھے اپنا آپ بخش دو' اس نے کہا کیا ملکہ' رعیت کو اپنا آپ بخشتی ہے؟ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اسے سکون دینے کے لیے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھنے کے لیے جھکایا تو اس نے کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں' آپ نے فرمایا تو نے پناہ گاہ کی پناہ مانگی ہے' پھر آپ نے ہمارے پاس آ کر فرمایا اے ابو اسید اسے دو قمیصیں پہنا دو اور اس کے اہل کے پاس پہنچا دو۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حسین بن ولید نے عن عبدالرحمٰن بن الغسیل عن عباس بن سہل بن سعد عن ابیہ وابی سعید بیان

Marfat.com

کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا اور جب اسے آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس نے اس بات کو ناپسند کیا' تو آپ نے ابواسید کو حکم دیا کہ اسے دو کپڑے اور سامان دے دو' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم الوزیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن حمزہ نے اپنے باپ اور عباس بن سہل بن سعد اور اس کے باپ سے اس حدیث کو ہم سے بیان کیا۔

اصحاب کتب میں سے امام بخاری ان روایات کے بیان کرنے میں منفرد ہیں' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی کس بیوی نے آپ سے پناہ مانگی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ عروہ نے مجھے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتایا کہ جب الجون کی دختر کو حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا' میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں' آپ نے فرمایا تو نے ایک عظیم ہستی کی پناہ مانگی ہے' اپنے اہل کے پاس چلی جا۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن ابی منیع نے اسے اپنے دادا سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے کہ عروہ نے انہیں بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یہ حدیث بتائی تھی' بخاری' مسلم کو چھوڑ کر اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابن مندہ کی کتاب المعرفۃ میں میں نے دیکھا ہے کہ جس عورت نے آپ سے پناہ مانگی' اس کا نام امیمہ بنت النعمان بن شراحیل تھا' اور بعض کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت ضحاک تھا' اور صحیح یہی ہے کہ اس کا نام امیمہ تھا۔ واللہ اعلم

اور ان کا خیال ہے کہ کلابیہ کا نام عمرۃ تھا' اور یہی وہ عورت تھی' جس کے باپ نے اس کی یہ صفت بیان کی تھی کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ اور محمد ابن سعد نے محمد بن عبداللہ سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان نے آپ سے پناہ مانگی تھی اور آپ نے اسے طلاق دے دی تھی' اور وہ مینگنیاں اُٹھاتی تھی اور کہتی تھی کہ میں بدبخت ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے ذوالقعدہ ۸ ھ میں اس سے نکاح کیا اور وہ ۶۰ ھ میں فوت ہوئی' اور یونس نے بحوالہ ابن اسحاق ان عورتوں کا ذکر کیا ہے جن سے آپ نے نکاح کیا اور انہیں گھر نہیں لائے' ان میں ایک اسماء[1] بنت کعب الجونیہ اور دوسری عمرہ بنت یزید الکلابیہ تھی' اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ' اسماء بنت النعمان بن الجون بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب اس نے آپ سے پناہ مانگی اور آپ برافروختہ ہو کر اس کے پاس سے چلے آئے' تو اشعث نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ اس بات سے غمگین نہ ہوں میرے پاس اس سے خوبصورت لڑکی ہے اور اس نے اپنی بہن قتیلہ کا آپ سے نکاح کر دیا' اور ابن اسحاق کے سواء دوسرے مؤرخین کہتے ہیں کہ یہ ربیع ۹ ھ کا واقعہ ہے اور سعید بن عروبہ بحوالہ قتادہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا اور انھوں نے ان میں ام شریک انصاریہ بخاریہ کا بھی ذکر کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں انصاری عورتوں سے نکاح کرنا پسند کرتا ہوں مگر میں ان کی غیرت کو پسند نہیں کرتا۔ اور آپ ام شریک کو گھر نہیں لائے راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے بنی حرام پھر بنی

[1] ابن ہشام کی روایت میں اسماء بنت النعمان بن الجون الکندیہ ہے۔

Marfat.com

سلیم کی اسماء بنت الصلت سے بھی نکاح کیا اور اسے بھی گھر نہیں لائے اور آپ نے حمزۃ بنت الحارث المزینہ کو پیغام نکاح دیا۔

اور حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری اور ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ عورتوں سے نکاح کیا اور اس نے ان میں اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ بنت قیس کا بھی ذکر کیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ نے اپنی وفات سے دو ماہ قبل اس سے نکاح کیا اور بعض کا خیال ہے کہ آپ نے اپنی بیماری میں اس سے نکاح کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ یہ عورت آپ کے پاس نہیں آئی اور نہ آپ نے اسے دیکھا ہے اور نہ اسے گھر لائے ہیں' اور بعض دیگر لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے وصیت کی کہ قتیلہ کو اختیار دیا جائے چاہے تو پردہ کرے اور مومنین پر حرام ہو جائے اور چاہے تو کسی سے نکاح کرے' تو اس نے نکاح کرنا پسند کیا اور حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ نے حضرموت میں اس سے نکاح کر لیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب اس امر کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا میں نے ان دونوں کو جلا دینے کا ارادہ کیا ہے' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا نہ تو وہ عورت امہات المومنین میں سے ہے اور نہ آپ اسے گھر لائے ہیں اور نہ اس کو پردے کی پابند کیا ہے' ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ بعض کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق کوئی وصیت نہیں کی اور وہ اس کے بعد مرتد ہو گئی تھی پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلاف اس کے ارتداد سے یہ حجت پکڑی کہ وہ امہات المومنین میں سے نہیں ہے اور ابن مندہ نے بیان کیا ہے کہ ارتداد اختیار کرنے والی عورت البوحارتھی جو بنی عوف بن سعد بن ذبیان سے تعلق رکھتی تھی۔ اور حافظ ابن عساکر کئی طرق سے عن داؤد بن ابی ہند عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ سے نکاح کیا اور آپ اسے اختیار دینے سے قبل ہی فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے خلاصی دے دی' اور حماد بن سلمہ نے' داؤد بن ہند سے بحوالہ شعبی روایت کی ہے کہ جب حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ نے قتیلہ سے نکاح کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کر دینے کا ارادہ کیا پس حضرت عمر بن الخطاب نے ان سے گفتگو کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ اسے گھر نہیں لائے اور اس نے اپنے بھائی کے ساتھ ارتداد اختیار کیا ہے۔ پس وہ اللہ اور اس کے رسول سے الگ ہو گئی ہے پس آپ مسلسل ان سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر' حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما کے قتل سے رُک گئے۔

حاکم بیان کرتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے امہات المومنین کی تعداد میں فاطمہ بنت شریح اور سباء بنت اسماء[1] بن الصلت السلمیہ کا بھی اضافہ کیا ہے اور یہی ابن عساکر نے ابن مندہ کے طریق سے اس کی سند سے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے اور محمد بن سعد نے بھی بحوالہ کلبی یہی بیان کیا ہے' ابن سعد بیان کرتے ہیں وہ سباء تھی' ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ اسے سباء بنت الصلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن حرام بن سماک بن عوف السلمی کہا جاتا ہے اور ہشام بن محمد بن السائب کلبی نے ہمیں بتایا کہ عرزمی نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سباء بنت سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بھی تھی نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو السید کو بنی عامر کی ایک عورت عمرۃ بنت یزید بن

---

[1] سہیلی کی روایت میں سنی بنت الصلت یا سناء بنت اسماء بنت الصلت بیان ہوا ہے۔

Marfat.com

عبید بن کلاب کو پیغام نکاح دینے کے لیے بھیجا پس آپ نے اس سے نکاح کر لیا تو آپ کو پتا چلا کہ اس کے جسم میں برص کی سفیدی کے داغ ہیں تو آپ نے اسے طلاق دے دی۔

اور محمد بن سعدؒ بحوالہ واقدی بیان کرتے ہیں کہ ابو معشر نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ملیکہ بنت کعب سے نکاح کیا جس کے یکتا جمال کے چرچے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جا کر اسے کہا کیا تجھے اپنے باپ کے قاتل سے نکاح کرتے شرم نہیں آئی تو اس نے آپ سے پناہ مانگی اور آپ نے اسے طلاق دے دی اور اس کی قوم کے لوگوں نے آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ چھوٹی ہے اور اس کی کوئی رائے نہیں اور وہ دھوکہ کھا گئی ہے آپ اسے واپس لائیں' آپ نے انکار کیا تو انہوں نے آپ سے اس کی بنی عذرہ کے ایک قرابت دار سے اس کی شادی کر دینے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی' راوی بیان کرتا ہے اس کے باپ کو فتح مکہ کے روز' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا' واقدی بیان کرتا ہے کہ عبدالعزیز الجندعی نے اپنے باپ سے بحوالہ عطاء بن یزید مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اسے رمضان ۸ھ میں گھر لائے اور وہ آپ کے پاس ہی فوت ہوئی' واقدی بیان کرتا ہے کہ ہمارے اصحاب اس سے انکار کرتے ہیں' اور حافظ ابوالقاسم بن عساکر بیان کرتے ہیں کہ ابوالفتح یوسف بن عبدالواحد الماہانی نے ہمیں بتایا کہ شجاع بن علی بن شجاع نے ہمیں خبر دی کہ ابوعبداللہ بن مندہ نے ہمیں بتایا کہ حسن بن محمد بن حکیم مروزی نے ہمیں خبر دی کہ ابوالموجہ محمد بن عمرو بن الموجہ الفزاری نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عثمان نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن المبارک نے ہمیں خبر دی کہ یونس بن یزید نے بحوالہ ابن شہاب زہری ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد سے مکہ میں نکاح کیا' اور آپ سے پہلے وہ خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں' پھر آپ نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا اور آپ سے پہلے وہ بنی عامر بن لوئی کے بھائی السکران بن عمر کے نکاح میں تھیں' پھر آپ نے حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے نکاح کیا اور آپ سے پہلے وہ بنی خزیمہ کے ایک شخص عبیداللہ بن جحش اسدی کے نکاح میں تھیں' پھر آپ نے حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' آپ کا نام ہند تھا اور آپ سے پہلے وہ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں' پھر آپ نے حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ سے نکاح کیا اور بنی بکر بن عمرو بن کلاب کی عالیہ بنت ظبیان سے نکاح کیا' اور کندہ میں سے بنی الجون کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ اور خزاعہ میں سے بنو مصطلق کی جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار کو غزوۃ المریسیع میں' جس میں مناۃ کو تباہ کیا گیا تھا' آپ نے قیدی بنایا۔ اور بنی نضیر میں سے صفیہ بنت حی بن اخطب کو آپ نے قیدی بنایا اور یہ دونوں عورتیں اس فئے میں سے تھیں جو اللہ نے آپ کو عطاء کی تھی اور ان دونوں کو آپ کے حصہ دیا' اور حضرت ماریہ قبطیہ کو آپ نے لونڈی بنایا' جس سے آپ کے ہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔ اور بنی قریظہ میں سے آپ نے ریحانہ کو لونڈی بنایا' پھر اسے آزاد کر دیا اور وہ اپنے اہل کے پاس چلی گئی اور اپنے اہل کے پاس ہی محتجب ہو گئیں' اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عالیہ بنت ظبیان جسے طلاق دی گئی تھی' اس نے اللہ تعالیٰ کے عورتوں کے حرام قرار دینے سے قبل اپنی قوم میں اپنے ایک عزاد سے نکاح کر لیا تھا اور اس کے اولاد بھی ہوئی تھی' ہم نے اسے ایک غریب سند سے بیان کیا ہے' جس میں مدینہ میں آپ کے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا ذکر نہیں پایا جاتا' اور صحیح یہ ہے کہ ہجرت سے قبل آپ مکہ میں تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر۔

Marfat.com

آئے ہیں۔ واللہ اعلم

یونس بن بکیر' محمد بن اسحاق کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے سے تین دن قبل وفات پائی۔ اور آپ نے ان کی زندگی میں کسی عورت سے نکاح نہیں کیا' حتیٰ کہ انہوں نے اور حضرت ابوطالب نے ایک ہی سال میں وفات پائی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' ان کے سوا آپ نے کسی باکرہ عورت سے نکاح نہیں کیا' اور ان سے آپ کے ہاں وفات تک کوئی بیٹا نہیں ہوا' پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ نے حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ ام المساکین سے نکاح کیا' پھر ان کے بعد حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' پھر ان کے بعد حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا پھر ان کے بعد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا پھر ان کے بعد حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث بن ابی ضرار سے نکاح کیا۔ پھر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ نے حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب سے نکاح کیا۔ پھر ان کے بعد حضرت میمونہ بنت الحارث ہلالیہ سے نکاح کیا' یہ ترتیب زہری کی ترتیب سے بہتر اور اچھی ہے۔ واللہ اعلم

اور یونس بن بکیر' عن ابی یحییٰ عن جمیل بن زید طائی عن سہل بن زید انصاری بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی غفار کی ایک عورت سے نکاح کیا اور اسے گھر لائے اور آپ کے حکم سے اس نے اپنے کپڑے اتارے' تو آپ نے اس کے پستانوں کے پاس برص کی سفیدی دیکھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنارہ کش ہو گئے اور فرمایا اپنے کپڑے لے لو' اور صبح کو اسے فرمایا' اپنے اہل کے پاس چلی جاؤ' اور اسے اس کا پورا مہر ادا کیا (اور ابونعیم نے اسے جمیل بن زید کی حدیث سے بحوالہ سہل بن زید انصاری روایت کیا ہے اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں سے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غفار کی ایک عورت سے نکاح کیا۔

میں کہتا ہوں کہ جن عورتوں سے آپ نے نکاح کیا اور انہیں گھر نہیں لائے' ان میں ام شریک ازدیہ بھی ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ ثابت شدہ بات یہ ہے کہ وہ دوسیہ تھی' بعض انصاریہ بھی کہتے ہیں اور بعض عامریہ کہتے ہیں' اور وہ خولہ بنت الحکیم السلمی تھی' اور واقدی بیان کرتا ہے کہ اس کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم تھا' اور محمد بن اسحاق عن حکیم بن حکیم عن محمد بن علی بن الحسین عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل پندرہ عورتوں سے نکاح کیا' جن میں ام شریک انصاریہ بھی تھی' جس نے اپنا آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا تھا' اور سعید بن ابی عروبہ بحوالہ قتادہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے بنی نجار میں سے ام شریک سے نکاح کیا اور فرمایا میں انصاری عورتوں سے نکاح کرنا پسند کرتا ہوں' لیکن میں ان کی غیرت کو پسند نہیں کرتا۔ اور آپ اسے گھر نہیں لائے

اور ابن اسحاق' عن حکیم' عن محمد بن علی عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلیٰ بنت الحطیم انصاریہ سے نکاح کیا جو بڑی غیور تھی' اور اسے آپ کے متعلق اپنی حق تلفی کا خوف ہوا اور اس نے آپ سے فسخ نکاح کی درخواست کی تو آپ نے اس کا نکاح فسخ کیا۔

Marfat.com

باب ۵۵

جن عورتوں کو آپؐ نے نکاح کا پیغام دیا اور ان سے عقد نہیں کیا

اسماعیل بن ابی خالد' شعبی سے بحوالہ حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام دیا' تو انہوں نے کہا کہ میرے بچے چھوٹے ہیں' تو آپ نے انہیں چھوڑ دیا اور فرمایا: بہترین عورتیں وہ ہیں جو اونٹوں پر سوار ہوں' اور قریش کی اچھی عورت وہ ہے جو چھوٹے بچے پر' جو صغرسنی میں ہو' بہت مہربان ہو' اور جو کچھ اس کے خاوند کے قبضہ ہو اس کی بہت حفاظت کرنے والی ہو۔ اور عبدالرزاق نے عن معمر عن زہری' عن سعید بن المسیب' عن ابی ہریرۃؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا' تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں بڑی عمر کی ہوں اور میرے بچے بھی ہیں۔ اور امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عبد بن حمید نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن السدی عن ابی صالح عن ام ہانی بنت ابی طالب ہم سے بیان کیا' وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نکاح کا پیغام دیا' تو میں نے آپ کے پاس عذر کیا' تو آپؐ نے مجھے معذور قرار دیا' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ وَ مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَ بَنٰتِ عَمِّکَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَ بَنٰتِ خَالِکَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ ھَاجَرْنَ مَعَکَ﴾ الآیۃ

آپ فرماتی ہیں' میں آپ کے لیے حلال نہ تھی' کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی' اور میں طلقاء میں سے تھی' پھر کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور ہم اسے السدی کی حدیث سے جانتے ہیں اور اس کا مقتضا یہ ہے کہ جو مہاجرہ نہ ہو وہ آپ کے لیے حلال نہیں' اور اس مذہب کو علی الاطلاق' قاضی ماوردی نے اپنی تفسیر میں بعض علماء کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿الّٰتی ھاجرن معک﴾ سے مراد مذکورہ قرابت دار عورتیں ہیں' اور قتادہ کہتے ہیں ﴿الّٰتی ھاجرن معک﴾ یعنی جو آپ کے ساتھ مسلمان ہوئی ہیں' اس لحاظ سے صرف کفار عورتیں ہی آپ پر حرام ہوں گی اور تمام مسلمان عورتیں آپ پر حلال ہوں گی' پس اگر انصاری عورتوں سے آپ کا نکاح ثابت ہو جائے تو وہ اس کے منافی نہیں' لیکن آپ ان میں سے اصلاً ایک کو بھی گھر نہیں لائے۔

اور ماوردی نے' شعبی کے حوالے سے جو بیان کیا ہے کہ زینب بنت خزیمہ ام المساکین انصاریہ تھیں یہ روایت جید نہیں وہ بلا اختلاف ہلالیہ تھیں۔ جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم۔ اور محمد بن سعد نے عن ہشام بن الکلبی عن ابیہ عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ لیلیٰ بنت الخطیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ سورج کی طرف پشت کیے ہوئے تھے اس نے آپ کے کندھے پر ضرب لگائی تو آپ نے فرمایا یہ کون ہے سیاہ بھیڑیا کھائے' اس نے کہا میں پرندوں کو کھانا کھلانے والے اور ہوا کا مقابلہ کرنے والے کی بیٹی ہوں میں لیلیٰ بنت الخطیم ہوں میں آپ کے پاس اس لیے آئی ہوں کہ اپنے آپ کو آپ کے سامنے پیش کروں مجھ سے نکاح کیجیے آپ نے فرمایا "میں نے نکاح کیا"' پس وہ واپس جا کر اپنی قوم

Marfat.com

سے کہنے لگی میں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے نکاح کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا تو نے بہت برا کیا ہے تو بڑی غیرت مند عورت ہے اور رسول اللہ ﷺ عورتوں والے ہیں تو ان پر غیرت کرے گی اور وہ تیرے خلاف اللہ سے دعا کریں گے پس تو آپ سے فسخ نکاح کی درخواست کر تو اس نے واپس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے چھوڑ دیجیے تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور مسعود بن اوس بن سواد بن ظفر نے اس سے نکاح کر لیا اور اس کے ہاں اس سے بچے ہوئے' اسی دوران میں وہ ایک روز مدینہ کے ایک باغ میں غسل کر رہی تھی کہ ایک سیاہ بھیڑیے نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کا کچھ حصہ کھا گیا اور وہ مر گئی اور وہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ضباعہ بنت عامر بن قرط' عبداللہ بن جدعان کی بیوی تھی اس نے اسے طلاق دے دی تو اس کے بعد ہشام بن مغیرہ نے اس سے نکاح کر لیا تو اس سے اس کے ہاں سلمہ پیدا ہوا اور وہ ایک فربہ اندام خوبصورت عورت تھی جس کے بال بہت تھے جو اس کے جسم کو چھپا لیتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے سلمہ کو پیغام نکاح دیا اس نے کہا میں اس سے مشورہ کر لوں تو اس نے اس سے اجازت طلب کی تو اس نے کہا اے میرے بیٹے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اجازت طلب کرتا ہے' پس اس کا بیٹا واپس آ گیا اور خاموشی اختیار کر لی اور کوئی جواب نہ دیا گویا اس نے کہا کہ وہ بوڑھی ہو گئی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کے بارے میں سکوت اختیار کر لیا' اور وہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صفیہ بنت بشامہ بن نضلہ عنبری کو نکاح کا پیغام دیا اور وہ قیدی ہو کر آپ کے پاس آئی تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دیا اور فرمایا چاہے تو مجھے اختیار کرے یا اپنے خاوند کو' اس نے کہا میں اپنے خاوند کو اختیار کرتی ہوں تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور بنو تمیم نے اس پر لعنت کی۔

اور محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ واقدی نے ہمیں بتایا کہ موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ام شریک' بنی عامر بن لوی کی ایک عورت تھی اس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا آپ پیش کیا تو آپ نے اسے قبول نہ کیا اور اس نے وفات تک کوئی نکاح نہ کیا' محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے عن شریک عن جابر عن الحکم عن علی بن الحسین ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ام شریک دوسیہ سے نکاح کیا' واقدی بیان کرتا ہے کہ ہمارے نزدیک وہ ازد کے دوس قبیلے سے تھی۔ محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ اس کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم تھا' اور لیث بن سعد' ہشام بن محمد سے ابن کے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک گفتگو کرنے والے نے کہا کہ ام شریک نے اپنا آپ حضرت نبی کریم ﷺ کو بخش دیا تھا اور وہ ایک صالحہ عورت تھی۔

اور جن عورتوں کو آپ نے نکاح کا پیغام دیا اور ان سے عقد نہ کیا ان میں حمزۃ بنت الحارث بن عوف بن ابی حارثۃ المری بھی تھی اس کے باپ نے کہا اسے ایک بیماری ہے۔ حالانکہ اسے کوئی بیماری نہ تھی۔ وہ اس کے پاس واپس گیا تو اسے برص ہو گئی تھی اور وہ شبیب بن البرصاء شاعر کی ماں تھی' یہی بات سعید بن عروبہ نے بحوالہ قتادہ بیان کی ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے حبیبہ بنت عباس بن عبدالمطلب کو نکاح کا پیغام دیا تو آپ نے اس کے بھائی کو اپنا رضاعی بھائی پایا ان دونوں کو ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا' پس یہ تین قسم کی عورتیں ہیں ایک وہ جنہیں آپ گھر لائے اور ان کو چھوڑ کر فوت ہو گئے اور یہ نو عورتیں ہیں جن کے ذکر سے آغاز ہوا ہے اور یہ آپ کی وفات کے بعد دین کے محقق و معلوم اجماع سے ضرورۃً لوگوں پر حرام ہیں اور ان کی عدت

Marfat.com

ان کی عمروں کے ختم ہونے تک ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾

دوسری قسم وہ ہے جن کو آپ گھر لائے اور اپنی زندگی میں ان کو طلاق دے دی' پس کیا کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ ان سے ان کی عدت کے خاتمہ کے بعد نکاح کرے؟ اس بارے میں علماء کے دو قول ہیں ایک یہ کہ مذکورہ آیت کے عموم کے باعث نکاح کرنا جائز نہیں اور دوسرا یہ کہ نکاح کرنا جائز ہے اور اس کی دلیل آیت تخییر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۞ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾

وہ کہتے ہیں کہ اگر اس عورت سے آپ کے چھوڑ دینے کے بعد' کسی آدمی کے لیے نکاح کرنا جائز نہیں تو اسے دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا' اور اگر آپ کا اس سے علیحدگی اختیار کر لینا اسے دوسرے کے لیے مباح قرار نہیں دیتا تو اس میں اسے کچھ بھی فائدہ نہیں ملا اور یہ قول قوی ہے۔ واللہ اعلم

اور تیسری قسم وہ ہے کہ جس سے آپ نے نکاح کیا اور گھر لانے سے قبل طلاق دے دی' اس عورت کے ساتھ دوسروں کا نکاح کرنا جائز ہے اور مجھے اس قسم کے بارے میں کسی نزاع کا علم نہیں اور جس عورت کو آپ نے نکاح کا پیغام دیا اور اس سے عقد نہ کیا اس سے نکاح کرنا اولیٰ ہے اور کتاب الخصائص میں اس سے متعلقہ فصل عنقریب بیان ہوگی۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب ۵۶

آپ کی لونڈیوں کے بیان میں

حضور ﷺ کی دو لونڈیاں تھیں' ایک حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو شمعون کی بیٹی تھیں' جسے حاکم اسکندریہ جریج بن مینا نے آپ کو تحفہ دیا تھا اور اس کے ساتھ ان کی بہن شیریں کو بھی تحفہ دیا تھا اور ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ اس نے آپ کو چار لونڈیاں' واللہ اعلم ایک خصی غلام بنام مابور اور ایک خچر جسے دلال کہتے ہیں' ہدیۃً دیا تھا' آپ نے ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے پسند کر لیا جو ملک مصر کی ایک بستی حفن ضلع انفسا کی رہنے والی تھیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی امارت کے زمانے میں آپ کے اکرام کی وجہ سے اس بستی کا ٹیکس ساقط کر دیا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ان سے ایک بچہ ابراہیم نام پیدا ہوا تھا' مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سفید رنگ اور خوبصورت تھیں جو رسول اللہ ﷺ کو پسند آ گئیں اور آپ نے ان سے محبت کی اور انہیں آپ کے پاس بڑی سربلندی حاصل ہوگئی خصوصاً حضرت ابراہیم کی پیدائش کے بعد' اور اس کی بہن شیریں کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بخش دیا جس سے ان کے ہاں ان کا بیٹا عبدالرحمٰن بن حسانؓ پیدا ہوا' اور خصی غلام مابور' حضرت ماریہ اور شریں کے پاس مصر کے دستور کے مطابق بلا اجازت آتا جاتا تھا تو بعض لوگوں نے اس بارے میں باتیں کیں اور انہیں پتہ نہ چلا کہ یہ خصی ہے یہاں تک کہ اس کا حال منکشف ہو گیا جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔ اور خچر پر رسول اللہ ﷺ سواری کیا کرتے تھے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی خچر تھا جس پر حنین کے روز آپ سوار تھے۔ واللہ اعلم' اور یہ خچر آپ کے بعد پیچھے رہ گیا اور لمبا زمانہ زندہ رہا حتیٰ کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی امارت میں ان کے پاس تھا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو یہ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے قبضہ میں چلا گیا اور بوڑھا ہو گیا حتیٰ کہ اس کے کھانے کے لیے جو کوٹا جاتا تھا۔

ابوبکر بن خزیمہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن زیاد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے عن بشیر بن المہاجر عن عبداللہ بن بریدہ بن الخصیب عن ابیہ ہمیں خبر دی کہ قبطیوں کے امیر نے رسول اللہ ﷺ کو دو لونڈیاں جو دونوں بہنیں تھیں اور ایک خچر ہدیۃً دیا اور آپ مدینہ میں خچر پر سوار ہوا کرتے تھے اور آپ نے دونوں لونڈیوں میں سے ایک کو بیوی بنا لیا اور اس سے آپ کے ہاں آپ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا اور دوسری کو آپ نے بخش دیا۔

اور واقدی بیان کرتا ہے کہ یعقوب بن محمد بن ابی صعصعہ نے بحوالہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو پسند کرتے تھے اور وہ خوبصورت سفید رنگ اور گھنگھریالے بالوں والی تھی آپ نے اسے اور اس کی بہن کو حضرت ام سلیم بنت سلمان رضی اللہ عنہا کے ہاں اتارا اور رسول اللہ ﷺ دونوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان دونوں کے سامنے اسلام پیش کیا تو وہ دونوں وہیں مسلمان ہو گئیں' پس ماریہ رضی اللہ عنہا کو بادشاہ نے پامال کیا اور آپ نے اسے عالیہ مقام پر اپنا مال دے دیا جو بنی نضیر کے اموال میں سے تھا اور وہ گرمی کے موسم میں وہاں کھجور کے چنے ہوئے پھلوں میں رہتی تھیں اور

Marfat.com

حضور ﷺ وہاں آپ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور آپ بہت دیندار عورت تھیں اور ان کی بہن شیریں کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بخش دیا جس سے ان کے ہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوا اور حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ابراہیم نامی بیٹے کو جنم دیا اور آپ نے ساتویں روز اس کا عقیقہ کیا اور اس کا سر منڈایا اور اس کے سر کے بالوں کے وزن کے برابر مساکین میں چاندی صدقہ کی اور آپ کے حکم سے ان کے بال زمین میں دفن کر دیئے گئے اور اس کا نام ابراہیم رکھا اور ان کی دایہ رسول اللہ ﷺ کی لونڈی سلمٰی تھی' اس نے جا کر اپنے خاوند ابورافع کو اطلاع دی کہ حضرت ماریہ نے ایک بیٹے کو جنم دیا ہے' پس ابورافع رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خوشخبری دی تو آپ نے اسے ایک ہار دیا اور جب اسے بچہ ملا تو رسول اللہ ﷺ کی بیویوں نے غیرت کھائی اور انہیں یہ بات گراں گذری اور حافظ ابوالحسن دارقطنی نے عن ابی عبید القاسم بن اسماعیل عن زیاد بن ایوب عن سعید بن زکریا المدائنی عن ابی سارہ عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ جب ماریہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لڑکے نے اسے آزاد کر دیا ہے۔ پھر دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ زیاد بن ایوب اس حدیث کی روایت میں متفرد ہیں اور ثقہ ہے اور ابن ماجہ نے اسے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس کی حدیث سے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور ہم نے اسے ایک دوسرے طریق سے روایت کیا ہے اور ہم نے اس مسئلہ یعنی امہات الاولاد کی فروخت کے لیے ایک الگ تصنیف کی ہے اور اس میں ہم نے علماء کے اقوال بیان کیے ہیں جن کا ماحصل آٹھ اقوال ہیں اور ہم نے ہر قول کے مستند کا ذکر کیا ہے۔

اور یونس بن بکیر' عن محمد بن اسحاق عن ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام ابراہیم ماریہؓ کے پاس ایک قبطی جو اس کا عمزاد تھا آیا کرتا تھا اور لوگوں نے اس کی وجہ سے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بہت باتیں کیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس تلوار کو لو اور اگر تم اسے ماریہؓ کے پاس پاؤ تو اسے قتل کر دو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جب آپ مجھے بھیجیں گے تو میں آپ کے حکم کے بارے میں گرم پھالے کی طرح ہوں گا' اور جو حکم آپ نے مجھے دیا ہے اس کے کر گزرنے سے مجھے کوئی چیز روکنے والی نہ ہو گی اور شاہد وہ دیکھتا ہے جسے غائب نہیں دیکھتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ شاہد وہ دیکھتا ہے جسے غائب نہیں دیکھتا' پس میں گردن میں تلوار لٹکا کر آیا تو میں نے اسے حضرت ماریہؓ کے پاس موجود پایا میں نے تلوار سونت لی اور جب اس نے مجھے دیکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں تو وہ ایک کھجور کے درخت پر چڑھ گیا اور پھر اس نے اپنی گدی کے بل اپنے آپ کو گرا دیا پھر اس نے اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا دیں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عضو بریدہ ہے اور اس کے پاس مردوں والی کوئی تھوڑی بہت چیز بھی نہیں ہے' پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو آ کر اس کے متعلق بتایا تو آپ نے فرمایا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت سے مصیبت کو دور کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جب آپ مجھے بھیجیں گے تو میں گرم پھالے کی طرح ہوں گا اور شاہد وہ دیکھتا ہے جسے غائب نہیں دیکھتا آپ نے فرمایا شاہد وہ دیکھتا ہے جسے غائب نہیں دیکھتا۔

Marfat.com

امام احمد نے اسے اس طرح مختصراً روایت کیا ہے اور یہ اس حدیث کی اصل ہے جسے ہم نے بیان کیا ہے اور اس کے اسناد ثقہ رجال ہیں اور طبرانی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عمرو بن خالد حرانی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابولہیعہ نے یزید بن ابی حبیب اور عقیل سے عن زہری عن انس ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ابراہیم پیدا ہوئے تو قریب تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کے متعلق کچھ وسوسہ پڑ جاتا یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا اے ابراہیم کے باپ آپ پر سلامتی ہو اور ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن ابی عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یحییٰ باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن محمد نے ایک آدمی کے حوالے سے جس کا اس نے نام بھی لیا تھا عن لیث بن سعد عن زہری عن عروہ عن عائشہؓ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رومی جرنلوں میں سے ایک بادشاہ نے جسے مقوقس کہا جاتا تھا۔ بادشاہوں کی بیٹیوں میں سے ایک قبطی لڑکی کو جسے ماریہ کہا جاتا تھا ہدیۃً دیا اور اس کے ساتھ اس کا ایک نوجوان عمزاد بھی ہدیۃً دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اس سے خلوت کی تو وہ ابراہیم سے حاملہ ہو گئی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب اس کا حمل نمایاں ہوا تو وہ اس سے گھبرا گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور اس کے دودھ نہ تھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک دودھیل دنبی خرید لی جس سے بچے کو غذا دی جاتی' پس اس کا جسم درست ہو گیا اور رنگ بھی صاف اور خوبصورت ہو گیا۔ ایک روز وہ بچے کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے فرمایا اے عائشہؓ! تو مثل کو کیسے دیکھتی ہے۔ میں نے کہا میں اور میرے سوا دوسرے بھی کوئی مثل نہیں دیکھتے' آپ نے فرمایا اور گوشت بھی نہیں؟ میں نے کہا میری زندگی کی قسم کس کو دنبیوں کا دودھ دیا گیا ہے کہ اس کا گوشت اچھا ہو جائے' واقدی بیان کرتا ہے کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا محرم ۱۵ھ میں فوت ہوئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں بقیع میں دفن کیا۔ اور یہی بات مفضل بن غسان غلابی نے بیان کی ہے اور خلیفہ' ابوعبیدہ اور یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا نے ۱۶ھ میں وفات پائی۔

اور دوسری بنی نضیر کی ریحانہ بنت زید تھی اور بعض کہتے ہیں کہ بنی قریظہ سے تھی۔ واقدی بیان کرتا ہے کہ ریحانہ بنت زید بنی نضیر سے تھی اور بعض کہتے ہیں کہ بنی قریظہ سے تھی۔ واقدی کا بیان ہے کہ ریحانہ بنت زید' بنی نضیر سے تھی اور ان میں بیاہی ہوئی تھی' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے لیے مخصوص کر لیا' اور وہ خوبصورت تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسلمان ہونے کی پیشکش کی تو اس نے یہودیت کے سوا کسی اور دین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے علیحدہ کر دیا اور اپنے دل میں غم محسوس کیا اور ابن شعبہ کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے یہ بات بیان کی' ابن شعبہ نے کہا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ مسلمان ہو جائے گی' پس وہ اس کے پاس گئے اور اسے کہنے لگے' اپنی قوم کی پیروی نہ کر' حیی بن اخطب نے انہیں جس مصیبت سے دوچار کیا' تو نے دیکھ لی ہے' مسلمان ہو جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اپنے لیے منتخب کر لیں گے۔ اسی اثنا میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے جوتوں کی آواز سنی' آپ نے فرمایا یہ دونوں جوتے ابن شعبہ کے ہیں جو مجھے ریحانہ کے اسلام کی خوشخبری دیتے ہیں' وہ آ کر کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو آپ اس سے

Marfat.com

خوش ہو گئے۔

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قریظہ کو فتح کیا تو ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کو اپنے لیے انتخاب کر لیا' اور وہ آپ کے پاس آپ کی ملک میں تھی کہ آپ اسے چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ آپ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور یہ کہ آپ اس سے نکاح کر لیں گے' مگر اس نے یہودیت کے سوا' کسی اور دین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا' پھر انہوں نے اس کے اسلام لانے کا وہی واقعہ بیان کیا جو پہلے گزر چکا ہے۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ عبدالملک بن سلیمان نے' ایوب بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے بحوالہ ایوب بن بشیر المعادی مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے سلمیٰ بنت قیس ام المنذر کے گھر بھیج دیا' پس وہ ام المنذر کے گھر آئی' تو آپ نے اسے کہا' اگر تو پسند کرے کہ میں تجھے آزاد کروں اور تجھ سے شادی کروں تو میں ایسا کرتا ہوں' اور اگر تو چاہے کہ تو میری ملک میں رہے اور میں تجھے ملک کی وجہ سے پامال کروں تو میں ایسے کر لیتا ہوں۔ اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ میرے اور آپ کے لیے آسان بات یہی ہے کہ میں آپ کی ملک میں رہوں اور وہ رسول اللہ ﷺ کی ملک میں رہی اور آپ اسے پامال کرتے رہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئی۔

واقدی بیان کرتا ہے کہ ابن ابی ذئب نے مجھ سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے ریحانہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا وہ رسول اللہ ﷺ کی لونڈی تھی' آپ نے اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تھا' اور وہ اپنے اہل میں پردہ کرتی تھی اور کہا کرتی تھی' رسول اللہ ﷺ کے بعد مجھے کوئی نہیں دیکھے گا' واقدی کا بیان ہے کہ ہمارے نزدیک یہ دونوں حدیثوں سے اثبت ہے اور حضور ﷺ سے پہلے اس کا خاوند الحکم تھا' واقدی کا بیان ہے کہ عاصم بن عبداللہ بن الحکم نے بحوالہ عمر بن الحکم ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ریحانہ بنت زید بن عمرو بن خنافہ کو آزاد کر دیا اور وہ اپنے خاوند کے پاس تھی' جو اس سے بڑی محبت کرتا تھا اور اس کی عزت کرتا تھا' ریحانہ نے کہا میں اس کے بعد کبھی کسی سے شادی نہیں کروں گی' اور وہ بڑی حسین تھی' پس جب بنو قریظہ قیدی بنے تو قیدی عورتوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا' ریحانہ بیان کرتی ہیں کہ میں بھی ان قیدی عورتوں میں شامل تھی' جنہیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تھا' پس آپ نے میرے متعلق حکم دیا تو میں الگ ہو گئی' اور آپ کے لیے ہر غنیمت میں مخصوص حصہ[1] ہوتا تھا' پس جب میں الگ ہو گئی تو آپ نے اللہ سے میری بہتری کے لیے دعا کی' اور مجھے کئی روز تک ام المنذر بنت قیس کے گھر بھیج دیا' یہاں تک کہ قیدی قتل ہو گئے اور قیدی عورتیں تقسیم ہو گئیں' تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور میں نے حیا کی وجہ سے آپ سے اجتناب کیا' تو آپ نے مجھے بلا کر اپنے سامنے بٹھا لیا اور فرمایا اگر تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند کرے تو رسول اللہ ﷺ تجھے اپنے لیے منتخب کر لیں گے' میں نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کو پسند کرتی ہوں' پس جب میں مسلمان ہو گئی تو آپ نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھ سے نکاح کر لیا اور مجھے بارہ اوقیے اور عمدہ خوشبو مہر دیا' جیسے کہ آپ اپنی

[1] الصفی اور الصفیہ مال غنیمت کے اس حصے کو کہتے ہیں جسے رئیس اپنے لیے مخصوص کر لیتا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

عورتوں کو مہر دیتے تھے' اور ام المنذر کے گھر میں مجھ سے جماع کیا' اور آپؐ نے اپنی بیویوں کی طرح میری باری بھی مقرر کی اور میرا پردہ کروادیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے بہت پسند کرتے تھے اور وہ جو کچھ آپؐ سے مانگتی تھی آپ اسے دیتے تھے' اسے کہا گیا کہ اگر تو رسول اللہ ﷺ سے بنی قریظہ کے متعلق سوال کرتی تو آپ انہیں آزاد کردیتے' اور وہ کہا کرتی تھی کہ آپ نے قیدی عورتوں کو تقسیم کر کے مجھ سے خلوت کی اور آپ اس سے بکثرت خلوت کرتے تھے' اور وہ ہمیشہ آپ کے پاس رہی' یہاں تک کہ آپ کی حجۃ الوداع سے واپسی پر اس کی وفات ہوگئی اور آپ نے بقیع میں اسے دفن کیا' اور آپ نے محرم ۶ھ میں اس سے نکاح کیا۔

اور ابن وہب یونس بن یزید سے بحوالہ زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی قریظہ کی ریحانہ کو لونڈی بنایا' پھر اسے آزاد کردیا اور وہ اپنے اہل کے پاس چلی گئی' اور ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ کہتے ہیں کہ ریحانہ بنت زید بن شمعون' بنی نضیر سے تھی' اور بعض کہتے ہیں کہ بنی قریظہ سے تھی' اور وہ صدقہ کے کھجور کے درختوں میں رہتی تھی' اور رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی اس کے ہاں قیلولہ کرتے تھے۔ اور آپ نے اسے شوال ۴ھ میں قیدی بنایا تھا' اور ابوبکر بن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن المقدام نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر نے سعید سے بحوالہ قتادہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی دو لونڈیاں تھیں' ماریہ قبطیہ اور ریحہ یا ریحانہ بنت شمعون بن زید بن خنافہ جو بنی عمرو بن قریظہ سے تعلق رکھتی تھی' اور میری معلومات کے مطابق وہ اپنے عمزاد عبدالحکم کی بیوی تھی۔ اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل وفات پائی' اور ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی چار لونڈیاں تھیں' ماریہ قبطیہ' ریحانہ قرظیہ' اور آپ کی ایک اور بھی خوبصورت لونڈی تھی۔ آپ کی بیویوں نے اس کے متعلق تدبیر کی اور ڈر گئیں کہ وہ آپ کے بارے میں ان پر غالب آجائے گی' اور آپ کے پاس ایک نفیس لونڈی تھی جسے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کو ہبہ کیا تھا' اور آپ نے زینب کو صفیہ بنت حیی کے کسی معاملے میں ذوالحجہ' محرم اور صفر کو چھوڑ دیا' اور جب ربیع الاوّل کا مہینہ آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی' تو آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے راضی ہوگئے اور ان کے پاس گئے' تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا' مجھے معلوم نہیں کہ میں آپ کو کیا بدلہ دوں' پس آپ نے اس لونڈی کو رسول اللہ ﷺ کو بخش دیا' اور سیف بن عمرو نے سعید بن عبداللہ سے عن ابن ابی ملیکہ عن عائشہؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ ماریہ اور ریحانہ کی باری مقرر کرتے تھے اور ایک دفعہ دونوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ ابومحمد بن عمرو الواقدی کا بیان ہے کہ ریحانہ کی وفات ۱۰ھ میں ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں اسے دفن کیا۔

Marfat.com

باب ۵۷

آپ کی اولاد کے بیان میں

اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ ابراہیم کے سوا' جو ماریہ قبطیہ بنت شمعون کے بطن سے تھے' آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بطن سے تھی' محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن الکلبی نے ہمیں خبر دی کہ میرے باپ نے ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے لڑکے قاسم تھے' پھر زینب' پھر عبداللہ' پھر ام کلثوم' پھر فاطمہ' پھر رقیہ رضی اللہ عنہم' پس قاسمؓ فوت ہو گئے' اور یہ مکہ میں آپؐ کے پہلے مرنے والے بیٹے تھے' پھر عبداللہ فوت ہوئے' تو عاص بن وائل سہمی نے کہا آپؐ کی نسل منقطع ہو گئی ہے اور آپ ابتر ہیں تو اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی:

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾

راوی بیان کرتا ہے پھر مدینہ میں ماریہؓ کے بطن سے آپ کے ہاں ذی الحجہ ۸ھ میں ابراہیمؓ پیدا ہوئے جو اٹھارہ ماہ کے ہو کر فوت ہو گئے۔

اور ابوالفرج المعافی بن زکریا جریری بیان کرتے ہیں کہ عبدالباقی بن نافع نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن زکریا نے ہم سے بیان کیا کہ عباس بن بکار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن زیاد اور الفرات بن السائب نے میمون بن مہران سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن محمدؐ پیدا ہوئے' پھر ان کے بعد بچہ پیدا ہونے میں دیر ہو گئی' اس دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی سے گفتگو کر رہے تھے اور عاص بن وائل آپ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس آدمی نے اسے کہا یہ کون آدمی ہے؟ اس نے کہا یہ ابتر ہے' اور قریش کی یہ عادت تھی کہ جب کسی آدمی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا' پھر اس کے بعد لڑکا پیدا ہونے میں دیر ہو جاتی تو وہ کہتے یہ ابتر ہے' پس اللہ تعالیٰ نے ان شانئک ھو الابتر کی آیت نازل فرمائی' کہ تجھ سے بغض رکھنے والا ہر خیر سے بے نصیب ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' پھر آپ کے ہاں زینبؓ پیدا ہوئی' پھر رقیہؓ' پھر قاسمؓ' پھر طاہرؓ' پھر مطہرؓ' پھر طیبؓ' پھر مطیبؓ' پھر ام کلثومؓ' پھر فاطمہؓ' اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی تھی' اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو آپ اسے دودھ پلانے والی کے سپرد کر دیتے' جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی تو اسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی نے دودھ نہیں پلایا۔

اور الہیثم بن عدی بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے سعید بن المسیبؒ سے ان کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے تھے' طاہر اور طیب' جن میں سے ایک کا نام عبدشمس اور دوسرے کا نام عبدالعزیٰ تھا' اور اس میں نکارت پائی جاتی ہے۔

اور محمد بن عائذ بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز مجھے بتایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں' قاسمؓ'

Marfat.com

طیب' طاہر' مطہر' زینب' رقیہ' فاطمہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے' اور زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا مصعب بن عبداللہ نے مجھے بتایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قاسم اور طاہر پیدا ہوئے اور طاہر کو طیب بھی کہا جاتا ہے' اور طاہر نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور چھٹپنے میں ہی فوت ہو گئے اور ان کا نام عبداللہ تھا' اور فاطمہ' زینب' رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم بھی حضرت خدیجہؓ کے ہاں پیدا ہوئیں۔

زبیر بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن المنذر نے عن ابن وھب عن ابن لہیعہ عن الاسود مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خدیجہؓ کے ہاں قاسم' طاہر' طیب' عبداللہ' زینب' رقیہ' فاطمہ اور ام کلثوم پیدا ہوئے۔

اور محمد بن فضالہ نے اپنے ایک شیخ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قاسمؓ اور عبداللہؓ پیدا ہوئے' قاسمؓ تو پاؤں پر چلنے تک زندہ رہے اور عبداللہ چھٹپنے میں ہی فوت ہو گئے اور زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جاہلیت میں طاہرہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا' اور ان کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قاسمؓ پیدا ہوئے اور یہ آپؐ کے سب سے بڑے بیٹے تھے' اور انہی سے آپ کنیت کرتے تھے' پھر زینب' پھر عبداللہؓ پیدا ہوئے' جنہیں طیب اور طاہر بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور چھٹپنے میں فوت ہو گئے' پھر آپ کی بیٹی ام کلثوم پھر فاطمہ اور پھر رقیہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئیں۔

پھر قاسمؓ مکہ میں فوت ہو گئے' اور یہ آپ کے پہلے فوت ہونے والے بیٹے تھے' پھر عبداللہ فوت ہوئے' پھر ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے' جسے مقوقس حاکم اسکندریہ نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا' ابراہیمؓ پیدا ہوئے' اور ماریہؓ کے ساتھ ان کی بہن شیریں اور خصی مابور کو بھی ہدیۃً دیا تھا' آپ نے شیریں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بخش دی' جس سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا' اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نسل ختم ہو گئی۔ اور ابوبکر بن البرقی کہتے ہیں کہ عبداللہ ہی کو طاہر اور طیب کہا جاتا ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ طیب اور مطیب اکٹھے ہی پیدا ہوئے اور طاہر اور مطہر اکٹھے پیدا ہوئے' اور مفضل بن غسان' بحوالہ احمد بن حنبلؒ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے قاسم سات راتیں زندہ رہے پھر فوت ہو گئے' مفضل کہتے ہیں یہ غلط ہے' صحیح یہ ہے کہ وہ ۱۷ ماہ زندہ رہے۔

اور حافظ ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ مجاہد کہتے ہیں کہ قاسم سات دن کے تھے کہ فوت ہو گئے اور زہری کہتے ہیں کہ وہ دو سال کے تھے قتادہ کہتے ہیں کہ وہ پاؤں پر چلنے تک زندہ رہے اور ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ عراقیوں نے طیب اور طاہر کا ذکر چھوڑ دیا ہے' اور ہمارے مشائخ عبدالعزیٰ' عبدمناف اور قاسم' اور عورتوں میں سے رقیہ' ام کلثوم اور فاطمہ کا نام لیتے ہیں' ابن عساکر نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ روایت منکر ہے اور جس نے اسے منکر قرار دیا ہے وہ معروف ہے اور زینب کا ذکر ساقط کر دیا ہے' جو ضروری تھا۔ واللہ اعلم

عبدالرزاق بحوالہ ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ مجھے کئی لوگوں نے بتایا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی تھیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب سے زیادہ محبوب تھیں اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ابوالعاص بن الربیع نے نکاح کیا' جس سے علی اور امامہ پیدا ہوئے اور انہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اٹھایا کرتے تھے' اور جب سجدہ کرتے تھے تو نیچے بٹھا دیا کرتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے تو اٹھا لیا کرتے تھے اور شاید یہ ان کی

Marfat.com

وفات کی وجہ سے تھا جو ۸ھ کو فوت ہوئی تھیں' جیسا کہ واقدی' قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم وغیرہ نے بیان کیا ہے' گویا وہ چھوٹی بچی تھیں۔ واللہ اعلم' اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا تھا' جیسے کہ عنقریب بیان ہوگا' ان شاء اللہ' اور حضرت زینب کی وفات ۸ھ میں ہوئی' یہ بات قتادہ نے بحوالہ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور خلیفہ بن خیاط اور ابوبکر بن ابی خیثمہ اور کئی لوگوں نے بیان کی ہے' اور قتادہ بحوالہ ابن حزم ۸ھ کے شروع میں بیان کرتے ہیں' اور حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے بحوالہ ان کے باپ کے بیان کیا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جب ہجرت کی تو ایک آدمی نے آپ کو دھکا دیا اور آپ ایک چٹان پر گر پڑیں اور آپ کا حمل ساقط ہو گیا' پھر مسلسل آپ تکلیف میں مبتلا رہیں یہاں تک کہ فوت ہو گئیں' اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کو شہید خیال کرتے تھے' اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے سب سے پہلے آپ کے عمزاد عتبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا' جیسا کہ آپ کی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے بھائی عتیبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا تھا' پھر جب اللہ تعالیٰ نے:

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِي جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾

نازل فرمائی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض کی وجہ سے دونوں بہنوں کو دخول سے قبل طلاق دے دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور آپ نے ان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی' کہتے ہیں کہ آپ حبشہ کی طرف پہلے مہاجر تھے' پھر دونوں مکہ واپس آ گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اور مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے اور آپ کے ہاں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے عبداللہ پیدا ہوئے اور چھ سال کی عمر کو پہنچے' تو ان کی دونوں آنکھوں میں مرغ نے ٹھونگا مارا اور وہ مر گئے' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے انہی سے کنیت کرتے تھے' پھر آپ اپنے بیٹے عمرو سے کنیت کرنے لگے۔ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اس وقت فوت ہوئیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ کے روز یوم الفرقان کو فتح پائی اور جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فتح کی خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے دیکھا' کہ انہوں نے آپ کی قبر پر مٹی برابر کر دی ہے' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کی تیمارداری کرتے رہے' اور آپؐ نے ان کا اجر اور حصہ مقرر کیا' اور جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے ان کی بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیا' اسی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے' پھر ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی شعبان ۹ھ میں آپ کے پاس وفات پا گئیں اور آپ کے ہاں کوئی بچہ نہیں ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے پاس کوئی تیسری بیٹی بھی ہوتی' تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیتا۔

اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے عمزاد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے صفر ۲ھ میں نکاح کیا اور آپ کے ہاں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے' اور بعض کہتے ہیں کہ محسن بھی پیدا ہوئے' اور ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہما بھی پیدا ہوئیں' اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے زمانے میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں نکاح کیا اور ان کا بہت اکرام کیا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے ہونے کی وجہ سے

Marfat.com

چالیس ہزار درہم مہر دیا' جن سے آپ کے ہاں زید بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے' اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو آپ کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے عمزاد عون بن جعفر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور وہ بھی انہیں چھوڑ کر فوت ہو گئے تو ان کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ ان سے نکاح کر لیا اور وہ بھی انہیں چھوڑ کر فوت ہو گئے' پھر ان دونوں کے بھائی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے ان سے نکاح کیا تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان کے ہاں وفات پا گئیں' اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے ان کی بہن زینب بنت علی رضی اللہ عنہما سے بھی نکاح کیا اور وہ بھی ان کے ہاں وفات پا گئیں' اور مشہور قول کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ ماہ بعد وفات پائی۔ اور صحیح میں یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے۔ اور زہری کا بھی یہی قول اور ابوجعفر باقر اور زہری تین ماہ اور ابوزبیر دو ماہ بیان کرتے ہیں اور ابوبریدہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے بعد ستر دن زندہ رہیں اور عمرو بن دینار کہتے ہیں' کہ آپ کے بعد آٹھ ماہ زندہ رہیں' اور یہی قول عبداللہ بن الحارث کا ہے اور عمرو بن دینار کی ایک روایت میں چار ماہ کا ذکر ہے۔

اور ابراہیمؑ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے' آپ کی پیدائش ذوالحجہ ۸ھ میں ہوئی تھی' اور ابن لہیعہ وغیرہ سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن زیاد روایت کی گئی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابراہیم کا حمل ہو گیا تو جبریل نے آ کر کہا' اے ابراہیمؑ کے باپ آپ پر سلامتی ہو بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی ام ولد ماریہؓ سے لڑکا عطا کیا ہے اور آپ کو حکم دیا ہے کہ اس کا نام ابراہیم رکھیں' پس اللہ آپ کو اس میں برکت دے اور دنیا و آخرت میں اسے آپ کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

اور حافظ ابوبکر البزار نے عن محمد بن مسکین عن عثمان بن صالح عن ابن لہیعہ عن عقیل و یزید بن ابی حبیب عن زہری عن انس روایت کی ہے کہ جب حضورؐ کے ہاں آپ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا تو آپ کے دل میں اس کے متعلق کچھ خلجان پیدا ہو گیا' تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا اے ابراہیم کے باپ آپ پر سلامتی ہو' اور اسباط' بحوالہ السدی اسماعیل بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کتنی عمر کے تھے؟ انہوں نے کہا 'انہوں نے گہوارے کو بھر دیا تھا' اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے' لیکن وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے اس لیے کہ آپ کا باپ لوگوں کا آخری نبیؐ ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے السدی سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے تو ضرور راستباز نبی ہوتے' اور ابوعبیدہ بن مندہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن سعد اور محمد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عثمان عبسی نے ہم سے بیان کیا کہ منجاب نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعامر اسدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے السدی سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم نے سولہ ماہ کی عمر میں وفات پائی' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بقیع میں دفن کر دو' جنت میں اس کے لیے ایک دودھ پلانے والی ہے' یہ اپنی رضاعت جنت میں پوری کرے گا۔ اور ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم نے عن ایوب عن عمرو بن سعید عن انس ہم سے بیان کیا کہ میں نے کسی کو

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر عیال پر رحم کرنے والا نہیں پایا' اور ابراہیم مدینہ کے بالائی علاقے میں دودھ پیتے تھے آپ چلتے تو ہم آپ کے ساتھ ہو جاتے آپ ایک گھر میں جاتے جہاں سے دھواں اٹھتا اور آپ کی دایہ ہم میں ہوتی پس آپ انہیں لے کر چومتے پھر واپس آجاتے' عمرو بیان کرتے ہیں جب ابراہیمؑ فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ ابراہیمؑ میرا بیٹا ہے جو دودھ پینے کی حالت میں فوت ہو گیا ہے اور اس کی دو دایہ ہیں جو جنت میں اس کی رضاعت کی تکمیل کریں گی' اور جریر اور ابوعوانہ نے' عن اعمش عن مسلم بن صبیح ابی الضحیٰ عن البراء روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیمؓ نے سولہ ماہ کی عمر میں وفات پائی تو آپ نے فرمایا' اسے بقیع میں دفن کرو بلاشبہ جنت میں اس کی ایک دایہ ہے' اور احمد نے اسے جابر کی حدیث سے عامر سے بحوالہ البراء روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے سفیان ثوری نے عن فراس عن شعبی عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اسی طرح ثوری نے اسے ابواسحاق سے بحوالہ البراءؓ روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اسے عتاب بن محمد بن شوذب کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ بیان کیا ہے کہ ابراہیم نے وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ اپنا بقیہ دودھ جنت میں پیئے گا' اور ابویعلیٰ موصلی بیان کرتے ہیں کہ زکریا بن یحییٰ واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے بحوالہ اسماعیل ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا' یا میں نے اسے حضرت نبی کریم ﷺ کے بیٹے ابراہیم کے بارے میں دریافت کرتے سنا تو انہوں نے کہا وہ چھٹپنے میں فوت ہو گیا تھا اور اگر رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی ہونے کا فیصلہ ہوتا تو وہ زندہ رہتا' اور ابن عساکر نے احمد بن محمد بن سعید الحافظ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ عبید بن ابراہیم الجعفی نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن ابی عبداللہ الفراء نے ہم سے بیان کیا کہ مصعب بن سلام نے عن ابی حمزہ الثمالی عن ابی جعفر محمد بن علی عن جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا اور ابن عساکر نے محمد بن اسماعیل بن سمرۃ کی حدیث سے عن محمد بن حسن اسدی عن ابی شیبہ عن انس روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابراہیم فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں اسے کفن میں نہ لپیٹنا پس آپ تشریف لائے اور اس پر جھک کر روئے یہاں تک کہ آپ کے دونوں جبڑے اور دونوں پہلو ہلنے لگے۔

میں کہتا ہوں ابوشیبہ اپنی روایت پر عمل نہیں کرتا پھر اس نے مسلم بن خالد زنگی کی حدیث سے عن ابن خثیم عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید بن السکن روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں جب ابراہیم فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ رو پڑے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا آپ علم الٰہی سے اس کے حق کے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ نے فرمایا آنکھ روتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم وہ بات نہیں کہتے جو رب کو ناراض کر دے اور اگر وہ صادق وعدہ اور موعود جامع نہ ہوتا اور ہمارا آخری' پہلے کی اتباع کرنے والا نہ ہوتا' تو اے ابراہیم ہمیں جو غم ہوا ہے ہم اس سے زیادہ تجھ پر غم کرتے ہیں اور اے ابراہیم ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن جابر عن شعبی عن البراء ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کا جنازہ پڑھا جو سولہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گیا تھا اور آپ نے فرمایا بلاشبہ جنت میں اس کی رضاعت کی تکمیل کرنے والی ہے اور وہ صدیق ہے' اور الحکم بن عیینہ کی حدیث سے شعبی سے بحوالہ البراء بھی روایت کی گئی ہے اور ابویعلیٰ کہتے ہیں کہ القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابی خالد نے بحوالہ ابن ابی اوفیٰ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

اپنے بیٹے کا جنازہ پڑھا اور میں نے بھی آپ کے پیچھے جنازہ پڑھا آپ نے اس پر چار تکبیریں کہیں' اور یونس بن بکیر نے بحوالہ محمد بن اسحاق روایت کی ہے کہ محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا صاحبزادہ ابراہیم اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہوا اور آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور ابن عساکر نے اسحاق بن محمد الفروی کی حدیث سے عن عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن ابی جدہ عن علیؓ روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا تو آپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا جو پینے پلانے کے کمرے میں تھیں' تو حضرت علیؓ نے بچے کو جامہ دان میں اٹھالیا اور گھاس پر آپ کے سامنے رکھ دیا' پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اسے غسل دیا اور کفن پہنایا اور اسے لے گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ گئے' اور اسے اس گلی میں دفن کیا جو محمد بن زید کے گھر کے پاس ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی قبر میں داخل ہوئے یہاں تک کہ اسے برابر کر کے آپ کو دفن کر دیا' پھر باہر نکل کر اس کی قبر پر چھڑکاؤ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر میں اپنا ہاتھ داخل کیا اور فرمایا قسم بخدا بلاشبہ یہ نبی ابن نبی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ رو پڑے اور آپ کے اردگرد مسلمان بھی رو پڑے یہاں تک کہ آواز بلند ہوگئی' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آنکھ روتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم رب کو غصے کرنے والی بات نہیں کریں گے' اور اے ابراہیم ہم تجھ پر غمگین ہیں۔ واقدی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا صاحبزادہ ابراہیم ۱۰/ ربیع الاوّل ۱۰ھ کو منگل کے روز فوت ہوا۔ اور وہ بنی مازن بن النجار میں ام بردہ بنت المنذر کے گھر میں اٹھارہ ماہ کا تھا اور بقیع میں دفن ہوا۔

میں کہتا ہوں' قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس کی وفات کے روز سورج گرہن ہوا اور لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ میں فرمایا:

''بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے دو نشان ہیں جو کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں گہناتے''۔

یہ بات حافظ کبیر ابوالقاسم ابن عساکر نے بیان کی ہے۔

Marfat.com

باب ۵۸

آپؐ کے غلاموں' لونڈیوں' خادموں' کاتبوں اور سیکٹریوں کا بیان

جو کچھ بیان کیا گیا ہے ہم اسے کمی بیشی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ وباللہ المستعان

ان میں سے ایک حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بن حارثہ ابو زید کلبی تھے اور انہیں ابو یزید اور ابو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور آپ کے غلام کے بیٹے اور آپ کے محبوب اور آپ کے محبوب کے بیٹے بھی کہا جاتا ہے' ان کی والدہ ام ایمن ہیں' جن کا نام برکت تھا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صغر سنی میں آپ کی دایہ تھیں اور آپ کی بعثت کے بعد' پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ کو امیر بنایا اور اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ یا انیس سال تھی' جس وقت آپ کی وفات ہوئی' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم فوج کے امیر تھے' جن میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' مگر یہ ضعیف قول ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امام مقرر کیا تھا' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی' اس وقت جیش اسامہ رضی اللہ عنہ جرف میں خیمہ زن تھا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' حضرت ابوبکر نے حضرت اسامہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق اجازت لی کہ انہیں ان کے پاس ٹھہرنے کی اجازت دی جائے تا کہ وہ ان کی رائے سے روشنی حاصل کریں' تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں بہت سے صحابہؓ سے گفتگو کرنے کے بعد جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور آپ سب کی بات کا انکار کر کے فرماتے رہے۔ ''خدا کی قسم جس جھنڈے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے' میں اسے نہیں کھولوں گا''۔ پس وہ چلتے گئے حتیٰ کہ سرزمین شام میں بلقاء کی سرحدوں تک پہنچ گئے' جہاں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے والد' حضرت زید' حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے' پس انہوں نے اس علاقے پر حملہ کیا اور غنیمت حاصل کی اور قیدی بنائے اور کامیاب و کامران واپس آ گئے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا' اس لیے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ملتے تو کہتے' اے امیر' آپ پر سلامتی ہو' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے امارت کا جھنڈا باندھا تو بعض لوگوں نے آپ کی امارت پر اعتراض کیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تقریر کی اور فرمایا۔ اگر تم اس کی امارت پر معترض ہو تو تم قبل ازیں اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو' اور قسم بخدا یہ امارت کے لائق اور مجھے اس کے بعد سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اور یہ صحیح میں موسیٰ بن عقبہ کی حدیث سے سالم سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان ہوئی ہے۔

اور صحیح بخاری میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھاتے اور فرماتے اے اللہ! مجھے ان دونوں سے محبت ہے پس تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔ اور شعبی نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا محب ہے وہ اسامہ بن زید

Marfat.com

رضی اللہ عنہما سے محبت کرے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فوجی وظیفہ خواروں کا رجسٹر بنایا تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے پانچ ہزار درہم مقرر کیا' اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو چار ہزار درہم دیئے' اس بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ اور اس کا باپ تیرے باپ کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا۔ اور عبدالرزاق نے عن معمر عن زہری عن عروہ عن اسامہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ بدر سے قبل حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے' تو آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو گدھے پر اپنے پیچھے بٹھایا اور یہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں' اسی طرح آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو عرفات سے مزدلفہ آتے ہوئے اپنی ناقہ پر اپنے پیچھے بٹھایا' یا جیسا کہ قبل ازیں ہم حجۃ الوداع میں بیان کر چکے ہیں' اور اسی طرح کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسامہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے کسی معرکے میں شامل نہیں ہوئے اور ان کے سامنے عذر پیش کیا کہ جب انہوں نے ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے آدمی کو قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں تیرا کون حامی ہوگا' کیا تو نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کر دیا ہے؟ قیامت کے روز لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں تیرا کون حامی ہوگا۔ نیز انہوں نے آپ کے بہت سے فضائل کا ذکر کیا ہے۔

آپؓ شب رنگ' چپٹی ناک' شیریں فعال' فصیح البیان ربانی عالم تھے اور آپ کے والد صاحب بھی اسی طرح تھے مگر وہ بہت سفید فام تھے' یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ جو آپ کے نسب سے واقف نہیں انہوں نے ان سے قرابت کے متعلق اعتراض کیا ہے' اور جب یہ دونوں ایک چادر میں اسامہ رضی اللہ عنہ اپنی سیاہی اور آپ کا والد اپنی سفیدی کے ساتھ' سوئے ہوئے تھے اور ان کے پاؤں ننگے تھے تو مجزز مدلجی ان کے پاس سے گذرا اور کہنے لگا سبحان اللہ یہ قوم ایک دوسرے سے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے اور خوش خوش حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے' آپ کے چہرے کی شکنیں چمک رہی تھیں' آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں ہوا کہ ابھی ابھی مجزز نے زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر کہا ہے کہ یہ قوم ایک دوسرے سے ہیں' اسی لیے فقہائے حدیث امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے اس حدیث کے ثبوت واستبشار سے اختلاط واشتباہ انساب میں قیافہ شناسوں کے قول پر عمل کرنا اخذ کیا ہے جیسا کہ اپنی جگہ پر اس بات کو ثابت کیا گیا ہے' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ۵۴ھ میں وفات پائی اسے ابوعمر نے صحیح قرار دیا ہے اور آپ کی وفات ۵۸ھ اور ۵۹ھ میں بھی بیان کی گئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وفات پائی۔ واللہ اعلم اور جماعت نے اپنی کتب ستہ میں ان کے لیے روایت کی ہے۔

دوسرے غلام حضرت اسلم تھے جنہیں بعض ابراہیم بعض ثابت اور بعض ہرمز ابورافع قبطی کہتے ہیں' آپ جنگ بدر کے قبل مسلمان ہوئے اور بدر میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ آپ مکہ میں اپنے آل عباسؓ کے سرداروں کے ساتھ تھے آپ تیر بنایا کرتے تھے اور ابولہب خبیث کے ساتھ جنگ بدر کی خبر آنے کے موقع پر آپ کا جو واقعہ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے ہجرت کی اور احد اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' آپ کاتب تھے' آپ نے کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کتابت کی یہ قول مفضل بن

Marfat.com

غسان غلابی کا ہے' اور آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح مصر میں شامل ہوئے آپ پہلے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے انہوں نے ان کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا اور آزاد کر دیا اور اپنی لونڈی سلمٰی سے ان کا نکاح کر دیا جس سے ان کے ہاں اولاد ہوئی اور یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیمتی سامان کے محافظ و نگران ہوا کرتے تھے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر اور بہز نے بیان کیا کہ شعبہ نے عن الحکم عن ابن ابی رافع عن ابی رافع ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم کے ایک آدمی کو صدقات کے لیے تیار کیا تو اس نے ابو رافع سے کہا کہ میرے ساتھ چلو تا کہ تمہیں بھی ان سے حصہ ملے' انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائیں اور میں آپ سے پوچھ نہ لوں' میں نہیں جاؤں گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے آپ سے دریافت کیا' آپ نے فرمایا صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں' اور قوم کا غلام بھی قوم میں شامل ہوتا ہے۔ اور ثوری نے اسے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے بحوالہ الحکم روایت کیا ہے اور ابو یعلیٰ نے اپنے مسند میں اس سے روایت کی ہے کہ خیبر میں انہیں شدید سردی لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس کے پاس لحاف ہے وہ اس شخص کو لحاف اوڑھا دے جس کے پاس لحاف نہیں ہے' ابو رافع بیان کرتے ہیں مجھے اپنے ساتھ لحاف اوڑھانے والا کوئی نہ ملا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا تو آپ نے مجھ پر لحاف ڈال دیا اور ہم سو گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں کے پاس ایک سانپ دیکھا تو فرمایا' ابو رافع اسے مار دو' اسے مار دو' اور جماعت نے اپنی کتب میں ان کے لیے روایت کی ہے آپ کی وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی۔

تیسرے غلام انسہ بن زیادۃ بن مشرح تھے' کہتے ہیں ابو مسرح السراۃ کی پیدائش ہیں۔ جنگ بدر میں شامل ہوئے' عروہ' زہری' موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحاق' بخاری اور کئی دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوس فرما ہو جاتے تو یہ لوگوں کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دیا کرتے تھے' اور خلیفہ بن خیاط نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ علی بن محمد نے' عن عبدالعزیز بن ابی ثابت عن داؤد بن الحصین عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام انسہ بدر کے روز شہید ہوئے۔ واقدی کا بیان ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بات ثابت نہیں' اور میں نے اہل علم کو ثابت کرتے دیکھا ہے کہ وہ احد میں بھی شامل ہوئے اور ایک زمانہ تک زندہ رہے' اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں وفات پائی۔

تیسرے غلام حضرت ایمن بن عبید بن زید الحبشی تھے' اور ابن مندہ نے انہیں عوف بن خزرج کی طرف منسوب کیا ہے مگر اس میں اعتراض پایا جاتا ہے' اور یہ ام ایمن برکت کے بیٹے ہیں جو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ماں جائے بھائی تھے' ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے لوٹے کے منتظم تھے' اور حنین کے روز ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں شامل تھے' کہتے ہیں کہ ان کے اور ان کے اصحاب کے بارے میں' یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ حضرت امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ ایمن' حنین کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتل ہوئے' نیز بیان کرتے ہیں کہ مجاہد کی روایت ان سے منقطع ہے یعنی جسے ثوری نے عن منصور عن مجاہد عن عطاء عن ایمن الحبشی روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی چوری میں' چور کا ہاتھ کاٹا ہے' اور ان دنوں ڈھال کی قیمت ایک

Marfat.com

دینار تھی' اور ابوالقاسم بغوی نے اسے معجم الصحابہ عن ہارون بن عبداللہ عن اسود بن عامر عن حسن بن صالح عن منصور عن الحکم عن مجاہد روایت کیا ہے اور عطاء نے ایمن سے بحوالہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح روایت کی ہے۔ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ ان کی موت' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئی ہے خواہ یہ حدیث ان سے مدلس نہ ہو' اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان سے کوئی دوسرا مراد ہو اور جمہور جیسے ابن اسحاق وغیرہ نے انہیں حنین میں شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور ان کے بیٹے حجاج بن ایمن کا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک واقعہ ہوا ہے۔ چوتھے غلام باذام تھے جن کا تذکرہ طہمان کے حالات میں عنقریب بیان ہوگا۔

پانچویں غلام ثوبان بن لجدد تھے' جنہیں ابن جحدر ابو عبداللہ' ابو عبدالکریم اور ابو عبدالرحمٰن بھی کہا جاتا ہے' ان کا اصل السراۃ کے باشندوں میں ہے یہ مقام مکہ اور یمن کے درمیان واقع ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اہل یمن کے حمیر میں' اور بعض کے نزدیک الہان میں اور بعض کہتے ہیں کہ حکم بن سعد العشیرہ جو مذحج کا ایک قبیلہ ہے اس میں ان کا اصل ہے' جس نے جاہلیت میں انہیں قیدی بنا لیا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا اور اختیار دیا کہ اگر وہ اپنی قوم کے پاس واپس جانا چاہیں تو چلے جائیں اور اگر چاہیں تو ٹھہرے رہیں بلاشبہ یہ ان کے گھر کے آدمی ہیں' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی پر قائم رہے اور سفر و حضر میں آپ سے الگ نہ ہوئے' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ فتح مصر میں شامل ہوئے اور اس کے بعد حمص میں فروکش ہوئے اور وہاں ایک گھر تعمیر کیا اور اپنی وفات تک جو ۵۴ھ میں ہوئی وہیں رہے اور بعض کہتے ہیں کہ ۴۴ھ میں ہوئی۔ مگر یہ غلط ہے بعض کہتے ہیں کہ آپ کی وفات مصر میں ہوئی اور صحیح یہی ہے کہ آپ حمص میں فوت ہوئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم' بخاری نے کتاب الادب میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے ان کے لیے روایت کی ہے۔

چھٹے غلام حضرت حنین رضی اللہ عنہ تھے' یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ جو ابراہیم بن عبداللہ بن حنین کے دادا ہیں اور ہم نے روایت کی ہے کہ آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے اور آپ کو وضو کرواتے تھے اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو سے فارغ ہو جاتے تو آپ وضو کے بقیہ پانی کو لے کر آپ کے اصحاب کی طرف چلے جاتے' پس ان میں سے کوئی تو اس سے پی لیتا اور کوئی اسے مل لیتا' پس حنین نے پانی کو روک کر ایک مٹکے میں چھپا لیا یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی شکایت کی تو آپ نے انہیں فرمایا' آپ اس پانی کو کیا کریں گے؟ حنین نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے اپنے پاس جمع رکھوں گا اور پیوں گا آپ نے فرمایا' کیا تم نے کوئی عقل مند غلام دیکھا ہے یہ کس قدر عقلمند ہے؟ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بخش دیا اور انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ ساتویں غلام حضرت ذکوان تھے جن کا تذکرہ طہمان کے حالات میں بیان ہوگا۔

آٹھویں غلام حضرت رافع یا ابورافع تھے' جنہیں ابوالبہی بھی کہا جاتا ہے' ابوبکر بن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ یہ ابواحیحہ سعید بن العاص الاکبر کے غلام تھے پس ان کے بیٹے اس کے وارث ہوئے اور ان میں سے تین نے اپنے اپنے حصے کے غلاموں کو

Marfat.com

آزاد کر دیا اور یہ بدر کے روز ان کے ساتھ شامل ہوئے اور تینوں قتل ہو گئے پھر ابو رافع نے اپنے آقا بنی سعید کے بقیہ حصوں کو' خالد بن سعید کے حصے کے سوا' خرید لیا اور خالد نے اپنا حصہ رسول اللہ ﷺ کو بخش دیا اور آپ نے اسے قبول فرما کر آزاد کر دیا اور یہ کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور اسی طرح ان کے بعد ان کے بیٹے بھی یہی کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور اسی طرح ان کے بعد ان کے بیٹے بھی یہی کہا کرتے تھے۔ نویں غلام حضرت رباح تھے' یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت دیا کرتے تھے اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لی یہاں تک کہ وہ اس وقت کمرے میں داخل ہوئے جب آپ نے اپنی بیویوں سے ایلاء کیا تھا اور ان سے الگ ہو کر اس کمرے میں اکیلے رہتے تھے' اسی طرح آپ کے نام کے ساتھ مصرح طور پر عکرمہ بن عمار کی حدیث میں عن سماک بن الولید عن ابن عباس عن عمر رضی اللہ عنہم بیان ہوئی ہے اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وقیع نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ بن عمار نے عن ایاس بن سلمہ بن اکوع عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک غلام رباح نام تھا۔

دسویں غلام حضرت ردیفع تھے' مصعب بن عبداللہ زبیری اور ابوبکر بن ابی خیثمہ نے انہیں غلاموں میں شمار کیا ہے' یہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ان کا بیٹا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور خلافت میں ان کے پاس گیا تو آپ نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا' دونوں کا بیان ہے کہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔

میں کہتا ہوں' حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کا بڑا خیال رکھتے تھے' اور ان سے حسن سلوک کرنے اور ان پر احسان کرنے کو پسند کرتے تھے' اور آپ نے اپنے دور خلافت میں ابوبکر بن حزم کو' جو آپ کے زمانہ میں اہل مدینہ کے عالم تھے' لکھا کہ وہ آپ کے رسول اللہ ﷺ کے غلاموں' عورتوں اور خادموں کی تلاش کریں اسے واقدی نے روایت کیا ہے' اور ابوعمرو نے مختصراً اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ میں اس کی روایت کو نہیں جانتا' ابن الاثیر نے اسے الغابہ میں بیان کیا ہے۔

گیارھویں غلام حضرت زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے' ہم نے ان کے کچھ حالات غزوۂ موتہ میں آپ کی شہادت کے بیان میں ذکر کیے ہیں' یہ فتح مکہ سے چند ماہ قبل جمادی ۸ ھ کا واقعہ ہے' اور آپ اس کے پہلے امیر تھے' آپ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان دونوں کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر بنے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس سریہ میں بھی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا' لوگوں کا امیر بنا کر بھیجا' اور اگر حضرت زید آپ کے بعد زندہ رہتے تو آپ انہیں اپنا خلیفہ بناتے' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

بارھویں غلام حضرت زید بن یسار رضی اللہ عنہ تھے' ابوالقاسم بغوی معجم الصحابہ رضی اللہ عنہم میں بیان کرتے ہیں' کہ آپ نے مدینہ میں سکونت اختیار کر لی اور ایک حدیث کی روایت کی میں اس کے سوا کسی حدیث کو نہیں جانتا' محمد بن علی جوزجانی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوسلمہ التبوذکی نے ہم سے بیان کیا' کہ حفص بن عمر طائی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعمر بن مرہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے غلام بلال بن یسار بن زید سے سنا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا' ان نے میرے دادے کے حوالے سے

Marfat.com

مجھے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ کہے گا' خواہ وہ جنگ سے بھاگا ہو' اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے' اسی طرح ابوداؤد نے اسے بحوالہ ابوسلمہ روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اسے عن محمد بن اسماعیل بخاری عن ابی سلمہ' موسیٰ بن اسماعیل روایت کیا ہے' اور ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

تیرھویں غلام حضرت سفینہ ابوعبدالرحمٰن تھے' جنہیں ابوالبختری بھی کہا جاتا ہے' ان کا نام مہران تھا' اور بعض کہتے ہیں کہ عبس تھا' اور بعض احمر' اور بعض رومان بیان کرتے ہیں' اور رسول اللہ ﷺ نے ایک بات کی وجہ سے' جسے ہم ابھی بیان کریں گے' انہیں لقب دیا جو آپ پر غالب آ گیا' آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آزاد کر دیا اور یہ شرط مقرر کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ کی خدمت کریں تو انہوں نے یہ بات قبول کر لی اور کہا اگر آپ مجھ پر یہ شرط عائد نہ بھی کرتیں تب بھی میں آپ سے جدا نہ ہوتا' اور یہ حدیث سنن میں ہے' آپ عرب کی پیدائش تھے اور آپ کا اصل ایرانی باشندوں میں ہے اور آپ سفینہ بن مافنہ ہیں' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ حشرج بن نباتہ عبسی کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن جمہان نے ہم سے بیان کیا کہ سفینہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میری امت میں تیس سال خلافت ہو گی' پھر اس کے بعد ملوکیت ہو گی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لازم رہ' پھر وہ بیان کرتے ہیں ہم نے انہیں تیس سال پایا' پھر بعد ازاں میں نے خلفا کا اندازہ کیا تو میں نے تیس آدمیوں کو بھی ان کے لیے متفق نہ پایا' میں نے سعید سے پوچھا آپ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہاں ملے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' حجاج کے زمانہ میں وادی نخلہ میں' میں نے تین راتیں ان کے پاس قیام کیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے متعلق پوچھتا رہا' میں نے ان سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں آپ کو نہیں بتاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رکھا ہے' میں نے کہا آپ نے تمہارا نام سفینہ کیوں رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ باہر نکلے تو ان کا سامان ان پر بوجھل ہو گیا' تو آپ نے مجھے فرمایا اپنی چادر بچھاؤ' میں نے چادر بچھائی تو انہوں نے اس میں اپنا سامان رکھ دیا' اور پھر اسے مجھ پر لاد دیا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اسے اٹھالو' تم تو سفینہ ہو' اور اگر میں اس روز ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ یا چھ یا سات اونٹوں کا بوجھ بھی اٹھا لیتا تو وہ مجھے بوجھل معلوم نہ ہوتا' سوائے اس کے کہ وہ کرید کر سوال کرتے' اور یہ حدیث ابوداؤد' ترمذی اور نسائی سے مروی ہے اور ان کے نزدیک اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ''خلافت نبوت تیس سال ہے پھر ملوکیت ہو گی'' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بہز نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے سعید بن جمہان سے بحوالہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں تھے' پس جب کوئی آدمی تھک جاتا تو وہ اپنے کپڑے' ڈھال یا تلوار مجھ پر لاد دیتا یہاں تک کہ میں نے بہت سی چیزیں اٹھا لیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تو سفینہ ہے'' یہی بات آپ کے سفینہ نام کے بارے میں مشہور ہے۔

اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ ابوالربیع سلیمان بن داؤد زہرانی اور محمد بن جعفر ورکانی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک

Marfat.com

بن عبداللہ نخعی نے عمران البجلی سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہمارا ایک وادی یا دریا سے گزر ہوا۔ اور میں سب لوگوں سے بڑھ کر چلنے میں قوی تھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تو تو آج ایک سفینہ ہے۔ اور اسی طرح امام احمد نے اسے اسود بن عامر سے بحوالہ شریک روایت کیا ہے اور ابوعبداللہ بن مندہ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن مکرم نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے محمد بن المنکدر سے بحوالہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے کشتی میں سمندر کا سفر کیا تو وہ کشتی ٹوٹ گئی' تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا تو اس نے مجھے ایک جزیرہ میں پھینک دیا' جس میں شیر رہتا تھا' مجھے اسے سے خوف محسوس ہوا تو میں نے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں تو وہ مجھے اپنے کندھے سے اشارہ کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے مجھے راستے پر ڈال دیا' پھر وہ دھاڑا تو میں نے خیال کیا کہ وہ سلام کہہ رہا ہے۔

اور ابوالقاسم بغوی نے اسے عن ابراہیم بن ہانی عن عبداللہ بن موسیٰ عن رجل عن محمد بن المنکدر عن سفینہ روایت کیا ہے اور اسی طرح اس نے اسے عن محمد بن عبداللہ الحرمی عن حسین بن محمد روایت کیا ہے' اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے محمد بن المنکدر سے بحوالہ سفینہؓ اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح اس نے اسے روایت کیا ہے کہ ہارون بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوریحانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سفینہؓ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ مجھے ایک شیر ملا' تو میں نے کہا' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے زمین پر اپنی دم پھیری اور بیٹھ گیا' اور مسلم اور اہل سنن نے اس کے لیے روایت کی ہے اور قبل ازیں امام احمد کی روایت کردہ حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ وادی نخلہ میں رہتے تھے اور حجاج کے زمانے تک پیچھے رہے۔

چودھویں غلام حضرت سلیمان فارسی' ابوعبداللہ اسلام کے غلام تھے۔ اصل میں ایرانی تھے' گردش احوال سے مدینہ کے ایک یہودی کے غلام بن گئے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو سلمان' مسلمان ہو گئے اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنے یہودی آقا کے ساتھ مکاتبت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ذمے جو رقم آتی تھی اس کی ادائیگی میں آپ کی مدد کی اور آپ نے انہیں اپنی طرف منسوب کیا اور فرمایا سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے۔ اور قبل ازیں ہم اپنے ملک سے ہجرت کرنے اور یکے بعد دیگرے ان کے راہبوں سے صحبت کرنے کے حالات بیان کر چکے ہیں' یہاں تک کہ حالات انہیں مدینہ نبویہ میں لے آئے' اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ مدینہ کی طرف ہجرت کے اوائل میں ہوا' اور آپ کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر میں ۳۵ھ میں ہوئی۔ یا ۳۶ھ کے آغاز میں ہوئی۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی' لیکن پہلی بات زیادہ صحیح ہے' عباس بن یزید بحرانی بیان کرتے ہیں کہ اہل علم کو اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ اڑھائی سو سال زندہ رہے' اور اس سے زیادہ ساڑھے تین سو سال تک ان میں اختلاف پایا جاتا ہے' اور بعض متاخرین حفاظ نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کی عمر سو سال سے زیادہ نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب

پندرھویں غلام حضرت شقران حبشی ہیں جن کا نام صالح بن عدی ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے والد صاحب کے ورثہ

Marfat.com

سے پایا۔ اور مصعب زبیری اور محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام تھے انہوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا۔ اور احمد بن حنبل نے اسحاق بن عیسیٰ سے بحوالہ ابی معشر روایت کی ہے کہ انہوں نے انہیں بدر میں شامل ہونے والوں میں بیان کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ نہیں لگایا' محمد بن سعد نے بھی انہیں بدریوں میں شامل کیا ہے اور یہ غلام تھے اس لیے ان کا حصہ نہیں لگایا گیا' بلکہ آپ نے اسے قیدیوں کا افسر مقرر کر دیا' تو ہر آدمی نے جس کا قیدی تھا' آپ کو کچھ دیا جس سے آپ کو پورے حصے سے بھی زیادہ مل گیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان کے علاوہ بدر میں تین غلام تھے' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام' حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا غلام' اور حضرت سعید بن معاذ رضی اللہ عنہ کا غلام' آپ نے انہیں تھوڑا سا دیا۔ اور ان کا حصہ نہیں لگایا' ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ زہری کی کتاب اور ابن اسحاق کی کتاب میں بدریوں میں ان کا ذکر موجود نہیں اور واقدی نے عن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ عن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام شقران کو اس تمام سامان' ہتھیاروں' اونٹوں' بکریوں اور بچوں کو ایک طرف اکٹھا کر افسر مقرر کیا جو المریسیع کے گھروں سے ملا' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم بن خالد نے عن عمرو بن یحییٰ مازنی عن ابیہ عن شقران مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کی طرف جاتے ہوئے گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا آپ اشارہ کرتے جاتے تھے اور ان حدیث میں اس بات کے شواہد پائے جاتے ہیں کہ حضرت شقران رضی اللہ عنہ ان معرکوں میں شامل ہوئے تھے۔

اور ترمذی نے عن زید بن اخزم عن عثمان بن فرقد عن جعفر بن محمد روایت کی ہے کہ ابن ابی رافع نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت شقران رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ۔ خدا کی قسم! میں نے قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے چادر ڈالی تھی۔ اور جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بنائی۔ اور حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے چادر ڈالی اور انہوں نے وہ چادر آپ کے نیچے ڈالی جس پر وہ نماز پڑھا کرتے تھے اور کہا خدا کی قسم اسے آپ کے بعد کوئی شخص زیب تن نہیں کرے گا' اور حافظ ابوالحسن بن الاثیر نے الغابہ میں بیان کیا ہے کہ آپ کی نسل ختم ہو چکی ہے اور ہارون الرشید کے زمانے میں مدینہ میں آپ ان کے آخر میں فوت ہونے والے تھے۔

سولہویں غلام حضرت ضمیرہ بن ابی ضمیرہ حمیری تھے۔ یہ جاہلیت میں قیدی ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا' مصعب زبیری ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بقیع میں آپ کا گھر اور اولاد تھی' اور عبداللہ بن وہب عن ابی ذئب عن حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ عن ابیہ عن جدہ ضمیرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ضمیرہ کے پاس سے گزرے تو وہ رو رہی تھیں' آپ نے فرمایا' تو کیوں روتی ہے؟ کیا تو گرسنہ ہے یا برہنہ ہے' اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور میرے بیٹے کے درمیان جدائی ڈال دی گئی ہے' آپ نے فرمایا بچے اور اس کی والدہ کے درمیان تفریق نہ کی جائے۔ پھر آپ نے اس آدمی کے پاس پیغام بھیجا جس کے ہاں ضمیرہ غلام تھے اور اسے بلا کر اس سے ایک اونٹ کے بدلے انہیں خرید لیا' ابن ابی ذئب بیان کرتے ہیں' پھر اس نے مجھے وہ تحریر پڑھائی جو اس کے پاس تھی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ابوضمیرہ اور اس کے اہل بیت کے نام تحریر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا ہے اور وہ عرب گھرانے سے ہیں اگر وہ چاہیں تو رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہر جائیں اور اگر چاہیں' تو اپنی قوم کے پاس واپس چلے جائیں' پس کوئی شخص حق کے سوا انہیں مانع نہ ہو' اور جو مسلمان انہیں ملے ان کے متعلق اچھی وصیت کرے''۔ (کاتب ابی بن کعب)

سترھویں غلام حضرت طہمان رضی اللہ عنہ تھے' جنہیں ذکوان' مہران' میمون' کیسان اور باذام بھی کہا جاتا ہے' رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے اور میرے اہل بیت کے لیے صدقہ حلال نہیں' اور قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے۔ بغوی نے اسے عن منجاب بن الحارث وغیرہ عن شریک عن عطاء بن السائب عن ام کلثوم بنت علی بن طالب رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام طہمان یا ذکوان نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور پھر آگے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

اٹھارھویں غلام حضرت عبید رضی اللہ عنہ تھے' ابوداؤد طیالسی نے عن شعبہ عن سلیمان التیمی عن شیخ عن ❶ عبید مولیٰ رسول اللہ ﷺ بیان کیا ہے' میں نے پوچھا کیا حضرت نبی کریم ﷺ فرض نماز کے سوا بھی نماز کا حکم دیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا مغرب اور عشا کے درمیان نماز کا حکم دیا کرتے تھے۔ ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں' مجھے معلوم نہیں کہ کسی اور نے بھی روایت کی ہو۔

ابن عساکر بیان کرتے ہیں بات ایسے نہیں جیسے انہوں نے بیان کی ہے' پھر انہوں نے ابویعلیٰ موصلی کے طریق سے بیان کیا ہے کہ عبدالاعلیٰ بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن حماد نے سلیمان التیمی سے رسول اللہ ﷺ کے غلام عبید کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ دو عورتیں روزہ دار تھیں اور لوگوں کی غیبت کرتی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ منگوایا' اور ان دونوں سے کہا قے کرو' تو انہوں نے پیپ' خون اور تازہ گوشت قے کیا' پھر فرمایا ان دونوں نے حلال چیز سے روزہ رکھا اور حرام پر افطار کیا۔ اور امام احمد نے اسے یزید بن ہارون اور ابن ابی عدی سے بحوالہ سلیمان ایک ایسے آدمی سے روایت کیا ہے' جس نے ابو عثمان کی مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے غلام عبید کے حوالے سے ان کے پاس بات بیان کی۔ اور احمد نے اسے اسی طرح غندر سے بحوالہ عثمان بن غیاث روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوعثمان کے ساتھ تھا کہ ایک آدمی نے کہا کہ سعدؓ یا عبیدؓ نے مجھ سے بیان کیا' عثمان کو حضرت نبی کریم ﷺ کے غلام کے متعلق شک ہے' اور پھر اس حدیث کو بیان کیا۔

انیسویں غلام حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ تھے محمد بن سعید بیان کرتے ہیں کہ واقدی نے ہمیں بتایا کہ عتبہ بن خیرہ اشہلی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم کی طرف لکھا کہ آپ میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے خادم مردوں' عورتوں اور غلاموں کو تلاش کریں تو انہوں نے آپ کی طرف لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک یمانی غلام فضالہ تھا' جو

❶ اصابہ میں اس کے حالات میں ایک دفعہ عن شیخ عن سعید اور دوسری دفعہ عن رجل عن عبید بیان ہوا ہے لیکن انہوں نے اس کا نام بیان نہیں کیا۔

Marfat.com

بعدازاں شام میں فروکش ہو گیا اور ابو مویہبۃ' مزیز کے مولدین میں سے تھا' تو آپ نے اسے آزاد کر دیا۔

ابن عساکر بیان کرتے ہیں میں نے صرف اس طریق سے ہی فضالہ کا ذکر غلاموں میں دیکھا ہے۔

بیسویں غلام حضرت قفیز تھے' ابو عبداللہ بن مندہ بیان کرتے ہیں کہ سہل بن السری نے ہمیں بتایا کہ احمد بن محمد المنکدر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یحییٰ نے عن محمد بن سلیمان حرانی عن زہیر بن محمد عن ابی بکر بن عبداللہ بن انیس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک غلام کو قفیز کہا جاتا تھا محمد بن سلیمان اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

اکیسویں غلام کرکرہ تھے' یہ بعض غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے سامان کے نگران تھے' اور ابو بکر بن حزم نے اس کا ذکر اس خط میں کیا ہے' جو انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو لکھا تھا۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن عمرو عن سالم بن ابی الجعد عن عبداللہ بن عمرو ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامان پر ایک شخص نگران تھا' جسے کرکرہ کہا جاتا تھا' وہ مر گیا تو آپؐ نے فرمایا ''وہ دوزخ میں ہے'' صحابہؓ نے دیکھا کہ اس پر ایک چوغہ تھا جسے اس نے مال غنیمت سے خیانت سے حاصل کیا تھا یا چادر کو خیانت سے حاصل کیا تھا' اسے بخاری نے علی بن المدائنی سے بحوالہ سفیان روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں اس کا واقعہ مدعم کے واقعہ سے ملتا جلتا ہے جسے بنی الضبیب کے رفاعہ نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا جیسا کہ ابھی بیان ہو گا۔

بائیسویں غلام حضرت کیسان رضی اللہ عنہ تھے' بغوی بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن فضیل نے بحوالہ عطاء بن السائب ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے غلام نے جسے کیسان کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے صدقہ کی ایک چیز کے بارے میں فرمایا ہم اہل بیت کو صدقہ کھانے سے منع کیا گیا ہے اور ہمارا غلام بھی ہم سے ہی ہوتا ہے پس تو صدقہ نہ کھانا۔

تیئسویں غلام مابور قبطی خصی تھے' جسے حاکم اسکندریہ نے حضرت ماریہ' شیریں رضی اللہ عنہما اور خچر کے ساتھ آپ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا تھا' اور ہم قبل ازیں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں اس کے کچھ حالات بیان کر چکے ہیں' جو کافی ہیں۔

چوبیسویں غلام مدعم تھے' یہ سیاہ فام حسمی[1] کے مولدین میں سے تھا' جسے رفاعہ بن زید الجذامی نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا' یہ حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی میں قتل ہو گیا تھا اور یہ واقعہ ان کی خیبر سے واپسی کے موقع پر ہوا۔ پس جب وہ وادی القریٰ میں پہنچے تو مدعم' رسول اللہ ﷺ کی ناقہ سے پالان اتار رہا تھا کہ اچانک اسے ایک نامعلوم تیر لگا' جس سے وہ مر گیا تو لوگوں نے کہا اسے شہادت مبارک ہو' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اسے ہرگز شہادت مبارک نہ ہو گی' اس نے خیبر کے روز جو چادر لی تھی۔ جبکہ تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ وہ اس پر آگ بھڑکاتی رہے گی' جب انہوں نے یہ بات سنی تو ایک آدمی ایک تسمہ یا دو تسمے لایا' تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا آگ کا تسمہ یا آگ کے دو تسمے' دونوں نے اسے مالک کی حدیث سے عن ثور بن یزید عن ابی الغیث عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے۔

---

[1] دشت شام میں ایک علاقہ ہے جس کے درمیان اور وادی القریٰ کے درمیان دو راتوں کا فاصلہ ہے جہاں بنو جذام فروکش ہیں۔

Marfat.com

پچیسویں غلام حضرت مہران تھے، جنہیں طہمان بھی کہا جاتا ہے، انہی سے حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما نے بنی ہاشم اور ان کے غلاموں پر صدقہ کے حرام ہونے کی روایت کی ہے۔

چھبیسویں غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ تھے، حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ ابوالفتح الماہانی نے ہمیں بتایا کہ صوفی شجاع نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن اسحاق نے ہمیں بتایا کہ احمد بن محمد بن زیاد نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن عبدالملک بن مروان نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ ابو مالک اشجعی نے یوسف بن میمون سے بحوالہ حضرت نافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتایا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ زانی بوڑھا، متکبر مسکین، اور اپنے کام کا اللہ پر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

ستائیسویں غلام حضرت نفیع تھے، جنہیں مسروح اور نافع بن مسروح بھی کہا جاتا ہے اور صحیح، نافع بن الحارث بن کلدہ بن عمرو بن علاج بن سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن قیس ہے جو ابوبکرہ ثقفی کا ثقیف ہے اور ان کی والدہ سمیہ ہے جو زیاد کی ماں ہے، یہ اور غلاموں کی ایک جماعت طائف کی فصیلوں سے اتری، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا۔ اور یہ ایک چرخی میں نیچے آئے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام ابوبکرہ رکھ دیا، ابونعیم بیان کرتے ہیں، یہ ایک صالح آدمی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو برزہ اسلمی کے درمیان مواخات کروائی۔

میں کہتا ہوں ان کی نماز جنازہ انہی نے ان کی وصیت کے مطابق پڑھائی اور حضرت ابوبکرہ معرکہ جمل وصفین میں شامل نہیں ہوئے، اور ان کی وفات ۵۱ھ میں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ۵۲ھ میں ہوئی۔

اٹھائیسویں غلام حضرت واقد یا ابو واقد رضی اللہ عنہ تھے، حافظ ابونعیم اصبہانی بیان کرتے ہیں کہ ابوعمرو بن حمدان نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن سفیان نے ہم سے بیان کہ محمد بن یحییٰ بن عبدالکریم نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ الہیثم بن حماد نے، عن الحارث بن غسان عن رجل من اہل المدینۃ عن ذاذان، عن واقد مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی اطاعت کی اس نے ذکر الٰہی کیا، خواہ اس کے نماز، روزے، تلاوت کم ہی ہو، اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا، خواہ اس کے نماز، روزے اور تلاوت قرآن زیادہ ہی ہو۔

انتیسویں غلام حضرت ابو کیسان رضی اللہ عنہ تھے، جنہیں ہرمز یا کیسان بھی کہا جاتا ہے اور انہیں طہمان بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ علی بن عباس نے، عطاء بن السائب سے بحوالہ حضرت فاطمہؓ بنت علیؓ یا حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں، میں نے اپنے غلام جسے ہرمز کہا جاتا ہے اور اس کی کنیت ابو کیسان ہے، سے سنا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہم اہل بیت کے لیے صدقہ حلال نہیں اور بلاشبہ ہمارے غلام بھی ہم میں سے ہیں پس تم صدقہ نہ کھاؤ، اور الربیع بن سلیمان نے اسے عن اسد بن موسیٰ عن ورقاء عن عطاء بن السائب روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہرمز یا کیسان نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ اور ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ منصور بن ابی مزاحم نے ہم سے بیان کیا کہ

Marfat.com

ابوحفص الابار نے ابن ابی زیاد سے بحوالہ معاویہ ہم سے بیان کیا کہ بدر میں بیس غلام شامل ہوئے ان میں حضرت نبی کریم ﷺ کا غلام ہرمز بھی تھا' رسول اللہ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا اور فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھے آزاد کیا ہے اور قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے اور ہم اہل بیت صدقہ نہیں کھاتے' پس تم بھی صدقہ نہ کھانا۔

تیسویں غلام حضرت ہشام تھے' محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن عبداللہ الرقی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن ایوب الرقی نے عن سفیان عن عبدالکریم عن ابی زبیر عن ہشام مولی رسول اللہ ﷺ ہمیں بتایا کہ ایک آدمی نے آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میری بیوی کسی طلبگار کے ہاتھ کو نہیں ہٹاتی آپ نے فرمایا ''اسے طلاق دے دو'' اس نے کہا وہ مجھے اچھی لگتی ہے آپ نے فرمایا ''اس سے فائدہ اٹھاؤ'' ابن مندہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جماعت نے اسے سفیان ثوریؒ سے عن ابی زبیر عن مولی بنی ہاشم عن النبی ﷺ روایت کیا ہے اور اس غلام کا نام نہیں لیا' اور عبیداللہ بن عمرو نے اسے عن عبدالکریم عن ابی زبیر عن جابر روایت کیا ہے۔

اکتیسویں غلام حضرت ابوالحمراء تھے' جو حضرت نبی کریم ﷺ کے غلام اور خادم تھے' انہی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ہلال بن الحارث تھا' بعض کہتے ہیں ابن مظفر تھا' اور بعض ہلال بن الحارث بن ظفر السلمی بیان کرتے ہیں' یہ جاہلیت میں قیدی بن گئے تھے' اور ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم بیان کرتے ہیں کہ احمد بن حازم نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ اور فضل بن دکین نے عن یونس بن ابی اسحاق عن ابی داؤد القاص عن ابی الحمراء ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں سات ماہ زاہدانہ طور پر یوں گزارے جیسے ایک دن ہو' اور حضرت نبی کریم ﷺ ہر صبح کو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے دروازے پر تشریف لے جاتے اور فرماتا (الصلوة الصلوة انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا) احمد بن حازم بیان کرتے ہیں اور عبیداللہ بن موسیٰ اور فضل بن دکین نے عن یونس بن ابی اسحاق عن ابی داؤد عن ابی الحمراء ہمیں بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے' جس کے پاس ایک برتن میں کھانا تھا' تو آپ نے اس کھانے میں اپنا ہاتھ داخل کیا اور فرمایا تو نے اسے دھوکہ دیا ہے اور جو ہم سے دھوکہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بحوالہ ابونعیم روایت کیا ہے اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی حدیث نہیں۔ اور یہ ابوداؤد نفیع بن الحارث الاعمیٰ ہے جو متروکین ضعفاء میں سے ایک ہے۔ اور عباس الدوری بحوالہ ابن معین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ابوالحمراء کا نام ہلال بن الحارث تھا جو حمص میں رہتا تھا اور میں نے اس کے بچوں میں وہاں ایک نوجوان کو دیکھا اور بعض دوسروں کا قول ہے کہ ان کا گھر حمص کے دروازے سے باہر تھا' اور ابوالوازع بحوالہ سمرہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالحمراء غلاموں میں سے تھا۔

بتیسویں غلام حضرت یسارؓ تھے' کہتے ہیں کہ عرنیوں نے انہی کو قتل کیا تھا اور ان کا مثلہ کیا تھا۔ اور واقدی نے اپنی سند سے یعقوب بن عتبہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے قرقرۃ الکدر کے روز بنی غطفان اور سلیم کے اونٹوں کے ساتھ گرفتار کیا تھا' اور لوگوں نے اسے رسول اللہ ﷺ کو بخش دیا تو آپ نے اسے قبول کر لیا' کیونکہ آپ نے اسے بہت اچھی طرح نماز پڑھتے دیکھا تھا' پس آپ نے اسے آزاد کر دیا' پھر اونٹوں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ان میں سے ہر آدمی کو سات اونٹ ملے اور وہ دو سو آدمی تھے۔

Marfat.com

تینتیسویں غلام حضرت ابوسلمیٰ تھے۔ جو رسول اللہ ﷺ کے چرواہے تھے' انہیں ابوسلام بھی کہا جاتا تھا اور ان کا نام حریث تھا' ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ کامل بن طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے چرواہے ابوسلمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص یہ گواہی دیتے ہوئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اللہ سے ملاقات کرے گا اور بعث و حساب پر ایمان لائے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ ہم نے پوچھا تو نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو اس نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں' پھر کہا میں نے یہ بات آپؐ سے کئی دفعہ سنی ہے نہ دو دفعہ' نہ تین دفعہ' نہ چار دفعہ' ابن عساکر نے اس کے سوا ان کی کوئی حدیث بیان نہیں کی' اور نسائی نے رات دن کے بارے میں ایک اور حدیث بیان کی ہے اور ابن ماجہ نے ان کی ایک تیسری حدیث بھی بیان کی ہے۔

چونتیسویں غلام حضرت ابوضمیرہ تھے' جو متقدم الذکر ضمیرہ کے والد ہیں اور ضمیرہ کی ماں کے خاوند ہیں' اور ان کے بیٹے کے حالات میں ان کا کچھ تذکرہ' اور ان کی تحریر میں ان کے کچھ حالات قبل ازیں بیان ہو چکے ہیں' اور محمد بن سعد' الطبقات میں بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن عبداللہ بن اویس المدنی نے ہمیں بتایا کہ حسین بن عبداللہ بن ابی ضمیرہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوضمیرہ کے لیے جو تحریر لکھی وہ یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے' ابوضمیرہ لدراس کے اہل بیت کے لیے۔

''بلاشبہ یہ عرب گھرانے کے لوگ ہیں اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بطور غنیمت دیا تھا اور آپ نے ان کو آزاد کر دیا تھا' پھر آپ نے ابوضمیرہ کو اختیار دیا کہ اگر وہ پسند کرے تو اپنی قوم کے پاس چلا جائے۔ اور آپؐ نے اسے اجازت دے دی اور اگر چاہے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہرا رہے۔ اور یہ لوگ آپ کے اہل بیت میں سے ہوں گے' پس اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا اور اسلام میں داخل ہو گیا' پس جو کرے ان سے بھلائی کرے' اور جو مسلمان انہیں ملے وہ ان کے متعلق بھلائی کی وصیت کرے''۔ (کاتب ابی بن کعبؓ)

اسماعیل بن ابی اویس بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حمیری غلام تھے' ان کی قوم کے کچھ لوگ سفر کو گئے اور ان کے پاس یہ تحریر بھی تھی' تو ان کا چوروں سے سامنا ہو گیا' چوروں نے ان کے پاس جو کچھ تھا لوٹ لیا تو انہوں نے یہ تحریر بھی انہیں دی اور جو کچھ اس میں لکھا تھا اس کے متعلق بھی انہیں آگاہ کیا' تو انہوں نے اسے پڑھ کر جو کچھ ان سے لوٹا تھا' سب کچھ واپس کر دیا اور ان سے متعرض نہ ہوئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حسین بن عبداللہ بن ابی ضمیرہ' امیر المومنین مہدی کے پاس گیا اور یہ تحریر بھی اپنے ساتھ لے گیا' مہدی نے اس تحریر کو لے کر اپنی آنکھوں پر رکھا اور حسین کو تین سو دینار عطا کیے۔

پینتیسویں غلام حضرت ابوعبیدؓ تھے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ابان العطار نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے شہر بن حوشب سے بحوالہ ابی عبید ہم سے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ہنڈیا پکائی جس میں گوشت تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ''مجھے اس کا دست دو'' میں نے آپ کو دیا تو آپؐ نے فرمایا: ''مجھے اس کا دست دو'' میں نے آپ کو دیا

Marfat.com

تو آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کا دست دو'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بکری کے کتنے دست ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' اگر تو خاموش رہتا تو میں جتنے دست طلب کرتا تو وہ مجھے دیتا۔ ترمذی نے اسے الشمائل میں عن بندار عن مسلم بن ابراہیم عن ابان بن یزید العطار روایت کیا ہے۔

چھتیسویں غلام حضرت ابوعشیبؓ تھے' بعض لوگ ابوعسیب کہتے ہیں' مگر پہلا نام درست ہے اور بعض لوگوں نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ یہ حضرت نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ میں شامل تھے اور آپ کے دفن کے وقت بھی موجود تھے۔ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی انہوں نے بیان کیا ہے۔ اور حارث بن ابی اسامہ بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم بن عبید ابونصیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے غلام ابوعسیب سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس بخار اور طاعون لے کر آئے۔ میں نے بخار کو مدینہ میں روک لیا اور طاعون کو شام کی طرف بھیج دیا۔ طاعون میری امت کے لیے شہادت اور رحمت ہے اور کافر پر عذاب ہے۔ اور امام احمد نے بھی اسے یزید بن ہارون سے اسی طرح روایت کیا ہے' اور ابوعبداللہ بن مندہ بیان کرتے ہیں' کہ محمد بن یعقوب نے ہمیں بتایا کہ محمد بن اسحاق صاغانی نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ حشرج بن نباتہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابونصیرہ بصری نے رسول اللہ ﷺ کے غلام ابوعسیب کے حوالہ سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک شب کو باہر نکلے تو میرے پاس سے گزرے اور مجھے بلایا' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہیں بھی بلایا اور وہ آپ کے پاس آ گئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہیں بھی بلایا اور وہ آپ کے پاس آ گئے' پھر آپ چل پڑے یہاں تک کہ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے' رسول اللہ ﷺ نے باغ کے مالک سے فرمایا ہمیں تازہ کھجوریں کھلاؤ' اس نے کھجوریں لا کر رکھیں تو رسول اللہ ﷺ نے کھائیں اور سب لوگوں نے بھی کھائیں' پھر آپ نے پانی منگوا کر پیا پھر فرمایا۔ بلاشبہ یہ مال ہے اور قیامت کے روز اس کے متعلق تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھجور کے خوشے کو پکڑ کر زمین پر دے مارا یہاں تک کہ تازہ کھجوریں بکھر گئیں اور کہنے لگے یا نبی اللہ! قیامت کے روز ہم سے اس کے متعلق پرسش ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں' مگر تین چیزوں کے بارے میں پرسش نہیں ہوگی' اس چیتھڑے کے متعلق جس سے مرد اپنی شرمگاہ کو چھپاتا ہے' یا اس ٹکڑے کے متعلق جس سے وہ اپنی بھوک کو دور کرتا ہے یا اس کمرے کے متعلق جس میں گرمی اور سردی سے بچنے کے لیے داخل ہوتا ہے۔

اور امام احمد نے اسے شریح سے بحوالہ حشرج روایت کیا ہے۔ اور محمد بن سعد نے الطبقات میں موسیٰ بن اسماعیل سے روایت کی ہے کہ سلمہ بنت ابان الغریعیہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے میمونہ بنت عسیب سے سنا وہ بیان کرتی ہیں کہ ابوعسیب ہمیشگی تین روزے رکھتے تھے اور چاشت کی نماز کھڑے ہو کر پڑھتے تھے' یہاں تک کہ عاجز ہو گئے اور ایام البیض ❶ کے روزے رکھتے تھے' وہ بیان کرتی ہیں کہ ان کی چارپائی کے ساتھ گھنٹی لگی ہوئی تھی' جب وہ مجھے بلاتے اور ان کی آواز نہ نکلتی تو وہ گھنٹی کھڑکھڑاتے تو میں آ جاتی۔

---

❶ ایام البیض' تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں شب کے دنوں کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

سینتیسویں غلام حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ تھے' جو مشہور روایت کے مطابق' مذحج کے انمار میں سے تھے' ان کے نام کے بارے میں کئی اقوال ہیں' سب سے مشہور قول یہ ہے کہ آپ کا نام سلیم تھا' بعض عمرو بن سعد اور سعد بن عمرو بھی بیان کرتے ہیں' اور اصل میں یہ سرزمین دوس کے مولدین میں سے ہیں اور یہ بدر میں شامل تھے' یہ بات موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ زہری بیان کی ہے' اور ابن اسحاق' بخاری واقدی' مصعب زبیری اور ابوبکر بن ابی خیثمہ نے بھی اسے روایت کیا ہے' اور واقدی نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ احد اور بعد کے معرکوں میں بھی شامل ہوئے تھے' اور جس روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اس روز آپ کی وفات ہوئی' یہ ۲۲/ جمادی الآخرہ ۱۳ھ منگل کے دن کا واقعہ ہے۔ اور خلیفہ بن خیاط بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو کبشہ کی وفات ۱۳ھ میں ہوئی اور قبل ازیں حضرت ابو کبشہ سے روایت بیان ہو چکی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جاتے ہوئے حجر مقام سے گزرے تو لوگ اپنے گھروں میں داخل ہونے لگے۔ تو لوگوں کے جمع ہونے کے لیے اعلان کیا گیا' جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون سی چیز تمہیں ان لوگوں کے پاس لے جا رہی ہے' جن پر غضب الٰہی ہوا ہے؟ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ان سے متعجب ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بھی عجب تر بات نہ بتاؤں؟ تم میں سے ایک آدمی تم سے پہلے کی اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے' اس کی خبر دیتا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے' معاویہ بن صالح سے بحوالہ ازہر بن سعید حرازی ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو کبشہ انماری سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے' پھر اندر چلے گئے' پھر غسل کر کے باہر آئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کوئی بات تھی؟ آپ نے فرمایا فلاں عورت میرے پاس سے گزری تو میرے دل میں عورت کی خواہش پیدا ہوئی تو میں نے اپنی ایک بیوی کے پاس جا کر اس سے صحبت کی' اور تم بھی اسی طرح کیا کرو' بلاشبہ تمہارے افضل اعمال سے حلال کام کرنا بھی ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے' سالم بن ابی الجعد سے بحوالہ ابو کبشہ انماری ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کی مثال چار آدمیوں کی سی ہے' ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا ہے اور وہ اپنے مال میں محنت کرتا ہے اور اسے صحیح جگہ پر خرچ کرتا ہے' اور دوسرا وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور مال نہیں دیا اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس اس کی مانند مال ہوتا تو میں بھی اس کے بارے میں وہی کرتا جس طرح وہ کرتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ دونوں آدمی اجر میں برابر ہیں۔ تیسرا وہ آدمی ہے جسے اللہ نے مال دیا ہے اور علم عطا نہیں کیا اور وہ اس سے باطل کام کرتا ہے اور اسے ناحق جگہ خرچ کرتا ہے' اور چوتھا وہ آدمی ہے جسے اللہ نے نہ مال دیا ہے اور نہ علم دیا ہے اور وہ کہے کہ اگر میرے پاس اس کی مانند مال ہوتا تو میں بھی وہی کام کرتا جو وہ کر رہا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ اور اسی طرح ابن ماجہ نے اسے ایک اور طریق سے منصور کی حدیث سے عن سالم بن ابی الجعد عن ابی کبشہ عن ابیہ روایت کیا ہے اور بعض نے اسے عبداللہ بن ابی کبشہ کا نام دیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن عبد ربہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ زبیدی نے عن راشد بن سعد عن ابی عامر الہوزنی' عن ابی کبشہ انماری ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے

Marfat.com

اس کے پاس آ کر کہا مجھے اپنے گھوڑے کے پاس لے چلو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص مسلمان کو راستہ پر ڈالے اور بعد میں اسے گھوڑا دے دے تو اسے راہ خدا میں ستر بوجھ کی مانند اجر ملے گا' اور ترمذی نے' عن محمد بن اسماعیل عن ابی نعیم' عن عبادہ بن مسلم' عن یونس بن خباب عن سعید ابوالبختری الطائی روایت کی ہے کہ ابوکبشہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں تین باتوں کے بارے میں قسم کھاتا ہوں اور تم سے حدیث بیان کرتا ہوں جسے تم یاد کر لو صدقہ دینے سے کسی شخص کے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جس شخص پر ظلم ہو اور وہ اس پر صبر کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے' اور جو شخص سوال کے دروازے کو وا کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر غربت کے دروازے کو کھول دیتا ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور احمد نے اسے عن غندر عن شعبہ عن اعمش عن سالم بن ابی الجعد عن ابی کبشہ روایت کیا ہے' اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ولید بن مسلم کی حدیث سے عن ابن ثوبان عن ابیہ عن ابی کبشہ انماری روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر اور دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگوایا کرتے تھے۔ اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حمید بن مسعدہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حمران نے بحوالہ ابی سعید' عبداللہ بن بسر ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوکبشہ انماری کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ٹوپیاں' سروں کے ساتھ چپکی ہوتی تھیں۔

اڑتیسویں غلام حضرت مویہبۃ تھے' جو مزینہ کے مولدین میں سے تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا' آپ کا نام معلوم نہیں ہو سکا' ابومصعب زبیری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابومویہبۃ غزوہ المریسیع میں شامل ہوئے اور آپ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو آگے سے کھینچ رہے تھے' اور امام احمد نے اپنی سند سے آپ سے جو روایت کی وہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ آپ رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بقیع کی طرف گئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہاں کھڑے ہو کر ان کے لیے دعا و استغفار کیا' پھر فرمایا: بعض لوگ جس حالت میں ہیں اس کی نسبت تم جس حالت میں ہو تمہیں مبارک ہو' شب تاریک کی طرح فتنے ایک دوسرے کے پیچھے آ رہے ہیں اور آخری فتنہ پہلے فتنہ سے بہت سخت ہوگا' پس تم جس حالت میں ہو تمہیں مبارک ہو۔ پھر واپس آ گئے اور فرمایا اے ابومویہبۃ میرے بعد میری امت کو جو خزائن ملنے والے ہیں' اور جنت اور میرے رب کی ملاقات میں مجھے اختیار دیا گیا ہے اور میں نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند کر لیا ہے' راوی بیان کرتا ہے' کہ اس کے بعد آپ سات یا آٹھ دن زندہ رہے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ یہ سب حضور ﷺ کے غلام تھے۔

آپ کی لونڈیاں:

ان میں سے ایک امۃ اللہ بنت رزینہ تھیں' صحیح یہ ہے کہ وہ اپنی ماں رزینہ کے ساتھ تھیں جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' لیکن ابن ابی عاصم کی روایت میں ہے کہ عتبہ بن مکرم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ علیلہ بنت الکمیت العتکیہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی خادمہ امۃ اللہ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قریظہ اور نضیر سے جنگ کے روز حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنایا اور اسے آزاد کیا اور امۃ اللہ کی ماں رزینہ کو اسے مہر میں دیا' اور یہ حدیث بہت غریب ہے۔

دوسری لونڈی حضرت امیمہ تھیں' ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی لونڈی تھیں' اہل شام نے ان کی حدیث

Marfat.com

کو روایت کیا ہے اور ان سے جبیر بن نفیر نے روایت کی ہے' حضرت امیمہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کروایا کرتی تھیں' ایک دن ایک آدمی نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا: کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا خواہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے اور جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا اور جو اسے جان بوجھ کر چھوڑے گا اسے اللہ اور اس کے رسول کی امان حاصل نہ ہو گی' اور کسی نشہ آور چیز کو نہ پینا' بلاشبہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے' اور اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا خواہ وہ تجھے اپنے اہل اور دنیا سے الگ ہونے کا حکم دیں۔

تیسری لونڈی حضرت برکت ام ایمنؓ اور ام اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ برکت بنت ثعلبہ بن عمر بن نعمان حبشیہ تھیں' ان پر ان کی کنیت ام ایمن غالب آ گئی اور وہ ان کے پہلے خاوند عبید بن زید حبشی سے ان کا بیٹا تھا' پھر اس کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا جس سے ان کے ہاں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے' اور آپ ام الظباء کے نام سے معروف ہیں اور آپ نے دو ہجرتیں کیں' آپ حضرت نبی کریم ﷺ کی والدہ آمنہ بنتِ وہب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی دایہ تھیں' اور آپ ان لوگوں میں شامل تھیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے باپ کا وارث بنایا تھا' یہ بات واقدی نے بیان کی ہے' اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے انہیں اپنی ماں کا وارث بنایا تھا' اور بعض کہتے ہیں کہ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ کی لونڈی تھیں اور انہوں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کو بخش دیا۔ آپ بہت پہلے ایمان لائیں اور ہجرت کی اور حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد پیچھے رہیں۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی ملاقات کی تو یہ رو پڑیں' اور ان دونوں حضرات نے ان سے کہا کہ تمہیں علم نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بہتر ہے آپ نے جواب دیا' بے شک' لیکن میں تو اس لیے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی ہے' اور یہ دونوں حضرات بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔

امام بخاری' تاریخ میں بیان کرتے ہیں اور عبداللہ بن یوسف عن ابن وہب عن یونس بن یزید عن زہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام ایمنؓ' رسول اللہ ﷺ کی دایہ تھیں' حتیٰ کہ آپ بڑے ہو گئے تو آپ نے انہیں آزاد کر دیا' پھر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا' حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پانچ ماہ بعد وفات پائی' اور بعض کا قول ہے کہ چھ ماہ بعد وفات پائی اور بعض کہتے ہیں کہ آپ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تک زندہ رہیں' اسے مسلم نے ابو طاہر اور حرملہ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن ابن وہب عن یونس عن زہری روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام ایمن حبشیہ تھیں اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے' اور محمد بن سعد' بحوالہ واقدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام ایمنؓ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آغاز میں وفات پائی' واقدی بیان کرتا ہے کہ یحییٰ بن سعید بن دینار نے' بنی سعد بن بکر کے ایک شیخ کے حوالے سے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ایمن کو ''امی ماں'' کہا کرتے تھے اور جب حضرت ام ایمن کی طرف دیکھتے تو فرماتے' یہ میرے اہل بیت کی چیدہ شخصیت ہے۔ اور ابوبکر بن خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن ابی شیخ نے مجھے بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ام ایمنؓ' میری ماں کے بعد میری ماں ہیں۔ اور واقدی اپنے مدنی اصحاب سے بیان کرتا

Marfat.com

ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ام ایمنؓ نے حضرت نبی کریم ﷺ کو پانی پیتے دیکھا تو کہا مجھے بھی پانی پلایئے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' کیا تو یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کہتی ہے؟ حضرت ام ایمنؓ نے جواب دیا میں نے آپ کی بہت خدمت کی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' آپ نے سچ کہا ہے'' اور پانی لا کر آپ کو پلایا اور مفضل بن غسان بیان کرتے ہیں کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے عثمان بن قاسم سے سنا کہ جب حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی' تو الروحاء سے پہلے المنصرف میں انہیں شام ہوگئی اور وہ روزہ دار تھیں' پس انہیں شدید پیاس لگی تو آسمان سے ایک ڈول سفید رسے کے ساتھ ان پر اترا جس میں پانی تھا' حضرت ام ایمن فرماتی ہیں' میں نے پانی پیا تو اس کے بعد مجھے پیاس نے کبھی تکلیف نہیں دی' اور مجھے روزے کے ساتھ دوپہر میں پیاس سے پالا پڑا مگر مجھے پیاس نہیں لگی۔

حافظ ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابوبکر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم بن قتیبہ نے عن حسین بن حرب عن یعلیٰ بن عطاء عن ولید بن عبدالرحمٰن عن ام ایمن ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ٹھیکرے میں پیشاب کیا کرتے تھے اور جب صبح ہوتی تو فرماتے۔ اے ام ایمنؓ! ٹھیکرے میں جو کچھ ہے اسے گرا دو' پس ایک شب میں اٹھی اور میں پیاسی تھی' تو جو کچھ اس میں تھا میں پی گئی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام ایمن ٹھیکرے میں جو کچھ ہے اسے گرا دو' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اٹھی تو مجھے پیاس لگ رہی تھی' میں نے اس میں جو کچھ تھا' پی لیا ہے' آپ نے فرمایا: آج کے بعد تمہارے پیٹ میں کبھی کوئی شکایت نہ ہوگی۔ ابن اثیر'' الغابہ'' میں بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن محمد نے عن ابن جریج عن حکیمہ بنت امیمہ عن امہا امیمہ بنت رقیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا' جس میں آپ پیشاب کرتے تھے اور اسے چارپائی کے نیچے رکھتے تھے' برکتہ نام ایک عورت نے آ کر اس پیالے کو پی لیا' آپ نے اسے تلاش کیا تو نہ پایا' آپ کو بتایا گیا برکتہ نے اسے پی لیا ہے' آپ نے فرمایا: تو آگ کی شدید تپش سے ایک روکاوٹ کے ذریعے بچ گئی ہے۔ حافظ ابوالحسن بن اثیر بیان کرتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جس عورت نے حضور ﷺ کا پیشاب پیا تھا وہ برکتہ حبشیہ تھی' جو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی' اور انہوں نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں کہ بریرہ' آل ابی احمد بن جحش کی لونڈی تھی' انہوں نے اس کے ساتھ مکاتبت کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو ان سے خرید کر آزاد کر دیا' اور بریرہ کی ولاء آپ کے لیے ثابت ہوگئی' جیسا کہ اس کے متعلق صحیحین میں حدیث بیان ہوئی ہے اور ابن عساکر نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

چوتھی لونڈی حضرت خضرہ تھیں' جن کا ذکر ابن مندہ نے کیا ہے' معاویہ نے ہشام سے عن سفیان عن جعفر بن محمد عن ابیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک خادمہ تھی جسے خضرہ کہتے تھے' اور محمد بن سعد واقدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ کے غلام فائد نے عبداللہ بن علی بن رافع سے ان کی وادی سلمہ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں' خضرہ رضوی اور میمونہ بنت سعد' رسول اللہ ﷺ کی خادمائیں تھیں اور ان سب کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔

پانچویں لونڈی حضرت خلیسہ تھیں' جو حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کی لونڈی تھیں' ابن اثیر'' الغابہ'' میں بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

ان کی حدیث علیلہ بنت الکمیت نے اپنی دادی سے' بحوالہ خلیسہ روایت کی ہے' جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں' اور وہ حدیث اس واقعہ کے بارے میں ہے جو حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ کا حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوا تھا' اور ان دونوں نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مذاق کیا تھا' کہ دجال کا خروج ہو چکا ہے اور وہ باورچی خانے میں چھپ گئیں اور یہ دونوں ہنسنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے فرمایا ''تم دونوں کس حال میں ہو؟'' تو دونوں نے آپ کو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا والی بات بتادی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو وہ کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دجال کا خروج ہو چکا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' وہ نکلا ہی چاہتا ہے' پس وہ باہر نکلیں اور اپنے آپ سے مکڑی کے انڈے جھاڑنے لگیں' اور ابن اثیر نے حضرت خلیسہ کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی لونڈی بیان کیا ہے' اور کہا ہے کہ خلیسہ کا ذکر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے میں بیان ہو چکا ہے اور آپ نے انہیں آزاد کر دیا تھا اور اس کے معاوضے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے تین سو پودے لگائے تھے' میں نے ان کا ذکر الگ کیا ہے۔

چھٹی لونڈی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا تھیں' جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں' جیسا کہ ابن اثیر نے بیان کیا ہے اور ان کی حدیث کو حافظ ابونعیم نے حفص بن سعید قرشی کے طریق سے ان کی ماں سے ان کی ماں خولہ کے حوالے سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حدیث بیان کی ہے کہ ایک پلے کے باعث جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی کے نیچے مر گیا تھا اور آپ کو اس کے متعلق علم نہیں ہوا تھا' وحی میں تاخیر ہو گئی' اور جب آپ نے اسے نکال باہر کیا تو وحی آئی اور یہ آیت نازل ہوئی (والضحیٰ والليل اذا سجی) یہ حدیث غریب ہے اور اس آیت کے نزول کا سبب اور ہے' جو مشہور ہے۔ واللہ اعلم

ساتویں لونڈی حضرت رزینہ تھیں' ابن عساکر بیان کرتے ہیں' صحیح بات یہ ہے کہ آپ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتی تھیں۔

میں کہتا ہوں ان کی بیٹی امۃ اللہ کے حالات قبل ازیں بیان ہو چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو ان کی والدہ رزینہ مہر میں دی تھی' اس لحاظ سے اس کا اصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گا' اور حافظ ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید الجشمی نے ہم سے بیان کیا کہ علیلہ بنت الکمیت نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنی ماں امینہ سے سنا وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی امۃ اللہ بنت رزینہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو قریظہ اور نضیر کی جنگ کے روز جب اللہ نے آپ کو ان پر فتح دی' قیدی بنایا' پس آپ اسے قیدی بنا کر لائے تو جب اس نے عورتوں کو دیکھا تو کہنے لگی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور آپ اللہ کے رسول ہیں' تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اس کا بازو آپ کے ہاتھ میں تھا' آپ نے اسے آزاد کر دیا' پھر اسے پیغام نکاح دیا اور اس سے نکاح کیا اور رزینہ کو اسے مہر میں دیا' اس سیاق میں ایسے ہی بیان ہوا ہے' اور یہ ابن ابی عاصم کی پہلی روایت سے زیادہ بہتر ہے' لیکن درست بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو خیبر کی غنائم سے انتخاب کیا تھا اور انہیں آزاد کر کے ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا تھا۔ اور اس روایت میں جو قریظہ اور نضیر کی جنگ کے روز کے الفاظ بیان ہوئے ہیں یہ دیوانگی ہے' بلاشبہ یہ دو الگ الگ دن ہیں جن کے درمیان دو سال کا

Marfat.com

فرق ہے۔ واللہ اعلم

اور حافظ ابوبکر بیہقی' الدلائل میں بیان کرتے ہیں کہ ابن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ علی بن حسن السکری نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ بن عمر القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ علیلہ بنت الکمیت العتیکہ نے اپنی ماں امینہ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی لونڈی امۃ اللہ بنت رزینہ سے کہا اے امۃ اللہ کیا تو نے اپنی ماں کو بیان کرتے سنا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو عاشورہ کے روزے کا ذکر کرتے سنا ہے' اس نے جواب دیا ہاں' آپ اس روزہ کی عظمت بیان کرتے تھے اور اپنے اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شیر خوار بچوں کو بلا کر ان کے مونہوں میں تھوکتے تھے اور ان کی ماؤں سے فرماتے تھے۔ انہیں رات تک دودھ نہ پلانا۔ صحیح میں اس کا شاہد موجود ہے۔

آٹھویں لونڈی حضرت رضویٰ تھیں' ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ سعید بن بشیر سے قتادہ سے بحوالہ حضرت رضویٰ بنت کعب بیان کیا ہے' کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حائضہ کے خضاب لگانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا' اس میں کچھ حرج نہیں' اسے ابوموسیٰ المدائنی نے روایت کیا ہے۔

نویں لونڈی حضرت ریحانہ بنت شمعون القریظہ تھیں' بعض کہتے ہیں النضر یہ تھیں' ان کا ذکر آپ کی ازواج میں بیان ہو چکا ہے۔

دسویں لونڈی حضرت سائبہؓ تھیں' یہ رسول اللہ ﷺ کی لونڈی تھیں' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے لقطہ[1] کے بارے میں حدیث روایت کی ہے۔ اور حضرت سائبہؓ سے طارق بن عبدالرحمٰن نے روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو ابوموسیٰ المدائنی نے روایت کیا ہے۔ ابن اثیر نے ''الغابہ'' میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

دسویں لونڈی حضرت سدلیہ انصاریہ تھیں' بعض کا قول ہے کہ یہ حضرت حفصہ بنت حضرت عمر رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں' انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہے اس وقت سے جب بھی شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا منہ کے بل گرا ہے۔ ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن فضل بن الموفق نے اسے اپنے باپ عن اسرائیل' عن الاوزاعی عن سالم عن سدلیہ روایت کیا ہے۔ اور اسحاق بن یسار نے اسے فضل سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ عن سدلیہ عن حفصہ عن النبی ﷺ' اور اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور ابونعیم اور ابن مندہ نے اسے روایت کیا ہے۔

گیارھویں لونڈی حضرت سلامہ تھیں' جو رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دایہ تھیں' آپ نے رسول اللہ ﷺ سے حمل' طلاق' رضاع اور شب بیداری کی حدیث روایت کی ہے جس میں اسناد و متن کے لحاظ سے غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے۔ ابونعیم اور ابن مندہ نے اسے ہشام بن عمار بن نصیر خطیب دمشق کی حدیث سے اس کے باپ عمرو بن سعید خولانی سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' ابن اثیرؒ نے بھی حضرت سلامہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] لقطہ: اس چیز کو کہتے ہیں جو زمین پر گری پڑی ہو اور اس کا مالک معلوم نہ ہو۔ مترجم

Marfat.com

بارہویں لونڈی حضرت سلمیٰ تھیں' جو رافع کی ماں اور ابو رافع کی بیوی تھیں جیسا کہ واقدی نے ان سے روایت کی ہے' وہ بیان کرتی ہیں' میں' خضرہ' رضویٰ اور میمونہ بنت سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتی تھیں' آپ نے ہم سب کو آزاد کر دیا' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ بنی ہاشم کے غلام ابو عامر اور ابو اسید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن ابی الموالی نے ابن ابی رافع کے غلام فائد سے اس کی دادی' حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں' ہم سے بیان کیا کہ جب کبھی بھی میں نے کسی آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دردِ سر کی شکایت کرتے سنا آپ نے فرمایا: ''ان کو مہندی لگاؤ'' ابوداؤد نے اسے اسی طرح ابن ابی الموالی کی حدیث سے' اور ترمذی اور ابن ماجہ نے زید بن الحباب کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور دونوں نے فائد سے اس کے آقا عبیداللہ بن علی بن ابی رافع سے اس کی دادی سلمیٰ کے حوالے سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے غریب قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ہم اسے صرف فائد کی حدیث سے جانتے ہیں' حضرت سلمیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے' متعدد احادیث روایت کی ہیں جن کا ذکر و استقصاء طویل ہے۔ مصعب زبیری بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا معرکہ حنین میں شامل ہوئی تھیں۔

میں کہتا ہوں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حریرہ [1] پکایا کرتیں اور آپ کو تعجب میں ڈال دیتی تھیں' آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی زندہ رہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے موقع پر بھی موجود تھیں اور سب سے پہلے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی بن گئیں' اور آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لڑکوں کی بھی دایہ تھیں' اور آپ ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دایہ گری کی تھی' اور آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غسل میں شامل تھیں' اور آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے خاوند حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ساتھ غسل دیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو النضر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے' عن محمد بن اسحاق' عن عبیداللہ بن علی عن ابی رافع عن ابیہ عن سلمیٰ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتی ہیں کہ جس بیماری میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی' اس میں میں آپ کی تیمارداری کرتی تھی' تو ایک دن میں بھی ان کی طرح بیمار ہو گئی' آپ بیان کرتی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے کسی کام کے لیے باہر نکلے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میری ماں میرے لیے غسل کا پانی ڈالو' میں نے ان کے لیے پانی ڈالا' تو آپ نے بہت اچھی طرح غسل کیا' جیسے کہ میں آپ کو غسل کرتے دیکھا کرتی تھیں' پھر فرمانے لگیں اے میری ماں مجھے میرے نئے کپڑے دیجئے اور آپ نے انہیں زیب تن کر لیا' پھر فرمانے لگیں اے میری ماں' گھر کے وسط میں میرے بستر کو لگا کر میرے آگے کیجیے' میں نے ایسے ہی کیا تو آپ پہلو کے بل لیٹ گئیں اور روبقبلہ ہو گئیں اور اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیا' پھر فرمانے لگیں اے میری ماں! میں اب مرنے والی ہوں اور میں پاک ہو چکی ہوں' پس کوئی میرا لباس نہ اتارے اور اسی جگہ فوت ہو گئیں' حضرت سلمیٰ بیان کرتی ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے انہیں اطلاع دی' یہ حدیث بہت غریب ہے۔

[1] حریرہ دودھ' گھی اور آٹے کو ملا کر پکایا جاتا ہے۔

Marfat.com

تیرھویں لونڈی' حضرت شیریں تھیں' جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں' قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حاکم اسکندریہ مقوقس نے' جس کا نام جریج بن مینا تھا' ان دونوں کو ایک غلام کے ساتھ جس کا نام مابور تھا' اور ایک خچر جسے دلدل کہا جاتا تھا' آپ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیریں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بخش دی جس سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن بن حسان رضی اللہ عنہ پیدا ہوا۔

چودھویں لونڈی حضرت عنقودہ ام ملیح حبشیہ تھیں' یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں' جن کا نام عنبہ تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عنقودہ رکھا' اسے ابونعیم نے روایت کیا ہے کہتے ہیں کہ ان کا نام غفیرہ تھا۔

پندرھویں لونڈی حضرت فروہ رضی اللہ عنہا تھیں' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ تھیں' آپ بیان کرتی ہیں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: جب تو اپنے بستر پر جائے تو قل یاایھا الکفرون پڑھا کر بلاشبہ یہ شرک سے نجات دلانے والی ہے۔ اور ابن اثیر نے ''الغابہ'' میں بیان کیا ہے کہ ابواحمد العسکری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور فضہ نوبیہ کے متعلق ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ یہ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا﴾ کے بارے میں ایک تاریک اسناد محبوب عن حمید البصری عن القاسم بن بہرام عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عیادت کی اور عام عربوں نے بھی ان کی عیادت کی' اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کاش آپ نذر مانتے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ اپنی تکلیف سے صحت مند ہو گئے' تو میں اللہ کے لیے تین دن کے روزے رکھوں گا' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی نذر مانی اور حضرت فضہؓ نے بھی یہی نذر مانی' پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحت دی تو ان سب نے روزے رکھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جا کر شمعون خیبری سے جو کے تین صاع قرض لیے اور ان میں سے ایک صاع اس شب کو تیار کیا اور جب انہوں نے رات کے کھانے کے لیے اسے رکھا تو دروازے پر ایک سائل نے کھڑے ہو کر کہا' مسکین کو کھانا کھلاؤ' اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کے دسترخوان پر کھلائے گا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے یہ کھانا اسے دے دیا اور خود بھوکے رہے' اور جب دوسری شب آئی تو انہوں نے اپنے لیے دوسرے صاع کو تیار کیا اور جب انہوں نے اسے اپنے آگے رکھا' تو ایک سائل نے کھڑے ہو کر کہا' یتیم کو کھانا کھلاؤ' تو انہوں نے وہ کھانا اسے دے دیا اور خود بھوکے رہے' اور جب تیسری شب آئی تو آپ نے فرمایا اسیر کو کھانا کھلا دو' تو انہوں نے اسے کھانا دے دیا اور تین دن اور تین راتیں بھوکے رہے' تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی: ﴿هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ ...... الٰی قولہ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا﴾ یہ حدیث منکر ہے اور بعض ائمہ اسے موضوع قرار دیتے ہیں۔ اور اس کی تائید اس کی رکاکتِ الفاظ کرتی ہے۔ نیز یہ صورت کی ہے' اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما مدینہ میں پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم

سولھویں لونڈی حضرت لیلیٰ تھیں' یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں' وہ کہتی ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بیت الخلاء سے نکلتے ہیں تو میں آپ کے بعد داخل ہوتی ہوں اور میں کستوری کی خوشبو کے سوا کوئی چیز نہیں پاتی' آپ نے فرمایا' ہم جو انبیاء کا گروہ ہیں' ہمارے جسم اہل جنت کی ارواح پر پیدا ہوتے ہیں' اور ہم سے جو بدبو نکلتی ہے اسے زمین نگل لیتی ہے۔ اور ابونعیم نے اسے

Marfat.com

ابو عبداللہ مدنی جو ایک مجہول آدمی ہے۔ کی حدیث سے بحوالہ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔

سترھویں لونڈی حضرت ماریہ قبطیہ ام ابراہیم رضی اللہ عنہا تھیں' قبل ازیں جن کا ذکر امہات المومنینؓ میں ہو چکا ہے' اور ابن اثیر نے ان کے اور ماریہ ام الرباب کے درمیان فرق کیا ہے' وہ کہتے ہیں یہ بھی اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں' ان کی حدیث اہل بصرہ کے پاس ہے' جسے عبداللہ بن حبیب نے ام سلمہؓ سے ان کی ماں کے واسطے سے ان کی دادی ماریہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں' جس شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے فرار اختیار کیا' میں آپ کے لیے جھکی تو آپ دیوار پر چڑھ گئے' پھر ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں' ابوبکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مثنیٰ بن صالح کے واسطے سے ان کی دادی ماریہ سے۔ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں۔ روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں' میں نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم چیز کو کبھی نہیں چھوا۔ ابو عمر' عبدالبر' الاستیعاب میں بیان کرتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ یہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے پہلے تھیں یا نہیں۔

اٹھارھویں لونڈی حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا تھیں' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن محمد بن محرز نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ثور بن یزید نے زیاد بن سودہ سے ان کے بھائی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی حضرت میمونہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بیت المقدس کے متعلق بتایئے؟ آپ نے فرمایا وہ سرزمین حشر و نشر ہے' بیت المقدس جا کر اس میں نماز پڑھو' بلاشبہ اس میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نماز پڑھنے کے مانند ہے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا' جو شخص وہاں جانے کی سکت نہ پائے' فرمایا وہ وہاں تیل بھیج دے تاکہ اس میں چراغ جلایا جائے' بلاشبہ جو اس کی تعظیم کے لیے تحفہ بھیجتا ہے وہ اس میں نماز پڑھنے والے کی مانند ہے۔ اسی طرح ابن ماجہ نے اسے عن اسماعیل بن عبداللہ الرقی عن عیسیٰ بن یونس عن ثور عن زیاد' عن اخیہ عثمان بن ابی سودہ عن میمونہ مولاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے اسے عن فضل بن مسکین بن بکیر عن سعید بن عبدالعزیز عن ثور عن زیاد عن میمونہ روایت کیا ہے' اور انہوں نے ان کے بھائی کا ذکر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین اور ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن زید بن جبیر عن ابی یزید الضبی عن میمونہ بنت سعد مولاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ولد الزنا کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں کچھ بھلائی نہیں' وہ دو جوتے جن کے ساتھ میں راہ خدا میں جہاد کرتا ہوں' مجھے ولد الزنا کے آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔ اسی طرح نسائی نے اسے عباس الدوری سے' اور ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے ابو نعیم الفضل بن دکین سے اسے روایت کیا ہے' حافظ ابو یعلیٰ موصلی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ محاربی نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عبیدہ نے ایوب بن خالد سے بحوالہ حضرت میمونہؓ' جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں بیان کیا وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے اہل کے سوا' دوسروں میں زینت کے ساتھ ناز سے چلنے والی عورت قیامت کے دن کی ایسی تاریکی ہے جس کے لیے کوئی نور نہیں ترمذی نے اسے موسیٰ بن عبیدہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے' ہم اسے صرف اس کی حدیث سے جانتے ہیں اور وہ اسے حدیث میں ضعیف قرار دیتے ہیں' اور بعض لوگوں نے

Marfat.com

اسے اس سے روایت کیا ہے۔ مگر اس نے اسے مرفوع نہیں کیا۔

انیسویں لونڈی حضرت میمونہ بنت ابی عسیبہ یا عنبسہ تھیں' یہ قول ابوعمرو بن مندہ کا ہے اور ابونعیم اسے تصحیف[1] کہتے ہیں' اور صحیح نام میمونہ بنت ابی عسیب ہے' ان کی حدیث کو مشجع بن مصعب' ابوعبداللہ العبدی نے ربیعہ بنت یزید سے' جو بنی قریع میں اترا کرتی تھیں' عن منبہ عن میمونہ بنت ابی عسیب روایت کیا ہے' اور بعض کا قول ہے ابوعنبسہ کی بیٹی' حضرت نبی کریم ﷺ کی لونڈی تھی' حریش کی ایک عورت' حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور پکار کر کہنے لگی' اے عائشہ رضی اللہ عنہا! رسول اللہ ﷺ سے دعا کروا کر میری مدد کرنا جس سے مجھے سکون واطمینان حاصل ہو' اور حضور ﷺ نے اسے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے دل پر رکھ کر پھیر اور کہہ:

بسم اللہ اللھم داونی بدوائک و اشفنی بشفائک و اغننی بفضلک عمن سواک۔

ربیعہ بیان کرتی ہیں' میں نے یہ دعا کی تو میں نے اسے بہت اچھا پایا۔

بیسویں لونڈی حضرت ام عیاش تھیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کے ساتھ اس وقت بھیجا تھا جب آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کا نکاح کیا تھا' ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ عکرمہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد بن صفوان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوصفوان نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنی دادی حضرت ام عیاشؓ سے جو رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں اور آپ نے انہیں اپنی بیٹی کے ساتھ حضرت عثمان کے پاس بھیجا تھا' مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے صبح کو کھجوریں بھگویا کرتی تھی اور آپ پیا کرتے تھے اور شام کو میں آپ کے لیے نبیذ بناتی تو وہ اسے صبح کو پیتے' ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا' تو اس میں کچھ ملاتی بھی ہے' میں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ یہ آپ کی لونڈیاں تھیں۔ رضی اللہ عنہن

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ قاسم بن فضل نے ہم سے بیان کیا' کہ ثمامہ بن حزن نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبیذ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' یہ حبشی لونڈی رسول اللہ ﷺ کی خادمہ ہے اس سے دریافت کرو' اس نے کہا میں عشا کے وقت رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک مشکیزے میں نبیذ بناتی تھی اور اس کو بندھن سے باندھ دیتی تھی' اور جب حضور ﷺ صبح کو اٹھتے تو اس سے پی لیتے' مسلم اور نسائی نے اسے قاسم بن فضل کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور اصحاب الاطراف نے بھی اسی طرح اسے مسند عائشہ رضی اللہ عنہا میں بیان کیا ہے اور مسند جاریہ حبشیہ میں اس کا ذکر کرنا زیادہ مناسب ہے' جو حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں' یا تو وہ ان میں سے ایک تھی' جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں' یا ان سے زائد تھی۔ واللہ اعلم

---

[1] تصحیف: لفظ کے پڑھنے یا لکھنے میں غلطی کرنے کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

باب ۵۹

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے آپؐ کے وہ خدام جو آپؐ کے غلام نہیں تھے

حضرت انسؓ بن مالک بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عاصم بن غنم بن عدی ابن النجار الانصاری النجاری ابوحمزہ المدنیؒ نزیل البصرہ' انہوں نے مدینہ کے دس سالہ قیام میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی' آپ نے کبھی کسی بات کے بارے میں انہیں ملامت نہیں کی' اور نہ کسی کام کے کرنے پر فرمایا کہ تو نے کیوں کیا ہے' اور نہ کسی کام کے نہ کرنے پر فرمایا کہ تو نے کیوں نہیں کیا' آپ کی والدہ ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام ہیں' انہوں نے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کو دیا اور آپ نے انہیں قبول کیا اور انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ انسؓ کے لیے دعا فرمائیں' تو آپ نے فرمایا: اے اللہ اس کے مال و اولاد کو زیادہ کر اور اس کی عمر دراز کر اور اسے جنت میں داخل کر حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں' دو باتوں کو تو میں دیکھ چکا ہوں اور تیسری بات کا منتظر ہوں' خدا کی قسم میرے پاس بہت مال ہے' اور میرے بیٹے اور پوتے ایک سو سے بھی زیادہ ہیں' اور ایک روایت میں ہے کہ میرے انگور سال میں دو بار بار آور ہوتے ہیں اور میری صلبی اولاد ایک سو چھ لڑکے ہیں' آپ کے بدر میں شامل ہونے کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے' اور انصاری نے اپنے باپ سے بحوالہ ثمامہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ بدر میں شامل تھے؟ تو آپ نے جواب دیا' تیری ماں نہ رہے میں بدر سے کہاں غائب ہو سکتا تھا' اور مشہور یہ ہے کہ آپ صغرسنی کی وجہ سے بدر و احد میں شامل نہیں ہوئے' اور حدیبیہ' خیبر' عمرۃ القضاء' فتح مکہ' ام سلیم' یعنی انس بن مالکؓ' کے سوا کسی شخص کو رسول اللہ ﷺ کی مانند نماز پڑھتے نہیں دیکھا' اور ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے سفر و حضر میں سب لوگوں سے بہتر نماز پڑھتے تھے۔ اور آپ کی وفات بصرہ میں ہوئی۔ اور ابن المدائنی کے قول کے مطابق آپ بصرہ کے باقی ماندہ صحابہ میں سے آخری صحابی تھے۔

آپ کی وفات ۹۰ھ میں ہوئی' بعض کا قول ہے ۹۱ھ میں ہوئی' بعض کہتے ہیں ۹۲ھ میں ہوئی' اور بعض کا قول ہے کہ ۹۳ھ میں ہوئی اور یہی قول سب سے مشہور ہے' اور جس روز آپ کی وفات ہوئی' امام احمد نے اپنے مسند میں روایت کی ہے کہ معتمر بن سلیمان نے بحوالہ حمید ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر ۹۹ سال تھی' اور کم از کم آپ کی عمر ۹۶ سال اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۷ سال بیان کی گئی ہے' اور بعض ۱۰۶' اور بعض ۱۰۳ سال بیان کرتے ہیں۔

حضرت اسلع بن شریک بن عوف اعرجی' محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ان کا نام میمون بن سنباذ تھا' ربیع بن بدر اعرجی اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بحوالہ اسلع روایت کرتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ کے ساتھ سوار ہوتا تھا' ایک شب آپ نے فرمایا' اے اسلع اٹھ اور کجاوہ باندھ' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جنبی ہوں' راوی بیان کرتا ہے آپ کچھ دیر خاموش رہے تو حضرت جبریل آیۃ الصعید لے کر آپؐ کے پاس آئے' آپ نے فرمایا اے

Marfat.com

اسلع اٹھ کر تیمم کر' راوی بیان کرتا ہے' میں نے تیمم کیا اور نماز پڑھی اور جب میں پانی کے پاس پہنچا' آپؐ نے فرمایا اے اسلع اٹھ کر غسل کر' راوی بیان کرتا ہے آپ نے مجھے تیمم کر کے دکھایا' رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انہیں جھاڑا پھر انہیں اپنے منہ پر پھیرا' پھر دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انہیں جھاڑا اور انہیں اپنے بازوؤں پر پھیرا' دایاں ہاتھ بائیں پر اور بایاں ہاتھ دائیں پر اندر اور باہر' الجمیع کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے اس طرح کر کے دکھایا جیسے ان کے باپ نے اسے کر کے دکھایا تھا اور جیسے اسے اسلع نے دکھایا تھا اور جیسے اسے رسول اللہ ﷺ نے دکھایا تھا' ربیع بیان کرتے ہیں میں نے یہ حدیث' عوف بن ابی جمیلہ کو بتائی تو انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ ابن مندہ اور بغوی نے اسے اپنی کتاب معجم الصحابہ میں ربیع بن بدر کی حدیث سے روایت کیا ہے اور مجھے معلوم نہیں کسی اور نے بھی اسے روایت کیا ہو' ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو الہیثم بن رزیق مالکی مدلجی نے اپنے باپ سے بحوالہ اسلع بن شریک روایت کیا ہے۔

حضرت اسماء بن حارثہ بن سعد بن عبداللہ بن عباد بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصیٰ اسلمی محمد بن سعد کا قول ہے کہ یہ اصحاب الصفہ میں سے تھے اور یہ ہند بن حارثہ کے بھائی ہیں اور یہ دونوں حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتے تھے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن حرملہ نے بحوالہ یحییٰ بن ہند بن حارثہ ہم سے بیان کیا' اور ہند' اصحاب حدیبیہ میں سے تھے' اور ان کے جس بھائی کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا' وہ اپنی قوم کو یوم عاشوراء کے روزے کا حکم دیتا تھا اور اس کا نام اسماء بن حارثہ تھا' یحییٰ بن ہند نے بحوالہ اسماء بن حارثہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بھیجا اور فرمایا: اپنی قوم کو اس دن کے روزے کا حکم دو' اس نے کہا اگر وہ کھا پی چکے ہوں تو آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بقیہ دن کے روزے کو پورا کریں۔ احمد بن خالد الوہبی نے اسے محمد بن اسحاق کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن ابی بکر نے حبیب بن ہند اسماء اسلمی نے اپنے باپ ہند کے حوالے سے مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس بھیجا اور فرمایا' اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ اس دن کا روزہ رکھیں اور جو شخص دن کے پہلے حصہ میں کھا پی چکا ہو وہ اس کے آخری حصے کا روزہ رکھے' محمد بن سعد واقدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ محمد بن نعیم بن عبداللہ المجمر نے اپنے باپ کے حوالے سے ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا' میں تو حارثہ کے دونوں بیٹوں ہند اور اسماء کو رسول اللہ ﷺ کے غلام سمجھتا تھا' واقدی کا بیان ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے تھے۔ اور وہ دونوں اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپؐ کے دروازے کو نہیں چھوڑتے تھے۔

محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ اسماء بن حارثہ نے اسی سال کی عمر میں ۶۶ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

حضرت بکیر بن الشداخ اللیثی' ابن مندہ نے ابی بکر ہذلی کے طریق سے عبدالملک بن یعلی اللیثی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ بکیر بن شداخ لیثی حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا' پس وہ بالغ ہو گیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے متعلق بتایا اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں اب بالغ ہو گیا ہوں اور میں آپ کے اہل کے پاس جاتا رہتا ہوں' آپ نے فرمایا اے اللہ اس کے قول کو سچا کر اور اسے کامیابی سے ہمکنار کر۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک یہودی قتل ہو گیا' تو حضرت

Marfat.com

عمر رضی اللہ عنہ تقریر کے لیے کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا میں اللہ کے نام پر اس شخص سے اپیل کرتا ہوں جسے اس کے بارے میں کچھ علم ہے' تو حضرت بکیر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنین میں نے اسے قتل کیا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے اس کے خون کا اقرار کیا ہے' پس مخلصی کی سبیل کہاں؟ حضرت بکیرؓ نے کہا یا امیر المومنین ایک غازی نے مجھے اپنے اہل پر قائم مقام بنایا' میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہ یہودی اس کی بیوی کے پاس یہ اشعار پڑھ رہا ہے۔

''اس پراگندہ مو کو' اسلام نے میرے بارے میں فریب دیا ہے اور میں نے پوری رات اس کی بیوی سے خلوت کی ہے اور میں نے اس کی چھاتیوں پر رات گزاری ہے اور وہ کم مو گھوڑوں اور تنگ پر رات گزارتا ہے اور اس کی رانوں کے جوڑوں کے گوشت سے ایک جماعت اٹھ کر دوسری جماعت کی طرف جاتی ہے''۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے قول کی تصدیق کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بکیر رضی اللہ عنہ کے لیے' جو متقدم الذکر دعا کی تھی اس کی برکت سے یہودی کا خون رائیگاں گیا۔

حضرت بلال بن رباح حبشی رضی اللہ عنہ' آپ مکہ میں پیدا ہوئے اور آپ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے بہت سا مال دے کر آپ کو اس سے خرید لیا' کیونکہ امیہ آپ کو اسلام سے مرتد کرنے کے لیے شدید عذاب دیا کرتا تھا' اور آپ صرف اسلام کو پسند کرتے تھے' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو خریدا تو رضائے الٰہی کی خاطر آپ کو آزاد کر دیا۔ اور جب لوگوں نے ہجرت کی تو آپ نے بھی ہجرت کی' اور آپ بدر و احد اور بعد کے معرکوں میں بھی شامل ہوئے اور آپ بلال بن حمامہ کے نام سے مشہور تھے' حمامہ آپ کی والدہ تھیں اور آپ سب لوگوں سے بڑھ کر فصیح البیان تھے' نہ کہ جس طرح بعض لوگ آپ کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ آپ سین کے حرف کو ادا نہیں کر سکتے تھے' حتیٰ کہ بعض لوگوں نے اس بارے میں ایک حدیث بھی روایت کی ہے' جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہونے کا کوئی اصل موجود نہیں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سین میں کچھ گڑبڑ ہے' اور آپ چار مؤذنین میں سے ایک تھے' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اور آپ پہلے مؤذن تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو آپ جنگ کے لیے شام چلے گئے' کہتے ہیں کہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں ان کے لیے اذان دیتے تھے' مگر پہلی بات زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ آپ نے ۲۰ھ میں دمشق میں وفات پائی اور آپ کی عمر ساٹھ سال سے کچھ زیادہ تھی' اور الفلاس کا بیان ہے کہ آپ کی قبر دمشق میں ہے' بعض کا قول ہے کہ داریا میں ہے' بعض کہتے ہیں کہ آپ کی وفات حلب میں ہوئی' اور صحیح بات یہ ہے کہ حلب میں آپ کا بھائی خالد فوت ہوا تھا۔ مکحول کا بیان ہے کہ مجھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ایک دیکھنے والے نے بتایا کہ آپ بہت سیاہ فام' نحیف اور جھکے ہوئے تھے' آپ کے بال بہت تھے اور آپ اپنے بالوں کی سفیدی کو تبدیل نہیں کرتے تھے۔

حضرت حبہ اور سواء' یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا اور وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے سلام بن شرحبیل سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں حبہ اور سواء کے حوالے سے ہم سے بیان کیا' وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ کسی چیز کو درست کر رہے تھے جس نے آپ کو تکلیف

Marfat.com

دی تھی' آپ نے فرمایا جب تک تم دونوں کے سر ہلتے ہیں رزق میں تاخیر نہیں ہوگی' بلاشبہ انسان کو اس کی ماں سرخ جنتی ہے اور اس پر چھلکا نہیں ہوتا' پھر اللہ تعالیٰ اسے رزق دیتا ہے۔

حضرت مخمر' جنہیں ذومجر کہا جاتا ہے' آپ شاہ حبشہ نجاشی کے بھتیجے تھے' بعض کہتے ہیں کہ ان کے بھانجے تھے' مگر پہلی بات درست ہے' نجاشی نے آپ کو اپنی نیابت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لیے بھیجا تھا۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے برید بن صلیح سے بحوالہ ذی مخمر ہم سے بیان کیا' جو ایک حبشی آدمی تھا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھے' آپؐ نے تیز چلنا شروع کر دیا یہاں تک کہ واپس لوٹ آئے اور آپ زاد کی کمی کی وجہ سے ایسا کرتے تھے' ایک کہنے والے نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ' لوگ علیحدہ ہو گئے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ بیٹھ گئے اور لوگوں کو بھی اپنے ساتھ روک لیا یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے' آپ نے انہیں کہا کیا آپ ہمیں سونے کا موقع دے سکتے ہیں؟ پس آپ اترے اور لوگ بھی اترے' تو وہ کہنے لگے رات کو ہماری حفاظت کون کرے گا؟ میں نے کہا میں آپ پر قربان جاؤں' میں آپ کی حفاظت کروں گا' تو آپ نے اپنی ناقہ کی مہار مجھے دے دی اور فرمایا: سست نہ ہونا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ناقہ اور اپنی ناقہ کی مہار پکڑ لی' اور میں قریب ہی ایک طرف ہٹ گیا اور میں نے ان دونوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ میں ان دونوں کو دیکھ رہا تھا کہ مجھے نیند آ گئی اور مجھے کسی چیز کا احساس نہ ہوا' یہاں تک کہ میں نے اپنے چہرے پر سورج کی تپش کو محسوس کیا' پس میں بیدار ہوا اور دائیں بائیں دیکھا' کیا دیکھتا ہوں کہ دونوں اونٹنیاں میرے قریب ہی ہیں' پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی ناقہ اور اپنی ناقہ کی مہار پکڑ لی اور میں نے قریبی آدمی کے پاس آ کر اسے جگایا اور پوچھا کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں' پس لوگوں نے ایک دوسرے کو جگایا' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ بھی بیدار ہو گئے اور فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ کیا چھاگل میں پانی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں میری جان آپ پر قربان ہو' پس وہ آپ کے پاس وضو کا پانی لائے' اور آپ کے حکم سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' پھر حضرت نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور صبح سے پہلے آرام سے دو رکعت نماز پڑھی' پھر آپ کے حکم سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی' تو آپ نے آرام سے نماز پڑھی' تو ایک کہنے والے نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے کوتاہی کی ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو پکڑ لیا اور ہماری طرف واپس کر دیا اور ہم نے نماز پڑھ لی ہے۔

حضرت کعب اسلمی ابوفراس' اوزاعی بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ابوسلمہ سے بحوالہ ربیعہ بن کعب مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شب بسر کی' میں آپ کے پاس آپ کے وضو اور حاجت کے لیے پانی لاتا تھا اور آپ رات کو اٹھ کر کہتے سبحان ربی وبحمدہ الھوی' سبحان رب العالمین الھوی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے کوئی حاجت ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں' آپ نے فرمایا' کثرت سجود سے اپنے نفس کی مدد کر۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمرو بن عطاء نے' نعیم بن محمد سے بحوالہ ربیعہ بن کعب مجھ سے بیان کیا کہ میں تمام دن رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

کی خدمت کیا کرتا تھا یہاں تک کہ آپ عشا کی نماز پڑھ لیتے اور میں آپ کے دروازے پر بیٹھ جاتا اور جب آپ گھر میں داخل ہو جاتے تو میں کہتا' شاید رسول اللہ ﷺ کو کوئی ضرورت پڑ جائے' اور میں ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کو "سبحان اللہ وبحمدہ" پڑھتے سنتا' یہاں تک کہ میں اُکتا کر واپس آ جاتا یا مجھے نیند آ جاتی اور میں سو جاتا' ایک روز آپ نے میری خدمت گزاری کو دیکھ کر مجھ سے فرمایا اے ربیعہ بن کعب! مجھ سے سوال کرو میں تمہیں دوں گا' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے بارے میں غور کرتا ہوں پھر میں آپ کو بتاؤں گا' راوی بیان کرتا ہے' میں نے اپنے دل میں سوچا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ دنیا ختم اور زائل ہونے والی ہے اور اس میں میرا رزق مجھے کفایت کرے گا اور مجھے ملتا رہے گا' میں نے اپنے دل میں کہا' میں رسول اللہ ﷺ سے اپنی آخرت کے متعلق سوال کروں گا' بلاشبہ اللہ کے ہاں آپ کو جو مقام حاصل ہے وہ حاصل ہی ہے' راوی بیان کرتا ہے میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا' اے ربیعہ تو نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ آپ اپنے رب کے پاس میرے لیے سفارش کریں اور وہ مجھے آگ سے آزادی بخش دے آپ نے فرمایا اے ربیعہ یہ مشورہ تجھے کس نے دیا میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مجھے کسی نے اس کے متعلق مشورہ نہیں دیا' مگر جب آپ نے فرمایا کہ مجھ سے سوال کرو میں تمہیں دوں گا' اور آپ کو اللہ کے ہاں جو مقام حاصل ہے وہ حاصل ہی ہے' تو میں نے اپنے بارے میں غور وفکر کیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ دنیا ختم اور زائل ہونے والی ہے اور اس میں میرا رزق مجھے ملتا رہے گا' تو میں نے کہا' میں رسول اللہ ﷺ سے اپنی آخرت کے بارے میں سوال کروں گا' راوی بیان کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے دیر تک خاموشی اختیار کیے رکھی پھر مجھے فرمایا' میں یہ کام کروں گا' تم کثرت سجود سے اپنے نفس کی مدد کرو۔

حافظ ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابو خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہمیں بتایا کہ مبارک بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عمران الجونی نے بحوالہ ربیعہ اسلمی۔ جو رسول اللہ ﷺ کا خادم تھا۔ ہم سے بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' اے ربیعہ کیا تو شادی نہیں کرے گا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نہیں چاہتا کہ کوئی چیز مجھے آپ کی خدمت سے غافل کر دے اور میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں جو میں عورت کو دوں' راوی بیان کرتا ہے اس کے بعد میں نے کہا جو کچھ میرے پاس ہے اسے رسول اللہ ﷺ مجھ سے بہتر جانتے ہیں جو مجھے شادی کرنے کی دعوت دے رہے ہیں' اور اگر اس دفعہ آپ نے مجھے دعوت دی تو میں آپ کو ضرور جواب دوں گا راوی بیان کرتا ہے آپ نے مجھے فرمایا' اے ربیعہ کیا تو شادی نہیں کرے گا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کون میری شادی کروائے گا' میرے پاس عورت کو دینے کے لیے کچھ نہیں' آپ نے مجھے فرمایا فلاں لوگوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ کہ تم اپنی فلاں لڑکی سے میرا نکاح کر دو' راوی بیان کرتا ہے میں نے ان کے پاس آ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے تا کہ تم اپنی فلاں لڑکی سے میرا نکاح کر دو' انہوں نے کہا فلاں لڑکی سے' اس نے کہا ہاں! وہ کہنے لگے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ایلچی کو خوش آمدید پس انہوں نے میرا نکاح کر دیا' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اچھے گھرانے والوں سے آپ کے پاس آیا ہوں انھوں نے میری تصدیق کی اور میرا نکاح کر دیا میں اپنا مہر کہاں سے ادا کروں گا رسول اللہؐ نے بریدہ اسلمی سے فرمایا ربیعہ کے مہر کے لیے

Marfat.com

گٹھلی کے وزن کے برابر سونا جمع کرو پس انھوں نے اسے جمع کر کے مجھے دیا اور میں نے انھیں دے دیا جسے انھوں نے قبول کر لیا میں نے رسول اللہ ؐ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے قبول کر لیا ہے' میں ولیمہ کہاں سے کروں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے بریدہ اسلمی سے فرمایا' ربیعہ کے لیے ایک مینڈھے کی قیمت جمع کرو' انہوں نے رقم جمع کی تو آپ نے مجھے فرمایا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر انہیں کہو کہ ان کے پاس جتنے جو ہیں وہ تجھے دے دیں' راوی بیان کرتا ہے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو آپ نے مجھے جو دے دیئے۔ تو میں مینڈھا اور جو لے کر چل پڑا تو وہ کہنے لگے' جو کے متعلق تو ہم تجھے کفایت کریں گے اور مینڈھے کے بارے میں اپنے اصحاب کو حکم دو کہ وہ اسے ذبح کریں اور انہوں نے جو تیار کیے' تو خدا کی قسم ہمارے پاس روٹی اور گوشت ہو گئے' پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی زمین جاگیر میں دی' تو ہم نے کھجور کے ایک درخت کے متعلق اختلاف کیا' میں نے کہا وہ میری زمین میں ہے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے وہ میری زمین میں ہے' پس ہم نے آپس میں تنازعہ کیا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک بات کہی جسے میں نے ناپسند کیا' پس آپ شرمندہ ہوئے اور مجھے بلا کر کہا جو بات میں نے کہی ہے وہی بات مجھے کہہ لو' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا خدا کی قسم میں وہ بات آپ سے نہیں کہوں گا' جو آپ نے مجھے کہی ہے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤں گا' راوی بیان کرتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے' تو میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا اور میری قوم کے لوگ میرے پیچھے پیچھے تھے' وہ کہنے لگے جس شخص نے آپ سے بات کہی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کرنے جا رہا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا' تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ یہ صدیق ہیں اور مسلمانوں کے سفید مو بزرگ ہیں' واپس چلے جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں دیکھ لیں اور خیال کریں کہ تم ان کے خلاف میری مدد کرنے آئے ہو اور آپ غصے ہو جائیں' اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر انہیں اطلاع دیں اور ربیعہ ہلاک ہو جائے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر کہا کہ میں نے ربیعہ سے ایک بات کہی ہے جسے ربیعہ نے ناپسند کیا ہے' تو میں نے اسے کہا ہے کہ جو بات میں نے اسے کہی ہے وہ بھی مجھے کہہ لے تو اس نے انکار کر دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ربیعہ تجھے صدیق سے کیا نسبت ہے؟ راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم میں وہ بات ان سے نہیں کہوں گا' جو انہوں نے مجھے کہی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' ان سے وہ بات نہ کہو جو انہوں نے تجھے کہی ہے بلکہ کہو اے ابوبکر اللہ تجھے بخش دے۔

حضرت سعد جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے غلام تھے' ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ ابوعامر نے حسن سے بحوالہ سعد مولیٰ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اور حضرت سعد' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کی خدمت کو پسند کرتے تھے۔ سعد کو آزاد کر دو تمہارے پاس آدمی آئیں گے' تمہارے پاس آدمی آئیں گے۔ احمد نے اسے اسی طرح ابوداؤد طیالسی سے روایت کیا ہے اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ ابوعامر نے حسن سے بحوالہ سعد ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے کھجوریں پیش کیں تو لوگ دو دو کھجوریں ملانے لگے تو آپ نے انہیں دو دو کھجوریں ملانے سے منع فرمایا' اور ابن ماجہ نے

Marfat.com

اسے بندار سے بحوالہ ابوداؤد روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ عمرۃ القضا کے روز مکہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کو آگے سے کھینچ رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

''اے کافر زادو! آپ کا راستہ چھوڑ دو' آج ہم اس کی تاویل پر تم سے شمشیر زنی کریں گے جیسا کہ ہم نے اس کی تنزیل پر تم سے شمشیر زنی کی تھی جو چوٹی کو اس کی کھوپڑی سے الگ کر دیتی ہے اور دوست کو دوست سے غافل کر دیتی ہے''۔

ہم قبل ازیں اس بات کو مفصل بیان کر چکے ہیں' اس کے چند ماہ بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ معرکہ موتہ میں شہید ہو گئے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ ابو عبدالرحمٰن الہذلی' آپ ائمہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک تھے' آپ نے دو ہجرتیں کیں' اور بدر اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' آپ رسول اللہ ﷺ کی جوتیوں اور پانی کے منتظم تھے' اور جب آپ ؐ سواری کے خواہاں ہوتے' تو آپ حضورؐ کی سواری پر کجاوہ باندھتے' آپ کو کلام الٰہی کی تفسیر میں ید طولیٰ حاصل تھا' اور آپ بڑے صاحب علم و حلم و فضل تھے' حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا جبکہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیوں کے پتلا ہونے پر تعجب کر رہے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' میزان میں ان دونوں پنڈلیوں کا وزن احد سے بھی زیادہ گراں ہوگا۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ وہ علم کا ایک بھرپور بار ہیں' مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ آپ دبلے جسم اور اچھے اخلاق والے تھے' کہتے ہیں کہ جب آپ چلتے تو بیٹھنے کی مانند معلوم ہوتے' نیز آپ اپنی حرکات و سکنات اور گفتگو میں حضرت نبی کریم ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے اور حتی المقدور عبادت میں بھی آپ سے مشابہت اختیار کرتے تھے' آپ کی وفات عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۶۳ سال کی عمر میں ۳۲ ھ یا ۳۳ ھ میں' مدینہ میں ہوئی بعض کا قول ہے کہ آپ نے کوفہ میں وفات پائی' مگر پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر الجہنی' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جابر نے قاسم ابو عبدالرحمٰن سے' بحوالہ عقبہ بن عامر ہم سے بیان کیا کہ میں ان پہاڑی راستوں میں سے ایک راستے پر رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کی رسی پکڑ کر آگے آگے چل رہا تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا اے عقبہ آپ سوار نہیں ہوں گے؟ راوی بیان کرتا ہے میں ڈرا کہ ایسا کرنا معصیت ہو گا' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری سے اتر پڑے اور میں تھوڑی دیر سوار ہوا پھر آپ سوار ہوئے اور فرمایا۔ اے عقبہ کیا میں تم کو دو بہترین سورتوں کے متعلق نہ بتاؤں جنہیں لوگ پڑھتے ہیں' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک بتایئے' تو آپ نے مجھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھائیں' پھر نماز کھڑی ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ نے آگے ہو کر ان دونوں سورتوں کو پڑھا پھر میرے پاس سے گزرے اور فرمایا' جب بھی تو سوئے اور جاگے ان دونوں کو پڑھا کر۔ نسائی نے اسے اسی طرح ولید بن مسلم اور عبداللہ بن المبارک کی حدیث سے بحوالہ ابن جابر روایت کیا ہے' اور اسی طرح ابوداؤد اور نسائی نے اسے ابن وہب کی حدیث سے عن معاویہ بن صالح عن علاء ابن الحارث عن القاسم ابی عبدالرحمٰن عن عقبہ روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت قیس سعد بن عبادہ الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہما' امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وہی مقام تھا' جو گورنر کے ہاں ایس پی کا ہوتا ہے' حضرت قیس بڑے دراز قد تھے اور آپ کی داڑھی کے بال صرف ٹھوڑی پر تھے رخساروں پر نہ تھے' کہتے ہیں کہ طویل ترین آدمی آپ کی شلوار کو اپنی ناک پر رکھتا تو اس کے پاؤں زمین تک پہنچتے' اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی شلوار شاہ روم کی طرف یہ کہتے ہوئے بھیجی کہ کیا تمہارے پاس کوئی آدمی ہے جس کے طول کے برابر یہ شلوار ہو؟ تو شاہ روم اس سے بہت متعجب ہوا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ بڑے سخی قابل تعریف' اور دانشمند آدمی تھے' اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' اور مسعر' بحوالہ معبد بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما ہمیشہ اپنی انگشت شہادت اٹھائے ہوئے دعا کرتے رہتے تھے۔ واقدی اور خلیفہ بن خیاط وغیرہما بیان کرتے ہیں کہ آپ کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کے آخر میں ہوئی' اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب بجستانی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن یزید حنفی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن الصلت نے عن اعمش عن ابی سفیان عن انس ہم سے بیان کیا کہ انصار کے بیس نوجوان' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کے لیے آپ کے ساتھ رہتے تھے اور جب آپ کسی کام کا ارادہ کرتے تو انہیں اس کام کے لیے بھیجتے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک ہتھیار بند جوان کی حیثیت رکھتے تھے اور حدیبیہ کے روز خیمہ میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر تلوار بلند کیے ہوئے تھے اور جب کبھی آپ کا چچا عروہ بن مسعود جب وہ پیغام بری کے لیے آیا تھا' عربوں کے دستور گفتگو کے مطابق' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف جھکتا' تو آپ تلوار کے دستے سے اس کے ہاتھ کو ٹھوکا دیتے اور فرماتے اپنے ہاتھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے پیچھے رکھو' قبل اس کے کہ وہ تجھ تک نہ پہنچے' اس حدیث کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اور محمد بن سعد وغیرہ کا بیان ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے ساتھ ایک دفعہ ان کی ڈیوٹی لگائی' اور ان دونوں نے جا کر اہل طائف کے معبود کو تباہ و برباد کر دیا۔ جسے ربہ کہا جاتا تھا اور وہی لات تھا' اور آپ عرب کے دانشمندوں میں سے ایک تھے' شعبی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں کبھی کسی سے مغلوب نہیں ہوا۔ اور شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے قبیصہ بن جابر کو بیان کرتے سنا کہ میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ہوں' اگر شہر کے آٹھ دروازے ہوں اور ان میں سے کسی دروازے سے دھوکے کے بغیر نہ نکلا جا سکتا ہو تو یہ ان کے سب دروازوں سے نکل جائیں گے۔ شعبی بیان کرتے ہیں کہ قاضی چار ہیں' حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم اور دانشمند بھی چار ہیں' حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاص' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم اور زیاد۔

زہری کا بیان ہے کہ دانشمند پانچ ہیں' حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ اور دو دانشمند حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے' حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ' عورتوں سے بہت نکاح کرتے تھے' اور وہ ایک بیوی والے سے کہا کرتے تھے کہ اگر وہ حائضہ

Marfat.com

ہو جائے تو وہ بھی اس کے ساتھ حائض ہو جاتا ہے' اور اگر وہ بیمار ہو جائے تو وہ بھی اس کے ساتھ بیمار ہو جاتا ہے' اور دو بیویوں والا دو مجلتی آگوں کے درمیان ہوتا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ چار عورتوں سے نکاح کرتے تھے۔ اور سب کو طلاق دے دیتے تھے' اور امام مالک کے سوا دوسروں کا بیان ہے کہ آپ نے اسی عورتوں سے نکاح کیا اور بعض کہتے ہیں کہ تین سو عورتوں سے' اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ایک ہزار عورتوں سے شادی کی' آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اور سب سے مشہور اور صحیح قول وہ ہے جس پر بغدادی نے اجماع بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات ۵۰ھ میں ہوئی۔

حضرت مقداد بن اسودؓ ابو معبد الکندی حلیف بنی زہرہ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن ثابت عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن المقداد بن الاسود ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی مدینہ آئے اور ہم لوگوں سے ملے تو کسی نے ہماری مہمان نوازی نہ کی' ہم نے حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر اس بات کا ذکر کیا تو آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ آپ کے پاس چار بکریاں تھیں' آپ نے فرمایا اے مقداد ان کا دودھ دوہو اور ان کے چار حصے کرو اور ہر آدمی کو ایک حصہ دے دو۔ پس میں یہ کام کرتا تھا ایک شب میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دیر کر دی ہے اور میں اپنے بستر پر لیٹ گیا' تو میرے دل نے مجھے کہا' حضرت نبی کریم ﷺ ایک انصاری گھرانے میں گئے ہیں تو اٹھ کر اس مشروب کو پی لے' یہ خیال مجھے مسلسل آتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اٹھ کر آپ کے حصے کا دودھ پی لیا' اور جب وہ دودھ میرے پیٹ اور آنتوں میں گیا تو اس نے مجھے پہلے اور نئے کھانے سمیت گرفت میں لے لیا اور میں کہنے لگا' اب حضرت نبی کریم ﷺ تشنہ و گرسنہ آئیں گے' اور پیالے میں کوئی چیز نہیں پائیں گے' پس میں نے اپنے چہرے پر کپڑا لپیٹ لیا اور حضرت نبی کریم ﷺ نے آ کر ایسا سلام کہا جسے بیدار سن سکتا تھا اور وہ سوئے شخص کو بیدار نہ کرتا تھا' آپ نے پیالے سے برتن ہٹا کر دیکھا تو کوئی چیز نہ پائی اور آسمان کی طرف اپنا سر اٹھا کر دعا فرمائی۔ اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا پلایا ہے اسے کھلا پلا۔ پس میں نے آپ کی دعا کو غنیمت جانا اور کھڑے ہو کر چھری پکڑی اور بکریوں کی طرف بڑھا اور انہیں ٹٹولنے لگا کہ ان میں سے سب سے موٹی کو ذبح کروں' تو ایک بکری کے تھنوں کو میرا ہاتھ جا لگا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دودھ سے بھرا ہوا ہے' میں نے دوسری بکری کی طرف دیکھا تو وہ بھی دودھ سے بھری ہوئی تھی' میں نے دیکھا تو سب کی سب دودھ سے بھرپور تھیں' میں نے ایک برتن میں دودھ دوہا اور اسے حضور کے پاس لا کر عرض کیا نوش فرمایئے۔ آپ نے فرمایا اے مقداد کیا بات ہے' میں نے عرض کیا نوش فرمایئے' پھر بات بتاؤں گا' آپ نے فرمایا اے مقداد تیری ایک بری خصلت ہے' آپ نے دودھ پیا' پھر فرمایا پیو' میں نے عرض کیا یا نبیؐ اللہ! نوش فرمایئے' آپ نے پیا یہاں تک کہ آپ سیر ہو گئے' پھر میں نے آپ سے دودھ لے کر پی لیا' پھر میں نے آپ کو بات بتائی تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھا یہ بات ہے' میں نے کہا ہاں اس طرح ہوا تھا' تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ آسمان سے نازل شدہ برکت ہے' تو نے مجھے کیوں نہیں بتایا تا کہ میں تیرے دونوں ساتھیوں کو بھی پلا دیتا' میں نے کہا جب میں اور آپؐ برکت کو پی لیں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ میں کس سے چوک گیا ہوں' امام احمد نے اسے اسی طرح عن ابی النضر عن سلیمان بن المغیرہ عن ثابت عن عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ عن المقداد روایت کیا ہے اور جو بات پہلے بیان ہو چکی ہے اس کا ذکر کیا ہے اور اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ انہوں نے اس برتن میں

Marfat.com

دودھ دوہا جس میں وہ دوہنے کی سکت نہیں رکھتے تھے' پس انہوں نے دودھ دوہا یہاں تک کہ اس کے اوپر جھاگ آ گیا اور جب وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے انہیں فرمایا اے مقداد کیا تم نے اپنا رات کا دودھ نہیں پیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نوش فرمایئے' پس آپ نے پیا' پھر مجھے دے دیا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نوش فرمایئے' آپ نے پیا' پھر مجھے دے دیا' تو میں نے بقیہ دودھ لے کر پی لیا' اور جب مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سیر ہو گئے ہیں تو مجھے آپ کی دعا پہنچ گئی اور میں ہنس ہنس کر زمین پر لیٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مقدادؓ! تیری ایک بری خصلت ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا معاملہ یوں ہے اور میں نے یوں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو صرف رحمت الٰہی ہے' تو نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی' اپنے ان دو ساتھیوں کو جگاؤ یہ بھی اس سے حصہ لیں۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' جب میں نے اور آپ نے اس رحمت کو پا لیا ہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ لوگوں میں سے اسے کس نے پایا ہے' مسلم' ترمذی اور نسائی نے اسے سلیمان بن مغیرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حضرت مہاجر مولیٰ ام سلمہ: طبرانی بیان کرتے ہیں کہ ابوالزنباع روح بن الفرح نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بکیر کو کہتے سنا کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام مہاجر سے سنا اس نے بیان کیا کہ میں نے کئی سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور آپ نے مجھے کسی کام کے کرنے پر نہیں کہا کہ تو نے کیوں کیا' اور نہ کسی کام کے نہ کرنے پر کہا کہ تو نے اسے کیوں نہیں کیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے آپ کی دس سال یا پانچ سال خدمت کی۔

حضرت ابوالسمح: ابوالعباس محمد بن اسحاق ثقفی بیان کرتے ہیں کہ مجاہد بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن الولید نے ہم سے بیان کیا کہ محل بن خلیفہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالسمح نے مجھ سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ جب غسل کا ارادہ فرماتے تو فرماتے میری چھاگل مجھے دے دو' میں چھاگل آپ کو دے دیتا اور خود آپ سے اوٹ میں ہو جاتا' پس آپ حضرت حسن یا حضرت حسین کو لے کر آئے تو انہوں نے آپ کے سینے پر پیشاب کر دیا' میں اسے دھونے کے لیے آیا تو آپ نے فرمایا لڑکی کے پیشاب کرنے سے کپڑا دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب کرنے سے کپڑے پر پانی چھڑکا جائے' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے بحوالہ مجاہد بن موسیٰ روایت کیا ہے۔

اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے علی الاطلاق سب سے افضل صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سفر ہجرت میں بہ نفس نفیس آپ کی خدمت کی' خصوصاً غار میں اور غار سے نکلنے کے بعد بھی' حتیٰ کہ حضور مدینہ پہنچ گئے' جیسا کہ پہلے تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔

Marfat.com

باب ۶۰

آپؐ کے کاتبین وحی

ان میں خلفائے اربعہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں جن میں سے ہر ایک کے حالات ان کے دورِ خلافت میں عنقریب بیان ہوں گے۔ان شاء اللہ

حضرت ابان بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی الاموی انہوں نے اپنے دونوں بھائیوں خالد اور عمرو کے بعد اسلام قبول کیا' آپ نے حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کیا' کیونکہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس وقت پناہ دی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز انہیں اہل مکہ کے پاس بھیجا تھا۔اور بعض کا قول ہے کہ خیبر کے روز آپ نے اسلام قبول کیا' کیونکہ صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خیبر کی غنائم کی تقسیم میں آپ کا ذکر آتا ہے۔اور آپ کے قبول اسلام کا باعث یہ ہے کہ شام میں تجارت کے دوران آپ کی ایک راہب سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو راہب نے آپ سے کہا' ان کا نام کیا ہے؟ آپ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس نے کہا میں آپ کے سامنے ان کی تعریف کرتا ہوں' اور اس نے آپ کی خوب تعریف کی اور کہا جب تو اپنے اہل کے پاس واپس جائے تو میرا انہیں سلام کہنا اور وہ آپ کی واپسی کے بعد مسلمان ہو گیا اور وہ عمرو بن سعید الاشدق کا وہ بھائی تھا جسے عبدالملک بن مروان نے قتل کر دیا تھا' ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وحی کو دیکھا' وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے' اور جب وہ موجود نہ ہوتے تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لکھتے' اور حضرت عثمان اور حضرت خالد بن سعید اور حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہم نے بھی مدینہ میں آپ کے لیے وحی کو لکھا۔اور مکی سورتوں کے نزول کے وقت ابی بن کعب موجود نہ تھے ان سورتوں کو مکہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے لکھا' اور حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے' موسیٰ بن عقبہ' مصعب بن زبیر' زبیر بن بکار اور اکثر نسابوں نے بیان کیا ہے کہ آپ جنگ اجنادین میں شہید ہوئے' یعنی جمادی الاولیٰ ۱۲ھ میں' اور دوسروں کا قول ہے کہ آپ مرج الصفر کی جنگ میں ۱۴ھ میں شہید ہوئے' اور محمد بن اسحاق کہتے ہیں' کہ آپ اور آپ کا بھائی عمرو جنگ یرموک میں ۵/ رجب ۱۵ھ کو شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں' کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے۔اور آپ امام علی کا مصحف' حضرت زید بن ثابت کو لکھواتے تھے' پھر ۲۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔واللہ اعلم

حضرت ابی بن کعبؓ بن قیس بن عبید الخزرجی الانصاری' ابوالمنذر' آپ کو ابوالطفیل بھی کہا جاتا ہے آپ سید القراء تھے' عقبہ ثانیہ' بدر اور ان کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' آپ میانہ قد' دبلے اور سفید ریش اور سفید سر تھے' اور سفیدی کو تبدیل نہیں کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' انصار میں سے چار آدمیوں حضرت ابی بن کعب' حضرت معاذ بن جبل' حضرت زید

Marfat.com

بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو یزید نے قرآن جمع کیا ہے۔ اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے اور صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو قرآن سناؤں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں' تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

علامہ ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ اقرأ علیک قرأۃً کا مفہوم ابلاغ واسماع (پہنچانا اور سنانا) ہے نہ کہ قرأت سیکھنا' اس مفہوم کو کسی اہل علم نے نہیں سمجھا' اور ہم نے اس مفہوم سے اس لیے آگاہ کر دیا ہے تاکہ کوئی اس مفہوم کے خلاف اعتقاد نہ کرے اور ہم نے ایک اور جگہ پر انہیں سنانے کا سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ آپ نے انہیں سورت ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ﴾ سنائی اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی پر' جس نے ابی بن کعبؓ کے طریق کے خلاف سورت کو پڑھا اس پر عیب لگایا' نیز ابی اس معاملہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک لے گئے تو آپ نے فرمایا اے ابی پڑھیے' آپ نے پڑھا تو آپؐ نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے' پھر اس آدمی سے فرمایا پڑھیے اس نے پڑھا تو آپ نے فرمایا یہ سورت اس طرح نازل ہوئی ہے۔ ابی بیان کرتے ہیں کہ مجھے شک پیدا ہو گیا حالانکہ میں اس وقت جاہلیت میں نہ تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا تو وہ پسینے سے شرابور ہو گئے' گویا میں ڈر کر اللہ کی طرف دیکھ رہا ہوں' اس کے بعد آپ نے ان کی تثبیت وو ضاحت کے لیے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی بلاشبہ یہ قرآن حق اور سچ ہے اور یہ بندوں پر لطف ورحمت کے لیے بہت سے حروف پر نازل ہوا ہے۔ اور ابن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ہی نے سب سے پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وحی کو لکھا' اور آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۱۹ھ میں وفات پائی اور بعض ۲۰ھ اور بعض ۲۲ھ بیان کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ایک جمعہ پہلے وفات پائی۔

حضرت ارقم بن ابی الارقم' آپ کا نام عبد مناف بن اسد بن جندب بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم المخزومی تھا' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا آپ ہی کے گھر میں جو صفا کے پاس تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روپوش ہوئے' اور اس کے بعد یہ گھر خیزران کے نام سے مشہور ہوا' اور آپ نے ہجرت کی اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کروائی' اور آپ نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عظیم بن حارث محاربی کو نسخ وغیرہ کی جاگیر لکھ دی۔ اسے حافظ ابن عساکر نے عتیق بن یعقوب زہری کے طریق سے روایت کیا ہے کہ عبدالملک بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باپ اور دادے عمرو بن حزم کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا۔ اور آپ کی وفات ۵۳ھ اور بعض کے قول کے مطابق ۵۵ھ میں ۵۸ سال کی عمر میں ہوئی' اور امام احمد نے آپ کی دو حدیثیں روایت کی ہیں اول احمد اور حسن بن عرفہ بیان کرتے ہیں۔ یہ الفاظ احمد کے ہیں۔ کہ عباد بن عباد مہلبی نے عن ہشام بن زیاد عن عمار بن سعد عن عثمان بن ارقم بن ابی الارقم عن ابیہ۔ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ جو شخص جمعہ

Marfat.com

کے روز لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگ کر آگے جاتا ہے اور امام کے خروج کے بعد دو آدمیوں میں تفریق کرتا ہے' اس شخص کی مانند ہے جو اپنی آنتوں کو آگ میں گھسیٹتا ہے۔ دوم احمد بیان کرتے ہیں کہ عصام بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عمران نے عبداللہ بن عثمان بن الارقم سے اپنے دادا ارقم کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ عطاف بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اس جگہ' اور اپنے ہاتھ سے بیت المقدس کی طرف اشارہ کیا' آپ نے فرمایا تم کس کام سے اس کی طرف جا رہے ہو' کیا تجارت کے لیے' انہوں نے کہا نہیں' بلکہ میں اس میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں' آپ نے مکہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس جگہ نماز پڑھنا' ہزار نماز سے افضل ہے اور اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا' احمد ان دونوں حدیثوں کے بیان میں متفرد ہیں۔

حضرت ثابت بن قیس بن شماس الانصاری الخزرجی ابو عبدالرحمٰن' آپ کو ابو محمد المدنی خطیب الانصار بھی کہا جاتا ہے' نیز آپ کو خطیب النبی ﷺ بھی کہا جاتا ہے' محمد بن سعد کا بیان ہے کہ علی بن محمد المدائنی نے اپنی اسانید سے' رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے وفود کے شیوخ سے ہمیں خبر دی' وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عبس یمانی اور مسلمہ بن ہاران الحدانی فتح مکہ کے بعد اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' اور مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی اور آپ نے انہیں ایک تحریر لکھ دی جس میں ان کے اموال میں فرض زکوٰۃ کے متعلق لکھا' اور اس تحریر کو حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے لکھا' اور حضرت سعد بن معاذ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم نے اس پر گواہی دی' اور اس آدمی کے متعلق صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے جنت کی بشارت دی ہے۔ اور ترمذی نے اپنی جامع میں مسلم کی شرط کے مطابق اسناد سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے' عمر رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے۔ اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے' اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے۔ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے' معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہما کیا ہی اچھا آدمی ہے' آپ جنگ یمامہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۲ھ میں شہید ہوئے' ہم ان کے واقعہ کو آخر پر بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

حضرت حنظلہؓ بن الربیع بن صیفی بن رباح بن الحارث بن مخاشن بن معاویہ ابن شریف بن جروہ بن اسید بن عمرو بن تمیم التمیمی الاسیدی الکاتب' آپ کے بھائی حضرت رباح رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے' اور آپ کا چچا اکثم بن صیفی عرب کا دانا تھا' واقدی کا بیان ہے کہ آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کے لیے تحریر لکھی۔ اور دوسروں کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو صلح میں جماعتوں کی طرف بھیجا' اور آپ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ عراق کی جنگوں میں شامل ہوئے اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی پایا اور جنگ جمل وغیرہ میں آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے تخلف کیا' پھر کوفہ سے چلے آئے کیونکہ وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دشنام دی جاتی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد آپ نے وفات پائی' اور ابن اثیر نے ''الغابہ'' میں بیان کیا ہے کہ جب آپ فوت ہوئے تو آپ کی بیوی نے آپ پر جزع فزع کی تو اس کی پڑوسنوں نے اس بارے میں اسے ملامت کی تو اس نے کہا۔

''ایک غمزدہ عورت پر رعد نے تعجب کیا ہے جو ایک متغیر اللون بوڑھے پر گریہ کناں ہے۔ اگر تو مجھ سے دریافت کرتی

Marfat.com

کہ مجھے کس چیز نے کمزور کر دیا ہے تو میں تجھے ایک سچی بات بتاتی حنظلہ کاتب کے غم نے آنکھ کی پتلی کو تباہ کر دیا ہے''۔

احمد بن عبداللہ بن الرقی بیان کرتے ہیں کہ آپ فتنہ سے الگ رہے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد وفات پا گئے' آپ سے دو حدیثیں بیان ہوئی ہیں۔ میں کہتا ہوں بلکہ تین بیان ہوئی ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے بحوالہ حنظلہ کاتب ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص رکوع وسجود اور وضو اور مقررہ اوقات کے ساتھ پانچوں نمازوں پر مداومت کرے اور اسے یہ بھی علم ہو کہ یہ اللہ کی طرف سے حق ہیں' تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یا آپ نے فرمایا اس کے لیے جنت واجب ہوگی' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور یہ قتادہ اور حنظلہ کے درمیان منقطع ہے۔ واللہ اعلم

دوسری حدیث کو احمد' مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ نے سعید الجریری کی حدیث سے ابوعثمان النہدی سے بحوالہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ اگر ہمیشہ تمہارا وہی حال رہتا جو میرے پاس ہوتا ہے' تو تمہاری نشست گاہوں' راستوں اور بستروں میں فرشتے تم سے مصافحہ کرتے' لیکن گھڑی گھڑی کی بات ہے' اور احمد اور ترمذی نے اسے اسی طرح عمران بن داؤد القطان کی حدیث سے عن قتادہ عن یزید بن عبداللہ بن الشخیر عن حنظلہ روایت کیا ہے۔ تیسری حدیث کو احمد' نسائی اور ابن ماجہ نے سفیان ثوری کی حدیث سے عن ابی الزناد عن المرقع بن صیفی بن حنظلہ عن جدہ روایت کیا ہے یہ حدیث عورتوں کو جنگ میں قتل کرنے سے مناہی کے بارے میں ہے' لیکن امام احمد نے اسے عبدالرزاق سے بحوالہ ابن جریج روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں مجھے ابوالزناد نے مرقع بن صیفی بن ریاح بن ربیع سے اس کے دادا رباح بن ربیع کے حوالے سے بتایا جو حنظلہ کاتب کے بھائی تھے اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اسی طرح احمد نے اسے حسین بن محمد اور ابراہیم بن ابی العباس سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے مغیرہ بن عبدالرحمن اور اس کے باپ سعید بن منصور اور ابوعامر العقدی سے روایت کی ہے اور ان دونوں نے مغیرہ بن عبدالرحمن عن ابی الزناد عن مرقع عن جدہ رباح روایت کی ہے۔ اور نسائی اور ابن ماجہ نے اسے مغیرہ کے طریق سے اسی طرح بیان کیا ہے' اور ابوداؤد اور نسائی نے عمر بن مرقع کی حدیث سے اس کے باپ اور دادا رباح سے روایت کی ہے۔ پس حدیث رباح سے مروی ہے نہ کہ حنظلہ سے' اس لیے ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے کہ سفیان ثوری اس حدیث میں غلطی کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں ابن الرقی کا قول درست ہے کہ آپ نے صرف دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت خالد بن سعیدؓ بن العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف' ابوسعید الاموی' آپ بہت پہلے مسلمان ہوئے' کہتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے تین یا چار آدمیوں کے بعد' اور زیادہ سے زیادہ پانچ آدمیوں کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا' مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ آپ کے مسلمان ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ جہنم کے کنارے پر کھڑے ہیں جس کی وسعت کو خدائے علیم ہی جانتا ہے' اور آپ کا باپ آپ کو اس میں دھکیلتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو گرنے سے بچانے کے لیے آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں' آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خواب سنایا تو آپ نے فرمایا آپ سے بھلائی ہوگی' یہ اللہ کے رسول ہیں ان کی پیروی کرو تمہیں جس بات کا خوف ہے اس سے تم نجات پاؤ گے تو انہوں نے رسول

Marfat.com

کریم ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کر لیا اور جب آپ کے باپ کو آپ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو وہ آپ سے غصے ہوا اور اس کے ہاتھ میں جو عصا تھا اس نے اسے آپ کے سر پر مار مار کر اسے توڑ دیا اور اپنے گھر سے نکال دیا اور خوراک بند کر دی اور آپ کے دیگر بھائیوں کو بھی آپ سے بات کرنے سے منع کر دیا' حضرت خالد شب و روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے' پھر آپ کے بھائی عمرو بھی مسلمان ہو گئے' اور جب لوگوں نے حبشہ کے علاقے کی طرف ہجرت کی' تو آپ نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی' اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ' حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی ذمہ داری لی' پھر آپ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ارض حبشہ سے ہجرت کی' اور دونوں خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' اس وقت آپ خیبر کو فتح کر چکے تھے' پس آپ نے مسلمانوں کے مشورہ سے ان دونوں کا حصہ لگایا' اور ان دونوں کا بھائی ابان بن سعید بھی آیا اور فتح خیبر میں شمولیت اختیار کی' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' پھر رسول اللہ ﷺ ان کے سپرد کام کرتے رہے۔

اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو یہ جنگ کے لیے شام چلے گئے اور حضرت خالد اجنادین میں شہید ہو گئے۔ اور مرج الصفر میں بھی آپ کا شہید ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

عتیق بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ عبدالملک بن ابی بکر نے اپنے باپ اور دادے سے بحوالہ عمرو بن حزم مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خالد بن سعید نے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ایک تحریر لکھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ ﷺ نے راشد بن عبدرب السلمی کو رہاط مقام پر پتھر مارنے کے انتہائی فاصلہ کے مطابق زمین عطا کی ہے' پس جو اس سے خوف کھائے اس کا کوئی حق نہیں' اور اس کا حق درست ہے''۔ خالد بن سعیدؓ نے لکھا۔

محمد بن سعد واقدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن محمد بن خالد نے' بحوالہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے' ارض حبشہ سے آنے کے بعد مدینہ میں قیام کیا اور آپ رسول اللہ ﷺ کے لیے کتابت کرتے تھے' اور آپ ہی نے وفد ثقیف' کو اہل طائف کے لیے تحریر لکھ کر دی تھی اور ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح کے لیے کوشش کی تھی۔

حضرت خالدؓ بن ولید بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم (ابوسلیمان) المخزومی' آپ فاتح اسلامی افواج' محمدی لشکروں اور مشہود و محمود ایام و مواقف کے سالار' صاحب الرائے' بڑے دلیر اور قابل تعریف خصائل کے حامل ہیں' ابوسلیمان' خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی فوج نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی شکست نہیں کھائی' اور زبیر بن بکار کا قول ہے کہ قریش میں خیمہ اور گھوڑوں کی لگامیں آپ کے پاس تھیں' حدیبیہ کے بعد' اور بعض کا قول ہے کہ خیبر کے بعد آپ نے اور عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کر لیا' اور رسول اللہ ﷺ نے جس فوج میں بھی آپ کو بھیجا سالار بنا کر بھیجا' پھر آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تمام فوجوں کے سپہ سالار رہے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا' اور امین الامت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر سالار بنایا کہ وہ ابوسلیمان کی رائے سے تجاوز نہ کریں' حضرت

Marfat.com

خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۲۱ھ یا ۲۲ھ میں (۲۱ھ زیادہ صحیح ہے) حمص سے ایک میل کے فاصلے پر ایک بستی میں وفات پائی' واقدی کا بیان ہے کہ میں نے اس بستی کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ اس کا نام دثرت ہے' اور دحیم کا قول ہے کہ آپ نے مدینہ میں وفات پائی' مگر پہلی بات اصح ہے' بہت سی احادیث روایت کی گئی ہیں جن کا ذکر باعث طوالت ہو گا۔ عتیق بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ عبدالملک بن ابی بکر نے اپنے باپ اور دادے عمرو بن حزم کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ یہ جاگیریں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مومنین کی طرف

صیدوج اور صیدہ کو نہ تکلیف دی جائے اور نہ مارا جائے اور جو ایسا فعل کرتا پایا گیا' اسے کوڑے مارے جائیں گے اور اس کا لباس اتار دیا جائے گا' اور اگر کسی نے تجاوز کیا تو اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا جائے گا' یہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے' جسے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لکھا۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حکم دیا ہے' اس سے کوئی شخص تجاوز نہ کرے' ایسا کرنے والا اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔

حضرت زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' ابو عبداللہ الاسدی عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور ان چھ اصحاب شوریٰ میں سے بھی ایک ہیں' جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت راضی تھے' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں اور آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے خاوند ہیں۔

عتیق بن یعقوب نے اپنی متقدم سند سے روایت کی ہے کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بنی معاویہ بن جرول کے لیے تحریر لکھی اور ابن عساکر نے عتیق کے اسناد سے اسے روایت کیا ہے' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بہت پہلے ۱۶ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا' اور بعض کا قول ہے کہ آٹھ سال کی عمر میں' آپ نے دو ہجرتیں کیں اور تمام معرکوں میں شامل ہوئے' آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے راہ خدا میں تلوار سونتی' آپ نے معرکہ یرموک میں بھی شرکت کی اور جن معرکوں میں بھی آپ نے شرکت کی ان کی نسبت اس معرکے میں سب سے بہتر رہے اس دن آپ نے رومیوں کی صفوں کو دوبار اوّل سے آخر تک چیر دیا اور دوسری جانب' صحیح سلامت نکل گئے' لیکن گدی پر دو تلواریں لگنے سے زخمی ہو گئے۔ اور آپ نے خندق کے روز' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' اور آپ نے فرمایا ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ کے فضائل و مناقب بہت ہیں' آپ کی وفات جنگ جمل کے روز ہوئی۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ۔ آپ نے جنگ سے واپسی پر حملہ کیا تو عمرو بن جرموز' فضالہ بن حابس اور ایک تیسرا آدمی جسے نفیع التمیمیون کہا جاتا ہے' آپ کو ایک جگہ ملے' جسے وادی السباع کہا جاتا ہے' آپ سوئے ہوئے تھے' کہ عمرو بن جرموز نے سبقت کر کے ان کو قتل کر دیا' یہ ۱۰ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات ۳۶ھ کا واقعہ ہے' اس وقت آپ کی عمر ۶۷ سال کی تھی' آپ نے اپنے پیچھے بہت ترکہ چھوڑا' اور اس سے دو کروڑ دو لاکھ قرض نکال کر ۱/۳ کی آپ نے وصیت کر دی اور جب آپ کا قرض ادا ہو گیا اور آپ کے مال سے ۱/۳ نکال لیا گیا تو باقی مال ورثوں میں تقسیم کر دیا گیا اور آپ کی

Marfat.com

چار بیویوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک کروڑ اور دو دو لاکھ درہم ملے' ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے' اس لحاظ سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مجموعی طور پر ۵۹ کروڑ ۸۰ لاکھ درہم ترکہ چھوڑا۔[1] اور آپ نے یہ سب مال اپنی زندگی میں فئی' غنائم اور حلال تجارت سے حاصل کیا اور یہ تمام مال' وقت پر زکوٰۃ ادا کرنے اور حاجتمندوں کو رضا کارانہ صدقات و خیرات دینے کے بعد آپ کو بچا تھا' رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فردوس کے باغات میں جگہ دے' اور اللہ نے واقعی آپ کو فردوسی باغات میں جگہ دے دی ہے اس لیے کہ سید الاولین والآخرین اور رسول رب العالمین نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے' ابن اثیر نے الغابہ' میں بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس ایک ہزار غلام تھے' جو آپ کو خراج دیتے تھے اور آپ اس سب خراج کو صدقہ کر دیتے تھے' حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ کی تعریف وفضیلت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

''حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حواری' آپ کے عہد اور آپ کی ہدایت پر قائم رہا' اور قول فعل کے ساتھ برابری کرتا ہے' وہ آپ کے طریق اور راستے پر قائم رہا اور حقدار کی مدد کرتا رہا اور حق سب سے زیادہ عدل کرنے والا ہے' وہ مشہور شاہسوار اور وہ ہیرو ہے جو خوشی و مسرت کے دن حملہ کرتا ہے' وہ ایسا شخص ہے جس کی ماں صفیہ ہے اور وہ بنی اسد سے ہے اپنے گھر میں آسودہ حال ہے اور اس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی قرابتداری ہے اور اس نے اصل شرافت سے اسلام کی مدد کی ہے اور کتنی ہی مصیبتوں کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر دیا اور اللہ آپ کو اس کا اجر جزیل عطا فرمائے گا' جب جنگ شدت سے بھڑک اٹھتی ہے تو آپ آبدار تلوار کے ساتھ' موت کی طرف ناز و ادا کے ساتھ چل کر جاتے ہیں' پس ان میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا مثل کوئی نہیں اور نہ ہی آپ سے پہلے کوئی پہلے تھا' اور جب تک آپ ناز سے چلتے ہیں زمانہ ان کی مثل پیدا نہیں کر سکے گا''۔

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ وادی السباع میں جرموز تمیمی نے آپ کو سوتے ہوئے قتل کر دیا' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ حیران ہو کر نیند سے بیدار ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور ابن جرموز نے آپ کو دعوت مبارزت دی' اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی بات پر کان نہ دھرا' تو اس کے دو ساتھیوں فضالہ اور النعر نے اس کی مدد کی اور عمرو بن جرموز نے آپ کا سر اور تلوار لے لی اور ان دونوں کو لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار کو دیکھ کر فرمایا۔ اس تلوار نے کئی دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے پریشانیوں کو دور کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی بشارت دو' کہتے ہیں کہ ابن جرموز نے' جب یہ بات سنی تو خودکشی کر لی' اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بھی زندہ رہا یہاں تک کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا زمانہ آ گیا تو انہوں نے اپنے بھائی مصعب کو عراق پر اپنا نائب مقرر کیا' تو عمرو بن جرموز آپ کے حملے سے خوفزدہ ہو کر چھپ گیا' کہ آپ اسے اپنے باپ کے بدلے میں قتل کر دیں گے' حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے اطلاع دے دو کہ وہ امن میں ہے کیا وہ خیال کرتا ہے کہ میں اسے ابو عبداللہ کے بدلے میں قتل کروں گا؟ ہرگز نہیں' خدا کی قسم' یہ

---

[1] التیموریہ میں ۵۹ کروڑ دو لاکھ بیان ہوا ہے اور ابن سعد نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ آپ نے ۳۵٬۲۰۰٬۰۰۰ ترکہ چھوڑا اور آپ کا قرضہ ۲٬۲۰۰٬۰۰۰ درہم تھا' اور آپ کی چار بیویوں میں سے ہر ایک نے ۱٬۱۰۰٬۰۰۰ درہم ورثہ حاصل کیا' یہ اراضی اور جاگیروں کے علاوہ ہے۔

Marfat.com

دونوں برابر نہیں ہیں' یہ بات حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے حلم و عقل اور سرداری پر دلالت کرتی ہے۔

اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث بیان کی ہیں' جن کا ذکر طویل ہے۔ اور جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ وادی السباع میں قتل ہو گئے تو آپ کی بیوی حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہا نے آپ کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا۔

''ابن جرموز نے جنگ کے روز اس شاہسوار سے خیانت کی ہے جس پر کسی ہم سر کا بس نہیں چلتا اور نہ ہی وہ رستہ کو چھوڑ کر مڑنے والا تھا' اے عمر! اگر تو اسے جگاتا' تو تو اسے اوچھا اور لرزاں دل و ہاتھ والا نہ پاتا' کتنی ہی سخت مصیبتوں میں وہ گھس گیا' اور اسے سخت زمین کو کھمبی کے بیٹے' کسی حملے نے اسے ان مصیبتوں سے نہیں موڑا' تیری ماں تجھے کھوئے اس جیسے شخص پر فتح پا گیا ہے' تو وہ صبح و شام جانے والوں کے ساتھ چلا گیا ہے' خدا کی قسم تو نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے' تجھ پر قتل عمد کی سزا نازل ہو گی''۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبید بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار الانصاری النجاری' آپ کو ابو سعید' ابو خارجہ اور ابو عبدالرحمٰن المدنی بھی کہا جاتا ہے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ گیارہ سال کے تھے' اس لیے آپ اپنی صغرسنی کی وجہ سے بدر میں شامل نہیں ہوئے' اور بعض کا قول ہے کہ آپ احد میں بھی شامل نہیں ہوئے' آپ نے سب سے پہلے معرکہ خندق میں شمولیت کی' پھر اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوتے رہے' آپ دانا عقلمند! اور عالم حافظ تھے صحیح بخاری میں ان دونوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا کہ آپ یہود کی تحریر کو سیکھیں تاکہ جب وہ آپ کو خط لکھیں آپ اسے پڑھ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا کریں آپ نے اسے پندرہ دن میں سیکھ لیا۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن نے ابوالزناد سے بحوالہ خارجہ بن زید ہم سے بیان کیا کہ ان کے باپ زید نے انہیں بتایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا تو آپ مجھے دیکھ کر خوش ہوئے' لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بنی نجار کا لڑکا ہے' آپ پر اللہ تعالیٰ نے جو دس پندرہ سورتیں نازل فرمائی ہیں وہ اس کے پاس ہیں' اس بات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیرت زدہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا اے زید! میرے لیے یہود کی تحریر سیکھو' خدا کی قسم یہودی میری کتاب پر ایمان نہیں لائے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ابھی پندرہ راتیں نہیں گزری تھیں کہ میں ان کی تحریر سیکھ کر اس میں ماہر ہو گیا' اور جب وہ آپ کو خط لکھتے تو میں آپ کو پڑھ کر سناتا اور جب آپ لکھواتے تو میں آپ کی طرف سے جواب دیتا' پھر احمد نے اسے شریح بن النعمان سے عن ابن ابی الزناد عن ابیہ عن خارجہ عن ابیہ روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے بیان کیا ہے اور بخاری نے اسے احکام میں خارجہ بن زید بن ثابت سے جزم کے صیغے کے ساتھ معلق قرار دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ خارجہ بن زید نے کہا ہے اور پھر اس حدیث کا ذکر کیا ہے' اور ابوداؤد نے اسے احمد بن یونس سے اور ترمذی نے علی بن حجر سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن ابیہ عن خارجہ عن ابیہ اسی طرح روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے اور یہ بہت تیز فہمی ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور احمد اور نسائی نے ابی قلابہ کی حدیث

Marfat.com

سے بحوالہ انس حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں' اور دین کے بارے میں سب سے سخت عمر رضی اللہ عنہ ہیں' اور سب سے زیادہ سچے حیادار عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ فیصلے کرنے والے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں' اور حلال وحرام کے سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں' اور فرائض کے زیادہ عالم' زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں' بعض حفاظ نے اس حدیث کو' سوائے اس بات کے جو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے' مرسل قرار دیا ہے' اور صحیح بخاری میں یہ بھی یہ حدیث اسی طریق سے مرسل ہے اور آپ نے کئی مقامات پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے وحی کو لکھا' اور سب سے زیادہ واضح وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں آپ سے مروی ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت ﴿لَایَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الآیة﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا لکھو' ﴿لَایَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ کر اپنی نابینائی کی شکایت کرنے لگے' تو رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی' اور آپ کی ران میری ران پر اتنی بوجھل ہوگئی کہ قریب تھا کہ وہ اسے کچل دیتی' پس آیت (غیر اولی الضرر) نازل ہوئی اور میں نے آپ کے حکم سے اسے (دیگر آیات کے ساتھ) ملا دیا' حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں اس کے ملانے کی جگہ کو جانتا ہوں' وہ ہڈی کی اس تختی کے شگاف کے پاس تھی' اور حضرت زید رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شامل ہوئے اور آپ کو تیر آ لگا جس نے آپ کو ضرر نہیں پہنچایا۔ اور اس کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو' قرآن کو تلاش کرنے کا حکم دیا' نیز فرمایا آپ دانشمند نوجوان ہیں اور ہم آپ پر الزام نہیں لگاتے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی کو لکھا کرتے تھے۔ پس قرآن کو تلاش کر کے اسے جمع کیجیے' اور آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق کام کیا' اور اس میں بہت بھلائی تھی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو حجوں میں آپ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا' اور جب آپ شام کو گئے تب بھی آپ کو نائب مقرر کیا' اسی طرح حضرت عثمان بھی آپ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا کرتے تھے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کے مقام کو جانتے تھے' لیکن آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں شمولیت نہیں کی' اور آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بھی زندہ رہے یہاں تک کہ ۴۵ھ میں آپ کی وفات ہوگئی اور بعض کا قول ہے کہ ۵۱ھ میں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ۵۵ھ میں ہوئی' اور آپ ان ائمہ مصاحف کے لکھنے والوں میں سے تھے جنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیگر آفاق میں بھیجا' جن کی تحریر کی تلاوت پر اجماع و اتفاق ہو چکا ہے' جیسا کہ ہم نے کتاب فضائل القرآن میں اسے بیان کیا ہے جسے ہم نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں تحریر کیا ہے۔

حضرت السجل: جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں بیان ہوا ہے۔ اگر وہ صحیح ہو تو اور اس میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ نوح بن قیس نے' عن یزید بن کعب عن عمرو بن مالک عن ابی الجوزاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت السجل' حضرت نبی کریم ﷺ کے کاتب تھے' اور اسی طرح نسائی نے اسے قتیبہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) کے بارے میں

Marfat.com

فرماتے تھے کہ السجل ایک آدمی تھے' یہ اس کے الفاظ ہیں' اور ابو جعفر بن جریر نے اسے اپنی تفسیر میں قول الٰہی (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) کے پاس نصر بن علی سے بحوالہ نوح بن قیس بیان کیا ہے جو ثقہ ہے اور مسلم کے رجال میں سے ہے' اور ابن معین نے اسے' اس سے روایت کرنے میں ضعیف قرار دیا ہے' اور اس کے شیخ یزید بن کعب عوفی بصری سے نوح بن قیس کے سوا کسی نے روایت نہیں کی' اس کے باوجود ابن حبان نے اسے ثقات میں بیان کیا ہے' اور میں نے اس حدیث کو اپنے شیخ حافظ کبیر ابو الحجاج المزی کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسے بہت منکر قرار دیا' اور میں نے انہیں بتایا کہ ہمارے شیخ علامہ ابو العباس ابن تیمیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اگرچہ سنن ابوداؤد میں مروی ہے۔ اور ہمارے شیخ المزی نے فرمایا میں بھی اسے موضوع ہی کہتا ہوں۔

میں کہتا ہوں حافظ ابن عدی نے اسے اپنی کتاب الکامل میں محمد بن سلیمان الملقب بہ بومہ کی حدیث سے عن یحییٰ ابن عمرو عن مالک النکری عن ابیہ عن ابی الجوزاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کاتب کو السجل کہا جاتا تھا اور وہ اللہ کا قول (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) ہے' آپ بیان کرتے ہیں' جس طرح رجسٹر تحریر کو لپیٹ لیتا ہے اسی طرح آسمان کو لپیٹ دیا جائے گا۔ اور اسی طرح بیہقی نے اسے عن ابی نصر بن قتادہ عن ابی علی الرفا عن علی بن عبدالعزیز عن مسلم بن ابراہیم عن یحییٰ بن عمرو بن مالک روایت کیا ہے' اور یہ یحییٰ بہت ضعیف ہے جو متابعت کے قابل نہیں۔ واللہ اعلم

اور اس سے بھی غریب تر وہ حدیث ہے جسے حافظ ابوبکر خطیب اور ابن مندہ نے' احمد بن سعید بغدادی المعروف بہ حمدان کی حدیث سے عن بہز بن عبیداللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کاتب تھا' جسے السجل کہا جاتا تھا' پس اللہ تعالیٰ نے (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) کی آیت نازل فرمائی' ابن مندہ نے اسے غریب قرار دیا ہے' اور حمدان اس کی روایت میں متفرد ہے اور البرقانی بیان کرتے ہیں' کہ ابو الفتح ازدی نے کہا ہے کہ ابن نمیر اس کی روایت میں متفرد ہے۔ خواہ صحیح ہو۔

میں کہتا ہوں یہ جس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منکر ہے' اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منکر ہے' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف بھی بیان ہوا ہے' اور الوالبی اور العوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ جس طرح کاغذ کتاب میں لپیٹ دیا جاتا ہے' یہی بات مجاہد نے کہی ہے' اور ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ لغت میں یہی معروف ہے کہ السجل کاغذ کو کہتے ہیں' نیز بیان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی شخص ان کے نام السجل کو نہیں جانتا' اور انہوں نے کسی فرشتے کا نام السجل ہونے سے انکار کیا ہے' جیسا کہ انہوں نے اسے ابوکریب سے بحوالہ ابن یمان روایت کیا ہے کہ ابو الوفا اشجعی نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب) کے متعلق بیان کیا ہے کہ السجل ایک فرشتہ ہے' اور جب وہ استغفار کے ساتھ صعود کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسے نور لکھ دو' اور بندار نے مؤمل بحوالہ سفیان ہم سے بیان کیا کہ میں نے السدی کو بیان کرتے سنا' اور پھر اس نے اس کی مانند بیان کیا ہے' اور اسی طرح ابو جعفر الباقر نے بیان کیا ہے جسے ابوکریب نے المبارک سے بحوالہ معروف بن خربوذ اس شخص سے

Marfat.com

روایت کیا ہے جس نے ابوجعفر کو بیان کرتے سنا کہ السجل ایک فرشتہ ہے' اور ابن جریر نے السجل کے کسی صحابی یا نہایت طاقتور فرشتے کے نام ہونے سے انکار کیا ہے' اور اس بارے میں جو حدیث بیان ہوئی ہے وہ بہت منکر ہے' اور جن لوگوں نے اسے اسمائے صحابہ میں ذکر کیا ہے' جیسا کہ ابن مندہ' ابونعیم اصبہانی اور ابن اثیر نے الغابہ میں بیان کیا ہے' انہوں نے اس حدیث کے بارے میں حسن ظن کے باعث بیان کیا ہے' یا اس کی صحت پر حاشیہ آرائی کی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ' خلیفہ بن خیاط نے ان کے متعلق بیان کیا ہے اور انہیں وہم ہو گیا ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ان کے بیٹے ہیں' جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے بحوالہ معمر ہم سے بیان کیا کہ زہری نے بیان کیا کہ سراقہ بن مالک کے بھتیجے عبدالملک بن مالک مدلجی نے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا اور انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا حال بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے آپ سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کے لیے دیت مقرر کی ہے اور میں نے انہیں ان کے سفر کے حالات سے' اور جو کچھ لوگ ان سے کرنا چاہتے تھے' اس کے متعلق بتایا اور میں نے ان کو زاد اور متاع کی پیشکش کی تو انہوں نے مجھ سے کچھ کمی نہ کی اور مجھ سے یہی مطالبہ کیا کہ ہمارے بارے میں جو شخص دریافت کرے اس سے ہماری خبر مخفی رکھو' اور میں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ مجھے ایک پروانہ امان لکھ دیجیے جس کی وجہ سے میں امن میں رہوں' آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تو آپ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر پروانہ امان لکھ دیا اور پھر چلے گئے۔

میں کہتا ہوں ہجرت کے متعلق مکمل بات پہلے بیان ہو چکی ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سراقہ کو یہ تحریر لکھ کر دی تھی۔ واللہ اعلم

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمرو تھی اور آپ ازد کے مؤلدین میں سے تھے اور شب رنگ تھے اور سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں جائے بھائی' طفیل بن حارث کے غلام تھے' طفیل کی ماں کا نام ام رومان تھا' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفا کے پاس دار ارقم بن ابی الارقم میں پوشیدہ ہونے سے قبل مسلمان ہو چکے تھے اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو مکہ کے جملہ کمزوروں کے ساتھ عذاب دیا جاتا تھا' تاکہ آپ اپنے دین سے پھر جائیں' مگر آپ نے اس امر سے انکار کیا' پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ آپ مکہ کے باہر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے' اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی تو آپ دونوں کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ردیف تھے اور ان کے ساتھ فقط الدئلی کا راہنما تھا' جیسا کہ پہلے مفصل بیان کیا جا چکا ہے اور جب یہ مدینہ پہنچے تو حضرت عامر بن فہیرہ' حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہما کے ہاں مہمان اترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور اوس بن معاذ کے درمیان مواخات کروا دی' آپ بدر و احد میں شامل ہوئے اور بئر معونہ کے روز شہید ہوئے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہ ۴ھ کا واقعہ ہے اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ واللہ اعلم

عروہ' واقدی اور ابن اسحاق اور کئی مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو بئر معونہ کے روز بنی کلاب

Marfat.com

کے ایک آدمی نے قتل کیا جسے جبار بن سلمی کہا جاتا تھا' اور جب اس نے آپ کو نیزہ مارا تو آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ کا رفع ہوا یہاں تک کہ آپ آنکھوں سے غائب ہو گئے' حتیٰ کہ عامر بن طفیل نے کہا کہ آپ اس حد تک مرفوع ہوئے کہ میں نے آسمان کو آپ کے نیچے دیکھا' اور عمرو بن امیہ سے آپ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا آپ ہمارے افضل آدمیوں میں سے تھے اور ہمارے نبیؐ کے اولین اہل بیت میں سے تھے' جبار بیان کرتے ہیں' میں نے ضحاک بن سفیان سے پوچھا کہ جو کچھ انہوں نے بیان کیا اس سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا جنت مراد ہے۔ اور ضحاک نے مجھے دعوتِ اسلام دی' تو میں نے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے قتل کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیا' تو ضحاک نے میرے مسلمان ہونے کی خبر اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا' تو آپ نے فرمایا' اسے ملائکہ نے دفن کیا ہے اور علیین میں اتارا ہے۔ اور صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ ہم نے ان کے بارے میں قرآن پڑھا' کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو اطلاع دے دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی ہے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں راضی کیا ہے۔ اور اس سے پہلے اس کی تفصیل اپنے مقام پر غزوہ بیئر معونہ میں بیان ہو چکی ہے۔ اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عامر بن طفیل فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے کون آدمی ہے' جب وہ قتل ہوا تو میں نے اسے زمین و آسمان کے درمیان مرفوع دیکھا' یہاں تک کہ میں نے آسمان کو اس سے نیچے دیکھا' تو وہ کہتے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ واقدی کا بیان ہے کہ محمد عبداللہ نے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے' اور ان کا بدن موجود نہ تھا' ان کا خیال ہے کہ فرشتوں نے آپ کو دفن کیا۔

حضرت عبداللہؓ بن ارقم بن ابی الارقم المخزومی' آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب بنے' حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' آپ جو کام کرتے اس میں سبقت کر جاتے اور اسے بہت اچھی طرح سرانجام دیتے' اور سلمہ محمد بن اسحاق بن یسار کے حوالے سے' محمد بن جعفر بن زبیر سے بحوالہ عبداللہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث کو اپنا کاتب بنایا اور وہ آپ کی طرف سے بادشاہوں کو جواب دیا کرتے تھے اور آپ اس قدر معتمد علیہ تھے کہ آپ انہیں بعض بادشاہوں کی طرف خط لکھنے کا حکم دیتے تو آپ خط لکھا کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اپنے اعتماد کی وجہ سے ان پر مہر بھی لگا دیتے' آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بھی کاتب رہے' آپ نے بیت المال کو ان کے سپرد کر دیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو ان دونوں کاموں پر قائم رکھا' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے انہیں معزول کر دیا۔

میں کہتا ہوں' حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن ارقم کے استعفیٰ دینے کے بعد آپ کو معزول کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو تین لاکھ درہم آپ کے کام کا معاوضہ پیش کیا تو آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں نے یہ کام اللہ کے لیے کیا ہے اور میرا اجر میرے اللہ کے ذمے ہے۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے اور جب حضرت زید بن ارقم اور

Marfat.com

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما موجود نہ ہوتے تو حاضرین میں سے کوئی آدمی لکھ دیتا' اور حضرت عمر' حضرت علی' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت معاویہ' حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہم اور دوسرے لوگ جن کا عربوں نے نام لیا ہے' بھی کاتب تھے' اور اعمش کہتے ہیں کہ میں نے شقیق بن سلمہ سے پوچھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کون تھے' کہنے لگے' عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ' اور ہمارے پاس قادسیہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا اور اس کے نیچے لکھا تھا' عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ نے ہمیں بتایا کہ محمد بن صالح بن ہانی نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن محمد البیہقی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون نے عن ابی عون عن قاسم بن محمد عن عبداللہ بن عمر ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا خط آیا' تو آپ نے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے فرمایا' میری طرف سے جواب دیجیے تو آپ نے اس کا جواب لکھا اور آپ کو سنایا' تو آپ نے فرمایا' آپ نے بہت اچھا اور ٹھیک جواب لکھا ہے' اے اللہ! اس کو توفیق عطا فرما۔ راوی بیان کرتا ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حکمران بنے تو وہ آپ سے مشورہ کیا کرتے تھے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے گورنروں میں ان سے زیادہ خوف خدا والا کوئی نہیں دیکھا' آپ اپنی وفات سے قبل نابینا ہو گئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ الانصاری الخزرجی' آپ مؤذن تھے بہت پہلے مسلمان ہوئے اور عقبہ کے ستر آدمیوں میں شامل ہوئے اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت کی اور آپ کی سب سے بڑی منقبت یہ ہے کہ آپ نے خواب میں اذان و اقامت کو دیکھا اور آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو آپ نے انہیں اس کام پر مقرر کر دیا' نیز آپ نے انہیں فرمایا' یہ سچا خواب ہے' یہ بلال کو لکھوا دو' بلاشبہ وہ آپ سے زیادہ دل پسند اور بلند آواز ہیں' اور قبل ازیں اس بارے میں ہم حدیث کو اس کے موقع پر بیان کر چکے ہیں۔

اور واقدی نے اپنی اسانید سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کی ہے کہ آپ نے جرش سے مسلمان ہونے والوں کے لیے ایک خط لکھا جس میں انہیں نماز قائم کرنے' زکوٰۃ دینے اور غنیمت سے خمس دینے کا حکم دیا' آپ نے ۶۴ سال کی عمر میں ۳۲ھ میں وفات پائی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح قرشی عامری' آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ نے آپ کو دودھ پلایا' آپ کاتب وحی تھے' پھر اسلام سے ارتداد اختیار کر کے مشرکین مکہ سے جا ملے' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو آپ نے جن لوگوں کے خون کو مباح کیا تھا' ان میں یہ بھی شامل تھے' یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان کے لیے امان حاصل کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امان دے دی' جیسا کہ قبل ازیں ہم غزوۃ الفتح میں بیان کر چکے ہیں' پھر عبداللہ بن سعد نہایت اچھے مسلمان بن گئے' ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن محمد المروزی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن حسین بن واقد نے اپنے باپ سے عن یزید نحوی عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے' شیطان نے انہیں پھسلایا تو یہ کفار سے مل گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے ان کے قتل کا حکم دے دیا' تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے پناہ مانگی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو پناہ دے دی نسائی نے اسے علی بن حسین بن واقد کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں' کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ۲۰ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مصر کو فتح کیا' تو آپ ان کے میمنہ پر تھے' اور حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو مصر پر اپنا نائب مقرر کیا' اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی گورنری سے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو ۲۵ھ میں مصر کا گورنر مقرر کیا اور آپ کو بلاد افریقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا' آپ نے جنگ کر کے انہیں فتح کر لیا' اور وہاں سے فوج کے لیے بہت سا مال حاصل کیا' جس سے غنیمت میں' فوج کے ہر سوار کو تین ہزار مثقال سونا' حصہ ملا' اور پیادہ کو ایک ہزار مثقال' اور آپ کے ساتھ اس فوج میں تین عبادلہ تھے' حضرت عبداللہ بن زبیر' حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم پھر حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے ارض نوبہ کے افریقۃ الاساود سے جنگ کی اور ان کو امان دی جو آج تک جاری ہے اور یہ ۳۱ھ کا واقعہ ہے' پھر آپ نے رومیوں سے سمندر میں الصواری کا معرکہ کیا' جو ایک عظیم معرکہ ہے' جس کی تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔ ان شاء اللہ' اور جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اختلاف کیا تو آپ مصر سے نکلے اور مصر پر اپنا نائب مقرر کیا تا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے جائیں' اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو آپ عسقلان میں اور بعض کہتے ہیں کہ رملہ میں ٹھہر گئے اور اللہ سے دعا کی کہ وہ آپ کو نماز میں موت دے' پس ایک روز آپ نے فجر کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورہ عادیات پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ پڑھی اور جب آپ تشہد سے فارغ ہوئے' اور پہلا سلام پھیرا اور دوسرا سلام پھیرنے کا ارادہ کیا تو دونوں کے درمیان آپ کی وفات ہو گئی' یہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۳۷ھ کا ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ۵۹ھ تک زندہ رہے۔ مگر پہلی بات درست ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ ہی کتب ستہ میں اور نہ ہی امام احمد کے مسند میں آپ کی کوئی روایت موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عثمان' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ہم پہلے وعدہ کر چکے ہیں کہ آپ کے حالات آپ کے دور خلافت میں بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ' اور میں نے آپ کی سیرت اور مروی احادیث و آثار کے متعلق ایک جلد لکھی ہے' اور آپ کی کتابت کی دلیل موسیٰ بن عقبہ کا وہ بیان ہے جو اس نے زہری سے عن عبدالرحمٰن بن مالک بن جعشم عن ابیہ عن سراقہ بن مالک' اپنی حدیث میں ذکر کیا ہے جب اس نے رسول اللہ ﷺ کا تعاقب کیا تھا جبکہ آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار سے نکل کر ان کے علاقے سے گزر رہے تھے' اور جب اس نے انہیں آلیا' تو اس کے گھوڑے کے ساتھ جو واقعہ ہوا۔ تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ اسے پروانہ امان لکھ دیں' تو آپ نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا تو انہوں نے اس کے لیے تحریر لکھ کر اسے دے دی اور امام احمد نے زہری کے طریق سے اس سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ اسے حضرت عامر بن فہیرہؓ نے لکھا تھا' ہو سکتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لکھا ہو اور پھر آپ نے اپنے غلام عامر کو حکم دیا ہو' تو باقی اس نے لکھ دیا ہو۔ واللہ اعلم

حضرت عثمان بن عفان امیر المومنین رضی اللہ عنہ' آپ کے حالات آپ کے دور خلافت میں بیان ہوں گے' اور حضور ﷺ کے

Marfat.com

سامنے آپ کا کتابت کرنا ایک مشہور بات ہے۔ اور واقدی نے اپنی اسانید کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب نہشل بن مالک الوائلی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو آپ نے اس کے لیے ایک تحریر لکھی جس میں اسلامی قوانین بیان ہوئے تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ کے حالات آپ کے دور خلافت میں بیان ہوں گے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے حدیبیہ کے روز رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان صلح کی تحریر لکھی کہ لوگ امن سے رہیں اور خیانت اور چوری نہ ہو اور دس سال جنگ موقوف رہے اس کے علاوہ بھی آپ نے آپ کے سامنے کئی تحریرات لکھیں۔

اور یہ جو یہود خیبر کی ایک پارٹی ادعا کرتی ہے کہ ان کے پاس جزیہ کے موقوف ہونے کے متعلق حضرت نبی کریم ﷺ کی ایک تحریر موجود ہے اور اس کے آخر میں ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ اس کے متعلق صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت جس میں حضرت سعد بن معاذ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں' کی شہادت موجود ہے' کہ یہ ایک گھڑا گھڑایا جھوٹ اور بہتان ہے اور علماء کی ایک جماعت نے بھی اس کے بطلان کو واضح کیا ہے' اور بعض متقدمین فقہاء نے دھوکہ کھا کر ان کے جزیہ کے موقوف ہونے کے متعلق بیان کیا ہے' اور یہ قول بہت ضعیف ہے۔ اور میں نے اس کے متعلق ایک الگ جلد لکھی ہے' جس نے اس کے بطلان کو واضح کیا ہے' نیز یہ کہ یہ ایک بناوٹی اور جعلی تحریر ہے جسے انہوں نے از خود بنا لیا ہے' اور وہ ایسے کام کے اہل ہیں' اور میں نے اسے واضح کیا ہے کہ اس میں ائمہ کے کلام کے اختلافی مقام میں تطبیق کر دی ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب امیر المومنین رضی اللہ عنہ' آپ کے حالات اپنے مقام پر بیان ہوں گے' اور میں نے آپ کے لیے ایک الگ جلد لکھی ہے' نیز آپ نے جو احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں اور جو احکام و آثار آپ سے مروی ہیں ان کے لیے میں نے ایک ضخیم جلد الگ لکھی ہے' اور آپ کے کتابت کرنے کی تفصیل حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے حالات میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ' الحضرمی کا نام عباد ہے اور آپ کو عبداللہ بن عباد بن اکبر بن ربیعہ بن عریقہ بن مالک بن الخزرج بن ایاد بن الصدق بن زید بن مقنع بن حضر موت ابن قحطان کہا جاتا ہے اور آپ کے نسب کے بارے میں اس کے علاوہ بھی بیان کیا گیا ہے' آپ بنی امیہ کے حلیفوں میں سے تھے اور آپ کے کتابت کرنے کی تفصیل حضرت ابان بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے حالات میں بیان ہو چکی ہے آپ کے علاوہ آپ کے دس بھائی تھے' جن میں سے ایک عمرو بن الحضرمی بھی تھا' یہ پہلا مشرک مقتول تھا جسے مسلمانوں نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے سریہ میں شامل ہو کر قتل کیا' اور جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے' یہ پہلا سریہ تھا' دوسرا عامر بن الحضرمی تھا جسے ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ نے حکم دیا تو اس نے اپنی شرمگاہ کو ننگا کر دیا' اور جب بدر کے روز مسلمانوں اور مشرکوں نے صف بندی کر لی تو اس نے پکارا' واعمراہ' ہائے عمر' پس جنگ ٹھن گئی اور جو کچھ ہوا ہم اسے قبل ازیں اپنے مقام پر مفصل بیان کر آئے ہیں' تیسرا شریح بن الحضرمی تھا' یہ نیک صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھا' اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ آدمی قرآن کو تکیے کے نیچے نہیں رکھتا یعنی سوتا نہیں اور نہ اسے چھوڑتا ہے بلکہ رات اور دن کے اوقات میں اسے پڑھتا رہتا ہے۔

اور ان سب کی ایک ہی بہن تھی' الصعبہ بنت الحضرمی ام طلحہ بن عبیداللہ' اور رسول اللہ ﷺ نے العلا بن الحضرمی کو شاہ

Marfat.com

بحرین منذر بن ساوی کے پاس بھیجا' پھر جب آپ نے بحرین کو فتح کیا تو آپ کو اس کا امیر مقرر کیا' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ کو بحرین کی امارت پر قائم رکھا' پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو امارت پر قائم رکھا اور آپ وہاں مسلسل امیر رہے یہاں تک کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو وہاں سے معزول کر دیا اور بصرہ کا امیر بنا دیا' اور ابھی آپ راستے ہی میں تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی' یہ ۲۱ھ کا واقعہ ہے۔

اور بیہقی نے آپ سے اور دوسروں سے آپ کی بہت سی کرامات بیان کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ اپنی فوج کے ساتھ سطح سمندر پر چلے اور وہ ان کے گھوڑوں کے گھٹنوں تک بھی نہ پہنچا' اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے گھوڑوں کے نعلوں کا نچلا حصہ بھی تر نہ ہوا' اور آپ نے ان سب کو حکم دیا' اور وہ یا حلیم یا عظیم کہنے لگے' دوسری کرامت یہ ہے کہ آپ اپنی فوج میں تھے کہ انہیں پانی کی ضرورت پڑی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس نے ان کی ضرورت کے مطابق ان پر بارش کر دی' اور تیسری کرامت یہ ہے کہ جب آپ کو دفن کیا گیا' تو کلیتہً آپ کا کوئی نشان نظر نہ آیا اور آپ نے اس بارے میں اللہ سے دعا کی تھی' اور یہ بات عنقریب کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں بیان ہو گی' اور آپ نے رسول اللہ ﷺ سے تین احادیث روایت کی ہیں۔

اوّل: امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے' السائب بن یزید سے بحوالہ العلاء بن الحضرمی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہاجر اپنی عبادات کی ادائیگی کے بعد تین دن ٹھہرے گا۔ اور ایک جماعت نے آپ کی حدیث کو روایت کیا ہے۔

دوم: احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ منصور نے ابن سیرین سے بحوالہ العلاء بن الحضرمی ہم سے بیان کیا کہ ان کے باپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کو خط لکھا اور خط کا آغاز اپنے نام سے کیا' اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے بحوالہ احمد بن حنبل روایت کیا ہے۔

سوم: احمد اور ابن ماجہ نے اسے محمد بن زید کے طریق سے بحوالہ حبان الاعرج' العلاء بن الحضرمی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک باغ کے بارے میں نجرین سے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا جو کئی بھائیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک مسلمان ہو جائے؟ اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ مسلمان سے عشر وصول کریں اور غیر مسلموں سے خراج لیں۔

حضرت العلاء بن عقبہ' حافظ ابن عساکر کا بیان ہے کہ آپ حضرت نبی کریم ﷺ کے کاتب تھے اور مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے ان کا ذکر کیا ہو' سوائے اس کے جس نے ہمیں بتایا' پھر انہوں نے اس کا اسناد عتیق بن یعقوب تک بیان کیا ہے' عبدالملک بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باپ اور دادے اور عمرو بن حزم سے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو یہ جاگیریں دی ہیں' پھر اسی نے ان جاگیروں کا ذکر کیا ہے اور ان کے بارے میں بیان کیا ہے کہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد نبی ﷺ نے مذکور کی یہ جاگیر عباس بن مرداس سلمی کو عطا کی ہے پس جو کوئی اس میں اس کا حق مارے اس کا کوئی حق نہیں ہے اور اس کا حق برحق ہے''۔

Marfat.com

العلاء بن عقبہ نے لکھا اور گواہی دی۔

پھر وہ بیان کرتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ جاگیر عوسجہ بن حرملہ جہنی کو دی ہے جو ذوالمروہ سے لے کر بلکثہ کے درمیان طلبیہ سے جولات اور جبل القبلیہ[1] تک ہے پس جو کوئی اس کی حق تلفی کرے اس کا کوئی حق نہیں اور اس کا حق برحق ہے''۔

العلاء بن عقبہ نے لکھا۔

اور واقدی نے اپنی اسانید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہینہ کے بنی سیح کو جاگیر دی اور اس کے متعلق العلاء بن عقبہ نے تحریر لکھی اور گواہی دی اور ابن اثیر نے ''الغابہ'' میں مختصراً اس آدمی کا ذکر کیا ہے' اس نے بیان کیا ہے کہ العلاء بن عقبہ حضرت نبی کریم ﷺ کے کاتب تھے' عمرو بن حزم کی حدیث میں اس کا ذکر ہے اور جعفر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے' ابوموسیٰ المدائنی نے اپنی کتاب میں اسے روایت کیا ہے۔

حضرت محمد بن مسلمہ بن جریس[2] بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج الانصاری الحارثی ابوعبداللہ' آپ کو ابوعبدالرحمٰن کہا جاتا ہے اور ابوسعید المدنی بھی کہا جاتا ہے جو بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے' آپ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے' اور بعض کا قول ہے کہ حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے' مدینہ آنے پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کرائی' آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور تبوک کے سال رسول اللہ ﷺ نے آپ کو مدینہ پر اپنا قائم مقام بنایا' ابن عبدالبر استیعاب میں بیان کرتے ہیں کہ آپ شدید گندم گوں' طویل' سر کے اگلے حصے کے بال اڑے ہوئے اور باغات والے تھے اور فضلاء صحابہؓ میں سے تھے' اور آپ فتنہ میں کنارہ کش رہنے والوں میں تھے' آپ نے ایک چوبی تلوار بنائی' اور جمہور کے نزدیک مشہور قول کے مطابق آپ نے ۴۳ھ میں مدینہ میں وفات پائی' اور مروان بن الحکم نے آپ کا جنازہ پڑھایا' آپ نے رسول کریم ﷺ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں' اور محمد بن سعید نے بحوالہ علی بن محمد المدائنی اپنی اسانید سے روایت کیا ہے کہ محمد بن مسلمہ نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ایک وفد کے لیے تحریر لکھی۔

حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ اموی' آپ کے حالات آپ کے دور امارت میں بیان ہوں گے' ان شاء اللہ اور مسلم بن الحجاج نے حضور ﷺ کے کاتبوں میں آپ کا ذکر کیا ہے' اور مسلم نے اپنی صحیح میں عکرمہ بن عمار کی حدیث سے'

---

[1] اصل میں بلکثہ سے طلبیہ اور جولاب سے جبل القبلیہ تک ہے' اور تصحیح معجم کی طرف سے ہے' اصل عبارت یہ ہے' یہ جاگیر محمد نبی ﷺ نے عوسجہ بن حرملہ جہنی کو عطا کی ہے جو ذوالمروہ سے طلبیہ اور جولات سے جبل القبلیہ تک ہے' کوئی آدمی اس بارے میں جھگڑا کر کے اپنے حق کا مدعی نہ بنے اور جو اس سے جھگڑا کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا اور اس کا حق برحق ہے۔ العلاء بن عقبہ نے لکھا۔

[2] اصل میں ابن حریش ہے اور اصابہ میں ابن سلمہ ہے اور مولف اصابہ نے آپ کے نسب میں جریش اور حریش کا ذکر نہیں کیا۔

Marfat.com

ابوزمیل سماک بن ولید سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین باتیں مجھے عطا فرمادیں' آپ نے فرمایا بہت اچھا' ابوسفیان نے کہا مجھے حکم دیجیے تا کہ میں کفار سے اسی طرح جنگ کروں جیسے میں مسلمانوں سے جنگ کرتا تھا' آپؐ نے فرمایا بہت اچھا' پھر کہا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب بنا لیجیے! آپ نے فرمایا بہت اچھا' الحدیث' میں نے اس حدیث کے لیے ایک الگ جلد اس وجہ سے تیار کی ہے کہ اس میں ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی تزویج کا مطالبہ کیا ہے' بلکہ اس میں ابوسفیان کے امیر بنانے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں منصب کتابت تفویض کرنے کا ذکر بھی محفوظ ہے اور یہ تمام لوگوں کے درمیان ایک متفقہ بات ہے۔ اب رہی حدیث' تو حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں بیان کیا ہے کہ ابوغالب بن البنا نے ہمیں بتایا کہ ابو محمد جوہری نے ہمیں خبر دی کہ ابوعلی محمد بن احمد بن یحییٰ بن عبداللہ العطشی نے ہمیں بتایا کہ احمد بن محمد البورانی نے ہم سے بیان کیا' کہ السری بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن زیاد نے عن قاسم بن بہرام عن ابی الزبیر عن جابر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاتب مقرر کرنے کے بارے میں حضرت جبریل علیہ السلام سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے کہا اسے کاتب بناؤ وہ امین ہے' یہ حدیث غریب بلکہ منکر ہے اور یہ السری بن عاصم وہ ابوعاصم الہمدانی ہے جو المعتز باللہ کو ادب سکھاتا تھا' ابن خراش نے حدیث میں اسے کاذب قرار دیا ہے' اور ابن حبان اور ابن عدی کہتے ہیں' یہ حدیث چرایا کرتا تھا' اور ابن حبان نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ یہ موقوف احادیث کو مرفوع بناتا تھا' اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں' اور دار قطنی اسے ضعیف الحدیث قرار دیتے ہیں' اور اس کا شیخ حسن بن زیاد تھا۔ اگر لؤلؤی ہے تو اسے کئی ائمہ نے متروک قرار دیا ہے اور ان میں سے بہت سے ائمہ نے اس کے جھوٹا ہونے کی صراحت کی ہے' اور اگر وہ کوئی اور ہے تو وہ مجہول العین والحال ہے' اور قاسم بن بہرام دو ہیں' ایک کو قاسم بن بہرام اسدی واسطی اعرج کہا جاتا ہے' جو اصل میں اصبہانی ہے' نسائی نے سعید بن جبیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حدیث قنوت کو پوری طوالت کے ساتھ اس کی جانب سے روایت کیا ہے' اور اسے ابن معین ابو حاتم اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے' اور دوسرے کو قاسم بن بہرام ابوحمدان قاضی ہیت کہتے ہیں۔ ابن معین نے اس کو کذاب کہا ہے اور فی الجملہ یہ حدیث اس طریق سے ثابت نہیں اس لیے اس سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے' تعجب ہے کہ حافظ ابن عساکر نے اپنی جلالت شان اور اپنے زمانے کے اکثر محدثین بلکہ اپنے زمانے سے پہلے کے محدثین سے بھی فن حدیث میں ماہر ہونے کے باوجود کس طرح اس حدیث کو اور اس قسم کی دیگر بہت سی احادیث کو اپنی تاریخ میں درج کر دیا ہے۔ پھر وہ ان کا حال بھی بیان نہیں کرتے' اور نہ ان کی طرف کوئی ظاہری اور خفیہ اشارہ کرتے ہیں اور اس قسم کی مہارت میں اعتراض پایا جاتا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ' آپ کے حالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر موالی خدام صحابہ رضی اللہ عنہم میں پہلے بیان ہو چکے ہیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر تلوار سونتے رہتے تھے' اور ابن عساکر نے اپنی سند سے عتیق بن یعقوب سے اپنے متقدم اسناد کے ساتھ کئی دفعہ بیان کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہی حصین بن نضلہ اسدی کی جاگیروں کی کتابت کی تھی' جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حکم سے جاگیر دی تھی' یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کاتب ہیں جو آپ کے حکم سے آپ کے سامنے کتابت کرتے تھے۔

Marfat.com

باب ٦١

آپؐ کے اُمناء

ابن عساکر نے آپ کے امناء میں سے حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح رضی اللہ عنہ قرشی فہری اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے' جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بخاری نے ابوقلابہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عبدالقیس کے وفد سے فرمایا کہ: میں تمہارے ساتھ صحیح امین کو بھیجوں گا۔ اور آپ نے ان کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان اُمناء میں سے معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی بھی تھے جو بنی عبدشمس کے غلام تھے یہ آپ کی انگوٹھی کے امین تھے' بعض کہتے ہیں کہ آپؐ کے خادم تھے' اور دوسروں کا قول ہے' کہ آپ بہت پہلے مسلمان ہوئے اور لوگوں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی' پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے امین تھے' اور شیخینؓ نے آپ کو بیت المال کا خزانچی مقرر کیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ کو جذام ہو گیا تھا' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حکم سے حنظل سے آپ کا علاج کیا گیا' تو مرض رک گیا' آپ کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی' اور بعض کہتے ہیں کہ ۴۰ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے یحییٰ بن ابی کثیر سے بحوالہ ابوسلمہ ہم سے بیان کیا کہ معیقیب نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو سجدہ کی جگہ سے مٹی برابر کرتا ہے' فرمایا: اگر تو نے ضرور ہی یہ کام کرنا ہے تو ایک دفعہ کیا کر۔ اور صحیحین میں اسے شیبان نحوی کی حدیث سے روایت کیا گیا ہے' مسلم اور ہشام نے الدستوائی کا اضافہ کیا ہے' اور ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور اوزاعی نے بھی اس کا اضافہ کیا ہے اور ان تینوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن' صحیح قرار دیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ خلف بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے عن عتبہ عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن معیقیب' ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ امام احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور ابوداؤد اور نسائی نے ابوعتاب سہل بن حماد الدلال کی حدیث سے عن ابی مکین نوح بن ربیعہ عن ایاس بن الحارث بن معیقیب عن جدہ روایت کی ہے۔ جو آپ کی انگوٹھی کا امین تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی مڑھی ہوئی تھی' راوی بیان کرتا ہے کہ بسا اوقات وہ میرے ہاتھ میں بھی ہوتی تھی۔

میں کہتا ہوں صحیح بات یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا' جیسا کہ عنقریب صحیحین کے حوالے سے بیان ہوگا' اور اس سے قبل آپ نے سونے کی انگوٹھی بنائی تھی' جسے آپ نے کچھ وقت پہنا' پھر اسے

Marfat.com

پھینک دیا اور فرمایا قسم بخدا میں اسے نہیں پہنوں گا' پھر آپ نے چاندی کی یہ انگوٹھی بنائی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا اور اس کا نقش محمد رسول اللہ ﷺ تھا' ایک سطر میں محمد' دوسری میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ' لکھا ہوا تھا اور یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں رہی' پھر آپ کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں رہی' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں چھ سال تک رہی' پھر آپ سے اریس کے کنویں میں گر پڑی' آپ نے اس کے حاصل کرنے کے لیے بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے' اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سنن میں صرف آپ کی انگوٹھی کے بارے میں ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے' اور ہم عنقریب حسب ضرورت اس سے کچھ بیان کریں گے۔ اب رہی بات معیقیب کے اس انگوٹھی کو پہننے کی' تو یہ اس روایت کی کمزوری پر دال ہے کہ معیقیب کو جذام کی بیاری ہو گئی تھی' جیسا کہ ابن عبدالبر وغیرہ نے بیان کیا ہے' لیکن یہ ایک مشہور بات ہے' شاید اسے حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد جذام ہو گیا ہو' یا اسے ایسا جذام ہو جو متعدی نہ ہو یا حضرت نبی کریم ﷺ کی قوت توکل کی وجہ سے آپ کے خصائص میں سے ہو' جیسا کہ آپ نے اس مجذوم سے فرمایا' اور اس کے ہاتھ کو پیالے میں ڈال دیا۔ یہ سب کچھ اللہ پر بھروسہ اور توکل کرنے کی وجہ سے ہے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور صحیح مسلم سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجذوم سے یوں فرار اختیار کر جیسے تو شیر سے فرار اختیار کرتا ہے۔ واللہ اعلم

اور آپ کے امراء کا ذکر ہم نے سرایا کے بھیجنے کے موقع پر معین اسماء کے ساتھ کیا ہے۔

اور جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے' ابوزرعہ سے منقول ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو جن مسلمانوں نے آپ کی باتوں کو سنا اور آپ کو دیکھا ان کی تعداد تقریباً ساٹھ ہزار تھی' اور حاکم ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک حدیث میں ان کی تعداد پانچ ہزار صحابی بیان کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں' امام احمد نے اپنی کثرت روایت واطلاع اور وسعت سفر وامامت کے باوجود ان سے روایت کی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نو سو ستاسی نفوس تھے' اور کتب ستہ میں تقریباً تین سو صحابی رضی اللہ عنہم کا اضافہ کیا گیا ہے' اور حفاظ رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے ان کے اسماء و ایام اور وفیات کے ضبط کا اہتمام کیا ہے' جن میں سب سے جلیل القدر حافظ شیخ ابوعمر بن عبدالبر النمری نے اپنی کتاب الاستیعاب میں' اور ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اور ابوموسیٰ المدائنی نے اس کا اہتمام کیا ہے۔ اور پھر ان سب کو حافظ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم الجزری المعروف ابن صحابیہ نے مرتب کیا ہے اور اس بارے میں ایک شاندار کتاب ''الغابہ''[1] تصنیف کی ہے اور اپنے مقصود و مطلوب کو حاصل کیا ہے:

فرحمہ اللہ و اثابہ و جمعہ و الصحابۃ آمین یا رب العالمین۔

❀ ❀ ❀

[1] اس کا نام ''اسد الغابہ'' ہے اور پانچ جلدوں میں طبع شدہ ہے۔

Marfat.com

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد ششم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں' ہتھیاروں' جوتوں' گھوڑوں' انگوٹھی' پیالے اور تلوار نیز آپ کے شمائل و خصائل' حسی دلائل نبوت مثلاً کنوئیں کا پانی بڑھ جانا' کھانے کا زیادہ ہو جانا' سنگریزوں کا تسبیح کرنا' بیماروں کا دعا سے شفایاب ہونا' حضرت عثمانؓ کے زمانے کے فتنوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کے درمیان رونما ہونے والے واقعات کے علاوہ اس زمانے کے بے شمار واقعات شامل ہیں۔

تصنیف ✻ علامہ حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴)

ترجمہ ✻ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی

اردو بازار، کراچی

Marfat.com

البداية والنهاية

نام کتاب	تاریخ ابنِ کثیر (جلد ششم)
مصنف	علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر
ترجمہ	مولانا اختر فتح پوری،
ناشر	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
طبع اوّل	جنوری ۱۹۸۹ء
ایڈیشن	آفسٹ
ضخامت	۴۷۲ صفحات
ٹیلیفون	۰۲۱-۷۷۲۲۰۸۰

Marfat.com

تعارف

جلد ششم

اس وقت البدایہ والنہایہ کی جلد ششم ہمارے پیش نظر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں' ہتھیاروں' جوتوں' گھوڑوں' سواریوں' انگوٹھی' پیالے اور تلوار' نیز آپ کے شمائل و خصائل' چہرے کے محاسن' رنگت' خاتم النبوۃ' عبادت' شجاعت' مزاج وطبیعت' زہدودرویشی' سخاوت' حسی دلائل نبوت مثلاً کنوئیں کے پانی بڑھ جانے' کھانے کے زیادہ ہو جانے' گھی کے زیادہ ہو جانے' حنانہ کے اشتیاق ظاہر کرنے اور رونے' سنگریزوں کے تسبیح کرنے' پرندوں' چوپایوں اور درندوں کے ساتھ رکھنے والے معجزات کے رونما ہونے' بیماروں کے دعا سے شفایاب ہونے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے کے فتنوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کے درمیان ہونے والے واقعات کی خبر دینے رومیوں اور ہندوستان سے جنگ کرنے' بنوامیہ اور بنوعباس کے خلفاء اور ائمہ قریش کے متعلق خبر دینے گذشتہ انبیائے کرام سے آپ کے اور آپ کے پیروکاروں کے ملتے جلتے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ اس میں بے شمار ایسے واقعات ہیں جن کے مطالعے سے آپ کی نبوت اور رسالت پر انسان کا ایمان و یقین مستحکم ہو جاتا ہے نیز اس میں اسود عنسی کے خروج وقتل' مرتدین کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قتال' مسیلمہ کذاب کے قتل کے واقعات اور جلیل الشان صحابہ مثلاً حضرت ام ایمن' حضرت زید بن الخطاب' حضرت ثابت بن قیس' حضرت عبداللہ بن سہل' حضرت عکاشہ بن محصن' حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ' حضرت السائب بن العوام' حضرت عبداللہ بن عبداللہ ابن ابی بن سلول' حضرت معن بن عدی' حضرت سالم بن عبید' حضرت عباد بن بشر اور ان کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کی وفات کے واقعات کو مؤلف نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے' جن کے مطالعے سے ان بزرگوں کی پاکیزگی نفس' تقویٰ وطہارت' ایمان وایقان' دلیری وشجاعت اور فانی فی اللہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ غرضیکہ یہ جلد حضور ﷺ کی زندگی کا ایک آئینہ ہے۔ جس میں آپ کے تمام خدوخال کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں آپ کی اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام

اختر فتح پوری

۲۷۔۱۰۔۸۷

Marfat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	باب	
1	اس انگوٹھی کا تذکرہ جسے آپ پہنتے تھے	۱۳
	باب	
2	انگوٹھی ترک کرنے کے بیان میں	۱۴
3	آپ کی شمشیر کا بیان	۱۷
4	آپ کے جوتوں کا بیان	۱۸
5	آپ کی سرمہ دانی کا بیان	۲۰
	باب	
6	کتاب الشمائل	۲۴
7	آپ کی عادات اور پاکیزہ اخلاق	۲۴
8	آپ کے حسن روشن کا بیان	۲۵
9	آپ کے رنگ کا بیان	۲۷
10	آپ کے چہرے کی خوبیاں	۳۰
11	آپ کے کندھوں' کلائیوں' بغلوں' قدموں اور ٹخنوں کے بیان میں	۳۹
12	آپ کا قد اور آپ کی خوشبو	۴۰
13	آپ کی مہر نبوت کا بیان	۴۵
14	رسول اللہ ﷺ کی صفت میں بیان ہونے والی متفرق احادیث	۴۹
15	اس بارے میں ام معبد کی حدیث	۴۹
16	اس بارے میں ہند بنت ابوہالہ رضی اللہ عنہا کی حدیث	۵۲
	باب	
17	آپ کے پاکیزہ اخلاق	۵۷
18	آپ کی سخاوت	۶۸
19	آپ کا مزاج	۷۲
	باب	
20	آپ کے زہد اور اس دنیا سے اعراض کرنے کے بیان میں	۷۵
21	اس بارے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث	۸۴
	باب	
22	آپ کی عبادت اور اس بارے میں آپ کی انتہائی کوشش	۸۹
	باب	
23	آپ کی شجاعت کے بیان میں	91
	باب	
24	گزشتہ انبیاء کی مسلمہ کتب میں آپ کی بیان کردہ صفات	۹۲
	باب	
25	دلائل نبوت	۹۸
26	دلائل معنوی	۱۰۴
27	نبوت کے حسی دلائل	۱۱۰
28	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۱۰
29	حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۱۰

Marfat.com

30	حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کی روایت	١١٠
31	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت	١١١
32	حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کی روایت	١١١
33	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت	١١٢
34	حدیث ردشمس	١١٣
	باب	
35	متفرق طریق سے اس حدیث کا بیان	١١٧
	باب	
36	زمینی معجزات	١٣٤
37	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت	١٣٤
38	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت	١٣٥
39	اس بارے میں حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث	١٣٥
40	حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث	١٣٦
41	اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث	١٣٦
42	اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اور حدیث	١٣٩
43	اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث	١٣٩
44	اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث	١٤٠
45	اس بارے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث	١٤١
46	اس کی مانند حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث	١٤٢
	باب	
47	قباء کے کنوئیں میں آپ کی برکت کا ظہور	١٤٤
48	آپ کا کھانوں کو بڑھا دینا	١٤٥
49	آپ کا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھی کو بڑھا دینا	١٤٧
50	اس بارے میں ایک اور حدیث	١٤٨
51	ایک اور حدیث	١٤٨
52	اس بارے میں ایک اور حدیث	١٤٩
53	حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا رسول ﷺ کی ضیافت کرنا	١٤٩
54	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	١٥٠
55	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	١٥١
56	ایک اور طریق	١٥١
57	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	١٥٢
58	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	١٥٢
59	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	١٥٣
60	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	١٥٤
61	ایک اور طریق	١٥٤
62	ایک اور طریق	١٥٥
63	متقدم مفہوم کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث	١٥٦

Marfat.com

64	اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث	۱۵۷
65	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھانا بڑھانے کا ایک اور واقعہ	۱۵۸
66	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک اور واقعہ	۱۵۹
67	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں پیالے کا واقعہ	۱۵۹
68	اس مفہوم میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی ایک اور حدیث	۱۶۰
69	سفر میں کھانا بڑھ جانے کی ایک اور حدیث	۱۶۰
70	اس واقعے کے بارے میں ایک اور حدیث	۱۶۱
71	اس واقعہ کے بارے میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث	۱۶۳
72	حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ کا قرض	۱۶۴
73	حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۱۶۵
74	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے توشہ دان اور کھجوروں کا واقعہ	۱۶۵
75	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۱۶۵
76	اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۱۶۶
77	ایک اور طریق	۱۶۶
78	اس بارے میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث	۱۶۷
79	ایک اور حدیث	۱۶۷
80	ایک اور حدیث	۱۶۷
81	ایک اور حدیث	۱۶۸

82	ایک اور حدیث	۱۶۸
83	ایک اور حدیث	۱۶۹
84	ایک اور حدیث	۱۶۹
85	ایک اور حدیث	۱۶۹
86	حدیث دست	۱۷۰
87	حضرت ابورافع سے ایک اور طریق	۱۷۱
88	ایک اور حدیث	۱۷۱
89	ایک اور حدیث	۱۷۲
90	درختوں کا آنحضرت کی فرمانبرداری کرنا	۱۷۳
91	ایک اور حدیث	۱۷۴
92	ایک اور حدیث	۱۷۴
93	ایک اور حدیث	۱۷۵
94	ایک اور طریق جس میں عامری کے مسلمان ہونے کا ذکر ہے	۱۷۶
95	اس بارے میں ابوعمر کی ایک اور روایت	۱۷۶
	باب	
96	کھجور کے تنے کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتیاق اور آپ کے فراق کے غم سے آواز نکالنا	۱۷۷
97	دوسری حدیث از حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۱۷۷
98	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۱۷۸
99	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۱۷۸
100	تیسری حدیث از حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۱۷۹
101	حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۱۷۹
102	حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۱۷۹
103	چوتھی حدیث از حضرت سہل بن سعد	۱۸۱
104	پانچویں حدیث از حضرت عبداللہ بن	

Marfat.com

	عباس رضی اللہ عنہما	۱۸۱
105	چھٹی حدیث از حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۱۸۲
106	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق	۱۸۲
107	ساتویں حدیث از حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ	۱۸۳
108	حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۱۸۳
109	آٹھویں حدیث از عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۸۴
110	نویں حدیث از حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۱۸۴
	باب	
111	آپ کے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیح کرنا	۱۸۵
	باب	
112	حیوانات سے تعلق رکھنے والے دلائل نبوت	۱۸۹
113	اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۸۹
114	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت	۱۹۰
115	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق	۱۹۰
116	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۱
117	اس بارے میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی روایت	۱۹۱
118	اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۹۱
119	یعلی بن مرۃ ثقفی کی روایت	۱۹۲
120	یعلی بن مرۃ ثقفی کی روایت	۱۹۲
121	یعلی بن مرۃ سے ایک اور طریق	۱۹۳
122	یعلی بن مرۃ سے ایک اور طریق	۱۹۴
123	اونٹ کے واقعے میں ایک اور غریب حدیث	۱۹۷
124	بکریوں کے آپ کو سجدہ کرنے کی حدیث	۱۹۸
125	بھیڑیے کا واقعہ اور اس کا رسالت کی شہادت دینا	۱۹۹
126	حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۱۹۹
127	اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث	۲۰۰
128	اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث	۲۰۱
129	اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث	۲۰۱
130	بھیڑیے کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث	۲۰۲
131	جنگلی جانور کا واقعہ	۲۰۳
132	شیر کا واقعہ	۲۰۳
133	ہرنی کی حدیث	۲۰۴
134	گوہ کی منکر اور غریب حدیث	۲۰۶
135	حدیث حمار	۲۰۸
136	حدیث حمرہ یہ ایک مشہور پرندہ ہے	۲۰۸
137	اس بارے میں ایک اور غریب حدیث	۲۰۹
138	ایک اور حدیث	۲۰۹
139	ایک اور حدیث	۲۱۰
140	ایک اور حدیث	۲۱۰
141	ایک اور حدیث	۲۱۰
142	تمیم الداری کی کرامت کے متعلق	۲۱۱
143	اس امت کے ولی کی کرامت	۲۱۱
144	ایک اور طریق	۲۱۱
145	حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک اور واقعہ	۲۱۲
146	ایک اور واقعہ	۲۱۲

Marfat.com

147	ایک اور واقعہ	۲۱۴
148	حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۲۱۵
	باب	
149	مردوں کے کلام اور ان کے عجائبات کے بیان میں	۲۱۸
150	نہایت غریب حدیث	۲۱۸
151	مرگی والے بچے کا واقعہ	۲۱۹
152	اس بارے میں دوسری حدیث	۲۲۰
153	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق	۲۲۰
154	ایک اور حدیث	۲۲۱
155	اس بارے میں ایک اور حدیث	۲۲۱
156	ایک اور حدیث	۲۲۲
157	ایک اور حدیث	۲۲۳
158	ایک اور حدیث	۲۲۴
159	ایک اور حدیث	۲۲۴
160	ایک اور حدیث	۲۲۴
161	ایک اور حدیث	۲۲۵
162	ایک اور حدیث	۲۲۵
163	ایک اور حدیث	۲۲۶
164	ایک اور حدیث	۲۲۶
165	ایک اور حدیث	۲۲۹
166	ایک اور حدیث	۲۲۹
167	ایک اور حدیث	۲۳۰
	باب	
168	مختلف دعاؤں کی قبولیت	۲۳۲
169	ایک اور حدیث	۲۳۳
170	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۲۳۳
171	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق	۲۳۴
	باب	
172	وہ مسائل جو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیے گئے	۲۳۵
173	اسی مفہوم کی دوسری حدیث	۲۳۶
174	ایک اور حدیث	۲۳۷
175	ایک اور حدیث	۲۳۸
	باب	
176	دعوت مباہلہ	۲۳۹
177	ایک اور حدیث جو یہود کے اس اعتراف کو متضمن ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں	۲۴۰
178	ایک اور حدیث	۲۴۲
179	ایک اور حدیث	۲۴۲
	باب	
180	آپؐ کے بارے میں بشارات	۲۴۳
181	سائل کے سوال سے پہلے آپ ﷺ کا اس چیز سے متعلق جواب دینا	۲۴۸
	باب	
182	آپ کی زندگی میں اور آپ کے بعد ہونے والے واقعات کی پیشگوئیاں	۲۴۹
	باب	
183	آپ ﷺ کی بیان کردہ پیش گوئیاں	۲۵۴
	باب	
184	ماضی اور مستقبل کی اخبار غیبیہ کی ترتیب کے بیان میں	۲۶۰

Marfat.com

باب

185	کتاب دلائل النبوۃ میں سے آپؐ کے آئندہ کے متعلق اخبار غیبیہ دینے کے بیان میں	۲۷۴
186	ایک اور حدیث	۲۸۱
187	ایک اور حدیث	۲۸۲
188	حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی خلافت کے ایام آخر میں وقوع پذیر ہونے والے فتنوں کے متعلق آپ کی پیشگوئیاں	۲۸۳
189	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھیجے جانے والے حکمین کے بارے میں آپ کی پیشگوئی	۲۹۳
190	خوارج اور ان سے جنگ کے بارے میں پیشگوئی	۲۹۳
191	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق آپ کی پیش گوئی اور اسی کے مطابق اس کا وقوع	۲۹۵
192	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی سیادت	۲۹۷
193	قبرص کے ساتھ سمندری جنگ کرنے والوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی	۳۰۰
	باب	
194	رومیوں کی جنگ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے	۳۰۲
195	غزوہ ہند کے بارے میں پیشگوئی	۳۰۲
196	ترکوں سے جنگ کرنے کے متعلق پیشگوئی	۳۰۳
197	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک اور پیش گوئی	۳۰۴
198	سرف میں حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے گھر کی پیش گوئی	۳۰۵
199	حجر بن عدی اور ان کے اصحاب کے قتل کے بارے میں پیش گوئی	۳۰۵
200	ایک اور حدیث	۳۰۶
201	حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے متعلق پیشگوئی	۳۰۸
	آپ کی وفات کے بعد بنی ہاشم میں ہونے والے فتنوں کے متعلق آپ کی پیشگوئی	۳۰۸
202	حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قتل کے متعلق پیش گوئی	۳۱۰
203	یزید کے زمانے میں ہونے والے معرکہ حرہ کے بارے میں پیشگوئی	۳۱۵
204	دوسرا معجزہ	۳۱۸
	باب	
205	قیامت سے قبل تیس دجال	۳۱۹
206	تاج بنی امیہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی حکومت کی طرف اشارۂ نبوی	۳۲۲
207	ایک اور حدیث	۳۲۴
208	محمد بن کعب القرظی	۳۲۴
209	سو سال کے بعد آپ کی صدی ختم ہونے کی پیش گوئی	۳۲۴
210	ایک اور حدیث	۳۲۵
211	ولید بن یزید کے متعلق شدید وعید کی پیشگوئی	۳۲۵
212	ایک اور حدیث	۳۲۶
213	بنو امیہ کے خلفاء کے متعلق مجموعی پیش گوئی	۳۲۷
214	بنو عباس کی حکومت کے متعلق پیش گوئی	۳۲۹
215	قریش کے ۱۲ آئمہ کے متعلق پیشگوئی	۳۳۳
216	ایک اور حدیث	۳۳۴

Marfat.com

217	بنو عباس کی حکومت میں ہونے والے واقعات کی پیشگوئی	۳۳۶
218	ایک اور حدیث	۳۳۷
219	ایک اور حدیث	۳۳۷
220	ایک اور حدیث	۳۳۷
	باب	
221	پہلے انبیاء سے مماثل معجزات	۳۴۴
222	حضرت نوح علیہ السلام کے معجزہ کا بیان	۳۴۶
223	حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے واقعے سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ	۳۴۸
224	اسی کی مانند ایک اور واقعہ	۳۴۹
225	حضرت ہود علیہ السلام کے معجزے کا بیان	۳۵۵
226	حضرت صالح علیہ السلام کے معجزے کا بیان	۳۵۵
227	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزے کا بیان	۳۵۶
228	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا بیان	۳۶۵
229	تنبیہ	۳۶۹
230	حضرت ابو موسیٰ خولانی کا واقعہ	۳۷۴
	باب	
231	رسول اور انبیائے ماقبل کو جو کچھ عطا کیا گیا	۳۷۶
232	حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پر سورج رکنے کا واقعہ	۳۷۶
233	حضرت ادریس علیہ السلام کی عطا کا بیان	۳۷۸
234	حضرت داؤد علیہ السلام کی عطا کا بیان	۳۸۱
235	حضرت سلیمان علیہ السلام کی عطا کا بیان	۳۸۴
236	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عطا کا بیان	۳۸۸
237	دوسرا واقعہ	۳۹۰
238	اس اندھے کا واقعہ جس کی نظر اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے واپس کر دی	۳۹۳
239	دوسرا واقعہ	۳۹۳
	باب	
240	تاریخ اسلام کے دور اوّل میں ہونے والے واقعات	۴۰۱
241	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات	۴۰۱
	باب	
242	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی فوج کی روانگی	۴۰۵
243	کذاب متنبی اسود عنسی کا قتل	۴۰۷
244	اس کے خروج و تملیک کا حال	۴۰۷
245	اسود عنسی کا خروج	۴۰۹
	باب	
246	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کی طرف متوجہ ہونا	۴۱۴
247	گیارہ امراء کے جھنڈے باندھتے وقت آپ کی ذوالقصہ کی طرف روانگی	۴۱۸
	باب	
248	امراء کی ذوالقصہ سے مقررہ مقامات پر روانگی	۴۲۱
249	دوسرا معرکہ	۴۲۴
250	الجبارۃ کا واقعہ	۴۲۵
251	سجاح اور بنو تمیم کا واقعہ	۴۲۵
	باب	
252	مالک بن نویرہ یربوعی تمیمی کے حالات	۴۲۷
253	مسیلمہ کذاب ملعون کا قتل	۴۲۹

Marfat.com

54	باشندگان بحرین کے ارتداد اور اسلام کی طرف واپسی کا بیان	۴۳۵
255	اہل عمان اور مہرہ یمن کے ارتداد کا بیان	۴۳۸
256	اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر	۴۴۱
257	حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی وفات	۴۴۴
258	حضرت ثابت بن اقرم بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۴۴
259	حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۴۴
260	حضرت حزن بن ابی وہب رضی اللہ عنہ	۴۴۶
261	حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۴۶
262	حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۴۷
263	حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۴۸
264	حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۴۸
265	حضرت الطفیل بن عمرو بن طریف رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۴۸
266	حضرت عبداللہ بن سہیل رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۴۹
267	حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۴۹
268	حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۵۰
269	حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۵۰
270	حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی وفات	۴۵۱
271	شہدائے مہاجرین	۴۵۱
272	شہدائے انصار	۴۵۲
273	مسیلمہ بن حبیب یمامی کذاب	۴۵۳
274	ہجرت نبوی کا بارھواں سال	۴۵۵
275	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عراق کی طرف روانگی	۴۵۵
	باب	
276	حیرہ کے محلات پر قبضہ	۴۶۱
277	حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا انبار کو فتح کرنا	۴۶۴
278	معرکہ عین التمر	۴۶۵
279	دومۃ الجندل کے حالات	۴۶۶
280	الحصید اور المصیخ کے لوگوں کے حالات	۴۶۷
281	معرکہ الفراض	۴۶۸
	باب	
282	اس سال میں ہونے والے واقعات	۴۶۹
	باب	
283	اس سال میں وفات پانے والے	۴۷۰
284	حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ	۴۷۰
285	حضرت ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ	۴۷۰
286	حضرت ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ	۴۷۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب:

آنحضرت ﷺ کی زندگی کی مخصوص یادگاریں: کپڑے‘ ہتھیار اور سواریاں

اُس انگوٹھی کا تذکرہ جسے آپ پہنتے تھے:

ابوداؤد نے اپنی کتاب السنن میں اس کے لیے ایک الگ باب قائم کیا ہے‘ اب ہم اضافوں کے ساتھ ان سرچشموں کو بیان کرتے ہیں‘ جنہیں انہوں نے بیان کیا ہے۔ اور ہمارا اصل اعتماد اس بیان پر ہوگا‘ جسے ہم بیان کریں گے۔

ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحیم بن مطرف الرؤاسی نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ نے عن سعید عن قتادہ عن انس بن مالکؓ‘ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض اعاجم کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے گذارش کی گئی کہ جب تک خط پر مہر نہ ہو‘ وہ خط کو نہیں پڑھتے۔ تو آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی‘ جس میں محمد رسول اللہ منقوش تھا۔

اور اسی طرح بخاری نے اسے عن عبدالاعلیٰ بن حماد عن یزید بن ذریع عن سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ روایت کیا ہے‘ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ وہب بن بقیہ نے عن خالد عن سعید عن قتادہ عن انس ہم سے عیسیٰ بن یونس کی حدیث کا مفہوم بیان کیا اور اس میں اضافہ کیا کہ جب آپ نے وفات پائی تو وہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو وہ آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی‘ تو وہ آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اور پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی‘ اسی دوران میں کہ آپ ایک کنوئیں پر بیٹھے تھے‘ وہ کنوئیں میں گر پڑی۔ پس آپ کے حکم سے کنوئیں کا پانی نکالا گیا مگر آپ اسے نہ پاسکے۔

ابوداؤد اس طریق سے بیان کرنے میں متفرد ہیں۔ پھر ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قتیبہ بن سعید اور احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا‘ کہ ابن وہب نے ہمیں خبر دی کہ مجھے یونس نے ابن شہاب کے حوالے سے بتایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی‘ اور اس کا نگینہ سیاہ تھا۔ اور بخاری نے اس حدیث کو لیث کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے ابن وہب کی حدیث سے‘ اور طلحہ نے یحییٰ الانصاری اور سلیمان بن ہلال سے روایت کیا ہے اور نسائی اور ابن ماجہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے‘ اور ان پانچوں نے یونس بن یزید ایلی سے اسے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے اس طریق سے حسن صحیح غریب کہا ہے۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر نے ہم سے بیان کیا کہ حمید الطویل نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی‘ اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ اور ترمذی اور نسائی نے اسے زہیر بن معاویۃ الجعفی ابی خیثمہ کوفی کی حدیث سے روایت کیا ہے‘ اور ترمذی نے اسے اس طریق سے حسن صحیح غریب کہا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابو معمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن صہیب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

حوالے سے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی' اور فرمایا' ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے' اور اس میں ایک نقش کھدوایا ہے' پس کوئی شخص وہ نقش نہ کھدوائے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں اس کی چمک کو آپ کی چھنگلی میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ نصیر بن الفرج نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے عن عبیداللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی' اور اس کے نگینے کو اپنی ہتھیلی کے اندر رکھا اور اس میں محمد رسول اللہ نقش کروایا۔ پس لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں' پس جب آپ نے دیکھا کہ انہوں نے انگوٹھیاں بنوالی ہیں' تو آپ نے اسے پھینک دیا' اور فرمایا' میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ پھر آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی' اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ نقش کروایا۔ پھر آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس انگوٹھی کو پہنا' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پہنا' پھر آپ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے پہنا' حتیٰ کہ وہ اریس کے کنوئیں میں گر پڑی' اور بخاری نے اسے یوسف بن موسیٰ سے بحوالہ ابواسامہ حماد بن اسامہ روایت کیا ہے۔

پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے عن ایوب بن موسیٰ عن نافع ہم سے بیان کیا۔ اور اس حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت نبی کریم ﷺ کے حوالے سے یہ بھی بیان ہوا ہے کہ آپ نے اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کا نقش بنوایا اور فرمایا کہ کوئی شخص میری اس انگوٹھی کا نقش نہ بنوائے اور آگے اس حدیث کو بیان کیا اور مسلم اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ بن فارس نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے عن مغیرہ بن زیاد عن نافع ہم سے بیان کیا اور اس حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت نبی کریم ﷺ کے حوالے سے بیان ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اسے تلاش کیا اور نہ پایا۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ بنوایا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ اسے پہنا کرتے تھے۔ اور نسائی نے اسے محمد بن معمر سے بحوالہ ابوعاصم ضحاک بن مخلد النبیل روایت کیا ہے۔

باب

انگوٹھی ترک کرنے کے بیان میں

محمد بن سلیمان لوین نے عن ابراہیم بن سعد عن ابن شہاب عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں صرف ایک روز چاندی کی انگوٹھی دیکھی' پس لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں۔ اور رسول کریم ﷺ نے انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ اس نے زہری زیاد بن سعد اور ابن مسافر سے روایت کیا ہے' اور سب نے کہا ہے کہ وہ انگوٹھی چاندی کی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ بخاری نے بھی اسے روایت کیا ہے کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے یونس سے بحوالہ ابن شہاب ہم سے بیان کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں

Marfat.com

صرف ایک روز چاندی کی انگوٹھی دیکھی' پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینک دی۔ اور لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ پھر بخاری نے اسے ابراہیم بن سعد زہری مدنی' شعیب بن ابی حمزہ اور زیاد بن سعد خراسانی سے متعلق قرار دیا ہے۔ اور مسلم نے اسے اپنی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد' عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر سے منفرد ہیں۔ اور ابوداؤد کے قول کے مطابق سب نے اسے زہری سے روایت کیا ہے کہ وہ چاندی کی انگوٹھی تھی۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے جسے صرف ایک دن پہنا' اور پھر اسے پھینک دیا' وہ سونے کی انگوٹھی تھی نہ کہ چاندی کی۔ کیونکہ صحیحین میں عن مالک عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما لکھا ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ پس آپؐ نے اسے پھینک دیا' اور فرمایا' میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ اور لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں' اور چاندی کی انگوٹھی کو آپ اکثر پہنا کرتے تھے' اور وہ آپ کی وفات تک مسلسل آپؐ کے ہاتھ میں رہی' اور اس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔ پس اس میں کوئی الگ نگینہ نہ تھا' اور جس نے یہ روایت کی ہے کہ اس میں کسی شخص کی تصویر تھی' اس نے غلطی کی ہے اور دور کی بات کہی ہے' وہ سب کی سب چاندی کی تھی' اور اس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔ اور اس کا نقش محمد رسول اللہ ﷺ تھا جو تین سطروں میں تھا' ایک سطر میں محمد' دوسری میں رسول' اور تیسری سطر میں اللہ لکھا تھا۔ واللہ اعلم

وہ کھدا ہوا تھا اور اس کی تحریر الٹی تھی تاکہ اس کی مہر سیدھی لگے' جیسا کہ اس کا دستور ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس کی تحریر سیدھی تھی' اور وہ اسی طرح مطبوع ہو جاتی تھی۔ اس بات کی صحت میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ اور میں اس کے نہ ہی صحیح اور نہ ہی ضعیف اسناد کو جانتا ہوں۔

اور جن احادیث کو ہم نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کی ایک چاندی کی انگوٹھی تھی' یہ ان احادیث کو رد کرتی ہے جنہیں قبل ازیں ہم سنن ابی داؤد اور نسائی سے ابی عتاب سہل بن حماد الدلال کے طریق سے عن ابی مکین نوح بن ربیعہ عن ایاس بن الحارث بن معیقیب بن ابی فاطمہ عن جدہ بیان کر چکے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی مڑھی ہوئی تھی۔ اور اس حدیث کے ضعف میں وہ حدیث اور بھی اضافہ کر دیتی ہے' جسے احمد' ابوداؤد' ترمذی اور نسائی نے ابی طیبہ عبداللہ بن مسلم سلمی مروزی کی حدیث سے عبداللہ بن بریدہ سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' اور وہ پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا' تو آپؐ نے فرمایا' مجھے تم سے بتوں کی بو آ رہی ہے' تو اس نے انگوٹھی کو پھینک دیا۔ پھر ایک شخص لوہے کی انگوٹھی پہنے آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے فرمایا: میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں' تو اس نے بھی انگوٹھی کو پھینک دیا۔ پھر اس نے پوچھا' یا رسول اللہ ﷺ! میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں' آپؐ نے فرمایا' چاندی کی' اور اسے پورا مثقال نہ بنا' اور حضور ﷺ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے' جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا ہے اور نسائی نے شریک کی حدیث سے بیان کیا ہے' اور ابوسلمہ بن قاضی عبدالرحمٰن نے عن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حسن عن ابیہ عن علی رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ مجھے خبر دی' شریک کہتے ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ اور بائیں ہاتھ میں پہننے کی روایت بھی کی گئی ہے' اسے ابوداؤد

Marfat.com

نے عبدالعزیز بن ابی رداد کی حدیث سے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے' اور اس کا نگینہ آپ کی ہتھیلی کی اندرونی جانب ہوتا تھا۔

ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابو اسحاق اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے نافع سے روایت کی ہے کہ آپ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے' اور ہناد نے عن عبدہ عن عبیداللہ عن نافع ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی انگوٹھی اپنے بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سید نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن بکیر نے بحوالہ محمد بن اسحاق ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے الصلت بن عبداللہ بن نوفل بن عبدالمطلب کی دائیں چھنگلی میں انگوٹھی دیکھی' تو میں نے کہا' یہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس طرح اپنی انگوٹھی پہنتے دیکھا ہے اور وہ اس کے نگینے کو باہر کی طرف رکھتے تھے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق یہی خیال کیا جا سکتا ہے' کہ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ بھی اسی طرح اپنی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ اور ترمذی نے بھی اسی طرح محمد بن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے' پھر محمد بن اسماعیل بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابن اسحاق نے الصلت سے جو حدیث روایت کی ہے وہ حسن ہے۔ اور ترمذی نے الشمائل میں حضرت انس' حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' کہ رسول کریم ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

اور امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ثمامہ نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ کے لیے تحریر لکھی جاتی' اور آپ کی انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں تھا۔ ایک سطر میں محمد' دوسری میں رسول' اور تیسری میں اللہ لکھا تھا۔

ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ابو احمد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ثمامہ نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ کے بعد وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' اریس کے کنویں پر بیٹھے' اور آپ انگوٹھی کو پکڑ کر اس سے کھیلنے لگے' تو وہ گر پڑی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم تین دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاتے رہے۔ آپ نے کنویں کا پانی نکالا' مگر انگوٹھی نہ ملی' اور وہ حدیث جسے ترمذی نے الشمائل میں روایت کیا ہے کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن ابی بشر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی' اور آپ اس سے مہر لگاتے تھے۔ اور اسے پہنتے نہیں تھے۔ یہ حدیث بہت غریب ہے' اور السنن میں ابن جریج کی حدیث سے زہری سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔

Marfat.com

آپ کی شمشیر کا بیان

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ شریح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی الزناد نے عن ابیہ عن الاعمیٰ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی شمشیر ذوالفقار کو بدر کے روز غنیمت میں حاصل کیا۔ جس کے متعلق اُحد کے روز آپؐ نے خواب دیکھا' اور فرمایا کہ میں نے اپنی تلوار ذوالفقار میں ایک دندانہ دیکھا ہے تو میں نے اس کی تعبیر کی ہے کہ تمہیں شکست ہوگی۔ اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک مینڈھے کو پیچھے بٹھائے ہوئے ہوں' تو میں نے اس کی تعبیر فوج کے سردار سے کی ہے۔ اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مضبوط زرہ میں ہوں تو میں نے اس کی تعبیر مدینہ کی ہے۔ اور میں نے خواب میں گایوں کو ذبح ہوتے دیکھا ہے۔ پس اللہ کی قسم گایوں میں بہتری ہے' پس جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

اور ابن ماجہ اور ترمذی نے اسے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی حدیث سے اس کے باپ سے روایت کیا ہے' اور اہل السنن نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی جوان نہیں۔ اور ترمذی نے ہود بن عبداللہ بن سعید کی حدیث سے اس کے دادا مزیدہ بن جابر العبدی العصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کی تلوار پر سونا اور چاندی لگی ہوئی تھی پھر کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔

اور ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا ہے کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ بن ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے قتادہ سے بحوالہ سعید بن ابی الحسن مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا میان چاندی کا تھا۔ اور اسی طرح انہوں نے عثمان بن سعد کی حدیث سے بحوالہ ابن سیرین بیان کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سمرہ کی تلوار کی طرح اپنی تلوار بنائی' اور سمرہ کا خیال ہے کہ اس نے اپنی تلوار' رسول اللہ ﷺ کی تلوار کی طرز پر بنائی ہے۔ اور وہ تلوار سیدھی تھی' اور رسول اللہ ﷺ کی تلواروں میں سے ایک تلوار آل علیؓ کے پاس پہنچ گئی۔ اور جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما طف کے نزدیک کربلا میں شہید ہوئے تو یہ تلوار ان کے پاس تھی' پس حضرت زین العابدین علی بن الحسینؒ نے اسے لے لیا۔ اور جب آپ دمشق میں یزید بن معاویہؒ کے پاس آئے تو اسے اپنے پاس لائے۔ پھر اسے لے کر مدینہ واپس آ گئے۔ اور صحیحین میں مسور بن مخرمہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ آپ کو راستے میں ملا تو اس نے آپ سے کہا' کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے' جس کے کرنے کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں؟ راوی بیان کرتا ہے' آپ نے کہا نہیں' تو اس نے کہا' کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی تلوار دیں گے' مجھے خدشہ ہے کہ لوگ اس کے بارے میں آپ پر غالب آ جائیں گے۔ اور قسم بخدا! اگر آپ نے اسے مجھے دے دیا تو جب تک کوئی میرا کام تمام نہ کر دے اس تک نہیں پہنچے گا۔"

ان کے علاوہ حضور علیہ السلام کے دیگر ہتھیاروں کا بھی ذکر کیا گیا ہے' جن میں زرہیں بھی شامل ہیں جیسا کہ کئی لوگوں نے

Marfat.com

روایت کی ہے جن میں السائب بن یزید اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز اوپر نیچے دو زر ہیں پہنیں۔ اور صحیحین میں مالک کی حدیث سے زہری سے بحوالہ حضرت انسؓ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز آئے تو آپؐ کے سر پر خود تھا' اور جب آپؐ نے اسے اتارا تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ ابن اخطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے آپؐ نے فرمایا' اسے قتل کر دو۔

اور مسلم میں ابوالزبیر کی حدیث سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز سیاہ عمامہ پہنے ہوئے آئے' اور وکیع' عن مساور الوراق عن جعفر بن عمرو بن حریث عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاہی مائل عمامہ پہنے لوگوں سے خطاب کیا۔ ترمذی نے ان دونوں حدیثوں کو الشمائل میں بیان کیا ہے' اور یہی الدراوردی کی حدیث سے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اسے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔

اور حافظ ابوبکر البزار نے اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ ابوشیبہ ابراہیم بن عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ مخول بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن عاصم' عن محمد بن سیرین عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک چھوٹا ڈنڈا تھا' جو آپ کی وفات پر آپؐ کے ساتھ آپ کی قمیص اور پہلو کے درمیان دفن کر دیا گیا۔ پھر البزار بیان کرتے ہیں' ہم نہیں جانتے کہ مخول بن راشد کے سوا' اسے کسی نے روایت کیا ہو' یہ صادق راوی ہے مگر اس میں شیعیت پائی جاتی ہے' اس لیے اس سے چشم پوشی کی گئی ہے۔

حافظ بیہقی اس حدیث کو مخول کے طریق سے روایت کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ مخول شیعہ ہے جو اسرائیل سے افراد حدیث بیان کرتا ہے جنہیں کوئی دوسرا بیان نہیں کرتا' اور اس کی روایات کا ضعف ظاہر اور واضح ہے۔

آپؐ کے ان جوتوں کا بیان جنہیں آپؐ پہن کر چلتے تھے:

صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ادھوڑی کے جوتے پہنتے تھے' جن پر بال نہیں ہوتے تھے۔ اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن طہمان نے ہمیں بتایا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمارے پاس دو جوتے پہنے ہوئے آئے جن کے دو تسمے تھے' تو ثابت بنانی نے کہا یہ حضرت نبی کریم ﷺ کے جوتے ہیں۔ اور بخاری نے اسے کتاب الخمس میں بھی عن عبداللہ بن محمد عن ابی احمد الزبیری عن عیسیٰ بن طہمان عن انس روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمارے پاس دو بے بال جوتے لائے جن کے دو تسمے تھے۔ اور ثابت بنانی نے بعد میں مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ وہ جوتے حضرت نبی کریم ﷺ کے تھے اور ترمذی نے اسے الشمائل میں احمد بن منیع سے بحوالہ ابواحمد زبیری روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا ہے کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے عن سفیان عن خالد الحذاء عن عبداللہ بن حارث عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کے دو تسمے تھے' جن کا پشت قدم رہنے والا تسمہ دوہرا تھا۔ نیز اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے عن معمر عن ابن ابی ذئب عن صالح مولیٰ التوامہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے' اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ محمد بن مرزوق نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ عبدالرحمٰن بن قیس نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے محمد سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ' اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے جوتے کے دو دو تسمے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے ایک گانٹھ دی۔

جوہری بیان کرتے ہیں کہ قبال النعل سے مراد وہ تسمہ ہے جو درمیانی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ۶۰۰ھ اور اس کے بعد کے زمانے میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ ابن ابی الحدرد نامی تاجر کے پاس ایک تنہا جوتا ہے جس کے متعلق اس نے بیان کیا کہ یہ حضرت نبی کریم ﷺ کا جوتا ہے' پس ملک اشرف موسیٰ بن الملک العادل ابی بکر بن ایوب نے اس سے کثیر مال کے عوض خریدنا چاہا تو اس نے اسے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ اتفاق سے کچھ عرصہ بعد اس کی وفات ہو گئی تو وہ جوتا ملک اشرف مذکور کے پاس آ گیا۔ پس اس نے اس کی بہت قدر و منزلت کی' اور پھر جب اس نے قلعہ کے پہلو میں دار الحدیث اشرفیہ کی تعمیر کی' تو اسے اس کے خزانہ میں رکھ دیا' اور اس کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا۔ اور اس کے لیے ہر ماہ چالیس درہم مشاہرہ مقرر کر دیا۔ اور وہ جوتا اب تک اس مذکورہ مکان میں موجود ہے' اور ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا ہے' کہ محمد بن رافع اور کئی لوگوں نے ہم سے بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ابو احمد زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے عن عبداللہ بن مختار عن موسیٰ بن انس عن ابیہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عطر کا ایک ڈبہ تھا جس سے آپ خوشبو لگایا کرتے تھے۔

آپؐ کے پیالے کا بیان:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے بحوالہ عاصم ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیالہ دیکھا جس میں چاندی کی ایک گوہ تھی۔ اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ احمد بن محمد بن النسوی نے مجھے بتایا کہ حماد بن شاکر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن مدرک نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حماد نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے بحوالہ عاصم الاحول ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیالہ دیکھا جو لوٹ گیا تھا' جسے آپ نے چاندی سے جوڑ لیا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ وہ جھاؤ کے درخت کا ایک بہت اچھا اور چوڑا پیالہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس پیالے میں رسول اللہ ﷺ کو اتنی اتنی بار سے زیادہ دفعہ پانی پلایا۔ اور حضرت ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ اس میں لوہے کا ایک چھلا بھی تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کی جگہ سونے یا چاندی کا چھلا ڈال دیں' تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا جو چیز رسول اللہ ﷺ نے بنائی ہے اسے تبدیل نہ کرنا تو آپ نے اس ارادے کو ترک کر دیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح بن عبادہ نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج بن حسان نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے

Marfat.com

ہیں کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے' کہ آپ نے ایک برتن منگوایا' جس میں لوہے کی تین مادہ گوہ اور لوہے کا ایک چھلا تھا۔ آپ نے اسے ایک سیاہ غلاف سے نکالا' جو درمیان سائز سے کم' اور نصف ربع سے زیادہ تھا۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس میں ہمارے لیے پانی ڈال کر لایا گیا' تو ہم نے پانی پیا اور اپنے سروں اور چہروں پر ڈالا' اور حضرت نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا۔ احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

آپ کی اس سرمے دانی کا بیان' جس سے آپ سرمہ لگاتے تھے:

احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن منصور نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سرمے دانی تھی جس سے آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں لگایا کرتے تھے' اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے یزید بن ہارون کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

علی بن المدائنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید کو بیان کرتے سنا کہ میں نے عباد بن منصور سے کہا' آپ نے اس حدیث کو عکرمہ سے سنا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ابن ابی یحییٰ نے اس کے متعلق مجھے بتایا کہ داؤد بن الحصین نے عکرمہ سے روایت کی ہے۔ میں نے کہا' مجھے اطلاع ملی ہے کہ دیار مصر میں ایک مزار ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی بہت سی یادگار چیزیں موجود ہیں' جنہیں بعض متاخرین وزراء نے جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے جن میں ایک سرمہ دانی بھی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کنگھی وغیرہ بھی ہے۔ واللہ اعلم

چادر:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ وہ چادر جو خلفاء کے پاس تھی' اس کے متعلق ہم نے محمد بن اسحاق بن یسار سے واقعہ تبوک میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اہل ایلہ کو اپنے اس خط کے ساتھ جو آپ نے انہیں امان دینے کے لیے لکھا تھا' چادر بھی دی تھی۔ پس ابوالعباس عبداللہ بن محمد نے اسے تین سو دینار میں خرید لیا۔ اس سے مراد بنو عباس کا پہلا خلیفہ السفاح ہے رحمہ اللہ اور بنو عباس کے خلف' سلف سے اس کے وارث ہوتے رہے اور خلیفہ عید کے روز اسے اپنے کندھوں پر ڈالتا' اور اپنے ہاتھ میں وہ چھڑی بھی لیتا جو آپ کی طرف منسوب ہے' اور وہ ایسے وقار و سکینت کے ساتھ باہر نکلتا' جس سے قلب و نظر خیرہ ہو جاتے۔ اور وہ عید و اجتماع کے ایام میں سیاہ لباس پہنتے۔ اور وہ یہ کام اہالیان دیہات و شہر کے سردار کی اقتداء میں کرتے' اس لیے کہ بخاری اور مسلم نے' جو محدثین کے امام ہیں' مالک کی حدیث سے زہری سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سیاہ عمامہ تھا' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس کے پلو کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔

اور امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے محمد سے بحوالہ ابو بردہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک چادر اور موٹا تہ بند ہمارے پاس لائیں اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو کپڑوں میں وفات پائی۔ اور بخاری نے زہری کی حدیث سے عبیداللہ بن عبداللہ سے بحوالہ حضرت عائشہ اور

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے' تو آپؐ اپنے سیاہ کنارے والے جبے کو اپنے چہرے پر ڈال لیتے' اور جب غمگین ہوتے تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے' اور اسی حالت میں آپ نے فرمایا' یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو' انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے' جو کچھ انہوں نے کیا تھا' آپ اس سے ڈراتے تھے۔ میں کہتا ہوں' ان تین ابواب کے متعلق معلوم نہیں کہ اس کے بعد ان کے بارے میں کیا ہوگا۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک میں سرخ چادر ڈالی گئی' جس پر آپ نماز پڑھا کرتے تھے اور اگر ہم اس بات کا استقصاء کریں کہ آپ اپنی زندگی میں کیا پہنتے تھے تو یہ باب طویل ہو جائے گا اور اس کا مقام کتاب الاحکام الکبیر میں کتاب اللباس ہوگا۔ ان شاء اللہ

آپؐ کے گھوڑے اور سواریاں:

ابن اسحاق عن یزید بن حبیب عن مرثد بن عبداللہ مزنی عن عبداللہ بن زرین عن علی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک گھوڑے کو المرتجز اور گدھے کو عفیر اور خچر کو دلدل اور تلوار کو ذوالفقار اور زرہ کو ذوالفضول کہا جاتا تھا' اور بیہقی نے اسے الحکم کی حدیث سے یحییٰ بن الجزار سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے ہی روایت کیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کتاب السنن میں آپ کے ان گھوڑوں کے نام بیان کیے ہیں جو الساعدیین کے پاس تھے۔ لزاز' لحیف' اور بعض کہتے ہیں کہ لخیف اور ظرب' اور جس پر آپ ابوطلحہ کے لیے سوار ہوئے' اسے مندوب' اور آپ کی ناقہ کو القصواء' العضباء اور الجدعاء' اور آپؐ کے خچر کو الشہباء اور البیضاء کہا جاتا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ روایات میں ہے کہ آپؐ ان سب چیزوں کو چھوڑ کر وفات پا گئے۔ ہاں ہم نے آپؐ کے خچر البیضاء اور ہتھیاروں اور زمین کے متعلق روایت کی ہے جسے آپؐ نے اسے صدقہ کر دیا تھا' اور آپؐ کے کپڑوں اور خچر اور انگوٹھی کے متعلق بھی ہم نے اس باب میں بیان کیا ہے۔

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ زمعہ بن صالح نے ابوحازم سے بحوالہ سہل بن سعد ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور آپ کا ایک اُونی جبہ بنا جا رہا تھا' اور یہ اسناد جید ہے۔ اور حافظ ابویعلیٰ نے اپنے مسند میں روایت کی ہے کہ مجاہد نے بحوالہ موسیٰ ہم سے بیان کیا کہ علی بن ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ غالب جزری نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور آپ کی اُونی چادر بنی جا رہی تھی' یہ پہلی روایت کی شاہد ہے' اور ابوسعید بن الاعرابی بیان کرتے ہیں کہ سعدان بن نصیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے عن الولید بن کثیر عن حسین عن فاطمہ بنت الحسین ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے' اور الجف میں آپ کی دو چادریں بن رہی تھیں' یہ روایت مرسل ہے۔

اور ابوالقاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ حسن بن اسحاق تستری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوامیہ عمرو بن ہشام حرانی نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عبدالرحمٰن بن علی بن عروہ نے عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن عطاء وعمرو بن دینار عن ابن عباس ہم سے بیان کیا' کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک تلوار کا دستہ اور میان چاندی کا تھا' اور آپؐ اسے ذوالفقار کہتے تھے۔ اور آپ کی کمان کا نام السداد اور ترکش کا نام الجمع تھا اور آپ کی ایک زرہ پیتل سے جڑا ہوا تھا جس کا نام ذوالفضول تھا۔ اور آپؐ کے برچھے کا نام السغاء اور ڈھال کا

Marfat.com

نام الذقن تھا' اور آپ کی سفید ڈھال کا نام الموجز تھا اور آپؐ کے سیاہ گھوڑے کا نام السکب' اور آپ کی زین کا نام الداج' اور آپؐ کے سفید خچر کا نام دُلدل' اور آپ کی ناقہ کا نام القصواء تھا' اور آپؐ کے گدھے کو یعفور کہا جاتا تھا۔ اور آپؐ کے بچھونے کا نام الکر' اور آپ کی چادر کا نام النمر' اور آپ کی چھاگل کا نام الصادر' اور آپؐ کے آئینے کا نام المرآۃ' اور آپ کی قینچی کا نام الجاج' اور آپ کی لمبی چھڑی کا نام الممشوق تھا۔

میں کہتا ہوں' قبل ازیں کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کوئی دینار و درہم اور نہ کوئی غلام و لونڈی ترکہ میں چھوڑا' سوائے ایک خچر اور زمین کے' جسے آپؐ نے صدقہ کر دیا تھا۔ یہ امر اس بات کا مقتضی ہے کہ آپ نے ان تمام غلاموں اور لونڈیوں کو' جن کا ہم نے ذکر کیا ہے' آزاد کر دیا تھا۔ اور تمام ہتھیاروں' حیوانات اور ساز و سامان کو جسے ہم نے بیان کیا ہے یا نہیں کیا' صدقہ کر دیا تھا' اور آپ کا خچر البیضاء الشہباء وہ بھی اسی طرح صدقہ تھا۔ واللہ اعلم

اور یہ وہی خچر ہے جسے حاکم اسکندریہ مقوقس نے' جس کا نام جریج بن میناء تھا' آپ کو تحائف میں دیا تھا اور اسی پر آپ حنین کے روز سوار تھے' جبکہ آپ دشمن کے سامنے تھے' اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے شجاعت کے ساتھ اس کے نام پر مشقت برداشت کر رہے تھے۔

کہتے ہیں کہ یہ خچر آپؐ کے بعد بھی زندہ رہا' حتیٰ کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کے پاس تھا' اور ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا' اور اس کے لیے جو کوٹے جاتے تھے تاکہ کمزوری کی وجہ سے انہیں کھا لے۔ اور آپؐ کے گدھے یعفور کو مصغر کر کے اسے عفیر کہا جاتا تھا' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اس پر سوار ہوتے تھے۔

اور احمد نے محمد بن اسحاق کی حدیث سے عن یزید بن ابی حبیب عن یزید بن عبداللہ العوفی عن عبداللہ بن رزین عن علی روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوتے تھے' جسے عفیر کہا جاتا تھا۔ اور ابو یعلیٰ نے اسے عون بن عبداللہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کی ہے اور متعدد احادیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ گدھے پر سوار ہوئے اور صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور مسلمان اور مشرک اور بت پرست اور یہودی مل جل کر بیٹھے تھے' گدھے پر سوار ہو کر گذرے پس آپؐ نے اتر کر انہیں دعوت الی اللہ دی۔ اور جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے' اور آپؐ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے ارادے سے جا رہے تھے' عبداللہ نے آپ سے کہا' اے شخص تو جو بات کہتا ہے' وہ اچھی نہیں' اور اگر وہ اچھی ہے تو آپ اسے ہماری مجالس میں نہ کہا کریں۔ یہ اسلام کے غلبے سے پہلے کی بات ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنی ناک کو ڈھانپ لیا' کیونکہ جانور کے غبار نے انہیں ڈھانک لیا تھا اور اس نے کہا' آپ اپنے گدھے کی بدبو سے ہمیں اذیت نہ دیں' تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کی بو تمہاری بو سے زیادہ اچھی ہے اور عبداللہ نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہماری مجالس میں لایا کیجیے' ہم اسے پسند کرتے ہیں پس دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور جنگ کرنے کی ٹھان لی' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا۔ پھر آپ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر عبداللہ بن ابی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نرمی کیجیے۔ اس ذات کی قسم جس

Marfat.com

نے آپ کو حق کے ساتھ معزز کیا ہے اور اس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' ہم اسے اپنا بادشاہ بنانے کے لیے پردے ترتیب دے رہے تھے' پس جب اللہ حق کو لایا تو تھوک سے اس کا گلا گھٹ گیا۔

اور پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ آپ خیبر میں بھی ایک روز گدھے پر سوار ہوئے تھے' اور آپ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی گدھے پر اپنے پیچھے بٹھا کر آئے۔ اور اگر ہم ان احادیث کو الفاظ و اسانید کے ساتھ بیان کریں تو باب طویل ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

اور قاضی عیاض بن موسیٰ السبتی نے اپنی کتاب الشفاء میں جو کچھ بیان کیا ہے' اور قبل ازیں امام الحرمین نے اسے اپنی کتاب الکبیر فی اصول الدین وغیرہ میں بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گدھا تھا' جس کا نام زیاد بن شہاب تھا' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے کسی صحابی کی تلاش میں بھیجا کرتے تھے' تو وہ ان میں سے کسی کے دروازے پر جا کر اسے کھٹکھٹاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جستجو میں ہیں۔

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیان کیا گیا کہ وہ ستر گدھوں کی اولاد ہے جن میں سے ہر ایک پر نبی سوار ہوا ہے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو گدھا جا کر ایک کنوئیں میں گر کر مر گیا۔ اس حدیث کا اسناد کلیتہً معلوم نہیں' اور کئی حفاظ نے اس کا انکار کیا ہے جن میں عبدالرحمٰن بن ابی حاتم اور ان کے والد رحمہما اللہ بھی شامل ہیں۔ اور میں نے اپنے شیخ حافظ ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ سے بھی کئی بار سنا ہے' وہ اس کا شدت سے انکار کرتے تھے' اور حافظ ابونعیم دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر احمد بن محمد بن موسیٰ عنبری نے بیان کیا ہے کہ احمد بن محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سوید الجذوعی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن اذین طائی نے عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن معاذ بن جبل نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں ایک سیاہ گدھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپ نے پوچھا' تو کون ہے؟ اس نے کہا' میں عمرو بن فلاں ہوں' ہم سات بھائی ہیں اور ہم سب پر انبیاء نے سواری کی ہے' اور میں ان سب سے چھوٹا ہوں' اور میں آپ کے لیے تیار تھا کہ ایک یہودی نے مجھ پر قبضہ کر لیا۔ اور جب میں آپ کا ذکر کرتا تو میں اسے گرا دیتا اور وہ مجھے مار مار کر تکلیف دیتا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تو یعفور ہے' یہ حدیث بہت غریب ہے۔

باب

سیرت شریفہ کے متعلقات میں سے جو باتیں بیان کرنا ہمارے ذمے باقی ہیں وہ چار کتابوں پر مشتمل ہیں' پہلی کتاب الشمائل' دوسری دلائل' تیسری فضائل اور چوتھی خصائص کے بارے میں ہے۔

و باللہ المستعان و علیہ التکلان و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔

Marfat.com

کتابُ الشمائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور آپؐ کے پاکیزہ اخلاق کا بیان

اس بارے میں قدیم وجدید لوگوں نے بہت سی کتب تصنیف کی ہیں جو الگ الگ بھی ہیں اور دوسری کتب کے ساتھ بھی شامل ہیں۔ اوران میں سب سے اچھی اور مفید کتاب امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰؒ بن سورۃ ترمذی کی ہے جو الشمائل کے نام سے مشہور ہے' اور ہم مسلسل اس کی شہرت سن رہے ہیں اور ہم ان سرچشموں کو بیان کریں گے جنہیں انہوں نے بیان کیا ہے۔ اوران میں اہم باتوں کا اضافہ بھی کریں گے' جن سے کوئی محدث اور فقیہ مستغنی نہیں ہوتا۔ اب ہم سب سے پہلے آپؐ کے حسن روشن کو بیان کریں گے۔ پھر اس کے بعد ہم اس کے اجمال وتفصیل میں مصروف ہو جائیں گے۔

واللہ حسبنا و نعم الوکیل.

Marfat.com

باب:

آپؐ کے حسن روشن کا بیان

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن سعید ابو عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن یوسف نے اپنے باپ سے بحوالہ ابو اسحاق ہم سے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرے اور اخلاق کے لحاظ سے سب لوگوں سے اچھے تھے۔ آپؐ نہ تو زیادہ لمبے تھے اور نہ چھوٹے تھے۔ اور اسی طرح اسے مسلم نے ابو کریب سے بحوالہ اسحاق بن منصور روایت کیا ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ابو اسحاق سے بحوالہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ اور آپؐ کے بال آپؐ کے کانوں کی لوتک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ کو سرخ حلہ میں دیکھا اور میں نے کسی چیز کو آپؐ سے حسین تر نہیں دیکھا۔ اور یوسف بن ابو اسحاق اپنے باپ سے دونوں کندھوں تک کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابو اسحاق سے بحوالہ البراء ہم سے بیان کیا کہ میں نے سرخ حلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت بالوں والا شخص نہیں دیکھا۔ آپؐ کے بال کندھوں پر پڑتے تھے اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپؐ نہ لمبے تھے نہ چھوٹے۔ اور مسلم' ابو داؤد' ترمذی اور نسائی نے اسے وکیع کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسحاق نے ہمیں بتایا' اور یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے بحوالہ ابو اسحاق ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے البراء کو بیان کرتے سنا کہ میں نے مخلوق الٰہی میں سرخ حلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت شخص کوئی نہیں دیکھا۔ اور آپ کی زلفیں آپؐ کے کندھوں پر پڑتی تھیں۔

اور ابن بکیر بیان کرتے ہیں کہ وہ آپؐ کے کندھوں کے قریب پڑتی تھیں' ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے انہیں کئی بار بیان کرتے سنا اور جب بھی وہ بات بیان کرتے' مسکرا پڑتے' اور بخاری نے اسے اللباس اور ترمذی نے الشمائل اور نسائی نے الزینۃ میں اسرائیل کی حدیث سے بیان کیا ہے۔

اور بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر نے بحوالہ ابو اسحاق ہم سے بیان کیا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' بلکہ چاند کی طرح تھا۔ اور ترمذی نے اسے زہیر بن معاویہ الجعفی الکوفی کی حدیث سے ابو اسحاق السبیعی سے جس کا نام عمرو بن عبداللہ کوفی ہے' بحوالہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

اور حافظ ابوبکر بیہقی نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ ابوالحسن بن الفضل القطان نے بغداد میں ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن جعفر بن دستوریہ نے ہمیں بتایا کہ ابویوسف یعقوب بن سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ ابونعیم اور عبداللہ نے اسرائیل سے بحوالہ سماک ہم سے بیان کیا کہ اس نے جابر بن سمرہ سے سنا کہ ایک آدمی نے اسے کہا' کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا' انہوں نے جواب دیا نہیں' بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا۔

اور اسی طرح اسے مسلم نے ابوبکر بن شیبہ سے بحوالہ عبیداللہ بن موسیٰ روایت کیا ہے اور امام احمد نے اسے پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے بحوالہ سماک ہمیں بتایا کہ انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے سر اور ڈاڑھی کے اگلے حصہ کے بال سفید اور سیاہ تھے' پس جب آپ تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تو وہ نمایاں نہ ہوتے' اور جب آپ کا سر پراگندہ ہوتا تو نمایاں ہو جاتے۔ اور آپ کے سر اور داڑھی کے بال بہت تھے۔ ایک آدمی نے کہا' کیا آپ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' بلکہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں' اور میں نے آپ کی مہر کو کبوتری کے انڈے کی طرح آپ کے کندھے کے پاس دیکھا' جو آپ کے جسم کے مشابہ تھی۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوطاہر فقیہہ نے ہمیں بتایا کہ ابوحامد بن بلال نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن اسماعیل الحمسی نے ہم سے بیان کیا کہ محاربی نے عن اشعث عن ابی اسحاق عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بے ابر رات میں رسول اللہ ﷺ کو سرخ حلہ میں دیکھا' اور میں آپ کو اور چاند کو دیکھنے لگا' اور آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے' اسی طرح اسے ترمذی اور نسائی نے عن ہناد بن السری عن عثیر بن القاسم عن الشعث بن سوار روایت کیا ہے' نسائی کہتے ہیں وہ ضعیف ہے' اور اس نے غلطی کی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ ابواسحاق نے البراء سے روایت کی ہے اور ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور ہم اسے اشعث بن سوار کی حدیث سے ہی جانتے ہیں: اور میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے پوچھا کہ ابواسحاق کی حدیث جو البراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اصح ہے یا ان کی حدیث جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اصح ہے تو انہوں نے دونوں حدیثوں کو صحیح پایا۔

اور صحیح بخاری میں کعب بن مالک سے حدیث توبہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ روشن ہو جاتا' گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور قبل ازیں یہ حدیث مکمل طور پر بیان ہو چکی ہے۔ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ سعید نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ابی یعفور العبدی نے ابواسحاق ہمدانی سے بحوالہ ایک ہمدانی عورت کے جس کا ان نے نام بھی لیا تھا ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا اور میں نے آپ کو اپنے اونٹ پر کعبہ کا طواف کرتے دیکھا' آپ کے ہاتھ میں کھونٹی تھی' اور آپ پر دو سرخ چادریں تھیں جو آپ کے کندھے کو چھو رہی تھیں اور جب آپ حجر اسود کے پاس سے گذرے تو آپ نے اسے کھونٹی سے بوسہ دیا' پھر اسے اپنے قریب کر کے اسے چوم لیا' ابواسحاق کہتے ہیں' میں نے اس عورت سے کہا' آپ کس کی مانند تھے؟ اس نے کہا' چودھویں رات کے چاند کی مانند تھے' میں نے اس کی مانند آپ کو پہلے

Marfat.com

دیکھا ہے اور نہ بعد میں۔

یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ ابراہیم بن المنذر نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن موسیٰ التیمی نے ہم سے بیان کیا کہ اسلمہ بن زید نے بحوالہ ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ سے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ ﷺ کا حال بیان کرو؛ اس نے کہا' اے میرے بیٹے' اگر تو آپ کو دیکھتا تو تو سورج کا طلوع ہوتے دیکھتا۔ اور بیہقی نے اسے یعقوب بن محمد زہری کی حدیث سے' بحوالہ عبداللہ بن موسیٰ التیمی اپنی سند سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتی ہیں' اگر تو آپ کو دیکھتا تو تو کہتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔ اور صحیحین میں زہری کی حدیث سے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لکھا ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خوش خوش میرے پاس آئے اور آپؐ کے چہرے کی شکنیں چمک رہی تھیں۔

آپؐ کے رنگ کا بیان:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عن خالد بن یزید عن سعید بن ہلال عن ربیعہ بن ابی عبدالرحمن ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو حضرت نبی کریم ﷺ کی علامات بیان کرتے سنا' آپ نے فرمایا' آپؐ میانہ قد تھے' نہ لمبے تھے نہ چھوٹے' آپ کا رنگ صاف تھا جو نہ بہت سفید اور نہ گندم گوں تھا' آپؐ نہ چھوٹے گھونگھریالے بالوں والے تھے' اور نہ کم گھونگھریالے اور سیدھے بالوں والے تھے۔ چالیس سال کی عمر میں آپؐ پر وحی نازل ہوئی' آپؐ مکہ میں دس سال رہے اور آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ اور مدینہ میں بھی دس سال رہے اور آپؐ کے سر اور داڑھی میں بیس سفید بال نہ تھے۔

ربیعہ بیان کرتے ہیں' میں نے آپ کا ایک بال دیکھا جو سرخ تھا۔ میں نے دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ خوشبو سے سرخ ہوا ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن انس نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا کہ انہوں نے ان کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نہ زیادہ لمبے تھے نہ چھوٹے نہ بہت سفید' اور نہ بہت گندم گوں تھے اور نہ بہت چھوٹے گھونگھریالے بالوں والے اور نہ سیدھے بالوں والے تھے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کے سر پر مبعوث فرمایا' آپؐ نے مکہ اور مدینہ میں دس دس سال قیام کیا' پس اللہ نے آپ کو وفات دی' اور آپ کے سر اور داڑھی میں بیس سفید بال نہ تھے۔

اور اسی طرح مسلم نے اسے یحییٰ بن یحییٰ سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے' اور اسی طرح اس نے اسے قتیبہ اور یحییٰ بن ایوب اور علی بن حجر سے روایت کیا ہے۔ اور ان تینوں نے اسماعیل بن جعفر سے عن القاسم بن زکریا عن خالد بن مخلد عن سلیمان بن بلال سے کیا ہے اور ان تینوں نے ربیعہ سے اسے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی اور نسائی نے اسے قتیبہ بن مالک سے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ثابت نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ کا رنگ صاف سفید تھا' جیسا کہ یہ بیان کرتے ہیں' اور حمید نے اسے روایت کیا ہے جیسا کہ اس نے ہمیں بتایا ہے۔ پھر اس نے ان کے اسناد کو یعقوب بن

Marfat.com

سفیان سے بیان کیا ہے عمرو بن عون اور سعید بن منصور نے مجھ سے بیان کیا کہ خالد بن عبداللہ حمید الطویل سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گندم گوں تھے اور اسی طرح اس حدیث کو حافظ ابوبکر البزار نے عن علی عن خالد بن عبداللہ عن حمید عن انس روایت کیا ہے۔ نیز وہ بیان کرتے ہیں کہ محمد المثنیٰ نے اسے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ حمید نے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لمبے تھے نہ چھوٹے اور جب آپ چلتے تو لڑکھڑاتے تھے اور آپ گندم گوں تھے۔ پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ اسے حمید سے خالد اور عبدالوہاب کے سوا کسی نے روایت کیا ہو۔ پھر بیہقی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے ہمیں بتایا کہ ابوجعفر البزار نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حمید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا اور پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت کی حدیث کو بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا رنگ سفید تھا اور آپ کی سفیدی گندم گوں تھی۔

میں کہتا ہوں یہ عبارت پہلی عبارت سے زیادہ اچھی ہے اور اس کا مقتضا یہ ہے کہ کثرت اسفار اور سورج کے سامنے رہنے کی وجہ سے آپ کے چہرے پر گندم گونی غالب رہتی تھی۔ واللہ اعلم

اور اسی طرح یعقوب بن سفیان فسوی بیان کرتا ہے کہ عمرو بن عون اور سعید بن منصور نے مجھ سے بیان کیا کہ خالد بن عبداللہ بن جریری نے بحوالہ ابوالطفیل ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور میرے سوا آپ کو دیکھنے والا کوئی باقی نہ رہا۔ ہم نے انہیں کہا ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات بیان کیجیے تو انہوں نے کہا۔ کہ آپ سفید فام اور خوبصورت چہرے والے تھے۔

اور مسلم نے اسے سعید بن منصور سے روایت کیا ہے اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے سعید بن ایاس جریری کی حدیث سے ابوالطفیل عامر بن واثلہ لیثی سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید فام خوبصورت تھے آپ جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا گویا آپ ڈھلوان میں اتر رہے ہیں یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ زید بن ہارون جریری نے ہم سے بیان کیا کہ میں ابوالطفیل کے ساتھ گھوم رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ میرے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا۔ میں نے کہا آپ نے انہیں دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا آپ کی علامات کیا تھیں؟ انہوں نے کہا آپ سفید فام خوبصورت اور میانہ جسم کے تھے اور ترمذی نے اسے سفیان بن وکیع اور محمد بن بشار سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے یزید بن ہارون سے روایت کیا ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن جعفر یا ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ واصل بن عبدالاعلیٰ اسدی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے اسماعیل بن ابی خالد بحوالہ ابوجحیفہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ سفید فام تھے۔ اور آپ کے بال سفید ہو گئے تھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے مشابہ تھے پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ مسلم نے اسے واصل بن عبدالاعلیٰ سے روایت

Marfat.com

کیا ہے۔ اور بخاری نے اسے عمرو بن علی سے بحوالہ محمد بن فضیل روایت کیا ہے۔ اور اصل حدیث جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، صحیحین میں ہے، لیکن دوسرے الفاظ کے ساتھ ہے، جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

اور محمد بن اسحاق، زہری سے عن عبدالرحمٰن بن مالک بن جعشم عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ سراقہ بن مالک نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور جب میں آپ کے نزدیک ہوا تو آپ ناقہ پر سوار تھے، اور میں آپ کی پنڈلی کی طرف دیکھنے لگا، گویا وہ درخت خرما کا گوند ہے۔ اور یونس کی روایت میں بحوالہ ابن اسحاق بیان ہوا ہے کہ خدا کی قسم، یوں معلوم ہو رہا ہے کہ میں رکاب میں آپ کی پنڈلی کو دیکھ رہا ہوں، گویا وہ درخت خرما کا گوند ہے، میں کہتا ہوں سفیدی کی شدت کی وجہ سے گویا وہ درخت خرما کے شگوفے کا گوند ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے عن اسماعیل بن امیہ عن مولیٰ لہم مزاحم بن ابی مزاحم عن عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید عن مخرش یا محرش خزاعی ہم سے بیان کیا، سفیان اس کے نام سے آگاہ نہ تھے۔ اور بعض اوقات محرش نے بیان کیا، اور میں نے اس سے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو الجعرانہ سے نکلے اور عمرہ کیا پھر واپس آ گئے اور شب بسر کرنے والے کی طرح وہیں صبح کی۔ پس میں نے آپ کی پشت کی طرف دیکھا گویا وہ چاندی کی ڈلی ہے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور اسی طرح یعقوب بن سفیان نے اسے حمیدی سے بحوالہ سفیان بن عیینہ روایت کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان روایت کرتے ہیں کہ اسحاق بن ابراہیم بن العلاء نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن الحارث نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن سالم نے بحوالہ زبیدی مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن مسلم نے مجھے سعید بن المسیب کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے سنا، انہوں نے کہا آپ بہت سفید تھے، یہ اسناد حسن ہے اور انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا، کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابو یونس سلیم بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت چیز نہیں دیکھی، آپ یوں تھے گویا سورج آپ کی پیشانی میں رواں ہے۔ اور میں نے کسی کو اپنی چال میں رسول اللہ ﷺ سے تیز نہیں دیکھا، گویا زمین آپ کے لیے لپٹی جا رہی ہے، اور ہم اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے تھے اور آپ بالکل بے پرواہ ہوتے تھے اور ترمذی نے اسے قتیبہ سے بحوالہ ابن لہیعہ روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ گویا سورج آپ کی پیشانی میں رواں تھا، اور اسے غریب کہا ہے۔ اور بیہقی نے اسے عبداللہ بن المبارک کی حدیث سے عن رشید بن سعد مصری عن عمرو بن الحارث عن ابی یونس عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں، گویا آپ کے چہرے پر سورج رواں ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن ہمدان نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبدالغفار نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن محمد بن علی یعنی ابن حنیفہ عن ابیہ ہم سے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ صاف تھا۔

اور ابو داؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ مسعودی نے عن عثمان بن عبداللہ بن ہرمز عن نافع بن جبیر عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہم

Marfat.com

سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیراب چہرہ سرخ رنگ تھے' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابن اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ نافع بن جبیر ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی صفت بیان کی کہ آپؐ سفید فام تھے' جس میں سرخی ملی ہوئی تھی۔

اور ترمذی نے اسے اپنی مضبوطی کے لیے مسعودی کی حدیث سے عن عثمان بن مسلم عن ہرمز روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے ایک اور طریق سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن جریج نے اسے عن صالح بن سعید عن نافع بن جبیر عن علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ اس میں سرخی ملی ہوئی تھی' جو سورج اور ہواؤں کو پھیلنے سے روکتی ہے۔ اور کپڑوں کے نیچے آپ کا رنگ صاف سفید تھا۔

آپؐ کے چہرے کی خوبیوں اور آپؐ کے محاسن مانگ' پیشانی' ابروؤں' آنکھوں اور ناک کا ذکر:

قبل ازیں ابوالطفیل کا قول بیان ہو چکا ہے کہ آپؐ سفید فام اور حسین چہرہ تھے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپؐ صاف رنگ تھے' اور البراء کا قول ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی مانند تھا؟ یعنی چمک میں تو آپ نے فرمایا نہیں' بلکہ وہ چاند کی مانند تھا۔

اور حضرت جابر بن سمرہ کا قول ہے کہ اگر تو اسے دیکھتا تو کہتا کہ سورج طلوع ہوا ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ تو سورج کو طلوع ہوتے دیکھتا۔ اور ابواسحاق السبیعی ہمدان کی ایک عورت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے اس عورت سے حضرت نبی کریم کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا' کہ آپ چودھویں رات کے چاند کی مانند تھے۔ میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد آپ کی مانند نہیں دیکھا۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گویا سورج آپؐ کے چہرے میں رواں ہے۔ اور ایک روایت میں پیشانی میں' کے الفاظ آئے ہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان اور حسن بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن محمد بن علی عن ابیہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سر بڑا' آنکھیں بڑی' پلکیں لمبی اور گھنی آنکھوں میں سرخ ڈورے' داڑھی گھنی' رنگ صاف اور پاؤں اور ہتھیلیاں موٹی تھیں' آپؐ جب چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلندی میں چل رہے ہیں' اور جب مڑتے تو پوری طرح مڑ جاتے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ زکریا اور یحییٰ واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن العوام نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج نے عن سالم المکی عن ابی الحنفیہ عن علی ہم سے بیان کیا کہ ان سے حضرت نبی کریم ﷺ کی صفت دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا آپ نہ چھوٹے تھے نہ لمبے' کم گھنگھریالے اور خوبصورت بالوں والے تھے' اور آپؐ کے چہرے میں سرخی ملی ہوئی تھی' آپؐ کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی تھیں' اور آپؐ کے پاؤں اور ہتھیلیاں موٹی تھیں' سر بڑا تھا اور سینہ کے بیچ سے پیٹ تک کے بال لمبے تھے' میں نے آپؐ سے پہلے اور نہ آپؐ کے بعد کوئی آپ کی مانند دیکھا ہے آپؐ جب چلتے تو لڑکھڑاتے تھے' گویا آپؐ ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔

اور محمد بن سعد نے واقدی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ

Marfat.com

اور دادا سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا' ایک روز میں لوگوں سے خطاب کر رہا تھا کہ یہود کا ایک عالم کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی' جسے وہ دیکھ رہا تھا' جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا' ہمیں ابو القاسم کی صفات بتایئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ چھوٹے تھے' اور نہ بہت لمبے تھے' اور نہ زیادہ گھونگھریالے بالوں والے تھے' اور نہ سیدھے بالوں والے تھے۔ آپ کم گھونگھریالے' سیاہ بالوں والے تھے' آپ کا سر بڑا تھا اور آپ کے رنگ میں سرخی ملی ہوئی تھی' آپ کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی تھیں۔ اور آپ کے پاؤں اور ہتھیلیاں موٹی تھیں' اور سینے کے بیچ سے پیٹ تک کے بال لمبے تھے' پلکیں لمبی اور گھنی تھیں اور دونوں ابرو ملے ہوئے تھے' روشن جبین تھے' اور دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ جب چلتے تو لڑکھڑاتے' گویا ڈھلوان سے اُتر رہے ہیں' میں نے آپ سے قبل اور نہ آپ کے بعد کسی کو آپ کی مانند دیکھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر میں خاموش ہو گیا تو عالم نے مجھے کہا' یہ کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے یہی کچھ یاد ہے' عالم نے کہا' آپ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں' آپ کی داڑھی اور منہ خوبصورت تھے' اور آپ کے کان مکمل ہیں' آپ پوری طرح سامنے آتے ہیں اور پوری طرح پیٹھ پھیرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' قسم بخدا! یہ خوبیاں بھی آپ میں ہیں' عالم نے کہا یہ کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' اور وہ کیا؟ عالم نے کہا' آپ میں جھکاؤ پایا جاتا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' یہ بات تو میں نے آپ کو بتائی ہے کہ گویا آپ ڈھلوان سے اُتر رہے ہیں' عالم نے کہا کہ میں نے یہ خوبیاں اس کتاب میں پائی ہیں' اور ہمیں معلوم ہے کہ اسے حرم الٰہی میں اس کے گھر میں امن کی جگہ پر مبعوث کیا جائے گا۔ پھر وہ ایک حرم کی طرف ہجرت کرے گا اور اسے وہ حرم بنا دے گا' اور اس کی حرمت اس حرم کی طرح ہو گی' جسے اللہ نے حرم بنایا ہے' اور ہم ان لوگوں کو اس کے انصار پاتے ہیں' جن کی طرف وہ ہجرت کرے گا۔ وہ لوگ عمر بن عامر کی اولاد میں سے ہیں جو کھجوروں کے درختوں اور زمینوں کے مالک ہیں جو پہلے یہودی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' عالم نے کہا' میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں' اور سب لوگوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں' اور میں اسی عقیدے پر زندہ رہوں گا اور مروں گا اور اُٹھوں گا۔ ان شاء اللہ

راوی بیان کرتا ہے کہ وہ عالم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا' اور آپ اسے قرآن پڑھاتے تھے' اور اُسے اسلامی احکام بتاتے تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور وہ عالم وہاں سے نکل پڑے' یہاں تک کہ وہ عالم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہو گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا تھا' اور آپ کی تصدیق کرتا تھا۔ یہ صفت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے بیان ہوئی ہے' جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔

اور یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن عبداللہ نے عن عبید اللہ بن محمد بن عمر بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا' آپ سے گزارش کی گئی' کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بتایئے تو آپ نے فرمایا' آپ سفید فام تھے اور آپ کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی' آپ کے ڈھیلے سیاہ اور پلکیں لمبی اور گھنی تھیں' یعقوب بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلمہ اور سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہم

Marfat.com

سے بیان کیا کہ عفرہ کے غلام عمر بن عبداللہ نے ابراہیم بن محمد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے تو فرماتے کہ آپ کا چہرہ گول اور سفید تھا' آنکھیں بڑی اور سیاہ اور پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ سماک نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے' اور آپ باریک کمر' اور کشادہ دہن تھے' ابوداؤد کی روایت میں شعبہ سے اسی طرح بیان ہوا ہے کہ آپ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔ ابوعبید بیان کرتے ہیں کہ الشہلہ کے معنی ہیں آنکھوں کی سیاہی میں سرخی کا پایا جانا اور الشکلہ کے معنی ہیں آنکھ کی سفیدی میں سرخی کا پایا جانا۔

میں کہتا ہوں' اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں ابوموسیٰ اور بندار سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے احمد بن منیع سے عن ابی قطن عن شعبہ روایت کی ہے۔ اور اس نے آپ کو اشکل العینین بیان کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور صحیح مسلم میں الشکلہ کی تفسیر' آنکھوں کی پلکوں کا لمبا ہونا بیان کیا گیا ہے۔ یہ بعض راویوں کا قول ہے' اور ابوعبید نے اس کا مفہوم آنکھ کی سفیدی میں سرخی کا پایا جانا بیان کیا ہے' اور یہی مفہوم زیادہ مشہور ہے اور صحیح ہے' اور یہ قوت و شجاعت پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن الحرث نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن سالم نے بحوالہ زبیدی' مجھ سے بیان کیا کہ زہری نے بحوالہ سعید بن المسیب مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے سنا کہ آپ کشادہ جبین' اور دراز گھنی پلکوں والے تھے' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابوغسان نے ہم سے بیان کیا کہ جمیع بن عمر بن عبدالرحمٰن عجلی نے ہم سے بیان کیا کہ مکہ میں ایک آدمی نے عن ابو ہالہ تمیمی عن حسن بن علی بحوالہ اس کے ماموں کے مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ جبین' تیکھے آبرو جو ملے بغیر پورے تھے۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی' جسے غصہ حرکت دیتا تھا' بلند بینی' جس پر نور چھایا رہتا تھا' اور تامل نہ کرنے والا آپ کو بلند بینی' رخساروں پر کم گوشت والا' کشادہ دہن' خوبصورت اور کشادہ دانتوں والا خیال کرتا تھا۔

اور یعقوب بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم المنذر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی ثابت زہری نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ نے عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دو دانتوں میں کشادگی پائی جاتی تھی' اور آپ جب گفتگو کرتے تھے تو آپ کے دونوں اگلے دانتوں میں نور دکھائی دیتا معلوم ہوتا تھا۔

اور ترمذی نے اسے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ ابراہیم المنذر روایت کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن حجاج نے عن سماک عن جابر بن سمرہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا تو کہتا سرگین آنکھوں والے' حالانکہ آپ سرگین آنکھوں والے نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں باریک تھیں' اور آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔

Marfat.com

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ مجمع بن یحییٰ نے عن عبداللہ بن عمران انصاری عن علی والمسعودی عن عثمان بن عبداللہ عن ہرمز عن نافع بن جبیر عن علی ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ چھوٹے نہ بڑے‘ داڑھی اور سر بڑا‘ پاؤں اور ہتھیلیاں اور جوڑ پر گوشت‘ چہرے میں سرخی ملی ہوئی‘ سینے کے بیچ سے ناف تک کے بال لمبے‘ جب چلتے تو لڑکھڑاتے‘ گویا پہاڑ سے اُتر رہے ہیں‘ میں نے آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی کو آپ کی مانند دیکھا ہے۔

ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن داؤد خریبی نے اسے مجمع سے روایت کیا ہے اور ابن عمران اور علی کے درمیان ایک بے نام آدمی داخل کر دیا ہے‘ پھر عمرو بن علی الفلاس کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن داؤد مضبوط کیا ہے‘ مجمع بن یحییٰ انصاری نے عبداللہ بن عمران سے ایک انصاری آدمی کے حوالے سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جبکہ وہ کوفہ کی مسجد میں اپنی تلوار کے پرتلے سے گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے تھے‘ رسول اللہ ﷺ کی صفت دریافت کی تو انہوں نے کہا‘ آپ سفید فام تھے‘ جس میں سرخی ملی ہوئی تھی‘ آپ کی آنکھیں بڑی اور سیاہ تھیں۔ اور بال سیدھے تھے۔ اور کمر باریک اور رخسار کم گوشت والے‘ داڑھی گھنی اور بڑی تھی‘ اور آپ کی گردن چاندی کے لوٹے کی طرح تھی‘ اور سینے سے ناف تک آپ کے بال چھڑی کی طرح تھے آپ کے پیٹ اور سینے پر اس کے سوا کوئی بال نہ تھے۔ آپ کی ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے‘ آپ جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا کہ ڈھلوان سے اتر رہے ہیں یا پہاڑ سے اتر رہے ہیں‘ آپ جب مڑتے‘ تو پوری طرح مڑ جاتے‘ آپ نہ چھوٹے تھے نہ لمبے اور نہ عاجز اور سخت تھے‘ اور پسینہ آپ کے چہرے پر موتی کی طرح معلوم ہوتا تھا‘ اور آپ کے پسینے کی خوشبو‘ مشک اذفر سے بھی زیادہ اچھی تھی‘ میں نے آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی کو آپ کی مانند دیکھا ہے۔

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ نوح بن قیس حرانی نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن خالد تیمی نے بحوالہ یوسف بن یوسف مازنی ہم سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا‘ یا امیر المومنین! ہمیں رسول اللہ ﷺ کی صفت بتایئے تو آپ نے فرمایا‘ آپ سفید فام تھے جس میں سرخی ملی ہوئی تھی‘ سر بڑا‘ روشن جبین‘ کشادہ ابرو‘ پلکیں گھنی اور لمبی تھیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے بحوالہ ابن عمیر ہم سے بیان کیا‘ شریک کہتے ہیں میں نے اسے کہا کہ اے ابوعمیر اس نے کس سے بیان کیا ہے‘ اس نے کہا‘ نافع بن جبیر‘ اس کے باپ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سر بڑا تھا۔ رنگ سرخ وسفید‘ ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت‘ داڑھی بڑی‘ سینے کے بیچ سے ناف تک کے بال لمبے‘ جوڑ بڑے بڑے‘ نشیب میں چلتے ہوئے لڑکھڑاتے‘ نہ چھوٹے نہ لمبے‘ میں نے آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی کو آپ کی مانند دیکھا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بہت سے شواہد مروی ہیں‘ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ بکیر بن مسمار نے بحوالہ زیاد بن سعد ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا‘ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا‘ نہیں‘ اور نہ اس کے لگانے کا ارادہ کیا

Marfat.com

ہے اور آپ کی داڑھی اور پیشانی کے بال سفید تھے۔ اگر میں انہیں گننا چاہتا تو گن لیتا۔ میں نے کہا' آپ کی صفت کیا تھی؟ انہوں نے کہا' آپ نہ لمبے تھے نہ چھوٹے' اور نہ بہت سفید اور نہ گندم گوں اور نہ سیدھے اور نہ گھونگھریالے بالوں والے تھے' آپ کی داڑھی خوبصورت اور پیشانی روشن تھی جس میں سرخی ملی ہوئی تھی۔ انگلیاں پر گوشت اور داڑھی اور سر بہت سیاہ تھا۔

اور حافظ ابونعیم اصبہانی بیان کرتے ہیں کہ ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حاتم عسکری نے ہم سے بیان کیا کہ بسر بن مہران نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن عثمان بن المغیرہ عن زید بن وہب عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق سب سے پہلی بات جو مجھے معلوم ہوئی' وہ یہ کہ میں مکہ میں اپنے چچاؤں کے پاس آیا تو وہ ہمیں عباس بن عبدالمطلب کے پاس لے گئے' ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' ہم بھی ان کے پاس بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں کہ ہم ان کے پاس تھے کہ باب الصفا سے ایک سفید فام آدمی آیا جس پر سرخی چھائی ہوئی تھی' جس کے گھونگھریالے بال اس کے کانوں کے نصف تک پہنچے ہوئے تھے' اس کی ناک اونچی' دانت چمکدار' آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ' داڑھی گھنی کمر باریک' ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے' اور وہ دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا' گویا وہ خوبصورت چودھویں رات کا چاند ہے۔ اور آپ نے پوری حدیث' اور آپ کے بیت اللہ کے طواف کرنے اور وہاں آپ کے اور حضرت خدیجہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے نماز پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے آپ کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے کہا' یہ میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ انہیں اللہ نے لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ عوف بن ابی جمیلہ نے بحوالہ یزید فارسی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یزید قرآن مجید لکھا کرتا تھا' راوی بیان کرتا ہے' میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ بے شک شیطان میری مانند نہیں بن سکتا۔ اور جس نے مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔ کیا جس شخص کو آپ نے دیکھا ہے آپ اس کی صفت بیان کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا' ہاں' میں نے دو آدمیوں کے درمیان ایک آدمی کو دیکھا جس کا گوشت اور جسم گندم گوں' سفیدی کی طرف مائل تھا' جس کی مسکراہٹ خوبصورت تھی وہ سرگین آنکھوں والا تھا' جس کے چہرے کی گولائی خوبصورت تھی۔ اور اس کی داڑھی یہاں سے لے کر یہاں تک بھرپور تھی' قریب تھا کہ وہ اس کے سینے کو پر کر دے۔ عوف کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس صفت میں کیا نہیں تھا۔ راوی بیان کرتا ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' اگر تو آپ کو بیداری میں دیکھتا تو اس سے بڑھ کر آپ کی صفت بیان نہ کر سکتا۔

اور محمد بن یعلیٰ ذہلی بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی صفت دریافت کی گئی تو انہوں نے فرمایا' آپ کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ آپ لمبائی میں میانہ' اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا' رخسار نازک' بال بہت سیاہ' آنکھ سرگین اور پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔

Marfat.com

اور آپؐ جب اپنے قدم سے روندتے تو پورے قدم سے روندتے۔ آپؐ کے قدم کے تلوے کا وہ حصہ نہ تھا جو زمین پر نہیں لگتا تھا' آپؐ جب اپنے کندھوں پر چادر رکھتے تو چاندی کی ڈلی کی طرح معلوم ہوتے۔ اور جب مسکراتے تو قریب تھا کہ دیواروں میں چمک پیدا ہو جائے۔ میں نے آپؐ سے پہلے اور نہ آپؐ کے بعد کسی کو آپ کی مانند دیکھا ہے۔

اور محمد بن یحییٰ نے اسے ایک اور طریق سے متصل روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن ابراہیم یعنی زبیدی نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن الحارث نے عن عبداللہ بن سالم عن زبیدی عن زہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا اور پہلے کی طرح بیان کیا ہے' اور ذہلی نے اسے عن اسحاق بن راہویہ عن النضر بن شمائل عن صالح عن ابی الاخضر عن زہری عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' آپؐ بیان کرتے ہیں' یوں معلوم ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی سے بنائے گئے ہیں۔ آپؐ کے بال کم گھونگھریالے' پیٹ چوڑا' کندھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی۔ پورے پاؤں سے چلتے' جب سیدھے ہوتے یا مڑتے تو پوری طرح سیدھے ہوتے اور مڑتے۔

اور واقدی نے اسے روایت کیا ہے کہ عبدالملک نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بن عبید بن السباق سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت' پنڈلیاں مضبوط' کلائیاں بڑی' بازو اور کندھے مضبوط' اور ان دونوں کے درمیان فاصلہ تھا' سینہ چوڑا' سر گھونگھریالہ' پلکیں لمبی اور گھنی' داڑھی اور دہن خوبصورت' کان پورے' میانہ قد' نہ لمبے نہ چھوٹے' رنگ خوبصورت' معاً آگے پیچھے ہونے والے' میں نے آپ کی مانند نہ کسی کو دیکھا ہے اور نہ آپ کی مانند کسی کو سنا ہے۔

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ہمیں بتایا کہ ابوالحسن محمودی مروزی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عبداللہ محمد بن علی حافظ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ حرب بن سریج صاحب الملوانی نے ہم سے بیان کیا کہ ایک غیر عجمی آدمی نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے دادا نے مجھ سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت کے بارے میں حدیث یاد کرتا ہوا مدینہ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حسین جسم آدمی' جس کی زلفیں بڑی بڑی' ناک پتلی' اور ابرو باریک ہیں' اور وہ سینے سے ناف تک کھنچے ہوئے دھاگے کی طرح ہے' اور اس کے بال اور سر دو چادروں سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس نے میرے قریب آ کر کہا' آپؐ پر سلامتی ہو۔

آپؐ کے بالوں کا بیان:

صحیحین میں زہری کی حدیث سے عبیداللہ بن عبداللہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ جس چیز کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہ ملتا' آپؐ اس میں اہل کتاب سے موافقت کرنے کو پسند کرتے تھے' اور اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکاتے تھے۔ اور مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال لٹکائے پھر بعد میں مانگ نکالی۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حماد بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہم سے بیان کیا کہ زیاد بن سعد نے زہری سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک چاہا' اپنی پیشانی کے بال لٹکائے' پھر بعد میں مانگ

Marfat.com

نکالی' اس طریق سے روایت میں احمد متفرد ہیں' اور محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر بن زبیر عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر کی مانگ نکالی' اور میں نے آپ کی مانگ کو آپ کی چوٹی سے الگ کیا' اور آپ کی پیشانی کے بالوں کو آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان چھوڑ دیا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر بن زبیر نے' جو ایک مسلمان فقیہہ تھے' بیان کیا ہے کہ یہ نصاریٰ کی ایک علامت ہے' جس سے نصاریٰ نے تمسک کرلیا ہے۔

اور صحیحین میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بالوں کو اپنے کندھوں پر ڈالتے تھے' اور صحیح میں انہی سے' اور دیگر لوگوں سے بھی بیان ہوا ہے کہ کانوں کے نصف تک لٹکاتے تھے۔ اور ان دونوں کیفیات میں کوئی منافات نہیں۔ بلاشبہ آپؐ کے بال کبھی لمبے ہوجاتے تھے اور کبھی چھوٹے ہوجاتے تھے' پس جو کچھ کسی نے دیکھا ہے' اس کے مطابق بیان کردیا ہے۔

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابن نفیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابن الرداد نے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بال کانوں سے اوپر تک لمبے اور لو سے نیچے تک تھے اور یہ بھی ثابت ہوچکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سارا سر منڈایا' اور اس کے ۸۱ دن بعد آپؐ وفات پاگئے' آپؐ پر جزا سزا کے دن تک ہمیشہ اللہ کی رحمتیں ہوں۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلم اور یحییٰ بن حمید نے ہم سے بیان کیا' کہ سفیان نے ابن ابی نجیح سے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ ام ہانی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ آئے تو آپ کی چار چوٹیاں تھیں۔

اور ترمذی نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کی ہے' اور صحیحین میں ربیعہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ثابت ہے' اس نے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کا ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ وہ نہ سیدھے تھے نہ گھونگھریالے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی' اور آپؐ کے سر اور داڑھی میں بیس سفید بال نہ تھے' اور صحیح بخاری میں ایوب کی حدیث سے بحوالہ ابن سیرین بیان ہوا ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا ہے؟ انہوں نے کہا' آپؐ کے تھوڑے سے بال سفید تھے' اور اسی طرح انہوں نے اور مسلم نے حماد بن سلمہ نے ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہوگئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' اللہ نے آپ کو بڑھاپے کا عیب نہیں لگایا' آپؐ کے سر میں صرف سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔ اور مسلم نے المثنیٰ بن سعید کے طریق سے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب نہیں لگایا' آپ کی داڑھی کنپٹیوں اور سر کے کچھ کچھ بال سفید ہوگئے تھے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے بحوالہ قتادہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تھا؟ آپ نے جواب دیا نہیں' آپ کی کنپٹیوں کے کچھ بال سفید تھے۔ اور بخاری نے عصام بن خالد سے بحوالہ جریر بن عثمان روایت کی ہے' وہ کہتے ہیں' میں نے عبد بن بسر سلمی سے پوچھا' آپ

Marfat.com

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کیا آپ بوڑھے تھے؟ انہوں نے جواب دیا آپ کی داڑھی کے کچھ بال سفید تھے اور قبل ازیں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔

اور صحیحین میں ابو اسحاق کی حدیث سے بحوالہ ابو جحیفہ روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کی داڑھی کے کچھ بال سفید تھے۔ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عثمان نے عن ابی حمزہ السکری عن عثمان بن عبداللہ بن موہب قرشی ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو آپ ہمارے پاس حضرت نبی کریم ﷺ کے بال لائیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سرخ ہیں اور مہندی اور وسمہ سے رنگے ہوتے ہیں۔ بخاری نے اسے عن اسماعیل بن موسیٰ عن سلام بن ابی مطیع عن عثمان بن عبداللہ بن موہب عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابو العباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق الصعانی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے بحوالہ عثمان بن موہب ہم سے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کا ایک بڑا گھونگھرو تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کے بال پڑے ہوئے تھے پس جب کسی آدمی کو بخار ہو جاتا تو وہ آپ کی طرف پیغام بھیجتا آپ اسے پانی میں ڈبو دیتیں پھر آدمی اسے اپنے چہرے پر چھڑک لیتا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میرے گھر والوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا تو آپ نے اس گھونگھرو کو نکالا تو وہ اس طرح کا تھا۔ اور اسرائیل نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا اور اس میں پانچ سرخ بال پڑے تھے۔ بخاری نے اسے مالک بن اسماعیل سے بحوالہ اسرائیل روایت کیا ہے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن ایاد نے ہم سے بیان کیا کہ ایاد نے بحوالہ ابی رمثہ مجھ سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی جانب گیا اور جب میں نے آپ کو دیکھا تو اس نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا یہ اللہ کے رسول ہیں تو جب اس نے یہ بات کہی تو میں لرز گیا۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کوئی ایسی چیز ہیں جو لوگوں کی مانند نہیں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بالوں والے بشر ہیں جو مہندی سے رنگے ہوئے ہیں اور آپ پر دو سبز چادریں ہیں۔

اور ابو داؤد ترمذی اور نسائی نے اسے عبیداللہ بن ایاد بن لقیط کی حدیث سے اس کے باپ سے ابو رمثہ سے روایت کیا ہے جس کا نام حبیب بن حیان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رفاعہ بن یثربی ہے۔ اور ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے ایاد کی حدیث سے جانتے ہیں اور اسی طرح نسائی نے اسے سفیان ثوری اور عبدالملک بن عمیر کی حدیث سے بحوالہ ایاد بن لقیط اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے اور یعقوب بن سفیان نے اسے اسی طرح عن محمد بن عبداللہ عن مخرمی عن ابی سفیان الحمیری عن الضحاک بن حمزہ بن عمار بن جامع عن ایاد بن لقیط ابی رمثہ روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہندی اور وسمہ سے خضاب کرتے تھے۔ اور آپ کے بال آپ کے کندھوں تک پہنچتے تھے۔

اور ابو داؤد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحیم بن مطرف بن سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ

Marfat.com

ابن ابی داؤد نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمیں بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھوڑی کا جوتا پہنتے تھے۔ اور اپنی داڑھی کو ورس [1] اور زعفران سے زرد کیا کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اور نسائی نے اسے عبدہ بن رحیم مروزی سے بحوالہ عمر بن محمد منقری روایت کیا ہے' اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن محمد بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ ابوجعفر محمد بن عمر بن الولید الکندی الکوفی نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا' کہ شریک نے عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس کے قریب سفید بال تھے۔ اور اسحاق کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اگلے حصے میں بیس کے قریب سفید بال دیکھے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن سلمان فقیہہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن العلاء الرقی نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن عیاش الرقی نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن برقان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن محمد بن عقیل نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مدینہ آئے' اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ کے والی تھے' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے آپ کی طرف ایلچی بھیجا' اور اسے کہا کہ ان سے پوچھے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا' کیونکہ میں نے آپ کا ایک رنگدار بال دیکھا ہے' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کرنے سے منع فرمایا ہے' اور اگر میں آپؐ کے سر اور داڑھی کے اگلے سفید بالوں کو شمار کرتا تو اکیس سفید بالوں سے زیادہ نہ بڑھتا' اور وہ بھی اس خوشبو سے رنگدار ہو گئے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو لگائی جاتی تھی' اور اسی نے آپؐ کے بالوں کا رنگ بدل دیا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خضاب کی نفی کی ہے' جبکہ قبل ازیں جو دوسروں کی احادیث بیان ہوئی ہیں' ان میں اس کا اثبات پایا جاتا ہے' اور طے شدہ اصول یہ ہے کہ مثبت' منفی پر مقدم ہوتا ہے' کیونکہ مثبت کے ساتھ اضافہ علم ہوتا ہے جو منفی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح دوسروں کے اثبات میں جو اضافی سبب بیان کیا گیا ہے' وہ مقدم ہے۔ خصوصاً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق یہ ظن کیا جاتا ہے کہ آپ نے یہ بات اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کی ہوگی' اور بلاشبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی واقفیت' حضرت انس رضی اللہ عنہ کی واقفیت سے زیادہ مکمل ہے۔

---

[1] ورس ایک قسم کی گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتی ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

آپؐ کے کندھوں، کلائیوں، بغلوں، قدموں

اور

ٹخنوں کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث

قبل ازیں وہ حدیث بیان ہو چکی ہے، جسے بخاری اور مسلم نے شعبہ کی حدیث سے عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے تھے، اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا، اور بخاری نے عن ابی النعمان عن جریر عن قتادہ عن انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اور پاؤں بڑے اور ہتھیلیاں موزوں تھے، اور قبل ازیں کئی طریق سے بیان ہو چکا ہے کہ آپؐ کے پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت تھیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ہتھیلیاں اور پاؤں بڑے تھے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ آدم اور عاصم بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہم سے بیان کیا کہ القوامہ کے غلام صالح نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کیا کرتے تھے، کہ آپؐ کے بازو لمبے چوڑے تھے، اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ اور آپ کی پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔ اور نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت تھیں، اور آپؐ کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی تھیں۔ اور آپؐ کے سینے کے بیچ سے پیٹ تک کے بال لمبے تھے۔ اور قبل ازیں حجاج کی حدیث میں ساک سے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں باریک تھیں، اور حضرت سراقہ بن جعشم بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کی دونوں پنڈلیوں کی طرف دیکھا، اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے رکاب میں آپؐ کے دونوں پاؤں کو دیکھا، گویا وہ اتنی سفیدی کے باعث درخت خرما کا گوند ہیں۔

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ کشادہ دہن تھے، اور آپ کی آنکھیں سرخی مائل سفید تھیں، اور اس کی تفسیر آپؐ نے یہ کی ہے کہ آپ کی آنکھیں بڑی اور لمبی تھیں، اور آپ کی کمر باریک تھی، اور یہ خوبی مردوں کے حق میں بہت اچھی اور مناسب ہے۔

اور حارث بن ابی اسامہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن بکر نے ہم سے بیان کیا کہ حمید نے ہم سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے پر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے میرا ہاتھ پکڑا، اور کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ انس رضی اللہ عنہ ایک لکھنے والا

Marfat.com

لڑکا ہے جو آپ کی خدمت کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نو سال آپ کی خدمت کی آپ نے مجھے کسی کام کے کرنے پر کبھی نہ فرمایا تو نے برا کیا ہے۔ اور نہ یہ کہ تو نے بہت برا کیا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ریشم کو کبھی نہیں چھوا اور نہ ہی میں نے مشک و عنبر کی خوشبو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ عمدہ محسوس کیا ہے۔ اور اسی طرح اسے معتمر بن سلیمان علی بن عاصم مروان بن معاویہ فزاری اور ابراہیم بن طہمان نے روایت کیا ہے اور ان سب نے حمید سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کی ہتھیلی کی نرمی اور خوشبو کی عمدگی کے بارے میں روایت کی ہے اور زبیدی کی حدیث میں عن زہری عن سعید عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پورے قدم سے روندتے تھے اور ان کے تلوے کا وہ حصہ نہ تھا جو زمین پر نہیں لگتا اور اس کے خلاف بھی روایت آئی ہے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

اور یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یزید مقسم نے مجھ سے بیان کیا کہ میری پھوپھی سارہ بنت مقسم نے بحوالہ میمونہ بنت کردم مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقہ پر سوار دیکھا اور میں اپنے باپ کے ساتھ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کاتبوں کے کوڑے کی طرح کوڑا تھا میرا باپ آپ کے قریب ہوا اور آپ کے آگے چلنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ٹھہرالیا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں دیگر انگلیوں کے مقابلہ میں آپ کے پاؤں کے انگشت شہادت کی لمبائی کو نہیں بھولی۔

اور امام احمد نے اسے یزید بن ہارون سے پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے یزید بن ہارون کی حدیث سے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے اور احمد بن صالح سے عن عبدالرزاق عن ابن جریج عن ابراہیم بن میسرہ اس کی خالہ سے بحوالہ میمونہ بھی روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے اسے ایک دوسرے طریق سے میمونہ سے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبداللہ بن بشران نے ہمیں خبر دی کہ اسماعیل بن محمد الصفار نے ہمیں بتایا کہ محمد بن اسحاق ابوبکر نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن حفص السعدی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے سماک سے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی چھنگلی لمبی تھی یہ حدیث غریب ہے۔

آپ کا قد اور آپ کی خوشبو کی عمدگی:

صحیح بخاری میں ربیعہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد میانہ تھا آپ نہ چھوٹے تھے نہ لمبے اور ابواسحاق نے بحوالہ حضرت البراء رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے خوبرو اور خوش اخلاق تھے آپ نہ لمبے تھے نہ چھوٹے صحیحین میں اس کی تخریج ہوئی ہے اور نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لمبے تھے نہ چھوٹے اور میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کبھی کسی کو آپ کی مانند نہیں دیکھا اور سعید بن منصور نے عن خالد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن ابیہ عن جدہ عن علی رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

لمبے تھے نہ چھوٹے' اور آپ لمبائی سے قریب تر تھے۔ اور آپ کا پسینہ موتی کی طرح تھا۔ (الحدیث)

اور سعید نے عن روح بن قیس عن خالد بن خالد تمیمی عن یوسف بن مازن الراسبی عن علی رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمبے نہ تھے اور میانے قد سے زیادہ تھے۔ اور جب لوگوں کو جمع کرتے تو ان کو ڈھانک لیتے' اور آپ کا پسینہ آپؐ کے چہرے پر موتیوں کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ (الحدیث)

عن زہری عن سعید عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے' اور لمبائی سے قریب تر تھے۔ اور آپ آگے پیچھے جاتے پوری طرح مڑتے تھے' میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد کسی کو آپ کی مانند نہیں دیکھا۔

اور صحیح بخاری میں حماد بن زید کی حدیث سے' ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان ہوا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے بڑھ کر نرم تر کسی دیباج و ریشم کو نہیں چھوا' اور نہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے بڑھ کر کسی عمدہ خوشبو کو سونگھا ہے' اور مسلم نے اسے سلیمان بن مغیرہ کی حدیث سے' ثابت سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ صاف تھا۔ اور آپ کا پسینہ موتیوں کی طرح تھا۔ آپؐ جب چلتے تو لڑکھڑاتے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے نرم تر کسی دیباج و حریر کو نہیں چھوا' اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے کسی خوشبو کو عمدہ پایا ہے' اور اسناد ثلاثی' صحیحین کی شرط کے مطابق ہے' اور اس طریق سے اصحاب کتب ستہ میں سے کسی نے اس کی تخریج نہیں کی۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن حماد بن طلحہ انصاد نے ہمیں بتایا' اور بیہقی نے اسے احمد بن حازم بن ابی عروہ کی حدیث سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ اسباط بن نصر نے سماک سے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ اولیٰ پڑھی' پھر آپؐ اپنے اہل کے پاس چلے گئے' اور میں بھی آپؐ کے ساتھ گیا تو دو بچوں نے آپ کا استقبال کیا' اور آپؐ ایک ایک کر کے ان کے رخسار کو سہلانے لگے' اور آپؐ نے میرے رخسار کو بھی سہلایا تو میں نے آپؐ کے ہاتھ کو ٹھنڈا اور خوشبودار پایا' گویا آپؐ نے اسے عطار کے بیگ سے نکالا ہے' اور مسلم نے اسے بحوالہ عمرو بن حماد اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ اور حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ الحکم مجھے بتایا کہ میں نے ابوجحیفہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت کشادہ نالے کی طرف گئے' اور وضو کیا اور ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں' اور آپؐ کے آگے ایک نیزہ گڑا ہوا تھا۔ اور عون نے اپنے باپ کے حوالے سے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نیزے کے پیچھے سے عورتیں اور گدھے گذرتے تھے' اور حجاج نے حدیث میں بیان کیا ہے کہ پھر لوگ کھڑے ہو گئے' اور آپؐ کے ہاتھ کو پکڑ کر اسے اپنے چہروں پر پھیرنے لگے' میں نے بھی آپؐ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا' تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا' اور مشک سے بھی عمدہ خوشبودار تھا' اور اسی طرح بخاری نے اسے عن الحسن بن منصور عن حجاج بن محمد الاعور عن شعبہ روایت کیا ہے' اور اسی کی مانند بات بیان کی ہے' اور صحیحین میں اصل حدیث بھی اسی طرح ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن حسان' شعبہ اور شریک نے' عن یعلی بن

Marfat.com

عطاء عن جابر بن یزید بن الاسود ہمیں بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں نماز پڑھی' اور جب آپ ایک طرف ہوئے تو آپ نے لوگوں کے پیچھے دو آدمیوں کو دیکھا' آپ نے انہیں بلایا تو ان کے کندھوں کا گوشت پھڑک رہا تھا' آپ نے فرمایا' تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس نے روکا ہے؟ وہ کہنے لگے' یا رسول اللہ ﷺ ہم نے گھروں میں نماز پڑھ لی ہے۔ آپ نے فرمایا' آئندہ ایسا نہ کرنا' جب تم میں سے کوئی اپنے گھر میں نماز پڑھ لے' پھر اسے امام کے ساتھ نماز مل جائے' تو وہ امام کے ساتھ نماز پڑھ لے' وہ اس کے لیے نفل ہو جائے گی۔

راوی بیان کرتا ہے' ان دونوں میں سے ایک نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ' میرے لیے بخشش طلب کیجیے' تو آپ نے اس کے لیے بخشش طلب کی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' تو میں بھی ان کے ساتھ آ گیا' اور میں ان دنوں بڑا جوان اور مضبوط تھا اور میں مسلسل لوگوں کو دھکیلتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ اور میں نے آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہرے یا سینے پر رکھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے زیادہ ٹھنڈا اور خوشبودار کسی چیز کو نہ پایا۔

راوی بیان کرتا ہے' آپ ان دنوں مسجد خیف میں تھے' پھر احمد نے اسے اسی طرح اسود بن عامر اور ابو النضر سے عن شعبہ عن یعلیٰ بن عطاء روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں' میں نے جابر بن یزید بن اسود کو اپنے باپ سے بیان کرتے سنا' کہ اس نے صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی' اور پھر پوری حدیث کو بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں' پھر لوگ اٹھ کر آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے' میں بھی آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے چہرے پر پھیرا' تو میں نے اسے برف سے زیادہ ٹھنڈا' اور مشک سے عمدہ خوشبودار پایا۔ اور ابوداؤد نے اسے شعبہ کی حدیث سے اور ترمذی اور نسائی نے ہشیم کی حدیث سے بحوالہ یعلیٰ روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے حسن صحیح بیان کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر نے بحوالہ عبدالجبار بن وائل بن حجر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے اہل نے میرے باپ کے حوالے سے مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا' آپ نے اس سے پانی پیا اور پھر ڈول میں کلی کی۔ پھر اسے کنویں میں ڈال دیا گیا' یا آپ نے ڈول سے پانی لیا' پھر کنویں میں کلی کر دی تو اس سے مشک کی خوشبو مہک اٹھی' اور اسے بیہقی نے یعقوب بن سفیان کے طریق سے ابونعیم یعنی فضل بن دکین سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان نے' ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو مدینہ کے خادم اپنے برتنوں کو' جن میں پانی ہوتا' لے کر آ جاتے' پس جو برتن بھی لایا جاتا' آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے اور بسا اوقات وہ آپ کے پاس سرد صبح کو آ کر آپ کا ہاتھ چھوتے۔ اور مسلم نے اسے ابو النضر ہاشم بن القاسم کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حجین بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز یعنی ابن ابی سلمہ ماجشون نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر آ کر ان کے بستر

Marfat.com

پر سو جایا کرتے تھے اور وہ بستر میں نہیں ہوتی تھیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز آپ آ کر ان کے بستر پر سوئے تو وہ آ گئیں اور ان سے دریافت کیا گیا' یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو آپ کے گھر میں آپ کے بستر پر سوئے ہوئے ہیں' وہ آئیں تو آپؐ پسینہ سے شرابور تھے' اور آپ کا پسینہ بستر پر چمڑے کے ایک ٹکڑے پر جمع ہوا تھا' آپؐ نے اپنی خوشبو کی ڈبیہ کھولی اور اس پسینے کو پونچھنے لگیں' اور اسے اپنی شیشیوں میں بند کر لیا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے گھبرا کر کہا' اے ام سلیمؓ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' یا رسول اللہ ﷺ' ہم ان بچوں کے لیے اس کی برکت کے خواہاں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' تو نے ٹھیک کہا ہے اور مسلم نے اسے محمد بن رافع سے بحوالہ حجین روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم بن قاسم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان نے ثابت سے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' اور آپؐ نے ہمارے ہاں قیلولہ کیا تو آپ کو پسینہ آ گیا' اور میری ماں ایک شیشی لے آئی اور اس میں پونچھ کر پسینہ ڈالنے لگی' تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے۔ اور فرمایا: اے ام سلیم آپ یہ کیا کر رہی ہیں انہوں نے جواب دیا' ہم آپؐ کے پسینے کو اپنی خوشبو میں ڈالیں گے' اور یہ بہت عمدہ خوشبو ہے۔ اور مسلم نے اسے زہیر بن حرب سے بحوالہ ابو النضر ہاشم بن قاسم روایت کیا ہے۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن منصور سلولی نے ہم سے بیان کیا کہ عمارہ بن زاذان نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں قیلولہ کرتے تھے' اور آپ کو بہت پسینہ آتا تھا' تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپؐ کے لیے چمڑے کا بچھونا بنایا اور اس پر قیلولہ کرتے تھے' اور آپ کے دونوں پاؤں کے درمیان ادھوڑی ڈالی' اور آپ پسینے کو پونچھ کر لے لیا کرتی تھیں۔ آپ نے فرمایا' اے ام سلیمؓ! یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کا پسینہ ہے' میں اسے اپنی خوشبو میں ڈالوں گی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بہت اچھی دعا دی۔ اس طریق سے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ حمید نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سو جاتے تو آپ کو بہت پسینہ آتا' اور حضرت ام سلیمؓ روئی کے ایک ٹکڑے سے آپ کا پسینہ شیشی میں ڈال لیتیں' اور پھر اسے اپنی کستوری میں ڈال لیتیں' اور یہ اسناد ثلاثی' شیخین کی شرط کے مطابق ہے' اور دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور نہ دونوں میں سے ایک نے کی ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابو عمرو المغربی نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن سفیان نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا۔ اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے عن ابی قلابہ عن انس عن ام سلیمؓ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں

Marfat.com

آ کر قیلولہ کیا کرتے تھے اور وہ ان کے لیے چمڑے کا بچھونا بچھاتی تھیں اور آپ اس پر قیلولہ کرتے تھے اور آپ کو بہت پسینہ آتا تھا اور وہ آپ کے پسینہ کو اکٹھا کر کے خوشبو اور شیشیوں میں ڈالا کرتی تھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا آپ کا پسینہ ہے میں اسے اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

اور ابو یعلیٰ اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ بسر نے ہم سے بیان کیا کہ حلیس بن غالب نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میری کچھ مدد کریں آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی چیز نہیں لیکن کل تم میرے پاس ایک بڑے سر والی لمبی شیشی لے کر آنا اور میرے اور تمہارے درمیان یہ نشانی ہو گی کہ تم نے دروازے کی جانب سے کھٹکھٹانا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ وہ آپ کے پاس ایک بڑے سر والی لمبی شیشی لے کر آیا اور بازوؤں سے پسینہ پونچھنے لگا حتیٰ کہ شیشی بھر گئی تو آپ نے فرمایا اسے اور اپنی بیٹی کو حکم دو کہ اس خوشبو کو شیشی میں ڈال دے اور اس سے خوشبو لگائے۔ راوی بیان کرتا ہے جب وہ لڑکی خوشبو لگاتی تو اہل مدینہ خوشبو کو سونگھتے اور انہوں نے اس کا نام بیوت المطیبین رکھ دیا۔ یہ حدیث بہت غریب ہے۔

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن سعید نے عن سعید عن قتادہ عن انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ کے کسی راستے سے گزرتے تو لوگوں کو وہاں سے خوشبو آتی اور وہ کہتے کہ اس راستے سے رسول اللہ ﷺ گزرے ہیں پھر وہ بیان کرتے کہ اس حدیث کو اسی طرح معاذ بن ہشام نے اپنے باپ سے عن قتادہ عن انسؓ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خوشبو سے پہچانے جاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ خود بھی پاکیزہ تھے اور آپ کی خوشبو بھی پاکیزہ تھی اس کے باوجود آپ خوشبو کو پسند کرتے تھے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عبیدہ نے عن سلام ابی المنذر عن ثابت عن انسؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں اور خوشبو مجھے محبوب ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

بنی ہاشم کے غلام ابو سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سلام ابو المنذر قاری نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی چیزوں سے مجھے عورتیں اور خوشبو پسند ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اور اسی طرح نسائی نے اسے انہی الفاظ کے ساتھ عن الحسین بن عیسیٰ قرشی عن عفان بن مسلم عن سلام بن سلیمان ابو المنذر القاری البصری عن ثابت عن انسؓ روایت کی ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے اور ایک دوسرے طریق سے اسے ان الفاظ سے بھی روایت کیا گیا ہے کہ تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے تین چیزیں مجھے پسند ہیں خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اس طریق سے یہ روایت محفوظ نہیں بلاشبہ نماز امور دنیا میں سے نہیں ہے بلکہ یہ آخرت کے اہم امور میں ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان جو مہر نبوت تھی اس کا بیان

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن الجعد نے ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے السائب بن یزید کو فرماتے سنا' کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں' اور کہنے لگیں' یا رسول اللہ ﷺ' میرا بھتیجا بیمار ہے۔ آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا' اور میرے لیے برکت کی دعا کی' اور وضو کیا' اور میں نے آپؐ کے وضو کا پانی پیا' پھر میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہو گیا' تو میں نے آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر کو دیکھا جو مکان کے اندر دلہن کے لیے ڈالے ہوئے پردے کے بٹن کی مانند تھی' اور اسی طرح مسلم نے قتیبہ اور محمد بن عباد سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے حاتم بن اسماعیل سے اسے روایت کیا ہے۔ پھر امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ حجلہ سے مراد گھوڑے کی وہ سفیدی ہے جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوتی ہے' اور ابراہیم بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ یہ رز الحجلہ ہے۔ اور ابو عبداللہ ''رز'' کہتے ہیں یعنی ''ر۔ز'' سے پہلے ہے۔ ❶

اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا' کہ عبیداللہ نے اسرائیل سے بحوالہ سماک ہم سے بیان کیا' کہ انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی اور سر کے اگلے بال سفید ہو گئے تھے' اور جب تیل لگاتے تو ان کا پتہ نہ چلتا۔ اور جب آپؐ کے بال پراگندہ ہوتے تو ان کا پتہ چل جاتا۔ آپ کی داڑھی کے بال بہت تھے' ایک آدمی نے کہا' آپ کا چہرہ تلوار کی مانند تھا؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا' اور گول تھا۔ اور میں نے آپؐ کے کندھے کے پاس مہر نبوت کو کبوتری کے انڈے کی طرح دیکھا ہے جو آپؐ کے جسم کی مانند تھی۔

محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حزم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ سماک ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پشت میں مہر نبوت کو کبوتری کے انڈے کی مانند دیکھا۔ اور ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن صالح نے بحوالہ سماک اسی قسم کے اسناد کے ساتھ ہم سے بیان کیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عاصم بن سلیمان سے بحوالہ عبداللہ بن سرجس ہمیں بتایا کہ انہوں نے بیان کیا کہ تم اس بوڑھے یعنی اپنے آپ کو مراد لیتے ہوئے کو دیکھ رہے ہو۔ میں نے اللہ کے نبیؐ سے گفتگو

❶ ایک روایت میں زر الحجلہ ہے۔ اور حجلہ سے مراد وہ گنبد نما مکان ہے' جسے کپڑوں سے ڈھانپا جاتا ہے' اور اس کے بڑے بڑے بٹن ہوتے ہیں۔ اور ایک روایت میں رز الحجلہ بیان ہوا ہے اور حجلہ سے مراد چکور کی مانند پرندہ ہے' جو ٹڈی کی طرح اپنی دُم کو زمین میں چبھوتا ہے' تا کہ انڈے دے' ہم نے اسے موّدا امام سے بیان کیا ہے۔۱۲

Marfat.com

کی اور ان کے ساتھ کھانا کھایا ہے اور اس علامت کو بھی دیکھا ہے جو آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی اور وہ آپؐ کے بائیں کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی کی جانب تھی گویا (بند مٹھی کی طرح انہوں نے اپنے ہاتھ سے مٹھی بند کر کے کہا) مسوں کی طرح اس پر خیلان جمع ہیں۔ ❶

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم بن قاسم اور اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عاصم سے بحوالہ عبداللہ بن سرجس ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کو سلام کہا اور آپؐ کے ساتھ کھانا کھایا اور آپؐ کے مشروب سے پیا اور مہر نبوت کو دیکھا۔

ہاشم بیان کرتے ہیں آپؐ کے بائیں کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی میں مسوں کی طرح سیاہ خیلان جمع تھے۔ اور انہوں نے اسے عن غندر عن شعبہ عن عاصم عن عبداللہ بن سرجس بھی روایت کیا ہے اور پوری حدیث کو بیان کیا ہے اور شعبہ نے شک کا اظہار کیا ہے کہ مہر نبوت آپؐ کے دائیں کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی میں تھی یا بائیں کندھے میں اور مسلم نے اسے حماد بن زید علی بن مسہر اور عبدالواحد بن زیاد کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان تینوں نے عاصم سے بحوالہ عبداللہ بن سرجس روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپؐ کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا یا کہا کہ ثرید کھایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ آپ کو بخشے آپؐ نے فرمایا اور تجھے بھی بخشے میں نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے آپؐ کے لیے بخشش طلب کی؟ انہوں نے کہا ہاں اور تمہارے لیے بھی پھر یہ آیت پڑھی واستغفر لذنبک و للمؤمنین و المومنات.

راوی بیان کرتا ہے پھر میں آپؐ کے پیچھے گھوما تو میں نے مہر نبوت کو آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی پر دیکھا جس پر مسوں کی مانند خیلان جمع تھے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ قرہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ بن قرہ نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے مہر نبوت دکھایئے آپؐ نے فرمایا اپنا ہاتھ داخل کرو میں نے اپنا ہاتھ آپؐ کے گریبان میں داخل کر دیا اور میں مہر نبوت کو ٹٹولنے اور دیکھنے لگا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آپؐ کے کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی پر انڈے کی مانند ہے اور آپؐ نے مجھے اس سے نہ روکا اور میرے لیے جبکہ میرا ہاتھ آپؐ کے گریبان ہی میں تھا دعا کرنے لگے اور نسائی نے اسے عن احمد بن سعید عن وہب بن جریر عن قرہ بن خالد روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ایاد بن لقیط سدوسی سے بحوالہ ابورمثہ التیمی ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے آپؐ کے سر میں حنا کی خوشبو کا اثر دیکھا اور آپؐ کے کندھے پر سیب کی مانند ایک چیز دیکھی میرے باپ نے کہا میں طبیب ہوں کیا میں اس کا علاج نہ کروں آپؐ نے فرمایا اس کا طبیب وہ ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

❶ خیلان ایک سمندری جانور ہے جس کا نصف حصہ انسان کے مشابہ اور نصف مچھلی سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے' آپؐ نے میرے باپ سے فرمایا کیا یہ آپ کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا' ہاں' آپ نے فرمایا' یہ تم پر زیادتی نہیں کرے گا۔ اور تم اس پر زیادتی کرو گے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ابوربیعہ یا ابورمثہ کے حوالے سے مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس گیا تو اس نے آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان پھوڑے کی مانند ایک چیز دیکھی' اور عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ میں ایک اچھا طبیب ہوں' کیا میں اس کا علاج کروں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! اس کا طبیب وہ ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ثوری نے اس حدیث میں ایاد بن لقیط کے حوالے سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ کے کندھوں کے پیچھے سیب کی مانند کوئی چیز ہے۔ اور عاصم بن بہدلہ بحوالہ ابورمثہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کے کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی پر اونٹ کی مینگنی یا کبوتری کے انڈے کی طرح کوئی چیز ہے' پھر بیہقی نے سماک کی حدیث سے سلامۃ العجلی سے بحوالہ سلمان فارسی بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' تو آپؐ نے اپنی چادر پھینک کر فرمایا' اے سلمان اس کی طرف دیکھو' جو مجھے حکم دیا گیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی طرح کوئی چیز دیکھی' اور یعقوب بن سفیان نے عن الحمیدی عن یحییٰ بن سلیم عن ابی خثیم عن سعید بن ابی راشد اس تنوخی سے روایت کی ہے' جسے ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا جبکہ آپؐ تبوک میں تھے' اور انہوں نے پوری حدیث کو بیان کیا ہے' جیسے کہ ہم قبل ازیں اسے غزوۂ تبوک میں بیان کر چکے ہیں' یہاں تک کہ اس نے کہا کہ آپؐ نے اپنی پشت سے چادر اتاری پھر فرمایا' جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے' وہ یہاں ہے اسے دیکھو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کی پشت کو دیکھا' تو کندھے کی پتلی ہڈی پر بڑے ابھار کی طرح مہر نبوت ہے۔ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا' کہ عبداللہ بن میسرہ نے بیان کیا' کہ عتاب نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوسعید کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کے درمیان جو مہر تھی' وہ ابھرا ہوا گوشت تھا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ شریح نے ہم سے بیان کیا کہ ابویعلیٰ عبداللہ بن میسرہ خراسانی نے بحوالہ غیاث البکری ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ میں مجلس کیا کرتے تھے' میں نے آپؐ سے رسول اللہ ﷺ کی اس مہر نبوت کے متعلق پوچھا جو آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی' تو آپؐ نے اپنی انگشت شہادت سے بتایا کہ اس طرح آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان گوشت ابھرا ہوا تھا' اس طریق سے اس کی روایت میں احمد متفرد ہیں۔

اور حافظ ابوالخطاب بن دحیہ مصری نے اپنی کتاب 'التنویر فی مولد البشیر النذیر' میں بحوالہ ابوعبداللہ محمد بن علی بن الحسین بن بشر جو حکیم ترمذی کے نام سے معروف ہیں' بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان جو مہر نبوت تھی' وہ کبوتری کے انڈے کی مانند تھی' جس کے اندر اللہ وحدہ' لکھا تھا' اور اس کے باہر آپؐ جہاں چاہیں جائیں آپ کامیاب

Marfat.com

ہیں' لکھا تھا' پھر بیان کرتے ہیں یہ حدیث غریب ہے' اور اسے منکر قرار دیا ہے۔

حکیم ترمذی بیان کرتے ہیں' بعض کہتے ہیں کہ وہ نور سے بنی ہوئی تھی' اسے امام ابوزکریا یحییٰ بن مالک بن عائذ نے اپنی کتاب تنقل الانوار میں بیان کیا ہے' اور اس کے علاوہ غریب اقوال بھی بیان کیے ہیں۔ اور سب سے بہتر وہ قول ہے' جسے ابن دحیہ رحمہ اللہ اور آپ کے پہلے کے علماء نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہونے کی حکمت کو بیان کیا ہے کہ اس میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ آپ کے بعد آپ کے پیچھے آنے والا کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اور بعض کا قول ہے کہ مہر نبوت آپ کے کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی پر تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے' جہاں سے شیطان انسان کے اندر داخل ہوتا ہے' اور یہ شیطان سے آپ کی عصمت کی علامت ہے۔

میں کہتا ہوں ہم نے ان احادیث کو' جو آپ کے بعد کسی نبی اور رسول کے نہ آنے پر دلالت کرتی ہے۔ آپ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ' وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

Marfat.com

باب:

رسول اللہ ﷺ کی صفت میں بیان ہونے والی متفرق احادیث

قبل ازیں نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بحوالہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان ہو چکا ہے کہ آپؓ نے فرمایا' کہ میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد کسی کو آپ کی مانند نہیں دیکھا' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلم القعنبی' اور سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ عفرہ کے غلام عمر بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ اولاد علی میں سے ابراہیم محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے تو فرماتے کہ آپؐ نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ چھوٹے تھے۔ آپ کا قد میانہ تھا۔ اور بال نہ چھوٹے گھونگھریالے تھے اور نہ سیدھے بلکہ کم گھونگھریالے تھے۔ اور نہ آپؐ موٹے اور پر گوشت چہرے تھے۔ آپ کا چہرہ گول اور سفید تھا۔ آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز اور گھنی تھیں' آپ کی ہڈیوں کے سرے اور کندھے بڑے تھے' کم مو اور سینہ کے بیچ سے پیٹ تک لمبے بالوں والے' اور پر گوشت ہتھیلیوں اور پاؤں والے تھے۔ جب چلتے تو یوں لڑکھڑاتے گویا ڈھلوان میں چل رہے ہیں' اور جب مڑتے تو معاً مڑ جاتے' اور آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی' اور سب لوگوں سے بڑھ کر سخی' وسیع دل' راستباز' وعدہ وفا' نرم طبیعت' اور مل جل کر رہنے والے تھے' جس نے آپ کو اچانک دیکھا' خوفزدہ ہو گیا' اور جس نے معرفت کے لیے آپ سے مخالطت کی۔ اس نے آپؐ سے محبت کی' آپ کی صفت بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپؐ سے پہلے اور کے بعد کسی کو آپ کی مانند نہیں دیکھا' اور اس حدیث کو امام ابوعبید القاسم بن سلام نے کتاب الغریب میں روایت کیا ہے۔ پھر کسائی' اصمعی اور ابو عمر سے اس کے غریب ہونے کی تفسیر بیان کی گئی ہے' اور جو کچھ انہوں نے اس کے غریب ہونے کے بارے میں بیان کیا ہے' اس کا ماحصل یہ ہے کہ مطہم اس شخص کو کہتے ہیں' جس کا جسم بھرا ہوا ہو' اور مکلثم اسے کہتے ہیں جس کا چہرہ گول ہو' یعنی نہ وہ پر گوشت موٹا ہو اور نہ کمزور ہو' بلکہ اس کے درمیان درمیان ہو' اور نہ اس کا چہرہ حد درجہ گول ہو' بلکہ اس میں گوشت کم ہو۔ اور عربوں اور واقف کاروں کے نزدیک یہ بڑی خوبی ہے' آ کا رنگ سرخ و سفید تھا اور یہ بہت اچھا رنگ ہے اس لحاظ سے آپ کا رنگ بہت سفید نہ تھا۔ اور ادعج اسے کہتے ہیں جس کی آنکھ کا ڈھیلا بہت سیاہ ہو۔ اور جلیل المشاش اسے کہتے ہیں جس کی ہڈیوں کے سرے گھٹنوں' کہنیوں اور کندھوں کی طرح بڑے ہوں۔ اور الکتد' کندھے اور اس کے ساتھ کے جسم کو کہتے ہیں۔ اور شثن الکفین کے معنی ہیں کہ آپ کی ہتھیلیاں موٹی تھیں۔ اور تقلع فی مشیتہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ تیز چلتے تھے اور الشکلۃ اور الشہلۃ کے بارے میں پہلے گفتگو ہو چکی ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان جو فرق پایا جاتا ہے' اسے بھی بیان کیا جا چکا ہے۔ اہدب اسے کہتے ہیں جس کی پلکیں دراز ہوں۔ اور حدیث بیان ہوئی ہے کہ انہ کان شج الذراعین' یعنی آپؐ کے بازو موٹے تھے۔ واللہ اعلم

اس بارے میں اُم معبد کی حدیث:

مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی مکمل حدیث' قبل ازیں بیان ہو چکی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اُم معبد کی طرف

Marfat.com

گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ' اور ان کے راہنما عبداللہ بن اریقط الدیلی بھی آپ کے ساتھ تھے' انہوں نے ام معبد سے پوچھا کیا آپ کے پاس دودھ اور گوشت ہے؟ وہ اسے اس سے خریدنا چاہتے ہیں؟ پس انہوں نے اس کے پاس کچھ نہ پایا' اور وہ کہنے لگیں' اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو آپ کی مہمان نوازی مشکل نہ ہوتی' اور وہ قحط زدہ تھے' آپ نے اس کے خیمے کے کونے میں ایک بکری دیکھی' اور فرمایا' اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' اسے بھوک نے مؤخر کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا' کیا تو مجھے اس کے دوہنے کی اجازت دیتی ہے؟ اس نے کہا' اگر اس کا دودھ ہے تو آپ اسے دوہ لیں' آپ نے بکری کو بلایا اور اس پر ہاتھ پھیرا' اور اللہ کا نام لیا۔ پھر اس نے ام معبد سے اس قدر دودھ دوہنے کی حدیث بیان کی ہے کہ جو سب کے لیے کفایت کر گیا' پھر آپ نے اسے دوہا اور بھرا ہوا برتن ان کے پاس چھوڑ دیا' اور وہ قبیلے کو اکٹھا رکھتے تھے' پس جب اس کا خاوند آیا تو اس نے دودھ کے متعلق پوچھا' اور کہا' اے ام معبد! یہ دودھ آپ کے پاس کہاں سے آیا ہے اور گھر میں کوئی دودھیل چیز بھی نہیں ہے' اور بکریاں بھی دور ہیں۔ اس نے کہا' قسم بخدا! ہمارے پاس سے ایک بابرکت آدمی گزرا ہے' اور اس کی یہ یہ باتیں ہیں۔ اس نے کہا' میرے سامنے اس کی صفت بیان کرو میرے خیال میں وہ قریشی آدمی ہے۔ جس کی تلاش کی جا رہی ہے' ام معبد نے کہا' میں نے اس آدمی کو بڑا خوبصورت' خوش اخلاق اور خوبرو پایا ہے' جسے پیٹ کی بڑائی اور سر کی چھوٹائی نے عیب نہیں لگایا' وہ خوبصورت چہرے والا ہے' اس کی آنکھیں سیاہ ہیں اور اس کی پلکیں دراز ہیں۔ اور اس کی آواز بیٹھی ہوئی اور سخت ہے' اس کی آنکھ کی سفیدی بہت سفید ہے' سرگین ہے' آبرو تیکھے اور ملے ہوئے ہیں۔ اور اس کی گردن دراز ہے' اور داڑھی گھنی ہے۔ جب خاموش ہوتا ہے' تو پر وقار ہوتا ہے۔ اور جب گفتگو کرتا ہے تو بلند ہو جاتا ہے' اور اس پر حسن غالب آ جاتا ہے۔ شیریں گفتار ہے' نہ کم گو ہے' نہ بیہودہ بات کرتا ہے' اس کی گفتگو سے موتی جھڑتے ہیں۔ لوگوں سے حسین تر' اور دور سے خوبصورت اور قریب سے شیریں اور حسین دکھائی دیتا ہے۔ میانہ قد ہے' نہ طوالت کی وجہ سے آنکھ اس سے نفرت کرتی ہے۔ اور نہ چھوٹائی کی وجہ سے اسے حقیر جانتی ہے وہ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ ہے۔ اور منظر کے لحاظ سے تینوں سے تر و تازہ ہے' اور خوبصورت قد ہے' اس کے ساتھی اسے گھیرے رہتے ہیں۔ جب وہ بات کرتا ہے' تو وہ اس کی بات کی طرف کان لگاتے ہیں۔ اور اگر حکم دیتا ہے تو وہ تیزی سے اکٹھے ہو کر اس کے حکم کی طرف سبقت کرتے ہیں' وہ نہ چیں بہ جبیں ہے' اور نہ خفیف العقل ہے' اس کے خاوند نے کہا' خدا کی قسم' یہی وہ قریش کا ساتھی ہے' جس کی تلاش ہو رہی ہے۔ اور اگر میں اسے ملوں تو ضرور اس کی صحبت اختیار کروں۔ اور اگر مجھے اس کی توفیق ملی تو میں اس بارے میں ضرور کوشش کروں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مکہ میں زمین و آسمان کے درمیان ایک بلند آواز کو لوگ سنتے ہیں اور وہ کہنے والے کو نہیں جانتے تھے جو کہہ رہا تھا۔

''اللہ تعالیٰ ان دو ساتھیوں کو جزائے خیر دے جو ام معبد کے خیمہ میں اُترے' وہ دونوں صحرا میں اُترے اور کوچ کر گئے۔ اور جو شخص محمد ﷺ کا ساتھی بنا' وہ کامیاب ہو گیا۔ اے آل قصی' اللہ تم سے وہ کارنامے اور سرداری دور کرے جن کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا۔ اپنی بہن سے اس کی بکری اور برتن کے متعلق دریافت کرو۔ اور اگر تم بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی شہادت دے گی' آپ نے ایک بانجھ بکری کو بلایا' تو بکری کے تھن نے آپ کے لیے جھاگ دار خالص دودھ دیا' اور

Marfat.com

آپ نے اسے اس کے دوہنے والے کے پاس بطور ضامن چھوڑ دیا جو آنے جانے کی جگہ پر اسے دودھ دیتی تھی''۔

اور قبل ازیں ہم ان اشعار کے شاندار جواب کو پیش کر چکے ہیں جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔

حاصل کلام یہ کہ حافظ بیہقی نے اس حدیث کو عبدالملک بن وہب مذحجی کے طریق سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ حسن بن صباح نے بحوالہ ابو معبد خزاعی ہم سے بیان کیا' اور پھر اس نے پوری حدیث کو بیان کیا۔ جیسا کہ ہم نے قبل ازیں اس کے الفاظ میں اسے پیش کیا ہے۔ اور حافظ یعقوب بن سفیان فسوی نے بھی اسے روایت کیا ہے' اور حافظ ابو نعیم نے بھی اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اسے بیان کیا ہے۔

عبدالملک بیان کرتے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کے بعد ابو معبد مسلمان ہو گیا۔ اور ام معبد نے ہجرت کی' اور مسلمان ہو گئی۔ پھر حافظ بیہقی نے اس حدیث کو غریب بیان کر کے اس کا پیچھا کیا ہے اور ہم اسے پہلے حواشی میں بیان کر چکے ہیں۔ اور اس جگہ ہم اس کے کچھ نکات بیان کرتے ہیں۔

ام معبد کا قول کہ آپ ''ظاہر الوضاۃ'' میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ بہت خوبصورت ہیں' اور ابلج الوجہ کے معنی ہیں کہ آپ روشن رو ہیں' اور لم تعبہ ثجلہ کے معنی ہیں' پیٹ کی بڑائی نے آپ کو عیب دار نہیں کیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ سر کی بڑائی نے' اور ابو عبیدہ نے اس آدمی کی روایت کو رد کیا ہے' جس نے لم تعبہ نحلۃ روایت کیا ہے' نحلۃ نحول سے ہے' جس کے معنی کمزوری کے ہیں۔ میں کہتا ہوں بیہقی نے اس حدیث کی یہی تفسیر کی ہے۔ اور ابو عبیدہ کا قول صحیح ہے' اور اگر کہا جائے کہ آپ کا سر بڑا تھا تو آپ قوی تھے' اور یہ اس کے بعد کے قول میں ہے کہ لم تزر بہ صعلۃ کہ سر کی چھوٹائی نے آپ کو عیب نہیں لگایا' بلا اختلاف صعلۃ سر کی چھوٹائی کو کہتے ہیں۔ اس لیے شتر مرغ کے بچے کو اس کے سر کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے صعل کہا جاتا ہے' اور اسے الظلیم بھی کہا جاتا ہے' اور بیہقی نے لم تعبہ نحلۃ روایت کیا ہے' یعنی کمزوری نے آپ کو عیب نہیں لگایا' اور لم تزر بہ صعلۃ' اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے آدمی ہیں جو نہ موٹے ہیں نہ کمزور ہیں۔ اور لم تعلبہ ثجلۃ بھی روایت کیا گیا ہے' ثجلۃ پیٹ کے بڑا ہونے کو کہتے ہیں۔ اور لم تزر بہ صعلۃ اور سر کی چھوٹائی نے آپ کو عیب نہیں لگایا۔ اور وسیم اور قسیم' خوبصورت کو کہتے ہیں۔ اور الدعج آنکھ کے ڈھیلے کا بہت سیاہ ہونا ہے۔ اور الوطف' پلکوں کی درازی کو کہتے ہیں۔

اور القیتبی نے فی اشفار عطف روایت کیا ہے' اور بیہقی نے اس کی پیروی کی ہے۔ ابن قتیبہ بیان کرتے ہیں' مجھے معلوم نہیں' یہ کیا ہے اس لیے کہ یہ اس کی روایت میں غلط استعمال ہوا ہے' اور وہ اس کی تقسیم میں ششدر رہ گیا ہے۔ اور صحیح وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم' وفی صوتہ صحل اس کی آواز میں تھوڑی سی گلوگرفتگی پائی جاتی ہے' جو آواز میں شیرینی پیدا کر دیتی ہے کجا یہ کہ وہ تیز ہو۔

ابو عبید بیان کرتے ہیں کہ ہرنوں کی آواز کی صفت صحل سے بیان کی جاتی ہے' اور جس نے یہ روایت کی ہے کہ فی صوتہ صہل اس نے غلط کہا ہے۔ کیونکہ یہ صفت تو گھوڑوں میں پائی جاتی ہے۔ نہ کہ انسانوں میں۔ میں کہتا ہوں' اسے بیہقی نے بیان کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ صحل بھی روایت کیا گیا ہے اور ابو عبید کا قول درست ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

اور حضرت نبی کریم ﷺ کی صفت میں اُم معبد کا کہنا کہ آپؐ احور تھے' یہ ایک عجیب بات ہے' یہ آنکھ کی سیاہی کے نا کی طرف مائل ہونے کو کہتے ہیں' اور یہ بات ان کو زینت دیتی ہے بھینگے پن کی طرف عیب نہیں لگاتی' اکحل کا شاہد پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ازج کے متعلق ابو عبید کا قول ہے کہ ایسا شخص جس کے ابرو کمانوں کی طرح ہوں۔ اور اقرن دونوں آنکھوں کے درمیان ابروؤں کے ملنے کو کہتے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی یہ صفت صرف اسی حدیث میں بیان ہوئی ہے' اور آپ کی صفت میں مشہور بات یہ ہے کہ آپ ابلج الحاجبین تھے یعنی آپؐ کے ابرو علیحدہ علیحدہ تھے' اور فی عنقہ سطع کا مفہوم ابو عبید نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی گردن دراز تھی' اور دوسروں کا بیان ہے کہ سفید تھی' میں کہتا ہوں کہ ان دونوں معنوں میں تطبیق ممکن ہے بلکہ متعین ہے۔ اور اذا صمت فعلیه الوقار کا مفہوم یہ ہے کہ سکوت کی حالت میں آپؐ پر ہیبت ہوتی تھی' اور و اذا تکلم سماو علاہ البھاء. اور جب آپ گفتگو کرتے' تو لوگوں پر چھا جاتے' اور گفتگو کے دوران شیرینیٔ گفتار کی وجہ سے آپؐ پر حسن غالب آ جاتا تھا۔ اور فصل کے معنی فصیح و بلیغ کے ہیں' یعنی آپؐ بات کو کھول کر واضح کرتے' اور لاتزر ولا ہذر کے معنی ہیں کم و بیش نہ کرنے' گویا آپ کی گفتگو فصاحت و بلاغت اور حسن بیان اور حلاوتِ لسان کی وجہ سے مرصع موتیوں کی طرح ہوتی۔ اور الھی الناس و اجمله من لبید و احلاہ واحسنه من قریب. یعنی آپؐ دور و نزدیک سے خوبصورت تھے۔

اور ام معبد نے بیان کیا ہے کہ آپؐ نہ لمبے تھے نہ چھوٹے' بلکہ آپؐ اس لحاظ سے حسین تر تھے۔ اور یہ کہ آپؐ کے اصحاب آپ کی خدمت اور تعظیم کرتے تھے' اور آپ کی اطاعت میں سبقت کرتے تھے' یہ سب کچھ اس جلالت و عظمت اور محبت کی وجہ سے تھا' جو ان کے دلوں میں آپؐ کے متعلق پائی جاتی تھی۔ اور آپ لبس بعابس' یعنی ترش رو نہ تھے۔ و لا یفنذا احدا' اور نہ کسی پر عیب لگاتے تھے' اور نہ کم عقل کہتے تھے' بلکہ آپؐ اپنے ساتھی کے ساتھ خوش معاملہ تھے اور اس سے حسن سلوک کرتے تھے۔

اس بارے میں ہند بنت ابو ہالہ کی حدیث:

یہ ہند رسول اللہ ﷺ کے سوتیلے لڑکے تھے' ان کی والدہ حضرت خدیجہ ؓ بنت خویلد اور باپ ابو ہالہ تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔ حافظ یعقوب بن سفیان فسوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سعید بن حماد انصاری مصری اور ابو غسان مالک بن اسماعیل ہندی نے ہم سے بیان کیا کہ جمیع بن عمر بن عبدالرحمن العجلی نے ہم سے بیان کیا کہ مکہ میں ایک آدمی نے ابن ابی ہالہ سے بحوالہ حسن بن علی مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ جو وصف بیان کرنے والے تھے سے رسول اللہ ﷺ کے حلیہ کے متعلق پوچھا اور میں چاہتا تھا کہ وہ کچھ میرے سامنے بیان کریں' اور میں اسے یاد کر لوں۔ انہوں نے کہا' آپ فربہ اور عظیم المرتبہ تھے۔ آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ آپؐ میانہ قد آدمی سے لمبے اور لمبے سے کچھ کم تھے۔ سر بڑا' بال کم گھونگریالے تھے۔ جب آپ کی چوٹی بکھر جاتی تو مانگ نکالتے ورنہ آپؐ کے بال' کانوں کی لو سے تجاوز نہ کرتے' آپؐ کے بال کانوں تک تھے' رنگ صاف' پیشانی کشادہ' آبرو تیکھے اور ملے بغیر پورے' ان دونوں کے درمیان ایک رگ

Marfat.com

تھی جسے غصہ حرکت دیتا تھا' بلند بینی' آپؐ پر نور چھایا رہتا تھا' جسے غور نہ کرنے والا بھی معلوم کرتا تھا' داڑھی گھنی' آنکھیں سیاہ' رخساروں پر گوشت کم' کشادہ دہن' دانت خوبصورت اور کشادہ' سینے کے بیچ سے پیٹ تک کے بال لمبے' اور آپ کی گردن صفائی میں چاندی کی گڑیا کی گردن کی طرح تھی' جسم معتدل اور مضبوط' پیٹ برابر' سینہ چوڑا' دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ' جوڑوں کی ہڈیاں موٹی ظاہر خوشنما' سینے اور ناف کے درمیان ایک دھاری کے ذریعے ملاپ' سینہ اور پیٹ بے بال' اس کے سوا بازو' کندھے اور سینے کا بالائی حصہ بالوں والا' پہنچہ لمبا' ہتھیلی کشادہ سر کی کھال سیدھی' پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت' جسم کے اطراف لمبے' تلوے خالی' پاؤں خوبصورت جن سے پانی پھوٹتا تھا' تیز رفتار' لمبے قدم اٹھاتے۔ جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا۔ کہ ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ جب مڑتے تو پوری طرح مڑتے' نگاہ جھکی ہوئی اور زمین کی طرف' اکثر آسمان کی طرف دیکھتے' اور بھرپور طریق سے دیکھتے۔ آپؐ کے اصحاب آپؐ کے پیچھے چلتے' اور جو آپؐ سے ملتا' آپؐ اسے پہلے سلام کرتے۔

میں نے کہا' مجھے آپ کی گفتار کے متعلق بتایئے' تو انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ ہمیشہ غمگین' اور سوچ میں رہتے تھے' آپ کو کوئی راحت نہ تھی' بغیر ضرورت کے گفتگو نہ فرماتے لمبا عرصہ خاموشی اختیار کیے رہتے۔ فصاحت سے کلام کا آغاز و اختتام کرتے' اور جوامع❶ الکلم بولتے' فصیح و بلیغ تھے' کم و بیش بات نہ کرتے' نرم خو تھے' بداخلاق اور حقیر نہ تھے' احسان کی قدر کرتے خواہ معمولی ہوتا' نہ اس کی مذمت کرتے نہ تعریف' اور جب حق کے درپے ہو جاتے' تو غصے سے اٹھ کر اس کا بدلہ لیتے۔

اور ایک روایت میں ہے' دنیا آپ کو غصہ نہ دلاتی' اور نہ ہی آپؐ دنیا کے تھے' اور جس حق کو کوئی نہ جانتا اس کے درپے ہو جاتے' اور کوئی چیز آپؐ کے غصے کے لیے کھڑی نہ ہوتی تھی حتیٰ کہ اس کا بدلہ لے لیتے' اپنے نفس کے لیے ناراض نہ ہوتے۔ اور نہ اس کا بدلہ لیتے۔ اور جب اشارہ کرتے تو پوری ہتھیلی سے کرتے' اور جب حیران ہوتے تو اسے پلٹ دیتے' اور جب بات کرتے تو اسے ملا دیتے' اور اپنی دائیں ہتھیلی کو اپنے بائیں انگوٹھے کے اندر کی طرف مارتے۔ اور جب غصے ہوتے تو اعراض کرتے۔ اور جب خوش ہوتے تو نگاہ نیچی کر لیتے۔ زیادہ سے زیادہ آپ کی ہنسی تبسم تھا اور آپؐ بادل کے دانوں کی طرح مسکراتے۔

حسن بیان کرتے ہیں' میں نے اس روایت کو مدت تک حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوشیدہ رکھا' پھر میں نے انہیں بتایا تو مجھے معلوم ہوا' کہ وہ اس کی طرف مجھ سے سبقت کر گئے ہیں' اور آپؐ نے بھی ان سے وہی بات پوچھی تھی' اور مجھے معلوم ہوا کہ آپؐ نے اپنے باپ سے آپؐ کے مدخل و مخرج اور مجلس اور شکل کے متعلق دریافت کیا' اور آپ کی کسی بات کو بھی نہ چھوڑا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے اپنے باپ سے رسول اللہ ﷺ کے دخول کے بارے میں پوچھا' تو انہوں نے کہا' آپ کا دخول اپنے نفس کے لیے تھا' اور اس بارے میں آپ کو اجازت حاصل تھی۔ اور جب آپؐ اپنے گھر تشریف لے جاتے تو آپؐ اپنے دخول کے تین حصے کر لیتے۔ ایک حصہ اللہ کے لیے' ایک حصہ اپنے اہل کے لیے' اور ایک حصہ اپنے نفس کے لیے' پھر اس کا ایک حصہ لوگوں کو دے دیتے' اور اسے عوام و خواص کو واپس کر دیتے' اور ان سے کوئی چیز باقی نہ رکھتے۔ اور امت کے

---

❶ جوامع الکلم ایسے کلمات کو کہتے ہیں جن کے الفاظ کم ہوں اور مطالب بہت زیادہ ہوں۔ (مترجم)

Marfat.com

حصے میں آپ کی سیرت ایسی صاحبانِ فضیلت کو ان کے ادب کے ساتھ ترجیح دینا' اور دین میں ان کی فضیلت کے مطابق اسے تقسیم کرنا بھی شامل تھا۔ ان میں سے بعض لوگوں کو ایک حاجت ہوتی تھی' بعض کو دو' اور بعض کو بہت سی حاجتیں ہوتی تھیں۔ پس آپؐ ان کے ساتھ مشغول ہو جاتے' اور آپؐ ان کے حالات و مسائل سے بے پرواہ ہو کر ان کی اور امت کی اصلاح میں مصروف ہو جاتے' اور فرماتے' حاضر کو چاہیے' غائب تک یہ بات پہنچا دے۔ اور جو شخص مجھ تک اپنی حاجت پہنچانے کی سکت نہیں رکھتا' اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دو' بلاشبہ جو شخص بادشاہ تک اس شخص کی ضرورت کو پہنچائے گا' جو اس کے پہنچانے کی سکت نہیں رکھتا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے ثابت قدم رکھے گا' وہ اس کے پاس صرف یہی بات بیان کرے۔ اور کوئی دوسرا اس کے پاس نہ آئے' وہ اس کے پاس ملاقات کو آئیں گے اور مزہ کے لیے بکھر جائیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مزے کی وجہ سے بکھر جائیں گے' اور فقہاء بن کر نکلیں گے۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے ان سے اپنے مخرج کے متعلق پوچھا کہ وہ اس میں کیا کیا کرتے تھے' تو انہوں نے کہا' کہ رسول اللہ ﷺ اپنی زبان کو روک رکھتے تھے' ہاں جو بات ان سے کرنے کی ہوتی تھی' ان سے کرتے تھے' اور انہیں مالوف کرتے تھے' نفوز نہیں کرتے تھے۔ اور قوم کے شریف آدمی کا اکرام کرتے تھے' اور اسے ان پر حاکم مقرر کرتے تھے' اور لوگوں کو انتباہ کرتے تھے' اور کسی سے پہلو تہی کیے بغیر ان کے شر سے بچتے تھے' اور اپنے اصحاب کا جائزہ لیتے تھے اور لوگوں سے لوگوں کے بارے میں پوچھتے تھے۔ اور اچھائی کی تحسین و تقویت کرتے' اور برائی کو برا قرار دیتے اور اسے کمزور کرتے تھے' کام کو اعتدال سے کرتے' اور اختلاف نہ کرتے تھے۔ اور ان کی غفلت اور جھکاؤ کے خوف سے غافل نہ ہوتے تھے۔ اور ہر حالت کے لیے آپؐ کے پاس سامان تھا۔ حق سے نہ کوتاہی کرتے تھے نہ آگے بڑھتے تھے' ان کے نیک لوگ آپؐ کے قریب ہوتے تھے' اور آپؐ کے نزدیک ان کا افضل آدمی وہ تھا جو ان کی عام خیر خواہی کرتا' اور آپؐ کے ہاں بلند مرتبت وہ تھا جو ان کی ہمدردی اور مدد میں اچھا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے ان سے آپ کی مجلس کے متعلق پوچھا کہ وہ کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے جواب دیا' رسول اللہ ﷺ اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کرتے' اور جگہوں کو وطن نہ بناتے' اور ان کے روندنے سے منع فرماتے۔ اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہاں بیٹھ جاتے اور اس کا حکم بھی دیتے' اپنے سب ہمنشینوں کو ان کا حصہ دیتے' اور آپ کا ہمنشین خیال بھی نہ کرتا کہ کوئی آدمی اس سے بڑھ کر بھی آپ کو عزیز ہے۔ جو شخص کسی حاجت کے لیے آپ کو بٹھاتا یا ٹھہراتا تو آپ مستقل مزاجی سے ٹھہرے رہتے' یہاں تک کہ وہی واپس ہو جاتا۔ اور جو کچھ حاجت کے بارے میں آپؐ سے سوال کرتا۔ آپؐ اس کی ضرورت کو پورا کر کے واپس کرتے یا کوئی اچھی بات کہہ دیتے۔

آپ کی خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی لوگوں پر حاوی ہو گئی۔ اور آپؐ ان کے باپ بن گئے اور وہ آپؐ کے ہاں برابر کے حق دار بن گئے۔ آپ کی مجلس' فیصلے' حیا' صبر اور امانت کی مجلس تھی' اس میں شور نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ اس میں حرمت والی چیزوں پر تہمت تراشی ہوتی تھی' اور نہ اس کی لغزشوں کی اشاعت کی جاتی تھی' وہ ایک دوسرے کے برابر تھے' اور اس میں تقویٰ سے فضیلت حاصل کرتے تھے' اور وہ متواضع تھے' اور وہ اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے' اور چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے' اور حاجت مند کو

Marfat.com

ترجیح دیتے تھے اور مسافر کی حفاظت کرتے تھے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ ہم نشینوں میں آپ کی سیرت کیا تھی؟ انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ ہمیشہ خندہ رو نرم خو تھے۔ بداخلاق' تند خو' پرشور' بدگو' عیب لگانے والے اور مذاق کرنے والے نہ تھے۔ جس بات سے کوئی سروکار نہ ہوتا اس کی پرواہ نہ کرتے۔ اور آپؐ سے امید رکھنے والا ناکام نہ ہوتا' آپؐ نے اپنے نفس کو تین باتوں سے الگ کر لیا تھا۔ جھگڑا کرنے' زیادہ باتیں کرنے' اور بے مقصد باتوں سے' اور لوگوں سے بھی تین باتوں سے الگ ہو گئے تھے' آپؐ نہ کسی کی مذمت کرتے' اور نہ اس پر عیب لگاتے۔ اور نہ اس کی کمزوریوں کی جستجو کرتے۔ اور وہی بات کرتے' جس کے ثواب کی امید ہوتی' آپؐ جب بات کرتے تو آپؐ کے ہم نشین سر جھکا دیتے۔ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں' اور جب آپؐ خاموش ہو جاتے تو وہ بات کرتے' مگر آپؐ کے پاس تنازعہ نہ کرتے' جس سے وہ ہنستے آپ بھی ہنستے' اور جس سے وہ تعجب کرتے' آپ بھی تعجب کرتے' اور مسافر کے سوال اور سخت زبانی پر صبر کرتے' حتیٰ کہ اگر آپؐ کے اصحاب گفتگو میں آپ کی مدد کے لیے اکٹھے ہو جاتے تو آپؐ فرماتے' جب تم کسی حاجتمند کو دیکھو تو اس کی مدد کرو۔ اور صرف بدلہ دینے والے کی تعریف کو سنتے' اور کسی کی بات کو قطع نہ کرتے' یہاں تک کہ وہ بات پوری کر لیتا' اور آپؐ اس کے ختم ہونے یا کھڑا ہونے سے قطع کر دیتے۔

راوی بیان کرتا ہے میں نے ان سے پوچھا' آپ کا سکوت کیسا تھا؟ انہوں نے کہا آپ کا سکوت چار چیزوں' بردباری' ہوشیاری' اندازے اور تفکر پر تھا۔ آپ کا اندازہ یہ تھا کہ آپؐ اس کے تسویہ کے بارے میں لوگوں میں غور و فکر کرتے' اور اس کی باتیں سنتے' اور آپ کا تفکر رہنے اور فناہ ہونے والی چیزوں کے بارے میں تھا' اور بردباری اور صبر آپؐ کے لیے اکٹھے ہو گئے تھے۔ پس آپ کو کوئی چیز نہ غصہ دلا سکتی تھی' اور نہ مضطرب کر سکتی تھی۔ اور چار چیزوں میں آپ کی ہشیاری جمع تھی۔ اچھی بات کو اخذ کرنا' اور دنیا اور آخرت نے ان کے لیے جو کچھ جمع کیا ہے' اس کے لیے انہیں تیار کرنا۔ اور اس حدیث کو پوری طوالت کے ساتھ حافظ ابو عیسیٰ ترمذی نے کتاب ''شمائل رسول اللہ'' میں عن سفیان بن وکیع بن الجراح عن جمیع بن عمر بن عبدالرحمٰن العجلی روایت کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خاوند ابو ہالہ کی اولاد میں سے ایک آدمی نے' جس کی کنیت ابو عبداللہ تھی' جسے دوسرے لوگ یزید بن عمر کہتے ہیں' جسے ابو ہالہ کے بیٹے سے' بحوالہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں سے پوچھا' اور پھر اس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور اس میں ان کے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے جو انہوں نے اپنے باپ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

اور حافظ ابو بکر بیہقی نے اسے الدلائل میں بحوالہ عبداللہ الحاکم نیشاپوری لفظاً روایت کیا ہے اور اسے سنایا بھی ہے۔

ابو محمد الحسن نے محمد بن یحییٰ بن الحسن بن جعفر بن عبداللہ بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم العقیقی مؤلف کتاب النسب کے حوالے سے بغداد میں ہمیں بتایا کہ اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد عن علی بن الحسین بن ابی طالب ابو محمد نے مدینہ میں ۲۶۱ھ میں ہم سے بیان کیا کہ علی بن جعفر بن محمد نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر سے عن جعفر بن محمد عن علی بن الحسین بن علی عن ابیہ محمد بن علی بن الحسین مجھ سے بیان کیا کہ حسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے پوچھا' پھر اس نے اس

Marfat.com

حدیث کو بیان کیا ہے۔ ہمارے شیخ حافظ ابو الحجاج مزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الاطراف'' میں پہلے دو طریقوں کے بعد اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اسماعیل بن مسلم بن قعنب القعنبی نے عن اسحاق بن صالح مخزومی عن یعقوب تیمی عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ انہوں نے ہند بن ابی ہالہ سے کہا جو وصف بیان کرنے والے تھے ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرو' تو انہوں نے اس حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

اور حافظ بیہقی نے صبیح بن عبداللہ فرغانی کے طریق سے' جو ضعیف ہے' عن عبدالعزیز بن عبدالصمد عن جعفر بن محمد عن ابیہ و عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت نبی کریم ﷺ کی صفت میں لمبی حدیث روایت کی ہے جو ہند بن ابی ہالہ کی حدیث کے قریب ہے' اور بیہقی نے اسے پوری طرح بیان کیا ہے' اور اس میں غریب الفاظ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے۔ اور ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے' وہ اس سے کفایت کرنے والا ہے۔ واللہ اعلم

اور بخاری نے عن ابی عاصم ضحاک عن عمرو بن سعید بن احمد بن حسین عن ابن ابی ملیکہ عن عقبہ بن حارث روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چند روز بعد عصر کی نماز پڑھی' آپؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے' کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھا لیا' اور کہنے لگے' ارے جو حضرت نبی کریم ﷺ کے مانند ہے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مانند نہیں؟ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے۔

اور امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے بحوالہ ابو جحیفہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ اور حضرت علی بن حسن رضی اللہ عنہما آپؐ سے مشابہت رکھتے تھے۔

اور بیہقی نے علی الروذباری سے عن عبداللہ بن جعفر بن شوذب واسطی عن شعیب عن ایوب الصریفینی عن عبیداللہ بن موسیٰ عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن ہانی عن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپؓ فرماتے ہیں' حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینے سے سر تک رسول اللہ ﷺ سے مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس کے نچلے حصے میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہ تھے۔

Marfat.com

باب:

آپ ﷺ کے پاکیزہ اخلاق وشمائل کا بیان

قبل ازیں ہم آپ ﷺ کے اصل اور نسب و پیدائش کی پاکیزگی کو بیان کر چکے ہیں' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اور بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے عن عمرو عن سعید المقبری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بنی آدم کی بہترین قوموں میں قرناً بعد قرنٍ مبعوث ہوا ہوں' حتیٰ کہ میں اس صدی میں ہوا' جس میں میں ہوں۔ اور صحیح مسلم میں واثلہ بن اسقع سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل میں سے قریش کو چنا۔ اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا' اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَالْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَّ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾

اور العوفی نے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما قول الٰہی انک لعلی خلق عظیم کے بارے میں بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ ایک عظیم دین پر یعنی اسلام پر قائم ہیں' اور یہی قول مجاہدؒ' ابن مالکؒ' السدیؒ' ضحاکؒ اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کا ہے اور عطیہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ عظیم ادب پر قائم ہیں۔

اور صحیح مسلم میں قتادہ کی حدیث سے زرارہ بن اوفی سے بحوالہ سعد بن ہشام لکھا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا' مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتایئے' تو آپ نے فرمایا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے جواب دیا بے شک' آپ نے فرمایا آپ کا خلق قرآن تھا۔

اور احمد نے اسماعیل بن علیہ سے عن یونس بن عبید عن الحسن البصری روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا آپ کا خلق قرآن تھا۔

اور امام احمد نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے' اور نسائی نے اپنی حدیث سے' اور ابن جریر نے ابن وہب کی حدیث سے' اور ان دونوں نے معاویہ بن صالح سے عن ابی الزاہریہ عن جبیر بن نفیر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا' اور میں نے آپ ﷺ سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' آپ کا خلق قرآن تھا اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن نے جو حکم دیا ہے' آپ ﷺ نے اس پر عمل کیا ہے' اور جس سے اس نے روکا ہے' اسے چھوڑ دیا ہے' اور ان اصل وفطری اخلاق عظیمہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا تھا جو کسی بشر میں موجود نہ تھے' اور نہ ہی کوئی ان سے بہتر اخلاق پر ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دین عظیم پر چلایا' جس پر آپ ﷺ سے پہلے اس نے کسی کو نہیں چلایا' اور اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ

Marfat.com

خاتم النبیین بھی ہیں' پس نہ آپؐ کے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول' اور آپؐ میں حیاء' سخاوت' شجاعت' حلم' درگذر' رحمت اور دیگر اخلاق کاملہ بھی پائے جاتے تھے' جن کی صفت بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن واقد نے عن بشر بن عبداللہ عن ابی ادریس خولانی عن ابی الدرداء ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا' آپ کا خلق قرآن تھا' آپ اس کی رضا سے راضی' اور اس کی ناراضگی سے ناراض ہوتے تھے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں خبر دی کہ بخارا کے فقیہ احمد بن سہل نے ہمیں بتایا کہ قیس بن انیف نے ہمیں خبر دی کہ قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان نے عن ابی عمران عن زید بن مانبوس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا' اے ام المومنینؓ! رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے' آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے اخلاق' پھر فرمایا' کیا تم سورۃ مومنون پڑھتے ہو' قد افلح المومنون کی دس آیات پڑھو' پھر فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق تھے' اور اسی طرح نسائی نے اسے قتیبہ سے روایت کیا ہے' اور بخاری نے ہشام بن عروہ کی حدیث سے اس کے باپ سے بحوالہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ کے بارے میں روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ لوگوں کے اخلاق میں سے عفو کو لے لیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سعید بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن محمد نے عن محمد بن عجلان عن القعقاع بن حکیم عن ابی صالح' عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ مجھے اخلاق صالحہ کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور حافظ ابوبکر خرائطی نے اسے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا' کہ مجھے اخلاق فاضلہ کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔

اور بخاری نے ابو اسحاق کی جو حدیث بحوالہ البراء بن عازب پہلے روایت کی ہے' اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے حسین چہرہ اور حسین اخلاق تھے' اور مالک زہری سے عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپؐ نے دونوں میں سے آسان کو اختیار کیا' جبکہ وہ گناہ نہ ہو' اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپؐ اس سے دور تر ہوتے۔ اور آپؐ نے کسی سے اپنا انتقام نہیں لیا' سوائے اس کے کہ حرمت الٰہی کی بے حرمتی ہوتی ہو۔ پس آپ محض اللہ کی خاطر اس کا انتقام لیتے' اور بخاری اور مسلم نے اسے مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے اور مسلم نے عن ابی کریب عن ابی اسامہ عن ہشام عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' نہ غلام کو نہ عورت کو نہ خادم کو' سوائے اس کے کہ وہ راہ خدا میں جہاد کر رہا ہو' اور نہ آپ نے کسی سے انتقام لیا' سوائے اس کے کہ وہ محارم الٰہی سے کسی کی بے حرمتی کر رہا ہو اور محض اللہ کی خاطر اس سے انتقام لیتے۔

Marfat.com

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن زہری عن عروہ' عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں بتایا' آپ فرماتی ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خادم اور عورت کو کبھی اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' اور نہ کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے' سوائے اس کے کہ وہ راہ خدا میں جہاد کر رہا ہو۔ اور جب بھی آپ کو دو باتوں میں اختیار دیا گیا' آپؐ نے ان دونوں میں سے آسان کو اختیار کرنا پسند کیا' جب تک وہ گناہ نہ ہوتی۔ اور جب وہ گناہ ہوتی تو آپؐ سب لوگوں سے زیادہ گناہ سے دور تر ہوتے' اور نہ ہی آپؐ نے کسی چیز سے اپنا انتقام لیا' یہاں تک کہ حرماتِ الٰہیہ کی بے حرمتی ہو تو آپؐ اللہ کی خاطر انتقام لیتے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے بحوالہ ابواسحاق ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوعبداللہ الجدلی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا' اور میں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ فحش گو اور بدکلام نہ تھے' اور نہ ہی بازاروں میں شور مچانے والے تھے' اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے' بلکہ معاف اور درگذر کرتے تھے یا یہ کہا کہ معاف کرتے اور بخش دیتے تھے' ابوداؤد کو شک ہوا ہے۔ اور ترمذی نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ آدم اور عاصم بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہم سے بیان کیا کہ القوامہ کے غلام صالح نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا آپ پوری طرح آگے پیچھے ہوتے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ فحش گو اور بدکلام نہ تھے' اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے تھے۔ آدم نے یہ اضافہ بھی کیا ہے' کہ میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد کسی کو آپ کی مانند نہیں دیکھا۔

اور بخاری نے بیان کیا ہے کہ عبدان نے عن ابی حمزہ عن اعمش عن ابی وائل عن مسروق عن عبداللہ بن عمر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فحش گو اور بدکلام نہ تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے' کہ تم میں بہتر وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہے' اور مسلم نے اسے اعمش کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور بخاری نے فلیح بن سلیمان کی حدیث سے عن ہلال بن علی عن عطاء بن یسار عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تورات میں بھی رسول اللہ ﷺ کی وہی صفات بیان ہوئی ہیں جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں ﴿ یَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴾ اے نبی ہم نے آپ کو شاہد' مبشر اور نذیر اور امیوں کے لیے محافظ بنا کر بھیجا ہے' آپؐ میرے بندے اور رسولؐ ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے' آپؐ بداخلاق' تندخو اور بازاروں میں شور مچانے والے نہیں ہیں۔ اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں۔ بلکہ معاف اور درگذر کرتے ہیں اور اللہ آپ کو ہرگز موت نہیں دے گا یہاں تک کہ آپؐ کے ذریعے کجرو ملت کو سیدھا کر دے اور وہ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگیں۔ اور وہ ان کی اندھی آنکھوں' بہرے کانوں اور بند دلوں کو کھول دے گا' اور اس نے عبداللہ بن سلام اور کعب الاحبار سے بھی روایت کی ہے۔

اور بخاری بیان کرتے ہیں' کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ نے عن شعبہ عن قتادہ' عن عبداللہ بن ابی عتبہ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پردہ نشین دوشیزہ سے بھی زیادہ حیادار تھے' ابن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ'

Marfat.com

اور عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بھی ہم سے اس کی مانند بات بیان کی ہے۔ اور جب آپ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو کراہت کے آثار آپ کے چہرے سے معلوم ہو جاتے۔ اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں' کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا' کہ فلیح نے ہلال بن علی سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دشنام طراز' لعنت کرنے والے اور فحش گو نہ تھے۔ اور ناراضگی کے وقت آپ ہم میں سے کسی کو کہتے: ''اسے کیا ہو گیا ہے' اس کی جبین خاک آلود ہو' اور بخاری نے اسے محمد بن سنان سے بحوالہ فلیح روایت کیا ہے۔

اور صحیحین میں حماد بن زید کی حدیث سے ثابت سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ بیان ہوا ہے۔ اور الفاظ مسلم کے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے حسین' سخی اور شجاع تھے' اور ایک شب اہل مدینہ خوفزدہ ہوئے اور لوگ آواز کی طرف چل پڑے' تو رسول اللہ ﷺ انہیں واپس آتے ہوئے ملے' اور آپ ان سے پہلے آواز کی طرف چلے گئے' اور آپ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بے زین گھوڑے پر سوار تھے۔ اور آپ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی' اور آپ فرما رہے تھے' ڈرو نہیں' ڈرو نہیں' اور فرمایا' ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا ہے۔ یا یہ کہ بلاشبہ یہ سمندر ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' وہ گھوڑا است رو تھا' پھر مسلم بیان کرتے ہیں کہ بکیر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے عن سعید عن قتادہ عن انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک خوف طاری تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوطلحہ کا مندوب نامی گھوڑا استعار لیا اور اس پر سوار ہو گئے۔ اور فرمایا' ہم نے کوئی خوف محسوس نہیں کیا' اور بلاشبہ ہم نے اسے سمندر پایا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' کہ جب جنگ شدت اختیار کر جاتی تو ہم رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اپنا بچاؤ کرتے' اور ابو اسحاق السبیعی' حارثہ بن مضرب سے بحوالہ حضرت علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ جب بدر کی جنگ ہوئی تو ہم رسول اللہ ﷺ کے ذریعے مشرکین سے اپنا بچاؤ کرتے اور آپ بہت جنگجو تھے' احمد اور بیہقی نے بھی اسے بیان کیا ہے۔ اور قبل ازیں غزوۂ ہوازن میں بیان ہو چکا ہے کہ جب اس روز حضور ﷺ کے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم بھاگ گئے تو آپ اپنے خچر پر سوار ثابت قدم رہے۔ اور اپنے نام کو بلند کر کے کہہ رہے تھے: انا النبی لا کذب' انا ابن عبدالمطلب اور اس کے ساتھ ساتھ آپ اسے دشمن کے مقابل میں تیزی سے لیے جا رہے تھے' اور یہ آپ کی عظیم شجاعت اور مکمل توکل کی انتہائی بات ہے۔

اور صحیح مسلم میں اسماعیل بن علیہ کی حدیث سے' عبدالعزیز سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان ہوا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے' تو ابوطلحہ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے' اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ بلاشبہ انس رضی اللہ عنہ ایک عقلمند جوان ہے' یہ آپ کی خدمت کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے سفر و حضر میں آپ کی خدمت کی۔ خدا کی قسم! جب میں نے کوئی کام کیا تو آپ نے مجھے کبھی نہ کہا کہ تو نے اسے اس طرح کیوں کیا ہے؟ اور جب میں نے کوئی کام نہ کیا تو آپ نے مجھے کبھی نہ کہا کہ تو نے اسے اس طرح کیوں نہیں کیا؟

اور مسلم نے ہی سعید بن ابی بردہ کی حدیث سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ میں نے نو سال رسول اللہ ﷺ کی

Marfat.com

خدمت کی، مجھے معلوم نہیں کہ آپؐ نے کبھی مجھے کہا ہو کہ تو نے ایسے کیوں نہیں کیا اور نہ آپؐ نے مجھ پر کبھی عیب لگایا، اور مسلم ہی نے عکرمہ بن عمار کی حدیث سے بحوالہ بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر خوش اخلاق تھے، آپؐ نے ایک روز مجھے کسی کام کے لیے بھیجا، تو میں نے کہا، قسم بخدا، میں نہیں جاؤں گا۔ اور میرے دل میں تھا کہ میں اس کام کے لیے جاؤں گا جس کا حکم آپؐ نے مجھے دیا ہے۔ پس میں باہر نکلا، اور بازار میں کھیلتے بچوں کے پاس سے گذرا، تو اچانک رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے میری گدی کو پکڑ لیا۔

راوی بیان کرتا ہے، میں نے آپ کی طرف دیکھا، تو آپ مسکرا رہے تھے، آپؐ نے فرمایا اے انسؓ! کیا آپ وہاں گئے تھے، جہاں میں نے آپ کو حکم دیا تھا؟ میں نے کہا، ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں جاؤں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، خدا کی قسم! میں نے نو سال آپ کی خدمت کی، مجھے معلوم نہیں کہ آپؐ نے مجھے کسی کام کے کرنے پر کہا ہو کہ تو نے اسے اس طرح کیوں کیا۔ یا کسی کام کے نہ کرنے پر کہا ہو کہ تو نے اسے اس طرح کیوں نہیں کیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ عمران القصیر نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی، پس آپؐ نے مجھے جو حکم دیا، اس میں سستی کرنے یا اسے ضائع کرنے پر آپؐ نے مجھے ملامت نہیں کی۔ اور اگر آپؐ کے اہل میں سے مجھے کسی نے ملامت کی، تو آپ نے فرمایا، اسے چھوڑ دو، اگر اس کام کا ہونا مقدر ہوتا تو ہو جاتا۔ پھر احمد نے اسے عن علی بن ثابت عن جعفر بن برقان عن عمران البصری القصیر عن انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے، اور حدیث کو بیان کیا ہے امام احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا، کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا، کہ ابوالتیاح نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر خوش اخلاق تھے۔ اور میرا ایک بھائی تھا جسے ابوعمیر کہا جاتا تھا۔ میرا خیال ہے آپ نے اسے فطیم کہا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور اسے دیکھتے، تو فرماتے، ابوعمیر چڑیا کے بچے نے کیا کیا ہے، راوی بیان کرتا ہے کہ وہ چڑیا سے کھیلا کرتا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ بسا اوقات نماز کا وقت ہو جاتا، اور آپؐ ہمارے گھر میں ہوتے تو جو کپڑا آپؐ کے نیچے ہوتا اسے بچھانے کا حکم دیتے، پس آپ نماز دیتے، پھر پانی چھڑکتے، پھر آپ کھڑے ہو جاتے، اور ہم آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے، اور آپ ہمیں نماز پڑھاتے، راوی بیان کرتا ہے آپ کا بچھونا کھجور کی ٹہنیوں کا ہوتا تھا۔ اور ابوداؤد کے سوا ایک جماعت نے اسے کئی طریق سے عن ابی التیاح یزید بن حمید عن انسؓ اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور صحیحین میں زہری کی حدیث سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان شریف میں جب جبریل آپؐ سے ملاقات کرتے، اور آپ کو قرآن پڑھ کر سناتے، تو آپ بہت زیادہ سخاوت کرتے، اور رسول اللہ ﷺ چھوڑی ہوا سے بھی زیادہ بڑھ کر مال کی سخاوت کرتے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوکامل نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ سلم العلوی نے ہم سے بیان

Marfat.com

کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص پر زردی کے نشان دیکھے' تو آپؐ نے اسے ناپسند کیا' راوی بیان کرتا ہے' جب وہ آدمی اٹھ گیا' تو آپؐ نے فرمایا' کاش تم اس آدمی کو مشورہ دیتے کہ وہ اس زردی کو دھودے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ جس چیز کو ناپسند کرتے' اس کی موجودگی میں کسی کا سامنا نہ کرتے۔

اور ابوداؤد اور ترمذی نے اسے الشمائل میں روایت کیا ہے' اور نسائی نے الیوم واللیلۃ میں حماد بن زید کی حدیث سے بحوالہ سلم بن قیس العلوی البصری روایت کیا ہے' اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے نہیں ہے' یہ ستاروں میں غور وفکر کیا کرتا تھا' اور عدی بن ارطاۃ نے میرے پاس چاند دیکھنے کے بارے میں گواہی دی ہے' اور اس کی گواہی جائز نہیں۔

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں' کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے عن مسلم عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی آدمی کے متعلق کوئی بات معلوم ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہتے کہ فلاں کا کیا حال ہے' بلکہ فرماتے ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اس اس طرح کہتے ہیں۔

اور صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھے کوئی آدمی کسی آدمی کے متعلق کوئی بات نہ بتائے' میں تمہاری طرف صاف دل ہو کر جانا پسند کرتا ہوں۔

اور مالک' اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا' اور آپؐ پر ایک موٹے کنارے والی چادر تھی' ایک بدو آپؐ سے ملا' اور اس نے زور سے آپ کی چادر کو کھینچا' یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے کندھے کے کنارے کو دیکھا جس پر کھچاوٹ کی شدت کی وجہ سے نشان بن گیا تھا' پھر وہ کہنے لگا' اے محمد ﷺ' خدا کا جو مال آپؐ کے پاس ہے' اس میں سے میرے لیے حکم دیجیے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے پھر اسے عطیہ دینے کا حکم دیا۔ دونوں نے اسے مالک کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ہلال قرشی نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے' اور جب آپ کھڑے ہوئے تو ہم بھی آپؐ کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ایک بدو آیا اور کہنے لگا' اے محمدؐ! مجھے دیجیے' آپؐ نے فرمایا' نہیں' اور میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ اس نے آپ کی چادر کے کنارے کو کھینچا' اور آپ کو خراش لگائی۔

راوی بیان کرتا ہے' لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا تو آپؐ نے فرمایا' اسے چھوڑ دو۔ پھر اسے عطیہ دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ یہ آپ کی قسم تھی کہ نہیں میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس حدیث کی اصل کو ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے کئی طریق سے عن محمد بن ہلال بن ابی ہلال مولیٰ بنی کعب عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی طرح روایت کیا ہے۔

Marfat.com

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن موسیٰ نے عن شیبان عن اعمش عن ثمامہ بن عتبہ عن زید بن ارقم ہم سے بیان کیا کہ ایک انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا۔ اور آپ کو امین بنایا کرتا تھا' اس نے آپؐ کے لیے دھاگے میں گرہ لگائی۔ یعنی جادو کیا' اور اسے کنویں میں پھینک دیا' جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ بیمار[1] پڑ گئے' اور دو فرشتے آپؐ کے پاس آپ کی عیادت کے لیے آئے' اور انہوں نے آپ کو بتایا کہ فلاں شخص نے آپؐ کے لیے گرہ لگائی ہے' اور وہ فلاں کنویں میں ہے' اور اس کے جادو کی شدت سے پانی زرد ہو گیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے آدمی بھیج کر اس دھاگے کو نکلوایا' اس نے دیکھا کہ پانی زرد ہو چکا ہے' پس اس نے گرہ کو کھولا' اور حضرت نبی کریم ﷺ سو گئے' اور میں نے اس کے بعد بھی اس آدمی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے دیکھا ہے۔ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے چہرے پر اس کی آمد سے کوئی ناگواری نہیں دیکھی' یہاں تک کہ آپؐ وفات پا گئے۔

میں کہتا ہوں' صحیح میں مشہور حدیث ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے ایک کنگھی اور روئی کے گالے میں' جو ذروان کے کنویں تلے' کھجور کے خوشے میں تھا' حضرت نبی کریم ﷺ پر جادو کیا' اور یہ کیفیت چھ ماہ تک رہی' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے معوذتین کی دو سورتیں نازل فرمائیں۔

کہتے ہیں کہ ان دونوں کی گیارہ آیات ہیں' اور جس دھاگے میں جادو کیا گیا تھا' اس میں بھی گیارہ گرہیں تھیں۔ اور ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں اسے مفصل طور پر بیان کیا ہے جو کافی ہے۔ واللہ اعلم

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا' کہ عمران بن ابو یحییٰ الملائی نے ہم سے بیان کیا کہ زید العمی نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب مصافحہ کرتے یا کوئی آدمی آپؐ سے مصافحہ کرتا تو آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے الگ نہ کرتے' یہاں تک کہ وہ آدمی اپنا ہاتھ الگ کر لیتا' اور اگر اس کے روبرو ہوتے تو اپنا منہ نہ پھیرتے' یہاں تک کہ وہ آدمی آپؐ سے منہ پھیر لیتا' اور اپنے ہم نشین کے سامنے اپنے گھٹنوں کے اگلے حصے کو نہ دیکھتے۔

اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے عمران بن زید ثعلبی ابی یحییٰ طویل کوفی کی حدیث سے زید بن الحواری سے بحوالہ حضرت

---

[1] اصل کتاب میں صرع کا لفظ ہے' جس کے معنی مرگی کے ہیں۔ میں نے اس ترجمے سے انحراف کر کے ''بیمار پڑ گئے'' ترجمہ کیا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ میں انبیاء کو اس قسم کی بیماریوں سے محفوظ سمجھتا ہوں۔ اس کے علاوہ قرآن شریف میں ہے کہ ''ولا یفلح الساحر حیث اتی'' جادوگر نبی کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ تصور کر لیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو ہو گیا تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطنت روحانیت پر غالب آ گئی تھی' حالانکہ آپؐ نے خود فرمایا ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے یعنی آپ کی روحانیت کے مقابلہ میں شیطان بے بس ہے' پھر ایک حدیث میں ہے کہ شیطان میرا تمثل اختیار نہیں کر سکتا۔ پس جس وجود باجود کے تمثل کو اختیار کرنا بھی شیطان کے بس میں نہیں' اس کے متعلق یہ خیال کرنا کہ شیطان اس پر غالب آ گیا تھا' غلط بات ہے' پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''ان عبادی لیس لک علیھم سلطان'' کہ میرے بندوں پر شیطان کو تسلط حاصل نہ ہو گا۔ ان قرآنی شواہد کی بنا پر میرا نظریہ یہ ہے کہ انبیاء کو نہ مرگی کے دورے پڑتے ہیں اور نہ ان پر جادو ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی صاحب ان شواہد کی موجودگی کے باوجود انبیاء کے متعلق یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ ان کو مرگی کے دورے پڑتے ہیں' اور ان پر جادو ہو جاتا ہے تو یہ ان کا اپنا خیال ہے' جسے قرآن کریم کی تائید حاصل نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ حدیث میں سحر کا لفظ آیا ہے تو اس کا مفہوم اس لفظ کے مختلف معانی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن منیع نے ہم سے بیان کیا کہ ابوقطن نے ہم سے بیان کیا کہ مبارک بن فضالہ نے ثابت البنانی سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی آدمی کو رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرتے نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنے سر کو ایک طرف کیا ہو' یہاں تک کہ وہ آدمی اپنے سر کو ایک طرف کر لیتا۔ اور نہ میں نے کسی آدمی کو آپ کا ہاتھ پکڑتے دیکھا ہے کہ آپ نے اس کے ہاتھ کو چھوڑ دیا ہو' یہاں تک کہ وہ آدمی آپ کے ہاتھ کو چھوڑ دیتا' اور ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر اور حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جعفر نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ میں نے علی بن یزید کو بیان کرتے سنا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر مدینہ کی کوئی لڑکی آ کر رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی تو آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے الگ نہ کرتے' یہاں تک کہ وہ جہاں چاہتی' آپ کو لے جاتی' اور ابن ماجہ نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ حمید نے ہم سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ اگر اہل مدینہ کی کوئی لونڈی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو پکڑ لیتی' تو وہ اپنے کام میں آپ کو لیے پھرتی۔

اور امام بخاری نے اسے اپنی صحیح کی کتاب الادب میں معلق روایت کی ہے' اور بیان کیا ہے کہ محمد بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ وہ ابن الطباع ہے۔ ہشیم نے ہم سے بیان کیا' اور پھر اس نے حدیث کو بیان کیا ہے' اور طبرانی بیان کرتے ہیں کہ ابوشعیب حرانی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ بابلتی نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب بن نہیک نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے سنا' وہ کہتے ہیں' میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے ایک بزاز کو دیکھا' اور چار درہم میں اس سے ایک قمیص خریدی۔ آپ وہ قمیص پہن کر باہر نکلے تو ایک انصاری نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! مجھے قمیص پہنایئے' اللہ آپ کو جنت کا لباس پہنائے گا۔ تو آپ نے قمیص اتار کر اسے پہنا دی' پھر دوکاندار کے پاس آئے اور اس سے چار درہم میں قمیص خریدی' اور آپ کے پاس صرف دو درہم باقی رہ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ راستے میں ایک بچی رو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا' تو کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ میرے گھر والوں نے مجھے آٹا خریدنے کے لیے دو درہم دیئے تھے' وہ گم ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بقیہ دو درہم اسے دے دیئے' پھر واپس آئے تو وہ رو رہی تھی' آپ نے اسے بلا کر پوچھا تو کیوں روتی رہتی ہے جبکہ تو نے دو درہم بھی لے لیے ہیں؟ اس نے کہا مجھے خدشہ ہے کہ وہ مجھے زدوکوب کریں گے۔ تو آپ اس کے ساتھ اس کے گھر والوں کے پاس گئے' اور سلام کیا تو انہوں نے آپ کی آواز پہچان لی۔ پھر آپ واپس گئے اور سلام کیا پھر واپس گئے اور سلام کیا' پھر گئے اور تیسری بار سلام کہا تو انہوں نے جواب دیا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے پہلا سلام سن لیا تھا؟ انہوں نے کہا' ہاں! لیکن ہم نے چاہا کہ آپ ہمیں زیادہ سلام دیں۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کس بات نے مضطرب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' مجھے اس بچی پر رحم آیا کہ تم اسے مارو گے اس کے مالک نے کہا' آپ کے اس کے ساتھ آنے کی وجہ سے یہ خدا کی خوشنودی کے لیے آزاد ہے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھلائی اور جنت کی بشارت دی' پھر فرمایا' اللہ تعالیٰ نے آپ کی محبت میں

Marfat.com

برکت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اور انصار کے ایک آدمی کو قمیص پہنائی' اور اللہ نے اس کے بدلے میں ایک گردن کو آزاد کیا۔ اور میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے اپنی قدرت سے ہمیں یہ توفیق دی ہے۔ طبرانی نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے' اور اس کے اسناد میں ایوب بن نہیک حلبی بھی ہے' جسے ابو حاتم نے ضعیف قرار دیا ہے' اور ابوزرعہ اسے منکر الحدیث کہتے ہیں اور ازدی اسے متروک کہتے ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ خلل تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک ضرورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اے ام فلاں' جس راستے پر چاہو' انتظار کرو۔ پس آپؐ اس کے ساتھ کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگے' یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری ہو گئی' اور اسی طرح مسلم نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور صحیحین میں اعمش کی حدیث سے' ابو حازم سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کی برائی نہیں کی۔ اگر چاہتے تو اسے کھا لیتے' وگرنہ اسے ترک کر دیتے۔

اور ثوری نے عن اسود بن قیس عن شیخ العوفی ❶ عن جابر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ہمارے گھر آئے' اور ہم نے آپؐ کے لیے بکری ذبح کی' تو آپؐ نے فرمایا گویا انہیں معلوم ہے کہ ہم گوشت کو پسند کرتے ہیں۔ (الحدیث)

اور محمد بن اسحاق' عن یعقوب بن عتبہ عن عمر بن عبدالعزیز عن یوسف بن عبداللہ بن سلام عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب باتیں کرنے بیٹھتے تو آسمان کی طرف بہت نگاہ اُٹھاتے' اور اسی طرح ابوداؤد نے اسے اپنے سنن میں محمد بن اسحاق کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ سلمہ بن شعیب نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن محمد انصاری نے عن ربیع بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن جدہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو اپنے ہاتھ سے گوٹھ مار لیتے' اور البزار نے اسے اپنے مسند میں اپنے الفاظ سے روایت کیا ہے' آپؐ جب بیٹھتے تو اپنے گھٹنوں کو کھڑا کر لیتے' اور اپنے ہاتھوں سے گوٹھ مار لیتے۔

پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ حفص بن عمر اور موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن حسان عنبری نے ہم سے بیان کیا کہ میری دونوں دادیوں صفیہ اور دحیبہ دختران علیبہ نے مجھ سے بیان کیا۔ موسیٰ کہتے ہیں کہ حرملہ کی بیٹی نے (وہ دونوں قیلہ بنت مخرمہ کی سوتیلی لڑکیاں تھیں' اور وہ ان دونوں کے باپ کی دادی تھی) ان دونوں کو بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو گوٹھ مار کر بیٹھے دیکھا' وہ بیان کرتی ہیں' جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو عاجزانہ رنگ میں بیٹھے دیکھا تو میں خوف سے کانپ گئی' اور ترمذی نے اسے الشمائل اور الجامع میں عن عبد بن حمید عن عفان بن مسلم بن عبداللہ بن حسان روایت کیا ہے' اور وہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے' جسے مکمل طور پر طبرانی نے المعجم الکبیر میں بیان کیا ہے۔

---

❶ شاید یہ شقیق کوفی ہے یعنی شقیق بن سلمہ اسدی ابو وائل کوفی جو تابعین کے ایک سردار ہیں۔ اور اسود بن قیس نے ان سے نقل کی ہے۔

Marfat.com

اور بخاری بیان کرتے ہیں کہ حسن بن الصباح البزار نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کوئی بات بیان کرتے۔ اور اگر کوئی گننے والا اسے گننا چاہتا تو اسے گن لیتا۔

بخاری بیان کرتے ہیں کہ لیث بیان کرتے ہیں کہ یونس نے بحوالہ ابن شہاب مجھ سے بیان کیا' کہ عروہ بن زبیر نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے بتایا کہ آپ فرماتی ہیں کہ فلاں کے باپ نے تجھے تعجب میں نہیں ڈالا' وہ آ کر میرے حجرے کے ایک طرف بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں باتیں کرنے لگا' اور وہ مجھے سنائی دے رہی تھیں اور میں تسبیح کر رہی تھی' اور وہ میرے تسبیح مکمل کرنے سے قبل اٹھ گیا۔ اور اگر میں اسے پاتی تو اسے جواب دیتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح بات بیان نہیں کرتے تھے۔

اور احمد نے اسے علی بن اسحاق سے' اور مسلم نے حرملۃ سے' اور ابوداؤد نے سلیمان بن داؤد سے روایت کیا ہے' اور سب نے ابن وہب سے بحوالہ یونس بن یزید اسے روایت کیا ہے' اور ان کی روایت میں ہے کہ کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات نے مجھے تعجب میں نہیں ڈالا' اور پھر اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے عن سفیان عن اسامہ عن زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپؓ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کا کلام فصیح ہوتا تھا اور جسے ہر کوئی سمجھ لیتا تھا۔ آپ مسلسل بیان نہیں کرتے تھے' اور ابوداؤد نے اسے ابن ابی شیبہ سے بحوالہ وکیع روایت کیا ہے۔ اور ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعر نے ہم سے بیان کیا کہ ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حضرت جابر بن عبداللہ یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے کلام میں ترتیب اور آہستگی پائی جاتی تھی۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المثنیٰ نے ثمامہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی بات کرتے' تو اسے تین دفعہ دہراتے۔ اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تو انہیں تین بار سلام کہتے' اور بخاری نے اسے عبدالصمد کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ثمامہ بن انس کو بیان کرتے سنا' کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بات کرتے' تو بات کو تین بار دھراتے۔ اور بیان کرتے کہ حضرت نبی کریم ﷺ جب بات کرتے تو تین بار بات کو دھراتے تھے' اور تین بار اجازت طلب کیا کرتے تھے۔ اور جس حدیث کو ترمذی نے عن عبداللہ بن المثنیٰ عن ثمامہ عن انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' اس میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بات کرتے تو اسے تین بار دھراتے' تاکہ آپ کی بات کو سمجھ لیا جائے پھر ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے' اور صحیح میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے اور میں تمہارے لیے حکم کو مختصر کر دیتا ہوں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا' کہ لیث نے ہم سے بیان کیا کہ عُقیل بن خالد نے ابن شہاب سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مجھے جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے' اور میں رُعب کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں۔ اور زمین میرے لیے پاک اور مسجد بنائی گئی ہے' اور نیند کی حالت میں مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں' اور میں نے اپنے ہاتھ میں رکھیں' اور بخاری نے اسے اسی

Marfat.com

طرح لیث کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے عبدالرحمٰن اعرج سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ میں رعب کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں' اور مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں۔ اور نیند کی حالت میں مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں اور میں نے اپنے ہاتھ میں رکھ لیں' احمد اس طریق سے اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رعب سے مدد دیا گیا ہوں۔ اور مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں' اور زمین میرے لیے پاک اور مسجد بنائی گئی ہے۔ اور نیند کی حالت میں مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں' اور میں نے ہاتھ میں رکھ لیں۔ احمد اس طریق سے اسے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ اور یہ مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

اور صحیحین میں ابن وہب کی حدیث سے' بحوالہ عمرو بن الحرث لکھا ہے کہ ابوالنضر نے سلیمان بن یسار سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھلکھلا کر ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ کے حلق کا کوا دیکھ لوں' آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔

اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے عبداللہ بن مغیرہ سے بحوالہ عبداللہ بن الحرث ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تبسم کرنے والا نہیں دیکھا' پھر انہوں نے اسے لیث کی حدیث سے یزید بن ابی حبیب بحوالہ عبداللہ بن الحرث بن جزء' روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ہنسی' صرف تبسم تھا۔ پھر اسے صحیح کہا ہے۔ اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوخیثمہ نے بحوالہ سماک بن حرب ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا' کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' اکثر آپ جس مصلیٰ پر فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے' اس سے سورج طلوع ہونے پر اٹھتے تھے' اور لوگ آپس میں باتیں کرتے اور جاہلیت کی باتوں میں لگ کر ہنستے' اور رسول اللہ ﷺ تبسم فرماتے۔

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شریک اور قیس بن سعد نے بحوالہ سماک بن حرب ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا' کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' آپ کم گو خاموش اور کم ہنستے تھے۔ اور بسا اوقات آپ کے پاس آپ کے اصحاب ایک دوسرے کو شعر سناتے' اور بعض اوقات آپ ان کے امور کے متعلق بات کرتے تو وہ ہنس پڑتے' اور بسا اوقات آپ تبسم فرماتے۔

اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابوعبداللہ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمٰن المقری نے ہمیں بتایا کہ لیث بن سعد نے بحوالہ ولید بن ابی الولید ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن خارجہ نے بحوالہ خارجہ بن زید بن ثابت اسے بتایا کہ کچھ لوگ میرے باپ کے پاس

Marfat.com

آئے' اور کہنے لگے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق کچھ بتائیے' انہوں نے کہا' جب وحی نازل ہوئی تو میں آپ کا پڑوسی تھا' آپؐ نے مجھے پیغام بھیجا' تو میں آپؐ کے پاس آیا' اور میں وحی لکھا کرتا تھا۔ اور جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے۔ اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے۔ اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے' اور یہ ساری باتیں ہم تمہارے پاس ان سے بیان کرتے ہیں۔ اور ترمذی نے الشمائل میں عن عباس الدوری لحن ابی عبدالرحمن عن عبداللہ بن یزید المقری روایت کیا ہے۔

آپ کی سخاوت:

صحیحین میں زہری کے طریق سے عبیداللہ بن عبداللہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس' جس روایت کی بخاری اور مسلم نے تخریج کی ہے' وہ قبل ازیں بیان ہو چکی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے' اور رمضان شریف میں جب جبریل علیہ السلام وحی کے ساتھ آپؐ سے ملاقات کرتے' اور آپ کو قرآن سناتے' اس وقت آپؐ سب سے زیادہ سخی ہوتے اور رسول اللہ ﷺ مال کی سخاوت میں چھوڑی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے' یہ تشبیہ انتہائی بلیغ ہے کیونکہ اس میں سخاوت کو چھوڑی ہوئی ہوا سے اس کے عموم وتواتر اور عدم انقطاع سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اور صحیحین میں سفیان بن سعید الثوری کی حدیث سے محمد بن المنکدر سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کبھی کسی چیز کا سوال نہیں ہوا کہ آپؐ نے نہیں کہا ہو۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی عدی نے عن حمید عن موسیٰ بن انیس عن انس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے جب بھی اسلام کے نام پر کسی چیز کا سوال ہوا' آپؐ نے اسے دے دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے صدقہ کی بکریوں میں سے' جو دو پہاڑوں کے درمیان تھیں' اسے بہت سی بکریاں دینے کا حکم دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ آدمی اپنی قوم کے پاس واپس گیا' اور کہنے لگا' اے میری قوم' مسلمان ہو جاؤ' بلاشبہ محمد ﷺ ایسی بخشش کرتے ہیں کہ فاقہ کا خوف نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی آدمی دنیا کے حصول کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا۔ اور ابھی شام نہ ہوتی کہ اسے آپ کا دین' دنیا و مافیہا سے محبوب وعزیز ہو جاتا مسلم نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

یہ بخشش اس لیے ہوتی تھی تاکہ آپؐ ان لوگوں کی تالیف قلب کریں جو اسلام کے بارے میں کمزور دل ہیں۔ اور آپؐ دوسروں کو اس لیے متالف کرتے تھے تاکہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ جس طرح کہ آپؐ نے حنین کے روز بے شمار اموال' یعنی اونٹ' بکریاں' سونا اور چاندی مؤلفۃ القلوب میں تقسیم کر دیا' اور اس کے ساتھ ساتھ آپؐ نے انصار اور جمہور کو کچھ نہ دیا' بلکہ ان لوگوں میں خرچ کر دیا جنہیں آپؐ اسلام سے مالوف کرنا چاہتے تھے۔ اور ان لوگوں کو چھوڑ دیا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں غنا اور بھلائی پیدا کی تھی۔ اور انصار میں سے جس شخص نے ناراضگی کے باعث اس تقسیم کی حکمت کے متعلق پوچھا' آپؐ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا' کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ تو بکریاں اور اونٹ لے جائیں' اور تم خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھروں میں لے جاؤ' انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔

Marfat.com

اسی طرح آپؐ نے اپنے چچا' حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مسلمان ہونے کے بعد بحرین سے آمدہ مال عطا کیا' اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو شوق دلانے کے لیے اسے مسجد میں اپنے سامنے رکھا' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے عطا کیجیے' میں نے بدر کے روز اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا لیجیے۔ پس انہوں نے اپنا کپڑا اتارا اور اس میں اس مال کو رکھنے لگے' پھر کھڑے ہوئے تا کہ اس مال کو اٹھائیں تو اسے اٹھا نہ سکے' اور رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے' اس مال کو اٹھا کر مجھ پر رکھ دیجیے' فرمایا: میں ایسا نہیں کروں گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' کسی آدمی کو حکم دیجیے کہ وہ اس کو اٹھا کر مجھ پر رکھ دے' فرمایا نہیں' پس انہوں نے کچھ مال اس سے کم کیا' پھر دوبارہ اٹھایا مگر اٹھا نہ سکے' حضرت عباسؓ نے آپؐ سے اٹھوانے کو کہا یا یہ کہ آپ کسی آدمی کو حکم دیں' کہ وہ اسے اٹھوا دے' مگر آپؐ نے ایسا نہ کیا' پھر انہوں نے اس سے کچھ مال کم کیا اور باقی کو اٹھا لیا اور اسے لے کر مسجد سے باہر نکل گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی نگاہ' ان کی حرص پر تعجب کرتے ہوئے ان کا پیچھا کرنے لگی۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایک طاقتور' طویل اور شریف آدمی تھے' آپؐ نے کم از کم جو چیز اُٹھائی' وہ چالیس ہزار کے قریب تھی۔ واللہ اعلم

اور بخاری نے اسے اپنی صحیح میں کئی مقامات پر جزم کے صیغہ کے ساتھ معلق بیان کیا ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

کی وجہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بیان کیا جاتا ہے۔

اور آپؐ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور شجاع تھے۔ (الحدیث) اور وہ ایسے کیوں نہ ہوتے آپؐ اللہ کے رسول تھے' اور آپ کی پیدائش اکمل طور پر ہوئی تھی۔ اور جو کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے' اس پر آپ کو اعتماد تھا۔ اور اللہ نے اپنی محکم کتاب میں آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے''۔ نیز فرماتا ہے: ''اور تم جو چیز بھی خرچ کرو گے وہ اس کا معاوضہ دے گا اور وہ بہترین رازق ہے''۔

اور حضور ﷺ نے جو اپنے وعدے اور قول میں صادق و مصدوق ہیں' اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلالؓ! خرچ کر اور عرش والے سے فقر کا خوف نہ کر' نیز آپؐ نے فرمایا کہ ہر روز جب بندوں پر صبح ہوتی ہے تو دو فرشتے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہے' اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا عوض دے۔ اور دوسرا کہتا ہے' اے اللہ' مال روکنے والے کو تباہ کر دے۔

اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' بخل نہ کر' ورنہ اللہ تجھ سے بخل کرے گا۔ اور بندنہ کر' ورنہ اللہ تجھ سے بند کر دے گا۔ اور صحیح میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم خرچ کر' میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ پس آپ کیسے سب لوگوں سے سخی اور شجاع نہ ہوتے' اور آپؐ ایسے متوکل تھے کہ توکل میں

Marfat.com

کوئی آپؐ سے بڑھ کر نہ تھا۔ اور آپؐ اللہ کی مدد اور رزق پر یقین رکھتے تھے۔ اور تمام امور میں اپنے رب سے مدد مانگتے تھے۔ اور آپؐ اپنی بعثت سے قبل اور اس کے بعد' اور اپنی ہجرت سے قبل فقیروں' بیواؤں' یتیموں' ضعیفوں اور مسکینوں کے ملجا تھے' جیسا کہ آپؐ کے چچا ابوطالب نے اپنے مشہور قصیدہ میں جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہا ہے کہ۔

''تیرا باپ نہ رہے' قوم اس سردار کو چھوڑ دیتی ہے جو قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت سے بے بھروسہ تیزی سے کرتا ہے

اور وہ روشن رو ہے جو اپنے چہرے سے بادلوں سے پانی طلب کرتا ہے اور یتیموں کا فریادرس' اور بیواؤں کا محافظ ہے۔

آل ہاشم میں سے راہ گم کردہ لوگ اس کی پناہ لیتے ہیں اور وہ اس کے ہاں آسائش اور فائدے میں ہیں''۔

اور آپ کی تواضع کے متعلق امام احمد نے حماد بن سلمہ کی حدیث سے بحوالہ ثابت روایت کی ہے۔ اور نسائی نے حمید کا اضافہ کر کے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا' یا سیدنا وابن سیدنا (اے ہمارے سردار' اور ہمارے سردار کے صاحبزادے) تو آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی بات کہو' اور شیطان تمہیں بہکا نہ دے' میں محمد بن عبداللہ ہوں' اور اس کا رسول ہوں۔ خدا کی قسم میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس سے زیادہ بلند کرو جتنا مجھے اللہ نے بلند کیا ہے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس طرح نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھایا ہے' میں صرف ایک بندہ ہوں' پس اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

امام جعفر بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ نے بحوالہ شعبہ ہم سے بیان کیا کہ الحکم نے ابراہیم سے بحوالہ اسود مجھ سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے کیا کام کرتے تھے' انہوں نے فرمایا' آپؐ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے' اور جب نماز کا وقت آتا تھا تو نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔

وکیع اور محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن الحکم عن ابراہیم عن اسود ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں' میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے گھر آتے تھے تو کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا' آپؐ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے' اور جب نماز کا وقت آ جاتا تھا تو باہر چلے جاتے تھے' اور نماز پڑھتے تھے۔ بخاری نے اسے آدم سے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے ایک آدمی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ آپؐ نے فرمایا: آپ کپڑے کو پیوند لگاتے تھے' اور جوتے کو سیتے تھے' اور اس قسم کے دوسرے کام کرتے تھے' یہ حدیث اس طریق سے منقطع ہے' اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے عن زہری عن عروہ وہشام بن عروہ عن ابیہ ہمیں بتایا' وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا' ہاں! آپؐ اپنے جوتے کو پیوند لگاتے تھے اور کپڑے کو سیتے تھے' جیسا کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے' اسے بیہقی نے روایت کیا ہے' اور اس کا اسناد متصل ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے ہمیں بتایا کہ ابوجعفر محمد بن عمرو البختری نے لکھ کر ہمیں بتایا کہ محمد بن

Marfat.com

اسماعیل سلمی نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن صالح نے' یحییٰ بن سعید سے بحوالہ عمرۃ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک بشر تھے' اپنے کپڑوں کو صاف کرتے تھے' اور اپنی بکری کا دودھ دوہتے تھے' اور اپنے کام کرتے تھے۔ اور ترمذی نے اسے الشمائل میں عن محمد بن اسماعیل عن عبداللہ بن صالح عن معاویہ بن صالح عن یحییٰ بن سعید عن عمرۃ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟۔ (الحدیث)

اور ابن عساکر نے ابواسامہ کے طریق سے حارثہ بن محمد انصاری سے بحوالہ عمرۃ روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے ساتھ کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا' آپ سب لوگوں سے نرم خو اور کریم تھے اور بڑے ہنس مکھ تھے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم ابوعبداللہ اعور نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت ذکر الٰہی کرتے تھے' اور بیہودہ کلام نہ تھے۔ گدھے پر سوار ہوتے تھے' اُون پہنتے تھے' غلام کی آواز کا جواب دیتے تھے۔ اور کاش میں آپ کو خیبر کے روز گدھے پر سوار دیکھتا' اس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی۔

اور ترمذی اور ابن ماجہ میں مسلم بن کیسان الملائی کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کا کچھ حصہ بیان ہوا ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے لکھ کر ہمیں بتایا۔ کہ ابوبکر محمد بن جعفر الآدمی القاری نے بغداد میں ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن احمد بن ابراہیم الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن نصر بن مالک خزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن نصر بن مالک خزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن الحسین بن واقد نے اپنے باپ کے حوالے سے ہمیں بتایا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن عقیل کو بیان کرتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو بیان کرتے سنا' کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت ذکر الٰہی کرتے تھے اور بیہودہ کلام نہ تھے' نماز کو طویل کرتے تھے' اور چھوٹا خطبہ دیتے تھے۔ اور غلام اور بیوہ کے ساتھ چلنے سے برا نہیں مناتے تھے' یہاں تک کہ ان کی ضروریات سے انہیں فارغ کر دیتے تھے' اور نسائی نے اسے عن محمد بن عبدالعزیز عن ابی زرعہ عن الفضل بن موسیٰ عن الحسین بن واقد عن یحییٰ بن عقیل خزاعی بصری عن ابن ابی اوفیٰ اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ذی کے فقیہہ ابوبکر اسماعیل بن محمد بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر محمد بن الفرج الازرق نے ہم سے بیان کیا کہ ہاشم بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان ابومعاویہ نے عن اشعث بن ابی الشعثاء عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ گدھے پر سوار ہوئے تھے' اور اُون پہنتے تھے' اور بکریاں باندھتے تھے اور مہمان کا خیال رکھتے تھے۔ یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور اس کا اسناد جید ہے۔

اور محمد بن سعد نے عن اسماعیل بن ابی فدیک عن موسیٰ بن یعقوب الربعی عن سہل مولیٰ عتبہ روایت کی ہے' سہل' اہل مریس کا

Marfat.com

نصرانی تھا۔ اور اپنے چچا کی گود میں تھا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے چچا کے مصحف میں پڑھا' کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک کاغذ بغیر تحریر کے ہے' اور اس میں محمد ﷺ کی صفات کا بیان ہے' کہ آپ نہ لمبے ہوں گے نہ چھوٹے' آپ کا رنگ سفید ہوگا' اور آپ کی دو چوٹیاں ہوں گی۔ اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر ہوگی' اکثر گوٹھ مار بیٹھیں گے۔ صدقہ کو قبول نہیں کریں گے۔ گدھے اور اونٹ پر سوار ہوں گے' بکریوں کا دودھ دوہیں گے۔ اور پیوند والی قمیص پہنیں گے' اور جو ایسا کرتا ہے' وہ تکبر سے دور ہوتا ہے۔ اور وہ حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہوں گے' اور ان کا نام احمد ہوگا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب میرا چچا آیا' اور اس نے مجھے دیکھا' کہ میں نے اسے پڑھ لیا ہے تو اس نے مجھے مارا اور کہا تو نے اسے کیوں کھولا ہے؟ میں نے کہا' اس میں احمد کی صفت بیان ہوئی ہے' اس نے کہا' وہ ابھی نہیں آئے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے عن عمرو عن سعید عن انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر عیال پر رحم کرنے والا نہیں دیکھا' اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے' اور مسلم نے اسے زہیر بن حرب سے بحوالہ اسماعیل بن علیہ روایت کیا ہے' اور ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا ہے کہ محمود بن غیلان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوداؤد نے شعبہ سے بحوالہ اشعث بن سلیم ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنی پھوپھی کو اپنے چچا کے حوالے سے بیان کرتے سنا کہ میں مدینہ میں چل رہا تھا کہ ایک آدمی میرے پیچھے کہہ رہا تھا۔ اپنے تہ بند کو اونچا کرو' بلاشبہ یہ صاف تر اور باقی رہنے والا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ سیاہ وسفید چادر ہے' آپ نے فرمایا' کیا تیرے لیے میری ذات میں نمونہ موجود نہیں؟ آپ کا تہ بند آپ کی نصف پنڈلی تک ہوتا تھا۔ پھر ترمذی بیان کرتے ہیں کہ سوید بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مبارک نے عن موسیٰ بن عبیدہ عن ایاس بن سلمہ عن ابیہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی نصف پنڈلی تک تہ بند باندھتے تھے' اور فرماتے تھے' میرے آقا کا تہ بند بھی ایسے ہی ہوتا تھا۔

اور اسی طرح ترمذی بیان کرتے ہیں کہ یوسف بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا' کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ ربیع بن صبیح نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابان نے بحوالہ انس بن مالک ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اپنے اوپر چادر رکھتے تھے' اور آپ کے کپڑے تیلی کی مانند ہوتے تھے۔ اس حدیث میں غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

اور بخاریؒ نے عن علی بن الجعد عن شعبہ عن یسار ابی الحکم عن ثابت عن انس روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھیلنے والے بچوں کے پاس سے گذرے تو انہیں سلام کہا' اور مسلم نے اسے ایک اور طریق سے شعبہ سے روایت کیا ہے۔

آپ کا مزاح:

ابن لہیعہ بیان کرتے ہیں کہ عمارہ بن غزیہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ بہت خوش طبعی کرتے تھے اور قبل ازیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی ابوعمیر کے ساتھ آپ کی ملاعبت کی حدیث بیان ہو چکی ہے اور آپ کا یہ قول بھی کہ ابوعمیر چڑیا کے بچے نے کیا کیا ہے۔ آپ اسے چڑیا کے بچے کی موت یاد دلاتے تھے' جس سے وہ کھیلا کرتا تھا تا کہ آپ اس سے مزاح کریں جیسا کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ لوگوں

Marfat.com

کے خوش طبعی کرنے کا دستور ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ خلف بن ولید نے ہم سے بیان کیا' کہ خالد بن عبداللہ نے حمید الطویل سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور اس نے آپ ؐ سے سواری مانگی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہم تجھے اُونٹنی کے بچے پر سوار کرائیں گے۔ اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟ آپ ؐ نے فرمایا' اور کیا اُونٹ ناقہ ہی کو جنم نہیں دیتے' اور ابوداؤد نے اسے وہب بن بقیہ سے' اور ترمذی نے قتیبہ سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے خالد بن عبداللہ واسطی طحان سے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے صحیح غریب کہا ہے۔

اور ابوداؤد اس باب میں بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ابی اسحاق نے عن ابی اسحاق عن العیزار بن حرب عن لقمان بن بشر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کے لیے اجازت طلب کی تو آپ نے سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز حضرت نبی کریم ﷺ سے بلند ہو رہی ہے۔ آپ ؐ جب اندر داخل ہوئے تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تھپڑ مارنے کے لیے پکڑ لیا' اور فرمایا' کیا میں تجھے رسول اللہ ﷺ سے بلند آوازی کرتے نہیں دیکھ رہا۔ اور حضرت نبی کریم ﷺ آپ کو روکنے لگے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر چلے گئے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دیکھا تم نے' میں نے تم کو اس آدمی سے کیسے بچایا ہے؟ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چند روز نہ آئے پھر رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی' تو دیکھا کہ ان دونوں نے مصالحت کر لی ہے۔ تو آپ نے دونوں سے کہا' جس طرح تم دونوں نے اپنی جنگ میں مجھے شامل کیا تھا' اسی طرح مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کر لو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم نے آپ کو شامل کیا' ہم نے آپ کو شامل کیا۔

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ مؤمل بن الفضل نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے عن عبداللہ بن العلاء عن بشر بن عبیداللہ عن ابی ادریس خولانی عن عوف بن مالک اشجعی ہم سے بیان کیا' وہ ہم سے بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' آپ ؐ ایک چمڑے کے خیمے میں تھے' میں نے سلام کیا' آپ ؐ نے جواب دیا' اور فرمایا' اندر آجاؤ' میں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ کیا سارا اندر آجاؤں' فرمایا' سارے اندر آجاؤ' پس میں اندر چلا گیا۔ اور صفوان بن صالح نے ہم سے بیان کیا' کہ ولید بن عثمان بن ابی العاتکہ نے ہم سے بیان کیا کہ اس نے یہ جو کہا ہے کہ کیا میں سارا اندر آجاؤں' یہ خیمے کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے کہا ہے۔

پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عاصم سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے دو کانوں والے'' میں کہتا ہوں' اس قبیل کا مزاح وہ بھی ہے جسے احمد نے روایت کیا ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک بدو کا نام زاہر تھا اور وہ جنگل سے رسول اللہ ﷺ کو تحفے لا کر دیتا تھا' اور جب وہ جانا چاہتا تو رسول اللہ ﷺ بھی اسے سامان دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' زاہر ہمارا جنگل ہے' اور ہم اس کے شہری ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ اس سے محبت کرتے تھے' اور وہ

Marfat.com

بدصورت آدمی تھا۔ وہ اپنا سامان بیچ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے' اور پیچھے سے اسے گود میں لے لیا' اور اس آدمی نے آپ کو نہ دیکھا' اس نے کہا' مجھے چھوڑ دیجئے' یہ کون ہے؟ اس نے مڑ کر نبی کریم ﷺ کو پہچان لیا اور جب اس نے آپ کو پہچان لیا تو وہ اپنی پشت کو رسول اللہ ﷺ کے سینے سے زیادہ سے زیادہ لگانے لگا۔ اور رسول اللہ ﷺ کہنے لگے' اس غلام کو کون خریدے گا؟ اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ' پھر آپ مجھے بے قیمت نہیں پائیں گے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لیکن تم اللہ کے نزدیک بے قیمت نہیں ہو۔ یا یہ کہا کہ تم اللہ کے ہاں گراں قیمت ہو۔ اس اسناد کے تمام رجال صحیحین کی شرط کے مطابق ثقہ ہیں' اور ترمذی نے اسے الشمائل میں اسحاق بن منصور سے بحوالہ عبدالرزاق روایت کیا ہے' اور ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔

اور اسی قبیل سے وہ روایت ہے' جسے بخاری نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ ایک آدمی کو عبداللہ کہا جاتا تھا' جس کا لقب گدھا تھا۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا اور وہ کھانے پینے کے وقت آپ کے پاس آ موجود ہوتا تھا۔ ایک روز اسے لایا گیا' تو ایک آدمی نے کہا' اللہ اس پر لعنت کرے یہ اکثر آ موجود ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو' بلاشبہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا محب ہے۔

اور اسی قبیل سے وہ بات ہے جو امام احمد نے بیان کی ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ثابت البنانی سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ سفر میں تھے اور ایک حدی خوان یا اونٹوں کو ہانکنے والا آپ کی بیویوں کے اونٹوں کو چلا رہا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کی بیویاں آپ سے آگے تھیں' آپ نے فرمایا: اے انجشہ تیرا برا ہو۔ آبگینوں سے نرمی کرو۔ یہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کا ایک حدی خوان تھا جو آپ کی بیویوں کے اونٹ چلایا کرتا تھا' اس کا نام انجشہ تھا اس نے حدی پڑھی تو اونٹ تیز ہو گئے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے انجشہ تیرا برا ہو آبگینوں کے ساتھ نرمی کر' قوارِیر (آبگینوں) سے مراد عورتیں ہیں' اور یہ حضور ﷺ کی دل لگی کا لفظ ہے۔

اور آپ کے اخلاق فاضلہ' خوش طبعی اور حسنِ اخلاق میں سے آپ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ام زرع کی طویل بات کا سننا بھی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنایا۔ اور آپ کے اخلاق میں سے وہ روایت بھی ہے جسے امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعقیل یعنی عبداللہ بن عقیل ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ مجالد بن سعید نے عامر عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ ایک شب حضور ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک بات بیان کی' تو ان میں سے ایک بیوی نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ وہ تو خرافہ کی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تجھے خرافہ کا پتہ ہے؟ خرافہ عذرا کا ایک آدمی تھا' جاہلیت میں جس کا خاندان جن تھا' وہ ان میں طویل عرصہ قیام پذیر رہا۔ پھر انہوں نے اسے انسانوں کی طرف واپس کر دیا اور اس نے ان کی جو عجیب باتیں دیکھی تھیں' انہیں وہ لوگوں کو بتایا کرتا تھا' تو لوگ کہنے لگے ''خرافہ کی بات'' اور ترمذی نے اسے الشمائل میں حسن بن صباح البزار سے بحوالہ ابوالنضر ہاشم بن القاسم روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں' یہ غریب احادیث میں سے ہے' اور اس میں نکارت پائی جاتی ہے۔ اور مجالد بن سعید کے بارے میں لوگ

Marfat.com

اعتراض کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ترمذی اپنی کتاب الشمائل کے باب خراج النبی ﷺ میں بیان کرتے ہیں کہ عبد بن حمید نے ہم سے بیان کیا' کہ مبارک بن فضالہ نے بحوالہ حسن ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بڑھیا' رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی' یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے جنت میں داخل کرے۔ آپؐ نے فرمایا' اے ام فلاں' جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہو گی۔ بڑھیا روتی ہوئی واپس چلی گئی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے بتاؤ کہ وہ جنت میں بڑھیا ہونے کی حالت میں داخل نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿انا انشاھن انشاءً فجعلنا ھن ابکاراً﴾ کہ ہم انہیں زندہ کر کے جوان بنا دیں گے' یہ حدیث اس طریق سے مرسل ہے۔

اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عباس بن محمد الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن حسن بن شقیق نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مبارک نے عن اسامہ بن زید عن سعید المقبری عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں' فرمایا' میں صرف حق بات کہتا ہوں۔

اور اسی طرح ترمذی نے اپنی جامع کے باب البر میں اس اسناد سے روایت کیا ہے' پھر کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل حسن ہے۔

باب:

آپؐ کے زہد اور اس دنیا سے اعراض کرنے کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"اور ہم نے بعض لوگوں کو' جو دنیاوی زندگی میں رونق وخوبی سے بہرہ یاب کیا ہے' اس کی طرف نگاہیں نہ اٹھاؤ۔ ہم انہیں اس میں آزمانا چاہتے ہیں۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے"۔

نیز فرماتا ہے:

"اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مستقل مزاجی سے لگائے رکھ جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں' وہ اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ اور تیری نگاہیں ان سے تجاوز نہ کریں' تو دنیاوی زندگی کی زینت کا خواہاں ہے۔ اور جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کیا ہے' اس کی اطاعت نہ کر' وہ اپنی خواہشات کا پیروکار ہے' اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے"۔

نیز فرماتا ہے:

"جو ہمارے ذکر سے منہ پھیرتا ہے' اور دنیاوی زندگی کا خواہاں ہے' اس سے اعراض کر' یہ ان کا مبلغ علم ہے"۔

نیز فرماتا ہے:

"ہم نے آپ کو سات دہرائی جانے والی آیات' اور قرآن عظیم عطا کیا ہے' اور ہم نے بعض لوگوں کو' جو سامان دیا ہے اس کی طرف نگاہ نہ اٹھا اور نہ ان پر غم کر' اور مومنین کے ساتھ نرمی کر"۔

Marfat.com

اس بارے میں بہت سی آیات پائی جاتی ہیں۔اب اس بارے میں احادیث کو بیان کیا جاتا ہے۔

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابوالعباس حیوہ بن شریح نے مجھ سے بیان کیا کہ بقیہ نے عن زبیدی عن زہری عن محمد بن عبداللہ بن عباس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو جبریل کے ساتھ اپنے نبی کے پاس بھیجا تو فرشتے نے اللہ کے رسول سے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بندہ نبی اور بادشاہ نبی ہونے کے درمیان اختیار دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ مشورہ لینے والے کی طرح جبریل کی طرف متوجہ ہوئے تو جبریل نے رسول اللہ ﷺ کو عاجزی کا اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلکہ میں بندہ نبی ہوں گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے اس بات کے بعد کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

اوراسی طرح بخاری نے اسے تاریخ میں بحوالہ حیوۃ بن شریح روایت کیا ہے۔اور نسائی نے اسے عمرو بن عثمان سے روایت کیا ہے۔اور دونوں نے اسے بقیہ بن الولید سے روایت کیا ہے' اور اس حدیث کی اصل' صحیح میں اسی قسم کے الفاظ سے ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن فضیل نے عمارہ سے بحوالہ ابوزرعہ ہم سے بیان کیا اور میں اسے صرف ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے جانتا ہوں۔وہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل' رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تو آپؐ نے آسمان کی طرف دیکھا۔کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ نازل ہو رہا ہے' جبریل نے کہا' بلاشبہ یہ فرشتہ جب سے پیدا ہوا ہے' قیامت سے پہلے نہیں اترا اور جب وہ اترا تو اس نے کہا' اے محمد ﷺ آپؐ کے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ کیا وہ آپ کو فرشتہ نبی بنائے یا بندہ رسول بنائے' میرے پاس جو مسند کا نسخہ ہے' میں نے اس میں اسے اسی طرح مختصر پایا ہے' اور اس طریق سے یہ اس کے افراد میں سے ہے۔

اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بحوالہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ازواج کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ایلاء کرنے کی حدیث میں لکھا ہے کہ آپؐ ایک ماہ تک ان کے پاس نہیں جائیں گے' اور بالا خانے میں ان سے الگ رہیں گے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بالا خانے میں آپؐ کے پاس آئے تو اس میں کیکر کے پتوں کے ڈھیر' اور جو کے ایک ڈھیر اور معلق سامان کے سوا کچھ نہ تھا اور آپؐ ایک میلی سی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے' جس کے نشان آپ کے پہلو پر پڑے ہوئے تھے۔پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں' آپؐ نے فرمایا' تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپؐ اللہ کی مخلوق میں سے اس کے چنیدہ آدمی ہیں۔اور قیصر وکسریٰ جس حالت میں ہیں وہ اسی حالت میں ہیں' تو آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپؐ بیٹھ گئے اور فرمایا' اے ابن خطاب کیا تو کسی شک میں ہے؟ پھر فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جن کو ان کی اچھی چیزیں ان کی دنیاوی زندگی میں ہی جلدی دے دی گئی ہیں۔

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ کیا تجھے پسند نہیں کہ دنیا ان کے لیے ہو' اور آخرت ہمارے لیے ہو؟ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ بے شک مجھے یہ بات پسند ہے۔آپؐ نے فرمایا: تو اللہ عزوجل کا شکر ادا کر' پھر جب ایک ماہ گزر گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپؐ اپنی بیویوں کو اختیار دیں۔اور یہ آیت نازل ہوئی۔

''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زینت کی خواہاں ہو تو آؤ میں تمہیں سامان دوں اور

Marfat.com

اچھی طرح تمہیں رخصت کر دوں' اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کی خواہاں ہو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے اچھے کام کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے''۔

ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں مفصل بیان کیا ہے' آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آغاز کیا اور انہیں فرمایا' میں آپ سے ایک معاملے کے بارے میں گفتگو کرنے والا ہوں' اس میں جلد بازی سے کام نہ لینا اور اپنے والدین سے بھی مشورہ کر لینا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں' میں نے کہا' اس بارے میں میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ' اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ اسی طرح آپ کی دیگر ازواج نے کہا' رضی اللہ عنہن۔

مبارک بن فضالہ حسن سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ کھجور کی بٹی ہوئی رسی سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے تھے' اور آپ کے سر کے نیچے ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے پاس گئے تو رسول اللہ ﷺ نے پانسہ پلٹا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے پہلو پر کھجور کی رسی کے نشان دیکھے تو رو پڑے۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا' اے عمرؓ! تم کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا' میں کیوں نہ روؤں' قیصر وکسریٰ دنیا کی جن چیزوں میں زندگی گذار رہے ہیں' گذار رہے ہیں' اور آپ اس حالت میں ہیں جو میں دیکھ رہا ہوں' آپ نے فرمایا' اے عمر کیا تمہیں پسند نہیں کہ دنیا ان کے لیے ہو اور آخرت ہمارے لیے ہو؟ انہوں نے عرض کیا بے شک آپ نے فرمایا' یہ ایسے ہی ہوگا۔ بیہقی نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو النضر نے ہم سے بیان کیا کہ مبارک نے حسن سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا' تو آپ کھجور کی بٹی ہوئی رسی سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے تھے' اور آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ پڑا تھا جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا' اور آپ کے اصحاب کی ایک جماعت بھی آپ کے پاس آ گئی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے پانسہ پلٹا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے پہلو اور کھجور کی رسی کے درمیان کوئی کپڑا نہ دیکھا۔ اور کھجور کی رسی کے نشان' رسول اللہ ﷺ کے پہلو پر پڑے تھے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں۔ فرمایا' اے عمر کیوں روتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' میں اس وجہ سے روتا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ اللہ کے ہاں آپ کی عزت قیصر وکسریٰ سے بہت زیادہ ہے' اور وہ دنیا میں جس حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں' بسر کر رہے ہیں۔ اور یا رسول اللہ ﷺ آپ جس پوزیشن میں ہیں' میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تمہیں پسند ہے کہ دنیا ان کے لیے اور آخرت ہمارے لیے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' بے شک آپ نے فرمایا یہ ایسے ہی ہوگا۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ مسعودی نے عن عمرو بن مرہ عن ابراہیم عن علقمہ بن مسعود ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر لیٹے تھے' اور چٹائی کے نشان آپ کی کھال پر پڑ گئے تھے۔ اور میں آپ کے جسم کو صاف کرنے لگا' اور کہنے لگا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ نے ہمیں اطلاع کیوں نہ دی' ہم آپ کے لیے کوئی چیز بچھا دیتے جو آپ کو اس سے بچاتی' اور اس پر سو جاتے؟ آپ نے فرمایا' مجھے دنیا سے کیا سروکار' میری اور دنیا کی مثال ایک سوار کی

Marfat.com

مانند ہے جو درخت تلے سایہ لیتا ہے پھر چلتا بنتا ہے اور اسے چھوڑ جاتا ہے' اور ابن ماجہ نے اسے یحییٰ بن حکیم سے بحوالہ ابوداؤد طیالسی روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اسے موسیٰ بن عبدالرحمن کندی سے بحوالہ زید بن الحباب روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے مسعودی سے روایت کی ہے۔ اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اور امام احمد نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ عبدالصمد ابوسعید اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں گئے تو آپؐ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے' جس کے نشان آپؐ کے پہلو پر پڑے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ کاش آپؐ اس سے اچھا بچھونا بنا لیتے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا سروکار' میری اور دنیا کی مثال ایک سوار کی مانند ہے جو ایک گرم دن میں چلا' اور اس نے دن کا کچھ وقت ایک درخت تلے سایہ لیا۔ پھر چلتا بنا' اور اسے چھوڑ گیا۔ اور اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور صحیح بخاری میں زہری کی حدیث سے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد کی مانند سونا ہوتا تو مجھے یہ بات خوش نہ کرتی کہ مجھ پر تین راتیں گذرتیں اور اس میں سے میرے پاس کچھ ہوتا' سوائے اس کے جو میں نے دین کے کام کے لیے رکھا ہوتا۔

اور صحیحین میں عمارہ بن قعقاع کی حدیث سے' ابوزرعہ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! آل محمد ﷺ کا رزق گذارہ کے مطابق بنا دے۔ اور وہ حدیث جسے ابن ماجہ نے یزید بن سنان کی حدیث سے عن ابن المبارک عن عطاء عن ابی سعید روایت کیا ہے' یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ' اور مسکینی کی حالت میں موت دے' اور مساکین کے گروہ میں میرا حشر کر۔ یہ حدیث ضعیف ہے جو اپنے اسناد کی جہت سے ثابت نہیں' اس لیے کہ اس میں یزید بن سنان ابوفروہ الرہادی بھی ہے جو بہت ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

اور ترمذی نے بھی اسے ایک اور طریق سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ بن واصل کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت بن محمد العابد کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ حارث بن عثمان لیثی نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ' اور مسکینی کی حالت میں موت دے' اور قیامت کے روز' مساکین میں میرا حشر کر' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیوں؟ فرمایا: وہ اپنے مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! مسکین کو واپس نہ کر' خواہ کھجور کا ٹکڑا دینا پڑے۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا مساکین سے محبت کر' اور انہیں اپنے قریب کر' بلاشبہ اللہ قیامت کے روز تجھے قریب کرے گا۔ پھر کہتے ہیں' یہ حدیث غریب ہے' میں کہتا ہوں اس کے اسناد میں ضعف ہے اور اس کے متن میں نکارت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمن یعنی عبداللہ بن دینار نے ابوحازم سے بحوالہ سعید بن سعد ہم سے بیان کیا کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے سفید آٹا دیکھا تھا؟ انہوں نے

Marfat.com

جواب دیا' رسول اللہ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے سفید آٹا نہیں دیکھا' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی' ان سے دریافت کیا گیا' کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں؟ انہوں نے جواب دیا ہمارے پاس چھلنیاں نہ تھیں' ان سے دریافت کیا گیا' آپ لوگ جو کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ہم انہیں پھونک مارتے تھے اور جو کچھ ان سے اڑنا ہوتا تھا' اڑ جاتا تھا' اور اسی طرح اسے ترمذی نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ ہم انہیں صاف کر لیتے تھے' اور گوندھتے تھے' پھر اسے حسن صحیح کہا ہے' اور مالک نے اسے ابو حازم سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں' بخاری نے اسے عن سعید بن ابی مریم عن محمد بن مطرف بن غسان مدنی عن ابی حازم عن سہل بن سعد روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عباس بن محمد الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن عثمان نے بحوالہ سلیم بن عامر ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوامامہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے جو کی روٹی بھی نہیں بچتی تھی۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے بحوالہ یزید بن کیسان ہم سے بیان کیا کہ ابو حازم نے مجھ سے بیان کیا' کہ میں نے کئی بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے دیکھا۔ اس ذات کی قسم' جس کے قبضے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اہل متواتر تین دن گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے' حتیٰ کہ آپؐ دنیا کو خیر باد کہہ گئے۔ اور مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے یزید بن کیسان کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور صحیحین میں جریر بن عبدالحمید کی حدیث سے عن منصور عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہوا ہے' آپ فرماتی ہیں کہ آل محمد ﷺ جب سے مدینہ آئے ہیں' وہ متواتر تین دن گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے' حتیٰ کہ آپؐ راہی ملک بقا ہو گئے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن طلحہ نے عن ابراہیم عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ آل محمد ﷺ تین دن گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ اور نہ ہی کبھی آپ کے دسترخوان سے روٹی کا ٹکڑا اٹھایا گیا حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ مطیع الغزال نے کردوس سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ راہی ملک بقا ہو گئے اور آپؐ کے اہل گندم کی روٹی سے تین دن سیر نہیں ہوئے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسن نے ہم سے بیان کیا کہ زوید نے عن ابی سہل عن سلیمان بن رومان مولیٰ عروہ عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپؐ نے اپنی بعثت سے لے کر وفات تک نہ چھلنی کو دیکھا اور نہ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی۔ میں نے پوچھا' آپ لوگ جو کو کیسے کھاتے تھے آپ نے فرمایا' ہم اُف کہتے تھے (یعنی پھونک مار لیتے تھے) احمد اس طریق سے اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور بخاری نے محمد بن کثیر سے عن ثوری عن عبدالرحمٰن بن عابس بن ربیعہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ ہم پندرہ دن کے بعد پائے نکالتے تھے اور انہیں کھاتے تھے' میں نے پوچھا' وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ تو آپ نے مسکرا کر

Marfat.com

فرمایا' کہ آل محمد ﷺ گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئی' حتیٰ کہ آپ واصل بحق ہو گئے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مجھے بتایا' آپ فرماتی ہیں کہ آل محمد ﷺ پر ایسا مہینہ بھی آتا تھا کہ جس میں وہ آگ نہیں جلاتے تھے' اور پانی اور کھجور کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا' سوائے اس کے کہ کہیں سے گوشت آ جائے۔

اور صحیحین میں ہشام بن عروہ کی حدیث سے اس کے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہوا ہے' آپ فرماتی ہیں کہ ہم آل محمد ﷺ پر ایسا مہینہ بھی آتا تھا کہ ہم آگ نہیں جلاتے تھے اور صرف پانی اور کھجور پر گزارہ ہوتا تھا' سوائے اس کے کہ ہمارے اردگرد انصار کے جو گھر تھے' وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے جانوروں کا دودھ بھیجتے تھے' اور آپ اسے پی لیتے تھے' اور ہمیں بھی اس دودھ سے پلاتے تھے' اور احمد نے اسے عن بریدہ عن محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ حسین نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن مطرف نے ابو حازم سے بحوالہ عروہ بن زبیر ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے سنا' کہ آپ فرماتی تھیں کہ ہم پر دو دو ماہ ایسے بھی گذرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں سے کسی گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا' اے سہیلی وہ آپ کس چیز پر گذارہ کرتے تھے؟ فرمایا' پانی اور کھجور پر' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور ابوداؤد طیالسی عن شعبہ عن ابی اسحاق عن عبدالرحمن بن یزید عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات تک متواتر دو روز جو کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ بہز نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے بحوالہ حمید بن بلال ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آل نے رات کو ہماری طرف بکری کی ٹانگ بھیجی تو میں نے اسے پکڑا' اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے گوشت کاٹا یا رسول اللہ ﷺ نے پکڑا' اور میں نے گوشت کاٹا۔ اور جس سے آپ بات بیان کر رہی تھیں اسے کہا کہ اس وقت چراغ نہیں تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر ہمارے پاس چراغ ہوتا تو ہم اس کا سالن بنا لیتے۔

راوی بیان کرتا ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آل محمد ﷺ پر ضرور ایسا مہینہ بھی آتا' جس میں وہ نہ روٹی پکاتے نہ ہانڈی' اور احمد نے اسے اسی طرح بہز بن اسد سے' بحوالہ سلیمان بن مغیرہ روایت کیا ہے' اور ایک روایت میں دو ماہ کے لفظ آئے ہیں' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ خلف نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معشر نے سعید بن ابی سعید سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ آل محمد ﷺ پر دو دو ماہ ایسے بھی گذرے ہیں کہ ان کے گھروں میں روٹی اور سالن پکانے کے لیے آگ نہ جلتی۔ لوگوں نے پوچھا' اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہ کس چیز پر گذارہ کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' کھجور اور پانی پر اور ان کے انصار پڑوسی اپنے جانوروں کا دودھ انہیں بھیج دیتے تھے' اللہ انہیں جزائے خیر دے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

Marfat.com

اور صحیح مسلم میں عبدالرحمٰن الحجبی کی حدیث سے اس کی ماں سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے' اور لوگ کھجور اور پانی سے سیر ہو گئے۔

اور ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ سوید بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے عن اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک روز گرم کھانا لایا گیا' تو آپؐ نے کھایا۔ اور جب کھانے سے فارغ ہوئے تو فرمایا (الحمد للہ) میرے پیٹ میں فلاں فلاں وقت سے گرم کھانا داخل نہیں ہوا۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ عمار ابو ہاشم صاحب الزعفرانی نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا دیا' تو آپؐ نے فرمایا' یہ پہلا کھانا ہے جو تیرے باپ نے تین دن سے کھایا ہے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور امام احمد نے عفان سے' اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن معاویہ سے' اور ان دونوں نے عن ثابت بن یزید عن ہلال بن حباب العدوی الکوفی' عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل کئی راتیں بھوکے رہتے تھے' اور ان کے اہل کے پاس رات کا کھانا نہیں ہوتا تھا' اور ان کی عام روٹی جو کی روٹی ہوتی تھی' یہ الفاظ احمد کے ہیں۔

اور ترمذی نے الشمائل میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن حفص بن غیاث نے اپنے باپ سے عن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی عن یزید عن ابی امیہ اعور عن ابی یوسف بن عبداللہ بن سلام ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی کا ٹکڑا پکڑے ہوئے دیکھا۔ کہ آپؐ نے اس پر کھجور رکھی ہوئی تھی' اور فرمایا: یہ اس کا سالن ہے' اور اسے کھا گئے۔

اور صحیحین میں زہری کی حدیث سے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ ٹھنڈا اور میٹھا مشروب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھا۔ اور بخاری نے قتادہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چپاتی دیکھی ہو' یہاں تک کہ آپؐ وفات پا گئے۔ اور نہ ہی آپؐ نے اپنی آنکھ سے کبھی بھنی ہوئی بکری دیکھی ہے' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت میں ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستر خوان پر' اور نہ ہی پلیٹ میں روٹی کھائی ہے اور نہ آپؐ کے لیے چپاتی پکائی گئی ہے' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' تو پھر وہ کھانا کس چیز پر کھاتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ان دستر خوان پر' اور انہوں نے اسی طرح قتادہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ وہ جو کی روٹی اور بودار چربی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے' اور آپؐ نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی' اور اس سے اپنے اہل کے لیے جو لیے۔ اور میں نے ایک روز آپ کو فرماتے سنا' کسی شام کو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا صاع اور دانوں کا صاع نہیں ہوا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ابان بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ ہی صبح کے کھانے' اور نہ ہی شام کے کھانے میں کبھی گوشت اور روٹی اکٹھے ہوئے ہیں سوائے اس کے کہ بھیڑ ہو' اور ترمذی نے اسے الشمائل میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ عفان روایت کیا ہے۔ اور یہ اسناد شیخین کی شرط کے مطابق ہے۔

Marfat.com

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے بحوالہ سماک بن حرب ہم سے بیان کیا کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے سنا' اور آپ نے اس روزی کا ذکر کیا جو اللہ نے لوگوں کو دی' اور فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھوک کے باعث پیچ وتاب کھاتے دیکھا ہے' آپؐ کے پاس پیٹ بھرنے کے لیے ادنیٰ کھجور بھی نہ تھی۔ اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور صحیح میں ہے کہ ابوطلحہؓ نے کہا' اے ام سلیمؓ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی ہے' اور میں اس میں بھوک پہچانتا ہوں' اور ابھی یہ حدیث دلائل النبوۃ میں اور ابوالہیثم بن التیہان کے واقعہ میں بیان ہوگی۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھوک کے باعث باہر نکلے' اور ابھی وہ اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور فرمایا: تم دونوں کو کس چیز نے باہر نکالا ہے؟ وہ کہنے لگے' بھوک نے' آپؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم' جس کے قبضے میں میری جان ہے' مجھے بھی اسی چیز نے باہر نکالا ہے جس نے تم دونوں کو نکالا ہے' پس یہ الہیثم التیہان کے باغ میں گئے تو اس نے انہیں پختہ اور تازہ کھجوریں کھلائیں اور ان کے لیے بکری ذبح کی تو انہوں نے کھانا کھایا' اور ٹھنڈا پانی پیا' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ اس فضل الٰہی میں سے ہے' جس کے متعلق تم دریافت کرتے ہو۔

اور امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ سیار نے ہم سے بیان کیا' کہ یزید بن اسلم نے عن یزید بن ابی منصور' عن انس عن ابی طلحہؓ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوک کی شکایت کی' اور اپنے پیٹوں سے ایک ایک پتھر ہٹایا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیٹ سے دو پتھر ہٹائے' پھر کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔

اور صحیحین میں ہشام بن عروہ کی حدیث سے اس کے باپ کے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہوا ہے کہ آپ سے رسول اللہ ﷺ کے بستر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا' آپ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور حسن بن عرفہ بیان کرتے ہیں کہ عباد بن عباد مہلبی نے عن مجالد بن سعید عن الشعبی عن مسروق عن عائشہؓ ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ ایک انصاری عورت میرے پاس آئی' اور اس نے رسول اللہ ﷺ کا بستر دیکھا جو ایک دوہرا چوغہ تھا' اور اس نے جاکر مجھے ایک بستر بھیجا جس کے اندر اُون بھری ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا' اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھی' اور اس نے آپ کا بستر دیکھا اور جاکر مجھے یہ بستر بھیج دیا' آپؐ نے فرمایا: اسے واپس کردو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اسے کیوں واپس کروں' مجھے یہ اپنے گھر میں اچھا لگتا ہے' حتیٰ کہ آپؐ نے تین بار یہ بات کہی' پھر فرمایا' اے عائشہؓ! اسے واپس کردو' خدا کی قسم! اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلادے۔

اور ترمذی' الشمائل میں بیان کرتے ہیں کہ ابوالخطاب زیاد بن یحییٰ بصری نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا چمڑے کا تھا' جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور حضرت حفصہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا' ٹاٹ کا تھا' جسے ہم دہرا کر لیتے تھے اور آپ اس پر سو جاتے تھے' ایک شب میں نے کہا' اگر میں اسے چوہرا کر لیتی تو یہ آپ کے لیے نرم ہو جاتا' پس ہم نے اسے آپ کے لیے چوہرا کر لیا۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا' تم نے آج شب میرے لیے کیا بچھایا تھا؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا' وہ آپ کا بستر ہی ہے جسے ہم نے چوہرا کیا ہے' اور وہ آپ کے لیے نرم ہو گیا ہے' آپ نے فرمایا اسے اس کی پہلی حالت پر کر دو اس کی نرمی نے مجھے میری آج کی رات کی نماز سے روک دیا ہے۔

طبرانی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابان اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبادہ واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن محمد الزہری نے ہم سے بیان کیا کہ محمد ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے عن ابی اسود عن عروہ عن حکیم بن حزام ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں یمن کی طرف گیا۔ اور میں نے ذی یزن کا حلہ خریدا' اور اسے حضرت نبی کریم ﷺ کو تحفۃً دیا تو آپ نے اسے واپس کر دیا۔ پس میں نے اسے فروخت کر دیا تو آپ نے اسے خرید کر پہنا' پھر اپنے اصحاب کے پاس آئے اور وہ حلہ آپ کے اوپر تھا۔ میں نے اس حلے میں کوئی چیز آپ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھی' اور میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا' اور میں نے کہا:

''جب آپ روشن رو اور ہاتھ پاؤں کی سفیدی کے ساتھ نمودار ہو گئے ہیں تو اس کے بعد حکام کس خوبی کو دیکھتے ہیں۔
اور جب وہ عظمت کی رو سے آپ کا جائزہ لیتے ہیں تو آپ شرافت اور خوبصورتی میں ان سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور مکھی بھی نہیں بھنبھناتی''۔

حضرت نبی کریم ﷺ اسے سن کر مسکراتے ہوئے میری طرف متوجہ ہوئے پھر اندر چلے گئے۔ اور حلہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو پہنا دیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین بن علی نے زائدہ سے بحوالہ عبدالملک بن عمیر مجھ سے بیان کیا کہ ربعی بن خراش نے بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چیں بہ جبیں میرے پاس آئے۔ میں نے سمجھا کہ شاید تکلیف کی وجہ سے آپ کی یہ حالت ہے' میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو چیں بہ جبیں دیکھ رہی ہوں۔ کیا تکلیف کی وجہ سے یہ کیفیت ہے؟ آپ نے فرمایا' نہیں' بلکہ کل جو سات دینار ہم لائے تھے' ان کو ہم نے شام تک خرچ نہیں کیا' میں انہیں بستر کے کونے میں بھول گیا تھا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ بکیر بن مضر نے ہمیں بتایا کہ موسیٰ بن جبیر نے بحوالہ ابی امامہ بن سہل ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا' کاش آپ دونوں رسول اللہ ﷺ کو اس روز دیکھتے جس روز آپ بیمار ہوئے' آپ فرماتی ہیں کہ میرے پاس آپ کے چھ دینار تھے موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ سات تھے مجھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے تقسیم کرنے کا حکم دیا' اور میں آپ کی بیماری میں مصروف ہو گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت دی۔ پھر آپ نے مجھ سے ان دنانیر کے متعلق پوچھا' اور فرمایا تو نے ان چھ یا سات

Marfat.com

دنانیر کا کیا کیا؟ میں نے کہا' قسم بخدا! مجھے آپ کی تکلیف نے ان سے غافل کر دیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں' آپؐ نے ان دنانیر کو منگوایا پھر اپنی ہتھیلی پر ان کی قطار بنائی' اور فرمایا اللہ کا نبی کیا خیال کرتا اگر وہ اللہ سے ملاقات کرتا اور یہ دنانیر اُس کے پاس ہوتے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کل کے لیے کوئی چیز جمع نہ کرتے تھے' اور یہ حدیث صحیحین میں ہے' اور اس سے مراد یہ ہے کہ آپؐ ان چیزوں کا ذخیرہ نہیں کرتے تھے جو جلد خراب ہو جاتی ہیں جیسے کھانے وغیرہ کیونکہ صحیحین میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کے جو اموال رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں دیئے' ان پر مسلمانوں نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ پس آپؐ اپنے اہل کے ایک سال کے اخراجات الگ کر لیتے تھے۔ اور باقی جانوروں اور ہتھیاروں کو راہِ خدا میں جہاد کرنے کی تیاری میں لگا دیتے تھے۔

اور ہم نے جو بات بیان کی ہے' اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے' جسے امام احمد نے بیان کیا ہے کہ مروان بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن سوید ابو معلیٰ نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تین پرندے ہدیۃً دیئے' آپؐ نے ایک پرندہ اپنے خادم کو کھلا دیا' اور جب دوسرا دن ہوا تو وہ اسے آپؐ کے پاس لائیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا' کیا میں نے تمہیں کل کے لیے کسی چیز کے رکھنے سے منع نہیں کیا تھا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر صبح کو رزق لاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو الحسین بن بشران نے ہم سے بیان کیا کہ ابو محمد بن جعفر بن نصیر نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن عبداللہ بصری نے ہم سے بیان کیا کہ بکار بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عون نے ابن سیرین سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو آپؐ نے ان کے ہاں کھجوروں کا ایک ڈھیر دیکھا' آپؐ نے فرمایا: اے بلالؓ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' یہ کھجوریں ہیں' انہیں میں ذخیرہ کروں گا' آپؐ نے فرمایا' اے بلالؓ! تیرا برا ہو' کیا تجھے خوف نہیں آتا کہ اس کا آگ میں ایک حوض بن جائے گا' بلالؓ اسے خرچ کر دو' اور عرش والے سے فقر کا خوف نہ کرو۔

امام بیہقی نے اپنی سند سے بحوالہ ابوداؤد سجستانی اور ابو حاتم رازی روایت کی ہے۔ اور ان دونوں نے بحوالہ ابی توبۃ الربیع بن نافع روایت کی ہے کہ معاذ بن سلام نے بحوالہ زید بن سلام نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ عبداللہ الہوزنی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حلب میں ملا۔ اور میں نے کہا' اے بلالؓ! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخراجات کے متعلق بتائیے' آپ نے فرمایا' جب سے اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی ہے آپؐ کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ ہاں میں آپؐ کے پاس تھا' اور جب آپؐ کے پاس کوئی مسلمان آتا اور آپ اسے محتاج پاتے تو آپ مجھے حکم دیتے اور میں جا کر قرض لیتا اور چادر اور چیز خریدتا' اور میں اسے چادر پہناتا اور کھانا کھلاتا۔ حتیٰ کہ ایک مشرک مجھے ملا اور کہنے

Marfat.com

لگا' اے بلالؓ! مجھے بہت مالی وسعت حاصل ہے' اس لیے آپ میرے سوا کسی سے قرض نہ لیا کریں۔ میں نے ایسے ہی کیا۔

ایک روز میں نے وضو کیا۔ پھر نماز کی اذان کے لیے کھڑا ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ کھڑا ہے۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو کہنے لگا' اے حبشی! میں نے کہا' اسے کھاؤ' تو وہ مجھ سے ترش رو ہوا' اور ایک بڑی یا سخت بات کہی۔ نیز کہا' کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے اور مہینے کے درمیان کتنا عرصہ رہ گیا ہے؟ میں نے کہا' تھوڑا ہی ہے' اس نے کہا' صرف چار راتیں باقی رہ گئی ہیں' میرا تجھ پر جو قرض ہے میں وہ تم سے لوں گا۔ اور میں نے جو کچھ تجھے دیا ہے' وہ تیری اور تیرے آقا کی عزت کی وجہ سے نہیں دیا' بلکہ تجھے اس لیے دیا ہے کہ تو میرا غلام بن جائے۔ اور میں تجھے پہلے کی طرح بکریوں کا چرواہا بنا دوں گا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دل پر اس بات کا بڑا اثر ہوا' جیسا کہ لوگوں کے دلوں پر اثر ہوتا ہے۔ میں نے جا کر اذان دی۔ اور جب میں عشاء کی نماز پڑھ چکا' اور رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کی طرف واپس آ گئے' تو میں نے آپؐ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی' آپؐ نے مجھے اجازت دی' تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں' میں نے آپؐ کے پاس جس مشرک کا ذکر کیا تھا کہ میں اس سے قرضہ لیتا ہوں' اس نے مجھے یہ یہ بات کہی ہے' اور آپؐ کے پاس بھی کوئی چیز نہیں جو میرا قرض ادا کرے۔ اور میرے پاس بھی کچھ نہیں' اور وہ مجھے ذلیل کرے گا۔ آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں بعض ان قبائل کی طرف جاؤں جو مسلمان ہو چکے ہیں' تاکہ اللہ اپنے رسول کو وہ کچھ دے' جس سے میرا قرضہ ادا ہو جائے۔ میں باہر نکلا' اور اپنے گھر آ گیا۔ اور میں نے اپنی تلوار' نیزہ اور برچھا اور جوتا اپنے سر کے پاس رکھ لیا' اور منہ اُفق کی طرف کر دیا' پس جب کبھی مجھے نیند آتی' میں بیدار ہو جاتا' پھر جب رات دیکھتا تو سو جاتا' حتیٰ کہ صبح اوّل کی پو پھٹی' اور میں نے جانے کا ارادہ کیا' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بلا رہا ہے' اے بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو جواب دو' میں چل کر آپؐ کے پاس آیا' کیا دیکھتا ہوں کہ چار اونٹوں پر ان کے بوجھ لدے ہیں: میں نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے اجازت لی تو آپؐ نے مجھے فرمایا' تجھے مبارک ہو' اللہ تعالیٰ تیرے قرض کی ادائیگی کا سامان لایا ہے' میں نے اللہ کا شکر ادا کیا' اور آپؐ نے فرمایا' کیا تم چار بیٹھے ہوئے اونٹوں کے پاس سے نہیں گذرے' میں نے جواب دیا' بے شک گذرا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا' یہ اونٹ اور جو کچھ ان پر لدا ہوا ہے سب تیرا ہوا' ان پر چادریں اور کھانا تھا' جنہیں فدک کے عظیم سردار نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا۔ انہیں اپنے پاس لے جاؤ' اور پھر اپنا قرض ادا کرو۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے ایسے ہی کیا' اور ان سے ان کے بوجھ اتارے' پھر انہیں چارہ ڈالا' پھر میں صبح کی اذان دینے چلا گیا' اور جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے' تو میں بقیع کی طرف چلا گیا' اور میں نے اپنی انگلی کان میں ڈال کر کہا' جو شخص رسول اللہ ﷺ سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے وہ آ جائے' پس میں ہمیشہ فروخت کرتا رہا' اور قرض ادا کرتا رہا' اور سامان کو فروخت کرنے کے لیے پیش کرتا رہا' یہاں تک کہ زمین میں رسول اللہ ﷺ پر کوئی قرض باقی نہ رہا۔ اور میرے پاس بھی دو یا ڈیڑھ اوقیے[1] بچ رہے۔ پھر میں مسجد کی طرف گیا' اور دن کا عام حصہ گذر چکا تھا' کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اکیلے ہی مسجد

[1] اوقیہ نصف رطل کا چھٹا حصہ جو چوتھائی چھٹانک ہوتا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

میں بیٹھے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپؐ نے مجھے فرمایا' پہلی بات کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمے جو قرض تھا' اللہ تعالیٰ نے سب ادا کر دیا ہے۔ اور قرض میں سے کچھ باقی نہ رہا۔ آپؐ نے فرمایا' کوئی چیز بچی بھی ہے؟ میں نے جواب دیا' ہاں دو دینار بچے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' کہ میں انتظار کرتا ہوں کہ آپ مجھے ان دونوں سے بھی راحت پہنچائیں۔ اور جب تک آپ مجھے ان دو دیناروں سے راحت نہ پہنچائیں میں اپنے گھر کے کسی آدمی کے پاس نہیں جاؤں گا' ہمارے پاس کوئی آدمی نہ آیا۔ آپؐ نے مسجد میں شب بسر کی' یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور دوسرے روز بھی مسجد میں دن گزارا' حتیٰ کہ دن کے آخر حصے میں دو سوار آئے' پس میں ان کے پاس گیا۔ اور انہیں چادریں پہنائیں اور کھانا کھلایا۔ اور جب آپؐ عشاء کی نماز پڑھ چکے تو آپؐ نے مجھے بلایا' اور فرمایا' پہلی بات کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا' اللہ نے اس سے آپ کو راحت دی ہے۔ تو آپؐ نے اس خوف سے تکبیر وتحمید کی کہ کہیں آپ کو موت نہ آجائے اور یہ دینار آپؐ کے پاس ہوں۔ پھر میں آپؐ کے پیچھے پیچھے چلا۔ حتیٰ کہ آپ اپنی ازواج کے پاس آئے' اور ایک ایک بیوی کو سلام کرتے ہوئے اپنی شب باشی کے مقام پر آ گئے۔ اور یہ وہ بات ہے جس کے متعلق آپؐ نے مجھ سے دریافت کیا ہے۔

اور ترمذی' الشمائل میں بیان کرتے ہیں کہ ہارون بن موسیٰ بن ابی علقمہ المدینی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے عن ہشام بن سعد عن زید بن اسلم عن ابیہ عن عمر بن الخطاب ہم سے بیان کیا کہ ایک آدم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' اور آپ سے سوال کیا کہ مجھے کچھ عطا کریں۔ آپؐ نے فرمایا' میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں۔ لیکن میرے پاس کوئی چیز فروخت کر دو۔ اور جب میرے پاس کوئی چیز آئے گی تو میں اس کی ادائیگی کر دوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے دے دیا ہے' اور جس چیز کی آپؐ طاقت نہیں رکھتے' اللہ تعالیٰ نے اس کا آپ کو مکلف نہیں کیا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کو ناپسند کیا۔ اور ایک انصاری نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ خرچ کیجیے اور عرش والے سے فقر کا خوف نہ کیجیے تو رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔ اور انصاری کی بات کے باعث مسکراہٹ آپؐ کے چہرے سے نمایاں تھی۔ آپؐ نے فرمایا' مجھے یہی حکم دیا گیا ہے' اور حدیث میں ہے کہ وہ مجھ سے سوال کرتے ہیں اور اللہ مجھے بخل سے روکتا ہے۔

اور حنین کے روز جب انہوں نے آپؐ سے تقسیم غنائم کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا۔ اگر میرے پاس ان کانٹے دار درختوں کی تعداد کے مطابق اونٹ ہوتے تو میں انہیں ان میں تقسیم کر دیتا۔ پھر تم مجھے بخیل اور جھوٹا نہ پاتے۔

اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ علی بن حجر نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے بحوالہ الربیع بنت معوذ بن عمر ہم سے بیان کیا۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پختہ اور تازہ کھجوروں کی ٹوکری اور انگوروں کے خوشے لائی۔ اور آپؐ نے مجھے مٹھی بھر زیور یا سونا دیا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن مطرف عن عطیہ عن ابی سعید عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا' اس نے کیسے انعام کیا ہے۔ اور سینگ والے نے سینگ کو نگل لیا ہے' اور اس نے اپنی پیشانی اور اپنے کان کو جھکایا ہے اور

Marfat.com

منتظر ہے کہ اسے کب حکم دیا جائے گا؟ مسلمانوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! ہم کیا کہیں' آپؐ نے فرمایا' کہو:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا.

اور ترمذی نے اسے عن ابن ابی عمر عن سفیان بن عیینہ عن مطرف اور خالد بن طیمان کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور دونوں نے عطیہ اور ابی سعید عوفی بجلی سے روایت کی ہے۔ اور ابوالحسن کوفی نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے' اور ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ترمذی نے ایک اور طریق سے بھی ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی روایت کی ہے' جیسا کہ ابھی اپنے مقام پر بیان ہوگا۔

آپ کی تواضع:

ابوعبداللہ بن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن محمد بن یحییٰ بن سعید القطان نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ اسباط بن نصر نے السدی سے عن ابی سعد ازدی جوازد کا قاری تھا۔ عن ابی الکنود عن خباب ہم سے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ......الی قوله فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

کے متعلق بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عنبسہ بن حصن فزاری آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت صہیب' حضرت بلال' حضرت عمار اور حضرت خباب رضی اللہ عنہم جیسے کمزور حالت مؤمنین کے پاس بیٹھے دیکھا' اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اردگرد دیکھ کر ان کی تحقیر کی۔ یہ آئے تو تنہائی میں آپؐ سے ملے' اور کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ آپؐ ہمارے لیے کوئی ایسی نشست گاہ بنائیں' جس سے عربوں کو ہماری فضیلت کا پتہ چلے۔ عربوں کے وفود آپ کے پاس آتے ہیں' اور ہم شرم محسوس کرتے ہیں کہ عرب ہمیں ان غلاموں کے ساتھ دیکھیں' اور جب ہم آپؐ کے پاس آئیں تو آپؐ انہیں اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں۔ اور جب ہم فارغ ہو جائیں تو آپؐ جب تک چاہیں' ان کے پاس بیٹھیں' آپؐ نے فرمایا' بہت اچھا' انہوں نے کہا' آپؐ پر جو کتاب نازل ہوتی ہے' لکھ دیجیے۔

راوی بیان کرتا ہے' آپؐ نے کاغذ منگوایا' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھنے کے لیے بلوایا' اور ہم ایک جانب بیٹھے ہوئے تھے' تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے' اور فرمایا ان لوگوں کو نہ دھتکارو' جو صبح و مسا اپنے رب کو یاد کرتے ہیں' اور وہ اس کی رضامندی کے جویا ہیں۔ ان کے حساب کی کوئی چیز آپؐ کے ذمے نہیں' اور نہ آپؐ کے حساب کی کوئی چیز ان کے ذمے ہے۔ پس ان کو دھتکارنے سے آپؐ ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کا ذکر کیا' اور فرمایا اسی طرح ہم نے ایک کو دوسرے سے آزمایا ہے تاکہ وہ کہیں کہ یہ لوگ ہیں جن پر ہم سے اللہ نے احسان کیا ہے' کیا اللہ شکر گذاروں کو اچھی طرح نہیں جانتا؟ پھر فرمایا' جب ہماری آیات پر ایمان لانے والے لوگ آپؐ کے پاس آئیں' تو کہو' تم پر سلامتی ہو' اللہ نے رحمت کو اپنے پر فرض کر لیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر ہم آپؐ کے قریب ہو گئے' حتیٰ کہ ہم نے آپؐ کے گھٹنے' آپؐ کے گھٹنے پر رکھ لیے۔ اور رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ اور جب آپ کھڑا ہونا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے' اور ہمیں چھوڑ جاتے' تو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

یہ آیت نازل فرمائی۔ ان لوگوں کے ساتھ لازم رہ جو صبح و مسا اپنے رب کو یاد کرتے ہیں' اور اس کی رضامندی کے جویا ہیں' اور تیری آنکھیں' ان سے تجاوز نہ کریں۔ اور اشراف کی ہم نشینی نہ کرو۔ اور اس کی بات نہ مانو' جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ یعنی عیینہ اور اقرع کی' اور وہ اپنی خواہش کا پیروکار ہے اور اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔ یعنی ہلاکت تک پہنچا ہوا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ نے عیینہ اور اقرع کے معاملے کا ذکر کیا' پھر ان کے لیے دو آدمیوں کی' اور دنیاوی زندگی کی مثال بیان کی۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا کرتے تھے' اور جب ہم آپؐ کے پاس کھڑے ہونے کے وقت تک پہنچ جاتا تو ہم کھڑے ہو جاتے' اور آپ کو چھوڑ دیتے۔ حتیٰ کہ آپ بھی کھڑے ہو جاتے۔

پھر ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن حکیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوداؤد نے ہم سے بیان کیا کہ قیس بن الربیع نے عن المقدام بن شریح عن ابیہ عن سعد ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت ہم چھ آدمیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ میرے حضرت ابن مسعودؓ حضرت صہیب' حضرت عمار' حضرت مقداد اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے بارے میں۔

راوی بیان کرتا ہے' قریش نے کہا' یارسول اللہ ﷺ ہمیں ان کا پیروکار ہونا پسند نہیں' انہیں اپنے پاس سے دھتکار دیجیے۔ راوی بیان کرتا ہے اس بات سے رسول اللہ ﷺ کے دل کو منشائے الٰہی کے مطابق دُکھ ہوا' اور اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ان لوگوں کو نہ دھتکارو' جو صبح و مسا اپنے رب کو یاد کرتے ہیں' وہ اس کی رضامندی کے جویا ہیں۔ حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ہمیں بتایا کہ ابوسعید بن الاعرابی نے ہمیں خبر دی کہ ابوالحسن خلف ابن محمد الواسطی الدوسی نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان الضبعی نے ہم سے بیان کیا کہ المعلی بن زیاد نے العلاء بن بشیر مازنی عن ابی الصدیق الناجی عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مہاجرین کی ایک جماعت کے پاس بیٹھا تھا اور وہ ایک دوسرے سے برہنگی سے چھپتے پھرتے تھے' اور ہمارا قاری' ہمیں سنا رہا تھا۔ اور ہم کتاب اللہ کی طرف کان لگائے ہوئے تھے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس خدا کا شکر ہے' جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں' جن کے ساتھ مجھے لازم رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حلقہ گول ہو گیا' اور ان کے چہرے نمایاں ہو گئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سوا' ان میں سے کسی کو نہ پہچانا' اور فرمایا فقراء مہاجرین کے گروہ کو قیامت کے روز نور کی بشارت دو۔ تم مالداروں سے نصف یوم قبل جنت میں داخل ہو گئے' اور یہ پانچ سو سال ہوتے ہیں۔

اور امام احمد' ابوداؤد اور ترمذی نے حماد بن سلمہ کی حدیث سے حمید سے بحوالہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص انہیں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب نہ تھا۔

راوی بیان کرتا ہے' جب وہ آپ کو دیکھ لیتے تو کھڑے نہ ہوتے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپؐ اسے ناپسند کرتے ہیں۔

Marfat.com

باب:

آپ کی عبادت اور اس بارے میں آپ کی انتہائی کوشش

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے اور ہم کہتے تھے کہ آپؐ افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ آپؐ روزے نہیں رکھیں گے۔ اور آپؐ انہیں رات کو عبادت کرتا اور سوتا ہوا بھی پائیں گے۔

آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان اور دیگر مہینوں میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی آپؐ چار رکعت پڑھتے تھے ان کے حسن وطول کے متعلق دریافت نہ کیجئے پھر آپؐ چار رکعت پڑھتے تھے ان کے حسن وطول کے متعلق کچھ نہ پوچھئے۔ پھر آپ تین رکعت سے طاق بنا دیتے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورت کو ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے یہاں تک کہ وہ طویل تر ہو جاتی۔ آپ فرماتی ہیں کہ آپؐ قیام کیا کرتے تھے یہاں تک کہ مجھے آپؐ کے شدتِ قیام پر رحم آ جاتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شب آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپؐ نے پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ نساء اور آل عمران پڑھیں پھر اس کے قریب رکوع کیا اور اسی قدر رکوع سے اٹھے اور اسی قدر سجدہ کیا۔

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شب قیام کیا یہاں تک کہ یہ آیت:

﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَ اِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴾

پڑھتے پڑھتے صبح کر دی۔

اسے احمد نے روایت کیا ہے اور یہ سب روایات صحیحین اور صحاح کی دیگر کتب میں موجود ہیں۔ اور ان باتوں کی تفصیل کا مقام کتاب الاحکام الکبیر ہے۔

اور صحیحین میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے زیاد بن علاقہ سے بحوالہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیام کیا یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں پھٹ گئے۔ آپؐ سے گذارش کی گئی کیا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ بخش نہیں دیئے؟ فرمایا کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ اور قبل ازیں سلام بن سلیمان کی حدیث میں ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خوشبو اور عورتیں مجھے محبوب ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اسے احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید نے یوسف بن مہران سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھے بتایا کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت نبی کریم ﷺ سے کہا نماز آپ کو محبوب ہے آپؐ اس سے جس قدر لینا چاہتے ہیں لے لیں۔

اور صحیحین میں حضرت ابو الدرداء سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ماہ رمضان میں سخت گرمی میں رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

کے ساتھ نکلے اور ہم میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کے سوا کوئی روزے دار نہ تھا۔

اور صحیحین میں منصور کی حدیث سے ابراہیم سے بحوالہ علقمہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ کیا رسول اللہ ﷺ کچھ دنوں کو مخصوص بھی کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا نہیں آپ کا عمل مداومت سے ہوتا تھا۔ اور تم میں سے کون رسول اللہ ﷺ کی سی سکت رکھتا ہے؟ اور صحیحین میں حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وصال کے روزے رکھتے تھے اور اپنے اصحاب کو وصال سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں اور وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ کھانا پلانا معنوی تھا جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے جسے ابن عاصم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بیماروں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ انہیں کھلاتا پلاتا ہے۔ اور کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔ آپ کی نصیحت کی باتیں ایسی ہیں جو کھانے پینے سے غافل کر دیتی ہیں۔

اور النصر بن شمیل عن محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دن میں ایک سو دفعہ اللہ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ اور بخاری نے عن الفریابی عن ثوری عن اعمش عن ابراہیم عن عبیدہ عن عبداللہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن سناؤ میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن آپؐ پر نازل ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: میں دوسرے آدمی سے قرآن سننا پسند کرتا ہوں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے سورۂ نساء پڑھی اور جب میں اس آیت:

﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴾

پر پہنچا تو آپؐ نے فرمایا: بس کرو میں نے دیکھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

اور صحیح میں لکھا ہے کہ آپؐ بستر پر کوئی کھجور پاتے تو فرماتے اگر مجھے اس کے صدقہ کی کھجور ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں اسے ضرور کھا جاتا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے عمرو بن شعیب سے اس کے باپ اور دادا کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی اور اسے کھا لیا اور اس رات کو نہ سو سکے۔ آپ کی ایک بیوی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ رات بھر جاگتے رہے ہیں فرمایا مجھے اپنے پہلو کے نیچے سے ایک کھجور ملی اور میں نے اسے کھا لیا۔ اور ہمارے پاس صدقہ کی کھجوریں بھی تھیں مجھے خوف ہوا کہ یہ کھجور صدقہ کی کھجوروں میں سے ہو گی احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ وہ لیثی ہے جو مسلم کے رجال میں سے ہے۔ آپ کی معصومیت کی وجہ سے ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ کھجور صدقہ کی کھجوروں میں سے نہ تھی۔ لیکن حضور ﷺ اپنے تقویٰ کی وجہ سے اس رات بے خواب رہے۔

اور صحیح میں آپ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تم سب سے بڑھ کر اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے

Marfat.com

والا ہوں' اور تم سے زیادہ جاننے والا ہوں کہ مجھے کس چیز سے بچنا ہے' اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو چیز تجھے شک میں ڈالے' اسے چھوڑ دے' اور اس چیز کو اختیار کر جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔

اور حماد بن سلمہ' عن ثابت عن مطرف بن عبداللہ بن الشخیر عن ابیہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' تو آپ نماز پڑھ رہے تھے' اور آپ کے اندر سے ہنڈیا کے کھدکھدانے کی سی آواز آ رہی تھی۔ اور بیہقی نے ابوکریب محمد بن العلاء ہمدانی کے طریق سے روایت کی ہے کہ معاویہ بن ہشام نے عن شیبان عن ابی اسحاق عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' یارسول اللہ ﷺ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں' فرمایا مجھے سورۂ ہود' سورۂ واقعہ' سورۂ مرسلات' عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے' اور بیہقی ہی کی ایک روایت میں جو ابوکریب سے عن معاویہ عن ہشام عن شیبان عن فراس عن عطیہ عن ابی سعید مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ بڑھاپا آپ کی طرف دوڑا آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سورۂ ہود اور اس کی اخوات الواقعہ' عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

باب:

آپ کی شجاعت کے بیان میں

میں نے تفسیر میں بعض اسلاف سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ نُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ سے استنباط کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس بات پر مامور تھے کہ جب مشرکین آپ کے مقابل آئیں تو آپ ان سے فرار اختیار نہ کریں' خواہ اکیلے ہی ہوں' اور اکیلے ہونے کا مفہوم اللہ تعالیٰ کے قول ''لا تکلف الا نفسک'' سے مستنبط ہوتا ہے۔

اور آپ سب لوگوں سے زیادہ شجاع' صابر اور دلیر تھے' آپ نے میدان کارزار سے کبھی فرار اختیار نہیں کیا' خواہ آپ کے اصحاب آپ کو چھوڑ گئے ہوں۔

آپ کے ایک صحابی کا قول ہے کہ جب جنگ شدت اختیار کر جاتی' اور لوگ گرم ہو جاتے تو ہم رسول اللہ ﷺ کے ذریعے بچاؤ کرتے۔ جنگ بدر میں آپ نے مٹھی بھر سنگریزوں سے' ایک ہزار مشرکوں کو مارا' اور جب آپ نے فرمایا کہ ''چہرے قبیح ہو گئے'' تو ان سنگریزوں نے انہیں نقصان پہنچایا' اور اسی طرح حنین کے روز ہوا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور اُحد کے روز دوسرے وقت آپ کے اکثر اصحاب بھاگ گئے' اور آپ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے' اور آپ کے ساتھ صرف بارہ آدمی تھے جن میں سے سات شہید ہو گئے' اور پانچ باقی رہ گئے۔ اور اسی وقت ابی بن خلف قتل ہوا اور اللہ اسے جلد دوزخ کی طرف لے گیا' اللہ کی اس پر لعنت ہو۔

اور حنین کے روز بھی سب لوگ بھاگ گئے' حالانکہ وہ اس دن بارہ ہزار تھے۔ اور آپ ایک سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنے

Marfat.com

خچر پر سوار ہو کر اسے دشمن کی طرف دوڑا رہے تھے' اور بلند آواز سے اپنا نام لے رہے تھے۔ انا النبی لا کذب' انا ابن عبدالمطلب' یہاں تک کہ حضرت عباس' حضرت علی اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہم آپؐ کے خچر سے چمٹنے لگے تاکہ اس کی رفتار کو کم کریں' اس خوف سے کہ کہیں کوئی دشمن آپؐ تک نہ پہنچ جائے' اور آپ مسلسل اسی حالت میں رہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر آپ کی مدد و نصرت کی۔ اور جب لوگ لوٹے تو اجسام آپؐ کے سامنے پچھڑے ہوئے تھے۔

ابوزرعہ بیان کرتے ہیں کہ عباس بن ولید بن صبح دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ مروان ابن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن بشیر نے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے شدید گرفت کے بارے میں لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

باب:

گذشتہ انبیاء کی مسلمہ کتب میں آپ کی بیان کردہ صفات

ہم نے قبل ازیں آپ کی پیدائش کے متعلق عمدہ بشارات کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔ اب ہم اس جگہ ان میں سے چند روشن بشارات کا ذکر کریں گے۔

بخاری اور بیہقی نے روایت کی ہے' اور اس کے الفاظ فلیح بن سلیمان کی حدیث سے عن ہلال بن علی عن عطاء بن یسار بیان کیے گئے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور کہا کہ تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفت بیان ہوئی ہے' اس کے متعلق مجھے بتائیے' آپ نے فرمایا' بہت اچھا' خدا کی قسم' قرآن میں آپ کی جو بعض صفات بیان ہوئی ہیں تورات میں بھی آپ ان سے موصوف ہیں۔ "اے نبیؐ ہم نے آپ کو شاہد' مبشر' نذیر اور امیوں کے لیے حفاظت کا ذریعہ بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپؐ بداخلاق اور تندخو اور بازاروں میں شور مچانے والے نہیں۔ اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں۔ بلکہ معاف اور درگذر کرتے ہیں۔ اور اس وقت تک آپ کو موت نہیں دوں گا' یہاں تک کہ ٹیڑھی ملت کو آپؐ کے ذریعے سیدھا نہ کر لوں' اور وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ اور آپؐ نے اس کے ذریعے اندھی آنکھوں' بہرے کانوں اور بند دلوں کو کھول دیا ہے۔

عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں' پھر میں کعب الحبر سے ملا' اور میں نے ان سے دریافت کیا تو ان دونوں نے ایک حرف میں بھی اختلاف نہ کیا' صرف کعب نے اعنبا کا لفظ استعمال کیا' اور اسی طرح بخاری نے اسے عبداللہ سے بغیر منسوب کیے روایت کیا ہے' بعض کا قول ہے کہ وہ ابن رجاء ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن صالح ہے۔ اور عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون بحوالہ ہلال بن علی کی روایت ارجح ہے۔

اور بخاری بیان کرتے ہیں کہ سعید نے عن ہلال عن عطاء عن عبداللہ بن سلام بیان کیا ہے کہ بخاری نے اسے اسی طرح معلق

Marfat.com

بیان کیا ہے۔ اور بیہقی نے یعقوب بن سفیان کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابو صالح' عبداللہ بن صالح کاتب اللیث' نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن یزید نے عن سعید بن ابی ہلال عن اسامہ عن عطاء بن یسار عن ابن سلام مجھ سے بیان کیا کہ آپؐ بیان کیا کرتے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی صفت کو ان الفاظ میں بیان پاتے ہیں کہ ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپؐ بد اخلاق اور تند خو اور بازاروں میں شور کرنے والے نہیں۔ اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں' بلکہ معاف اور درگذر کرتے ہیں۔ اور اللہ نے آپ کو موت نہیں دی' یہاں تک کہ آپؐ نے کجرو ملت کو سیدھا کر دیا کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے۔ آپؐ نے اس کے ذریعے اندھی آنکھوں' بہرے کانوں اور بند دلوں کو کھول دیا۔ اور عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں کہ لیثی نے مجھے خبر دی' کہ انہوں نے کعب الاحبار کو ابن سلام کی طرف بات بیان کرتے سنا۔ اور عبداللہ بن سلام سے اسے ایک طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

ترمذی بیان کرتے ہیں کہ زید بن اخرم طائی بصری نے ہم سے بیان کیا کہ ابو قتیبہ مسلم بن قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو مودود المدنی نے مجھ سے بیان کیا کہ عثمان الضحاک نے عن محمد بن یوسف عن عبداللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ مجھ سے بیان کیا' آپؐ بیان کرتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ عیسیٰ بن مریم' محمد ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ابو مودود بیان کرتے ہیں کہ گھر (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے) میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ پھر ترمذی بیان کرتے ہیں یہ حدیث حسن ہے' یہی بات الضحاک اور المعروف الضحاک بن عثمان المدنی نے بیان کی ہے' اور اسی طرح ہمارے شیخ حافظ المزی نے اپنی کتاب الاطراف میں بحوالہ ابن عساکر بیان کیا ہے۔ انہوں نے بھی ترمذی کے قول کے مطابق بیان کیا ہے' پھر بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک اور شیخ ہیں جو الضحاک بن عثمان سے پہلے کے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اپنے باپ کے حوالے سے ان کا نام عثمان بتایا ہے' اور انہوں نے یہ نام عبداللہ بن سلام کے حوالے سے بیان کیا ہے' جو مومن اہل کتاب کے آئمہ میں سے ہیں' اور عبداللہ بن عمرو بن العاص سے بھی یہ نام روایت کیا ہے۔ اور انہیں یہ اطلاع ان دو لدو' جانوروں کی جہت سے ملی ہے' جو انہیں یرموک کے روز ملے تھے' اور وہ ان دونوں سے اہل کتاب اور کعب الاحبار سے بیان کیا کرتے تھے۔ اور وہ متقدمین کے اقوال میں جو ملاوٹ' غلطی اور تحریف و تبدیل ہوا ہے اس کے بڑے ماہر تھے' اور وہ ان اقوال کو بیان کیا کرتے تھے' جو بے عیب تھے' اور بسا اوقات بعض اسلاف نے ان اقوال کے متعلق حسن ظن کرتے ہوئے انہیں پورے کا پورا نقل کر دیا ہے۔ اور اس بارے میں ہمارے سامنے جو بہت سے صحیح اقوال پائے جاتے ہیں' ان میں سے بعض کے متعلق مخالفت پائی جاتی ہے' لیکن بہت سے لوگ انہیں نہیں سمجھتے۔

پھر یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ بہت سے سلف تورات کا اطلاق' اہل کتاب کی ان کتب پر کرتے ہیں جو ان کے ہاں پڑھی جاتی ہیں' یا یہ اس سے بھی اعم ہے' جیسا کہ قرآن کا لفظ خاص طور پر ہماری کتاب پر اطلاق پاتا ہے' اور اس سے دوسری کتاب مراد لی جاتی ہے۔ جیسا کہ صحیح میں ہے کہ داؤد علیہ السلام پر قرآن آسان ہو گیا اور وہ اپنے چوپاؤں کو حکم دیتے' اور وہ چرنے کے لیے جاتے اور وہ ان سے فارغ ہونے تک قرآن پڑھ لیتے۔ اور اسے مفصل طور پر کسی اور جگہ بیان کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

اور بیہقی نے عن حاکم عن اصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر' عن ابن اسحاق بیان کیا ہے کہ محمد بن ثابت بن شرحبیل

Marfat.com

نے بحوالہ ام الدرداء مجھ سے بیان کیا آپ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کعب الحبر سے کہا کہ آپ لوگ تورات میں رسول اللہ ﷺ کی صفت پاتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' پاتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' ان کا نام متوکل ہے۔ وہ بداخلاق اور تندخو اور بازاروں میں شور مچانے والے نہیں' اور آپ کو خزانے دیئے گئے ہیں' تا کہ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ اندھی آنکھوں کو بینا کر دے' اور بہرے کانوں کو سنوا دے۔ اور کج زبانوں کو سیدھا کر دے تا کہ وہ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی گواہی دیں' اور مظلوم کی مدد کریں' اور اس کی حفاظت کریں۔"

اور انہی سے عن یونس بن بکیر عن یونس بن عمرو عن العیزار بن خریب عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق انجیل میں لکھا ہے کہ وہ بداخلاق' تندخو اور بازاروں میں شور کرنے والے نہیں۔ اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں بلکہ معاف اور درگذر کرتے ہیں۔ اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ قیس العجلی نے ہم سے بیان کیا کہ سلام بن مسکین نے بحوالہ مقاتل بن حیان ہم سے بیان کیا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کی طرف وحی کی کہ میرے حکم کے بارے میں سنجیدہ رہ اور مذاق نہ کر اور اے طاہر بتول کے بیٹے سن کر اور اطاعت کر' میں نے بغیر نر کے تجھے پیدا کیا ہے۔ اور تجھے جہانوں کے لیے نشان بنایا ہے' بس صرف میری عبادت کر اور مجھ پر توکل کر' اور اہل سوران پر واضح کر کہ میں وہ پائیدار حق ہوں جو زائل ہونے والا نہیں' عربی نبی کی تصدیق کرو' جو اونٹوں' چوغے' عمامے' جوتے' ڈنڈے' گھنگھریالے سر' کشادہ پیشانی' ملے ہوئے ابروؤں' سیاہ آنکھوں' بلند بینی' سفید رخساروں اور گھنی داڑھی والا ہے۔ آپ کا پسینہ آپ کے چہرے پر موتیوں کی طرح ہے۔ اور مشک کی طرح آپ کی خوشبو مہکتی ہے۔ آپ کی گردن چاندی کے لوٹے کی طرح ہے' اور آپ کی ہنسلیوں میں گویا سونا رواں ہے۔ اور آپ کے سینے سے لے کر ناف تک بال ہیں جو شاخ کی طرح چلتے ہیں' اور آپ کے سینے اور پیٹ پر اس کے سوا کوئی بال نہیں' آپ کے پاؤں اور ہتھیلیاں پر گوشت ہیں' جب آپ لوگوں کو جمع کرتے ہیں تو ان پر چھا جاتے ہیں' اور جب چلتے ہیں گویا پہاڑ سے اُتر رہے ہیں۔ اور نشیب میں تھوڑا تیز ہو کر اُترتے ہیں"۔

اور بیہقی نے اپنی سند سے بحوالہ وہب بن منبہ یمامی روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں' کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو رازدارانہ گفتگو کے لیے قریب کیا تو انہوں نے کہا:

"اے میرے رب! میں ایک ایسی امت کی خبر پاتا ہوں' جو لوگوں کے فائدہ کے لیے پیدا کی گئی ہے وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں گے' برائی سے روکیں گے' اور اللہ پر ایمان لائیں گے۔ اے اللہ! ان کو میری امت بنا دے' اللہ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' اے میرے رب! میں تورات میں خیر الامم کی خبر پاتا ہوں جو امتوں کے آخر میں ہوں گے' اور بروز قیامت سابقون میں ہوں گے' ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' اے میرے رب! میں تورات میں ایک امت کی خبر پاتا ہوں' جن کی اناجیل ان کے سینوں میں ہوں گی' اور وہ انہیں پڑھیں گے۔ اور ان سے پہلے لوگ اپنی کتابوں کو دیکھ کر پڑھتے تھے۔

Marfat.com

اور انہیں حفظ نہ کرتے تھے' ان کو میری امت بنا دے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' اے میرے رب! میں ایک امت کی خبر پاتا ہوں جو پہلی اور پچھلی کتاب پر ایمان لائیں گے' اور ضلالت کے سرخیلوں سے جنگ کریں گے' حتیٰ کہ یک چشم کذاب سے بھی جنگ کریں گے۔ ان کو میری اُمت بنا دے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا' اے میرے رب! میں تورات میں ایک امت کی خبر پاتا ہوں' جو اپنے صدقات کو اپنے پیٹوں میں ڈالیں گے' اور ان سے پہلے کا آدمی جب اپنا صدقہ نکالتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر آگ بھیجتا تھا' جو اسے کھا جاتی تھی۔ اور اگر وہ قبول نہ ہوتا تو آگ اس کے قریب نہ جاتی۔ ان کو میری امت بنا دے' اللہ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' میں تورات میں ایک امت کی خبر پاتا ہوں' جب ان میں سے کوئی شخص برائی کا ارادہ کرے گا تو اس کی برائی نہیں لکھی جائے گی۔ اور اگر اس پر عمل کرے گا تو اس کی ایک برائی لکھی جائے گی۔ اور جب ان میں سے کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرے گا' اور اس پر عمل نہیں کرے گا تو اس کی نیکی لکھی جائے گی۔ اور اگر اس پر عمل کرے گا' تو دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک اس کی نیکیاں لکھی جائیں گی' ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' اے میرے رب' میں تورات میں ایک امت کی خبر پاتا ہوں' جو جواب دیتے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے' ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا' وہ احمد کی امت ہے''۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ وہب بن منبہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعہ میں' اور جو اس نے ان کی طرف زبور وحی کی' بیان کیا ہے کہ: ''اے داؤد! عنقریب آپ کے بعد ایک نبی آئے گا' جس کا نام احمدؐ اور محمدؐ ہے' وہ صادق اور سردار ہے۔ میں اس پر کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ اور نہ وہ کبھی مجھے ناراض کرے گا۔ اور قبل اس کے کہ وہ میری نافرمانی کرے' میں نے اس کے پہلے پچھلے گناہ بخش دیے ہیں' اس کی امت مرحومہ ہے' میں انہیں نوافل کا انبیاء کی طرح ثواب دوں گا' اور ان پر وہ فرائض ادا کروں گا جو میں نے انبیاء و رسل پر عائد کیے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ قیامت کے روز میرے پاس آئیں گے۔ اور ان کا نور انبیاء کے نور کی طرح ہوگا۔ اور یہ اس لیے کہ میں نے ان پر فرض عائد کیا ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے پاک ہوں' جیسا کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء پر فرض عائد کیا تھا۔ اور میں نے ان کو غسل جنابت کا حکم دیا ہے' جیسا کہ میں نے پہلے انبیاء کو حکم دیا تھا۔ اور میں نے ان کو حج کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے انبیاء کو دیا تھا۔ اور میں نے ان کو جہاد کا حکم دیا ہے' جیسا کہ میں نے ان سے پہلے رسولوں کو حکم دیا تھا' اے داؤد! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ میں نے ان کو چھ ایسی باتیں عطا کی ہیں جنہیں میں نے ان کے سوا کسی امت کو نہیں دیا۔ میں خطا و نسیان پر ان سے گرفت نہیں کروں گا۔ اور ہر وہ گناہ جسے وہ بلا ارادہ کریں' اگر وہ مجھ سے اس کی بخشش طلب کریں تو میں وہ گناہ انہیں بخش دوں گا۔ اور جس چیز کو وہ بطیب خاطر اپنی آخرت کے لیے آگے بھیجیں گے' میں اسے کئی گنا بڑھا دوں گا۔ اور میرے پاس خزانے میں ان کے لیے کئی گنا' اور اس سے بہتر بھی ہے۔ اور جب وہ مصائب میں صبر کریں گے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں گے تو میں انہیں جنات النعیم تک صلوٰۃ و رحمت اور ہدایت دوں گا۔ اور اگر وہ مجھ سے دعا کریں

Marfat.com

گے' تو میں ان کی دعا قبول کروں گا' خواہ وہ اسے جلد طلب کریں۔ یا میں ان سے برائی کو دور کر دوں گا۔ اور یا میں ان کے لیے اسے آخرت کے لیے ذخیرہ کر دوں گا۔ اے داؤد! جو شخص محمد ﷺ کی امت سے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی شہادت حقہ دیتا ہوا مجھے ملے گا وہ میرے ساتھ میری جنت میں ہوگا' اور اسے میری عزت سے بھی حصہ ملے گا۔ اور جو شخص محمد ﷺ اور آپ کی لائی ہوئی تعلیم کی تکذیب کرتا ہوا مجھے ملے گا۔ اور میری کتاب سے استہزاء کرے گا' میں اس کی قبر میں اس پر عذاب نازل کروں گا۔ اور جب وہ اپنی قبر سے اٹھے گا تو اس وقت فرشتے اس کے منہ اور اس کی پشت پر ماریں گے' پھر میں اسے دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں داخل کروں گا''۔

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ الشریف ابوالفتح العمری نے ہمیں بتایا کہ عبدالرحمٰن بن ابی شریح الہروی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن محمد بن ساعد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن شبیب ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمر بن سعید سلینی ابن محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے بیان کیا کہ ام عثمان بنت سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے باپ سے' اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ جبیر بن مطعم کو بیان کرتے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا' اور آپ کا امر مکہ میں ظاہر ہوا تو میں شام کی طرف گیا۔ جب میں بصرہ میں تھا تو نصاریٰ کی ایک جماعت میرے پاس آئی' اور انہوں نے مجھے کہا' کیا تو حرم کے علاقے کا ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں انہوں نے کہا' کیا تم اس شخص کو جانتے ہو' جس نے تم میں دعویٰ نبوت کیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! راوی بیان کرتا ہے' انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا' اور مجھے اپنے گرجا میں لے گئے جس میں تصاویر اور اسٹیچو پڑے تھے' اور کہنے لگے' دیکھو' کیا تم اس نبی کی تصویر کو دیکھتے ہو جو تم میں مبعوث ہوا ہے؟ میں نے دیکھا' تو آپ کی تصویر نہ پائی' میں نے کہا' میں آپ کی تصویر نہیں دیکھتا تو وہ مجھے اس سے بھی بڑے گرجے میں لے گئے' جس میں اس گرجے سے بھی زیادہ تصاویر اور اسٹیچو تھے' اور مجھے کہنے لگے' کیا تم اس کی تصویر کو دیکھتے ہو؟ میں نے دیکھا تو حضرت نبی کریم ﷺ کی صفت اور تصویر دیکھ لی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صفت اور تصویر بھی دیکھی آپ کی پشت کو پکڑے ہوئے ہیں' انہوں نے مجھے کہا' کیا تم ان کی صفت دیکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا' ہاں' اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صفت کی طرف اشارہ کر کے پوچھا' وہ یہ ہے' میں نے کہا' ہاں' میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی ہے' انہوں نے پوچھا' کیا تم اس شخص کو بھی جانتے ہو' جو آپ کو پشت سے پکڑے ہوئے ہے' میں نے جواب دیا' ہاں' انہوں نے کہا' ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارا آقا ہے اور یہ اس کے بعد خلیفہ ہوگا۔

اور بخاری نے اسے تاریخ میں عن محمد غیر منسوب عن محمد بن عمر اپنے اسناد کے ساتھ مختصراً روایت کیا ہے' اور بخاری کے نزدیک انہوں نے یہ بھی کہا کہ جو بھی نبی ہوا ہے اس کے بعد نبی ہوا' مگر اس نبی کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں سورہ اعراف کی آیت:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ الآیۃ

کی تفسیر میں وہ روایت بیان کی ہے' جسے بیہقی وغیرہ نے ابوامامہ باہلی کے طریق سے بحوالہ ہشام بن العاص اموی بیان کیا ہے وہ

Marfat.com

بیان کرتے ہیں کہ:

مجھے اور قریش کے ایک آدمی کو رومیوں کے بادشاہ ہرقل کی طرف دعوتِ اسلام دینے کے لیے بھیجا گیا' اور اس نے اس کے پاس ان کے اجتماع کا ذکر کیا۔ اور جب میں نے اسے پہچانا' تو جب انہوں نے اللہ کا ذکر کیا تو میری طبیعت مکدر ہوگئی' پس اس نے انہیں مہمان خانہ میں اتارا' اور تین دن کے بعد انہیں بلایا' اور ایک بڑی حویلی کی طرح کی چیز منگوائی' جس میں چھوٹے چھوٹے گھر تھے' جن کو دروازے لگے ہوئے تھے' اور ان میں ریشم کے ٹکڑوں پر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک انبیاء کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ اور وہ انہیں ایک ایک کر کے نکالنے لگا' اور ہر ایک تصویر کے متعلق بتانے لگا۔ اور اس نے ان کے لیے حضرت آدم' پھر حضرت نوح' پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصاویر نکالیں۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کی تصویر نکالنے میں جلدی کی۔

راوی بیان کرتا ہے' پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا' اور اس گھر میں سفید تصاویر تھیں' اور خدا کی قسم' رسول اللہ ﷺ کی تصویر بھی تھی' اس نے پوچھا کیا تم اسے جانتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں' یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں' راوی بیان کرتا ہے' اور ہم رو پڑے' راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ کچھ دیر کھڑا ہوا' پھر بیٹھ گیا اور کہنے لگا' خدا کی قسم! یہ وہی ہے؟ ہم نے کہا' ہاں' یقیناً یہ وہی ہے جیسا کہ آپ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں' پھر وہ اسے کچھ دیر دیکھتا رہا' پھر کہنے لگا یہ آخری گھر تھا۔ لیکن میں نے تمہارے لیے جلدی کی' تا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے دیکھوں' پھر اس نے انبیاء کی بقیہ تصاویر کو نکالنے کی پوری بات بیان کی' اور ان کا تعارف کرایا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آخری میں ہم نے اسے کہا کہ آپ نے یہ تصاویر کہاں سے حاصل کی ہیں؟ کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ ان پر انبیاء کی تصاویر ہیں۔ اور ہم نے اپنے نبی علیہ السلام کی تصویر کو بھی ان کی مثل دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ انہیں ان کی اولاد میں سے ہونے والے انبیاء دکھائے تو اس نے ان کی تصاویر کو حضرت آدم پر نازل کیا جو مغرب الشمس کے پاس حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ میں تھیں اور ذوالقرنین نے انہیں مغرب الشمس سے نکال کر حضرت دانیال علیہ السلام کو دیا۔ پھر اس نے کہا' خدا کی قسم' میرا دل اپنی حکومت سے نکل جانا چاہتا ہے' اور میں تمہارے سب سے بڑے آدمی کا مملوک ہونا چاہتا ہوں' حتیٰ کہ مجھے موت آ جائے۔

راوی بیان کرتا ہے' پھر اس نے ہمیں بہت اچھے عطیات دیئے' اور رخصت کیا۔ پس جب ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ہم نے جو کچھ دیکھا' اور جو کچھ اس نے بیان کیا اور ہمیں عطیات دیئے' اس کا سارا حال آپ سے بیان کیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے' اور فرمایا وہ مسکین ہے' اگر اللہ نے اس سے بھلائی کا ارادہ کیا تو وہ ضرور ایسا کرے گا' پھر فرمایا' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ اور یہودی اپنے ہاں حضرت محمد ﷺ کی صفت پاتے ہیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ علی بن عیسیٰ الحکمی نے اپنے باپ سے بحوالہ عامر بن ربیعہ مجھ سے بیان کیا کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو بیان کرتے سنا کہ میں اولادِ اسماعیل میں سے ایک نبی کا منتظر ہوں' پھر بنی عبدالمطلب میں سے' اور میرا خیال ہے کہ میں اسے نہیں ملوں گا۔ اور میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور اس کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ اور اگر تیری عمر لمبی ہوئی' اور تو نے اسے دیکھا'

Marfat.com

تو اسے میرا اسلام کہنا' اور میں تمہیں اس کی صفت بتاؤں' یہاں تک کہ وہ تجھ سے مخفی نہیں رہے گا' میں نے کہا آؤ بتاؤ' اس نے کہا' وہ آدمی نہ لمبا ہے نہ چھوٹا' اور نہ بہت زیادہ بالوں والا ہے اور نہ تھوڑے بالوں والا۔ اور اس کی آنکھوں سے سرخی زائل نہیں ہوتی' اور مہر نبوت اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ہے اور اس کا نام احمدؐ ہے' اور یہ شہر اس کا مولد و مبعث ہے۔ پھر اس کی قوم اسے اس شہر سے نکال دے گی اور وہ اس کی تعلیم کو ناپسند کریں گے' یہاں تک کہ وہ یثرب کی طرف ہجرت کر جائے گا' اور اس کا امر غالب آ جائے گا' اس کے بارے میں دھوکہ کھانے سے بچنا' میں نے دین ابراہیم کی تلاش میں تمام ممالک کا چکر لگایا ہے۔ اور جو کوئی یہود و نصاریٰ اور مجوس سے پوچھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ کامل دین ہے' اور وہ کامل نبی ہے' اور اس کی ایسے ہی صفت بیان کرتے ہیں' جیسی میں نے تیرے سامنے بیان کی ہے' اور کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا' عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں جب میں مسلمان ہوا تو میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو زید بن عمرو بن نفیل کی بات کی اطلاع دی اور اس کا سلام بھی دیا' آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس کے لیے رحم کی دعا کی' اور فرمایا' میں نے اسے جنت میں دامن گھسیٹتے دیکھا ہے۔

باب:

دلائل نبوت

یہ دلائل معنوی بھی ہیں اور حسی بھی' معنوی دلائل میں سے آپؐ پر قرآن کا نازل کرنا ہے جو سب سے بڑا معجزہ' واضح نشان اور کھلی دلیل ہے' کیونکہ وہ اس معجزانہ ترکیب پر مشتمل ہے جس سے جن و انس کو چیلنج کیا گیا ہے کہ وہ اس کی مثل لائیں۔ اور وہ اس کی مثل لانے سے عاجز آ گئے۔ حالانکہ اس کے دشمن کو اس کے معاوضہ کے لیے بہت سے اسباب اور فصاحت و بلاغت حاصل تھی' پھر اس نے انہیں دس سورتوں کا چیلنج دیا۔ پھر چیلنج کو کم کر کے اس جیسی ایک سورت پر لے آیا' تو وہ اس سے بھی عاجز آ گئے' اور وہ اس کے بارے میں اپنے عجز و تقصیر کو جانتے تھے' اور یہ وہ بات ہے جس تک کبھی کوئی راہ نہیں پا سکے گا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''کہہ دو اگر جن و انس اس قرآن کی مثل لانے کے لیے جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل نہیں لا سکیں گے' خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں''۔ اور سورۂ طور میں ہے جو مکی ہے کہ ''یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے اپنے پاس سے بنا لیا ہے' بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے' اگر وہ سچے ہیں تو وہ اس قسم کی آیت لے آئیں''۔ اور سورۂ بقرہ مدینہ میں اللہ تعالیٰ چیلنج کو دہراتے ہوئے فرماتا ہے کہ: ''اگر تم اس کلام کے بارے میں شبہ میں ہو' جسے ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ' اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بلاؤ' اگر تم سچے ہو' اور اگر تم نہ کر سکو' اور تم ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے بچو' جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں اور جسے کافروں کے لیے تیار کیا گیا ہے''۔ یا وہ افترا کے طور پر کہتے ہیں' کہہ دو کہ تم اس قسم کی دس جھوٹی سورتیں لے آؤ' اور اللہ کے سوا جس قدر مددگار رہوں کو تم بلا سکتے ہو' بلا لو' اگر تم سچے ہو۔ اور اگر وہ تمہیں جواب نہ دیں تو جان لو کہ اسے علم الٰہی سے نازل کیا گیا ہے' اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' پس کیا تم تسلیم کرنے والے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اس کے سوا کوئی اسے جھوٹے

Marfat.com

طور پر بنا لے بلکہ یہ اپنی سے پہلی کتاب کی تصدیق و تفصیل کرنے والا ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں' اور رب العالمین کی طرف سے ہے۔ یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے افتراء کے طور پر بیان کیا ہے۔ کہہ دو' اس کی مثل ایک سورت لے آؤ' اور اللہ کے سوا جس قدر مددگاروں کو بلا سکتے ہو بلا لو' اگر تم سچے ہو۔ بلکہ انہوں نے اس کی تکذیب کی جس کا علم سے انہوں نے احاطہ نہیں کیا۔ ابھی اس کی تاویل نہیں آئی' اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی اور دیکھ ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔

پس اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ مخلوق اس قرآن کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے بلکہ اس کی دس سورتوں' بلکہ ایک سورت کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے' اور وہ ابد تک اس کی سکت نہیں پائیں گے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا﴾ یعنی اگر تم ماضی میں اس کی مثل نہیں لا سکے تو مستقبل میں بھی تم ہرگز اس کی مثل نہ لا سکو گے۔ اور یہ دوسرا چیلنج ہے کہ وہ حال اور مآل میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ اور اس قسم کا چیلنج صرف وہی شخص دے سکتا ہے جسے یقین ہو کہ جو کچھ وہ لایا ہے' بشر کے لیے اس کا معارضہ کرنا اور اس کی مثل لانا ممکن نہیں۔ اور اگر یہ کسی جھوٹے کی جانب سے ہوتا تو وہ مقابلہ سے خوف کھا جاتا اور ذلیل ہو جاتا۔ اور اس نے جو ارادہ کیا تھا کہ لوگ اس کی متابعت کریں گے' اس کے اُلٹ واقع ہوتا' اور ہر عقلمند کو یہ بات معلوم ہے کہ محمد ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ عقلمند ہیں بلکہ حقیقت میں ان سے اعقل و اکمل ہیں' پس جو شخص اس معاملے میں اقدام کرے گا' اسے معلوم ہو جائے گا کہ ان کا معارضہ کرنا ممکن نہیں' اور واقعتہً بھی ایسے ہی ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر ہمارے اس زمانے تک کسی کو اس کی نظیر لانے کی سکت نہیں ہوئی' بلکہ اس کی کسی سورت کی نظیر لانے کی بھی سکت نہیں ہوئی' اور نہ ابد تک ہو گی' بلاشبہ یہ رب العالمین کا کلام ہے' اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز اس کی ذات وصفات اور افعال میں اس کی مانند نہیں ہو سکتی' پس مخلوق کا کلام' خالق کے کلام کی مانند کیسے ہو سکتا ہے؟

اور کفار قریش کا وہ قول جسے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے حکایۃً بیان کیا ہے کہ جب ہماری آیات ان پر پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے سن لیا ہے' اور اگر ہم چاہتے تو اس قسم کا کلام بیان کر دیتے' یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ یہ ان کا کذب اور بلا دلیل و برہان اور بلا حجت و بیان باطل دعویٰ ہے۔ اور اگر وہ سچے ہوتے تو اس کے مقابلے کا کلام لے آتے' بلکہ وہ اپنے جھوٹ کو جانتے ہیں' جیسے کہ وہ اپنے اس جھوٹ کو جانتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جنہیں اس نے لکھ لیا ہے' اور وہ اسے صبح و شام لکھوائی جاتی ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہہ دو اسے اس ذات نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے راز کو جانتا ہے' بلاشبہ وہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے' یعنی اسے پوشیدہ باتوں کے جاننے والے نے اتارا ہے' وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے جو گذشتہ اور آئندہ ہونے والی باتوں اور جو نہیں ہوئیں اور اگر ہوئیں تو کیسے ہوئیں؟ کا جاننے والا ہے۔ بلاشبہ اس نے اپنے بندے اور نبی اُمّی رسول کی طرف وحی کی جو نہ اچھی طرح لکھ سکتا تھا اور نہ کلیتہً اسے جانتا تھا۔ اور نہ ہی اوائل کے علم اور گذشتہ لوگوں کے حالات سے واقف تھا' پس اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اور آئندہ ہونے والے واقعات کو ہو بہو اور پورا پورا آپؐ کے سامنے بیان کر دیا' اور وہ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے' جس کے بیان کرنے میں جملہ کتب متقدمہ اختلاف کرتی ہیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اسی طرح ہم آپؐ کے سامنے گذشتہ لوگوں کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ اور ہم نے اپنی جناب سے آپ کو ذکر عطا کیا ہے۔ اور

Marfat.com

جو شخص اس سے اعراض کریں گے‘ وہ قیامت کے روز بوجھ اٹھائیں گے‘ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے‘ اور قیامت کے روز ان کے لیے برا بوجھ ہو گا‘ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور ہم نے حق کے ساتھ آپؐ پر کتاب اتاری ہے جو اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرنے والی‘ اور اس کی نگرانی کرنے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اس سے قبل تو نہ کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتا تھا کہ تمسخر کرنے والے شک کریں‘ بلکہ یہ واضح آیات ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں ہیں‘ جنہیں علم دیا گیا ہے۔ اور ہماری آیات سے صرف ظالم لوگ ہی انکار کرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر اللہ کی طرف سے معجزات کیوں نہیں نازل کیے گئے‘ کہہ دو معجزات اللہ کے پاس ہیں‘ اور میں صرف ایک کھلم کھلا انتباہ کرنے والا ہوں۔ کیا ان کے لیے یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے آپؐ پر کتاب اتاری‘ جو ان پر پڑھی جاتی ہے‘ اور اس میں ایمان لانے والے لوگوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے۔ کہہ دو‘ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے جو اسے جانتا ہے‘ جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو لوگ جھوٹ پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کا انکار کرتے ہیں‘ وہی خسارہ پانے والے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ صرف اُسی اُمی پر اسی کتاب کا نازل کرنا جو گذشتہ اور آئندہ کے علم‘ اور جو کچھ لوگوں کے درمیان ہونے والا ہے اس کے فیصلے پر مشتمل ہے‘ آپؐ کے صدقہ پر دال ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے‘ کہتے ہیں اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ‘ یا اسے بدل دو‘ کہہ دو مجھے اپنی جانب سے اس کے بدلنے کی طاقت نہیں‘ میں تو صرف اپنے پر نازل ہونے والی وحی کا پیروکار ہوں۔ اور اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو یوم عظیم کے عذاب سے ڈرتا ہوں‘ کہہ دو ’اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا‘ اور نہ تمہیں اس کے متعلق بتاتا۔ اور اس سے قبل‘ میں نے عمر کا ایک حصہ تم میں بسر کیا ہے۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر افتراء کرے‘ یا اس کی آیات کی تکذیب کرے‘ بلاشبہ وہ مجرموں کو کامیاب نہیں کرتا۔

آپؐ انہیں کہتے ہیں کہ میں اس قرآن کو اپنی جانب سے تبدیل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اللہ کا کام ہے‘ میں اُس کا مبلغ ہوں‘ اور جو کچھ میں تمہارے پاس لایا ہوں‘ اس کے بارے میں تم میرے صدق کو جانتے ہو‘ میں نے تمہارے درمیان پرورش پائی ہے۔ اور تم میرے نسب‘ صدق اور امانت کو جانتے ہو‘ اور میں نے کبھی کسی روز‘ تم میں سے کسی شخص پر جھوٹ نہیں بولا‘ پس مجھے یہ کیسے طاقت ہو سکتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولوں جو نفع و نقصان کا مالک‘ اور ہر چیز پر قادر‘ اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اور اس پر جھوٹ بولنا‘ اور اس کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو اس نے نہیں کہی‘ اس سے بڑا گناہ اور کون سا ہے‘ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اگر یہ ہم پر کچھ جھوٹ تھوپے تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیں‘ پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیں‘ اور تم میں سے کوئی شخص اس سے روکنے والا نہ ہو۔ یعنی اگر وہ ہم پر جھوٹ تھوپے‘ تو ہم اس سے سخت انتقام لیں‘ اور اہل زمین میں سے کوئی شخص ہمیں اس سے روکنے کی طاقت نہ پائے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افتراء کرنے والے‘ یا یہ کہنے والے کہ مجھ پر وحی ہوئی ہے‘ اور اس پر کچھ وحی نہ ہوئی ہو۔ اور کون بڑا ظالم ہے اور جو کہے کہ میں بھی عنقریب اللہ کی مانند نازل کروں گا۔ اور جب تو

Marfat.com

ظالموں کو موت کی سختیوں میں دیکھے گا' اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو' آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا کہ تم اللہ پر ناحق جھوٹ بولتے تھے' اور اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' کہہ دو' کون سی چیز شہادت کے لحاظ سے سب سے بڑی ہے' کہہ دو اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے' اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے' تاکہ میں تمہیں اس کے ذریعے انتباہ کروں' اور جس تک یہ پیغام پہنچے' اس کلام میں یہ خبر دی گئی ہے کہ اللہ ہر چیز پر گواہ ہے اور وہ سب سے بڑا گواہ ہے۔ اور میں اس کی طرف سے جو کلام لایا ہوں' اس کے بارے میں وہ مجھے اور تمہیں دیکھ رہا ہے' اور کلام کی قوت میں قسم متضمن ہے کہ اس نے مجھے مخلوق کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں انہیں اس قرآن کے ذریعے انتباہ کروں۔ پس آپؐ نے ان میں سے جس کو قرآن پہنچا دیا ہے' آپؐ اس کے لیے نذیر ہیں' جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے' اور گروہوں میں سے جو اس کا انکار کرے گا تو اس کی وعدہ گاہ آگ ہے' پس تو اس کی جانب سے شک میں نہ رہ' یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے' لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس اس قرآن میں اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' اس کے عرش' اور اس کی علوی و سفلی مخلوقات' جیسے آسمانوں اور زمینوں' اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان پایا جاتا ہے' اور جو ان سب میں بہت سے امور عظیمہ پائے جاتے ہیں' اور ان کے متعلق سچی خبریں پائی جاتی ہیں' اور جو دلائل قاطعہ کے ساتھ بہترین ہیں' جو عقل صحیح کی جہت سے علم کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس قرآن میں ہر مثال کو پھیر پھیر کر بیان کیا ہے' اور اکثر لوگوں نے ناشکری سے انکار کیا ہے۔ اور فرماتا ہے' اور ہم ان لوگوں کو لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں' اور انہیں صرف عالم ہی سمجھتے ہیں۔ اور فرماتا ہے اور ہم نے اس قرآن میں ہر مثال کو پھیر پھیر کر بیان کیا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں' یہ عربی قرآن ہے جس میں کوئی کجی نہیں' تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔ اور قرآن میں گذشتہ حالات کو درست طور پر بیان کیا گیا ہے' اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اہل کتاب کی کتب میں اس کا شاہد پایا جاتا ہے' حالانکہ یہ ایک امی شخص پر نازل ہوا ہے جو نہ کتابت جانتا ہے اور نہ ہی اس نے کبھی اوائل کے علوم اور گذشتہ لوگوں کے واقعات کو دیکھا ہے۔ اور آپؐ سے دفعتہً لوگوں کو وحی سے وہ فائدہ بخش واقعات بتائے جن کا نصیحت کے لیے بیان کرنا ضروری تھا' کیونکہ وہ انبیاء کے ساتھ امتوں کے واقعات تھے اور یہ کہ اللہ نے مؤمنین کو کیسے نجات دی؟ اور کافروں کو کیسے ہلاک کیا۔ اور ان واقعات کو ایسی عبارت میں بیان کیا جس کی مثل بشر ابد تک نہیں لا سکتا۔

ایک جگہ واقعہ مختصر طور پر بڑی وضاحت و فصاحت سے بیان کیا جاتا ہے' اور کبھی مفصل بیان کیا جاتا ہے۔ اور اس سے اعلیٰ' اعلیٰ' اعلیٰ عبارت کوئی نہیں ہوتی' حتیٰ کہ پڑھنے اور سننے والا واقعہ کو دیکھنے والے' اور اس موقع پر موجود شخص کی طرح بن جاتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور جب ہم نے پکارا تو آپ طور کی جانب نہیں تھے' لیکن تیرے رب کی رحمت تھی' کہ تو اس قوم کو ڈرائے' جن کے پاس تجھ سے پہلے انتباہ کرنے والا نہیں آیا تھا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور فرماتا ہے' اور تو اس وقت ان کے پاس نہیں تھا جب وہ اپنے تیروں سے قرعہ اندازی کر رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے۔ اور نہ تو اس وقت ان کے پاس تھا جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سورۂ یوسف میں فرماتا ہے۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جسے ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے۔ اور تو اس وقت ان کے پاس نہیں تھا' جب انہوں نے اپنے معاملے میں اتفاق کیا' اور وہ تدبیر کر رہے تھے' اور خواہ تو کس قدر رغبت

Marfat.com

کرے' اکثر لوگ ایمان والے نہیں' اور تو ان سے اس پر کچھ اجر مانگتا ہے' یہ تو عالمین کے لیے نصیحت ہے۔ اور آخر میں فرماتا ہے۔ کہ ان واقعات میں عقلمندوں کے لیے عبرت ہے' یہ جھوٹ بات نہیں' بلکہ اپنے سے پہلے کلام کی تصدیق کرنے والی اور ایمان لانے والے لوگوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے۔

اور فرماتا ہے' اور انھوں نے کہا کہ یہ اپنے رب کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشان نہیں لاتا' کیا صحفِ اُولیٰ میں ان کے لیے کوئی دلیل نہیں آئی' اور فرماتا ہے' کہہ دو تمہارا کیا خیال ہے اگر یہ اللہ کی جانب سے ہو' پھر تم اس کا انکار کرو تو جو دور کی مخالفت میں پڑا ہے' اس سے زیادہ گمراہ کون ہے ہم عنقریب آفاق والنفس میں انہیں نشان دکھائیں گے' حتیٰ کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ حق ہے اور کیا تیرے رب کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے' اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے' کہ وہ عنقریب نشانات کو ظاہر کرے گا۔ اور آفاق میں جو کچھ اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا' اس میں قرآن اور اس کے صدق' اور اس کے لانے والے کے صدق پر نشان ہوں گے جو اس کتاب کے صدق پر دال ہوں گے' اور اس کے مکذبین و منکرین پر حجت ہوں گے' اور ان کے شبہات کے لیے براہان قاطعہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ انہیں یقین ہو جائے گا کہ یہ اللہ کی طرف سے صادق انسان کی زبان پر نازل ہوا ہے' پھر اس نے مستقل دلیل کی طرف راہنمائی کی ہے کہ کیا تیرا رب کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے یعنی علم میں' اس طرح پر کہ اللہ اس امر کو دیکھتا ہے جو اس کی طرف سے خبر دینے والے کے صدق کے لیے کافی کفایت کرتا ہے۔ اگر یہ مفتری علی اللہ ہوتا تو وہ اسے جلد موثر سزا دیتا' جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ اور اس قرآن میں مستقبل میں واقع ہونے والے واقعات کی خبر بھی پائی جاتی ہے جو ہو بہو وقوع پذیر ہوئے' اور اسی طرح احادیث میں بھی خبریں پائی جاتی ہیں' جیسا کہ ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں بیان کیا ہے۔ اور کچھ واقعات کو ہم ملاحم و فتن میں بیان کریں گے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ عنقریب تم میں مریض بھی ہوں گے اور دوسرے زمین میں پھر کر فضل الٰہی کو تلاش کریں گے' اور کچھ اور لوگ اللہ کی راہ میں جنگ کریں گے۔ یہ سورۃ مکہ میں نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں ہے' اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۂ اقتربت میں بیان کیا ہے جو بلا اختلاف مکی ہے کہ عنقریب فوجیں شکست کھا کر پشت پھیر جائیں گی' بلکہ قیامت ان کی وعدہ گاہ ہے' اور قیامت بڑی مصیبت اور تلخ ہے' اس کے بعد اس شکست کا مصداق واقعۂ بدر کے روز وقوع پذیر ہوا' اور اسی قسم کے کئی واضح امور پیش آئے' اور عنقریب ایک فصل میں ان واقعات کو بیان کیا جائے گا جن کے متعلق آپؐ نے خبر دی' اور وہ آپؐ کے بعد اسی طرح وقوع پذیر ہوئے۔

نیز قرآن میں امر و نہی کے عادلانہ احکام بھی پائے جاتے ہیں جو ان بلیغ حکمتوں پر مشتمل ہیں کہ جب ان کے متعلق کوئی عقلمند اور سمجھ دار غور و فکر کرتا ہے تو وہ قطعی فیصلہ دیتا ہے کہ ان احکام کو اس ذات نے اتارا ہے جو پوشیدہ رازوں کو جاننے والی' اور بندوں پر رحم کرنے والی ہے اور ان کے ساتھ اپنے لطف و رحمت اور احسان کا سلوک کرنے والی ہے۔

اور فرماتا ہے' اور تیرے رب کی باتیں صدق و عدل کے ساتھ پوری ہو گئی ہیں' یعنی واقعات کے لحاظ سے سچی اور اوامر و نواہی کے لحاظ سے عادلانہ' اور فرماتا ہے' میں اللہ دیکھنے والا ہوں۔ یہ کتاب ہے جس کی آیات محکم ہے' اور پھر انہیں حکیم و خبیر خدا کی جانب سے کھول کر بیان کیا گیا ہے' یعنی اس کے الفاظ محکم ہیں' اور اس کے معانی مفصل ہیں۔ فرماتا ہے وہی ہے جس نے اپنے

Marfat.com

رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ یعنی علم نافع اور عمل صالح کے ساتھ۔

اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کمیل بن زیاد سے فرمایا' یہ اللہ کی کتاب ہے' اس میں تم سے پہلے لوگوں کے حالات ہیں' اور تمہارے باہمی اختلافات کے فیصلے ہیں' اور تمہارے بعد کی خبریں ہیں' اور ہم نے ان سب باتوں کو اپنی تفسیر کی کتاب میں مفصل طور پر بیان کیا ہے' جو کافی ہے۔

پس قرآن بہت سی وجوہ کے لحاظ سے معجزہ ہے' اپنی فصاحت' بلاغت' ترتیب' تراکیب' اسالیب' اور اس میں ماضی اور مستقبل کے جو واقعات پائے جاتے ہیں۔ اور وہ جن واضح احکام پر مشتمل ہے۔ اور خصوصاً فصحائے عرب کو جو اس نے بلاغت الفاظ کا چیلنج کیا ہے' اور معانی صحیحہ کاملہ پر مشتمل چیلنج بہت سے علماء کے نزدیک یہ سب سے بڑا چیلنج ہے جو روئے زمین کی اہل کتاب کی دونوں ملتوں' اور دیگر عقلائے ہند و ایران و یونان اور قبط' اور دیگر اقطار و امصار کے بنی آدم پر حاوی ہے۔

اور متکلمین میں سے جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اعجاز صرف یہ ہے کہ اس نے کفار کو باوجود اس کے انکار کے اس کے معارضہ و مقابلہ کے خیالات سے پھیر دیا۔ یا اس بارے میں ان کی قدرت سلب کر لی' تو یہ ایک باطل قول ہے' جو ان کے اس اعتقاد کی فرع ہے کہ قرآن مخلوق ہے' اللہ تعالیٰ نے اسے بعض اجرام میں خلق کیا' اور ان کے نزدیک مخلوق' مخلوق کے درمیان کوئی فرق نہیں پایا جاتا' اور ان کا یہ قول کہ یہ کفر اور باطل ہے' نفس الامر کے مطابق نہیں' بلکہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو غیر مخلوق ہے۔ اللہ نے جیسے چاہا' اس سے کلام کیا۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے وہ بہت مقدس اور منزہ ہے' پس تمام مخلوق حقیقتاً اس کی مثال لانے سے عاجز ہے' خواہ وہ اس بارے میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوں' بلکہ وہ رسول بھی کلام اللہ اور اس قرآن کی مثال لانے پر قدرت نہیں رکھتے۔ جو تمام مخلوق سے افصح' اعظم اور اکمل ہوتے ہیں' اور یہ قرآن جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف پہنچاتے ہیں' ان کا اسلوب کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلوب کلام کی مانند نہیں' اور آپ کا کلام سند صحیح کے ساتھ محفوظ ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے لوگوں میں سے کوئی شخص اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ وہ فصاحت و بلاغت میں آپ کے اسالیب کی مانند گفتگو کر سکے۔ یعنی آپ کے الفاظ شریف میں جو معانی بیان کیے گئے ہیں' بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسلوب کلام' تابعین کے اسلوب کلام سے اعلیٰ ہے اور اسی طرح ہمارے زمانے تک ایسے ہی چلا آ رہا ہے۔

اور علمائے سلف' علمائے خلف کے مقابلہ میں افصح و اعلم اور اپنے الفاظ میں معانی بیان کرنے کے لحاظ سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ اور اس بات کی شہادت ہر وہ شخص دے گا' جسے لوگوں کے کلام کا ذوق ہے' جس طرح زمانہ جاہلیت کے اشعار میں اور ان کے بعد ہونے والے مولدین کے اشعار میں تفاوت پایا جاتا ہے' اسی طرح ان میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جسے امام احمد نے روایت کیا ہے' یہ مفہوم بیان ہوا ہے' آپ فرماتے ہیں حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن ابی سعید نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کو اس قسم کے نشان دیے گئے ہیں جس قسم کے آدمی اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور مجھے جو عطا کی گئی ہے اسے اللہ نے مجھ پر وحی کیا ہے مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے روز ان سے زیادہ پیروکاروں والا ہوں گا۔

Marfat.com

اور بخاری اور مسلم نے اسے لیث بن سعد کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی کو اپنی سچائی اور جو کچھ وہ اپنے رب سے لایا تھا' اس کی صحت پر وہ حجج و دلائل دیئے گئے جن میں اس قوم کے لیے جس کی طرف وہ مبعوث ہوا تھا' کفایت حجت تھی' خواہ وہ اس پر ایمان لا کر' اپنے ایمان کا ثواب پا کر کامیاب ہوئے یا انکار کر کے مستحق عذاب ہوئے۔

اور آپ کا یہ قول کہ مجھے جو وحی دی گئی ہے' یعنی وہ سب سے بڑی ہے' اور آپ کی طرف جو وحی ہوئی ہے وہ قرآن ہے جو آپ کے زمانے میں' اور آپؐ کے بعد حجت دائمہ و مستمرہ ہے بلاشبہ انبیاء کو جو براہین حاصل تھے' ان کا زمانہ ان کی زندگی میں ختم ہو گیا۔ اور ان کے صرف واقعات ہی باقی رہ گئے۔

اور قرآن ایک حجت قائمہ ہے' گویا سننے والا اسے رسول اللہ ﷺ کے منہ سے سن رہا ہے' پس اللہ تعالیٰ کی حجت' آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی قائم ہے' اس لیے آپؐ نے فرمایا ہے کہ مجھے اُمید ہے کہ میں قیامت کے روز ان کے مقابلہ میں زیادہ پیروکاروں والا ہوں گا۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو حجت بالغہ اور براہین دامغہ عطا فرمائی ہے وہ ہمیشہ رہے گی' اس لیے میں بروز قیامت انبیاء سے زیادہ پیروکاروں والا ہوں گا۔

باب:

دلائل معنوی

اور دلائل معنویہ میں سے آپؐ کے پاکیزہ اخلاق' خلق کامل' شجاعت' حلم' سخاوت زہد و قناعت' ایثار' حسن محبت' صدق و امانت' تقویٰ و عبادت' پاکیزہ اصل اور طیب مولد و منشا ہے' جیسا کہ قبل ازیں ہم ان کو اپنے اپنے مواقع پر بیان کر چکے ہیں۔

اور ہمارے شیخ علامہ ابوالعباس بن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں جس میں آپ نے یہود و نصاریٰ اور ان سے ملتے جلتے اہل کتاب کے دیگر فرقوں کا رد کیا ہے۔ اس کا بہت اچھے رنگ میں ذکر کیا ہے' آپ نے اس کے آخر میں دلائل نبوت کو بیان کیا ہے اور اس میں صحیح طریقوں کو اختیار کیا ہے جو بلیغ کلام کے حامل ہیں' اور جو اس میں غور و فکر کرتا ہے اور اسے سمجھتا ہے' وہ اس کے تابع ہو جاتا ہے۔ آپ مذکورہ کتاب کے آخر میں بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کی سیرت' اخلاق' اقوال اور افعال' آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ہیں' اور آپ کی شریعت اور اُمت اور آپ کی امت کا علم اور دین اور صالحین امت کی کرامات بھی آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ہیں۔ اور یہ بات آپ کی پیدائش سے لے کر آپ کی بعثت تک اور بعثت سے لے کر آپ کی وفات تک کی سیرت پر تدبر کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور آپؐ کے نسب' شہر' اصل اور فصل پر تدبر کرنے سے نمایاں ہوتی ہے۔ بلاشبہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خالص نسل سے ہونے کی وجہ سے روئے زمین کے تمام لوگوں سے زیادہ شریف النسب تھے' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو نبی بھی آیا' آپ کی ذریت ہی میں سے آیا ہے' اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے حضرت اسماعیل اور

Marfat.com

حضرت اسحاق علیہ السلام دیئے' اور توریت میں ان دونوں کا ذکر کیا' اور تورات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونے والے نبی کو خوشخبری دی' اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آپ کے سوا کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا جس میں پیش گوئیاں پوری ہوئی ہوں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان میں ایک عظیم الشان رسول بھیجے' پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں سے ہوئے' جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے عمدہ ہیں' پھر آپ بنی ہاشم سے ہوئے جو قریش کے عمدہ لوگوں میں سے ہیں۔ اور مکہ ام القریٰ اور بیت اللہ کے شہر میں سے ہیں جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا' اور لوگوں کو اس کا حج کرنے کی دعوت دی' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے ہمیشہ اس کا حج کیا جاتا ہے۔ اور انبیاء کی کتب میں اس کی بہت اچھی تعریف بیان کی گئی ہے''۔

اور تربیت و پرورش کے لحاظ سے بھی آپ سب لوگوں سے اکمل تھے' اور ہمیشہ ہی صدق و نیکی مکارم اخلاق' عدل میں مشہور رہے' اور فواحش و ظلم اور ہر وصف مذموم کے ترک کرنے کے متعلق نبوت سے قبل تمام ان لوگوں نے جو آپ سے واقفیت رکھتے تھے اس بارے میں آپ کے متعلق گواہی دی ہے۔ اور نبوت کے بعد ایمان لانے والوں' اور انکار کرنے والوں نے بھی یہی گواہی دی ہے' اور آپ کے اخلاق و اقوال اور افعال میں کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوئی جس کا عیب آپ پر لگایا جا سکے' اور نہ کبھی جھوٹ' ظلم اور بے حیائی کا آپ کے متعلق تجربہ ہوا ہے۔

اور آپ کی شکل و صورت بھی بہت خوبصورت' اور ان محاسن کی جامع تھی جو آپ کے کمال پر دال تھے' اور اُمی قوم کے ایک اُمی فرد تھے' اور تورات و انجیل سے جو کچھ اہل کتاب جانتے تھے آپ کو اور آپ کی قوم کو اس سے کچھ واقفیت نہ تھی۔ اور نہ آپ نے لوگوں کے علوم سے کچھ پڑھا اور نہ اہل علم کی مجلس کی' اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو پورے چالیس سال کا کر دیا تو آپ نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور آپ عجیب تر اور عظیم تر امر لے کر آئے اور ایسا کلام لائے جس کی نظیر پہلوں پچھلوں نے نہ سنی تھی' اور آپ نے ایسی بات کی خبر دی' جس کی مثل آپ کی قوم اور آپ کے شہر میں موجود نہ تھی' پھر انبیاء کے اتباع نے آپ کی پیروی کی جو کمزور لوگ تھے' اور سرداروں نے آپ کی تکذیب کی' اور آپ سے عداوت کی۔ اور ہر طریق سے آپ کو اور آپ کے پیرکاروں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی' جیسا کہ کفار انبیاء اور ان کے اتباع کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور جن لوگوں نے آپ کی پیروی کی' انہوں نے رغبت و خوف کے باعث نہیں کی' بلاشبہ آپ کے پاس مال نہ تھا کہ آپ ان کو دیتے' اور نہ جہات تھیں کہ انہیں ان کا حکمران بنا دیتے۔ اور نہ آپ کے پاس تلوار تھی۔ بلکہ تلوار' جاہ اور مال آپ کے دشمنوں کے پاس تھا۔ اور انہوں نے آپ کے اتباع کو طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ اور وہ صابر و محتسب رہے' اور وہ اپنے دین سے مرتد نہیں ہوتے تھے' کیونکہ ان کے دلوں میں ایمان و معرفت کی حلاوت رچ بس گئی تھی۔

اور حضرت ابراہیم کے زمانے سے عرب' مکہ کا حج کرتے تھے' پس حج کے اجتماع میں قبائل عرب جمع ہوئے تو آپ کو مکذب کی تکذیب' اجڈ کی بدسلوکی' اور اعراض کرنے والے کے اعراض سے جو تکلیف پہنچتی' اس کے باوجود آپ مستقل مزاجی سے ان تک پیغام رسالت پہنچاتے اور انہیں دعوت الی اللہ دینے کے لیے ان کے پاس جاتے' یہاں تک کہ آپ اہل یثرب سے ملے جو یہود کے پڑوسی تھے اور انہوں نے ان سے آپ کے متعلق خبریں سنی تھیں اور انہوں نے آپ کو پہچان لیا۔ پس جب آپ نے انہیں

Marfat.com

دعوت دی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ آپ ہی وہ منتظر نبی ہیں جس کے متعلق یہود نے انہیں بتایا تھا' اور انہوں نے اسی طرح ان سے وہ واقعات بھی سنے تھے جس سے انہوں نے آپ کے مقام کو پہچان لیا۔ اور بلاشبہ دس پندرہ سال میں آپ کے امر کا انتشار و اظہار ہو گیا۔ پس وہ آپ پر ایمان لے آئے' اور اس شرط پر انہوں نے آپ کی بیعت کی کہ آپ اور آپ کے اصحاب ان کے شہروں کی طرف ہجرت کر آئیں گے' نیز وہ آپ کے ساتھ جہاد بھی کریں گے۔ پس آپ نے اور آپ کے پیروکاروں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی' اور وہاں مہاجرین و انصار رہتے تھے' اور ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو دنیوی رغبت سے ایمان لایا ہو' اور نہ وہ کسی خوف سے ایمان لائے تھے۔ ہاں چند انصار بظاہر مسلمان ہو گئے تھے۔ پھر ان میں سے کچھ بہت ایسے مسلمان ہو گئے' پھر آپ کو جہاد کی اجازت مل گئی۔ پھر آپ نے جہاد کرنے کا حکم دیا' اور امر الٰہی سے ہمیشہ ہی اکمل اور اتم طریقہ پر صدق و عدل اور وفاداری کے ساتھ قائم رہے' آپ کا ایک جھوٹ بھی ثابت نہیں' اور نہ آپ نے کسی پر ظلم کیا اور نہ کسی سے خیانت کی۔ بلکہ آپ اختلاف احوال' یعنی صلح و جنگ' امن و خوف' فقر و غنا' قدرت و عجز' قدرت و ضعف' قلت و کثرت' اور کبھی دشمن پر غالب آنے' اور کبھی دشمن کے غالب آ جانے کے باوجود سب لوگوں سے بڑھ کر عادل اور وعدہ وفا رہے۔

ان تمام حالات میں آپ اکمل اور اتم طریق پر قائم رہے' حتیٰ کہ دعوتِ اسلام عرب کی تمام سرزمین میں غالب آ گئی' جو بتوں کی عبادت' کاہنوں کے واقعات' خالق کا کفر کر کے مخلوق کی اطاعت' ناحق خونریزی اور قطع رحمی سے بھری ہوئی تھی' وہ آخرت اور معاد سے واقف نہ تھے' اور وہ روئے زمین کے تمام لوگوں سے اعلم' ادین' اعدل اور افضل بن گئے۔ حتیٰ کہ جب نصاریٰ نے انہیں شام آنے پر دیکھا' تو کہہ اُٹھے' مسیح کے حواری ان سے افضل نہ تھے' اور یہ زمین میں ان کے اور دوسروں کے علم و عمل کے کارنامے ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان جو فرق پایا جاتا ہے' عقلمند اُسے جانتے ہیں' اگرچہ آپ کا عمل غالب ہو چکا تھا' اور مخلوق آپ کی اطاعت شعار تھی۔ اور وہ نفس و اموال پر آپ کو مقدم کرتے تھے۔ آپ نے وفات پائی اور کوئی درہم و دینار اور اونٹ بکری پیچھے نہ چھوڑی ہاں آپ نے اپنا ایک خچر' ہتھیار اور اپنی زرہ چھوڑی جو جو کے تیس وسق کے عوض جنہیں آپ نے اپنے اہل کے لیے خریدا تھا ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی' اور آپ کے قبضہ میں ایک جاگیر تھی' جس سے آپ اپنے اہل پر خرچ کرتے تھے' اور بقیہ کو مسلمانوں کے مفاد میں خرچ کر دیتے تھے پس آپ نے حکم دیا کہ آپ کا کوئی ورثہ نہ ہو گا' اور نہ آپ کے وارث اس سے کچھ لیں گے۔ اور آپ ہر وقت عجیب نشان' اور کئی قسم کی کرامات ظاہر کرتے تھے جن کا بیان طویل ہے' اور ان کو گذشتہ اور آئندہ کی خبریں دیتے تھے۔ اور انہیں نیکی کا حکم دیتے تھے' اور برائی سے روکتے تھے اور طیبات کو ان کے لیے حلال کرتے تھے۔ اور بری چیزوں کو ان پر حرام قرار دیتے تھے' اور ایک حکم کے بعد دوسرے حکم کو ظاہر کرتے تھے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس دین کو مکمل کر دیا' جس کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا تھا' اور آپ کی شریعت اکمل شریعت بن گئی۔ اور آپ نے ہر اس بات کے کرنے کا حکم دیا جسے عقل نیکی سمجھتی تھی' اور ہر اس بات سے روکا' جسے عقل برا سمجھتی تھی۔ آپ نے کسی ایسی بات کا حکم نہیں دیا جس کے متعلق کہا گیا ہو کہ کاش آپ اس کا حکم نہ دیتے' اور نہ آپ نے کسی ایسی چیز سے منع کیا کہ جس کے متعلق کہا گیا ہو کہ کاش آپ اس سے منع نہ کرتے۔ اور آپ نے ان کے لیے طیبات کو حلال کیا' اور ان سے کوئی چیز حرام نہ ہوئی' جیسا کہ دوسروں کی شریعت میں حرام ہوئی۔ اور آپ نے بری چیزوں کو حرام قرار دیا' اور ان سے کسی چیز کو حلال نہ کیا جیسا کہ

Marfat.com

دوسروں نے حلال کرلیں' اور آپؐ نے امتوں کے تمام محاسن کو جمع کرلیا' اور تورات وانجیل اور زبور میں اللہ تعالیٰ فرشتوں اور یوم آخرت کے بارے میں کوئی ایسی خبر نہیں پائی جاتی' جسے آپ اکمل طور پر نہ لائے ہوں۔ اور آپؐ نے ایسی چیزوں کے بارے میں بھی بتایا جو کتب میں موجود نہیں تھیں۔ اور کتب میں عدل وقضا کے ایجاب اور فضائل وحسنات کی طرف رغبت کی کوئی ایسی بات موجود نہیں جسے آپؐ نے اس احسن رنگ میں بیان نہ کیا ہو۔

جب کوئی دانشمند ان عبادات کی طرف دیکھتا ہے جنہیں آپؐ نے مقرر کیا ہے اور دیگر امتوں کی عبادات کو بھی دیکھتا ہے تو اس کی فضیلت اور خوبی اس پر نمایاں ہو جاتی ہے' اور یہی حال حدود واحکام اور دیگر قوانین کا ہے۔ اور ہر فضیلت میں آپ کی امت اکمل الامم ہے' اور جب ان کے علم کا قیاس دیگر امتوں کے علم سے کیا جائے' تو ان کی فضیلتِ علمی نمایاں ہو جاتی ہے۔ اور جب ان کے دین وعبادت اور اطاعتِ الٰہی کو دوسروں سے قیاس کیا جائے' تو ان کا دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ دیندار ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ اور جب ان کی شجاعت' اور ان کے جہاد فی سبیل اللہ' اور اللہ کی راہ میں تکلیف پر صبر کرنے کا اندازہ کیا جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ بڑے جہاد کرنے والے اور شجاع دل ہیں۔ اور جب دوسروں کے ساتھ ان کی سخاوت ونیکی اور بخشش کا قیاس کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ دوسروں کے مقابلہ میں بڑے سخی اور کریم ہیں۔ اور ان فضائل کو انہوں نے آپؐ سے حاصل کیا اور سیکھا' اور آپؐ ہی نے ان کو ان کا حکم دیا' وہ آپؐ سے پہلے کسی کتاب کے پیروکار نہ تھے جس کی تکمیل کے لیے آپ آئے تھے' جیسا کہ مسیح علیہ السلام تورات کی شریعت کی تکمیل کے لیے آئے تھے' پس مسیح علیہ السلام کے اتباع کے فضائل وعلوم کا کچھ تعلق تورات وزبور سے تھا' اور کچھ کا تعلق پیشگوئیوں سے تھا' اور کچھ کا مسیح علیہ السلام سے تھا' اور کچھ کا آپ کے حواریوں سے تھا اور کچھ کا بعض حواریوں سے تھے۔ اور انہوں نے فلاسفہ وغیرہ کے کلام سے بھی مدد لی' حتیٰ کہ انہوں نے دین مسیح کو بدل کر دین مسیح میں کفار کی بعض باتیں شامل کردیں جو دین مسیح کے مخالف ہیں۔

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ آپؐ سے پہلے کسی کتاب کو نہ جانتے تھے بلکہ ان کے عوام تو حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ' حضرت داؤد علیہ السلام اور تورات وانجیل اور زبور کو صرف اس لیے مانتے تھے کہ آپؐ نے اس کا حکم دیا ہے' آپؐ نے ان کو تمام انبیاء پر ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کردہ کتابوں کے پڑھنے کا حکم دیا' اور ان کو رسولوں کے درمیان تفریق کرنے سے روکا' اللہ تعالیٰ اس کتاب میں جسے آپؐ لے کر آئے' فرماتا ہے کہ:

کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے' اور جو ہماری طرف' اور حضرت ابراہیم' حضرت اسماعیل' حضرت اسحاق' حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ اور جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو دیا گیا۔ اور جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا اس پر ایمان لائے ہیں' اور ہم ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے' اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔ پس اگر وہ اس طرح ایمان لائیں جیسا تم اس پر ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا جائیں۔ اور اگر وہ پھر جائیں تو وہ مخالفت میں ہیں۔ اور عنقریب اللہ ان کے مقابلہ میں تجھے کافی ہوگا' اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

پھر فرمایا: رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل کیا گیا اور سب مومنین' اللہ' اس کے فرشتوں'

Marfat.com

اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں ہم اس کے رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی' اے ہمارے رب' بخشش دے' اور تیری طرف لوٹنا ہے' اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔ جو وہ کمائے گا' اس کا فائدہ اُسے ہوگا۔ اور جو وہ گناہ کرے گا' اس کا وبال اس پر ہوگا۔

اور آپ کی امت آپ کے لائے ہوئے دین میں کوئی شئے ایجاد نہیں کرتی' اور نہ کوئی ایسی بدعت اختیار کرتے ہیں جس کے لیے اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ اور نہ کوئی دین کا ایسا قانون بناتے ہیں' جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی' لیکن ان کو انبیاء وامم کے جو واقعات انہیں بتائے ہیں' اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اور اہل کتاب جو کچھ ان کی کتاب کے موافق بیان کریں اس کی تصدیق کرتے ہیں' اور جس کا صدق وکذب معلوم نہ ہو' اس سے رُک جاتے ہیں۔ اور جس کے متعلق انہیں پتہ چل جائے کہ یہ باطل ہے' اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

اور جو شخص ہند وایران اور نویان وغیرہ کے متفلسفین کے اقوال کو' جو دین سے تعلق نہیں رکھتے دین میں داخل کرے' وہ ان کے نزدیک ملحد اور بدعتی ہے۔ اور یہی وہ دین ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ اور تابعین قائم تھے' اور اسی پر وہ آئمہ دین قائم تھے جن کی امت میں اچھی شہرت ہے۔ اور اسی پر مسلمانوں کی جماعت' اور ان کے عوام قائم ہیں' اور جو شخص اس سے خروج کرے' وہ جماعت کے نزدیک مذموم اور دھتکارا ہوا ہے' اور یہ اہل سنت والجماعۃ کا مذہب ہے جو قیامت تک غالب رہیں گے' انہی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق کی مدد کرتا رہے گا' اور ان کا مخالف ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور نہ ان کو چھوڑنے والا ان کو نقصان دے گا' یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور بعض مسلمانوں نے اس اصل پر اتفاق کے باوجود کہ عموماً یہی رسولوں کا دین ہے۔ اور خصوصاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے' آپس میں جھگڑا کیا ہے' اور جو اس اصل میں ان کی مخالفت کرتا ہے' وہ ان کے نزدیک ملحد اور مذموم ہے' یہ ان نصاریٰ کی طرح نہیں جنہیں نے نیا دین وضع کر لیا ہے جس کے ذمہ داران کے اکابر علماء اور عباد ہیں۔ اور ان کے بادشاہوں نے اس دین پر جنگ کی ہے اور ان کے جمہور نے اسے قبول کیا ہے اور وہ وضع کردہ دین ہے' وہ نہ حضرت مسیح علیہ السلام کا دین ہے اور نہ دیگر انبیاء کا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو علم نافع اور عمل صالح کے ساتھ بھیجا ہے۔ پس جو رسولوں کی پیروی کرے گا' اسے دنیا وآخرت کی سعادت نصیب ہوگی۔ اور بدعتوں میں وہی شخص داخل ہوا ہے جس نے علمی اور عملی طور پر انبیاء کی اتباع میں کوتاہی کی ہے' اور جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تو آپ کی امت کے لوگوں نے اس دین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا' پس امت محمدیہ جس علم نافع' اور عمل صالح پر قائم ہے انہوں نے اسے اپنے نبی سے سیکھا ہے جیسا کہ ہر عقلمند پر واضح ہے کہ آپ کی امت تمام علمی اور عملی فضائل میں اکمل الامم ہے' اور یہ بات سب کو معلوم ہی ہے کہ ہر وہ کمال جو متعلم کی فرع میں ہوتا ہے وہ معلم کی اصل میں ہوتا ہے اور اس بات کا مقتضا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم علم دین کے لحاظ سے سب لوگوں سے اکمل تھے۔

اور یہ امور علم ضروری کو واجب کرتے ہیں کہ آپ اپنے اس قول میں کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں' سچے ہیں

Marfat.com

اور کاذب اور مفتری نہیں اور یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جو اعلیٰ و اکمل لوگوں میں سے ہو۔ اور اگر کاذب ہوتے تو شریر اور خبیث لوگوں میں سے ہوتے۔ اور آپ کا جو علمی اور دینی کمال بیان کیا گیا ہے وہ خبث و شر اور جہل کے مناقض ہے۔ پس متعین ہو گیا کہ آپ علم و دین میں انتہائی کمال سے متصف ہیں' اور یہ امر اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ اپنے اس قول میں کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں' سچے ہیں۔ کیونکہ جو شخص سچا نہ ہو' وہ یا تو جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے۔ یا خطا کار ہوتا ہے۔ پہلی بات اس کا ظالم اور گمراہ ہونا' اور دوسری بات اس کا جاہل اور ضال ہونا واجب کرتی ہے۔

اور محمد ﷺ کا علم آپ کے جہل کی نفی کرتا ہے۔ آپ کا دینی کمال' جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کی نفی کرتا ہے۔ پس علم اپنی صفات کے ساتھ' علم کو مستلزم ہے کہ آپ جان بوجھ کر جھوٹ نہ بولتے تھے' اور نہ جاہل تھے جو علم کے بغیر جھوٹ بولتا ہے' اور جب یہ بات منتفی ہو گئی تو وہ بات متعین ہو گئی کہ آپ صادق اور عالم تھے' اس وجہ سے کہ آپ صادق تھے' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان دو باتوں سے منزہ قرار دیا ہے' فرماتا ہے کہ قسم ہے ستارے کی' جب وہ گرے' تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہے اور نہ بھٹکا ہوا ہے' اور وہ خواہش سے بات نہیں کرتا وہ تو وحی ہے جو اس کی طرف ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کے پاس لانے والے فرشتے کے متعلق کہتا ہے یقیناً یہ ایک کریم پیغامبر کا قول ہے جو قوت والا ہے' اور تمہارا ساتھی مجنون نہیں تحقیق اس نے اسے واضح طور افق پر دیکھا ہے' اور وہ غیب کے بارے میں بخیل نہیں اور نہ یہ مردود شیطان کا قول ہے' پس تم کہاں جاتے ہو' یہ تو صرف عالمین کے لیے نصیحت ہے اور فرماتا ہے۔ بلاشبہ یہ رب العالمین کا تنزیل ہے' جسے رُوح الامین لے کر تیرے دل پر اُترا ہے تاکہ تو انتباہ کرنے والوں میں سے ہو' اور واضح عربی زبان میں ہو۔ الیٰ قولہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر نازل ہوتے ہیں' وہ ہر جھوٹے گنہگار پر نازل ہوتے ہیں' وہ کانوں میں باتیں ڈالتے ہیں' اور ان کی اکثریت جھوٹی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ شیطان اپنے مناسب حال بندوں پر نازل ہوتا ہے تاکہ ان سے اپنی غرض پوری کرے۔ بلاشبہ شیطان کا مقصد شر ہوتا ہے اور وہ کذب و فجور ہے' اور اس کا مقصد صدق و عدل نہیں ہوتا۔ اور وہ اسی سے ملتا ہے جس میں جھوٹ ہو' خواہ عمداً ہو' خواہ خطأ اور فجوراً ہو' اور یقیناً دین میں خطا شیطان سے ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے' جب ان سے ایک مسئلہ پوچھا گیا' تو آپ نے فرمایا: میں اس مسئلہ میں اپنی رائے کے مطابق جواب دوں گا۔ اگر وہ درست ہوئی تو اللہ کی طرف سے ہے' اور اگر غلط ہوئی تو وہ میری جانب سے' اور شیطان کی طرف سے ہے' اور اللہ اور اس کا رسول دونوں اس سے بری ہیں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اس بات سے پاک تھے کہ عمد و خطا میں شیاطین آپ پر نازل ہوں' بخلاف غیر رسول کے' کیونکہ وہ خطا کرتا ہے اور اس کی خطا شیطان کی طرف سے ہوتی ہے' خواہ اس کی خطا اُسے معاف ہی ہے' اور جب وہ کسی بات کو نہ جانتا ہو' اور اس کے متعلق خبر دے تو وہ خطا کار ہو گا۔ اور جب وہ کسی حکم کو نہ جانتا ہو اور اس کا حکم دے دے تو وہ اس میں فاجر ہو گا۔ پس معلوم ہوا کہ آپ پر شیطان نازل نہیں ہوا' بلکہ آپ پر معزز فرشتہ نازل ہوتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں حضرت نبی کریم ﷺ کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ معزز فرشتے کا قول ہے' اور یہ شاعر کا قول نہیں' تم بہت کم مانتے ہو۔ اور نہ کاہن کا قول ہے' تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ یہ رب العالمین کا تنزیل ہے۔

ابن تیمیہ کا بیان ختم ہوا۔ جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے' یہ اس کے الفاظ ہیں۔

Marfat.com

باب:

نبوت کے حسی دلائل

اوران میں سے سب سے بڑی دلیل روشن چاند کا دوٹکڑے ہو جانا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کسی نشان کو دیکھیں تو منہ پھیر لیتے ہیں' اور کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ کا جادو ہے' اور انہوں نے تکذیب کی' اور اپنی خواہشات کا اتباع کیا۔ اور ہر امر کا ایک وقت مقرر ہے۔ اور ان کے پاس کچھ خبریں آئی ہیں جن میں ڈانٹ ڈپٹ ہے' حکمت بالغہ ہے' پس ڈرانے والے فائدہ نہیں دیتے۔

علماء کا بقیہ ائمہ کے ساتھ اس امر پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں انشقاق قمر ہوا تھا۔ اور اس بارے میں احادیث کئی طرق سے بیان ہوئی ہیں جو امت کے نزدیک قطع کا فائدہ دیتی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے نشان مانگا تو چاند مکہ میں دوٹکڑے ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا' قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور مسلم نے اسے محمد بن رافع سے بحوالہ عبدالرزاق روایت کیا ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں' عبداللہ بن عبدالوہاب نے مجھ سے بیان کیا کہ بشر بن المفضل نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ وہ انہیں کوئی نشان دکھائیں' تو آپ نے ان کو چاند دوٹکڑوں میں پھٹا ہوا دکھایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان دونوں کے درمیان حرا کو دیکھا اور بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں شیبان کی حدیث سے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے' اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت:

احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا۔ کہ سلیمان بن کثیر نے عن حصین بن عبدالرحمن عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ کر دوٹکڑے ہو گیا' ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا۔ اور دوسرا ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا اور لوگ کہنے لگے' محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ نیز کہنے لگے' اگر اس نے ہم پر جادو کر دیا ہے تو بلاشبہ وہ لوگوں پر جادو کرنے کی سکت نہیں پائے گا۔ احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔ ابن جریر اور بیہقی کی روایت کی طرق سے بحوالہ حصین بن عبدالرحمن مروی ہے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی روایت:

ابوجعفر بن جریر بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن علیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عطاء بن السائب نے

Marfat.com

بحوالہ ابو عبدالرحمٰن سلمی ہمیں بتایا کہ ہم مدائن میں اُترے' اور ہم اس سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تھے کہ جمعہ کا دن آ گیا' اور میرا باپ اور میں جمعہ میں حاضر ہوئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے خطاب کیا' اور کہا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ آ گاہ رہو' قیامت قریب آ گئی ہے۔ آ گاہ رہو' چاند پھٹ گیا ہے' آ گاہ رہو' دنیا فراق کی اطلاع دے رہی ہے۔ آ گاہ رہو' آج کا دن میدان ہے اور کل کو دوڑ ہوگی۔ پس میں نے اپنے باپ سے کہا کہ کیا کل لوگ دوڑیں گے؟ اس نے کہا' اے میرے بیٹے تو جاہل ہے' اس سے مراد اعمال کی دوڑ ہے۔ پھر دوسرا جمعہ آیا' اور وہ اس میں حاضر ہوئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا' اور فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت قریب آ گئی' اور چاند پھٹ گیا' آ گاہ رہو' یقیناً دنیا نے فراق کا اعلان کر دیا ہے۔

ابوزرعہ رازی نے اسے کتاب دلائل النبوۃ میں کئی طریق سے عن عطاء بن السائب عن ابی عبدالرحمٰن عن حذیفہ روایت کیا ہے' اور انہوں نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے' اور فرمایا ہے کہ آ گاہ رہو۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ چکا ہے' آ گاہ رہو آج کا دن میدان ہے اور کل دوڑ ہوگی' آ گاہ رہو کہ انجام آگ ہے' اور سابق وہ ہے جو جنت کی طرف سبقت کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ بکیر نے عن جعفر عن عراک بن مالک عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ گیا' اور بخاری نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے بکیر بن مضر کی حدیث سے' بحوالہ جعفر بن ربیعہ روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق سے ابن جریر روایت بیان کرتے ہیں کہ ابن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد بن ابی ہند نے علی بن طلحہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے قول قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا' اور اگر وہ کسی نشان کو دیکھیں' تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ کا جادو ہے۔ کے بارے میں ہم سے بیان کیا کہ یہ سب کچھ ہو چکا ہے' ہجرت سے قبل چاند پھٹا تھا' حتیٰ کہ لوگوں نے اس کے دو ٹکڑوں کو دیکھا۔

اور عوفی نے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی قسم کی بات بیان کی ہے۔ اور ایک اور طریق سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔

ابوالقاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ احمد بن عمرو البزار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یحییٰ القطیعی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے عن عمرو بن دینار عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند گرہن ہوا تو لوگوں نے کہا' چاند پر جادو ہو گیا ہے' تو یہ آیت نازل ہوئی کہ۔ قیامت قریب آ گئی' اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کسی نشان کو دیکھیں' تو منہ پھیر لیتے ہیں کہ یہ ہمیشہ کا جادو ہے' اور یہ غریب سیاق ہے اور چاند کو اس کے انشقاق کے ساتھ گرہن بھی ہوا تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ انشقاق بدر کی راتوں میں ہوا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی روایت:

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی کہ ہمیں بتایا کہ ابوالعباس اصم نے ہم سے

Marfat.com

بیان کیا کہ عباس بن محمد الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے عن شعبہ عن اعمش عن مجاہد عن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے قول قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ کے بارے میں ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا' ایک ٹکڑا پہاڑ کے آگے تھا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے اللہ! گواہ رہ' اور اسی طرح مسلم اور ترمذی نے اسے کئی طرق سے عن شعبہ عن اعمش عن مجاہد روایت کیا ہے۔ مسلم نے مجاہد کی طرح ابی معمر سے بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن ابن نجیح عن مجاہد عن ابی معمر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا' حتیٰ کہ لوگوں نے اسے دیکھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' گواہ رہو۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور دونوں نے اسے اعمش کی حدیث سے عن ابراہیم عن ابی معمر عبداللہ بن سنجرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں اور ابوالضحیٰ نے مسروق سے بحوالہ عبداللہ مکہ میں بیان کیا' اور اسے بخاری نے معلق قرار دیا ہے' اور ابوداؤد طیالسی نے اسے اپنے مسند میں مختلف الفاظ سے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوعوانہ نے عن مغیرہ عن ابی الضحیٰ عن مسروق عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ گیا تو قریش نے کہا' یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ دیکھو' مسافر ہمارے پاس کیا خبر لاتے ہیں۔ بلاشبہ محمد (ﷺ) تمام لوگوں پر جادو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے' راوی بیان کرتا ہے کہ مسافر آئے تو انہوں نے بھی یہی بات کہی۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما الدوری عن سعید بن سلیمان عن ہشام عن مغیرہ عن ابی الضحیٰ عن مسروق عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ مکہ میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تو کفار قریش نے اہل مکہ سے کہا' یہ جادو ہے جو ابن ابی کبشہ نے تم پر کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مسافروں کا انتظار کرو' اگر انہوں نے بھی وہ کچھ دیکھا جو تم نے دیکھا ہے تو وہ سچا ہے۔ اور اگر انہوں نے وہ نہیں دیکھا جو تم نے دیکھا ہے تو یہ جادو ہے جو اس نے تم پر کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مسافروں سے پوچھا گیا۔ اور وہ ہر طرف سے آئے تو انہوں نے کہا' ہم نے اسے دیکھا ہے۔ اور ابن جریر نے اسے مغیرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ مؤمل نے عن اسرائیل عن سماک عن ابراہیم عن اسود عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ گیا' یہاں تک کہ میں نے پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

اور ابن جریر نے عن یعقوب الدوری عن ابن علیہ عن ایوب عن محمد بن سیرین روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بتایا

Marfat.com

گیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ چاند پھٹ چکا ہے۔

اور صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ پانچ باتیں ہو چکی ہیں۔ روم' لزام' بطشہ' دخان اور قمر' آپ کی ایک طویل حدیث جو سورۂ دخان کی تفسیر میں بیان ہوئی ہے' اس میں یہ مذکور ہے۔

اور ابوزرعہ' الدلائل میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابراہیم دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید نے اوزاعی سے بحوالہ ابن بکیر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں چاند پھٹ گیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے وہاں موجود تھے اور وہ دو ٹکڑے ہو کر گرا تو مشرکین نے کہا' ابن ابی کبشہ نے اسے جادو کر دیا ہے' اور یہ اس طریق سے مرسل ہے' یہ طرق صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس جماعت میں سے ہیں۔ اور اس بات کی شہرت اس کے اسناد سے بے نیاز کر دیتی ہے جبکہ یہ کتاب عزیز میں بھی بیان ہوئی ہے۔

اور جو بعض داستان گو بیان کرتے ہیں کہ چاند' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گریبان میں داخل ہو کر آپ کی آستین سے نکل گیا تھا۔ اس قسم کی باتوں کا کوئی قابل اعتماد اصل موجود نہیں' اور چاند اپنے انشقاق کے وقت بھی آسمان سے جدا نہیں ہوا' بلکہ دو ٹکڑے ہو گیا' اور ایک ٹکڑا چل کر جبل حراء کے پیچھے چلا گیا' اور دوسرا دوسری جانب چلا گیا اور پہاڑ دونوں کے درمیان ہو گیا اور دونوں ٹکڑے آسمان پر رہے اور اہل مکہ اسے دیکھ رہے تھے' اور بہت سے لوگوں نے اپنی جہالت کے باعث یہ خیال کیا کہ اس چیز سے ان کی آنکھوں کو جادو کیا گیا ہے۔ پس انہوں نے آنے والے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا' انہیں اس کی نظیر کی خبر دی تو انہیں اس کی صحت کا علم ہو گیا اور اگر کہا جائے کہ اسے زمین کے تمام اطراف میں کیوں نہیں دیکھا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ کون اس کی نفی کرتا ہے۔ بلکہ لمبا زمانہ گزر گیا ہے۔ اور کفار آیاتِ الٰہیہ کا انکار کرتے ہیں۔ اور شاید جب انہیں بتایا گیا کہ یہ اس مبعوث نبی کا نشان ہے تو ان کی فاسد آراء نے اس نشان کو چھپانے اور اسے بھلانے پر اتفاق کر لیا ہو۔

علاوہ ازیں کئی مسافروں نے بیان کیا کہ انہوں نے ہندوستان میں ایک ہیکل دیکھا ہے جس پر لکھا ہے کہ اس کو اس شب کو تعمیر کیا گیا ہے جس میں چاند پھٹا تھا۔ پھر جب انشقاق قمر رات کو ہوا تو اس گھڑی اس کے مشاہدہ کے مانع امور کی وجہ سے بہت سے لوگوں پر اس کا معاملہ مخفی رہ گیا۔ یعنی اس شب ان کے ملک میں تہ بہ تہ بادل تھے' یا ان میں سے بہت سے آدمی سو گئے تھے۔ یا شاید وہ رات کو اس وقت ہوا جب بہت سے لوگ سو جاتے ہیں۔ وغیر ذلک و اللہ اعلم۔ اور اسے پہلے اپنی تفسیر کی کتاب میں لکھ چکے ہیں۔

حدیث ردِ شمس:

اور سورج کے غروب ہونے کے بعد اس کے واپس آنے کی حدیث کے متعلق ہمارے شیخ المسند الرحلہ بہاؤ الدین قاسم بن مظفر ابن تاج الامنا بن عساکر نے اذناً مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حافظ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عساکر المشہور بالنسابہ نے ہمیں بتایا کہ ابوالمظفر بن القشیری اور ابوالقاسم المستملی نے ہمیں بتایا کہ ابو عثمان البحر نے ہم سے بیان کیا کہ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن الحسن الدامعانی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن احمد بن محجوب نے ہمیں بتایا' اور ابن القشیری کی حدیث میں ہے کہ ابوالعباس محبوبی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن مسعود نے ہم سے بیان کیا۔

حافظ ابوالقاسم بن عساکر بیان کرتے ہیں کہ ابوالفتح الماہانی نے ہمیں بتایا کہ شجاع بن علی نے ہمیں بتایا کہ ابو عبداللہ بن

Marfat.com

مندہ نے ہمیں بتایا کہ عثمان بن احمد النسی نے ہمیں بتایا کہ ابوامیہ محمد بن ابراہیم نے ہمیں بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن مرزوق نے بحوالہ ابراہیم بن الحسن ہم سے بیان کیا۔ اور ابوامیہ بن الحسن نے فاطمہ بنت حسین سے بحوالہ اسماء بنت عمیس یہ اضافہ کیا ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو وحی ہو رہی تھی اور آپ کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہ پڑھی' حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا آپ نے عصر کی نماز پڑھی ہے؟ اور ابوامیہ نے کہا اے علی آپ نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں۔

اور ابوامیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے اللہ یہ آپ کی' اور آپ کے نبی کی تابعداری میں لگا ہوا ہے اور ابوامیہ کہتے ہیں کہ تیرے رسول کی تابعداری میں لگا ہوا تھا' پس سورج کو اس پر لوٹا دے' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ وہ غروب ہو گیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا تو وہ غروب ہونے کے بعد طلوع ہو گیا۔

اور شیخ ابوالفرج ابن الجوزی نے اسے عبداللہ بن مندہ اور ابوجعفر عقیلی کے طریق سے موضوعات میں روایت کیا ہے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ احمد بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ عمار بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن مرزوق نے ہم سے بیان کیا' اور اس نے پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ پھر کہتے ہیں' یہ حدیث موضوع ہے' اور اس میں رواۃ مضطرب ہیں' پس سعد بن مسعود نے اسے عن عبیداللہ بن موسیٰ عن فضیل بن مرزوق عن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار عن علی بن حسن عن فاطمہ بنت علی عن اسماء روایت کیا ہے اور یہ روایت میں تخلیط ہے' اور وہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن داؤد کچھ چیز نہیں' دار قطنی نے اسے متروک اور کذاب کہا ہے' اور ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ اور عمار بن مطر کے متعلق عقیلی کہتے ہیں کہ یہ ثقات کے حوالے سے مناکیر بیان کرتا تھا' اور ابن عدی اسے متروک الحدیث کہتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ فضیل بن مرزوق کو یحییٰ نے ضعیف قرار دیا ہے' اور ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ موضوعات روایت کرتا تھا اور ثقات سے روایت کرنے میں غلطی کرتا تھا۔

اور اس کے متعلق حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ ابومحمد نے بحوالہ طاؤس ہمیں بتایا' کہ عاصم بن حسن نے ہمیں بتایا کہ ابوعمرو بن مہدی نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس بن عقدہ نے ہمیں بتایا کہ احمد بن یحییٰ صوفی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن شریک نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ عروہ بن عبداللہ بن قشیر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ بنت علی کے ہاں گیا اور میں نے ان کی گردن میں پتھر کا نگینہ اور دونوں ہاتھوں میں دو موٹے کنگن دیکھے اور وہ ایک بہت بوڑھی عورت تھیں۔ میں نے انہیں کہا' یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں عورت کے لیے مردوں سے مشابہت کرنا مکروہ ہے۔ پھر انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ اسماء بنت عمیس نے ان سے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس گئے' تو آپ کی طرف وحی ہو رہی تھی' پس آپ نے انہیں اشارہ کیا تو انہوں نے آپ پر آپ کا کپڑا اوڑھا دیا اور آپ مسلسل اسی طرح پڑے رہے' یہاں تک کہ سورج واپس آ گیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غروب ہو چکا تھا یا غروب ہوا چاہتا تھا' پھر حضرت نبی کریم ﷺ کی یہ حالت جاتی رہی' تو آپ نے فرمایا' اے علی رضی اللہ عنہ کیا آپ نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ' علی پر سورج کو لوٹا دے' پس سورج واپس آ گیا۔ یہاں تک کہ مسجد کے نصف تک پہنچ گیا۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ موسیٰ الجہنی نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا۔ پھر حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور اس میں کئی مجاہیل ہیں' اور شیخ ابوالفرج بن الجوزی نے اسے موضوعات میں بیان کیا ہے کہ ابن شاہین نے اس حدیث کو ابن عقدہ کے حوالے سے روایت کیا ہے' پھر کہتے ہیں کہ یہ باطل ہے' اور ابن عقدہ اس کے متہم ہے' بلاشبہ وہ رافضی تھا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیوب بیان کرتا تھا۔

اور خطیب بیان کرتے ہیں کہ علی بن محمد بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حمزہ بن یوسف کو بیان کرتے سنا کہ ابن عقدہ' براثا کی جامع مسجد میں رہتا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیوب لکھواتا تھا۔ اور دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ ابن عقدہ برا آدمی تھا۔ اور ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن ابی غالب کو بیان کرتے سنا کہ ابن عقدہ حدیث کو نہیں مانتا تھا' کیونکہ وہ کوفہ کے شیوخ کو جھوٹ بولنے پر آمادہ کرتا تھا اور وہ ان کے لیے کتابیں بناتا تھا' اور انہیں ان کی روایت کا حکم دیتا تھا۔ اور ہم نے کوفہ کے ایک شیخ سے اس کا کذب واضح کر دیا ہے۔

اور حافظ ابوبشر الدولابی اپنی کتاب ''الذریۃ الطاہرۃ'' میں بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ سوید بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ المطلب بن زیاد نے عن ابراہیم بن حبان عن عبداللہ بن حسن عن فاطمہ بنت حسین عن حسین ہم سے بیان کیا' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا' اور آپ پر وحی ہو رہی تھی' اور پھر اس نے پہلے کی طرح حدیث بیان کی ہے۔ اور اس ابراہیم بن حبان کو دارقطنی وغیرہ نے متروک قرار دیا ہے' اور حافظ محمد بن ناصر بغدادی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ اور ہمارے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ ابن ناصر نے درست کہا ہے۔ اور ابن جوزی بیان کرتے ہیں کہ ابن مردویہ نے اسے داؤد بن داجح کی حدیث کے طریق سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے' اور آپ کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا' اور آپ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ سورج غروب ہو گیا۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی اور سورج ان پر واپس آ گیا' یہاں تک کہ آپ نے نماز پڑھی' پھر سورج دوبارہ غروب ہو گیا۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ داؤد کو شعبہ نے ضعیف قرار دیا ہے' پھر ابن جوزی بیان کرتے ہیں۔ کہ اس حدیث کے واضع کی غفلت میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس نے آپ کے فضل کے پہلو کو دیکھا ہے' لیکن عدم فائدہ کو نہیں دیکھا۔ بلاشبہ غروب آفتاب سے نماز عصر قضا ہو جاتی ہے اور سورج کی واپسی اسے دوبارہ ادا نہیں بنا سکتی۔ اور صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ یوشع علیہ السلام کے سوا سورج کسی شخص پر نہیں رکا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اپنے تمام طرق سے ضعیف اور منکر ہے۔ اور ان میں سے کوئی ایک طریق بھی شیعہ اور مجہول الحال اور شیعہ اور متروک سے خالی نہیں۔ اور اس قسم کی حدیث میں خبر واحد جب اس کی سند متصل ہو' قبول نہیں ہوتی' اس لیے کہ وہ ایسے بات سے ہوتی ہے جس کی نقل کے بہت سے اسباب ہوتے ہیں۔ پس تواتر اور استفاضہ سے اس کا نقل ہونا ضروری ہے' اس سے کم نہیں۔ اور ہم اس کے اللہ کی قدرت میں ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت ہونے سے منکر نہیں۔

اور صحیح سے ثابت ہے کہ سورج حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے لوٹایا گیا۔ اور یہ اس دن کا واقعہ ہے جب آپ نے

Marfat.com

بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا۔ اور اتفاق سے یہ واقعہ جمعہ کے دن کے آخر میں ہوا' اور وہ ہفتہ کے روز جنگ نہیں کرتے تھے۔ اور آپ نے سورج کی طرف دیکھا جو نصف غروب ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں' اے اللہ! اسے مجھ پر روک دے۔ پس اللہ نے اسے اس پر روک دیا' یہاں تک کہ انہوں نے بیت المقدس کو فتح کر لیا۔

اور رسول اللہ ﷺ یوشع بن نون بلکہ علی الاطلاق تمام دیگر انبیاء کے مقابلہ میں بڑی شان و عظمت اور قدر و منزلت کے حامل تھے۔ لیکن ہم وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے نزدیک صحیح ہے اور ہم آپ کی طرف وہ بات منسوب نہیں کرتے جو درست نہ ہو۔ اور اگر یہ بات درست ہوتی تو ہم اس کے سب سے پہلے قائل اور معتقد ہوتے۔

اور حافظ ابوبکر محمد بن حاتم بن زنجویہ بخاری اپنی کتاب "اثبات امامۃ ابی بکر صدیق" میں بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی رافضی یہ کہے کہ حضرت ابوالحسن کی سب سے بڑی فضیلت' اور آپ کی امامت پر سب سے بڑی دلیل حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی وہ روایت ہے جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو وحی ہو رہی تھی' اور آپ کا سر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا اور آپ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ سورج غروب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا' کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! اگر یہ تیری اور تیرے رسول ﷺ کی تابعداری میں لگا ہوا تھا تو اس پر سورج کو لوٹا دے۔

حضرت اسماء بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ وہ غروب ہو چکا ہے' پھر میں نے اسے دیکھا تو وہ غروب ہونے کے بعد طلوع ہو گیا۔ اس سے دریافت کیا جائے گا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو ہم اپنے مخالف یہود و نصاریٰ کے خلاف اس سے کیسے حجت پکڑیں گے' لیکن یہ حدیث بہت ضعیف ہے اور اس کا کوئی اصل نہیں' یہ سب کچھ روافض کے ہاتھوں کا کیا دھرا ہے' اگر غروب ہونے کے بعد سورج واپس آتا تو کافر و مومن اسے دیکھتے' اور وہ ہمارے لیے بیان کرتے کہ فلاں دن فلاں مہینے اور فلاں سال میں سورج' غروب ہونے کے بعد واپس ہوا' پھر روافض سے کہا جائے گا کہ کیا یہ جائز ہے کہ جب ابوالحسن کی نماز فوت ہو تو سورج کو لوٹایا جائے' اور جب خندق کے روز' رسول اللہ ﷺ اور تمام مہاجرین و انصار کی نماز ظہر' عصر اور مغرب فوت ہو جائے تو ان کے لیے سورج کو نہ لوٹایا جائے۔

اور اسی طرح دوسری بار' رسول اللہ ﷺ غزوۂ خیبر سے واپسی پر انصار و مہاجرین کے ساتھ آخر شب آرام کو اُترے' اور صبح کی نماز سے غافل ہو گئے' اور انہوں نے طلوع آفتاب کے بعد نماز پڑھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحابؓ پر رات واپس نہ ہوئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کوئی فضیلت کی بات ہوتی' تو رسول اللہ ﷺ کو عطا کی جاتی' اور اللہ ایسا نہیں کہ فضل و شرف کو اپنے رسول سے روک دے۔ یعنی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دے دے۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبید طنافسی سے کہا' آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت علی پر سورج واپس آ گیا اور آپ نے عصر کی نماز پڑھی انہوں نے جواب دیا جس نے یہ بات کہی ہے اس نے جھوٹ بولا ہے۔ نیز ابراہیم بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یعلیٰ بن عبید طنافسی سے پوچھا' ہمارے ہاں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ' رسول اللہ ﷺ کے وصی ہیں۔ اور سورج ان پر واپس ہوا ہے' انہوں نے جواب دیا' یہ سب جھوٹ ہے۔

Marfat.com

باب:

متفرق طرق سے اس حدیث کا بیان اور اس بارے میں ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ بن احمد الحکانی کی تصنیف تصحیح رد الشمس و ترغیم النواصب الشمس

اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اسے حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کے طریق سے روایت کیا گیا ہے، پھر انہوں نے اسے احمد بن صالح مصری احمد بن ولید انطا کی اور حسن بن داؤد کے طریق سے روایت کیا ہے اور ان تینوں نے محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک سے روایت کی ہے اور وہ ثقہ ہے، مجھے محمد بن موسیٰ الفطری المدنی نے جو ثقہ ہے محمد بن عون کے حوالے سے بتایا، وہ بیان کرتے ہیں اور وہ محمد بن حنفیہ کے بیٹے ہیں جو اپنی ماں ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے، اور وہ اپنی نانی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض خیبر میں الصہباء مقام پر ظہر کی نماز پڑھی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک کام کو بھیجا، وہ آئے تو عصر کی نماز پڑھ چکے تھے، آپ نے اپنا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا، اور انہوں نے اسے نہ ہلایا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! علیؓ نے اپنے آپ کو اپنے نبی کے لیے وقف رکھا ہے۔ پس تو سورج کو اس پر لوٹا دے۔ حضرت اسماء بیان کرتے ہیں کہ سورج طلوع ہوا، یہاں تک کہ پہاڑوں پر بلند ہو گیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی، پھر سورج غائب ہو گیا۔

اس اسناد میں ایسا آدمی ہے جو مجہول الحال ہے، اور اس عون اور اس کی والدہ کے ضبط و عدالت کے بارے میں کچھ معلوم نہیں جن کے باعث ان سے کم تر حیثیت کے آدمی کی خبر کو قبول کیا جائے پس ان دونوں کی خبر سے وہ امر عظیم کیسے ثابت ہو سکتا ہے، جسے اصحاب صحاح و سنن اور مسانید مشہورہ میں سے کسی نے نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم

اور ہمیں معلوم نہیں کہ اس کی ماں نے یہ بات اپنی نانی اسماء بنت عمیس سے سنی ہے یا نہیں سنی پھر اس نے اس خلاصہ کو حسین بن حسن اشقر کے طریق سے بیان کیا ہے جو پکا شیعہ ہے۔ اور کئی لوگوں نے اسے عن فضل بن مرزوق عن ابراہیم بن الحسین بن حسن عن فاطمہ بنت الحسین الشہید عن اسماء بنت عمیس ضعیف قرار دیا ہے، اور اس حدیث کو بیان کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ فضیل بن مرزوق سے ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے، جس میں عبیداللہ بن موسیٰ بھی شامل ہیں۔ پھر انہوں نے اسے ابو جعفر طحاوی کے طریق سے بیان کیا ہے۔

اور ہم نے قبل ازیں اس کی جو روایت سعید بن مسعود اور ابوامیہ طرسوسی کی حدیث سے بحوالہ عبیداللہ بن موسیٰ العبسی بیان کی ہے وہ شیعہ ہے۔ پھر انہوں نے اس خلاصہ کو ابو جعفر عقیلی کے طریق سے عن احمد بن داؤد عن عمار بن مطر عن فضیل بن مرزوق اور اغر الرقاشی اور بعض الرواۃ کہتے ہیں ابو عبدالرحمٰن مولیٰ بنی عنزہ بیان کیا ہے، اور ثوری اور ابن عیینہ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، اور

Marfat.com

حمد کہتے ہیں میں اسے اچھا جانتا ہوں۔ اور ابن معین نے اسے ثقہ کہا ہے۔ اور مرہ نے اسے صالح لیکن پکا شیعہ بیان کیا ہے اور مرہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں' اور ابو حاتم اسے راستباز اور صالح الحدیث کہتے ہیں۔ اسے بہت وہم ہوتا ہے اس کی حدیث لکھی جاتی ہے اور اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔

اور عثمان بن سعید الدارمی بیان کرتے ہیں کہ اسے ضعیف کہا جاتا ہے' اور نسائی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ اور ابن عدی کہتے ہیں مجھے امید ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں' اور ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ بہت منکر الحدیث ہے' اور ثقات کے بارے میں غلطی کرتا ہے اور عطیہ سے موضوعات روایت کرتا ہے۔

اور مسلم اور اصحاب سنن اربعہ نے اس کے لیے روایت کی ہے' اس کے حالات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ کذب عمد سے متہم نہیں لیکن وہ نرمی سے کام لیتا ہے' خصوصاً ان باتوں میں جو اس کے مذہب کے موافق ہوں' اور وہ اس سے بھی روایت کرتا ہے' جسے جانتا ہے۔ یا اس کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے۔ پس وہ اپنی حدیث کو مدلس بنا دیتا ہے' اور اسے ساقط بنا دیتا ہے' اور اپنے شیخ کا ذکر کرتا ہے' اسی لیے انہوں نے اس حدیث کو متعلق جس کے بارے میں احتراز کرنا' اور جھوٹ سے بچنا واجب ہے۔ ''عن'' کو تدلیس کے صیغہ سے بیان کیا ہے اور تحدیث کے صیغہ سے نہیں لائے' شاید ان دونوں کے درمیان کوئی مجہول الحال آدمی ہو' علاوہ ازیں اس کا یہ شیخ ابراہیم بن الحسن بن علی بن ابی طالب مشہور الحال نہیں' اور اصحاب کتب معتمدہ میں سے کسی نے اس کے لیے روایت نہیں کی' اور نہ ہی اس فضیل بن مرزوق اور یحییٰ بن متوکل کے سوا' کسی نے اس سے روایت کی ہے۔ یہ بات ابو حاتم اور ابو زرعہ رازی نے بیان کی ہے' اور وہ جرح و تعدیل کے درپے نہیں ہوتے۔

اور فاطمہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب زین العابدین کی ہمشیرہ ہیں ان کی حدیث مشہور ہے اور اصحاب سنن اربعہ نے ان کے لیے روایت کی ہے' آپ ان لوگوں میں شامل تھیں' جو آپ کے باپ کی شہادت کے بعد' اہل بیت کے ساتھ' دمشق آئے تھے' آپ ثقات میں سے ہیں' لیکن یہ معلوم نہیں کہ آپ نے یہ حدیث اسماء سے سنی ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم

پھر اس مصنف نے اسے ابو حفص کنانی کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ محمد بن عمر القاضی الجعابی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن القاسم بن جعفر العسکری نے اپنی اصل کتاب سے مجھ سے بیان کیا کہ احمد بن محمد بن یزید بن سلیم نے ہم سے بیان کیا کہ خلف بن سالم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے عن اشعث ابو الشعثاء عن امہ عن فاطمہ بنت الحسین عن اسماء ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی' حتیٰ کہ سورج ان پر واپس آ گیا یہ اسناد بہت غریب ہے' اور عبدالرزاق کی حدیث سے اور ان کا شیخ ثوری' ائمہ کے نزدیک محفوظ ہے وہ اس سے مہمات کی کوئی چیز نہیں چھوڑتا' پس اس عظیم حدیث کو خلف بن سالم کے سوا' اس نے عبدالرزاق سے کیسے روایت نہیں کیا' اور اس سے پہلے وہ لوگ ہیں جن کے ضبط و عدالت کا حال دوسروں کی طرح معلوم نہیں ہوتا' پھر ام اشعث' مجہولہ ہے۔ واللہ اعلم

پھر انہوں نے اس خلاصہ کو محمد بن مروان کے طریق سے بیان کیا ہے کہ حسین اشقر نے جو شیعہ اور ضعیف ہے جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ عن علی بن ہاشم بن البرید اس کے متعلق ابن حبان نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ غالی شیعہ ہے جو مناکیر

Marfat.com

سے مناکیر روایت کرتا ہے' عن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار عن علی بن الحسین بن الحسن عن فاطمہ بنت علی عن اسماء بنت عمیس سے بیان کیا۔ اور یہ اسناد ثابت نہیں ہوتا۔ پھر انہوں نے اسے عبدالرحمٰن بن شریک کے طریق سے عن ابیہ عن عروہ بن عبداللہ عن فاطمہ بنت علی عن اسماء بنت عمیس قوت دی ہے اور حدیث کو بیان کیا ہے' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اسے ابن عقدہ کے طریق سے عن احمد بن یحییٰ صوفی عن عبدالرحمٰن بن شریک عن عبداللہ نخعی بیان کیا ہے۔

اور بخاری نے کتاب الادب میں اس سے روایت کی ہے۔ اور ائمہ کی ایک جماعت نے اس سے روایت کی ہے۔ اور ابو حاتم رازی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ کمزور حدیث ہے۔ اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بسا اوقات غلطی کر جاتا ہے۔ اور ابن عقدہ نے اس کی تاریخ وفات ۲۲۷ھ بتائی ہے۔ اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ شیخ ابوالفرج جوزی نے کہا ہے کہ ابوالعباس بن عقدہ پر وضع کی تہمت ہے' پھر انہوں نے اس کے بارے میں ائمہ کے طعن و جرح کی باتیں بیان کی ہیں۔ نیز یہ کہ وہ مشائخ کے لیے نقلیں تیار کرتا تھا' اور انہی سے انہیں روایت کر دیتا تھا۔ (واللہ اعلم)

میں کہتا ہوں کہ اسماء سے اس اسناد کی عبارت میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ سورج واپس آ گیا' یہاں تک کہ مسجد کے نصف تک پہنچ گیا۔ اور یہ پہلی حدیث کے مناقض ہے کہ یہ واقعہ سرزمین خیبر کے الصہباء مقام پر ہوا تھا۔ اس قسم کی باتیں حدیث کے ضعف کا موجب بنتی ہیں' اور اس کے بارے میں قدح کو واجب کرتی ہیں۔

پھر انہوں نے اسے محمد بن عمر الجعابی کے طریق سے بیان کیا ہے کہ علی بن عباس بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبادہ بن یعقوب الرواجی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن ہاشم نے عن صباح عن عبداللہ بن الحسن ابو جعفر عن حسین المقتول عن فاطمہ عن اسماء بنت عمیس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت علی اپنے مقام کی وجہ سے تقسیم غنائم میں مصروف تھے کہ سورج غروب ہو گیا یا غروب ہوا چاہتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا آپ نے نماز پڑھ لی ہے؟ حضرت علیؓ؟ نے جواب دیا' نہیں' تو آپ نے اللہ سے دعا کی تو سورج بلند ہو گیا۔ یہاں تک کہ آسمان کے وسط میں آ گیا' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھ لی' اور جب سورج غروب ہو گیا تو میں نے اس کی آواز ایسے سنی جیسے لوہے میں تیز کرنے والے آلے کی آواز ہوتی ہے۔ اور یہ عبارت پہلی حدیث کی بہت سی وجوہ میں مخالف ہے' نیز اس کا اسناد نہایت تاریک ہے' معلوم نہیں یہ صباح کون ہے؟ اور وہ حسین بن علی شہید سے یکے بعد دیگرے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کیسے روایت کرتا ہے؟ یہ متن و اسناد کے لحاظ سے تخبیط ہے' اور اس میں یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف تقسیم غنائم میں مشغول تھے اور اس بات کو کسی نے بیان نہیں کیا اور نہ کسی نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کے لیے نماز کا ترک کرنا جائز ہے' اگرچہ بعض علماء نے عذر قتال کی وجہ سے نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنا جائز قرار دیا ہے' جیسا کہ بخاری نے مکحول اوزاعی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے اصحاب کی جماعت سے اسے بیان کیا ہے۔

اور بخاری نے ان کے لیے خندق کے روز' تاخیر نماز کے واقعہ سے' اور حضور علیہ السلام کے اس حکم سے کہ ان میں سے ہر آدمی بنی قریظہ میں جا کر عصر کی نماز ادا کرے سے حجت پکڑی ہے' اور علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ بات نماز خوف سے منسوخ ہو گئی ہے۔

Marfat.com

حاصل کلام یہ کہ کسی عالم نے بھی یہ بات نہیں کہی کہ تقسیم غنائم کے عذر سے نماز کو مؤخر کرنا جائز ہے۔ حتیٰ کہ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر ہے۔ پس اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے جیسا کہ اس جماعت نے اسے روایت کیا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقسیم غنیمت کے عذر کے باعث ارادۃً نماز کو مؤخر کیا تھا' اور شارع نے انہیں اس کام پر مقرر کیا تھا تو یہ اکیلی بات ہی اس کے جواز کی دلیل بن جائے گی۔ اور بخاری نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ اس سے بڑھ کر حجت قاطعہ بنے گی۔ کیونکہ یہ واقعہ یقینی طور پر نماز خوف کی مشروعیت کے بعد ہوا ہے' اس لیے کہ ۷ھ میں آپ خیبر میں تھے' اور نماز خوف اس سے پہلے مشروع ہو چکی تھی۔ اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھول گئے تھے حتیٰ کہ انہوں نے غروب شمس تک نماز نہ پڑھی تو وہ معذور ہیں اور وہ ردشمس کے محتاج نہیں بلکہ اس کا وقت غروب شمس تک نماز نہ پڑھی تو وہ معذور ہیں اور وہ ردشمس کے محتاج نہیں بلکہ اس کا وقت غروب کے بعد ہے' اور اس صورت میں یہ حالت اس طرح ہو گی جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ (واللہ اعلم)

اور یہ سب امور' اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتے ہیں' پھر اگر ہم اسے ایک اور قضیہ اور واقعہ بنا دیں جو پہلے واقعہ کے علاوہ ہو تو ردشمس کئی دفعہ ہو جائے گا' حالانکہ اسے ائمہ علماء میں سے کسی نے نقل نہیں کیا' اور نہ ہی اصحاب کتب مشہورہ نے اسے روایت کیا ہے۔ اور اس علمی فائدہ میں یہ رواۃ بھی متفرد ہیں' جن کا کوئی اسناد مجہول و متروک اور متہم سے خالی نہیں۔ (واللہ اعلم)

پھر انہوں نے یہ خلاصہ ابوالعباس بن عقدہ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن ثابت نے ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ردشمس کی حدیث کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ تمہارے نزدیک ثابت ہے؟ تو انہوں نے مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ردشمس سے بڑی بات بیان نہیں کی' میں نے کہا' میں آپ پر قربان جاؤں' آپ نے درست کہا ہے لیکن میں اسے آپ سے سننا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا' کہ میرے باپ حسن نے بحوالہ اسماء بنت عمیس مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے' اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عصر پڑھنا چاہتے تھے' پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واپسی پر ملے' اور آپ پر وحی نازل ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے کا سہارا دیا' اور وہ مسلسل آپ کو سینے کا سہارا دیئے رہے' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آ گیا تو آپ نے فرمایا' اے علی رضی اللہ عنہ کیا آپ نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں آیا' تو آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی' اور میں اس وقت تک آپ کو اپنے سینے کا سہارا دیئے رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روبقبلہ ہو گئے' اور سورج غروب ہو چکا تھا' آپ نے فرمایا: اے اللہ! اگر علی تیری تابعداری میں مصروف تھا تو سورج کو اس پر لوٹا دے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ سورج آ گیا اور اس کی آواز چکی کی آواز کی طرح تھی' حتیٰ کہ وہ عصر کے وقت اپنی جگہ پر آ گیا' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دلجمعی کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ اور جب وہ فارغ ہو گئے' تو سورج واپس چلا' اور اس کی آواز چکی کی آواز کی طرح تھی۔ اور جب سورج غائب ہو گیا تو سخت اندھیرا ہو گیا' اور ستارے نمایاں ہو گئے۔ یہ حدیث بھی اسناد و متن کے لحاظ سے اسی طرح منکر ہے اور پہلی عبارات کے مناقض ہے' اور یہ عمرو بن ثابت' حدیث وضع کرنے اور اسے

Marfat.com

دوسروں سے سرقہ کرنے میں متہم ہے اور یہ عمرو بن ثابت بن ہرمز البکری الکوفی مولیٰ بکر بن وائل ہے جو عمرو بن المقدام الحداد کے نام سے معروف ہے اس نے کئی تابعین سے روایت کی ہے اور ایک جماعت نے اس سے روایت کی ہے جس میں سعید بن منصور ابوداؤد طیالسی اور ابوالولید طیالسی شامل ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن المبارک نے اسے ترک کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے روایت نہ کرو کیونکہ وہ اسلاف کو برا بھلا کہتا تھا اور جب اس کا جنازہ آپ کے پاس سے گذرا تو آپ اس سے چھپ گئے اور اسی طرح عبدالرحمٰن بن مہدی نے اسے ترک کر دیا ہے۔ اور ابو معین اور نسائی نے کہا کہ یہ ثقہ نہیں اور نہ مامون ہے اور وہ اپنی حدیث کو لکھتا ہے۔ اور دوسری بار آپ نے اور ابوزرعہ اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔ اور ابو حاتم نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ خراب رائے اور پکا شیعہ ہے جو اپنی حدیث کو نہیں لکھتا اور امام بخاری کہتے ہیں کہ وہ ان کے نزدیک قوی نہیں اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ وہ شرارتی لوگوں میں سے تھا۔ اور خبیث رافضی اور برا آدمی تھا۔ اور آپ نے اس موقع پر فرمایا کہ جب وہ مرا تو میں نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔ کیونکہ اس نے کہا تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو پانچ کے سوا سب لوگوں نے کفر کیا۔ اور ابوداؤد اس کی مذمت کرنے لگے۔

اور ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ (اثبات سے) موضوعات روایت کرتا تھا۔ اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی حدیث کا ضعف واضح ہے اور اس کی وفات کی تاریخ انہوں نے ۲۲۷ھ بتائی ہے اس لیے ہمارے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن حسن اور ان کے والد اس بات سے بہت بلند ہیں کہ وہ اس حدیث کو بیان کریں۔

اور اس منصف مصنف نے بیان کیا ہے کہ اب رہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث تو عقیل بن حسن عسکری نے ہمیں بتایا کہ ابو محمد صالح بن الفتح النسائی نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عمیر بن حوصاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعید الجوہری نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن یزید بن عبدالملک نوفلی نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا۔ اور داؤد بن فراہج نے بحوالہ عمارہ بن برد اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا اور اس حدیث کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نے اسے طویل حدیث سے مختصر کیا ہے یہ تاریک اسناد ہے۔ اور یحییٰ بن یزید اور اس کا باپ اور اس کا شیخ داؤد بن فراہج سب کے سب ضعیف ہیں اور اس کی طرف ابن جوزی نے اشارہ کیا ہے کہ ابن فردویہ نے اسے داؤد بن فراہج کے طریق سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور شعبہ اور نسائی وغیرہ نے اس داؤد کو ضعیف قرار دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعض رواۃ کی بناوٹ ہے۔ یا وہ کسی کے پاس آیا ہے اور اسے پتہ نہیں چلا۔ واللہ اعلم

اور ابوسعید کی حدیث کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ محمد بن اسماعیل جرجانی نے ہمیں لکھ کر بتایا کہ ابوطاہر محمد بن علی الواعظ نے انہیں بتایا کہ محمد بن احمد بن متیم نے ہمیں خبر دی کہ قاسم بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے اپنے باپ محمد سے اور اس نے اپنے باپ عبداللہ سے اور اس نے اپنے باپ عمر کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حسین بن علی نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں ہے اور سورج غروب ہو چکا ہے پس حضرت نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے۔ اور فرمایا اے علیؓ! کیا تو نے نماز عصر پڑھ لی ہے انہوں نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے نماز نہیں پڑھی میں نے آپؐ کے سر کو اپنی

Marfat.com

گود سے ہٹانا پسند نہیں کیا جبکہ آپ کو تکلیف بھی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے علی پکارا' اے علیؓ! کہ تجھ پر سورج لوٹایا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ آپؐ دعا کیجیے' اور میں آمین کہتا ہوں۔ تو آپؐ نے فرمایا' اے میرے رب' علیؓ' تیری اور تیرے رسول کی تابعداری میں مصروف تھا' سورج کو اس پر واپس لوٹا دے۔ ابوسعید بیان کرتا ہے کہ خدا کی قسم کہ میں نے چرخی کی آواز کی طرح سورج کی آواز سنی' حتیٰ کہ وہ صاف روشن ہو کر واپس آ گیا۔ یہ اسناد بھی اسی طرح تاریک ہے' اور اس کا متن منکر ہے اور پہلی عبارات کے مخالف ہے' اور یہ سب امور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ موضوع مصنوع اور بناوٹی حدیث ہے' جسے یہ رافضی ایک دوسرے سے سرقہ کرتے ہیں۔ اور اگر ابوسعید کی روایت میں اس کی کوئی اصل ہوتی تو آپ کے کبار اصحاب رضی اللہ عنہ آپؐ سے اسے حاصل کرتے' جیسا کہ صحیحین میں آپ کے طریق سے فضائل علی رضی اللہ عنہ میں سے قتال خوارج کی حدیث اور مخدج وغیرہ کا واقعہ بیان ہوا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں' اب رہ گئی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث' تو ابوالعباس فرغانی نے ہمیں بتایا کہ ابوالفضل شیبانی نے ہمیں خبر دی کہ رجاء بن یحییٰ سامانی نے ہم سے بیان کیا۔ کہ ہارون بن سعد نے سامرا میں ۲۴۰ھ میں ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو بن اشعث نے عن داؤد بن الکمیت عن امہ عن مستھل بن زید عن ابیہ زید بن سلہب عن جویریہ بنت شہر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلی تو آپ نے فرمایا اے جویریہ' یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی ہو رہی ہے اور آپ کا سر میری گود میں تھا پھر آپ نے اس حدیث کو بیان کیا۔ یہ اسناد بھی تاریک ہے' اور اس کے اکثر رجال معروف نہیں' معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مرکب و مصنوع ہے' جسے روافض کے ہاتھوں نے بنایا ہے' اللہ ان کا برا کرے۔ اور جو شخص رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھے' اللہ اس پر لعنت کرے۔ اور شارع نے جس عذاب سے اسے ڈرایا ہے وہ اسے جلد آ پکڑے' آپؐ نے فرمایا ہے۔ اور آپؐ صادق القول ہیں کہ جس نے ارادۃً مجھ پر جھوٹ باندھا' اس نے آگ سے اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ اور کسی اہل علم کی عقل میں یہ بات کیسے آ سکتی ہے کہ اس حدیث کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کریں' اور اس میں ان کی عظیم منقبت' اور رسول اللہ ﷺ کا روشن معجزہ ہو۔ پھر ان سے یہ اس تارک اسناد کے ساتھ روایت کی جائے جو غیر معروف رجال سے مرکب ہو۔ کیا ان کا خارج میں کوئی وجود ہے یا نہیں؟ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ خارج میں ان کا کوئی وجود نہیں پایا جاتا۔ واللہ اعلم

پھر وہ ایک مجہول العین والحال عورت سے مروی ہے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ثقہ اصحاب جیسے عبیدہ سلمانی' شریح قاضی' عامر شعبی اور ان جیسے لوگ کہاں تھے۔ پھر امام مالک اور اصحاب کتب ستہ اور اصحاب مسانید وسنن وصحاح اور حسان نے اس حدیث کی روایت کو ترک کر دیا ہے اور اپنی کتب میں سب سے بڑی دلیل یہ بیان کی ہے کہ ان کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں' اور یہ ان کے بعد جھوٹے طور پر بنائی گئی ہے۔

اور یہ دیکھیے' ابوعبدالرحمٰن نسائی نے ایک کتاب خصائص علی بن ابی طالب لکھی ہے لیکن اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح حاکم نے اسے اپنے مستدرک میں روایت نہیں کیا' حالانکہ ان دونوں کو کچھ کچھ تشیع کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور جن معتبر لوگوں

Marfat.com

نے اسے روایت کیا ہے' انہوں نے اسے صرف استغراب و تعجب کے لیے روایت کیا ہے' پس اس قسم کی حدیث جو دن کی طرح روشن ہو اور جس کی نقل کے اسباب بھی بہت ہوں' کیسے ساقط ہو سکتی ہے۔ پھر اسے منکر اور ضعیف طرق سے بیان کیا جاتا ہے جن کی اکثر مرکب اور موضوع ہے' اور ان میں بہترین طریق وہ ہے جسے قبل ازیں ہم نے احمد بن صالح مصری کے طریق سے عن ابی فدیک عن محمد بن موسیٰ الفطری عن عون بن محمد عن امہ ام جعفر عن اسماء روایت کیا ہے' اور اس میں جو تعلیل پائی جاتی ہے' ہم نے پہلے اس کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے' اور احمد بن صالح رحمہ اللہ اس سے دھوکہ کھا گئے ہیں' اور اس کی صحت کی طرف مائل ہو گئے ہیں اس کے ثبوت کو ترجیح دی ہے۔

اور طحاوی اپنی کتاب ''مشکل الحدیث'' میں علی بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ احمد بن صالح مصری بیان کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی علم کی راہ پر ہو' اسے ردشمس کی حدیث کو اسماء سے حفظ کرنے میں تخلف نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ یہ علامات نبوت میں سے ہے۔ اور اسی بات کی وجہ سے ابوجعفر طحاوی اس کی طرف مائل ہو گئے تھے۔

اور ابوالقاسم الحکانی نے اسے معتزلی متکلم ابوعبداللہ بصری سے نقل کیا ہے' وہ کہتا ہے کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد اس کی واپسی کا حال بہت مضبوط ہے جو اس کی نقل کا تقاضا کرتا ہے' اس لیے کہ اگرچہ یہ امیر المومنین کی فضیلت ہے مگر اعلام نبوت میں سے ہے اور یہ دیگر بہت سے اعلام نبوت کے ساتھ مقارن ہے۔

اس کلام کے خلاصہ کا مقتضاء یہ ہے کہ اس کو متواتر نقل کیا جانا چاہیے تھا' اور اگر یہ حدیث صحیح ہو تو یہ بات درست ہے' لیکن یہ اس طرح نقل نہیں کیا گیا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حقیقت میں صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں ہر دور کے ائمہ اس حدیث کی صحت کا انکار کرتے ہیں اور اسے رد کرتے ہیں' اور اس کے رواۃ کو برا بھلا کہنے میں بہت مبالغہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں ہم کئی حفاظ جیسے محمد اور یعلی بن عبید طنافسی اور ابراہیم بن یعقوب جوز جانی خطیب دمشق اور ابوبکر محمد بن حاتم بخاری۔ المعروف بہ ابن زنجویہ' اور حافظ ابوالقاسم بن عساکر اور شیخ ابوالفرج بن جوزی وغیرہ متقدمین کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اس کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے' ان میں ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج مزی اور علامہ ابوالعباس بن تیمیہ شامل ہیں۔

اور حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری بیان کرتے ہیں کہ میں نے قاضی القضاۃ ابوالحسن محمد بن صالح ہاشمی کو سنایا کہ عبداللہ بن حسین بغوی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن علی بن المدائنی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ پانچ احادیث کو روایت کیا جاتا ہے' جن کی رسول اللہ ﷺ سے کوئی اصل ثابت نہیں:

اوّل: اگر سائل سچ کہے تو وہ اس کے رد کرنے سے فلاح نہیں پائے گا۔

دوم: آنکھ کے درد کے سوا کوئی درد نہیں' اور قرض کے غم کے سوا کوئی غم نہیں۔

سوم: حضرت علی بن ابی طالبؓ پر سورج لوٹ آیا تھا۔

چہارم: میں اللہ کے ہاں اس بات سے زیادہ عزت رکھتا ہوں کہ وہ مجھے دو سو سال تک زمین کے نیچے چھوڑ دے۔

Marfat.com

پنجم: پچھنے لگانے والا اور پچھنے لگوانے والا دونوں روزہ افطار کر دیں بلاشبہ یہ دونوں غیبت کرتے ہیں۔
طحاوی رحمۃ اللہ علیہ پر اگرچہ اس کا معاملہ مشتبہ رہا' مگر انہوں نے حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے اس کے رواۃ کے لیے انکار و افسوس بیان کیا ہے۔
ابوالعباس بن عقدہ بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن محمد بن عمیر نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن عباد نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے بشار بن وراع کو بیان کرتے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ محمد بن نعمان ملے تو کہنے لگے' تو نے حدیث ردشمس کو کس سے روایت کیا ہے' اس نے کہا' اس شخص کے غیر سے جس سے آپ نے یا ساریۃ الجبل الجبل روایت کی ہے' یہ امام ابوحنیفہؒ تھے' جو معتبر ائمہ میں سے ہیں' آپ کوفی ہیں جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اس محبت وفضیلت پر جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دی ہے تہمت نہیں لگاتے' اس کے باوجود وہ اس کے راویوں پر تکبر کرتے ہیں۔ اور محمد بن نعمان کا قول کوئی جواب نہیں' بلکہ محض معارضہ ہے جو کچھ سود مند نہیں' یعنی میں نے اس حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں روایت کیا ہے' اگرچہ یہ حدیث غریب ہے بلکہ غرابت میں اس کی نظیر ہے' جسے آپ نے حضرت عمر بن خطاب کی فضیلت میں یا ساریۃ الجبل کے قول میں روایت کیا ہے۔ یہ بات محمد بن نعمان کے بارے میں درست نہیں' کیونکہ یہ اسناداً اور متناً اس حدیث کی طرح نہیں۔ اور امام کا وہ مکاشفہ (شارع نے آپ کے محدث ہونے کی گواہی دی ہے) کہاں ہے جو سورج غروب ہونے کے بعد طلوع ہو کر واپس آنے سے بہتر امر ہے اور قیامت کی سب سے بڑی علامت ہے۔ اور جو کچھ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے واقعہ ہوا ہے وہ سورج کا ان پر لوٹانا نہیں' بلکہ وہ اپنے غروب ہونے سے قبل کچھ عرصہ رُک گیا تھا۔ یعنی اس کی رفتار سست ہو گئی تھی' یہاں تک کہ انہوں نے فتح حاصل کر لی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور پہلے بیان ہو چکا ہے' کہ انہوں نے یہ خلاصہ اس حدیث کے طریق سے بحوالہ حضرت علی' حضرت ابوہریرہ' حضرت ابو سعید خدری اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہم بھی بیان کیا ہے۔ اور ابوبشر الدولابی کی کتاب ''الذریۃ الطاہرۃ'' میں بھی حسین بن علی کی حدیث سے بیان ہوا ہے' اور ظاہر ہے کہ انہوں نے اسے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اور شیخ الرافضہ جمال الدین یوسف بن الحسن الملقب ابن مطہر حلی نے اپنی کتاب میں جو امامت کے بارے میں ہے' جس میں اس نے ہمارے شیخ علامہ ابوالعباس ابن تیمیہ کا رد کیا ہے' بیان کیا ہے کہ نویں بات دوبار سورج کا واپس آنا ہے۔ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں' اور دوسری بار آپؐ کے بعد' پہلی دفعہ کے متعلق تو حضرت جابر اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ ایک روز جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے تا کہ آپؐ سے اللہ کی بات کریں۔ پس جب وحی نے آپ کو ڈھانک لیا تو آپؐ نے امیر المومنین کی ران کو تکیہ بنالیا' اور اپنا سر نہ اٹھایا' حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشارے سے نماز پڑھی۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا' اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ سورج کو تم پر لوٹا دے' اور تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے' اور دوسری دفعہ' اس وقت جب آپ نے بابل میں فرات کو عبور کرنا چاہا' بہت سے

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے جانوروں کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئے' اور آپؐ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی اور ان میں سے بہت سے لوگ نماز سے رہ گئے' تو انہوں نے اس بارے میں باتیں کیں تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے ردشمس کی دعا کی' اور سورج واپس آ گیا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ حمیری نے اس واقعہ کو نظم کیا ہے' وہ کہتا ہے۔

"جب عصر کا وقت فوت ہو گیا' اور سورج غروب ہونے کی جگہ کے قریب ہو گیا تو سورج کو آپ پر لوٹا دیا گیا' یہاں تک اس کا نور عصر کے وقت کی طرح روشن ہو گیا' پھر وہ ستارے کی طرح گرا۔ اور دوسری بار بابل میں آپ پر سورج لوٹایا گیا' اور وہ کسی مقرب مخلوق کے لیے نہیں لوٹایا گیا"۔

ہمارے شیخ ابو العباس ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت' ولایت اور علو منزلت اللہ کے ہاں معلوم ہے۔ اور بفضل خدا ثابت طریق سے جو ہمیں علم یقینی کا فائدہ دیتے ہیں' جن کی موجودگی میں اس بات کی ضرورت نہیں رہتی اس کا صدق معلوم نہ ہوا۔ یا یہ معلوم ہو کہ وہ جھوٹ ہے۔ اور ردشمس کی حدیث کے ذکر ایک جماعت جیسے ابوجعفر طحاوی اور قاضی عیاض وغیرہ نے کیا ہے اور وہ اس میں معجزاتِ رسول سے بھی تجاوز کر گئے ہیں۔ لیکن حدیث کے بارے میں علم و معرفت رکھنے والے محققین جانتے ہیں کہ یہ حدیث گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے' پھر آپؐ نے اس کے طرق کو ایک ایک کر کے بیان کیا ہے' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور ابو القاسم الحکانی سے مناقشہ کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور ہم نے ان سب باتوں کو بیان کیا ہے' اور ان میں کمی بیشی بھی کی ہے۔ واللہ الموفق

اور آپ نے احمد بن صالح مصری کی جانب سے اس حدیث کو صحیح قرار دینے کے بارے میں معذرت کی ہے کہ وہ اس کی سند سے دھوکہ کھا گئے ہیں' اور طحاوی کی طرف سے بھی معذرت کی ہے کہ ان کے پاس نقاد حفاظ کی طرح اسانید کی جید نقل موجود نہیں تھی اور آپ نے اپنے شاندار کلام میں فرمایا ہے کہ اس کے متعلق قطعی اور یقینی بات یہ ہے کہ یہ ایک گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابن المطہر کا اس حدیث کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے بیان کرنا' غریب ہے' لیکن اس نے اس کو قوی بیان کیا۔ اور اس کی عبارت کا مقتضاء یہ ہے کہ پہلی اور دوسری بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی ردشمس کی دعا کی تھی' اور اس نے بابل کا واقعہ بیان کیا ہے اس کا کوئی اسناد نہیں۔ اور میں اسے (واللہ اعلم) شیعہ میں سے زنادقہ وغیرہ کی بناوٹ خیال کرتا ہوں۔ بلاشبہ خندق کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی اور سورج غروب ہو گیا تھا۔ بلکہ وہ بطحان وادی کی طرف گئے' اور وضو کر کے غروب آفتاب کے بعد نماز عصر پڑھی' اور ان میں حضرت علی بھی موجود تھے' اور ان کے لیے سورج واپس نہیں آیا' اور اسی طرح بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بنی قریظہ کی طرف گئے' اور اس دن ان کی عصر کی نماز فوت ہو گئی' یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا' پس سورج کو ان کے لیے واپس نہ کیا گیا۔ اور اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب' صبح کی نماز سے غافل ہو گئے' یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ تو انہوں نے سورج بلند ہونے کے بعد نماز پڑھی' اور رات ان کے لیے واپس نہ ہوئی' پس اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کو ایسے فضائل دے جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

Marfat.com

آپؐ کے اصحاب کو نہیں دیئے۔

اور حمیری کی نظم کوئی حجت نہیں، بلکہ وہ ابن المطہر کے ہذیان کی طرح ہے، جسے معلوم نہیں کہ وہ نثر میں کیا کہہ رہا ہے۔ اور یہ جو نظم کر رہا ہے، اسے اس کی صحت کا علم نہیں، بلکہ دونوں کا حال شاعر کے اس قول کی طرح ہے کہ۔

اگر میں جانتا ہوں تو مجھ پر قربانی کا اونٹ لازم ہے، کثرت بکواس کی وجہ سے میں کیسے غور و فکر کر سکتا ہوں۔ اور ارض بابل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور بات وہ ہے جسے ابوداؤد رحمۃ اللہ نے اپنے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ارض بابل سے گذرے تو نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ پس آپ نے ارض بابل سے گذر کر عصر کی نماز پڑھی، اور فرمایا:

میرے خلیل نے مجھے ارض بابل میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا تھا اس لیے کہ یہ ملعون زمین ہے۔ اور ابو محمد بن حزم نے اپنی کتاب الملل والنحل میں اس بارے میں باطل دعویٰ کرنے والے کا رد کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ردشمس کا ابطال کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم نے جو کچھ فاضل کے لیے بیان کیا ہے اس میں سے کچھ کا دعویٰ کرنے والے کے درمیان، اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر دوبارہ ردشمس کا دعویٰ کیا ہے کہ حبیب بن اوس نے کہا ہے کہ۔

سورج ہم پر لوٹایا گیا، اور رات سورج کو تاریک کر رہی تھی، اور وہ ان کے لیے تاریکی کی جانب سے طلوع ہو رہا تھا، اس کی روشنی نے سیاہ رنگ کو اتار دیا، اور اس کی خوبصورتی سے گھومنے والے آسمان کا نور لپٹ گیا، خدا کی قسم، مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ پر ہمارے لیے ظاہر ہوا، پس اسے اس کے لیے لوٹایا گیا یا قوم میں کوئی یوشع موجود تھا۔ ابن حزم نے اپنی کتاب میں انہیں اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور ان اشعاء پر رکاکت غالب ہے اور یہ بناوٹی معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور دلائل نبوت کے باب میں جو باتیں آسمانی نشانات سے تعلق رکھتی ہیں، ان میں آپ کا اپنے رب سے اپنی امت کے لیے بارش کے مؤخر ہو جانے کے وقت بارش طلب کرنا بھی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے سوال کا جلد جواب دیا۔ اور وہ اس طرح کہ ابھی آپؐ اپنے منبر سے نیچے نہیں اُترے، کہ بارش آپ کی ریش مبارک پر گرنے لگی۔ اور اسی طرح آپ کا صحت پانا ہے۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوقتیبہ نے ہم سے بیان کیا۔ کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ابوطالب کے شعر بطور مثال پڑھتے سنا کہ:

''اور وہ روشن رو ہے جو اپنے چہرے سے بادلوں کو طلب کرتا ہے، اور یتیموں کا فریاد رس، اور بیوگان کی پناہ گاہ ہے''۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ابوعقیل ثقفی نے بحوالہ عمرو بن حمزہ بیان کیا کہ سالم نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ بسا اوقات میں نے شاعر کے قول کو یاد کیا۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو بارش طلب کرتے دیکھ رہا تھا۔ ابھی آپ منبر سے نہیں اترے کہ تمام پرنالے خوب اچھی طرح بہنے لگے۔

''اور وہ روشن رو ہے، جو اپنے چہرے سے بارش طلب کرتا ہے۔ اور وہ یتیموں کا فریاد رس اور بیوگان کی پناہ گاہ ہے''۔

اور یہ ابوطالب کا شعر ہے، امام بخاریؒ اس روایت میں متفرد ہیں اور اس کو انہوں نے معلق قرار دیا ہے اور ابن ماجہ

Marfat.com

اپنے سنن میں اسے قوت دی ہے اور اسے عن احمد بن الازہر عن ابی النضر عن ابی عقیل عن عمر بن حمزہ عن سالم ابیہ روایت کیا ہے۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ جمعہ کے روز ایک آدمی مسجد کے اس دروازے سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے ہے اور رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منہ کیا اور کہا، یا رسول اللہ ﷺ اموال تباہ ہو گئے ہیں اور راستے کٹ گئے ہیں۔ اللہ سے ہمارے لیے دعا کیجیے کہ وہ ہم پر بارش کرے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اے اللہ ہمیں سیراب کر، اے اللہ ہمیں سیراب کر، اے اللہ ہمیں سیراب کر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، خدا کی قسم ہم آسمان میں نہ کوئی بادل اور نہ بادل کا ٹکڑا اور نہ کوئی چیز دیکھتے تھے۔ اور نہ ہمارے اور نہ سلع کے کسی گھر کے درمیان کوئی بادل تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ سلع کے پیچھے سے ڈھال کی طرح بادل چڑھا اور جب وہ آسمان کے وسط میں پہنچا تو پھیل گیا پھر برسنے لگا۔

راوی بیان کرتا ہے، خدا کی قسم، ہم نے چھ دن سورج نہیں دیکھا۔ پھر آئندہ جمعہ کو وہ آدمی اسی دروازے سے داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے، اس نے کھڑے ہو کر آپ کی طرف منہ کیا، اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اموال تباہ ہو گئے ہیں اور راستے منقطع ہو گئے ہیں، اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ بارش کو روک دے، راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر فرمایا، اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش کر، ہم پر بارش نہ کر، اے اللہ ٹیلوں اور پہاڑوں اور چھوٹے ٹیلوں اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر بارش کر، راوی بیان کرتا ہے کہ بارش تھم گئی اور ہم باہر نکلے تو ہم دھوپ میں چل رہے تھے۔

شریک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا وہ وہی آدمی تھا جس نے پہلے سوال کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، مجھے معلوم نہیں۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے روایت کیا ہے اور مسلم نے اسماعیل بن جعفر کی حدیث سے بحوالہ شریک اسے روایت کیا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا، اور اس نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ بارش رُک گئی ہے، اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں سیراب کرے۔ آپؐ نے دعا کی تو ہم پر بارش ہو گئی اور ہم اپنے گھروں تک بھی نہ پہنچ سکے اور آئندہ جمعہ تک ہم پر مسلسل بارش ہوتی رہی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہی آدمی یا کوئی اور آدمی کھڑا ہوا، اور کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ بارش کو ہم سے روک دے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش کر، اور ہم پر بارش نہ کر، راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے دائیں بائیں بادلوں کو پھٹتے اور برستے دیکھا۔ اور اہل مدینہ پر بارش نہیں ہوتی تھی۔ بخاری اس طریق سے اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

Marfat.com

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ نے عن مالک عن شریک بن عبداللہ بن ابی نمر عن انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور راستے کٹ گئے ہیں اللہ سے دعا کیجیے آپ نے دعا فرمائی تو جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہم پر بارش ہوئی پھر اس نے آ کر کہا مکان گر گئے ہیں اور راستے کٹ گئے اور مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ اسے روک دے آپ نے فرمایا اے اللہ! ٹیلوں چھوٹے ٹیلوں وادیوں اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر بارش برسا۔ پس کپڑے کے پھٹنے کی طرح مدینہ سے بادل پھٹ گیا۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو قحط نے آ لیا جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک بدو نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال تباہ ہو گیا ہے اور عیال بھوکے ہیں اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں سیراب کرے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ہم نے آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نہ دیکھا پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ابھی آپ نے ہاتھ نیچے نہیں کیے کہ پہاڑوں کی مانند بادل اُٹھے اور ابھی آپ منبر سے نہیں اُترے کہ میں نے بارش کو آپ کی ریش مبارک پر گرتے دیکھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم پر اس روز اور اس کے دوسرے روز اور تیسرے روز اور اس کے ساتھ والے روز جمعہ تک بارش ہوتی رہی پس وہ بدو یا کوئی اور آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان گر گئے ہیں اور مال غرق ہو گیا ہے پس ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجیے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔ اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش کر اور ہم پر بارش نہ کر راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے آسمان کی جس جانب اشارہ کرتے تو بادل وہاں سے پھٹ جاتا حتیٰ کہ مدینہ خالی زمین کے ٹکڑے کی طرح ہو گیا۔ اور وادی ایک ماہ تک بہتی رہی۔ اور جو شخص بھی کسی جانب سے آیا اس نے بارش کی بات بیان کی۔

اور اسی طرح بخاری نے اُسے جمعہ میں اور مسلم نے ولید کی حدیث سے بحوالہ اوزاعی روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ایوب بن سلیمان نے بیان کیا کہ ابوبکر بن اویس نے بحوالہ سلیمان بن بلال مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ خانہ بدوش لوگوں میں سے ایک بدو جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مویشی اور عیال اور لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ابھی ہم مسجد سے باہر نہیں نکلے کہ ہم پر بارش ہو گئی اور اگلے جمعہ تک ہم پر مسلسل بارش ہوتی رہی اور اس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسافر مارے گئے ہیں اور راستے بند ہو گئے ہیں۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اویسی یعنی عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر ابن کثیر نے۔ بحوالہ یحییٰ بن سعید اور شریک مجھ سے بیان کیا کہ ان دونوں نے حضرت انس کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے سنا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے

Marfat.com

یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھا۔ اس طرح انہوں نے ان دونوں حدیثوں کو معلق قرار دیا ہے۔ اور اصحابِ کتب ستہ میں سے کسی نے کلیتہً ان کو قوت نہیں دی۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے عن عبید اللہ عن ثابت عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے تو لوگ کھڑے ہو کر چلائے' یا رسولؐ اللہ' بارش رُک گئی ہے' اور درخت سرخ ہو گئے ہیں' اور چوپائے ہلاک ہو گئے ہیں' اللہ سے دعا کیجئے' کہ ہمیں سیراب کرے' آپ نے فرمایا' اے اللہ ہمیں سیراب کر' دو دفعہ سیراب کر' اور خدا کی قسم' ہم آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نہ دیکھتے تھے' پس بادل اُٹھا اور برسا' اور آپ منبر سے نیچے اترے اور نماز پڑھی' پس جب واپس لوٹے تو اگلے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو وہ چلاتے ہوئے آپؐ کے پاس آئے' مکان گر گئے ہیں اور راستے بند ہو گئے ہیں' اللہ سے دعا کیجئے' کہ وہ بارش کو ہم سے روک دے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے' پھر فرمایا' اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش کر' اور ہم پر بارش نہ کر' پس مدینہ سے بارش ہٹ گئی' اور اس کے اردگرد برسنے لگی' اور مدینہ میں ایک قطرہ بھی نہ برسا' میں نے مدینہ کی طرف دیکھا تو وہ اس علاقہ میں تاج کی مانند تھا' اور مسلم نے اسے معتمر بن سلیمان کی حدیث سے بحوالہ عبید اللہ یعنی ابن عمر العمری روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی عدی نے بحوالہ حمید ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو اُٹھایا کرتے تھے؟ آپ نے جواب دیا' جمعہ کے روز آپؐ کی خدمت میں گذارش کی گئی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش رُک گئی ہے اور زمین قحط زدہ ہو گئی ہے' اور مال ہلاک ہو گیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے' یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھا' اور آپؐ نے بارش کی دعا کی' اور آپؐ نے اپنے ہاتھ اٹھائے' اور ہم آسمان میں کوئی بادل نہ دیکھتے تھے۔ اور جونہی ہم نے نماز ادا کی تو ایک نوجوان' جس کا گھر قریب تھا' اسے اپنے اہل کی طرف واپس جانا بے چین کر رہا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب اگلا جمعہ آیا تو لوگوں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان گر گئے ہیں اور سوار رُک گئے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن آدم کے سرعتِ ملال پر مسکرائے اور فرمایا' اے اللہ ہمارے اردگرد بارش کر' اور ہم پر بارش نہ کر' راوی بیان کرتا ہے کہ مدینہ سے بارش ہٹ گئی۔

یہ اسناد ثلاثی' شیخین کی شرط کے مطابق ہے' اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور امام بخاری اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں' اور الفاظ ابوداؤد کے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے عبدالعزیز بن صہیب سے بحوالہ انس بن مالک' اور یونس بن عبید سے عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اہل مدینہ کو قحط نے آ لیا' اور جمعہ کے روز آپؐ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوپائے اور بکریاں ہلاک ہو گئی ہیں' اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں سیراب کرے' تو آپؐ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آسمان شیشے

Marfat.com

کی طرح صاف تھا' پس ہوا چلی اور اس نے بادل اٹھائے' پھر وہ اکٹھے ہو گئے' پھر آسمان نے اپنے دہانے کھول دیے۔ اور ہم باہر نکلے اور پانی میں چلتے چلتے اپنے گھروں کو آئے' اور اگلے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی' پس اسی شخص یا کسی اور نے آپ کے پاس جا کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ مکان گر گئے ہیں' اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ بارش کو روکے۔ تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے' پھر فرمایا' اے اللہ ہمارے اردگرد بارش کر' اور ہم پر بارش نہ کر۔ پس میں نے مدینہ کے اردگرد سے بادلوں کو پھٹتے دیکھا' اور وہ تاج کی مانند تھا یہ طرق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے متواتر ہیں' اس لیے کہ یہ اس شان کے ائمہ کے نزدیک یقین کا فائدہ دیتے ہیں۔

اور بیہقی نے اپنے اسناد سے ابو معمر سعید بن ابی خثیم الہلالی کے طریق سے علاوہ مسلم الملائی سے بحوالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے آ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم' ہم آپ کے پاس آئے ہیں' ہمارے پاس نہ کوئی اونٹ ہے جو خوش کرے' اور نہ کوئی بچہ ہے جو صبح کو ناشتہ کرے۔ اور اس نے یہ شعر پڑھے۔

''ہم آپ کے پاس آئے ہیں اور دوشیزہ کا سینہ خون آلود ہے' اور بچے کی ماں بچے سے غافل ہو چکی ہے' اور نوجوان نے بھوک سے عاجز ہو کر اپنے ہاتھوں سے اسے پھینک دیا ہے۔ اور وہ زیادہ گھاس والی جگہ پر گھاس نہیں کاٹتا' اور ہمارے پاس سوائے حنظل اور ردی کھجور کے کچھ نہیں جسے لوگ کھائیں' اور ہماری دوڑ آپ تک ہی ہے۔ اور لوگوں کی دوڑ رسولوں تک ہی ہو سکتی ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے اُٹھے' اور منبر پر چڑھ گئے' اور آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا دیے اور فرمایا: اے اللہ ہمیں عام خوشگوار' زرخیز' تیز' بہت ہمہ گیر' دیر نہ کرنے والی' نافع اور نقصان نہ دینے والی بارش سے سیراب کر' جس سے تھن بھر جائیں' اور کھیتی اُگے۔ اور زمین اپنے مرنے کے بعد زندہ ہو جائے' اور اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ خدا کی قسم کہ ابھی آپ نے اپنے ہاتھوں کو سینے کی طرف واپس نہ کیا تھا کہ آسمان ٹوٹ پڑا اور نشیبی علاقے کے لوگ چلاتے ہوئے آئے۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم غرق ہو گئے' آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش کر' اور ہم پر بارش نہ کر' پس مدینہ سے بادل چھٹ گیا' یہاں تک کہ اس نے اسے تاج کی طرح گھیر لیا اور رسول اللہ ﷺ مسکرائے' حتیٰ کہ اس کی داڑھیں نمایاں ہو گئیں' پھر فرمایا ابو طالب کی یہ خوبی اللہ ہی کے لیے ہے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کی آنکھوں اس شخص سے ٹھنڈی ہوتیں جو ان کے اشعار پڑھتا' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ آپ کی مراد ان کے ان اشعار سے ہے۔

''وہ روشن رو ہے' جو اپنے چہرے سے بارش طلب کرتا ہے۔ وہ یتیموں کا فریادرس' اور بیوگان کی پناہ گاہ ہے' آل ہاشم کے فقراء اس کی پناہ لیتے ہیں۔ اور وہ اس کے پاس آسائش میں ہیں اور صاحب فضیلت ہیں' بیت اللہ کی قسم تم نے جھوٹ بولا ہے کہ محمد ﷺ پر دست درازی ہو گی' ہم ان کی حفاظت میں جنگ کیوں نہ کریں' ہم انہیں اس وقت چھوڑیں گے' جب ہم ان کے اردگرد قتل ہو جائیں گے' اور اپنے بیوی بچوں کو بھول جائیں گے''۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے۔ کہ بنی کنانہ کے ایک آدمی نے اٹھ کر کہا۔

''تیرے لیے تعریف ہے' اور شکر کرنے والے کی بھی تعریف ہے' ہم رسول اللہ ﷺ کے چہرے کے طفیل سیراب ہوئے ہیں' آپؐ نے اپنے خالق سے دعا کی' اور آپ ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہے تھے' پس چادر لپیٹنے کی طرح ہوا' اور آپؐ نے جلدی کی' یہاں تک کہ ہم نے بارش دیکھی' باریک نیزے' علاقوں پر چھا گئے' اور اللہ نے اس کے ذریعے مضر کے چشمے کی مدد کی ہے' اور وہ اپنے چچا ابوطالب کے قول کے مصداق روشن رو ہیں' ان کے ذریعے اللہ بادلوں کو برسا کر سیراب کرتا ہے' یہ آنکھوں دیکھی بات ہے' اور وہ خبر ہے پس جو اللہ کا شکر کرے گا' مزید پائے گا۔ اور جو اللہ کی ناشکری کرے گا' وہ حادثات سے دوچار ہوگا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ اگر کسی شاعر نے اچھی بات کہی ہے تو تو نے بھی اچھی بات کہی ہے۔ اس عبارت میں غرابت پائی جاتی ہے۔ اور قبل ازیں ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو متواتر اور صحیح روایات بیان کی ہیں' ان کی مانند نہیں ہے۔ اور اگر چہ یہ واقعہ اسی طرح محفوظ ہے تو یہ ایک دوسرا واقعہ ہے جو پہلے واقعہ سے مختلف ہے۔ واللہ اعلم

حافظ بیہقیؒ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن حارث اصبہانی نے ہمیں بتایا کہ ابومحمد بن حبان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مصعب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالجبار نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ابی ذئب المدنی نے عبداللہ بن عمر بن حاطب الجمحی سے بحوالہ ابووجزہ یزید بن عبید اسلمی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس لوٹے تو بنی فزارہ کا وفد آپؐ کے پاس آیا جو دس پندرہ آدمی تھے' جن میں خارجہ بن الحصین اور عیینہ بن حصن کا بھتیجا حر بن قیس بھی شامل تھا۔ جوان سب سے چھوٹا تھا۔ یہ لوگ انصار میں سے رملہ بنت حارث کے گھر اُترے' اور کمزور اور لاغر اونٹوں پر آئے' اور وہ قحط زدہ تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اقرار اسلام کرتے ہوئے آئے۔ آپؐ نے ان سے ان کے علاقے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا' یارسول اللہ ﷺ ہمارا علاقہ اور ہمارے قبائل قحط زدہ ہیں اور ہمارے عیال برہنہ ہیں اور ہمارے مویشی ہلاک ہوگئے ہیں' اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ہم پر بارش کرے اور اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کیجیے' اور آپ کا رب آپؐ کے پاس سفارش کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سبحان اللہ' تیرا برا ہو' میں نے یہ سفارش اللہ کے پاس کر دی ہے۔ اور وہ کون ہے' جس کے پاس ہمارا رب سفارش کرے گا؟ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں' اس کی حکومت زمین و آسمان پر حاوی ہے' اور وہ اپنی عظمت اور جلال سے اس طرح جوش مارتا ہے جیسے نیا لشکر جوش مارتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے خوف' تنگی اور تمہاری مدد کے قرب سے ہنستا ہے۔ بدو نے کہا' یارسول اللہ ﷺ ہمارا رب بھی ہنستا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں' بدو نے کہا' یارسول اللہ ﷺ ہم اس رب کو نہ کھوئیں جو بھلائی سے ہنستا ہے؟ رسول اللہ ﷺ اس کی بات سے ہنس پڑے' اور اٹھ کر منبر پر چڑھے' اور تقریر کی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اور رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کے سوا' اور کسی چیز کی دعا میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ آپؐ نے ہاتھ اٹھائے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی' اور وہ بھی ان لوگوں میں شامل تھا' جنہوں نے آپ کی دعا کو یاد کیا تھا:

''اے اللہ! اپنے ملک اور اپنے چوپاؤں کو سیراب کر' اور اپنی رحمت کو پھیلا دے۔ اور اپنے مردہ ملک کو زندہ کر دے۔

Marfat.com

اے اللہ! ہم کو عام خوش گوار زرخیز' تیز' بہت ہمہ گیر' دیر نہ کرنے والی' نافع اور نقصان نہ دینے والی بارش سے سیراب کر دے' اے اللہ رحمت کی بارش کر' اور عذاب' ہدم' غرق اور ہلاک کرنے والی بارش نہ کر' اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر' اور دشمنوں پر فتح دے''۔

ابولبابہ بن عبدالمنذر نے اٹھ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ' کھجوریں باڑوں میں پڑی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر دے' ابولبابہ نے تین بار کہا' کھجوریں باڑوں میں پڑی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر دے۔ حتیٰ کہ ابولبابہ برہنہ اٹھے کہ اپنے باڑے کے منہ کو اپنی چادر سے بند کرے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ خدا کی قسم نہ آسمان پر' اور نہ مسجد اور سلع کے درمیان کسی گھر پر کوئی بادل تھا اور نہ کوئی بادل کا ٹکڑا تھا' سلع کے پیچھے سے ڈھال کی مانند ایک بدلی چڑھی' اور جب وہ آسمان کے وسط میں آئی تو پھیل گئی' اور لوگ دیکھ رہے تھے' پھر وہ برسنے لگی' خدا کی قسم' پھر انہوں نے چھ دن تک سورج نہیں دیکھا' اور ابولبابہ برہنہ جسم اٹھ کر اپنے باڑے کے منہ کو اپنی چادر سے بند کرنے لگے' تاکہ اس سے کھجوریں باہر نہ نکل جائیں۔ ایک آدمی نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ' اموال ہلاک ہو گئے ہیں اور راستے بند ہو گئے ہیں' تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر دعا کی' اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے' یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا' اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش کر اور ہم پر بارش نہ کر' اے اللہ! ٹیلوں' چھوٹے ٹیلوں اور وادیوں کے نشیب اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر بارش کر' پس مدینہ سے کپڑے کے پھٹنے کی طرح بادل پھٹ گیا۔

یہ عبارت مسلم الملائی کی عبارت کے مانند ہے' جسے اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' اور اس کے کچھ حصہ کا شاہد سنن ابوداؤد میں ہے۔ اور اس کے کچھ حصے کا شاہد ابوزرین العقیلی کی حدیث میں ہے۔

اور حافظ ابوبکر' الدلائل میں بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر محمد بن الحسن بن علی بن المؤمل نے ہمیں بتایا کہ ابواحمد ابن محمد الحافظ نے ہمیں خبر دی کہ عبدالرحمن بن ابی حاتم نے ہمیں بتایا کہ محمد بن حماد ظہرانی نے ہم سے بیان کیا کہ سہل بن عبدالرحمن المعروف بالسندی بن عبدویہ نے عن عبداللہ بن عبداللہ بن ابی اویس المدنی عن عبدالرحمن بن حرملہ عن سعید بن المسیب عن ابی لبابہ بن عبدالمنذر انصاری ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز بارش کے لیے دعا کی' اور فرمایا اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے' اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ! کھجوریں باڑوں میں پڑی ہیں' اور آسمان میں ہمارے دیکھنے کو بادل بھی کوئی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ! کھجوریں باڑوں میں پڑی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے اللہ ہمیں سیراب کر دے' حتیٰ کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر اپنی چادر کے ساتھ اپنے باڑے کے منہ کو بند کرنے اٹھے پس آسمان نے بارش برسائی' اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' اور لوگ ابولبابہ کو کہنے آئے' اے ابولبابہؓ خدا کی قسم! بارش اس وقت تک نہیں تھمے گی جب تک تو برہنہ جسم اٹھ کر اپنے باڑے کے منہ کو اپنی چادر سے بند نہ کرے گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابولبابہؓ برہنہ جسم اٹھ کر اپنی چادر سے اپنے باڑے کا منہ بند کرنے لگے' اور بارش تھم گئی' یہ

Marfat.com

اسناد حسن صحیح ہے اور اسے نہ احمد نے اور نہ اصحاب کتب نے روایت کیا ہے۔

اور اسی طرح غزوہ تبوک میں راستے میں بارش کی دعا کرنے کا ایک واقعہ ہوا' جیسا کہ عبداللہ بن وہب نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن حارث نے عن سعید بن ابی ہلال عن عتبہ بن ابی عتبہ عن نافع بن جبیر عن عبداللہ بن عباس مجھے بتایا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے گذارش کی گئی کہ آپ ہمیں تنگدستی کے وقت کے متعلق کچھ بتائیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہم شدید گرمی میں تبوک کی طرف گئے' اور ایک منزل پر اترے' جس میں ہمیں پیاس نے آستایا' حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ ہماری گردنیں کٹ جائیں گی' اور ہم میں سے ایک آدمی اپنے کجاوے کی تلاش میں جاتا تو وہ اسے نہ ملتا' اور وہ خیال کرتا کہ اس کی گردن کٹ جائے گی' حتیٰ کہ ایک آدمی اپنے اونٹ کو ذبح کرتا اور اس کے گوبر کو نچوڑتا' اور اس سے جو پانی نکلتا اسے پی جاتا اور بقیہ پانی اپنے جگر پر رکھ لیتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعا میں اچھی چیز کا خوگر بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا کیجیے' آپؐ نے فرمایا' کیا تم بھی اس بات کو پسند کرتے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' ہاں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور ابھی آپؐ انہیں واپس نہیں لائے کہ بادل گرجا' اور ہلکی بارش ہونے لگی' پس ان کے پاس جو برتن تھے' انہوں نے بھر لیے۔ پھر ہم دیکھنے گئے کہ کہاں تک بارش ہوئی ہے' مگر ہم نے اسے فوج سے آگے نہ پایا۔

یہ اسناد جید اور قوی تھے' لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور واقدی کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کے پاس بارہ ہزار اونٹ' اور اتنے ہی گھوڑے تھے۔ اور جانبازوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ بارش سے اس قدر پانی نازل ہوا کہ اس نے زمین کو سیراب کر دیا' حتیٰ کہ گڑھوں کا پانی ایک دوسرے میں جانے لگا۔ اور یہ شدید گرمی کا واقعہ ہے' اور اس قسم کے آپؐ کے کتنے ہی اور واقعات ہیں جو حدیث صحیح کے سوا دوسری احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب قریش نے آپ کی نافرمانی کی' اور آپؐ نے ان پر بددعا کی' کہ اللہ تعالیٰ ان پر یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح سال مسلط کر دے تو قحط نے انہیں آ لیا۔ اور اس نے ہر چیز کا خاتمہ کر دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے ہڈیوں' کتوں اور بلیوں کو کھایا' پھر ابوسفیان آپؐ کے پاس سفارش کرتا ہوا آیا کہ آپؐ اللہ سے ان کے متعلق دعا کریں' تو آپؐ نے ان کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قحط کو دور کر دیا۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حسن بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عبداللہ بن المثنیٰ نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ جب قریش قحط زدہ ہو جاتے تو حضرت عمر بن الخطاب' حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے ذریعے بارش طلب کرتے اور کہتے۔ اے اللہ! ہم اپنے نبیؐ کے ذریعے آپ سے توسل کیا کرتے تھے' اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ذریعے تجھ سے توسل کرتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان پر بارش ہو جاتی تھی' بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

Marfat.com

باب:

زمینی معجزات

ان میں سے کچھ معجزات' جمادات' اور کچھ حیوانات سے تعلق رکھتے ہیں' پس وہ معجزات' جو جمادات سے متعلق ہیں' ان میں کئی مقامات پر متنوع صورتوں میں آپ کا پانی کو زیادہ کر دینا ہے۔ ان معجزات کو ہم ان کی اسانید کے ساتھ عنقریب بیان کریں گے' ان شاء اللہ' اور ہم نے اس کا آغاز گذشتہ بیان کی اتباع میں آپ کے بارش کی دعا مانگنے' اور اللہ تعالیٰ کے اسے قبول کر لینے سے کیا ہے۔ جو نہایت مناسب ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ نے عن مالک عن اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' اور نماز عصر کا وقت آ گیا' اور لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا مگر اسے نہ پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی لایا گیا تو آپؐ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا' اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس سے وضو کریں۔ اور میں نے آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی پھوٹتے دیکھا' پس لوگوں نے وضو کیا' حتیٰ کہ ان کے آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا' اسے مسلم' ترمذی اور نسائی نے کئی طرق سے مالک سے روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس بن محمد نے ہم سے بیان کیا' کہ حزم نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حسن کو بیان کرتے سنا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز' لوگوں کے ساتھ ایک راستے سے نکلے' وہ چلتے جا رہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ اور لوگوں نے وضو کرنے کے لیے کوئی چیز نہ پائی' تو انہوں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس وضو کے لیے کوئی چیز نہیں۔ اور آپؐ نے اپنے اصحابؓ کے چہروں پر اس کے متعلق ناپسندیدگی کے آثار پائے۔ پس ان لوگوں میں سے ایک آدمی ایک پیالہ لایا' جس میں تھوڑا سا پانی تھا' اللہ کے نبی نے اسے لے کر اس سے وضو کیا۔ پھر اپنی چاروں انگلیاں پیالے پر پھیلا دیں' پھر فرمایا' آؤ' وضو کر' پس سب لوگوں نے وضو کیا' حتیٰ کہ جتنی تعداد میں لوگ وضو کرنا چاہتے تھے' انہوں نے وضو کر لیا۔

حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ وہ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے فرمایا' ستر یا اسی تھی۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے عبدالرحمن بن المبارک العنسی سے بحوالہ حزم بن مہران القطعی روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی عدی نے بحوالہ حمید اور یزید ہم سے بیان کیا کہ حمید المعنی نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا کہ نماز کی اذان دی گئی تو جن لوگوں کے گھر مسجد کے قریب تھے' وہ سب وضو کرنے لگے' اور دور گھر والے باقی رہ گئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے دھونے یا رنگنے کا ایک لگن لایا گیا جو پتھر کا بنا ہوا تھا' جس میں آپ اپنی ہتھیلی نہیں کھول

Marfat.com

سکتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے اپنی انگلیاں اکٹھی کر لیں' اور بقیہ لوگوں نے وضو کر لیا۔ اور حمید بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ وہ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا' اسی یا اس سے زیادہ تھے۔

اور بخاری نے عن عبداللہ بن منیر عن یزید بن ہارون عن حمید عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا' اور جن لوگوں کے گھر مسجد کے قریب تھے' وہ سب وضو کرنے لگے' اور کچھ لوگ باقی رہ گئے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے دھونے یا رنگنے کا ایک حجری لگن لایا گیا' جس میں پانی تھا۔ آپؐ نے اپنی ہتھیلی ڈالی تو اس لگن میں آپ کی ہتھیلی کھل نہیں سکتی تھی۔ پس آپؐ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کر لیا اور انہیں لگن میں ڈالا' تو سب لوگوں نے وضو کر لیا' میں نے پوچھا' وہ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا' وہ اسی آدمی تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ سعید نے لکھ کر قتادہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الزوراء مقام پر تھے کہ آپؐ کے پاس ایک برتن لایا گیا' جس میں پانی تھا' جس میں آپ کی انگلیاں نہیں ڈوبتی تھیں' آپؐ نے اپنے اصحاب کو وضو کرنے کا حکم دیا' اور اپنی ہتھیلی پانی میں ڈال دی' اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے اور آپ کی انگلیوں کے کناروں سے پھوٹنے لگا' یہاں تک کہ لوگوں نے وضو کر لیا۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' آپ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ہم تین سو آدمی تھے۔

اسی طرح بخاری نے اسے بندار بن ابی عدی سے' اور مسلم نے ابوموسیٰ اور غندر سے روایت کی ہے' اور ان دونوں نے سعید بن ابی عروبہ سے روایت کیا ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ شعبہ سے روایت کی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ سعید نے قتادہ سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ الزوراء مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا۔ اور آپؐ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا' اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹنے لگا' اور لوگوں نے وضو کر لیا' قتادہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا' تین سو یا تقریباً تین سو آدمی تھے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

اس بارے میں حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابواسحاق سے بحوالہ حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے روز' چودہ سو آدمی تھے' اور حدیبیہ ایک کنواں ہے جس کا پانی ہم نے نکال لیا۔ اور اس میں ایک قطرہ پانی نہ چھوڑا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے' اور پانی منگوایا' اور کلی کی' اور کنویں میں پانی پھینکا اور ہم تھوڑی دیر ٹھہرے پھر ہم نے پانی پیا' یہاں تک کہ سیر ہو گئے' اور ہماری سواریاں بھی سیر ہو گئیں یا واپس آ گئیں۔ امام بخاری اسناداً اور متناً اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

Marfat.com

حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان اور ہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ حمید بن بلال نے ہم سے بیان کیا' کہ محمد بن القاسم کے غلام یونس ابن عبیدہ نے بحوالہ البراء ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ہم تھوڑے پانی والے کنویں پر آئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس میں چھ آدمی اترے' اور میں چھٹا چلو بھرنے والا آدمی تھا۔ پس ہماری طرف ایک ڈول لٹکایا گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کے دونوں کناروں پر بیٹھے تھے' پس ہم نے اس میں نصف تک یا دو تہائی تک پانی ڈالا' اور اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا' تو آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈبویا' اور مشیت الٰہی کے مطابق جو کہنا چاہتے تھے کہا' اور ڈول میں جو کچھ تھا' اس سمیت دوبارہ ہماری طرف لٹکایا گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے ایک آدمی کو دیکھا' کہ اسے غرق ہو جانے کے خوف سے کپڑے سے نکالا گیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر ایک نہر چل پڑی۔ امام احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد جید اور قوی ہے' اور ظاہر ہے کہ یہ یوم حدیبیہ کے سوا کوئی اور واقعہ ہے۔ واللہ اعلم

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سنان بن حاتم نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ الجعد ابو عثمان نے ہم سے بیان کیا' کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے آپؐ کے پاس پیاس کی شکایت کی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے ایک بڑا پیالہ منگوایا' اور اس میں کچھ پانی ڈالا' اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ڈالا اور فرمایا' پیو' پس لوگوں نے پانی پیا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے پھوٹتے دیکھتا تھا' احمد اس طریق سے اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور مسلم کی افراد میں حاتم بن اسماعیل کی حدیث سے عن ابی حرزۃ یعقوب بن مجاہد عن عبادہ بن الولید ابن عبادۃ عن جابر بن عبداللہ ایک طویل حدیث میں بیان ہوا ہے' جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے' یہاں تک کہ ہم ایک کشادہ وادی میں اُترے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے گئے' اور میں آپؐ کے پیچھے پانی کی چھاگل لے کر چلا' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو کوئی آڑ نہ پائی' کیا دیکھتے ہیں کہ وادی کے کنارے پر دو درخت ہیں' آپ ان میں سے ایک درخت کی طرف گئے' اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ لیا' اور فرمایا' اللہ کے حکم سے میری تابعداری کر' پس وہ آپ کا ایسے تابعدار ہو گیا' جیسے نکیل پڑا اونٹ اپنے راہنما کے فعل کا تابعدار ہوتا ہے۔ پھر آپؐ دوسرے درخت کے پاس آئے' اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا' اللہ کے حکم سے میرا تابعدار ہو جا' تو وہ بھی اسی طرح آپ کا تابعدار ہو گیا' اور جب آپؐ ان دونوں کی درمیانی جگہ تھے تو آپؐ نے ان دونوں کو اکٹھا کر دیا' اور فرمایا' اللہ کے حکم سے مجھ پر اکٹھے ہو جاؤ' تو وہ دونوں اکٹھے ہو گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس خوف سے دوڑ کر نکلا' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک ہونے کو محسوس

Marfat.com

کریں اور دور چلے جائیں۔ پس میں بیٹھ کر اپنے آپ سے باتیں کرنے لگا' تو ایک چرواہا میرے پاس آ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوں اور دونوں درخت الگ الگ ہو گئے ہیں' اور ہر ایک اپنے اپنے تنے پر کھڑا ہے' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کچھ دیر کھڑے ہوئے اور آپؐ نے دائیں بائیں اپنے سر سے کہا' اس طرح' پھر چل پڑے' اور جب مجھ تک پہنچے' تو فرمایا' اے جابر رضی اللہ عنہ کیا تو نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا' ہاں' یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے فرمایا' دونوں درختوں کے پاس جاؤ' اور ہر ایک سے ایک ایک شاخ کاٹو اور ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ اور جب تم میرے کھڑے ہونے کی جگہ پر کھڑے ہو تو ایک شاخ کو اپنی دائیں جانب' اور دوسری شاخ کو اپنی بائیں جانب چھوڑ دو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ میں نے کھڑے ہو کر' ایک پتھر لے کر اسے توڑا' اور اسے تیز کیا' پس وہ میرے لیے تیز ہو گیا۔ اور میں دونوں درختوں کے پاس آیا' اور دونوں سے ایک ایک شاخ کاٹی۔ پھر آ کر میں رسول اللہ ﷺ کے کھڑے ہونے کی جگہ کھڑا ہو گیا۔ اور ایک شاخ کو اپنی دائیں جانب' اور دوسری کو اپنی بائیں جانب چھوڑ دیا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ میں نے وہ کام کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا' آپؐ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا' میں دو قبروں کے پاس سے گذرا' تو دونوں کو عذاب ہو رہا تھا' پس میری شفاعت نے چاہا کہ جب تک دونوں شاخیں تر رہیں' ان دونوں کو عذاب نہ ہو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم فوج کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے جابر رضی اللہ عنہ وضو کا اعلان کر دو' میں نے کہا' وضو کر لو' وضو کر لو' وضو کر لو' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے قافلے میں ایک قطرہ پانی بھی نہیں ملا۔ اور ایک انصاری آدمی' رسول اللہ ﷺ کے لیے کھجور کی شاخوں کی ایک ڈولی میں اپنے ڈول رکھ کر پانی ٹھنڈا کرتا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے آپؐ نے مجھے فرمایا' فلاں انصاری کے پاس جاؤ' اور دیکھو' اس کے ڈولوں میں کوئی چیز ہے؟ راوی بیان کرتا ہے' میں اس کے پاس گیا' تو میں نے ان میں نظر ڈالی تو ان کی تہ میں' میں نے صرف ایک قطرہ پانی دیکھا' جس سے ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ اور اگر میں اسے انڈیلتا تو اس کا خشک حصہ اسے پی جاتا' میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس کی تہ میں صرف ایک قطرہ ملا ہے جس سے ضرورت پوری نہیں ہوتی' اور اگر میں اسے انڈیلتا تو اس کا خشک حصہ اسے پی جاتا' آپؐ نے فرمایا' جاؤ' اور اسے میرے پاس لاؤ' میں اسے آپؐ کے پاس لایا تو آپؐ نے اسے اپنے ہاتھ میں پکڑا' اور کچھ پڑھنے لگے۔ مجھے معلوم نہیں آپؐ نے کیا پڑھا۔ اور آپؐ نے مجھے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا' پھر وہ مجھے دے دیا۔ اور فرمایا' اے جابرؓ بڑے پیالے کا اعلان کرو' میں نے اعلان کیا' قافلے کا پیالہ لاؤ' پس میں اسے اٹھا کر لایا اور اسے آپؐ کے سامنے رکھ دیا' اور رسول اللہ ﷺ نے پیالے میں اپنا ہاتھ ڈال کر فرمایا' اس طرح' اور آپؐ نے اپنے ہاتھ کو پھیلا دیا اور اپنی انگلیوں کو الگ الگ کر دیا۔ پھر آپؐ نے انہیں پیالے کی تہ میں ڈالا' اور فرمایا' اے جابرؓ! اسے پکڑ کر مجھ پر ڈال دو' اور بسم اللہ پڑھو' میں نے اسے آپؐ پر ڈالا اور بسم اللہ پڑھی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کو جوش مارتے دیکھا۔ پھر پیالہ جوش مارنے' اور گھومنے لگا' حتیٰ کہ وہ بھر گیا۔ آپؐ نے فرمایا' اے جابرؓ! اعلان کر دو' جسے پانی کی ضرورت ہو' وہ آ جائے' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ آئے اور پانی

Marfat.com

پی کر سیراب ہو گئے۔ میں نے کہا' کیا کسی کو پانی کی ضرورت باقی رہ گئی ہے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے پیالے سے اپنا ہاتھ اٹھایا' تو وہ بھرا ہوا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوک کی شکایت کی آپؐ نے فرمایا' ممکن ہے' اللہ تعالیٰ آپ کو کھلا دے۔ پس ہم سمندر کے کنارے پر آئے تو اس نے شور کیا' اور ایک چوپایہ پھینکا۔ پس ہم نے اس کی ایک جانب آگ جلائی اور اسے پکایا اور بھونا اور کھایا اور سیر ہو گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور فلاں اور فلاں' یہاں تک کہ آپؐ نے پانچ آدمی گئے' اس کی آنکھ کے خانے میں داخل ہو گئے' اور ہم کسی کو نظر نہ آتے تھے' پھر ہم باہر نکلے' اور ہم نے اس کی ایک پسلی لی' اور اس کی کمان بنائی' پھر ہم نے قافلے میں سے سب سے بڑا اونٹ اور سب سے بڑا ہودج' اور سب سے بڑا چھپھڑا' جو اونٹ کی کوہان پر رکھا جاتا ہے' لانے کو کہا۔ اور وہ اپنے سر جھکائے بغیر اس کے نیچے داخل ہو گیا۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ حصین نے سالم بن ابی الجعد سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو پیاس لگی۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے سامنے ایک کنویں پر وضو کر رہے تھے' اور لوگ فریاد کرنے کے لیے آپؐ کے پاس آئے' آپؐ نے فرمایا' کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ' ہمارے پاس پینے اور وضو کرنے کے لیے وہی پانی ہے جو آپؐ کے آگے ہے' اس کے علاوہ اور کوئی پانی نہیں۔ پس آپؐ نے کنویں میں اپنا ہاتھ ڈالا' اور آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا' پس ہم نے وضو کیا اور پانی پیا۔ میں نے کہا' آپ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا' اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی وہ ہمیں کافی ہوتا' ہم پندرہ سو تھے۔ اسی طرح مسلم نے اسے حصین کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور دونوں نے اعمش کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے۔ اور مسلم اور شعبہ نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ تینوں نے جابر بن سالم بن جابر سے روایت کی ہے۔ اور اعمش کی ایک روایت میں ہے کہ ہم چودہ سو تھے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے اسود بن قیس سے بحوالہ شفیق العبدی ہم سے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کی یا سفر کیا۔ اور ہم ان دنوں دو سو سے کچھ اوپر تھے کہ نماز کا وقت آ گیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ تو ایک آدمی چھاگل لیے دوڑتا ہوا آپؐ کے پاس آیا جس میں کچھ پانی بھی تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پانی کو پیالے میں ڈالا' اور اچھی طرح وضو کیا' پھر واپس لوٹ آئے اور پیالے کو چھوڑ دیا' اور لوگ ''پانی سے برکت حاصل کرو'' کہتے ہوئے پیالے پر ٹوٹ پڑے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ کہتے سنا تو فرمایا' آہستگی اور وقار سے رہو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پانی میں رکھی' پھر فرمایا' بسم اللہ' پھر فرمایا' مکمل وضو کرو۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اس ذات کی قسم' جس نے میری آنکھوں سے میری آزمائش کی ہے' اس دن میں نے آنکھوں سے پانی کے چشموں کو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے درمیان سے پھوٹتے دیکھا ہے' پس آپ نے ہتھیلی کو نہ اٹھایا' حتیٰ کہ سب نے وضو کر لیا' یہ اسناد جید ہے' اور احمد اس کے بیان میں متفرد ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ واقعہ پہلے بیان کردہ واقعہ کے علاوہ ہے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چودہ سو آدمی' یا اس سے زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ آئے' اور وہ پچاس آدمیوں کو بھی سیراب نہ کر سکتا تھا' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے' اور دعا کی' یا اس میں تھوکا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ابل پڑا اور ہم نے پیا اور پلایا۔

اور صحیح مسلم میں زہری کی حدیث سے عروہ سے بحوالہ المسور اور مروان بن الحکم صلح حدیبیہ کی طویل حدیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ایک طرف ہٹ گئے' اور حدیبیہ سے دور ایک گڑھے پر اترے جس میں تھوڑا سا پانی تھا' آپ نے اس سے تھوڑا سا پانی لیا' اور جونہی لوگ وہاں ٹھہرے' انہوں نے اس کا پانی ختم کر دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیاس کی شکایت کی گئی' تو آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اسے اس گڑھے میں رکھ دیں خدا کی قسم' وہ پانی مسلسل پھوٹتا رہا' یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے واپس لوٹ آئے۔ اور یہ حدیث پہلے صلح حدیبیہ میں مکمل طور پر بیان ہو چکی ہے' جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اور ابن اسحاق نے ان کے ایک آدمی سے روایت کی ہے کہ جو شخص تیر لے کر اترا تھا' وہ ناجیہ بن جندب تھے جو اونٹوں کو ہانکتے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ البراء بن عازب تھے۔ ابن اسحاق نے پہلے آدمی کو ترجیح دی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین اشقر نے ہم سے بیان کیا کہ ابو کدینہ نے عن عطاء عن ابوالضحیٰ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو فوج میں پانی نہ تھا ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوج میں پانی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا' کیا تمہارے پاس کچھ پانی ہے؟ اس نے کہا' ہاں! آپ نے فرمایا' اسے میرے پاس لاؤ' تو وہ برتن میں آپ کے پاس تھوڑا سا پانی لے کر آیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن کے منہ میں اپنی انگلیاں ڈال دیں' اور پھر اپنی انگلیوں کو کھول دیا' تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے پھوٹ پڑے' اور آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں مبارک پانی کا اعلان کر دو' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔ اور طبرانی نے اسے عامر الشعبی کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے ہی روایت کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو احمد زبیری نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن منصور عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم نشانات کو برکت کے لیے شمار کرتے تھے' اور تم انہیں

Marfat.com

تخویف کے لیے شمار کرتے ہو' ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ پانی کم ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا' کچھ بچا کچھا پانی تلاش کرو' تو وہ ایک برتن لائے' جس میں تھوڑا سا پانی تھا' آپؐ نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا' پھر فرمایا' مبارک اور پانی کی طرف آؤ' اور برکت اللہ کی طرف سے ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹتے دیکھا' اور ہم کھانے کی تسبیح کو بھی سنا کرتے تھے' حالانکہ اسے کھایا جا رہا ہوتا تھا' ترمذی نے اسے بندار سے بحوالہ ابن احمد روایت کیا ہے' اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث:

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو رجاء کو کہتے سنا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' اور انہوں نے رات سفر کرتے گزاری' اور جب صبح کا وقت قریب آیا' تو وہ شب کے آخر میں آرام کے لیے اترے تو انہیں نیند آ گئی' یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا۔ اور سب سے پہلے حضرت ابوبکر اپنی نیند سے بیدار ہوئے' اور آپ رسول اللہ ﷺ کو نیند سے بیدار نہیں کیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ خود ہی بیدار ہو جاتے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے سرہانے بیٹھ کر بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے' یہاں تک کہ حضرت نبی کریم ﷺ بیدار ہو گئے' اور آپ نے آ کر ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو ایک آدمی لوگوں سے الگ ہو گیا اور اس نے ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ اور جب وہ واپس آیا تو آپؐ نے فرمایا' اے فلاں' تجھے کس بات نے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا ہے؟ اس نے کہا' میں جنبی ہو گیا ہوں' آپؐ نے اسے مٹی کے ساتھ تیمم کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے نماز پڑھی' اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے آگے چلنے والے سواروں میں رکھ لیا اور ہمیں سخت پیاس لگی۔

اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے' ہم نے ایک عورت کو دو مشکیزوں کے درمیان اپنے پاؤں لٹکائے دیکھا' ہم نے اس سے پوچھا' پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا' پانی کوئی نہیں' ہم نے پوچھا' تمہارے اہل کے درمیان اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ اس نے کہا' ایک رات اور دن کا' ہم نے کہا' رسول اللہ ﷺ کے پاس چل' اس نے کہا' رسول اللہ ﷺ کیا ہے؟ ہم نے اسے کچھ نہ کرنے دیا' اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے' اس نے آپ کو وہ بات بتائی جو ہمیں بتائی تھی' اس کے علاوہ اس نے آپ کو یہ بھی بتایا کہ وہ متاسف ہے پس آپؐ کے حکم سے اس کے دونوں مشکیزوں کے دہانے کھول دیئے گئے' اور آپؐ نے ان کے منہ پر ہاتھ پھیرا' تو ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے پانی پیا اور سیر ہو گئے۔ اور ہمارے پاس جو مشکیزہ اور چھاگل تھی' ہم نے اسے بھر لیا۔ ہاں ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا' اور وہ مشکیزے بھرنے سے کشادہ ہو گئے' پھر آپؐ نے فرمایا' تمہارے پاس جو کچھ ہے' اسے لے آؤ' اور آپؐ نے اس کے لیے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کیں۔ حتیٰ کہ وہ اپنے اہل کے پاس آ گئی' اور کہنے لگی' میں بڑے جادوگر کے پاس سے آئی ہوں۔ یا وہ نبی ہے جیسا کہ ان کا خیال ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اس عورت کے ذریعے ہدایت دے دی' اور وہ عورت اور اس کے اہل مسلمان ہو گئے۔

اور مسلم نے اسے اسی طرح سلم بن زرین کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور دونوں نے اسے عوف اعرابی کی حدیث سے

Marfat.com

روایت کیا ہے اور ان دونوں نے رجاعطاردی جس کا نام عمران بن تیم ہے سے بحوالہ عمران بن حسینؓ روایت کی ہے اور ان دونوں کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے اس عورت سے فرمایا' اسے اپنے ساتھ اپنے عیال کے لیے لے جاؤ' ہم نے تمہارے پانی سے کچھ نہیں لیا' بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی پلایا ہے' اور اس میں یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ آپؐ نے جب مشکیزوں کے منہ کھولے تو اللہ عزوجل کا نام لیا۔

اس بارے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن ثابت عن عبداللہ بن رباح' عن ابی قتادہ ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' تو آپؐ نے فرمایا' کل تمہیں پانی نہیں ملے گا' اور تم پیاسے ہو گے۔ اور سب سے آگے چلنے والے لوگ پانی کی تلاش میں چل پڑے' اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا' اور رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی آپ کو لے کر چل پڑی' اور آپ کو اونگھ آ گئی' میں نے آپ کو سہارا دیا تو آپؐ نے ٹیک لگا لی' پھر آپ جھکے' قریب تھا کہ آپ اپنی اونٹنی سے گر پڑتے پس میں نے آپ کو سہارا دیا' تو آپؐ بیدار ہو گئے۔ اور فرمایا' کون آدمی ہے' میں نے کہا' ابوقتادہ فرمایا' کب سے چل رہے ہو؟ میں نے کہا' رات سے' آپؐ نے فرمایا' اللہ تیری اس طرح حفاظت کرے' جیسے تو نے اس کے رسول کی حفاظت کی ہے۔ پھر فرمایا' کاش ہم آخر شب آرام کرتے۔ پھر آپؐ ایک درخت کے پاس جا کر اتر پڑے' اور فرمایا' کیا تم کسی آدمی کو دیکھتے ہو۔ میں نے کہا' یہ ایک سوار ہے' یہ دو سوار ہیں' یہاں تک کہ وہ سات تک پہنچ گئے' آپ نے فرمایا: ہماری نماز کا خیال رکھنا ہم سو گئے تو سورج کی تپش نے ہی ہمیں بیدار کیا' پس ہم اٹھے اور رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے' اور آپؐ کے ساتھ ساتھ تھوڑی دیر چلے۔ پھر آپ اترے اور فرمایا' کیا تمہارے پاس پانی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا' میرے پاس ایک چھاگل ہے جس میں کچھ پانی ہے' آپؐ نے فرمایا' اسے لاؤ۔ میں اسے لایا تو آپؐ نے فرمایا' اس سے ہاتھوں سے پانی لو' اس سے پانی لو' سب لوگوں نے وضو کر لیا۔ اور ایک گھونٹ پانی بچ گیا تو آپؐ نے فرمایا' ابوقتادہؓ اس کی حفاظت کرنا' عنقریب اس کی بڑی خبر ہو گی۔ پھر بلالؓ نے اذان دی اور انہوں نے فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں پھر فجر کی نماز پڑھی' پھر آپؐ سوار ہو گئے' اور ہم بھی سوار ہو گئے' اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم نے اپنی نماز میں کوتاہی کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم کیا بات کر رہے ہو؟ اگر کوئی تمہارا دنیاوی کام ہے تو تم جانو' اور اگر وہ تمہارا کوئی دینی کام ہے تو اسے میرے پاس لاؤ۔ ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اپنی نماز میں کوتاہی کی ہے' آپؐ نے فرمایا' نیند میں کوئی تفریط نہیں ہوتی تفریط بیداری میں ہوتی ہے۔ پس جب یہ بات ہو تو اسے پڑھ لیا کرو۔ اور دوسرے دن بھی اس کے وقت پر اسے پڑھ سکتے ہو' پھر فرمایا' لوگوں کا گمان معلوم کرو' تو انہوں نے کہا' آپؐ نے گذشتہ کل کو فرمایا تھا کہ آئندہ کل کو تمہیں پانی نہیں ملے گا' اور تم پیاسے ہو گے اور لوگ اس وقت پانی پر موجود ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب لوگوں نے صبح کی تو انہوں نے اپنے نبی کو گم پایا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ پانی پر پہنچ چکے ہیں۔ اور ان لوگوں میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے' یہ دونوں حضرات کہنے لگے' اے

Marfat.com

لوگو! یہ نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے پہلے پانی پر پہنچ جائیں اور تمہیں پیچھے چھوڑ جائیں۔ اور اگر لوگوں نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کی تو ہدایت پا جائیں گے۔ یہ بات انہوں نے تین بار دہرائی' پس جب دوپہر سخت ہوگئی' تو انہوں نے دور سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' اور کہنے لگے' یا رسول اللہ ﷺ ہم پیاس سے ہلاک ہوگئے ہیں' گردنیں کٹ گئی ہیں' آپؐ نے فرمایا' تم پر ہلاکت نہیں آئے گی۔ پھر فرمایا' اے ابوقتادہ چھاگل لاؤ۔ میں اسے آپؐ کے پاس لایا تو آپؐ نے فرمایا' میرا پیالہ کھولو' میں اسے کھول کر آپؐ کے پاس لایا تو آپؐ اس میں پانی ڈالنے لگے' اور لوگوں کو پلانے لگے۔ پس لوگوں نے آپؐ پر ازدہام کر دیا۔ تو آپؐ نے فرمایا' اے لوگو! اچھی طرح بھرلو' تم سب عنقریب سیرابی سے واپس لوٹ جاؤ گے۔ پس سب لوگوں نے پانی پی لیا' اور میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی آدمی باقی نہ رہا' آپؐ نے میرے لیے پانی ڈالا' اور فرمایا' ابوقتادہ پیو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ آپؐ پیجئے' آپؐ نے فرمایا: لوگوں کو پانی پلانے والا ان کے آخر میں پانی پیتا ہے' پس میں نے پانی پیا' اور آپؐ نے میرے بعد پانی پیا اور چھاگل میں اتنا ہی پانی رہ گیا جتنا تھا' اور وہ لوگ اس روز تین سو تھے۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ عمران بن حصین نے مجھ سے یہ حدیث سنی' اور میں یہ حدیث جامع مسجد میں بیان کر رہا تھا' انہوں نے پوچھا' تو کون شخص ہے' میں نے کہا' میں عبداللہ بن رباح انصاری ہوں وہ کہنے لگے' لوگ اپنی بات کو بہتر جانتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں' تم حدیث کو کیسے بیان کرتے ہو' میں اس شب سات آدمیوں میں شامل تھا۔ پس جب میں حدیث کے بیان سے فارغ ہوا تو کہنے لگے میرا خیال تھا کہ میرے سوا یہ حدیث کسی کو یاد نہ ہوگی۔

حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حمید الطویل نے عن بکر بن عبداللہ مزنی عن عبداللہ بن رباح عن ابی قتادہ موصلی عن النبی ﷺ ہم سے اسی قسم کی حدیث بیان کی اور یہ اضافہ بھی کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب آخر شب آرام کو اترتے' اور رات ہوتی تو اپنے دائیں بازو کو سر کے نیچے تکیہ کی طرح رکھ لیتے۔ اور جب صبح کو آرام کرتے تو اپنے سر کو اپنی دائیں ہتھیلی پر رکھتے۔ اور اپنے بازو کو کھڑا رکھتے۔ اور مسلم نے اسے عن شیبان بن فروخ عن سلیمان بن مغیرہ عن ثابت عن عبداللہ بن رباح عن ابی قتادہ الحرث بن ربعی الانصاری پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے' اور حماد بن سلمہ کی حدیث سے اپنی آخری سند کے ساتھ اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اس کی مانند حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

بیہقی نے ابویعلیٰ موصلی کی حدیث سے روایت کی ہے کہ شیبان نے ہم سے بیان کیا۔ کہ سعید بن سلیمان الضبعی نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی جانب ایک فوج روانہ کی جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' آپؐ نے انہیں فرمایا کہ جلدی چلو' اس لیے کہ تمہارے اور مشرکین کے درمیان پانی ہے۔ اگر مشرکین اس پانی پر پہلے پہنچ گئے تو لوگ مشقت میں پڑ جائیں گے' اور تم اور تمہارے چوپائے سخت پیاسے رہیں گے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آٹھ آدمیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے اور میں ان کا نواں آدمی تھا۔ آپؐ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا' کیا تمہارے پاس اتنی گنجائش ہے کہ ہم تھوڑی دیر آرام کرلیں۔ پھر ہم لوگوں کے ساتھ جا ملیں گے۔ انہوں نے

Marfat.com

عرض کیا' ہاں یا رسول اللہ ﷺ پس وہ آخر شب آرام کے لیے اتر پڑے' اور انہیں سورج کی تپش ہی نے بیدار کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ بیدار ہوئے' اور آپؐ نے انہیں فرمایا کہ جا کر قضائے حاجت کرو' انہوں نے ایسے ہی کیا' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے' تو آپؐ نے انہیں فرمایا' کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا' میرے پاس چھاگل میں کچھ پانی ہے آپؐ نے فرمایا' اسے لاؤ' وہ اسے لایا تو حضرت نبی کریم ﷺ نے اسے پکڑا' اور اس پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرے' اور اس کے بارے میں برکت کی دعا کی' اور اپنے اصحابؓ سے فرمایا۔ آؤ وضو کرو' وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ ان پر پانی ڈالنے لگے' حتیٰ کہ ان سب نے وضو کر لیا' اور ان میں سے ایک آدمی نے اذان اور اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھائی اور چھاگل والے سے فرمایا' اپنی چھاگل کا خیال رکھنا' عنقریب اس کی بڑی اہمیت ہوگی' اور رسول اللہ ﷺ لوگوں سے پہلے سوار ہو گئے' اور اپنے اصحاب سے فرمایا' تمہاری رائے میں لوگوں نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا' اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے انہیں فرمایا' ان میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں' وہ لوگوں کی راہنمائی کریں گے۔ پس لوگ آئے تو مشرکین ان سے پہلے اس پانی پر پہنچ چکے تھے۔ یہ بات لوگوں کو بہت گراں گزری' اور انہیں اور ان کی سواریوں اور جانوروں کو سخت پیاس لگی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' چھاگل والا کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ وہ یہ ہے' آپؐ نے فرمایا' اپنی چھاگل میرے پاس لاؤ' وہ اسے لایا تو اس میں کچھ پانی تھا' آپؐ نے انہیں فرمایا' آؤ پانی پیو۔ اور رسول اللہ ﷺ ان کے لیے پانی ڈالنے لگے' حتیٰ کہ سب لوگوں نے پانی پی لیا۔ اور اپنی سواریوں اور جانوروں کو بھی پلالیا' اور ان کے پاس جو مشکیزے اور چھاگلیں وغیرہ تھیں' انہیں بھر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ مشرکین کی طرف بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا بھیجی' اور مشرکین کے منہ موڑ دیئے' اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد اتاری' اور ان کے دیار پر قبضہ کروایا۔ اور انہوں نے جنگِ عظیم کی' اور بہت سے قیدی بنائے اور بہت سی غنائم لائے' اور رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ خیریت کے ساتھ بہت سامال لے کر واپس آئے۔

اور قبل ازیں ان کی مانند حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔ نیز پہلے ہم غزوہ تبوک میں ایک حدیث بیان کر چکے ہیں جسے مسلم نے مالک کے طریق سے عن ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے غزوہ تبوک میں نماز جمع کرنے کی حدیث کو بیان کیا ہے' اور یہاں تک کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ کل تم چشمہ تبوک پر آؤ گے۔ اور تم اس پر اس وقت آؤ گے جب دن خوب چڑھ آیا ہوگا۔ پس جو شخص اس چشمہ پر آئے وہ میرے آنے تک اس کے پانی کو بالکل نہ چھوئے۔

راوی بیان کرتا ہے ہم وہاں آئے تو دو آدمی اس پر پہلے پہنچ چکے تھے' اور چشمہ تسمے کی طرح تھوڑا تھوڑا بہ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا' کیا تم نے اس سے کچھ پانی لیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا' ہاں تو آپؐ نے انہیں برا بھلا کہا' اور ان دونوں سے فرمایا' اللہ جو چاہے کہے۔ پھر انہوں نے چشمے سے تھوڑے تھوڑے چلو بھرے' یہاں تک کہ وہ پانی ایک چیز میں جمع ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے' پھر اس پانی کو۔ اس میں ڈال دیا تو چشمہ بہت سے پانی کے ساتھ رواں ہو گیا تو لوگوں نے پانی پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! ہو سکتا ہے' تیری زندگی لمبی ہو' اور تو اس جگہ کو باغات سے

Marfat.com

بھرپور دیکھے۔
اور ہم نے باب الوفود میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کے طریق سے بحوالہ زیاد بن الحارث الصدائی اس کی آمد کے واقعہ میں بیان کیا ہے۔ اور اس نے اس بارے میں ایک طویل حدیث بیان کی ہے' پھر ہم نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا ایک کنواں ہے' جب موسم سرما ہوتا ہے تو اس کا پانی ہمارے لیے بڑھ جاتا ہے' اور ہم وہاں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور جب موسم گرما ہوتا ہے تو اس کا پانی کم ہوتا ہے تو ہم اپنے اردگرد کے پانیوں پر متفرق ہو جاتے ہیں' اور ہم مسلمان ہو چکے ہیں' اور ہمارے اردگرد سب دشمن ہیں۔ آپ اللہ سے ہمارے کنویں کے بارے میں دعا کیجیے کہ اس کا پانی ہمارے لیے بڑھ جائے اور ہم اس پر اکٹھے ہو جائیں۔ اور متفرق نہ ہوں تو آپؐ نے سات سنگریزے منگوائے' اور انہیں اپنے ہاتھ سے رگڑا' اور ان کے بارے میں دعا کی۔ پھر فرمایا' ان سنگریزوں کو لے جاؤ' اور جب تم کنویں پر پہنچو تو ایک ایک کر کے انہیں کنویں میں ڈال دو' اور اللہ کو یاد کرو۔
الصدائی بیان کرتے ہیں جیسے آپؐ نے فرمایا تھا ہم نے اس طرح کیا۔ پھر اس کے بعد ہم کنویں کی تہہ کو نہیں دیکھ سکے' اور اس حدیث کو اصل' مسند' سنن ابی داؤد' ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے۔ اور پوری طوالت کے ساتھ یہ حدیث بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی دلائل النبوۃ میں ہے۔

باب:

قباء کے کنویں میں آپ کی برکت کا ظہور

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے ہمیں بتایا کہ ابو حامد بن الشرقی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن حفص بن عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ ابراہیم بن طہمان نے بحوالہ یحییٰ بن سعید ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے اسے بتایا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ قباء میں ان کے پاس آئے' اور آپ نے وہاں کے کنویں کے متعلق پوچھا۔
راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کو وہ کنواں بتایا تو آپؐ نے فرمایا' یہ کنواں ایسا تھا کہ ایک آدمی اپنے گدھے پر بیٹھ کر اس کا پانی نکالتا تو اسے ختم کر دیتا' رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپؐ نے ڈول نکالنے کا حکم دیا' اور پانی پلایا' یا تو آپؐ نے اس سے وضو کیا' یا اس میں تھوکا' پھر آپؐ کے حکم سے اس پانی کو دوبارہ کنویں میں ڈال دیا گیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد اس کا پانی ختم نہیں ہوا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپؐ نے پیشاب کیا۔ پھر آ کر وضو کیا۔ اور اپنے پہلوؤں پر ہاتھ پھیرا' پھر نماز پڑھی۔
اور ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ولید بن عمرو بن مسکین نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ نے اپنے باپ سے عن ثمامہ عن انس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئے' اور ہم اترے۔ اور ہم نے آپ کو اپنے گھر کے کنویں سے پانی پلایا۔ اس کنویں کو جاہلیت میں النزور کہتے تھے' آپؐ نے اس میں تھوکا' اس کے بعد اس کا پانی ختم نہیں ہوا۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ ہم اسے صرف اسی طریق سے ہی مروی جانتے ہیں۔

Marfat.com

باب:

آپ کا کھانوں کو بڑھا دینا

آپؐ نے اسی طرح کئی مقامات پر دودھ کو بھی بڑھا دیا ہے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن ذر نے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ خدا کی قسم! میں بھوک کے باعث زمین پر اپنے کلیجے کے بل لیٹ جایا کرتا تھا' اور بھوک کے باعث اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔

ایک روز میں راستے میں بیٹھ گیا' جس سے وہ باہر نکلا کرتے تھے' تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا اور میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے متعلق دریافت کیا' اور میں نے ان سے صرف اس لیے سوال کیا کہ وہ مجھے اپنے پیچھے چلنے کے لیے کہیں' مگر انہوں نے ایسے نہ کیا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گذرے تو میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے متعلق دریافت کیا' اور میں نے ان سے صرف اس لیے سوال کیا کہ وہ مجھے اپنے پیچھے چلنے کو کہیں' مگر انہوں نے ایسا نہ کیا' پھر حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم گذرے تو انہوں نے میرے چہرے اور میرے دل کی کیفیت کو معلوم کر لیا' اور فرمایا' ابو ہریرہؓ! میں نے عرض کیا' لبیک یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: آؤ' میں نے اجازت طلب کی' تو آپؐ نے مجھے اجازت دی' اور میں نے ایک پیالے میں دودھ دیکھا' آپؐ نے فرمایا: یہ دودھ تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے' انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں فلاں نے ہدیۃً دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا' ابو ہریرہؓ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے فرمایا: اہل صفہ کے پاس جا کر انہیں میرے پاس بلا لاؤ۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اہل صفہ' اسلام کی مہمان تھے' ان کا کوئی گھر بار نہ تھا' اور نہ ان کے پاس کوئی مال تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ہدیہ آتا تو آپؐ انہیں بھی اس سے کچھ حصہ دیتے۔ اور جب آپؐ کے پاس کوئی صدقہ آتا' تو آپؐ اسے ان کے پاس بھیج دیتے' اور اس سے کچھ نہ لیتے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے اس بات نے غمزدہ کر دیا۔ مجھے امید تھی کہ مجھے اس قدر دودھ مل جائے گا جس سے میں اپنے دن رات کا بقیہ حصہ قوت حاصل کروں گا اور میں نے کہا' میں ایلچی ہوں۔ اور جب لوگ آئیں گے تو میں ان کو دودھ دوں گا۔ اور میں نے کہا' اس دودھ میں سے میرے لیے کچھ نہیں بچے گا۔ اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے بھی کوئی چارہ نہ تھا۔ پس میں نے جا کر انہیں بلایا' اور وہ آ گئے' اور انہوں نے اجازت طلب کی تو آپؐ نے انہیں اجازت عطا فرمائی' اور انہوں نے بیت اللہ میں اپنی اپنی نشست سنبھال لی' پھر آپؐ نے فرمایا' ابو ہریرہؓ! پکڑو اور انہیں دودھ دو۔ میں نے پیالہ پکڑ لیا' اور انہیں دینے لگا۔ ایک آدمی پیالہ لے لیتا' اور دودھ پیتا' حتیٰ کہ سیر ہو جاتا۔ پھر پیالے کو واپس کر دیتا' یہاں تک کہ میں ان کے آخری آدمی تک پہنچ گیا۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالہ دے دیا۔ آپؐ نے پیالہ لے کر اسے اپنے ہاتھ میں رکھا' اور اس میں دودھ باقی بچا ہوا تھا۔ پھر آپؐ نے اپنا سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا: ابو ہریرہؓ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: اب میں اور تم ہی باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ درست فرما

Marfat.com

رہے ہیں' آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے بیٹھ کر دودھ پیا' پھر آپؐ نے مجھے فرمایا' پیو' تو میں نے پیا' پس آپؐ مجھے مسلسل کہتے رہے کہ پیو میں پیتا رہا' یہاں تک کہ میں نے کہا' اس ذات کی قسم' جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ اب میں اپنے جسم میں دودھ گذرنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا' آپؐ نے فرمایا مجھے پیالہ دو' میں نے آپ کو پیالہ واپس کر دیا تو آپؐ بقیہ دودھ کو پی گئے۔

امام بخاریؒ نے اسے ابونعیم کے طریق سے محمد بن مقاتل سے بحوالہ عبداللہ بن المبارک روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اسے عباد بن یونس بن بکیر سے روایت کیا ہے اور تینوں نے عمرو بن ذر سے روایت کی ہے' اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن عیاس نے ہم سے بیان کیا کہ زر سے بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گذرے' آپؐ نے فرمایا' اے لڑکے کیا کچھ دودھ ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں لیکن مجھے امین بنایا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا' کیا کوئی ایسی بکری بھی ہے جس پر نر نہیں کودا؟ میں آپؐ کے پاس وہ بکری لایا تو آپؐ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا' تو دودھ اُتر آیا۔ اور آپؐ نے اسے ایک برتن میں دوہا' اور خود بھی پیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا۔ پھر تھنوں سے کہا' سکڑ جاؤ تو وہ سکڑ گئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر اس کے بعد میں آپؐ کے پاس آیا اور عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی اس قول سے کچھ سکھا دیجیے' تو آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا' اور فرمایا' اے لڑکے اللہ تجھ پر رحم فرمائے گا' تو سیکھا سکھایا ہے۔

بیہقی نے اسے ابوعوانہ کی حدیث سے عن عاصم عن ابی النجود عن زر عن ابن مسعود روایت کیا ہے' اور اس میں بیان کیا ہے کہ میں آپؐ کے پاس بکری کا ایک بچہ لایا' جو ایک سال سے چھوٹا تھا آپؐ نے اسے باندھ دیا۔ پھر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرنے اور دعا کرنے لگے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؐ کے پاس ایک پیالہ لائے تو آپؐ نے اس میں دودھ دوہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر خود پیا' پھر تھنوں سے فرمایا' سکڑ جاؤ تو وہ سکڑ گئے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی یہ قول سکھا دیجیے تو آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا' اور فرمایا' تو سیکھا ہوا جوان ہے۔ پس میں نے آپؐ سے ستر سورتیں یاد کیں جن کے بارے میں کسی آدمی نے مجھ سے جھگڑا نہیں کیا۔

اور قبل ازیں ہجرت کے باب میں ام معبد کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس کی بکری کو دوہا' اور وہ بکری لاغر تھی جس کے دودھ نہ تھا۔ اور آپؐ کے اصحابؓ نے دودھ پیا اور اس کے پاس دودھ کا ایک بہت بڑا برتن چھوڑ گئے' حتیٰ کہ اس کا خاوند آ گیا۔ نیز قبل ازیں آپؐ کے غیر موالی خدام میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان ہو چکا ہے کہ جب انہوں نے وہ دودھ پی لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آیا تھا' پھر وہ آپؐ کے لیے بکری ذبح کرنے اٹھے تو انہوں نے بہت دودھ پایا اور اسے دوہا' جس سے بہت بڑا برتن بھر گیا۔ (الحدیث)

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ زہیر نے اسحاق سے بحوالہ بنت خباب ہم سے بیان کیا۔ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری لائیں' تو آپؐ نے اسے باندھ کر دوہا۔ اور فرمایا' میرے پاس اپنا سب سے بڑا برتن لاؤ' تو ہم آپؐ کے پاس آئے

Marfat.com

کاٹب لے گئے' تو آپؐ نے اس میں دودھ دوہا' اور اسے بھر دیا' پھر فرمایا' تو اور تمہارے پڑوسی پیو۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں ہمیں بتایا کہ اسماعیل نے محمد الصغار نے ہمیں خبر دی' کہ محمد بن الفرج الازرق نے ہمیں بتایا کہ عصمت بن سلیمان خراز نے ہم سے بیان کیا کہ خلف بن خلیفہ نے ابوہاشم الرمانی سے بحوالہ نافع آپ کی اس سے دوستی تھی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تقریباً چار سو آدمی' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے' اور ہم ایک ایسی جگہ اترے' جہاں پانی نہ تھا' اس بات نے آپؐ کے اصحاب کو مشقت میں ڈال دیا۔ اور وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دو سینگوں والی بکری آئی' اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ آپؐ نے اس سے دودھ دوہا اور پیا' یہاں تک کہ سیر ہوگئے۔ اور اپنے اصحاب کو بھی پلایا' حتیٰ کہ وہ بھی سیر ہوگئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا' اے نافع! اس شب اس کو قابو رکھو۔ اور میرا خیال ہے کہ تم اسے قابو نہیں رکھ سکو گے۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے اسے پکڑ لیا اور اس کے لیے میخ گاڑ کر اسے رسی سے باندھ دیا پھر میں رات کے کسی حصے میں اٹھا تو میں نے بکری کو نہ دیکھا' اور رسی کو پڑے دیکھا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' اور قبل اس کے کہ آپؐ مجھ سے دریافت کریں' میں نے آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا' اے نافع جو اسے لایا تھا وہ اسے لے گیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے محمد بن سعد نے عن خلف بن الولید ابی الولید ازدی عن خلف بن خلیفہ عن ابان روایت کیا ہے اور یہ حدیث اسناد اور متن کے لحاظ سے بہت ہی غریب ہے۔

* پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید المالینی نے ہمیں بتایا کہ ابواحمد بن عدی نے ہمیں خبر دی۔ کہ ابن العباس بن محمد بن العباس نے ہمیں بتایا کہ احمد بن سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحفص ریاحی نے ہم سے بیان کیا کہ عامر بن ابی عامر خراز نے حسن سے بحوالہ سعد یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لیے بکری دوہو' اور اس جگہ کے بارے میں میرا تجربہ یہ ہے کہ اس میں بکری نہیں ہوتی' راوی بیان کرتا ہے' میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بکری کھڑی ہے' جس کے تھن دودھ سے لبریز ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اسے دوہا' اور بکری کو پہچان لیا اور اس کے متعلق وصیت کی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم سفر میں مشغول ہوگئے' اور میں نے بکری کو گم کر دیا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ میں نے بکری کو گم کر دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا' اس کا ایک مالک ہے یہ حدیث بھی اسی طرح اسناد اور متن کے لحاظ سے بہت ہی غریب ہے' اور اس کے اسناد میں ایسے آدمی ہیں جن کے حالات معلوم نہیں' اور عنقریب ہرنی کی حدیث ان معجزات میں بیان ہوگی' جو حیوانات سے متعلق ہیں۔

آپ کا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھی کو بڑھا دینا:

حافظ ابویعلی بیان کرتے ہیں کہ شیبان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن زیادۃ البرجی نے عن ابی طلال عن انس عن امہ ہم سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں' کہ میری ماں کے پاس ایک بکری تھی' اور اس نے اس کے گھی کو ایک ڈبے میں جمع کیا اور ڈبہ بھر گیا' پھر

Marfat.com

اس نے اسے ربیبہ کے ساتھ بھیج دیا اور کہا اے ربیبہ یہ ڈبہ رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دینا' وہ اس کے سالن سے روٹی کھائیں گے۔ پس ربیبہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئی' اس کے ڈبے کو اس کے لیے خالی کر دو۔ میں نے ڈبے کو خالی کر کے اسے دے دیا۔ وہ اسے لے کر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آئی۔ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر پر نہ تھیں' میں نے ڈبے کو میخ کے ساتھ لٹکا دیا' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آئیں تو انہوں نے ڈبے کو بھرے ہوئے ٹپکتا دیکھا' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا' اے ربیبہ کیا میں نے تجھے اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جانے کا حکم نہیں دیا تھا؟ اس نے کہا' میں تو یہ کام کر آئی ہوں' اور اگر آپ میری بات کو درست نہیں سمجھتیں' تو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لیجیے' پس وہ ربیبہ کے ساتھ گئیں' اور کہنے لگیں' یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کے ہاتھ' آپؐ کے پاس گھی کا ڈبہ بھیجا تھا' آپؐ نے فرمایا' وہ ڈبہ اس نے پہنچا دیا ہے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق' اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' وہ بھرا ہوا ہے' اور اس سے گھی ٹپک رہا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا' اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! اگر اللہ تجھے اس طرح کھلائے جس طرح تو نے اس کے نبی کو کھلایا ہے' تو کیا تو اس پر تعجب کرتی ہے؟ وہ بیان کرتی ہیں' میں گھر آئی' اور میں نے اپنے پیالے میں اسے اس اس طرح تقسیم کر دیا۔ اور میں نے اس میں اتنا گھی چھوڑ دیا کہ ہم اس سے ایک یا دو ماہ تک سالن بناتے رہے۔

اس بارے میں ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہمیں خبر دی کہ عباس الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن بحر القطان نے ہم سے بیان کیا کہ خلف بن خلیفہ نے عن ابی ہاشم الرومانی عن یوسف بن خالد عن ام اوس البہز یہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنا کچھ گھی بچا کر اسے ڈبے میں ڈالا' اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا' آپؐ نے اسے قبول فرمایا' اور تھوڑا سا گھی ڈبے میں چھوڑ دیا' اور اس میں پھونک ماری' اور برکت کی دعا کی' پھر فرمایا' اس کا ڈبہ اسے واپس کر دو۔ انہوں نے وہ ڈبہ اسے واپس کیا تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ آپ فرماتی ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا' اور وہ فریاد کرتی ہوئی آئیں' اور کہنے لگیں' یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے آپؐ کے کھانے کے لیے بچایا ہے' پس معلوم ہو گیا کہ وہ گھی قبول ہو گیا ہے' اور آپؐ نے فرمایا' جاؤ' اور اسے کہو کہ وہ اپنا گھی کھائے اور برکت کی دعا کرے۔ پس اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کی بقیہ عمر' اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی حکومت تک' حتیٰ کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے معاملے تک اس گھی کو کھایا۔

ایک اور حدیث:

بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر' عن عبدالاعلیٰ ابن المسور القرشی' عن محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ دوس قبیلہ کی ایک عورت' جسے ام شریک کہا جاتا تھا' رمضان شریف میں مسلمان ہو گئی' اور انہوں نے اس کی ہجرت اور اس کے ساتھ ایک یہودی کے ہونے کی بات بیان کی ہے' اور وہ یہ کہ اس عورت کو پیاس لگی' تو اس یہودی نے اسے پانی پلانے سے انکار کر دیا' اور کہا کہ جب تک تو یہودی نہ ہو جائے' میں تجھے پانی نہیں پلاؤں گا

Marfat.com

پس وہ سوگئی' اور اس نے نیند میں ایک آدمی کو دیکھا' جو اسے پانی پلا رہا ہے۔ وہ بیدار ہوئی تو سیراب تھی۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی' تو اس نے آپ کو یہ واقعہ سنایا' آپؐ نے اسے منگنی کا پیغام دیا تو اس نے اپنے آپ کو اس سے کمتر پایا' اور عرض کیا کہ آپ جس سے چاہیں' میرا نکاح کر دیں' تو آپؐ نے حضرت زید کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ اور اسے تیس صاع دینے کا حکم دیا' نیز فرمایا' کھاؤ اور ماپو نہیں' اور اس کے پاس گھی کا ایک ڈبہ تھا' جو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہدیہ تھا' اس نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جائے' اس نے ڈبے کو خالی کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ جب وہ اسے واپس کرے تو اسے لٹکا دے۔ اور اسے ڈاٹ نہ لگائے۔

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا آئیں تو انہوں نے اسے بھرا ہوا پایا' اور لونڈی سے کہنے لگیں' کیا میں نے تجھے اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جانے کا حکم نہیں دیا تھا؟ اس نے جواب دیا۔ یہ کام تو میں نے کر دیا ہے' اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا' تو آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اسے ڈاٹ نہ لگائیں' پس وہ مسلسل اسی طرح رہا' یہاں تک کہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے اسے ڈاٹ لگا دیا' پھر انہوں نے جو کو ماپا تو انہیں تیس صاع پایا' اور ان میں کچھ کمی نہ ہوئی تھی۔

اس بارے میں ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسن نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا' کہ ابوزبیر نے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ام مالک بہزیہ' ایک ڈبے میں رسول اللہ ﷺ کو ہدیۃً گھی بھیجا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس کے بیٹوں نے اس سے سالن مانگا' تو اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی' تو اس نے اس ڈبے کا قصد کیا جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً بھیجا کرتی تھی۔ آپؐ نے فرمایا' کیا تو نے اسے نچوڑا تھا؟ میں نے جواب دیا' ہاں' آپؐ نے فرمایا' اگر تو اسے چھوڑ دیتی تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔

پھر امام احمد نے اس اسناد کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حضرت نبی کریم ﷺ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی آپؐ کے پاس کھانا مانگتا ہوا آیا تو آپؐ نے اس کو نصف وسق جو کھانے کو دیئے۔ پس وہ آدمی اور اس کی بیوی اور ان کا مہمان' مسلسل اس سے کھاتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے ماپ لیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر تم اسے نہ ماپتے تو تم اس سے کھاتے' اور وہ تمہارے لیے قائم رہتے۔ اور مسلم نے ان دونوں حدیثوں کو ایک اور طریق سے ابوزبیر سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کی ضیافت کرنا:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے بحوالہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ ہمیں بتایا کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں بھوک کے باعث کمزوری محسوس کی ہے' کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' اور انہوں نے جو کی روٹیاں نکالیں' پھر انہوں نے اپنی ایک اوڑھنی نکالی' اور اس کی ایک طرف روٹیاں لپیٹ دیں پھر انہیں میرے

Marfat.com

ہاتھ تلے چھپا دیا۔ اور اوڑھنی کا کچھ حصہ مجھ پر ڈال دیا' پھر انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں روٹیوں کو لے گیا' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کے ساتھ مسجد میں پایا' اور میں انہیں دیکھنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا' ہاں' آپؐ نے فرمایا' کھانا دے کر بھیجا ہے؟ میں نے کہا' ہاں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا' کھڑے ہو جاؤ۔ پس آپؐ اور میں ان کے آگے آگے چلنے لگے' حتیٰ کہ میں نے آ کر ابوطلحہ کو بتایا' تو ابوطلحہؓ نے کہا' اے ام سلیمؓ! رسول اللہ ﷺ اور لوگ آ گئے ہیں' اور ہمارے پاس ان کے کھلانے کو کچھ نہیں' انہوں نے جواب دیا' اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ اور ابوطلحہ چل کر رسول اللہ ﷺ سے آ ملے۔ پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ابوطلحہ آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے فرمایا' اے ام سلیمؓ! جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ' تو وہ یہ روٹیاں لے آئیں' اور حضرت نبی کریم ﷺ کے حکم سے ان کے ٹکڑے کیے گئے' اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ڈبے کو نچوڑ کر اس کا سالن بنایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مشیت الٰہی کے مطابق کچھ پڑھا' پھر فرمایا' دس آدمیوں کو اجازت دو' انہوں نے ان کو اجازت دی تو وہ بھی کھا کر سیر ہو گئے' اور باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا' دس آدمیوں کو اجازت دو انہوں نے ان کو اجازت دی تو وہ بھی کھا کر سیر ہو گئے' اور باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا' دس آدمیوں کو اجازت دو' پس سب لوگوں نے کھانا کھایا' اور وہ ستر یا اسی آدمی تھے۔

اور بخاری نے اسے اپنی صحیح کے دوسرے مقامات پر' اور مسلم نے اسے کئی اور طریق سے مالک سے روایت کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت:

ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہدبہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ مبارک بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا کہ بکیر اور ثابت البنانی نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوطلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو بھوکا دیکھا' تو ام سلیمؓ کے پاس آ کر کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھوکا دیکھا ہے' کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے جواب دیا' صرف جو کا ایک مُد[1] آٹا ہے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا' اسے گوندھو اور ٹھیک ٹھاک کرو' ہو سکتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو دعوت دیں' اور آپؐ ہمارے ہاں کھانا کھائیں۔

راوی بیان کرتا ہے' حضرت ام سلیمؓ نے آٹا گوندھا اور روٹیاں پکائیں' اور ابوطلحہ ایک روٹی لے کر آئے' اور کہا' اے انسؓ رسول اللہ ﷺ کو بلاؤ' میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' تو آپؐ کے پاس آدمی بھی تھے' مبارک بیان کرتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اس نے کہا کہ اسی سے کچھ زیادہ آدمی ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ ابوطلحہؓ بلا رہے ہیں' آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا' ابوطلحہ کو جواب دو' تو میں گھبرا کر آیا' اور آ کر ابوطلحہ کو اطلاع دی' کہ آپؐ اپنے اصحاب کے ساتھ آ رہے ہیں۔ بکر کہتے ہیں' وہ دوڑے' اور ثابت کہتے ہیں کہ ابوطلحہؓ نے کہا کہ جو کچھ میرے گھر میں ہے' رسول اللہ ﷺ اسے مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اور دونوں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو ملے' اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس صرف

---

[1] مُد ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار اہل حجاز کے نزدیک ۱ ۱/۳ اور اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

ایک روٹی ہے' میں نے آپ کو بھوکا دیکھا' تو میں نے ام سلیم کو حکم دیا' اور اس نے آپ کے لیے روٹی تیار کی۔ راوی بیان کرتا ہے' آپ نے روٹی منگوائی' اور ایک ڈبہ منگوایا' اور اسے اس میں رکھا اور فرمایا کیا کچھ گھی ہے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ڈبے میں کچھ گھی تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اسے لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوطلحہ اسے نچوڑنے لگے' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگشتِ شہادت پھیرنے سے کچھ گھی نکلا' پھر آپ نے روٹی پر ہاتھ پھیرا تو وہ پھول گئی' اور آپ نے فرمایا بسم اللہ' تو روٹی پھول گئی' اور آپ مسلسل اسی طرح کرتے رہے' اور روٹی پھولتی رہی' یہاں تک کہ میں نے ڈبے میں روٹی کو پھیل کر بہتے دیکھا' آپ نے فرمایا' میرے دس اصحاب کو بلاؤ' میں نے آپ کے دس اصحاب کو بلایا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کے وسط میں اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ' تو انہوں نے روٹی کے اردگرد سے کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر فرمایا' دس اور کو بلالاؤ' میں نے دس اور اصحاب کو بلایا' تو آپ نے فرمایا' اللہ کا نام لے کر کھاؤ' انہوں نے بھی روٹی کے اردگرد سے کھایا' اور سیر ہو گئے' اور آپ مسلسل دس دس آدمیوں کو بلاتے رہے اور وہ اس روٹی سے کھاتے رہے' حتیٰ کہ اسی سے کچھ زیادہ آدمی روٹی کے اردگرد سے کھا کر سیر ہو گئے اور روٹی کا وسط' جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھا تھا' وہ کتنا تھا۔ یہ اسناد اصحابِ سنن کی شرط کے مطابق حسن ہے' لیکن انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔ (واللہ اعلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن نمیر نے ہم سے بیان کیا ہے کہ سعد بن سعید بن قیس نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دینے کے لیے بھیجا' اور انہوں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا تھا' پس میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ آئے۔

راوی بیان کرتا ہے' کہ انہوں نے میری طرف دیکھا' تو مجھے شرم آئی' اور میں نے عرض کیا' ابوطلحہ کو جواب دیجیے' آپ نے لوگوں کو کھڑے ہونے کا حکم دیا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کے لیے کچھ کھانا تیار کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوا اور اس کے بارے میں برکت کی دعا کی' پھر فرمایا' میرے دس اصحاب کو اندر لاؤ' وہ بھی کھا کر سیر ہو گئے پس مسلسل دس اصحاب داخل ہوتے رہے اور باہر نکلتے رہے' حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک نے اندر آ کر کھانا کھایا اور سیر ہو گیا۔ پھر آپ نے اسے ٹھیک ٹھاک کیا تو وہ اسی طرح تھا جس وقت انہوں نے اس سے کھایا تھا۔ اور مسلم نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ اور محمد بن عبداللہ بن نمیر سے روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں نے عبداللہ بن نمیر سے روایت کی ہے' نیز اسے سعید بن یحییٰ اموی اور اس کے باپ سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے سعد بن سعید بن قیس انصاری سے روایت کی ہے۔

ایک اور طریق

مسلم نے اسے باب الاطعمہ میں عن عبداللہ بن حمید عن خالد بن مخلد عن محمد بن موسیٰ عن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس روایت کیا ہے اور پہلے جو حدیث بیان ہو چکی ہے اس کی طرح بیان کیا ہے' اور ابویعلی موصلی نے اسے عن محمد بن عباد المکی عن حاتم عن معاویہ بن ابی مزرد عن عبداللہ بن عبداللہ بن ابی طلحہ روایت کیا ہے اور اس واقعہ کو بیان کیا ہے' واللہ اعلم

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا۔ کہ حصین بن عبدالرحمٰن نے' عبداللہ بن ابی لیلیٰ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جو کے دو مد لائے' اور آپؐ کے حکم سے ان کا کھانا تیار کیا گیا۔ پھر آپؐ نے مجھے کہا' اے انس' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر بلا لاؤ' اور جو کچھ ہمارے پاس ہے اس کا تمہیں علم ہی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ کے اصحاب بھی آپؐ کے پاس تھے' میں نے کہا' ابوطلحہ آپ کو کھانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے فرمایا' کھڑے ہو جاؤ' تو وہ بھی کھڑے ہو گئے' اور میں آپؐ کے آگے آگے چلتا ہوا آیا۔ اور میں نے آ کر ابوطلحہ کو اطلاع دی' انہوں نے کہا' تو نے ہمیں رسوا کر دیا ہے' میں نے کہا' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حکم کے جواب دینے کی سکت نہیں رکھتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو آپؐ نے انہیں فرمایا' بیٹھ جاؤ۔ اور دس آدمی اندر آئے' اور جب وہ اندر آ چکے' تو کھانا لایا گیا' اور آپؐ نے اور لوگوں نے کھایا' حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ پھر آپؐ نے ان سے فرمایا' کھڑے ہو جاؤ اور تمہاری جگہ دس آدمی اندر آ جائیں۔ یہاں تک کہ سب لوگوں نے آ کر کھانا کھایا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے پوچھا' وہ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے جواب دیا' اسی سے کچھ اوپر تھے' راوی بیان کرتا ہے اور گھر والوں کے لیے اتنا کھانا بچ گیا' جس نے انہیں سیر کر دیا۔

اور مسلم نے اسے باب الاطعمہ میں عن عمرو الناقد عن عبداللہ بن جعفر الرقی عن عبیداللہ بن عمرو عن عبدالملک بن عمیر عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن انس روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ نے ام سلیم کو حکم دیا کہ خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کرو' جس سے وہ کھائیں۔ اور پہلی روایت کی طرح واقعہ بیان کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

ابو یعلی بیان کرتے ہیں کہ شجاع بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا' کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے جریر بن یزید کو عمرو بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے سنا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے دیکھا اور آپ کا پیٹ پشت سے لگا ہوا تھا' انہوں نے آ کر ام سلیمؓ سے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے دیکھا ہے اور ان کا پیٹ پشت سے لگا ہوا ہے' تو ام سلیمؓ نے ایک روٹی پکائی پھر حضرت ابوطلحہؓ نے مجھے کہا' جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لاؤ' میں آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ کے اصحابؓ آپؐ کے پاس موجود تھے' میں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے' اور اپنے اصحابؓ سے بھی اٹھ کھڑا ہونے کو کہا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں دوڑتا ہوا ابوطلحہ کے پاس آیا' اور انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کے اصحاب بھی آ رہے ہیں۔ ابوطلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فقط ایک روٹی ہے' آپؐ نے فرمایا' اللہ اس میں برکت دے گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو روٹی کو ایک پیالے میں لایا گیا' آپؐ نے فرمایا' کچھ گھی ہے؟ تو کچھ گھی بھی لایا گیا۔ آپ

Marfat.com

نے روٹی کو اپنی انگلی سے اس طرح دبایا اور اسے اٹھایا' پھر گھی ڈالا' اور فرمایا' میری انگلیوں کے درمیان سے کھاؤ۔ پس لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر فرمایا' میرے پاس دس آدمی لاؤ۔ وہ بھی کھا کر سیر ہو گئے' حتیٰ کہ سب لوگ کھا کر سیر ہو گئے' اور رسول اللہ ﷺ ابوطلحہ' ام سلیم رضی اللہ عنہا اور میں بھی کھا کر سیر ہو گئے' اور کچھ کھانا بچ رہا جو ہمارے پڑوسیوں کو ہدیۃً دیا گیا۔ مسلم نے اسے اپنی صحیح کے باب الاطعمہ میں عن حسن الحلوانی' اور عن وہب بن جریر بن حازم عن عمہ جریر بن یزید عن عمرو بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' اور پہلے واقعہ کی طرح بیان کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس بن محمد نے ہم سے بیان کیا۔ کہ حماد بن زید نے' عن ہشام عن محمد بن سیرین عن انس ہم سے بیان کیا۔ حماد بیان کرتے ہیں کہ الجعد نے بھی اسے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیمؓ نے نصف مد جو پیسے' پھر ایک ڈبے کا قصد کیا' جس میں کچھ گھی تھا' اور اس سے کھانا تیار کیا گیا۔

راوی بیان کرتا ہے' پھر ام سلیمؓ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا' میں آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ اپنے اصحابؓ میں بیٹھے ہوئے تھے' میں نے کہا' ام سلیمؓ نے مجھے آپؐ کے پاس دعوت دیتے ہوئے بھیجا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: میں اور میرے ساتھی آئیں گے۔ راوی بیان کرتا ہے' آپ' اور آپؐ کے ساتھی آ گئے۔ راوی بیان کرتا ہے' میں نے اندر جا کر ابوطلحہؓ سے کہا' رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے ساتھی آ گئے ہیں۔ ابوطلحہؓ باہر نکل کر رسول اللہ ﷺ کی ایک جانب آئے' اور کہنے لگے' یا رسول اللہ ﷺ ام سلیمؓ نے یہ کھانا نصف مد سے تیار کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے' آپ آئے تو کھانا لایا گیا' اور آپؐ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھا' پھر فرمایا دس آدمی اندر لاؤ' راوی بیان کرتا ہے' دس آدمی اندر آئے اور کھا کر سیر ہو گئے' پھر دس آدمی آئے اور کھا کر سیر ہو گئے' پھر دس آدمی آئے اور کھا کر سیر ہو گئے۔ یہاں تک کہ کل چالیس آدمیوں نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے' راوی بیان کرتا ہے' اور میں جیسے تھا ویسے ہی رہا۔ پھر بیان کرتا ہے' ہم نے بھی کھانا کھایا۔

بخاریؒ نے اسے باب الاطعمہ میں عن الصلت بن محمد عن حماد بن یزید عن الجعد ابی عثمان عن انس اور عن ہشام بن محمد عن انس اور عن سنان بن ربیعہ عن ابی ربیعہ عن انس روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک مد جو کو پیسا' اور اس سے کھانا تیار کیا' اور ڈبے سے کچھ گھی نچوڑا' پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا' اور آپؐ اپنے اصحابؓ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اس نے حدیث کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور ابویعلی موصلی نے اسے روایت کیا ہے کہ عمرو نے بحوالہ الضحاک ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اشعث حرانی کو بیان کرتے سنا کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوطلحہ کو اطلاع ملی کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے ہاں کوئی کھانا نہیں' تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک صاع جو کے عوض سرگرم عمل کر دیا' اور اس روز کام کر کے جو لائے' اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث بیان کی ہے۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ حرب بن میمون نے النضر بن انس سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہو کہ اگر آپ صبح کا کھانا ہمارے ہاں تناول فرمانا چاہتے ہیں تو تشریف لا کر کھانا کھایئے میں نے آ کر آپ کو پیغام دیا' تو آپؐ نے فرمایا' اور جو لوگ میرے پاس ہیں؟ میں نے کہا' بہت اچھا' آپؐ نے فرمایا' اٹھو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں آیا' اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس چلا گیا۔ اور میں ان لوگوں کی وجہ سے حیرت میں تھا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا' اے انسؓ تو نے کیا کیا ہے' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر فرمایا' کیا آپؐ کے پاس گھی ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' ہاں' میرے پاس گھی کا ایک ڈبہ ہے جس میں کچھ گھی ہے' آپؐ نے فرمایا' اسے لاؤ۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں اسے لائی تو آپؐ نے اس کا بندھن کھولا' پھر فرمایا' بسم اللہ' اے اللہ! اس میں زیادہ برکت ڈال دے۔

راوی بیان کرتا ہے' آپؐ نے فرمایا' اسے الٹ پلٹ دو' میں نے اسے پلٹا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نچوڑا' اور آپؐ اللہ کا نام لے رہے تھے۔ پس میں نے ہنڈیا سے جمع شدہ چیز لی' اور اس سے اسی سے زیادہ آدمیوں نے کھایا اور کچھ کھانا بچ بھی رہا' جو آپؐ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔ اور فرمایا' خود کھاؤ اور اپنے پڑوسیوں کو کھلاؤ' مسلم نے اسے باب الاطعمہ میں حجاج بن الشاعر سے بحوالہ یونس بن محمد المؤدب روایت کیا ہے۔

ایک اور طریق:

ابو القاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ علی بن المدینی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن محمد الدراوردی نے عن عمر بن یحییٰ بن عمارۃ عن المازنی عن ابیہ عن انس بن مالکؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حریرہ تیار کیا' تو ابوطلحہؓ نے کہا' اے میرے بیٹے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لاؤ۔

راوی بیان کرتا ہے میں آپؐ کے پاس آیا' تو آپؐ لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے میں نے کہا' میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے' آپ اٹھ کھڑے ہوئے' اور لوگوں سے فرمایا' تم بھی چلو' راوی بیان کرتا ہے' جب میں نے دیکھا کہ آپؐ لوگوں کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں' تو میں ان کے آگے آگے آ گیا۔ اور میں نے آ کر ابوطلحہ کو بتایا' اے میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ آپؐ کے پاس آ رہے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ دروازے پر کھڑے ہو گئے' اور عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چیز تو تھوڑی سی ہے' آپؐ نے فرمایا' اسے لاؤ' اللہ تعالیٰ یقیناً اس میں برکت دے گا' وہ اسے لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا' اور مشیت الٰہی کے مطابق' اللہ سے دعا کی' پھر فرمایا' دس دس آدمی اندر لاؤ' تو ان میں سے اسی آدمیوں نے آپؐ کے پاس آ کر کھانا کھایا' اور سیر ہو گئے۔

Marfat.com

مسلم نے اسے باب الاطعمہ میں عن عبد بن حمید عن القعنبی عن الدراوردی عن یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن الانصاری المازنی عن ابیہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ پہلے کی طرح روایت کیا ہے۔

ایک اور طریق:

مسلم نے اسے اسی طرح باب الاطعمہ میں عن حرملہ عن ابی وہب عن اسامہ بن زید اللیثی عن یعقوب بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس پہلے کی طرح روایت کیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ان کی ایک حدیث میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور گھر والوں نے بھی کھایا' اور کھانا بچا بھی دیا' جو ان کے پڑوسیوں کو دیا گیا' یہ طرق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے متواتر ہیں۔ اور اس واقعہ میں ان کے بعض حروف میں جو اختلاف پایا جاتا ہے' آپ اس کے شاہد ہیں۔ لیکن اصل واقعہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں' لامحالہ متواتر ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ

اور مسلم نے اسے انس بن مالک رضی اللہ عنہ' اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ اور بکر بن عبداللہ مزنی' اور ثابت بن اسلم البنانی اور الجعد بن عثمان' اور یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی سعد بن سعید اور سنان بن ربیعہ اور عبداللہ بن عبداللہ بن ابی طلحہ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور عمرو بن عبداللہ بن ابی طلحہ اور محمد بن سیرین اور النضر بن انس اور یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن اور یعقوب بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے بھی روایت کیا ہے۔

اور قبل ازیں غزوہ خندق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ انہوں نے جو کے ایک صاع' اور ایک بچہ بز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل خندق سمیت جانے کا ارادہ کر لیا' جو ایک ہزار یا تقریباً ایک ہزار آدمی تھے' پس ان سب نے اس بچہ بز' اور اس صاع میں سے کھایا اور سیر ہو گئے' اور اسے اسی طرح چھوڑ دیا' جیسے کہ وہ تھا' اور قبل ازیں ہم اس کی سند اور متن اور طرق سے بیان کر چکے ہیں۔

اور عجیب و غریب بات وہ ہے' جسے حافظ ابو عبدالرحمان بن محمد بن المنذر الہروی نے جو شکر کے نام سے مشہور ہیں۔ کتاب العجائب الغریبہ میں اس حدیث کے بارے میں بیان کیا ہے' اور انہوں نے اسے قوت دی ہے' اور اسے طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے' اور اس کے آخر میں ایک عجیب بات کا ذکر کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ محمد بن علی بن طرخان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن مسرور نے ہم سے بیان کیا کہ ہاشم بن ہاشم ابو برزہ نے مکہ میں مسجد حرام میں ہمیں بتایا کہ ابو کعب البداح بن سہل انصاری نے اہل مدینہ کے ان نقل مکانی کرنے والے لوگوں کے حوالے سے' جنہیں ہارون بغداد لے گیا تھا' ہمیں بتایا کہ میں نے مصیصہ میں اس سے عن ابیہ سہل عبدالرحمٰن عن ابیہ عبدالرحمٰن بن کعب عن ابیہ کعب بن مالک سنا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' اور آپ کے چہرے سے بھوک کے آثار معلوم کر لیے' وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے واپس گھر جا کر اپنی ایک بکری ذبح کی' اور اسے پکایا' اور پیالے میں اس کا ثرید بنایا' اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ انصار کو آپ کے پاس بلا لائیں' تو وہ انہیں جماعت در جماعت آپ کے پاس لائے' اور ان سب نے کھانا کھایا۔ اور وہ جتنا تھا اتنا ہی باقی بچ رہا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حکم دیتے تھے کہ وہ کھائیں اور ہڈی نہ توڑیں۔ پھر آپ نے پیالے کے وسط

Marfat.com

میں ہڈیوں کو جمع کیا' اوران پر اپنا ہاتھ رکھا' پھر آپؐ نے کوئی کلام پڑھا' جسے میں نے نہیں سنا' صرف میں نے آپؐ کے دونوں ہونٹوں کو متحرک دیکھا' کیا دیکھتا ہوں کہ بکری اپنے کان جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا' اے جابرؓ! اپنی بکری لے لو۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے برکت دے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس بکری کو پکڑلیا' اور چلتا بنا' اور وہ مجھ سے اپنے کان چھڑاتی رہی' حتیٰ کہ میں اسے اپنے گھر لے گیا تو بیوی نے مجھے کہا' اے جابرؓ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا' خدا کی قسم! یہ ہماری وہی بکری ہے' جسے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ذبح کیا تھا' آپؐ نے اللہ سے دعا کی' اور اس نے اسے ہمارے واسطے زندہ کر دیا' وہ کہنے لگیں' میں گواہی دیتی ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں' میں گواہی دیتی ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

متقدم مفہوم کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

ابویعلی موصلی اور باغندی بیان کرتے ہیں کہ شیبان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عیسیٰ بصری کھانے کے مالک نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت البنانی نے ہم سے بیان کیا' کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا' اے انس رضی اللہ عنہ مجھے کسی ایسی عجیب وغریب چیز کے متعلق بتایئے' جسے آپ نے دیکھا ہو' انہوں نے کہا' بہت اچھا' اے ثابت' میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی' اور میں نے جس کام میں خرابی کی' آپؐ نے مجھے ملامت نہیں کی' اور جب حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا' تو میری ماں نے مجھے کہا' اے انس' رسول اللہ ﷺ دولہا بن گئے ہیں۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ میں کل صبح کو آپ کو مل سکوں' اس ڈبے کو لاؤ' میں اپنی والدہ کے پاس ڈبہ اور کھجوریں لے کر آیا تو اس نے آپؐ کے لیے کھجور' گھی اور ستو سے کھانا تیار کیا' اور کہا' اسے نبی کریم ﷺ اور آپ کی بیوی کے پاس لے جاؤ۔ اور جب میں کھجور' گھی اور ستو سے تیار کیا ہوا یہ کھانا پتھر کے ایک ڈونگے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا' تو آپؐ نے فرمایا' اسے گھر کے ایک کونے میں رکھ دو۔ اور حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی رضی اللہ عنہم اور آپؐ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو میرے پاس بلا لاؤ' پھر اہل مسجد اور راستے میں آپ جس آدمی کو دیکھیں' اسے میرے پاس بلا لائیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں کھانے کی قلت' اور جس کثرت سے لوگوں کے بلانے کے لیے آپ مجھے حکم دے رہے تھے' اس سے تعجب کرنے لگا۔ اور میں نے آپ کی بات کی نافرمانی کو پسند نہ کیا' یہاں تک کہ گھر اور کمرہ بھر گئے' آپؐ نے فرمایا' اے انس! کیا تو نے کسی کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا' نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ نے فرمایا' اس ڈونگے کو لاؤ' میں نے اسے لا کر آپؐ کے سامنے رکھ دیا تو آپؐ نے ڈونگے میں تین انگلیاں ڈبو دیں' اور کھجوریں بڑھنے لگیں اور وہ کھانے لگے' اور باہر نکلنے لگے' اور جب وہ سب فارغ ہو گئے تو ڈونگے میں اتنا ہی کھانا بچ رہا جتنا میں لایا تھا' آپؐ نے فرمایا' اسے زینبؓ کے آگے رکھ دیں میں باہر نکل آیا' اور میں نے کھجور کی شاخوں کا دروازہ ان پر بند کر دیا۔

ثابت بیان کرتے ہیں' ہم نے پوچھا' اے ابوحمزہ آپ کے خیال میں وہ کتنے آدمی تھے؟ جنہوں نے اس ڈونگے سے کھانا کھایا تھا' انہوں نے کہا' میرے خیال میں وہ اکہتر یا بہتر آدمی تھے' یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے' اور انہوں نے اسے

Marfat.com

روایت نہیں کیا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

جعفر بن محمد الفریابی بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے عن انیس بن ابی یحییٰ، عن اسحاق بن سالم، عن ابی ہریرہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، اور فرمایا، اپنے اصحاب صفہ کے ساتھیوں کو میرے پاس بلا لاؤ، اور میں ان کے ایک ایک آدمی کو آگاہ کرنے لگا۔ پس میں نے ان کو اکٹھا کیا، اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آ کر اجازت طلب کی، تو آپؐ نے ہمیں اجازت دے دی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے آگے ایک بڑا پیالہ رکھا گیا۔ میرا خیال ہے، اس میں ایک مد کے برابر جو تھے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے پر اپنا ہاتھ رکھا، اور فرمایا، بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے جو کھانا تھا، کھایا، پھر ہم نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے، اور جس وقت بڑا پیالہ رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے، شام کو آل محمد کے پاس ایسا کھانا ہوتا ہے، جسے تم نہیں دیکھتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، جب تم کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ کتنا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، اتنا ہی تھا جتنا رکھتے وقت تھا۔ ہاں اس میں انگلیوں کے نشان تھے۔ اور یہ واقعہ اس واقعہ کے علاوہ ہے، جسے قبل ازیں ہم نے اصحاب صفہ کے دودھ پینے کے بارے میں بیان کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

جعفر الفریابی بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ یحییٰ بن خلف نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے عن سعید الجریری عن ابی الورد عن ابی محمد الحضرمی عن ابی ایوب الانصاری ہم سے بیان کیا، آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے اتنا ہی کھانا تیار کیا جو ان دونوں کے لیے کافی تھا۔ اور میں ان دونوں کو کھانے کے لیے بلا لایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جاؤ اور انصار کے تیس معزز افراد کو میرے پاس بلا لاؤ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے یہ بات گراں گذری، میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی، جس کا میں اضافہ کر دیتا اور میں دیر کرنے لگا، آپؐ نے فرمایا، جاؤ، اور انصار کے تیس معزز افراد کو میرے پاس بلا لاؤ، میں نے انہیں بلایا تو وہ آ گئے، آپؐ نے فرمایا، کھاؤ، تو انہوں نے کھانا کھایا اور واپس چلے گئے، پھر انہوں نے گواہی دی کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ پھر انہوں نے جانے سے پہلے آپ کی بیعت کی، آپؐ نے پھر فرمایا، جاؤ اور انصار کے ساٹھ معزز افراد کو میرے پاس بلا لاؤ۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، خدا کی قسم! میرے لیے یہ ساٹھ، تیس سے بھی زیادہ تھے، راوی بیان کرتا ہے، میں نے انہیں بلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چار زانو ہو کر بیٹھ جاؤ، پس وہ بھی کھا کر چلے گئے۔ پھر انہوں نے گواہی دی، کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور جانے سے پہلے آپ کی بیعت کی، آپؐ نے فرمایا، جاؤ، اور نوے انصار کو بلا لاؤ۔

راوی بیان کرتا ہے میرے لیے نوے اور ساٹھ تیس سے زیادہ تھے، راوی بیان کرتا ہے میں نے انہیں بلایا، تو وہ بھی کھا کر چلے گئے۔ پھر انہوں نے گواہی دی کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور جانے سے پہلے آپ کی بیعت کی، راوی بیان کرتا ہے، میرے

Marfat.com

کھانے سے ایک سو اسی آدمیوں نے کھانا کھایا جو سب کے سب انصار تھے۔ یہ حدیث اسناد اور متن کے لحاظ سے بہت غریب ہے اور بیہقی نے اسے محمد بن ابی بکر المقدمی کی حدیث سے بحوالہ عبدالاعلیٰ روایت کیا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھانا بڑھانے کا ایک اور واقعہ:

حافظ ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ سہل بن الحنظلیہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے محمد بن المنکدر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی روز قیام کیا، اور کھانا نہ کھایا۔ حتیٰ کہ اس بات نے آپ کو مشقت میں ڈال دیا، آپؐ نے اپنی ازواج کے گھروں میں چکر لگایا، مگر کسی کے ہاں کوئی چیز نہ پائی، تو آپؐ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے اور فرمایا، اے بیٹی! کیا تیرے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ میں بھوکا ہوں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا خدا کی قسم! کوئی چیز نہیں، پس جب آپؐ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے نکلے، تو ان کی پڑوسن نے ان کو دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے لے کر اپنے ایک پیالے میں رکھ کر اس کا منہ ڈھانپ دیا اور کہا کہ میں اپنے ایک اور اپنے گھر والوں کے مقابلہ میں اسے رسول اللہ ﷺ کو دینے میں ترجیح دوں گی، اور وہ سارے ہی کھانے سے سیر ہونے کے محتاج تھے، پس حضرت فاطمہ نے حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، تو آپؐ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں واپس آئے تو وہ آپؐ سے کہنے لگیں، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، اللہ نے ایک چیز دی ہے اور میں نے اسے آپؐ کے لیے چھپا دیا ہے، آپؐ نے فرمایا: اے بیٹی! لاؤ، آپؐ نے پیالے سے کپڑا اٹھایا تو وہ روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب اسے دیکھا، تو حیران رہ گئیں، اور سمجھ گئیں کہ یہ اللہ کی برکت سے ہوا ہے۔ پس انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کے نبی پر درود پڑھا، اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور فرمایا: اے بیٹی! یہ کھانا تجھے کہاں سے ملا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، اے میرے باپؐ یہ اللہ کی طرف سے ہے، اور بلاشبہ اللہ جسے چاہتا ہے، حساب کے بغیر رزق دیتا ہے۔ پس آپؐ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور فرمایا، اے بیٹی! اس خدا کا شکر ہے جس نے تجھے بنی اسرائیل کی سیدۃ النساء کی مانند بنایا ہے، جب اللہ اسے کچھ رزق دیتا تھا، اور اس سے اس کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا تو وہ کہتی تھی، یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور بلاشبہ اللہ جسے چاہتا ہے، حساب کے بغیر رزق دیتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا، پھر رسول اللہ ﷺ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین، رسول اللہ ﷺ کی ازواج اور آپؐ کے تمام اہل بیت رضی اللہ عنہم نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پیالہ جیسا تھا، اسی طرح باقی رہا۔ اور انہوں نے اس کا بقیہ کھانا اپنے پڑوسیوں کو دے دیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت برکت ڈال دی، یہ حدیث بھی اسی طرح اسناد و متن کے لحاظ سے غریب ہے۔

اور قبل ازیں ہم بعثت کے آغاز میں جب یہ قول الٰہی ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ نازل ہوا ربیعہ بن ماجد کی حدیث پیش کر چکے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے بنی ہاشم کی دعوت کی اور وہ چالیس کے قریب آدمی تھے تو آپ نے ایک مد سے تیار کردہ کھانا ان کے آگے رکھا، اور وہ کھا کر سیر ہو گئے۔ اور جیسے وہ تھا اسے اسی طرح چھوڑ گئے اور

Marfat.com

آپؐ نے ایک بڑے پیالے سے انہیں پانی پلایا' حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے' اور وہ جیسے تھا' اسے اسی طرح چھوڑ گئے آپ نے تین دن لگا تار انہیں دعوت دی' پھر انہیں دعوتِ الی اللہ دی' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے گھر میں ایک اور واقعہ:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان التیمی نے ابو العلاء بن الشخیر سے بحوالہ سمرہ بن جندبؓ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' کہ اچانک آپ ثرید کا ایک پیالہ لائے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے بھی' اور لوگوں نے بھی کھانا کھایا' اور وہ مسلسل باری باری ظہر کے قریب تک کھاتے رہے۔ کچھ لوگ کھاتے پھر اٹھ جاتے' پھر کچھ لوگ ان کے بعد باری باری آتے راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا' کیا کھانا بڑھتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا' زمین سے تو نہیں بڑھتا تھا' ہاں آسمان سے بڑھتا تھا۔

پھر احمد نے اسے عن یزید بن ہارون' عن سلیمان عن ابی العلاء عن سمرہ روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ ایک پیالہ لائے جس میں ثرید تھا۔ اور وہ صبح سے لے کر ظہر تک اسے باری باری کھاتے رہے۔ کچھ لوگ اٹھ جاتے اور کچھ بیٹھ جاتے۔ اور آدمی نے ان سے کہا' کیا وہ بڑھتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا' تو تعجب کیوں کرتا ہے؟ وہ آسمان کی طرف سے بڑھتا تھا اور ترمذی اور نسائی نے اسے اسی طرح معتمر بن سلیمان کی حدیث سے اس کے باپ سے عن ابی العلاء عن سمرہ بن جندب روایت کیا ہے' اور ابو العلاء کا نام یزید بن عبداللہ بن الشخیر ہے۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں پیالے کا واقعہ:

اور شاید یہ سمرہ کی حدیث کا مذکورہ واقعہ ہی ہے۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ ابو عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے ان سے بیان کیا۔ کہ اصحاب الصفہ' غریب لوگ تھے۔ اور ایک دفعہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو' وہ تیسرے آدمی کو لے جائے' اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو' وہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو لے جائے۔ یا جیسے بھی آپؐ نے فرمایا' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے آئے' اور حضرت نبی کریم ﷺ دس آدمیوں' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کے ساتھ آئے۔

راوی بیان کرتا ہے' وہ میں اور میری ماں اور میرا باپ تھے۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ کیا انہوں نے یہ کہا کہ میری بیوی اور ہمارے یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کا خادم' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس کھایا' پھر وہاں ٹھہرے رہے' حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھی' پھر واپس آ گئے' اور ٹھہرے رہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے شام کا کھانا کھایا آپؐ رات کا کچھ حصہ گذرنے کے بعد آئے تو آپ کی بیوی نے آپ سے کہا' آپ کو اپنے مہمانوں یا مہمان سے کس بات نے روکا تھا؟ انہوں نے کہا' کیا تو نے انہیں شام کا کھانا نہیں کھلایا؟ وہ کہنے لگیں' انہوں نے آپ کی آمد تک کھانا کھانے سے انکار کیا ہے۔ انہوں نے

Marfat.com

ان کے سامنے کھانا پیش کیا' تو انہوں نے ان کی بات نہ مانی۔ پس میں جا کر چھپ گئی۔ آپ نے کہا' اے عنثرؓ اور اسے برا بھلا کہا' اور فرمایا کھاؤ۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے' تمہیں کھانا خوشگوار نہ ہو۔ نیز فرمایا' میں اسے کبھی نہیں کھاؤں گا۔ خدا کی قسم' ہم ایک لقمہ لیتے تھے تو اس کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے' اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو وہ اتنا ہی یا اس سے زیادہ تھا۔ آپ نے اپنی بیوی سے کہا (ایک دوسری روایت میں ہے) اے بنی فراس کی بہن یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا' میری آنکھ کی ٹھنڈک' یہ پہلے سے تین گنا زیادہ ہے' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کھایا اور فرمایا' شیطان اس کے دائیں طرف تھا۔ پھر آپ نے اس سے ایک لقمہ اٹھایا' پھر اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے' اور میں نے آپ کے پاس صبح کی۔ اور ہمارے اور لوگوں کے درمیان ایک عہد تھا' پس مدت گذر گئی تو ہم نے بارہ آدمیوں کو چودھری بنایا' اور ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ کچھ آدمی تھے' اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے' مگر آپ نے ان کے ساتھ بھیجا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ سب نے اس سے کھایا' یا جیسا کہ وہ اور دوسرے بیان کرتے ہیں کہ ہم متفرق ہو گئے۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں' اور انہوں نے اسے اپنی صحیح کے دوسرے مقامات پر بھی روایت کیا ہے' اور مسلم نے کسی اور طریق سے عن ابی عثمان عبدالرحمٰن بن مل النہدی عن عبدالرحمٰن بن ابی بکر روایت کیا ہے۔

اس مفہوم میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حازم نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر بن سلیمان نے اپنے باپ سے عن ابی عثمان عن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایک سوتیس آدمی تھے' تو آپؐ نے فرمایا' کیا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کے پاس ایک صاع' یا اس کے قریب کھانا ہے اسے گوندھا گیا۔ پھر ایک پراگندہ مو دراز قد مشرک اپنی بکریوں کو ہانکتے آیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' فروخت کرو گے یا عطیۃً دو گے۔ یا فرمایا: ہدیۃً دو گے؟ اس نے کہا' نہیں بلکہ فروخت کروں گا۔ تو آپؐ نے اس سے ایک بکری خرید کر پکائی' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے اندرونی حصے کو بھوننے کا حکم دیا' اور خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوتیس آدمیوں میں سے ہر ایک کو اس کے پیٹ کے اندرونے سے ٹکڑا دیا۔ اور اگر کوئی موجود تھا تو آپؐ نے اسے دیا' اور کوئی غائب تھا تو آپؐ نے اس کے لیے چھپا رکھا۔

راوی بیان کرتا ہے' آپؐ نے اس سے دو پیالے بنائے' اور ہم سب نے ان دونوں پیالوں سے کھایا اور سیر ہو گئے' اور دونوں پیالوں میں کھانا بچ بھی رہا تو ہم نے اسے اونٹ پر رکھ دیا۔

اور بخاری اور مسلم نے اسے معتمر بن سلیمان کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

سفر میں کھانا بڑھ جانے کی ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ فزارہ بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح نے عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں

Marfat.com

بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں جنگ کرنے گئے تو اس میں مسلمانوں کا کھانا ختم ہو گیا' اور انہیں کھانے کی ضرورت پڑی' تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کے ذبح کرنے کی اجازت لی' تو آپؐ نے انہیں اجازت دے دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا' تو انہوں نے آ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ! ان کے اونٹ انہیں اٹھاتے ہیں اور ان کے دشمن تک انہیں پہنچاتے ہیں اور یہ انہیں ذبح کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ باقیماندہ زاد کو منگوایئے' اور دعا کیجیے کہ وہ اس میں برکت ڈالے' آپؐ نے فرمایا' بہت اچھا' پس آپؐ نے باقیماندہ زاد منگوائے اور لوگوں کے پاس جو کچھ زاد تھا ہوا تھا' وہ اسے لے آئے' آپؐ نے اسے اکٹھا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اس میں برکت ڈالنے کی دعا کی۔ اور آپؐ نے انہیں فرمایا کہ وہ اپنے برتنوں کو لے آئیں' اور آپؐ نے انہیں بھر دیا' اور بہت سا کھانا بچ بھی رہا۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں' اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اور جو شخص ان دونوں کے ساتھ بغیر شکایت کیے اللہ سے ملاقات کرے گا' وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور اسی طرح اسے جعفر الفریابی نے عن ابی مصعب الزہری عن عبدالعزیز بن ابی حازم عن ابیہ عن سہیل روایت کیا ہے۔ اور مسلمؒ نسائی نے اسے عن ابی بکر بن ابی النضر عن ابیہ عن عبداللہ اشجعی عن مالک بن مغول عن طلحہ بن مصرف عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔ اور حافظ ابو یعلی موصلی بیان کرتے ہیں کہ زہیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ نے عن اعمش عن ابی صالح سعید یا عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اعمش کو شک ہوا ہے۔ ہم سے بیان کیا کہ جب غزوہ تبوک ہوا تو لوگوں کو بھوک نے ستایا' تو انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ اگر آپؐ ہمیں اجازت دیتے تو ہم اپنے اونٹوں کو ذبح کرتے اور کھاتے' اور تیل لگاتے' آپؐ نے فرمایا' جاؤ' جا کر ذبح کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ اگر انہوں نے اونٹوں کو ذبح کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی' آپؐ ان کے باقیماندہ توشوں کو منگوا لیں' پھر ان کے لیے توشوں میں برکت پڑنے کی دعا کریں۔ شاید اللہ اس میں برکت ڈال دے۔

پس رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کا فرش بچھانے کا حکم دیا' اسے بچھایا گیا' تو آپؐ نے ان کے باقیماندہ توشوں کو منگوایا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آدمی مٹھی بھر کھجوریں لاتا اور دوسرا ٹکڑے لاتا' یہاں تک کہ چمڑے کے فرش پر تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں۔ تو آپؐ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی' اور فرمایا کہ اپنے برتنوں میں ڈال لو' تو انہوں نے اپنے برتنوں میں ڈال لیا۔ حتیٰ کہ فوج کے سب برتن بھر گئے' اور انہوں نے کھانا کھایا' اور سیر ہو گئے۔ اور کھانا بچ بھی رہا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور میں اللہ کا رسول ہوں جو شخص اس کلمہ کے ساتھ بغیر شکایت کیے اللہ سے ملاقات کرے گا' آگ اس سے محجب ہو گی۔

اور اسی طرح مسلم نے اسے سہل ابن عثمان' اور ابی کریب سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے عن ابی معاویہ عن اعمش عن ابی صالح عن ابی سعید وابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے اور اسی طرح بیان کیا ہے۔

اس واقعہ کے بارے میں ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا' کہ عبداللہ بن المبارک نے ہم سے بیان کیا' کہ اوزاعی نے

Marfat.com

ہمیں بتایا کہ المطلب بن حطب المخزومی نے ہمیں خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن ابی عمرة انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ لوگوں کو بھوک نے ستایا۔ اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی کچھ سواریوں کے ذبح کرنے کی اجازت مانگی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پہنچا دے گا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کچھ سواریوں کے ذبح کرنے کی اجازت دینے کا ارادہ کر لیا ہے تو عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! کل ہم کیسے دشمن سے بھوکے اور پیادہ ہو کر جنگ کریں گے؟ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپؐ مناسب سمجھیں تو باقیماندہ توشوں کے لیے دعا کیجیے' اور ان کو جمع کر کے پھر ان میں اللہ سے برکت ڈالنے کی دعا کیجیے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا سے ہمیں پہنچا دے گا' یا آپ کی دعا سے ہمیں برکت دے گا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے ان کے باقیماندہ توشے منگوائے' اور لوگ کھانے کا ایک دانہ اور اس سے زیادہ لانے لگے۔ اور ان میں سب سے بڑا آدمی وہ تھا جو کھجور کا ایک صاع لایا' سو رسول اللہ ﷺ نے انہیں جمع کیا' پھر کھڑے ہو کر مشیت الٰہی کے مطابق دعا کی۔ پھر فوج کو اپنے برتن لانے کو کہا' اور انہیں حکم دیا کہ وہ مٹھیاں بھر لیں' اور فوج کے تمام برتن بھر گئے' اور اتنا ہی توشہ بچ بھی رہا تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے' حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں نمایاں ہو گئیں' اور فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور میں اس کا رسول ہوں' اور جو بندہ ان دونوں پر ایمان لاتے ہوئے اللہ سے ملاقات کرے گا' قیامت کے روز آگ اس سے حجاب میں ہوگی' اور نسائی نے اسے عبداللہ بن المبارک کی حدیث سے اپنے اسناد کے ساتھ پہلے کی طرح بیان کیا ہے۔

اس واقعہ کے بارے میں ایک اور حدیث:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ احمد بن المعلی الادمی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن رجاء نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر نے میرا خیال ہے' یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ابراہیم بن عبدالرحمان بن ابی ربیعہ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے ابو حنیس غفاری سے سنا کہ وہ غزوہ تہامہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور جب ہم عسفان مقام پر تھے تو آپؐ کے اصحاب نے آپؐ کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ ﷺ بھوک نے ہمیں ستایا ہے' آپؐ اجازت دیں کہ ہم اپنی سواریوں کو کھائیں' آپؐ نے فرمایا' بہت اچھا' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا' تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' اور کہنے لگے' اے اللہ کے نبی! آپؐ نے کیا کیا ہے؟ آپؐ نے لوگوں کو سواریوں کے ذبح کرنے کا حکم دے دیا ہے' وہ کس چیز پر سوار ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا' اے ابن خطابؓ! تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میری رائے یہ ہے کہ آپؐ ان کو حکم دیں کہ وہ اپنے باقیماندہ توشوں کو لے آئیں' اور آپ انہیں ایک کپڑے میں جمع کر لیں' پھر ان کے لیے دعا کریں' پس آپؐ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے اپنے باقیماندہ توشوں کو ایک کپڑے میں جمع کر لیا' پھر آپؐ نے ان کے لیے دعا کی' پھر فرمایا: اپنے برتن لے آؤ' پس ہر آدمی نے اپنا برتن بھر لیا' پھر آپؐ نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ اور جب آپ آگے گئے تو بارش ہو گئی اور آپؐ اتر پڑے اور وہ بھی آپؐ کے ساتھ اتر پڑے اور انہوں نے بارش کا پانی پیا' پس تین آدمی آئے جن میں دو تو رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے' اور تیسرا منہ پھیر کر چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمہیں ان تین

Marfat.com

آدمیوں کے متعلق بتاؤں' ان میں سے ایک نے تو اللہ سے شرم محسوس کی' اور اللہ نے بھی اس سے شرم محسوس کی' اور دوسرا تائب ہو کر آیا' تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی' اور تیسرے نے منہ پھیر لیا تو اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ ابو حنیس نے اسی حدیث کو اس اسناد سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے اسے حسین بن بشران سے بحوالہ ابوبکر شافعی روایت کیا ہے کہ اسحاق بن حسن خرزی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو رجاء نے ہمیں بتایا کہ سعید بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عمرو بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے بحوالہ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مجھ سے بیان کیا کہ اس نے ابو حنیس غفاری سے سنا' اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

اس واقعہ کے بارے میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

حافظ ابو یعلی بیان کرتے ہیں کہ ابن ہشام محمد بن یزید رفاعی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی زیاد نے عن عاصم بن عبیداللہ بن عاصم عن ابیہ عن جدہ عمر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن سیر ہو کر آیا ہے' اور ہم بھوکے ہیں' انصار نے کہا' کیا ہم اپنے اونٹوں کو ذبح کر کے لوگوں کو نہ کھلا دیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس کے پاس بچا کھچا کھانا ہو وہ اسے لے آئے اور لوگ مد اور صاع لانے لگے' اور کم و بیش بھی لانے لگے۔ اور فوج کا سارا کھانا بیس پچیس صاع تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ایک جانب بیٹھ گئے اور برکت کی دعا کرنے لگے' اور آپ نے فرمایا' لے لو' اور لوٹ نہ ڈالو۔ پس لوگ اپنے تھیلوں اور بوروں میں ڈالنے لگے' اور وہ اپنے برتنوں میں ڈالنے لگے' حتیٰ کہ آدمی اپنی قمیص کی آستین کو باندھ کر اسے بھر لیتا۔ پس وہ فارغ ہو گئے۔ اور کھانا اسی طرح موجود تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں' اور جو بندہ اسے سچے دل سے پڑھ کر اللہ کے پاس آئے گا' اللہ اسے آگ کی تپش سے محفوظ رکھے گا۔ اور ابو یعلی نے اسے اسی طرح عن اسحاق بن اسماعیل طالقانی عن جریر عن یزید بن ابی زیاد روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے' اور ماقبل کی حدیث اس کی صحت کی شاہد ہے' اور یہ پہلی حدیث کی متابع ہے۔ (واللہ اعلم)

اس بارے میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

حافظ ابو یعلی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا ہے کہ یعقوب بن اسحاق حضرمی قاری نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ بن عمار نے ایاس بن سلمہ سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے ہمیں اپنے توشے' یعنی کھجوریں جمع کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے چمڑے کا ایک فرش بچھایا' اور ہم نے اس پر اپنے توشے بکھیر دیئے۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو میں نے بکریوں کے ڈھیر کی مانند اس کا اندازہ لگایا' اور ہم ایک سو چودہ آدمی تھے۔

راوی بیان کرتا ہے' ہم نے کھانا کھایا' پھر میں نے نظر اٹھا کر دیکھا' تو میں نے بکریوں کے ڈھیر کی مانند اس کا اندازہ لگایا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا کچھ پانی ہے؟

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آدمی اپنی چھاگل میں ایک قطرہ پانی لایا' آپؐ نے اسے لے کر پیالے میں ڈال لیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم سب نے وضو کیا' اور ہم ایک سو چودہ آدمی تھے۔ راوی بیان کرتا ہے' لوگوں نے آ کر کہا' یارسول اللہ ﷺ! کیا پانی نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا' پانی بہایا جا چکا ہے۔

اور مسلم نے اسے عن احمد بن یوسف سلمی عن النضر بن محمد عن عکرمہ بن عمار عن ایاس عن ابیہ سلمہ روایت کیا ہے' اور یہ بیان کیا ہے کہ ہم نے کھانا کھایا' اور سیر ہو گئے' پھر ہم نے اپنے تھیلے بھر لیے' اور ابن اسحاق نے خندق کھودنے کے بارے میں جو کچھ کہا ہے' وہ پہلے بیان ہو چکا ہے وہ کہتے ہیں کہ سعید بن میناء نے مجھ سے بیان کیا کہ بشیر بن سعد کی بیٹی' اور نعمان بن بشیر کی بہن بیان کرتی ہیں کہ میری ماں عمرۃ بنت رواحہ نے مجھے بلایا' اور میرے کپڑے میں کھجوروں کا ایک پیالہ مجھے دیا پھر کہنے لگیں' اے بیٹی! اپنے باپ اور ماموں کے پاس صبح کا کھانا لے جا' میں اسے لے کر چلی گئی' اور رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اپنے باپ اور ماموں کو ڈھونڈتی ہوئی گذری' تو آپؐ نے فرمایا' اے بیٹی! آؤ' یہ تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا' یارسول اللہ ﷺ یہ کھجوریں ہیں جو میری ماں نے مجھے دے کر میرے باپ بشر بن سعد اور میرے ماموں عبداللہ بن رواحہ کے پاس بھیجا ہے کہ وہ اس سے صبح کا کھانا کھالیں' آپؐ نے فرمایا' انہیں لاؤ' وہ بیان کرتی ہیں میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں میں ڈال دیا' اور انہوں نے ان ہتھیلیوں کو نہ بھرا' پھر آپؐ کے حکم سے کپڑا بچھایا گیا۔ پھر آپؐ نے کھجوریں منگوائیں اور کپڑے کے اوپر ڈال دیں' پھر ایک آدمی سے' جو آپؐ کے پاس ہی تھا' فرمایا' اہل خندق میں اعلان کر دو کہ وہ صبح کا کھانا کھانے کے لیے میرے پاس آ جائیں' پس اہل خندق آپؐ کے پاس جمع ہو گئے' اور اس سے کھانے لگے' اور وہ کھانا بڑھنے لگا' یہاں تک کہ اہل خندق آپؐ کے ہاں سے واپس چلے گئے۔ اور وہ کھجوریں کپڑوں کے کناروں سے نیچے گر رہی تھیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ کا قرض اور حضور علیہ السلام کے کھجوروں کو بڑھانے کا واقعہ:

امام بخاری دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے عامر نے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' کہ ان کے باپ فوت ہو گئے تو وہ مقروض تھے میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ میرے باپ نے قرض چھوڑا ہے اور میرے پاس صرف وہی کچھ ہے جو ان کا کھجور کا درخت پیدا کرتا ہے۔ اور اس سے ان کا قرض ادا نہیں ہو سکتا۔ میرے ساتھ چلیے تا کہ قرضدار مجھ سے بدکلامی نہ کریں' پس آپؐ نے کچھ کھجوروں کے کھلیان کے اردگرد چکر لگایا' اور دعا کی۔ پھر دوسرے کھلیان کے اردگرد چکر لگایا۔ پھر اس پر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا' اسے دے دو' اور آپؐ نے ان کے قرض کو پورا کر دیا' اور جتنا آپؐ نے انہیں دیا تھا' اتنا باقی بھی بچ رہا۔

یہاں انہوں نے اسے اسی طرح مختصر روایت کیا ہے' اور اسے کئی طرق سے حضرت جابر سے بہت سے الفاظ سے مروی ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاء و برکت سے' نیز آپؐ کے باغ کے اردگرد چکر لگانے اور کھجوروں پر بیٹھنے سے اللہ نے ان کے باپ کا قرض پورا کر دیا۔ اور ان کے والد اُحد میں قتل ہو گئے تھے' اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس سال اور نہ اس کے بعد اس کی ادائیگی کی امید رکھتے تھے۔ اس کے باوجود ان کی امید سے زیادہ کھجوریں ان کے لیے بچ گئیں۔ (وللہ الحمد والمنۃ)

Marfat.com

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ ابن اسحاق ہم سے بیان کیا کہ زید بن ابی حبیب نے جو عبدالقیس کا ایک آدمی ہے بحوالہ سلمانؓ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' جب میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سونے کے ٹکڑے کو اس قرض سے کیا نسبت ہے؟ جو میرے ذمہ ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کر اپنی زبان پر الٹا پلٹا پھر فرمایا' اسے لے لو اور اس سے ان کا قرضہ پورا کر دو۔ میں نے اسے لے لیا تو میں نے اس سے ان کا حق چالیس اوقیے پورا کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے توشہ دان اور کھجوروں کا واقعہ:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یونس نے ہم سے بیان کیا' کہ حماد بن زید نے عن المہاجر عن ابی العالیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لایا' اور عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ان میں برکت ڈال دے۔

راوی بیان کرتا ہے' آپؐ نے اپنے سامنے ان کی قطار بنائی' پھر دعا کی' اور مجھے فرمایا' انہیں توشہ دان میں ڈالو اور اپنا ہاتھ اندر داخل کرو' اور ان کو بکھیر و نہیں۔ راوی کرتا ہے کہ میں نے اس سے اتنے اتنے وسق راہِ خدا میں دیئے اور ہم کھاتے اور کھلاتے رہے' اور وہ توشہ دان میرے تہہ بند سے الگ نہیں ہوتا تھا۔ پس جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ میرے تہہ بند سے الگ ہو کر گر پڑا۔

ترمذی نے اسے عن عمران بن موسیٰ القزاز البصری عن حماد بن زید عن المہاجر عن ابی مخلد عن رفیع ابی العالیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس طریق سے اسے حسن غریب کہا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں۔ کہ ابو الفتح ہلال بن محمد بن جعفر الحفار نے ہمیں بتایا کہ حسین بن یحییٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما القطان نے ہمیں خبر دی کہ حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ سہل بن زیاد نے ہم سے بیان کیا۔ کہ ایوب سختیانی نے محمد بن سیرین سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جنگ میں کھانے کی احتیاج ہوئی تو آپؐ نے فرمایا' اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا' میرے توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں' آپؐ نے فرمایا انہیں لاؤ۔

راوی بیان کرتا ہے' میں توشہ دان لایا تو آپؐ نے فرمایا' چمڑے کا فرش لاؤ' میں نے چمڑے کا فرش لا کر اسے بچھا دیا' تو آپؐ نے اپنا ہاتھ داخل کر کے کھجوروں کو پکڑا تو وہ اکیس کھجوریں تھیں' آپ سب کھجوروں کو جوڑنے اور نام لینے لگے' حتیٰ کہ آپؐ نے کھجوروں کے پاس آ کر کہا کہ انہیں اس طرح اکٹھا کر دو' اور فرمایا کہ فلاں آدمی اور اس کے اصحاب کو بلاؤ' پس انہوں نے کھجوریں کھائیں اور سیر ہو گئے اور چلے بنے' پھر فرمایا' فلاں آدمی اور اس کے اصحاب کو بلاؤ' وہ بھی کھا کر اور سیر ہو کر باہر چلے گئے' اور کھجوریں بچ بھی گئیں۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا' بیٹھ جاؤ' میں نے بیٹھ کر کھجوریں کھائیں اور آپؐ نے بھی کھائیں۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے کہ بقیہ کھجوروں کو میں نے توشہ دان میں ڈال دیا۔ اور آپؐ نے مجھے فرمایا' اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب تو کسی کا ارادہ کرے تو اپنا ہاتھ داخل کرنا اور انہیں پکڑنا اور بے نیاز نہ ہونا' ورنہ تجھ سے بے نیازی ہو جائے گی' راوی بیان کرتا ہے جب بھی مجھے کھجوروں کی ضرورت پڑتی' میں اپنا ہاتھ داخل کرتا۔ اور میں نے اس سے فی سبیل اللہ پچاس وسق کھجوریں لیں۔ راوی بیان کرتا ہے' وہ توشہ دان میرے کجاوے کے پیچھے لٹکا رہتا تھا' اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں وہ گر کر ضائع ہو گیا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

بیہقی نے دو طریقوں سے عن سہل بن اسلم العدوی عن یزید بن ابی منصور عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اسلام میں تین ایسی مصیبتیں پہنچی ہیں جن کی مثل مجھے مصیبت نہیں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی مصیبت' اور میں آپ کا ساتھی تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی مصیبت' اور توشہ دان کی مصیبت' لوگوں نے پوچھا' اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ توشہ دان کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپؐ نے فرمایا' اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا' توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں' آپؐ نے فرمایا' اسے لاؤ' میں کھجوریں نکال کر اسے آپؐ کے پاس لایا' تو آپؐ نے اسے چھوا' اور اس کے متعلق دعا کی' پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ' میں نے دس آدمیوں کو بلایا' تو وہ کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر اسی طرح میں بلاتا رہا اور وہ کھاتے رہے' حتیٰ کہ سب فوج نے کھجوریں کھالیں' اور توشہ دان میں میرے پاس کھجوریں باقی تھیں' آپؐ نے فرمایا' اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' جب تو اس سے لینا چاہے تو اپنا ہاتھ اس میں داخل کرنا' اور اس سے بے نیاز نہ ہونا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی' اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی کھجوریں کھائیں۔ اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو جو کچھ میرے پاس تھا' لوٹ لیا گیا' اور توشہ دان بھی لوٹ لیا گیا' کیا میں تمہیں بتاؤں کہ میں نے اس سے کتنی کھجوریں کھائیں؟ میں نے اس سے دو سو سے زائد وسق[1] کھجوریں کھائیں۔

ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل ابن مسلم نے ابو المتوکل سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھجوریں دیں' اور میں نے انہیں ٹوکری میں ڈال کر گھر کی چھت سے لٹکا دیا اور ہم مسلسل اس سے کھاتے رہے' حتیٰ کہ اہل شام کی آخری مصیبت آئی' جب انہوں نے مدینہ پر غارت گری کی۔

---

[1] ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع تقریباً تین سیر کا ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ اکیس کھجوریں حضور پر نور کی دعا سے ۳۲۰ من جا رمن بن گئیں۔ اللہ اللہ جنہوں نے یہ معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ان کے ایمان و یقین کی کیفیت کا اندازہ کون کر سکتا ہے' سبحان اللہ و بحمدہ و سبحان اللہ العظیم۔ (مترجم)

Marfat.com

اس بارے میں عرباض بن ساریہ کی حدیث جسے حافظ ابن عساکر نے ان کے سوانح میں محمد بن عمر واقدی کے طریق سے روایت کیا ہے

ابن ابی سبرہ نے' موسیٰ بن سعد سے بحوالہ عرباض مجھ سے بیان کیا کہ میں سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر رہتا تھا' ہم نے تبوک میں ایک شب دیکھا' یا ہم کسی کام کے لیے گئے' اور رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے تو آپؐ اور آپؐ کے اصحاب شام کا کھانا کھا چکے تھے' آپؐ نے فرمایا' آج رات تم کہاں تھے؟ میں نے آپ کو بتایا' اور جعال بن سراقہ اور عبداللہ بن معقل مزنی بھی آ گئے' اور ہم تینوں ہی بھوکے تھے' رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے' اور ہمارے کھانے کے لیے کچھ طلب ہے؟ تو وہ تھیلے کو ٹٹولنے لگے' پس سات کھجوریں اکٹھی ہو گئیں' تو آپؐ نے ان کو ایک بڑے پیالے میں رکھا' اور ان پر اپنا ہاتھ رکھ کر اللہ کا نام لیا' اور فرمایا' بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ' پس ہم نے کھایا اور میں نے گنا تو وہ چون کھجوریں تھیں۔ اور جن کھجوروں کو میں نے گنا' ان کی گٹھلیاں میرے ہاتھ میں تھیں اور میرے دونوں ساتھی بھی وہی کام کر رہے تھے' جو میں کر رہا تھا۔ اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے پچاس کھجوریں کھائیں' اور ہم نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے' تو دیکھا کہ وہ سات کھجوریں اسی طرح پڑی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' اے بلال رضی اللہ عنہ انہیں اپنے تھیلے میں ڈال لو' جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے ان کو بڑے پیالے میں رکھا' اور فرمایا' بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ' پس ہم کھا کر سیر ہو گئے' اور ہم دس آدمی تھے' پھر ہم نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے تو وہ اسی طرح سات کی سات تھیں۔ آپؐ نے فرمایا' اگر میں اپنے رب سے حیا محسوس نہ کرتا تو میں ان کھجوروں سے کھاتا' یہاں تک کہ ہم آخری آدمی تک مدینہ پہنچ جاتے اور جب آپؐ مدینہ واپس آئے تو اہل مدینہ کا ایک نوجوان آیا' تو آپؐ نے یہ کھجوریں اس نوجوان کو دے دیں اور وہ انہیں چباتا ہوا چلا گیا۔

ایک اور حدیث:

بخاری اور مسلم نے ابی اسامہ کی حدیث سے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہؓ بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو میرے گھر میں کسی آدمی کے کھانے کے لیے نصف صاع جو کے سوا کچھ نہ تھا جو میرے ایک کپڑے میں بندھے ہوئے تھے۔ پس میں اس سے کھاتی رہی' حتیٰ کہ وہ مجھ پر غالب آ گئے (یعنی میں اکتا گئی) اور میں نے ان کو ناپا تو وہ ختم ہو گئے۔

ایک اور حدیث:

مسلم نے اپنی صحیح میں عن سلمہ بنت شبیب عن الحسن بن اعین عن معقل ابن الزبیر عن جابر روایت کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا طلب کرتا ہوا آیا تو آپ نے اس کو نصف وسق جو دیئے۔ پس وہ شخص اور اس کی بیوی اور ان دونوں کا مہمان ہمیشہ اس سے کھاتے رہے' یہاں تک کہ اس نے اسے ماپ لیا۔ پھر وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آیا' تو آپ نے فرمایا' اگر تو اس کو نہ ماپتا تو تم اس سے کھاتے اور وہ تمہارے لیے قائم رہتا' اور اس اسناد کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

ام مالک' رسول اللہ ﷺ کو اپنے ڈبے میں گھی بھیجا کرتی تھی۔ اور اس کے بیٹے آ کر اس سے سالن کے متعلق پوچھتے تو ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ اس ڈبے کا قصد کرتی' جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ بھیجا کرتی تھی' تو اس میں وہ گھی پاتی' اور وہ ہمیشہ اس سے اپنے گھر کا سالن تیار کرتی رہی' حتیٰ کہ اس نے اسے نچوڑا' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپؐ نے فرمایا' تو نے اسے نچوڑ لیا ہے؟ اس نے جواب دیا' ہاں' آپؐ نے فرمایا' اگر تو اسے چھوڑ دیتی تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔

اور ان دونوں کو امام احمد نے عن موسیٰ عن ابن لہیعہ عن ابی الزبیر عن جابر روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابو جعفر بغدادی نے ہمیں خبر دی کہ یحییٰ بن عثمان بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ حسان بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ابن اسحاق نے عن سعید بن الحرث بن عکرمہ عن جدہ نوفل بن الحرث بن عبدالمطلب ہم سے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے نکاح کرنے کے متعلق مدد مانگی' تو آپؐ نے ایک عورت سے اس کا نکاح کر دیا۔ آپؐ نے اس سے کوئی چیز طلب کی تو اسے نہ ملی' تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو رافع اور حضرت ابوایوب کو اپنی زرہ دے کر بھیجا' اور انہوں نے اسے تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن رکھا' اور رسول اللہ ﷺ نے وہ جو اسے دیدیئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نصف سال تک وہ جو کھاتے رہے' پھر ہم نے انہیں ماپا' تو وہ اتنے ہی تھے' جتنے ہم نے رکھے تھے' نوفل بیان کرتے ہیں' میں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا' اگر تو اسے نہ ماپتا تو زندگی بھر اس سے کھاتا رہتا۔

ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ہمیں بتایا کہ ابو سعید بن الاعرابی نے ہمیں خبر دی کہ عباس بن محمد الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عبداللہ بن یونس نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر بن عیاش نے عن ہشام بن حسان عن ابن سیرین عن ابی ہریرہؓ ہمیں بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو اس نے اپنی ضرورت کو محسوس کیا' اور جنگل کی طرف چلا گیا' اور اس کی بیوی نے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں رزق دے' جسے ہم گوندھیں اور روٹیاں پکائیں۔

راوی بیان کرتا ہے' کیا دیکھتی ہے کہ خمیر کا ایک بھرا ہوا پیالہ ہے اور چکی پیس رہی ہے' اور تنور' روٹیوں' بھنے ہوئے گوشت سے بھرپور ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' خاوند نے آ کر پوچھا' کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے' اس نے کہا' ہاں' اللہ نے رزق دیا ہے۔ اس نے چکی کو اٹھایا اور اس کے اردگرد کو پونچھا' اور اس بات کا ذکر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس کیا تو آپ نے فرمایا' اگر وہ اسے چھوڑ دیتی تو وہ قیامت کے دن تک چلتی رہتی۔

اور علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ ابو اسماعیل ترمذی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو صالح عبداللہ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ لیث بن سعد نے' سعید بن ابی سعید المقبری سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم

Marfat.com

سے بیان کیا کہ انصار کا ایک آدمی ضرورتمند تھا' وہ باہر چلا گیا' اور اس کی بیوی کے پاس کوئی چیز نہ تھی' اس کی بیوی نے کہا' اگر ہماری چکی چلی' اور میں نے تنور میں کھجور کی شاخیں ڈالیں' اور میرے پڑوسیوں نے چکی کی آواز سنی اور دھواں دیکھا تو وہ خیال کریں گے کہ ہمارے پاس کھانا ہے' اور ہمیں احتیاج نہیں ہے؟ پس اس نے تنور کے پاس جا کر اسے جلا دیا' اور بیٹھ کر چکی چلانے لگی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کا خاوند آیا' اور اس نے چکی کی آواز سنی' تو وہ اس کے لیے دروازہ کھولنے کے لیے گئی تو اس نے پوچھا' تم کیا پیس رہی ہو؟ اس نے اسے بتایا' اور وہ دونوں اندر آئے تو ان کی چکی چل رہی تھی اور آٹا گرا رہی تھی۔ پس گھر کے تمام برتن بھر گئے' پھر وہ اپنے تنور کی طرف گئی تو وہ روٹیوں سے بھرا ہوا تھا' اس کے خاوند نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی' آپؐ نے فرمایا' تو نے چکی سے کیا کیا؟ اس نے کہا' میں نے اسے اٹھا کر جھاڑا' تو آپؐ نے فرمایا' اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو جب تک میری زندگی رہتی' یا آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری زندگی رہتی' وہ چلتی رہتی۔ یہ حدیث سند اور متن کے لحاظ سے غریب ہے۔

ایک اور حدیث:

اور مالک نے عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کافر مہمان ہوا' تو آپؐ نے اس کے لیے بکری دوہنے کا حکم دیا' تو وہ اس کا دودھ پی گیا۔ پھر دوسری بکری دوہی گئی تو وہ اس کا بھی دودھ پی گیا۔ پھر تیسری بکری دوہی گئی' تو وہ اس کا بھی دودھ پی گیا' یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا' پھر صبح کو وہ مسلمان ہو گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' تو آپؐ نے اس کے لیے بکری دوہنے کا حکم دیا تو وہ اس کا دودھ پی گیا۔ پھر آپؐ نے اس کے لیے دوسری بکری کے دوہنے کا حکم دیا تو وہ اسے نہ پی سکا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔ اور مسلم نے اسے مالک کے حدیث سے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن الفضل بن حاتم نے مجھ سے بیان کیا کہ حسین بن عبد الاوّل نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ابو صالح سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ایک بدو' آنحضرت ﷺ کا مہمان ہوا۔

راوی بیان کرتا ہے' کہ آپؐ نے اس کے لیے کوئی چیز طلب کی' تو روشندان میں ایک ٹکڑے کے سوا کچھ نہ پایا' رسول اللہ ﷺ نے اس کے کئی ٹکڑے کیے' اور ان پر دعا کی اور فرمایا' کھا' راوی بیان کرتا ہے' اس نے کھایا اور بچا دیا' راوی بیان کرتا ہے' اس بدو نے کہا اے محمد ﷺ آپ ایک صالح آدمی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا' مسلمان ہو جا' اس نے کہا' آپؐ ایک صالح آدمی ہیں۔ پھر بیہقی نے اسے سہل بن عثمان کی حدیث سے' بحوالہ حفص بن غیاث اپنے اسناد سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابو علی الحسین بن علی الحافظ نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن زیاد البرجی نے ہم سے بیان کیا' کہ عبید اللہ بن موسیٰ نے عن مسعر عن زبید عن مرہ عن عبد اللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے

Marfat.com

ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا' تو آپؐ نے اپنی ازواج کی طرف کھانے کے لیے پیغام بھیجا' مگر ان میں سے کسی کے پاس کوئی چیز نہ ملی تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ' میں تیرے فضل و رحمت کا طلب گار ہوں' اور تو ہی رحمت کا مالک ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کو ایک بھنی ہوئی بکری کا ہدیہ دیا گیا' تو آپؐ نے فرمایا' یہ اللہ کے فضل سے ہے اور ہم رحمت کے منتظر ہیں۔

ابوعلی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث محمد بن عبدان اہوازی نے مجھے حضرت عبیداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بتائی ہے۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں' صحیح بات یہ ہے کہ یہ زبید سے مرسل ہے' محمد بن عبدان نے اسے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن الحرث اہوازی نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے مسعر سے بحوالہ زبید ہمیں بتایا' اور اسے مرسل بیان کیا۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ہمیں بتایا کہ ابوعمر بن حمدان نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن سفیان نے ہمیں بتایا کہ اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بشر بن السرح نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن سلیمان بن ابی السائب نے ہم سے بیان کیا کہ واثلہ بن الخطاب نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادے واثلہ بن الاسقع کے حوالے سے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان شریف آ گیا' اور ہم اصحاب صفہ میں تھے' پس ہم نے روزے رکھے۔ اور جب ہم افطار کرتے تو ہم میں سے ہر آدمی' اہل بیت کے ایک آدمی کے پاس آ جاتا' اور وہ اسے لے جا کر شام کا کھانا کھلاتا ایک رات ہم پر ایسی آئی' کہ کوئی آدمی ہمارے پاس نہ آیا اور صبح ہو گئی' اور اگلی رات بھی ہمارے پاس کوئی نہ آیا تو ہم نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو اپنا حال بتایا' تو آپؐ نے اپنی تمام بیویوں کے پاس پیغام بھیجا' کہ ان کے پاس کوئی چیز ہے؟ تو ہر بیوی نے قسم کھا کر آپ کو اطلاع دی کہ اس کے گھر میں کسی آدمی کے کھانے کے لیے شام سے کوئی چیز نہیں' تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اکٹھے ہونے کا حکم دیا' اور دعا کی اور فرمایا اے اللہ! میں تیرے فضل و رحمت کا طلب گار ہوں' اور بلاشبہ یہ تیرے ہاتھ میں ہے' اور تیرے سوا اس کا کوئی مالک نہیں۔ جونہی آپؐ نے دعا کی' ایک اجازت طلب کرنے والا' اجازت مانگتا ہوا آیا' کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس ایک بھنی ہوئی بکری اور روٹیاں ہیں' رسول اللہ ﷺ کے حکم سے انہیں ہمارے آگے رکھا گیا تو ہم کھا کر سیر ہو گئے' تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا' ہم نے اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل اور اس کی رحمت مانگی ہے' یہ اس کا فضل ہے' اور اس نے رحمت کو ہمارے لیے اپنے پاس ذخیرہ کر رکھا ہے۔

حدیث دست:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ بنی غفار کے ایک آدمی نے سالم بن عبداللہ کی مجلس میں مجھ سے بیان کیا کہ فلاں آدمی نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا' جو روٹی اور گوشت تھا' آپؐ نے فرمایا' مجھے دست دو' آپ کو دست دیا گیا' یحییٰ بیان کرتے ہیں میں اسے اسی طرح جانتا ہوں' پھر فرمایا' مجھے دست دو' تو آپ کو دست دیا گیا۔ اور آپؐ نے اسے کھایا۔ پھر فرمایا' مجھے دست دو تو اس آدمی نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ دست تو صرف دو ہی تھے' آپؐ نے فرمایا' تیرے باپ کی قسم اگر تو خاموش رہتا تو میں ہمیشہ جب بھی آواز دیتا' اس سے دست

Marfat.com

وصول کرتا رہتا۔

سالم بیان کرتے ہیں' یہ بات درست نہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے آباء کی قسمیں کھلانے سے منع کیا ہے' اس حدیث کا اسناد اسی طرح واقع ہوا ہے اور وہ ایک مبہم شخص سے ہے جو اپنے جیسے شخص سے ہی بیان کرتا ہے' اور اسے دوسرے شخص سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ خلعت بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوجعفر الرازی نے شرحبیل سے بحوالہ ابورافع' جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے' ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں ایک بکری ہدیہ ملی' تو انہوں نے اسے ہنڈیا میں ڈال دیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے' آپؐ نے فرمایا' ابورافع یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بکری ہے جو ہمیں ہدیۃً ملی ہے' اور میں نے اسے ہنڈیا میں پکایا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا' اے ابورافع مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا پھر آپؐ نے فرمایا' مجھے دوسرا دست دو' میں نے دوسرا دست بھی آپ کو دے دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا مجھے اور دست دو' تو اس نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو دست ہی ہوتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں خاموش نہ ہوتا تو مجھے دست پر دست دیے جاتا۔ پھر آپؐ نے پانی منگوا کر اپنا منہ دھویا' اور اپنی انگلیوں کے اطراف کو بھی دھویا' پھر اٹھ کر نماز پڑھی' اور پھر ان کے پاس واپس آئے' تو ان کے پاس ٹھنڈا گوشت دیکھا اور کھایا' پھر مسجد جا کر نماز پڑھی اور پانی کو نہ چھوا۔

حضرت ابورافع سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ مؤمل نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن رافع نے اپنی پھوپھی سے بحوالہ ابورافع ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بھنی ہوئی بکری تیار کی' تو آپؐ نے مجھے فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا' تو آپؐ نے پھر فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا۔ پھر فرمایا اے ابورافع' مجھے دست دو' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو دست ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنی دفعہ مانگتا' تم مجھے اتنے دست دیتے۔ راوی بیان کرتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دست کو پسند کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں' یہی وجہ ہے کہ جب یہودیوں کو اس بات کا علم ہوا۔ اللہ کی ان پر لعنت ہو۔ تو انہوں نے خیبر میں اس بکری کے دست میں زہر ملا دیا جسے زینب یہودیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ پس جب آپؐ نے اسے دانتوں سے نوچا تو دست نے آپ کو بتا دیا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے' جیسا کہ قبل ازیں ہم غزوہ خیبر میں اسے مفصل بیان کر چکے ہیں۔

ایک اور طریق:

حافظ ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن رافع کے غلام فائد نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ خندق کے روز میں ایک ٹوکری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری لایا' تو آپؐ نے فرمایا' اے ابورافع مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا' تو پھر آپؐ نے فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو'

Marfat.com

میں نے آپ کو دست دیا' تو پھر آپؐ نے فرمایا' اے ابورافع مجھے دست دو میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ بکری کے دو دست ہی ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' اگر تو ایک ساعت خاموش رہتا تو جو کچھ میں نے تجھ سے مانگا تھا' تو وہ مجھے دیتا۔ اس میں اس طریق سے انقطاع پایا جاتا ہے۔

اور اسی طرح ابویعلی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن ابوبکر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ کے غلام قاید نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کی دادی سلمٰی نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے علم کے مطابق خندق کے روز ابورافع کی طرف ایک بکری بھیجی' ابورافع نے اسے بھونا' اور اس کے ساتھ روٹی نہیں تھی پھر وہ بھنی ہوئی بکری لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے' تو حضور ﷺ اسے خندق سے واپس آتے ہوئے ملے' اور فرمایا' اے ابورافع' جو کچھ تمہارے پاس ہے' اسے نیچے رکھو' اس نے رکھا' تو آپؐ نے فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا تو آپؐ نے پھر فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا' تو آپؐ نے پھر فرمایا' اے ابورافع' مجھے دست دو۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ کیا بکری کے دو دستوں کے سوا' کوئی اور بھی دست ہوتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اگر تو خاموش رہتا تو میں نے جو کچھ تجھ سے مانگا تھا تو اسے ضرور مجھے دیتا۔ اور اسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ضحاک نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عجلان نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ ایک بکری پکائی گئی' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا' تو آپؐ نے فرمایا' مجھے دست دو' اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ بکری کے دو دست ہی ہوتے ہیں' آپؐ نے فرمایا' اگر تو اسے تلاش کرتا تو پالیتا۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے بحوالہ دکین بن سعید خثعمی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چار سو چالیس آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا طلب کرتے ہوئے آئے' تو آپؐ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا' اٹھ کر انہیں کھانا دو' انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس صرف چار ماہ کا کھانا ہے اور بچے بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' اٹھ کر انہیں کھانا دو' انہوں نے عرض کیا' رسول اللہ ﷺ میں سمع و اطاعت کرتا ہوں۔

راوی بیان کرتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے تو ہم بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے' اور وہ ہمیں ایک بالا خانے میں لے گئے' اور اپنے کمرے سے چابی نکالی' اور دروازہ کھولا' دکین بیان کرتے ہیں کیا دیکھتے ہیں کہ بالا خانے میں کھجوریں ہیں جو گا بھے کے بیٹھے ہوئے بچے کی طرح ہیں' آپؐ نے فرمایا' اب اپنا کام کرو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص نے اپنی ضرورت کے مطابق کھجوریں لے لیں' پھر پلٹ آیا۔ اور میں ان کے آخر میں تھا' گویا ہم نے ان سے کوئی کھجور نہیں لی۔ پھر احمد نے اسے محمد و یعلی ابی عبید عن اسماعیل ابن ابی خالد عن قیس ابن ابی حازم عن دکین روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے عن عبدالرحیم مطرف الرواسی عن عیسیٰ بن یونس عن اسماعیل روایت کیا ہے۔

Marfat.com

ایک اور حدیث:

علی بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ حشرج بن نباتہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابونضرۃ نے ہم سے بیان کیا' کہ ابورجاء نے مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے' اور ایک انصاری کے باغ میں چلے گئے۔ اس نے دیکھا' یہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں' آپؐ نے فرمایا' اگر میں تیرے اس باغ کو سیراب کردوں تو تو مجھے کیا دے گا؟ اس نے کہا' میں اس کو سیراب کرنے کی کوشش کرتا ہوں' مگر میں اسے سیراب کرنے کی سکت نہیں رکھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا' تو میرے لیے سو کھجوریں مقرر کردے' جنہیں میں تیری کھجوروں سے پسند کرلوں گا۔ اس نے کہا' بہت اچھا' رسول اللہ ﷺ نے ڈول پکڑ لیا اور اسے جلد ہی سیراب کردیا' حتیٰ کہ اس آدمی نے کہا' آپؐ نے میرے باغ کو غرق کردیا ہے' پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی کھجوروں سے سو کھجوریں چن لیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ اور آپ کے اصحابؓ انہیں کھا کر سیر ہو گئے' پھر آپؐ نے اسے سو کھجوریں واپس کردیں' جیسے کہ اس سے لی تھیں۔ یہ حدیث غریب ہے' جسے حافظ ابن عساکر نے دلائل النبوۃ میں اس کی تاریخ کے آغاز سے اپنی سند سے علی بن عبدالعزیز بغوی سے بیان کیا ہے' جیسا کہ ہم نے اسے بیان کیا ہے۔

اور قبل ازیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے تذکرہ میں ان کھجوروں کے درختوں کا واقعہ بیان ہو چکا ہے' جنہیں رسول کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے بویا تھا۔ اور ان میں سے ایک کھجور کا درخت بھی تباہ نہیں ہوا' بلکہ سب نے پھل دیا' اور وہ تین سو کھجور کے درخت تھے۔ اور وہ واقعہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ آپؐ نے اپنی زبان مبارک پر سونا پھیر کر اسے زیادہ کردیا' جس سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنی کتابت کی قسطیں ادا کیں۔ اور آزاد ہو گئے۔

درختوں کا آنحضرت ﷺ کی فرمانبرداری کرنا:

مسلم کی وہ حدیث' جسے اس نے حاتم بن اسماعیل کی حدیث سے عن ابن حرزۃ' یعقوب بن مجاہد عن عبادۃ بن الولید بن عبادۃ عن جابر بن عبداللہ روایت کیا ہے' پہلے بیان ہو چکی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے اور ایک کشادہ وادی میں اترے اور رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے چلے گئے' میں پانی کی چھاگل لے کر آپؐ کے پیچھے گیا۔ آپؐ نے دیکھا تو آپؐ نے کوئی چیز نہ دیکھی' جس کی آپؐ اوٹ لیں' کیا دیکھتے ہیں کہ وادی کے کنارے پر دو درخت ہیں' آپؐ نے ان میں سے ایک درخت کے پاس جا کر اس کی ایک شاخ پکڑی' اور فرمایا' اللہ کے حکم سے میرا فرمانبردار ہو جا' تو وہ اس نکیل پڑے اونٹ کی طرح آپ کا فرمانبردار ہو گیا' جو اپنے قائد سے نرمی کرتا ہے' پھر آپؐ نے دوسرے درخت کے پاس جا کر اس کی ایک شاخ پکڑی اور فرمایا' اللہ کے حکم سے میرا فرمانبردار ہو جا' تو وہ بھی اس نکیل پڑے اونٹ کی طرح آپ کا فرمانبردار ہو گیا' جو اپنے قائد سے نرمی کرتا ہے۔ اور جب آپؐ ان کے وسط میں ہوئے تو آپؐ نے ان دونوں کو اکٹھا کردیا' اور فرمایا' اللہ کے حکم سے دونوں مل جاؤ' تو وہ دونوں ایک دوسرے سے مل گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں اس خدشہ کے باعث باہر نکلا کہ آپؐ میرے قرب کو محسوس کرکے دور چلے جائیں

Marfat.com

گے میں بیٹھ کر اپنے آپؐ سے باتیں کرنے لگا' تو پھر ایک چرواہا میرے نزدیک آ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سامنے سے آ رہے ہیں' اور دونوں درخت الگ الگ ہو گئے ہیں۔ اور ہر ایک اپنے تنے پر کھڑا ہے' میں نے دیکھا' کہ رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے اور اپنے سر سے کہا اس طرح دائیں بائیں ہو جاؤ' اور امام مسلم نے ساری حدیث کو پانی کے واقعہ میں اور اس مچھلی کے واقعہ میں جسے سمندر نے پھینک دیا تھا بیان کیا ہے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ابی سفیان یعنی طلحہ بن نافع سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ غمگین بیٹھے تھے اور اہل مکہ کے بعض لوگوں کی مار سے خون سے رنگین تھے کہ جبریل نے آ کر آپؐ سے کہا آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ان لوگوں نے مجھ سے یہ سلوک کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جبریل نے آ کر آپ سے کہا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی نشان دکھاؤں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں' راوی بیان کرتا ہے آپؐ نے وادی کے پیچھے ایک درخت کو دیکھا تو جبریل نے کہا اس درخت کو بلاؤ' آپؐ نے اسے بلایا تو وہ چل کر آیا حتیٰ کہ آپؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا' جبریل نے کہا اسے واپس جانے کا حکم دیجیے آپؐ نے اسے حکم دیا تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ میرے لیے کافی ہے' یہ اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور اسے صرف ابن ماجہ نے ابن ماجہ نے محمد بن طریف سے بحوالہ ابو معاویہ روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

بیہقی نے حماد بن سلمہ کی حدیث سے عن علی بن زید عن ابی رافع عن عمر بن الخطابؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین کی اذیت کی وجہ سے حجون پر غمگین بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا اے اللہ آج مجھے کوئی نشان دکھا' اس کے بعد جو میری تکذیب کرے گا میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا' راوی بیان کرتا ہے آپ کو حکم دیا گیا تو آپ نے مدینہ کی گھاٹی کی جانب سے ایک درخت کو آواز دی تو وہ زمین کو کھودتا آیا حتیٰ کہ آپ کے پاس پہنچ گیا' راوی بیان کرتا ہے' پھر آپ نے اسے حکم دیا تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے فرمایا اس کے بعد میری قوم میں سے جو میری تکذیب کرے گا میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا' پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم اور ابو سعید بن عمرو نے ہم کو بتایا کہ اصم نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عبدالجبار نے' عن یونس بن بکیر عن مبارک ابن فضالہ عن الحسن ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے ایک پہاڑی راستے کی طرف گئے اور آپ اپنی قوم کی تکذیب کی وجہ سے غمگین تھے آپ نے فرمایا اے میرے رب مجھے وہ نشان دکھا جس سے مجھے سکون حاصل ہو اور میرا غم دور ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ آپ اس درخت کی جس شاخ کو بلانا چاہتے ہو اپنی طرف بلایئے' راوی بیان کرتا ہے آپ نے ایک شاخ کو بلایا تو وہ اپنی جگہ سے اکھڑ گئی پھر وہ زمین کھودتی ہوئی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئی' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اپنی جگہ پر واپس چلی جا تو وہ واپس چلی گئی' اس سے رسول اللہ ﷺ کا دل خوش ہو گیا اور آپ نے اللہ کی حمد کی' اور مشرکین نے کہا تھا اے محمد (ﷺ) آپ نے اپنے آباؤ اجداد کو چھوڑ دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اے

Marfat.com

جاہلو! کیا تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو۔ بیہقی بیان کرتے ہیں یہ حدیث مرسل ہے اور اس سے پہلی حدیث اس کی شاہد ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ابو ظبیان' حصین بن جندب سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بنی عامر کا ایک آدمی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہ مہر دکھائیے جو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ہے' بلاشبہ میں بڑا طبیب ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا کیا میں تجھے کوئی نشان نہ دکھاؤں؟ اس نے کہا بے شک دکھائیے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے کھجور کے ایک درخت کی طرف دیکھا اور کہا اس کھجور کے درخت کو بلاؤ آپ نے اسے بلایا تو وہ چھلانگیں مارتا ہوا آپ کے سامنے آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا واپس چلے جاؤ تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' تو عامری کہنے لگا اے آل بنی عامر' میں نے آج تک اس سے بڑا جادوگر آدمی نہیں دیکھا' امام احمد نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسے محمد بن ابی عبیدہ کے طریق سے عن اعمش عن ابی ظبیان عن ابن عباسؓ قوت دی ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنی عامر کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے پاس طب اور علم ہے آپ کو کیا بیماری ہے؟ آپ جس کی طرف دعوت دیتے ہیں کیا آپ کو اس کے متعلق کوئی چیز شک میں ڈالتی ہے؟ آپ نے فرمایا میں اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں' اس نے کہا' آپ جو بات کہتے ہیں کیا اس کا کوئی نشان بھی آپ کے پاس ہے آپ نے فرمایا ہاں' اگر تو چاہے تو میں تجھے نشان دکھائے دیتا ہوں اور آپ کے سامنے ایک درخت تھا آپ نے اس کی ایک شاخ سے کہا اے شاخ آؤ' تو شاخ درخت سے منقطع ہو گئی پھر چھلانگیں مارتی ہوئی آئی اور آپ کے سامنے کھڑی ہو گئی آپ نے فرمایا' اپنی جگہ پر واپس چلی جا تو وہ واپس چلی گئی تو عامری نے کہا اے آل عامر بن صعصعہ تم جو بات بھی کہو گے میں تمہیں کبھی اس پر ملامت نہیں کروں گا' اس بات کا مقتضاء یہ ہے کہ اس کا معاملہ ٹھیک ہے اور اس نے کسی طریق سے جواب نہیں دیا۔

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبد اللہ الصفار نے ہمیں خبر دی کہ ابن ابی ناش نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عائشہ نے' عن عبد الواحد بن زیاد عن اعمش عن سالم بن ابی الجعد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ اپنے اصحاب کو کیا کہتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد کھجوروں کے درخت اور دیگر درخت تھے' راوی بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا میں آپ کو کوئی نشان دکھاؤں؟ اس نے جواب دیا ہاں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے ان میں سے ایک کھجور کے درخت کو بلایا تو وہ زمین کھودتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور زمین کھودنے لگا اور سجدہ کرنے لگا اور اپنا سر اٹھانے لگا حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر آپ نے اسے حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا' عامری کہنے لگا اے آل عامر بن صعصعہ خدا کی قسم وہ جو بات بھی کہیں گے میں کبھی ان کی تکذیب نہیں کروں گا۔

Marfat.com

ایک اور طریق جس میں عامری کے مسلمان ہونے کا ذکر ہے:

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابونصر بن قتادہ نے ہمیں بتایا کہ ابوعلی حامد بن محمد الوفاء نے ہمیں خبر دی کہ علی بن عبدالعزیز نے ہمیں بتایا کہ محمد بن سعید بن اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن سماک عن ابی ظبیان عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں بتایا کہ ایک بدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا' میں کس چیز کے ذریعے معلوم کروں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تیرے خیال میں اگر میں اس کھجور کے اس خوشے کو بلاؤں تو تو شہادت دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں' راوی بیان کرتا ہے آپ نے خوشے کو بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا حتی کہ زمین پر گر پڑا' اور چھلانگیں لگاتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا پھر آپ نے اسے فرمایا' واپس چلا جا' تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور ایمان لے آیا۔

بیہقی بیان کرتے ہیں' بخاری نے اسے تاریخ میں محمد بن سعید اصبہانی کے حوالے سے روایت کیا ہے' میں کہتا ہوں شاید اس نے پہلے اسے جادو کہا پھر اس نے غور کیا تو مسلمان ہو گیا اور جب اللہ نے اس کی راہنمائی کی تو ایمان لے آئے۔ واللہ اعلم

اس بارے میں ابوعمر کی ایک اور روایت:

حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ الوراق نے ہمیں بتایا کہ حسین بن سفیان نے ہمیں خبر دی کہ ابوعبدالرحمن عبداللہ بن عمر بن ابان الجعفی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن فضیل نے عن ابی حیان عن عطاء عن ابن عمر ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک بدو آیا اور جب وہ آپ کے نزدیک ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تو کہاں جانا چاہتا ہے اس نے کہا اپنے اہل کے پاس' آپ نے فرمایا کیا تو بھلائی کی طرف جانا چاہتا ہے اس نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ واحد لاشریک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں' اس نے کہا آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا کوئی گواہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا یہ درخت گواہ ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وادی کے کنارے سے بلایا تو وہ زمین کھودتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپ نے اس سے تین بار گواہی طلب کی تو اس نے گواہی دی کہ یہ اپنے قول کے مصداق ہیں پھر وہ اپنے اگنے کی جگہ کی طرف لوٹ گیا اور بدو اپنی قوم کی طرف واپس چلا گیا اور کہنے لگا' اگر انہوں نے میری اتباع کی تو میں انہیں آپ کے پاس لے کر آؤں گا' وگرنہ میں آپ کے پاس آ جاؤں گا اور میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔ یہ اسناد جید ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور نہ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

باب:

کھجور کے تنے کا رسول اللہ ﷺ کے اشتیاق اور آپ کے فراق کے غم سے آواز نکالنا

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی حدیث سے متعدد طریق سے جو اس شان کے آئمہ اور اس میدان کے شہسواروں کے نزدیک یقین کا افادہ کرتے ہیں' بیان ہوا ہے۔

پہلی حدیث از حضرت ابوکعب رضی اللہ عنہ:

امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن محمد نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن عقیل نے' طفیل بن ابی بن کعب سے اور انہوں نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ جب مسجد لکڑی کی تھی تو رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنے کے پاس نماز پڑھتے تھے اور اسی تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے' آپ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا' یارسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے لیے منبر بنا دیں اور آپ جمعہ کے روز اس پر کھڑے ہوا کریں اور لوگ آپ کا خطبہ سنا کریں؟ آپ نے فرمایا بہت اچھا' پس آپ کے منبر کی تین سیڑھیاں بنائی گئیں اور جب منبر بن گیا اور اس جگہ پر رکھ دیا گیا' جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے اسے رکھا تو آپ کو اس منبر پر کھڑا ہونے اور خطبہ دینے کا خیال آیا پس آپ اس کی طرف گئے اور جب اس تنے کے پاس سے گذرے جس کے نزدیک آپ خطبہ دیا کرتے تھے' تو اس نے آواز دی اور پھٹ گیا' جب حضرت نبی کریم ﷺ نے اس کی آواز سنی تو آپ اترے اور اس پر ہاتھ پھیرا پھر منبر کی طرف لوٹ آئے اور جب مسجد گرائی گئی تو یہ تنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور وہ آپ کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ بوسیدہ ہو گیا اور اسے دیمک کھا گئی اور دوبارہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ نے اسے عن زکریا عن عدی عن عبیداللہ بن عمرو الرقی عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن الطفیل عن ابی بن کعب روایت کیا ہے اور اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور ان کے نزدیک جب آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ سکون پذیر ہو گیا پھر آپ منبر کی طرف لوٹ آئے اور آپ جب نماز پڑھا کرتے تو اس کے پاس نماز پڑھتے اور باقی حدیث اسی طرح ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسے اسماعیل بن عبداللہ الرقی سے بحوالہ عبیداللہ بن عمرو الرقی روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث از حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

حافظ ابویعلی موصلی بیان کرتے ہیں کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن یونس حنفی نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ بن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز مسجد میں نصب کیے ہوئے ایک تنے کے ساتھ پشت لگا کر لوگوں کو خطاب کیا کرتے تھے' پس ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا میں آپ کو کوئی چیز نہ

Marfat.com

بنا دوں جس پر آپ بیٹھا کریں اور یوں معلوم ہوں کہ کھڑے ہیں؟ تو اس نے دو سیڑھیوں والا منبر بنایا اور تیسری سیڑھی پر آپ بیٹھا کرتے تھے' پس جب حضرت نبی کریم ﷺ منبر پر بیٹھے تو وہ بیل کی طرح ڈکارا اور اس کی آواز سے رسول اللہ ﷺ غمگین ہو گئے اور آپ منبر سے اتر کر اس کے پاس آئے اور اس سے چمٹ گئے اور وہ آواز دے رہا تھا' پس جب آپ اس سے چمٹ گئے تو وہ خاموش ہو گیا پھر آپ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر میں اس سے نہ چمٹتا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے غم کے باعث قیامت کے دن تک اسی طرح آواز نکالتا رہتا۔ پس رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اسے دفن کر دیا گیا۔ اور ترمذی نے اسے محمود بن غیلان سے بحوالہ عمر بن یونس روایت کیا ہے اور اس طریق سے اسے صحیح غریب کہا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

حافظ ابو بکر البزار اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ ہدبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے عن ثابت عن انس عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ کھجور کے ایک تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے اور جب منبر بن گیا تو آپ اس کی طرف چلے گئے تو تنے نے غم سے آواز نکالی تو رسول اللہ ﷺ نے آ کر اسے گود میں لے لیا تو وہ پر سکون ہو گیا اور آپ نے فرمایا اگر میں اسے گود میں نہ لیتا تو وہ قیامت کے دن تک غم سے آواز نکالتا رہتا' ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن خلاد عن بہر بن اسد عن حماد بن سلمہ عن ثابت عن انس' اور عن حماد عن عمار بن ابی عمار عن ابن عباسؓ روایت کیا ہے' یہ اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ المبارک نے حسن سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جمعہ کے روز خطبہ دیتے تو اپنی پشت ایک لکڑی کے ساتھ لگا لیا کرتے تھے اور جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا میرے لیے ایک منبر بناؤ۔ آپ کا مقصد ان کو بات سنانے کا تھا۔ پس آپ لکڑی کو چھوڑ کر منبر کی طرف آ گئے' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے لکڑی کو شدت غم سے سرگشتہ اور حیران آدمی کی طرح آواز کرتے سنا' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ مسلسل آواز نکالتی رہی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے اور اس کے پاس جا کر اسے گود میں لے لیا تو وہ پر سکون ہو گئی۔ احمد اس کے بیان میں متفرد ہیں اور ابو القاسم بغوی نے بھی اسے عن شیبان بن فروخ عن مبارک بن فضالہ عن الحسن عن انس روایت کیا ہے اور اس واقعہ کا ذکر کیا ہے اور اس میں اضافہ بھی کیا ہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جب اس حدیث کو بیان کیا تو رو پڑے پھر فرمایا اے بندگان خدا' خدا تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ ﷺ کو جو مقام حاصل ہے اس کی وجہ سے لکڑی آپ کے شوق میں آواز غم نکالتی ہے پس تم آپ کی ملاقات کے اشتیاق کے زیادہ حقدار ہو' اور حافظ ابو نعیم نے اسے ولید بن مسلم کی حدیث سے' سالم بن عبد اللہ خیاط سے بحوالہ حضرت انس بن مالک روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر بن خلاد نے ہم سے بیان کیا کہ حارث بن محمد ابی اسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ یعلی بن عباد نے ہم سے بیان کیا کہ الحکم نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک تنے کے پاس

Marfat.com

خطبہ دیا کرتے تھے پس جذعہ نے غم سے آواز نکالی تو آپ نے اسے گود میں لے لیا اور فرمایا اگر میں اسے گود میں نہ لیتا تو وہ قیامت کے دن تک آوازِ غم نکالتا رہتا۔

تیسری حدیث از حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد بن ایمن نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ ایک انصاری عورت نے کہا اس کا بیٹا بڑھئی تھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بیٹا بڑھئی ہے کیا میں اسے حکم دوں کہ وہ آپ کے لیے منبر بنا دے اور آپ اس پر خطبہ دیا کریں؟ آپ نے فرمایا' ہاں' راوی بیان کرتا ہے اس نے آپ کے لیے منبر بنایا اور جب جمعہ کا دن آیا تو آپ نے منبر پر خطبہ دیا' راوی بیان کرتا ہے' جس تنے پر آپ کھڑے ہوا کرتے تھے وہ بچے کی طرح روتا تھا' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ یہ ذکر کے نہ ہونے کی وجہ سے رویا ہے۔ احمد نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبدالواحد بن ایمن نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز' ایک درخت یا کھجور کے درخت کے پاس کھڑا ہوا کرتے تھے تو ایک انصاری عورت یا مرد نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے لیے منبر نہ بنا دیں؟ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو بنا دو' تو انہوں نے آپ کے لیے منبر بنا دیا اور جب جمعہ کا دن آیا تو آپ منبر کی طرف گئے تو کھجور کا درخت بچے کی طرح چلایا' پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتر کر اپنے ساتھ لگا لیا اور وہ اس بچے کی طرح رو رہا تھا جو پرسکون ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا یہ اس ذکر کی وجہ سے روتا ہے جو اس کے پاس ہوتا تھا اور یہ اسے سنا کرتا تھا۔

اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں کئی مقامات پر اسے عبدالواحد بن ایمن کی حدیث سے اس کے باپ ایمن حبشی مکی سے جو ابی عمرۃ مخزومی کا غلام تھا' بحوالہ جابر بیان کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ میرے بھائی نے سلیمان بن بلال سے بحوالہ یحییٰ بن سعید مجھ سے بیان کیا کہ حفص بن عبیداللہ بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ کھجور کے تنوں پر مسجد کی چھت ڈالی گئی تھی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو ایک تنے کے پاس کھڑے ہو جاتے' پس جب آپ کے لیے منبر بن گیا اور آپ اس پر کھڑے ہوئے تو ہم نے اس تنے کی آواز کو سنا جو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آواز کی طرح تھی' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ پرسکون ہو گیا' امام بخاری اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالمساور نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن اعمش عن ابی صالح ذکوان عن جابر بن عبداللہ اور عن ابی اسحاق عن کریب عن جابر ہم سے بیان کیا کہ مسجد میں ایک لکڑی تھی جس کے

Marfat.com

پاس رسول اللہ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے' لوگوں نے کہا اگر ہم تخت کی مانند آپ کے لیے منبر بنا دیں تو آپ اس پر کھڑا ہوا کریں' آپ اس پر کھڑے ہوئے تو لکڑی نے نرم رو اونٹنی کی طرح آواز نکالی تو حضور ﷺ نے آ کر اسے گود میں لے لیا اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ پرسکون ہوگئی' ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں میرا خیال ہے ہم نے اسے عن ابی عوانہ عن اعمش عن ابی صالح عن جابر اور عن ابی اسحاق عن کریب عن جابر اس واقعہ کو بیان کیا ہے جسے ابوالمسادر نے بحوالہ ابی عوانہ روایت کیا ہے۔ اور ہم سے اسے محمد بن عثمان بن کرامہ نے بیان کیا ہے' عبید اللہ بن موسیٰ نے عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن سعید بن ابی کریب عن جابر عن النبی ﷺ ہم سے اسی طرح بیان کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ سعید بن ابی کریب ہیں اور کریب غلط ہے اور وہ ابواسحاق کے سوا سعید بن ابی کریب سے روایت کرتے کسی کو نہیں جانتا' میں کہتا ہوں اس طریق سے انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی حالانکہ یہ جید طریق ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن ابی اسحاق عن سعید بن ابی کریب عن جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ ایک لکڑی کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پس جب آپ کے لیے منبر بنایا گیا تو اس نے ناقہ کی طرح آواز نکالی تو آپ نے اس کے پاس آ کر اس پر ہاتھ رکھا تو وہ پرسکون ہوگئی' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ محمد بن معمر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن کثیر نے عن زہری عن سعید بن المسیب عن جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ منبر بننے سے پہلے رسول اللہ ﷺ ایک تنے کے پاس کھڑا ہوا کرتے تھے جب منبر بن گیا تو تنے نے غم کی آواز نکالی' حتیٰ کہ ہم نے اس کی آواز سنی' پس رسول اللہ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہوگیا۔ البزار بیان کرتے ہیں' ہمیں معلوم نہیں کہ سلیمان بن کثیر کے سوا' کسی نے زہری سے اسے روایت کیا ہو' میں کہتا ہوں یہ اسناد جید ہے اور اس کے رجال' صحیح کی شرط کے مطابق ہیں اور اصحاب کتب ستہ میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا' اور حافظ ابونعیم نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق نے اسے عن معمر عن زہری ایک ایسے آدمی سے روایت کیا ہے جس کا نام اس نے جابر سے لیا ہے پھر اسے ابی عاصم بن علی کے طریق سے عن سلیمان بن کثیر عن یحییٰ بن سعید عن سعید بن المسیب عن جابر اسی طرح روایت کیا ہے' پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن خلاد نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن علی خراز نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن المسادر نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے عن اوزاعی عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن جابر ہم سے بیان کیا' کہ رسول اللہ ایک تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پس جب منبر بن گیا تو تنے نے غم کی آواز نکالی تو آپ نے اسے گود میں لے لیا تو وہ پرسکون ہوگیا اور فرمایا اگر میں اسے گود میں نہ لیتا تو وہ قیامت کے دن تک غم کی آواز نکالتا رہتا۔ پھر انہوں نے اسے ابوعوانہ کی حدیث سے عن اعمش عن ابی صالح عن جابر اور عن ابی اسحاق عن کریب عن جابر روایت کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج اور روح نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج نے ہم سے

Marfat.com

بیان کیا کہ ابوزبیر نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو مسجد کے ستونوں میں سے ایک کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا لیتے اور جب آپ کا منبر بن گیا اور آپ اس پر کھڑے ہوتے تو یہ ستون ناقہ کی آواز کی طرح غم سے حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ اہل مسجد نے اس آواز کو سنا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس آ کر اسے گلے لگا لیا تو وہ ستون پرسکون ہو گیا' روح بیان کرتے ہیں وہ خاموش ہو گیا۔ یہ اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی عدی نے عن سلیمان عن ابی نضرۃ عن جابر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کی جڑ پر کھڑا ہوا کرتے تھے یا کہا کہ تنے کے پاس کھڑا ہوا کرتے تھے' پھر آپ نے منبر بنایا۔ تو تنے نے غم کی آواز نکالی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حتیٰ کہ اہل مسجد نے اسے سنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس آ کر اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اگر آپ اس کے پاس نہ آتے تو وہ قیامت کے دن تک غم کی آواز نکالتا۔ یہ مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور صرف ابن ماجہ نے اسے عن بکیر بن خلف عن ابن عدی عن سلیمان التیمی عن ابی نضرۃ المنذر بن مالک بن قطعۃ العبدی النفری عن جابر روایت کیا ہے۔

چوتھی حدیث از حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے بحوالہ ابو حازم ہم سے بیان کیا کہ لوگوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس چیز کا تھا' آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگایا کرتے تھے اور خطبہ دے کر اس کے پاس نماز پڑھتے تھے' پس جب منبر بن گیا تو آپ اس پر چڑھے تو تنے نے غم کی آواز نکالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس آ کر اسے تسلی دی تو وہ پرسکون ہو گیا۔ اور اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے اور اس کا اسناد بھی ان کی شرط کے مطابق ہے اور اسحاق بن راہویہ اور ابن ابی فدیک نے بھی اسے عن عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے اور عبداللہ بن نافع اور ابن وہب نے اسے عن عبداللہ بن عمر عن ابن عباس بن سہل عن ابیہ روایت کیا ہے اور اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور ابن لہیعہ نے اسے عن عمارہ بن عرفہ عن ابن عباس بن سہل بن سعد عن ابیہ روایت کیا ہے۔

پانچویں حدیث از حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے عمار بن ابی عمار سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے ایک تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے' اور جب منبر بن گیا اور آپ اس کے پاس گئے تو اس نے شفقت سے آواز نکالی تو آپ نے آ کر اسے گود میں لے لیا اور وہ پرسکون ہو گیا' نیز آپ نے فرمایا اگر میں اسے گود میں نہ لیتا تو وہ قیامت کے دن تک غم کی آواز نکالتا۔ یہ اسناد مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور اسے صرف ابن ماجہ نے حماد

Marfat.com

بن سلمہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

چھٹی حدیث از حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن کثیر ابو غسان نے ہم سے بیان کیا کہ ابو حفص عمر بن العلاء نے جو ابو عمرو بن العلاء کا بھائی ہے۔ ہم سے بیان کیا کہ میں نے نافع کو بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے اور جب منبر بن گیا تو آپ اس کے پاس چلے گئے تو تنے نے غم کی آواز نکالی تو آپ نے آکر اس پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ عبدالحمید بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن عمر نے ہمیں بتایا کہ معاذ بن العلاء نے بحوالہ نافع اسے ہمارے پاس بیان کیا۔ اور ابو عاصم نے اسے عن ابن ابی داؤد عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے۔

بخاری نے بھی اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے عن عمرو بن علی الفلاس عن عثمان بن عمر و یحییٰ بن کثیر عن ابی غسان العنبری روایت کیا ہے اور ان دونوں نے معاذ بن العلاء سے اس کی روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے ہمارے شیخ ابو الحجاج المزی اپنی کتاب الاطراف میں بیان کرتے ہیں کہ علی بن نصر بن علی الجھضمی اور احمد بن خالد الخلال اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی نے اسے دوسروں میں عن عثمان بن عمر و عن معاذ بن العلاء روایت کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس عبدالحمید کو جس کا بخاری نے ذکر کیا ہے۔ عبد بن حمید کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ بخاری کے قول' عن ابی حفص اور یہ کہ اس کا نام عمرو بن العلاء ہے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ وہم ہے اور صحیح نام معاذ بن العلاء ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں بیان ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں یہ سب نسخوں میں لکھا ہوا نہیں اور نہ میں نے کلیتہً ان نسخوں میں اس کا نام لکھا دیکھا ہے جو ان سے لکھے گئے ہیں اور اس حدیث کو ابو نعیم نے عبداللہ بن رجاء کی حدیث سے عن عبیداللہ بن عمر اور ابو عاصم کی حدیث سے عن ابن ابی رواد' روایت کیا ہے اور ان دونوں نے نافع سے بحوالہ ابن عمر روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں تمیم الداری نے کہا کیا ہم آپ کے لیے منبر نہ بنا دیں اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین نے ہم سے بیان کیا کہ خلف نے ابو جناب یحییٰ بن ابی حیہ سے اس کے باپ سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ مسجد میں کھجور کے تنے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز یا جب آپ کسی معاملے میں لوگوں سے خطاب کرنا چاہتے' ٹیک لگایا کرتے تھے' لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے کھڑے ہونے کے لیے کوئی چیز نہ بنا دیں؟ فرمایا ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں تو انہوں نے آپ کے لیے تین سیڑھیوں والا منبر بنایا' راوی بیان کرتا ہے آپ اس پر بیٹھے تو تنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شفقت کے باعث بیل کی طرح ڈکارا تو آپ اس سے چمٹ گئے اور اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

Marfat.com

ساتویں حدیث از حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:

عبد بن حمید اللیثی بیان کرتے ہیں کہ علی بن عاصم نے الجریری سے بحوالہ ابی نضرۃ العبدی ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز ایک کھجور کے تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے اور وہ آپ کو دیکھنا پسند کرتے ہیں' اگر آپ اپنے کھڑے ہونے کے لیے منبر بنالیں تو لوگ آپ کو دیکھ سکیں گے' آپ نے فرمایا بہت اچھا' ہمارے لیے یہ منبر کون بنائے گا؟ ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا میں بناؤں گا آپ نے فرمایا تو اسے بنائے گا؟ اس نے جواب دیا ہاں' اور ان شاء اللہ نہ کہا' آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں' آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ' وہ بیٹھ گیا تو آپ نے دوبارہ فرمایا' ہمارے لیے یہ منبر کون بنائے گا؟ ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا میں بناؤں گا آپ نے فرمایا تو اسے بنائے گا؟ اس نے جواب دیا ہاں اور ان شاء اللہ نہ کہا' آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں' آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گیا تو آپ نے پھر فرمایا ہمارے لیے یہ منبر کون بنائے گا؟ ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا میں بناؤں گا آپ نے فرمایا تو اسے بنائے گا اس نے جواب دیا ہاں' اور ان شاء اللہ نہ کہا' آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں' آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ' وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا' ہمارے لیے یہ منبر کون بنائے گا' ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا میں بناؤں گا' آپ نے فرمایا تو اسے بنائے گا اس نے جواب دیا ہاں ان شاء اللہ' آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ابراہیم آپ نے فرمایا اسے بناؤ' جب جمعہ کا روز ہوا تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مسجد کے آخر میں اکٹھے ہوئے اور جب آپ منبر پر چڑھے اور اس پر اچھی طرح کھڑے ہوئے اور لوگوں کی طرف منہ کیا' تو کھجور کے تنے نے غم کی آواز نکالی حتیٰ کہ وہ مسجد کے آخر میں مجھے بھی سنائی دی' راوی بیان کرتا ہے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اسے گلے لگالیا اور آپ نے مسلسل اسے گلے سے لگائے رکھا یہاں تک کہ وہ پرسکون ہوگیا' پھر آپ منبر کی طرف واپس آئے اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اس تنے نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی وجہ سے آپ کے شوق میں آواز نکالی ہے' قسم بخدا! اگر میں اس کے پاس جا کر اسے گلے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت کے دن تک پرسکون نہ ہوتا' یہ اسناد' مسلم کی شرط کے مطابق ہے لیکن عبارت میں غرابت پائی جاتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

حافظ ابویعلی بیان کرتے ہیں کہ مسروق بن المرزبان نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے عن مجالد عن ابی الوداک خیر ابن نوف عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے کہ ایک رومی آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے لیے کوئی چیز بنادوں جب آپ اس پر بیٹھیں تو یوں معلوم ہوں کہ آپ کھڑے ہیں آپ نے فرمایا بہت اچھا' راوی بیان کرتا ہے اس نے آپ کے لیے منبر بنایا پس جب آپ اس پر بیٹھے تو لکڑی نے ایسے آواز نکالی جیسے ناقہ اپنے بچے پر شفقت کے لیے آواز نکالتی ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتر کر اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور جب دوسرا دن ہوا تو میں نے دیکھا کہ اسے کسی جگہ منتقل کر دیا گیا ہے' ہم نے کہا' یہ کیا؟ تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر

Marfat.com

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہا شام کو آئے تھے اور انہوں نے اسے کسی جگہ منتقل کر دیا ہے' یہ بھی اسی طرح غریب ہے۔

آٹھویں حدیث از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

حافظ نے اسے علی بن احمد الحوار کی حدیث سے قبیصہ عن حبان بن علی عن صالح بن حبان عن عبداللہ بن بریدہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے اور حدیث کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ تنے کو دنیا اور آخرت کے درمیان انتخاب کا اختیار دیا گیا تو اس نے آخرت کو پسند کیا اور زمین میں دھنس گیا حتیٰ کہ غائب ہو گیا اور اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ کہاں گیا' یہ حدیث اسناد اور متن کے لحاظ سے غریب ہے۔

نویں حدیث از حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

ابونعیم نے قاضی شریک اور عمرو بن ابی قیس اور معلیٰ بن ہلال کے طریق سے روایت کی ہے اور ان تینوں نے عن عمار الذہبی عن ابی سلمہ بن عبدالرحمان عن ام سلمہؓ روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگایا کرتے تھے تو آپ کے لیے ایک تخت یا منبر بنایا گیا اور جب اس نے آپ کو کھو دیا تو اس نے بیل کی طرح ڈکارا یہاں تک کہ اہل مسجد نے آواز سنی' رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے تو وہ پرسکون ہو گئی یہ الفاظ شریک کے ہیں اور معلیٰ بن ہلال کی روایت میں ہے کہ وہ ایک درخت کی لکڑی تھی جو کھجور کے مشابہ ہوتا ہے یہ اسناد جید ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور امام احمد اور نسائی نے عمار الذہبی کی حدیث سے عن ابی سلمہ عن ام سلمہؓ روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے منبر کے پائے جنت کے ایک گوشے میں ہیں' اور نسائی نے اسی طرح اس اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان' جنت کا ایک باغ ہے۔

یہ طرق ان وجوہ سے اس فن کے آئمہ کے نزدیک اس واقعہ ہونے کے متعلق یقین کا افادہ کرتے ہیں اور اسی طرح جو شخص ان میں غور و فکر کرے گا اور ان کو گہری نظر سے دیکھے گا اور احوال رجال کی معرفت میں سوچ و بچار کرے گا وہ بھی ان کی قطعیت کا فیصلہ دے گا۔ حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابواحمد بن ابی الحسن نے مجھے خبر دی کہ عبدالرحمان بن محمد بن ادریس رازی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ یعنی ابوحاتم رازی نے بیان کیا کہ عمرو بن سواد کہتے ہیں کہ مجھے شافعی نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جو کچھ دیا ہے وہ کسی نبی کو نہیں دیا' میں نے انہیں کہا اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ دیا اور محمد ﷺ کو اس تنے کا معجزہ دیا جس کے پہلو میں آپ خطبہ دیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے لیے منبر تیار ہو گیا' پس جب آپ کے لیے منبر تیار ہو گیا تو تنے نے غم کی آواز نکالی' حتیٰ کہ اس کی آواز کو سنا گیا اور یہ اس سے بڑا معجزہ ہے۔

Marfat.com

باب:

آپ کے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیح کرنا

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ الکدیمی نے ہم سے بیان کیا کہ قریش بن انس نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن ابی الاخضر نے زہری سے بحوالہ ایک شخص کے جسے سوید ابن یزید سلمی کہا جاتا تھا ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوذر کو بیان کرتے سنا کہ ایک چیز کے دیکھنے کے بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرتا ہوں' میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوتوں کی جستجو کیا کرتا تھا' ایک دن میں نے آپ کو اکیلے بیٹھے دیکھا تو میں نے آپ کی خلوت کو غنیمت جانا اور آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ کو سلام کہا اور آپ کی دائیں جانب آ کر بیٹھ گئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر سلام کہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دائیں جانب بیٹھ گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آ کر سلام کہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دائیں جانب بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سات سنگریزے پڑے تھے یا بیان کیا کہ نو سنگریزے پڑے تھے آپ نے ان کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تو وہ تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز کو سنا جو شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی پھر آپ نے انہیں نیچے رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئے پھر آپ نے انہیں لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز کو سنا جو شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی' پھر آپ نے انہیں نیچے رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئے پھر آپ نے انہیں لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز کو سنا جو شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی' پھر آپ نے انہیں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز کو سنا جو شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی پھر آپ نے انہیں نیچے رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خلافت نبوت ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح محمد بن بشار نے اسے قریش بن انس سے بحوالہ صالح بن ابی الاخضر روایت کیا ہے' اور صالح' حافظ نہ تھا اور ابوحمزہ سے بحوالہ زہری محفوظ ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ولید بن سوید نے اس حدیث کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ الذہلی نے الزہریات میں جن میں زہری کی احادیث جمع کی گئی ہیں' بیان کیا ہے کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ولید بن سعید نے بیان کیا کہ بنی سلیم کے ایک عمر رسیدہ آدمی نے جس نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں ملاقات کی بیان کیا کہ ایک وہ مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی مجلس میں موجود تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر چھڑ گیا اور سلمی کہنے لگا کہ حضرت ابوذرؓ کے دل میں اس وجہ سے حضرت عثمانؓ کے متعلق ناراضگی پائی جاتی تھی کہ انہوں نے آپ کو ربذہ میں اتارا تھا' پس جب آپ کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو اہل علم نے آپ کو تعریض کی اور وہ خیال کرتے تھے کہ ان کے دل میں آپ کے متعلق ناراضگی پائی جاتی ہے پس جب اس

Marfat.com

نے آپ کا ذکر کیا تو آپ نے کہا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھی باتیں کرو' میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ کا ایک ایسا منظر دیکھا ہے جسے میں موت تک فراموش نہیں کر سکتا میں ایسا شخص تھا جو حضور علیہ السلام کی خلوتوں کی جستجو میں رہتا تھا تا کہ آپ کی باتیں سنوں یا آپ سے کچھ سیکھوں' ایک روز میں دوپہر کو نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر جا چکے ہیں' میں نے خادم سے آپ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ آپ گھر میں ہیں' میں آپ کے پاس آیا تو آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس کوئی آدمی نہ تھا اور اس وقت مجھے یوں معلوم ہوا کہ آپ حالت وحی میں ہیں' میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے سلام کا جواب دیا' پھر فرمایا' تجھے کون لایا ہے؟ میں نے کہا مجھے اللہ اور اس کے رسول لائے ہیں تو آپ نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا اور میں آپ کے پہلو میں بیٹھ گیا' نہ میں نے آپ سے کچھ پوچھا اور نہ آپ نے مجھ سے کچھ بیان کیا' میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تیزی سے چلتے ہوئے آئے اور آپ کو سلام کہا اور آپ نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا تجھے کون لایا ہے؟ انہوں نے کہا مجھے اللہ اور اس کا رسولؐ لائے ہیں تو آپ نے اپنے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے آپ کے اور اس ٹیلے کے درمیان ایک راستہ تھا اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ٹک کر بیٹھ گئے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ میرے دائیں پہلو میں بیٹھ گئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بھی ایسے ہی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اسی طرح فرمایا اور وہ بھی اس ٹیلے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کہا اور آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا تجھے کون لایا ہے؟ انہوں نے کہا مجھے اللہ اور اس کا رسول لائے ہیں' آپ نے اپنے ہاتھ سے انہیں اشارہ کیا تو وہ بھی ٹیلے کے پاس بیٹھ گئے پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات کی جس کی پہلے حصے کو میں نہیں سمجھ سکا' ہاں آپ نے فرمایا' کم ہی باقی رہیں گے' پھر آپ نے سات یا نو یا اس کے قریب سنگریزے لیے تو وہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ان کی آواز' شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی گئی' پھر آپ نے وہ سنگریزے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیئے اور وہ مجھ سے آگے بڑھ گئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اسی طرح تسبیح کی جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کی تھی پھر آپ نے انہیں ان سے لے کر زمین پر رکھا تو وہ خاموش ہو گئے اور سنگریزے بن گئے پھر آپ نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں اسی طرح تسبیح کی جیسے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں کی تھی' پھر آپ نے انہیں لے کر زمین پر رکھا تو وہ خاموش ہو گئے پھر آپ نے انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں اسی طرح تسبیح کی جیسے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں کی تھی پھر آپ نے انہیں لے کر زمین پر رکھا تو وہ خاموش ہو گئے۔ حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ صالح بن الاخضر نے اسے زہری سے روایت کیا ہے اور ایک آدمی سے جسے سوید بن یزید سلمی کہا جاتا تھا بیان کیا ہے' اور شعیب کا قول اصح ہے۔

اور ابونعیم' کتاب دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ داؤد بن ابی ہند نے عن الولید بن عبدالرحمٰن الجرشی عن جبیر بن نفیر عن ابی ذر اسی طرح روایت کیا ہے اور شہر بن حوشب اور سعید بن المسیب نے اسے ابوسعید سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس میں

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم طعام کی تسبیح بھی سنا کرتے تھے جب وہ کھایا جاتا تھا۔

اس بارے میں ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی نے عبداللہ بن عثمان بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابو امی مالک بن حمزہ بن ابی اسید الساعدی نے عن ابیہ عن جدہ اسید الساعدی نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا اے ابوالفضل جب تک میں تمہارے پاس نہ آؤں کل تم اور تمہارے بیٹے اپنے گھر کا قصد نہ کریں مجھے تم سے کوئی کام ہے' پس انہوں نے آپ کا انتظار کیا یہاں تک کہ آپ چاشت کے بعد آئے' اور ان کے پاس جا کر السلام علیکم کہا اور انہوں نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کہا' آپ نے فرمایا تم نے کیسے صبح کی؟ انہوں نے کہا ہم نے خیریت سے صبح کی اور ہم اللہ کے شکر گذار ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے کیسے صبح کی؟ آپ نے فرمایا' میں نے خیریت سے صبح کی اور میں اللہ کا شکر گذار ہوں آپ نے انہیں فرمایا' قریب ہو جاؤ قریب ہو جاؤ' تم ایک دوسرے کی طرف بڑھو گے اور جب انہوں نے آپ کو اختیار دیا تو آپ نے انہیں اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور فرمایا اے میرے رب! یہ میرا چچا اور میرے باپ کا سگا بھائی ہے اور یہ میرے اہل بیت ہیں' انہیں آگ سے ایسے چھپا جس طرح میں نے انہیں اپنی اس چادر میں چھپایا ہے نیز فرمایا کہ دروازے کی چوکھٹوں اور بیت اللہ کی دیواروں نے آمین آمین کہا' اور ابوعبداللہ بن ماجہ نے اسے اپنے سنن میں اختصار کے ساتھ عن ابی اسحاق ابراہیم بن عبداللہ بن حاتم الہروی عن عبداللہ بن عثمان بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص الوقاصی الزہری روایت کیا ہے اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے اور ابن معین نے کہا ہے کہ میں اسے نہیں جانتا اور ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ نگی حدیث روایت کرتا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن طہمان نے ہم سے بیان کیا کہ سماک بن حرب نے بحوالہ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میرے مبعوث ہونے سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا' میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔

مسلم نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بحوالہ یحییٰ بن بکیر روایت کیا ہے اور ابوداؤد طیالسی نے اسے سلیمان بن معاذ سے بحوالہ سماک روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عباد بن یعقوب کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن ابی ثور نے عن السدی عن عباد بن ابی یزید عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا اور ہم مکہ کی ایک جانب باہر نکلے تو جو پہاڑ اور درخت آپ کے سامنے آیا اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہو' پھر امام ترمذی کہتے ہیں

Marfat.com

یہ حدیث حسن غریب ہے اور ولید بن ثور سے اسے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے اور وہ عیاد بن ابی یزید سے بیان کرتے ہیں کہ ان میں فروۃ بن ابی الفراء بھی شامل ہے اور ابونعیم نے اسے زیاد بن خثیمہ کی حدیث سے عن السدی عن ابی عمارہ الحیوانی عن علی روایت کیا ہے اور قبل ازیں ہم المبعث میں بیان کر چکے ہیں کہ جب آپ پر وحی ہوئی اور آپ واپس لوٹے تو آپ جس پتھر' درخت اور گاؤں کے پاس سے گذرتے وہ آپ سے کہتا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہو' اور ہم نے جنگ بدر اور جنگ حنین میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اس مٹھی سے مٹی پھینکی اور اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ صادقانہ حملے سے اس کا پیچھا کریں تو اس کے بعد انہیں جلد فتح و ظفر اور تائید حاصل ہو گی اور جنگ بدر کے صیاق میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال میں فرمایا ہے ﴿وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ اور جب تو نے مٹھی بھر مٹی پھینکی تو تو نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی اور غزوہ حنین میں ہم نے اس کا ذکر حدیث میں اسانید و الفاظ کے ساتھ کیا ہے جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

ایک اور حدیث:

ہم نے غزوہ فتح میں بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد الحرام میں داخل ہوئے تو آپ نے کعبہ کے ارد گرد بتوں کو دیکھا تو آپ انہیں اپنے ہاتھ کی چھڑی سے مارتے جاتے اور کہتے ﴿قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ ﴿قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ جونہی آپ کسی بت کی طرف اشارہ کرتے وہ اپنی گدی کے بل گر پڑتا' اور ایک روایت میں ہے کہ گر پڑتا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن الحسن القاضی نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ بحر بن نصر اور احمد بن عیسیٰ لخمی نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے بحوالہ ابن شہاب ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے بتایا آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو میں ایک سرخ پردے میں چھپی ہوئی تھی آپ نے اسے کھینچ کر پھاڑ دیا پھر فرمایا' قیامت کے روز' ان لوگوں کو شدید ترین عذاب ہو گا جو اللہ کی مخلوق کی مانند چیزیں بناتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ڈھال لائے جس میں عقاب کی تصویر تھی آپ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مٹا دیا۔

Marfat.com

باب:

حیوانات سے تعلق رکھنے والے دلائل نبوت

بدکنے والے اونٹ اور اس کے آپ کو سجدہ کرنے' نیز آپ کے پاس شکایت کرنے کا واقعہ:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حسین نے ہم سے بیان کیا کہ خلف بن خلیفہ نے' عن حفص ابن عمر عن عمہ انس بن مالک ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے ایک گھرانے کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر وہ پانی لاتے تھے اس نے ان کے لیے دشواری پیدا کر دی اور ان کو اپنے پر سوار ہونے سے روک دیا' انصار نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا' ہمارا ایک اونٹ ہے جس پر ہم پانی لاتے ہیں' اس نے ہمارے لیے دشواری پیدا کر دی ہے اور وہ ہمیں سوار بھی نہیں ہونے دیتا اور کھیتی اور کھجور کے درخت پیاسے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھ کھڑے ہو وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ باغ کے اندر چلے گئے اور اونٹ اس کی ایک جانب تھا' حضرت نبی کریم ﷺ اس کی طرف چلے' تو انصار نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ یہ کتے کی طرح ہو گیا ہے' ہمیں خدشہ ہے کہ وہ آپ پر حملہ کر دے گا' آپ نے فرمایا مجھے اس کی طرف سے کوئی خوف نہیں' پس جب اونٹ نے' رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو وہ آپ کی طرف آیا اور آپ کے سامنے سجدہ میں گر گیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کی پیشانی کے بال پکڑ لیے تو وہ ایسا مطیع ہوا کہ کبھی اتنا مطیع نہ ہوا تھا یہاں تک کہ آپ نے اس کو کام میں لگا لیا' آپ کے اصحاب نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ لایعقل چوپایہ ہے جو آپ کو سجدہ کرتا ہے اور ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں تو آپ نے فرمایا' بشر کے لیے مناسب نہیں کہ وہ بشر کو سجدہ کرے' اور اگر بشر کے لیے بشر کو سجدہ کرنا مناسب ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو اس کے عظیم حق کی وجہ سے جو اس پر واجب ہے' سجدہ کرے' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر اس کے قدم سے لے کر سر تک کی مانگ تک پھوڑے ہوں جن سے پیپ اور کچلہو بہتا ہو پھر وہ اس سے ملے اور اسے زبان سے چاٹے تو بھی اس نے اس کا حق ادا نہیں کیا' یہ اسناد جید ہے اور نسائی نے اس کا کچھ حصہ خلف بن خلیفہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ مصعب بن سلام نے ہم سے بیان کیا اور میں نے دو بارا سے اپنے باپ سے سنا ہے کہ اجلح نے الذیال بن حرملہ سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر سے واپس آئے اور جب ہم بنی نجار کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اونٹ ہے جو باغ میں داخل ہونے والے ہر آدمی پر حملہ کر دیتا ہے' راوی بیان کرتا ہے انہوں نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ باغ میں آئے اور اونٹ کو بلایا تو وہ زمین پر اپنا ہونٹ رکھے ہوئے آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نکیل لاؤ تو آپ نے اسے نکیل ڈال کر اسے اس کے مالک کو دے دیا۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' زمین و آسمان کی ہر چیز' نافرمان جنوں اور انسانوں کے سوا' جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں امام احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور ابھی یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق سے ایک دوسری عبارت کے ساتھ بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

حافظ ابوالقاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ بشر بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن مہران خالد الجبار کے بھائی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے عن اجلح عن الذیال بن حرملہ عن ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا ایک اونٹ باغ میں بدک گیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس آ کر کہا' تو وہ اپنا سر جھکائے ہوئے آیا تو آپ نے اسے نکیل ڈال کر اس کے مالکوں کے حوالے کر دیا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گویا اسے علم ہے کہ آپ نبی ہیں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دو سیاہ پہاڑوں کے درمیان کفار جنوں اور انسانوں کے سوا' ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ یہ حدیث اس طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہت غریب ہے اور امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس کی مانند ہے' ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اجلح نے اسے عن الذیال عن جابر اور عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی روایت کیا ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق:

حافظ ابوالقاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ عباس بن فضل اسفاطی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عون الزیادی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحمزۃ الدباغ نے عن ابی یزید المدینی عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ ایک انصاری کے پاس دو سانڈ تھے جو مست گئے تو اس نے ان دونوں کو باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ کو بلانا چاہا اور آپ کے پاس انصار کی ایک جماعت بیٹھی تھی اس نے کہا اے اللہ کے نبی' میں ایک کام کے لیے آیا ہوں میرے دو سانڈ مست گئے ہیں اور میں نے ان کو باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا ہے' میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو میرے لیے مسخر کر دے آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ہمارے ساتھ چلو' پس آپ دروازے پر آئے تو فرمایا اسے کھول دو' تو اس آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خوف پیدا ہو گیا تو آپ نے فرمایا' دروازہ کھول دو' اس نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سانڈ دروازے کے قریب ہے جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' تو اس نے آپ کو سجدہ کیا' آپؐ نے فرمایا کوئی چیز لاؤ میں اس کا سر باندھ دوں اور تجھے اس پر قابو دے دوں' پس وہ نکیل لایا تو آپ نے اس کے سر کو باندھ کر اسے اس پر قابو دے دیا پھر آپؐ باغ کے دورترین کونے کی طرف دوسرے سانڈ کے پاس چل کر گئے تو اس نے جب آپ کو دیکھا تو وہ آپ کے لیے سجدہ میں گر گیا تو آپ نے اس آدمی سے فرمایا مجھے کوئی چیز دو' میں اس کے سر کو باندھ دوں پس آپ نے اسؐ کے سر کو باندھ کر اسے اس پر قابو دے دیا اور فرمایا چلے جاؤ یہ دونوں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے یہ واقعہ دیکھا تو وہ کہنے لگے' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو سانڈوں نے آپ کو سجدہ کیا ہے کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں؟ میں کسی کو سجدہ کرنے

Marfat.com

کا حکم نہیں دوں گا اور اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ یہ اسناد غریب ہے اور متن بھی غریب ہے۔ اور فقیہ ابو محمد عبداللہ بن حامد نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اسے عن احمد بن حمدان السحری عن عمر بن محمد بن بجیر البجتری عن بشر بن آدم عن محمد بن عون ابی عون الزیادی' روایت کیا ہے اور اسی طرح انہوں نے اسے مکی بن ابراہیم کے طریق سے عن قائد ابی الورقاء عن عبداللہ بن ابی اوفی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

ابو محمد عبداللہ بن حامد الفقیہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن حمدان نے ہمیں بتایا کہ عمر بن محمد بن بجیر نے ہمیں خبر دی کہ یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے' عن یحییٰ بن عبیداللہ عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک طرف کو گئے تو ایک باغ کے نزدیک چلے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ہم ایک اونٹ کے نرغے میں ہیں' پس جب اونٹ آیا تو اس نے سر اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے اپنی گردن زمین پر ڈال دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا' ہم اس چوپائے کی نسبت آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں تو آپ نے فرمایا' سبحان اللہ' کیا اللہ کے سوا کسی کو سجدہ ہو سکتا ہے؟ کسی کو روا نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے اور اگر میں کسی کو خدا تعالیٰ کے سوا' کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن جعفر کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ مہدی بن میمون نے عن محمد بن ابی یعقوب عن الحسن بن سعد عن عبداللہ بن جعفر ہم سے بیان کیا اور بہز اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ابی یعقوب نے' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے غلام حسن بن سعد سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت میں کھجور کے گھنے درختوں کی اوٹ کو پسند کرتے تھے' ایک روز آپ انصار کے ایک باغ میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اونٹ آپ کے پاس آ کر بلبلایا اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور بہز اور عفان بیان کرتے ہیں کہ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے غمزدہ آواز نکالی اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پشت اور کنپٹیوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا آپ نے فرمایا اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو ایک انصاری نوجوان نے آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا اونٹ ہے' آپ نے فرمایا کیا تو اس چوپائے کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے اس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور اس سے مسلسل مشقت لیتا ہے' اور مسلم نے اسے مہدی بن میمون کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن علی بن زید عن سعید بن المسیب عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار و مہاجرین کی ایک جماعت میں تھے کہ ایک اونٹ نے آ کر آپ کو سجدہ کیا تو آپ کے اصحاب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں اور ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ

Marfat.com

سزاوار ہیں آپ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا اکرام کرو اور اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور اگر وہ اسے حکم دے کہ وہ جبل اصغر سے چل کر جبل اسود تک جائے اور جبل اسود سے جبل ابیض تک جائے تو اسے ایسے ہی کرنا چاہیے۔ یہ اسناد سنن کی شرط کے مطابق ہے اور ابن ماجہ نے اسے عن ابوبکر بن ابی شیبہ عن عفان عن حماد روایت کیا ہے کہ اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ الی آخرہ

یعلی بن مرۃ ثقفی کی روایت' یا یہ کوئی دوسرا واقعہ ہے:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ خزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن عاصم بن بہدلہ عن حسین عن ابی جیدہ عن یعلی بن سیابہ ہم سے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ نے قضائے حاجت کا ارادہ کیا تو آپ نے کھجور کے دو چھوٹے پودوں کو حکم دیا تو وہ ایک دوسرے سے مل گئے پھر آپ نے حکم دیا تو وہ دونوں اپنے اپنے اُگنے کے مقام پر واپس چلے گئے اور ایک اونٹ آ کر زمین پر بیٹھ گیا اور بلبلانے لگا حتیٰ کہ اس کا ارد گرد بھی متاثر ہو گیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ اس کا خیال ہے کہ اس کا مالک اسے ذبح کرنا چاہتا ہے' تو آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کیا تو اسے بخشتا ہے؟ اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی مال اس سے محبوب تر نہیں تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق حسن سلوک کا حکم دے' تو اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ بلاشبہ مجھے اس سے کوئی مال عزیز نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ ایک قبر کے پاس آئے جس میں صاحب قبر کو عذاب ہو رہا تھا آپ نے فرمایا' بلاشبہ اسے ایک چھوٹے گناہ کے باعث عذاب ہو رہا ہے' پس آپ کے حکم سے کھجور کی ایک تر شاخ اس کی قبر پر رکھی گئی اور آپؐ نے فرمایا' امید ہے کہ جب تک یہ تر رہے گی اس کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔

یعلی بن مرۃ ثقفی سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن عطاء بن السائب عن عبداللہ بن جعفر عن یعلی بن مرۃ ثقفی ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تین باتیں رسول اللہ ﷺ سے دیکھی ہیں' ایک دفعہ ہم آپ کے ساتھ سفر میں تھے کہ ہم ایک اونٹ کے پاس سے گذرے جس پر پانی لایا جاتا تھا' جب اونٹ نے آپ کو دیکھا تو بلبلایا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی' رسول کریم ﷺ نے اس کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا' اس اونٹ کا مالک کہاں ہے' وہ آیا تو آپ نے فرمایا اسے میرے پاس فروخت کر دو' اس نے کہا' نہیں' میں اسے آپ کو بخشتا ہوں' آپؐ نے فرمایا نہیں' بلکہ اسے میرے پاس فروخت کر دو اس نے کہا نہیں ہم اسے آپ کو بخشتے ہیں یہ ایسے گھرانے کا اونٹ ہے جس کی گذران اسی پر ہے' آپ نے فرمایا جب تو نے اس کی اس بات کا ذکر کیا تو اس نے زیادہ کام لینے اور کم چارا دینے کی شکایت کی' پس اس سے اچھا سلوک کرو۔

راوی بیان کرتا ہے پھر ہم چل پڑے اور ایک منزل پر اترے تو رسول اللہ ﷺ سو گئے اور ایک درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آیا حتیٰ کہ اس نے آپ کو ڈھانپ لیا' پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' جب آپ بیدار ہوئے تو آپ سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو آپ

Marfat.com

نے فرمایا اس درخت نے اپنے رب سے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہنے کی اجازت لی تو اس نے اسے اجازت دے دی۔

راوی بیان کرتا ہے پھر ہم چل پڑے تو ہم ایک پانی کے پاس سے گذرے تو ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر آئی جسے جنون تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے نتھنے کو پکڑا اور فرمایا نکل جا' میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں' راوی بیان کرتا ہے پھر ہم چل پڑے اور جب ہم اپنے سفر سے واپس آئے تو ہم اس پانی کے پاس سے گذرے تو وہ عورت آپ کے پاس بکری اور دودھ لائی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ بکری کو واپس لے جائے اور آپ کے حکم سے آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دودھ پی لیا اور آپ نے اس سے بچے کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے آپ کے بعد ہم نے اس کی مصیبت نہیں دیکھی۔

یعلی بن مرۃ ثقفی سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن حکیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمان بن عبدالعزیز نے بحوالہ یعلی بن مرۃ مجھے بتایا کہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی تین ایسی باتیں دیکھی ہیں جنہیں مجھ سے قبل کسی نے نہیں دیکھا اور نہ انہیں میرے بعد کوئی دیکھے گا' میں آپ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں گیا اور ابھی ہم راستے ہی میں تھے کہ ہمارا گذر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا' اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ' اس بچے کو مصیبت نے آلیا ہے اور ہم اس بچے کی وجہ سے مصیبت میں ہیں' مجھے معلوم نہیں دن میں کتنی مرتبہ اسے جادو ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا' اسے مجھے دو اس نے اسے آپ کی طرف اٹھایا اور اسے آپ کے اور پالان کے اگلے حصے کے درمیان رکھ دیا پھر آپ نے اس کے منہ کو کھولا اور تین بار اس میں تھوکا اور فرمایا' بسم اللہ میں اللہ کا بندہ ہوں' اللہ کے دشمن ذلیل ہو جا پھر آپ نے بچہ اسے دے دیا اور فرمایا' واپسی پر ہمیں اسی جگہ ملنا اور بتانا کہ کیا ہوا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے ہم چلے گئے اور واپس آئے تو ہم نے اس عورت کو اس جگہ پر دیکھا اس کے ساتھ تین بکریاں بھی تھیں' آپ نے فرمایا' تیرے بچے نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم نے اس وقت تک اس سے کوئی چیز محسوس نہیں کی ان بکریوں کو لے جایئے' آپؐ نے فرمایا' اُتر کر ان سے ایک بکری لے لو اور بقیہ کو واپس کر دو' راوی بیان کرتا ہے ایک روز میں صحرا کی طرف گیا اور جب ہم میدان میں گئے تو آپ نے فرمایا' تیرا برا ہو کیا تو کوئی چیز دیکھتا ہے جو مجھے چھپا لے' میں نے کہا' میں آپ کو چھپانے والی کوئی چیز نہیں دیکھتا ہاں ایک درخت ہے جو میرے خیال میں آپ کو نہیں چھپا سکتا' آپ نے فرمایا اس کے قریب کیا ہے؟ میں نے کہا اسی طرح کا ایک درخت ہے یا اس کے قریب ہے آپ نے فرمایا ان دونوں کے پاس جا کر کہہ اللہ تعالیٰ کا رسول تم دونوں کو حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کے حکم سے اکٹھے ہو جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ دونوں اکٹھے ہو گئے اور آپؐ اپنی حاجت کے لیے گئے پھر واپس آ گئے اور فرمایا ان دونوں کے پاس جا کر کہو کہ اللہ کا رسول تم دونوں کو حکم دیتا ہے کہ تم دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ واپس چلا جائے تو وہ واپس چلے گئے۔

راوی بیان کرتا ہے ایک روز میں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عمدہ اونٹ آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا پھر اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں آپ نے فرمایا' تیرا برا ہو دیکھ یہ کس کا اونٹ ہے اس کا ایک کام ہے' راوی بیان کرتا ہے' میں اس کے مالک

Marfat.com

کی تلاش میں نکلا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ ایک انصاری کا اونٹ ہے میں اسے آپ کے پاس بلا لایا تو آپ نے فرمایا تمہارے اس اونٹ کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کیا معاملہ ہے؟ قسم بخدا! مجھے معلوم نہیں اس کا کیا معاملہ ہے ہم اس سے محنت لیتے ہیں اور پانی لاتے ہیں اب یہ پانی پلانے سے عاجز ہو چکا ہے اور ہم نے شام کو اس کے ذبح کرنے اور اس کے گوشت کو تقسیم کرنے کا مشورہ کیا تھا' آپ نے فرمایا ایسا نہ کرنا' اسے مجھے بخش دو یا میرے پاس فروخت کر دو' اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کا ہوا تو آپ نے اسے صدقہ کا نشان لگایا اور پھر اسے بھیج دیا'

یعلی بن مرۃ ثقفی سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا' کہ اعمش بن منہال نے عن عمرو عن یعلی بن مرۃ عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت اپنے بیٹے کے ساتھ آپ کے پاس آئی جسے جنون ہو گیا تھا تو آپ نے فرمایا' دشمن خدا نکل جا' میں اللہ کا رسول ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ٹھیک ہو گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے دو مینڈھے اور کچھ پنیر اور گھی آپ کو ہدیۃً دیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پنیر' گھی اور ایک مینڈھا لے لو اور دوسرا مینڈھا اسے واپس کر دو' پھر اس نے دو درختوں کا واقعہ بیان کیا ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے' احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے' عن حبیب بن ابی عمرۃ عن المنہال بن عمرو عن یعلی' ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' میرا خیال ہے کہ جو کچھ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دیکھا ہے اس سے کسی نے کم ہی دیکھا ہوگا پھر انہوں نے بچے اور دو کھجور کے درختوں اور اونٹ کو حکم دینے کا واقعہ بیان کیا ہے ہاں یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا' کیا وجہ ہے کہ تمہارا اونٹ تمہاری شکایت کرتا ہے؟ اس کا خیال ہے کہ تو اس پر پانی لاتا رہا ہے اور جب وہ بوڑھا ہو گیا ہے تو تو اسے ذبح کرنا چاہتا ہے' اس نے کہا آپ نے درست فرمایا ہے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں نے یہ ارادہ کیا تھا اور اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں اب ایسا نہیں کروں گا۔

یعلی بن مرۃ ثقفی سے ایک اور طریق:

بیہقی نے حاکم وغیرہ سے بحوالہ اصم روایت کی ہے کہ عباس بن محمد الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ حمدان بن اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ یزید نے عن عمرو بن عبداللہ بن یعلی بن مرۃ عن ابیہ عن جدہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین ایسی باتیں دیکھی ہیں جنہیں مجھ سے قبل کسی نے نہیں دیکھا' میں آپ کے ساتھ مکہ کے راستے پر آ رہا تھا کہ آپ ایک عورت کے پاس سے گزرے جس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا جسے جنون تھا' میں نے اس سے سخت جنون نہیں دیکھا اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے اس بیٹے کی حالت دیکھ ہی رہے ہیں آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں اس کے لیے دعا کر دوں' پس آپ نے اس کے لیے دعا کی' پھر چلے گئے اور ایک بد کے ہوئے اونٹ کے پاس سے گزرے جو بلبلا رہا تھا' آپ نے فرمایا اس اونٹ کے مالک کو میرے پاس لاؤ' اسے لایا گیا تو آپ نے فرمایا' یہ کہتا ہے میں نے ان کے ہاں بچے دیئے اور انہوں نے مجھ سے کام لیا اور جب میں ان کے ہاں بوڑھا ہو گیا تو انہوں نے مجھے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے پھر آپ چلے گئے اور دو درختوں کو دیکھا جو الگ الگ تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا' ان دونوں کو جا کر حکم

Marfat.com

دو کہ وہ میرے لیے اکٹھے ہو جائیں راوی بیان کرتا ہے وہ دونوں اکٹھے ہو گئے اور آپ نے قضائے حاجت کی' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ چلے گئے اور جب واپس لوٹے تو بچے کے پاس سے گذرے جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا' اور اسے جو تکلیف تھی وہ جا چکی تھی اور اس کی ماں نے مینڈھے تیار کیے اور آپ کو دو مینڈھے ہدیتہً دیئے اور کہا اسے دوبارہ جنون نہیں ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کافر انسانوں اور جنوں یا فاسق انسانوں اور جنوں کے سوا' ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ یہ طرق جید اور متعدد ہیں جو تبحرین کے نزدیک ظن غالب اور یقین کا افادہ کرتے ہیں کہ یعلی بن مرۃ نے فی الجملہ اس واقعہ کو بیان کیا ہے' ان سب کے بیان میں اصحاب کتب ستہ کے سوا' امام احمد متفرد ہیں اور ان میں سے ابن ماجہ کے سوا' کسی نے کچھ روایت نہیں کیا' انہوں نے عن یعقوب بن حمید بن کاسب عن یحییٰ بن سلیم عن خیثم عن یونس بن خباب عن یعلی بن مرۃ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لیے جاتے تو دور جاتے' اور حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اونٹ کی حدیث کو بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اس کے طرق بہت سے ہیں پھر انہوں نے عبداللہ بن قرط یمانی کی حدیث کو بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چھ اونٹ لائے گئے اور وہ آپ کے قریب ہونے لگے کہ آپ ان میں سے کسی سے آغاز کریں' اور قبل ازیں میں حجۃ الوداع میں حدیث کو بیان کر چکا ہوں' میں کہتا ہوں کہ پہلے ہم حضرت جابر بن عبداللہ کے حوالے سے دو درختوں کا واقعہ بیان کر چکے ہیں اور ابھی ہم نے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے اونٹ کی حدیث کو بیان کیا ہے لیکن ایسی عبارت کے ساتھ جو کوئی دیگر واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

اور عنقریب اس بچے کی حدیث دیگر طرق سے بیان ہوگی جسے مرگی ہو جاتی تھی اور آپ نے اس کے لیے دعا کی اور وہ اسی وقت صحت یاب ہو گیا' اور حافظ بیہقی نے ابوعبداللہ الحاکم وغیرہ سے عن ابی العباس الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر عن اسماعیل بن عبدالملک عن ابی الزبیر عن جابر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا اور رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کرنا چاہتے تو اتنی دور جاتے کہ آپ کو کوئی آدمی نہ دیکھ سکتا' ہم جنگل میں ایک جگہ اترے جہاں نہ نشان راہ تھا اور نہ کوئی درخت تھا آپ نے مجھے فرمایا اے جابر چھاگل لے کر ہمارے ساتھ چلو' میں نے چھاگل کو پانی سے بھر لیا اور ہم چلتے گئے حتیٰ کہ ہم کسی کو نظر نہ آتے تھے' کیا دیکھتے ہیں کہ دو درخت ہیں جن کے درمیان کئی گز کا فاصلہ ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جابر اس درخت کو جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ تجھے کہتے ہیں کہ اپنے ساتھی کے ساتھ مل جا تا کہ میں تم دونوں کے پیچھے بیٹھ سکوں' پس اس نے ایسے ہی کیا اور واپس آ کر اپنے ساتھی سے مل گیا تو آپ نے ان دونوں کے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کی' پھر ہم واپس آئے اور اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور چلے' یوں معلوم ہوتا تھا کہ پرندے ہمارے سروں پر سایہ کیے ہوئے ہیں' اچانک رسول اللہ ﷺ کو ایک عورت ملی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میرے اس بیٹے کو روزانہ تین بار شیطان جادو کر دیتا ہے اور اسے نہیں چھوڑتا' رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس بچے کو لے کر اپنے اور کجاوے کے اگلے حصے کے درمیان رکھ لیا اور فرمایا دشمن خدا ذلیل ہو جا میں اللہ کا رسول ہوں' آپ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی' پھر بچہ عورت کو دے دیا اور جب ہم واپس آئے اور ہم اس پانی پر تھے کہ وہی عورت ہمیں ملی اور اس کے پاس دو مینڈھے بھی تھے جنہیں وہ کھینچ رہی تھی اور بچے کو بھی اٹھائے

Marfat.com

ہوئے تھی اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرا ہدیہ قبول فرمائیے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ابھی تک وہ شیطان اس کے پاس واپس نہیں آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مینڈھا لے لو اور دوسرا واپس کر دو۔

راوی بیان کرتا ہے پھر ہم روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے کہ بدکا ہوا اونٹ آیا اور جب وہ دو قطاروں کے درمیان آیا تو سجدے میں گر پڑا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے لوگو! اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو انصار کی ایک نوجوان عورت نے کہا' یارسول اللہ ﷺ یہ ہمارا اونٹ ہے آپ نے فرمایا' اس کا کام کیا ہے؟ وہ کہنے لگے ہم بیس سال سے اس پر پانی لا رہے ہیں اور جب یہ عمر رسیدہ اور فربہ ہو گیا تو ہم نے اس کے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تا کہ ہم اسے اپنے جوانوں کے درمیان تقسیم کر دیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اسے میرے پاس فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا' یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کا ہوا' آپ نے فرمایا اس سے اچھا سلوک کرو یہاں تک کہ اس کی موت آ جائے' انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم بہائم کی نسبت آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بشر کے لیے کسی بشر کو سجدہ کرنا روا نہیں اور ایسا کرنا روا ہوتا تو عورتیں' اپنے خاوندوں کو سجدہ کرتیں' یہ اسناد جید ہے اور اس کے رجال ثقات ہیں۔

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اسماعیل بن عبدالملک بن ابی الصفراء کی حدیث سے ابوالزبیر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دور جاتے' پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ الحافظ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوقرۃ نے زیاد بن سعد سے بحوالہ ابوالزبیر ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے یونس بن خباب کوفی کو بیان کرتے سنا کہ انہوں نے ابوعبیدہ کو' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ بیان کرتے سنا کہ آپ مکہ کی طرف سفر میں تھے کہ آپ قضائے حاجت کو چلے گئے اور آپ اتنی دور جایا کرتے تھے کہ آپ کو کوئی آدمی نہ دیکھ سکتا تھا۔

روای بیان کرتا ہے کہ آپ نے اوٹ لینے کے لیے کوئی چیز نہ پائی اور آپ نے دو درختوں کو دیکھا اور پھر انہوں نے دونوں درختوں کے واقعہ کو اور اونٹ کے واقعہ کو' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیان کیا ہے' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ہے نیز بیان کیا ہے کہ اس روایت میں زمعہ بن صالح' زیاد بن سعد سے بحوالہ ابوالزبیر منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں' یہ بھی اسی طرح محفوظ ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور یعلی بن مرۃ کی حدیث کے منافی نہیں' بلکہ ان دونوں کی شاہد ہے اور یہ حدیث ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدرس المکی سے بحوالہ حضرت جابر' اور یونس بن خباب سے عن ابی عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ مروی ہے واللہ اعلم' پھر بیہقی نے معاویہ بن یحییٰ الصیرفی سے جو ضعیف ہے عن زہری عن خارجہ بن زید عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ایک لمبی حدیث یعلی بن مرۃ اور جابر بن عبداللہ کی عبارت کی طرح روایت کی ہے اور اس میں اس بچے کا جسے مرگی ہو جاتی تھی اور اس کی ماں کے بھنی ہوئی بکری لانے کا واقعہ بھی بیان ہوا ہے آپ نے فرمایا مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا تو آپ نے پھر فرمایا' مجھے دست دو' میں نے آپ کو دست دیا' تو آپ نے پھر فرمایا مجھے دست دو' تو میں نے کہا بکری کے کتنے دست ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنے دست مانگتا تم مجھے اتنے دست دیتے' پھر انہوں نے کھجور کے دو درختوں کے اکٹھا ہو جانے اور ان کے ساتھ پتھروں کے منتقل ہونے اور نصب ہو

Marfat.com

جانے کا واقعہ بیان کیا ہے اور اس کے سیاق میں اونٹ کا واقعہ موجود نہیں اس لیے انہوں نے اس کے الفاظ و اسناد کو بیان نہیں کیا۔

اور حافظ ابن عساکر نے غیلان بن سلمہ ثقفی کے حالات میں یعلی بن منصور رازی پر اعتماد کرتے ہوئے عن شعیب بن شیبہ عن بشر بن عاصم عن غیلان بن سلمہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر گئے تو ہم نے عجیب واقعات دیکھے اور انہوں نے آپ کے قضائے حاجت کے وقت دو درختوں کی اوٹ لینے کا واقعہ اور مرگی والے بچے کا واقعہ بیان کیا ہے اور آپؐ کے قول بسم اللہ میں اللہ کا رسول ہوں اے دشمن خدا نکل جا کا بھی ذکر کیا ہے اور وہ بچہ تندرست ہو گیا پھر انہوں نے دو بلبلانے والے اونٹوں کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ کہ انہوں نے آپ کو سجدہ کیا جیسا کہ پہلے ایک اونٹ کے سجدہ کرنے کا واقعہ بیان ہو چکا ہے اور شاید یہ کوئی اور واقعہ ہو۔ واللہ اعلم

اور ہم پہلے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اور آپ کے اس اونٹ کا واقعہ بیان کر چکے ہیں جو تھک گیا تھا اور یہ واقعہ تبوک سے ان کی واپسی اور آپ کے پچھلے لوگوں میں پیچھے رہ جانے کے وقت ہوا' پس حضرت نبی کریم ﷺ اسے آ ملے اور اس کے لیے دعا کی اور اسے ضرب لگائی تو وہ ایسے چلا کہ اس کی طرح کبھی نہ چلا تھا حتیٰ کہ وہ لوگوں کے آگے چلنے لگا اور ہم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے اسے خرید لیا اور اس کی قیمت کے متعلق رواۃ میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے جو اصل واقعہ کو مضر نہیں جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے۔

اور قبل ازیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بیان ہو چکی ہے جس میں آپؐ کے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہونے کا ذکر ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگوں نے مدینہ میں ایک آواز سنی تو آپ اس گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہ بڑا سست رو تھا اور شہسوار بھی اس آواز کی طرف سوار ہو کر گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حقیقت حال معلوم کرنے کے بعد واپس آتے پایا آپ نے اس کی کوئی حقیقت نہ پائی اور آپ اس کی ننگی پشت پر سوار ہو گئے اور آپ گردن میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے اور آپ واپسی پر فرما رہے تھے کہ ڈرو نہیں ڈرو نہیں' ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا اور ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا ہے یعنی سبقت کرنے والا پایا ہے اور یہ گھوڑا اس شب سے قبل سست رو تھا اور اس کے بعد اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس کے غبار کو چیرا جا سکتا تھا اور یہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے تھا۔

اونٹ کے واقعہ میں ایک اور غریب حدیث:

شیخ ابو محمد عبداللہ بن حامد الفقیہ اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں جو ایک بڑی جلد ہے اور بہت سے فوائد سے بھرپور ہے' بیان کرتے ہیں کہ ابو علی فارسی نے مجھے بتایا کہ ابو سعید نے بحوالہ عبدالعزیز بن شہلان القواس ہم سے بیان کیا کہ ابو عمرو عثمان بن محمد بن خالد الراسبی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن علی بصری نے ہم سے بیان کیا کہ سلامہ بن سعید بن زیاد بن ابی مہند الرازی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے اپنے باپ اور دادا کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ غنیم بن اوس یعنی الرازی نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور گھبراہٹ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے اونٹ پر سکون ہو جا' اگر تو سچا ہے تو تجھے سچ کا صلہ ملے گا اور اگر تو

Marfat.com

جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر پڑے گا باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اونٹ کو امان دی ہے اور ہماری پناہ لینے والے کو خوف نہ ہوگا' ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس اونٹ کے مالکوں نے اسے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے اور یہ ان سے بھاگ آیا ہے اور تمہارے نبی سے مدد مانگتا ہے' اسی دوران میں اس کے مالک بھی دوڑتے ہوئے آ گئے' جب اونٹ نے انہیں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کے سر کی طرف لوٹ آیا انہوں نے کہا' یارسول اللہ ﷺ یہ ہمارا اونٹ ہے جو تین دن سے ہمارے پاس سے بھاگ آیا ہے اور ہم نے اسے آپ کے سامنے پایا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ سخت شکایت کرتا ہے' انہوں نے کہا' یارسول اللہ ﷺ یہ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے کہ اس نے تمہارے اونٹوں میں امن و امان سے پرورش پائی ہے اور تم گرمی کے موسم میں گھاس کی جگہ تک اس پر سواری کرتے رہے ہو اور جب موسم سرما آتا تو تم گرم جگہ کی طرف کوچ کر جاتے تھے' انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ایسے ہوتا رہتا ہے آپ نے فرمایا' اچھے غلام کو اپنے مالکوں سے کیا صلہ ملا؟ انہوں نے کہا' یارسول اللہ ﷺ ہم نہ اسے فروخت کریں گے اور نہ ذبح کریں گے آپ نے فرمایا' اس نے مدد مانگی تو تم نے اس کی مدد نہ کی اور میں تمہارے مقابلہ میں رحم کرنے کا زیادہ سزاوار ہوں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے دلوں سے رحمت' سلب کر لی ہے اور اسے مؤمنین کے دلوں میں جاگزیں کر دیا ہے' پس آپ نے اسے سو درہم میں خرید لیا پھر فرمایا اے اونٹ چلا جا تو رضائے الٰہی کے لیے آزاد ہے تو وہ رسول کریم ﷺ کے سر کے پاس بلبلایا تو آپؐ نے آمین کہا پھر وہ دوسری بار بلبلایا تو آپ نے آمین کہا' پھر وہ تیسری بار بلبلایا تو آپؐ نے آمین کہا پھر وہ چوتھی بار بلبلایا تو رسول اللہ ﷺ رو پڑے' ہم نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے اے نبی اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور قرآن کی طرف سے جزائے خیر دے' میں نے کہا آمین۔ اس نے کہا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آپ کی امت کے خوف کو اس طرح دور کر دے جس طرح آپ نے میرے خوف کو دور کیا ہے' میں نے کہا آمین! اس نے کہا' اللہ تعالیٰ آپ کی امت کے خون کو اس کے دشمنوں سے اس طرح بچائے جیسے آپ نے میرے خون کو بچایا ہے' میں نے کہا آمین' اس نے کہا اور اللہ آپس میں اس کی جنگ نہ کرائے تو میں رو پڑا اور میں نے کہا ان تین باتوں کا مطالبہ میں نے اپنے رب سے کیا تو اس نے مجھے وہ عطا کیں اور ایک سے مجھے منع فرمایا اور جبریل نے مجھے اللہ تعالیٰ سے خبر لے کر بتایا کہ آپ کی امت کی تباہی تلوار سے ہوگی اور جو کچھ ہونے والا ہے اس پر قلم چل چکا ہے۔

میں کہتا ہوں یہ حدیث بہت غریب ہے' میں نے دلائل کے مصنفین میں سے سوائے اس مصنف کے اور کسی کو اس حدیث کو بیان کرتے نہیں دیکھا اور اس کے اسناد اور متن میں بھی نکارت اور غرابت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

بکریوں کے آپ کو سجدہ کرنے کی حدیث:

اسی طرح ابو محمد عبداللہ بن حامد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن صاعد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عوف الحمصی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن العلاء الزبیدی نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن یوسف کندی ابو عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابو جعفر الرازی نے ربیع بن انس سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک باغ میں گئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر' حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور ایک انصاری بھی تھا اور باغ میں بکریاں بھی تھیں انہوں نے آپ کو سجدہ

Marfat.com

کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ ہم ان بکریوں کی نسبت آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں آپ نے فرمایا' کسی کے لیے روا نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے اور اگر کسی کے لیے کسی کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے' یہ حدیث غریب ہے اور اس کے اسناد میں مجہول آدمی ہیں۔

بھیڑیے کا واقعہ اور اس کا رسالت کی شہادت دینا:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ قاسم بن فضل الحمدانی نے ابونضرہ سے بحوالہ ابوسعید خدری ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اسے پکڑ لیا اور چرواہے نے بھیڑیے کو تلاش کر کے اس سے بکری چھین لی تو بھیڑیے نے اپنی دم کے بل بیٹھ کر کہا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے جو اس نے مجھے دیا ہے اس نے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ بھیڑیا مجھ سے انسانوں کی طرح کلام کرتا ہے' بھیڑیے نے کہا کیا میں تجھے اس سے بھی زیادہ عجیب بات نہ بتاؤں؟ محمد ﷺ یثرب میں لوگوں کو گزشتہ خبریں بتاتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا مدینہ آ گیا اور اس کے ایک کونے میں سمٹ گیا' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اطلاع دی تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے الصلاۃ جامعۃ[1] کا اعلان کیا گیا پھر آپ نے باہر آ کر چرواہے سے فرمایا کہ ان کو بات بتاؤ تو اس نے انہیں بات بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے درست کہا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے' جب تک درندے انسانوں سے کلام نہ کریں' قیامت قائم نہ ہوگی' اور آدمی' اپنے کوڑے کے سرے اور اپنے جوتے کے تسمے سے بات کرے گا اور جو کچھ اس کے گھر والے اس کے بعد کریں گے اس کی ران اسے اس کی خبر دے گی' یہ اسناد صحیح کی شرط کے مطابق ہے اور بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ترمذی نے صرف ان کا یہ قول ہی روایت کیا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب تک درندے انسانوں سے کلام نہ کریں' قیامت قائم نہ ہوگی الی آخرہ' ترمذی نے یہ روایت عن سفیان بن وکیع عن ابیہ عن القاسم بن الفضل بیان کی ہے پھر کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے اور ہم اسے صرف القاسم کی حدیث سے جانتے ہیں جو اہل حدیث کے نزدیک ثقہ مامون ہے اور یحییٰ اور ابن مہدی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہم کو بتایا کہ عبداللہ بن ابی حسین نے مجھ سے بیان کیا کہ شہر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابوسعید خدری نے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ اس سے بیان کیا کہ ایک بدو' مدینہ کی ایک طرف اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیے نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کی ایک بکری لے گیا بدو نے اسے مل کر اس سے بکری کو چھڑا لیا

---

[1] ابتدائی مسلمانوں کے ہاں یہ دستور تھا کہ جب کوئی اہم اور قومی کام ہوتا تو الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا جاتا اور سب لوگ مسجد میں جمع ہو جاتے تو سب سے پہلے دو رکعت نماز ادا کی جاتی پھر اس اہم معاملہ کو پیش کیا جاتا اور رائے وغیرہ لی جاتی۔ مترجم

Marfat.com

اور اسے ڈانٹا تو بھیڑیا چلتے ہوئے اس سے ایک طرف ہو گیا پھر اپنی دم سے بو اڑاتا ہوا اس سے مخاطب ہوتے ہوئے چوتڑوں کے بل بیٹھ گیا اور کہنے لگا' تو نے میرا وہ رزق لے لیا ہے جو مجھے اللہ نے دیا ہے اس نے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایک بھیڑیا اپنی دم سے بو اڑاتا ہوا مجھ سے مخاطب ہوتا ہے' اس نے کہا' خدا کی قسم تو اس سے بھی عجیب باتیں چھوڑے گا اس نے کہا اس سے عجیب بات کیا ہے اس نے کہا' رسول اللہ ﷺ سیاہ پتھروں کے درمیان دو کھجور کے درختوں میں لوگوں سے گذشتہ اور آئندہ کی خبریں بیان کر رہے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ بدو نے اپنی بکریوں کو ہانکا اور انہیں مدینہ کی ایک جانب لے آیا پھر اس نے آ کر رسول اللہ ﷺ کا دروازہ کھٹکھٹایا' جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا' بکریوں والا بدو کہاں ہے؟ بدو کھڑا ہوا تو آپؐ نے فرمایا' جو کچھ تو نے سنا اور دیکھا ہے اسے لوگوں کے سامنے بیان کر' بدو نے بھیڑیئے سے جو کچھ سنا اور دیکھا تھا اسے بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے درست کہا ہے' قیامت سے پہلے کچھ نشانات ہوں گے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' قیامت اس وقت قائم ہو گی جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر باہر جائے گا اور اس کا جوتا یا کوڑا یا عصا اسے اس بات کی خبر دے گا جو اس کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا ہو گا۔ یہ اہل سنن کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور بیہقی نے اسے الفضلی کی حدیث سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے معقل بن عبداللہ بن شہر بن حوشب کو بحوالہ ابوسعید یہ حدیث پہنچائی اور اسے بیان کیا ہے پھر حاکم اور ابوسعید بن عمرو نے اسے عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر عن عبدالحمید بن بہرام عن شہر بن حوشب عن ابی سعید روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور حافظ ابونعیم نے اسے عبدالرحمان بن یزید بن تمیم کے طریق سے عن زہری عن سعید بن المسیب عن ابی سعید روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن اشعث بن عبدالملک عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیا' بکریوں کے ایک چرواہے کے پاس آیا اور اس نے ایک بکری پکڑ لی اور چرواہے نے بھیڑیئے کو تلاش کر کے اس سے بکری چھین لی' راوی بیان کرتا ہے کہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر چوتڑوں کے بل بیٹھ گیا اور بو اڑائی اور کہنے لگا تو نے مجھ سے وہ رزق چھین لیا ہے جو اللہ نے مجھے دیا ہے' وہ آدمی کہنے لگا خدا کی قسم میں نے آج تک بھیڑیئے کو بات کرتے نہیں دیکھا' بھیڑیا کہنے لگا' اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ سیاہ پتھروں کے درمیان کھجور کے دو درختوں میں ایک آدمی تم کو گذشتہ اور آئندہ ہونے والے امور کی خبریں دے رہا ہے اور وہ چرواہا یہودی تھا' پس وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا اور آپ کو بات بتائی تو آپ نے اس کی تصدیق کی پھر آپؐ نے فرمایا' یہ قیامت سے پہلے کی علامات میں سے ایک علامت ہے اور قریب ہے کہ آدمی باہر نکلے اور اس کی واپسی پر اس کا جوتا اور کوڑا اس کو وہ باتیں بتائیں جو اس کے بعد اس کے گھر والوں نے کیں' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور یہ سنن کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور شاید شہر بن حوشب نے اسے ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہو۔ واللہ اعلم

Marfat.com

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث:

ابونعیم دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یحییٰ بن مندہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن الحسن بن سالم نے ہم سے بیان کیا کہ الحسن الرفا نے عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' اور سلیمان طبرانی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن محمد بن ناجیہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن یونس لولوی نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن سلیمان الرفا نے عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ حضرت انس بن مالک ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں' میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو میری بکریاں میرے کنٹرول سے باہر ہو گئیں تو ایک بھیڑیئے نے آ کر ایک بکری پکڑ لی تو چرواہے اس کے پیچھے دوڑ پڑے تو اس نے کہا' جو خوراک اللہ نے مجھے دی ہے تم اسے مجھ سے چھینتے ہو؟ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ حیران رہ گئے تو اس نے کہا تم بھیڑیئے کی بات پر تعجب کیوں کرتے ہو' محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو چکی ہے جس کی کوئی تصدیق کرتا ہے اور کوئی تکذیب' پھر ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ حسین بن سلیمان' اسے عبدالملک سے روایت کرنے میں متفرد ہیں میں کہتا ہوں اس حسین بن سلیمان کو طلحی کوفی کہا جاتا ہے' ابن عدی نے بحوالہ عبدالملک بن عمیر اس کی احادیث بیان کی ہیں پھر کہا ہے کہ وہ ان کی موافقت نہیں کرتا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعد المالینی نے ہمیں بتایا کہ ابواحمد بن عدی نے ہمیں خبر دی کہ عبداللہ بن ابی داؤد سجستانی نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن یوسف بن ابی عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن حسن نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحسن نے مجھے بتایا کہ عبدالرحمن بن حرملہ نے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک چرواہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے آ کر ایک بکری پکڑ لی تو چرواہے نے حملہ کر کے اس کے منہ سے بکری چھین لی تو بھیڑیئے نے اسے کہا' کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اور تو مجھے اس رزق سے روکتا ہے جو اللہ نے مجھے دیا ہے اور اسے مجھ سے چھینتا ہے؟ چرواہے نے اسے کہا اس بھیڑیئے سے تعجب ہے جو باتیں کرتا ہے بھیڑیئے نے کہا' کیا میں تجھے وہ بات نہ بتاؤں جو میرے کلام کرنے سے بھی عجیب تر ہے؟ وہ شخص میرے کلام کرنے سے بھی عجیب تر ہے جو کھجور کے درختوں میں لوگوں کو اوّلین اور آخرین کی باتوں کی خبر دیتا ہے' پس چرواہا چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ کو واقعہ بتایا اور مسلمان ہو گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اسے لوگوں کو بتاؤ' حافظ ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی داؤد نے ہمیں بتایا کہ اس چرواہے کے بیٹوں کو بنو مکلم الذہب (بھیڑیئے سے گفتگو کرنے والے کے بیٹے) کہا جاتا ہے اور ان کے پاس اموال اور اونٹ ہیں اور وہ بنو خزاعہ میں سے ہیں اور بھیڑیئے سے بات کرنے والے کا نام اھبان ہے' حافظ ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن اشعث خزاعی اس کے بیٹوں میں سے ہیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں یہ بات واقعہ کی مشہوری پر دلالت کرتی ہے اور حدیث کو قوت دیتی ہے۔

اور محمد بن اسماعیل بخاری کی حدیث سے تاریخ میں روایت کی گئی ہے کہ ابوطلحہ نے مجھ سے بیان کیا کہ سفیان بن حمزہ اسلمی

Marfat.com

نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عامر اسلمی نے ربیعہ بن اوس سے عن انس بن عمرو عن اھبان بن اوس سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی بکریوں میں تھا کہ بھیڑیئے نے اس سے بات کی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اس کا اسناد قوی نہیں پھر بیہقی نے ابو عبدالرحمن سلمی سے روایت کی ہے کہ میں نے حسین بن احمد الرازی سے سنا کہ میں نے ابو سلیمان المقری کو بیان کرتے سنا کہ میں گدھے پر ایک شہر میں گیا تو گدھا مجھے راستے سے ایک طرف لے گیا تو میں نے اس کے سر پر مارا تو اس نے میری طرف سر اٹھا کر مجھے کہا اے ابو سلیمان اپنے دماغ پر قائم رہ کر مار اور وہ اسے مار رہا تھا راوی بیان کرتا ہے میں نے اسے کہا اس نے تجھ سے سمجھ آ جانے والی بات کی ہے اس نے کہا جیسے تم مجھ سے اور میں تم سے بات کر رہا ہوں۔

بھیڑیئے کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

سعید بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حبان بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن عمیر نے ابو الاوس الحارثی سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چوتڑوں کے بل بیٹھ گیا اور اپنی دم ہلانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھیڑیوں کا نمائندہ ہے جو تم سے مطالبہ کرنے آیا ہے کہ تم اپنے اموال میں اس کا حصہ مقرر کر دو لوگوں نے کہا خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے لوگوں میں سے ایک شخص نے پتھر لے کر اسے مارا تو بھیڑیا پیٹھ پھیر کر چیختا ہوا چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھیڑیا اور بھیڑیا کیا ہے؟

اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی عبداللہ اصبہانی عن محمد بن مسلمہ عن یزید بن ہارون عن شعبہ عن عبدالملک بن عمیر عن رجل روایت کیا ہے اور حافظ ابوبکر البزار نے اسے عن محمد بن المثنی عن غندر عن شعبہ عن عبدالملک بن عمیر عن رجل عن مکحول عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے اور عن یوسف بن موسیٰ عن جریر بن عبدالحمید عن عبدالملک بن عمیر عن ابی الاوبر عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر فرمایا بھیڑیا اور بھیڑیا کیا ہے؟ وہ تم سے مطالبہ کرنے آیا ہے کہ تم اسے دو یا اسے اپنے اموال میں شریک کرو تو ایک آدمی نے اسے پتھر مارا تو وہ چلاتا یا چیختا ہوا پیٹھ پھیر گیا۔

اور محمد بن اسحاق زہری سے بحوالہ حضرت حمزہ بن ابی اسید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں ایک انصاری کا جنازہ پڑھنے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بھیڑیا اپنی دونوں اگلی ٹانگیں پھیلائے راستے میں بیٹھا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تم سے حصہ مقرر کروانے آیا ہے اس کے لیے حصہ مقرر کر دو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رائے کیا ہے آپ نے فرمایا ہر سال ہر چرنے والے جانور سے ایک بکری انہوں نے کہا یہ زیادہ ہے راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے بھیڑیئے کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے چھین لے تو وہ بھیڑیا چلا گیا اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور واقدی نے ایک آدمی سے جس کا اس نے نام لیا ہے بحوالہ المطلب بن عبداللہ بن خطب بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تھے کہ ایک بھیڑیا آ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا یہ تمہاری طرف درندوں کا

Marfat.com

نمائندہ ہے اگر تم پسند کرو تو اس کے لیے کچھ مقرر کر دو اور اسے کسی دوسرے کے پاس نہ بھیجو اور اگر تم چاہو تو اسے چھوڑ دو اور اس سے احتراز کرو اور جو وہ لے لے وہ اس کا رزق ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا دل اس کو کچھ نہیں دینا چاہتا تو آپ نے اپنی تین انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے چھین لے' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ چیختا ہوا پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ اور ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن احمد نے ہم سے بیان کہ معاذ بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے شمر بن عطیہ سے مزینہ کے ایک آدمی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ جہینہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو تقریباً ایک سو بھیڑیوں کا وفد آیا اور وہ چوتڑوں کے بل بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیوں کے نمائندے ہیں جو اس لیے تمہارے پاس آئے ہیں کہ تم اپنے کھانے میں سے کچھ حصہ ان کے لیے مقرر کر دو اور دوسروں سے محفوظ رہو اور انہوں نے آپ کے پاس حاجت کی شکایت کی' راوی بیان کرتا ہے آپ نے ان کو واپس کر دیا اور وہ چیختے ہوئے چلے گئے۔

اور قاضی عیاض نے بھیڑیے کی حدیث پر کلام کیا ہے اور حضرت ابوہریرہ' ابوسعید اور اھبان بن اوس سے روایت کی ہے جسے مکلم الذہب (بھیڑیے سے گفتگو کرنے والا) کہا جاتا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے وہب نے روایت کی ہے کہ یہ ماجرا ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ کو ایک بھیڑیے کے ساتھ پیش آیا تھا انہوں نے دیکھا کہ اس نے ایک بچے کو پکڑا اور وہ بچہ حرم میں داخل ہو گیا اور بھیڑیا واپس آ گیا تو وہ دونوں اس سے بہت حیران ہوئے' تو بھیڑیے نے کہا' اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ محمد بن عبداللہ مدینے میں تم کو جنت کی طرف بلاتے ہیں اور تم انہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہو تو ابوسفیان نے کہا' لات و عزیٰ کی قسم اگر تو یہ بات مکہ میں کہتا تو اہل مکہ' مکہ کو چھوڑ دیتے۔

اس جنگلی جانور کا واقعہ جو حضرت نبی کریم ﷺ کے گھر میں رہتا تھا اور آپؐ اس کا اکرام و احترام کرتے تھے:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آل رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جنگلی جانور تھا' جب رسول کریم ﷺ باہر چلے جاتے تو وہ کھیلتا اور دوڑتا اور آگے پیچھے آتا جاتا اور جب وہ محسوس کرتا کہ رسول کریم ﷺ اندر آ گئے ہیں تو وہ بیٹھ جاتا اور جب تک رسول کریم ﷺ گھر میں رہتے تو وہ اس بات کی کراہت کے باعث کہ آپ کو تکلیف نہ ہو' خاموش رہتا۔ احمد نے اسے اسی طرح وکیع اور قطن سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے یونس بن ابی اسحاق السبیعی سے روایت کیا ہے یہ اسناد صحیح کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور یہ مشہور حدیث ہے۔ واللہ اعلم

شیر کا واقعہ:

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے غلام سفینہ کے حالات میں ان کی وہ حدیث بیان کی ہے جب ان کی کشتی ٹوٹ گئی اور وہ اس کے ایک تختے پر سوار ہو کر ایک سمندری جزیرہ میں چلے گئے تو انہوں نے وہاں ایک شیر دیکھا تو آپ نے اسے کہا اے ابوالحارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے میرے کندھے پر ضرب لگائی اور میری نگہبانی کرنے لگا حتیٰ

Marfat.com

کہ اس نے مجھے راستے پر ڈال دیا پھر کچھ دیر گرجتا رہا اور میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے الجعی سے بحوالہ محمد بن المنکدر رحمہم اللہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہؓ رومی علاقے میں فوج سے بچھڑ گئے یا قید ہو گئے تو وہ فوج کی تلاش میں بھاگے کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک شیر کھڑا ہے آپ نے کہا اے ابوالحارث' میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور میرا یہ معاملہ ہے تو شیر دم ہلاتا ہوا آیا' اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا جب کبھی وہ ان کی آواز سنتا ان کے قریب ہو جاتا پھر وہ آپ کے پہلو میں چلنے لگا اور مسلسل اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ آپ کو فوج میں پہنچا دیا پھر شیر آپ کو چھوڑ کر واپس آ گیا اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

ہرنی کی حدیث:

حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن احمد نے لکھوا کر ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن محمد بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالکریم بن ہلال الجعفی نے عن صالح المری عن ثابت البنانی عن انس بن مالکؓ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جنہوں نے ایک ہرنی کو شکار کر کے خیمے کے ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا' ہرنی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں پکڑی گئی ہوں اور میرے دو نوزائیدہ بچے ہیں مجھے ان دونوں کو دودھ پلانے کی اجازت لے دیجیے میں دوبارہ ان کے پاس آ جاؤں گی آپ نے فرمایا' اس ہرنی کا مالک کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم اس کے مالک ہیں آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو تا کہ یہ جا کر اپنے دونوں بچوں کو دودھ پلا آئے اور پھر یہ تمہارے پاس آ جائے گی' انہوں نے کہا ہمارے لیے اس کا ضامن کون ہو گا' آپ نے فرمایا' میں ضامن ہوں پس انہوں نے اسے آزاد کر دیا تو وہ چلتی گئی اور دودھ پلا کر پھر ان کے پاس واپس آ گئی تو انہوں نے اسے باندھ دیا رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گذرے تو فرمایا' اس کے مالک کہاں ہیں' انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ ہم یہاں ہیں' آپ نے فرمایا' اسے میرے پاس فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی ہوئی تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو انہوں نے اسے آزاد کر دیا تو وہ چلی گئی۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ ابواحمد محمد بن احمد الغطریفی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن موسیٰ بن انس بن نصر بن عبیداللہ بن محمد بن سیرین نے بصرہ میں ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن یحییٰ بن خلاء نے ہم سے بیان کیا کہ حبان بن اغلب بن تمیم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے عن ہشام بن حبان عن الحسن عن ضبہ بن محصن عن ام سلمہ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پتھریلی زمین میں تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آواز دینے والا آپ کو آواز دے رہا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ! یا رسول اللہ ﷺ! آپ بیان کرتے ہیں' میں نے مڑ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا' آپ فرماتے ہیں میں تھوڑی دور گیا تو پھر آواز دینے والے نے آواز دی یا رسول اللہ ﷺ! یا رسول اللہ ﷺ! آپ فرماتے ہیں میں نے مڑ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا اور آواز دینے والا آواز دے رہا ہے تو میں نے آواز کا پیچھا کیا اور اچانک رسی کے ساتھ بندھی ہوئی ایک ہرنی کے پاس پہنچ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بدو چادر اوڑھ کر دھوپ میں لیٹا ہوا ہے' ہرنی کہنے لگی' یا رسول اللہ ﷺ اس بدو نے ابھی مجھے شکار کیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو نوزائیدہ بچے

Marfat.com

ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے آزاد کر دیں تا کہ میں ان دونوں بچوں کو دودھ پلا آؤں پھر میں اپنی رسی کے پاس آ جاؤں گی؟ آپ نے فرمایا تو ایسے ہی کرے گی؟ اس نے کہا اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے دس گنا عذاب دے' رسول اللہ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا' وہ چلی گئی اور دونوں بچوں کو دودھ پلا کر آ گئی' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے باندھ رہے تھے کہ بدو بیدار ہو گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں نے ابھی اسے پکڑا ہے اگر آپ کو اس کی کچھ ضرورت ہے تو یہ آپ کی ہوئی آپ نے فرمایا ہاں مجھے اس کی ضرورت ہے اس نے کہا یہ آپ کی ہوئی' پس آپ نے اسے آزاد کر دیا تو وہ خوشی سے دوڑتے ہوئے صحرا میں چلی گئی اور وہ زمین پر اپنے پاؤں مار کر کہنے لگی' میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اسے آدم بن ابی ایاس نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ میرے مخلص دوست نوح بن الہیثم عن حبان بن اغلب عن ابیہ عن ہشام بن حبان مجھ سے بیان کیا اور اس نے اس سے تجاوز نہیں کیا' اور ابو محمد عبداللہ بن حامد الفقیہ نے اسے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں ابراہیم بن مہدی کی حدیث سے عن ابن اغلب بن تمیم عن ابیہ عن ہشام بن حبان عن الحسن بن ضبہ بن ابی سلمہ روایت کیا ہے اور حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبیداللہ الحافظ نے اجازۃً مجھے بتایا کہ ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم الشیبانی نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن حازم بن ابی عروۃ الغفاری نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن قادم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعلاء خالد بن طہمان نے عطیہ سے بحوالہ ابوسعید ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہرنی کے پاس سے گذرے جو ایک خیمے کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے رہائی دلوایئے تا کہ میں جا کر اپنے دونو زائیدہ بچوں کو دودھ پلا آؤں پھر میں واپس آ جاؤں گی تو آپ مجھے باندھ دیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگوں کا شکار اور لوگوں کا بندھا ہوا جانور' راوی بیان کرتا ہے آپ نے اس سے عہد لیا تو اس نے آپ کو قسم دی تو آپ نے اسے کھول دیا' تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آ گئی اور اس کے تھنوں میں جتنا دودھ تھا ختم کر آئی' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے باندھ دیا پھر اس کے مالکوں کے خیمے میں آئے اور ان سے اسے عطیۃً مانگا تو انہوں نے اسے آپ کو بخش دیا تو آپ نے اسے کھول دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بہائم موت کے متعلق وہ کچھ جانتے جو تم جانتے ہو تو تم ان میں سے کبھی کوئی موٹا جانور نہ کھاتے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے ایک اور ضعیف طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے' ابوبکر احمد بن الحسن القاضی نے ہمیں بتایا کہ ابوعلی حامد بن محمد الہروی نے ہمیں خبر دی کہ بشر بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحفص عمر بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ یعلی بن ابراہیم الغزالی نے ہم سے بیان کیا کہ الہیثم بن حماد نے ابی کثیر سے بحوالہ یزید بن ارقم ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینے کے ایک کوچے میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ ہم ایک بدو کے خیمے کے پاس سے گذرے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہرنی خیمے کے ساتھ بندھی ہوئی ہے اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس بدو نے مجھے شکار کر لیا ہے اور جنگل میں میرے دونو زائیدہ بچے ہیں اور میرے تھنوں کے سروں میں دودھ گاڑھا ہو گیا ہے وہ نہ مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں راحت حاصل کروں اور نہ مجھے چھوڑتا ہے کہ میں جنگل میں اپنے بچوں کے پاس واپس چلی جاؤں' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو تو واپس

Marfat.com

آ جائے گی؟ اس نے کہا ہاں' اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے دس گنا عذاب دے۔

راوی بیان کرتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا' تھوڑی دیر بعد وہ آ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے خیمے کے ساتھ باندھ دیا اور بدو بھی ایک مشکیزہ لیے آ گیا' آپؐ نے اسے فرمایا کیا تو اسے میرے پاس فروخت کرے گا؟ اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی ہوئی تو آپؐ نے اسے چھوڑ دیا' حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نے اسے جنگل میں تسبیح کرتے دیکھا ہے اور وہ کہہ رہی تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اور ابونعیم نے اسے روایت کیا ہے کہ ابوعلی محمد بن احمد بن الحسن بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا اور پھر اس کا ذکر کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ اس کے کچھ حصے میں نکارت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

اور ہم نے آپؐ کے دودھ بڑھا دینے کے باب میں اس بکری کا ذکر کیا ہے جو جنگل سے آئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام حسن بن سعید کو اس کے دودھ دوہنے کا حکم دیا تو اس نے اسے دوہا نیز آپؐ نے اسے حکم دیا کہ اس کی حفاظت کرے اور اس کو پتہ بھی نہ چلا تو وہ چلی بھی گئی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اسے لایا تھا وہی اسے لے گیا ہے اور یہ دو طریقوں سے دو صحابیوں سے مروی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

گوہ کی منکر اور غریب حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابومنصور احمد بن علی الدامغانی جو بیہق کی نواحی بستی نامیں کے باشندے ہیں' نے اپنی اصل کتاب سے بڑھ کر ہمیں بتایا کہ ابواحمد بن علی بن عدی الحافظ نے شعبان ۳۰۲ھ میں ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ولید سلمی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ معمر بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ کہمس نے عن داؤد بن ابی ہند عن عامر بن عمر عن عمر بن الخطابؓ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی محفل میں تھے کہ بنی سلیم کا ایک بدو آ گیا جس نے ایک گوہ کو شکار کر کے اپنی آستین میں رکھا ہوا تھا تا کہ اسے اپنے گھر لے جا کر بھونے اور کھائے جب اس نے جماعت کو دیکھا تو کہنے لگا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نبی ہے' وہ لوگوں کو چیرتا ہوا آیا لات وعزیٰ کی قسم' آسمان کے نیچے کوئی اہل زبان مجھے آپ سے زیادہ مبغوض اور ناپسند نہیں اور اگر میری قوم میرا نام جلد باز نہ رکھتی تو میں جلدی سے حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیتا اور آپ کے قتل سے اسود و احمر اور ابیض وغیرہ خوش ہو جاتے' حضرت عمر بن الخطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے چھوڑ دیجیے میں اٹھ کر اسے قتل کروں آپ نے فرمایا' اے عمر کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہو سکتا ہے کہ حلیم' نبی ہو جائے؟ پھر آپ نے بدو کے پاس آ کر کہا تو نے جو بات کہی ہے اس پر تجھے کس امر نے آمادہ کیا ہے اور تو نے درست بات نہیں کی اور نہ تو نے مجلس میں میرا اکرام کیا ہے؟ اس نے رسول اللہ ﷺ کی تحقیر کرتے ہوئے۔ کہا آپ بھی مجھ سے اسی طرح بات کر رہے ہیں۔ لات وعزیٰ کی قسم' میں آپ پر ایمان نہیں لایا یا یہ گوہ آپ پر ایمان رکھتی ہے۔ اور اس نے اپنی آستین سے گوہ کو نکال کر رسول اللہ ﷺ کے آگے پھینک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے گوہ' تو گوہ نے واضح عربی زبان میں آپ کو جواب دیا جسے سب لوگوں نے سنا کہ اے قیامت تک آنے والوں کی زینت میں آپ کی خدمت میں بار بار حاضر ہوں آپ نے فرمایا' اے گوہ!

Marfat.com

تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ اس نے کہا' اس کی' جس کا عرش آسمان میں ہے اور زمین میں اس کی حکومت ہے اور سمندر میں اس کا راستہ ہے اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے' آپ نے فرمایا' اے گوہ! میں کون ہوں اس نے کہا رب العالمین کے رسول اور خاتم النبین' جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کی تکذیب کی وہ ناکام ہو گیا' بدو نے کہا' خدا کی قسم میں آنکھ سے دیکھنے کے بعد' کسی طریق کی اتباع نہیں کروں گا' خدا کی قسم میں آپ کے پاس آیا اور روئے زمین پر آپ سے بڑھ کر مجھے مبغوض کوئی نہ تھا اور آج آپ مجھے میرے والدین اور میری آنکھ اور میری ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور میں اپنے ظاہر و باطن اور اندر اور باہر سے آپ سے محبت کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے ذریعے تجھے ہدایت دی یہ دین غالب ہوگا اور مغلوب نہیں ہوگا اور یہ نماز سے مقبول ہوتا ہے اور نماز' قرآن سے مقبول ہوتی ہے' اس نے کہا مجھے قرآن سکھایئے تو آپ نے اسے قل ھو اللہ احد سکھایا اس نے کہا مجھے مزید سکھایئے میں نے مفصل اور مختصر بلیغ کلام میں اس سے بہتر نہیں سنا' آپ نے فرمایا اے بدو' یہ کلام الٰہی ہے جو شعر نہیں اور اگر تو نے ایک بار قل ھو اللہ احد پڑھا تو تجھے تہائی قرآن پڑھنے والے کا سا اجر ملے گا اور اگر تو نے اسے دو بار پڑھا تو تجھے دو تہائی قرآن پڑھنے والے کا سا اجر ملے گا اور جب تو اسے تین بار پڑھے گا تو تجھے سارا قرآن پڑھنے والے کا سا اجر ملے گا' بدو نے کہا' ہمارا معبود کیا ہی اچھا معبود ہے جو تھوڑے کو قبول کرتا ہے اور بہت دیتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تمہارے پاس مال ہے' اس نے کہا' سارے بنی سلیم میں مجھ سے غریب آدمی کوئی نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اسے دو' انہوں نے اسے اتنا دیا کہ اسے دہشت زدہ کر دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس کے لیے ایک دس ماہ کی حاملہ اونٹنی ہے جو بختی سے کم تر اور برہنہ پشت سے بڑھ کر ہے وہ تیز رو ہے' جس سے ملا نہیں جا سکتا وہ آپ نے تبوک کے روز مجھے عطا فرمائی تھی میں اسے خدا کے حضور نذرانہ پیش کر کے قرب الٰہی طلب کرتے ہوئے اسے بدو کو دیتا ہوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ نے اپنی ناقہ کی تعریف کی ہے' میں ان چیزوں کی تعریف بیان کرتا ہوں جو قیامت کے روز آپ کو ملیں گی انہوں نے عرض کیا بہت اچھا' آپؐ نے فرمایا' آپ کے لیے کھوکھلے موتیوں کی ایک ناقہ ہوگی جس کی ٹانگیں سبز زبرجد کی اور گردن پیلے زبرجد کی ہوگی اس پر ہودج ہوگا اور ہودج پر باریک اور نفیس ریشم ہوگا اور وہ آپ کو لے کر پل صراط سے برق خاطف کی طرح گذر جائے گی اور قیامت کے روز جو لوگ آپ کو دیکھیں گے آپ پر رشک کریں گے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے عرض کیا: میں راضی ہوں' بدو باہر نکلا تو اسے بنو سلیم کے ایک ہزار بدو ایک ہزار سواریوں پر ملے جن کے پاس ایک ہزار تلواریں اور ایک ہزار نیزے تھے اس نے ان سے پوچھا تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس شخص کی طرف جا رہے ہیں جس نے ہمارے معبودوں کو بے وقوف قرار دیا ہے ہم اسے قتل کریں گے' اس نے کہا ایسا نہ کرنا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسولؐ ہیں اور پھر ان کو وہ بات بتائی جو ان سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر وہ آپ کی مجلس میں آئے تو رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی گئی تو آپ چادر کے بغیر انہیں ملے اور وہ اپنی سواریوں سے اترے اور واپسی پر وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Marfat.com

پڑھ رہے تھے پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیجیے آپ نے فرمایا تم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے رہو پس نہ ہی عربوں میں سے اور نہ ہی دیگر لوگوں میں سے ان کے سوا' ایک ہزار آدمی ایمان لایا' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے ہمارے شیخ ابوعبداللہ الحافظ نے ابی احمد بن عدی الحافظ کی اجازت سے معجزات میں بیان کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ حافظ ابونعیم نے بحوالہ ابوالقاسم بن احمد الطبرانی املاءً وقراءۃً اسے الدلائل میں بیان کیا ہے' محمد بن علی بن ولید السلمی البصری ابوبکر کنانہ نے ہم سے بیان کیا اور اس کی مانند حدیث بیان کی اور ابوبکر اسماعیلی نے اسے بحوالہ محمد بن علی بن ولید السلمی البصری روایت کیا ہے' امام بیہقی بیان کرتے ہیں اس' بارے میں حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی گئی ہے اور ہم نے اسے بہترین سند سے بیان کیا ہے مگر وہ بھی ضعیف ہے اور اس کی ذمہ داری اس سلمی پر ہے۔ واللہ اعلم

حدیث حمار:

کئی کبار حفاظ نے اسے منکر قرار دیا ہے' ابومحمد بن عبداللہ بن حامد بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسن احمد بن حمدان السحری نے ہمیں بتایا کہ عمر بن محمد بن بجیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوجعفر محمد بن یزید نے املاءً ہم سے بیان کیا کہ ابوعبداللہ محمد بن عقبہ بن ابی اصبہاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحذیفہ نے عن عبداللہ بن حبیب الہذلی عن ابی عبدالرحمٰن السلمی عن ابی منظور ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خیبر پر فتح دی تو آپ کے حصے میں چار جوڑے خچر' چار جوڑے موزے' سونے چاندی کے دس اوقیے ایک سیاہ گدھا اور ایک ٹوکری آئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے گدھے سے گفتگو کی اور گدھے نے آپ سے گفتگو کی' آپ نے اسے کہا' تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا یزید بن شہاب' اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کیے' ان سب پر نبی کے سوا کوئی سوار نہیں ہوا اور میرے دادا کی نسل میں سے میرے سوا' کوئی باقی نہیں رہا اور نہ انبیاء میں آپ کے سوا' کوئی باقی رہا ہے اور میں آپ سے توقع رکھتا تھا کہ آپ مجھ پر سوار ہوں گے اور آپ سے پہلے میں ایک یہودی کے پاس تھا اور میں عمداً اسے گرا دیا کرتا تھا اور وہ میرے پیٹ کو بھوکا رکھتا تھا اور میری پشت پر مارتا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تیرا نام یعفور رکھا' اے یعفور' اس نے کہا' لبیک' آپ نے فرمایا تو مادہ کو پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا' نہیں اور رسول اللہ ﷺ اپنی ضرورت کے لیے اس پر سوار ہوتے تھے اور جب اس سے اترتے تو اسے ایک آدمی کے دروازے کی طرف بھیج دیتے وہ دروازے پر آ کر اسے اپنے سر سے کھٹکھٹاتا اور جب مالک مکان اس کے پاس آتا تو وہ اسے اشارہ کرتا کہ رسول اللہ ﷺ کو جواب دو' پس جب حضرت نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے تو وہ ابوالہیثم بن التیہان کے کنویں پر آیا اور اس میں گر پڑا اور وہ غم رسول کے باعث اس کی قبر بن گیا۔

حدیث حمرہ' یہ ایک مشہور پرندہ ہے:

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ مسعودی نے' حسن بن سعد سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی نے باغ میں جا کر حمرہ کا انڈا نکال لیا اور حمرہ آ کر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر پھڑپھڑانے لگا تو آپ نے فرمایا تم میں سے کس آدمی نے اسے تکلیف دی ہے؟ تو لوگوں میں سے

Marfat.com

ایک آدمی نے کہا میں نے اس کا انڈا لیا ہے آپؐ نے فرمایا اس پر رحم کرتے ہوئے اسے واپس کر دو۔

اور بیہقی نے حاکم وغیرہ سے عن الاہم عن احمد بن عبدالجبار روایت کی ہے کہ ابو معاویہ نے عن ابی اسحاق الشیبانی عن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہم ایک درخت کے پاس سے گذرے جس میں حمرہ کے دو بچے تھے ہم نے انہیں پکڑ لیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حمرہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پھڑ پھڑانے لگا تو آپ نے فرمایا اسے کس نے اس کے دو بچوں کے بارے میں دردمند کیا ہے راوی بیان کرتا ہے ہم نے کہا، ہم نے، تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو واپس کرو تو ہم نے انہیں ان کی جگہ پر رکھ دیا تو پھر وہ پرندہ واپس نہ آیا۔

اس بارے میں ایک اور غریب حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ الحافظ اور محمد بن حسین بن داؤد علوی نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب اموی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبید بن عتبہ کندی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن الصلت نے ہم سے بیان کیا کہ حبان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوسعید بقال نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو دور چلے جاتے، راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز آپؐ گئے تو ببول کے درخت تلے بیٹھ گئے اور اپنے موزے اتار دیئے، راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے ایک موزہ پہنا تو ایک پرندے نے آ کر دوسرا موزا اٹھا لیا اور اسے لے کر آسمان میں چکر لگانے لگا تو اس سے ایک سیاہ سانپ نکل آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک کرامت ہے جس سے اللہ نے مجھے سرفراز فرمایا ہے اے اللہ میں ان چیزوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو اپنے پاؤں اور پیٹ کے بل چلتی ہیں۔

ایک اور حدیث:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ معاذ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو آدمی، آپ کے پاس سے باہر گئے اور ان کے ہاتھوں میں دو چراغوں کی مانند کوئی چیز تھی اور جب وہ الگ الگ ہو گئے تو ہر ایک کے پاس ایک ایک چراغ ہو گیا حتیٰ کہ وہ اپنے گھر آ گئے، اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا کہ حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ اور انصار کا ایک اور آدمی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی ایک ضرورت کے متعلق باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ رات کی ایک ساعت گذر گئی اور وہ رات بڑی تاریک تھی، وہ دونوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس لوٹے تو ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھڑی تھی اور ان دونوں میں سے ایک کی چھڑی نے ان کے لیے روشنی کر دی اور وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے اور جب ان دونوں کے راستے الگ الگ ہو گئے تو دوسرے کی چھڑی نے بھی روشنی کر دی اور وہ بھی اس کی روشنی میں چلنے لگا اور ہر ایک اپنی اپنی چھڑی کی روشنی میں اپنے گھر آ گیا۔

امام بخاری نے اسے معلق قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ معمر نے اسے بیان کیا ہے اور اسی طرح بخاری نے اسے عن حماد بن سلمہ

Marfat.com

عن ثابت عن انس معلق قرار دیا ہے کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر' حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس سے باہر نکلے اور پھر اس کی مانند بات بیان کی ہے اور نسائی نے اسے عن ابی بکر بن نافع عن بشر بن اسید روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسے یزید بن ہارون کے طریق سے قوت دی ہے اور ان دونوں نے حماد بن سلمہ سے اس کی روایت کی ہے۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ الحافظ نے ہمیں بتایا کہ عبیداللہ محمد بن عبداللہ اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن مہران نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ کامل بن العلاء نے ابوصالح سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے' آپ نماز پڑھ رہے تھے جونہی آپ نے سجدہ کیا تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما چھلانگ لگا کر آپ کی پشت پر چڑھ گئے اور جب آپ نے اپنا سر اٹھایا تو آپ نے دونوں کو پکڑ کر آہستگی سے نیچے اتار دیا اور جب آپ نے دوبارہ سجدہ کیا تو وہ دونوں دوبارہ آپ کی پشت پر چڑھ گئے اور جب آپ نماز پڑھ چکے تو ایک کو ایک طرف رکھا اور دوسرے کو دوسری طرف' میں نے آپ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان دونوں کو ان کی ماں کے پاس نہ لے جاؤں؟ پس بجلی چمکی تو آپ نے فرمایا اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ اور وہ اس کی روشنی میں چلتے چلتے اپنے گھر آ گئے۔

ایک اور حدیث:

امام بخاری' تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ احمد بن الحجاج نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن حمزہ نے عن کثیر بن یزید عن محمد بن حمزۃ بن عمرو الاسلمی عن ابیہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم تاریک رات میں متفرق ہو گئے تو میری انگلیاں روشن ہو گئیں حتیٰ کہ انہوں نے اپنی سواریوں کو اور جو ان میں سے مر گئے تھے انہیں ان کے پاس اکٹھا کر دیا تھا میری انگلیاں روشنی دے رہی تھیں اور بیہقی نے اسے ابراہیم بن المنذر الحزامی کی حدیث سے بحوالہ سفیان بن حمزہ روایت کیا ہے اور طبرانی نے اسے ابراہیم بن حمزۃ الزہری کی حدیث سے بحوالہ سفیان بن حمزہ روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ الحافظ نے ہم سے بیان کیا' کہ ابومحمد بن احمد بن عبداللہ المدنی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ الحضرمی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالحمید بن ابی عبس انصاری حارثی نے ہم سے بیان کیا کہ میمون بن زید بن ابی عبس نے مجھے بتایا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ ابوعبس پانچوں نمازیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے پھر بنی حارثہ کی طرف واپس آ جاتے تھے پس وہ ایک تاریک بارانی رات میں گئے تو ان کی چھڑی میں روشنی ہو گئی حتیٰ کہ آپ بنی حارثہ کے قبیلے میں آ گئے' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبس بدریوں میں شامل تھے' میں کہتا ہوں کہ ہم نے یزید بن اسود تابعی سے روایت کی ہے کہ وہ حرین سے جامع دمشق میں نماز کے لیے آیا کرتے تھے اور بسا اوقات تاریک رات میں آنے پر ان کا انگوٹھا روشن ہو جاتا تھا' اور قبل ازیں ہم مکہ میں ہجرت سے قبل

Marfat.com

طفیل بن عمرو الدوسی کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ میں بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک نشان کا مطالبہ کیا جس سے وہ اپنی قوم کو دعوت دیں، پس جب آپ ان کے پاس گئے اور گھاٹی سے نیچے اترے تو آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور روشن ہو گیا، تو انہوں نے کہا اے اللہ! ایسا نہ کر وہ کہیں گے یہ عقوبت ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کے کوڑے کے کنارے پر بدل دیا حتیٰ کہ وہ اسے قندیل کی طرح دیکھتے تھے۔

تمیم الداری کی کرامت کے متعلق ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی نے عفان بن مسلم کی حدیث سے عن حماد بن سلمہ عن الجریری عن معاویہ بن حرمل روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حرہ سے آگ نکلی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمیم الداری کے پاس آ کر کہا، اس آگ کے پاس جاؤ، انہوں نے کہا یا امیر المومنین، میں کون ہوں اور کیا ہوں؟ راوی بیان کرتا ہے آپ انہیں مسلسل کہتے رہے حتیٰ کہ وہ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے راوی بیان کرتا ہے میں ان دونوں کے پیچھے پیچھے چلا اور وہ دونوں آگ کے پاس چلے گئے اور تمیم اسے اپنے دونوں ہاتھوں سے اکٹھا کرنے لگے حتیٰ کہ وہ درے میں داخل ہو گئی اور تمیم بھی اس کے پیچھے داخل ہو گئے، راوی بیان کرتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے دیکھنے والے نہ دیکھنے والے کی طرح نہیں ہو سکتا آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔

اس امت کے ولی کی کرامت کے بارے میں حدیث:

کرامت، معجزات میں شمار ہوتی ہے کیونکہ جو چیز ولی کے لیے ثابت ہو وہ اس کے ولی کا معجزہ ہوتا ہے۔ حسن بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ ابی سبرۃ نخعی ہم سے بیان کیا کہ یمن سے ایک شخص آیا اور راستے میں اس کا گدھا مر گیا تو اس نے اٹھ کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر کہنے لگا اے اللہ! میں دفینہ سے تیری راہ میں مجاہد بن کر اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور قبروں والوں کو دوبارہ اٹھاتا ہے، آج مجھ پر کسی کا احسان نہ رکھ، میں تجھ سے اس بات کا خواہاں ہوں کہ تو میرے گدھے کو دوبارہ زندہ کر دے تو گدھا کان جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ اسناد صحیح ہے اور اس قسم کی باتیں صاحب شریعت کی کرامت ہوتی ہیں، امام بیہقی بیان کرتے ہیں اور اسی طرح اسے محمد بن یحییٰ الذہلی وغیرہ نے عن محمد بن عبید عن اسماعیل بن ابی خالد عن شعبی روایت کیا ہے، گویا اسماعیل نے ان دونوں سے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

ایک اور طریق:

ابوبکر بن ابی الدنیا، کتاب ''من عاش بعد الموت'' میں بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن اسماعیل اور احمد بن بجیر وغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبید نے، اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ یمن سے کچھ لوگ رضا کارانہ طور پر راہ خدا میں جنگ کرنے آئے تو ان میں سے ایک آدمی کا گدھا مر گیا، انہوں نے چاہا کہ وہ ان کے ساتھ چلے مگر اس نے انکار کیا اور اٹھ کر وضو کر کے نماز پڑھنے لگا اور کہنے لگا اے اللہ! میں دفینہ سے تیرے راستے میں مجاہد بن کر اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کے

Marfat.com

لیے آیا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور قبروں والوں کو دوبارہ اٹھاتا ہے' مجھ پر کسی کا احسان نہ رکھ' میں تجھ سے اس بات کا خواہاں ہوں کہ تو میرے گدھے کو دوبارہ زندہ کر دے پھر وہ گدھے کے پاس گیا تو گدھا اپنے کان جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اس نے اس پر زین ڈالی اور لگام دی پھر اس پر سوار ہوا اور اسے چلا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آملا' انہوں نے اس سے پوچھا' تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا میرا معاملہ یہ ہے کہ اللہ نے میرے گدھے کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔

شعبی بیان کرتے ہیں' میں نے گدھے کو کوفہ میں فروخت ہوتے دیکھا ہے' ابن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ عباس بن ہشام نے عن ابیہ عن جدہ عن مسلم بن عبداللہ بن شریک نخعی مجھے بتایا کہ گدھے کا ایک مالک نخع قبیلے سے تھا' جسے نباتہ بن یزید کہا جاتا تھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جنگ کرنے گیا اور جب عمیرۃ پہنچا تو اس کا گدھا مر گیا پھر اس نے وہی واقعہ بیان کیا ہے ہاں یہ بھی بیان کیا ہے کہ بعد میں اس نے اسے کوفہ میں فروخت کر دیا تو اس سے پوچھا گیا کہ تو اپنے گدھے کو فروخت کرتا ہے حالانکہ اللہ نے اسے تیرے لیے زندہ کیا ہے؟ اس نے کہا' میں کیا کروں؟ اور اس کے قبیلے کے ایک آدمی نے تین اشعار کہے ہیں اور مجھے یہ شعر یاد ہے کہ ؎

''اور ہم میں سے وہ آدمی بھی ہے جس کے گدھے کو اللہ نے زندہ کر دیا حالانکہ اس کا ہر عضو اور جوڑ مر چکا تھا''۔

اور ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باب رضاعت میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گدھے کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جب واپسی پر آپ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے ساتھ سوار ہوئے جب کہ آپ دودھ پیتے بچے تھے' تو وہ کس طرح قافلے سے آگے بڑھ جاتا اور آپ ہمیشہ قافلے کے ساتھ مکہ آیا کرتی تھیں اور اسی طرح ان کی دودھیل اونٹنی اور ان کی بکریوں اور ان کے گھی اور دودھ کے بکثرت ہونے میں آپ کی برکت ظاہر ہوئی صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ۔

حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک اور واقعہ:

ابوبکر بن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ خالد بن خداش بن عجلان المہلبی اور اسماعیل بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ صالح المری نے ثابت البنانی سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم نے ایک انصاری نوجوان کی عیادت کی اور وہ جلد ہی وفات پا گئے اور ہم نے اس پر کپڑا تان دیا اور ہم میں سے ایک آدمی نے اس کی ماں سے کہا اس کے ثواب کی امید رکھ' اس نے کہا وہ فوت ہو گیا ہے ہم نے کہا' ہاں' تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا' اے اللہ! میں تجھ پر ایمان لائی ہوں اور میں نے تیرے رسول کی طرف ہجرت کی ہے اور جب مجھ پر کوئی مصیبت نازل ہوئی اور میں نے تجھ سے دعا کی تو تو نے اسے دور کر دیا اے اللہ میں تجھ سے مطالبہ کرتی ہوں کہ یہ مصیبت مجھ پر نہ ڈال۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے منہ سے کپڑا ہٹایا گیا اور ہم وہیں تھے کہ ہم نے کھانا کھایا اور اس نے بھی کھانا کھایا ساتھ کھانا کھایا۔ اور بیہقی نے اسے عن ابن عدی عن محمد بن طاہر بن ابی الدمیل عن عبداللہ بن عائشہ عن صالح بن بشیر المری جو بصرہ کے ایک درویش اور عابد ہیں۔ باوجود کہ ان کی حدیث میں نرمی پائی جاتی ہے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اس واقعہ کو بیان کیا

Marfat.com

ہے اور اس میں یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ السائب کی ماں ایک نابینا بڑھیا تھی۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے ایک اور طریق سے ابن عدی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا گیا ہے۔ یعنی اس میں انقطاع پایا جاتا ہے۔ پھر انہوں نے اسے عیسیٰ بن یونس کے طریق سے عبداللہ بن عون سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے اس امت میں تین باتیں پائی ہیں اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو قومیں ان کی قسمیں کھاتیں‘ ہم نے کہا‘ اے ابوحمزہ وہ کون سی باتیں ہیں انہوں نے کہا‘ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چبوترے میں تھے کہ آپ کے پاس ایک مہاجر عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا بالغ بیٹا بھی تھا آپ نے عورت کو عورتوں کی طرف بھیج دیا اور اس کے بیٹے کو ہمارے پاس بھیج دیا اور ابھی وہ لگا بھی نہ تھا کہ اسے مدینہ کی وبا نے آ لیا اور وہ کئی روز تک بیمار رہا‘ پھر مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈھانک دیا اور اس کی تیاری کا حکم دیا اور جب ہم نے اسے غسل دینا چاہا تو آپ نے فرمایا اے انسؓ اس کی ماں کو جا کر بتا دو‘ میں نے اسے بتایا تو وہ آ کر اس کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی اور ان کو پکڑ کر کہنے لگی‘ اے اللہ میں نے خوشی سے تیرے لیے اسلام قبول کیا اور میں نے بے رغبتی کے ساتھ بتوں کی مخالفت کی اور رغبت کے ساتھ تیرے لیے ہجرت کی اے اللہ بتوں کے پرستاروں کو مجھ پر خوش ہونے کا موقع نہ دے اور مجھ پر یہ مصیبت نہ ڈال‘ جس کی برداشت کی مجھے سکت نہیں۔

راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم جونہی اس کی بات ختم ہوئی تو اس نے اپنے دونوں پاؤں کو حرکت دی اور اپنے چہرے سے کپڑا اتار پھینکا اور زندہ رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وفات دے دی اور اس کی ماں بھی فوت ہو گئی‘ راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک فوج تیار کی اور العلاء بن الحضرمی کو اس کا سالار مقرر کیا‘ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں‘ میں بھی اس فوج کے غازیوں میں شامل تھا‘ ہم اپنی جنگ کی جگہ پر آئے تو ہمیں معلوم ہوا کہ دشمن ہم سے پہلے پہنچ چکا ہے اور اس نے پانی کے نشان مٹا دیئے ہیں گرمی شدید تھی‘ پیاس نے ہمیں اور ہماری سواریوں کو مشقت میں ڈال دیا اور یہ جمعہ کا دن تھا‘ جب سورج غروب ہونے کے لیے ڈھل گیا تو حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے اور ہمیں آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے اور ہمیں آسمان میں کوئی چیز نظر نہ آئی تھی۔

راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم ابھی ان کے ہاتھ نیچے نہیں آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور بادل پیدا کیے اور وہ برسے حتیٰ کہ تالاب اور گھاٹیاں بھر گئیں اور ہم نے پانی پیا اور اپنی سواریوں کو پلایا اور جمع کر لیا پھر ہم اپنے دشمن کے پاس آئے اور وہ سمندر کی خلیج کو پار کر کے جزیرہ تک پہنچ گئے تھے انہوں نے خلیج پر کھڑے ہو کر کہا‘ یا علی‘ یا عظیم‘ یا حلیم‘ یا کریم پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر گذر جاؤ‘ راوی بیان کرتا ہے ہم گذر گئے اور پانی ہماری سواریوں کے سموں کو بھی تر نہ کرتا تھا‘ پس ہم تھوڑی دیر ٹھہرے تو ہم نے دشمن کو وہاں پایا اور ہم نے انہیں قتل کیا اور مردوں اور عورتوں کو قیدی بنایا‘ پھر ہم خلیج پر آئے تو انہوں نے پہلے کی سی بات کی اور ہم پار ہو گئے اور پانی ہماری سواریوں کے سموں کو بھی تر نہ کرتا تھا‘ راوی بیان کرتا ہے ہم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے کہ آپ کے جنازے میں سخت بارش ہوئی پس ہم نے ان کی قبر کھودی اور غسل دیا اور دفن کر دیا اور جب ہم ان کے دفن سے فارغ ہو گئے تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یہ کون تھا؟ ہم نے کہا یہ بہترین آدمی ابن الحضرمی تھا‘ اس نے کہا یہ زمین مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے اور ہم اگر تم اسے

Marfat.com

ایک یا دو میل تک لے جاؤ تو وہ زمین مردوں کو قبول کرتی ہے' ہم نے کہا کیا ہمارے ساتھی کا یہی صلہ ہے کہ ہم اسے درندوں کے کھانے کے لیے پیش کر دیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے ان کی قبر اکھیڑنے پر اتفاق کر لیا اور جب ہم لحد تک پہنچے تو ہمارا ساتھی اس میں موجود نہ تھا' اور لحد حد نظر تک نور سے جگمگا رہی تھی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے لحد پر دوبارہ مٹی ڈال دی اور پھر ہم چلے آئے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ موت کے واقعہ کو چھوڑ کر' العلا بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے بارش طلب کرنے اور ان کے پانی پر چلنے کے واقعہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس قسم کا واقعہ روایت کیا گیا ہے' اور امام بخاری نے تاریخ میں اس واقعہ کو دوسرے اسناد سے بیان کیا ہے اور ابن ابی الدنیا نے عن ابی کریب عن محمد بن الفضیل عن الصلت بن مطر العجلی عن عبدالملک بن سہم عن سہم بن منجاب قوت دی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ کی اور پھر اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور انہوں نے دعا میں کہا یا علیم' یا حلیم' یا علی' یا عظیم ہم تیرے غلام ہیں اور تیرے راستے میں تیرے لیے تیرے دشمن سے لڑ رہے ہیں' ہمیں بارش سے سیراب کر دے ہم اس سے پانی پئیں اور وضو کریں اور جب ہم اسے چھوڑ دیں تو ہمارے غیر کا اس میں حصہ نہ رکھنا' اور سمندر کے بارے میں کہا' ہمارے لیے اپنے دشمن کی طرف راستہ بنادے اور موت کے بارے میں کہا میرے جثہ کو روپوش کر دے اور میرے ان اعضاء کو کوئی شخص نہ دیکھے جنہیں شرم کی وجہ سے چھپایا جاتا ہے پس کسی نے اس کی قدرت نہ پائی۔ واللہ اعلم

ایک اور واقعہ:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حسین بن بشران نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل الصفار نے ہمیں خبر دی کہ حسین بن علی بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن نمیر نے اعمش سے اور اس کے بعض اصحاب سے ہم سے بیان کیا کہ ہم دجلہ پر پہنچے تو اس میں سیلاب آیا ہوا تھا اور عجمی اس کے پیچھے تھے' مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے بسم اللہ پڑھا اور اپنے گھوڑے کے ساتھ دریا میں گھس گیا اور پانی سے اوپر اوپر رہا' پس لوگوں نے بھی بسم اللہ پڑھا اور دریا میں گھس گئے اور پانی سے اوپر اوپر رہے' جب عجمیوں نے انہیں دیکھا تو کہنے لگے دیوانے ہیں دیوانے ہیں اور پھر جدھر منہ آیا چلے گئے اور لوگوں نے صرف ایک پیالہ گم کیا جو زین کی ایک جانب لٹکا ہوا تھا پس جب وہ چلے گئے تو انہوں نے غنائم حاصل کر کے انہیں باہم تقسیم کیا اور ایک آدمی کہنے لگا کون چاندی کے ساتھ سونے کا تبادلہ کرے گا؟

ایک اور واقعہ:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ہمیں بتایا کہ ابوعبداللہ بن محمد السمری نے ہمیں خبر دی کہ ابوالعباس السراج نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن سہل اور ہارون بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابومسلم خولانی دجلہ پر آئے اور وہ سیلاب سے لکڑیاں پھینک رہا تھا تو وہ پانی پر چلے اور اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے' کیا تم نے اپنے سامان سے کوئی چیز گم کی ہے کہ ہم اللہ سے دعا کریں؟ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ

Marfat.com

اسناد صحیح ہے' میں کہتا ہوں کہ عنقریب مسلم خولانی ان کا نام عبداللہ بن ثوب تھا۔ کا واقعہ اسود عنسی کے ساتھ بیان ہوگا جب اس نے آپ کو آگ میں پھینکا اور وہ آپ پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح ٹھنڈی ہوگئی اور سلامتی کا موجب بن گئی۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور موت کے بعد ان کا کلام کرنا:

اور ان کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کی شہادت دینا۔

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو صالح ابی طاہر العنبری نے ہمیں بتایا کہ میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے ہمیں خبر دی کہ ابو علی بن محمد بن عمرو بن کشمرد نے ہم سے بیان کیا کہ القعنبی نے ہمیں بتایا کہ سلیمان بن بلال نے یحییٰ بن سعید سے بحوالہ سعید بن المسیب" ہمیں بتایا کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری خزرجی' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پا گئے تو انہیں ان کے کپڑے میں لپیٹ دیا گیا پھر انہوں نے ان کے سینے میں جھنکار سنی پھر انہوں نے بات کی اور کہا' پہلی کتاب میں احمد احمد ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے جو فی نفسہ کمزور اور امر الٰہی کے بارے میں قوی ہیں' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے جو پہلی کتاب میں قوی اور امین ہیں' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے ان کے طریقے پر چار سال گذر گئے ہیں اور دو باقی رہ گئے ہیں' فتنے آئیں گے اور طاقتور' کمزور کو کھا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی اور عنقریب تمہارے پاس تمہاری فوج کی خبر آئے گی۔

اریس کا کنواں اور اریس کا کنواں کیا ہے؟ یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ سعید نے بیان کیا ہے کہ پھر بنی خطمہ میں سے ایک آدمی فوت ہوگیا اور اسے اس کے کپڑے میں لپیٹ دیا گیا تو اس کے سینے میں جھنکار سنی گئی پھر اس نے بات کی اور کہا' بنی حارث بنی خزرج کے بھائی نے سچ کہا ہے پھر بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی بکر بن اسحاق عن موسیٰ بن الحسن عن القعنبی روایت کی ہے اور اس حدیث کو بیان کر کے کہا ہے کہ یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے شواہد بھی ہیں' پھر انہوں نے اسے ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا کے طریق سے کتاب "من عاش بعد الموت" میں بیان کیا ہے کہ ابو مسلم عبدالرحمان بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ادریس نے بحوالہ اسماعیل بن ابی خالد ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ یزید بن النعمان بن بشیر' قاسم بن عبدالرحمٰن کے حلقہ میں اپنے باپ نعمان بن بشیر کا خط لے کر۔ اپنی ماں کے پاس آئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعمان بن بشیر کی جانب سے ام عبداللہ بنت ابی ہاشم کی طرف

آپ پر سلام ہو میں تمہارے ساتھ اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' آپ نے مجھے خط لکھا ہے کہ میں آپ کو حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ کے متعلق لکھوں' ان کا معاملہ یہ ہے کہ ان کے حلق میں درد تھا' اور وہ ان دنوں بڑے صحت مند لوگوں میں سے تھے یا مدینہ کے لوگوں میں سے بڑے صحت مند تھے' انہوں نے صلوٰۃ اولیٰ اور صلوٰۃ عصر کے درمیان وفات پائی اور ہم نے انہیں پشت کے بل لٹا دیا اور دو چادروں اور ایک کمبل سے ڈھانک دیا اور ایک آنے والا میرے پاس میرے مقام پر آیا اور میں مغرب کے بعد تسبیح کر رہا تھا' اس نے کہا کہ بلاشبہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے بعد بات کی ہے پس میں

Marfat.com

جلدی سے پلٹ کر ان کی طرف گیا تو انصار کے کچھ لوگ ان کے پاس موجود تھے اور وہ کہہ رہے تھے یا ان کی زبان سے بیان کیا جا رہا تھا کہ تینوں سے درمیانی‘ قوی اور مضبوط تھا۔

جو اللہ کے بارے میں ملاقات کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ وہ لوگوں کو حکم دیتا تھا کہ ان کا قوی‘ کمزور کو کھا جائے‘ عبداللہ امیر المومنین‘ نے سچ کہا ہے اور یہ کتاب اوّل میں ہے پھر انہوں نے کہا امیر المومنین عثمانؓ لوگوں کو بہت سے گناہوں سے بچاتے تھے‘ دو گذر گئے ہیں اور چار باقی رہ گئے ہیں پھر لوگوں نے باہم اختلاف کیا اور ایک دوسرے کو کھانے لگے اور کوئی نظام نہ رہا اور سانپ کی چھتری پیدا ہونے لگی پھر مومنین نے رجوع کر لیا اور کہا اللہ کی کتاب اور اس کی عزت اے لوگو! اپنے امیر کے پاس آؤ اور سمع و اطاعت کرو اور جو اعراض کرے وہ اس کے خون کی حفاظت نہ کریں اور امر الٰہی کا وقت مقرر ہوتا ہے اللہ اکبر یہ جنت ہے یہ دوزخ ہے اور انبیاء اور صدیقین کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو اے عبداللہ بن رواح رضی اللہ عنہ کیا تو نے میرے لیے خارجہ کو اس کے باپ اور سعد کی وجہ سے دردمند کیا ہے جو احد کے روز مقتول ہوئے تھے؟

﴿كَلَّا إِنَّهَا لَظَىٰ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ﴾

پھر ان کی آواز دھیمی ہو گئی اور میں نے لوگوں سے ان باتوں کے متعلق پوچھا جو انہوں نے مجھ سے پہلے کی تھیں تو انہوں نے کہا ہم نے ان کو بیان کرتے سنا کہ خاموش ہو جاؤ خاموش ہو جاؤ تو ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا‘ کیا دیکھتے ہیں کہ آواز‘ کپڑوں کے نیچے سے آ رہی ہے‘ راوی بیان کرتا ہے ہم نے ان کے چہرے سے کپڑا اٹھا دیا‘ تو انہوں نے کہا‘ یہ احمد رسول اللہ ﷺ ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ پر اللہ کا سلام‘ رحمت اور برکت ہو‘ پھر کہا‘ ابوبکر صدیق امین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں جو جسمانی لحاظ سے کمزور اور امر الٰہی کے بارے میں قوی تھے‘ اس نے سچ کہا ہے اور یہ کتاب اوّل میں تھا۔

پھر حافظ بیہقی نے اسے عن ابی نصر بن قتادہ عن ابی عمرو بن بجیر عن علی بن الحسین عن المعافی بن سلیمان عن زہیر بن معاویہ عن اسماعیل بن ابی خالد روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کر کے کہا ہے کہ یہ اسناد صحیح ہے‘ اور ہشام بن عمار نے کتاب البعث میں ولید بن مسلم سے بحوالہ عبدالرحمن بن یزید بن جابر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عمیر بن ہانی‘ نے مجھ سے بیان کیا کہ نعمان بن بشیر نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمارا ایک آدمی فوت ہو گیا جسے زید بن خارجہ کہا جاتا تھا‘ ہم نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور پھر اس نے وہی واقعہ بیان کیا ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسے حبیب بن سالم سے بحوالہ نعمان بن بشیر بھی روایت کیا گیا ہے اور انہوں نے اریس کے کنویں کا بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ ہم نے ابن المسیب کی روایت میں ذکر کیا ہے‘ امام بیہقی بیان کرتے ہیں اس کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی جو آپ کے ہاتھ میں تھی پھر آپ کے بعد وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی یہاں تک کہ وہ آپ کی خلافت کے چھ سال گذرنے کے بعد آپ سے اریس کے کنویں میں گر گئی‘ اس موقعہ پر آپ کے عمال بدل گئے اور فتنوں کے اسباب نمایاں ہو گئے جیسا کہ حضرت زید بن خارجہ کی زبان سے بیان کیا گیا ہے‘ میں کہتا ہوں آپ کے قول‘ دو گذر گئے ہیں اور چار باقی رہ گئے ہیں یا چار گذر گئے ہیں اور دو باقی رہ گئے ہیں سے اختلاف روایت کے

Marfat.com

مطابق' یہی مراد ہے۔ واللہ اعلم

اور بخاری نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن خارجہ خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ بدر میں شامل ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے اور انہوں نے ہی موت کے بعد گفتگو کی' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ موت کے بعد کلام کرنے کے بارے میں ایک جماعت سے صحیح اسانید کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم

ابن ابی الدنیا بیان کرتے ہیں کہ خلف بن ہشام البزار نے ہم سے بیان کیا کہ خالد طحان نے حصین سے بحوالہ عبداللہ بن عبیداللہ انصاری ہم سے بیان کیا کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے کلام کیا اور کہا' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر صدیق' عثمان رضی اللہ عنہما نرم طبیعت رحم دل' وہ بیان کرتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا بات بیان کی ہے' اسی طرح ابن ابی الدنیا نے اسے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید بن ابی عمرو نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن ابی طالب نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عاصم نے ہمیں بتایا کہ حصین بن عبدالرحمٰن نے بحوالہ عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ یوم صفین یا یوم جمل کو وہ مقتولین کو تلاش کر رہے تھے کہ اچانک مقتولین میں سے ایک انصاری نے گفتگو کی اور کہا' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر صدیق' عمر شہید' عثمان رحیم رضی اللہ عنہم پھر وہ خاموش ہو گیا' اور ہشام بن عمار نے کتاب البعث میں اسے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

باب:

مُردوں کے کلام اوران کے عجائبات کے بیان میں

الحکم بن ہشام ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالحکم بن عمیر نے بحوالہ ربعی بن خراش العبسی ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرا بھائی ربیع بن خراش بیمار ہوگیا اور میں نے اس کی بیمار پرسی کی پھر وہ فوت ہوگیا اور ہم اس کی تیاری میں لگ گئے اور جب ہم آئے تو اس نے کپڑے کو اپنے منہ سے ہٹایا پھر کہنے لگا السلام علیکم' ہم نے کہا' وعلیکم السلام تو آ گیا ہے اس نے کہا ہاں' لیکن میں تمہارے بعد اپنے رب سے ملا اور وہ مجھے خوشی اور رحمت کے ساتھ ملا اور وہ ناراض نہ تھا پھر اس نے مجھے سبز ریشم زیب تن کرایا اور میں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ مجھے آپ کو بشارت دینے کی اجازت دے تو اس نے مجھے اجازت دے دی اور بلاشبہ معاملہ وہی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ پس راہ ہدایت دکھاؤ اور حسن سلوک کرو اور بشارت دو اور بھگاؤ نہیں' جب اس نے یہ باتیں کیں تو یہ سنگریزوں کے پانی میں گرنے کی طرح معلوم ہوتی تھیں' پھر انہوں نے اس باب میں بہت سی اسانید بیان کی ہیں اور یہ ان کی کتاب کا آخر ہے۔

نہایت غریب حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یونس الکدیمی نے ہم سے بیان کیا کہ شاصونہ بن عبید ابومحمد الیمانی نے ہم سے بیان کیا اور ہم عدن کی ایک بستی جسے الحردۃ کہا جاتا تھا سے واپس لوٹے معرض بن عبداللہ بن معرض بن معیقب الیمانی نے اپنے باپ اور دادے کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کا حج کیا اور میں مکہ کے ایک گھر میں داخل ہوگیا جس میں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کا چہرہ' چاند کے ہالے کی طرح تھا اور میں نے آپ سے ایک عجیب بات سنی ایک آدمی ایک بچے کو اس کے روز پیدائش کو ہی آپ کے پاس لے کر آیا تو آپ نے اس سے پوچھا' میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ نے فرمایا' تو نے سچ کہا ہے' اللہ تجھے برکت دے پھر فرمایا اس بچے نے اس کے بعد بات نہیں کی حتیٰ کہ جوان ہوگیا میرے باپ نے بیان کیا ہم اسے مبارک الیمامہ کا نام دیتے تھے شاصونہ بیان کرتے ہیں کہ میں معمر کے پاس جایا کرتا تھا اور میں اس سے سماع نہیں کرتا تھا' میں کہتا ہوں اس حدیث کی وجہ سے لوگوں نے محمد بن یونس کے بارے میں کلام کیا ہے اور اس پر عیب لگایا ہے اور اس کے اس شیخ کو عجیب خیال کیا ہے' حالانکہ یہ بات ایسی نہیں جس کا عقلاً اور شرعاً انکار کیا جا سکے' صحیح میں جریج عابد کے واقعہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ان بدکار عورت کے بیٹے کو بلوایا اور اس سے پوچھا' اے ابویونس تو کس کا بیٹا ہے؟ اس نے جواب دیا چرواہے کا بیٹا ہوں' تو بنو اسرائیل کو پتہ چل گیا کہ جریج کی طرف جو بات منسوب کی گئی ہے اس سے اس کا دامن پاک ہے اور یہ واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے ہاں اس حدیث کو الکدیمی کے طریق کے علاوہ بھی روایت کیا گیا ہے مگر وہ بھی اسی طرح غریب اسناد کے ساتھ ہے۔

Marfat.com

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعد عبدالملک بن ابی عثمان الزاہد نے ہمیں بتایا کہ ابوالحسن محمد بن احمد بن جمیع الغسانی نے صیدا کی سرحد پر ہمیں خبر دی کہ عباس بن محبوب بن عثمان بن عبید ابوالفضل نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا' کہ میرے دادا شاصونہ بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ معرض بن عبداللہ بن معیقیب نے اپنے باپ اور دادے کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' کہ میں نے حجۃ الوداع کا حج کیا اور میں مکہ کے ایک گھر میں داخل ہو گیا' جس میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ کا چہرہ' چاند کے ہالے کی طرح تھا اور میں نے آپ سے ایک عجیب بات سنی' اہل یمامہ کا ایک آدمی ایک بچے کو اس کے روز پیدائش کو ہی آپ کے پاس لے کر آیا اور اس نے اسے ایک چیتھڑے میں لپیٹا ہوا تھا' رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا اے بچے میں کون ہوں؟ اس نے کہا' آپ اللہ کے رسولؐ ہیں تو آپ نے اسے فرمایا اللہ تجھے برکت دے پھر اس کے بعد بچے نے بات نہیں کی۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوعبداللہ الحافظ نے عن ابی الحسن علی بن العباس الوراق عن ابی الفضل احمد بن خلف بن محمد المقری القزوینی عن ابی الفضل العباس بن محمد بن شاصونہ اس کا ذکر کیا ہے' حاکم بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے ثقہ آدمی نے بحوالہ ابی عمر الزاہد مجھے بتایا ہے کہ جب میں یمن گیا تو حردہ بھی گیا اور میں نے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو میں نے وہاں شاصونہ کی اولاد کو پایا اور میں نے اس کی قبر پر جا کر اس کی زیارت کی۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی اصل' کوفیوں کی حدیث سے مرسل اسنادُ کے ساتھ ہے جو کلام کے وقت کے بارے میں اس کی مخالف ہے' پھر انہوں نے وکیع کی حدیث سے عن اعمش عن شمر بن عطیہ عن بعض اشیاخہ بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ ایک بچے کے پاس آئے جو جوان ہو چکا تھا اور اس نے کبھی بات نہیں کی تھی آپ نے فرمایا' میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں پھر انہوں نے حاکم سے عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر عن اعمش عن شمر بن عطیہ عن بعض اشیاخہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے سبک دتیز خاطر بچے کو لائی اور کہنے لگی' یا رسول اللہ ﷺ' میرا یہ بچہ جب سے پیدا ہوا ہے اس نے بات نہیں کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اسے میرے قریب کرو' اس نے اسے آپ کے قریب کیا تو آپ نے فرمایا' میں کون ہوں؟ اس نے کہا' آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

مرگی والے بچے کا واقعہ جو آپ کی دعا سے تندرست ہو گیا:

یہ واقعہ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور یعلی بن مرہ ثقفی کی روایت سے قبل ازیں اونٹ کے واقعہ میں پوری طوالت کے ساتھ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے فرقد السبخی سے بحوالہ سعید بن جبیر بن عباس ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت اپنے بچے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ اسے کچھ جنون ہے جو اسے ہمارے کھانے کے وقت پکڑ لیتا ہے اور یہ ہمارا کھانا خراب کر دیتا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے دعا کی تو اس نے قے کی تو وہ سیاہ

Marfat.com

پلے کی طرح اس سے دوڑتا ہوا نکلا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور فرقد السنجی ایک صالح شخص ہے لیکن اس کا حافظہ خراب ہے اور اس سے شعبہ اور کئی لوگوں نے روایت کی ہے اور اس کی حدیث کو برداشت کیا ہے اس لیے جو کچھ پہلے بیان ہو چکا ہے اس نے اس جگہ اس کا شاہد روایت کیا ہے واللہ اعلم اور یہ واقعہ وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی اور واقعہ ہو۔

اس بارے میں دوسری حدیث:

ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مرزوق نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ صدقہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ فرقد السنجی نے سعید بن جبیر سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے کہ ایک انصاری عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبیث مجھ پر غالب آ گیا ہے آپؐ نے اسے فرمایا' اگر تو اپنی حالت پر صبر کرے تو تو قیامت کے روز اس طرح آئے گی کہ تجھ پر گناہ اور حساب کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی' وہ کہنے لگی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں خدا کی ملاقات تک صبر کروں گی' پھر کہنے لگی' مجھے خبیث سے خدشہ ہے کہ وہ مجھے برہنہ کر دے گا تو آپؐ نے اس کے لیے دعا کی اور جب اسے اس کے آنے کا خدشہ ہوتا تو وہ آ کر کعبہ کے پردوں سے لٹک جاتی اور اسے کہتی' ذلیل ہو جا تو وہ اسے چھوڑ کر چلا جاتا' البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم صرف اس طریق سے اسے ان الفاظ کے ساتھ مروی جانتے ہیں اور اس کے صدق میں کوئی' اعتراض نہیں پایا جاتا اور فرقد سے اہل علم کی ایک جماعت نے روایت کی ہے جن میں شعبہ وغیرہ شامل ہیں اور اس کی حدیث کو اس میں سوءِ حفظ کے باوجود برداشت کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عمران' ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن ابی رباح نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا کیا میں تجھے ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا بے شک' وہ کہنے لگے یہ سیاہ فام عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی مجھے مرگی پڑتی ہے اور میں برہنہ ہو جاتی ہوں' میرے لیے اللہ سے دعا فرمائیے' آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر لے تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے صحت دے تو اس نے کہا' نہیں میں صبر کروں گی آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ میں برہنہ نہ ہوں اور نہ وہ مجھے برہنہ کرے راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اس کے لیے دعا کی۔

اور اسی طرح امام بخاری نے اسے مسدد سے بحوالہ یحییٰ بن سعید القطان روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے القواریری سے بحوالہ یحییٰ القطان اور بشر بن الفضل روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن عمران بن مسلم ابی بکر الفقیہ البصری عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی اور اس کی مانند بیان کیا ہے' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد نے ہم سے بیان کیا کہ مخلد نے بحوالہ ابن جریج ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ عطاء نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ام زفر کو' جو ایک طویل اور سیاہ فام عورت تھی کعبہ کے پردے کے ساتھ لٹکے دیکھا اور حافظ ابن اثیر نے الغابہ میں بیان کیا ہے کہ ام زفر قدیم سے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی مشاطہ تھی اور اس نے لمبی عمر پائی حتیٰ کہ عطاء بن ابی رباح بھی اسے ملے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ قرۃ بن حبیب الضوی نے ہم سے بیان کیا کہ ایاس بن ابی تمیمہ نے عطاء سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ بخار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یا رسولؐ مجھے اپنی قوم کے محبوب ترین یا اپنے اصحاب کے محبوب ترین آدمی کے پاس بھیج دیجیے' قرۃ کو شک ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا انصار کے پاس چلا جا' اس نے جا کر انہیں پچھاڑ دیا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخار نے ہم کو آلیا ہے ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے شفاء کی دعا کیجیے تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی' تو وہ ان کو چھوڑ گیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ان کے پیچھے پیچھے ایک عورت نے آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے بھی انصار کی طرح دعا فرمایئے میں بھی انصار میں سے ہوں آپ نے فرمایا تجھے کون سی بات زیادہ پسند ہے' میں تیرے لیے دعا کروں اور وہ تجھے چھوڑ جائے یا تو صبر کرے اور تیرے لیے جنت واجب ہو جائے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم بخدا بلکہ میں صبر کروں گی اس نے یہ بات تین بار کہی اور شرط نہیں لگاؤں گی' خدا کی قسم اس کی جنت بڑی ہے۔ محمد بن یونس الکدیمی ضعیف ہے۔

اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ عبداللہ بن احمد حنبلؒ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن لاحق نے ۱۸۵ھ میں ہم سے بیان کیا کہ عاصم احول نے ابوعثمان النہدی سے بحوالہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بخار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تو کون ہے اس نے کہا' میں بخار ہوں' میں گوشت کو چھیل دیتا ہوں اور خون کو چوس لیتا ہوں آپ نے فرمایا' اہل قباء کی طرف چلا جا' وہ ان کے پاس آیا تو وہ زرد رو ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے پاس بخار کی شکایت کی تو آپ نے انہیں فرمایا' تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تمہیں چھوڑ جائے اور اگر تم چاہو تو اسے چھوڑ دو اور وہ تمہارے گناہوں کو ساقط کرائے' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اسے چھوڑتے ہیں۔ یہ حدیث امام احمدؒ کے مسند میں نہیں ہے اور نہ ہی اصحاب کتب ستہ میں سے کسی نے اسے روایت کیا ہے اور ہم نے ہجرت کے آغاز میں بیان کیا ہے کہ آپؐ نے اہل مدینہ کے لیے دعا کی تھی کہ ان کا بخار' جحفہ کی طرف چلا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول کر لی' بلاشبہ مدینہ' خدا کی زمین میں سے بڑا وباز دہ علاقہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے وہاں حلول کرنے اور اس کے باشندوں کے لیے دعا کرنے کی برکت سے اسے درست کر دیا۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ

اس بارے میں ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ ابو جعفر المدینی ہم سے بیان کیا کہ میں نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کو بحوالہ عثمان بن حنیف بیان کرتے سنا کہ ایک نابینا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے صحت دے آپ نے فرمایا' اگر تو چاہے تو میں اسے تیرے لیے مؤخر کر دوں اور یہ تیری

Marfat.com

آخرت کے لیے بہتر ہوگا اور تو چاہے تو میں تیرے لیے دعا کروں' اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے لیے اللہ سے دعا کریں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے وضو کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے اور یہ دعا مانگنے کا حکم دیا:

اللھم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة، یا محمدا فی اتوجه بک فی حاجتی هذه فتقضی و تشفعنی فیه و تشفعه فی.

راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اسے کئی بار پڑھتا تھا پھر بعد میں کہنے لگا میرا خیال ہے کہ اس بارے میں میری دعا قبول ہوگی راوی بیان کرتا ہے کہ وہ آدمی صحت مند ہوگیا۔ اور اسی طرح احمد نے اسے عثمان بن عمرو سے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ اے اللہ اس دعا کو میرے بارے میں قبول فرما' اور اس نے دوسری بات نہیں کہی' گویا یہ راوی کی غلطی ہے۔ واللہ اعلم

اور اسی طرح اسے ترمذی اور نسائی نے محمود بن غیلان سے' اور ابن ماجہ نے احمد بن منصور بن سیار سے روایت کیا ہے اور دونوں نے عثمان بن عمرو سے روایت کی ہے اور امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حسن صحیح غریب ہے اور ہم اسے صرف ابن جعفر الخطمی کی حدیث سے ہی جانتے ہیں پھر احمد نے اسے اسی طرح عن موسیٰ بن حماد بن سلمہ بن ابی جعفر الخطمی عن عمارہ بن خزیمہ عن عثمان بن حنیف روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے اور نسائی نے اسے عن محمد بن معمر عن حبان عن حماد بن سلمہ روایت کیا ہے' پھر نسائی نے اسے عن زکریا بن یحییٰ عن محمد بن المثنیٰ عن معاذ بن ہشام عن ابیہ عن ابی جعفر عن ابی امامہ بن سہل بن حنیف عن عمہ عثمان بن حنیف روایت کیا ہے اور یہ روایت پہلی روایت کے مخالف ہے اور شاید یہ ابوجعفر الخطمی سے دو طریق سے مروی ہے۔ واللہ اعلم

اور بیہقی اور حافظ نے یعقوب بن سفیان کی حدیث سے عن احمد بن شبیب عن سعید الخبطی عن ابیہ عن روح بن القاسم عن ابی جعفر المدینی عن ابی امامہ بن سہل بن حنیف عن عمہ عثمان بن حنیف روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور ایک نابینا آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کے پاس بصارت کے کھو جانے کی شکایت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ' میرا راہنما کوئی نہیں اور میرے لیے بڑی مشکل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوٹا لاؤ اور وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ دعا کرو:

اللھم انی اسالک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة، یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فینجلی بصری' اللھم فشفعه فی وشفعنی فی نفسی.

عثمان بیان کرتے ہیں خدا کی قسم ابھی ہم منتشر نہیں ہوئے تھے اور نہ ہماری بات لمبی ہوئی تھی کہ وہ آدمی آ گیا گویا اسے کبھی کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح اسے ہشام الدستوائی نے عن ابی جعفر عن ابی امامہ بن سہل عن عمہ عثمان بن حنیف روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ بنی سلامان

Marfat.com

کے ایک شخص نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے ماموں سے یا بنی سعد نے اپنے ماموں حبیب بن مریط سے مجھ سے بیان کیا اس نے انہیں بتایا کہ اس کا باپ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور اس کی آنکھیں سفید تھیں جن سے انہیں کچھ نظر نہیں آتا تھا' آپ نے اس سے پوچھا تجھے کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا میں اپنے اونٹ چرایا کرتا تھا کہ میرا پاؤں ایک سانپ کے پیٹ پر پڑا اور میری بصارت جاتی رہی رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھوں میں تھوکا تو وہ بینا ہو گیا اور میں نے اسے دیکھا ہے وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتا تھا اور وہ اسی سال کا تھا اور اس کی دونوں آنکھیں سفید تھیں' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس کی کتاب میں ایسے ہی ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ حبیب بن مدرک نے بیان کیا ہے کہ اس مفہوم میں قتادہ بن نعمان کی حدیث گذر چکی ہے کہ ان کی آنکھ کو گزند پہنچا اور اس کا ڈھیلا باہر نکل آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کی جگہ پر واپس کر دیا اور انہیں پتہ ہی نہ تھا کہ کس آنکھ کو گزند پہنچا تھا' میں کہتا ہوں کہ غزوہ احد میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہم نے ابورافع کے قتل میں بیان کیا ہے کہ آپ نے جابر بن عتیک کی ٹانگ پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی تھی۔ تو وہ اسی وقت صحت یاب ہو گئے' اور بیہقی نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ آپ نے محمد بن حاطب کے ہاتھ پر ان کا ہاتھ آگ سے جل گیا تھا۔ اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ اسی وقت صحت یاب ہو گئے نیز آپ نے شرجیل الجعفی کے ہاتھ میں تھوکا تو ان کے ہاتھ کا پھوڑا جاتا رہا' میں کہتا ہوں غزوہ خیبر میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں تھوکا جنہیں آشوب چشم کا عارضہ تھا تو وہ صحت یاب ہو گئے' اور امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے آپ کو حفظ قرآن کے لیے دعا سکھائی تو آپ نے اسے یاد کر لیا اور صحیح میں روایت ہے کہ آپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت سے فرمایا جو آج اپنی چادر پھیلائے گا وہ میری بات میں سے کچھ بھی نہیں بھولے گا بیان کیا جاتا ہے کہ اس روز سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ آپ سے سنا ہے وہ سب آپ کو حفظ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دوسروں سے بھی جو آپ نے کچھ سنا ہے وہ بھی آپ کو حفظ ہے۔ واللہ اعلم

اور آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی اور وہ صحت یاب ہو گئے اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنے چچا ابوطالب کی بیماری میں ان کے لیے دعا کی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ وہ اپنے رب سے ان کے لیے دعا کریں تو آپ نے ان کے لیے دعا کی اور وہ اسی وقت صحت یاب ہو گئے' اس بارے میں بہت سی احادیث پائی جاتی ہیں جن کا استقصاء طوالت کا باعث ہوگا' اور بیہقی نے اس نوع کی بہت سی اچھی احادیث بیان کی ہیں' جن میں سے بعض کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور ضعیف الاسناد احادیث کو چھوڑ دیا ہے اور متروک احادیث کے مقابلہ میں جنہیں ہم نے بیان کیا ہے انہیں پر کفایت کی ہے۔

ایک اور حدیث

صحیحین میں زکریا بن ابی زائدہ کی حدیث سے لکھا ہے اور مسلم اور مغیرہ نے اضافہ کیا ہے اور ان دونوں نے شراحیل الشعبی سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ وہ ایک تھکے ماندے اونٹ پر جا رہے تھے کہ آپ نے اسے آزاد کرنا چاہا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے آملے اور اونٹ کو ضرب لگائی اور میرے لیے دعا فرمائی تو وہ ایسے چلا کہ اس کی مانند کبھی

Marfat.com

نہیں چلاتا تھا' اور ایک روایت میں ہے کہ جس قدر اونٹ میرے آگے تھے وہ ہمیشہ ان کے آگے رہا' حتیٰ کہ مجھے اس کی مہار کھینچنی پڑتی تھی اور میں اس کی سکت نہیں رکھتا تھا' آپ نے فرمایا تو نے اپنے اونٹ کو کیسا پایا ہے؟ میں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے آپ کی برکت حاصل ہوئی' ہے پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آپ سے خرید لیا اور رواۃ نے کثیر روایات کے مطابق اس کی قیمت کی مقدار میں اختلاف کیا ہے' اور انہوں نے اسے مدینہ کی طرف آتے ہوئے بار برداری سے مستثنیٰ کیا پھر جب آپ مدینہ آئے تو وہ آپ کے پاس اونٹ لے کر آئے اور آپ نے انہیں نقد قیمت ادا کی اور اس میں اضافہ بھی کیا اور پھر اونٹ کو اسی طرح آزاد چھوڑ دیا۔

ایک اور حدیث:

بیہقی نے روایت کی ہے اور الفاظ بھی اسی کے ہیں اور وہ صحیح بخاری میں حسن بن محمد المروزی کی حدیث سے عن جریر بن حازم عن محمد بن سیرین عن انس بن مالک مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ گھبرا گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ست رو گھوڑے پر سوار ہوئے پھر اکیلے ہی اسے دوڑاتے ہوئے باہر چلے گئے اور لوگ بھی سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گھوڑے دوڑاتے نکلے تو آپ نے فرمایا ڈرو نہیں بلاشبہ یہ گھوڑا سمندر ہے' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم اس دن کے بعد وہ کسی سے پیچھے نہیں رہا۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر القاضی نے ہمیں بتایا کہ حامد بن محمد الہروی نے ہمیں خبر دی کہ علی بن عبدالعزیز نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ الرقاشی نے ہم سے بیان کیا کہ رافع بن سلمہ بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی الجعد نے بحوالہ جعیل اشجعی مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے کہ میں نے ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگ کی اور میں اپنی ایک لاغر اور کمزور گھوڑی پر سوار تھا' اور پچھلے لوگوں میں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آ ملے اور فرمایا' اے گھوڑی والے چل' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لاغر ہے کمزور ہے راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا درہ اٹھایا اور اسے مارا اور فرمایا اے اللہ اسے برکت دے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں اس کے سر کو لوگوں سے آگے بڑھ جانے سے روکتا تھا اور میں نے اس کے پیٹ سے بارہ ہزار کے گھوڑے فروخت کیے' اور نسائی نے اسے محمد بن رافع سے بحوالہ محمد بن عبداللہ الرقاشی روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے ابوبکر بن ابی خیثمہ نے عن عبید بن یعیش عن زید بن الحباب عن رافع بن سلمہ اشجعی روایت کیا ہے اور امام بخاری نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ رافع بن زیاد بن الجعد بن ابی الجعد بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ عبداللہ بن ابی الجعد نے جو سالم کا بھائی ہے بحوالہ جعیل مجھ سے بیان کیا اور اس حدیث کا ذکر کیا۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن الفضل القطان نے بغداد میں ہمیں بتایا کہ ابوسہل بن زیاد القطان نے ہمیں خبر دی

Marfat.com

کہ محمد بن شاذان جوہری نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن عدی نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن یزید نے عن یزید بن کیسان عن ابی حازم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا' میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے آپ نے فرمایا تو نے اسے کیوں نہیں دیکھا' بلاشبہ انصار کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی ہے؟

اس نے کہا میں نے اسے دیکھا ہے آپ نے فرمایا' تو نے کتنے پر اس سے نکاح کیا ہے اس نے کہا گویا وہ ان پہاڑوں کی چوڑائی سے سونا اور چاندی کاٹ رہے ہیں' آج ہمارے پاس کوئی چیز نہیں جسے ہم تجھے دیں لیکن میں عنقریب تجھے ایک طرف بھیجوں گا جس میں تجھے کچھ ملے گا' پس آپ نے بنی عبس کی طرف ایک فوج بھیجی اور اس آدمی کو بھی اس میں بھیجا' اس نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ناقہ نے مجھے تیز چلنے سے درماندہ کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنا ہاتھ پکڑایا گویا کھڑا ہونے کے لیے آپ اس کا سہارا لینا چاہتے ہیں اور ناقہ کے پاس آ کر اس کی ٹانگ پر ضرب لگائی' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ راہنما اونٹ سے بھی آگے نکل جاتی ہے' مسلم نے اسے صحیح میں یحییٰ بن معین سے بحوالہ مروان روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

ابوزکریا بن ابی اسحاق المزنی نے ہمیں بتایا کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ہمیں خبر دی کہ ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ ابوجعفر بن عون نے ہمیں بتایا کہ اعمش نے بحوالہ مجاہد ہمیں خبر دی کہ ایک آدمی نے' اونٹ خریدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا' میں نے ایک اونٹ خریدا ہے اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ میرے لیے اسے بابرکت کرے' آپ نے فرمایا' اسے اس کے لیے بابرکت بنا دے وہ تھوڑی دیر ہی ٹھہرا کہ اونٹ مر گیا پھر اس نے ایک اور اونٹ خریدا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور کہنے لگا' میں نے ایک اور اونٹ خریدا ہے اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ اسے میرے لیے بابرکت کرے آپ نے فرمایا' اے اللہ اسے اس کے لیے بابرکت کر دے اور ابھی وہ ٹھہرا بھی نہ تھا کہ اونٹ مر گیا' پھر اس نے ایک اور اونٹ خریدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دو اونٹ خریدے اور آپ نے میرے لیے ان کے بابرکت ہونے کی دعا کی' آپ دعا فرمائیں کہ وہ مجھے اس پر سوار کرائے آپ نے فرمایا' اے اللہ اسے اس پر سوار کرا' پس وہ اونٹ بیس سال اس کے پاس رہا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں یہ حدیث مرسل ہے اور آپ نے پہلے دو بار جو دعا کی وہ آخرت کے بارے میں ہوگی۔

ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبدالرحمن سلمی نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل بن عبداللہ المیکالی نے ہمیں خبر دی کہ علی بن سعد العسکری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوامیہ عبداللہ بن محمد بن خلاد الواسطی نے ہمیں بتایا کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ المستلم بن سعد نے ہمیں خبر دی کہ خبیب بن عبدالرحمن بن خبیب بن اساف نے اپنے باپ اور اپنے دادا خبیب بن اساف نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میری قوم کا ایک آدمی ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم نے عرض

Marfat.com

کیا کہ ہم آپ کے ساتھ جنگ میں شامل ہونا چاہتے ہیں آپؐ نے فرمایا' کیا تم مسلمان ہو؟ ہم نے کہا' نہیں' آپؐ نے فرمایا' ہم مشرکین کے خلاف' مشرکین سے مدد نہیں لیتے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم مسلمان ہو گئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شامل ہوا تو میرے کندھے پر تلوار لگی جس نے مجھے کھوکھلا کر دیا اور میرا ہاتھ لٹک گیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے اس میں تھوکا اور اسے چمٹا دیا' پس وہ ساتھ جڑ گیا اور تندرست ہو گیا اور جس نے مجھے تلوار ماری تھی میں نے اسے قتل کیا پھر میں نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا جس نے مجھے تلوار ماری تھی اور وہ کہا کرتی تھی کہ میں اس آدمی کو ضائع نہ کروں جس نے تجھے یہ تلوار پہنائی ہے اور میں کہتا کہ میں اس آدمی کو ضائع نہ کروں جو تیرے باپ کو جلد دوزخ کی طرف لے گیا ہے' اور امام احمد نے اس حدیث کو یزید بن ہارون سے اپنے اسناد کے ساتھ اس کی مانند روایت کیا ہے اور اس نے یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ نے تھوکا اور وہ ہاتھ تندرست ہو گیا۔

ایک اور حدیث:

صحیحین میں ابی النضر ہاشم بن القاسم کی حدیث سے عن ورقاء بن عمر العسکری عن عبداللہ بن یزید عن ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لیے آئے اور میں نے آپ کے لیے پانی رکھا اور جب آپ باہر نکلے تو فرمایا' یہ کام کس نے کیا ہے؟ وہ کہنے لگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے' آپ نے فرمایا' اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا کر۔

اور بیہقی نے عن الحاکم وغیرہ عن الاصم عن عباس الدوری عن الحسن بن موسیٰ الاسیب عن زہیر عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا پھر فرمایا اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا کر اور اسے تاویل سکھا' اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی اس دعا کو آپ کے عمزاد کے بارے میں قبول فرما اور آپ ایک امام تھے جن کی ہدایت سے راہنمائی حاصل کی جاتی تھی اور علوم شریعت میں آپ کی روشنی کی اقتداء کی جاتی تھی' خصوصاً علم تاویل یعنی تفسیر میں' اور آپ سے پہلے کے صحابہؓ کے علوم' اور جو کچھ آپ نے اپنے عمزاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے سمجھا' آپ پر منتہی ہوتا ہے اور اعمش نے ابوالضحیٰ سے بحوالہ مسروق بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمارے عمر رسیدہ لوگوں کو پاتے تو ہم میں سے کوئی شخص آپ سے نہ مل سکتا اور آپ ان کے متعلق فرمایا کرتے تھے' کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما' قرآن کے کیا ہی اچھے ترجمان ہیں' اور حضرت عبداللہ بن عباس نے' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تیں پینتیس سال بعد وفات پائی' پس جو کچھ انہوں نے اس مدت میں آپ کے بعد حاصل کیا اس کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟ اور ہم نے ایک صحابی سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرفہ کی شام کو لوگوں سے خطاب کیا اور سورۃ بقرہ یا کسی ایک سورت کی ایسی تفسیر بیان کی کہ اگر رومی' ترک اور دیلم اس تفسیر کو سنتے تو مسلمان ہو جاتے۔

ایک اور حدیث:

صحیح میں لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے کثرت مال و اولاد کی دعا فرمائی تو وہ بکثرت مال و اولاد والے ہو گئے یہاں تک کہ ترمذی نے عن محمود بن غیلان عن ابی داؤد طیالسی عن ابی خلدہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

میں نے ابوالعالیہ سے پوچھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' انہوں نے دس سال' آپ کی خدمت کی ہے اور آپ نے ان کے لیے دعا کی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا جو سال میں دو دفعہ پھل دار ہوتا تھا اور اس میں ایک خوشبودار پودا تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

اور ہم نے صحیح میں روایت کی ہے کہ آپ کی صلب سے ایک سو یا اس سے زائد بچے پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ اس کی عمر دراز کر' تو وہ ایک سو سال تک زندہ رہے اور آپ نے حضرت ام سلیم اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما کے لیے ان کی رات کے پچھلے گھنٹے میں دعا کی تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک بچے کو جنم دیا جس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا اور اس کی اولاد سے نو بچے پیدا ہوئے جو سب کے سب حافظ قرآن تھے' یہ صحیح میں لکھا ہے اور صحیح مسلم میں عن عکرمہ بن عمار عن ابی کثیر العنبری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ان کی والدہ کے لیے دعا کریں کہ اللہ اسے ہدایت دے تو آپ نے اس کے لیے دعا کی' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ گئے تو انہوں نے اپنی والدہ کو دروازے کے پیچھے غسل کرتے پایا اور جب وہ فارغ ہوئی تو کہنے لگی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خوشی سے رونے لگے پھر انہوں نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع دی اور آپ سے عرض کیا کہ آپ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنے مومنین بندوں کا محبوب بنا دے' تو آپ نے ان دونوں کے لیے دعا کی تو انہیں یہ مقام بھی حاصل ہو گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہر مومن اور مومنہ ہم سے محبت کرتے ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں درست فرمایا ہے' رضی اللہ عنہ وارضاء اور اس دعا کے پورا ہونے کی ایک بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجتماع کے ایام میں آپ کے ذکر کو شہرت دی اور لوگ خطبہ جمعہ سے قبل آپ کا ذکر کرتے ہیں اور یہ تقدیر معنوی اور قدری کی طرف سے مقدر تھا۔

صحیح میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی وہ بیمار تھے اور صحت مند ہو گئے اور ان کے لیے یہ دعا بھی کی کہ ان کی دعا قبول ہو آپ نے فرمایا' اے اللہ ان کی دعا قبول فرما' اور ان کی تیراندازی کو درست کر' اور وہ ایسے ہی ہو گئے وہ سرایا اور جیوش کے بہت اچھے سالار تھے۔

اور جب ابوسعدہ اسامہ بن قتادہ نے طوالت عمر' کثرت فقر اور فتنوں کے درپے ہونے کے باوجود' آپ کے بارے میں جھوٹی گواہی دی تو آپ نے اس کے لیے بددعا دی اور وہ ویسے ہی ہو گیا اور جب اس آدمی سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا' میں ایک بوڑھا دیوانہ ہوں مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی ہے' اور صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ آپ نے سائب بن یزید کے لیے دعا فرمائی اور ان کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا تو ان کی عمر لمبی ہو گئی' یہاں تک کہ وہ چورانوے سال کو پہنچے اور وہ مناسب اور پورے قد کے تھے اور جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگا تھا وہاں سے ان کے بال سفید نہیں ہوئے' اور انہوں نے اپنے حواس اور قویٰ سے دیر تک فائدہ اٹھایا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ جریر بن عمیر نے ہم سے بیان کیا کہ عروہ بن ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن احمد نے ہم

Marfat.com

سے بیان کیا کہ ابوزید انصاری نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میرے قریب ہو جاؤ اور آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا پھر فرمایا' اے اللہ اس کو خوبصورت بنا دے اور اس کی خوبصورتی ہمیشہ قائم رکھ' راوی بیان کرتا ہے کہ ایک سو سال سے زیادہ کو پہنچے اور ان کی داڑھی میں تھوڑے سے بال سفید تھے اور وہ ہنس مکھ تھے اور وفات تک ان کا چہرہ پژمردہ نہیں ہوا' سہیلی بیان کرتے ہیں کہ اس کا اسناد صحیح اور موصول ہے' اور امام بیہقی نے اس مفہوم کے بہت سے نظائر بیان کیے ہیں جو قلوب کو ٹھنڈا کرتے اور مطلوب کو ثابت کرتے ہیں۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عازم نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہم سے بیان کیا اور یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو بحوالہ ابوالعلاء بیان کرتے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں قتادہ بن ملحان کے پاس اس جگہ پر تھا جہاں ان کی وفات ہوئی تھی' کہ ایک آدمی گھر کے پچھواڑے سے گذرا اور میں نے اسے قتادہ کے سامنے دیکھا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس کے چہرے پر تر دیکھی۔ اور صحیحین میں لکھا ہے کہ جب آپؐ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ پر شادی کی وجہ سے کیسری کپڑا دیکھا تو ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی دعا قبول کیا اور تجارت اور غنیمت میں انہیں اس قدر نوازا کہ انہیں بہت سا مال حاصل ہو گیا اور جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی چاروں بیویوں میں سے ہر ایک بیوی کو اسی ہزار کا چوتھائی حصہ ملا' اور حدیث میں شبیب بن غرقد کے طریق سے لکھا ہے کہ اس نے قبیلے کو' عروہ بن ابی الجعد البارقی کے متعلق بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک دینار دیا تا کہ وہ آپ کے لیے بکری خرید لائے تو اس نے ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں اور ایک کو ایک دینار میں فروخت کر دیا اور ایک بکری اور ایک دینار آپ کے پاس لے آیا آپؐ نے اسے فرمایا' اللہ تعالیٰ تیرے سودے میں تجھے برکت دے' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے خرید و فروخت میں اس کے لیے برکت کی دعا کی اور اس کی یہ پوزیشن ہو گئی کہ اگر وہ مٹی بھی خریدتا تو اسے اس میں نفع ہوتا۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہمیں بتایا کہ سعید بن ابی ایوب نے بحوالہ ابوعقیل ہم سے بیان کیا کہ ان کا دادا عبداللہ بن ہشام کھانا خریدنے کے لیے انہیں بازار لے جاتا تھا اور حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما انہیں ملتے تو کہتے' ہمیں اپنی خرید و فروخت میں شامل کر دو' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی ہے تو وہ انہیں شامل کر لیتے اور بسا اوقات وہ اونٹنی حاصل کر لیتے اور اسے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ بھیج دیتے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعد المالینی نے ہمیں بتایا کہ ابن عدی نے ہمیں خبر دی کہ علی بن محمد بن سلیمان الحلبی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یزید المستملی نے ہم سے بیان کیا کہ سبابہ بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب بن سیار نے' عن محمد بن المنکدر عن جابر عن ابی بکر عن بلال ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک سرد صبح کو اذان دی تو رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور آپ نے مسجد میں کسی آدمی کو نہ دیکھا تو فرمایا' لوگ کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا' سردی نے انہیں روک دیا ہے' تو آپ نے فرمایا اے اللہ سردی کو ان سے دور کر دے تو میں نے انہیں شام کو جاتے دیکھا' پھر امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ایوب بن سیار اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کی نظیر' مشہور حدیث میں بیان ہو چکی ہے جو واقعہ خندق میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

Marfat.com

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ الحافظ نے ہمیں بتایا کہ عبدالعزیز بن عبداللہ نے بحوالہ محمد بن عبداللہ اصبہانی املاءً ہمیں بتایا کہ ابواسماعیل ترمذی نے بحوالہ محمد بن اسماعیل ہمیں خبر دی کہ عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن ابی علی اللہبی نے عن ابی ذئب عن نافع عن عمر ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ باہر نکلے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے تو ایک عورت آپ کو ملی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اپنے خاوند کو میرے پاس بلا لاؤ' اس نے اسے بلایا تو وہ موچی تھا آپ نے اسے فرمایا' اے عبداللہ تو اپنی بیوی کے متعلق کیا کہتا ہے؟ اس آدمی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے میرا سر اس سے خوش نہیں ہوا' اس کی بیوی کہنے لگی' یہ ایک ماہ میں ایک دفعہ آیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا' کیا تو اس سے بغض رکھتی ہے؟ اس نے جواب دیا' ہاں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم دونوں اپنے سر قریب کرو تو آپ نے اس عورت کی پیشانی کو اس کے خاوند کی پیشانی پر رکھا پھر فرمایا' اے اللہ ان دونوں کے درمیان الفت پیدا کر دے اور دونوں کو ایک دوسرے کا محبوب بنا دے پھر رسول اللہ ﷺ' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ غالیچوں کے بازار سے گذرے تو وہ عورت اپنے سر پر چمڑے اٹھائے نمودار ہوئی اور جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اس نے چمڑے کو پھینک دیا اور آ کر آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا تو آپ نے فرمایا تمہارا اور تمہارے خاوند کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے مجھے قدیم و جدید مال اس سے زیادہ محبوب نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ علی بن علی اللہبی اس کی روایت میں منفرد ہے۔ اور وہ بکثرت مناکیر روایت کرتا ہے اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یوسف بن محمد بن المنکدر نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ واقعہ روایت کیا ہے مگر انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

ایک اور حدیث:

ابوالقاسم بغوی بیان کرتے ہیں کہ کامل بن طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن زید بن جدعان نے بحوالہ ابوالطفیل ہم سے بیان کیا کہ ایک آدمی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے اس کے لیے برکت کی دعا کی اور اس کی پیشانی کو پکڑا تو اس کی پیشانی میں بال اُگ آیا گویا وہ گھوڑے کا بال ہے' پس لڑکا جوان ہو گیا اور جب خوارج کا زمانہ آیا تو اس نے ان کی بات مان لی اور بال اس کی پیشانی سے گر گیا تو اس کے باپ نے اس خوف سے کہ کہیں یہ خوارج کے ساتھ نہ مل جائے اسے پکڑ کر قید کر دیا اور بیڑی ڈال دی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم اس کے پاس گئے اور ہم نے اسے نصیحت کی اور اسے کہا کہ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کی برکت کو نہیں دیکھا کہ وہ گر گئی ہے اور ہم مسلسل اسے نصیحت کرتے رہے حتیٰ کہ اس نے ان کی رائے سے رجوع کر لیا' راوی بیان کرتا ہے کہ جب اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس بال کو اس کی پیشانی میں لوٹا دیا۔

اور ابوبکر بیہقی نے بھی اسے عن الحاکم وغیرہ عن الاصم عن ابی اسامہ الکلبی عن سریج بن مسلم عن ابی یحییٰ اسماعیل بن ابراہیم

Marfat.com

التیمی روایت کیا ہے سیف بن وہب نے بحوالہ ابوالطفیل مجھ سے بیان کیا کہ بنی لیث کے ایک شخص فراس بن عمرو کو شدید سر درد ہوا تو اس کا باپ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا تو آپ نے اسے اپنے آگے بٹھالیا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے اس کی جلد پکڑی اور اسے کھینچا حتیٰ کہ وہ سکڑ گئی' اور رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کی جگہ پر ایک بال اُگ آیا' اور اس کا سر درد جاتا رہا اور پھر اسے سر درد نہیں ہوا اور بال کے بارے میں بقیہ واقعہ کو انہوں نے پہلے کی طرح بیان کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہاشم بن القاسم الحرانی نے ہم سے بیان کیا کہ یعلی بن الاشدق نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ ابن حراد العقیلی کو بیان کرتے سنا کہ نابغہ الجعدی نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو اپنا یہ شعر سنایا کہ: ہم پارسائی اور عزت کے لحاظ سے آسمان تک پہنچ چکے ہیں اور ہم اس سے بھی بالا مقام کے خواہاں ہیں۔

آپ نے فرمایا' اے ابویعلی وہ مقام کہاں ہے؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا جنت ہے' آپ نے فرمایا' بے شک ان شاء اللہ آپ نے فرمایا مجھے شعر سناؤ تو میں نے آپ کو اپنے یہ شعر سنائے: اور اس عقل میں کچھ بھلائی نہیں جب تک اس کے پاس وہ سبقت کرنے والے اشخاص نہ ہوں جو اس کی صفائی کو کدورت سے بچائیں اور نہ اس جہل میں کچھ بھلائی ہے جب تک اس کے پاس وہ بردبار نہ ہو جو حکم دینے کے بعد اسے واپس لا سکے۔

آپ نے فرمایا' تو نے بہت اچھا کہا ہے اللہ تعالیٰ تیرے دانت نہ گرائے اسی طرح البزار نے اسے اسناداً و متناً روایت کیا ہے کہ حافظ بیہقی نے اسے ایک اور طریق سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوعثمان سعید بن محمد بن محمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر بن محمد بن المؤمل نے ہمیں خبر دی کہ جعفر بن محمد بن سوار نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عبداللہ خالد العسکری الرقی نے ہم سے بیان کیا کہ یعلی بن الاشدق نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے نابغہ الجعدی کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ سنایا تو آپ نے اسے پسند کیا۔

ہماری بزرگی اور تر کہ آسمان تک پہنچ چکے ہیں اور ہم اس سے بھی بالا مقام کے خواہاں ہیں' آپ نے فرمایا' اے ابویعلی وہ مقام کہاں ہے میں نے کہا جنت ہے' آپ نے فرمایا' ان شاء اللہ ایسے ہی ہوگا۔

اور اس عقل میں کچھ بھلائی نہیں جب تک اس کے پاس سبقت کرنے والے اشخاص نہ ہوں جو اس کی صفائی کو کدورت سے بچائیں اور نہ اس جہل میں کچھ بھلائی ہے جب تک اس کے پاس وہ بردبار نہ ہو جو حکم دینے کے بعد اسے واپس لے سکے۔

تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے بہت اچھا کیا ہے' اللہ تیرے دانت نہ گرائے' یعلی بیان کرتے ہیں میں نے اسے دیکھا ہے وہ ایک سو سال سے زائد عمر کا تھا اور اس کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مجاہد بن سلیم سے بحوالہ عبداللہ بن حراد روایت ہے کہ میں نے نابغہ کو بیان کرتے سنا ہیں کہ مجاہد بن سلیم سے بحوالہ عبداللہ بن حراد روایت ہے کہ میں نے نابغہ کو بیان کرتے سنا کہ میں اپنا شعر پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سنا کہ۔

Marfat.com

ہم پاکدامنی اور عزت کے لحاظ سے آسمان تک پہنچ چکے ہیں اور ہم اس سے بالا مقام کے خواہاں ہیں پھر بقیہ بات کو انہوں نے اسی مفہوم میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے اس کے دانتوں کو دیکھا ہے وہ چشمے اور اولے کی طرح تھے اس کا نہ کوئی دانت گرا تھا نہ ہلا تھا۔

ایک اور حدیث:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر القاضی اور ابو سعید بن یوسف ابی عمرو نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہم سے بیان کیا کہ عباس الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن بحر القطان نے ہم سے بیان کیا کہ ہاشم بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت اور سلیمان التیمی نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق شام اور یمن کی طرف دیکھا مجھے معلوم نہیں آپ نے ان میں سے کس سے آغاز کیا پھر فرمایا اے اللہ ان کے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف لے آ اور ان کے گناہوں کے بوجھ کو اتار دے پھر انہوں نے اسے عن الحاکم عن الاصم عن محمد بن اسحاق الصغانی عن علی بن بحر بن سری روایت کیا ہے اور اسی مفہوم کو بیان کیا ہے اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ عمران القطان نے عن قتادہ عن انس بن مالک عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف دیکھا اور فرمایا اے اللہ ان کے دلوں کو لے آ پھر شام کی طرف دیکھا اور فرمایا اے اللہ ان کے دلوں کو لے آ پھر عراق کی طرف دیکھا اور فرمایا اے اللہ ان کے دلوں کو لے آ اور ہمارے صاع اور مد میں ہمارے لیے برکت ڈال اور واقعتہً ایسے ہی ہوا اہل یمن اہل شام سے پہلے مسلمان ہو گئے پھر خیر و برکت عراق کی طرف چلی گئی اور اہل شام نے ہمیشہ ہدایت پر قائم رہنے اور آخر تک دین کی نصرت کی ذمہ داری اٹھانے کا وعدہ کیا اور امام احمد نے اپنے مسند میں روایت کی ہے کہ جب اہل عراق کے اچھے آدمی شام کی طرف اور اہل شام کے شریر آدمی عراق کی طرف جائیں گے تو قیامت قائم ہو جائے گی۔

Marfat.com

باب:

مختلف دعاؤں کی قبولیت

مسلم نے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن زید بن الحباب عن عکرمہ بن عمار روایت کی ہے کہ ایاس ابن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کے باپ نے اس سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ نے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھا' تو اس نے جواب دیا میں دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا آپ نے فرمایا' تو طاقت نہیں پائے گا' اسے صرف بڑھاپا مانع تھا' راوی بیان کرتا ہے پھر وہ اسے اپنے منہ تک نہیں لے جا سکا۔

اور ابوداؤد طیالسی نے اسے عن عکرمہ عن ایاس عن ابیہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن راعی کو دیکھا جو بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا آپ نے فرمایا' اپنے دائیں ہاتھ سے کھا' اس نے کہا' میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا آپ نے فرمایا' تو طاقت نہیں پائے گا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد اس کا ہاتھ منہ تک نہیں پہنچا۔

اور صحیح مسلم میں شعبہ کی حدیث سے ابوحمزہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں چھپ گیا' آپ میرے پاس آئے اور مجھے ایک یا دو بار جھکایا اور مجھے ایک کام کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا' میں ان کے پاس گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے تو آپ نے مجھے دوسری دفعہ بھیجا' میں ان کے پاس گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے' میں نے عرض کیا میں ان کے پاس گیا تھا وہ کھانا کھا رہے تھے' آپ نے فرمایا' اللہ ان کے پیٹ کو سیر نہ کرے۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن علی بن حماد عن ہشام بن علی عن موسیٰ بن اسماعیل روایت کی ہے کہ ابوعوانہ نے بحوالہ ابوحمزہ' مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے' میں نے کہا آپ میرے پاس ہی آتے ہیں' پس میں جا کر دروازے کے پیچھے چھپ گیا تو آپ نے آ کر مجھے ایک قدم نیچے اتارا اور فرمایا' جاؤ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ آپ کاتب وحی تھے۔ راوی بیان کرتا ہے' میں نے جا کر انہیں بلایا تو کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں میں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں' آپ نے فرمایا جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ' میں دوبارہ ان کے پاس گیا تو بتایا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں میں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے دوسری بار فرمایا' اللہ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے' راوی بیان کرتا ہے اس کے بعد وہ سیر نہیں ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سیر نہیں ہوتے تھے اور یہ دعا آپ کے زمانہ امارت سے موافقت رکھتی ہے آپ دن میں سات بار گوشت سے کھانا کھاتے تھے اور کہا کرتے تھے خدا کی قسم میں سیر نہیں ہوتا' میں صرف درماندہ ہو جاتا ہوں۔ اور قبل ازیں ہم غزوہ تبوک میں بیان کر چکے ہیں کہ نماز پڑھتے ہوئے ان کے سامنے سے ایک نوجوان گذرا تو آپ نے اسے بددعا دی تو وہ اپاہج ہو گیا اور اس کے بعد کھڑا نہیں ہو سکا۔

Marfat.com

اور بیہقی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے گفتگو میں رسول اللہ ﷺ کی نقل اتاری اور اپنے چہرے کو حرکت دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے ہی ہو جا اور وہ زندگی بھر کپکپاتا رہا' یہاں تک کہ فوت ہو گیا' اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آدمی الحکم بن ابی العاص ابو مروان بن الحکم تھا۔ واللہ اعلم

اور مالک' زید بن اسلم سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ بنی انمار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے اور آپ نے اس آدمی کے بارے میں بات بیان کی جس پر دو بوسیدہ کپڑے تھے اور اس کے دو کپڑے بکریوں میں تھے تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس نے ان دونوں کو پہنا پھر چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے کیا ہے؟ اللہ اس کی گردن مار دے گا اس آدمی نے کہا' راہ خدا میں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' راہ خدا میں' پس وہ آدمی راہ خدا میں قتل ہو گیا۔

اس نوع کے بہت سے واقعات بیان ہوئے ہیں اور حدیث صحیحہ میں متعدد طرق سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے حوالے سے لکھے گئے ہیں جو یقین کا افادہ کرتے ہیں جیسا کہ ہم عنقریب انہیں آپ کے فضائل کے باب بھی بیان کریں گے' آپ نے فرمایا ہے کہ اے اللہ جسے میں نے برا بھلا کہا ہے یا کوڑے مارے ہیں یا اس پر لعنت کی ہے اور وہ اس کا اہل نہیں تھا تو یہ امر اس کے لیے قربت کا باعث بنا دے اور وہ قیامت کے روز اس کے ذریعے تیرا قرب حاصل کرے۔

اور قبل ازیں ہم بعثت کے آغاز میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بیان کر چکے ہیں جس میں آپ نے ان سات آدمیوں پر بددعا کی ہے جنہوں نے آپ کی پشت پر اونٹ کی اوجھری ڈال دی تھی اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے ہٹایا تھا ان لوگوں میں ابوجہل بن ہشام اور اس کے اصحاب بھی شامل تھے' آپ جب واپس آئے تو آپ نے فرمایا اے اللہ' قریش کو پکڑ اے اللہ! ابوجہل بن ہشام' شیبہ بن ربیعہ' عتبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ کو پکڑ پھر آپ نے بقیہ ساتوں کا نام لیا' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے انہیں بدر کے کنویں میں قتل ہو کر پڑے دیکھا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشام نے مجھ سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بنی نجار کے ہمارے ایک آدمی نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی اور وہ رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا وہ بھاگ کر اہل کتاب سے جا ملا' راوی بیان کرتا ہے انہوں نے اسے بہت عظمت دی اور کہا یہ محمد ﷺ کا کاتب تھا اور اس سے بہت خوش ہوئے' وہ ان میں تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن توڑ دی' اور انہوں نے اس کی قبر کھود کر اسے دفن کر دیا اور زمین نے اسے باہر پھینک دیا پھر انہوں نے واپس آ کر اس کے لیے قبر کھودی اور اسے دفن کیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا تو وہ اسے باہر پڑا ہوا ہی چھوڑ گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ حمید نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ

Marfat.com

ایک شخص' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا اور جب کوئی آدمی سورۂ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھ لیتا تو وہ ہم میں بہت معزز ہو جاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے غفوراً رحیماً لکھواتے تو وہ علیماً حکیماً لکھ دیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے اس اس طرح لکھو اور وہ کہتا' میں جس طرح چاہوں گا لکھوں گا اور آپ اسے علیماً حکیماً لکھواتے تو وہ سمیعاً بصیراً لکھ دیتا اور کہتا میں جس طرح چاہوں گا لکھوں گا۔

راوی بیان کرتا ہے یہ شخص اسلام سے مرتد ہو کر' مشرکین کے ساتھ جا ملا اور کہنے لگا میں تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ جانتا ہوں اور میں جو چاہتا تھا وہی لکھا کرتا تھا' یہ شخص فوت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً زمین اسے قبول نہیں کرے گی' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابوطلحہ نے بتایا کہ آپ اس جگہ گئے جہاں وہ آدمی فوت ہوا تھا تو انہوں نے اسے باہر پھینکا ہوا پایا' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس آدمی کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے اسے کئی دفعہ دفن کیا ہے' زمین نے اسے قبول نہیں کیا' یہ حدیث' شیخین کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابومعمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا' کہ عبدالعزیز نے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نصرانی مسلمان ہو گیا اور اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا' وہ دوبارہ نصرانی ہو گیا اور وہ کہا کرتا تھا' محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی کچھ جانتے ہیں جو میں انہیں لکھ دیا کرتا تھا' پس اللہ تعالیٰ نے اس کو موت دے دی تو انہوں نے اسے دفن کر دیا' صبح ہوئی تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا تھا تو وہ کہنے لگے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی کارروائی ہے۔ جب یہ ان سے بھاگ آیا تو انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر اکھاڑ دی اور اسے پھینک دیا۔ پس انہوں نے اس کے لیے زمین میں اپنی استطاعت کے مطابق گہری قبر کھودی اور جب وہ صبح اٹھے تو زمین نے اسے پھر باہر پھینک دیا تھا تو انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ آدمیوں کی کارروائی نہیں' پس انہوں نے اسے پھینک دیا۔

Marfat.com

باب:

وہ مسائل جو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیے گئے اور آپ نے ان کا ٹھیک ٹھیک وہ جواب دیا جو انبیاء کی موروثی کتب کے موافق تھا

ہم نے بعثت کے آغاز میں ان تکالیف کا ذکر کیا ہے جو قریش نے آپ کو پہنچائیں اور مدینہ کے یہودیوں کی طرف وفد بھیجے جو ان سے کچھ چیزوں کے متعلق پوچھیں اور پھر وہ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں' انہوں نے کہا' ان سے روح کے متعلق اور ان لوگوں کے متعلق پوچھو جو زمانے سے گزر چکے ہیں اور اس جہاں گرد کے متعلق پوچھو جو زمین کے مشارق و مغارب میں پہنچا' جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ وہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو' روح میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں علم سے تھوڑا حصہ ہی دیا گیا ہے اور سورہ کہف بھی نازل فرمائی جس میں ان جوانوں کے واقعہ کی تشریح کی جو اپنی قوم کے دین کو ترک کر کے اللہ عزیز وحمید پر ایمان لے آئے اور اسے عبادت کے لیے خاص کر لیا اور اپنی قوم سے علیحدہ ہو گئے اور غار میں چلے گئے اور اس میں سو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں تین سو نو سال بعد جگایا اور ان کا واقعہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں ہمیں بتایا ہے پھر اس نے ایک مومن اور ایک کافر کے معاملے کو بیان کیا ہے پھر حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام اور ان دونوں کے حکم ومواعظ کا ذکر کیا ہے پھر فرمایا ہے کہ وہ تجھ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھتے ہیں' کہہ دو میں ابھی اس کا بیان تمہیں سناؤں گا۔ پھر اس نے اس کی تشریح کی ہے اور اس کے حالات اور اس کے مشارق و مغارب تک پہنچنے اور دنیا میں مفید کام کرنے کے واقعات بیان کیے ہیں اور یہ آگاہی واقعی حقیقت ہے اور اہل کتاب کے ہاتھوں میں جو کتب موجود ہیں ان میں جو حق موجود ہے یہ اس کے موافق ہے اور جو ان میں سے محرف ومبدل ہے وہ مردود اور ناقابل قبول ہے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور آپ پر کتاب نازل کی ہے تاکہ لوگ جن اخبار واحکام کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں اسے کھول کر بیان کریں اللہ تعالیٰ تورات وانجیل کے ذکر کے بعد فرماتا ہے۔ اور ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتاب کی مصدق اور اس کی نگران ہے۔ اور ہم نے ہجرت کے آغاز میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو لوگ جلدی سے آپ کے پاس آئے اور میں بھی ان آنے والوں میں شامل تھا اور جب میں نے آپ کا چہرہ دیکھا تو میں نے کہا بلاشبہ ان کا چہرہ' کذاب کا چہرہ نہیں ہے اور سب سے پہلی بات جو میں نے آپ سے سنی یہ تھی کہ آپ نے فرمایا: اے لوگو سلام کو رواج دو' صلہ رحمی کرو' کھانا کھلاؤ اور جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو رات کو نماز پڑھو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اور صحیح بخاری وغیرہ میں اسماعیل بن علیہ وغیرہ کی حدیث سے حمید سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کے رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

سے سوال کرنے کا واقعہ لکھا ہے کہ تین باتوں کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا' قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت سب سے پہلے کیا کھانا کھائیں گے؟ اور کون سا بچہ اپنے باپ اور اپنی ماں کے مشابہ ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی جبریلؑ نے مجھے ان کے متعلق بتایا ہے پھر فرمایا' قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق کی طرف سے مغرب کو لے جائے گی' اور اہل جنت جو پہلا کھانا کھائیں گے وہ ویل مچھلی کے جگر کا بڑھاؤ ہوگا اور بچے کے متعلق یہ بات ہے کہ جب مرد کی منی' عورت کی منی سے سبقت کر جائے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوگا اور جب عورت کی منی' مرد کی منی سے سبقت کر جائے تو بچہ اپنی ماں کے مشابہ ہوگا۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن یونس بن بکیر عن ابی معشر عن سعید المقبری روایت کی ہے اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالات کا ذکر کیا ہے ہاں یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے حضور ﷺ سے قیامت کی نشانیوں کی بجائے اس سیاہی کے متعلق سوال کیا جو چاند میں پائی جاتی ہے اور حدیث کو بیان کر کے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ چاند میں جو سیاہی پائی جاتی ہے یہ دو سورج تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا' پس ہم نے رات کی نشانی کو مٹا دیا۔ پس یہ سیاہی جو آپ دیکھتے ہیں وہ مٹانا ہے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اسی مفہوم کی دوسری حدیث:

حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم المزکی نے ہمیں بتایا کہ ابوالحسن احمد بن محمد بن ابن عیدروس نے ہمیں خبر دی کہ عثمان بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ربیع بن نافع' ابوتوبہ' نے ہمیں بتایا کہ معاویہ بن سلام نے بحوالہ زید بن سلام ہم سے بیان کیا انہوں نے ابوسلام کو بیان کرتے سنا کہ ابواسماء الرحبی نے مجھے بتایا کہ ثوبان نے اس سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ ایک یہودی عالم آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

اے محمد ﷺ تجھ پر سلام ہو' میں نے اسے دھکا دیا قریب تھا کہ وہ اس سے گر جاتا اس نے کہا تو مجھے کیوں دھکا دیتا ہے؟ میں نے کہا' کیا تو یا رسول اللہ ﷺ نہیں کہہ سکتا؟ اس نے کہا' میں نے ان کا وہ نام لیا ہے جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ میرے گھر والوں نے میرا نام محمد ﷺ ہی رکھا ہے' یہودی کہنے لگا میں آپ سے سوال کرنے آیا ہوں آپؐ نے فرمایا: اگر میں نے تجھ سے کچھ بیان کیا تو وہ تجھے فائدہ دے گا؟ اس نے کہا میں اپنے کانوں سے سن رہا ہوں اس نے اپنی چھڑی سے زمین کو کریدا تو آپ نے اسے فرمایا: پوچھو یہودی نے آپ سے پوچھا جس روز زمین و آسمان' دوسرے زمین و آسمان سے بدل جائیں گے تو لوگ کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس تاریکی میں ہوں گے جو پل صراط سے ورے ہے' اس نے پوچھا' لوگوں میں سے کون پہلے پل صراط سے گزریں گے؟ آپ نے فرمایا' فقراء مہاجرین' یہودی نے پوچھا جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو انہیں کیا تحفہ ملے گا؟ آپ نے فرمایا' ویل مچھلی کے جگر کا بڑھاؤ اس نے پوچھا' اس کے بعد ان کی غذا کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا ان کے لیے جنت کے اس بیل کو ذبح کیا جائے گا جو جنت کی اطراف میں سے کھاتا تھا اس نے پوچھا اس کے بعد وہ کیا پئیں گے؟ آپؐ نے فرمایا' جنت کے چشمے سے پئیں گے جس کا نام سلسبیل ہے اس نے کہا آپؐ نے درست فرمایا ہے

Marfat.com

نیز کہا میں آپ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں جسے اہل زمین میں سے سوائے نبی یا ایک یا دو آدمی کے کوئی نہیں جانتا آپ نے فرمایا اگر میں نے تجھ سے بیان کیا تو تجھے فائدہ ہوگا' اس نے کہا میں اپنے کان سے سن رہا ہوں اس نے پوچھا میں آپ سے بچے کے متعلق پوچھنے آیا ہوں آپ نے فرمایا' آدمی کی منی سفید ہوتی ہے اور عورت کی منی زرد ہوتی ہے پس جب یہ دونوں اکٹھی ہو جائیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آ جائے تو اللہ کے حکم سے مرد پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی' مرد کی منی پر غالب آ جائے تو اللہ کے حکم سے عورت پیدا ہوتی ہے' یہودی نے کہا آپ نے درست فرمایا ہے اور بلاشبہ آپ نبی ہیں' پھر وہ واپس چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس نے مجھ سے ایسی بات کے متعلق پوچھا ہے جس کا مجھے کچھ علم نہیں تھا حتیٰ کہ اللہ نے مجھے اس کا علم دے دیا' اسی طرح مسلم نے اسے عن الحسن بن علی الحلوانی عن ابیہ توبۃ الربیع ابن نافع روایت کیا ہے اور ہو سکتا ہے یہ شخص حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی دوسرا شخص ہو۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ عبدالحمید بن بہرام نے بحوالہ شہر بن حوشب ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز یہود کی ایک جماعت' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں چند باتوں کے متعلق بتائیے' ہم ان کے متعلق آپ سے دریافت کریں گے اور انہیں نبی کے سوا' کوئی نہیں جانتا' آپ نے فرمایا: جو چاہو مجھ سے پوچھو' لیکن مجھے اللہ کا اور جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے عہد لیا تھا وہ عہد دو' کہ اگر میں تم سے وہ بات بیان کروں جسے تم حق جانتے ہو تو تم اسلام پر مجھ سے موافقت کرو گے' انہوں نے کہا ہم آپ کو وہ عہد دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا' جو چاہو پوچھو' انہوں نے کہا' آپ ہمیں چار باتوں کے متعلق بتائیں پھر ہم آپ سے سوال کریں گے۔

ہمیں اس کھانے کے متعلق بتائیے جسے اسرائیل نے تورات کے نزول سے قبل اپنے آپ پر حرام کیا تھا' اور ہمیں مرد کی منی کے متعلق بتائیے کہ اس سے نر کیسے پیدا ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ نر بن جاتا ہے اور عورت کیسے بنتی ہے حتیٰ کہ وہ عورت بن جاتی ہے اور ہمیں اس نبی اور ملائکہ میں سے جو آپ کا مددگار ہے اس کے متعلق نیند میں بتائیے' آپ نے فرمایا' تم پر اللہ کا عہد لازم ہے کہ اگر میں نے تمہیں بتا دیا تو تم مجھ سے موافقت کرو گے۔

تو انہوں نے آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق عہد و میثاق دیا آپ نے فرمایا' میں تم سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی' کیا تمہیں علم ہے کہ اسرائیل یعقوب علیہ السلام سخت بیمار ہو گئے تھے اور ان کی بیماری لمبی ہو گئی تو انہوں نے اللہ کے لیے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی بیماری سے شفاء دی تو وہ اپنے محبوب' مشروب اور طعام کو حرام قرار دے دیں گے اور آپ کا محبوب مشروب اونٹنیوں کا دودھ اور محبوب طعام اونٹ کا گوشت تھا' انہوں نے کہا بے شک ایسے ہی تھا تو آپ نے فرمایا اے اللہ ان پر گواہ رہ' آپ نے فرمایا' میں تم سے اس خدا کا نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے سوا' کوئی معبود نہیں اور جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی' کیا تمہیں علم ہے کہ مرد کی منی سفید اور عورت کی منی زرد ہوتی ہے' اور ان دونوں میں سے جو غالب آ جائے بحکم اذن الٰہی سے اس کی مانند ہوتا ہے' اگر مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آ جائے تو وہ اذن الٰہی سے

Marfat.com

مرد ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آ جائے تو اذن الٰہی سے وہ عورت ہوتی ہے' انہوں نے کہا بے شک ایسے ہی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے اللہ ان پر گواہ رہ آپ نے فرمایا میں تم سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی' کیا تمہیں علم ہے کہ اس نبی کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا' انہوں نے کہا بے شک ہمیں اس کا علم ہے آپ نے فرمایا' اے اللہ ان پر گواہ رہ' انہوں نے کہا اب آپ ہمیں ملائکہ میں سے اپنے مددگار کے متعلق بتایئے پھر ہم آپ سے موافقت کریں گے یا آپ سے علیحدہ ہو جائیں گے' آپ نے فرمایا' میرے مددگار جبریل علیہ السلام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا ہے وہ اس کے مددگار رہے ہیں تو وہ کہنے لگے پھر ہم آپ سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اگر ملائکہ میں سے کوئی اور آپ کا مددگار ہوتا تو ہم آپ کی مدد کرتے اور آپ کی تصدیق کرتے' آپ نے فرمایا' تمہیں اس کی تصدیق سے کون مانع ہے' وہ کہنے لگے وہ ملائکہ میں سے ہمارا دشمن ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ. الآیۃ اور یہ آیت بھی نازل ہوئی: فَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ. الآیۃ

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ عمرو بن مرۃ ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن سلمہ کو بحوالہ صفوان بن عسال مرادی بیان کرتے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے دوست سے کہا' ہمارے ساتھ اس نبی کے پاس چلئے تاکہ ہم اس سے اس آیت (ولقد آتینا موسی تسع آیات بینات) کے متعلق دریافت کریں' اس نے کہا' اسے کچھ نہ کہو اگر اس نے تجھ سے سن لیا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی' پس ان دونوں نے آپ سے دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور نہ سرقہ کرو اور نہ زنا کرو اور جس نفس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور جادو نہ کرو اور سود نہ کھاؤ اور کسی بے گناہ کو صاحب اقتدار کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کرے اور نہ پاکدامن عورت پر تہمت تراشو' یا آپ نے فرمایا کہ فوج سے نہ بھاگو شعبہ کو شک ہوا ہے۔ اور اے گروہ یہود' تم پر خاص طور پر یہ بات فرض ہے کہ تم سبت کے بارے میں زیادتی نہ کرو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ان دونوں نے آپ کے ہاتھ اور پاؤں چومے اور کہا' ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں آپ نے فرمایا میری اتباع سے تمہیں کیا چیز مانع ہے' انہوں نے کہا' حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی ذریت میں نبی ہو اور ہمیں خدشہ ہے کہ اگر ہم مسلمان ہوئے تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' ابن جریر' حاکم اور بیہقی نے اسے کئی طرق سے شعبہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے' میں کہتا ہوں کہ اس کے رجال میں ایسے آدمی بھی ہیں جن پر اعتراض کیا گیا ہے اور گویا راوی کو نو نشانات کے بارے میں دس کلمات کا اشتباہ ہوا ہے' اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو وصایا کیں اور دیار مصر اور شعب بنی اسرائیل سے نکلنے کے بعد لیلۃ القدر کو طور کے اردگرد حاضر ہوئے۔ ان کے متعلق موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی اسی طرح طور پر کھڑے تھے' اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان دس کلمات کا حکم دیتے ہوئے آپ سے باتیں کیں جن کی تشریح اس حدیث میں کی گئی

Marfat.com

ہے اور نو نشانات میں وہ دلائل اور خارق عادت اُمور ہیں جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تائید کی گئی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دیار مصر میں ان کے ہاتھ پر ظاہر کیا اور وہ عصا' ید بیضاء' طوفان' ٹڈیاں' جوئیں' مینڈک' خون' قحط اور ثمرات کی کمی ہیں' اور میں نے تفسیر میں اس کے متعلق کافی گفتگو کی ہے۔ واللہ اعلم

باب:

دعوتِ مباہلہ

اور ہم نے تفسیر میں سورۂ بقرہ کی اس آیت:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ وَ لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴾

اور سورۂ جمعہ میں بھی اس کی مانند ایک آیت ہے کہ:

﴿ قُلْ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ' وَ لَا يَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴾

اور ہم نے اس بارے میں مفسرین کے اقوال بیان کیے ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے ان کو دعوت مباہلہ دی کہ وہ اپنے اور مسلمانوں میں سے جھوٹے کے خلاف موت کی دعا کریں تو وہ اپنے ظلم کو جاننے کی وجہ اس رُک گئے کہ دعا انہی پر اُلٹ پڑے گی اور اس کا وبال انہیں کی جانب پلٹ پڑے گا اور اسی طرح آپ نے نجرانی نصاریٰ کو جب انہوں نے آپ سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں جھگڑا کیا دعوت دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس آیت میں انہیں دعوت مباہلہ دینے کا حکم دیا کہ:

﴿ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴾

اور اسی طرح آپ نے مباہلہ کی طرز پر مشرکین کو دعوت دی:

﴿ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ﴾

اور ہم نے ان آیات کے بارے میں اپنی تفسیر کی کتاب میں مفصل اور کافی گفتگو کی ہے۔

Marfat.com

ایک اور حدیث جو یہود کے اس اعتراف کو متضمن ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں نیز مذموم مقصد سے ان کے جھگڑے کو بھی متضمن ہے

اور یہ واقعہ یوں ہے کہ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر آپ نے ان کی مرضی کے مطابق فیصلہ کیا تو وہ آپ کی اتباع کریں گے ورنہ آپ سے محتاط رہیں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس ارادے پر ان کی مذمت کی ہے' حضرت عبداللہ بن المبارک بیان کرتے ہیں کہ معمر نے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن المسیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص موجود تھا جس کی آپ تعظیم کر رہے تھے' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مزینہ کا ایک شخص ہے جس کا باپ' حدیبیہ میں شامل تھا اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھا' وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یہود کے کچھ لوگ آئے ان میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا تھا' اور وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے' ہمارے ساتھ اس نبی کے پاس چلیے جو تخفیف کے ساتھ مبعوث ہوا ہے اگر اس نے ہمیں' رجم سے کم تر حد کا فتویٰ دیا تو ہم اس پر عمل کریں گے اور جب ہم اللہ سے ملیں گے تو اس کے ہاں اس کے انبیاء میں سے ایک نبی کی تصدیق کا عذر بنائیں گے' مرۃ' بحوالہ زہری بیان کرتے ہیں کہ اگر اس نے ہمیں رجم کا حکم دیا تو اس کی بات نہیں مانیں گے نیز ہم نے اللہ کے اس حکم کو نہیں مانا جو اس نے تورات میں رجم کے بارے میں ہم پر فرض کیا ہے پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ مسجد میں اپنے اصحاب میں جلوس فرما تھا' اور کہنے لگے اے ابوالقاسم ہمارے ایک آدمی نے شادی کے بعد زنا کیا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور انہیں کوئی جواب نہ دیا اور آپ کے ساتھ کچھ مسلمان بھی کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ وہ یہود کے تورات پڑھنے کی جگہ پر آئے اور انہوں نے ان کو تورات پڑھتے پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے گروہ یہود میں تم سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی ہے کہ تم شادی شدہ زانی کے بارے میں تورات میں کیا سزا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس کا تجبیہ کرتے ہیں اور تجبیہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں کو گدھے پر سوار کرایا جاتا ہے اور دونوں کی پشت ایک دوسرے کی طرف ہوتی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ان کا عالم خاموش ہو گیا جو ایک نوجوان آدمی تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خاموش دیکھا تو آپ نے اپیل پر اصرار کیا تو ان کے عالم نے کہا' جب آپ نے اللہ کے نام پر اپیل کی ہے تو ہم شادی شدہ شخص کے بارے میں تورات میں رجم کی سزا پاتے ہیں' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم نے امر الٰہی میں پہلے رخصت حاصل کی؟ اس نے کہا' ہمارے ایک بادشاہ کے قرابتدار نے زنا کیا تو اس نے اس سے رجم کی سزا ہٹا دی اور اس کے بعد کسی اور آدمی نے زنا کیا تو اسی بادشاہ نے اسے رجم کرنا چاہا تو اس کی قوم کے لوگ اس کی حمایت میں کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم ہم اسے اس وقت تک رجم نہیں کریں گے جب تک اس کا فلاں عمزاد رجم نہ ہو' پس انہوں نے اس سزا کے بارے میں باہم مصالحت کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا' میں وہی فیصلہ کرتا ہوں جو تورات میں کیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔

زہری بیان کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا کہ یہ آیت:

﴿اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا﴾

انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور صحیح میں بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کا شاہد موجود ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ہم نے اس مضمون کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث کو آیت:

﴿يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ﴾

کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں' یعنی کوڑے مارنے کو اختیار کرلو۔ اور منہ کالا کرنا' جس پر انہوں نے مصالحت کی تھی' اس کو انہوں نے اپنی طرف سے ایجاد کیا ہے' یعنی اگر محمد ﷺ منہ کالا کرنے کا فیصلہ کریں تو اسے اختیار کر لینا ﴿وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا﴾ اور اگر وہ یہ فیصلہ کریں تو اس کے قبول کرنے سے انکار کرنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ ﴿وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَا اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ﴾

پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے بارے میں ان کے سوءظن اور برے اعتقاد کے باعث ان کی مذمت اور اس میں اللہ تعالیٰ نے رجم کا حکم دیا ہے اور وہ اس کی صحت کو جاننے کے باوجود اس سے عدول کر کے اپنے ایجاد کردہ تجبیہ اور تحمیم (منہ کالا کرنا) کو اختیار کرتے ہیں۔

اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے بحوالہ زہری روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مزینہ کے ایک شخص سے سنا کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا پھر انہوں نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابن صوریا سے فرمایا' میں تجھ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں اور تجھے بنی اسرائیل کے ایام یاد دلاتا ہوں' کیا تجھے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شادی شدہ زانی کے بارے میں تورات میں رجم کرنے کا حکم دیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا' ہاں اے ابوالقاسم قسم بخدا وہ یقیناً جانتے ہیں کہ آپ نبی مرسل ہیں لیکن وہ آپ سے حسد کرتے ہیں' پس رسول اللہ ﷺ باہر آگئے اور آپ نے ان دونوں کے بارے میں رجم کا حکم دیا اور ان دونوں کو مالک بن نجار کے پاس بنی تمیم میں آپ کی مسجد کے دروازے پر رجم کیا گیا' راوی بیان کرتا ہے پھر اس کے بعد ابن صوریا نے کفر اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: ﴿يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ﴾ نازل فرمائی اور عبداللہ بن صوریا یک چشم کا ذکر ابن عمیر کی حدیث اور دیگر صحیح روایات میں آیا ہے جنہیں ہم نے تفسیر میں بیان کیا ہے۔

Marfat.com

ایک اور حدیث:

حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ ثابت نے بحوالہ حضرت انس ہم سے بیان کیا کہ ایک یہودی لڑکا حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتا تھا' وہ بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کو تشریف لائے تو دیکھا کہ اس کا باپ اس کے سر کے پاس تورات پڑھ رہا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا' اے یہودی! میں تجھ سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی ہے کیا تم تورات میں میری تعریف' میرا حال اور میرے ظہور کی جگہ کا ذکر پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا' نہیں' تو اس لڑکے نے کہا خدا کی قسم ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم تورات میں آپ کی تعریف' آپ کا حال اور آپ کے ظہور کی جگہ کا ذکر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں' تو حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اسے اس کے پاس سے اٹھا دو اور اپنے بھائی کے نزدیک ہو جاؤ۔ بیہقی نے اسے اس طریق سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن عطاء بن السائب عن ابی عبیدہ بن عبداللہ عن ابیہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو جنت میں داخل کرنے کے لیے اپنے نبی کو بھیجا' پس حضرت نبی کریم ﷺ ایک کلیسا میں گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک یہودی تورات پڑھ رہا ہے اور جب وہ آپ کے حال پر پہنچا تو خاموش ہو گیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے پہلو میں ایک بیمار آدمی تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیوں خاموش ہو گئے ہو تو مریض کہنے لگا یہ ایک نبی کے حال پر پہنچ کر خاموش ہو گئے ہیں پھر وہ مریض گھٹنوں کے بل چل کر آیا اور تورات کو پکڑ کر کہنے لگا' اپنا ہاتھ اٹھاؤ اور وہ پڑھتے پڑھتے آپ کے حال پر پہنچ گیا اور کہنے لگا یہ آپ کا حال ہے اور یہ آپ کی امت کا حال ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اپنے بھائی کے نزدیک ہو جاؤ۔

ایک اور حدیث:

رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے تورات پڑھنے کی جگہ پر کھڑے ہو کر فرمایا' اے گروہ یہود' مسلمان ہو جاؤ اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں' تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں تو وہ کہنے لگے اے ابوالقاسم آپ نے پیغام پہنچا دیا ہے آپ نے فرمایا میں یہی چاہتا تھا۔

Marfat.com

باب:

آپؐ کے بارے میں بشارات

کتاب اللہ اور سنت رسول سے اور مفہوم کے لحاظ سے بھی یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے کے انبیاء نے آپ کی بشارت دی ہے اور انبیاء کے پیروکار اسے جانتے ہیں لیکن ان کی اکثریت اس بارے میں کتمان اخفاء سے کام لیتی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ کَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴾

پھر فرماتا ہے:

﴿ وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ ﴾

پھر فرمایا ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿ وَ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَ الْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِیُنْذَرُوْا بِهٖ ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَ مَنْ بَلَغَ ﴾ پھر فرماتا ہے: ﴿ وَ مَنْ یَّکْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ﴾

پھر فرماتا ہے: ﴿ لِیُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَّ یَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ﴾

پس اللہ تعالیٰ نے امیین اہل کتاب اور دیگر عرب وعجم کی مخلوق کی طرف آپ کی بعثت کا ذکر کیا ہے' پس جس تک قرآن پہنچ چکا ہے وہ اس کے لیے نذیر ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس امت کا جو یہودی اور نصرانی میرے متعلق سنے گا اور مجھ پر ایمان نہ لائے گا وہ دوزخ میں جائے گا اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور صحیحین میں ہے کہ مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء کو عطا نہیں کی گئیں۔ ایک ماہ کی مسافت تک میں رعب سے مدد دیا گیا ہوں' میرے لیے غنائم حلال کی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کی گئیں' اور زمین میرے لیے مسجد اور پاکیزہ بنائی گئی ہے اور مجھے

Marfat.com

شفاعت عطا ہوئی ہے اور پہلے نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور صحیحین میں یہ بھی ہے کہ مجھے اسود واحمر کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ عرب وعجم کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جن وانس کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور صحیح اس سے اعم ہے حاصل کلام یہ کہ آپ سے پہلے کے انبیاء کی موروثی کتب میں آپ کی بشارات موجود ہیں حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تک نبوت پہنچ گئی اور آپ بنی اسرائیل میں اس بشارت کے ذمہ دار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ کے حالات بیان کیے ہیں' فرماتا ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ﴾

پس حضرت محمد ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ کا ذکر پہلی کتب میں موجود ہے اس میں کچھ تو قرآن میں بیان ہوا ہے اور کچھ احادیث صحیحہ میں آپ سے بیان ہوا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور اس کے ساتھ ساتھ آپ موافق ومخالف کے اتفاق سے سب مخلوق سے زیادہ دانش مند تھے' یہ بات قطعی طور پر آپ کے صدق پر دال ہے اس لیے کہ آپ نے جو خبریں دی ہیں اگر آپ ان پر یقین نہ رکھتے تو یہ بات آپ سے بہت نفور کرنے والی ہوتی اور اگر کوئی دانشمند ایسا اقدام نہیں کر سکتا' غرضیکہ آپ سب مخلوق سے زیادہ دانشمند تھے حتیٰ کہ ان کے نزدیک بھی جو آپ کے مخالف تھے بلکہ آپ حقیقت میں ان سے زیادہ دانشمند تھے۔

پھر مشارق ومغارب میں آپ کی دعوت پھیل گئی ہے اور آپ کی امت کی حکومت عموماً آفاق کے اطراف میں چھائی ہوئی ہے جو کسی پہلی امت کو حاصل نہیں ہوئی اور اگر محمد ﷺ نبی نہ ہوتے تو آپ کا ضرر ہر کسی سے بڑھ کر ہوتا اور اگر ایسا ہوتا تو انبیاء ان کے بارے میں شدید انتباہ کرتے اور انہی امتوں کو ان سے شدید تنفر کرتے اور بلاشبہ ان سب نے اپنی کتب میں داعیان ضلالت سے انتباہ کیا ہے اور اپنی امتوں کو ان کی اتباع واقتدار سے روکا ہے اور المسیح الدجال یک چشم کذاب کی صراحت کی ہے حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جو پہلے رسول ہیں اپنی قوم کو انتباہ کیا ہے اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ کسی نبی نے محمد ﷺ کے بارے میں انتباہ نہیں کیا اور نہ آپ سے تنفر کیا ہے اور نہ آپ کی مدح وثناء کے برخلاف کوئی خبر دی ہے بلکہ آپ کے وجود کی بشارت دی ہے اور آپ کی اتباع کا حکم دیا ہے اور آپ کی مخالفت کرنے اور آپ کی اطاعت سے خروج کرنے سے روکا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا ہے اس سے عہد لیا ہے کہ اگر محمد ﷺ مبعوث ہوں اور وہ زندہ ہو تو وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کرے اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ اپنی امت سے عہد لے کہ اگر محمد ﷺ مبعوث ہوں اور وہ زندہ ہوں تو وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کریں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور پہلی کتب میں آپ کی بشارات پائی جاتی ہیں جو حد وشمار سے زیادہ اور بیان سے زیادہ مشہور ہیں اور قبل ازیں ہم نے

Marfat.com

آپؐ کی پیدائش سے قبل ان بشارات کا عمدہ حصہ بیان کر دیا ہے اور تفسیر کی کتاب میں آیات مقتضیہ کے مواقع پر بہت سے آثار بیان کر دیئے ہیں اور اس جگہ ہم ان چند بشارات کا ذکر کرتے ہیں جو ان کی کتب میں موجود ہیں اور جن کی صحت کا وہ اعتراف کرتے ہیں اور ان کی تلاوت کرتے ہیں' ان بشارات کو ان کے قدیم وجدید علماء نے جمع کیا ہے جو ان میں سے ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے ان کتب کی واقفیت حاصل کی ہے جو ان کے پاس موجود ہیں۔

تورات کی پہلی کتاب میں جو ان کے پاس موجود ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں لکھا ہے جس کا مضمون اور ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نارِ نمرود سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بچانے کے بعد ان کی طرف وحی کی کہ کھڑا ہو جا اور اپنی اولاد کے لیے زمین کے مشارق و مغارب میں جا' اور جب آپ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات بتائی تو اس نے لالچ کیا کہ یہ اس کے بیٹوں کے لیے ہو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے ہاں پیدا ہوں اور اس نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اس کے بیٹے کو دور بھیجنے کی خواہش کی' حتیٰ کہ حضرت خلیل علیہ السلام ان دونوں کو حجاز کے جنگل اور فاران کے پہاڑوں میں لے گئے اور حضرت ابراہیمؑ نے خیال کیا کہ یہ بشارت آپ کے بیٹے اسحاق کے لیے ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی جس کا مضمون یہ ہے کہ آپ کے بیٹے اسحاق کو بہت اولاد ملے گی اور آپ کے بیٹے اسماعیل کو میں برکت اور عظمت دوں گا اور اس کی اولاد بہت ہو گی اور میں اس کی ذریت سے ماذ ماذ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کروں گا اور ان کی اولاد میں بارہ امام بناؤں گا اور ان کی امت بہت ہو گی اور اسی طرح میں نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اس وقت بشارت دی جب حضرت خلیل علیہ السلام انہیں بیت اللہ کے پاس چھوڑ آئے انہیں پیاس لگی اور وہ اپنے بیٹے کے بارے میں غمگین ہوئیں اور فرشتے نے آ کر زمزم کو چھوڑ دیا اور انہیں اس بچے کی حفاظت کا حکم دیا' بلاشبہ اس کی اولاد سے ایک عظیم فرزند پیدا ہو گا' جس کی ذریت کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہو گی اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عظمت و جاہ اور منزلت و منصب کا آدمی پیدا نہیں ہوا اور آپ ہی کی امت کی حکومت مشارق و مغارب پر چھائی ہے اور انہوں نے دیگر اقوام پر حکومت کی ہے۔

اسی طرح پہلی کتاب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واقعہ میں بیان ہوا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا ہاتھ تمام اقوام کے اوپر ہو گا اور تمام اقوام آپ کے ہاتھ تلے ہوں گی اور وہ اپنے بھائیوں کے تمام مساکن میں رہے گا اور یہ بات صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ پر ہی صادق آتی ہے۔

اور اسی طرح پانچویں کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دیجئے کہ اے موسیٰ میں ان کے لیے ان کے اقارب میں سے تیری مانند ایک نبی پیدا کروں گا اور اپنی وحی اس کے منہ میں ڈالوں گا اور تم اس سے سنو گے۔

اور پانچویں کتاب میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی آخری عمر میں یعنی التیہ کے اکتالیسویں سال بنی اسرائیل سے خطاب کیا اور انہیں ایام اللہ اور جو احسانات اس نے ان پر کیے تھے یاد دلائے اور انہیں فرمایا' جان لو کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تمہارے اقارب میں سے ایک نبی میری مانند بھیجے گا جو تم کو نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اور تمہارے لیے طیبات کو

Marfat.com

حلال کرے گا اور خبائث کو تم پر حرام قرار دے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا اسے دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب ملے گا اور اسی طرح پانچویں کتاب کے آخر میں جو اس تورات کا آخر ہے جو ان کے پاس ہے بیان ہوا ہے کہ خداوند سینا سے آیا اور ساعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اس کی دائیں جانب نور اور بائیں جانب نار ہے قومیں اس کے پاس جمع ہوں گی' یعنی امر الٰہی اور اس کی شریعت طور سینا سے آئی۔ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے پاس اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور ساعیر سے طلوع ہوا' یہ بیت المقدس کے پہاڑ ہیں یعنی وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فروکش تھے اور فاران کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا' یعنی جبال فاران سے امر الٰہی ظاہر ہوا اور بلا اختلاف یہ حجاز کے پہاڑ ہیں اور یہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہی ہوا ہے پس اللہ تعالیٰ نے وقوعی ترتیب کے لحاظ سے ان تینوں مقامات کا ذکر کیا ہے' پہلے حضرت موسیٰ کے اترنے کی جگہ کا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کی جگہ کا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کا ذکر کیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے ان تینوں مقامات کی قسم کھائی تو قسم کے اصول کے مطابق پہلے فاضل کا پھر افضل کا اور پھر اس سے افضل مقام کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (والتین والزیتون) اس سے مراد بیت المقدس کا محلہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام رہتے تھے (وطور سینین) یہ وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا (وھذا البلد الامین)' اور یہ وہ شہر ہے جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا یہ بات ان آیات کریمات کی تفسیر میں کئی مفسرین نے بیان کی ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور میں اس امت کے جہاد و عبادت کا بیان ہے اور اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مثال بیان ہوئی ہے کہ آپ تعمیر شدہ عمارت کا آخر ہیں جیسا کہ اس کے متعلق صحیحین میں حدیث بیان ہوئی ہے کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ کے سوا' اسے مکمل کر دیا اور لوگ اس کے نزدیک آ کر کہنے لگے' یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ اور اس کا مصداق اس آیت میں ہے (ولکن رسول اللہ و خاتم النبین) اور زبور میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت بیان ہوئی ہے کہ آپ کی دعوت و نبوت پھیل جائے گی اور آپ کا کلام ایک سمندر کو پار کر کے دوسرے سمندر تک جائے گا اور دیگر علاقوں کے بادشاہ خوشی خوشی آپ کے پاس تحائف و ہدایا لائیں گے اور آپ مضطر کو رہائی دلائیں گے اور قوموں کی مصیبت کو دور کریں گے اور بے یار و مددگار کمزور کو بچائیں گے اور ان پر ہر وقت درود پڑھا جائے گا اور اللہ ہر روز ان کو برکت دے گا اور ان کا ذکر ہمیشہ رہے گا' اور یہ بات صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق ہوتی ہے۔

اور شعیاء کے صحائف میں طویل کلام میں بنی اسرائیل پر ناراضگی پائی جاتی ہے اور اس میں لکھا ہے کہ بلاشبہ میں تمہاری طرف اور اقوام کی طرف ایک امی نبی بھیجوں گا جو بد اخلاق اور تند خو نہ ہوگا اور نہ بازاروں میں شور کرنے والا ہوگا میں اسے ہر اچھائی اور تمام کریمانہ اخلاق سے بہرہ ور کروں گا پھر میں سکینت کو اس کا لباس اور نیکی کو اس کا شعار بناؤں گا اور تقویٰ اس کے ضمیر میں رکھوں گا اور حکمت کو اس کی عقل اور وفا کو اس کی عادت اور عدل کو اس کی سیرت اور حق کو اس کی شریعت اور ہدایت کو اس کی ملت' اور اسلام کو اس کا دین اور قرآن کو اس کی کتاب بناؤں گا اس کا نام احمد ہوگا' میں اس کے ذریعے ضلالت سے ہدایت دوں گا اور گمنامی کے بعد اسے مشہور کروں گا اور تفرقہ کے بعد اس کے ذریعہ اکٹھا کروں گا اور پراگندہ دلوں کو اس کے ذریعے متالف

Marfat.com

کروں گا اور اس کی امت کو بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کے فائدہ کے لیے پیدا کی گئی ہے ان کے خون ان کی قربانیاں ہوں گے اور ان کے سینوں میں اناجیل ہوں گی وہ رات کو راہب اور دن کو شیر ہوں گے۔

﴿ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴾

اور شعیا کے کلام کی پانچویں فصل میں ہے کہ وہ قوموں کو کھلیانوں کی طرح روند ڈالے گا اور عرب مشرکین عرب پر مصیبت نازل کرے گا اور وہ اس کے آگے شکست کھا جائیں گے' اور چھبیسویں فصل میں ہے کہ پیاسے صحرا کی زمیں خوش ہو جائے اور احمد کو لنبان کے محاسن عطاء ہوں گے اور وہ اس کے چہرے پر جلال الٰہی کو دیکھیں گے۔

اور الیاس علیہ السلام کے صحائف میں ہے کہ وہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ روزہ دار ہو کر نکلے اور جب انہوں نے عربوں کو ارض حجاز میں دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے' ان لوگوں کی طرف دیکھو یہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے عظیم قلعوں پر قابض ہوں گے انہوں نے کہا یا نبی اللہ ان کا معبود کون ہے؟ آپ نے فرمایا' یہ ہر بلند ٹیلے پر رب العزت کی تعظیم کرتے ہیں اور حزقیل کے صحائف میں ہے کہ میرا بندہ افضل ہے اس پر وحی نازل ہوتی ہے وہ قوموں میں میرا عدل نمایاں کرے گا میں نے اسے اپنے لیے چن لیا ہے اور اسے اقوام کی طرف احکام صادقہ کے ساتھ بھیجا ہے۔

اور کتاب النبوات میں ہے کہ ایک نبی مدینہ کے پاس سے گذرا تو بنو نضیر اور بنو قریظہ نے اس کی ضیافت کی اور جب اس نے انہیں دیکھا تو رو پڑا انہوں نے اس سے پوچھا اے نبی اللہ! آپ کو کون سی بات رُلاتی ہے؟ اس نے جواب دیا ایک نبی سیاہ پتھروں میں مبعوث ہوگا جو تمہارے دیار کو برباد کر دے گا اور تمہاری بیویوں کو قیدی بنائے گا' راوی بیان کرتا ہے کہ یہود نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ بھاگ گیا اور حزقیل علیہ السلام کے کلام میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے اس سے قبل کہ میں اندرونے میں تیری صورت بناتا میں نے تجھے پاک کیا اور تجھے نبی بنایا اور تجھے تمام اقوام کی طرف بھیجا۔

اور اسی طرح شعیا کے صحائف میں مکہ شریف کے لیے ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ اے بانجھ اس بیٹے سے خوش ہو جا جو تیرے رب نے تجھے دیا ہے' اس کی برکت سے تیرے لیے جگہیں وسیع ہو جائیں گی اور تیری پہنچیں زمیں میں گڑ جائیں گی اور تیرے مساکن کے دروازے بلند ہو جائیں گے اور تیرے دائیں بائیں سے زمین کے بادشاہ تیرے پاس ہدایا اور تحائف لائیں گے اور تیرا یہ بیٹا تمام اقوام کا وارث ہوگا اور تمام شہروں اور براعظموں پر قبضہ کر لے گا' تو خوف اور غم نہ کر تجھے دشمن سے پہنچنے والا ظلم ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ہے اور تو اپنی بیوگی کے تمام ایام کو بھول جائے گی اور یہ سب کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے ہوا۔ اور اس جگہ بانجھ سے مراد مکہ ہے' پھر جیسے اس کلام میں بیان کیا گیا ہے لامحالہ ایسے ہی وقوع میں آیا۔

اور اہل کتاب میں سے جو شخص اس میں ردوبدل کرنا چاہے اور اس کی تاویل بیت المقدس سے کرے تو یہ کسی لحاظ سے اس کے لیے مناسب نہیں واللہ اعلم اور ارمیا کے صحائف میں ہے کہ جنوب سے ایک ستارہ نمودار ہوگا جس کی شعاعیں بجلی اور اس کے تیز خوارق ہوں گے' پہاڑ اس کے لیے ہموار ہو جائیں گے' اور اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ میں بلند جنات کی طرف جاؤں گا اور تمہارے پاس فارقلیط روح حق کو

Marfat.com

بھیجوں گا وہ تمہیں ہر چیز سکھائے گا اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا' اور فارقلیط سے مراد محمد ﷺ ہیں اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے قول کے مطابق ہے کہ (و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد) اور یہ بات بہت وسیع ہے اور اگر ہم لوگوں کی سب بیان کردہ باتوں کا استقصاء کریں تو یہ بات بہت لمبی ہو جائے گی اور ہم نے اس میں سے چند باتوں کی طرف اشارہ کر دیا جن سے اس کی بصیرت نور الٰہی سے ہدایت پا سکتی ہے اور صراط مستقیم کی طرف اس کی راہنمائی کر سکتی ہے اور ان نصوص کی اکثریت کو ان کے علماء جانتے ہیں اس کے باوجود انہیں چھپاتے ہیں۔

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ الحافظ اور محمد بن موسیٰ بن الطفیل نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبیداللہ بن ابی داؤد المنادی نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن محمد المؤدب نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے بحوالہ غلیان بن عاصم ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے ٹکٹکی باندھ کر ایک شخص کو دیکھا اور اسے بلایا تو یہود کا ایک آدمی قمیص شلوار اور جوتے سمیت آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کہنے لگے کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو وہ کوئی جواب نہ دیتا صرف یا رسول اللہ ﷺ کہتا اور آپ فرماتے کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو وہ انکار کر دیتا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تو تورات پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا' اور انجیل بھی پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں' اور رب محمد کی قسم اگر میں چاہوں تو فرقان بھی پڑھ لوں آپؐ نے فرمایا' میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے تورات اور انجیل کو نازل کیا ہے اور اس سے اپنی مخلوق کو پیدا کیا ہے تو ان دونوں میں میرا ذکر پاتا ہے؟ اس نے کہا ہم آپ کی تعریف کی مانند پاتے ہیں وہ آپ کے ظہور کی جگہ سے ظاہر ہو گا ہم امید رکھتے تھے کہ وہ ہم سے ہو گا اور جب آپ نے ظہور کیا تو ہم نے دیکھا کہ آپ وہی ہیں اور جب ہم نے غور سے دیکھا تو آپ وہ نہیں ہیں آپ نے فرمایا' تم نے یہ بات کہاں سے معلوم کی ہے؟ اس نے کہا ہم آپ کی امت میں سے ستر ہزار آدمیوں کو بلا حساب جنت میں داخل ہوتا پاتے ہیں حالانکہ آپ کی تعداد تھوڑی ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تہلیل و تکبیر پڑھی پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے بلاشبہ میں وہی نبی ہوں اور میری امت میں سے ستر ہزار سے زیادہ اور ستر ستر سے زیادہ ہوں گے۔

سائل کے سوال سے پہلے آپ کا اس چیز کے متعلق اسے جواب دینا:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ زبیر بن عبدالسلام نے بحوالہ ایوب بن عبداللہ بن مکرز اس نے اس سے سماع نہیں کیا ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے ہمنشینوں نے مجھ سے بیان کیا اور میں نے اسے وابصہ اسدی سے روایت کرتے دیکھا ہے اور عفان کہتے ہیں کہ اس نے ہم سے کئی بار بیان کیا مگر اس نے یہ نہیں کہا کہ اس کے ہمنشینوں نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں چاہتا تھا کہ میں آپ سے نیکی اور گناہ کی ہر بات کے متعلق دریافت کروں اور آپ کے اردگرد مسلمانوں کی ایک جماعت بھی فتوے پوچھ رہی تھی اور میں ان سے سبقت کرنے لگا تو انہوں نے کہا وابصہ کے پاس جاؤ' وہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بات سنائے گا میں نے کہا

Marfat.com

چھوڑ دُ مجھے آپ کے نزدیک ہونے دو اور مجھے آپ کے نزدیک ہونا سب لوگوں سے زیادہ مرغوب تھا آپ نے دو یا تین بار فرمایا وابصہ کو چھوڑ دو اے وابصہ نزدیک ہو جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ میں آپ کے نزدیک ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا اے وابصہ میں تجھے بتاؤں یا تم مجھ سے پوچھو گے؟ میں نے کہا نہیں بلکہ آپ مجھے بتائیں تو آپ نے فرمایا تو نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آیا ہے میں نے کہا ہاں' پس آپ اپنی انگلیوں کو اکٹھا کر کے میرے سینے میں چبھو کر فرمانے لگے اے وابصہ' اپنے دل سے پوچھ (یہ بات آپ نے تین بار کہی) نیکی وہ ہے جس سے دل پرسکون ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور سینے میں خلجان پیدا کرے خواہ لوگ مجھے فتویٰ بھی دے دیں۔

باب:

آپ کی زندگی میں اور آپ کے بعد ہونے والے واقعات کی پیشگوئیاں

یہ ایک عظیم باب ہے جس کا پیشگوئیوں کی کثرت کے باعث استقصاء کرنا ممکن نہیں لیکن ہم ان میں سے کچھ پیشگوئیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں و باللہ المستعان و علیہ التکلان و لاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم اور یہ پیشگوئیاں قرآن و حدیث سے لی گئی ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ سورۃ مزمل میں جو مکہ میں نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں سے ہے فرماتا ہے کہ: اسے علم ہے کہ تم میں سے مریض بھی ہوں گے اور دوسرے لوگ زمین میں فضل الٰہی کی تلاش میں پھریں گے اور کچھ اور لوگ راہ خدا میں جنگ کریں گے۔ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جہاد ہجرت کے بعد مدینہ میں شروع ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ سورۃ اقترب جو مکی ہے میں فرماتا ہے کہ کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سب غالب ہوں گے عنقریب فوجیں شکست کھائیں گی اور وہ پیٹھ پھیر جائیں گے۔ یہ واقعہ بدر کے روز ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو چھپر سے نکلتے ہوئے پڑھا اور سنگریزوں کی ایک مٹھی ان کی طرف پھینکی اور فتح و ظفر حاصل ہوگئی اور یہی اس کا مصداق ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا اور اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا تھا اس کے کام نہ آیا اور عنقریب وہ شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے ہوگی اور اس کی گردن میں کھجور کے ریشے کی مضبوط رسی ہوگی۔ آپ نے پیشگوئی کی ہے کہ آپ کا چچا عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب جس کا لقب ابولہب تھا وہ اور اس کی بیوی عنقریب آگ میں داخل ہوں گے' پس اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق وہ دونوں شرک کی حالت میں مرے اور مسلمان نہ ہوئے حتیٰ کہ ظاہری طور پر بھی انہوں نے اسلام قبول نہ کیا اور یہ نبوت کی ایک روشن دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اعلان کر دیجیے کہ اگر جن و انس اس قرآن کی مثل لانے کے لیے جمع ہو جائیں تو خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں اس کی مثل نہ لا سکیں گے۔ اور سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور اگر تم اس کے متعلق جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے شک میں مبتلا ہو تو اس کی مثل ایک سورت لے آؤ اور خدا کے سوا' اپنے مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پس اگر تم نہ

Marfat.com

کر سکو اور تم ہرگز نہیں کر سکو گے الآیۃ آپ نے پیشگوئی کی ہے کہ اگر تمام مخلوق کے لوگ جمع ہو جائیں اور اس قرآن کی فصاحت' بلاغت' حلاوت اور احکام کی پختگی اور حلال و حرام کے بیان اور دیگر وجوہ اعجاز میں مثل لانے پر ایک دوسرے کی معاونت و مناصرت کریں تو وہ اس کی سکت نہیں پائیں گی اور نہ اس کی دس سورتوں کی مثل لانے کی بھی قدرت نہیں پائیں گے اور آپ کی یہ پیشگوئی بھی کی ہے کہ وہ ابد تک کبھی ایسا نہیں کر سکیں گے اور ''لن'' مستقبل میں ہمیشہ کی نفی کے لیے آتا ہے اور اس قسم کا چیلنج اور اس قسم کا یقین اور اس قسم کی قطعی پیشگوئی اسی شخص سے صادر ہو سکتی ہے جسے اپنی پیشگوئی پر یقین و اعتماد ہو اور جو وہ کہہ رہا ہے اسے اس کا علم ہو اور یہ یقین رکھتا ہو کہ کسی کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ اس کا معارضہ کر سکے اور جو وہ اپنے رب کے ہاں سے لایا ہے اس کی مثل لا سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں ان سے پہلے لوگوں کی طرح خلیفہ بنائے گا اور ان کے لیے اس دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے مضبوط کر دے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا اور ہو بہو اسی طرح واقعہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس دین کو مضبوط کیا اور غالب کیا اور دیگر آفاق میں پھیلا دیا اور جاری و ساری کر دیا اور سلف میں سے بہت سے مفسرین نے اس کی تفسیر خلافت صدیق سے کی ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اس آیت میں داخل ہیں لیکن یہ آپ سے مخصوص نہیں بلکہ آپ پر حاوی ہے جیسا کہ دوسروں پر حاوی ہے' جیسا کہ صحیح میں لکھا ہے کہ جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہو گا اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہو گا۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ہم ضرور ان کے خزانوں کو راہ خدا میں خرچ کریں گے۔ اور یہ سب کچھ خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' اور حضرت عثمان کے زمانے میں ہوا۔ رضی اللہ عنہم وارضاھم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تمام ادیان پر غالب کرنے کے لیے بھیجا ہے خواہ مشرکین ناپسند ہی کریں۔ اور یہ اسی طرح وقوع میں آیا اور یہ دین زمین کے مشارق و مغارب میں دیگر ادیان پر غالب آ گیا اور صحابہ کے زمانے میں اور ان کے بعد اس کا بول بالا ہو گیا اور دیگر بلاد ان کے مطیع ہو گئے' اور ان کے سب باشندوں نے اختلاف و اصناف کے باوجود ان کی اطاعت اختیار کر لی اور لوگ یا تو مومن بن کر اس دین میں داخل ہو گئے اور یا انہوں نے اطاعت اختیار کر کے اور مال دے کر مصالحت کر لی اور یا وہ اسلام اور اہل اسلام کی سطوت سے ڈرنے والے محارب بن گئے اور حدیث میں لکھا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشارق و مغارب کو میرے لیے سمیٹ دیا ہے اور اس نے جس قدر میرے لیے زمین سمیٹی ہے عنقریب میری امت کی حکومت اس تک پہنچے گی۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بدوؤں میں سے پیچھے رہنے والوں سے کہہ دیجیے کہ عنقریب تمہیں ایک سخت جنگجو قوم کی طرف بلایا جائے گا تم ان سے جنگ کرو گے یا وہ اطاعت کر لیں گے۔ یہ لوگ ہوازن یا مسیلمہ کے اصحاب یا رومی تھے اور اسی طرح وقوع میں آیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنائم کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس اس نے یہ تمہیں جلدی ہی دے دیں اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روکا تا کہ مومنین کے لیے نشان ہو اور وہ صراط مستقیم کی طرف تمہاری راہنمائی کرے اور دوسری

Marfat.com

بات پر تم نے قدرت نہیں پائی اور اللہ نے اس کا احاطہ کر لیا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور دوسری بات خواہ خیبر ہو یا مکہ ایک ہی بات ہے یہ فتح ہوئے اور وعدہ الٰہی ہو بہو پورا ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تحقیق اللہ نے اپنے رسول کی رؤیا کو حق کے ساتھ سچ کر دکھایا کہ جب اللہ چاہے گا تم ضرور مسجد الحرام میں پر امن طور پر اپنے سروں کو منڈاتے ہوئے اور بالوں کو ترشواتے ہوئے داخل ہو گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہو گا پس اسے وہ کچھ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں اور اس نے اس سے پہلے ایک قریبی فتح بنا دیا۔ یہ وعدہ ۶ھ میں حدیبیہ کے سال ہوا اور ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے سال پورا ہو گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہم نے وہاں پر ایک طویل حدیث بیان کی ہے جس میں یہ ذکر بھی آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ ہم عنقریب بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ آپ نے فرمایا بے شک' آپ نے فرمایا' کیا میں نے تمہیں بتایا تھا کہ تو اس سال بیت اللہ جائے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' نہیں' آپ نے فرمایا تو بلاشبہ وہاں جائے گا اور اس کا طواف کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ تم سے ایک گروہ کا وعدہ کر رہا تھا کہ تمہارا اس سے پالا پڑے گا اور تم چاہتے تھے کہ بے ہتھیار قافلہ سے تمہاری مڈبھیڑ ہو۔ یہ وعدہ جنگ بدر کے متعلق تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے قریش کے قافلے کو پکڑنے کے لیے نکلے تو قریش کو اطلاع مل گئی کہ آپ ان کے قافلے کی طرف گئے ہیں تو وہ تقریباً ایک ہزار جانبازوں کے ساتھ نکلے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو ان کی آمد کے متعلق معلوم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے ایک گروہ کا وعدہ کیا کہ وہ آپ کو اس پر فتح دے گا خواہ قافلے پر خواہ جنگ کرنے والے گروہ پر' اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ تھے ان میں سے بہت سوں کی خواہش تھی کہ وعدہ قافلے کے متعلق ہو کیونکہ اس میں اموال تھے اور آدمیوں کی قلت بھی تھی اور انہوں نے جنگ باز گروہ سے مڈبھیڑ کرنا پسند نہ کیا کیونکہ وہ تعداد اور تیاری میں تھے پس اللہ نے ان کی بہتری کی اور ان سے اپنا وعدہ جنگجو گروہ میں پورا کیا اور آپ نے ان پر لاجواب حملہ کیا اور ان کے ستر سردار قتل ہو گئے اور ستر قید ہو گئے اور انہوں نے بہت سے اموال اپنے فدیے میں دیئے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی بہتری ان کے لیے جمع کر دی اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اور اللہ تعالیٰ اپنے کلمات کے ساتھ حق کو ثابت کرنا اور کفار کی جڑ کاٹنا چاہتا تھا۔ اور قبل ازیں غزوہ بدر میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے نبی کہہ دیجیے کہ جو قیدی تمہارے قبضے میں ہیں اگر اللہ کو تمہارے دلوں میں بھلائی معلوم ہوئی تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے وہ اس سے بہتر تمہیں دے گا اور تمہیں بخشے گا اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور یہی وقوع میں آیا' بلاشبہ ان میں سے جو شخص مسلمان ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرمائی' اور اس بارے میں ایک واقعہ کا امام بخاری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطا فرمایئے میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا ہے آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا لے لیجیے' انہوں نے ایک کپڑے میں اتنا مال ڈالا جسے وہ اٹھا نہیں سکتے تھے پھر انہوں نے ایک دو دفعہ اس سے مال نکالا تب ان کے لیے اپنے کندھے پر اس کا اٹھانا ممکن ہوا اور اسے لے کر چلتے بنے جیسا کہ ہم نے اپنی جگہ پر اسے مفصل بیان کیا ہے اور یہ واقعہ اس آیت کریمہ کی تصدیق ہے کہ اگر تم ناداری سے ڈرتے ہو تو

Marfat.com

عنقریب اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دے گا۔ اور اسی طرح وقوع میں آیا' اور آپ انہیں مشرکین کے حجاج کے ساتھ' جنگ کرنے لے جاتے تھے اور پھر آپ نے اہل کتاب کے ساتھ ان کے لیے جنگ کرنے کا جو قانون بنایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کا معاوضہ دیا اور آپ نے ان پر جزیہ عائد کیا اور ان میں سے جو لوگ اپنے کفر پر مرے ان کے اموال کو سلب کیا جیسا کہ اہل شام کے رومی کفار اور عراق وغیرہ ممالک کے ایرانی مجوسیوں کے ساتھ ہوا جن کی اطراف اور شہروں اور جنگلات پر اسلام کی حکومت قائم ہو چکی تھی' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تمام ادیان پر غالب کرنے کے لیے بھیجا ہے خواہ مشرکین ناپسند ہی کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عنقریب جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے پاس قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے اعراض کرو پس ان سے اعراض کرو وہ پلید ہیں۔ یہ پیشگوئی بھی اسی طرح وقوع میں آئی آپ جب غزوہ تبوک سے واپس آئے تو منافقین کا ایک گروہ آپ سے پیچھے رہ گیا تھا وہ اللہ کی قسمیں کھانے لگے کہ وہ پیچھے رہنے میں معذور تھے حالانکہ وہ اس بارے میں جھوٹے تھے' پس اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ آپ ان کے ظاہری احوال کے مطابق فیصلہ کریں اور انہیں لوگوں میں رسوا نہ کریں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی جماعت کے چودہ سرکردہ لوگوں کے بارے میں آپ کو مطلع کر دیا جیسا کہ قبل ازیں ہم غزوہ تبوک میں بیان کر چکے ہیں اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما بھی ان لوگوں میں شامل تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے انہیں جانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور وہ آپ کو زمین سے نکالنا چاہتے تھے تاکہ آپ کو وہاں سے نکال دیں اور اس صورت میں وہ آپ کے خلاف تھوڑا عرصہ ہی ٹھہریں گے' یہ پیشگوئی بھی اسی طرح پوری ہوئی اس لیے کہ انہوں نے آپ کو پکڑنے یا آپ کو قتل کرنے یا اپنے درمیان سے باہر نکال دینے کا مشورہ کیا پھر آپ کے قتل کا فیصلہ ہو گیا اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کے درمیان سے چلے جانے کا حکم دیا پس آپ اور آپ کے صدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر چلے گئے اور تین دن غار ثور میں چھپے رہے پھر اس کے بعد کوچ کر گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اللہ کے اس قول کہ اگر تم نے اس کی مدد نہیں کی تو اللہ نے اس کی مدد کی ہے اور اللہ نے اپنی سکینت اس پر نازل کی ہے اور ایسے لشکروں سے مدد کی ہے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور اس نے کفار کے قول کو پست کر دیا اور اللہ کا بول بالا رہا اور اللہ عزیز و حکیم ہے۔ سے یہی مراد ہے' اور اللہ کے اس قول اور جب کفار آپ کے متعلق تدبیر کر رہے تھے کہ آپ کو پکڑ لیں یا آپ کو قتل کریں یا آپ کو باہر نکال دیں اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ سے بھی یہی مراد ہے۔

اور جو اللہ نے فرمایا کہ وہ آپ کے خلاف تھوڑا عرصہ ہی ٹھہریں گے یہ بھی اسی طرح وقوع میں آیا جیسے آپ نے فرمایا تھا کیونکہ جن سرداروں نے یہ مشورہ کیا تھا وہ آپ کی ہجرت کے بعد مکہ میں اتنا عرصہ ہی ٹھہرے جتنی دیر آپ کی سواریاں مدینہ میں ٹھہریں اور مہاجرین و انصار نے آپ کی متابعت کی پھر جنگ بدر ہوئی اور یہ آدمی مارے گئے اور یہ سر چھوڑ دیئے گئے اور آپ اس واقعہ سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے اسے جانتے تھے اس لیے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے کہا میں نے

Marfat.com

محمد ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ وہ تمہیں قتل کرنے والے ہیں' اس نے پوچھا' تو نے ان سے سنا ہے انہوں نے جواب دیا' ہاں' اس نے کہا خدا کی قسم وہ جھوٹ نہیں بولتے اور عنقریب یہ حدیث اپنے باب میں بیان ہوگی' اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ آپ نے جنگ سے قبل اپنے اصحاب کو مقتولین کے قتل ہونے کی جگہیں بتائیں اور ان میں سے کوئی شخص اس جگہ سے تجاوز نہ کر سکا جو آپ نے بتائی تھی۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اللہ بہتر جانتا ہوں' قریبی علاقے میں رومی مغلوب ہو گئے ہیں اور وہ عنقریب چند سالوں میں اپنے مغلوب ہونے کے بعد غالب آ جائیں گے اور پہلے اور بعد امر' اللہ ہی کے لیے ہے اور اس روز' مومنین اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ عزیز و رحیم ہے' یہ اللہ کا وعدہ ہے' وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ یہ وعدہ بھی آپ کی پیشگوئی کے مطابق پورا ہوا' واقعہ یوں ہے کہ جب ایرانی' رومیوں پر غالب آ گئے تو مشرکین نے خوشی منائی اور مسلمان اس سے غمگین ہوئے اس لیے کہ نصاریٰ' مجوسیوں کی نسبت اسلام سے قریب تر تھے' پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بتایا کہ سات سال بعد رومی' ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے سرداروں کے ساتھ شرط لگا دی کہ یہ بات اس مدت میں وقوع پذیر ہوگی اور یہ ایک مشہور بات ہے جسے ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں بیان کیا ہے اور جس طرح قرآن نے خبر دی تھی اسی طرح وقوع میں آیا' رومیوں نے ایرانیوں کے غالب آنے کے بعد ان پر زبردست فتح پائی اور ان کے واقعہ کی تفصیل طویل ہے جس کی کافی تشریح ہم نے تقسیم میں کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عنقریب ہم ان کے انفس و آفاق میں نشان دکھائیں گے حتیٰ کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہ حق ہے کیا تیرے رب کے لیے کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ یہ پیشگوئی بھی اسی طرح وقوع میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نشانات و دلائل انفس و آفاق میں ظاہر فرمائے اور اس نے آپ سے نبوت کے دشمنوں اور شریعت کے ان مکذب مخالفین پر حملہ کرا دیا جو اہل کتاب' مجوسیوں اور مشرکوں سے تعلق رکھتے تھے اور اس بات نے دانشمندوں کو بتا دیا کہ محمد ﷺ برحق رسول ہیں' اور آپ اللہ سے جو وحی لے کر آئے ہیں وہ سچی ہے اور اس نے آپ کے دشمنوں کے دلوں میں آپ کا رعب' ہیبت اور خوف ڈال دیا' جیسا کہ صحیحین میں آپ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے مدد دیا گیا ہوں۔ اور یہ وہ تائید و نصرت ہے جو اللہ نے آپ کو دی اور آپ کا دشمن آپ سے خوف کھاتا تھا حالانکہ آپ کے اور اس کے درمیان ایک ماہ کا سفر ہوتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ جب آپ کسی قوم سے جنگ کرنے کا عزم کرتے تو وہ آپ کی آمد سے ایک ماہ قبل ہی مرعوب ہو جاتے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ دائماً الیٰ یوم الدین۔

Marfat.com

باب:

آپ کی بیان کردہ پیشگوئیوں کے مطابق وقوع پذیر ہونے والے واقعات پر دلالت کرنے والی احادیث

وہ احادیث جو آپ کی بیان کردہ پیشگوئیوں کے مطابق وقوع پذیر ہونے والے واقعات پر دلالت کرتی ہیں' ان میں سے وہ دستاویز والی حدیث بھی ہے جس کے متعلق قریش کے بطون نے باہم معاہدہ کیا کہ جب تک بنی ہاشم اور بنی مطلب رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد نہ کردیں وہ نہ ان کو پناہ دیں گے اور نہ ان سے نکاح کریں گے اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے اور اس بارے میں انہوں نے ایک دوسرے کی مدد بھی کی' پس بنو ہاشم اور بنو مطلب اپنے مومنوں' کافروں سمیت اور زندگی بھر جب تک ان کی اولاد باقی ہے اس کام سے بچنے کے لیے اسے ناپسند کرتے ہوئے شعب ابی طالب میں داخل ہو گئے اور اس بارے میں حضرت ابوطلب نے ایک قصیدہ لامیہ تیار کیا جس میں فرماتے ہیں۔

بیت اللہ کی قسم' تم نے جھوٹ بولا ہے کہ ہم محمد ﷺ پر غالب آ جائیں گے ابھی تو ہم نے آپ کی حفاظت میں جنگ نہیں کی اور ہم آپ کو اس وقت چھوڑیں گے جب آپ کے اردگرد قتل ہو جائیں گے اور اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو بھول جائیں گے اور تیرا باپ نہ رہے کوئی قوم اس سردار کو نہیں چھوڑتی جو کھا جانے والی تیزی کے بغیر خاندان کی حفاظت کرتا ہو اور وہ روشن رو ہے جس کے چہرے سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کا فریادرس اور بیوگان کی پناہ ہے آل ہاشم کے فقراء اس کی پناہ لیتے ہیں اور وہ آپ کے پاس آسائش اور فائدے میں ہیں۔

اور قریش نے زعامت کی دستاویز کو کعبہ کی چھت کے ساتھ لٹکا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر دیمک کو مسلط کر دیا اور اس میں جو اسمائے الٰہیہ تھے وہ انہیں چاٹ گئی تا کہ وہ ان کے ظلم و جور میں شامل نہ ہوں اور بعض کا قول ہے کہ وہ اسمائے الٰہیہ کے سوا' ہر چیز کو چاٹ گئی' رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کو اس کے متعلق بتایا تو ابوطالب نے' قریش کے پاس آ کر کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھے تمہاری دستاویز کے متعلق بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیمک کو اس پر مسلط کر دیا ہے اور وہ اسمائے الٰہیہ کے سوا' ہر چیز کو چاٹ گئی ہے یا آپ نے کہا اسے لاؤ' اگر تو ایسے ہی ہوا جیسے میرے بھتیجے نے کہا ہے تو ٹھیک' ورنہ میں اسے تمہارے سپرد کر دوں گا' پس انہوں نے اس دستاویز کو اتارا' اور کھولا تو ویسے ہی ہوا تھا جیسے رسول اللہ ﷺ نے ابوطالب کو بتایا تھا' اس موقع پر انہوں نے اپنے فیصلے کو توڑ دیا اور بنو ہاشم اور بنو مطلب مکہ میں داخل ہو گئے اور اپنی پہلی حالت پر واپس آ گئے' جیسا کہ پہلے ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔

اور ان میں سے حضرت خباب بن الارت کی حدیث بھی ہے کہ جب وہ اور ان کے کمزور ساتھی حضرت نبی کریم ﷺ سے مدد مانگنے آئے اور کعبہ کے سائے میں اپنی چادر کو سر کے نیچے رکھے ہوئے تھے کہ آپ ان کے لیے دعا کریں کہ وہ جس عذاب

Marfat.com

واہانت میں پڑے ہیں اللہ انہیں اس سے نجات دے تو آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے بیٹھ کر فرمایا' تم سے پہلے وہ لوگ بھی تھے جن میں سے کسی کو دو ٹکڑے کر دیا جاتا تو یہ بات بھی اسے اپنے دین سے برگشتہ نہ کرتی اور قسم بخدا' اللہ تعالیٰ ضرور اس امر کو پورا کرے گا لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔

اور ان میں سے وہ حدیث بھی ہے جسے بخاری نے روایت کیا ہے کہ محمد بن العلاء نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن اسامہ نے عن یزید بن عبداللہ بن ابی بردہؓ عن ابیہ عن جدہ ابی بردہ عن ابی موسیٰ' ہم سے بیان کیا' میرا خیال ہے انہوں نے اسے حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے آپ نے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں' پس میرا خیال اس طرف گیا کہ اس سے مراد یمامہ یا ہجر ہے مگر وہ مدینہ یثرب ہے' اور میں نے اپنی اسی رؤیا میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی ہے' تو اس کا پھل ٹوٹ گیا ہے تو اس سے مراد وہ تکلیف ہے جو احد کے روز' مومنین کو پہنچی' پھر میں نے اسے دوبارہ حرکت دی تو وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی اور اس سے مراد فتح اور مؤمنین کا اکٹھا ہونا ہے اور میں نے اس میں ایک گائے بھی دیکھی اور اللہ بہت بھلا ہے تو وہ احد کے روز مومنین تھے اور بھلائی سے مراد وہ بھلائی اور صدق کا ثواب تھا جو جنگ بدر کے بعد ہمیں ملا' اور ان میں وہ واقعہ بھی ہے جو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا مکہ آنے پر امیہ بن خلف کے ساتھ ہوا' امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ احمد بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن ابی اسحاق عن عمرو بن میمون عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے گئے تو امیہ بن خلف اور صفوان بن امیہ کے ہاں اترے اور امیہ' جب شام جاتا اور مدینہ سے گذرتا تو حضرت سعدؓ کے ہاں اترتا' امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا انتظار کرو کہ دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں تو جا کر طواف کر لینا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے کہ اچانک ابوجہل نے کہا یہ کعبہ کا طواف کرنے والا کون ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' میں سعدؓ ہوں' ابوجہل نے کہا: تم سکون کے ساتھ کعبہ کا طواف کر رہے ہو حالانکہ تم نے محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب کو پناہ دے رکھی ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں' اور ان کے درمیان نوک جھونک ہوئی تو امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا ابوالحکم کے خلاف آواز بلند نہ کرو یہ وادیٔ کے باشندوں کا سردار ہے پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم اگر تو نے مجھے طواف کعبہ سے روکا تو میں شام میں تمہاری تجارت ختم کر دوں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ امیہ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا' اپنی آواز بلند نہ کیجیے اور آپ کو روکنے لگا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور آپ نے کہا چھوڑو ہمیں' میں نے محمد ﷺ سے سنا ہے ان کا خیال ہے کہ وہ تجھے قتل کریں گے اس نے کہا مجھے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں' تو اس نے کہا خدا کی قسم محمد ﷺ جب بات کریں تو جھوٹ نہیں بولتے پھر اس نے اپنی بیوی کے پاس واپس آ کر کہا' کیا تجھے علم نہیں کہ میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا کہا ہے؟ اس نے پوچھا اس نے تجھے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا اس کا خیال ہے کہ اس نے محمد ﷺ سے سنا ہے کہ وہ مجھے قتل کرنے والے ہیں' وہ کہنے لگی خدا کی قسم محمد ﷺ جھوٹ نہیں بولتے' راوی بیان کرتا ہے کہ جب وہ بدر کی طرف گئے اور فریادرس آیا تو اس کی بیوی نے اسے کہا' تیرے یثربی بھائی نے جو بات تجھے کہی تھی وہ تجھے یاد نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے جانا نہ چاہا تو ابوجہل نے اسے کہا تو وادی کے اشراف میں سے ہے ایک دو دن

Marfat.com

کے لیے چلوتو وہ ان کے ساتھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا' یہ حدیث بخاری کے افراد میں سے ہے اور اس سے قبل یہ تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکی ہے۔

اور ان میں سے ایک واقعہ ابی بن خلف کا ہے جو اپنے گھوڑے کو چارا ڈال رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ہوا تو وہ کہنے لگا میں آپ کو قتل کروں گا' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا بلکہ میں تجھے قتل کروں گا' ان شاء اللہ' پس آپ نے احد کے روز اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم پہلے تفصیلاً بیان کر آئے ہیں۔

اور ان میں سے ایک پیشگوئی آپ کا بدر کے روز مقتولین کے پچھڑنے کے مقامات کے متعلق بتانا ہے' جیسا کہ صحیح کی حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے کہ آپ نے جنگ سے قبل اس کے مقام کے متعلق اشارہ کرتے ہوئے فرمایا' کل ان شاء اللہ یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہوگی اور یہ فلاں کے قتل کی جگہ ہوگی' راوی بیان کرتا ہے کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ جس مقام کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا تھا ان میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔

اور ان میں سے آپ کا وہ قول بھی ہے جو آپ نے اس آدمی سے کہا جو مشرکین کی اکیلی عورت کا پیچھا کرنا نہ چھوڑتا تھا' آپ نے تلوار سے اسے چیر دیا اور یہ احد کے روز کا واقعہ ہے' اور بعض کا قول ہے کہ خیبر کے روز کا واقعہ ہے اور یہی صحیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حنین کے روز کا واقعہ ہے' پس لوگ کہنے لگے کہ آج کوئی شخص کام نہیں آیا جس قدر فلاں کام آیا ہے' کہا جاتا ہے کہ وہ قزمان تھا' آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے تو ایک آدمی نے کہا میں اس کا ساتھی ہوں پس اس نے اس کا پیچھا کیا اور وہ زخمی ہو گیا اور اس نے جلد موت کی چاہت میں اپنی تلوار کی دھار اپنے سینے پر رکھی اور پھر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا یہاں تک کہ اسے آر پار کر دیا۔ اور وہ شخص واپس آ کر کہنے لگا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں' آپ نے فرمایا یہ کیا؟ اس نے کہا آپ نے ابھی جس شخص کا ذکر کیا ہے اس کا معاملہ اس اس طرح ہے اور پھر اس نے حدیث کا ذکر کیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور ان میں سے ایک بات آپ کا خندق کھودنے کے روز کسریٰ کے شہروں اور شام کے محلات اور دیگر بلاد کے فتح ہونے کے متعلق خبر دینا ہے' جب آپ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اس چٹان پر ضرب لگائی تو وہ آپ کی ضرب سے چمک اٹھی' پھر آپ نے ایک اور ضرب لگائی' پھر ایک اور ضرب لگائی جیسا کہ ہم اس کو پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اور ان میں سے آپ کا دست کے متعلق مسموم ہونے کی خبر دینا بھی ہے اور وہ ایسے ہی تھا جیسا کہ آپؐ نے اس کے متعلق بتایا تھا اور یہود نے اسے تسلیم کیا ہے اور آپ کے ساتھ اسے کھانے والے' بشر ابن البراء معرور فوت ہو گئے۔

اور ان میں سے وہ بات بھی ہے جسے عبدالرزاق نے بحوالہ معمر بیان کیا ہے کہ انہیں معلوم ہوا۔ کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ کشتی والوں کو بچا' پھر آپ کچھ دیر ٹھہرے' پھر فرمایا وہ گذر گئی ہے' یہ پوری حدیث بیہقی کی دلائل النبوت میں موجود ہے یہ کشتی غرق ہونے کو تھی اور اس میں وہ اشعری سوار تھے' جو آپ کے پاس خیبر میں آئے تھے۔

اور ان میں سے آپ کا طائف جاتے ہوئے' ابو رغال کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کے متعلق خبر دینا بھی ہے کہ

Marfat.com

اس کے ساتھ سونے کی ایک سلاخ بھی ہے' پس جب انہوں نے اسے کھودا تو اسے آپ کے بیان کے مطابق پایا' صلوٰت اللہ و سلامہ علیہ' ابوداؤد نے اسے ابواسحاق کی حدیث سے عن اسماعیل بن امیہ عن بحر بن ابی بحر عن عبداللہ بن عمر روایت کیا ہے۔

اور ان میں سے آپ کا وہ قول بھی ہے جو آپ نے انصار کو خطبہ میں تسلی دیتے ہوئے فرمایا' جب تقسیم غنائم میں ساداتِ عرب اور قریش کے سرداروں کو ان کی تالیف قلب کے لیے آپ نے انہیں ترجیح دی' آپؐ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ تو اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھروں میں لے جاؤ' اور فرمایا تم عنقریب میرے بعد خودغرضی پاؤ گے' پس صبر کرو' حتیٰ کہ حوض پر مجھے ملو اور فرمایا کہ لوگ بڑھتے جا رہے ہیں اور انصار کم ہو رہے ہیں اور اس خطبہ سے قبل آپ نے کوہِ صفا پر ان سے فرمایا' بلکہ زندگی' تمہاری زندگی ہے اور موت تمہاری موت ہے۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہو بہو اسی طرح پورا ہوا۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے یونس سے بحوالہ ابن شہاب ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیبؒ نے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا' اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا' اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے تم ضرور ان دونوں کے خزائن کو خرچ کرو گے۔

اور مسلم نے اسے عن حرملہ عن ابی وھب عن یونس روایت کیا ہے' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ جابر بن سمرہ' اور انہوں نے اسے رسول اللہ ﷺ تک مرفوع کرتے ہوئے ہم سے بیان کیا کہ۔ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا' نیز فرمایا تم ضرور ان دونوں کے خزائن کو خرچ کرو گے۔ اور اسی طرح بخاری اور مسلم نے اسے جریر کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور بخاری اور ابن عوانہ نے اضافہ بھی کیا ہے اور تینوں نے اسے عبدالملک بن عمیر سے روایت کیا ہے' اور آپ کے بعد اس کی سچائی کا مصداق' خلفائے ثلثہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہوا' یہ ممالک فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے' اور شاہ روم قیصر اور شاہ ایران کسریٰ کے اموال راہ خدا میں خرچ کیے گئے' جیسا کہ ابھی ہم اس کا تذکرہ کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور اس حدیث میں مسلمانوں کے لیے ایک عظیم بشارت ہے' اور وہ یہ کہ شاہ ایران کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا' اور وہ اسے دوبارہ نہیں ملے گا' اور شام سے رومیوں کی حکومت جاتی رہے گی اور وہ اس کے بعد اس پر قبضہ نہ کر سکیں گے' نیز اس میں حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کی صحت کی شہادت بھی پائی جاتی ہے اور ان کے عادل ہونے کی شہادت بھی پائی جاتی ہے' کیونکہ ان کے زمانے میں حاصل شدہ اموال راہ خدا میں قابل تعریف صورت میں خرچ کیے گئے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن الحکم نے ہم سے بیان کیا کہ النضر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہم سے بیان کیا کہ سعد طائی نے ہم سے بیان کیا کہ محل بن خلیفہ نے بحوالہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر فاقہ کی شکایت کی‘ پھر دوسرے نے آ کر رہزنی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا اے عدیؓ! کیا تو نے حیرہ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اسے نہیں دیکھا مگر مجھے اس کے متعلق بتایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تو عورت کو حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرتے دیکھے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا (میں نے اپنے دل میں کہا‘ طی کے وہ بدکار کہاں ہوں گے‘ جنہوں نے شہروں میں بدی پھیلا دی ہے) اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو ضرور کسریٰ کے خزائن فتح ہوں گے‘ میں نے کہا‘ کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا کسریٰ بن ہرمز‘ اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تو ضرور دیکھے گا کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر اسے قبول کرنے والے کی تلاش میں نکلے گا اور اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا‘ اور تم میں سے ایک آدمی کو اللہ ضرور ملے گا اور اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور وہ اسے کہے گا کہ کیا میں نے تیری طرف ابلاغ کے لیے رسول نہیں بھیجا‘ وہ کہے گا بے شک‘ وہ کہے گا کیا میں نے تجھے مال اور بیٹے نہیں دیئے اور تجھ سے بھلائی نہیں کی؟ وہ کہے گا بے شک‘ اور وہ اپنی دائیں اور بائیں جانب‘ جہنم کے سوا کچھ نہیں دیکھے گا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر بچنا پڑے اور اگر تیرے پاس وہ بھی نہ ہو تو اچھی بات کہہ کر بچو۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عورت کو حیرہ سے چل کر بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا‘ اور میں بھی کسریٰ بن ہرمز کے خزائن فتح کرنے والوں میں شامل تھا‘ اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو جو کچھ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے تم اسے ضرور دیکھو گے کہ آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا‘ پھر امام بخاری نے اسے عن عبید اللہ بن محمد یعنی ابوبکر بن ابی شیبہ عن ابی عاصم النبیل عن سعد بن بشر عن ابی مجاہد سعد طائی عن محل عن عدی روایت کیا ہے کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر بچنا پڑے‘ اور بخاری نے اسے شعبہ کی حدیث سے اور مسلم نے زہیر کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن ابی اسحاق عن عبد اللہ بن مغفل عن عدی مرفوعاً روایت کی ہے کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کا ٹکڑا دے کر بچنا پڑے۔

اور اسی طرح بخاری اور مسلم نے صحیحین میں اسے اعمش کی حدیث سے عن خیثمہ عن عبد الرحمٰن عن عدی روایت کیا ہے اور اس میں شعبہ کی حدیث سے عن عمرو بن مرہ عن خیثمہ عن عدی بھی روایت ہے اور یہ سب اس حدیث کی اصل کے شواہد ہیں جسے ہم نے بیان کیا ہے۔ اور قبل ازیں غزوہ خندق میں کسریٰ کے شہروں کے محلات اور شام وغیرہ بلاد کے محلات کے فتح ہونے کے متعلق پیشگوئی بیان ہو چکی ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے قیس سے بحوالہ خباب ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے‘ اور آپ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر کا تکیہ لگائے ہوئے تھے‘ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے اللہ سے دعا فرمایئے‘ اور مدد مانگئے‘ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کا رنگ سرخ ہو گیا یا بدل گیا‘ اور آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کے لیے گڑھے کھودے جاتے تھے اور آری لا کر اس کے سر پر رکھ کر اسے دولخت کر دیا جاتا تھا‘ مگر یہ بات بھی اسے اس کے دین سے برگشتہ نہ کرتی تھی‘ اور اللہ تعالیٰ ضرور اس امر کو پورا کرے گا حتیٰ کہ سوار صنعاء سے حضرموت تک سفر

Marfat.com

کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا' اور بھیڑیا اس کی بکریوں کی حفاظت کرے گا' لیکن تم جلد بازی سے کام لیتے ہو۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے مسدد اور محمد بن المثنیٰ سے عن یحییٰ بن سعید عن اسماعیل بن ابی خالد روایت کیا ہے۔

پھر امام بخاری کتاب' علامات النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ سعید بن شرحبیل نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الحسین عن عقبہ عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ ایک روز آپ باہر گئے اور اہل احد کی نماز جنازہ پڑھی پھر منبر کی طرف واپس آگئے اور فرمایا میں تمہارا فرط ہوں اور تمہارا گواہ ہوں اور قسم بخدا میں اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں' اور قسم بخدا میں اپنے بعد تمہارے مشرک ہونے سے خائف نہیں لیکن مجھے ان کے خزائن کے بارے میں تمہارے حسد کا خوف ہے۔ اور اسی طرح بخاری نے اسے حیوۃ بن شریح کی حدیث سے اور مسلم نے یحییٰ بن ایوب کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے یزید بن حبیب سے لیث کی طرح اسے روایت کیا ہے۔

اور اس حدیث میں ہمارے مقصد کی کئی باتیں ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے حاضرین کو بتایا ہے کہ میں ان کا فرط ہوں یعنی ان سے پہلے فوت ہوں گا اور ایسے ہی وقوع میں آیا' اور یہ بات آپ نے اپنے مرض الموت میں کی' پھر آپ نے بتایا کہ ان کا گواہ ہوں خواہ آپ کی وفات ان سے پہلے ہو' نیز آپ نے یہ بھی بتایا ہے کہ آپ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں' یعنی آپ کے لیے ملک فتح ہوں گے' جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی متقدم حدیث میں بیان ہوا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گزر گئے اور تم انہیں ایک ایک شہر کر کے فتح کر رہے ہو اور آپ نے یہ بھی بتایا ہے کہ آپ کے اصحاب آپ کے بعد شرک نہیں کریں گے اور یہ بھی ایسے ہی وقوع میں آیا' لیکن آپ کو ان کے متعلق دنیا کے بارے میں حسد کرنے کا خوف تھا' اور یہ بات بھی حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے زمانے میں وقوع پذیر ہوگئی اور پھر ان کے بعد بھی ہوئی اور ہمارے آج کے زمانے تک ایسے ہی ہو رہی ہے۔

پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ از ہر بن سعد نے ہمیں بتایا کہ ابن عون نے ہمیں خبر دی کہ موسیٰ بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مجھے بتایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو ان کے متعلق بتاؤں؟ وہ ان کے پاس آیا تو وہ اپنے گھر میں سرنگوں بیٹھے تھے اس نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا بہت برا حال ہے' ان کی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند ہو جاتی ہے اور ان کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں' اور وہ دوزخیوں میں سے ہیں' اس آدمی نے آکر آپ کو بتایا کہ وہ اس اس طرح کہتے ہیں۔ موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے دوسری بار اس آدمی کو ایک عظیم بشارت دے کر واپس بھیجا اور فرمایا انہیں جا کر کہو تو دوزخیوں میں سے نہیں ہے بلکہ جنتیوں میں سے ہے' بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور حضرت ثابت بن قیس بن شماس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی' اور اسی طرح صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے لیے بشارت لکھی ہوئی ہے کہ آپ کی وفات اسلام پر ہوگی اور آپ جنتی ہوں گے' اور آپ کی وفات نہایت اچھی حالت میں ہوئی تھی' ان کی زندگی ہی میں ان کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے تھے' کیونکہ حضرت نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے ان کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ ان کی وفات اسلام پر ہوگی اور ایسے ہی وقوع میں آیا۔

اور صحیح میں دس آدمیوں کے جنتی ہونے کے متعلق لکھا ہے' بلکہ اس طرح آپ نے پیشگوئی کی ہے کہ مبایعین شجرہ میں کوئی شخص دوزخ میں نہیں جائے گا اور وہ چودہ سواشخاص تھے اور بعض کا قول ہے کہ پندرہ سو تھے۔ اور ان سب کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے قابل تعریف زندگی گزاری ہے اور ان کی موت راستی استقامت اور بہتری کی حالت میں ہوئی ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ' اور یہ نبوت ورسالت کی بڑی پیشگوئیوں میں سے ہے۔

باب:

ماضی اور مستقبل کی اخبار غیبیہ کے بیان میں

بیہقی نے اسرائیل کی حدیث سے' سماک سے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آکر کہا یا رسول اللہ ﷺ بلاشبہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے آپ نے فرمایا وہ ابھی نہیں مرا' اس نے دوبارہ کہا' بلاشبہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے' آپ نے فرمایا وہ ابھی نہیں مرا' اس نے سہ بارہ کہا تو آپ نے فرمایا' فلاں شخص نے اپنے جوڑے پھل والے تیر کے ساتھ خودکشی کر لی ہے' پس آپ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا' پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ زبیر نے بحوالہ سماک اس کی متابعت کی ہے اور اس طریق سے مسلم نے اسے مختصراً نماز کے بارے میں روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسعد بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ہریم بن سفیان نے عن سنان بن بشیر عن قیس بن ابی حازم عن قیس بن ابی شہم ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک لڑکی میرے پاس سے گزری تو میں نے اسے پہلو سے پکڑ لیا' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی بیعت لینے لگے تو میں آپ کے پاس آیا' اور آپ نے میری بیعت نہ لی اور فرمایا صاحب الجبیذہ؟ راوی بیان کرتا ہے' میں نے عرض کیا میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا تو آپ نے میری بیعت لے لی' اور نسائی نے اسے محمد بن عبد الرحمٰن الحزبی سے بحوالہ اسود بن عامر روایت کیا ہے' پھر احمد نے اسے عن شریح عن یزید بن عطا عن عنان بن بشر عن قیس عن ابی ہاشم روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے اور صحیح بخاری میں عن ابی نعیم عن سفیان عن عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس خوف کے باعث کہ ہمارے بارے میں کوئی حکم نازل نہ ہو جائے' اپنی بیویوں سے گفتگو کرنے اور بے تکلف ہونے سے بچتے تھے اور جب آپ کی وفات ہوگئی تو ہم نے گفتگو کی اور بے تکلف ہو گئے۔

اور ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن الحرث نے' عن سعید بن ابی ہلال عن ابی حازم عن سہل بن سعد مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص ایک ہی کپڑے میں اپنی بیوی کے پاس ہوتے ہوئے کچھ کرنے سے اس خوف سے رکا رہتا تھا کہ اس کے متعلق قرآن حکیم میں کچھ حکم نہ نازل ہو جائے۔

Marfat.com

اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن العلاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ادریس نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے ایک انصاری شخص کے حوالے سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ ہم ایک جنازہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبر پر گورکن کو وصیت کرتے دیکھا کہ اس کے پاؤں کی طرف سے قبر کو کھلا کر' اور جب آپ واپس لوٹے تو عورت کا ایک داعی آپ سے ملا' آپ آئے اور کھانا لایا گیا تو آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ ڈالے اور انہوں نے کھانا کھایا اور ہمارے آباء نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منہ میں لقمہ چباتے دیکھا' پھر آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر پکڑا گیا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ اس عورت نے پیغام بھیجا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے بقیع کی طرف اپنے لیے بکری خریدنے کو آدمی بھیجا تو اسے بکری نہ ملی' تو میں نے اپنے پڑوسی کو پیغام بھیجا جس نے بکری خریدی ہوئی تھی' کہ بکری کو قیمتاً میرے ہاں بھیج دو' مگر وہ آدمی گھر نہ ملا تو میں نے اس کی بیوی کو پیغام بھیجا تو اس نے بکری مجھے بھیج دی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کھانے کو قیدیوں کو کھلا دو۔

باب:

آپ کے بعد مستقبل کی اخبار غیبیہ کی ترتیب کے بیان میں

صحیح بخاری اور مسلم میں اعمش کی حدیث سے ابووائل سے بحوالہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر قیام قیامت تک کی ہر چیز کا ذکر کیا' اس کے علم کا بھی اور جہل کا بھی' اور میں ایک چیز کو' جسے میں بھول چکا ہوتا تھا' دیکھ کر اس طرح پہچان لیتا جیسے آدمی دوسرے غیر حاضر آدمی کو دیکھ کر پہچان لیتا ہے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کی باتیں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے اس خوف سے شر کی باتیں پوچھا کرتا تھا کہ کہیں شر مجھے قابو نہ کرے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت اور شر میں تھے اور اللہ تعالیٰ اس خیر کو لے آیا' کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں' میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں' اور اس میں خرابی بھی ہوگی' میں نے عرض کیا اس کی خرابی کیا ہے؟ فرمایا لوگ میری ہدایت کے بغیر راہنمائی کریں گے' ان میں سے کچھ آشنا ہوں گے اور کچھ نا آشنا' میں نے عرض کیا' کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں' جہنم کے دروازوں پر داعی ہوں گے جو ان کی بات مانے گا وہ اسے اس میں جھونک دیں گے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے ان کا حال بیان فرمایئے' آپ نے فرمایا وہ ہمارے ہی قبیلے سے ہوں گے اور ہماری زبانوں سے بات کریں گے' میں نے عرض کیا اگر میں اس حال سے دوچار ہوں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں' آپ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے لازم رہ' میں نے عرض کیا اگر ان کی جماعت بھی نہ ہو اور امام بھی نہ ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان کے تمام فرقوں سے الگ رہ خواہ تجھے درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑ کر رہنا

Marfat.com

پڑے، حتیٰ کہ تجھے موت آ جائے اور تو اسی حالت میں ہو۔

اور اسی طرح بخاریؒ اور مسلمؒ نے اسے عن محمد بن المثنیٰ عن الولید عن عبدالرحمٰن بن یزید عن جابر روایت کیا ہے، امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے عن اسماعیل عن قیس عن حذیفہ ہم سے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے اصحاب نے خیر کا علم حاصل کیا اور میں نے شر کا، امام بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں، اور صحیح مسلم میں شعبہ کی حدیث سے عن عدی بن ثابت عن عبداللہ بن یزید عن حذیفہ روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ قیام قیامت تک جو کچھ ہوگا اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا ہے، مگر میں نے اس بات کے متعلق آپ سے نہیں پوچھا جو اہل مدینہ کو مدینہ سے نکال دے گی۔

اور صحیح مسلم میں علی بن احمر کی حدیث سے بحوالہ ابو یزید عمرو بن اخطب بیان ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا اور ہم نے اسے سمجھ لیا اور یاد کر لیا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اہل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے حالات ہمیں بتائے۔

اور قبل ازیں حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اس امر کو پورا کرے گا، لیکن تم جلدی سے کام لیتے ہو اور اسی طرح اس بارے میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی بیان ہو چکی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ) اور فرماتا ہے: (وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ)

اور صحیح مسلم میں ابی النضرہ کی حدیث سے بحوالہ ابو سعید روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا شیریں اور تازہ ہے اور اللہ تمہیں اس میں خلیفہ بنا کر دیکھے گا، کہ تم کیا کرتے ہو، دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو، بلاشبہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں ہوا تھا، اور دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ ضرر رساں کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

اور صحیحین میں زہری کی حدیث سے عروہ بن المسور سے بحوالہ عمرو بن عوف روایت ہے اور انہوں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بحرین کی طرف بھیجنے کا واقعہ بیان کیا ہے، راوی بیان کرتا ہے اس میں رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہے، خوش ہو جاؤ اور اس چیز کی امید رکھو جو تمہیں خوش کرے گی، قسم بخدا میں تمہارے متعلق فقر سے نہیں ڈرتا بلکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر اسی طرح وسیع ہو جائے گی جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع ہوئی تھی اور انہوں نے اس کے بارے میں ایک دوسرے پر حسد کیا، اور جس طرح اس نے انہیں ہلاک کیا تھا تمہیں بھی ہلاک کر دے گی۔

اور صحیحین میں سفیان ثوری کی حدیث سے محمد بن المنکدر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس غالیچے ہیں؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غالیچے ہمارے پاس کہاں سے آ سکتے ہیں، فرمایا عنقریب تمہارے پاس غالیچے ہوں گے، راوی بیان کرتا ہے کہ میں اپنی بیوی سے کہتا کہ اپنا غالیچہ مجھ سے دور رکھ تو وہ کہتی کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس غالیچے ہوں گے؟ پس انہیں چھوڑ دو۔

Marfat.com

اور صحیحین مسانید اور سنن وغیرہ میں ہشام بن عروہ کی حدیث سے ان کے باپ سے عن عبیداللہ بن زبیر عن سفیان بن ابی زبیر روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یمن فتح ہوگا اور کچھ لوگ دوڑے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل وعیال اور اپنے اطاعت گزاروں کے ساتھ کوچ کر جائیں گے اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا کاش وہ جانتے۔

اور اسی طرح اسے ہشام بن عروہ سے ایک بہت بڑی جماعت نے روایت کیا ہے۔ اور حافظ ابن عساکر نے مالک سفیان بن عیینہ ابن جریج ابومعاویہ مالک بن سعد بن الحسن ابوحمزہ انس بن عیاض عبدالعزیز بن ابی حازم سلمہ بن دینار اور جریر بن عبدالحمید کی حدیث سے اسے قوت دی ہے اور احمد نے اسے عن یونس عن حماد بن زید عن ہشام بن عروہ روایت کیا ہے۔ اور عبدالرزاق نے عن ابن جریج عن ہشام اور مالک کی حدیث سے بحوالہ ہشام اسی طرح روایت کیا ہے پھر احمد نے عن سلیمان بن داؤد ہاشمی بحوالہ اسماعیل بن جعفر روایت کی ہے کہ یزید بن حصیفہ نے مجھے بتایا کہ بشر بن سعید نے اسے بتایا کہ اس نے مکیوں کی مجلس میں تذکرہ ہوتے سنا کہ سفیان نے انہیں بتایا اور اس واقعہ کو بیان کیا اور اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ عنقریب شام فتح ہوگا۔ اور مدینہ کے آدمی وہاں جائیں گے اور ان کی حویلیاں اور آسائش ان کو پسند آئے گی اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا کاش وہ جانتے پھر عراق فتح ہوگا اور کچھ لوگ دوڑتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل وعیال اور اطاعت گزاروں کے ساتھ کوچ کر جائیں گے اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا کاش وہ جانتے۔ اور ابن خزیمہ نے اسے اسماعیل کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور حافظ ابن عساکر نے اسے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ اسی طرح بیان کیا ہے اور اسی طرح ابن حوالہ کی حدیث ہے اور اس کی شاہد یہ حدیث ہے کہ شام نے اپنا مد اور دینار روک لیا اور عراق نے اپنا درہم اور قفیز (ایک پیمانے کا نام ہے مترجم) روک لیا۔ اور مصر نے اپنا اردب (۲۴ صاع کے ایک پیمانے کا نام ہے مترجم) اور دینار روک لیا اور تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو۔ اور یہ صحیح میں موجود ہے اور اسی طرح اہل شام و یمن کے مواقیت کی حدیث ہے جو صحیحین میں موجود ہے اور مسلم کے نزدیک اہل عراق کے میقات کی حدیث ہے۔ اور اس کا شاہد وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم ضرور ان دونوں کے خزائن کو راہ خدا میں خرچ کرو گے۔

اور صحیح بخاری میں ابوادریس خولانی کی حدیث سے بحوالہ عوف بن مالک روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں فرمایا قیامت سے پہلے چھ باتوں کو شمار کر لے پھر آپ نے اپنی وفات کا ذکر کیا پھر بیت المقدس کی فتح کا پھر دو موتوں کا یعنی وبا پھر کثرت مال اور اس کا فتنہ پھر رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان مصالحت کا اور ابھی یہ حدیث بیان ہوگی اور صحیح مسلم میں عبدالرحمن بن شماسہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب تم ایک علاقے کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا ذکر ہوگا پس اس کے اہل کو خیر کی وصیت کرنا بلاشبہ ان کا عہد اور رشتہ ہوگا اور جب تو دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ کے بارے میں جھگڑتا دیکھے تو وہاں سے نکل جانا راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ربیعہ اور عبدالرحمن بن شرجیل بن حسنہ کے پاس سے گزرا تو وہ دونوں ایک اینٹ کی جگہ کے بارے میں جھگڑ رہے تھے تو وہ وہاں

Marfat.com

سے نکل گیا۔ یعنی دیار مصر سے جو ۲۰ھ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوئے' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور ابن وہب نے مالک اور لیث سے عن زہری عن ابن کعب بن مالک روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مصر کو فتح کرو گے تو قبطیوں کے متعلق خیر کی وصیت کرنا بلاشبہ ان کا عہد اور رشتہ ہے' بیہقی نے اسے اسحاق بن راشد کی حدیث سے عن زہری عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک عن ابیہ روایت کیا ہے اور احمد بن حنبل نے بحوالہ سفیان بن عیینہ بیان کیا ہے کہ ان کے قول' عہد اور رشتہ کے متعلق دریافت کیا گیا' تو انہوں نے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ قبطی رضی اللہ عنہا تھیں' اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم کی والدہ قبطی تھیں' میں کہتا ہوں بلاشک وشبہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ دونوں عورتیں قبطی تھیں' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ذمہ (عہد) سے مراد یہ ہے کہ مقوقس نے آپ کی طرف ہدیہ بھیجا اور آپ نے اسے قبول کر لیا اور یہ ایک نوع کا عہد اور مصالحت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور قبل ازیں بخاری نے محل بن خلیفہ کی حدیث سے بحوالہ عدی بن حاتم' کسریٰ کے خزانوں کے فتح ہونے اور ان کے پھیل جانے اور مال کے بکثرت ہو جانے اور اسے کسی کے قبول نہ کرنے کے متعلق جو کچھ روایت کیا ہے وہ بیان ہو چکا ہے۔

اور حدیث میں ہے کہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ کسریٰ کے خزانوں کی فتح میں شامل ہوئے' اور انہوں نے عورت کو حیرہ سے لے کر مکہ تک سفر کرتے دیکھا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا' حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو جو کچھ حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ نے کثرت مال کے متعلق بیان فرمایا ہے' تم اسے ضرور دیکھو گے' حتیٰ کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہوا' میں کہتا ہوں ہو سکتا ہے کہ یہ مہدی کے زمانے تک متاخر ہو' جیسا کہ اس کی صفت میں بیان ہوا ہے' یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانے تک ان کے دجال کے قتل کرنے کے بعد تک ہو' کیونکہ صحیح میں بیان ہوا ہے کہ وہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے' صلیب کو توڑیں گے' اور اس قدر بکثرت مال دیں گے کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور صحیح مسلم میں ابن ابی ذئب کی حدیث سے عن مہاجر بن مسمار عن عامر بن سعد عن جابر بن سمرہ روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ بارہ خلیفوں تک یہ دین مسلسل قائم رہے گا' جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے' پھر قیامت سے پہلے کذاب خروج کریں گے اور مسلمانوں کا ایک گروہ قصر ابیض یعنی قصر کسریٰ کے خزانے کو ضرور فتح کرے گا' اور میں حوض پر تمہارا فرط ہوں گا۔ اور قبل ازیں عبدالرزاق کی حدیث عن معمر عن ہمام عن ابی ہریرہؓ مرفوعاً بیان ہو چکی ہے کہ جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا' اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور ان دونوں کے خزائن کو راہ خدا میں خرچ کرو گے' اسے صحیحین نے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد شام سے قیصر کی حکومت کا ختم ہونا ہے' اور حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق رومیوں پر بھی اس کی حکومت باقی نہ رہے گی' اور جب ان نے آپ کے خط کی تعظیم کی تو اس کی حکومت قائم رہی اور ایرانی حکومت کلیۃً مٹ گئی' کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حکومت کو پاش پاش کر دے گا۔

Marfat.com

اور ابوداؤد نے عن محمد بن عبید عن حماد عن یونس عن الحسن روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ‘ اور ہم نے دوسرے طریق میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب کسریٰ کی پوستین تلوار‘ پیٹی‘ تاج اور کنگن لائے گئے‘ تو آپ نے یہ سب کچھ حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کو پہنا دیا‘ اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے کسریٰ کے کپڑے ایک صحرائی آدمی کو پہنائے ہیں‘ امام شافعی فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ کپڑے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو اس لیے پہنائے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ اور آپ نے اس کے بازوؤں کی طرف دیکھا۔ میں تجھے کسریٰ کے کنگن پہنے دیکھ رہا ہوں۔ واللہ اعلم

اور سفیان بن عیینہ نے‘ عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن عدی بن حاتم بیان کیا ہے‘ وہ بیان کرتے ہیں کہ حیرہ مجھے کتوں کی کچلیوں کی طرح دکھایا گیا اور بلاشبہ تم اسے عنقریب فتح کرو گے‘ ایک آدمی نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیٹی نفیلہ مجھے بخش دیجیے آپ نے فرمایا وہ تیری ہوئی‘ تو انہوں نے وہ اسے دے دی‘ اس کے باپ نے آ کر کہا‘ کیا تم اسے فروخت کرو گے؟ اس نے کہا ہاں‘ اس نے کہا کتنے میں؟ تو جو فیصلہ کرنا چاہتا ہے کر لے‘ اس نے کہا ایک ہزار درہم میں‘ اس نے کہا میں نے اسے لے لیا‘ لوگوں نے اسے کہا اگر تو تیس ہزار درہم بھی کہتا تو وہ اسے ضرور لیتا اس نے کہا کیا ایک ہزار سے بھی زیادہ عدد ہوتا ہے؟

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ نے بحوالہ ضمرہ بن حبیب ہم سے بیان کیا کہ زغب الایادی نے اس سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن حوالہ ازدی کے ہاں اترے تو انہوں نے مجھے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پیدل مدینہ بھیجا کہ ہم غنیمت حاصل کریں‘ ہم غنیمت حاصل کیے بغیر واپس آ گئے‘ اور آپ نے ہمارے چہروں سے تنگدستی کو معلوم کر لیا اور ہم میں کھڑے ہو کر فرمایا اے اللہ انہیں میرے سپرد نہ کر کہ میں کمزور ہو جاؤں اور نہ انہیں اپنے نفسوں کے سپرد کر کہ وہ ان سے عاجز آ جائیں اور نہ انہیں ایسے لوگوں کے سپرد کر کہ وہ ان پر ترجیح پالیں‘ پھر فرمایا شام و روم و ایران یا روم و ایران تمہارے لیے ضرور فتح ہوں گے‘ حتیٰ کہ تم میں سے ایک ایک کے پاس اتنے اتنے اونٹ اور اتنی اتنی گائیں اور اتنی بکریاں ہوں گی‘ یہاں تک کہ تم میں سے ایک آدمی ایک سو دینار دے گا اور وہ انہیں ناپسند کرے گا‘ پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے سر یا میری چوٹی پر رکھا اور فرمایا اے ابن حوالہ‘ جب تو خلافت کو ارض مقدسہ میں اترتا دیکھے تو اس وقت زلازل‘ غم‘ عظیم امور اور قیامت اس سے بھی زیادہ قریب ہوں گے‘ جتنا میرا یہ ہاتھ تیرے سر کے قریب ہے‘ اور ابوداؤد نے اسے معاویہ بن صالح کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حیوۃ بن شریح اور یزید بن عبدربہ نے ہم سے بیان کیا کہ بقیہ نے ہم سے بیان کیا کہ بحیر بن سعد نے عن خالد بن معدان عن ابی قتیلہ عن ابن حوالہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب حکومت یہاں تک پہنچے گی کہ لشکر جمع ہوں گے‘ ایک لشکر شام میں ہوگا‘ ایک لشکر یمن میں ہوگا اور ایک لشکر عراق میں ہوگا‘ ابن حوالہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو میرے لیے پسند فرمایئے‘ آپ نے فرمایا تم شام میں رہنا‘ بلاشبہ وہ اللہ کی زمین میں سے عمدہ زمین ہے اور خدا کے بہترین بندے بھی اس کی طرف آتے ہیں‘ اور اگر تم انکار کرو‘ تو اپنے یمن میں رہو اور اس

Marfat.com

کے تالابوں کو وسیع کروں بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرے لیے شام اور اس کے باشندوں کا ضامن ہوا ہے' اور اسی طرح اسے ابوداؤد نے حیوۃ بن شریح سے روایت کیا ہے اور اسی طرح احمد نے اسے عصام بن خالد اور علی بن عباس سے روایت کیا ہے' اور ان دونوں نے عن جریر بن عثمان عن سلیمان بن سمیر عن عبداللہ بن حوالہ روایت کی ہے اور انہوں نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور ولید بن مسلم دمشقی نے اسے عن سعید بن عبدالعزیز عن مکحول اور ربیعہ بن یزید عن ابی ادریس عن عبداللہ بن حوالہ' روایت کیا ہے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن الفضل القطان نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن جعفر نے ہمیں خبر دی کہ یعقوب بن سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ہم نے آپ کے پاس برہنگی اور فقر اور چیزوں کی کمی کی شکایت کی' تو آپؐ نے فرمایا' خوش ہو جاؤ خدا کی قسم مجھے چیزوں کی کمی کے مقابلہ میں' چیزوں کی کثرت کے بارے میں تمہارے متعلق زیادہ خوف ہے' اور قسم بخدا تمہاری یہ کیفیت مسلسل رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ارض شام پر تمہیں فتح دے گا' یا آپ نے ارض فارس' ارض روم اور ارض حمیر فرمایا اور تم تین لشکر ہو جاؤ گے' ایک لشکر شام میں ہوگا' ایک لشکر عراق میں ہوگا اور ایک لشکر یمن میں ہوگا' اور ایک شخص ایک سو درہم دے گا تو وہ انہیں ناپسند کرے گا' ابن حوالہ کہتے ہیں' میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ شامی اور رومی طاقتوں سے لڑنے کی سکت کون پائے گا؟ آپ نے فرمایا اللہ تمہیں ضرور ان پر فتح دے گا' اور ضرور تم کو وہاں خلیفہ بنائے گا' یہاں تک کہ ان میں سے سفید گروہ نکلے گا جن کے لباس جنگی ہوں گے اور ان کے خیمے چھوٹے پالانوں پر کھڑے ہوں گے اور تم میں سے بڑا سردار سرمنڈا ہوگا' وہ جو انہیں حکم دے گا وہ اسے کر گزریں گے اور پھر انہوں نے حدیث کو بیان کیا ہے۔

اور ابوعلقمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے اس حدیث کی صفت کو جزء بن سہیل سلمی میں معلوم کیا اور وہ اس زمانے میں اعاجم کا سالار تھا' اور جب وہ مسجد کی طرف واپس جاتے تو اسے اور ان کو اس کے اردگرد کھڑے دیکھتے' اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی اور ان کی جو صفت بیان کی تھی اس پر متعجب ہوتے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ لیث بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی حبیب نے ربیعہ بن لقیط التجیبی سے بحوالہ عبداللہ بن حوالہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تین باتوں سے بچ گیا وہ بچ گیا' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سی باتیں ہیں' آپؐ نے فرمایا میری موت' اور حق پر قائم خلیفہ سے جنگ کرنے سے جو حق کو ادا کرتا ہو' اور دجال سے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ الجریری نے عبداللہ بن شقیق سے بحوالہ عبداللہ بن حوالہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ایک درخت کے سائے تلے بیٹھے تھے اور آپ کے پاس ایک کاتب تھے اور حضور علیہ السلام اسے لکھوایا کرتے تھے' آپؐ نے فرمایا اے ابن حوالہ کیا ہم تجھے نہ لکھائیں؟ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! کس بارے میں؟ تو آپؐ نے مجھ سے اعراض کیا اور جھک کر اپنے کاتب کو لکھوانے لگے' پھر فرمایا اے ابن

Marfat.com

حوالہ کیا ہم تجھے نہ لکھائیں؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے' تو آپؐ نے مجھ سے اعراض کیا اور جھک کر اپنے کاتب کو لکھوانے لگے' پھر فرمایا اے ابن حوالہ کیا ہم تجھے نہ لکھائیں؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں' اللہ اور اس کے رسول نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے تو آپ نے مجھ سے اعراض کیا اور جھک کر اپنے کاتب کو لکھوانے لگے' راوی بیان کرتا ہے میں نے دیکھا تو آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط میں مصروف تھے' میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھلائی کے متعلق ہی لکھتے ہیں' پھر فرمایا اے ابن حوالہ کیا ہم تجھے لکھائیں؟ میں نے جواب دیا ہاں' تو آپؐ نے فرمایا اے ابن حوالہ تو اس فتنہ میں جو زمین کی اطراف میں جنگجوؤں کے گروہ کی طرح نکلے گا' کیا کرے گا؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں' اللہ اور اس کے رسول نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے' آپؐ نے فرمایا اور تو دوسرے فتنے میں کیا کرے گا جو اس کے بعد پیدا ہوگا' اور پہلا فتنہ اس کے مقابلہ میں خرگوش کی دوڑ کی طرح ہوگا' میں نے کہا مجھے معلوم نہیں' اللہ اور اس کے رسولؐ نے میرے لیے کیا پسند کیا ہے' آپؐ نے فرمایا اسے تلاش کرو' نیز فرمایا اس وقت ایک معزز شخص ہوگا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں دوڑ کر گیا اور میں نے اسے کندھے سے پکڑ لیا اور اس کے چہرے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر کے پوچھا' یہ شخص ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

اور صحیح مسلم میں یحییٰ بن آدم کی حدیث عن زہیر بن معاویہ عن سہل عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عراق نے اپنا درہم اور قفیز روک لیا ہے اور شام نے اپنا مد اور دینار روک لیا ہے اور مصر نے اپنا اردب اور دینار روک لیا ہے' اور تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' اور تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' اور تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' اس بات پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔

اور یحییٰ بن آدم اور دیگر اہل علم نے بیان کیا ہے کہ یہ بات اس لحاظ سے دلائل نبوت میں سے ہے کہ آپ نے ان دراہم وقفزان کے متعلق خبر دی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارض عراق کے لیے کیے تھے' نیز مصر و شام کے اس ٹیکس کے متعلق' اس کے وجود سے قبل اطلاع دی ہے جو آپ نے ان کے لیے مقرر کیا تھا۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ

اور اہل علم نے حضور علیہ السلام کے قول کہ۔ عراق نے اپنا درہم وقفیز روک لیا ہے۔ کے مفہوم کے بارے میں اختلاف کیا ہے' بعض کہتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے اور ان سے ٹیکس ساقط ہو جائے گا' اور بیہقی نے اس مفہوم کو ترجیح دی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اطاعت سے رجوع کر لیں گے اور مقررہ ٹیکس ادا نہیں کریں گے اسی لیے آپ نے فرمایا ہے کہ تم نے جہاں سے آغاز کیا تھا وہیں لوٹ آئے ہو' یعنی تم اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ آئے ہو' جیسا کہ صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ بلاشبہ اسلام کا آغاز مسافرانہ حالت میں ہوا اور عنقریب وہ دوبارہ مسافر بن جائے گا' پس مسافروں کے لیے مبارک ہو' اور اس قول کی تائید حضرت امام احمد کی روایت سے ہوتی ہے کہ اسماعیل نے الجریری سے بحوالہ ابی نضرہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' تو آپؐ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اہل عراق کا قفیز اور درہم ان کی طرف نہ آئے ہم نے کہا یہ کارروائی کس طرف سے ہوگی؟ انہوں نے فرمایا عجم کی طرف سے' وہ اسے روک دیں گے راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا' پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو

Marfat.com

مال کو مٹھیاں بھر بھر کر پھینکے گا' اور اسے شمار نہیں کرے گا۔ الجریری بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابونضرہ اور ابوالعلاء سے کہا' کیا تم دونوں کی رائے میں وہ خلیفہ' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' اور مسلم نے اسے اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ اور عبدالوہاب ثقفی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن سعید بن ایاس الجریری عن ابی نضرۃ المنذر بن مالک بن قطعۃ العبدی عن جابر روایت کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ حافظ ابوبکر بیہقی نے' اس سے اس قول پر حجت پکڑی ہے جس کو انہوں نے دو متقدم اقوال میں سے ترجیح دی ہے' اور جس مسلک کو انہوں نے اختیار کیا ہے اس میں اعتراض پایا جاتا ہے اور ظاہر بھی اس کے خلاف ہے۔

اور صحیحین میں کئی طریق سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ' اہل شام کے لیے جحفہ' اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر فرمایا۔ اور صحیح مسلم میں بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ اہل عراق کے لیے ذات عرق کو میقات مقرر فرمایا پس یہ حدیث اس لحاظ سے دلائل نبوت میں سے ہے کہ آپ نے اس بات کی خبر دی' جو اہل شام و یمن و عراق کے حج سے وقوع پذیر ہوئی۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ

اور صحیحین میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے عن عمرو بن دینار عن جابر عن ابی سعید روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی جماعتیں جنگ کریں گی اور انہیں کہا جائے گا' کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ تو کہا جائے گا ہاں' پس اللہ ان کو فتح دے دے گا' پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اور لوگوں کی جماعتیں جنگ کریں گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صحبت اٹھائی ہو' تو کہا جائے گا ہاں' تو اللہ انہیں بھی فتح دے گا' پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی جماعتیں جنگ کریں گی اور پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے اصحابِ رسولؐ کے اصحاب کی صحبت اٹھائی ہو' تو کہا جائے گا ہاں' تو اللہ ان کو بھی فتح دے گا۔

اور صحیحین میں ثور بن زید کی حدیث سے ابوالغیث سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورہ جمعہ ﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ نازل ہوئی تو ایک آدمی نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہوا تو ان میں کچھ لوگ اسے پالیں گے' اور جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی اسی طرح وقوع میں آیا۔

اور حافظ بیہقی نے محمد بن عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث سے بحوالہ عبداللہ بن بشر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ایران اور روم کو ضرور تم فتح کرو گے' یہاں تک کہ کھانا زیادہ ہو جائے گا اور اس پر اللہ کا نام نہیں لیا جائے گا۔

اور امام احمدؒ' بیہقی' ابن عدی اور کئی لوگوں نے اوس بن عبداللہ بن بریدہ کی حدیث سے اس کے بھائی سہل سے بحوالہ ان کے باپ عبداللہ بن بریدہ بن الحصیب مرفوعاً روایت کی ہے کہ عنقریب فوجیں بھیجی جائیں گی پس تو خراسان کی فوج میں ہونا' پھر

Marfat.com

مرد شہر میں سکونت اختیار کرنا بلاشبہ ذوالقرنین نے اسے بنایا ہے اور اس کے لیے برکت کی دعا کی ہے' نیز فرمایا اس کے باشندوں کو برائی نہیں پہنچے گی' یہ حدیث مسند کے غرائب میں شمار ہوتی ہے اور بعض اسے موضوع قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور قبل ازیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اپنے جمیع طرق سے ترکوں سے قتال کے بارے میں بیان ہو چکی ہے اور جس طرح آپ نے بیان فرمایا ہو بہو اسی طرح وقوع میں آیا اور عنقریب بھی اسی طرح وقوع میں آئے گا۔ اور صحیح بخاری میں شعبہ کی حدیث سے عن فراب القزار عن ابی حازم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہوا ہے' آپ فرماتے ہیں' کہ بنی اسرائیل کے امور کی تدبیر انبیاء کرتے تھے اور جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کی جانشینی کرتا اور بلاشبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عنقریب خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں' آپ نے فرمایا پہلے کی بیعت کو پورا کرو اور ان کا حق انہیں دو' بلاشبہ اللہ اس چیز کے بارے میں ان سے پوچھنے والا ہے جس کا اس نے انہیں رکھوالا بنایا ہے۔ اور صحیح مسلم میں ابورافع کی حدیث سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں' جو اس کی ہدایت سے ہدایت دیتے ہیں اور اس کی سنت پر عمل کرتے ہیں' پھر ان کے بعد ناکارہ آدمی ہوں گے' جن کے قول و عمل میں تضاد ہوگا اور وہ جن باتوں سے انکاری ہوں گے انہی پر عمل کریں گے۔

اور حافظ بیہقی نے عبداللہ بن الحرث بن محمد بن حاطب الجمحی کی حدیث سے عن اسماعیل بن صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء کے بعد خلفاء ہوں گے جو کتاب اللہ پر عمل کریں گے اور عبادت الٰہی میں عدل سے کام لیں گے' پھر خلفاء کے بعد ملوک ہوں گے جو بدلے لیں گے اور مردوں کو قتل کریں گے اور اموال کو منتخب کریں گے' پس وہ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے فائدہ پہنچائیں گے' اور اس کے پیچھے ایمان میں سے کچھ نہیں رہے گا۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ جریر بن حازم نے عن لیث عن عبدالرحمٰن بن سابط عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن ابی عبیدہ بن الجراح و معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کا آغاز نبوت اور رحمت سے کیا اور وہ خلافت اور رحمت' اور ملک عضوض اور امت میں مقابلہ اور جبر اور فساد بن جانے والا ہے یہ لوگ فروج و خمور اور حریر کو جائز سمجھ لیں گے اور اس بارے میں مدد دیں گے اور انہیں ہمیشہ رزق ملے گا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملیں گے اور یہ سب کچھ واقع ہونے والا ہے۔ اور جس حدیث کو امام احمدؒ ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے' اس میں ہے اور نسائی نے سعید بن جمہان کی حدیث سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سفینہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہوگی' پھر ملوکیت ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اپنی حکومت جسے چاہے گا دے گا' اور ہو بہو اسی طرح ہوا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال تین ماہ انیس دن' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال چھ ماہ چار دن' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت دو ماہ کم پانچ سال رہی (رضی اللہ عنہم) میں کہتا ہوں کہ تیس سال کی تکمیل حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت کے چھ ماہ کے ساتھ ہوتی ہے' حتیٰ کہ آپ ۴۰ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے لیے خلافت سے دست بردار ہو گئے' جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل و وضاحت ہو گی۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ محمد بن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ مؤمل نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ خلافت نبوت تیس سال ہو گی' پھر اللہ جسے چاہے گا اپنی حکومت دے گا' تو حضرت معاویہ کہنے لگے۔ ہم حکومت سے راضی ہیں' اور اس حدیث میں روافض کا' جو اصحاب ثلاثہ کی خلافت کے منکر ہیں' نیز بنی امیہ کے خوارج اور ان کے شامی اتباع کا جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے منکر ہیں' صریح رد پایا جاتا ہے' اور اگر دریافت کیا جائے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی متقدم حدیث کے درمیان' جو صحیح مسلم میں ہے' کیسے تطبیق دی جا سکتی ہے کہ یہ دین لوگوں میں بارہ خلیفوں تک مسلسل قائم رہے گا' اور وہ سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بلاشبہ دین بارہ خلیفوں تک مسلسل قائم رہا' پھر ان کے بعد بنی امیہ کے زمانے میں گڑبڑ ہو گئی' اور دوسرے بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث میں قریش کے بارہ عادل خلیفوں کی بشارت پائی جاتی ہے' خواہ وہ ایک دوسرے کے بعد نہ ہوں' اور نبوت کے بعد تیس سال مسلسل خلافت کا وقوع ہو چکا ہے' پھر اس کے بعد راشد خلفاء ہوئے' جن میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، مروان بن الحکمؒ شامل ہیں اور کئی ائمہ نے آپ کی خلافت' عدل اور خلفائے راشدین میں سے ہونے کی صراحت کی ہے' حتیٰ کہ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ تابعین میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سوا کسی کا قول حجت نہیں' اور بعض نے مہدی عباسی کو بھی ان میں شمار کیا ہے' اور جس مہدی کے متعلق آخری زمانے میں آنے کی بشارت دی گئی ہے وہ بھی بمطابق نص اہل بیت میں ہونے کی وجہ سے ان میں شامل ہے اور اس کا نام محمد بن عبداللہ ہے اور سرداب سامرا کا منتظر نہیں' اس لیے کہ وہ کلیتہً موجود ہی نہیں ہے اور اس کا انتظار صرف جاہل روافض کرتے ہیں۔

اور قبل ازیں صحیحین میں زہری کی حدیث سے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ تیرے باپ اور بھائی کو بلاؤں اور ایک تحریر لکھ دوں تاکہ کوئی کہنے والا نہ کہے اور آرزو رکھنے والا آرزو نہ کرے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو قبول نہ کریں گے۔ اور اسی طرح وقوع میں آیا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حاکم مقرر کیا اور تمام مومنین نے آپ کی بیعت کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں گویا اس نے موت کا اشارہ کیا تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر میں تجھے نہ ملوں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ جانا۔

اور صحیحین میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا' اور میں نے مشیت الٰہی کے مطابق اس سے ڈول نکالے' پھر ابن قحافہؓ نے اسے پکڑ لیا اور اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے ڈول نکالنے میں کمزوری پائی جاتی تھی' اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے' پھر حضرت ابن الخطابؓ نے اسے پکڑا اور وہ بڑا ڈول بن گیا اور میں نے لوگوں میں ان کی مانند درستگی کرنے والا عبقری نہیں دیکھا' حتیٰ کہ

Marfat.com

انہوں نے لوگوں کو اونٹوں کے بارے میں ٹھہرادیا۔ امام شافعیؒ بیان فرماتے ہیں کہ انبیاء کی رویاء وحی ہوتی ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ ان کے ڈول کھینچنے میں کمزوری پائی جاتی تھی اس میں ان کی کوتاہی مدت اور موت کی عجلت اور اس فتح کو جسے حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنی طویل مدت میں حاصل کیا چھوڑ کر اہل ردہ کے ساتھ جنگ میں مصروفیت کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں دونوں حضرات کی لوگوں پر حکمرانی کرنے کی بشارت پائی جاتی ہے اور جس طرح آپ نے خبر دی تھی ہو بہو ویسے ہی ہوا۔

اسی لیے دوسری حدیث میں جسے احمد' ترمذی' ابن ماجہ اور ابن حبان نے ربعی بن خراش کی حدیث سے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ بیان ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا میرے بعد دو آدمیوں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرو اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ روایت کیا ہے۔

اور قبل ازیں زہری کے طریق سے ایک آدمی سے بحوالہ ابوذرؓ حضرت نبی کریم ﷺ' پھر حضرت ابوبکرؓ' پھر حضرت عمرؓ' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں سنگریزوں کے تسبیح کرنے کی حدیث بیان ہو چکی ہے' اور آپ کا یہ قول بھی کہ یہ خلافت نبوت ہے۔ اور صحیح میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے اور میں نے کہا کہ میں آج ضرور رسول اللہ ﷺ کا دربان بنوں گا اور میں دروازے کے پیچھے بیٹھ گیا تو ایک آدمی نے آ کر کہا دروازہ کھولو! میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ' تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دو' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی اسی طرح کہا' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا اسے اجازت دو اور اس مصیبت پر جو اسے پہنچے گی' جنت کی بشارت دو' پس وہ اللہ المستعان کہتے ہوئے اندر آ گئے۔

اور صحیح بخاری میں سعد بن ابی عروبہ کی حدیث سے قتادہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ احد پر چڑھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے' تو پہاڑ کو زلزلہ آ گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا' ٹھہر ارہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔

اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں معمر نے ابی حازم سے بحوالہ سعد بن سہل ہمیں بتایا کہ کوہ حراء لرز گیا اور اس پر حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کھڑے تھے' تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ٹھہر ارہ' تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔

معمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ اسی قسم کی بات سنی ہے۔ اور مسلم نے عن قتیبہ عن الدراوردی عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ' حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کوہ حرا پر کھڑے تھے کہ پہاڑ لرز گیا تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا پرسکون ہو جا' تجھ پر ایک نبی یا صدیق یا شہید کھڑا ہے' اور یہ بات دلائل نبوت میں سے ہے' اور بلاشبہ ان سب لوگوں نے شہادت پائی اور رسول اللہ ﷺ رسالت و نبوت کے اعلیٰ مراتب سے مخصوص ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقیت کے اعلیٰ مراتب سے مخصوص ہوئے۔

Marfat.com

اور صحیح میں دس آدمیوں کے جنتی ہونے کی شہادت موجود ہے' بلکہ حدیبیہ کے سال بیعت الرضوان میں شامل ہونے والے تمام آدمیوں کے جنتی ہونے کی شہادت موجود ہے اور وہ چودہ سو آدمی تھے' اور بعض کہتے ہیں کہ تیرہ سو تھے اور بعض کا قول ہے کہ پندرہ سو تھے' اور وہ سب کے سب اپنی وفات تک راستی اور استقامت پر قائم رہے اور صحیح بخاری میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کی بشارت بھی موجود ہے اور وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور صحیحین میں یونس کی حدیث سے عن زہری عن سعید عن ابی ہریرہؓ روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گے' پس حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ اپنی دھاری دار چادر گھسیٹتے ہوئے اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! اسے ان میں شامل کر دے' پھر ایک انصاری نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے تو آپ نے فرمایا اس بارے میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ تجھ سے سبقت لے گئے ہیں' اور یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے جو یقین کا افادہ کرتے ہیں' اور ہم عنقریب اسے باب صفت الجنۃ میں بیان کریں گے' اور ابھی ہم اہل الردۃ کے قتال میں بیان کریں گے کہ طلحہ اسدی نے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا' پھر طلحہ اسدی نے اپنے دعوئ نبوت سے توبہ کی اور اللہ کی طرف رجوع کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور زیارت کی اور بہت اچھا مسلمان ہوا۔

اور صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو کنگن رکھے گئے ہیں اور میں نے انہیں توڑ دیا ہے' پس اللہ تعالیٰ نے خواب میں مجھے وحی کیا کہ میں ان دونوں کو پھونک ماروں میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے اور میں نے ان کی یہ تعبیر کی کہ دو کذاب' صاحب صنعا اور صاحب یمامہ ظاہر ہوں گے۔

اور قبل ازیں وفود میں بیان ہو چکا ہے کہ جب مسیلمہ اپنی قوم کے ساتھ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مجھے حکومت دے دیں تو میں ان کی پیروی کروں گا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے مطلع ہو کر اسے فرمایا خدا کی قسم اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی شاخ بھی مانگے تو میں اسے تجھے نہیں دوں گا اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تعالیٰ ضرور تجھے قتل کر دے گا اور میں تجھے وہی دیکھ رہا ہوں جس کے بارے میں مجھے دکھایا گیا ہے' اور اسی طرح وقوع میں آیا' اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کیا اور اسے ذلیل کیا' اور اس کی قوت کو توڑ دیا اور جنگ یمامہ میں اس کو مغلوب کیا' جیسا کہ اسود عنسی صنعاء میں قتل کیا گیا' جیسا کہ ہم عنقریب اسے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اور بیہقی نے مبارک بن فضالہ کی حدیث سے' حسن سے بحوالہ حضرت انسؓ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ سے ملے تو مسیلمہ نے آپ سے کہا' کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ یہ شخص اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے

Marfat.com

پیچھے رہ گیا ہے اور دوسری حدیث میں لکھا ہے کہ اس کے بعد مسیلمہ کذاب نے حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسیلمہ رسول اللہ کی جانب سے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف!

"آپ پر سلام ہو مجھے آپ کے بعد حکومت میں شریک کیا گیا ہے آپ کے لیے شہر ہوں گے اور میرے لیے دیہات لیکن قریش کی قوم زیادتی کرتی ہے"۔

پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف خط لکھا:

"محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کی طرف! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہدایت کے پیروکار پر سلام ہو اما بعد! بلاشبہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور عاقبت تقویٰ شعار لوگوں کے لیے ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے عاقبت محمد ﷺ اور آپ کے اصحابؓ کے لیے بنائی ہے اس لیے وہی متقی، عادل اور مومن ہیں، نہ کہ وہ جو ان سے دشمنی رکھتے ہیں"۔

اور حضرت نبی کریم ﷺ سے مروی احادیث میں اس ارتداد کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں، جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وقوع پذیر ہوا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے محمدی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ فوج در فوج دین الٰہی کی طرف لوٹ آئے اور ایمان کا پانی کڑوا ہو جانے کے بعد شیریں ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ﴾

مفسرین نے بیان کیا ہے کہ ان سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحابؓ ہیں۔

اور صحیحین میں عامر شعبی کی حدیث سے مسروق سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سرگوشی کرنے کے واقعہ میں لکھا ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال مجھے قرآن کریم کا ایک دور کرایا کرتے تھے اور امسال انہوں نے مجھے دو دور کرائے ہیں اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا میری موت کے قریب ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے، تو حضرت فاطمہ رو پڑیں، پھر آپؐ نے ان سے سرگوشی کی اور انہیں بتایا کہ وہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور وہ آپ کے اہل میں سے سب سے پہلے مجھے ملنے والی ہیں، پس جیسے آپؐ نے بتایا تھا، ایسے ہی وقوع میں آیا۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے زندہ رہنے کے متعلق علماء نے اختلاف کیا ہے، بعض دو ماہ، بعض تین ماہ، بعض چھ ماہ، بعض آٹھ ماہ کہتے ہیں، بیہقی بیان کرتے ہیں کہ سب سے صحیح روایت زہری کی ہے جو عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے، آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ چھ ماہ زندہ رہیں، اسے صحیحین نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

باب:

کتاب دلائل النبوۃ میں سے آپؐ کے آئندہ کے متعلق اخبار غیبیہ دینے کے بیان میں

اوران میں سے وہ خبر بھی ہے جو صحیحین میں ابراہیم بن سعد کی حدیث سے ان کے باپ سے عن ابی سلمہ عن عائشہ مروی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا' کہ ابواسرائیل کوفی نے عن الولید بن العیزار عن عمر بن میمون عن علی رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ ہم بہت سے اصحاب محمد ﷺ اس بات کا انکار نہیں کرتے تھے کہ سکینت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتی ہے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ذر بن حبیش اور شعبی نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی متابعت کی ہے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے قیس بن مسلم سے بحوالہ طارق بن شہاب ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرشتے کی زبان سے بولتے ہیں' اور ہم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت میں آپ کے مکاشفات میں سے بہت سی باتوں کو اور آپ کی اخبار غیبیہ کو جیسے کہ ساریہ بن زنیم کا واقعہ ہے' اور اس سے ملتے جلتے واقعات کا ذکر کیا ہے۔

اوران میں سے وہ خبر بھی ہے جسے بخاری نے فراس کی حدیث سے عن شعبی عن مسروق عن عائشہؓ روایت کیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی بیویاں ایک روز آپ کے پاس جمع ہوئیں اور کہنے لگیں یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے سب سے جلد آپ کو کون ملے گی؟ فرمایا جو تم میں سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ہے' اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہم سے لمبے ہاتھوں والی تھیں اور وہی سب سے جلد آپ کو ملیں۔ اور اسی طرح بخاری کے نزدیک صحیح میں بیان ہوا ہے کہ وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں' اور یونس بن بکیر نے اسے زکریا بن ابی زائدہ سے بحوالہ شعبی روایت کیا ہے اور اسے مرسل بیان کیا ہے' اور فرمایا ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو انہیں معلوم ہوگیا کہ وہ نیکی اور صدقہ میں دراز دست تھیں' اور مسلم نے جسے عن محمود بن غیلان عن الفضل بن موسیٰ عن طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ عن عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے' اس میں آپ نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہم سے دراز دست تھیں اس لیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ دیتی تھیں۔

اور علمائے تاریخ میں یہ بات مشہور ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے سب سے پہلے وفات پانے والی بیوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں۔

Marfat.com

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ۲۰ ھ میں وفات پائی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھا۔ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی وفات بھی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی امارت کے آخر میں ہوئی' یہ ابن ابی خثیمہ کا قول ہے۔

اور ان میں سے وہ خبر بھی ہے جسے مسلم نے حضرت اسید بن جابر کی حدیث سے بحوالہ حضرت عمر بن الخطاب' حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں روایت کیا ہے اور حضور علیہ السلام نے ان کے متعلق بتایا کہ وہ خیر التابعین ہیں' نیز یہ کہ انہیں پھلبہری کا مرض تھا اور آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اسے دور کر دیا' صرف ایک درہم کے برابر ان کے جسم میں اس کا نشان تھا' اور وہ اپنی والدہ سے حسن سلوک کرنے والے تھے اور آپ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے لیے بخشش طلب کرنے کا حکم دیا' اور یہ شخص حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسی تعریف کے مطابق پایا گیا جس کا ذکر ہو بہو حدیث میں آیا ہے' اور میں نے اس حدیث کے طرق و الفاظ اور اس پر اعتراضات کو تفصیل کے ساتھ اس مجموعے میں بیان کیا ہے جسے میں نے مسند حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جمع کیا ہے۔

اور ان میں سے ایک وہ خبر بھی ہے جسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن عبداللہ بن جمیع نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن عبداللہ اور عبدالرحمٰن بن خلاد انصاری نے بحوالہ ام ورقہ بن نوفل مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر لڑی تو وہ کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جنگ میں جانے کی اجازت دیجیے میں آپ کے مریضوں کا علاج کروں گی' شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے' آپ نے اسے فرمایا اپنے گھر میں ٹھہری رہ بلاشبہ اللہ تجھے شہادت سے سرفراز فرمائے گا اور وہ شہیدہ کہلاتی تھیں' اور انہوں نے قرآن بھی پڑھا تھا' اور انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ انہیں گھر میں مؤذن رکھنے کی اجازت دی جائے جو ان کے لیے اذان دیا کرے۔ اور ان کے ایک غلام اور لونڈی نے ان کے متعلق سازش کی اور رات کو ان کے پاس جا کر انہیں ان کی چادر میں دبوچ لیا یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئیں اور وہ دونوں چلتے بنے۔ صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جس کو ان دونوں کے متعلق کوئی علم ہو یا کسی نے ان دونوں کو دیکھا ہو وہ انہیں لے آئے' پس ان دونوں کو لایا گیا اور آپ کے حکم سے ان دونوں کو صلیب دیا گیا اور یہ دونوں مدینہ کے پہلے مصلوب تھے۔

اور بیہقی نے اسے ابونعیم کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ ولید جمیع نے ہم سے بیان کیا کہ میری دادی نے بحوالہ ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات کیا کرتے تھے اور انہیں شہیدہ کہتے تھے' پھر انہوں نے حدیث کو بیان کیا ہے' اور اس کے آخر میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے' اور آپ فرمایا کرتے تھے ہمارے ساتھ شہیدہ کی زیارت کو چلو۔

اور ان میں سے وہ خبر بھی ہے جسے بخاری نے ابی ادریس خولانی کی حدیث سے بحوالہ حضرت عوف بن مالک روایت کیا ہے اور ان کی حدیث میں آپ سے آپ کی موت کے بعد چھ باتوں کی خبر دی گئی ہے' اور اس میں لکھا ہے کہ پھر دو موتیں ہوں گی

Marfat.com

اور تم میں سے ایک کی موت بکریوں کے بال کترنے کی طرح ہوگی۔ اور یہ واقعہ ایام عشر میں ہوا' جو ۱۸ھ کی طاعون عمواس ہے جس کے باعث' سادات صحابہ رضی اللہ عنہم کی کئی جماعتیں لقمہ اجل بن گئیں' جن میں حضرت معاذ بن جبل' حضرت ابوعبیدہ' حضرت یزید بن ابوسفیان' حضرت شرحبیل بن حسنہ' حضرت ابوجندل' سہل بن عمرو اور ان کے والد اور حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ النہاس بن قہم نے ہم سے بیان کیا کہ شداد ابوعمار نے بحوالہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ باتیں قیامت کی علامات میں سے ہیں' میری موت' فتح بیت المقدس وہ موت جو لوگوں میں بکریوں کے کترنے کی طرح اثر انداز ہوگی' وہ فتنہ جس کا حریم ہر مسلمان کے گھر میں داخل ہو جائے گا' اور آدمی کو ایک ہزار دینار دیا جائے گا اور وہ انہیں ناپسند کرے گا۔ اور رومیوں سے جنگ ہوگی اور وہ اسی جھنڈوں کے ساتھ اس کی طرف مارچ کریں گے اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔

اور حافظ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابوزکریا بن ابی اسحاق نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ بحر بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے بحوالہ عبداللہ بن حبان مجھے بتایا کہ انہوں نے سلیمان بن موسیٰ کو بیان کرتے سنا کہ یوم جسر عموسہ میں لوگوں میں طاعون پڑی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! یہ تکلیف پلید ہے پس اس سے الگ رہو اور شرحبیل بن حسنہ نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! میں نے تمہارے ساتھی کا قول سنا ہے اور قسم بخدا! میں مسلمان ہوا اور میں نے نماز پڑھی' اور عمرو بن العاصؓ' اپنے گھر کے اونٹ سے بھی زیادہ گم کردہ راہ تھا' یہ ایک مصیبت ہے جسے اللہ نے نازل کیا ہے' پس صبر کرو اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! میں نے تمہارے ان دونوں ساتھیوں کی بات سنی ہے' اور بلاشبہ یہ طاعون تمہارے لیے رحمت اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے' اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب تم شام آؤ گے اور ارض عموسہ میں اترو گے اور اس میں تمہیں خرجان نکال دے گی۔ جس کا تپ پھوڑے کے تپ کی طرح ہوگا اور اللہ اس کے ذریعے تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت دے گا اور تمہارے اموال کو پاک کرے گا' اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور آل معاذ کو اس سے کافی حصہ دے۔ اور انہیں اس سے نہ بچا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان کی انگشت شہادت میں طاعون ہوئی اور وہ اس کی طرف دیکھنے لگے اور فرمانے لگے' اے اللہ! اس میں برکت دے اور بلاشبہ جب تو چھوٹی بات میں برکت دیتا ہے تو وہ بڑی ہو جاتی ہے' پھر ان کے بیٹے کو طاعون ہوئی' اور وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا (یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے پس تو شک کرنے والوں میں نہ ہونا) اس نے جواب دیا (آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے)۔

اور صحیحین میں اعمش اور جامع بن ابی راشد کی حدیث سے شقیق بن سلمہ سے بحوالہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کس کو فتنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے' میں نے کہا مجھے یاد ہے' آپ نے فرمایا بیان کرو' آپ جری آدمی ہیں' میں نے کہا' آپ نے اپنے اہل' مال' اولاد

Marfat.com

اور پڑوسی کے بارے میں فتنہ میں پڑنے کا ذکر کیا' جسے نماز' صدقہ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دور کر دیتے ہیں' آپ نے فرمایا میری مراد یہ نہیں' میری مراد وہ فتنہ ہے جو سمندروں کی موجوں کی طرح موجیں مارے گا' میں نے کہا یا امیر المومنین! آپ کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے' آپ نے فرمایا تیرا برا ہو' وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا' میں نے کہا توڑا جائے گا' آپ نے فرمایا پھر وہ ابد تک بند نہیں ہوگا' میں نے کہا بے شک' ہم نے حذیفہ سے پوچھا' حضرت عمرؓ دروازے کے متعلق جانتے تھے؟ اس نے کہا ہاں' اور میں نے ان سے حدیث بیان کی جو مبہم نہیں ہے' راوی بیان کرتا ہے۔ کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے لیے اٹھے کہ دروازہ کون ہے؟ پس ہم نے مسروق سے کہا اور انہوں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ دروازے سے کون مراد ہے تو انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایسے ہی وقوع میں آیا' لوگوں میں فتنے پیدا ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا ظہور ثابت ہو گیا۔

اور یعلیٰ بن عبید نے عن اعمش عن سفیان عن عروہ بن قیس بیان کیا کہ حضرت خالد بن ولید نے ہم سے خطاب کیا اور کہا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے شام کی طرف بھیجا' پس جب میں بوانیہ تبنیہ اور عسل سے ملا تو آپ نے چاہا کہ کسی اور آدمی کو شام بھیج دیں اور مجھے ہند کی طرف بھیج دیں' تو پیچھے سے ایک آدمی نے کہا اے امیر صبر کیجیے بلاشبہ فتنوں کا ظہور ہو چکا ہے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ایسا نہیں ہو سکتا' یہ کام آپ کے بعد ہوگا۔

اور امام احمد نے روایت کی ہے کہ عبدالرزاق نے عن معمر عن زہری عن سالم عن ابیہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ایک کپڑا دیکھا' اور فرمایا تمہارا کپڑا نیا ہے یا دھلا ہوا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا دھلا ہوا ہے' آپ نے فرمایا نیا کپڑا اور قابل تعریف حالت میں زندہ رہو اور شہید ہو کر مرو' اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں آپ کو سکھ دے گا۔

اور اسی طرح نسائی اور ابن ماجہ نے اسے عبدالرزاق کی حدیث سے روایت کیا ہے پھر نسائی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے' اور اسے یحییٰ القطان علی عبدالرزاق نے منکر قرار دیا ہے اور اسے ایک اور طریق سے بحوالہ زہری مرسل روایت کیا ہے' حمزہ بن محمد الکنانی الحافظ بیان کرتے ہیں کہ میں معمر کے سوا کسی آدمی کو نہیں جانتا جس نے اسے زہری سے روایت کیا ہو اور نہ میں اسے صحیح خیال کرتا ہوں۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں کہ اس کے اسناد کے رجال اور اس کا اتصال' صحیحین کی شرط کے مطابق ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیخین کی شرط کے مطابق ہے' اور معمر' زہری سے روایت کرنے میں اور کئی حدیثوں میں منفرد ہے' پھر البزار نے اس حدیث کو جابر الجعفی جو ضعیف ہے کے طریق سے عبدالرحمٰن بن سابط سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہو بہو اسی طرح مرفوعاً روایت کیا ہے' اور آپ نے اس حدیث میں جو خبر دی ہے اسی طرح وقوع میں آیا' اور آپ مسجد نبوی کی محراب میں فجر کی نماز پڑھتے ہوئے شہید ہو گئے۔

اور قبل ازیں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے' جس میں حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں سنگریزوں کے تسبیح کرنے کا ذکر ہے اور آپ کا قول بھی بیان ہو چکا ہے کہ ''یہ خلافت نبوت ہے''۔ نعیم بن حماد بیان کرتے

Marfat.com

ہیں کہ عبداللہ بن المبارک نے ہم سے بیان کیا کہ خرج بن نباتہ نے سعید بن جمہان سے بحوالہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مدینہ بنائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر لا کر رکھا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر لا کر رکھا' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر لا کر رکھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے" اور قبل ازیں عبداللہ بن حوالہ کی حدیث میں آپ کا یہ قول بیان ہو چکا ہے کہ جو تین باتوں سے بچ گیا' سو بچ گیا' میری موت' مظلوم خلیفہ کے قتل اور دجال سے' اور ابن حوالہ ہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فتنہ کے وقوع کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اتباع کا حکم دیا۔

اور صحیحین میں سلیمان بن بلال کی حدیث سے عن شریک ابن ابی نمیر عن سعید بن المسیب عن ابی موسیٰ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر میں وضو کیا' پھر باہر نکلا' تو میں نے کہا آج میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں گا' میں نے مسجد میں آ کر آپ کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ باہر نکل کر اس طرف گئے ہیں' میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا اریس کے کنویں پر آ گیا۔ وہاں کوئی کھجور کی ٹہنی نہ تھی۔ پس میں اس کے دروازے پر ٹھہر گیا' یہاں تک کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے ہیں' میں نے آپ کے پاس آ کر سلام کہا' کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اریس کے کنویں کی منڈیر کے درمیان بیٹھے ہیں' پھر آپ نے اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے' اور اپنی پنڈلیاں ننگی کر دیں اور میں دروازے پر واپس آ گیا تا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں' اور ابھی میں ٹھہرا بھی نہ تھا' کہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے جواب دیا ابوبکرؓ میں نے کہا ٹھہریئے' میں نے جا کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اجازت طلب کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی دو' راوی بیان کرتا ہے میں نے جلدی سے جا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اندر آ جایئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ اندر آ کر منڈیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں لٹکا دیئے اور حضرت نبی کریم کی طرح اپنی پنڈلیاں ننگی کر دیں' راوی بیان کرتا ہے پھر میں واپس گیا' اور میں نے اپنے بھائی کو وضو کرتے چھوڑا تھا اور اس نے مجھے کہا تھا میں تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں اور میں نے کہا کہ اگر اللہ نے فلاں کی بھلائی چاہی تو وہ اسے لے آئے گا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے دروازے کی حرکت کو سنا تو میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا عمرؓ میں نے کہا ٹھہریئے' راوی بیان کرتا ہے میں نے آ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا اور بتایا تو آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی دو' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آ کر انہیں اجازت دی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ اندر آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیاں ننگی کر دیں اور اپنے پاؤں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح کنویں میں لٹکا دیئے' راوی بیان کرتا ہے' پھر میں واپس آیا تو میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کی بھلائی چاہی تو اسے لے آئے گا اس کی مراد اپنے بھائی سے تھی' اچانک دروازے کو حرکت ہوئی تو میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا عثمانؓ بن عفان میں نے کہا ٹھہریئے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اجازت طلب کرتے ہیں' آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور انہیں پہنچنے والی مصیبت پر جنت کی بشارت بھی دو' میں نے آ کر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اجازت دیتے ہیں اور

Marfat.com

آپ کو پہنچنے والی مصیبت پر جنت کی بشارت بھی دیتے ہیں' وہ اللہ المستعان کہتے ہوئے اندر آئے اور انہوں نے منڈیر پر کوئی بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہ ان کے سامنے کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرح اپنی پنڈلیاں ننگی کر لیں اور انہیں کنویں میں لٹکا دیا' حضرت سعید بن المسیبؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کی تفسیر ان کی قبور سے کی' وہ اکٹھی ہو گئیں اور حضرت عثمانؓ الگ ہو گئے۔

اور بیہقی نے عبدالاعلیٰ بن ابی المساور سے عن ابراہیم بن محمد بن حاطب عبدالرحمٰن بن بجیر عن زید بن ارقم روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا اور فرمایا ابوبکرؓ کے پاس جاؤ' تم انہیں گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے پاؤ گے انہیں کہنا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جنت سے خوش ہو جاؤ' پھر عمرؓ کے پاس گھاٹی میں جانا' تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں ملو گے کہ وہ ایک ایسے گدھے پر سوار ہوں گے جس کے سر کا اگلا حصہ گنجے پن کی وجہ سے چمکتا ہو گا' انہیں کہنا رسول اللہ ﷺ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جنت سے خوش ہو جاؤ' پھر واپسی پر حضرت عثمانؓ کے پاس جانا' تم انہیں بازار میں خرید و فروخت کرتا پاؤ گے انہیں کہنا رسول اللہ ﷺ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سخت مصیبت کے بعد جنت سے خوش ہو جاؤ' پھر انہوں نے ان کے پاس جانے کا سارا واقعہ بیان کیا ہے اور ان سب کو اسی حالت میں پایا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا تھا اور ان میں سے ہر ایک نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں اور وہ کہتے کہ فلاں جگہ پر ہیں تو وہ آپ کے پاس چلے گئے' اور حضرت عثمانؓ جب واپس آئے تو پوچھنے لگے یا رسولؐ اللہ! کون سی مصیبت مجھے پہنچے گی؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' جب سے میں نے آپ کی بیعت کی ہے نہ میں نے پوشیدگی اختیار کی ہے اور نہ میں نے تمنا کی ہے اور نہ میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھوا ہے مجھے کون سی مصیبت پہنچے گی؟ آپؐ نے فرمایا وہ وہی مصیبت ہے۔

پھر امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ ضعیف ہے اور اگر اس نے اس حدیث کو حفظ کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا ہو' وہ آئے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جو مصیبت آپ کو پہنچی اس کا وقوع شہروں کے ان بے علم اور رذیل لوگوں کے ہاتھوں سے ہوا' جنہوں نے آپ کی عیب گیری کی اور ہم اس کا تذکرہ آپ کی حکومت میں کریں گے۔ ان شاء اللہ' انہوں نے آپ کے گھر میں آپ کا محاصرہ کر لیا اور نوبت بایں جا رسید کہ انہوں نے آپ کو مظلومانہ طور پر قتل کر دیا اور کئی روز تک آپ کو راستے میں پھینک دیا اور آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی' اور نہ کوئی آپ کی طرف ملتفت ہوا' حتیٰ کہ اس کے بعد آپ کو غسل دیا گیا اور آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور حش کوکب میں آپ کو دفن کیا گیا ہے' حش کوکب بقیع کے راستے میں ایک باغ ہے۔

رضی اللہ عنہ و ارضاہ و جعل جنات الفردوس متقلبۃ و مثواہ۔

اسی طرح امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ نے عن اسماعیل بن قیس عن ابی سہلہ مولیٰ عثمان عن عائشہؓ ہم سے بیان کیا' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ایک صحابی کو میرے پاس بلا لاؤ' میں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو؟ فرمایا نہیں' میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا نہیں' میں نے کہا آپ کے عمزاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو؟ فرمایا نہیں' میں نے کہا حضرت عثمان

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کو فرمایا ہاں، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا چلی جاؤ، اور آپ حضرت عثمانؓ سے سرگوشی کرنے لگے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ بدلنے لگا، ابوسہلہ بیان کرتے ہیں کہ جب یوم الدار آیا اور اس میں آپ کا محاصرہ ہو گیا تو ہم نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ جنگ نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے اور میں اس پر مستقل مزاجی سے قائم ہوں احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں، پھر احمد نے اسے عن وکیع عن اسماعیل عن قیس عن عائشہؓ روایت کیا ہے اور اسی کی مانند بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے وکیع کی حدیث سے اسے روایت کیا ہے۔

اور نعیم بن حماد اپنی کتاب الفتن والملاحم میں بیان کرتے ہیں کہ عتاب بن بشیر نے عن خصیف عن مجاہد عن عائشہ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپؐ کے پاس بیٹھے آپ سے سرگوشی کر رہے تھے مجھے ان کی اور کوئی بات تو سمجھ نہ آسکی صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ بات سمجھ آئی، کہ یا رسول اللہ ﷺ ایسا ظلم و زیادتی کے ساتھ ہوگا؟ اور میں سمجھ نہ سکی کہ یہ کیا بات ہے، حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی مراد، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہونا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں چاہتی کہ حضرت عثمانؓ کے پاس کوئی چیز پہنچے تو کسی دوسرے آدمی کی طرف سے مجھے اس کی مانند چیز پہنچ جاتی، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے ان کے قتل کو پسند نہیں کیا۔ اور اگر میں ان کے قتل کو پسند کرتی تو میں قتل کر دیتی اور یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب آپ کے ہودج کو تیر لگے اور وہ سیہہ کی طرح ہو گیا۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن جعفر نے عمرو بن ابی عمرو مولیٰ المطلب سے بحوالہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہیں ہوگی، حتیٰ کہ تم اپنے امام کو قتل کرو گے اور اپنی تلواروں سے باہم لڑو گے، اور تمہارے شریر تمہاری دنیا کے وارث ہوں گے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین بن بشران نے ہمیں بتایا کہ علی بن محمد مصری نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن اسماعیل سلمی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے مجھ سے بیان کیا کہ خالد بن یزید نے سعید بن بلال سے بحوالہ ربیعہ بن سیف مجھ سے بیان کیا کہ اس نے اسے بتایا کہ ایک روز وہ شفی اصبحی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ عنقریب تم میں بارہ خلیفے ہوں گے، حضرت ابوبکرؓ میرے بعد تھوڑا ہی عرصہ ٹھہریں گے، اور عربوں کی چکی کا مالک، قابل تعریف حالت میں جیئے گا اور شہید ہو کر مرے گا ایک آدمی نے اٹھ کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے، آپ نے فرمایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا لوگ تجھ سے اس قمیص کے اتارنے کا مطالبہ کریں گے جسے اللہ نے تجھے پہنایا ہے اور اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ اگر تو نے اسے اتار دیا تو تو جنت میں داخل نہیں ہوگا، حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔

پھر بیہقی نے موسیٰ بن عقبہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ میرے نانا ابوحبیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ الدار میں داخل ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس میں محصور تھے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام کرنے کے بارے میں

Marfat.com

اجازت طلب کرتے سنا تو آپ نے انہیں اجازت دی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور حمد و ثنا الٰہی کے بعد فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم عنقریب میرے بعد فتنہ و اختلاف سے دوچار ہو گے' تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس وقت ہمارا کون مددگار ہو گا؟ یا آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تم امین اور اس کے اصحاب کی مدد کرنا اور اس سے آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ اور امام احمد نے اسے عن عفان عن وہیب عن موسیٰ بن عقبہ روایت کیا ہے اور قبل ازیں عبداللہ بن حوالہ کی حدیث سے اس کی صحت کے دو شاہد بیان ہو چکے ہیں۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن نے عن سفیان عن منصور عن ربعی عن البراء بن ناجیہ عن عبداللہ بن مسعود عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی چکی ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال گھومے گی' پس اگر وہ ہلاک ہوئے تو ان لوگوں کے راستے پر ہوں گے جو ہلاک ہو چکے ہیں اور اگر ان کا دین قائم ہو گیا تو وہ ستر سال تک قائم رہے گا' راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا جو گذر گئے ہیں یا جو باقی رہ گئے ہیں۔ ابوداؤد نے اسے محمد بن سلیمان انباری سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن مہدی روایت کیا ہے' پھر احمد نے اسے اسحاق اور رجاج سے عن سفیان عن منصور عن ربعی عن البراء بن ناجیۃ الکاھلی' عن عبداللہ بن مسعود روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسیائے اسلام ۳۵ یا ۳۷ سال میں زوال پذیر ہو گی' اگر وہ تباہ ہو گئی تو ہلاک ہونے والوں کے راستے پر ہو گی اور اگر ان کا دین قائم ہو گیا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا گزشتہ کے ساتھ یا باقی ماندہ کے ساتھ؟ اور اسی طرح یعقوب بن سفیان نے اسے عن عبیداللہ بن موسیٰ عن اسرائیل عن منصور روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا' اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسرائیل الاعمش اور سفیان ثوری نے بحوالہ منصور متابعت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس میں اس فتنہ کی طرف اشارہ ہے جس میں ۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ ہوا' پھر ان فتنوں کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئے' اور ستر سال سے مراد بنی امیہ کی حکومت ہے' بلاشبہ جب تک ان کی حکومت مضبوط رہی دین قائم رہا' یہاں تک کہ خراسان کے داعی غالب آ گئے اور بنی امیہ کی حکومت کمزور ہو گئی' اور ۷۰ھ کے قریب اس میں کمزوری آ گئی۔

میں کہتا ہوں پھر یہ جنگیں ایام صفین میں سمٹ گئیں اور اس دوران میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے' خوارج سے جنگ کی جیسا کہ پیشگوئیوں میں قبل ازیں ان کے بارے میں اور ان کے حالات' اور ایک ٹنڈے آدمی کے متعلق متفقہ صحیح حدیث بیان ہو چکی ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سلیم نے عن عبداللہ بن عثمان' عن مجاہد عن ابراہیم الاشتر عن ابیہ عن ام ذرہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا' تو میں رو پڑی تو انہوں

Marfat.com

نے پوچھا تو کیوں روتی ہے؟ میں نے کہا میں کیوں نہ روؤں آپ ایک جنگل کے علاقے میں فوت ہو رہے ہیں اور آپ کے دفن کا کوئی وسیلہ بھی نہیں اور میرے پاس کوئی کپڑا بھی نہیں جو آپ کے لیے کافی ہو اور میں اس میں آپ کو کفن دے سکوں' آپ نے فرمایا مت رو اور خوش ہو جا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم میں سے ضرور ایک آدمی جنگل کے علاقے میں فوت ہوگا' جس کے پاس مومنین کی ایک جماعت حاضر ہوگی اور اس جماعت کا ہر آدمی کسی بستی یا جماعت میں فوت ہوا ہے اور میں ہی جنگل میں فوت ہو رہا ہوں' اور قسم بخدا نہ آپ نے جھوٹ بولا ہے اور نہ میں نے جھوٹ بولا ہے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور بیہقی نے اسے علی بن المدینی کی حدیث سے بحوالہ یحییٰ بن سلیم الطائفی پوری طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۳۲ھ میں ربذہ میں آپ کی وفات کے بارے میں مشہور حدیث موجود ہے' اور جو جماعت آپ کے پاس آئی تھی ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے' اور آپ ہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی' پھر مدینہ آ گئے اور دس راتیں وہاں قیام کیا اور فوت ہو گئے۔

ایک اور حدیث:

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ اصم نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن اسحاق صنعانی نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن سعید دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن سعید دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالعزیز نے عن اسماعیل بن عبیداللہ عن ابی عبداللہ اشعری رضی اللہ عنہ عن ابی الدرداء ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ اپنے ایمان لانے کے بعد ضرور مرتد ہو جائیں گے' آپ نے فرمایا بے شک' اور تم ان میں سے نہیں ہو' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوالدرداء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے سے قبل وفات پا گئے' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ صفوان نے ہم سے بیان کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ یا عبدالغفار بن اسماعیل بن عبداللہ نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ اس نے اسے ایک گزشتہ شیخ کے حوالے سے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوالدرداء کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حوض پر تمہارا فرط ہوں' جو تم میں سے میرے پاس آئے گا میں اس کا انتظار کروں گا' پس میں تمہارے کسی آدمی کو اس سے رکا ہوا نہ پاؤں اور میں کہوں کہ یہ میرا امتی ہے اور جواب دیا جائے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ حضرت ابوالدرداء بیان کرتے ہیں' مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں ان میں سے نہ ہوں' پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا تم ان میں سے نہیں ہو۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوالدرداء' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے قتل اور فتنوں کے وقوع سے قبل وفات پا گئے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ابی مریم نے ابی عبید اللہ مسلم بن یشکر سے بحوالہ ابوالدرداء' آپ کے قول کہ تم ان میں سے نہیں ہو' تک اس کی متابعت کی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان کی خلافت کی دو سال باقی تھے کہ حضرت ابوالدرداء نے وفات پائی۔ اور واقدی اور ابو عبید اور کئی دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی خلافت کے آخری ایام میں وقوع پذیر ہونے والے فتنوں کے متعلق آپ کی پیشگوئیاں

صحیحین میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے عن زہری عن عروہ عن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے ایک قلعے پر چڑھے اور فرمایا کیا تم وہ کچھ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ میں تمہارے گھروں کے درمیان فتنوں کو بارش کی طرح گرتے دیکھتا ہوں۔

اور امام احمد اور مسلم نے زہری کی حدیث سے بحوالہ ابوادریس خولانی روایت کی ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ بن الیمان کو بیان کرتے سنا کہ خدا کی قسم میں ہر فتنہ کو جو میرے اور قیامت کے درمیان ہونے والا ہے سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور ایسا کیوں نہ ہو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کے متعلق رازدارانہ طور پر بتایا ہے اور اسے میرے سوا کسی کو نہیں بتایا' لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایک مجلس میں' جس میں میں بھی موجود تھا' فرمایا آپ سے فتنوں کے متعلق دریافت کیا گیا اور آپ فتنوں کو شمار کر رہے تھے' جن میں سے تین فتنوں کا تو بالکل مزہ نہ چکھے وہ موسم گرما کی آندھیوں کی طرح ہیں' ان میں سے چھوٹے اور کچھ بڑے فتنے ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے سوا وہ تمام لوگ فوت ہو چکے ہیں' یہ احمد کے الفاظ ہیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پہلے فتنے کے بعد' جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا تھا فوت ہو گئے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے کے آخری دو فتنوں میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ العجلی اور کئی علمائے تاریخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے قتل کے چالیس روز بعد وفات پائی' اور انہی نے فرمایا ہے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل' قربانی کا جانور ہوتا تو امت اس سے دودھ دوہتی' لیکن وہ ایک ضلالت تھی جس سے امت نے خون دوہا ہے' نیز فرمایا کہ جو کچھ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا ہے اگر اس سے کوئی بھاگ جاتا تو بھاگ جاتا اسے مناسب تھا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے عن زہری عن عروہ عن زینب بنت ابی سلمہ عن حبیبہ بنت ابی سفیان عن ام امہا ام حبیبہ عن زینب بنت جحش زوج النبی ﷺ ہم سے بیان کیا' سفیان بیان کرتے ہیں کہ چار عورتیں ہیں' حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرہ سرخ تھا۔ اور آپ فرما رہے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' عربوں کے لیے اس شر کے باعث جو نزدیک آ گیا ہے ہلاکت ہے' آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے۔ اور آپ نے اپنے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کا حلقہ بنایا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم صالحین کی موجودگی میں بھی ہلاک ہو جائیں گے؟ فرمایا ہاں جب بدکاری زیادہ ہو جائے گی' اسی طرح مسلم نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ اور سعد بن عمرو اشعثی اور زہیر بن حرب اور ابن ابی عمر سے روایت کیا ہے اور ان سب نے سفیان بن عیینہ سے ہو بہو روایت کی ہے اور ترمذی نے

Marfat.com

اسے سعید بن عبدالرحمن مخزومی اور دوسرے کئی لوگوں سے روایت کی ہے اور ان سب نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ حمیدی نے بحوالہ سفیان بیان کیا ہے کہ میں نے اس اسناد میں زہری سے چار عورتوں کو یاد کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بخاری نے اسے مالک بن اسماعیل سے اور مسلم نے عن عمرو الناقد عن زہری عن عروہ عن زینب عن ام حبیبہ عن زینب بنت جحش روایت کیا ہے اور انہوں نے اسناد میں حبیبہ کا ذکر نہیں کیا' اور اسی طرح بخاری نے اسے زہری' شعیب صالح بن کیسان' عقیل' محمد بن اسحاق' محمد بن ابی عتیق اور یونس بن یزید سے روایت کیا ہے' اور انہوں نے اسناد میں اس سے حبیبہ کا ذکر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

جس طریق سے احمد اور اس کے تابعین نے بحوالہ سفیان بن عیینہ روایت کی ہے اس میں اس اسناد سے دو تابعی زہری اور عروہ بن زبیر اور چار صحابیات اور دو بیٹیاں اور دو بیویاں جمع ہو جاتی ہیں اور یہ بہت نادر بات ہے۔

پھر امام بخاری متقدم حدیث کے بعد روایت کے بعد عن ابی الیمان عن شعیب عن زہری بیان کرتے ہیں' اور اس حدیث کو آخر تک بیان کرتے ہیں۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ زہری سے ہند بنت حارث نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ کیا خزانے اترے ہیں؟ اور کیا فتنے اترے ہیں' اور بخاری نے اسے دوسرے مقامات پر کئی طرق سے بحوالہ زہری قوت دی ہے اور ترمذی نے اسے معمر کی حدیث سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ الصلت بن دینار نے ہم سے بیان کیا کہ عقبہ بن صہبان اور ابو رجاء العطاردی نے ہم سے بیان کیا کہ ہم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً﴾ تلاوت کرتے سنا' وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک زمانے سے اس کی تلاوت کر رہا ہوں' اور میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں پاتا' پس ہم اس کے اہل ہو گئے ہیں' یہ اسناد ضعیف ہے' لیکن اسے ایک دوسرے طریق سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً﴾ اس وقت اتری جب ہم بکثرت تھے اور ہم کہنے لگے یہ فتنہ کیا ہے؟ اور ہمیں معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ کہاں وقوع پذیر ہوگا جہاں وہ ہوا۔ اور نسائی نے اسے عن اسحاق بن ابراہیم عن مہدی عن جریر بن حازم روایت کیا ہے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' جنگ جمل سے واپسی پر وادی السباع میں قتل ہو گئے جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اسے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور ابوداؤد سجستانی اپنے سنن میں بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص سلام بن سلیم نے عن منصور عن ہلال بن یساف عن سعید بن زید ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ آپ نے فتنہ کا ذکر کیا اور اس کی بڑی اہمیت بیان کی' تو ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس فتنہ نے ہمیں آلیا تو یہ ہمیں ہلاک کر دے گا' آپ

Marfat.com

نے فرمایا ہرگز نہیں، تمہاری مقدار کے مطابق قتلام ہوگا، حضرت سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائیوں کو مقتول دیکھا، ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور ابوداؤد بجستانی بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے بحوالہ محمد ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں محمد بن مسلمہ کے سوا، ہر آدمی کے متعلق فتنہ میں پڑنے سے ڈرتا ہوں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ فتنہ مجھے نقصان نہیں دے گا، یہ حدیث منقطع ہے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے بحوالہ اشعث بن ابی اشعث ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو بردہ کو بحوالہ ثعلبہ بن ابی ضبیعہ بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں اس آدمی کو پہچانتا ہوں جسے فتنہ ضرر نہیں پہنچائے گا، پس ہم مدینہ آئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خیمہ لگا ہوا ہے اور اس میں محمد بن مسلمہ انصاری موجود ہیں، میں نے ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں ان کے شہروں میں سے کسی شہر میں نہیں ٹھہروں گا۔ یہاں تک کہ یہ فتنہ مسلمانوں کی جماعت سے دور ہو جائے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوداؤد بجستانی نے اسے عمرو بن مرزوق سے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن اشعث بن سلیم عن ابی بردہ عن ضبیعہ عن حصین ثعلبی عن حذیفہ ہم سے اس کا مفہوم بیان کیا اور امام بخاری تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بہتر ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے بحوالہ ابی بردہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ربذہ سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک خیمہ لگا ہے، میں نے پوچھا یہ کس کا خیمہ ہے؟ بتایا گیا کہ محمد بن مسلمہ کا، میں اجازت لے کر ان کے پاس گیا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اس معاملے میں آپ کا ایک خاص مقام ہے، کاش آپ لوگوں کے پاس جاتے اور امر و نہی کرتے، تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنہ اور افتراق و اختلاف ہوگا، پس جب یہ بات ہو تو تلوار لے کر اُحد کے پاس جانا اور اس کی عزت کا خاتمہ کر دینا اور اپنے تیر توڑ دینا اور اپنی کمان کی تانت قطع کر دینا اور اپنے گھر میں بیٹھ جانا حتیٰ کہ تمہارے پاس خطا کار ہاتھ آ جائے یا اللہ تعالیٰ آپ کو بچا لے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ہو چکا ہے اور آپ نے جو حکم مجھے دیا ہے، میں نے وہ کیا ہے، پھر انہوں نے وہ تلوار اتاری جو خیمے کے ستون کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور اسے سونت لیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لکڑی کی تلوار ہے، اور آپ نے فرمایا کہ جو کچھ آپ نے حکم دیا وہ میں نے کر دیا ہے اور میں نے یہ تلوار لوگوں کو ڈرانے کے لیے بنائی ہے، احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حاکم نے ہمیں بتایا کہ علی بن عیسیٰ مدنی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن بحرۃ القرشی نے ہمیں بتایا کہ یحییٰ بن عبدالحمید نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا کہ سالم بن صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف نے اپنے باپ سے عن محمود بن لبید عن محمد بن مسلمہ ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گمراہ کرنے والے آ جائیں تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی تلوار لے کر سیاہ پتھروں کی طرف چلے جانا اور انہیں تلوار سے مارنا پھر اپنے گھر

Marfat.com

میں آ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس موت یا خطا کار ہاتھ آ جائے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ زیاد بن مسلم ابو عمر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاشعث صنعانی نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ یزید بن معاویہ نے ہمیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا اور جب میں مدینے آیا تو میں فلاں آدمی کے گھر چلا گیا۔ زیاد اس کا نام بھول گئے ہیں۔ تو اس نے کہا لوگوں نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا تمہاری کیا رائے ہے' اس نے کہا میرے خلیل ابوالقاسم نے مجھے وصیت کی ہے کہ اگر تو ان فتنوں میں سے کسی کو پائے تو کسی چیز کے پاس جانا اور اس سے اپنی تلوار کی دھار توڑ لینا' پھر اپنے گھر بیٹھ جانا' اور اگر کوئی تیرے گھر آ جائے' تو کوٹھڑی میں چلے جانا اور اگر وہ کوٹھڑی میں آ جائے تو اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جانا اور کہنا کہ میرے اور اپنے گناہ کے ساتھ واپس چلا جا اور تو دوزخیوں میں سے ہوگا اور یہ ظالموں کی جزا ہے' پس میں نے اپنی تلوار کو توڑ لیا ہے اور اپنے گھر میں بیٹھ گیا ہوں' امام احمد کے نزدیک' محمد بن مسلمہ کے مسند میں یہ حدیث اسی طرح بیان ہوئی ہے۔ لیکن ان کے نام میں ابہام ہوا ہے اور یہ محمد بن مسلمہ کی حدیث نہیں بلکہ کسی دوسرے صحابی کی ہے۔

بلاشبہ بلا اختلاف مؤرخین محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۴۰ھ اور ۵۰ھ کے درمیان ہوئی ہے' بعض ۴۲ھ میں اور بعض ۴۳ھ میں اور بعض ۴۷ھ میں آپ کی وفات بیان کرتے ہیں اور بلا اختلاف انہوں نے یزید بن معاویہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا زمانہ نہیں پایا' پس متعین ہو گیا کہ وہ کوئی اور صحابی ہیں جن کے حالات محمد بن مسلمہ کے حالات کی طرح ہیں۔

اور نعیم بن حماد الفتن والملاحم میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد بن عبدالوارث نے بحوالہ حماد بن سلمہ ہم سے بیان کیا کہ ابوعمر و سلمی نے بحوالہ دختر اہبان الغفاری ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اہبان کے پاس آئے' اور فرمایا تمہیں کون سی بات ہماری اتباع سے مانع ہے؟ انہوں نے جواب دیا میرے خلیل اور آپ کے عمزاد نے مجھے وصیت کی ہے کہ عنقریب اختلاف وافتراق اور فتنہ ہوگا پس جب یہ بات ہو تو اپنی تلوار توڑ لینا اور اپنے گھر بیٹھ جانا اور لکڑی کی تلوار بنا لینا۔

اور احمد نے اسے عفان' اسود بن عامر اور مؤمل سے روایت کیا ہے اور تینوں نے اسے حماد بن سلمہ سے روایت کیا ہے' اور مؤمل نے آپ کے قول کہ لکڑی کی تلوار بنا لینا اور اپنے گھر بیٹھ جانا' کے بعد یہ اضافہ کیا ہے کہ حتیٰ کہ تمہارے پاس خطا کار ہاتھ یا فیصلہ کن موت آ جائے۔

اور اسی طرح امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے عبداللہ بن عبید الدیلی کی حدیث سے' عدیسہ بنت اہبان بن صیفی سے اس کے باپ کے حوالے سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف عبداللہ بن عبید کی حدیث سے ہی جانتے ہیں' اور قبل ازیں یہ اور طریق سے بھی بیان ہو چکی ہے' اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبدالعزیز اویسی نے' ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے عن صالح بن کیسان عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب وابی سلمہ بن عبدالرحمٰن ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنے ہوں گے جن میں بیٹھنے والا' کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے' اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' اور جس نے فتنہ کو دیکھا' فتنہ اسے دیکھے گا اور جو کوئی پناہ کی جگہ پائے اسے اس کی پناہ لینی چاہیے۔

Marfat.com

اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث نے' عبدالرحمٰن بن مطیع بن الاسود سے' بحوالہ نوفل بن معاویہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی مانند' حدیث بیان کی' اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو' ابراہیم بن سعد کے طریق سے روایت کیا ہے جیسے کہ بخاری نے اسے روایت کیا ہے' اور اسی طرح نوفل بن معاویہ کی حدیث کو بخاری کے اسناد اور الفاظ سے بیان کیا ہے' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن اعمش عن زید بن وہب عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ عنقریب خودغرضی اور ناپسندیدہ امور ہوں گے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تم پر جو حق ہے تم اسے ادا کرو گے اور جو تمہارا حق ہے اسے تم اللہ سے مانگو گے' مسلم نے اسے اعمش سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان الشحام نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن ابی بکرہ نے بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا' کہ عنقریب فتنہ ہوگا' پھر فتنہ ہوگا' آگاہ رہو اس میں چلنے والا اس کی طرف دوڑنے والے سے' اور بیٹھنے والا اس میں کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا' آگاہ رہو اس میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا' آگاہ رہو کہ جب وہ فتنہ آ جائے تو جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے پاس چلا جائے' آگاہ رہو' جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین میں چلا جائے' آگاہ رہو کہ جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں کے پاس چلا جائے' تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا نبی اللہ میں آپ پر قربان جاؤں' جس کے پاس نہ بکریاں ہوں نہ اونٹ اور نہ زمین ہو وہ آپ کے خیال میں کیا کرے آپ نے فرمایا وہ اپنی تلوار پکڑ لے اور اسے لے کر چٹان کے پاس جائے' پھر اس کی دھار کو پتھر کے ساتھ توڑے' پھر اگر نجات پانے کی سکت رکھتا ہے تو نجات پالے' اے اللہ کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے' اس موقع پر ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص بادل نخواستہ میرا ہاتھ پکڑے اور مجھے ایک صف یا ایک پارٹی۔ عثمان کو شک ہوا ہے کی طرف لے جائے' تو آپ کا کیا خیال ہے؟ اور کوئی آدمی مجھے تلوار مار کر قتل کر دے تو میری کیا پوزیشن ہوگی؟ آپ نے فرمایا وہ اپنے اور تمہارے گناہ کے ساتھ لوٹے گا اور دوزخیوں میں سے ہوگا۔ اور اسی طرح مسلم نے اسے عثمان الشحام کی حدیث سے روایت کیا ہے اور یہ فتنوں کی آمد کے متعلق پیشین گوئی ہے اور اس مفہوم میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ قیس نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل کی طرف آئیں اور رات کو بنی عامر کے پانیوں پر پہنچیں تو کتے بھونکے تو پوچھنے لگیں' یہ کون سا پانی ہے لوگوں نے جواب دیا الحواب کا پانی ہے' تو فرمانے لگیں میرا خیال ہے کہ میں واپس چلی جاؤں تو آپ کے ایک ساتھی نے کہا آپ آگے بڑھیے تا کہ مسلمان آپ کو دیکھیں اور اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کروا دے' فرمانے لگیں' ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی حالت کیا ہوگی جب اس پر الحواب کے کتے بھونکیں گے۔ اور ابو نعیم بن حماد نے الملاحم میں عن یزید بن ہارون عن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم روایت کیا ہے' پھر احمد نے اسے عن غندر عن شعبہ عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب الحواب آئیں اور آپ نے کتوں کے بھونکنے کو سنا تو

Marfat.com

فرمانے لگیں میرا خیال ہے کہ میں واپس چلی جاؤں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم میں سے وہ کون سی ہے جس پر الحواب کے کتے بھونکیں گے' تو حضرت زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا' آپ واپس جائیں گی؟ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے لوگوں کے درمیان صلح کروا دے' یہ اسناد صحیحین کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عثمان بن کرامہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے عن عصام بن قدامہ البجلی عن عکرمہ عن ابن عباس ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم میں سے لمبی دم والے اونٹ والی کون ہے' وہ چلتی جائے گی حتیٰ کہ الحواب کے کتے اس پر بھونکیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت سے لوگ قتل ہو جائیں گے۔ پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہمیں صرف اس اسناد کے ساتھ ہی حضرت ابن عباس سے اس کا مروی ہونا معلوم ہے اور طبرانی بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن نائلہ اصبہانی نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عمرالبجلی نے ہم سے بیان کیا کہ نوح بن دراج نے عن الاجلح بن عبداللہ عن زید بن علی عن ابیہ عن ابن الحسین' عن ابن عباس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو بصرہ کی طرف روانہ ہوتے وقت پتہ چلا کہ اہل بصرہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی خاطر اکٹھے ہو گئے ہیں تو انہیں یہ بات شاق گزری اور ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ضرور آپ کو اہل بصرہ پر غلبہ دے گا اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ضرور قتل ہوں گے اور کوفہ سے چھ ہزار پانچ سو پچپن آدمی یا پانچ ہزار پانچ سو پچپن آدمی اجلح کو شک ہوا ہے۔ ضرور تمہارے پاس آئیں گے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس بات کا میرے دل پر اثر ہوا' پس جب وہ کوفہ آئے تو میں باہر نکل گیا تا کہ دیکھوں کہ اگر تو وہ بات ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تو وہ بات انہوں نے سنی ہو گی' وگرنہ ایک جنگی چال ہو گی' پس میں نے فوج کے ایک آدمی سے مل کر پوچھا خدا کی قسم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر دیر نہیں ہوئی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اور وہ وہی بات تھی جس کی رسول اللہ ﷺ خبر دیا کرتے تھے۔

اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ الحافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر بن عبداللہ الحفید نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ ابونعیم الفضل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالجبار بن الورد نے عن عمار الذھبی عن سالم بن ابی الجعد عن ام سلمہ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے بعض امہات المومنین کے خروج کرنے کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں تو آپ نے انہیں کہا اے حمیرا دیکھنا کہ کہیں تو ہی نہ ہو' پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ اگر تو اس کے معاملے کا متصرف ہو تو اس سے نرمی کرنا۔ اور یہ حدیث بہت ہی غریب ہے۔ اور اس سے بھی غریب تر وہ حدیث ہے جسے بیہقی نے اسی طرح عن الحاکم عن الاصم عن محمد بن اسحاق الصغانی عن ابی نعیم عن عبدالجبار بن العباس الشامی عن عطاء بن السائب عن عمر بن الہجیع عن ابی بکرہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کون سی چیز مانع تھی کہ آپ نے یوم الجمل کو مدد کے لیے جنگ نہیں کی؟ تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ہلاک شدہ لوگ خروج کریں گے جو کامیاب نہیں ہوں گے۔ ان کی لیڈر ایک عورت ہو گی اور ان کی لیڈر جنت میں جائے گی' اور یہ حدیث بہت ہی منکر

Marfat.com

ہے اور محفوظ وہ ہے جسے امام بخاری نے حسن بصری کی حدیث سے بحوالہ ابی بکرہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات سے بہت فائدہ دیا ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ آپ کو اطلاع ملی کہ ایرانیوں نے کسریٰ کی بیوی کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا وہ لوگ ہرگز کامیابی سے ہمکنار نہ ہوں گے جنہوں نے اپنی امارت عورت کو دے دی ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ الحکم ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابووائل سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمار اور حسن کو لوگوں سے مدد مانگنے کے لیے کوفہ کی طرف بھیجا تو عمار نے تقریر کی اور کہا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں' لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو آزمائش میں ڈالا ہے کہ تم آپ کی پیروی کرتے ہو یا اس کی اور بخاری نے اسے بندار سے بحوالہ غندر روایت کیا ہے اور یہ سب کچھ جمل کے ایام میں وقوع پذیر ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے خروج پر پشیمان ہوئیں ہیں' جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اسے بیان کریں گے اور اسی طرح حضرت زبیر بن العوام بھی میدان کارزار میں کھڑے ہو کر ذکر کر رہے تھے' کہ ان کا اس مقام پر لڑنا درست نہیں' پس وہ جنگ سے واپس آ گئے۔

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے بحوالہ قتادہ ہمیں بتایا کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جمل کے روز اعراض کیا تو حضرت علی کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگر ابن صفیہ کو معلوم ہوتا کہ وہ حق پر ہے تو وہ اعراض نہ کرتا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ ان دونوں حضرات کو سقیفہ بنی ساعدہ میں ملے اور فرمایا' اے زبیرؓ! کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا مجھے کون سی چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی' جب تم اس سے جنگ کرو گے اور تم اس پر ظلم کرنے والے ہو گے' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں کا خیال ہے' کہ انہوں نے اسی وجہ سے اعراض کیا تھا' اور یہ حدیث اس طریق سے مرسل ہے۔ اور حافظ بیہقی نے اسے ایک اور طریق سے اسے قوت دی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر احمد بن الحسن القاضی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعمرو بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن سوار ہاشمی کوفی نے ہمیں بتایا کہ منجاب بن الحرث نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن الاجلح نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے یزید الفقیر سے اس کے باپ کے حوالے سے بتا رہے تھے کہ ایک کی بات اس کے ساتھی کی بات میں مل جل گئی ہے' وہ بیان کرتے ہیں' کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے قریب ہوئے اور صفیں بھی ایک دوسرے کے قریب ہو گئیں' تو حضرت علیؓ' حضرت نبی کریم ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر باہر نکلے اور آواز دی کہ زبیر بن العوام کو میرے پاس بلاؤ' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو آپ کے لیے بلایا گیا' تو وہ بھی آ گئے یہاں تک کہ ان دونوں کی سواریوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے زبیرؓ میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ کو وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ فلاں جگہ پر آپ کے پاس سے گزرے تھے اور فرمایا تھا کہ اے زبیرؓ! تم علیؓ سے محبت رکھتے ہو؟ تو آپ نے کہا تھا کہ میں اپنے ماموں زاد اور عم زاد سے کیوں محبت نہ کروں اور وہ میرے دین پر بھی ہے نیز آپؐ نے فرمایا اے علیؓ! کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ تو میں نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے پھوپھی زاد سے محبت نہ کروں' جو میرے دین پر بھی ہے؟ تو آپ نے فرمایا اے زبیرؓ! قسم بخدا تو اس سے ضرور جنگ

Marfat.com

کرے گا اور تو اس سے ظلم کرنے والا ہوگا' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک یہ بات ایسے ہی ہے' خدا کی قسم جب سے میں نے اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اسے بھول گیا ہوں' پھر اب آپ نے اسے یاد کروایا ہے' خدا کی قسم میں آپ سے جنگ نہیں کروں گا' اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر صفوں کو چیرتے ہوئے واپس آ گئے اور ان کے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما انہیں ملے اور کہنے لگے آپ کو کیا ہوا ہے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک حدیث یاد دلائی ہے' جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' میں نے آپ کو بیان کرتے سنا کہ تو ضرور اس سے جنگ کرے گا اور تو اس سے ظلم کرنے والا ہوگا' پس میں اس سے جنگ نہیں کروں گا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ جنگ کے لیے آئے ہیں؟ آپ تو صرف لوگوں کے درمیان صلح کروانے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس معاملے کو درست کر دے گا' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ نہیں کروں گا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے غلام کو آزاد کر دیجیے' اور ٹھہر جائیے' اور لوگوں کے درمیان صلح کروائیے' پس انہوں نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور ٹھہر گئے اور جب لوگوں کا معاملہ گڑبڑ ہو گیا تو آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے گئے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ الحافظ نے ہمیں بتایا کہ امام ابوالولید نے ہمیں خبر دی کہ حسن بن سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ قطن بن بشیر نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن محمد الرقاشی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے دادا عبدالملک بن مسلم نے بحوالہ ابوجرہ مازنی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو باتیں کرتے سنا' حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں کہہ رہے تھے اے زبیرؓ! میں اللہ کے نام پر آپ سے اپیل کرتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہیں سنا کہ تم مجھ سے جنگ کرو گے اور تم مجھ پر ظلم کرنے والے ہو گے' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک میں نے یہ بات سنی ہے لیکن میں بھول گیا تھا' اور یہ بھی پہلی حدیث کی عبارت کی طرح غریب ہے' اور بیہقی نے الہذیل بن بلال اور اس میں بھی کمزوری پائی جاتی ہے۔ کے طریق سے عبدالرحمٰن بن مسعود العبدی سے بحوالہ علی بھی روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس آدمی کی طرف دیکھ کر شادماں ہونا چاہتا ہے جس کے بعض اعضاء جنت کی طرف اس سے سبقت کر جائیں گے' تو وہ زید بن صوحان کو دیکھ لے۔ میں کہتا ہوں یہ زید جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے قتل ہوئے۔

اور صحیحین میں ہمام بن منبہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت تب قائم ہوگی جب دو عظیم گروہ آپس میں جنگ کریں گے اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا' اور بخاری نے اسے اسی طرح عن ابی الیمان عن شعیب عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہؓ اس کی مانند روایت کیا ہے' اور اسی طرح بخاری نے اسے عن ابی الیمان عن شعیب عن زہری عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے اور یہ دو گروہ اصحاب جمل اور اصحاب صفین ہیں یہ دونوں اسلام کی دعوت دیتے تھے۔

اور صرف بعض ان امور مملکت اور مفادات کی نگہبانی کے بارے میں آپس میں جھگڑتے تھے جن کا فائدہ امت اور رعایا کا ملتا تھا' اور جنگ کا ترک کرنا' جنگ کرنے سے اولیٰ تھا' جیسا کہ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے' جسے ہم بیان کریں گے۔

Marfat.com

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ صفوان بن عمرو نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ شامی ساٹھ ہزار تھے جن میں سے بیس ہزار قتل ہوئے اور عراقی ایک لاکھ بیس ہزار تھے جن میں سے چالیس ہزار قتل ہوئے لیکن دونوں گروہوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی بہ نسبت حق کے زیادہ قریب تھے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب ان پر زیادتی کرنے والے تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں شعبہ کی حدیث سے عن ابی سلمۃ عن ابی نضرہ عن ابی سعید خدری بیان ہوا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو مجھ سے بہتر تھا۔ یعنی ابوقتادہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

اور اسی طرح مسلم نے اسے عن ابن علیہ کی حدیث سے عن ابن عون عن الحسن عن امہ عن ام سلمہؓ روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ان کا قاتل دوزخ میں ہوگا اور قبل ازیں یہ حدیث اپنے طرق کے ساتھ ہجرت نبوی کے آغاز میں تعمیر مسجد نبوی کے موقع پر بیان ہو چکی ہے۔ اور بعد میں بعض رافضیوں نے اپنی طرف سے اس حدیث میں یہ اضافہ کر دیا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس گروہ کو میری شفاعت سے فیضیاب نہیں کرے گا اس قول کا کوئی اصل موجود نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے بلکہ یہ روافض کا ایک من گھڑت جھوٹ ہے۔ اللہ ان کا بھلا نہ کرے۔

اور بیہقی نے ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی لونڈی کے حوالے سے روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عمارؓ ایسے بیمار ہوئے کہ لاغر ہو گئے اور ان پر غشی طاری ہو گئی اور جب وہ ہوش میں آئے تو ہم ان کے اردگرد رو رہے تھے انہوں نے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا؟ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور دنیا سے میرا آخری زاد پانی ملا دودھ ہوگا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے مجھ سے بیان کیا کہ سفیان نے حبیب بن ابی ثابت سے بحوالہ ابوالبختری ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے یوم صفین کو کہا میرے پاس دودھ کا مشروب لاؤ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا سے جو تو آخری مشروب پیئے گا وہ دودھ ہوگا پس انہوں نے اسے پیا پھر آگے بڑھے اور قتل ہو گئے۔

اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے عن سفیان عن حبیب عن ابی البختری ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس دودھ کا مشروب لایا گیا تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ میں مرتے وقت جو آخری مشروب پیوں گا وہ دودھ ہوگا۔ اور بیہقی نے عمار الذھبی کی حدیث سے سالم بن ابی الجعد سے بحوالہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب لوگوں میں اختلاف ہوگا تو ابن سمیہ حق کے ساتھ ہوگا اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ یوم صفین کو حضرت عمار حضرت علی رضی اللہ عنہما کی فوج میں تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے شامی اصحاب نے آپ کو قتل کیا تھا اور جس شخص نے آپ کے قتل کی ذمہ داری لی اسے ابوالغادیہ کہا جاتا ہے جو ضعیف العقل لوگوں میں سے تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ صحابی تھا اور ابوعمر بن عبدالبر وغیرہ نے اسماء الصحابہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور وہ ابوالغادیہ مسلمان تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ قضاعہ کا

Marfat.com

یسار بن ازیہر الجہنی تھا' اور بعض مزنی کہتے ہیں' اور بعض کا قول ہے کہ یہ دونوں تھے' اس نے شام میں سکونت اختیار کی' پھر واسط چلا گیا' احمد نے اس کے لیے ایک حدیث روایت کی ہے اور دوسروں کے پاس بھی اس کی ایک اور حدیث ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ وہی حضرت عمارؓ بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے' اور وہ بے باکانہ طور پر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کی کیفیت کو بیان کرتا تھا' اور ہم اس کے حالات حضرت معاویہ کے زمانے میں جنگ صفین میں اس کے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کے موقع پر بیان کریں گے۔ اور جس نے یہ بات کہی ہے کہ وہ بدری تھا اس نے غلطی کی ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ العوام نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بحوالہ حضرت حنظلہؓ بن خویلد الغزی مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ دو آدمی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے ان کے پاس آئے ان دونوں میں سے ہر ایک کہتا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے اپنا دل خوش کر لے کیونکہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اسے باغی گروہ قتل کرے گا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' کہنے لگے اے عمرو اپنی دیوانگی کی باتیں ہم سے دور رکھو' تمہارا ہمارے ساتھ کیا کام ہے' وہ کہنے لگے کہ میرے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کی' تو آپ نے فرمایا جب تک تیرا باپ زندہ ہے اس کی اطاعت کر اور اس کی نافرمانی نہ کر' میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں جنگ نہیں کرتا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے عبدالرحمٰن بن زیاد سے بحوالہ عبداللہ بن الحرث بن نوفل ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی صفین سے واپسی پر' ان کے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان چل رہا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا اے ابو! کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہتے نہیں سنا کہ اے ابن سمیہ تیرا برا ہو تجھے باغی گروہ قتل کرے گا؟ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمرو نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے کہا' جو کچھ یہ کہہ رہا ہے' کیا آپ سن نہیں رہے؟ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' ہمیشہ اس کی نہی ہمارے پاس آتی رہی ہے' کیا ہم نے انہیں قتل کیا ہے؟ ان کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو انہیں لائے تھے۔ پھر احمد نے اسے عن ابی نعیم عن ثوری عن اعمش عن عبدالرحمٰن بن ابی زیاد روایت کیا ہے اور اس کی مانند بیان کیا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ انہیں اس نے قتل کیا ہے جس نے انہیں ہماری تلواروں کے آگے کیا ہے' یہ بہت دور کی تاویل ہے اگر ایسا ہوتا تو سالار فوج ان لوگوں کا قاتل قرار پاتا' جو فی سبیل اللہ جنگ کرتے ہیں کیونکہ وہ انہیں دشمنوں کی تلواروں کے آگے کرتا ہے' اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا کہ عمرو بن دینار نے' ابن ابی ملیکہ سے بحوالہ مسور بن مخرمہ مجھے بتایا کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو علم نہیں کہ ہم پڑھا کرتے تھے کہ: (وجاهدوا فى الله حق جهاده) تم آخری زمانے میں راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کرو' جیسا کہ تم نے ابتداء میں جہاد کیا ہے' تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے پوچھا' یہ کب ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب بنو امیہ' امراء اور بنو مغیرہ وزراء ہوں گے۔ بیہقی نے اسے اس جگہ بیان کیا ہے گویا وہ اس باب پر استشہاد پیش کر رہے ہیں جو انہوں نے اس کے بعد حکمین کے ذکر اور ان دونوں کے معاملے کے بارے میں باندھا ہے۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھیجے جانے والے حکمین کے بارے میں آپ کی پیشگوئی:

علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ اسماعیل بن الفضل نے ہم سے بیان کیا کہ قتیبہ بن سعید نے عن جریر عن زکریا بن یحییٰ عن عبداللہ بن یزید وحبیب بن بشار عن سوید بن غفلہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں فرات کے کنارے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا' تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ بنی اسرائیل نے اختلاف کیا اور اختلاف ان میں مسلسل قائم رہا' یہاں تک کہ انہوں نے دو پنچ بھیجے' تو وہ دونوں خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کیا' بیہقی نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور اس کے متعلق کوئی بات بیان نہیں کی' اور یہ حدیث بہت ہی منکر ہے اور اس کی آفت اس زکریا بن یحییٰ کی وجہ سے ہے' جو کندی حمیری اندھا ہے۔ یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں کہ یہ کچھ چیز نہیں اور دونوں پنچ بہترین صحابہ میں سے تھے' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سہمی' شامیوں کی جانب سے تھے' اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' عراقیوں کی جانب سے تھے' اور ان کو لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے اور کسی ایسی بات پر اتفاق کرنے کے لیے جس میں مسلمانوں سے نرمی ہو اور ان کے خون محفوظ ہوں' مقرر کیا گیا تھا' اور ایسے ہی وقوع میں آیا' اور ان کی وجہ سے فرقہ خوارج کے سوا کوئی گمراہ نہیں ہوا' کیونکہ انہوں نے دونوں امیروں کی تحکیم کا انکار کر دیا اور ان کے خلاف بغاوت کر دی اور ان کی تکفیر کی' یہاں تک کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جنگ کی' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے ساتھ مناظرہ کیا اور ان میں سے ایک گروہ نے حق کی طرف رجوع کر لیا اور بقیہ اپنی روش پر قائم رہے' حتیٰ کہ ان کی اکثریت نہروان وغیرہ کے رذیل معرکوں میں قتل ہو گئی۔

خوارج اور ان سے جنگ کے بارے میں آپ کی پیشگوئی:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے' اور آپ مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے' کہ آپ کے پاس ذوالخویصرہ آیا۔ یہ بنی تمیم کا ایک شخص تھا۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل سے کام لیجیے' آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو' کون عدل کرے گا اگر میں نے عدل نہیں کیا؟ تو میں خائب وخاسر ہوں گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کے بارے میں اجازت دیجیے میں اسے قتل کر دوں' آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو' بلاشبہ اس کے ساتھی ہیں کہ تم میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ نماز پڑھنا اور روزے رکھنا بھی ناپسند کرے گا' وہ قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلے سے تجاوز نہیں کرے گا' وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے' اس کے پھل کی طرف دیکھا جائے گا تو اس میں کوئی چیز موجود نہ ہوگی' پھر اس کے پہلو کی طرف دیکھا جائے گا تو اس میں کوئی چیز موجود نہ ہوگی' پھر اس کے تیر کو دیکھا جائے گا تو اس میں کوئی چیز موجود نہ ہوگی' پھر اس کے پر کو دیکھا جائے گا تو اس میں کوئی چیز موجود نہ ہوگی' وہ گوبر اور خون سے سبقت کر جائے گا' ان کی نشانی ایک سیاہ فام آدمی ہے جس کا ایک بازو عورت کے پستان یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح پوپلا ہے اور یہ لوگ' لوگوں کے افتراق کے وقت ظاہر ہوں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ

Marfat.com

حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی اور میں آپ کے ساتھ تھا' پس آپ کے حکم کے مطابق اس شخص کی تلاش کی گئی اور اسے آپ کے پاس لایا گیا' حتیٰ کہ میں نے اسے رسول کریم ﷺ کی بیان کردہ صفت کے مطابق پایا۔ اور اسی طرح مسلم نے اسے ابوسعید کی حدیث سے روایت کیا ہے اور امام بخاریؒ نے اسے اسی طرح اوزاعی کی حدیث سے عن زہری عن ابی سلمہ اور ضحاک بحوالہ ابوسعید روایت کیا ہے' اور اسی طرح امام بخاریؒ نے اسے سفیان بن سعید ثوری کی حدیث سے بحوالہ اس کے باپ کے' اور مسلم نے عن ھناد عن ابی الاحوص سلام بن سلیم عن سعید بن مسروق عن عبدالرحمٰن بن یعمر عن ابی سعید خدری روایت کیا ہے' اور مسلم نے اپنی صحیح میں داؤد بن ابی ہند اور قاسم بن فضل اور قتادہ سے ابی نضرہ سے بحوالہ ابی سعید روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے افتراق کے وقت ایک خارجی گروہ نکلے گا' جسے سب سے پہلا حق پرست گروہ قتل کرے گا' اور اسی طرح مسلم نے اسے ابواسحاق ثوری کی حدیث سے عن حبیب بن ابی ثابت عن الضحاک المشرقی عن ابی سعید مرفوعاً روایت کیا ہے نیز مسلم نے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن ابن مسہر عن الشیبانی عن بشیر بن عمرو روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سہل بن حنیف سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ان خوارج کے متعلق بیان کرتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا' میں نے آپ سے سنا ہے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عراق کی طرف اشارہ کیا ایک قوم ظاہر ہوگی وہ لوگ اپنی زبان سے قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا' وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے' جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور وہ سر منڈے ہوں گے۔ اور مسلم نے حمید بن ہلال کی حدیث سے' عبداللہ بن الصامت سے بحوالہ ابوذر اسی طرح روایت کی ہے اور بیان کیا ہے کہ ان کی نشانی سر منڈانا ہے' وہ بدترین مخلوق اور بدفطرت ہیں۔ اور اسی طرح محمد بن کثیر المصیصی نے اسے عن اوزاعی عن قتادہ عن انس بن مالک مرفوعاً بیان کیا ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ ان کی نشانی سر منڈانا ہے اور وہ بدترین مخلوق اور بدفطرت ہیں۔

اور صحیحین میں اعمش کی حدیث سے عن خیثمہ عن سوید بن غفلہ عن علی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا کہ آخری زمانے میں نئے دانتوں والی اور کم عقل لوگوں کی ایک قوم پیدا ہوگی جو خیر البریہ کی باتیں کریں گے اور ان کا ایمان ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا' پس تم انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو' بلاشبہ جو انہیں قتل کرے گا ان کے قتل میں اسے قیامت کے دن تک اجر ملے گا۔

اور مسلم نے عن قتیبہ عن حماد عن ایوب عن محمد بن عبیدہ عن علی' شب کے مؤذن ذوالثدیہ کے بارے میں روایت کی ہے اور اسے ایک اور طریق سے عن ابن عون عن ابن سیرین عن عبیدہ عن علی' قوت دی ہے اور اس میں بیان ہوا ہے کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس پر حلف دیا تو انہوں نے حلف اٹھایا کہ انہوں نے یہ بات حضرت نبی کریم ﷺ سے سنی ہے اور مسلم نے اسے عن عبد حمید عن عبدالرزاق عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن زید بن وہب عن علی' لمبے واقعہ کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس میں ذوالثدیہ کا واقعہ بھی ہے اور اسے عبیداللہ بن ابی رافع کی حدیث سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی روایت کی ہے۔

اور ابوداؤد طیالسی نے اسے عن حماد بن زید' عن حمید بن مرہ عن ابی العرضی والجیمی عن علی' ذوالثدیہ کے واقعہ میں روایت کیا

Marfat.com

ہے اور ثوری نے اسے' عن محمد بن قیس عن ابی موسیٰ' ان کی قوم کا ایک شخص ہے۔ بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ واقعہ کو بیان کیا ہے' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ الحمیدی نے ہم تے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ العلاء بن العباس نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے ابوالطفیل کو' بکر بن قرقاش سے بحوالہ سعید بن ابی وقاص بیان کرتے سنا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالثدیہ کا ذکر کیا' اور فرمایا سب سے بڑے گھر کا شیطان جو گھوڑوں کے نگہبان کی طرح ہے' جسے بجیلہ کا ایک آدمی انتباہ کرتا ہے جسے اشہب یا ابن اشہب کہا جاتا ہے' جو ظالموں کی قوم میں علامہ ہے۔

سفیان بیان کرتے ہیں کہ عمار الذہبی نے مجھے بتایا کہ ان کا ایک آدمی اسے لایا جسے اشہب یا ابن اشہب کہا جاتا تھا۔

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن معاذ نے' اپنے باپ سے عن شعبہ عن ابی اسحاق عن حامد الہمدانی ہم سے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مالک کو بیان کرتے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑے گھر کے شیطان ٹنڈے کو قتل کر دیا ہے' اور اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے قاتلین کو بہتر جانتا ہے اور علی بن عیاش' حبیب سے بحوالہ سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم تھا کہ جیش المروہ اور اہل نہروان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنت پڑ چکی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جیش المروہ اور قاتلین عثمان پر' اسے بیہقی نے روایت کیا ہے' پھر امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ الحاکم نے ہمیں بتایا کہ الاصم نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبدالجبار نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ نے عن اعمش عن اسماعیل بن رجاء عن ابیہ عن ابی سعید خدری ہم سے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ بلاشبہ تم میں وہ آدمی بھی ہے جو تاویل قرآن پر اس طرح جنگ کرے گا جیسے میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میں ہوں' فرمایا نہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میں ہوں' فرمایا نہیں بلکہ جوتیاں گانٹھنے والا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور یعقوب بن سفیان عن عبیداللہ بن معاذ عن ابیہ عن عمران بن جریر عن لاحق بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ نہروان میں جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا' چار ہزار آہن غرق انسان تھے پس مسلمانوں نے انہیں مرتب کر کے قتل کر دیا اور مسلمانوں میں سے صرف نو آدمی مارے گئے' اور اگر تو چاہے تو ابوبرزہ کے پاس جا' وہ اس بات کی شہادت دیں گے۔

میں کہتا ہوں کہ خوارج سے قتال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث بیان ہوئی ہیں اس لیے کہ وہ ایسے طرق سے بیان ہوئی ہیں جو اس کام کے ائمہ کے نزدیک یقین کا افادہ کرتی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس کا وقوع تمام اہل علم کو ضرورۃً معلوم ہے اور ان کے خروج کی کیفیت اور سبب اور اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ان سے مناظرہ کرنے اور ان میں سے بہت سے لوگوں کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرنے کا بیان عنقریب اپنے موقع پر آئے گا۔ ان شاء اللہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق آپ کی پیشگوئی اور اسی کے مطابق اس کا وقوع:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ علی بن بحر نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق نے ہم

Marfat.com

سے بیان کیا کہ زید بن خثیم محاربی نے محمد بن کعب بن خثیم سے بحوالہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوۃ العشیرہ کا منتظم بنایا تو فرمایا اے ابوتراب کیونکہ آپ نے ان پر مٹی پڑی ہوئی دیکھی کیا میں تم کو دو بدبخت ترین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک بتایئے' آپ نے فرمایا ثمود کا احیمر' جس نے ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں' اور اے علی' جو تیری چوٹی پر تلوار مار کر تیری داڑھی کو خون سے تر کر دے گا۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن الحسن بن مکرم عن ابی النضر عن محمد بن راشد عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن فضالہ بن ابی فضالہ' انصاری جس کا باپ بدری تھا۔ روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب کی اس بیماری میں' جس سے آپ کی وفات ہوئی' عیادت کرنے گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ کون سی چیز آپ کو آپ کے اس مقام پر قائم رکھے گی؟ اور اگر آپ کو موت آ گئی تو صرف جہینہ کے بدو ہی آپ کو اٹھا کر مدینہ لے جائیں گے اور اگر آپ کو موت آ گئی تو آپ کے اصحاب آپ کو سنبھال لیں گے اور آپ کا جنازہ پڑھیں گے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا' جب تک یہ داڑھی' میری چوٹی کے خون سے رنگ دار نہ ہو جائے' پس یوم صفین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ابوفضالہ نے بھی جنگ کی۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شریک نے عثمان بن مغیرہ سے بحوالہ زید بن وہب ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ خوارج کا لیڈر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا اللہ سے ڈر تو مرنے والا ہے' آپ نے فرمایا نہیں' اس ذات کی قسم' جس نے دانے کو پھاڑا' اور روح کو پیدا کیا ہے' بلکہ میں تلوار کی ضرب سے قتل ہوں گا' جو چوٹی پر لگے گی اور داڑھی کو تر کر دے گی' یہ ایک معہود عہد اور طے شدہ فیصلہ ہے اور جھوٹ بولنے والا ناکام ہوتا ہے' اور بیہقی نے صحیح اسناد کے ساتھ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق حضرت نبی کریم ﷺ کی پیشگوئی کو عن زید بن اسلم عن ابی سنان الدرکی عن علی روایت کی ہے' اور حیثم کی حدیث سے عن اسماعیل بن سالم عن ابی ادریس ازدی عن علی' روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی کہ میرے بعد عنقریب امت تجھ سے خیانت کرے گی' پھر انہوں نے اس حدیث کو قطر بن خلیفہ اور عبدالعزیز بن سیاہ کے طریق سے عن حبیب بن ابی ثابت عن ثعلبہ بن یزید الحمامی بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت نبی امی ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ عنقریب میرے بعد امت تجھ سے خیانت کرے گی۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اس ثعلبہ کے بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے' اور وہ اپنی اس حدیث کی متابعت نہیں کرتا' اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن محمد بن اسحاق الصنعانی عن ابی الاجوب الاحوص بن خباب' عن عمار بن زریق عن اعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ثعلبہ بن ابی یزید روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہے' کہ یہ داڑھی میرے سر کے خون سے ضرور رنگی جائے گی اور اس امت کے بدبخت ترین آدمی کو روکا نہیں جائے گا' عبداللہ بن سبیع نے کہا یا امیر المومنین اگر کسی شخص نے یہ کام کیا تو ہم اس کے خاندان کا پیچھا کریں گے' آپ نے فرمایا میں تجھ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ میری وجہ سے اس شخص کو قتل نہ کرنا جو میرا قاتل نہیں ہے' انہوں نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ خلیفہ نہیں بنائیں

Marfat.com

گے؟ فرمایا میں تم کو اس طرح چھوڑوں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے تم کو اس طرح چھوڑا تھا' انہوں نے کہا جب آپ ہمیں حاکم کے بغیر چھوڑ جائیں گے' تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ فرمایا میں کہوں گا' اے اللہ تو نے مجھے اپنی مرضی کے مطابق ان میں خلیفہ بنایا پھر تو نے مجھے وفات دے دی اور میں نے تجھے ان میں چھوڑا' چاہے تو ان کی اصلاح کر اور چاہے تو ان کو خراب کر۔

اور بیہقی نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ موقوف حدیث ہے اور اس میں الفاظ و معانی کے لحاظ سے غرابت پائی جاتی ہے' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے آپ کو ضرب لگائی' تو آپ منبر کے پاس صبح کی نماز کو جا رہے تھے اور آپ اس کی ضرب کے بعد دو دن زندہ رہے اور ابن ملجم کو محبوس کر دیا گیا اور حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسن کو وصیت کی جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی' اور آپ کو حکم دیا کہ وہ فوجوں میں سوار ہو نیز انہیں فرمایا' علی کو لونڈی کی طرح نہیں گھسیٹا جائے گا اور جب آپ فوت ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن ملجم کو قصاص میں قتل کر دیا گیا' اور بعض کا قول ہے کہ حد میں قتل کیا گیا۔ واللہ اعلم

پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما' فوجوں میں سوار ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف گئے' جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی سیادت اور اس کے بعد ان کے حکومت کے ترک کرنے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت دینے کے متعلق آپ کی پیشگوئی

امام بخاریؒ' دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ حسین الجعفی نے عن ابی موسیٰ عن الحسن عن ابی بکرہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت نبی کریم ﷺ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو لائے اور انہیں لے کر منبر پر چڑھ گئے اور فرمایا بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح کروا دے' اور امام بخاری کتاب الصلح میں بیان کرتے ہیں' کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے بحوالہ ابوموسیٰ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ خدا کی قسم حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے' پہاڑوں کی مانند فوجوں کے ساتھ حضرت معاویہ بن ابوسفیان کا سامنا کیا' اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا' میں فوجوں کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے مدمقابل لوگوں کو قتل کیے بغیر واپس نہ ہوں گی' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا خدا کی قسم وہ یعنی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دو آدمیوں سے بہتر تھے کہ اگر انہوں نے ان کو اور انہوں نے ان کو قتل کر دیا تو لوگوں کے معاملات کو سنبھالنے کے لیے میرا مددگار کون ہوگا؟ اور ان کی بیویوں کو سنبھالنے کے لیے میرا کون مددگار ہوگا؟ اور ان کی جاگیروں کو سنبھالنے کے لیے میرا کون مددگار ہوگا' پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنی عبد شمس میں سے قریش کے دو آدمیوں' عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم دونوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کے سامنے پیشکش کرو' اور ان سے بات چیت کرو اور ان کی طرف رغبت کرو' انہوں نے آ کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

Marfat.com

نے ان دونوں سے فرمایا' کہ ہم بنو عبد المطلب نے یہ مال حاصل کیا ہے اور بلاشبہ اس امت نے اپنے خون کے بارے میں خرابی کی ہے' ان دونوں نے کہا' وہ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے اس اس طرح پیشکش کرتے ہیں اور آپ کی طرف رغبت کرتے ہیں اور آپ سے مطالبہ کرتے ہیں' حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا اس بات کے لیے مجھے کون ضمانت دے گا؟ ان دونوں نے جواب دیا' ہم آپ کو اس کی ضمانت دیتے ہیں' پھر آپ نے جس چیز کے متعلق ان سے مطالبہ کیا ان دونوں نے کہا ہم آپ کو اس کی ضمانت دیتے ہیں' پس آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر لی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکرہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں تھے' آپ ایک دفعہ لوگوں کی طرف اور دوسری دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور دوسری دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروا دے۔

اور امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبد اللہ نے مجھے بتایا کہ ہمارے نزدیک اس حدیث کے متعلق حسن بن ابی بکرہ کا سماع ثابت ہے۔ اور اسی طرح امام بخاری نے اسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں اور کتاب الفتن میں عن علی بن المدینی عن سفیان بن عیینہ عن ابی موسیٰ یعنی اسرائیل بن موسیٰ بن ابی اسحاق روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے اسے اشعث کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح ابوداؤد اور نسائی نے علی بن زید بن جدعان کی حدیث سے روایت کی ہے' اور ان سب نے حسن بصری سے بحوالہ ابی بکرہ اسے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے' اور اس کے کئی طرق حسن سے مرسل ہیں اور یہ حسن اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے اور جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی' اسی طرح ہو بہو وقوع پذیر ہوئی۔

بلاشبہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ کے بعد امارت ملی اور وہ عراقی جیوش میں سوار ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف گئے۔ اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق دونوں صفین میں صف بند ہو گئے تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما صلح کی طرف مائل ہوئے' اور لوگوں سے خطاب کیا اور امارت سے دستبردار ہو کر اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا' یہ ۴۰ھ کا واقعہ ہے' پس دونوں فوجوں کے امراء نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور انہوں نے امت کے بوجھ اٹھا لیے اور اس سال کا نام ''عام الجماعۃ'' رکھا' کیونکہ اس میں ایک شخص پر ان کا اتفاق ہو گیا تھا اور ہم عنقریب اسے اپنے مقام پر مفصل طور پر بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور صادق و مصدوق نے دونوں گروہوں کے اسلام کی گواہی دی ہے' پس جو ان کی تکفیر کرتا ہے' یا ان میں سے کسی ایک کی محض وقوع پذیر واقعات کی وجہ سے تکفیر کرتا ہے وہ غلطی کرتا ہے اور نص نبوی محمدی کی مخالفت کرتا ہے' جو خواہش سے بات نہیں کرتے بلکہ وحی سے بات کرتے ہیں۔ اور اس سال میں وہ مدت پوری ہو گئی' جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا تھا کہ وہ آپ کے بعد مسلسل خلافت کی مدت ہے' جیسا کہ قبل ازیں آپ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ آپ

Marfat.com

نے فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہوگی' پھر ملوکیت ہو جائے گی اور ایک روایت میں عضوض کا لفظ آیا ہے' اور ایک روایت میں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہے کہ آپ نے کہا کہ ہم اس کی ملوکیت کو پسند کرتے ہیں۔

اور نعیم بن حماد نے اپنی کتاب الفتن والملاحم میں بیان کیا ہے کہ میں نے محمد بن فضیل کو عن السری بن اسماعیل عن عامر الشعبی عن سفیان بن عیینہ بیان کرتے سنا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ شب و روز کا خاتمہ نہ ہوگا حتیٰ کہ اس امت کا ایک وسیع قدم اور موٹی بلغم والے آدمی پر اتفاق ہو جائے گا اور وہ کھانا کھائے گا اور سیر نہ ہوگا' اس روایت میں یہ اس طرح بیان ہوا ہے اور اس اسناد کی روایت میں ہے کہ شب و روز کا خاتمہ نہ ہوگا حتیٰ کہ یہ امت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اتفاق کر لے گی۔

اور بیہقی نے اسماعیل بن مہاجر کی حدیث سے جو ضعیف ہے۔ بحوالہ عبدالملک بن عمار روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے خلافت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول نے آمادہ کیا ہے' آپ نے مجھے فرمایا اے معاویہؓ! اگر تو بادشاہ بنے تو نیکی کرنا۔ پھر امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس کے شواہد بھی موجود ہیں' جن میں سے عمرو بن یحییٰ کی حدیث بھی ہے جو سعید بن العاص سے بحوالہ ان کے دادا سعید سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے چھاگل لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل پڑے' آپ نے ان کی طرف دیکھا تو فرمایا اے معاویہ رضی اللہ عنہ اگر تجھے امارت ملے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل سے کام لینا' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہمیشہ خیال کرتا رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے میں اس کام میں مبتلا ہوں گا۔

اور دوسرا شاہد ثوری کی حدیث ہے جو ثور بن یزید سے عن راشد بن سعد الداری عن معاویہ رضی اللہ عنہ مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے سنا کہ اگر تو نے لوگوں کی کمزوریوں کا پیچھا کیا تو تو انہیں خراب کر دے گا یا قریب ہے کہ تو انہیں خراب کر دے' پھر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ وہ بات بیان کرتے ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور اللہ نے اس کے ذریعے انہیں فائدہ پہنچایا' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے ہشیم کے طریق سے عن العوام بن حوشب عن سلیمان ابن ابی سلیمان عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور بادشاہت شام میں ہوگی۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حمزہ نے بحوالہ زید بن واقد ہم سے بیان کیا کہ بشیر بن عبیداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوادریس خولانی نے بحوالہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کتاب کا عمود اٹھ گیا ہے اور وہ میرے سر کے پیچھے سے اٹھا ہے اور میں نے خیال کیا کہ اسے بچایا گیا ہے' پس میری نگاہوں نے اس کا پیچھا کیا تو اسے شام لے جایا گیا' آگاہ رہو۔ جب فتنے وقوع پذیر ہوں گے۔ تو ایمان شام میں ہوگا' یہاں پر بیہقی نے اسے یعقوب بن سفیان کے طریق سے عن عبداللہ بن یوسف عن یحییٰ بن حمزہ سلمی کی روایت کیا ہے' امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ اسناد صحیح ہے اور انہوں نے اسے ایک اور طریق سے بھی روایت کیا ہے' پھر

Marfat.com

انہوں نے اسے عقبہ بن علقمہ کے طریق سے عن سعید بن عبدالعزیز دمشقی عن عطیہ قیس بن عبداللہ بن عمر روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ کتاب کا عمود میرے تکیے کے نیچے سے اکھڑ گیا ہے' پس میں نے دیکھا تو ایک پھیلنے والا نور اسے شام لے گیا ہے' آگاہ رہو کہ جب فتنے وقوع پذیر ہوں گے تو ایمان شام میں ہوگا۔ پھر بیہقی نے اسے ولید بن مسلم کے طریق سے عن سعید بن عبدالعزیز عن یونس بن میسرہ عن عبداللہ بن عمر بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' پھر اسی طرح حدیث بیان کی' ہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنی نگاہوں سے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ اسے لے جایا گیا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ جب فتنے وقوع پذیر ہوں گے' اس وقت ایمان شام میں ہوگا۔

ولید بیان کرتے ہیں کہ عنبر بن معدان نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے سلیمان بن عامر کو عن ابی امامہ عن رسول اللہ ﷺ اسی کی مانند بیان کیا ہے سنا' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ نصر بن محمد بن سلیمان حمصی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوحمزہ محمد بن سلیمان سلمی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی قیس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک نوری عمود میرے سر کے نیچے سے پھیل کر نکلا ہے اور شام میں ٹک گیا ہے۔ اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے زہری سے بحوالہ عبداللہ بن صفوان ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ صفین کے روز ایک آدمی نے کہا اے اللہ اہل شام پر لعنت کر' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا سب اہل شام کو دشنام نہ دے' بلاشبہ وہاں ابدال بھی ہیں' بلاشبہ وہاں ابدال بھی ہیں' بلاشبہ وہاں ابدال بھی ہیں' اور اسے ایک اور طریق سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ صفوان نے ہم سے بیان کیا کہ شریح ابن عبید الحضرمی نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں' کہ عراق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اہل شام کا ذکر ہوا' تو لوگ کہنے لگے یا امیر المومنین ان پر لعنت کیجیے' آپ نے فرمایا نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان فرماتے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس آدمی ہیں' جب کبھی کوئی ان میں سے مرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک آدمی کو بدل دے گا' ان کے طفیل بارش مانگی جائے گی اور ان کے طفیل دشمنوں پر فتح ہوگی اور ان کے طفیل اہل شام سے عذاب دور ہوگا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس میں انقطاع پایا جاتا ہے' اور ابوحاتم رازی نے بیان کیا ہے کہ شریح بن عبید نے اس حدیث کو ابوامامہ اور ابومالک اشعری سے نہیں سنا اور ان دونوں سے اس کی روایت مرسل ہے' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کے متعلق تیرا کیا خیال ہے' حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے پہلے وفات پائی ہے۔

قبرص کے ساتھ سمندری جنگ کرنے والوں کے بارے میں آپ کی پیشگوئی:

مالک' اسحاق بن عبداللہ سے بحوالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحان کے ہاں آیا کرتے تھے' اور وہ آپ کو کھانا کھلایا کرتی تھیں' اور وہ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' ایک روز آپ ان کے ہاں گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا' پھر وہ بیٹھ کر آپ کے سر کو صاف کرنے لگیں' تو رسول اللہ ﷺ سو گئے پھر

Marfat.com

مسکراتے ہوئے بیدار ہو گئے' وہ بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ راہ خدا میں جنگ کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کیے گئے ہیں' وہ اس سمندر کے بڑے حصے پر سوار ہوں گے اور وہ خاندان پر بادشاہ ہوں گے یا خاندان پر بادشاہوں کی مانند ہوں گے۔ اسحاق کو شک ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل کر دے' آپ نے ان کے لیے دعا کی' پھر سر رکھ کر سو گئے پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے' وہ بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ راہ خدا میں جنگ کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کیے گئے ہیں' جیسا کہ آپ نے پہلی بار فرمایا تھا' وہ بیان کرتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے' آپؐ نے فرمایا تو پہلے لوگوں میں شامل ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ام حرام بنت ملحان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سمندر کا سفر کیا اور جب سمندر سے باہر نکلیں تو آپ کی سواری نے آپ کو گرا دیا اور آپ فوت ہو گئیں۔ امام بخاری نے اسے عبید اللہ بن یوسف اور مسلم سے بحوالہ یحییٰ بن یحییٰ روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے مالک سے روایت کیا ہے۔ اور صحیحین میں اسے لیث اور حماد بن زید کی حدیث سے روایت کیا گیا ہے اور ان دونوں نے یحییٰ بن سعید سے اور محمد بن یحییٰ بن حبان سے' انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کی خالہ حضرت ام حرام بنت ملحان سے روایت کی ہے اور انہوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار ہونے والے پہلے سواروں کے ساتھ اپنے خاوند کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے نکلیں' یا حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار ہونے والے پہلے مسلمانوں کے ساتھ نکلیں' اور جب وہ اپنی جنگ سے واپس لوٹے تو شام میں اترے اور ان کی سواری کو ان کے قریب کیا گیا تا کہ وہ اس پر سوار ہو جائیں تو اس نے انہیں گرا دیا اور وہ فوت ہو گئیں' اور بخاری نے اسے ابو اسحاق فزاری کی حدیث سے عن زائدہ عن ابی حوالہ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن عن انس روایت کیا ہے' اور ابو داؤد نے اسے معمر کی حدیث سے عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن اخت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کیا ہے۔

Marfat.com

باب:

رومیوں کی جنگ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن یزید دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ یحیٰ بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ ثور بن یزید نے بحوالہ خالد بن معدان مجھ سے بیان کیا کہ عمیر بن اسود عنسی نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ حضرت عبادہ بن الصامت کے پاس آیا جبکہ وہ ساحل حمص پر اتر رہے تھے اور وہ اپنے گھر میں تھا' اور ان کے ساتھ حضرت ام حرام بھی تھیں' عمیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام حرام نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میری امت کی پہلی فوج جو سمندری جنگ کرے گی اس نے جنت کو واجب کر لیا ہے' حضرت ام حرام بیان کرتی ہیں میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں بھی ان میں شامل ہوں؟ فرمایا تو بھی ان میں شامل ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی پہلی فوج جو قیصر کے شہر سے جنگ کرے گی' اسے اللہ نے بخش دیا ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی ان میں شامل ہوں' فرمایا نہیں' امام بخاریؒ اصحاب کتب ستہ کو چھوڑ کر اس کی روایت میں متفرد ہیں اور بیہقی نے اسے الدلائل میں عن الحاکم عن ابی عمرو بن ابی جعفر عن الحسن بن سفیان عن ہشام بن عمار الخطیب عن یحیٰ بن حمزہ قاضی روایت کیا ہے' جو پہلی حدیث کے مفہوم کی مانند ہے۔

اور اس میں نبوت کے تین دلائل ہیں' اوّل یہ کہ آپ نے پہلی سمندری جنگ کے متعلق خبر دی جو ۲۷ھ میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی' جب آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی نیابت میں قبرص کے ساتھ جنگ کی اور حضرت ام حرام بنت مِلحان بھی اپنے خاوند حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی معیت میں ان کے ساتھ تھیں جو شبِ عقبہ کے نقباء میں سے ایک نقیب تھے' اور آپ ان کی جنگ سے واپسی پر وفات پا گئیں اور حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ شام میں قتل ہو گئے' جیسا کہ قبل ازیں بخاری کی روایت کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے اور ابن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے ۲۷ھ میں قبرص میں وفات پائی۔

اور دوسری جنگ' جنگ قسطنطنیہ ہے جو پہلی فوج کے ساتھ آپ نے لڑی' اور اس فوج کا سالار' یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھا' یہ جنگ ۵۲ھ میں ہوئی اور ان کے ساتھ' حضرت ابوایوبؓ اور حضرت خالد بن زید انصاریؓ بھی تھے حضرت ابوایوبؓ نے وہیں وفات پائی' رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ اور حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ نہ تھیں' کیونکہ آپ اس سے قبل' پہلی جنگ میں ہی وفات پا چکی تھیں' پس اس حدیث میں دلائل نبوت کے تین نشان ہیں' اوّل دو جنگوں کے بارے میں خبر دینا' دوم اس عورت کے متعلق خبر دینا کہ وہ پہلے لوگوں میں سے ہے' سوم یہ خبر دینا کہ وہ دوسرے لوگوں میں سے نہیں ہے' اور ایسے ہی وقوع میں آیا۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ

غزوہ ہند کے بارے میں پیشگوئی:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہشیم نے سیار بن حسین بن عبیدہ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان

Marfat.com

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا پس اگر میں شہید ہو گیا تو میں بہترین شہداء میں سے ہوں گا اور اگر میں واپس آ گیا تو میں آزاد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہوں گا۔ نسائی نے اسے ہشیم اور زید بن انیسہ کی حدیث سے یسار سے بحوالہ جبیر روایت کیا ہے' اور بعض جبیر بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا' پھر اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ البراء نے حسن سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل صادق و مصدوق رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس امت کی ایک فوج کو سندھ اور ہند کی جانب بھیجا جائے گا اور اگر میں نے اس فوج کو پا لیا اور میں شہید ہو گیا تو فبہا' ورنہ میں' میں ہی ہوں' اور انہوں نے واپسی کی بات بیان کی ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بات بیان کرنے والا ہوں اور اللہ نے مجھے دوزخ سے آزاد کر دیا ہے۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۴۴ھ میں مسلمانوں نے ہندوستان کے ساتھ جنگ کی اور وہاں کچھ ایسے امور پیش آئے جن کی تفصیل ان کے مقامات پر ہو گی' اور عظیم الشان بادشاہ محمود بن سبکتگین حاکم غزنی نے ۴۰۰ھ کی حدود میں بلادِ ہند سے جنگ کی اور ان میں داخل ہو کر قتلِ عام کیا اور مردوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا اور غنیمت حاصل کی اور سومنات میں داخل ہو کر سب سے بڑے بت کو توڑ دیا' جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور اس کی تلواریں اور ہار چھین لیے۔ اور پھر مظفر و منصور ہو کر واپس آ گیا۔

ترکوں سے جنگ کرنے کے متعلق پیشگوئی:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالزناد نے عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ سے بیان کیا آپ فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت قائم ہو گی جب تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے' جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے' نیز تم چھوٹی آنکھوں' سرخ چہروں' چھوٹی اور ہموار ناک والوں سے جنگ کرو گے' گویا ان کے چہرے' کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں اور تم بہترین آدمی کو اس امر سے سب سے زیادہ کراہت کرنے والا پاؤ گے' حتیٰ کہ وہ بھی اس میں شامل ہو جائے گا' اور لوگ' معادن ہیں' جاہلیت میں ان کے بہتر آدمی' اسلام میں بھی ان کے بہتر آدمی ہیں' اور تم میں سے ایک پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ مجھے اپنا محبوب تر دیکھے' بجائے کہ وہ اس کے اہل و مال جیسا ہو' اس طریق سے روایت کرنے میں امام بخاری متفرد ہیں' پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے عن معمر عن ہمام عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت' اس وقت قائم ہو گی جب تم اعاجم کے شہروں خوزا اور کرمان سے جنگ کرو گے' ان کے چہرے سرخ' ناک چپٹے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی' گویا ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں' ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے' اور عبدالرزاق سے دوسروں نے اس کی متابعت کی ہے۔

اور امام احمد سے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ عبدالرزاق نے اپنے قول میں ''خوزا'' کو ''خاء'' کے ساتھ بیان کرنے میں غلطی کی ہے اور یہ لفظ ''جیم'' کے ساتھ جوزا اور کرمان ہے' یہ دونوں مشرق کے مشہور شہر ہیں۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے عن زہری عن سعید عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا اور اسے حضرت نبی

Marfat.com

کریم ﷺ تک پہنچایا ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہیں اور ان کے جوتے بالوں کے ہیں۔ اور نسائی کے سوا ایک جماعت نے اسے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے بیان کیا کہ قیس نے مجھے بتایا کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تین سال تک رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے اور ان سالوں میں مجھ سے بڑھ کر حدیث کو یاد کرنے کا خواہشمند کوئی نہ تھا' میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے اور آپ نے اس طرح اپنے ہاتھ سے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور وہ یہ بارز ہیں' اور سفیان نے ایک دفعہ بیان کیا کہ وہ اہل بارز ہیں۔ اور مسلم نے اسے ابوکریب سے بحوالہ ابواسامہ اور وکیع روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم' عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے' گویا ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں' وہ سرخ چہرے اور چھوٹی آنکھوں والوں ہوں گے۔

میں کہتا ہوں کہ سفیان بن عیینہ کا قول کہ ''بلاشبہ وہ اہل بارز ہیں'' اس کے متعلق روایت میں مشہور ہے کہ ''ز'' ''ر'' ''ز'' مقدم ہے اور شاید یہ تصحیف ہے جو بارز کے قائل پر مشتبہ ہوگئی ہے اور ان کی زبان میں اسے بازار کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حسن سے سنا کہ عمرو بن ثعلب نے ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا کہ علامات میں سے یہ بھی ہے کہ تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے' جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے یا وہ بالوں کو پہنتے ہوں گے اور یہ بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ تم چوڑے چہرے والے لوگوں سے جنگ کرو گے' گویا ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں' اور امام بخاری نے اسے سلیمان بن حرب اور ابونعمان سے بحوالہ جریر بن حازم روایت کیا ہے' حاصل کلام یہ ہے کہ صحابہؓ کے زمانے کے آخر میں ترکوں سے جنگ ہوئی اور انہوں نے خانِ اعظم سے جنگ کی اور اسے عظیم شکست دی' جیسا کہ ہم جب اس مقام پر پہنچیں گے تو اسے بیان کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک اور پیشگوئی:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن یوسف الازرق نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک شخص آیا اس کے چہرے پر عاجزی کا نشان تھا' اس نے اختصار کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی' تو لوگوں نے کہا یہ شخص اہل جنت میں سے ہے اور جب وہ باہر نکلا تو میں اس کے پیچھے پیچھے گیا' حتیٰ کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا اور میں بھی اس کے ساتھ ہی داخل ہو گیا اور میں نے اس سے بات بیان کی اور جب وہ مانوس ہو گیا تو میں نے اسے کہا کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے اس اس طرح بات کی ہے اس نے کہا سبحان اللہ' خدا کی قسم کسی کے لیے روا نہیں کہ وہ اس بات کو بیان کرے جسے وہ نہیں جانتا' اور میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک خواب دیکھا اور اسے آپ کو سنایا' میں نے دیکھا کہ میں ایک سرسبز باغ میں ہوں۔ ابن عون بیان کرتے ہیں کہ اس نے اس کی سرسبزی اور وسعت کو بیان کیا۔ جس کے وسط میں ایک آہنی

Marfat.com

ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں اور بالائی حصہ آسمان میں ہے اور اس کے اوپر ایک کڑا ہے' مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ' میں نے کہا میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا' پس ایک خدمت گار آیا اور اس نے میرے پیچھے سے کپڑا اٹھا کر کہا کہ اس پر چڑھ جاؤ' پس میں نے چڑھ کر کڑے کو پکڑ لیا تو اس نے کہا کڑے کو مضبوطی سے پکڑے رکھو' میں بیدار ہوا تو وہ کڑا میرے ہاتھ میں تھا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خواب سنایا تو آپ نے فرمایا' باغ سے مراد اسلام کا باغ ہے اور ستون سے مراد اسلام کا ستون ہے اور کڑا وہی مضبوط کڑا ہے' تیری موت اسلام پر ہو گی۔ راوی بیان کرتا ہے وہ عبداللہ بن سلام تھے۔

امام بخاری نے اسے ابن عون کی حدیث سے روایت کیا ہے' پھر امام احمد نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے عن عاصم بن بہدلہ' عن المسیب بن رافع عن خرشتہ بن الحرعن عبداللہ بن سلام روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ حتیٰ کہ میں ایک پھسلنے والے پہاڑ تک پہنچ گیا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا کیا دیکھتا ہوں کہ میں اس کی چوٹی پر ہوں' پس میں نہ ٹھہرا اور نہ میں چمٹا' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آہنی ستون میرے ہاتھ میں ہے اور اس کی چوٹی ایک سنہری حلقہ ہے' جس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا' حتیٰ کہ میں نے کڑے کو پکڑ لیا' اور اس نے پوری حدیث کو بیان کیا ہے۔ اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں اعمش کی حدیث سے عن سلیمان بن مسہر عن حرشتہ ابن الحرعن عبداللہ بن سلامؓ روایت کیا ہے' اور اسے بیان کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہاں تک کہ مجھے ایک پہاڑ کے پاس لایا گیا اور اس نے مجھے کہا کہ چڑھ اور جب میں چڑھنے کا ارادہ کرتا اپنے سر کے بل گر پڑتا' حتیٰ کہ میں نے یہ کام کئی بار کیا اور جب اس نے اپنا خواب بیان کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا پہاڑ سے مراد شہداء کا مقام ہے اور تو اسے ہرگز حاصل نہیں کر سکے گا۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ دوسرا معجزہ ہے کہ آپ نے خبر دی ہے کہ وہ شہادت سے سرفراز نہ ہوں گے اور ایسے ہی ہوا' اور ابو عبید القاسم بن سلام وغیرہ کے بیان کے مطابق حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ۴۳ھ میں وفات پا گئے۔

سرف میں حضرت میمونہؓ بنت الحارث کے گھر کی پیشگوئی:

امام بخاری تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ عبدالواحد بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عبداللہ بن الاصم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن الاصم نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بیماری سخت ہو گئی اور ان کے بھانجوں میں سے کوئی شخص ان کے پاس موجود نہ تھا' تو وہ کہنے لگیں' مجھے مکہ سے باہر لے چلو' بلاشبہ میں یہاں نہیں مروں گی' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ میں مکہ میں نہیں مروں گی تو وہ اسے اٹھا کر سرف میں اس درخت کے پاس لے آئے جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ نے خیمے کی جگہ پر ان سے نکاح کیا تھا' پس وہ فوت ہو گئیں' اور ان کی موت صحیح روایت کے مطابق ۵۱ھ میں ہوئی۔

حجر بن عدی اور ان کے اصحاب کے قتل کے بارے میں پیشگوئی:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے ہم سے بیان کیا کہ حارث بن یزید سے

Marfat.com

بحوالہ عبداللہ بن رزین غافقی مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ اے اہل عراق! عنقریب تم میں سے سات آدمی عذراء مقام پر قتل ہوں گے' ان کی مثال اصحاب اخدود (خندقوں والے) کی ہوگی' پس حجر بن عدی اور ان کے اصحاب قتل ہو گئے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ زیاد بن سمیہ نے' منبر پر حضرت علی بن ابی طالب کا ذکر کیا تو حجر نے سنگریزے پکڑ لیے' پھر انہیں چھوڑ دیا اور اس کے اردگرد جو لوگ تھے انہوں نے زیاد کو سنگریزے مارے' تو اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حجر نے منبر پر مجھے سنگریزے مارے ہیں تو حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا کہ وہ حجر پر حملہ کر دے۔ پس جب وہ دمشق کے نزدیک پہنچے تو اس نے ان کے ساتھ لڑنے کے لیے آدمی بھیجے تو عذراء مقام پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے انہیں قتل کر دیا' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ حرملہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے بحوالہ ابوالاسود مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے تو آپ نے پوچھا کہ تجھے اہل عذراء یعنی حجر اور اس کے اصحاب کے قتل پر کس بات نے آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا اے ام المومنین! میں نے ان کے قتل میں امت کی اصلاح اور ان کی زندگی میں امت کی خرابی دیکھی ہے' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ عنقریب عذرا میں کچھ لوگ قتل ہوں گے جن کی خاطر اللہ اور آسمان والے غصے ہو جائیں گے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن علی بن زید عن سعید بن المسیب عن مروان بن الحکم ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا تو آپ نے فرمایا اے معاویہ تو نے حجر اور اس کے اصحاب کو قتل کیا ہے اور تو نے جو کیا ہے سو کیا ہے' کیا تو ڈرتا نہیں کہ میں نے تیرے قتل کے لیے ایک آدمی چھپا رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' میں دارالامان میں ہوں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے' ایمان' غفلت میں قتل کرنے کی بیڑی ہے' وہ غفلت میں قتل نہیں کرتا' اے ام المومنین! مومن غفلت میں حملہ نہیں کرتا' اس کے سوا' میں آپ کی ضروریات کے بارے میں کیسا ہوں؟ آپ نے فرمایا اچھے ہو' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھے اور حجر کو چھوڑ دو یہاں تک کہ ہم اپنے رب کے پاس ایک دوسرے سے ملیں۔

ایک اور حدیث:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن معاذ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن ابی سلمہ عن ابی النضرہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دس اصحاب سے فرمایا کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا' ان میں سمرہ بن جندب بھی شامل تھے' ابونضرہ بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے آخری مرنے والے سمرہ بن جندبؓ تھے۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس کے رواۃ ثقہ ہیں' لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابونضرہ العبدی کا سماع ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

پھر انہوں نے اسماعیل بن حکیم کے طریق سے' عن یونس بن العبید عن الحسن عن انس بن حکیم روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ سے گزر رہا تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوگئی' اور انہوں نے سب سے پہلے مجھ سے سمرہ کے متعلق پوچھا' اور اگر میں انہیں زندگی اور صحت کی اطلاع دیتا تو وہ خوش ہو جاتے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری نگرانی کی اور ہمارے چہروں پر غور کیا اور دروازے کی چوکھٹ کے دونوں بازو پکڑ لیے اور فرمایا کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا' پس ہم میں سے آٹھ آدمی فوت ہو چکے ہیں اور میرے اور سمرہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہا' اور مجھے سب سے محبوب امر یہی ہے کہ میں موت کا مزا چکھ چکا ہوتا' اور ایک دوسرے طریق سے اس کا شاہد بھی موجود ہے' اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے بحوالہ اوس بن خالد ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب ابو محذورہ کے پاس آتا تو وہ مجھ سے سمرہ کے متعلق پوچھتے اور جب میں سمرہ کے پاس جاتا تو وہ مجھ سے ابو محذورہ کے متعلق پوچھتے' میں نے ابو محذورہ سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ جب بھی میں آپ کے پاس آتا ہوں آپ مجھ سے سمرہ کے متعلق پوچھتے ہیں اور جب میں سمرہ کے پاس جاتا ہوں تو وہ مجھ سے آپ کے متعلق پوچھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں' سمرہ اور ابو ہریرہؓ ایک گھر میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے پھر ابو محذورہ فوتؓ ہوئے اور پھر سمرہ فوت ہوئے۔

اور عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے ہمیں بتایا کہ میں نے ابن طاؤس وغیرہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ' سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما اور ایک اور آدمی سے فرمایا کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا' پس وہ آدمی ان دونوں سے پہلے مر گیا' اور حضرت ابو ہریرہؓ اور سمرہؓ باقی رہ گئے اور جب کوئی آدمی' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غصہ دلانا چاہتا تو کہتا کہ سمرہؓ فوت ہو گیا ہے اور جب وہ اس بات کو سنتے تو انہیں غشی ہو جاتی اور وہ بے ہوش ہو جاتے' پھر حضرت ابو ہریرہ' سمرہ رضی اللہ عنہما سے پہلے فوت ہو گئے' اور سمرہ نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا' اور بیہقی نے ان روایات کی اکثریت کو بعض کے انقطاع سے اور اس کے مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے' پھر بیان کرتے ہیں کہ بعض اہل علم کا قول ہے کہ سمرہ' آگ میں جل کر مرے تھے' پھر بیان کرتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے آگ میں داخل ہوں پھر اپنے ایمان کے باعث نجات پا جائیں اور آگ سے شافعین کی شفاعت سے باہر نکل آئیں۔ واللہ اعلم

پھر انہوں نے ہلال بن العلاء الرقی کے طریق سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن معاویہ نے ایک آدمی کے حوالے سے جس کا انہوں نے نام بھی بتایا تھا' انہیں بتایا کہ سمرہؓ نے دھونی لی اور اپنے آپ سے غافل ہو گئے' اور ان کے اہل بھی ان سے غافل ہو گئے' حتیٰ کہ انہیں آگ نے پکڑ لیا۔

میں کہتا ہوں کہ بیہقی کے سوا' دوسروں نے بیان کیا ہے کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو شدید سردی لگ گئی اور ان کے لیے گرم پانی سے بھری ہوئی دیگ کے نیچے آگ جلائی جاتی تھی اور وہ اس کی بھاپ سے گرمی حاصل کرنے کے لیے اس پر بیٹھتے تھے اور ایک روز اس میں گر کر مر گئے اور ان کی وفات ۵۹ھ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک سال بعد ہوئی اور جب زیاد بن سمیہ کوفہ جاتا تو

Marfat.com

یہ بصرہ میں اس کی نیابت کرتے ہیں اور جب وہ بصرہ جاتا تو کوفہ میں اس کی نیابت کرتے۔
اور وہ سال میں ان دونوں شہروں میں چھ چھ ماہ رہتے اور وہ خوارج پر بڑے سخت گیر تھے اور ان میں بہت قتل کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ آسمان کے نیچے سب سے بڑے مقتول ہیں اور حسن بصریؒ اور محمد بن سیرین اور دیگر علمائے بصرہ ان کی تعریف کرتے ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے متعلق پیشگوئی:

بیہقی نے مسلم بن ابراہیم کی حدیث سے بحوالہ عمرو بن مرزوق الواضحی روایت کی ہے کہ یحییٰ بن سعید الحمید بن رافع نے اپنی دادی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ رافع بن خدیج کے سینے میں تیر لگا' عمرو بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے یوم اُحد اور یوم حنین میں سے کس کا نام لیا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا تیر کھینچ دیجیے تو آپ نے اسے فرمایا اے رافع اگر تو پسند کرے تو میں تیر اور دستہ دونوں کھینچ دوں اور اگر تو چاہے تو تیر کھینچ لوں اور دستہ چھوڑ دوں اور میں قیامت کے روز تیرے لیے گواہی دوں کہ تو شہید ہے' اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیر کھینچ دیجیے' اور دستے کو چھوڑ دیجیے' اور قیامت کے روز میرے لیے گواہی دیجیے کہ میں شہید ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ زندہ رہے حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں زخم خراب ہو گیا اور وہ عُصر کے بعد فوت ہو گئے' اسی طرح اس روایت میں بیان ہوا ہے کہ ان کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں ہوئی۔ اور واقدی اور دیگر کئی لوگوں نے جو بیان کیا ہے کہ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی' اور بعض کا قول ہے کہ ۷۴ھ میں ہوئی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات بلا اختلاف ۶۰ھ میں ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

آپ کی وفات کے بعد بنی ہاشم میں ہونے والے فتنوں کے متعلق آپ کی پیشگوئی:

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن اعمش عن زید بن وہب عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ عنقریب خود غرضی اور ایسے امور پیدا ہوں گے جن کو تم ناپسند کرو گے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا جو حق تمہارے ذمے ہے اسے ادا کرتے رہنا اور جو تمہارا حق ہے اس کے متعلق اللہ سے دعا کرنا۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عبدالرحیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معمر اسماعیل بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ ابو اسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن ابی التیاح عن ابی زرعہ عن ابی ہریرۃؓ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قریش کے اس قبیلے کو ہلاک کر دیں گے' انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کاش لوگ ان سے الگ رہیں' اور مسلم نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بحوالہ ابو اسامہ روایت کیا ہے۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمود نے بیان کیا کہ ابو داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ ابو التیاح ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہ سے سنا اور احمد بن محمد المکی نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے اپنے دادے کے حوالہ سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مروان اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے صادق و مصدوق کو بیان کرتے سنا کہ میری امت کی ہلاکت' قریش کے نوجوان کے ہاتھوں ہو گی' تو

Marfat.com

مروان کہنے لگا' نوجوان؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بھی بتا دوں کہ وہ فلاں بنی فلاں ہیں' بخاری اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ ابو امیہ عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے دادا سعید بن عمرو بن سعید نے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ میری امت کی ہلاکت' نوجوان کے ہاتھوں ہوگی' مروان نے پوچھا اور وہ دائرہ میں ہمارے ساتھ ہیں' یہ مروان کے حاکم بننے سے قبل کا واقعہ ہے' پس ان نوجوان پر اللہ کی لعنت ہو' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم بخدا اگر میں بنی فلاں اور بنی فلاں کہنا چاہتا تو میں ایسا کر دیتا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں اپنے باپ اور دادے کے ساتھ بنی مروان کے بادشاہ بننے کے بعد بنی مروان کے پاس جایا کرتا تھا' تو وہ بچوں کی بیعت کیا کرتے تھے اور ان میں سے ان کے ایک موافق نے' جو چیتھڑا پہنے تھا' ہمیں کہا' ہوسکتا ہے کہ یہ تمہارے وہی اصحاب ہوں جن کا ذکر تو نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کرتے سنا ہے کہ یہ ملوک ایک دوسرے کی مانند ہوں گے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن نے سفیان سے بحوالہ سماک ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ظالم نے مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ میری امت کی خرابی قریش کے بیوقوف نوجوان کے ہاتھوں ہوگی۔ پھر احمد نے اسے عن زید بن الحباب عن سفیان ثوری عن سماک عن مالک بن ظالم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ پھر غندر اور روح بن عبادہ نے عن سفیان عن سماک بن حرب عن مالک بن ظالم روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا اور روح نے یہ اضافہ کیا ہے کہ مروان بن الحکم سے بیان کرتے سنا کہ میں نے صادق و مصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے بے وقوف امراء کے نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عبدالرحمن نے ہم سے بیان کیا کہ حیوۃ نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن ابی عمرو خولانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن قیس التجیبی نے اسے بتایا کہ اس نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ ساٹھ سال کے بعد خلف ہوں گے (جو نماز کو ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے اور عنقریب وہ گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں گے) پھر خلف ہوں گے جو قرآن کو پڑھیں گے' جوان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا' اور قرآن کو مومن' منافق اور فاجر تینوں پڑھیں گے' اور بشیر کہتے ہیں کہ میں نے ولید سے کہا' یہ تینوں کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ منافق قرآن کا منکر ہے اور فاجر اس کے ذریعے کھاتا ہے اور مومن اس پر ایمان لاتا ہے' احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں' اور اس کا اسناد سنن کی شرط کے مطابق جید اور قوی ہے۔

اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن الحسن بن علی بن عفان عن ابی اسامہ عن مجالد عن الشعبی روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے واپس آئے تو فرمایا اے لوگو! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو ناپسند نہ کرو' اگر تم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کھو دیا تو تم حنظل کی طرح سروں کو کندھوں سے اچھلتے دیکھو گے' پھر بیہقی نے عن الحاکم وغیر عن الاصم عن العباس ابن

Marfat.com

الولید بن زید عن ابیہ عن جابر عن عمیر بن ہانی روایت کی ہے کہ اس نے اس سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار میں چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ مجھے ساٹھ کا سال نہ ملے تمہارا برا ہو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کنپٹیوں کو پکڑ لو اے اللہ مجھے بچوں کی امارت نہ ملے۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس بات کو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عمر الحزامی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن سلیمان نے عن ابی تمیم البعلبکی عن ہشام بن الغاز عن ابن مکحول عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امر ہمیشہ انصاف واعتدال کے ساتھ قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص اسے توڑ دے گا۔ اور بیہقی نے عوف الاعرابی کے طریق سے عن ابی خلدہ عن ابی العالیہ عن ابی ذر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ بلاشبہ میری سنت کو بدلنے والا پہلا شخص بنی امیہ سے ہوگا' یہ حدیث ابوالعالیہ اور ابوذر کے درمیان منقطع ہے۔ اور بیہقی نے ابوعبیدہ کی متقدم حدیث سے اسے ترجیح دی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ شک پڑتا ہے کہ یہ شخص' یزید بن معاویہ بن ابی سفیان ہو۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں یزید بن معاویہ کے متعلق لوگوں کی کئی قسمیں ہیں' ان میں سے کچھ تو اس سے محبت اور دوستی رکھتے ہیں' یہ شامی خوارج کا گروہ ہے اور روافض اس کو برا بھلا کہتے ہیں اور اس پر بہت سی باتوں کا افتراء کرتے ہیں جو اس میں موجود ہی نہیں' اور ان میں سے بہت سے لوگ اس پر زندقیت (بے دین ہونے) کی تہمت لگاتے ہیں' حالانکہ وہ ایسا نہ تھا' اور دوسرا گروہ نہ اس سے محبت رکھتا ہے اور نہ اسے دشنام کرتا ہے' کیونکہ اسے پتہ ہے کہ وہ زندیق نہ تھا' جیسے کہ رافضی بیان کرتے ہیں' اس لیے کہ اس کے زمانے میں برے واقعات اور ناپسندیدہ امور کا وقوع ہوا تھا' اور ان واقعات میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ واقعہ کربلا میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا قتل ہونا ہے مگر یہ اس کے علم سے نہیں ہوا' اور شاید وہ اس سے راضی بھی نہ ہو اور نہ اس نے آپ کو تکلیف دی ہو' یہ واقعہ نہایت ناپسندیدہ امور میں سے ہے' اور مدینہ نبویہ میں حرۃ کا واقعہ' قبیح امور میں سے ہے جسے ہم اس وقت بیان کریں گے' جب ہم تاریخ میں اس مقام پر پہنچیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قتل کے متعلق پیشگوئی:

اور حدیث میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق بیان ہوا ہے' امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد بن حسان نے ہم سے بیان کیا کہ عمارہ بن زاذان نے ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ہمارے دروازے کی نگہبانی کرنا کہ کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے' پس حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما آئے اور چھلانگ لگا کر اندر چلے گئے' اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر چڑھنے لگے تو فرشتے نے آپ سے کہا' کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں' فرشتے نے کہا بلاشبہ آپ کی امت اسے قتل کرے گی' اور اگر آپ اسے پسند کریں تو میں آپ کو وہ جگہ بھی بتا دوں جہاں یہ قتل ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اپنا ہاتھ مارا اور آپ کو سرخ مٹی دکھائی' اور حضرت

Marfat.com

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے لی اور اسے اپنے کپڑے کے پلو میں باندھ لیا' راوی بیان کرتا ہے' ہم سنا کرتے تھے کہ وہ کربلا میں قتل ہوں گے۔ اور بیہقی نے اسے بشر بن موسیٰ کی حدیث سے عبدالصمد سے بحوالہ عمارہ روایت کیا ہے اور اس حدیث کا ذکر کیا ہے' پھر بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح سفیان بن فروخ نے اسے بحوالہ عمارہ روایت کیا ہے' اور یہ عمارہ بن زاذان' وہ ابو سلمہ بصری دوافروش ہے جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے' اور ابو حاتم نے اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ اپنی حدیث کو لکھتا ہے اور اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی اور وہ متین بھی نہیں' اور احمد نے ایک دفعہ اسے ضعیف اور دوسری دفعہ ثقہ قرار دیا ہے' اور اس کی یہ حدیث کسی دوسرے سے کسی اور طریق سے بھی مروی ہے' پس حافظ بیہقی نے اسے عمارہ بن عرفہ کے طریق سے عن محمد بن ابراہیم عن ابی سلمہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح روایت کیا ہے' اور امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ الحاکم نے دوسروں میں ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ اصم نے ہمیں بتایا کہ عباس الدوری نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن یعقوب نے عن ہاشم بن ہاشم عن عقبہ بن ابی وقاص عن عبداللہ بن وہب بن زمعہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز' پہلو کے بل لیٹے تھے' آپ' بیدار ہوئے' تو آپ حیران تھے' پھر لیٹے تو سو گئے' پھر بیدار ہوئے تو پہلی بار کے مقابلہ میں کم حیران تھے' پھر لیٹے اور بیدار ہوئے تو آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی' جسے آپ الٹ پلٹ رہے تھے' میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مٹی کیسی ہے؟ فرمایا جبرئیلؑ نے مجھے بتایا ہے کہ یہ سرزمین عراق میں حسینؓ کے قتل ہونے کی جگہ ہے' میں نے کہا اے جبریلؑ! مجھے اس زمین کی مٹی دکھایئے جہاں حسین قتل ہوگا' پس یہ اس زمین کی مٹی ہے۔ پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ الجہنی نے صالح بن یزید نخعی سے بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا' اور شہر بن حوشب سے بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس کی متابعت کی ہے۔

اور حافظ ابوبکر البزار اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن یوسف صیرفی نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ الحکم بن ابان نے عکرمہ سے سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھے تھے' تو جبریلؑ نے پوچھا' کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا میں اس سے کیسے محبت نہ کروں یہ میرے دل کا ٹکڑا ہے' جبریلؑ نے کہا آپ کی امت عنقریب اسے قتل کرے گی' کیا میں آپ کو ان کی قبر کی جگہ نہ دکھاؤں؟ پس انہوں نے ایک مٹھی بھری تو وہ سرخ مٹی تھی۔ پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم اسے صرف اسی اسناد سے مروی جانتے ہیں' اور حسین بن عیسیٰ نے الحکم بن ابان سے ایسی احادیث بیان کی ہیں' جنہیں ہم دوسروں کے ہاں نہیں پاتے ہیں میں کہتا ہوں' یہ حسین بن عیسیٰ بن مسلم الحنفی ابو عبدالرحمٰن کوفی' سلیم قاری کا بھائی ہے۔

امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ مجہول الحال ہے' ورنہ اس سے سات آدمی روایت کرتے اور ابوزرعہ اسے منکر الحدیث کہتے ہیں' اور ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں اور الحکم بن ابان سے منکر احادیث روایت کی گئی ہیں' اور ابن حبان نے اسے ثقات میں بیان کیا ہے اور ابن عدی اسے قلیل الحدیث کہتے ہیں اور اس کی عام احادیث غریب ہوتی ہیں اور اس کی بعض احادیث منکرات بھی ہیں۔ اور بیہقی نے الحکم وغیرہ سے عن ابی الاحوص عن محمد بن الہیثم القاضی روایت کی ہے کہ محمد بن مصعب نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے عن ابی عمار شداد بن عبداللہ عن ام الفضل بنت الحارث ہم سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں

Marfat.com

اور کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ میں نے آج شب ایک بھیانک خواب دیکھا ہے آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے اور میری گود میں رکھا گیا ہے' آپ نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا ہے' ان شاء اللہ یہ فاطمہؓ ایک بچہ جنے گی اور وہ تیری گود میں ہوگا' پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جنم دیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق میری گود میں آیا اور میں نے اسے آپ کی گود میں رکھ دیا' پھر میری توجہ کسی اور طرف ہوگئی کیا دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہیں' وہ بیان کرتی ہیں میں نے پوچھا اے نبی اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت عنقریب میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی' میں نے کہا اس کو؟ فرمایا ہاں! اور وہ میرے پاس اس زمین کی سرخ مٹی بھی لایا ہے۔ اور امام احمد نے عن عفان عن وہیب عن ایوب عن صالح ابی الخلیل عبداللہ بن الحارث عن ام الفضل بھی روایت کیا ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے گھر یا میری گود میں آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو پڑا ہے' آپ نے فرمایا ان شاء اللہ فاطمہؓ کے ہاں بچہ پیدا ہوگا اور تو اس کی کفالت کرے گی' پس حضرت فاطمہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو جنم دیا اور اسے ام الفضل کو دے دیا اور انہوں نے اس کو اچھا دودھ پلایا' پس میں ایک روز حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر آپ کی زیارت کے لیے آئی' تو آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر اپنے سینے پر رکھا' تو انہوں نے پیشاب کر دیا اور پیشاب آپ کی چادر کو لگ گیا' تو میں نے غصے سے اپنے دونوں ہاتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کندھے پر مارے تو آپؐ نے فرمایا اللہ تیرا بھلا کرے' تو نے میرے بیٹے کو تکلیف پہنچائی ہے' فرمایا لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے بول پر پانی گرایا جاتا ہے۔ اور احمد نے اسے اسی طرح عن یحییٰ بن بکیر عن اسرائیل عن سماک' عن قابوس بن مخارق عن ام الفضل ہو بہو اس کی مانند روایت کیا ہے اور اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی پیشگوئی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ عمار بن ابی عمارہ بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نصف النہار میں قیلولہ کرنے والے کی طرح نیند میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پراگندہ مو اور غبار آلود ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے جس میں خون ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' یہ کیا ہے؟ فرمایا حسینؓ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے' پس میں مسلسل اس دن سے جستجو کرتا رہا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے اس دن کو شمار کیا اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ اسی دن قتل ہوئے ہیں۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۶۱ھ میں جمعہ کے روز عاشورہ کے دن قتل ہوئے اور آپ کی عمر ۵۴ سال ساڑھے چھ ماہ تھی۔ یہی بات لیث' ابوبکر بن عیاش الواقدی' خلیفہ بن خیاط ابو معشر اور کئی دوسرے لوگوں نے بیان کی ہے کہ آپ ۶۱ھ میں یوم عاشورہ کو قتل ہوئے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ ہفتہ کے روز قتل ہوئے' مگر پہلا قول اصح ہے۔

اور انہوں نے آپ کے قتل کے بارے میں بہت سی باتوں کے وقوع پذیر ہونے کا ذکر کیا ہے' مثلاً یہ کہ اس روز سورج کو گرہن لگا تھا' مگر یہ ضعیف قول ہے اور یہ کہ آسمان کے کناروں میں تبدیلی ہوگئی تھی' اور جو پتھر منقلب ہوتا اس کے نیچے خون پایا

Marfat.com

جاتا' اور ان میں سے بعض نے اس بات کو بیت المقدس کے پتھروں سے مخصوص کیا ہے اور یہ کہ ورس[1] راکھ میں تبدیل ہو گئی اور گوشت حنظل کی طرح ہو گیا اور اس میں آگ بھی تھی وغیرہ وغیرہ' ان میں سے بعض باتوں میں نکارت پائی جاتی ہے اور بعض میں احتمال پایا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے جو دنیا و آخرت میں سید ولد آدم تھے' مگر ان باتوں میں سے کسی بات کا وقوع نہ ہوا۔ اسی طرح آپ کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان میں سے کسی بات کا وقوع نہ ہوا۔ اور اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ محراب میں فجر کی نماز پڑھتے ہوئے شہید ہوئے' مگر ان میں سے کسی بات کا وقوع نہ ہوا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ان کے گھر میں محاصرہ ہوا اور اس کے بعد وہ شہید ہو گئے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نماز فجر کے بعد شہید ہوئے مگر ان میں سے کسی بات کا وقوع نہ ہوا۔ واللہ اعلم

اور حماد بن سلمہ نے عمار بن ابی عمارہ سے بحوالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ انہوں نے جنات کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر نوحہ کرتے سنا' اور یہ صحیح بات ہے' اور شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہ آپ کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی اطلاع آئی تو آپ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔

اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا باعث یہ تھا کہ عراقیوں نے آپ کو خطوط لکھے اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے پاس آئیں تاکہ وہ ان کی بیعت خلافت کریں اور عوام کی طرف سے آپ کے پاس بکثرت متواتر خطوط آئے اور آپ کے عمزاد مسلم بن عقیل نے بھی آپ کو خط لکھا' اور جب عبیداللہ بن زیاد کو' جو عراق میں یزید بن معاویہ کا نائب تھا' اس بات کا پتہ چلا تو اس نے مسلم بن عقیل کو قتل کرنے کے لیے آدمی بھیجا اور اس نے انہیں محل سے عوام کی طرف پھینک دیا' پس ان کے سرمایہ دار منتشر ہو گئے اور ان کا اتحاد جاتا رہا۔ دوسری طرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حجاز سے عراق کی طرف جانے کی تیاری کر لی اور جو کچھ ہو چکا تھا اس کا انہیں پتہ نہ چلا' پس وہ اپنے اہل اور اپنے اطاعت گزاروں کے ساتھ جو تقریباً تین سو آدمی تھے چل پڑے اور انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے' جن میں حضرت ابوسعید' حضرت جابر' حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم شامل تھے' اس بات سے روکا مگر انہوں نے ان کی نہ مانی' اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نہایت احسن رنگ میں انہیں اس بات سے روکا اور انہیں بتایا کہ جو کچھ وہ چاہتے ہیں وہ بات نہیں ہو گی' مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔

اور حافظ بیہقی نے یحییٰ بن سالم اسدی کی حدیث سے روایت کی ہے' اور ابوداؤد طیالسی نے اسے اپنے مسند میں ان سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شعبی کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ آئے' تو انہیں بتایا گیا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما عراق کی طرف چلے گئے ہیں' تو وہ مدینہ سے دو یا تین راتوں کی مسافت پر انہیں جا ملے اور پوچھا' آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' عراق' اور ان کے پاس صحائف اور خطوط بھی تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے

[1] ورس ایک قسم کی گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتی ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

کہا ان کے پاس نہ جایئے' انھوں نے جواب دیا' یہ ان کے خطوط اور بیعت ہے حضرت ابن عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تھا' پس آپ نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا کو پسند نہ کیا اور آپ رسول اللہ ﷺ کے لختِ جگر ہیں' خدا کی قسم تم میں سے کبھی کوئی ایک آدمی بھی اس کے نزدیک نہ جا سکے گا' اور اس نے اسے تم سے اس شخص کی طرف نہیں پھیرا جو تم سے بہتر ہے' پس واپس چلے جاؤ' مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور کہا یہ ان کے خطوط اور بیعت ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور فرمایا کہ اے مقتول میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں' اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے جو بات سمجھی وہی وقوع پذیر ہوئی' کہ اہل بیت میں سے کوئی ایک شخص بھی آزادانہ طور پر خلافت پر متصرف نہیں ہوا اور نہ مکمل طور پر امارت حاصل کر سکا ہے۔ اور یہی بات حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بھی کہی کہ اہل بیت میں سے کبھی کوئی حکمران نہ ہوگا اور ان دونوں حضرات سے ابو صالح خلیل بن احمد بن عیسیٰ بن الشیخ نے اپنی کتاب الفتن والملاحم میں اسے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ مصر کے فاطمی خلفاء کے بارے میں اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ ادعیاء[1] تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے نہیں ہیں' نیز آپ کے لیے' آپ سے پہلے تین خلفاء کی طرح امارت بھی مکمل نہیں ہوئی اور نہ ہی تمام بلاد پر آپ کا ہاتھ وسیع ہوا' پھر آپ کے امور میں خرابی ہو گئی۔ اور آپ کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب اپنی فوجوں کے ساتھ آئے' اور آپ اور اہل شام ایک دوسرے کے سامنے صف بند ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ ترکِ خلافت میں مفاد ہے تو آپ نے خدا کی رضامندی اور مسلمانوں کے خون کی صیانت کے لیے اسے چھوڑ دیا' اللہ آپ کو جزا دے اور آپ سے راضی ہو' مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ عراق جانے کا خیال چھوڑ دیں تو انہوں نے آپ کی مخالفت کی تو آپ نے انہیں الوداع کرتے ہوئے گلے لگایا اور کہا اے مقتول میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں' اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی فراست نے جو کچھ دیکھا تھا وہی وقوع میں آیا' پس جب انہوں نے جانے کی ٹھان لی تو عبیداللہ بن زیاد نے ان کی طرف ایک فوج بھیجی جس میں چار ہزار جوان تھے اور ان کا سالار عمرو بن سعد بن ابی وقاصؓ تھا' اور اس نے اس کام سے معافی مانگی' مگر اس نے اسے معافی نہ دی' پس طف میں کربلا کے مقام پر مڈبھیڑ ہوئی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب نے نرکل کے اگنے کی جگہ کی پناہ لی اور اسے اپنی پشت کی طرف رکھا اور ان کا سامنا کیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے تین باتوں میں سے ایک کے قبول کرنے کا مطالبہ کیا کہ یا تو وہ آپ کو چھوڑ دیں اور وہ جہاں سے آئے ہیں وہیں لوٹ جاتے ہیں' اور یا وہ کسی سرحد کی طرف چلے جاتے ہیں اور وہاں جنگ کرتے ہیں اور یا وہ آپ کو چھوڑ دیں تا کہ وہ یزید بن معاویہ کے پاس چلے جائیں اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں اور وہ آپ کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے' پس انہوں نے ان میں سے کسی ایک بات کے قبول کرنے سے بھی انکار کیا اور کہا کہ آپ کو عبیداللہ بن زیاد کے پاس ضرور جانا پڑے گا اور وہ آپ کے بارے میں رائے قائم کرے گا' پس آپ نے بھی اس کے پاس جانے سے انکار کیا اور اسے

[1] ادعیا' اس کا واحد الدعی ہے' الدعی ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف یا غیر قوم کی جانب منسوب کرے۔ (مترجم)

Marfat.com

تحفظ میں ان سے جنگ کی اور انہوں نے آپ کو قتل کر دیا۔ رحمہ اللہ اور آپ کے سر کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ تو وہ اپنے ہاتھ کی چھڑی کو آپ کے دانتوں پر مارنے لگا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے اسے کہا ارے یہ کیا؟ اپنی چھڑی کو اٹھا لو میں نے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دانتوں کو بوسہ دیتے دیکھا ہے' پھر عبید اللہ بن زیاد نے حکم دیا کہ آپ کے اہل کو اور آپ کے ساتھیوں کو یزید بن معاویہ کے پاس شام لے جایا جائے' کہتے ہیں کہ اس نے آپ کے سر کو ان کے ساتھ بھیجا تھا' اور جب اسے یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کسی کا یہ شعر پڑھا۔

''جو لوگ ہم پر گراں ہوتے ہیں ہم ان کی کھوپڑیاں توڑ دیتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے''۔

پھر اس نے انہیں مدینہ بھجوانے کا حکم دیا اور جب وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو بنو عبد المطلب کی ایک عورت بال کھولے ہوئے اور اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے روتی ہوئی انہیں ملی اور وہ یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

جب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کہا کہ تم نے آخری امت ہوتے ہوئے' میرے فوت ہو جانے کے بعد میرے اہل اور میری اولاد سے کیا گیا کہ ان میں سے کچھ تو اسیر ہیں اور کچھ مقتول ہیں' جو خون میں لتھڑے ہوئے ہیں' جب میں نے تمہاری خیر خواہی کی تو یہ میری جزا نہیں کہ تم میرے رشتہ داروں کے بارے میں میرے برے جانشین ہو' اس بارے میں تم کیا کہتے ہو۔

جب ہم اس واقعہ تک پہنچیں گے تو ان شاء اللہ اسے مفصل طور پر بیان کریں گے۔ اور لوگوں نے آپ کے بہت سے مرثیے کہے ہیں' اور ان میں سے بہترین مرثیہ وہ ہے جسے ابو عبد اللہ الحاکم نیشا پوری نے بیان کیا ہے اور وہ شیعی خیالات رکھتا تھا۔

اے پسر دختر محمد صلی اللہ علیہ وسلم' وہ تیرے سر کو خون میں لپیٹ کر لائے ہیں' اے پسر دختر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے قتل کرنے سے انہوں نے قصداً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا ہے' انہوں نے تجھے پیاسا ہونے کی حالت میں قتل کیا ہے اور تیرے قتل کے بارے میں تنزیل و تاویل کا خیال نہیں کیا اور وہ تیرے قتل ہونے پر تکبیر کہتے ہیں' حالانکہ انہوں نے تیرے قتل کرنے سے تکبیر و تہلیل کو قتل کر دیا ہے۔

یزید کے زمانے میں ہونے والے معرکہ حرہ کے بارے میں پیشگوئی کا بیان:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن المنذر نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن فلیح نے اپنے باپ سے عن ایوب بن عبد الرحمٰن عن ایوب بن بشیر المعافری مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں نکلے اور جب حرہ زہرہ سے گزرے تو کھڑے ہو کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو آپ کے ساتھیوں کو یہ بات بری لگی اور انہوں نے خیال کیا کہ یہ ان کے سفر سے تعلق رکھنے والی کوئی بات ہے' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیا بات دیکھی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ بات تمہارے اس سفر سے تعلق نہیں رکھتی' انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے صحابہؓ کے بعد میری امت کے بہترین آدمی اس حرہ میں قتل ہوں گے' یہ حدیث مرسل ہے۔

اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ وہب بن جریر کہتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ثور بن زید نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت: ﴿وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا﴾ کی تفسیر ساٹھ سال کے سرے پر معلوم ہوگی' راوی بیان کرتا ہے کہ اہل شام کے بنی حارثہ کو اہل مدینہ پر

Marfat.com

چڑھائی کے لیے لایا گیا' اور یہ اسناد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف صحیح ہے اور بہت سے علماء کے نزدیک صحابی کی تفسیر' مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور نعیم بن حماد' کتاب الفتن والملاحم میں بیان کرتے ہیں کہ ابو عبدالصمد العمی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عمران الجونی نے عبداللہ بن الصامت سے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے ابوذر! تیرا کیا خیال ہے جب لوگ اس قدر قتل عام کریں کہ الزیت کے پتھر خون میں ڈوب جائیں تو تو کیا کرے گا؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا اپنے گھر میں داخل ہو جانا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا اگر وہ مجھ تک پہنچ جائے؟ فرمایا جس سے تو تعلق رکھتا ہے وہ اس تک آئے گا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا میں ہتھیار اٹھا لوں؟ فرمایا پھر تو تو ان کے ساتھ شامل ہو جائے گا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا کروں؟ فرمایا اگر تجھے خوف ہو کہ تلوار کی چمک تجھ پر غالب آ جائے گی تو اپنی چادر کا ایک ٹکڑا' اپنے منہ پر ڈال لینا' وہ تیرے اور اپنے گناہ کے ساتھ واپس لوٹے گا۔ اور امام احمد اسے اپنے مسند میں مرحوم ابن عبدالعزیز سے بحوالہ عمران الجونی روایت کیا ہے اور اسے طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ معرکہ حرہ کا سبب یہ ہے کہ اہل مدینہ کا ایک وفد یزید بن معاویہ کے پاس دمشق گیا تو اس نے ان کا اکرام کیا اور انہیں اچھی طرح عطیات دیئے' اور ان کے امیر عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کو تقریباً ایک لاکھ درہم دیئے' اور جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اپنے اپنے گھر والوں سے یزید کے برے کرتوتوں یعنی شراب نوشی کرنے اور اس کے بعد اس کے ان فواحش کا ذکر کیا جن میں سب سے بری بات نشہ کے باعث نماز کو وقت پر نہ پڑھنا تھا' پس انہوں نے اسے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے منبر نبوی کے پاس اسے معزول کر دیا اور جب یزید کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے مسلم بن عقبہ کی سرکردگی میں ان کے پاس ایک فوج بھیجی جسے سلف' مسرف بن عقبہ کا نام دیتے ہیں' پس جب وہ مدینہ آیا تو اس نے اسے تین دن تک مباح کر دیا اور اس نے ان ایام کے دوران بہت سے لوگوں کو قتل کیا' حتیٰ کہ مدینہ کے باشندوں میں سے کوئی ایک آدمی بھی بچ نہ سکا' اور بعض علمائے سلف کا خیال ہے کہ اس نے اس دوران میں ایک ہزار پلوٹھوں کو قتل کیا۔ واللہ اعلم

اور عبداللہ بن وہب بحوالہ حضرت امام مالک بیان کرتے ہیں کہ حرہ کے روز سات سو حافظ قرآن قتل ہوئے' میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ان میں تین سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے' اور یہ واقعہ یزید کی خلافت میں ہوا۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن کثیر بن عفیر انصاری کو بیان کرتے سنا کہ حرہ کے روز عبداللہ بن یزید مازنی' معقل بن سلیمان اشجعی' معاذ بن الحارث القاری' اور عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر قتل ہو گئے۔

یعقوب بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے بحوالہ لیث ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حرہ کا معرکہ بدھ کے روز ہوا جبکہ ۶۳ھ کے حج میں تین دن باقی تھے۔

پھر مسرف بن عقبہ مکہ گیا تا کہ وہاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کرے کیونکہ انہوں نے یزید کی بیعت کرنے سے فرار اختیار کیا تھا' اس دوران میں یزید بن معاویہ کی وفات ہو گئی اور حجاز میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا معاملہ مضبوط ہو گیا' پھر انہوں نے عراق اور مصر کو بھی قابو کر لیا' اور یزید کے بعد اس کے بیٹے معاویہ بن یزید کی بیعت ہوئی اور وہ ایک

Marfat.com

نیک آدمی تھا' مگر اس کی مدت طویل نہیں ہوئی' وہ چالیس روز زندہ رہا اور بعض کا قول ہے کہ بیس روز زندہ رہا پھر فوت ہو گیا' رحمہ اللہ اور مروان بن الحکم نے شام پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور وہ نو ماہ زندہ رہا پھر مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک خلیفہ بنا اور خلافت کے بارے میں عمرو بن سعید اشدق نے اس سے کشاکش کی' جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' یزید اور مروان کے زمانے میں مدینہ پر نائب مقرر تھا' پس جب مروان فوت ہو گیا تو اس نے خیال کیا کہ اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے عبدالملک کے لیے حکومت کی وصیت کی ہے' پس اس کا دل تنگ پڑ گیا اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی' اور جب دمشق میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی' تو اس نے اسے پکڑ لیا اور ۶۹ھ میں اسے قتل کر دیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۷۰ھ میں قتل کر دیا' اور عبدالملک کے حالات ٹھیک ہو گئے' حتیٰ کہ ۷۳ھ میں اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر بھی فتح حاصل کر لی اور انہیں حجاج بن یوسف نے مکہ کے طویل محاصرہ کے بعد عبدالملک کے حکم سے مکہ میں قتل کر دیا' چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حرم کی پناہ لی تھی اس لیے اس نے کعبہ پر منجنیق نصب کر دی اور مسلسل وہیں رہا یہاں تک کہ اس نے آپ کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے اپنے بعد اپنے چاروں بیٹوں' ولید' پھر سلیمان' پھر یزید اور پھر ہشام بن عبدالملک کے لیے وصیت کی۔ اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ اسود اور یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ کامل ابوالعلاء نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ضباعہ موذن جس کا نام مینا ہے' کے غلام ابو صالح سے سنا' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستر کے سر سے اور بچوں کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگو' نیز فرمایا دنیا اس وقت تباہ ہو گئی جب لئیم ابن لئیم ظاہر ہو گا۔

اور ترمذی نے ابی کامل کی حدیث سے ابو صالح سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عمر ساٹھ سال سے ستر سال تک ہے پھر امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے' اور امام احمد نے عفان اور عبدالصمد سے عن حماد بن سلمہ عن علی بن یزید روایت کی ہے کہ مجھے اس نے بتایا ہے' جس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ بنی امیہ کے سرکشوں میں سے ایک سرکش ضرور میرے اس منبر پر کائیں کائیں کرے گا (اور عبدالصمد نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ وہ ضرور چلائے گا) اور عبدالصمد نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حتیٰ کہ اس کی نکسیر پھوٹ پڑے گی۔

میں کہتا ہوں کہ علی بن یزید بن جدعان کی روایت میں غرابت و نکارت پائی جاتی ہے اور وہ شیعی خیالات رکھتا ہے اور اس عمرو بن سعید کو اشدق کہا جاتا ہے' جو مسلمانوں کے سادات و اشراف میں سے ہے (دنیا میں نہ کہ دین میں) اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت ہے' جن میں سے صحیح مسلم میں بحوالہ عثمان فضل طہور میں روایت کی گئی ہے۔ عثمان' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ان کے بیٹے یزید کے مدینہ میں نائب تھے۔ اس کی امارت مضبوط ہو گئی' حتیٰ کہ وہ عبدالملک بن مروان پر حملے کرنے لگا' پھر عبدالملک نے اس سے فریب کیا اور اس پر قابو پا کر ۶۹ھ یا ۷۰ھ میں اسے قتل کر دیا۔ واللہ اعلم

اور اس سے بہت اچھی روایتیں روایت کی گئی ہیں' جن میں سب سے اچھی بات یہ ہے کہ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے تینوں بیٹوں' عمرو' امیہ اور موسیٰ سے کہا کہ مجھ پر جو بوجھ ہے اس کو کون اٹھائے گا؟ تو جلدی سے اس کے بیٹے عمرو

Marfat.com

نے کہا' اے ابا میں اٹھاؤں گا' اور آپ پر کیا بوجھ ہے؟ اس نے کہا تیس ہزار درہم' اس نے کہا بہت اچھا' پھر اس نے کہا اپنی بہنوں کا ہم پلہ لوگوں سے نکاح کرنا خواہ وہ جو کی روٹی کھائیں' اس نے کہا بہت اچھا' اس نے کہا کہ اگر میرے اصحاب میرے بعد میرے مرتبے کو ضائع کر دیں تو وہ میری نیکی کو ضائع نہیں کریں گے' اس نے کہا بہت اچھا' اس نے کہا اگر تو نے یہ بات کہی ہے تو میں اسے اس وقت سے تیرے چہرے کے شکنوں کو دیکھتا ہوں' جب تو اپنے گہوارے میں تھا۔

اور بیہقی نے عبداللہ بن صالح لیث کے کاتب کے طریق سے عن حرملہ بن عمران عن ابیہ عن یزید بن ابی حبیب بیان کیا ہے کہ اس نے اسے محمد بن یزید بن ابی زیاد ثقفی کے حوالے سے بیان کرتے سنا ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ جب قیس بن حرشہ اور کعب ہمراہی بن کر صفین پہنچے تو کعب الاحبار نے کھڑے ہو کر صفین میں ہونے والی مسلمانوں کی خونریزی کے متعلق اپنی بات شروع کی کہ اس کا ذکر وہ تورات میں پاتے ہیں' اور قیس بن حرشہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ اس نے اس شرط پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ وہ سچ بولے گا' آپ نے فرمایا اے قیس! ہوسکتا ہے کہ زمانہ تجھے تکلیف دے یہاں تک کہ میرے بعد تجھے وہ لوگ پچھاڑ دیں جن کے ساتھ تو سچ نہ بول سکے' تو اس نے کہا خدا کی قسم میں جس بات پر آپ کی بیعت کروں گا اسے پورا کروں گا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پھر تجھے کوئی انسان نقصان نہ پہنچا سکے گا' پس قیس' عبیداللہ بن زیاد بن ابی سفیان کے زمانے تک پہنچا اور کسی بات کے بارے میں عبیداللہ اس سے ناراض ہو گیا اور اسے بلا بھیجا اور کہنے لگا' تیرا خیال ہے کہ تجھے کوئی انسان نقصان نہیں پہنچا سکتا؟ اس نے کہا ہاں' اس نے کہا تجھے آج ہی پتہ چل جائے گا کہ تو نے جھوٹ بولا ہے' سزا دینے والے کو میرے پاس لاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ اس موقع پر قیس نیچے جھکا اور فوت ہو گیا۔

دوسرا معجزہ:

بیہقی نے الدراوردی کے طریق سے ثور بن یزید سے بحوالہ موسیٰ بن میسرہ روایت کی ہے کہ بنی عبداللہ کا ایک آدمی مکہ کے ایک راستے میں اس کے ساتھ چلا اور کہنے لگا کہ عباس بن عبدالمطلب نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کسی کام کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تو اس نے ایک شخص کو آپ کے پاس دیکھا تو واپس آ گیا' اور اس آدمی کے مرتبے کی وجہ سے آپ سے بات نہ کی' پس حضرت عباس رسول اللہ ﷺ سے ملے اور آپ کو اس کے متعلق اطلاع دی' تو آپ نے فرمایا' اور اس نے اسے دیکھا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ کون شخص تھا؟ وہ جبریل تھے اور عبداللہ اس وقت مریں گے جب ان کی نظر جاتی رہے گی اور انہیں علم دیا جائے گا' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ۶۸ھ میں نابینا ہونے کے بعد فوت ہوئے۔

اور بیہقی نے معتمر بن سلیمان کی حدیث سے روایت کی ہے کہ سبابہ بنت یزید سے عن نمارہ عن انیسہ بنت زید بن ارقم عن ابیہا ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت زید کی بیماری میں ان کی عیادت کو گئے تو فرمایا کہ بیماری کی وجہ سے تمہیں کچھ خوف نہیں ہوگا' لیکن اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی' جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور نابینا ہو جاؤ گے؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا تب میں ثواب کی امید رکھوں گا' اور صبر کروں گا' فرمایا پھر تو بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ اندھے ہو گئے' پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بصارت دی' پھر وہ فوت ہو گئے۔

Marfat.com

باب:

قیامت سے قبل تیس دجال

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے' اور مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ رسول اللہ ﷺ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت سے قبل تیس کذاب دجال ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو نبی خیال کرے گا۔ اور بیہقی نے عن الماليني عن ابی عدی عن ابی یعلیٰ موصلی بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن الحسن اسدی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے ابواسحاق سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب تیس دجال ظاہر ہوں گے' جن میں سے مسیلمہ' عنسی اور مختار ہیں اور عرب کے بڑے قبائل بنوامیہ' بنوحنیفہ اور ثقیف ہیں' ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن الحسن کی افراد احادیث ہیں اور ثقات نے اس سے روایت کی ہے اور میں اس سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا' اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مختار کے بارے میں اس کی حدیث کے صحیح شواہد موجود ہیں' پھر انہوں نے ابوداؤد طیالسی کے طریق سے بیان کیا ہے کہ اسود بن شیبان نے عن ابی نوفل عن ابی عقرب عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حجاج بن یوسف سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ہوگا' پس کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور بربادی افگن میرے خیال میں تو ہی ہے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ مسلم نے اسے اسود بن شیبان کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے اس کے طرق اور الفاظ اپنے مقام پر عنقریب بیان ہوں گے۔ اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ الحاکم اور ابوسعید نے عن الاصم عن الدراوردی عن عبیداللہ بن زہیر الحمیدی ہمیں بتایا کہ سفیان بن عیینہ نے ابوالحیا سے بحوالہ اس کی ماں کے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کیا تو حجاج حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری ماں امیرالمومنین نے مجھے آپ کے بارے میں وصیت کی ہے' کیا آپ کو کوئی ضرورت ہے؟ حضرت اسماءؓ نے جواب دیا میں تمہاری ماں نہیں ہوں بلکہ میں گھاٹی کے اوپر مصلوب ہونے والے کی ماں ہوں اور مجھے کوئی ضرورت بھی نہیں ہے' لیکن میں تجھے ایک حدیث سنانے کی منتظر ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ ثقیف سے ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ظاہر ہوگا' پس کذاب تو ہم نے دیکھ لیا اور بربادی افگن تو ہے' حجاج نے کہا میں منافقین کو برباد کرنے والا ہوں۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ شریک نے ابوعلوان عبداللہ بن عصمہ بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا کہ بلاشبہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک بربادی افگن ہے اور مختار بن ابی عبید کذاب کے متعلق جو عراق پر نائب مقرر تھا۔ متواتر حدیث بیان ہوئی ہے' وہ اپنے آپ کو نبی خیال کرتا تھا' اور یہ کہ جبریل وحی لے کر اس کے پاس آتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جو مختار کی بہن کے خاوند اور اس کے مخلص دوست تھے سے پوچھا گیا کہ مختار کا خیال ہے کہ اس کے پاس وحی آتی ہے آپ نے فرمایا وہ ٹھیک کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں)

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ قرۃ بن خالد نے عبدالملک بن عمیر نے بحوالہ رفاعہ بن شداد ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مختار کذاب کے ساتھ چپکا رہتا تھا' ایک روز میں اس کے پاس گیا تو وہ کہنے لگا' تو داخل ہوا تو تجھ سے پہلے جبریل اس کرسی سے اٹھا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں اسے مارنے کے لیے تلوار کے دستے کی طرف جھکا تو مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو مجھ سے عمرو بن الحق خزاعی نے بیان کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی شخص کو اس کے خون کی امان دے پھر اسے قتل کر دے تو قیامت کے روز اس کے لیے خیانت کا جھنڈا بلند کیا جائے گا' پس میں اس کے قتل سے رُک گیا' اور اسباط بن نصر' زائدہ اور ثوری نے اسماعیل السدی سے بحوالہ رفاعہ شداد القبانی اسے روایت کیا ہے اور اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے مجالد سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل بصرہ کی فخریہ باتیں بیان کیں اور انہیں اہل کوفہ پر فوقیت دی اور احنف خاموش رہا اور کوئی بات نہ کی' پس جب اس نے مجھے دیکھا کہ میں نے انہیں فوقیت دی ہے تو اس نے اپنے ایک غلام کو میرے پاس بھیجا اور وہ ایک خط لے کر آیا اور کہنے لگا اسے پڑھیے' میں نے اسے پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔ مختار کی طرف سے جو قسم کھا کر بیان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ احنف بیان کرتا ہے کہ ہم میں اس کی مثل کہاں ہو سکتا ہے' اور حجاج کے متعلق پہلے حدیث بیان ہو چکی ہے کہ وہ ثقیف کا بربادی افگن جوان ہے۔ اور عنقریب جب ہم اس کے زمانے تک پہنچیں گے تو اس کے حالات بیان کریں گے' وہ عراق میں عبدالملک بن مروان اور پھر اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کا نائب تھا' اور وہ سرکش ملوک میں سے تھا' اس کے علاوہ اس میں سخاوت اور فصاحت کے اوصاف بھی پائے جاتے تھے' جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ الحاکم نے بحوالہ ابونصر ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن سعید الدارمی نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن صالح نے شریح بن عبید سے بحوالہ ابوعذبہ اسے بتایا وہ بیان کرتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو آ کر بتایا کہ اہل عراق نے اپنے امیر کو سنگریزے مارے ہیں پس آپ غصے کی حالت میں نکلے اور ہمیں نماز پڑھائی تو اس میں بھول گئے' اور لوگ سبحان اللہ' سبحان اللہ کہنے لگے' جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' اہل شام میں سے یہاں کون ہے تو ایک شخص کھڑا ہوا' پھر دوسرا کھڑا ہوا پھر تیسرے یا چوتھے نمبر پر میں کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا اے اہل شام' اہل عراق کے لیے تیاری کرو بلاشبہ شیطان نے ان میں انڈے بچے دے دیئے ہیں۔ اے اللہ انہوں نے میرے لیے دشواری پیدا کر دی ہے پس تو ان پر ثقفی جوان کے ذریعے دشواری پیدا کر دے جو ان میں اہل جاہلیت کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے اور ان کے محسن کی بات کو قبول نہ کرے اور نہ ان کے خطاکار سے درگزر کرے۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن لہیعہ نے بھی مجھے اسی قسم کی بات سنائی تھی' وہ بیان کرتے ہیں کہ اسی دن حجاج پیدا ہوا اور اسی طرح الدارمی نے اسے عن ابی الیمان عن جریر بن عثمان عن عبدالرحمٰن بن میسرہ عن ابی عذبہ الحمصی عن عمر روایت کیا ہے اور اسی

Marfat.com

کی مانند بات بیان کی ہے ابوالیمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہو گیا تھا کہ حجاج اب لامحالہ ظاہر ہونے ہی والا ہے' پس جب انہوں نے آپ کو ناراض کیا تو آپ نے ان کے لیے جلد عقوبت کی دعا مانگی۔

میں کہتا ہوں اگر یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے تو قبل ازیں ایک دوسرے آدمی سے اس کا شاہد بیان ہو چکا ہے اور اگر تحدیث سے بیان کی ہے تو ولی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہے' عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان نے مالک بن دینار سے بحوالہ حسن ہمیں بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ سے کہا۔ اے اللہ جس طرح تو نے انہیں امین بنایا ہے اور انہوں نے مجھ سے خیانت کی ہے اور میں نے ان کی خیر خواہی کی ہے اور انہوں نے مجھ سے دھوکہ بازی کی ہے' پس تو ان پر ثقیف کا دراز دامن اور جھکنے والا جوان مسلط کر دے جوان کی سبزی کو کھا جائے اور ان کی کھال کو پہن لے اور ان میں جاہلیت کے حکم کے مطابق فیصلے کرے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حسن فوت ہو گئے اور ابھی اللہ نے حجاج کو پیدا نہیں کیا تھا' یہ حدیث منقطع ہے' اور اسی طرح بیہقی نے اسے معتمر بن سلیمان کی حدیث سے عن ابیہ عن ایوب عن مالک بن اوس بن الحدثان عن علی بن ابی طالب روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ دراز دامن نوجوان' کوفہ اور بصرہ کا امیر ہے جوان کی سبزی کھا جاتا ہے اور ان کی کھال پہنتا ہے اور وہاں کے باشندوں کے اشراف کو قتل کرتا ہے' جس سے وہ ہڈی' جس کا گوشت اتار لیا گیا ہو' مضبوط ہو جاتی ہے اور اس سے بے خوابی بڑھ جاتی ہے۔ اور اللہ اسے آپ کے پیروکاروں پر مسلط کرے گا۔ اور آپ کے بارے میں یزید بن ہارون کی ایک حدیث ہے کہ العوام بن حوشب نے ہمیں بتایا کہ حبیب بن ابی ثابت نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تو ثقیف کے نوجوان کو پائے بغیر نہیں مرے گا' آپ سے دریافت کیا گیا یا امیرالمومنین ثقیف کا نوجوان کیا ہے؟ فرمایا اسے قیامت کے روز کہا جائے گا' کہ جہنم کے گوشوں میں سے ایک گوشے میں ہمیں ایک شخص کفایت کرے گا' جس نے بیس یا بیس سے چند سال زیادہ حکومت کی اور اس نے خدا کی خاطر کسی گناہ کو نہ چھوڑا' اور اس کا ارتکاب کیا حتیٰ کہ اگر ایک گناہ باقی رہ جاتا اور اس شخص کے اور اس گناہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہوتا تو وہ اسے توڑ کر بھی اس کا ارتکاب کرتا' وہ اپنی اطاعت کرنے والے کو' نافرمانی کرنے والے سے فتنہ میں ڈالتا' یہ حدیث معضل ہے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی مروی ہونے کی صحت کے بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

امام بیہقی عن الحاکم عن الحسین بن الحسن بن ایوب عن ابی حاتم رازی عن عبداللہ بن یوسف الثنیی بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن یحییٰ غسانی نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا ہے کہ اگر ہر امت اپنے اپنے خبیث لائے اور ہم حجاج کو لائیں تو ہم ان پر غالب آ جائیں گے' ابوبکر بن عیاش' عن عاصم عن ابی النجود بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی کوئی ایسی حرمت باقی نہیں جس کی حجاج نے بے حرمتی نہ کی ہو' اور عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ ابن طاؤس بیان کیا ہے کہ جب ان کے باپ کو حجاج کی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ کی تلاوت کی۔

میں کہتا ہوں کہ حجاج کی وفات ۹۵ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

تاج بنی امیہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی حکومت کی طرف اشارۂ نبویؐ:

قبل ازیں ابوادریس خولانی کی حدیث بحوالہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان ہو چکی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے؟ فرمایا ہاں' میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہے' فرمایا ہاں اور اس میں دخن ہوگا' میں نے پوچھا' اس کا دخن کیا ہے؟ فرمایا وہ میری سنت کے بغیر عمل کریں گے اور میری ہدایت کے بغیر ہدایت دیں گے اور ان میں سے جاننے والے اور نہ جاننے والے ہوں گے۔ (الحدیث)

امام بیہقی اور دوسرے لوگوں نے اس دوسری حدیث کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے پر محمول کیا ہے' اور الحاکم نے عن الاصم عن العباس بن الولید بن مرشد عن ابیہ روایت کی گئی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اوزاعی سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تفسیر پوچھی گئی' جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس شر کے متعلق پوچھا ہے جو اس خیر کے بعد ہوگا تو اوزاعی نے کہا کہ یہ وہ ارتداد ہے' جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا تھا' اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سوال میں یہ بات بھی ہے کہ کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا ہاں اور اس میں دخن ہوگا' اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ خیر سے مراد جماعت ہے اور ان کے حکمرانوں میں سے بعض آپ کی سیرت کو جانتے ہوں گے اور بعض آپ کی سیرت کے منکر ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے کہ جب تک وہ نماز پڑھیں' رسول اللہ ﷺ نے ان سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں دی۔

* اور ابوداؤد طیالسی نے عن داؤد واسطی جو ثقہ ہے۔ عن حبیب بن سالم عن حذیفہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک اللہ چاہے گا تم نبوت کے اثر میں رہو گے' پھر جب وہ اسے اٹھانا چاہے گا اسے اٹھا لے گا' پھر منہاج نبوت پر خلافت ہوگی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ' یزید بن نعمان کے ساتھ آئے اور میں نے انہیں حدیث کو یاد دلاتے ہوئے خط لکھا اور انہیں یہ بھی لکھا کہ مجھے امید ہے کہ خیر کے بعد آپ امیر المومنین ہوں گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یزید نے خط لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور متعجب ہوئے۔

اور نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ روح بن عبادہ نے سعید بن ابی عروبہ سے بحوالہ قتادہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی آپ کے پاس تھے تو آپ نے مجھے فرمایا نزدیک ہو جاؤ' میں نزدیک ہوا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا تو آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا تم عنقریب اس امت کی حکومت سنبھالو گے اور ان میں عدل کرو گے اور ابھی ان شاء اللہ آخری حدیث میں بیان ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے فائدہ کے لیے ہر سو سال کے سر پر اس کے دین کی تجدید کرنے والا بھیجے گا' اور بہت سے ائمہ نے کہا ہے کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں کیونکہ آپ ۱۰۱ھ میں حکمران بنے۔

اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ الحاکم نے ہمیں بتایا کہ ابوحامد احمد بن علی المقری نے ہمیں خبر دی کہ ابوعیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عفان بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عبدالحمید لاحق نے عن جویریہ بن اسماء عن نافع عن ابن عمر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری اولاد میں

Marfat.com

سے ایک شخص ہوگا جس کے چہرے پر شین ہوگا' وہ حکمران بن کر زمین کو عدل سے بھر دے گا' نافع اپنی طرف سے بیان کرتے ہیں کہ میرے خیال میں وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں۔ اور ابونعیم نے اسے بحوالہ عثمان بن عبدالحمید روایت کیا ہے اور یہ حضرت ابن عمر سے کئی طرق سے مروی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے وہ کون ہے' جس کے چہرے پر علامت ہوگی اور وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا' اور اسے عبدالرحمٰن بن حرملہ سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے' اور یہ بات آپ کی ولایت وولادت سے پہلے ہی پوری طرح مشہور تھی کہ بنی امیہ میں سے ایک شخص حکمران ہوگا' جسے بنی مروان کا زخمی سروالا کہا جائے گا' اور آپ کی والدہ اروی بنت عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں اور آپ کا باپ عبدالعزیز بن مروان تھا' جو مصر میں اپنے بھائی عبدالملک کا نائب تھا اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اکرام کیا کرتا تھا' ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنے باپ کے اصطبل میں گئے اور آپ چھوٹی عمر کے ہی تھے کہ گھوڑے نے آپ کو لات ماری اور آپ کی پیشانی میں زخم ہوگیا اور آپ کے والد پیشانی سے خون پونچھتے جاتے اور کہتے جاتے کہ اگر تو بنی مروان کا زخمی سروالا ہوا تو تو نیک بخت ہوگا' اور لوگ کہا کرتے تھے کہ زخمی سروالا اور ناقص' بنی مروان میں سے سب سے زیادہ عادل ہوں گے۔ پس زخمی سروالے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں اور ناقص یزید بن الولید بن عبدالملک ہے' جس کے متعلق شاعر کہتا ہے کہ۔

''میں نے یزید بن ولید کو بابرکت پایا ہے اور خلافت کے بوجھ سے وہ بڑا صاحب جاہ وجلال ہے''۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، سلیمان بن عبدالملک کے اڑھائی سال بعد حکمران بنے اور انہوں نے زمین کو عدل سے بھر دیا اور مال کو پانی کی طرح بہایا' حتیٰ کہ آدمی کو یہ بات پریشان کرتی تھی' کہ وہ اپنا صدقہ کس کو دے اور بیہقی نے عدی بن حاتم کی متقدم الذکر حدیث کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے پر محمول کیا ہے' مگر میرے نزدیک اس میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور بیہقی نے اسماعیل بن ابی اویس کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ابومعن انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ اسید نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مکہ جاتے ہوئے ایک جنگل سے گزرے تو آپ نے ایک مردہ سانپ دیکھا اور فرمایا مجھے کدال دو' لوگوں نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے ہم آپ کو کفایت کریں گے آپ نے فرمایا نہیں' پھر آپ نے سانپ کو پکڑا' پھر اسے ایک دھجی میں لپیٹا اور اسے دفن کیا تو اچانک ہاتف نے آواز دی کہ اے سرق تجھ پر اللہ کی رحمت ہو' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے' تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک جن ہوں اور یہ سرق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والوں میں سے میرے اور اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اے سرق تو جنگل میں فوت ہوگا اور میری امت کا بہترین آدمی تجھے دفن کرے گا' اور یہ روایت ایک اور طریق سے بھی مروی ہے' جس میں ہے کہ وہ نو شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسے حلف دیا اور جب اس نے حلف اٹھایا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ رو پڑے۔ اور بیہقی نے اسے ترجیح دی ہے اور اسے حسن قرار دیا

Marfat.com

ہے۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

بیہقی نے عمار ہشام بن عمار وغیرہ کی حدیث سے عن الولید بن اسلم عن مروان بن سالم البرقانی عن الاحوص بن حکیم عن خالد بن معدان عن عبادۃ بن الصامت روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا' جسے وہب کہا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے حکمت عطا کرے گا' اور ایک اور شخص ہوگا جسے غیلان کہا جائے گا' وہ میری امت کے لیے ابلیس سے بھی زیادہ ضرر رساں ہوگا' اور یہ حدیث صحیح نہیں' کیونکہ یہ مروان بن سالم متروک ہے اور اسی کے ذریعے ولید کو حدیث پہنچی ہے۔

ابن لہیعہ نے موسیٰ بن وردان سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان' شام میں کوے کی طرح کائیں کائیں کرے گا اور ان کے دو تہائی' قدر کی تکذیب کریں گے' اس میں اور اس قسم کی احادیث میں غیلان کی طرف اور شام میں اس کے باعث جو قدر کی تکذیب ہوئی' حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا' اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

محمد بن کعب القرظی اور اس کے تفسیر قرآن جاننے اور حفظ کرنے کی طرف اشارہ:

حرملہ بحوالہ ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ ابوصخر نے عن عبداللہ بن مغیث عن ابی بردۃ الظفری عن ابیہ عن جدہ مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا کہ دو کاہنوں میں ایک آدمی ظاہر ہوگا جس نے قرآن کو اس طرح یاد کیا ہے کہ اس کے بعد کوئی شخص اسے اس طرح یاد نہ کرے گا' اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن اسماعیل القاضی روایت کی ہے کہ ابوثابت نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالجبار بن عمر نے بحوالہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کاہنوں میں ایک آدمی ظاہر ہوگا جو قرآن کو اس طرح یاد کرے گا کہ اس کے سوا کوئی دوسرا اسے اس طرح یاد نہیں کرے گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں کے خیال میں وہ محمد بن کعب القرظی ہیں اور ابوثابت کہتے ہیں کہ دو کاہنوں سے مراد قریظہ اور نضیر ہیں' اور اسے ایک اور طریق سے مرسل روایت کیا گیا ہے کہ دو کاہنوں میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا' جو سب لوگوں سے بڑھ کر کتاب اللہ کا علم رکھتا ہوگا۔ اور عون بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن کعب سے بڑھ کر تفسیر قرآن جاننے والا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

سو سال کے بعد آپ کی صدی ختم ہونے کی پیشگوئی:

صحیحین میں زہری کی حدیث سے عن سالم وابی بکر بن سلیمان ابی خیثمہ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی عمر کے آخر میں ایک شب ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی اور جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا' میں تمہیں اس شب کے متعلق بتاؤں کہ اس سے ایک سو سال تک جو لوگ آج زمین پر موجود ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بات سے لوگوں کا خیال ان احادیث کی طرف گیا جو لوگ سو سال کے متعلق بیان کرتے ہیں' اور آپ کی مراد یہ ہے کہ یہ صدی ختم ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صدی کا ختم ہونا مراد لیا ہے۔

اور صحیح مسلم میں ابن جریج کی حدیث میں ہے کہ ابوزبیر نے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت جابر بن عبداللہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی موت سے ایک ماہ قبل بیان کرتے سنا کہ وہ قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں اور اس کا علم صرف اللہ کو ہے اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ آج روئے زمین پر جو بھی نوزائیدہ نفس موجود ہے وہ سو سال تک ہلاک ہو جائے گا' اس حدیث اور اس کی امثال سے ائمہ نے یہ حجت پکڑی ہے کہ حضرت خضر اب موجود نہیں ہیں' جیسا کہ قصص الانبیاء میں قبل ازیں ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور یہ حدیث اس امر پر نص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق زمین کے تمام زندہ لوگ سو سال پورا ہونے تک مر جائیں گے' اور ہو بہو ایسے ہی وقوع میں آیا' ہمیں آپ کے کسی ایک صحابی کے متعلق معلوم نہیں کہ اس نے اس مدت سے تجاوز کیا ہو' اور اسی طرح سب لوگوں کا حال ہے پھر بعض علماء نے ہر سو سال کے لیے اس حکم کو ایک عام حکم قرار دیا ہے اور حدیث میں اس سے کوئی تعرض نہیں پایا جاتا۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

محمد بن عمر الواقدی کا بیان ہے کہ شریح بن یزید نے عن ابراہیم بن محمد بن زیاد الالہانی عن ابیہ عن عبداللہ بن بسر مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا' یہ جوان ایک صدی تک زندہ رہے گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ایک سو سال تک زندہ رہا' اور بخاری نے اسے تاریخ میں بحوالہ ابوحیوۃ شریح بن یزید روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے' واقدی کا بیان ہے کہ دوسروں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس کے چہرے پر ایک مسہ تھا' آپ نے فرمایا یہ اس وقت مرے گا جب یہ مسہ اس کے چہرے سے ختم ہو جائے گا' پس وہ اپنے چہرے سے مسہ ختم ہونے تک نہیں مرا' یہ اسناد سنن کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن محمد بن المؤمل بن الحسن بن عیسیٰ عن الفضل بن محرز الشعرانی روایت کیا ہے کہ حیوۃ بن شریح نے عن ابراہیم بن محمد بن زیاد الالہانی عن ابیہ عن عبداللہ بن بسر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ یہ جوان' ایک صدی تک زندہ رہے گا' پس وہ ایک سو سال تک زندہ رہا' واقدی اور کئی دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن بسر نے ۹۴ سال کی عمر میں ۸۸ھ میں حمص میں وفات پائی ہے اور وہ شام میں رہنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم سے آخری شخص تھے۔

ولید بن یزید کے متعلق شدید وعید کی پیشگوئی نہ کہ ولید بن عبدالملک کے متعلق:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ محمد بن خالد بن العباس السکسکی نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعمر اوزاعی نے ابن شہاب سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ مجھ سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ام سلمہ[1] رضی اللہ عنہا سے میرے ایک بھائی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا' جس کا نام انہوں نے ولید رکھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے فراعنہ کے ناموں پر

---

[1] العیوریہ میں ام سلیم ہے۔

Marfat.com

نام رکھنے لگ پڑے ہو' بلا شبہ عنقریب اس امت میں ایک شخص ہوگا' جس کو ولید کہا جائے گا وہ میری امت کے لیے فرعون سے بھی زیادہ ضرر رساں ہوگا' ابو عمر اوزاعی بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ ولید بن عبدالملک ہے' پھر ہمیں معلوم ہوا کہ وہ ولید بن یزید ہے اس لیے کہ لوگ اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑے حتیٰ کہ انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر کے اسے قتل کر دیا اور امت کے لیے فتنہ وفساد کی راہ کھل گئی اور بیہقی نے اسے الحاکم وغیرہ سے عن الاصم عن سعید بن عثمان تنوخی عن بشر بن بکر عن الاوزاعی عن زہری عن سعید روایت کیا ہے' انہوں نے اس کا ذکر کیا ہے مگر اوزاعی کے قول کا ذکر نہیں کیا' پھر بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل حسن ہے' اور نعیم بن حماد نے اسے ولید بن مسلم سے روایت کیا ہے' اور ان کے نزدیک زہری نے کہا کہ اگر ولید بن یزید خلیفہ بنا تو وہ وہی ہے' وگرنہ وہ ولید بن عبدالملک ہے' اور نعیم بن حماد بیان کرتے کہ ہشیم نے ابو حمزہ سے بحوالہ حسن ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ عنقریب ایک ولید نامی شخص ہوگا جس سے جہنم کا ایک جز اور اس کا ایک گوشہ پر کیا جائے گا' یہ حدیث بھی اسی طرح مرسل ہے۔

ایک اور حدیث:

سلیمان بن بلال عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ہریرۃؓ بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنو ابی العاص چالیس آدمی ہو جائیں گے تو وہ اپنے دین کو خرابی اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو مشہوری کا ذریعہ بنا لیں گے' بیہقی نے اسے اپنی حدیث سے روایت کیا ہے' اور نعیم بن حماد کہتے ہیں کہ بقیہ بن الولید اور عبدالقدوس نے عن ابی بکر بن ابی مریم عن راشد بن سعد عن ابی ذر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا کہ جب بنو امیہ چالیس تک پہنچ جائیں گے تو اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو عطیہ اور اللہ کی کتاب کو خرابی کا ذریعہ بنالیں گے' یہ حدیث راشد بن سعد اور ابوذر کے درمیان منقطع ہے۔ اور اسحاق بن راہویہ بیان کرتے ہیں کہ جریر نے عن اعمش عن عطیہ عن ابی ذر ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنو ابی العاص جب تیس آدمی ہو جائیں گے تو اللہ کے دین کو خرابی اور اللہ کے مال کو مشہوری کا ذریعہ اور اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے' اور احمد نے اسے عثمان بن ابی شیبہ سے بحوالہ جریر روایت کیا ہے۔ اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ بسام محمد بن غالب نے ہم سے بیان کیا کہ کامل بن طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے بحوالہ ابن قبیل ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے اسے بتایا کہ وہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' کہ مروان نے ان کے پاس جا کر اپنی ضرورت کے متعلق گفتگو کی اور کہا یا امیر المومنین میری ضرورت پوری کیجیے' خدا کی قسم میرا خرچ بڑا ہے اور میں دس کا باپ دس کا چچا اور دس کا بھائی ہوں' پس جب مروان چلا گیا' اور حضرت ابن عباس' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تخت پر بیٹھے تھے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' اے ابن عباس رضی اللہ عنہما میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب بنو الحکم تیس آدمی ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے مال کو آپس میں مشہوری کا ذریعہ اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کی کتاب کو خرابی کا ذریعہ بنالیں گے' اور جب ۴۹۷ ہو جائیں گے تو ان کی ہلاکت پھل کے چبانے سے بھی زیادہ سریع ہوگی' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' خدا کی

Marfat.com

قسم بے شک۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مروان نے اپنی ضرورت کا ذکر کیا تو مروان نے عبدالملک کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور اس نے ان سے اس کی ضرورت کے متعلق گفتگو کی اور جب عبدالملک چلا گیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کا ذکر کیا اور فرمایا' چار سرکشوں کا باپ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا خدا کی قسم بے شک۔

ابو احمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی بیان کرتے ہیں' کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید کے بھائی سعد بن زید نے عن علی بن الحکم البنانی عن ابی الحسن عن عمرو بن مرہ ہم سے بیان کیا اور اسے اس کی صحبت حاصل تھی' وہ بیان کرتا ہے کہ الحکم بن ابی العاص' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لینے آیا تو آپ نے اس کی گفتگو کو پہچان لیا اور فرمایا اسے اجازت دو' یہ سانپ ہے یا سانپ کا بچہ ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

اور جو اس کی صلب میں نکلے گا اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے سوائے مومنین کے مگر وہ تھوڑے ہی ہیں' یہ دنیا میں خوشحال اور آخرت میں ذلیل ہوں گے' فریب کار اور دھوکے باز ہوں گے انہیں دنیا میں دیا جائے گا اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ الدارمی بیان کرتے ہیں کہ یہ ابوالحسن حمصی ہے۔ اور نعیم بن حماد نے الفتن والملاحم میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن مروان المروانی نے ابوبکر بن ابو مریم سے بحوالہ راشد بن سعد ہم سے بیان کیا کہ جب مروان بن الحکم پیدا ہوا تو اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا تاکہ آپ اس کے لیے دعا کریں تو آپ نے دعا کرنے سے انکار کر دیا' پھر فرمایا ابن الزرقا' میری امت کی ہلاکت اس کے ہاتھوں اور اس کی اولاد کے ہاتھوں ہوگی' اور یہ حدیث مرسل ہے۔

بنوامیہ کے خلفاء کے متعلق مجموعی پیشگوئی:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ احمد بن محمد ابو محمد الزرقی نے ہم سے بیان کیا کہ زنگی یعنی مسلم بن خالد نے عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں بنی الحکم یا بنی ابی العاص کو دیکھا کہ وہ میرے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک پوری طرح ہنستے نہیں دیکھا' اور ثوری' علی بن زید بن جدعان سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کو اپنے منابر پر دیکھا تو اس بات نے آپ کو تکلیف دی تو اللہ نے آپ کی طرف وحی کی کہ یہ تو صرف انہیں دنیا دی گئی ہے' تو اس سے آپ کو راحت حاصل ہوئی اور وہ بات یہ ہے کہ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ یعنی لوگوں کے لیے آزمائش ہے' علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے' اور اسی طرح حدیث بھی مرسل ہے۔

اور ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ قاسم بن فضل الحدائی نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف بن مازن الراسبی نے ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیعت کرنے کے بعد ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا اے مومنین کو روسیاہ کرنے والے' تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے مجھے ملامت نہ کر' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کو ایک ایک کر کے اپنے منبر پر خطبہ دیتے دیکھا ہے پس اس بات نے آپ کو تکلیف دی تو یہ آیت (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ)

Marfat.com

نازل ہوئی' کوثر جنت میں ایک نہر ہے اور یہ آیت: (اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ، وَ مَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ، لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ) بنی امیہ کی حکومت کے متعلق نازل ہوئی۔ قاسم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس کا حساب کیا تو وہ ایک دن کی کمی بیشی کے بغیر ایک ہزار ماہ تھا۔ اور ترمذی' ابن جریر طبری اور حاکم نے اپنے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل النبوت میں اسے روایت کیا ہے' ان سب نے قاسم بن الفضل الحذا کی حدیث سے روایت کی ہے اور یحییٰ بن سعید القطان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے' اور ابن مہدی نے یوسف بن سعد سے روایت کی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یوسف بن مازن الراسبی سے کی ہے' اور ایک روایت میں ابن جریر عیسیٰ بن مازن ہے' ترمذی نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک مجہول آدمی ہے اور ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں' اور ترمذی کا یہ قول کہ یہ یوسف مجہول ہے' ایک مشکل قول ہے' بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مراد مجہول الحال ہے' بلاشبہ اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے' جس میں حماد بن سلمہ' خالد الحذاء اور یونس بن عبید شامل ہیں' اور یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ وہ مشہور ہے' اور ان سے ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اسے ثقہ کہا ہے' پس مجہول ہونا اس سے مطلقاً مرتفع ہو گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے واقعہ میں موجود ہونے کے بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے اور اس نے اس واقعہ کو اس شخص سے مرسل کیا ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ اعلم

اور میں اپنے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ حدیث منکر ہے' اور قاسم بن فضل کا یہ قول کہ انہوں نے بنی امیہ کی حکومت کا حساب کیا تو اسے ایک دن کی کمی بیشی کے بغیر ایک ہزار ماہ پایا۔ یہ بہت غریب قول ہے اور اس میں اعتراض پایا جاتا ہے' اس لیے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بارہ سالہ خلافت کو صوری اور معنوی لحاظ سے اس مدت میں شامل کرنا ممکن نہیں' کیونکہ وہ ممدوحہ حکومت ہے اس لیے کہ حضرت عثمانؓ، ان خلفائے راشدین اور ائمہ مہدیین میں سے ایک ہیں جنہوں نے حق کے مطابق فیصلے کیے اور حق کے ساتھ ہی وہ عدل کرتے تھے۔

اور یہ حدیث ان کی حکومت کی مذمت کے لیے لائی گئی ہے اور حدیث کا ذم پر دلالت کرنا بھی محل نظر ہے اس لیے کہ اس نے بتایا ہے کہ لیلۃ القدر ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے اور یہی مدت ان کی حکومت کی ہے اور لیلۃ القدر بڑی خیر و برکت کی رات ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے' پس لیلۃ القدر کو ان کی حکومت پر فضیلت دینے سے ان کی حکومت کی مذمت لازم نہیں آتی' پس اس بات پر غور کیجیے بلاشبہ یہ ایک دقیق نکتہ ہے' جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث کی صحت' محل نظر ہے' کیونکہ اسے ان کے زمانے کی مذمت کے لیے لایا گیا ہے۔ واللہ اعلم

اور جب ان کی حکومت کی ابتداء اس وقت سے سمجھی جائے' جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے حکومت سپرد کرنے کے بعد حضرت معاویہ حکمران بنے تو یہ واقعہ ۴۰ھ یا ۴۱ھ کا ہے اور اس سال کو عام الجماعۃ کہا جاتا ہے' کیونکہ سب لوگوں نے ایک امام پر اتفاق کر لیا تھا۔

اور قبل ازیں صحیح بخاری کی حدیث بحوالہ ابوبکرہ بیان ہو چکی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرماتے سنا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرا دے' اور یہ واقعہ

Marfat.com

اس سال میں ہوا اور اس سال سے لے کر ۱۳۲ھ تک حکومت مسلسل بنی امیہ کے ہاتھوں میں رہی' حتیٰ کہ بنی عباس میں منتقل ہوگئی' جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے' اور اس کا ٹوٹل ۹۲ سال بنتا ہے اور یہ ایک ہزار ماہ سے مطابقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ایک ہزار ماہ ۸۳ سال چار ماہ کے برابر ہوتے ہیں' پس اگر کوئی کہے کہ میں اس سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت کے نو سال نکال دیتا ہوں تو پھر ۸۳ باقی رہ جائیں گے' اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت کو نکال بھی دیا جائے تو بھی جو کچھ باقی بچتا ہے وہ ایک دن کی کمی بیشی کے بغیر تحدیداً ایک ہزار ماہ سے مطابقت نہیں رکھتا' بلکہ اس کے قریب قریب ہوگا' یہ اس کی ایک وجہ ہوئی' دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت' حجاز اہواز میں تھی اور کچھ دن عراق میں رہی اور ایک قول کے مطابق مصر میں رہی' اور شام سے بنو امیہ کا قبضہ اصلاً نہیں ہٹا اور نہ ہی کلیتہً ان کی حکومت اس وقت زائل ہوئی' تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ امر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی حکومت کو بنی امیہ کے حساب میں داخل کرنے کا مقتضی ہے اور جو کچھ اس نے بیان کیا ہے اس کا مقتضا یہ ہے کہ آپ کی حکومت مذموم ہو' اور یہ بات ائمہ اسلام میں سے ایک شخص بھی نہیں کہتا بلکہ وہ اس بات پر مصر ہیں کہ وہ خلفائے راشدین میں سے ایک تھے' حتیٰ کہ انہوں نے ان کے ایام کو چاروں خلفاء کے ایام کے موافق بنایا ہے' اور یہاں تک باہم اختلاف کیا ہے کہ ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟ یعنی وہ یا حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جو ایک صحابی ہیں' اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے قول کے سوا کسی تابعی کے قول کو حجت نہیں سمجھتا' پس جب یہ معلوم ہوگیا کہ اگر ان کے ایام کو اس کے حساب سے خارج کیا جائے تو اس کا حساب ختم ہو جاتا ہے' اور اگر ان ایام کو اس میں شامل کیا جائے تو وہ ایام مذموم بن جاتے ہیں اور اس سے گریز کا کوئی چارہ نہیں' اور یہ سب باتیں اس حدیث کی نکارت پر دلالت کرتی ہیں۔ واللہ اعلم

اور نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے بحوالہ العلاء بن ابی العباس ہم سے بیان کیا کہ اس نے ابوالطفیل سے سنا اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ یہ حکومت ہمیشہ بنی امیہ کے پاس رہے گی جب تک وہ آپس میں اختلاف نہ کریں' ابن وہب نے عن حرملہ بن عمران عن سعد بن سالم عن ابی سالم الجیشانی ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حکومت ان کے لیے ہوگی' حتیٰ کہ وہ اپنے مقتول کو قتل کریں' اور آپس میں حسد کریں' پس جب یہ واقعہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ مشرق کی کچھ اقوام کو ان کے خلاف اکسائے گا' جو ان کو متفرق کر کے قتل کریں گی اور ان کو گن کر محصور کرلیں گے' خدا کی قسم وہ ایک سال حکومت کریں گے' تو ہم دو سال حکومت کریں گے اور وہ دو سال حکومت کریں گے تو ہم چار سال حکومت کریں گے' اور نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے حصین بن الولید سے بحوالہ زہری بن الولید ہم سے بیان کیا کہ میں نے ام الدرداء سے سنا کہ میں نے ابوالدرداء کو بیان کرتے سنا کہ جب بنی امیہ کا نوجوان خلیفہ مظلومانہ طور پر شام اور عراق کے درمیان قتل کیا جائے گا' اس وقت تک فرمانبرداری اور خون ناحق کو حقیر نہیں سمجھا جائے گا یعنی ولید بن یزید اس قسم کی باتیں صرف سماع سے ہم بیان کی جاتی ہیں۔

بنو عباس کی حکومت کے متعلق پیشگوئی' جن کا ظہور ۱۳۲ھ میں خراسان سے ہوا:

یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ محمد بن خالد بن العباس نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو عبداللہ نے عن الولید بن ہشام

Marfat.com

المصیطی عن ابان بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو میں بھی وہاں موجود تھا انہوں نے آپ کو بہت اچھے عطیات دیئے پھر کہا اے ابوالعباس کیا تمہارے لیے حکومت ہے؟ آپ نے جواب دیا یا امیر المومنین مجھے معاف فرمایئے انہوں نے کہا آپ مجھے ضرور بتائیں آپ نے فرمایا اچھا اور انہیں بتایا تو انہوں نے پوچھا تمہارے مددگار کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا اہل خراسان اور بنی امیہ بنی ہاشم سے فاصلہ پر ہیں اسے بیہقی نے روایت کیا ہے اور ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن حماد سے سنا کہ محمد بن عبدہ بن حرب نے ہمیں بتایا کہ سوید بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حجاج بن تمیم نے میمون بن مہران سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمیں خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جبریل ہیں اور میں انہیں دحیہ کلبی خیال کرتا تھا جبریل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ میلے کپڑوں والا ہے اور عنقریب اس کے بعد اس کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی اور انہوں نے ان کی نظر جاتے رہنے اور پھر موت سے قبل واپس آ جانے کے بارے میں مکمل حدیث کا ذکر کیا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن تمیم اس کی روایت میں متفرد ہے اور قوی نہیں اور بیہقی بیان کرتے ہیں کہ الحاکم نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر بن بابونہ نے دوسرے لوگوں میں ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن معین نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن ابی قرہ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث بن سعید نے ابوفضیل سے حضرت عباس کے غلام ابومیسرہ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو آپ نے فرمایا دیکھو تم آسمان میں کوئی چیز دیکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا ہاں آپ نے فرمایا تم کیا دیکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا ثریا آپ نے فرمایا کہ تمہاری صلب میں سے اس کی تعداد کے مطابق اس امت پر عنقریب حکومت کریں گے۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبید بن ابی قرہ بغدادی نے لیث سے سنا وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں اس کی حدیث کی موافقت نہیں کرتے۔ اور بیہقی نے محمد بن عبدالرحمٰن عامری جو ضعیف ہے۔ کی حدیث سے عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میں نبوت اور حکومت ہے اور ابوبکر بن خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عمرو بن دینار سے بحوالہ ابی معبد ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس طرح اللہ نے ہمارے پہلے سے آغاز کیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ وہ اسے ہم پر ختم کر دے گا یہ اسناد جید ہے اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام پر موقوف ہے۔

اور یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن ایوب نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن حمید نے عن ابی عتبہ عن المنہال بن عمرو عن سعید بن جبیر ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ہم کہتے تھے کہ بارہ امیر اور بارہ پھر وہی قیامت ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تمہیں کس بے وقوف نے بتایا ہے بلاشبہ اس کے بعد ہم اہل بیت میں سے منصور سفاح اور مہدی ہوں گے اور وہ اسے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تک لے جاتے ہیں یہ حدیث بھی اسی طرح موقوف ہے اور بیہقی نے اسے اعمش کے طریق سے ضحاک سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع

Marfat.com

روایت کیا ہے کہ ہم تین سے سفاح' منصور اور مہدی ہوں گے اور یہ اسناد ضعیف ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کچھ بھی نہیں سنا۔ اور یہ حدیث منقطع ہے۔ واللہ اعلم

اور عبدالرزاق نے عن ثوری عن خالد الحذاء عن ابی قلابہ بن ابی السماء عن ثوبان' بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا ہے کہ تمہاری اس بھٹی کے پاس تین آدمی قتل ہوں گے۔ جو سب کے سب خلیفہ کے بیٹے ہوں گے' ان میں سے کسی ایک تک نہیں پہنچا جائے گا' پھر خراسان سے سیاہ جھنڈے آئیں گے اور وہ انہیں اس طرح قتل کریں گے کہ انہوں نے اس کی مانند قتل دیکھا نہ ہوگا' پھر اللہ کا خلیفہ مہدی آئے گا' پس جب تم سنو تو اس کے پاس آؤ اور اس کی بیعت کرو' خواہ تمہیں گھٹنوں کے بل برف پر چل کر آنا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے ابن ماجہ نے اسے احمد بن یوسف سلمی اور محمد بن یحییٰ الذہلی سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے اسے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے اسے کئی طرق سے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے' پھر بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق اس کی روایت میں متفرد ہے' امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ عبدالوہاب بن عطاء نے اسے عن خالد الحذاء عن ابی قلابہ عن اسماء موقوف روایت کیا ہے۔ پھر امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن غالب نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن علی بن زید عن ابی قلابہ عن ابی اسماء عن ثوبان ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خراسان کے عقب سے سیاہ جھنڈے آئیں تو ان کے پاس آؤ' خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے' بلاشبہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

اور حافظ ابوبکر البزار بیان کرتے ہیں کہ فضل بن سہل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن داہر الرازی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ عن ابن ابی یعلیٰ عن الحکم عن ابراہیم عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ہاشم کے کچھ جوانوں کا ذکر کیا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور جھنڈوں کا ذکر کیا اور فرمایا جو ان جھنڈوں کو پائے وہ ضرور ان کے پاس آئے' خواہ اسے برف پر گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے' پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ اس حدیث کو الحکم سے صرف ابن ابی لیلیٰ ہی نے روایت کیا ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اسے داہر بن یحییٰ کی حدیث سے ہی روایت کیا جاتا ہے' اور وہ اہل الرائے اور صالح الحدیث لوگوں میں سے ہے اور اسے یزید بن ابی زیاد کی حدیث سے بحوالہ ابراہیم پہچانا جاتا ہے۔

اور حافظ ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابوہشام بن یزید بن رفاعہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی زیاد نے عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے آئیں گے اور سوار خون میں گھس جائیں گے' یہاں تک کہ وہ عدل کو ظاہر کریں گے اور عدل کو طلب کریں گے اور انہیں عدل نہیں ملے گا' پس وہ غالب آ جائیں گے' اور ان سے عدل طلب کیا جائے گا تو ان سے بھی عدل نہیں ملے گا' یہ اسناد حسن ہے۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن غیلان اور قتیبہ بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ رشد بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن غیلان نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ یونس بن یزید نے عن ابن شہاب عن قبیصہ ابن ذؤیب خزاعی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

عن رسول اللہ ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے انہیں کوئی چیز واپس نہیں لوٹائے گی' حتیٰ کہ انہیں ایلیا میں نصب کر دیا جائے گا۔ اور ترمذی نے اسے بحوالہ قتیبہ روایت کیا ہے اور اسے غریب کہا ہے اور بیہقی اور الحاکم نے اسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بحوالہ رشد بن سعد روایت کیا ہے۔ اور امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ رشد بن سعد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور اس کے قریب قریب کعب الاحبار سے بھی روایت کی گئی ہے اور شاید وہ اس کی مانند ہے۔ واللہ اعلم

پھر اسے یعقوب بن سفیان کے طریق سے روایت کیا گیا ہے کہ محمد نے عن ابوالمغیرہ عبدالقدوس عن اسماعیل بن عیاش' اس شخص سے جس نے اس سے کعب الاحبار سے بیان کیا' ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ بنی عباس کے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے' حتیٰ کہ وہ شام میں اتریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں تمام سرکشوں اور ان کے تمام دشمنوں کو قتل کرے گا۔

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے عن اعمش عن عطیۃ العوفی عن ابی سعید خدری ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ زمانہ گزرنے اور کچھ فتنوں کے ظاہر ہونے پر ایک شخص ظاہر ہوگا جسے سفاح کہا جائے گا' وہ مٹھیاں بھر بھر کر مال دے گا' اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالصمد عن ابی عوانہ عن اعمش روایت کیا اور اس میں بیان کیا ہے کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جسے سفاح کہا جائے گا' پھر انہوں نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور یہ اسناد اہل سنن کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' یہ پیشگوئیاں خراسان سے سیاہ جھنڈوں کے نکلنے اور سفاح یعنی ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کی حکومت کے بارے میں ہیں' اور اس کی حکومت ۱۳۰ھ کی حدود میں قائم ہوئی تھیں' پھر وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ غالب آ گیا اور ان کے پاس سیاہ جھنڈے تھے اور ان کی علامت سیاہی تھی' جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز' مکہ آئے تو آپ کے سر پر خود تھا اور اس کے اوپر سیاہ عمامہ تھا' پھر اس نے اپنے چچا عبداللہ کو بنی امیہ سے جنگ کرنے کو بھیجا تو اس نے انہیں ۱۳۲ھ میں شکست دی اور ان کا آخری خلیفہ مروان بن محمد جس کا لقب مروان الحمار تھا' میدان کارزار سے بھاگ گیا۔ اور اسے مروان الجعدی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کے بیان کے مطابق الجعد بن درہم کے ساتھ مشغول رہتا تھا اور اس کا چچا دمشق میں داخل ہوا اور اس نے بنی امیہ کو حکومت' املاک اور اموال پر قبضہ کر لیا اور بہت سی مصیبتیں آئیں' جنہیں ہم مفصل طور پر عنقریب ان کی جگہوں پر بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور سلف کی ایک جماعت کی جانب سے خراسان سے نکلنے والے سیاہ جھنڈوں کے ذکر کے بارے میں بیان ہوا ہے' جس کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا' اور نعیم بن حماد نے اپنی کتاب میں اس کا استقصاء کیا ہے' اور بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ابھی سیاہ جھنڈوں والی بات وقوع پذیر نہیں ہوئی اور یہ بات آخری زمانے میں ہوگی' جیسا کہ ہم اس کے موقع پر اسے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ زہری روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب دنیا لئیم بن لئیم کے لیے ہوگی۔ ابو معمر کہتے ہیں کہ وہ ابو مسلم خراسانی ہے' جس نے بنو عباس کی حکومت کو قائم کیا تھا۔

Marfat.com

حاصل کلام یہ کہ اس سال حکومت بنوامیہ سے بنوعباس کی طرف منتقل ہو جائے گی اور ان کا پہلا خلیفہ سفاح ہوگا' پھر اس کا بھائی ابو جعفر عبداللہ المنصور' بانی بغداد' پھر اس کے بعد اس کا بیٹا مہدی محمد بن عبداللہ' پھر اس کے بعد اس کا بیٹا ہادی' پھر اس کا دوسرا بیٹا ہارون الرشید خلیفہ ہوگا' پھر خلافت اس کی اولاد میں پھیل جائے گی' اسے ہم مفصل طور پر اس وقت بیان کریں گے جب ہم اس زمانے تک پہنچیں گے' اور ابھی جو احادیث ہم نے بیان کی ہیں انہوں نے سفاح' منصور اور مہدی کے متعلق بیان کیا ہے اور بلاشبہ مہدی' منصور کا بیٹا ہے جو بنوعباس کا تیسرا خلیفہ ہے' وہ مہدی نہیں جس کے ذکر سے احادیث بھری ہوئی ہیں اور وہ آخری زمانے میں ہوگا اور زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا' جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی' اور ہم نے اس کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث کی ایک الگ جلد تیار کی ہے' جیسا کہ ابوداؤد نے اپنے سنن میں اس کے لیے ایک الگ باب قائم کیا ہے' اور ابھی پہلے بیان ہونے والی بعض احادیث میں آیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے تو وہ خلافت انہیں سپرد کر دے گا۔ واللہ اعلم

اور سفاح کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ آخری زمانے میں ہوگا' پس یہ امر مستبعد ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہو جس کی خلفائے بنوعباس میں سے سب سے پہلے بیعت کی گئی ہے پس وہ کوئی اور خلیفہ ہوگا' اور بظاہر یہی بات معلوم ہوتی ہے' کیونکہ نعیم بن حماد نے عن ابن وہب عن ابن لہیعہ عن یزید بن عمرو المعافری قدوم الحمیری سے روایت کی ہے کہ اس نے تفیع بن عامر کو بیان کرتے سنا کہ سفاح چالیس سال زندہ رہے گا' تورات میں اس کا نام آسمانی پرندہ ہے' میں کہتا ہوں یہ صفت آخری زمانے میں ظاہر ہونے والے مہدی کی بھی ہو سکتی ہے' کیونکہ وہ عدل کے قائم کرنے اور انصاف کے پھیلانے کے لیے خونریزی کرے گا' اور احادیث میں جن سیاہ جھنڈوں کا ذکر آتا ہے وہ مہدی کے ساتھ ہوں گے' اور اس کی سب سے پہلی بیعت مکہ میں ہوگی' پھر اس کے مددگار خراسان سے ہوں گے' جیسا کہ سفاح کے لیے پہلے ہوا ہے۔ واللہ اعلم

اور یہ سب کچھ ان احادیث کی صحت پر متفرع ہے' وگرنہ ان کی کوئی سند' اعتراض سے خالی نہیں' واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالصواب

قریش کے بارہ ائمہ کے متعلق پیشگوئی:

یہ وہ بارہ ائمہ نہیں جن کی امامت کا روافض دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ ان میں سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سوا' کوئی بھی لوگوں کے امور کا منتظم نہیں ہوا' اور ان کے خیال میں ان کا آخری خلیفہ مہدی منتظر ہے جو سرداب سامرا میں ہے اور اس کا کوئی وجود اور نام و نشان نہیں ہے۔ بلکہ وہ بارہ ائمہ ہیں' جن کے متعلق حدیث میں خبر دی گئی ہے حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم چاروں امام ہیں اور بلا اختلاف ائمہ' بارہ ائمہ کی تفسیر میں اہل سنت کے دونوں اقوال کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی ان میں شامل ہیں جیسا کہ ہم حدیث کے بیان کرنے کے بعد اس کا ذکر کریں گے۔

صحیح بخاری میں شعبہ کی حدیث سے اور مسلم میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے لکھا ہے کہ ان دونوں نے عبدالملک بن عمیر

Marfat.com

سے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ بارہ خلیفے ہوں گے' پھر آپ نے ایک بات کی جسے میں سن نہیں سکا' تو میں نے اپنے باپ سے کہا' آپ نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا آپ نے فرمایا ہے کہ وہ سب قریش میں سے ہوں گے' اور ابو نعیم بن حماد' کتاب الفتن والملاحم میں بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ مجالد نے عن الشعبی عن مسروق عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد اصحابِ موسیٰ کی تعداد کے مطابق خلیفے ہوں گے اور اس قسم کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت حذیفہ' حضرت ابن عباس اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہم سے بھی کی گئی ہے۔

ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن معاویہ نے عن اسماعیل بن ابی خالد عن ابیہ عن جابر بن سمرہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ امر بارہ خلیفوں یا امیروں تک مسلسل قائم رہے گا اور ان سب پر امت متفق ہوگی' اور میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنی جسے میں سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے باپ سے کہا آپ کیا فرما رہے ہیں تو اس نے کہا آپ نے فرمایا ہے کہ وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔ اسی طرح ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ ابن نفیل نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ زیاد بن خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسود بن سعید الہمدانی نے بحوالہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بارہ خلیفوں کے گزرنے تک' جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے' اس امت کا معاملہ مستقیم رہے گا اور وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب آپ اپنے گھر واپس آئے تو قریش نے آپ کے پاس آ کر کہا' پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر فتنہ وفساد ہوگا۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ پہلی روایت میں عدد کا بیان ہے اور دوسری روایت میں عدد کی مراد کا بیان ہے اور تیسری روایت میں فتنہ وفساد کے وقوع کا بیان ہے' یعنی ان کے بعد قتل عام ہوگا' اور یہ عدد اس مذکورہ صفت کے ساتھ ولید بن یزید بن عبدالملک کے زمانے میں پایا گیا ہے' پھر عظیم فتنہ وفساد ہوا' جیسا کہ اس روایت میں خبر دی گئی ہے' پھر عباسیوں کی حکومت آ گئی' جیسا کہ اس سے پہلے باب میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے' اور جب حدیث کی مذکورہ صفت کو چھوڑ دیا جائے یا مذکورہ فتنہ کے بعد ہونے والوں کو ان میں شمار کیا جائے تو اس سے وہ حدیث کے مذکورہ عدد میں اضافہ کر دیتے ہیں۔

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک لوگوں میں سے دو شخص بھی باقی ہیں یہ امر حکومت ہمیشہ قریش میں رہے گا' پھر انہوں نے اسے عاصم بن محمد کی حدیث سے اس کے باپ سے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے۔

اور صحیح بخاری میں زہری کے طریق سے محمد بن جبیر بن مطعم بحوالہ معاویہ بن ابی سفیان روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ حکومت قریش میں رہے گی' اور جب تک وہ دین کو قائم کریں گے' جو کوئی ان سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل گرا دے گا۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں' یعنی وہ دین کے نشانات کو قائم کریں گے خواہ اپنے ذاتی اعمال میں

Marfat.com

کوتاہی کریں' پھر انہوں نے بقیہ احادیث کو بیان کیا ہے' جو انہوں نے اس بارے میں ذکر کی ہیں۔ واللہ اعلم

پس یہ وہ مسلک ہے جسے بیہقی نے اختیار کیا ہے اور ایک جماعت نے اس بارے میں ان سے موافقت کی ہے کہ اس حدیث میں جن بارہ خلفاء کا ذکر ہے اس سے مراد فاسق ولید بن یزید بن عبدالملک کے زمانے تک پے در پے ہونے والے خلیفے ہیں' ولید کے متعلق قبل ازیں ہم ایک مذمت اور وعید کی حدیث پیش کر چکے ہیں' یہ مسلک بھی محل نظر ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس ولید بن یزید کے زمانے تک ہونے والے خلفاء ہر اندازے کے مطابق بارہ سے زیادہ ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خلفائے اربعہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی خلافت حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی نص سے محقق ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی' پھر ان کے بعد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما ہوئے' کیونکہ حضرت علیؓ نے ان کے متعلق وصیت کی تھی اور اہل عراق نے ان کی بیعت کر لی تھی' اور حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح ہو گئی' جیسا کہ صحیح بخاری میں ابوبکرہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے' پھر حضرت معاویہؓ خلیفہ بنے' پھر ان کا بیٹا یزید بن معاویہ خلیفہ بنا' پھر اس کا بیٹا معاویہ بن یزید' پھر مروان بن الحکم' پھر اس کا بیٹا عبدالملک بن مروان' پھر اس کا بیٹا ولید بن عبدالملک' پھر سلیمان بن عبدالملک' پھر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ' پھر یزید بن عبدالملک پھر ہشام بن عبدالملک خلیفہ بنا' یہ پندرہ خلیفے بنتے ہیں' پھر ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفہ بنا۔ پھر اگر عبدالملک سے قبل ہم حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کو بھی شمار کر لیں تو یہ سولہ بن جاتے ہیں اور ہر اندازے کے مطابق وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے قبل بارہ ہو جاتے ہیں' پس یہ ہے وہ مسلک جو انہوں نے اختیار کیا ہے' اس اندازے کے مطابق یزید بن معاویہ بارہ خلفاء میں شامل ہو جاتا ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ان سے خارج ہو جاتے ہیں' جن کی مدح و تعریف پر اور انہیں خلفائے راشدین میں شمار کرنے پر ائمہ کا اتفاق ہے اور تمام لوگوں نے آپ کے عدل پر اتفاق کیا ہے' اور ان کا دور حکومت سب سے زیادہ عادلانہ تھا' حتیٰ کہ رافضی بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں' پس اگر کوئی کہے کہ ہم ان کو خلفاء شمار کرتے ہیں' جن پر امت نے اتفاق کیا ہے' تو اس سے لازم آئے گا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو ان میں شمار نہ کیا جائے' کیونکہ لوگوں نے ان دونوں حضرات پر اتفاق نہیں کیا اور سب اہل شام نے ان دونوں کی بیعت نہیں کی' اور حبیب نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے یزید اور ان کے پوتے معاویہ بن یزید کو شمار کیا ہے' اور مروان اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ایام کو تحریر نہیں کیا' گویا امت نے ان میں سے ایک پر بھی اتفاق نہیں کیا' اس لحاظ سے اس کے مسلک کے مطابق ہم خلفاء کو یوں شمار کریں گے:

حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم' پھر یزید بن معاویہ' پھر عبدالملک' پھر ولید بن سلیمان' پھر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ' پھر یزید بن ہشام یہ دس خلفاء ہوئے' پھر ان کے بعد فاسق ولید بن یزید بن عبدالملک' مگر یہ مسلک اختیار کرنا ممکن نہیں' کیونکہ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بارہ خلفاء سے خارج کرنا لازم آتا ہے' اور یہ بات ائمہ اہل سنت کے بیان کے خلاف ہے بلکہ ائمہ شیعہ کے بیان کے بھی خلاف ہے۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو واضح حدیث روایت کی ہے اس کے بھی خلاف ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی' پھر کاٹنے والی حکومت ہوگی۔

Marfat.com

اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے ان تیس سالوں کی تفصیل بھی بیان کی ہے اور انہیں چاروں خلفاء کی خلافت سے جمع کیا ہے اور ہم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ان تیس سالوں میں شامل ہونا واضح کیا ہے جو تقریباً چھ ماہ تھی' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت مل گئی' کیونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حکومت آپ کے سپرد کر دی تھی' اور اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کا نام دینا منع ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ خلافت تیس سال بعد مطلقاً ختم نہ ہوگی بلکہ اس کا تسلسل ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد خلفائے راشدین کا وجود منفی نہ ہوگا' جیسا کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ راشدین سعد نے عن ابن لہیعہ عن خالد بن ابی عمران عن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما' ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بنی امیہ کے بارہ بادشاہ ہوں گے' آپ سے پوچھا گیا' خلفاء؟ فرمایا نہیں بلکہ بادشاہ۔ اور بیہقی نے حاتم بن صفرہ کی حدیث سے بحوالہ ابو بحر روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابو المجلد میرا ہمسایہ تھا اور میں نے اسے حلفیہ بیان کرتے سنا کہ یہ امت بارہ خلفاء تک ہرگز ہلاک نہ ہوگی جو سب کے سب ہدایت اور دین حق کے مطابق عمل کریں گے ان میں سے دو شخص اہل بیت میں سے ہوں گے' ان میں سے ایک چالیس سال اور ایک تیس سال زندہ رہے گا۔

پھر امام بیہقی ابو الجلد کے قول کے جواب میں لگ گئے ہیں' جو جواب نہیں ہے' اور یہ ان کی جانب سے ایک عجیب بات ہے' اور علماء کے ایک گروہ نے ابو الجلد سے موافقت کی ہے اور شاید اس کا قول ارجح ہے جسے ہم نے بیان کیا ہے' اور وہ کتب متقدمہ میں غور کرتا رہتا تھا اور اہل کتاب کے ہاتھوں میں جو تورات ہے اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا مفہوم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بشارت دی اور یہ کہ وہ اسے برومند کرے گا اور بڑھائے گا اور اس کی ذریت میں بارہ عظیم آدمی پیدا کرے گا۔

ہمارے شیخ علامہ ابو العباس بن تیمیہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بشارت حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دی گئی ہے' اور انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ امت میں الگ الگ ہوں گے' اور جب تک وہ موجود نہ ہوں' قیامت قائم نہ ہوگی' اور یہودیوں میں سے جو لوگ اسلام سے مشرف ہوئے' انہوں نے بہت غلطیاں کی ہیں' اور انہوں نے خیال کیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں' جن کی طرف رافضی فرقہ دعوت دیتا ہے اور انہوں نے ان کی پیروی اختیار کر لی۔ اور نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ ضمرہ نے عن ابن شوذب عن ابی المنہال عن ابی زیاد عن کعب ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی صلب سے بارہ قیم عطا کیے ہیں' ان میں سب سے افضل حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں' اور نعیم بیان کرتے ہیں کہ ضمرہ نے ابن شوذب سے بحوالہ یحییٰ بن عمرو الشیبانی ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جو دو مسجدوں یعنی مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ پر قبضہ کرے وہ خلفاء میں سے نہیں ہے۔

بنو عباس کی حکومت میں ہونے والے واقعات کی پیشگوئی:

ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ابو جعفر عبداللہ اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ہم سے بیان کیا جو اپنے بھائی سفاح کے بعد خلیفہ ہوا' یعنی منصور' جس نے ۱۴۵ھ میں بغداد شہر کی بنیاد رکھی' نعیم بن حماد اپنی کتاب میں: عن ابی المغیرہ عن ارطاۃ بن

Marfat.com

المنذر اس شخص سے جس نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بات بتائی' بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور ان کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے وہ کہنے لگے اے ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا قول ہے حمعسق' آپ نے کچھ دیر سر جھکایا اور اس نے اعراض کیا' آپ نے پھر بات دہرائی تو آپ نے اسے کچھ جواب نہ دیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا میں آپ کو بتاؤں گا اور مجھے معلوم ہے کہ اس نے اسے کیوں دہرایا ہے' یہ آیت آپ کے اہل بیت میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسے عبدالالٰہ یا عبداللہ کہا جاتا ہے جو مشرق کے کسی دریا پر آئے گا اور اس پر دو شہر بنائے گا اور ان دونوں کے درمیان دریا کو چیر دے گا' اور ان دونوں شہروں میں تمام سرکش اور حق کے مخالف جمع ہو جائیں گے۔ اور ابو القاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ احمد بن عبدالوہاب بن نجدۃ الحوطی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو المغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن السمط نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن علی ہاشمی نے اپنے باپ اور دادا سے بحوالہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا ۱۵۴ھ کے بعد تم میں سے کسی کا کتے کے پلے کو پالنا اپنی صلب کے بیٹے کو پالنے سے بہتر ہوگا۔ ہمارے شیخ الذہبی کا قول ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور انہوں نے اس عبداللہ بن السمط پر تہمت لگائی ہے اور نعیم بن حماد خزاعی شیخ البخاری اپنی کتاب الفتن والملاحم میں بیان کرتے ہیں کہ ابو عمر بصری نے عن ابی بیان المعافری عن بدیع عن کعب ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ۱۶۰ھ کا سال ہوگا تو اس میں دانشمندوں کی دانش اور اصحاب الرائے کی رائے کم ہو جائے گی۔

ایک اور حدیث جس میں امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے:

ترمذی نے ابن عیینہ کی حدیث سے عن ابن جریج عن ابی زبیر عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ قریب ہے کہ لوگ حصول علم کے لیے سفر کریں اور وہ عالم مدینہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہ پائیں گے' پھر فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور وہ ابن عیینہ کی حدیث سے اور انہی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی بات عبدالرزاق نے کہی ہے' میں کہتا ہوں کہ حضرت امام مالکؒ نے ۱۷۹ھ میں وفات پائی ہے۔

ایک اور حدیث جس میں امام محمد بن ادریس شافعی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے:

ابوداؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان نے عن النضر بن معبد الکندی اور العبدلی عن الجارود عن ابی الاحوص عن عبداللہ ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کو گالیاں نہ دو بلاشبہ ان کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا' اے اللہ! تو نے ان کے پہلے کو وبال کا مزہ چکھایا ہے' ان کے آخری کو بخشش کا مزا چکھا' اور الحاکم نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حافظ ابو نعیم اصبہانی بیان کرتے ہیں کہ اس سے امام شافعیؒ فراد ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت امام شافعیؒ نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی ہے۔ اور ہم نے ان کے حالات ایک الگ جلد میں لکھے ہیں اور آن کے ساتھ ہم نے ان کے بعد آنے والے اصحاب کے حالات بھی بیان کیے ہیں۔

ایک اور حدیث

رواد بن الجراح نے عن سفیان ثوری عن منصور عن ربعی' عن حذیفہ مرفوعاً روایت کی ہے کہ دو سو سال کے بعد تم میں سے

Marfat.com

خفیف الحاذ بہتر ہوگا' لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ خفیف الحاذ کیا ہے؟ فرمایا جس کی نہ بیوی نہ مال ہو اور نہ بچے ہوں۔

ایک اور حدیث:

ابن ماجہ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی الخلال نے ہم سے بیان کیا کہ عون بن عمارہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ثمامہ بن عبداللہ بن انس بن مالکؓ نے عن ابیہ عن جدہ انس بن مالک عن ابی قتادہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوسو سال کے بعد نشانات ظاہر ہوں گے' اور نصر بن علی الجہضمی نے ہم سے بیان کیا کہ نوح بن قیس نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن معقل نے عن یزید الرقاشی' عن انسؓ بن مالک عن رسول اللہ ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے پانچ طبقات ہیں چالیس تک نیکوکار اور تقویٰ شعار ہوں گے' پھر ان کے قریبی ایک سو بیس سال تک' آپس میں رحمدل اور تعلق رکھنے والے ہوں گے' پھر ان کے قریبی ایک سو ساٹھ سال تک آپس میں دشمنی رکھنے اور ایک دوسرے سے تعلقات توڑنے والے ہوں گے' پھر فتنہ و فساد ہوگا' خدا اس سے نجات دے۔

اور نصر بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ حازم ابو محمد العنزی نے ہم سے بیان کیا کہ المسور بن الحسن نے ابی معن سے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے پانچ طبقات ہیں' ہر طبقہ چالیس سال کا ہوگا' پس میرا اور میرے اصحاب کا طبقہ اہل علم اور اہل ایمان کا طبقہ ہے اور دوسرا طبقہ چالیس سے اسی سال کے درمیان درمیان ہے جو نیکوکاروں اور تقویٰ شعاروں کا طبقہ ہے' پھر اسی کی مانند بیان کیا ہے' یہ اس کے الفاظ ہیں' اور یہ حدیث ان دونوں طریق سے غریب ہے اور نکارت سے خالی نہیں۔ واللہ اعلم

اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ وکیع بن اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن یساف نے بحوالہ عمران بن حصین ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ میری صدی بہتر لوگوں کی ہے' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے' پھر وہ جو ان کے قریب ہوں گے پھر کچھ فربہ لوگ آئیں گے جو فربہی کو پسند کریں گے' اور پوچھنے سے پہلے ہی شہادت دیں گے' اور ترمذی نے اسے اعمش کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور بخاری اور مسلم نے اسے شعبہ کی حدیث سے ابو حمزہ سے بحوالہ زہدم بن مضرب روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عمران بن حصین کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری صدی میری امت کی بہترین صدی ہے' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے' عمران بیان کرتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے اپنی صدی کے بعد دو صدیوں کا ذکر کیا ہے یا تین کا۔ پھر تمہارے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو بغیر شہادت طلب کیے شہادت دیں گے اور خیانت کریں گے اور انہیں امین نہیں بنایا جائے گا اور نذر مانیں گے اور پوری نہیں کریں گے اور ان میں فربہی ظاہر ہو جائے گی' یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن منصور' عن ابراہیم عن عبیدہ عن عبداللہ ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین صدی میری صدی ہے' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے' پھر وہ لوگ آئیں گے جن میں سے ایک کی شہادت اس کی قسم سے

Marfat.com

سبقت کرے گی اور اس کی قسم اس کی شہادت سے سبقت کرے گی۔ ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ ہم چھوٹے تھے تو وہ ہمیں شہادت اور عہد پر مارا کرتے تھے' اور ابوداؤد کے سوا بقیہ جماعت نے اسے متعدد طرق سے بحوالہ منصور روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ ابوعمرو بصری نے عن ابن لہیعہ عن عبدالوہاب بن حسین عن محمد بن ثابت البنانی عن ابیہ عن الحرث الہمدانی' عن ابن مسعود عن النبی ﷺ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عباس کی اولاد میں سے ساتواں خلیفہ لوگوں کو کفر کی طرف دعوت دے گا اور وہ اسے جواب نہیں دیں گے' اور اس کے اہل بیت اسے پوچھیں گے' کہ تو ہمیں ہماری معاش سے بے دخل کرنا چاہتا ہے' تو وہ کہے گا کہ میں تم میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت پر چل رہا ہوں اور وہ اس کی بات نہیں مانیں گے' اور بنی ہاشم میں سے اس کے اہل بیت میں سے ایک عادل آدمی اسے قتل کر دے گا' پس جب وہ اس پر حملہ کرے گا تو وہ باہم اختلاف کریں گے' اور آپ نے سفیانی کے خروج تک ان کے طویل اختلاف کا ذکر کیا ہے۔

یہ حدیث عبداللہ المامون پر منطبق ہوتی ہے' جس نے لوگوں کو خلق قرآن کے قول کی طرف دعوت دی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی شر سے بچالیا' جیسے کہ ہم اسے اس کے مقام پر بیان کریں گے اور سفیانی آخری زمانے میں ہونے والا ایک شخص ہے جو ابوسفیان کی طرف منسوب ہے اور وہ اس کی اولاد میں سے ہوگا' اور عنقریب کتاب الملاحم کے آخر میں اس کا بیان آئے گا۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ہاشم نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عن معاویہ بن صالح' عن عبدالرحمن بن جبیر عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابوثعلبہ الخشنی سے سنا کہ اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فسطاط میں آپ کو بیان کرتے سنا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قسطنطنیہ سے جنگ کرنے بھیجا اور فرمایا خدا کی قسم یہ امت نصف یوم سے عاجز نہیں ہوگی' جب تو شام کو ایک شخص اور اس کے اہل بیت کا دسترخوان دیکھے گا' اس وقت وہ قسطنطنیہ کو فتح کرے گا۔ اسی طرح احمد نے اسے ابوثعلبہ پر موقوف روایت کیا ہے' اور ابوداؤد نے اسے اپنے سنن میں ابن وہب کی حدیث سے عن معاویہ بن صالح' عن عبدالرحمن بن جبیر عن ابیہ عن ابی ثعلبہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو نصف یوم سے ہرگز عاجز نہیں کرے گا' ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں' پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ صفوان نے عن سریح عن عبید بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے ہاں عاجز نہیں ہوگی کہ وہ انہیں نصف یوم مؤخر کر دے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نصف یوم کتنا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا' پانچ سو سال' ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد جید ہے اور یہ بات دلائل النبوۃ میں سے ہے۔ بلاشبہ یہ بات امت کے نصف یوم مؤخر ہونے کی مقتضی ہے جو صحابی کی تفسیر کے مطابق پانچ سو سال ہیں' اور یہ مفہوم اللہ کے اس قول ﴿وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾ سے ماخوذ ہے۔

Marfat.com

پھر اس پیشگوئی کا اس مدت میں واقع ہونا اس سے زائد مدت میں واقع ہونے کی نفی نہیں کرتا' اور یہ جو بہت سے لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنی قبر میں ہزار سال نہیں گزاریں گے' اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے روز وفات سے آپ پر ہزار سال نہیں گزریں گے' کہ قیامت قائم کر دی جائے گی' اس حدیث کی کتبِ اسلام میں کوئی بھی اصل موجود نہیں۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

اس میں ارض حجاز میں آگ کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی ہے' جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی' یہ پیشگوئی ۶۵۴ھ میں وقوع پذیر ہو چکی ہے۔

امام بخاریؒ اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں کہ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے بحوالہ زہری ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیبؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی' حتیٰ کہ ارض حجاز سے آگ نکلے گی جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی' امام بخاریؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور مؤرخین اور دیگر لوگوں نے بیان کیا ہے اور ۶۵۴ھ میں اس کا وقوع تواتر سے ثابت ہے' اپنے زمانے کے شیخ الحدیث اور امام المؤرخین شہاب الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل جو ابوشامہ کے لقب سے ملقب ہیں' اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آگ ۵/ جمادی الآخرہ کو جمعہ کے روز ۶۵۴ھ میں ظاہر ہوئی اور مسلسل ایک ماہ اور اس سے زیادہ عرصہ رہی۔ اور انہوں نے اہل مدینہ کے متواتر خطوط کا ذکر کیا ہے' جن میں مدینہ کے مشرق کی طرف احد کے سامنے وادی شطا کی جانب اس کے ظہور کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے اور اس نے ان وادیوں کو بھر دیا ہے اس سے چنگاریاں نکلتی تھیں جو حجاز کو کھاتی تھیں۔ اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ مدینہ اس کے باعث لرز گیا' اور انہوں نے اس کے ظہور سے پانچ روز قبل خوفناک آوازیں سنیں' جن کا آغاز سوموار کے روز مہینے کے شروع میں ہوا' اور مسلسل رات دن وہ آوازیں آتی رہیں' حتیٰ کہ جمعہ کے روز وہ آگ ظاہر ہوئی اور یہ زمین وادی شطا کے قریب اس عظیم آگ سے پھٹ گئی' جس کا طول چار فرسخ' عرض چار میل اور گہرائی ڈیڑھ قد آدمی کے برابر تھی' چٹان پگھل کر سیسہ کی مانند باقی رہ جاتی تھی' پھر سیاہ کوئلے کی طرح ہو جاتی تھی' اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس آگ کی روشنی تیماء تک پھیلی ہوئی تھی' کہ لوگ رات کو اس کی روشنی میں لکھ سکتے تھے اور وہ ان کے ہر گھر میں چراغ کی مانند تھی اور لوگوں نے اس کی روشنی کو مکہ مکرمہ سے دیکھا۔

میں کہتا ہوں کہ قاضی القضاۃ صدر الدین علی بن ابی قاسم التیمی الحنفی نے بصریٰ کے متعلق مجھے بتایا کہ میرے والد شیخ صفی الدین نے جو بصریٰ کے ایک مدرس تھے' مجھے بتایا کہ انہوں نے حجاز میں ظاہر ہونے والی آگ کی روشنی میں اپنے اونٹوں کی گردنوں کے پہلو دیکھے۔ اور شیخ شہاب الدین نے بیان کیا ہے کہ ان دنوں میں اہل مدینہ نے مسجد نبوی کی پناہ لے لی اور اپنے گناہوں سے اللہ کے حضور توبہ کی' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس استغفار کیا اور غلاموں کو آزاد کیا اور اپنے فقراء اور مصیبت زدوں کو صدقات دیئے' اس بارے میں ان کا ایک شاعر کہتا ہے۔

ہمارے جرائم سے درگزر کر کے تکالیف کو دور کرنے والے' اے ہمارے رب ہمیں تکالیف نے گھیر لیا ہے' ہم تیرے حضور

Marfat.com

ان مصائب کی شکایت کرتے ہیں جنہیں ہم برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے' لیکن حقیقت میں ہم ان کے مستحق ہیں' ایسے زلازل آرہے ہیں' جو ٹھوس پہاڑوں کو گرا دیتے ہیں' اور ٹھوس پہاڑ' زلزلوں کے مقابل کیسے ٹھہر سکتے ہیں' وہ سات روز' زمین کو ہلاتا رہا تو وہ پھٹ گئی' اور اس کا منظر ایسا ہے کہ سورج کی آنکھ اس سے اندھی ہوگئی ہے' وہ آگ کا ایک سمندر ہے جس پر گھاٹیوں کشتیاں چلتی تھیں اور زمین میں لنگر انداز ہو جاتی ہیں' اس کی چنگاریاں محلات کی مانند اڑتی ہوتی نظر آتی تھیں گویا وہ بارش ہے جو موسلا دھار برس رہی ہے' اور اگر وہ بھڑک اٹھے تو خوف سے چٹانوں کے دل لپٹ جاتے ہیں' اور روشنیاں ٹوٹنے والے ستاروں کی طرح لرزتی ہیں' اس کی وجہ سے فضا میں اس قدر دھواں اکٹھا ہو گیا ہے کہ اس سے سورج سیاہ ہو گیا ہے اور اس کی لپٹ نے ماہ چہاردم میں شگاف ڈال دیا ہے اور ماہ تمام کی رات روشنی کے بعد تاریک ہوگئی ہے' پس رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے اس معجزے کے کیا کہنے جسے دانشمند لوگ ہی سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سال اس آگ سے بغداد غرق ہو گیا تھا ایک شاعر کہتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس کی مشیت' مخلوق میں ایک اندازے کے مطابق چلتی ہے اس نے بغداد کو پانیوں سے اس طرح غرق کر دیا ہے' جس طرح اس نے ارض حجاز کو آگ سے جلا دیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا کہ افلح بن سعید انصاری جو اہل قبا کے انصار کے شیخ تھے' نے ہم سے بیان کیا' کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ بن رافع نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو قریب ہے کہ تم ان لوگوں کو دیکھو جو اللہ کی ناراضگی میں صبح کرتے ہیں اور اللہ کی لعنت میں شام کرتے ہیں' ان کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی مثل چیز ہوگی۔

اور مسلم نے اسے عن محمد بن عبداللہ بن نمیر عن زید بن الحباب عن افلح بن سعید روایت کیا ہے اور ایسے ہی مسلم نے عن زہیر بن حرب عن جریر عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخیوں کی دو قسمیں ہیں جنہیں ابھی تک میں نے نہیں دیکھا' ایک وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے' اور دوسری وہ عورتیں جو لباس پہنے ہوئے ننگی ہوں گی اور ناز و ادا سے چلنے والی اور رغبت دلانے والی ہوں گی' ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح اونچے ہوں گے' وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی' حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے سے محسوس ہو جاتی ہے' اور یہ دو قسمیں وہ جلاد ہیں جنہیں رجالہ اور جہاندار یہ کہا جاتا ہے اور وہ ہمارے زمانے میں بہت ہیں اور اس سے پہلے اور اس سے قبل زمانے میں بھی موجود تھے' اور بالباس برہنہ عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کا لباس تو ہوگا مگر وہ ان کی شرمگاہوں کی ستر پوشی نہیں کرے گا' بلکہ ان کی برہنگی میں اضافہ کرے گا' اور ان کی زینت کو زیادہ نمایاں کرے گا' وہ ناز و ادا سے چلنے والی اور غیروں کو اپنی طرف رغبت دلانے والی ہوں گی' اور ہمارے زمانے میں ان کی وجہ سے عام مصیبت بڑی ہوئی ہے۔ اور اس سے پہلے بھی ایسا ہی تھا اور یہ نبوت کی سب سے بڑی دلیل ہے' کیونکہ خارج میں رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق بات واقع ہو گئی ہے۔ اور پہلے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہو چکی ہے کہ عنقریب

Marfat.com

تمہارے لیے قالین ہوں گے اور انہوں نے اس کے وقوع' اور ان کی بیوی نے اس سے جو ان کے خلاف احتجاج کیا' کے متعلق پوری حدیث کو بیان کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمد نے عبدالصمد بن عبدالوارث سے بحوالہ داؤد بن ابی ہند روایت کی ہے اور بیہقی نے اسے اپنی حدیث سے عن ابی حرب بن الاسود الدؤلی عن طلحہ بن عمرو البصری بیان کیا ہے کہ وہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اسی دوران میں کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ کھجوروں نے ہمارے پیٹوں کو جلا دیا ہے اور ہمارے کنارے جل گئے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھی کو دیکھا ہے کہ ہمارے لیے پیلو کے سوا کوئی کھانا نہ تھا' حتیٰ کہ ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس آئے تو انہوں نے اپنے کھانے سے ہماری ہمدردی کی اور ان کا کھانا کھجور تھا' اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر میں تمہارے لیے روٹی اور کھجور کی طاقت پاتا تو میں اسے تمہیں کھلاتا۔ اور عنقریب تم پر وہ زمانہ آنے والا ہے یا جس نے تم میں سے اسے پایا' وہ کعبہ کے پردوں کی مانند لباس پہنیں گے اور صبح وشام ڈونگوں میں تمہارے پاس کھانے لائے جائیں گے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اس وقت اچھے ہوں گے یا آج اچھے ہیں؟ فرمایا تم آج اچھے ہو' آج تم بھائی بھائی ہو' اس وقت تم ایک دوسرے کو قتل کرو گے' اور سفیان ثوری نے یحییٰ بن سعید سے بحوالہ ابوموسیٰ' حلس میں روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت مغرورانہ چال چلے گی اور ایرانی اور رومی ان کی خدمت کریں گے' تو اللہ تعالیٰ ان کے بعض کو بعض پر مسلط کر دے گا۔

اور بیہقی نے اسے موسیٰ بن عبیدہ کے طریق سے عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمر عن النبی ﷺ قوت دی ہے۔

ایک اور حدیث:

ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن داؤد المہری نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کہ سعید بن ابی ایوب نے عن شراحیل بن زید المعافری عن ابی علقمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور میرے علم کے مطابق عن رسول اللہ ﷺ بیان کیا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس امت کے فائدہ کے لیے ہر سو سال کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کیا کرے گا' جو اس کے لیے اس کے دین کے امر کی تجدید کرے گا' ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن شریح اسکندرانی سے شراحیل نے اسے بیان نہیں کیا' ابوداؤد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور علماء کی تمام پارٹیوں نے بیان کیا ہے کہ ہر سو سال کے سر پر اپنے علماء میں سے ایک عالم پر وہ اس حدیث کو منطبق کرتے ہیں' اور علماء کی ایک پارٹی کہتی ہے کہ کیا یہ بات درست ہے کہ یہ حدیث' ان زمانوں کے ایک ایک عالم پر حاوی ہے' جو سلف سے علم حاصل کر کے خلف تک ادائیگی علم کے فرض کفایہ کو ادا کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں' جیسا کہ حدیث میں مرسل اور غیر مرسل طرق سے بیان ہوا ہے ہر خلف میں سے اس کا علم کا حامل عادل آدمی ہوگا' جس سے وہ غالیوں کی تحریف اور جھوٹوں کے جھوٹ کو دور کریں گے' اور خدا کے فضل سے یہ بات ہمارے آج کے زمانے تک موجود ہے اور ہم اس وقت آٹھویں صدی میں ہیں اور اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارا خاتمہ بالخیر کرے اور ہمیں اپنے نیک بندوں اور جنت النعیم کے وارثوں

Marfat.com

میں سے بنائے' آمین یارب العالمین

اور ابھی صحیح کی حدیث بیان ہوگی کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کا مددگار رہے گا' ان کی مدد چھوڑ دینے والا اور ان کی مخالفت کرنے والا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ امر الٰہی آ جائے گا اور وہ اسی حالت میں ہوں گے۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ وہ شام میں ہوں گے اور بہت سے علمائے سلف نے بیان کیا ہے کہ وہ اہل حدیث ہیں اور یہ بھی نبوت کی ایک دلیل ہے کیونکہ دیگر اقالیم اسلام کی نسبت' شام میں اہل حدیث کی اکثریت ہے' خصوصاً دمشق شہر میں اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے' جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے جسے ہم ابھی بیان کریں گے کہ فتنوں کے وقوع کے وقت شام مسلمانوں کا قلعہ ہوگا اور صحیح مسلم میں نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق بتایا کہ وہ آسمان سے دمشق کے مشرق میں سفید منارہ پر نازل ہوں گے اور شاید حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ کہ دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر' اور مجھے پتہ چلا ہے کہ بعض جلدوں میں اسی طرح ہے' مگر اب تک میں اس پر مطلع نہیں ہوا اور اللہ سہولت پیدا کرنے والا ہے' اور جامع دمشق کے اس سفید مشرقی منارہ کو از سر نو تعمیر کر دیا گیا ہے کیونکہ نصاریٰ نے اسے ہمارے زمانے میں ۷۴۰ھ میں جلا دیا تھا' اور انہوں نے زیادتی کرتے ہوئے' نصاریٰ کے اموال سے اسے علامت کے طور پر قائم کر دیا اور اس میں ایک عظیم حکمت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نبی اللہ نصاریٰ کے اموال سے تعمیر کردہ عمارت پر اتریں گے اور جو کچھ انہوں نے آپ پر اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹے افتراء کیے ہیں ان کی تکذیب کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ساقط کر دیں گے اور ان سے اور دیگر لوگوں سے اسلام کے سوا' اور کوئی چیز قبول نہیں کریں گے' اس کا مطلب یہ ہے کہ یا اسے قتل کر دیں گے' اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں یہ خبر دی ہوئی ہے اور اس کا فیصلہ کیا ہوا ہے اور ان کے لیے جائز قرار دیا ہوا ہے:

صلوت اللہ و سلامہ علیہ دائما الی یوم الدین و علی آلہ و صحبہ اجمعین و التابعین لھم باحسان.

Marfat.com

باب:

پہلے انبیاء سے مماثل معجزات اور ان سے اعلیٰ معجزات اور آپؐ کے وہ خاص عظیم معجزات جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے اور ان معجزاتِ رسولؐ کے بیان پر دلیل

ان معجزات میں سے ایک معجزہ قرآن عظیم ہے جس کے آگے پیچھے سے باطل اس کے پاس نہیں پھٹک سکتا' اور وہ حکیم وحمید خدا کا نازل کردہ ہے۔ یہ معجزہ ہمیشہ کے لیے ہے' جس کی دلیل پوشیدہ نہیں ہوسکتی اور نہ اس کی مثل تلاش کی جاسکتی ہے اور اس نے جن وانس کو چیلنج کیا ہے کہ وہ اس کی مثل لے آئیں' یا دس سورتوں یا اس کی ایک سورت کی ہی مثل لے آئیں اور وہ اس سے عاجز آ گئے' جیسا کہ قبل ازیں کتاب المعجزات کے آغاز میں اسے بیان کیا جاچکا ہے' اور وہ حدیث بھی پہلے بیان ہو چکی ہے جس کی روایت پر صحیحین کا اتفاق ہے اور وہ حدیث لیث بن سعد بن سعید بن ابی سعید المقبری نے اپنے باپ سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کو معجزات دیئے گئے اور بشر ان جیسے معجزات پر ایمان نہیں لائے اور مجھے صرف وحی دی گئی ہے جسے اللہ نے میری طرف وحی کیا ہے' میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے روز میں ان سے زیادہ تابعین والا ہو جاؤں' اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی کو خارق عادت معجزات دیئے گئے' جو دانشمند دیکھنے والوں سے ایمان کا تقاضا کرتے ہیں نہ کہ مخالفوں اور بدبختوں سے' اور مجھے جو سب سے بڑا اور غالب معجزہ دیا گیا ہے وہ قرآن کریم ہے' جسے اللہ نے میری طرف وحی کیا ہے' پس یہ نہ فنا ہوگا اور نہ ختم ہوگا' جیسا کہ انبیاء کے معجزات ختم ہوگئے اور ان کے زمانے کے خاتمے کے ساتھ ہی ان کا بھی خاتمہ ہوگیا' ان معجزات کا مشاہدہ نہیں کیا جاسکتا' بلکہ ان کے متعلق تواتر اور احاد کے ذریعے خبر دی جاتی ہے' مگر قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کیا ہے' اور یہ آپ کا متواتر معجزہ ہے اور آپ کے بعد بھی ہمیشہ قائم رہنے والا ہے' اور سننے والے کو سنائی دینے والا ہے۔

اور قبل ازیں خصائص میں ان خصوصیات کا ذکر ہو چکا ہے جن سے آپ بقیہ انبیاء کے مقابلہ میں مختص ہیں جیسا کہ صحیحین میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں ایک ماہ کی مسافت تک میں رعب سے مدد دیا گیا ہوں' اور زمین میرے لیے مسجد اور پاکیزہ بنائی گئی ہے' پس جہاں بھی میری امت کے نمازی کو نماز کا وقت آجائے وہ نماز پڑھ لے' اور غنائم کو میرے لیے حلال کیا گیا اور وہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کی گئیں اور مجھے شفاعت سے بھی نوازا گیا ہے اور پہلے نبی کو ایک قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا' اور مجھے عام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے' اور ہم اس پر اور اس جیسی احادیث پر پہلے گفتگو کر چکے ہیں' جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اور کئی علماء نے بیان کیا ہے کہ ہر نبی کا ہر معجزہ ان کے خاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے آپ کی

Marfat.com

بعثت کی بشارت دی ہے اور آپ کی متابعت کا حکم دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ فَمَن تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

اور امام بخاری اور دیگر لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا ہے اس سے عہد و میثاق لیا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے اور وہ زندہ ہوا تو وہ ضرور آپ پر ایمان لائے گا اور آپ کی اتباع کرے گا اور آپ کی مدد کرے گا۔

اور کئی علماء نے بیان کیا ہے کہ اولیاء کی کرامات انبیاء کے معجزات ہیں' کیونکہ ولی نے اس بات کو اپنے نبی کی متابعت کی برکت اور ایمان کے ثواب سے حاصل کیا ہوتا ہے' حاصل کلام یہ کہ میں نے یہ باب اس لیے باندھا ہے کہ مجھے مولد کے متعلق پتہ چلا ہے' جیسے ہمارے شیخ امام العلامہ شیخ الاسلام کمال الدین ابوالمعالی محمد بن علی انصاری سما کی نے سیرت امام محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہ سے مختصر کیا ہے' اور اسے ابو دجانہ انصاری سماک بن حرب بن حرشہ اوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے' جو بلاتردید اپنے زمانے میں شیخ الشافعیہ تھے' اور ابن الزملکانی کے نام سے معروف تھے' اور انہوں نے اس کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ فضائل کا ذکر کیا ہے' اور اس باب میں ایک فصل قائم کی ہے اور اس میں بہت اچھی باتوں کو بیان کیا ہے اور بہت سے اہم فوائد سے آگاہ کیا ہے اور دیگر اچھی باتوں سے ترک کر دیا ہے۔ جنہیں دوسرے متقدمین ائمہ نے بیان کیا ہے اور میں نے انہیں آخر تک بالاستیعاب بات کرتے نہیں دیکھا' نیز انہوں نے اپنی تحریر پوری نہیں کی یا انہوں نے اپنی تصنیف کو مکمل نہیں کیا پس مجھ سے ان کے گھر کے ایک آدمی نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہے' پوچھا' جس کا جواب ضروری ہے' پھر اس نے بار بار اس کی تکمیل و تبویب اور ترتیب و تہذیب اور اس پر اضافہ کرنے اور ان کی طرف منسوب کرنے کے بارے میں پوچھا' تو میں نے ایک وقت تک اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا' پھر میں اجر و ثواب کی خاطر اس کے لیے تیار ہو گیا' اور میں نے اپنے شیخ امام العلامہ حافظ ابوالحجاج المزی تغمدہ اللہ برحمتہ سے سنا تھا' کہ سب سے پہلے اس مقام کے بارے میں امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ نے گفتگو کی ہے۔

اور حافظ ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اپنے شیخ الحاکم ابو عبداللہ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ ابو احمد بن ابی الحسن نے مجھے بتایا کہ عبدالرحمن بن ابی حاتم الرازی نے اپنے باپ کے حوالے سے ہمیں بتایا کہ عمر بن سوار نے بیان کیا کہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو معجزہ کسی نبی کو دیا ہے' اس کی مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا ہے' میں نے کہا کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیائے موتیٰ کا معجزہ دیا ہے' تو امام شافعی نے فرمایا کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے اس تنے کا معجزہ عطا فرمایا ہے جس کے پہلو میں آپ خطبہ دیتے تھے پس جب آپ کا منبر بن گیا تو تنے نے غم سے آواز نکالی یہاں تک کہ اس کی آواز کو سنا گیا پس یہ اس سے بھی بڑا معجزہ ہے' یہ ان کے الفاظ ہیں۔

اس باب میں جو کچھ ہم بیان کریں گے اس کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو آیات بینات' خوارق قاطعات اور

Marfat.com

حجج واضحات دیتے تھے اس پر دلیل پیش کریں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء کے لیے جمیع محاسن وآیات کو اکٹھا کر دیا ہے' اور اس کے ساتھ آپ کو بعض ایسے امور سے بھی مختص کیا ہے جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں دیئے گئے' جیسا کہ ہم نے آپ کے خصائص وشمائل میں بیان کیا ہے۔ اور مجھے اس مفہوم کی ایک شاندار فصل کا پتہ چلا ہے' جو حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی کی کتاب دلائل النبوۃ میں ہے یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے' آپ نے اس میں اس مفہوم کی ایک فصل قائم کی ہے۔ اور اسی طرح ابو محمد عبداللہ بن حامد فقیہ نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اس کا ذکر کیا ہے اور یہ ایک عظیم کتاب ہے جو نفیس جواہرات پر مشتمل ہے۔ اور اسی طرح صرصری شاعر اپنے بعض قصائد میں کچھ باتوں کا ذکر کرتا ہے' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اور اب میں عون الٰہی سے ان متفرق مقامات سے مختصر عبارت واشارت کے ساتھ متفقہ باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام کے معجزے کا بیان:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ وَ فَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ وَ حَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ وَ لَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴾

کتاب کے آغاز میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح آپ نے اپنی قوم کے خلاف بددعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے پیروکار مومنین کو نجات دی اور ان میں سے کوئی ایک شخص بھی غرق نہ ہوا' اور آپ کے مخالف کفار غرق ہو گئے' اور ان میں سے ایک شخص بھی نہ بچا' حتیٰ کہ آپ کا بیٹا بھی نہ بچا۔

ہمارے شیخ علامہ ابوالمعالی محمد بن علی انصاری نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کی تحریر سے نقل کیا ہے کہ کہ ہر معجزہ جو کسی نبی کو ملا ہے اس کی مثل ہمارے نبی کو بھی ملا ہے' یہ بات طویل کلام اور تفصیل کی متدعی ہے' جو کئی جلدوں میں بھی نہیں سما سکتی' لیکن ہم ایک بات کے ذریعے دوسری بات سے آگاہ کریں گے' پس ہم انبیاء کے بڑے بڑے معجزات کا ذکر کرتے ہیں جن میں ایک معجزہ حضرت نوح علیہ السلام کا مومنین کے ساتھ نجات پانا ہے' اس میں کچھ شبہ نہیں کہ کشتی کے بغیر' پانی کا لوگوں کو اٹھا لینا' اس پر کشتی کے ذریعے چلنے سے بڑی بات ہے' اور بہت سے اولیاء پانی کی سطح پر چلے ہیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت العلاء بن زیاد رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں اس پر دلالت پائی جاتی ہے۔

منجاب نے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دارین سے جنگ کی تو آپ نے تین دعائیں کیں جو قبول ہوئیں' پس ہم ایک مقام پر اترے تو آپ نے پانی کو تلاش کیا جو نہ ملا تو آپ نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور عرض کیا اے اللہ! ہم تیرے غلام ہیں اور تیرے راستے میں ہیں' ہم تیرے دشمن سے جنگ کر رہے ہیں اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب کرتا کہ ہم اس سے وضو کریں اور پئیں اور اس میں ہمارے سوا کسی دوسرے کا حصہ نہ ہو' پس ہم تھوڑا چلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بارش تھمنے پر' ہم پانی پر ہیں' پس ہم نے وضو کیا اور توشہ لیا اور میں نے اپنا مشکیزہ بھر لیا اور اسے اس کی جگہ پر چھوڑ

Marfat.com

دیا کہ دیکھوں کہ ان کی دعا قبول ہوئی ہے یا نہیں' پس ہم تھوڑا چلے' پھر میں نے اپنے اصحاب سے کہا میں اپنا مشکیزہ بھول گیا ہوں پس میں اس جگہ پر واپس آیا گویا وہاں کبھی پانی پہنچا ہی نہیں پھر ہم چلے اور دارین پہنچ گئے اور ہمارے اور ان کے درمیان سمندر تھا تو حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' اے علیؑ' اے حکیم' ہم تیرے غلام ہیں اور تیرے راستے میں ہیں' ہم تیرے دشمن سے جنگ کر رہے ہیں' اے اللہ! ہمارے لیے ان کے پاس جانے کے لیے راستہ بنا دے' پس ہم سمندر میں داخل ہو گئے اور پانی ہماری ایال تک بھی نہ پہنچا اور ہم پانی کی سطح پر چلے اور ہماری کوئی چیز بھی گیلی نہ ہوئی اور پھر انہوں نے بقیہ واقعہ کو بیان کیا ہے۔

پس یہ کشتی پر سوار ہونے سے بھی بڑا معجزہ ہے کیونکہ پانی کا کشتی کو اٹھانا ایک عام بات ہے اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دریا کو پھاڑنے سے بھی بڑا معجزہ ہے کیونکہ وہاں پانی ہٹ گیا تھا یہاں تک کہ وہ زمین پر چل پڑے' پس پانی کا ہٹ جانا معجزہ ہے اور اس جگہ پر پانی متجسد ہو گیا اور وہ اس پر زمین کی طرح چلتے تھے اور یہ معجزہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی برکت کی طرف منسوب ہے' حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ان کا بیان ختم ہوا۔

اور یہ واقعہ جسے ہمارے شیخ نے بیان کیا ہے اس کا ذکر ابوبکر بیہقی نے اپنی کتاب الدلائل میں ابوبکر بن ابی الدنیا کے طریق سے عن ابی کریب عن محمد بن فضیل عن الصلت بن مطر العجلی عن عبدالملک ابن اخت سہم عن سہم بن منجاب کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی پھر اس واقعہ کا ذکر کیا ہے اور بخاری نے التاریخ الکبیر میں ایک اور طریق سے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور بیہقی نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت العلاء رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور انہوں نے اس واقعہ کو دیکھا تھا' اور بیہقی نے اسے عیسیٰ بن یونس کے طریق سے عن عبداللہ عن عون عن انس بن مالک بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس امت میں تین باتوں کو دیکھا ہے اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو وہ قوموں میں نہ بٹتے' ہم نے پوچھا اے ابوحمزہ وہ کیا باتیں؟ انہوں نے کہا ہم صفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے' کہ آپ کے پاس ایک مہاجر عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا بالغ بیٹا بھی تھا آپ نے عورت کو عورتوں کی طرف بھیج دیا اور اس کے بیٹے کو ہماری طرف بھیج دیا اور ابھی وہ ٹھہرا بھی نہ تھا کہ اسے مدینہ کی وبا نے آلیا اور وہ کچھ دن بیمار رہا پھر مر گیا' پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھپا دیا اور اس کے کفن دفن کا سامان مہیا کرنے کا حکم دیا اور جب ہم نے اسے غسل دینا چاہا تو آپ نے فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ اس کی ماں کو لے آؤ اور اسے بتا دو تو میں نے اسے بتا دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ آ کر اس کے قدموں میں بیٹھ گئی اور ان کو پکڑ کر کہنے لگی' اے اللہ میں نے خوشی سے تیری فرمانبرداری اختیار کی ہے اور بتوں کو چھوڑ دیا ہے تو مجھ پر اس مصیبت کا بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی مجھے سکت نہیں' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم ابھی اس کی بات ختم نہیں ہوئی تھی' کہ اس نے اپنے دونوں پاؤں کو حرکت دی اور اپنے منہ سے کپڑا اتار پھینکا اور زندہ رہا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وفات دے دی اور اس کی ماں بھی فوت ہو گئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک فوج کو تیار کیا اور حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بھی اس کے غازیوں میں شامل تھا' پس ہم اپنے میدان کارزار میں آئے' تو ہمیں معلوم ہوا کہ دشمن نے ہم سے پہلے آ کر پانی کے نشانات مٹا دیے ہیں اور گرمی بہت سخت تھی' پس پیاس نے ہمیں اور ہمارے

Marfat.com

چوپاؤں کو مشقت میں ڈال دیا اور یہ جمعہ کا دن تھا' پس جب سورج غروب ہونے کے لیے جھکا تو حضرت العلاء رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی' پھر آسمان کی طرف اپنا ہاتھ پھیلایا اور ہم آسمان میں کوئی چیز نہ دیکھتے تھے' راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم ابھی آپ نے اپنا ہاتھ نیچے نہیں کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھیجا اور بادل کو اٹھایا اور برسایا یہاں تک کہ تالاب اور گھاٹیاں لبریز ہو گئیں اور ہم نے پانی پیا' اور اپنی سواریوں کو پلایا اور جمع بھی کر لیا' راوی بیان کرتا ہے پھر ہم اپنے دشمن کے پاس آئے اور وہ سمندر کی کھاڑی کو پار کر کے جزیرہ میں پہنچ گیا' پس حضرت العلاء رضی اللہ عنہ نے کھاڑی پر کھڑے ہو کر فرمایا یا علی یا عظیم یا حلیم یا کریم' پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر پار ہو جاؤ پس ہم پار ہو گئے اور پانی نے ہمارے چوپاؤں کے کھر بھی گیلے نہ کیے' تھوڑی دیر کے بعد ہم نے دشمن کو اس پر تلاش کر لیا اور ہم نے قتل عام کیا اور مردوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا' پھر ہم کھاڑی پر آئے تو حضرت العلاء رضی اللہ عنہ نے پہلے کی طرح دعا کی اور ہم پار ہو گئے اور پانی نے ہمارے چوپاؤں کے کھروں کو بھی تر نہ کیا' پھر انہوں نے حضرت العلاء رضی اللہ عنہ کی موت اور انہیں ایسی زمین میں دفن کرنے کا ذکر کیا ہے جو مردوں کو قبول نہ کرتی تھی' پھر انہوں نے آپ کی قبر کھودی تا کہ آپ کو کسی اور زمین میں منتقل کر دیں تو انہوں نے آپ کو وہاں نہ پایا اور لحد' نور سے جگمگ جگمگ کر رہی تھی' تو انہوں نے دوبارہ اس پر مٹی ڈال دی پھر کوچ کر گئے۔

یہ عبارت مکمل ہے اور اس میں اس عورت کا واقعہ بھی ہے جس کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اس کا بیٹا زندہ کر دیا۔

اور ہم عنقریب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے معجزات اور ان سے ملتے جلتے واقعات سے تعلق رکھنے والی باتوں کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ جیسے کہ ہم حضرت العلاء رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کے ساتھ اس جگہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے تعلق رکھنے والے امور کو بنی اسرائیل کے لیے سمندر پھٹنے کے واقعہ میں بیان کریں گے اور اس کی طرف ہمارے شیخ نے اپنے کلام میں راہنمائی کی ہے۔

حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ:

بیہقی نے الدلائل میں یہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ سلیمان بن مروان الاعمش کے طریق سے ان کے ایک ساتھی سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دجلہ پر پہنچے تو وہ چڑھا ہوا تھا اور اعاجم اس کے پیچھے تھے' تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا بسم اللہ' پھر وہ اپنے گھوڑے کے ساتھ دجلہ میں گھس گیا اور پانی کے اوپر اوپر رہا' پس لوگوں نے بھی بسم اللہ کہا اور پھر پانی میں گھس گئے' اور پانی سے اوپر اوپر رہے تو اعاجم نے ان کو دیکھ کر کہا دیوانے' دیوانے' پھر وہ سیدھے چلے گئے' اور لوگوں کا صرف ایک پیالہ گم ہوا جو زین کے ایک طرف لٹکا ہوا تھا' اور جب وہ باہر نکلے تو انہوں نے غنائم حاصل کیں اور آپس میں تقسیم کیں اور وہ شخص کہنے لگا' کون چاندی کے بدلے سونا لے گا۔ اور ہم نے ''السیرۃ العمریہ وایامہا'' میں اور اسی طرح تفسیر میں بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں سب سے پہلے جو شخص اس روز دجلہ میں داخل ہوا' وہ سالار فوج حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ الثقفی تھے' انہوں نے دجلہ کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی (وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا) پھر انہوں نے اللہ کا نام لیا اور اپنے گھوڑے سمیت پانی میں داخل ہو گئے اور ان کے پیچھے فوج بھی پانی میں داخل ہو گئی' اور جب اعاجم نے انہیں ایسا کرتے دیکھا تو وہ کہنے لگے دیوانے دیوانے' پھر پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے' پس مسلمانوں نے انہیں قتل کیا اور ان سے بہت سی غنائم

Marfat.com

حاصل کیں۔

اسی کی مانند ایک اور واقعہ:

بیہقی نے ابی النضر کے طریق سے بحوالہ سلیمان بن مغیرہ روایت کی ہے کہ ابو مسلم خولانی دجلہ کے پاس آئے' تو وہ اپنے سیلاب سے لکڑیاں پھینک رہا تھا' پس وہ پانی پر چل پڑے اور اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' کیا تم اپنے سامان سے کسی چیز کو گم پاتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں؟ پھر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ اسناد صحیح ہے' میں کہتا ہوں کہ حافظ کبیر ابو القاسم بن عساکر نے ابو عبداللہ بن ایوب خولانی کے حالات میں یہ واقعہ' بقیہ بن ولید کے طریق سے اس سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ محمد بن زیاد نے بحوالہ ابو مسلم خولانی مجھ سے بیان کیا کہ جب انہوں نے ارض روم میں جنگ کی' تو وہ ایک دریا کے پاس سے گزرے اور فرمایا اللہ کا نام لے کر گزر جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ان کے آگے آگے جا رہے تھے' اور وہ بھی پانی پر جا رہے تھے اور پانی ان کے گھٹنوں تک یا اس کے قریب قریب پہنچا تھا' راوی بیان کرتا ہے جب وہ گزر گئے' تو انہوں نے لوگوں سے فرمایا کیا تمہاری کوئی چیز گم ہوئی ہے؟ اور جس کی کوئی چیز گم ہوئی ہو میں اس کا ضامن ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آدمی نے عمداً توبرہ پھینک دیا اور جب وہ پار ہو گئے تو اس آدمی نے کہا کہ میرا توبرہ دریا میں گر گیا ہے آپ نے اسے کہا میرے پیچھے پیچھے آؤ' کیا دیکھتے ہیں کہ توبرہ دریا کی ایک لکڑی سے چمٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے لے لو۔ اور ابوداؤد نے اسے اعرابی کے طریق سے اس سے عن عمرو بن عثمان' عن بقیہ روایت کی ہے۔ پھر ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے بحوالہ حمید ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابو مسلم خولانی دریائے دجلہ پر آئے اور وہ سیلاب سے لکڑیاں پھینک رہا تھا' آپ دجلہ پر کھڑے ہو گئے' پھر اللہ کی حمد و ثنا کی اور بنی اسرائیل کے سمندر میں چلنے کا ذکر کیا' پھر اپنی سواری کے جانور کو ضرب لگائی اور وہ پانی میں گھس گیا اور لوگوں نے آپ کی پیروی کی یہاں تک کہ وہ دریا سے پار ہو گئے پھر فرمایا کیا تم نے اپنے سامان میں سے کسی چیز کو گم کیا ہے؟ کہ میں اللہ سے دعا کروں کہ وہ اس کو مجھے واپس لوٹا دے۔ اور ابن عساکر نے اسے ایک اور طریق سے عبدالکریم بن رشید سے بحوالہ حمید بن ہلال عدوی روایت کیا ہے کہ میرے عمزاد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک فوج میں حضرت ابو مسلم کے ساتھ گیا اور ہم ایک نہایت پرشور دریا پر آئے اور ہم نے بستی والوں سے پوچھا کہ پانی میں گھسنے کی جگہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا' یہاں سے پانی میں گھسنے کی کوئی جگہ نہیں ہے لیکن دو راتوں کے فاصلہ پر ترائی میں' پانی میں گھسنے کی جگہ ہے' تو حضرت ابو مسلم نے کہا اے اللہ تو نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرا دیا اور ہم تیرے غلام ہیں اور تیرے راستے میں ہیں آج تو ہمیں یہ دریا پار کرا دے۔ پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر عبور کر جاؤ' میرا عمزاد بیان کرتا ہے کہ میں گھوڑے پر سوار تھا' میں نے کہا میں سب سے پہلے آپ کے پیچھے گھوڑا ڈالوں گا' وہ بیان کرتا ہے خدا کی قسم پانی گھوڑوں کے پیٹوں تک بھی نہ پہنچا تھا کہ سب لوگوں نے دریا عبور کر لیا۔ پھر حضرت ابو مسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا اے گروہ مسلمین کیا تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہوئی ہے کہ میں اس کی واپسی کے لیے اللہ سے دعا کروں؟

پس یہ ان اولیاء کی کرامات ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے معجزات ہیں' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' کیونکہ انہوں نے ان

Marfat.com

کرامات کو آپ کی پیروی اور آپ کی سفارت کی برکت سے حاصل کیا ہے' کیونکہ اس میں دین کے بارے میں حجت اور مسلمانوں کے لیے تاکید پائی جاتی ہے اور یہ کرامت حضرت نوح علیہ السلام کے اس کشتی کے ساتھ' جس کے بنانے کا اللہ نے حکم دیا تھا' پانی پر چلنے کے واقعہ کے مشابہ ہے' نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سمندر پھاڑنے کے واقعہ کے مشابہ ہے۔

اور اس کرامت کی نسبت بہت ہی عجیب باتیں پائی جاتی ہیں' مثلاً پانی کی سطح پر بغیر رکاوٹ کے چلنے کی جہت سے اور اس جہت سے کہ کھڑے پانی کی نسبت' بہتے پانی پر چلنا بہت ہی عجیب ہوتا ہے اگرچہ طوفان کا پانی بکثرت اور زیادہ ہوتا ہے' پس یہ ایک خارق عادت کرامت ہے اور خارق عادت امر کے تھوڑا بہت ہونے میں کوئی فرق نہیں ہوتا' بلاشبہ جو لوگ پرشور بہتے سمندر کے پانی کی سطح پر چلے اور اس سے ان کے گھوڑوں کے نعل بھی تر نہ ہوئے' یا وہ جن کے پیٹوں تک بھی پانی نہ پہنچا' تو خارق عادت امر میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا' خواہ وہ ایک گروہ کے لیے یا ہزار گروہ کے لیے ہو یا دریا اور سمندر کے درمیان ہو' بلکہ اس کا پرشور دریا ہونا برق خاطف کی طرح ہے اور بہتا سیلاب اس سے بھی بڑا اور عجیب ہے' اور اسی طرح سمندر پھٹنے کا حال ہے اور وہ بحرقلزم کی جانب تھا' حتیٰ کہ ہر ٹکڑا' بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا اور پانی دائیں بائیں سمٹ گیا۔ اور سمندر کی زمین نمایاں ہو گئی' اور اللہ تعالیٰ نے اس پر ہوا بھیج کر اسے خشک کر دیا اور گھوڑے بغیر کسی گھبراہٹ کے اس پر چل کر پار ہو گئے' اور فرعون اپنی فوجوں کے ساتھ آیا (تو سمندر نے انہیں ڈھانک لیا اور فرعون نے خود کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ دی)

اور یہ اس طرح ہوا کہ جب وہ سمندر کے وسط میں گئے' اور اس سے نکلنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا' تو اس نے ان کو مشکل میں پھنسا دیا اور وہ سب کے سب غرق ہو گئے اور ان میں سے ایک بھی بچ نہ سکا' جیسا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی بھی ضائع نہ ہوا' پس اس میں ایک عظیم نشان ہے' بلکہ چند گنتی کے نشانات ہیں جیسا کہ ہم نے اسے تفسیر میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ ہم نے حضرت العلاء الحضرمی رضی اللہ عنہ اور ابوعبداللہ ثقفی اور ابو مسلم خولانی کے بہتے پانی پر چلنے کے جو واقعات بیان کیے ہیں کہ ان میں سے ایک آدمی بھی ضائع نہ ہوا اور نہ ان کے سامان میں سے کوئی چیز گم ہوئی' یہ اور وہ اولیاء ہیں' جن میں سے ایک صحابی اور دو تابعی ہیں' پس اگر یہ احتیاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء کی موجودگی میں ہوتی تو کیا خیال ہے؟ جن کا شب اسریٰ میں ان سب سے اعلیٰ مقام تھا' اور شب بیت المقدس میں ان کے امام تھے' جو ان کی ولایت کا محل اور ان کے آغاز کی جگہ ہے' اور قیامت کے روز ان کے خطیب ہوں گے' اور جنت میں ان سب سے اعلیٰ مقام پر ہوں گے' اور حشر میں اور دوزخ سے نکلنے میں اور جنت میں داخل ہونے میں وہاں پر درجات کی بلندی میں پہلے شفیع ہوں گے' جیسا کہ ہم نے کتاب کے آخر میں قیامت کے دن کے احوال میں شفاعت کی انواع و اقسام کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اور عنقریب ہم موسوی معجزات میں' محمدی معجزات کو بیان کریں گے جو ان سے زیادہ عجیب اور بڑھ کر ہیں۔ اب ہم حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات سے متعلق گفتگو کر رہے ہیں اور ہمارے شیخ نے متقدم الذکر واقعہ کے سوا کوئی بات بیان نہیں کی۔

اور حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ کے آخر میں جو تین جلدوں میں ہے ایک فصل قائم کی

Marfat.com

ہے جو تینتیسویں فصل کے نام سے موسوم ہے‘ جس میں انبیاء کے فضائل کا ہمارے نبی ﷺ کے فضائل سے موازنہ کیا گیا ہے‘ اور آپؐ کے معجزات سے ان کے معجزات کا مقابلہ کیا گیا ہے پس پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے‘ اور آپ کا معجزہ وہ ہے جس نے آپ کے غصے کو ٹھنڈا کیا اور آپ کے مکذبین کو جلد خدائی عذاب دینے میں آپ کی دعا قبول ہوئی‘ حتیٰ کہ سطح زمین کے تمام انسان و حیوان آپ پر ایمان لے آنے والوں اور آپ کے ساتھ کشتی میں سوار ہو جانے والوں کے سوا‘ ہلاک ہو گئے۔ اور میری زندگی کی قسم یہ ایک جلیل القدر معجزہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے پہلے فیصلے اور جو وہ ان کی ہلاکت کا علم رکھتا تھا‘ کے موافق ہے اور اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کا حال ہے کہ جب آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو حد درجہ اذیت دی اور اللہ کے ہاں جو آپ کا جو مقام ہے اس کا استخفاف کیا‘ یہاں تک کہ بیوقوف عقبہ بن ابی معیط نے سجدہ کی حالت میں آپ کی پشت پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی‘ تو آپ نے فرمایا اے اللہ! تو قریش کے سرداروں سے نپٹ‘ پھر انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی متقدم الذکر حدیث کو بیان کیا ہے‘ جیسا کہ ہم نے صحیح بخاری وغیرہ سے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر سجدہ کی حالت میں کعبہ کے پاس سرداروں کے اوجھڑی ڈالنے اور مذاق اڑانے کا ذکر کیا ہے‘ یہاں تک کہ وہ شدید ہنسی کے باعث ایک دوسرے پر گرتے تھے‘ اور وہ اوجھڑی آپ کی پشت پر پڑی رہی حتیٰ کہ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آ کر اسے آپ کی پشت سے ہٹایا اور وہ ان کے پاس آ کر انہیں کوسنے لگیں‘ پس جب رسول اللہ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ قریش کے سرداروں سے نپٹ‘ پھر آپ نے نام لے لے کر کہا اے اللہ! ابوجہل‘ عتبہ‘ شیبہ‘ ولید بن عتبہ‘ امیہ بن خلف‘ عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن الولید سے نپٹ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے‘ میں نے ان کو بدر کے روز مقتول دیکھا‘ پھر انہیں کھینچ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا‘ اور اسی طرح جب بدر کے روز قریش اپنی تعداد اور تیاری کے ساتھ آئے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ! یہ قریش اپنے فخر و تکبر کے ساتھ تیرے رسول سے جھگڑتے اور تکذیب کرتے‘ تیرے پاس آئے ہیں اے اللہ صبح کو انہیں جڑ سے اکھیڑ دے‘ پس ان کے ستر سردار قتل ہو گئے اور ستر اشراف اسیر ہو گئے‘ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کی بیخ کنی کر دیتا‘ لیکن اپنے نبیؐ کے حلم و شرف کے باعث اس نے ان میں سے ان لوگوں کو باقی رکھا جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا تھا‘ کہ وہ عنقریب اس پر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں گے اور آپ نے عتبہ بن ابی لہب کے لیے بھی بددعا کی کہ تو اپنے کتے کو شام میں اس پر مسلط کر دے تو بصری شہر سے پہلے وادی الزرقاء میں شیر نے اسے مار دیا‘ اور آپ کے پاس ان کی کتنی ہی مثالیں اور نظیریں ہیں‘ اور ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح قحط آیا‘ حتیٰ کہ انہوں نے خون اور ہڈیاں اور ہر چیز کھائی‘ پھر وہ آپ کی رحمت و شفقت اور رافت تک پہنچے اور آپ نے ان کے حق میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کشائش پیدا کی‘ اور آپ کی دعا کی برکت سے وہ بارش سے سیراب ہوئے۔

امام فقیہ ابو محمد عبداللہ بن حامد نے کتاب دلائل النبوۃ میں حضرت نوح علیہ السلام کے فضائل اور حضرت نبی کریم ﷺ کے فضائل کا ذکر کیا ہے ان کا بھی جو آپ کے فضائل سے مماثلت رکھتے ہیں اور ان کا بھی جو ان سے بڑھ کر ہیں‘ بلاشبہ جب حضرت

Marfat.com

نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کو اذیت دی اور آپ کا استخفاف کیا اور جو تعلیم آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے پاس لائے تھے' اس پر ایمان نہ لائے' تو آپ نے ان کے خلاف بددعا کی (اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کسی کو آباد نہ رکھ) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کیا اور ان کی قوم کو غرقاب کر دیا' حتیٰ کہ کشتی میں سوار ہونے والے حیوانات اور چوپاؤں کے سوا کوئی چیز نہ بچی اور یہ ایک فضیلت ہے جو آپ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں آپ کو ملی اور اللہ نے آپ کی قوم کو ہلاک کر کے آپ کے دل کو ٹھنڈا کیا' ہم کہتے ہیں کہ جب قریش کی تکذیب واستخفاف سے آپ کو تکلیف پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتوں کو آپ کی طرف نازل کیا اور اسے حکم دیا کہ جو وہ اپنی قوم کو ہلاکت کے متعلق اسے حکم دیں وہ اسے مانے' تو آپ نے اس کی اذیت پر صبر کرنے اور ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور انکساری کے ساتھ دعا کرنے کو پسند کیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کے متعلق پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے طائف جانے کے واقعہ میں حدیث بیان ہو چکی ہے' پس آپ نے ان کو دعوت دی اور انہوں نے آپ کو اذیت دی' اور آپ غمزدہ ہو کر واپس آ گئے' اور جب آپ قرن الثعالب کے پاس آئے تو پہاڑوں کے فرشتے نے آپ کو آواز دی اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بلاشبہ تیرے رب نے تیری قوم کی بات کو اور جو انہوں نے آپ کو جواب دیا ہے اسے سن لیا ہے اور اس نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں آپ کے حکم کے مطابق کام کروں' پس اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین یعنی مکہ کے دو پہاڑ ابوقبیس اور زر' جو اسے جنوباً شمالاً گھیرے ہوئے ہیں کو ان پر دے ماروں' آپ نے فرمایا بلکہ میں ان کو مہلت دیتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ ان کی اصلاب سے ایسے لوگ پیدا کرے جو کسی چیز کو اللہ کا شریک قرار نہ دیتے ہوں۔

اور حافظ ابونعیم نے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴾

کے مقابلہ میں' حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی استسقاء کی احادیث کو بیان کیا ہے' جیسا کہ ہم ابھی دلائل النبوۃ میں پہلے اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ ایک بدو نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا کہ آپ اللہ سے ان کے لیے دعا کریں کیونکہ وہ قحط اور بھوک کا شکار تھے' پس آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب کر' اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب کر' اور ابھی آپ منبر سے نہیں اترے تھے کہ بارش آپ کی ریش مبارک پر گرتی دیکھی گئی اور صحابہ میں سے ایک کو آپ کے چچا ابوطالب کا قول' جو انہوں نے آپ کے متعلق کہا تھا' یاد آ گیا۔

''آپ روشن رو ہیں جن کے چہرے سے بارش طلب کی جاتی ہے اور یتیموں کے فریادرس اور بیوگان کی پناہ گاہ ہیں اور آل ہاشم کے فقراء آپ کی پناہ لیتے ہیں اور وہ آپ کے ہاں آسائش اور منافع میں ہیں''۔

اور اسی طرح آپ نے قحط اور پیاس کے کئی مواقع پر بارش طلب کی اور آپ کو بلا کمی بیشی پانی کی ضرورت کے مطابق جواب دیا گیا۔ اور یہ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا معجزہ ہے' کیونکہ یہ فضل و رحمت کا پانی ہے اور طوفان کا پانی غضب و ناراضگی کا پانی ہے

Marfat.com

اور اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب حضرت نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے بارش طلب کرتے تھے اور وہ بارش سے سیراب ہو جاتے تھے نیز اکثر زمانوں اور ملکوں میں مسلمان ہمیشہ ہی بارش طلب کرتے رہتے ہیں اور ان کی دعا کی قبولیت کے نتیجے میں سیراب ہو جاتے ہیں اور دوسرے لوگوں کی دعا اکثر قبول نہیں ہوتی اور نہ وہ سیراب ہوتے ہیں۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال قیام کیا اور جو مرد اور عورتیں آپ پر ایمان لا کر آپ کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے وہ ایک سو سے کم تھے اور ہمارے نبی ﷺ پر بیس سال کی مدت میں مشرق و مغرب سے لوگ ایمان لائے اور زمین کے سرکش اور بادشاہ آپ کے مطیع ہو گئے اور کسریٰ و قیصر کی طرح اپنی حکومت کے زوال سے ڈر گئے اور نجاشی اور سردار اللہ کے دین میں دلچسپی لیتے ہوئے مسلمان ہو گئے اور زمین کے جو عظماء آپ پر ایمان نہ لائے انہوں نے نجران ہجر اور ایلہ کے باشندوں کی طرح ذلت کے ساتھ جزیہ دینے کی پابندی کی۔ اور آپ نے دومہ کو انتباہ کیا تو وہ آپ کے مطیع و منقاد ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے رعب سے مدد دی تھی جو ایک ماہ آپ کے آگے چلتا تھا اور آپ نے فتوحات حاصل کیں اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی تو آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتا دیکھیں گے)

میں کہتا ہوں کہ مدینہ خیبر مکہ اور یمن اور حضر موت کا اکثر علاقہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح کر دیا تو آپ کی وفات ہوئی اور آپ ایک لاکھ یا اس سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر فوت ہوئے۔

نیز آپ نے اپنی مبارک زندگی کے آخر میں دعوت الی اللہ دیتے ہوئے زمین کے بقیہ ملوک کو بھی خط لکھے جن میں سے بعض نے آپ کو جواب دیا۔ بعض نے نرمی اختیار کی اور اپنی جان چھڑائی اور بعض نے تکبر اختیار کیا اور ناکام و نامراد رہے جیسا کہ کسریٰ بن ہرمز نے جب تکبر و سرکشی اختیار کی تو اس کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور اس کی فوج مختلف سمتوں میں پراگندہ ہو گئی پھر آپ کے بعد آپ کے خلفاء حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے زمین کے مشارق و مغارب کو غربی سمندر سے لے کر شرقی سمندر تک فتح کیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ زمین میرے لیے سکیڑ دی گئی اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا اور عنقریب میری امت کی حکومت اس زمین تک پہنچے گی جو میرے لیے سکیڑ دی گئی ہے۔

اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم ضرور ان دونوں کے خزانوں کو راہ خدا میں خرچ کرو گے اور ہو بہو ایسے ہی وقوع میں آیا اور اسلامی حکومتیں قسطنطنیہ کے سوا قیصر کی حکومت اور اس کے مقبوضات اور کسریٰ کے تمام ممالک اور بلاد مشرق پر اور مغرب کے انتہائی دور افتادہ ممالک پر چھا گئیں حتیٰ کہ ۳۶ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

اور جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت سے تمام اہل زمین ناراض ہو گئے کیونکہ آپ نے کفر و ضلال اور فجور میں ان کے اصرار کو دیکھ کر اللہ اور اس کے دین اور اس کی رسالت کے لیے ناراض ہو کر ان پر بددعا کی تو اللہ نے ان کی دعا کو قبول کیا اور ان کے ناراض ہونے کی وجہ سے وہ بھی ناراض ہو گیا اور ان کی وجہ سے انہیں سزا دی۔ اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی

Marfat.com

رسالت اور دعوت کی برکت پھیل گئی' پس جن لوگوں نے ایمان لانا تھا وہ ایمان لے آئے اور جن لوگوں نے ان میں سے کفر کیا ان پر حجت قائم ہوگئی' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ﴾ اور جیسے آپ نے خود فرمایا کہ میں ایک بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔

اور ہشام بن عمار کتب البعث میں بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ بن عبداللہ نعمانی نے مجھ سے بیان کیا کہ مسعودی نے عن سعید بن ابی سعید عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ﴾ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہے اس کے لیے دنیا اور آخرت میں رحمت کمال کو پہنچ جاتی ہے' اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتا تو جو عذاب وفتن اور قذف وخسف پہلی قوموں کو پہنچے ہوتے ہیں' وہ جلد ان کا مستحق ہو جاتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے نعمت الٰہی کو کفر سے بدلا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتار دیا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نعمت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' اور جن لوگوں نے نعمت الٰہی کو کفر سے بدلا وہ کفار قریش ہیں اور اسی طرح وہ سب لوگ بھی جنہوں نے آپ کی تکذیب کی ہے' جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ (احزاب میں سے جو آپ کا انکار کرے گا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا)

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک نام سے پکارا ہے اور فرمایا ہے: ﴿اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا﴾ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسماء میں سے دو ناموں سے پکارا ہے اور فرمایا ہے ﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمُ﴾

نیز فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو ان کے ناموں سے خطاب کیا ہے' یا نوح' یا ابراھیم' یا موسیٰ' یا داؤد' یا یحییٰ' یا عیسیٰ بن مریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے: یاایھا الرسول' یاایھا النبی' یا ایھا المزمل' یا ایھا المدثر اور یہ شرف کے لحاظ سے کنیت کے قائم مقام ہے۔

نیز جب مشرکین نے اپنے انبیاء کو حماقت اور جنون کی طرف منسوب کیا' تو ہر نبی نے اپنی طرف سے جواب دیا' حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ﴿یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ اسی طرح ہود علیہ السلام نے بھی جواب دیا' اور جب فرعون نے کہا ﴿وَاِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا﴾ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ ھٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا﴾ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے خود اللہ تعالیٰ نے جواب کی ذمہ داری لی جیسے کہ فرماتا ہے کہ ﴿وَقَالُوْا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ لَوْمَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِکَۃِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا کَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ﴾ اور فرماتا ہے ﴿اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَھَا فَھِیَ تُمْلٰی عَلَیْہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا، قُلْ اَنْزَلَہُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ نیز فرمایا ﴿اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِہٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ﴾ نیز فرماتا ہے ﴿وَمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ وَلَا بِقَوْلِ کَاھِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ، تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ

Marfat.com

الْعَالَمِينَ' وَ اِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴾ پھر فرماتا ہے۔ ﴿وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ﴾ پھر فرماتا ہے ﴿نٓ، وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ' وَّ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ پھر فرماتا ہے ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ﴾

حضرت ہود علیہ السلام کے معجزے کا بیان:

ابونعیم کے بیان کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو تند ہوا سے ہلاک کر دیا اور وہ ناراضگی کی ہوا تھی' اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احزاب کے روز' بادصبا سے مدد کی' فرماتا ہے (اے مومنو اللہ کے اس فضل کو یاد کرو' جو تم پر ہوا' جب تمہارے پاس فوجیں آئیں اور ہم نے ان پر ہوا اور فوجیں بھیجیں جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور جو تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھتا ہے) پھر بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے ہم سے بیان کیا اور عثمان بن محمد عثمانی نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن یحییٰ الساجی نے ہم سے بیان کیا' وہ دونوں کہتے ہیں کہ ابوسعید الشیخ نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن عتاب نے عن داؤد بن ابی ہند عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ احزاب کے روز جنوبی ہوا' شمالی ہوا کی طرف گئی' اور کہنے لگی تو بھی ہمارے ساتھ چل تا کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی مدد کریں' تو شمالی ہوا نے جنوبی ہوا سے کہا کہ سنگ سیاہ والی زمین رات کو نظر نہیں آتی' پس اللہ تعالیٰ نے ان پر صبا کو بھیجا' اسی لیے فرماتا ہے (فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا) اور رسول اللہ ﷺ سے بیان کردہ متقدم حدیث اس کی گواہی دیتی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے صباء سے مدد دی گئی ہے۔ اور عاد کو پچھوائی ہوا نے تباہ کیا۔

حضرت صالح علیہ السلام کے معجزے کا بیان:

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ بات کہی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کے لیے چٹان سے ناقہ پیدا کر دی' جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے نشان اور آپ کی قوم پر حجت بنایا اور اس کے لیے ایک روز پینے کو مقرر کیا اور ان کے لیے بھی پینے کا دن مقرر تھا' تو ہمارا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی اس کی مانند' بلکہ اس سے بڑھ کر معجزہ دیا ہے اس لیے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ نے آپ سے گفتگو نہیں کی اور نہ آپ کی نبوت و رسالت کی شہادت دی ہے' اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کی شہادت ایک اونٹ نے دی' اور اپنے مالکوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کی بھی آپ کے پاس شکایت کی کہ وہ اسے بھوکا رکھتے ہیں اور اسے ذبح کرنا چاہتے' پھر انہوں نے اس حدیث کو اس کے طرق والفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے جسے ہم قبل ازیں دلائل النبوۃ میں پیش کر چکے ہیں اور اس جگہ پر اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور وہ صحاح' حسان اور مسانید میں ہے۔ اور ہم نے اس کے ساتھ ہرنی کی حدیث اور گوہ کی حدیث کو بھی بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے آپ کی رسالت کی شہادت دی جیسا کہ اس سے قبل اس پر گفتگو ہو چکی ہے اور صحیح کی حدیث میں لکھا ہے کہ آپ کے بعثت سے قبل ایک پتھر آپ کو سلام کہتا تھا' اسی طرح اشجار واحجار اور مٹی کے ڈھیلے بھی آپ کو سلام کہتے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزے کا بیان:

ہمارے شیخ علامہ ابوالمعالی بن زملکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کا بجھ جانا معجزہ ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر ایران کی آگ بھی معجزۃً بجھی ہے' حالانکہ آپ کے اور آپ کے بعثت کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ اس وقت بجھی جب آپ اس میں پڑے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایران کی آگ اس وقت بجھی جب آپ کے اور اس آگ کے درمیان کئی ماہ کی مسافت کا فاصلہ تھا' اور ایران کی آگ بجھنے میں آپ کی پیدائش کی شب کی طرف اشارہ ہے اور ہم نے سیرت کے آغاز میں آپ کی پیدائش کے بیان میں اس کا ذکر اسانید کے ساتھ کیا ہے جو کافی ہے۔

پھر ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ اس امت کے بعض لوگوں کو آگ میں ڈالا گیا تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آگ ان پر اثر انداز نہ ہوئی' ان میں سے حضرت ابومسلم خولانی بھی ہیں۔ ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ جس دوران میں اسود عنسی یمن میں تھا اس نے حضرت ابومسلم خولانی کی طرف پیغام بھیج کر پوچھا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسولؐ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' انہوں نے جواب دیا مجھے سنائی نہیں دیتا' پس اس کے حکم سے عظیم آگ بھڑکائی گئی اور اس میں حضرت ابومسلم کو پھینک دیا گیا اور اس نے آپ کو گزند نہ پہنچایا' اسود عنسی کو کہا گیا کہ اگر تو نے اس شخص کو اپنے علاقے میں چھوڑ دیا تو یہ اسے تیرا دشمن اور مخالف بنا دے گا' تو اس نے آپ کو کوچ کر جانے کا حکم دیا' وہ مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے' حضرت ابومسلم خولانی مسجد کے ایک ستون کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر پوچھا' یہ آدمی کہاں سے آیا ہے آپ نے کہا یمن سے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ہمارے اس آدمی کے ساتھ اللہ نے کیا سلوک کیا ہے' جسے آگ سے جلایا گیا تو اس نے اسے کوئی گزند نہ پہنچایا؟ آپ نے جواب دیا وہ عبداللہ بن ایوب ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں آپ سے اللہ کے نام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' آپ ہی وہ شخص ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی دونوں آنکھوں کو بوسہ دیا' پھر انہیں لا کر اپنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھا دیا اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس وقت تک موت نہیں دی جب تک کہ مجھے وہ شخص نہیں دکھایا جس کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا' جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کیا گیا تھا' یہ عبارت ہمارے شیخ نے اس طرح بیان کی ہے۔

اور حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں کئی طریق سے اسے حضرت ابومسلم عبداللہ بن ایوبؒ کے سوانح میں عبدالوہاب بن محمد سے بحوالہ اسماعیل بن عیاش حطیمی روایت کیا ہے کہ شرا حیل ابن مسلم خولانی نے مجھ سے بیان کیا کہ اسود بن قیس بن ذی الحمار العنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا اور حضرت ابومسلم خولانی کو پیغام بھیجا تو آپ اس کے پاس آئے اور جب آپ کو ان کے سامنے لایا گیا تو اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے فرمایا مجھے سنائی نہیں دیتا' اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' آپ نے جواب دیا' ہاں اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں

Marfat.com

کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے فرمایا مجھے سنائی نہیں دیتا' اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں' اس نے یہ بات آپ کے سامنے کئی بار دہرائی' پھر اس کے حکم سے ایک عظیم آگ بھڑکائی گئی اور اس میں آپ کو ڈال دیا گیا اور اس نے آپ کو گزند نہ پہنچایا اسود عنسی سے کہا گیا اسے اپنے آپ سے دور کر دو ورنہ یہ تمہارے پیروکاروں کو تمہارا مخالف اور دشمن بنا دے گا' اس نے آپ کو حکم دیا تو آپ کوچ کر گئے' اور مدینہ آئے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو چکی تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے' حضرت ابو مسلم نے اپنی اونٹنی مسجد کے دروازے پر بٹھائی' پھر مسجد میں داخل ہو کر مسجد کے ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے' تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ لیا اور آپ کے پاس آ کر پوچھا آپ کون شخص ہیں انہوں نے جواب دیا میں یمنی ہوں' آپ نے پوچھا اس آدمی کا کیا بنا جسے کذاب نے آگ سے جلایا تھا؟ انہوں نے کہا وہ عبداللہ بن ایوب ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ وہی شخص ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں راوی بیان کرتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں گلے لگا لیا' پھر انہیں لے جا کر اپنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھا دیا اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس وقت تک موت نہیں دی جب تک مجھے حضرت محمد ﷺ کی امت کا وہ شخص نہیں دکھایا' جس کے ساتھ وہی سلوک ہوا جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ ہوا تھا۔

اسماعیل بن عیاش بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے ملا ہوں جو یمن کے خولان قبیلے سے ہمیں کمک پہنچاتے تھے' وہ بعض اوقات باہم مذاق کرتے اور خولانی عنسیوں سے کہتے کہ تمہارے کذاب ساتھی نے ہمارے ساتھی کو آگ سے جلایا اور اس نے اسے گزند نہ پہنچایا۔

اور اسی طرح حافظ ابن عساکر نے کئی طریق سے ابراہیم بن دحیم سے روایت کی ہے کہ ہشام بن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ ولید نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن بشیر نے بحوالہ ابی بشیر جعفر بن ابی وحشیہ مجھے بتایا کہ ایک شخص مسلمان ہو گیا تو اس کی قوم نے اسے کفر پر قائم رکھنا چاہا' اور اسے آگ میں ڈال دیا تو اس کی صرف ایک انگلی کی سرا جلا' جسے وضو کا پانی نہیں پہنچتا تھا' پس اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا میرے لیے بخشش طلب کیجیے' آپ نے فرمایا آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں آگ میں ڈالا گیا اور تم نہ جلے' پھر اس نے آپ کے لیے بخشش مانگی اور شام کی طرف چلا گیا اور لوگوں نے اس کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام رکھ دیا' یہ شخص حضرت ابو مسلم خولانی تھے' اور یہ روایت اس اضافے کے ساتھ محقق ہے اور اسے یہ کمال صرف شریعت محمدیہ مطہرہ مقدسہ کی برکت سے حاصل ہوا جیسا کہ حدیث شفاعت میں بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ پر سجود کے مقامات کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔

اور حضرت ابو مسلم' دمشق کے مغرب میں داریا مقام پر فروکش ہو گئے' اور صبح کو جامع دمشق میں آپ سے پہلے کوئی نہ جاتا تھا' اور بلاد روم کے ساتھ جنگ کیا کرتے تھے' اور آپ کے احوال و کرامات بہت زیادہ ہیں اور آپ کی قبر داریا میں مشہور ہے' ظاہر ہے کہ آپ کا قیام داریا میں تھا۔

بلاشبہ حافظ ابن عساکر نے اس امر کو ترجیح دی ہے کہ آپ کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بلاد روم میں ہوئی

Marfat.com

ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے بیٹے یزید کے زمانے میں ۶۰ ھ کے بعد ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

اور احمد بن ابی الحواری کے لیے کئی طریق سے بیان ہوا ہے کہ وہ اپنے استاد کو بتانے آئے کہ انہوں نے تنور کو ایندھن سے صاف کر دیا ہے اور اس کے اہل انتظار کر رہے ہیں کہ وہ اس کے بارے میں انہیں کیا حکم دیتا ہے' پس اس نے استاد کو لوگوں کے ساتھ باتیں کرتے دیکھا' اور وہ اس کے اردگرد کھڑے تھے' اس نے استاد کو اس کے متعلق بتایا تو وہ اس کی طرف دھیان دیئے بغیر لوگوں سے مصروف گفتگو رہا' اس نے پھر اسے بتایا تو اس نے اس کی طرف توجہ نہ دی' پھر اس نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے اردگرد کھڑے تھے' بتایا تو اس نے کہا' جا کر اس میں بیٹھ جاؤ' پس احمد بن ابی الحواری تنور کے پاس گیا اور اس میں بیٹھ گیا اور وہ آگ سے شعلہ زن تھا' اور وہ اس کے لیے ٹھنڈک اور سلامتی کا باعث بن گیا' اور وہ مسلسل اس میں بیٹھا رہا' حتیٰ کہ ابوسلیمان اپنی گفتگو سے فارغ ہوا اور اس نے اپنے اردگرد کے لوگوں سے کہا آؤ ہم احمد بن ابی الحواری کے پاس چلیں' میرا خیال ہے وہ تنور کی طرف چلا گیا ہے اور میرے حکم کی تعمیل میں اس میں بیٹھ گیا ہے' وہ گئے تو انہوں نے اسے اس میں بیٹھے دیکھا' پس شیخ ابوسلیمان نے اس کے ہاتھ کو پکڑا اور اسے اس سے باہر نکالا رحمۃ اللہ علیہما ورضی اللہ عنہما۔

اور ہمارے شیخ ابوالمعالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق سے آگ میں پھینکا گیا تھا' اور مسیلمہ کذاب کے معرکہ میں البراء کی حدیث میں ہے کہ مسیلمہ کے اصحاب ایک نشیبی باغ میں آ کر قلعہ بند ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ حضرت البراء بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے گھاس پر ڈال دو اور نیزوں کے سروں پر اٹھا کر اوپر سے مجھے دروازے کے اندر پھینک دو' پس انہوں نے اسی طرح کیا اور انہیں ان کے اوپر پھینک دیا' انہوں نے کھڑے ہو کر مشرکین سے جنگ کی اور مسیلمہ کو قتل کر دیا۔

میں کہتا ہوں' اس کا ذکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں استقصاء کے ساتھ کیا گیا ہے' جب آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو' مسیلمہ اور بنی حنیفہ کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا تھا اور وہ تقریباً ایک لاکھ یا اس سے زیادہ تھے' اور مسلمان دس بارہ ہزار تھے' پس جب مڈبھیڑ ہوئی تو اکثر بدو بھاگنے لگے اور مہاجرین اور انصار نے کہا اے خالد! ہمیں الگ کر دیجیے' تو آپ نے انہیں ان سے الگ کر دیا' اور مہاجرین اور انصار اڑھائی ہزار کے قریب تھے' پس انہوں نے ڈٹ کر حملہ کیا اور وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے اور کہنے لگے اے اصحاب سورۃ البقرہ آج جادو نا کام ہو گیا ہے پس انہوں نے اللہ کے حکم سے انہیں شکست دی اور وہاں ایک باغ میں جسے گلستان موت کہتے تھے پناہ لے کر قلعہ بند ہو گئے' اور اس میں ان کا محاصرہ کر لیا' اور حضرت البراء بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک ان کے بڑے بھائی تھے۔ وہ کام کیا جس کا ذکر کیا گیا ہے کہ انہیں نیزوں پر اٹھایا گیا' حتیٰ کہ وہ اس کی بلند دیوار پر اچھی طرح مضبوطی سے ٹک گئے' پھر انہوں نے اپنے آپ کو ان پر گرا دیا اور تیزی کے ساتھ ان کی طرف گئے اور ان کے ساتھ اکیلے ہی جنگ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ نے باغ کا دروازہ کھول دیا اور مسلمان تکبیر کہتے ہوئے اندر آ گئے اور مسیلمہ کے محل تک پہنچ گئے' اور وہ محل کے باہر ایک دیوار کے پاس کھڑا تھا' گویا وہ اپنی گندم گونی کی وجہ سے خاکستری اونٹ ہے' پس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل' وحشی بن حرب الاسود اپنے برچھے کے ساتھ اور حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ انصاری اس کی طرف بڑھے۔

Marfat.com

ہمارے شیخ ابوالمعالی بن الزملکانی انہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ پس وحشی نے ان سے سبقت کی اور دور سے اسے برچھا مارا اور اس کے آر پار کر دیا' اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آ کر اپنی تلوار کے ساتھ اس کے اوپر چڑھ گئے اور اسے قتل کر دیا اور محل کے اوپر سے ایک لونڈی چلائی' ہائے امیر کو ایک سیاہ غلام نے قتل کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جس روز مسیلمہ قتل ہوا اس کی عمر ایک سو چالیس سال تھی اللہ اس پر لعنت کرے اور جس کی عمر لمبی اور عمل برا ہو خدا اس کا بھلا نہ کرے۔ یہ وہ بات ہے جسے ہمارے شیخ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعلق میں بیان کیا ہے۔ اور حافظ ابونعیم کہتے ہیں کہ اگر یہ بات کہی جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبوت کے دوستی سے بھی مختص ہیں' تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیل اور حبیب بنایا ہے اور حبیب خلیل سے زیادہ لطیف ہوتا ہے' پھر انہوں نے شعبہ کی حدیث سے عن ابی اسحاق عن ابی الاحوص عن عبداللہ بن مسعودؓ بیان کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناتا لیکن تمہارا آقا خلیل اللہ ہے۔

اور مسلم نے اسے شعبہ اور ثوری کے طریق سے بحوالہ ابی اسحاق اور عبداللہ بن مرہ اور عبداللہ بن ابی الہدیل کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ان سب نے ابوالاحوص سے روایت کی ہے۔ اور عوف بن مالک الجشمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے آقا کو خلیل بنایا ہے' یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ اور اسی طرح مسلم نے اسے جندب بن عبداللہ البجلی سے منفرد بھی روایت کیا ہے' جیسا کہ میں ابھی بیان کروں گا' اور اصل حدیث' صحیحین میں ابوسعید سے مروی ہے۔ اور بخاری کے افراد میں ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جیسا کہ میں نے اسے حضرت صدیق کے فضائل میں بیان کیا ہے اور وہاں ہم نے اسے حضرت انس حضرت البراء' حضرت کعب بن مالک' حضرت ابوالحسین بن العلی' حضرت ابوہریرہ' حضرت ابوواقد لیثی اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے بیان کیا ہے' پھر ابونعیم نے اسے عبداللہ بن زحر کی حدیث سے' عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامہ عن کعب بن مالک روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تمہارے نبی کو دیکھا ہے اور میں نے آپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ ہر نبی کا اپنی امت میں ایک خلیل ہوتا ہے اور بلاشبہ میرا خلیل ابوبکرؓ ہے' اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے آقا کو خلیل بنایا ہے اور یہ اسناد ضعیف ہے۔ اور محمد بن عجلان کی حدیث سے ان کے باپ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کا ایک خلیل ہوتا ہے اور میرا خلیل ابوبکر بن ابی قحافہ ہے اور تمہارے آقا کا خلیل رحمان ہے اور یہ اس طریق سے غریب ہے۔ اور عبدالوہاب بن الضحاک کی حدیث سے عن اسماعیل بن عیاش عن صفوان بن عمرو عن عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر عن کثیر بن مرہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح خلیل بنایا ہے اور میرا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام جنت میں ایک دوسرے کے سامنے ہے' اور عباس ہمارے دو خلیلوں کے درمیان' مومن ہے۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کے اسناد میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ ابونعیم رحمہ اللہ کا بیان ختم ہوا۔

Marfat.com

مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن ابی شیبہ اور اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن عدی نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن ابی انیسہ نے عمرو بن مرہ سے بحوالہ عبداللہ بن حارث ہم سے بیان کیا کہ جندب بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ روز قبل آپ کو بیان کرتے سنا کہ میں اللہ کے حضور اس بات سے برأت چاہتا ہوں کہ میرا تم میں کوئی خلیل ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابراہیم کی طرح خلیل بنایا ہے' اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا' آگاہ رہو کہ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا کرتے تھے' آگاہ رہو' قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا' میں تمہیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔

اب رہی یہ بات' آپ کے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خلیل بنانے کی' تو ابونعیم اس کے اسناد سے معترض نہیں ہوئے' اور ہشام بن عمار نے اپنی کتاب المبعث میں بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن حمزہ حضرمی اور عثمان بن علان قرشی نے ہم سے بیان کیا کہ عروہ بن ردیم لخمی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری مرقوم اجل بتادی ہے اور اس کے قریب مجھے پکڑ لیا ہے اور میں قریب المرگ ہوگیا ہوں' پس ہم آخرین ہیں اور قیامت کے روز ہم سابقین ہوں گے' اور فخر کیے بغیر کہتا ہوں کہ ابراہیم خلیل اللہ' موسیٰ صفی اللہ اور میں حبیب اللہ ہوں اور قیامت تک سید ولد آدم ہوں اور میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں تین باتوں کے متعلق مجھے پناہ دی ہے' وہ تمہیں قحط سے ہلاک نہیں کرے گا اور تمہارا دشمن تمہاری بیخ کنی نہیں کرے گا اور تم ضلالت پر اتفاق نہ کرو گے۔

اور فقیہ ابومحمد عبداللہ بن حامد نے دوستی کے مقام پر طویل گفتگو کی ہے' حتیٰ کہ اس نے کہا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ خلیل وہ ہوتا ہے جو رغبت اور خوف سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ﴾ اور اس نے بکثرت اسے اواہ کہا ہے اور حبیب وہ ہوتا ہے' جو رؤیت اور محبت سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خلیل وہ ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ عطا کا انتظار ہوتا ہے اور حبیب وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ لقاء کا انتظار ہوتا ہے' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خلیل وہ ہوتا ہے جو واسطے کے ساتھ پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴾ اور حبیب وہ ہوتا ہے جو بلاواسطہ پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾ اور خلیل نے کہا کہ ﴿اَلَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ﴾ اور حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ اور خلیل نے کہا ﴿وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ﴾ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ﴾ اور جب خلیل کو آگ میں ڈالا گیا تو اس نے کہا ﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ نے فرمایا ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور خلیل نے کہا ﴿اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ اور خلیل نے کہا ﴿وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اور خلیل نے کہا ﴿وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے حبیبؐ سے فرمایا ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

Marfat.com

تطهيرا ﴾ اور خلیل نے کہا ﴿واجعلني من ورثة جنة النعيم ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ سے فرمایا ﴿انا اعطيناك الكوثر ﴾ اور انہوں نے اور باتوں کا بھی ذکر کیا ہے اور ابھی صحیح مسلم کی حدیث میں بحوالہ حضرت ابی بن کعب بیان ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے روز ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا کہ سب مخلوق اس کی التجا کرے گی حتیٰ کہ ان کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اس کی التجا کریں گے اس سے پتہ چلا کہ آپ سب سے افضل ہیں کیونکہ آپ کے اس مقام کی طلب کی جائے گی اور یہ بھی پتہ چلا کہ آپ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام مخلوق میں سب سے افضل ہیں اور اگر کوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد افضل ہوتا تو آپ اس کا بھی ذکر کرتے۔

پھر ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود سے تین پردوں میں محجوب تھے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ یہ بات ایسے ہی تھی اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ان لوگوں سے جو آپ کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے پانچ پردوں میں محجوب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے امر میں فرمایا ہے کہ ﴿وجعلنا من بين ايديهم سدا ومن خلفهم سدا فاغشينهم فهم لا يبصرون ﴾ یہ تین پردے ہوئے پھر فرمایا ﴿واذا قرأت القران جعلنا بينك وبين الذين لا يؤمنون بالاخرة حجابا مستورا ﴾ پھر فرمایا ﴿فهي الى الاذقان فهم مقمحون ﴾ یہ پانچ پردے ہوئے۔

اور فقیہ ابو محمد بن حامد نے بھی ہو بہو ایسے ہی بیان کیا ہے مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کس نے دوسرے سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم اور اس کو اس نے غریب بیان کیا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جن پردوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے مجھے معلوم نہیں وہ کیا تھے اور اس نے آپ کو اس آگ میں پھینک دیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا اور جن پردوں کے متعلق انہوں نے ان آیات سے استدلال کیا ہے ان کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ سب کے سب معنوی پردے ہیں حسی نہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ حق سے پھیرنے والے ہیں نہ حق ان تک پہنچتا ہے اور نہ ان کے دلوں تک راہ پاتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ﴿وقالوا قلوبنا في اكنة مما تدعونا اليه وفي اذاننا وقر ومن بيننا وبينك حجاب ﴾ اور ہم نے اسے تفسیر میں بیان کیا ہے۔ نیز ہم نے السیرۃ اور تفسیر میں بیان کیا ہے کہ جب ابولہب اور اس کی بیوی کی مذمت اور ان کے دوزخ میں جانے اور نقصان اٹھانے کے بارے میں سورت نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی ام جمیل ایک بہت بڑا پتھر رسول کریم ﷺ کو مارنے کے لیے لائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی جو حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے پس نبی کریم ﷺ اسے نظر نہ آئے تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی آپ کا آقا کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا انہوں نے کیا کیا ہے؟ وہ کہنے لگی انہوں نے میری ہجو کی ہے آپ نے فرمایا انہوں نے تمہاری ہجو نہیں کی وہ کہنے لگی خدا کی قسم اگر میں انہیں دیکھ پاؤں تو اس بڑے پتھر سے انہیں مار دوں پھر یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ آئی کہ مذمم ہمارے پاس آیا اور اس کے دین نے ہم سے دشمنی کی ہے۔ اور یہی حال پردوں کا ہے۔ اور اس نے ابوجہل کو اس وقت روکا جب اس نے حضرت نبی کریم ﷺ کے سر کو سجدہ کی حالت میں اپنے پاؤں سے روندنے کا ارادہ کیا اور اس نے آگ کی قبر اور عظیم خوف اور فرشتوں کے پیروں کو آپ کے درے دیکھا پس وہ الٹے پاؤں واپس لوٹا اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کر رہا تھا قریش نے اسے پوچھا تیرا برا ہو تجھے کیا ہو گیا ہے تو اس نے جو کچھ دیکھا تھا انہیں اس کے

Marfat.com

متعلق بتایا اور حضرت نبی کریم ﷺ کہ اگر وہ آگے بڑھتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو نکال دیتے۔ اور ایسے ہی جب رسول اللہ ﷺ شب ہجرت کا باہر نکلے اور کفار آپ کے راستے میں گھات لگائے ہوئے تھے اور انہوں نے آپ کے گھر کی طرف آپ کی نگرانی کے لیے آدمی بھیجے تا کہ آپ نکل نہ جائیں اور جب وہ آپ کو دیکھیں تو قتل کر دیں' پس آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا' پھر آپ ان کے پاس گئے اور وہ بیٹھے ہوئے تھے' اور آپ ان میں سے ہر آدمی کے سر پر مٹی ڈالنے لگے' اور فرمانے لگے کہ "چہرے بدرو ہو گئے" اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکے' حتیٰ کہ آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار ثور تک چلے گئے۔ جیسے کہ ہم نے "السیرۃ" میں مفصل طور پر بیان کیا ہے۔ نیز ہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مکڑی نے غار کے دروازے پر جالا تن دیا' تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مقام کو ان پر مشتبہ کر دے' اور صحیحین میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے دونوں قدموں کی طرف دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا' آپ نے فرمایا اے ابوبکر! تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے' اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے کہ۔

داؤد کی بنائی ہوئی زرہ نے غار والے کو نہیں بچایا' اور یہ فخر مکڑی کو حاصل ہوا۔ اور یہی حال ہے پردوں کا۔ اور اس نے سراقہ بن مالک بن جعشم کو اس کے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنسا کر اس وقت روکا جب اس نے ان کا تعاقب کیا' یہاں تک کہ اس نے آپ سے امان حاصل کی جیسا کہ پہلے تفصیل کے ساتھ ہجرت میں بیان ہو چکا ہے۔

اور ابن حامد نے اپنی کتاب میں' امر الٰہی کی تابعداری میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے لٹانے کے مقابلہ میں' احد وغیرہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے اپنی جان قربان کرنے کو بیان کیا ہے' حتیٰ کہ دشمن نے آپ کو جو تکلیف پہنچائی تھی وہ پہنچائی یعنی آپ کے سر کو پھوڑا اور آپ کی دائیں جانب کے نچلے دو دانت توڑ دیئے جیسا کہ پہلے السیرۃ میں مفصل بیان ہو چکا ہے' پھر بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم نے آگ میں ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے ٹھنڈا اور سلامتی کا باعث بنا دیا۔ ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اس قسم کا معجزہ دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب آپ خیبر گئے تو ایک خیبری عورت نے آپ کو زہر دے دیا پس اس نے اس زہر کو آپ کی اجل کی انتہاء تک آپ کے پیٹ میں ٹھنڈک اور سلامتی کا باعث بنا دیا' اور زہر پیٹ میں قرار نہیں پکڑتا اور آگ کی طرح جلاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ فتح خیبر میں اس کے متعلق پہلے حدیث بیان ہو چکی ہے۔ اور ان کے قول کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ بشر بن البراء بن معرور اس مسموم بکری کے کھانے سے فوراً ہی مر گئے' اور بکری کے دست نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ اس میں زہر رکھا گیا ہے اور آپ نے اس سے دانتوں سے گوشت نوچا تھا' اور اسی میں زیادہ زہر تھا' کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ آپ دست کو پسند کرتے ہیں' پس اس زہر نے جو آپ کے پیٹ میں چلا گیا تھا' اذن الٰہی سے آپ کو گزند نہ پہنچایا' یہاں تک کہ آپ کی اجل کا خاتمہ ہو گیا اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس لقمے میں جو زہر تھا اس کی تکلیف کو آپ نے اس وقت محسوس کیا' اور ہم نے حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ فاتح بلاد شام کے حالات میں بیان کیا ہے کہ ان کے پاس زہر لایا گیا تو آپ نے دشمنوں کو ڈرانے کے لیے اسے ان کے سامنے پھانک لیا اور آپ کو کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔

Marfat.com

پھر ابونعیم بیان کرتے ہیں اگر یہ کہا جائے' کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نبوت کی برہان سے نمرود سے جھگڑا کیا اور اس کو مبہوت کر دیا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فبهت الذی کفر) اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعث بعد الموت کی تکذیب کرنے والا ابی بن خلف ایک بوسیدہ ہڈی لایا اور اسے رگڑ کر کہنے لگا (بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟) تو اللہ تعالیٰ نے برہان ساطع نازل فرمائی (کہہ دو انہیں وہی زندہ کرے گا' جس نے انہیں پہلی مرتبہ زندہ کیا تھا اور وہ خلق کو جانتا ہے) پس وہ آپ کی نبوت کی برہان سے مبہوت ہو کر واپس چلا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بڑی قاطع حجت ہے یعنی آپ کا معاد کے لیے ابتداء سے استدلال کرنا' پس وہ ذات جس نے مخلوق کو نا قابل ذکر چیز ہونے کے بعد پیدا کیا' وہ انہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ فرماتا ہے کیا وہ ذات جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر نہیں کہ ان جیسے لوگ پیدا کرے بے شک وہ بہت پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے) یعنی جیسے اس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا' انہیں دوبارہ بھی پیدا کرے گا' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ (وہ مردوں کے زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے) اور فرماتا ہے (اور وہی ہے جو خلق کی ابتداء کرتا ہے' پھر اسے دوبارہ خلق کرے گا اور یہ بات اس پر بہت آسان ہے) اور اکثریت کے قول کے مطابق امر معاد نظری ہے' فطری ضروری نہیں)

اور جس شخص نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا تھا وہ معاند اور مکابر تھا' بلاشبہ صانع کا وجود فطرت میں مذکور ہے اور ہر ایک کی پیدائش اسی پر ہوئی ہے سوائے اس کے کہ جس کی فطرت بدل گئی ہو' پس یہ بات اس کے نزدیک نظری ہو جائے گی اور بعض متکلمین صانع کے وجود کو نظری بناتے ہیں نہ کہ ضروریات کو' بہر حال ہر لحاظ سے اس کا یہ دعویٰ کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اسے عقل و سمع قبول نہیں کرتے اور ہر ایک اپنی عقل سے اس بارے میں اس کی تکذیب کرتا ہے' اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے اس کے دعویٰ کے مطابق' سورج کو مغرب سے لانے پر ملتزم کیا (تو کافر مبہوت رہ گیا اور اللہ ظالم لوگوں کی راہنمائی نہیں کرتا) اور انہیں اس کے ساتھ یہ بھی بیان کرنا چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاند پر جب اس نے احد کے روز آپ کو دعوت مبارزت دی' غالب کیا اور آپ نے اسے اپنے دست مبارک سے قتل کیا' آپ نے اسے برچھا مارا جو اس کی ہنسلی پر لگا اور وہ کئی بار اپنے گھوڑے سے نیچے گرا تو لوگوں نے اسے کہا' تیرا برا ہو تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو اس نے کہا خدا کی قسم جو تکلیف مجھے ہو رہی ہے اگر وہ اہل ذوالمجاز کو ہوتی تو وہ سب کے سب مر جاتے' کیا آپ نے نہیں کہا کہ میں اسے قتل کروں گا؟ خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوکتے تو مجھے قتل کر دیتے۔ اور اس لعنتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے گھوڑا اور برچھا تیار کیا تھا آپ نے فرمایا بلکہ میں اسے قتل کروں گا ان شاء اللہ' اور احد کے روز ایسا ہی ہوا۔

پھر ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی خاطر ناراض ہو کر اپنی قوم کے بت توڑ دیئے' تو اس کے جواب میں کہا جائے گا' کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو ساٹھ بتوں کو توڑ دیا اور شیطان نے انہیں سیسہ اور تانبا لگایا ہوا تھا اور جب بھی آپ ان بتوں میں سے کسی کے پاس اپنی چھڑی کے ساتھ نزدیک جاتے تو وہ آپ کے چھونے بغیر ہی نیچے گر پڑتا اور آپ فرماتے کہ حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے اور بلاشبہ باطل بھاگنے والا ہی ہے) پس وہ اپنے چہروں کے بل گر پڑے' پھر

Marfat.com

آپ کے حکم سے انہیں میل کے پتھر تک نکالا گیا اور یہ پہلی بات سے بھی زیادہ واضح اور روشن امر ہے۔ اور ہم نے فتح کے سال مکہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے دخول کی ابتداء میں صحاح وغیرہ سے اسے اس کی اسانید وطرق کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور کئی علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ اسی طرح آپ کی پیدائش مبارک پر بھی بت گرے تھے اور یہ امر اعجاز میں ان کے توڑنے سے بھی زیادہ قوی اور بلیغ ہے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس شب ایرانیوں کی وہ آگ بھی بجھ گئی تھی جس کی وہ پوجا کرتے تھے' حالانکہ اس سے قبل وہ ایک ہزار سال تک نہ بجھی تھی' نیز یہ کہ کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے تھے' جو اس بات کا اعلان تھا' کہ کم از کم مدت میں ان کے چودہ بادشاہوں کے مرنے کے بعد ان کی حکومت کو زوال آ جائے گا' حالانکہ وہ تین ہزار سال سے حکومت کر رہے تھے' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے جو چار پرندے زندہ کیے گئے تھے' اس کا ذکر ابونعیم اور ابن حامد نے نہیں کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں زندہ ہونے والے مردوں کے بیان میں عنقریب اس قبیل کے معجزات محمدی کا ذکر ہوگا اور جب ہم اس تک پہنچیں گے تو آپ کی امت کی دعاؤں سے مردوں کے زندہ ہونے' تنے کے غمزدہ آواز نکالنے' شجر وحجر اور مٹی کے ڈھیلوں کے آپ کو سلام کہنے اور دست کے آپ سے باتیں کرنے کے متعلق آگاہ کریں گے۔

اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴾ تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ اور ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن حامد نے اس کا بھی ذکر کیا ہے اور ہم نے اپنی اس کتاب میں اسراء کی احادیث میں اور تفسیر کی کتاب میں' شب اسریٰ کو رسول اللہ ﷺ نے مکہ اور بیت المقدس کے درمیان اور بیت المقدس سے آسمانِ دنیا تک جو نشانات دیکھے' ان کا ذکر کیا ہے' پھر آپ نے ساتوں آسمانوں اور ان کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ اور جنت الماویٰ' اور دوزخ جو ایک برا ٹھکانہ ہے' میں بھی نشانات دیکھے اور آپ نے حدیث المنام میں جسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور دیگر کتب احادیث نے بھی اسے روایت کیا ہے' فرمایا ہے کہ ہر چیز میرے سامنے ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔

اور ابن حامد نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آزمائش' جو آپ کے بیٹے یوسف علیہ السلام کے گم ہونے سے ہوئی اور آپ نے صبر کیا اور اپنے رب سے استعانت کی' کے مقابلہ میں حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی موت اور آپ کے صبر کو بیان کیا ہے اور آپ کا یہ قول بھی بیان کیا ہے کہ آنکھ روتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم وہی بات بیان کریں گے جو ہمارا رب پسند کرتا ہے' اور اے ابراہیم ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں' میں کہتا ہوں کہ آپ کی تینوں بیٹیاں حضرت رقیہ' حضرت ام کلثوم' اور حضرت زینب رضی اللہ عنہن بھی فوت ہوئیں اور آپ کے چچا' جو اللہ اور اس کے رسول ؐ کے شیر تھے' احد کے روز قتل ہو گئے' تو آپ نے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی۔

اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے جمال' جلال' ہیبت' حلاوت' شکل' نفع' ہدایت' اچھے خصائل اور برکت کا ذکر کیا ہے' جیسا کہ پہلے آپ کے شمائل میں ان احادیث سے جو ان باتوں پر دلالت کرنے والی

Marfat.com

ہیں' بیان کیا گیا ہے جیسے کہ ربیع بنت معوذ نے بیان کیا ہے کہ اگر میں آپ کو دیکھتی تو سورج کو طلوع ہوتے دیکھتی۔

اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی فرقت اور غربت کی آزمائش کے مقابلہ میں' رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کو بیان کیا ہے' جو مکہ سے مدینہ کی طرف ہوئی اور آپ کے اپنے وطن' اہل اور اصحاب کو چھوڑنے کا ذکر کیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا بیان:

ان میں سب سے بڑے نو معجزات ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (تحقیق ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح معجزات دیئے) اور ہم نے ان کی شرح تفسیر میں بیان کی ہے اور ان کے بارے میں سلف کے قول کو بھی بیان کیا ہے اور ان کے بارے میں ان کے اختلاف کا بھی ذکر کیا ہے اور جمہور کے خیال میں وہ معجزات یہ ہیں۔ عصا' جو پلٹ کر دوڑتا ہوا سانپ بن گیا' اور ہاتھ' کہ جب آپ اپنے ہاتھ کو قمیص میں داخل کرتے تو اسے چاند کے ٹکڑے کی طرح جگمگاتے ہوئے باہر نکالتے' اور جب آپ نے قوم فرعون کے تکذیب کرنے پر ان کے خلاف بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے طوفان' ٹڈیوں' جوؤں' مینڈکوں اور خون کے واضح معجزات ان پر مسلط کر دیئے' جیسا کہ تفسیر میں ہم نے اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط سے گرفت کی یعنی غلہ کم ہوا' اور خشک سالی سے بھی گرفت کی یعنی پھل کم ہوئے' اور جلد موت سے بھی گرفت کی' یعنی جانیں کم ہو گئیں' اور ایک قول کے مطابق وہ طوفان تھا' جس نے جانوں کو کم کر دیا۔

اور ان معجزات میں ایک معجزہ بنی اسرائیل کو بچانے اور آل فرعون کو غرق کرنے کے لیے سمندر کا پھٹنا بھی ہے' اور ایک معجزہ التیہ میں بنی اسرائیل کو راستہ سے بھٹکا دینا اور ان پر من و سلویٰ اتارنا اور آپ کا ان کے لیے پانی طلب کرنا بھی ہے' پس اللہ تعالیٰ نے ان کے پانی کا انتظام اس پتھر سے کر دیا' جس سے پانی نکلتا تھا' اور وہ اسے اپنے ساتھ سواری کے جانور پر اٹھائے پھرتے تھے' اس کے چار منہ تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس پر اپنا عصا مارتے تو ہر منہ سے تین چشمے پھوٹ پڑتے' یعنی ہر قبیلے کے لیے ایک چشمہ' پھر آپ اسے مارتے تو وہ بند ہو جاتا۔ اور اس قسم کے دیگر معجزات وغیرہ' جیسا کہ ہم نے تفسیر میں تفصیل کے ساتھ اور اپنی اس کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اور انبیاء کے واقعات میں اس سے کچھ بیان کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے بچھڑے کی پرستش کی اللہ تعالیٰ نے ان کو مار دیا اور پھر انہیں زندہ کر دیا' اور گائے کے واقعہ میں بھی۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی زندگی کے بارے میں ہمارے شیخ علامہ ابن الزملکانی بیان کرتے ہیں کہ سنگریزوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح کی حالانکہ وہ جمادات تھے اور اس بارے میں جو حدیث ہے وہ صحیح ہے اور یہ حدیث عن زہری عن رجل عن ابی ذر مشہور ہے' اور ہم پہلے دلائل النبوۃ میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں' اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان سنگریزوں نے حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں اسی طرح تسبیح کی جیسے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں کی تھی اور آپ نے فرمایا یہ خلافت نبوت ہے۔

اور حافظ نے اپنی سند سے بکر بن حبیش کی طرف منسوب کر کے ایک شخص سے جس کا اس نے نام بھی لیا تھا' روایت کی ہے'

Marfat.com

وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابو مسلم خولانی کے ہاتھ میں ایک تسبیح تھی' جس سے وہ تسبیح کرتے' راوی بیان کرتا ہے وہ سو گئے تو تسبیح آپ کے ہاتھ میں تھی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ تسبیح گھوم گئی اور آپ اپنے بازو کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ کہہ رہی تھی: سبحانک یا منبت النبات و یادائم الثبات. آپ نے فرمایا اے ام مسلم آؤ اور ایک عجیب عجوبہ دیکھو' راوی بیان کرتا ہے کہ ام مسلم آئیں اور تسبیح گھوم رہی تھی اور تسبیح کر رہی تھی' اور جب وہ بیٹھ گئیں تو وہ خاموش ہو گئی۔ اور ان سب سے زیادہ صحیح اور صریح بخاری کی وہ حدیث ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے' اور وہ کھایا جاتا تھا۔

اور ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح پتھروں نے آپ کو سلام کہا' میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں' جو مکہ میں میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کہتا تھا اور میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں' بعض کا قول ہے کہ وہ حجر اسود ہے۔ اور ترمذی بیان کرتے ہیں کہ عباد بن یعقوب کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن ابی ثور نے عن السدی عن عباد بن یزید عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ کی ایک جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا' پس جو پہاڑ اور درخت آپ کے سامنے آتا وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ. پھر کہتے ہیں' یہ حدیث غریب ہے' اور ابو نعیم اسے الدلائل میں السدی کی حدیث سے عن ابی عمارۃ الحیوانی سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا' پس آپ جس شجر و حجر اور مٹی کے ڈھیلے اور جس چیز کے پاس سے بھی گزرتے وہ آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتے' انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بلانے سے ایک درخت آپ کے پاس آ گیا' اور انہوں نے دو درختوں کے اکٹھا ہونے کا بھی ذکر کیا ہے' اور یہ دونوں حدیثیں صحیح میں ہیں' لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں زندگی حلول کر گئی تھی' جبکہ ان دونوں کو چلانے والا چلا لایا ہو' لیکن آپ کے قول میں ہے کہ اللہ کے حکم سے دونوں مطیع ہو کر میرے پاس آ جاؤ' اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں آپ سے مخاطبت کا شعور حاصل تھا' خصوصاً اس لیے کہ آپ نے انہیں جو حکم دیا' انہوں نے اس پر عمل کیا۔

انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے کھجور کے ایک خوشے کو حکم دیا کہ وہ اتر آئے تو وہ اتر کر زمین کو پھاڑنے لگا' حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے' کہ میں اللہ کا رسول ہوں' تو اس نے تین بار گواہی دی' پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' اور یہ پہلی حدیث سے مطابقت میں زیادہ واضح اور روشن ہے' لیکن اس عبارت میں غرابت پائی جاتی ہے' اور وہ حدیث جسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے' اور بیہقی اور بخاری نے اسے تاریخ میں ابو ظبیان حصین بن المنذر کی روایت سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا' میں کس چیز سے معلوم کروں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر میں کھجور کے اس خوشے کو بلاؤں' تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے کھجور کے خوشے کو بلایا اور وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا' یہاں تک کہ زمین پر گر پڑا اور زمین کو کھودنے لگا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا' پھر آپ نے

Marfat.com

اسے فرمایا واپس چلا جا' تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا' اس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' اور آپ پر ایمان لے آیا۔ یہ الفاظ بیہقی کے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس شخص نے رسالت کی گواہی دی وہ بنی عامر کا ایک اعرابی تھا' لیکن بیہقی کی روایت میں اعمش کے طریق سے سالم بن ابی الجعد سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا آپؐ کے اصحاب جو بات کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں اور کھجوروں کے خوشوں کو دوسری جگہ منتقل کر دیا' آپ نے فرمایا کیا میں تجھے کوئی نشان دکھاؤں؟ اس نے کہا ہاں' تو آپ نے ایک شاخ کو بلایا تو وہ زمین کھودتی آئی' حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑی ہوگئی' اور سجدہ کرنے لگی اور اپنا سر اٹھانے لگی' پھر آپ نے اسے حکم دیا تو وہ واپس چلی گئی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ عامری یہ کہتا ہوا واپس آ گیا کہ خدا کی قسم! جو بات بھی آپ بیان کریں گے میں کبھی اس کی تکذیب نہیں کروں گا' یہ قول عامر بن صعصعہ کا ہے۔

اور قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ الحاکم نے اپنے مستدرک میں متفرد طور پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعوت اسلام دی' اس نے کہا آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں کیا اس کا کوئی گواہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا یہ درخت' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور وہ وادی کے کنارے پر تھا' اور وہ زمین کو کھودتے ہوئے آیا اور آپؐ کے سامنے کھڑا ہوگیا' آپ نے تین بار اس سے شہادت طلب کی' تو اس نے آپؐ کے کہنے کے مطابق شہادت دی' پھر وہ اپنے اگنے کی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اور اعرابی اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا اور کہنے لگا کہ اگر انہوں نے میری اتباع کی تو میں انہیں آپ کے پاس لے آؤں گا' وگرنہ میں آپ کے پاس آ جاؤں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا۔

پھر جس تنے کے پاس آپ خطبہ دیا کرتے تھے اس کی غمزدہ آواز کا واقعہ آپ کے لیے منبر بنایا گیا اور جب آپ اس پر چڑھے اور خطبہ دیا تو تنے نے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی طرح غمگین آواز نکالی اور لوگ جمعہ کے روز مخلوق کی موجودگی میں سن رہے تھے اور وہ مسلسل روتا رہا اور غمزدہ آواز نکالتا رہا' یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اسے گلے لگایا اور تسکین دی اور اسے اختیار دیا کہ وہ دوبارہ سرسبز شاخ بن جائے یا اسے جنت میں کاشت کر دیا جائے' جس سے اولیاء اللہ کھائیں گے تو اس نے جنت میں کاشت ہونا پسند کیا۔ اور اس موقع پر وہ پرسکون ہوگیا اور یہ حدیث مشہور و معروف ہے اور اسے بہت سے صحابہؓ نے متواتر روایت کیا ہے اور یہ واقعہ مخلوق کی موجودگی میں ہوا' تنے کی غمگین آواز کو تواتر سے بیان کیا گیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے اور ان سے کئی تابعین نے روایت کیا ہے' پھر ان کے بعد دوسروں نے ان سے روایت کی ہے' جن کا جھوٹ پر اتفاق کرنا ممکن نہیں اور فی الجملہ یہ یقینی بات ہے' اور ہمارے شیخ نے تنے کے اختیار دینے کے بارے میں جو بات بیان کی ہے یہ متواتر نہیں ہے بلکہ اس کا اسناد بھی صحیح نہیں ہے' اور میں نے اسے الدلائل میں ابی بن کعب کے حوالے سے بیان کیا ہے' اور مسند احمد اور سنن ابن ماجہ میں بھی اس کا ذکر ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پانچ طرق سے مروی ہے' جن میں سے ترمذی نے ایک کو صحیح قرار دیا ہے' اور دوسرے کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور تیسرے کو احمد نے اور چوتھے کو البزار نے اور پانچویں کو ابونعیم نے روایت کیا ہے اور صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دو طریقوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے' اور البزار نے تیسرے اور چوتھے سے اور احمد نے پانچویں

Marfat.com

اور چھٹے طریق سے روایت کی ہے اور یہ مسلم کی شرط کے مطابق ہے' اور مصنف ابن ابی شیبہ میں سہل بن سعد سے صحیحین کی شرط کے مطابق ہے' اور صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے' اور احمد نے اسے ایک اور طریق سے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے' اور مسند عبد بن حمید میں ابوسعید سے ایسے اسناد کے ساتھ روایت ہے جو مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور یعلیٰ موصلی نے اسے ایک اور طریق سے ابوسعید اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور حافظ ابونعیم نے اسے علی بن احمد خوارزمی کے طریق سے عن قبیصہ بن حبان بن علی عن صالح بن حبان عن عبداللہ بن بریدہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ آپ نے اسے دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تو تنے نے آخرت کو اختیار کر لیا اور نیچے چلا گیا اور اس کا نام و نشان مٹ گیا' یہ حدیث اسناد اور متن کے لحاظ سے غریب ہے اور ابونعیم نے اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے' اور قبل ازیں میں نے احادیث کو ان کی اسناد اور الفاظ کے ساتھ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے' جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں ہے اور جو شخص ان پر غور و فکر کرے گا اسے اس کے متعلق یقین ہو جائے گا۔

قاضی عیاض بن موسیٰ سبتی مالکی نے اپنی کتاب ''الشفا'' میں بیان کیا ہے کہ یہ حدیث مشہور اور متواتر ہے اور اہل صحیح نے اس کی تخریج کی ہے' اور دس بارہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی روایت کی ہے' جن میں حضرت ابی' حضرت انس' حضرت بریدہ' حضرت سہل بن سعد' حضرت ابن عباس' حضرت ابن عمر' حضرت المطلب بن ابی وداعہ' حضرت ابوسعد اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ یہ وہ جمادات اور نباتات ہیں جنہوں نے آوازِ غم نکالی اور گفتگو کی اور اس میں عصا کے سانپ بن جانے کے مقابلہ کی بات پائی جاتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ہم عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باذن اللہ احیائے موتیٰ کے معجزوں میں اس کی طرف اشارہ کریں گے' جیسا کہ بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی احمد بن ابی الحسن عن عبدالرحمٰن بن ابی حاتم عن ابیہ عن عمرو بن سوار روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ نے مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو معجزہ کسی نبی کو دیا ہے' وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیا ہے' میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیائے موتیٰ کا معجزہ دیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تنے کا معجزہ دیا ہے' جس کے پہلو میں آپ خطبہ دیا کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ کے لیے منبر بنا دیا گیا' اور جب آپ کے لیے منبر بن گیا' تو تنے نے آوازِ غم نکالی حتیٰ کہ اس کی آواز کو سنا گیا اور یہ اس سے بھی بڑا معجزہ ہے اور حضرت امام شافعیؒ کی طرف اس کا اسناد صحیح ہے' اور یہ بات میں اپنے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی سے بھی سنا کرتا تھا' آپ اسے حضرت امام شافعیؒ سے بیان کیا کرتے تھے' اور آپ نے فرمایا ہے کہ یہ اس سے بڑا معجزہ ہے' کیونکہ تنہ زندگی کا محل نہیں' اس کے باوجود اسے آپ کے منبر کے پاس چلے جانے کی وجہ سے شعور و وجد حاصل ہو گیا اور اس نے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی طرح آوازِ غم نکالی' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس جا کر اسے گود میں لے لیا اور تسلی دی تو وہ پرسکون ہو گیا حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہ تنا آپ کا مشتاق ہوا اور لوگ آپ کے اشتیاق کے زیادہ سزاوار ہیں اور اس کے جسم میں اذنِ الٰہی سے زندگی کا واپس آ جانا ایک عظیم معجزہ ہے اور یہ اس محل میں

Marfat.com

شعور وحیات کے ایجاد کرنے سے' جو اس کا مالوف نہ ہو' زیادہ عظیم اور عجیب بات ہے' اور قبل ازیں کلیتہً وہ زندگی اس میں موجود نہ تھی۔ فسبحان اللہ رب العالمین۔

تنبیہ:

اور رسول اللہ ﷺ کا ایک جھنڈا تھا' جو جنگ میں آپ کے ساتھ لے جایا جاتا تھا' جو آپ کے دشمنوں کے دلوں میں آپ کے آگے آگے ایک ماہ کی مسافت تک خوف پیدا کرتا تھا' اور آپ کا ایک نیزہ بھی تھا جو آپ کے آگے آگے لے جایا جاتا تھا اور جب آپ دیوار اور رکاوٹ کے بغیر نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اسے آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا' اور آپ کی ایک چھڑی بھی تھی' آپ جب چلتے تو اس کا سہارا لیتے تھے' اور یہ وہی چھڑی ہے جس کے متعلق سطیح نے اپنے بھتیجے عبدالمسیح بن نفیلہ سے کہا تھا' کہ جب تلاوت زیادہ ہو جائے اور چھڑی والا ظاہر ہو جائے' اور بحیرہ ساوہ خشک ہو جائے تو شام سطیح کے لیے شام نہیں ہوگا' اور اس لیے اس نے ان اشیاء کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے زندہ کرنے کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس کا سانپ بنا دینا زیادہ مناسب ہے' جبکہ وہ اس کے مساوی ہے' اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے برخلاف' متفرق مقامات میں متعدد چیزیں ہیں' کیونکہ اگر وہ معجزہ متعدد بار ہوا ہے تو وہ سانپ ہی بنا ہے جو ایک ہی چیز ہے' واللہ اعلم پھر ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر احیائے موتیٰ کے بیان پر اس سے آگاہ کریں گے' کیونکہ یہ زیادہ عجیب' زیادہ بڑا' زیادہ واضح' اور زیادہ علم والا معجزہ ہے۔

ہمارے شیخ نے بیان کیا ہے کہ یہ جو بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا' تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شب اسراء میں رؤیت کے ساتھ کلام کا بھی شرف حاصل ہوا ہے اور یہ ایک انتہائی بات ہے۔ یہ بات انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق معجزات میں شب اسریٰ کو بیان کی ہے اور وہ اس کے گواہ ہیں' پس آواز دی گئی اے محمد ﷺ مجھے دو فریضوں کا مکلف کیا گیا اور میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کر دی' اور بقیہ واقعہ کا اسلوب اس کی طرف راہنمائی کرتا ہے' اور بعض علماء نے اس پر اجماع بیان کیا ہے' لیکن میں نے قاضی عیاض کے کلام میں اس کے خلاف تحریر دیکھی ہے۔ واللہ اعلم

اور رؤیت کے بارے میں خلف وسلف کے درمیان مشہور اختلاف پایا جاتا ہے اور ائمہ میں سے ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے جو امام الائمہ کے نام سے مشہور ہیں' رویت کی تاکید کی ہے' اور قاضی عیاض اور شیخ محی الدین النووی نے اسے اختیار کیا ہے' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت کی تصدیق اور تفنید بیان ہوئی ہے اور یہ دونوں باتیں صحیح مسلم میں موجود ہیں' اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا انکار پایا جاتا ہے۔ اور ہم نے اسریٰ میں حضرت ابن مسعود' حضرت ابی ہریرہ' حضرت ابی ذر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے کہ سورۂ نجم کے آغاز میں مذکورہ دو دفعہ میں جو چیز دیکھی گئی ہے' وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے' اور صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں ایک نور کو دیکھتا تھا' اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے ایک نور دیکھا۔ اور قبل ازیں اس کی تفسیر السیرۃ میں اسراء میں اور تفسیر میں سورت بنی اسرائیل کے آغاز میں بیان ہو چکی ہے' اور اس بات کا ذکر ہمارے شیخ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے تعلق رکھنے والی باتوں میں کیا ہے۔

Marfat.com

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے طور سینا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور انہوں نے رویت کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے رویت سے روک دیا' اور شب اسریٰ کو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے کلام کیا اور اس وقت وہ ملاء اعلیٰ میں تھے' جب انہیں اس سطح تک اٹھایا گیا کہ آپ نے اس میں قلموں کی آواز سنی' اور علمائے سلف وخلف کے ایک بڑے گروہ کے قول کے مطابق آپ کو رویت حاصل ہوئی۔ واللہ اعلم

پھر میں نے دیکھا ہے کہ ابن حامد نے اپنی کتاب میں اسی کو اختیار کیا ہے اور اسے نہایت عمدہ اور مفید صورت میں بیان کیا ہے۔

ابن حامد بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ (وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ) اور محمد ﷺ سے فرمایا کہ (قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) اور وہ ہاتھ جسے اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے برہان اور حجت بنایا تھا' جیسا کہ وہ عصا کے سانپ بنانے کے بعد فرماتا ہے (اُدْخِلْ یَدَکَ فِیْ جَیْبِکَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْءٍ فَذَانِکَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَئِهٖ) اور سورۂ طٰہٰ میں فرماتا ہے (اٰیَةً اُخْرٰی لِنُرِیَکَ مِنْ اٰیَاتِنَا الْکُبْرٰی) اور اس نے محمد ﷺ کو شق القمر کا معجزہ عطا کیا اور وہ آپ کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا' ایک ٹکڑا جبل حرا کے پیچھے تھا' دوسرا اس کے سامنے تھا' جیسا کہ قبل ازیں اس کی تفسیر متواتر احادیث سے اللہ تعالیٰ کے قول (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ) کے ساتھ بیان ہو چکی ہے' اور بلاشبہ یہ معجزہ معجزات میں سب سے جلیل وعظیم اور روشن ہے اور اس کے مقابلہ میں زیادہ ہمہ گیر' واضح اور ابلغ ہے۔

اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے توبہ کے واقعہ میں اپنی طویل حدیث میں بیان کیا ہے' کہ رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ چاند کے ٹکڑے کی طرح روشن ہو جاتا' اور یہ صحیح بخاری میں ہے۔ اور ابن حامد بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء کا معجزہ دیا گیا تھا' ہم انہیں کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کو اس سے بڑھ کر نور دیا گیا کہ آپ جہاں بیٹھتے اور کھڑے ہوتے وہ آپ کی دائیں اور بائیں جانب چمکتا اور اسے سب لوگ دیکھتے' اور یہ نور' قیامت قائم ہونے تک باقی رہے گا' کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت سے آپ کی قبر سے بلند ہو کر پھیلنے والے نور کو دیکھا جاتا ہے؟ یہ اس کے الفاظ ہیں' اور یہ جو انہوں نے اس نور کی بات بیان کی ہے' یہ بہت غریب ہے' اور ہم نے الطفیل بن عمرو لدوسی کے قبول اسلام کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے ایک نشان طلب کیا جو ان کی قوم کے اسلام لانے میں ان کا معاون ہو' تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ کی طرح نور پھیل گیا تو انہوں نے کہا اے اللہ! اس جگہ کو بدل دے کیونکہ وہ اسے عقوبت خیال کرتے ہیں تو یہ نور ان کے کوڑے کے سرے پر منتقل ہو گیا اور وہ اس کی طرف دیکھنے لگے وہ چراغ کی طرح تھا' پس اللہ تعالیٰ نے ان کو رسول کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے ان کے ہاتھوں پر ہدایت دی' کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں لے آ' اور اسی وجہ سے حضرت الطفیل کو ذوالنور کہا جاتا تھا۔

Marfat.com

اور اسی طرح انہوں نے اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کی حدیث کا بیان کیا ہے کہ وہ دونوں ایک تاریک رات میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاں سے نکلے تو ان میں سے ایک کے عصا کے سرے نے دونوں کے لیے روشنی کر دی اور جب وہ دونوں الگ الگ ہو گئے تو ہر ایک کے عصاء کے سرے نے اس کے لیے روشنی کر دی' یہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ میں ہے۔ اور ابوزرعہ رازی کتاب دلائل النبوۃ میں بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے بحوالہ ثابت بن انس بن مالک ؓ ہم سے بیان کیا کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر ایک تاریک رات میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاں سے نکلے تو ان میں سے ایک کا عصا چراغ کی طرح روشن ہو گیا اور وہ دونوں اس کی روشنی میں چلنے لگے اور جب وہ دونوں اپنے اپنے گھر جانے کے لیے الگ ہوئے تو اس کا عصا بھی روشن ہو گیا' اور اس کا عصا بھی روشن ہو گیا' پھر انہوں نے ابراہیم بن حمزہ بن محمد بن حمزہ بن مصعب بن زبیر بن العوام اور یعقوب بن حمید المدنی سے روایت کی ہے' اور ان دونوں نے عن سفیان بن حمزہ بن یزید اسلمی عن کثیر بن زید عن محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی عن ابیہ روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک شب تیرہ و تار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں گئے تو میری انگلیاں روشن ہو گئیں' حتیٰ کہ انہوں نے ان کی روشنی میں اپنی سواریاں اور جو چیزیں ان سے گم گئی تھیں اکٹھی کر لیں اور میری انگلیاں جگمگ جگمگ کر رہی تھیں۔

اور ہشام بن عمار نے باب البعث میں روایت کی ہے کہ عبدالاعلیٰ بن محمد البکری نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان بصری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالتیاح ضبی نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ مطرف بن عبداللہ سبقت کرتے تھے اور ہر جمعہ کو آتے تھے اور بسا اوقات ان کے کوڑے میں ان کے لیے روشنی ہوتی تھی' ایک شب انہوں رات کو اپنے گھوڑے پر سفر کیا اور جب وہ قبرستان کے پاس آئے' تو اس سے اتر پڑے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہر صاحب قبر کو اپنی اپنی قبر پر بیٹھے دیکھا اور کہنے لگے یہ مطرف ہے جو جمعہ کو آتا ہے' میں نے انہیں کہا' تم جمعہ کے روز کو جانتے ہو' انہوں نے جواب دیا ہاں' اور پرندے اس میں جو کچھ کہتے ہیں ہم اسے بھی جانتے ہیں' میں نے پوچھا پرندے اس میں کیا کہتے ہیں؟ وہ کہنے لگے وہ کہتے ہیں اے میرے رب صالح کی قوم کو بچا' اور آپ نے طوفان کے متعلق جو دعا کی وہ ایک قول کے مطابق سریع موت ہے اور اس کے بعد قحط اور خشک سالی کے جو نشانات دکھائے گئے وہ صرف اس لیے تھے تا کہ وہ آپ کی متابعت کی طرف رجوع کریں اور آپ کی مخالفت سے باز آ جائیں' مگر اس بات نے ان کی سرکشی میں بہت اضافہ کر دیا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور ہم انہیں ایک سے بڑھ کر دوسرا نشان دکھاتے ہیں اور ہم نے ان کو عذاب سے پکڑ لیا تا کہ وہ رجوع کریں اور انہوں نے کہا اے ساحر ہمارے لیے اس عہد کے مطابق اللہ سے دعا کر جو اس نے تجھ سے کیا ہے' بلاشبہ ہم ہدایت پانے والے ہیں اور انہوں نے کہا تو ہمیں مسحور کرنے کے لیے جو بھی نشان ہمارے پاس لائے گا' ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے پس ہم نے ان پر طوفان' ٹڈیوں' جوؤں' مینڈکوں اور خون کے واضح نشانات مسلط کر دیئے' اور وہ مجرم لوگ تھے اور جب ان پر عذاب آیا تو انہوں نے کہا اے موسیٰ تیرے رب نے جو عہد تجھ سے کیا ہے اس کے مطابق تو اس سے ہمارے لیے دعا کر اور اگر اس نے ہم سے عذاب کو دور کر دیا تو ہم ضرور تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور ضرور بنی

Marfat.com

اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے اور جب ہم نے ان سے ایک مدت تک عذاب کو دور کر دیا تو' جس کو وہ پہنچنے والے تھے تو وہ عہد شکنی کرنے لگے پس ہم نے ان کو سزا دی اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا اس لیے کہ انہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے''۔

اور جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر اصرار کیا تو آپ نے ان کے خلاف حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح سات سالہ قحط کی بددعا کی تو ان پر قحط پڑا حتیٰ کہ انہوں نے ہر چیز کو کھایا اور ان میں سے ہر آدمی بھوک کی وجہ سے اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی مانند چیز دیکھتا تھا' اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول (فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین) کی یہی تفسیر کی ہے' جیسا کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں کئی مقامات پر اسے روایت کیا ہے' پھر انہوں نے اپنی قرابت کے ذریعے آپ سے توسل کیا' چونکہ آپ رحمت ورافت کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے' پس آپ نے ان کے لیے دعا کی اور وہ قحط ان سے دور ہو گیا' اور وہ عذاب ان سے اٹھا دیا گیا اور وہ قریب المرگ ہونے کے بعد زندہ ہو گئے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر پھٹنے کا معجزہ اس وقت ہوا جب انہوں نے دونوں فوجوں کو دیکھا اور اللہ نے انہیں اپنا عصا سمندر کو مارنے کا حکم دیا تو وہ پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا عظیم پہاڑ بن گیا' بلاشبہ یہ ایک عظیم اور فائق معجزہ اور حجت قاطعہ وقاہرہ ہے اور ہم نے اسے مفصل طور پر تفسیر میں اپنی اس کتاب میں قصص انبیاء میں بیان کیا ہے۔

اور آپ نے اپنے بابرکت ہاتھ سے آسمان کے چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ قریش کے مطالبہ کے مطابق دو ٹکڑے ہو گیا' اور وہ شب چہاردہم میں آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' یہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے اور آپ کی نبوت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے مرتبہ پر بڑی واضح اور روشن دلیل ہے' اور انبیاء کے معجزات میں سے کسی نبی کا اس سے بڑا حسی معجزہ بیان نہیں کیا گیا' جیسا کہ ہم نے بعثت کے آغاز میں تفسیر میں کتاب وسنت کے دلائل کے ساتھ اسے بیان کیا ہے۔ اور یہ تھوڑی دیر تک حضرت یوشع بن نون کے لیے سورج روکنے سے بڑا معجزہ ہے یہاں تک کہ آپ نے سبت کی شب کو فتح حاصل کر لی' جیسا کہ ابھی مناسب موقع پر اس کا بیان آئے گا۔

اور قبل ازیں حضرت العلا ابن الحضرمی' ابو عبید ثقفی اور حضرت ابو مسلم خولانی کی سیرت میں بیان ہو چکا ہے کہ ان کے ساتھ جو فوجیں تھیں وہ پانی کی لہروں پر چلیں' اور ان میں سے دریائے دجلہ بھی ہے' جو پرشور انداز میں بہہ رہا تھا' اور روانی کی شدت سے لکڑیوں کو پھینک رہا تھا' اور پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ کئی وجوہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر پھٹنے سے زیادہ عجیب ہے۔ واللہ اعلم

اور ابن حامد بیان کرتے ہیں کہ اگر وہ کہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو سمندر پر مارا تو وہ پھٹ گیا' پس یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے' ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اس کی مانند معجزہ دیا گیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم خیبر کی طرف گئے' تو ہم ایک پرشور وادی میں پہنچے اور ہم نے اس کا اندازہ لگایا تو وہ چودہ آدمیوں کے قد کے برابر تھی' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دشمن ہمارے پیچھے ہے اور وادی ہمارے آگے ہے' جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

Marfat.com

اصحاب نے کہا تھا کہ "ہم پکڑے گئے" پس رسول اللہ ﷺ اترے اور گھوڑوں نے وادی کو عبور کیا اور ان کے سم اور اونٹوں کے پاؤں نظر نہ آتے تھے اور یہ مدد تھی۔

اور ابن حامد نے اسے بلا اسناد بیان کیا ہے اور معتبر کتب میں میں نے اسے صحیح اسناد اور نہ ہی حسن اسناد کے ساتھ دیکھا ہے بلکہ ضعیف اسناد کے ساتھ بھی نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم

اب رہی یہ بات کہ التیہ میں بادل آپ پر سایہ کرتے تھے تو قبل ازیں اس بدلی کا ذکر ہو چکا ہے جسے بحیرا نے دیکھا کہ وہ آپ کے اصحاب کے درمیان آپ پر سایہ کیے ہوئے ہے اس وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی اور آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تھے اور وہ شام میں تجارت کے لیے آ رہے تھے اور یہ اس لحاظ سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے کہ یہ آپ کی طرف وحی ہونے سے پہلے کا معجزہ ہے اور آپ کے اصحاب میں سے صرف بادل آپ پر ہی سایہ کیے ہوئے تھا پس یہ زیادہ غور و فکر کا مستحق ہے اور بنی اسرائیل کے بادل وغیرہ سے زیادہ واضح ہے اور بادلوں کے سایہ کرنے سے مقصد یہ ہے کہ انہیں گرمی کی شدت سے بچنے کے لیے اس کی ضرورت تھی اور ہم نے دلائل نبوت میں بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے ان کے لیے دعا کا مطالبہ کیا گیا تاکہ وہ بھوک مشقت اور قحط کے عذاب سے نجات پائیں تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ ہمیں سیراب کر اے اللہ ہمیں سیراب کر اے اللہ ہمیں سیراب کر۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں خدا کی قسم ہم آسمان میں بادل اور بادل کا ٹکڑا نہ دیکھتے تھے اور نہ ہی ہمارے اور سلع کے درمیان کسی گھر میں بادل کا کوئی ٹکڑا تھا پس سلع کے پیچھے سے ڈھال کی مانند بادل اٹھا اور جب وہ آسمان کے وسط میں آیا تو پھیل گیا پھر برسنے لگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں خدا کی قسم ہم نے ہفتے تک سورج نہیں دیکھا اور جب انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ ان کے لیے بادل نہ ہو تو آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا اے اللہ ہمارے اردگرد بارش ہو ہم پر بارش نہ ہو اور آپ جس طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے بادل اس طرف سمٹ جاتا یہاں تک کہ مدینہ تاج کی مانند ہو گیا اس کے اردگرد بارش ہوتی تھی اور اس پر بارش نہیں ہوتی تھی اور یہ عام سایہ کرنا تھا جس کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ اس سے زیادہ فائدہ بخش اور اعجاز میں بڑھ کر اور غور و فکر کے لحاظ سے زیادہ واضح ہے۔ واللہ اعلم

اب رہی بات من و سلویٰ اترنے کی تو رسول اللہ ﷺ نے کئی مقامات پر کھانے پینے کو زیادہ کر دیا جس کی تفصیل قبل ازیں دلائل النبوت میں بیان ہو چکی ہے کہ آپ نے تھوڑی سی چیز ایک جم غفیر کو کھلا دی جس طرح آپ نے خندق کے روز حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی چھوٹی سی بکری اور کھانے کا ایک صاع ایک ہزار سے زیادہ بھوکے نفوس کو کھلا دیا صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ دائماً الیٰ یوم الدین۔

اور آپ نے ایک مٹھی بھر کھانا ایک قوم کو کھلا دیا اور اس قبیل کے کئی آسمانی معجزے ہیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا۔

اور ابونعیم اور ابن حامد نے اس جگہ بیان کیا ہے کہ من و سلویٰ سے مراد وہ رزق ہے جو انہیں کدوکاوش کے بغیر ملا پھر انہوں

Marfat.com

نے اس کے مقابلہ میں غنیمت کے حلال قرار دینے کی حدیث کو بیان کیا ہے' اور وہ ہم سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھی۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی بیان کیا ہے کہ وہ عبیدہ کے پاس گئے' اور وہ بھوکے تھے' حتیٰ کہ انہوں نے درختوں کے جھاڑے ہوئے پتے کھائے' پس سمندر نے ایک چوپایہ خشکی پر ان کے لیے پھینک دیا' جسے عنبر کہتے ہیں' اور وہ تیس دن رات اسے کھاتے رہے' حتیٰ کہ فربہ ہو گئے' اور ان کے پیٹوں کی سلوٹیں ٹوٹ گئیں اور یہ حدیث صحیح میں ہے' جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور عنقریب حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کے معجزات میں دستر خوان کے معجزہ میں بیان ہوگی۔

حضرت ابو موسیٰ خولانی کا واقعہ:

حضرت ابو موسیٰ خولانی اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت حج کو گئی' تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ توشے اور توشے دان نہ اٹھائیں' اور جب وہ کسی مقام پر اترتے' تو حضرت ابو موسیٰ خولانی دو رکعت نماز پڑھتے اور انہیں کھانا' پینا اور چارا مل جاتا' جو ان کے لیے اور ان کے چوپاؤں کے لیے کافی ہوتا' اور جتنا عرصہ انہیں جانے اور واپس آنے میں لگا اتنا عرصہ تک انہیں کھانا پینا ملتا رہا' اور اللہ تعالیٰ کے اس قول:

﴿ وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا، قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ﴾ الآیۃ

کی تفصیل ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اور تفسیر میں بیان کی ہے اور ہم نے ان احادیث کا بھی ذکر کیا ہے جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ایک چھوٹے سے برتن میں رکھا' جس میں آپ اسے پھیلا بھی نہیں سکتے تھے' تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی پھوٹنے لگا۔ اور اسی طرح کئی مقامات پر آپ نے پانی بڑھا دیا' جیسے کہ اس عورت کے مشکیزوں اور یوم الحدیبیہ وغیرہ میں ہوا' اور آپ نے مدینہ وغیرہ میں اپنے اصحاب کے لیے اللہ سے بارش مانگی اور سوال کے مطابق اور بلا کمی وبیشی ضرورت کے مطابق آپ کو جواب دیا گیا اور یہ انتہائی اعجاز ہے۔ اور علماء کی ایک جماعت کے قول کے مطابق' آپ کے ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا پھوٹنا' پتھر سے پانی پھوٹنے سے بڑا معجزہ ہے' کیونکہ پتھر پانی کا محل ہے۔

حافظ ابو نعیم بیان کرتے ہیں' اگر یہ کہا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کو پتھر پر مارتے تھے اور التیہ میں اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑتے تھے' اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا تھا' تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کی مثل یا اس سے بھی عجیب تر معجزہ ہوا' بلاشبہ پتھر سے پانی کا پھوٹنا' علوم ومعارف میں ایک مشہور بات ہے۔ اور گوشت' خون اور ہڈیوں کے درمیان سے پانی کا پھوٹنا اس سے عجیب تر ہے' آپ مخضب میں اپنی انگلیوں کے درمیان کشادگی کرتے تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹتا اور وہ رواں رواں شیریں پانی کو پیتے اور پلاتے' اور بہت سے لوگوں' گھوڑوں اور اونٹوں کو سیراب کر دیتے۔

پھر انہوں نے المطلب بن عبداللہ بن ابی حطب کے طریق سے روایت کی ہے کہ عبدالرحمن بن ابی عمرہ انصاری نے مجھ

Marfat.com

سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' تو لوگوں نے بھوکے ہونے کی حالت میں رات گزاری' تو آپ نے ایک چھاگل منگوائی' جسے آپ کے سامنے رکھ دیا گیا' پھر آپ نے پانی منگوا کر اس میں ڈالا' پھر اس میں کلی کی اور مشیت الٰہی کے مطابق جو کہنا تھا کہا' پھر اپنی انگلی کو چھاگل میں داخل کیا' اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹتے دیکھے' پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے پانی پلایا اور پیا۔ اور اپنی چھاگلوں اور مشکیزوں کو بھر لیا۔

اب رہا ان لوگوں کے زندہ ہونے کا واقعہ جو بچھڑے کی پرستش کے باعث ہلاک کر دیئے گئے تھے' اور گائے کا واقعہ تو عنقریب ان دونوں سے ملتے جلتے واقعات' جو انسانوں اور حیوانوں کے زندہ کرنے سے تعلق رکھتے ہیں' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مردوں کے ذکر میں بیان ہوں گے۔ واللہ اعلم

اس جگہ ابونعیم نے اور چیزوں کا بھی ذکر کیا ہے جنہیں ہم نے اختصار و اقتصار کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔

Marfat.com

باب:

رسول اللہ ﷺ اور انبیائے ماقبل کو جو جو کچھ عطا کیا گیا

ہشام بن عمارہ اپنی کتاب المبعث میں بیان کرتے ہیں کہ محمد بن شعیب نے ہم سے بیان کیا کہ روح بن مدرک نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن حسان التیمی نے مجھے بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عرش کے خزانوں سے ایک آیت عطا کی گئی' اے میرے رب شیطان کو میرے دل میں داخل نہ کرنا اور مجھے اس سے اور ہر برائی سے بچانا' بلاشبہ تجھے ہمیشہ ہمیش اور ابدالآباد تک طاقت غلبہ' حکومت اور بادشاہت حاصل ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ محمد ﷺ کو عرش کے خزانوں سے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں عطا کی گئیں. امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ سے لے کر آخر تک۔

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پر سورج رکنے کا واقعہ:

حضرت یوشع بن نون بن افرائم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہم' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے نبی تھے آپ ہی نے بنی اسرائیل کو التیہ سے نکالا اور محاصرہ و مقاتلہ کے بعد انہیں بیت المقدس میں داخل کیا اور جمعہ کے روز عصر کے بعد فتح کی تکمیل ہوئی تھی' اور قریب تھا کہ سورج غروب ہو جائے اور ان پر سبت کا آغاز ہو جائے اور وہ جم کر آپ سے جنگ نہ کریں' پس آپ نے سورج کی طرف دیکھ کر کہا' تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہے' پھر فرمایا اے اللہ اسے مجھ پر روک دے' پس اللہ نے سورج کو آپ پر روک دیا' حتیٰ کہ آپ نے شہر کو فتح کر لیا' پھر وہ غروب ہو گیا۔

اور قبل ازیں انبیاء کے واقعات میں سے ایک واقعہ میں ہم نے صحیح مسلم کی حدیث کو بیان کیا ہے' جو عبدالرزاق کے طریق سے عن معمر ابن ہمام' عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ بیان ہوئی ہے' آپ فرماتے ہیں کہ نبیوں میں سے ایک نبی نے جنگ کی اور وہ عصر کی نماز پڑھنے کے وقت یا اس کے قریب بستی کے قریب آئے' اور انہوں نے سورج سے کہا تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں اے اللہ اسے مجھ پر کچھ دیر روک دے' پس اسے اس پر روک دیا گیا' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دے دی' الحدیث بطولہ یہ نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام تھے' اس کی دلیل حضرت امام احمد کی روایت ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن ہشام نے محمد بن سیرین سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے سوا' جن راتوں کو وہ بیت المقدس کی طرف گئے' کسی بشر کے لیے سورج نہیں روکا گیا' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد بخاری کی شرط کے مطابق ہے۔

جب یہ بات معلوم ہو گئی تو چاند کا پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانا اور ایک ٹکڑے کا جبل حرا کے پیچھے ہونا اور دوسرا اس کے آگے ہونا' تھوڑی دیر سورج رکنے سے بہت بڑا معجزہ ہے' اور قبل ازیں الدلائل میں ہم سورج کے غروب ہونے کے بعد واپس آنے کی حدیث بیان کر چکے ہیں' اور جو باتیں اس کے متعلق بیان کی گئیں ہیں' انہیں بھی بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

ہمارے شیخ علامہ ابوالمعالی بن الزملکانی نے بیان کیا ہے کہ اب رہا سرکشوں سے جنگ میں سورج کا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے رُکنا' تو ہمارے نبی ﷺ کے لیے چاند پھٹ گیا اور چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا سورج کے چلنے سے رک جانے کے مقابلے میں ابلغ ہے اور چاند پھٹنے کے متعلق متواتر صحیح احادیث بیان ہوئی ہیں' نیز یہ کہ اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے تھا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے آگے تھا' اور قریش نے کہا کہ اس شخص نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے اور مسافروں نے بھی آ کر بتایا کہ انہوں نے چاند کو الگ الگ ٹکڑوں میں دیکھا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴾

علامہ موصوف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دو دفعہ سورج روکا گیا' ایک دفعہ تو وہ ہے جسے طحاوی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے رواۃ ثقہ ہیں اور ان کے نام بیان کیے ہیں اور ایک ایک کر کے انہیں شمار کیا ہے' اور وہ یہ کہ حضرت نبی کریم ﷺ پر وحی ہو رہی تھی اور آپ کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا' اور آپ نے اپنا سر نہ اٹھایا' حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اگر یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں لگا ہوا تھا' تو سورج کو اس پر لوٹا دے' پس اللہ نے سورج کو آپ پر لوٹا دیا' حتیٰ کہ اسے دیکھا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر عصر کی نماز پڑھی' پھر سورج غروب ہو گیا۔

اور دوسری دفعہ اسراء کی صبح کو آپ نے قریش کو بتایا کہ میں رات کو مکہ سے بیت المقدس گیا ہوں' تو انہوں نے آپ سے بیت المقدس کی چیزوں کے متعلق پوچھا' پس اللہ نے اس کو آپ کے سامنے کر دیا' حتیٰ کہ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور ان کو اس کے اوصاف بتائے اور انہوں نے آپ سے اپنے اس قافلے کے متعلق بھی پوچھا جو راستے میں تھا' تو آپ نے فرمایا کہ وہ سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی تمہارے پاس جائے گا' پس وہ پیچھے رہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے سورج کو طلوع ہونے سے روک دیا' حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔

اسے ابن بکیر نے السنن کے اضافوں میں روایت کیا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے باعث سورج کی واپسی کی حدیث کا ذکر ہم قبل ازیں اسماء بنت عمیس کے طریق سے کر چکے ہیں جو سب سے مشہور طریق ہے' اور ابن سعید' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسے بیان کر چکے ہیں' یہ تمام طریقوں سے مستنکر ہے' اور احمد بن صالح حافظ مصری' ابو حفص طحاوی اور قاضی عیاض اس کی تقویت کی طرف میلان رکھتے ہیں' اور اسی طرح علمائے روافض کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے' جیسے ابن المطہر اور اس کے ساتھی' اور دوسروں نے اسے رد کیا ہے اور کبار حفاظ حدیث اور ان کے ناقدین نے اس کے کمزور ہونے کا حکم دیا ہے' جیسے علی بن المدینی اور ابراہیم بن یعقوب جوزجانی' اور اس نے اسے اپنے شیخ محمد اور یعلی بن عبید الطنافسین سے بیان کیا ہے۔ اور ابوبکر محمد بن حاتم بخاری جیسے حافظ جو ابن زنجویہ کے نام سے مشہور ہیں اور حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر سے بھی بیان کیا ہے اور شیخ جمال الدین ابوالفرج بن الجوزی نے اسے کتاب الموضوعات میں بیان کیا ہے' اور اسی طرح میرے دو شیوخ اور عظیم حافظ ابوالحجاج المزی اور ابو عبداللہ الذہبی نے اس کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے' اور یونس ابن بکیر نے السیرۃ کے اضافوں

Marfat.com

میں جو بیان کیا ہے کہ سورج طلوع ہونے کے وقت سے متاخر ہو گیا' تو دوسرے علماء کی یہ رائے نہیں کیونکہ یہ مشاہداتی امور میں سے نہیں ہے' زیادہ سے زیادہ اس بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ راوی نے طلوع کی تاخیر کو روایت کیا ہے اور ہم نے طلوع کے وقت سے اس کا رکنا مشاہدہ نہیں کیا' اور اس سے بھی عجیب تر بات وہ ہے جسے ابن المطہر نے اپنی کتاب المنہاج میں بیان کیا ہے کہ سورج کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دوبار لوٹایا گیا' پھر اس نے متقدم حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے جیسے کہ اسے بیان کیا گیا ہے۔ پھر کہتا ہے اور دوسری بار جب آپ نے بابل میں فرات کو عبور کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کے بہت سے ساتھی اپنے چوپاؤں کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئے' اور آپ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ عصر کی نماز خود ہی پڑھی' اور ان میں سے بہت سے لوگوں کی نماز فوت ہو گئی اور انہوں نے اس بارے میں گفتگو کی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے ردشمس کی دعا کی تو اسے لوٹا دیا گیا۔

اور ابونعیم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر کیا ہے' جو کثیر مفسرین کے نزدیک بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں اور محمد بن اسحاق بن یسار اور دیگر علمائے نسب کے نزدیک وہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف خط مستقیم میں حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں جیسا اس کے متعلق تنبیہ بیان ہو چکی ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی عطا کا بیان:

اللہ تعالیٰ ان کی رفعت کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ (ورفعناہ مکانا علیا) اس کے متعلق گذارش ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کو اس سے افضل واکمل عطا سے نوازا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے فرماتا ہے (ورفعنا لک ذکرک) پس ہر خطیب' شفیع اور نمازی اس کی پکار کرتا ہے کہ (اشھدان لا الٰہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ) اور اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشارق و مغارب میں آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے' اور یہ فرض نماز کی کنجی ہے۔ پھر انہوں نے ابن لہیعہ کی حدیث کو جو عن دراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید عن رسول اللہ ﷺ مروی ہے: (ورفعنا لک ذکرک) کے سلسلے میں بیان کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب میرا ذکر ہو گا تو آپ کا بھی ذکر ہو گا۔

اور ابن جریر اور ابن ابی عاصم نے اسے دراج کے طریق سے روایت کیا ہے پھر بیان کرتے ہیں کہ ابواحمد محمد بن احمد غطریفی نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن سہل الجونی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن القاسم بن بہرام الہیثمی نے ہم سے بیان کیا کہ نصر بن حماد نے عن عثمان بن عطا عن زہری عن انس بن مالک ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں اس امر سے فارغ ہوا جو ارض و سماوات کے متعلق مجھے اللہ نے دیا تھا تو میں نے کہا اے میرے رب جو نبی بھی مجھ سے پہلے ہوا تو تو نے اسے عزت دی ہے' تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جن اور شیاطین کو مسخر کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مردوں کو زندہ کیا ہے اور میرے لیے تو نے کیا بنایا ہے؟ اس نے بتایا' کیا میں نے تجھے ان سب سے افضل چیز عطا نہیں کی کہ میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر ہو گا اور میں نے تیری امت کے سینوں کو اناجیل بنایا ہے' وہ قرآن کو واضح صورت میں پڑھیں گے اور میں نے یہ بات کسی کو عطا نہیں کی اور میں نے اپنے عرش کے خزانوں میں سے آپ پر کلمہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ اتارا ہے۔ اس اسناد میں غرابت پائی جاتی ہے۔

Marfat.com

لیکن انہوں نے ابوالقاسم ابن بنت منیع البغوی کے طریق سے عن سلیمان بن داؤد المہر انی عن حماد بن زید عن عطا بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس مرفوعاً اس کا شاہد بیان کیا ہے' اور ابو زرعہ الرازی نے اسے ایک دوسرے اسلوب کے ساتھ کتاب دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور اس میں انقطاع پایا جاتا ہے' وہ بیان کرتے ہیں ہشام بن عمار دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب بن زریق نے ہم سے بیان کیا کہ اس نے عطا خراسانی کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ شب اسریٰ کی حدیث سے بیان کرتے سنا آپ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نشانات دکھائے تو میں نے پاکیزہ خوشبو کو محسوس کیا' میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' یہ جنت ہے میں نے کہا اے میرے رب میرے اہل کو میرے پاس لاؤ' اللہ تعالیٰ نے فرمایا' میں نے تجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ تجھے ملے گا۔ اور ہر مومن اور مومنہ جس نے میرا کوئی شریک نہیں بنایا اسے بھی وعدہ کے مطابق ملے گا۔ اور جس نے مجھے قرض دیا میں اسے مقرب بناؤں گا' اور جس نے مجھ پر توکل کیا میں اسے کفایت کروں گا اور جس نے مجھ سے سوال کیا میں اسے دوں گا اور اس کے اخراجات میں کمی نہیں ہوگی' اور نہ اس کی خواہش میں کمی کی جائے گی' اور میں نے تجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ تجھے ملے گا اور تو متقین کا کیا ہی اچھا گھر ہے' میں نے کہا' میں راضی ہوں' پس جب ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو میں سجدہ میں گر گیا' اور میں نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اے میرے رب تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور دی ہے اور حضرت سلیمان کو عظیم بادشاہت دی ہے' اس نے فرمایا' میں نے آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے' اور آپ کی امت کا خطبہ ہی جائز نہیں' جب وہ گواہی نہ دیں کہ آپ میرے رسول ہیں اور میں نے آپ کی امت کے دلوں کو اناجیل بنایا ہے اور میں نے اپنے عرش کے نیچے سے آپ کو سورہ بقرہ کی آخری آیات دی ہیں۔

پھر انہوں نے ربیع بن انس کے طریق سے ابوالعالیہ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ حدیث اسرا کو طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اسے تفسیر میں ابن جریر کے طریق سے بیان کیا ہے' اور ابو زرعہ اس کے سلسلہ عبارت میں بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات کی اور انہوں نے اپنے رب عزوجل کی تعریف کی' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھے عظیم بادشاہت دی' اور مجھے زندگی اور موت میں اللہ کی فرمانبردار امت بنایا اور مجھے آگ سے بچایا اور اسے مجھ پر ٹھنڈا کر دیا اور سلامتی کا باعث بنایا' پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی تعریف کی اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھ سے کلام کیا' اور مجھے اپنی رسالت اور کلام کے لیے چن لیا اور مجھے سرگوشی کے لیے اپنا مقرب بنایا اور مجھ پر توراۃ نازل کی اور فرعون کو میرے ہاتھوں ہلاک کیا' پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی تعریف کی اور فرمایا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے بادشاہ بنایا اور مجھ پر زبور نازل کی اور میرے لیے لوہے کو نرم کیا' اور میرے لیے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کیا جو اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے' اور مجھے حکمت اور فصل الخطاب دیا' پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی تعریف کی اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے لیے جن و انس کو اور ہواؤں کو مسخر کیا نیز شیاطین کو میرے لیے مسخر کیا' اور جو میں قلعے' اسٹیچو اور ایک جگہ پر پڑی رہنے والی دیگوں کی طرح کے لگن بنانا چاہتا تھا' وہ مجھے بنا دیتے تھے اور اس نے مجھے پرندوں کی بولی سکھائی اور

Marfat.com

میرے لیے تانبے کا چشمہ بہایا اور مجھے ایسی حکومت عطا کی جو میرے بعد کسی کے لیے نہ ہوئی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی ثنا کی اور فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے تورات و انجیل سکھائی اور مجھے اندھوں اور مبروصوں کا ٹھیک کرنے والا بنایا۔ اور مجھے اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے والا بنایا' اور مجھے پاک ٹھہرایا اور کفار سے میرا رفع کیا اور شیطان مردود سے مجھے بچایا' پس شیطان کے لیے ہم پر غالب آنے کی کوئی سبیل نہیں' پھر محمد ﷺ نے اپنے رب کی تعریف کی اور فرمایا۔ تم سب نے اپنے رب کی تعریف کی ہے اور میں بھی اپنے رب کی تعریف کرتا ہوں' اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور سب لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا ہے اور مجھ پر فرقان نازل کیا ہے' جس میں ہر چیز کا بیان ہے' اور میری امت کو بہترین امت بنایا ہے جو لوگوں کے فائدہ کے لیے بنائی گئی ہے اور میری امت کو معتدل بنایا ہے' اور میری امت کو اوّلین اور آخرین بنایا ہے اور میرا شرح صدر کیا ہے' اور میرا بوجھ مجھ سے اتار دیا ہے اور میرے ذکر کو بلند کیا ہے اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا ہے' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا' محمد ﷺ یہ تمہاری فضیلت ہے۔

پھر ابراہیم نے متقدم حدیث کو جسے الحاکم اور بیہقی نے عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلم کے طریق سے اس کے باپ سے بحوالہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' حضرت آدم علیہ السلام کے قول کے بارے میں مرفوعاً روایت کیا ہے' بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب جو بات میں تجھ سے بحق محمد ﷺ مانگوں تو مجھے وہ بخش دینا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے کیسے معلوم ہوا؟ ابھی تو میں نے اسے پیدا نہیں کیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا میں نے عرش کے پائے پر آپ کے نام کے ساتھ لکھا دیکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' پس مجھے معلوم ہو گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسے ملایا ہے جو مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے ٹھیک کہا ہے' اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ اور بعض ائمہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے اور اوّلین اور آخرین میں اپنے نام کے ساتھ آپ کو ملایا ہے' اور اسی طرح وہ آپ کی شان کو بلند کرے گا اور قیامت کے روز آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا' اور اوّلین و آخرین اس پر رشک کریں گے اور تمام مخلوق' حتیٰ کہ ابراہیم خلیل اللہ بھی آپ کی طرف رغبت کریں گے' جیسا کہ صحیح مسلم کے حوالے سے پہلے بیان ہو چکا ہے اور آئندہ بھی بیان ہوگا۔ بلاشبہ گذشتہ اقوام تعریف کو بیان کرتی رہی ہیں صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا ہے' اس سے میثاق لیا ہے کہ اگر اس کی زندگی میں محمد ﷺ مبعوث ہو جائیں تو وہ ضرور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کرے اور آپ کی مدد کرے' نیز اسے یہ حکم بھی دیا کہ وہ اپنی امت سے بھی ان کے متعلق عہد و میثاق لے کہ اگر ان کی زندگی میں محمد ﷺ مبعوث ہو جائیں تو وہ ضرور آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کریں اور انبیاء نے آپ کے وجود کی بشارت دی ہے' حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے خاتم انبیاء حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے آخر میں آپ کی بشارت دی ہے' اور اسی طرح علماء' رہبان اور کہان نے آپ کی بشارت دی ہے جیسا کہ پہلے ہم تفصیل سے بیان کر آئے ہیں۔ اور شب اسریٰ کو آپ کو ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اٹھایا گیا' حتیٰ کہ آپ نے ادریس علیہ السلام کو سلام کہا اور وہ چوتھے آسمان پر تھے' پھر آپ ان سے آگے پانچویں اور پھر چھٹے آسمان پر گئے' اور وہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سلام کہا' پھر ان سے آگے ساتویں آسمان پر گئے اور بیت معمور کے پاس

Marfat.com

حضرت ابراہیم خلیل کو سلام کہا' پھر اس مقام سے بھی آگے چلے گئے اور اس مقام تک اٹھائے گئے کہ آپ نے قلموں کی آواز کو سنا اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آئے' اور جنت اور دوزخ اور دیگر بڑے بڑے نشان دیکھے اور انبیاء کو نماز پڑھائی اور ان سب کے مقربین نے آپ کی پیروی کی' اور خازن جنت رضوان اور دوزخ کے خازن مالک نے آپ کو سلام کہا پس یہ ہے رفعت و شرف اور یہ ہے تکریم و تقدیم اور بلندی و عظمت' صلوٰت اللہ و سلامہ علیہ و علی سائر انبیاء اللہ اجمعین.

اور آخرین میں آپ کا ذکر اس طرح بلند ہوا کہ آپ کا دین قائم رہنے والا اور ہر دین کا ناسخ ہے اور خود وہ ابدالآباد یوم الدین تک منسوخ نہ ہوگا اور ہمیشہ ہی آپ کی امت کا ایک گروہ حق کا مددگار رہے گا' اور ان کو بے یار و مددگار چھوڑنے والا اور ان کا مخالف انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا' حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور ہر روز زمین کی ہر بلند جگہ سے پانچ بار یہ آواز آئے گی کہ اشہد ان لآ الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد ارسول اللہ اور اسی طرح ہر خطیب کے لیے اپنے خطبہ میں آپ کا ذکر کرنا ضروری ہوگا' اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کیا اچھا کہا ہے۔

اس پر خاتم نبوت چمک رہی ہے جس پر اللہ نے گواہی دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی کے نام کو جب پانچوں نمازوں میں مؤذن اشہد کا لفظ کہتا ہے' اپنے نام کے ساتھ ضم کیا ہے' اور اللہ نے اپنے نام سے اس کے نام کو نکالا ہے' تا کہ اسے عظمت دے' پس صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمدؐ ہے۔

اور صرصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ

''کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر ہم اپنی اذان اور اپنے فرائض میں بار بار آپ کا نام نہ لیں تو وہ درست نہیں ہوتے''۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی عطا کا بیان:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ' إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ' وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ﴾

نیز فرماتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا' يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾

اور ہم نے آپ کے واقعہ کو اور آپ کی خوش آوازی کو تفسیر میں بیان کیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے پرندوں کو مسخر کر دیا تھا' جو آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور اسی طرح پہاڑ آپ کے جواب دیتے اور آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے' اور آپ تیز پڑھنے والے تھے آپ اپنے چوپاؤں کو حکم دیتے تو وہ چرنے کو چلے جاتے' اور جب تک وہ اپنے کام سے فارغ ہوتے آپ زبور پڑھتے رہتے پھر سوار ہو جاتے اور آپ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔ صلوٰت اللہ و سلامہ علیہ

اور ہمارے نبی ﷺ بھی خوش آوازی کے ساتھ تلاوت قرآن کرتے تھے' اور آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر خوش آوازی کے ساتھ

Marfat.com

پڑھتے تھے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پرندوں کا تسبیح کرنا اور ٹھوس پہاڑوں کا تسبیح کرنا اس سے بھی عجیب تر ہے' اور پہلے حدیث بیان ہو چکی ہے کہ سنگریزوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح کی۔ ابن حامد نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث معروف و مشہور ہے' اور شجر و حجر اور مٹی کے ڈھیلے آپ کو سلام کہتے تھے' اور صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کھانے کی تسبیح کو سنا کرتے تھے اور اسے کھایا جاتا تھا۔ یعنی حضرت نبی کریم ﷺ کے سامنے۔ اور مسموم بکری کے دست نے آپ سے بیعت کی اور آپ کو بتایا کہ اس میں زہر ہے اور انسی اور وحشی حیوانات اور جمادات نے بھی آپ کی نبوت کی گواہی دی' جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے' اور بلاشبہ چھوٹے ٹھوس سنگریزوں سے جو کھوکھلے نہ ہوں' تسبیح کا صادر ہونا' ان پہاڑوں سے تسبیح کے صادر ہونے سے زیادہ عجیب ہے' کیونکہ ان میں کھوکھلا پن اور غاریں پائی جاتی ہیں' اور اس قسم کی چیزیں اکثر بلند آوازوں کی گونج کو دہراتی ہیں' جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ جب وہ خطبہ دیتے اور وہ حرم شریف میں مدینہ کے امیر تھے۔ تو پہاڑ آپ کو جواب دیتے' یعنی ابوقبیس اور زرود لیکن وہ بغیر تسبیح کے جواب دیتے' بلاشبہ یہ امر حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے' لیکن رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیح کرنا اس سے بھی عجیب تر امر ہے۔

اور یہ بات کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے' تو رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے' جیسے کہ آپ اہل مکہ کی بکریاں چند دراہم پر چرایا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا ہے کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں' اور آپ مضاربت پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت کے کام کے سلسلہ میں شام گئے' اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَقَالُوا مَالِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِىْ فِى الْاَسْوَاقِ' لَوْلَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا' اَوْيُلْقٰى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا' وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا' اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِى الْاَسْوَاقِ ﴾

یعنی وہ تجارت و کمائی کرنے کے لیے تاکہ حلال نفع حاصل کریں بازاروں میں پھرا کرتے تھے' پھر جب اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں جہاد کا حکم دیا تو آپ مباح مغانم میں سے کھاتے تھے' جو آپ سے پہلے حلال نہ تھیں' اور کفار کے ان اموال فئے سے کھاتے جو صرف آپ کے لیے مباح تھے' جیسا کہ مسند اور ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت سے پہلے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ خدائے واحد لاشریک کی پرستش ہو اور میرا رزق میرے نیزے کے نیچے ہے' اور میرے حکم کی خلاف ورزی کرنے والے کے لیے ذلت و رسوائی ہے اور جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ ان میں سے ہے۔

اب رہا لوہے کو آگ کے بغیر آٹے کی طرح آپ کے ہاتھ میں نرم کرنا' جس سے آپ داؤدی زرہیں بناتے تھے اور وہ پوری زرہیں ہوتی تھیں' اور خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے بنانے کا حکم دیا تھا اور آپ جوڑ کا اندازہ کر لیتے تھے' یعنی میخ نہیں

Marfat.com

ٹھونکتے تھے کہ وہ اٹک جائے اور نہ اسے دوسرے پر چڑھاتے تھے کہ ٹوٹ جائے' جیسا کہ بخاری میں بیان ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ ﴾

اور ایک شاعر نے معجزات نبوت کے بارے میں کہا ہے کہ۔

''حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہ نے غار والے کو نہیں بچایا اور یہ فخر مکڑی کو حاصل ہوا ہے''۔

اور لوہے کے نرم کرنے میں مقصود اعجاز یہ ہے' اور قبل ازیں السیرۃ میں احزاب کے سال خندق کی کھدائی کے موقع پر ۴ ھ اور بعض کے قول کے مطابق ۵ ھ میں بیان ہو چکا ہے کہ زمین میں ایک چٹان آ گئی' اور صحابہؓ نے اس کو توڑنے کی سکت نہ پائی' بلکہ اس کا کچھ حصہ بھی نہ توڑ سکے' تو رسول اللہ ﷺ اس چٹان کے پاس گئے' اور بھوک کی شدت سے آپ نے اپنے پیٹ پر ایک پتھر باندھا ہوا تھا' آپ نے اس پر تین ضربیں لگائیں' پہلی ضرب کی چمک سے آپ کو شام کے محلات نظر آئے اور دوسری ضرب سے ایران کے محلات نظر اور تیسری ضرب سے چٹان ریتلے ٹیلے کی طرح بہہ گئی' اور بلا شبہ جو چٹان نہ متاثر ہوتی ہے اور نہ آگ اس پر اثر انداز ہوتی ہے اس کا بہہ پڑنا اس لوہے کے نرم ہونے سے زیادہ عجیب ہے کہ جسے گرم کیا جائے تو وہ نرم ہو جاتا ہے' جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

''جو کچھ میں نے اس کے دل کو نرم کرنے کے لیے اپنی جان پر مشقت برداشت کی ہے اس سے چٹان نرم ہو جاتی ہے''۔

پس اگر کوئی چیز چٹان سے زیادہ سخت ہوتی تو یہ مبالغہ کرنے والا شاعر اس کا ذکر کرتا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے' پس وہ پتھروں کی طرح ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ سخت) اور یہ جو اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ (کہہ دو کہ پتھر یا لوہا بن جاؤ' یا ایسی چیز بن جاؤ جو تمہارے دلوں میں بڑی ہو) تفسیر میں اس کے دوسرے معنی ہیں اور اس کا مقصد یہ ہے کہ جب تک لوہے کو درست نہ کیا جائے وہ ہمیشہ پتھر سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور جب اسے درست کیا جائے تو لوہا متاثر ہو جاتا ہے اور پتھر متاثر نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

اور ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے' کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم کر دیا' حتیٰ کہ آپ نے اس سے مکمل زرہیں بنائیں تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ حضرت محمد ﷺ کے لیے پتھر اور ٹھوس چٹانیں نرم کر دی گئیں اور وہ آپ کے لیے غار بن گئیں' جس میں آپ نے احد کے روز مشرکین سے پوشیدگی اختیار کی' آپ پہاڑ کی طرف گئے تا کہ اپنے وجود کو اس سے مخفی کر لیں' پس پہاڑ آپ کے لیے نرم ہو گیا' حتیٰ کہ آپ نے اپنے سر کو اس میں داخل کر دیا' اور یہ عجیب تر معجزہ ہے' کیونکہ لوہے کو آگ نرم کر دیتی ہے اور ہم نے آگ کو پتھر کو نرم کرتے نہیں دیکھا۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جگہ اب بھی باقی ہے اور لوگ اسے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح مکہ کی ایک گھاٹی میں پہاڑ کا ایک تپیدہ پتھر ہے' پس وہ پتھر نرم ہو گیا' حتیٰ کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں اور کہنیوں سے اس میں جگہ بنا دی' اور یہ ایک مشہور پتھر ہے' حجاج جا کر اسے دیکھتے ہیں اور شب اسریٰ کو چٹان دوبارہ آٹے کی طرح ہو گئی' اور آپ نے اپنی سواری براق کو اس کے ساتھ باندھ دیا'

Marfat.com

اس جگہ کو لوگ آج تک چھوتے ہیں' اور اس کی طرف احد کے روز آپ نے اشارہ کیا تھا' اور مکہ کی گھاٹی کی بات بہت غریب ہے اور شاید اس نے گذشتہ بات سے اسے تقویت دی ہے' اور سیرت مشہورہ میں یہ بات معروف نہیں ہے' اور پتھر کے ساتھ چوپایہ باندھنے کی بات صحیح ہے اور اس کو باندھنے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔

اور آپ کا یہ قول کہ مجھے حکمت اور فصل الخطاب عطا ہوا ہے' پس محمد ﷺ کو جو حکمت و شریعت دی گئی ہے وہ پہلے انبیاء کی ہر حکمت و شریعت سے اکمل ہے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے پہلے انبیاء کے محاسن اور فضائل کو جمع کر دیا ہے اور آپ کو اکمل بنایا ہے' اور آپ کو وہ کچھ دیا ہے' جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا' نیز آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں اور حکمت کو میرے لیے مختصر کر دیا گیا ہے اور بلاشبہ عرب' تمام قوموں سے زیادہ فصیح ہیں' اور آنحضرت ﷺ ان سے نطق میں زیادہ فصیح تھے' اور مطلق طور پر ہر اچھے خلق کے زیادہ جامع تھے۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی عطا کا بیان:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَّ غَوَّاصٍ وَّآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ' هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ' وَ إِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَآبٍ ﴾

نیز فرماتا ہے:

﴿ وَ لِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَ كُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ' وَ مِنَ الشَّيَاطِينِ مَنْ يَّغُوصُونَ لَهُ وَ يَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذٰلِكَ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِينَ ﴾

نیز فرماتا ہے:

﴿ وَ لِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ وَّ أَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَ مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ' يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَّقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴾

اور ہم نے اسے ان کے واقعہ میں اور تفسیر میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس حدیث میں جسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور ترمذی اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور الحاکم نے اپنے مستدرک میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ بیان کیا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کی دعا کی۔ آپ نے اللہ سے ایسے فیصلے کی دعا کی جو اس کے فیصلے کے موافق ہو' اور ایسی حکومت کی دعا کی کہ آپ کے بعد کسی کے لیے نہ ہو' اور یہ کہ جو کوئی اس مسجد میں آئے' وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے جیسے کہ وہ اس روز تھا' جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

Marfat.com

اب رہی بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کے مسخر ہونے کی' تو اللہ تعالیٰ نے احزاب کی شان میں فرمایا ہے (اے مومنو! اپنے پر ہونے والے اللہ کے احسان کو یاد کرو' جب تمہارے پاس فوجیں آ گئیں تو ہم نے ان پر ہوا کو اور فوجوں کو مسلط کر دیا' جن کو تم نے نہیں دیکھا اور جو تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھتا ہے)

اور قبل ازیں اس حدیث میں جسے مسلم نے شعبہ کے طریق سے عن الحاکم عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں صبا سے مدد دیا گیا ہوں' اور عاد کو پچھوائی ہوا سے ہلاک کیا گیا۔ اور مسلم نے اسے اعمش کے طریق سے' عن مسعود بن مالک عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی ﷺ اس کی مانند روایت کیا ہے' اور صحیحین میں لکھا ہے کہ میں ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے مدد دیا گیا ہوں' اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ جب کفار کی کسی قوم سے جنگ کا ارادہ کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ان کے پاس پہنچنے سے ایک ماہ قبل ان کے دلوں پر رعب ڈال دیتا' خواہ آپ کا سفر مہینے کا ہوتا' پس یہ بات (غدوها شهر و رواحها شهر) کے مقابلہ میں ہے' بلکہ یہ ممکن' مدد تائید اور کامیابی میں ابلغ ہے' اور ہوائیں بھی مسخر تھیں جو بادلوں کو اس بارش کے اتارنے کے لیے چلا کر لاتی تھیں' جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر رسول اللہ ﷺ کے بارش طلب کرنے پر' احسان فرمایا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں اگر کہا جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر ہوئی اور وہ انہیں اللہ کے فلکوں میں لیے پھرتی تھی' جس کی صبح ایک ماہ کی اور شام بھی ایک ماہ کی تھی' تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ حضرت محمد ﷺ کو اس سے بڑا اور عظیم معجزہ دیا گیا' اس لیے کہ آپ ایک شب میں مکہ سے بیت المقدس تک گئے' جو ایک ماہ کا سفر ہے' اور آپ کو آسمانوں کی بادشاہت میں ایک تہائی رات سے بھی کم عرصہ میں لے جایا گیا' جو پچاس ہزار سال کا سفر ہے' پس آپ ایک ایک آسمان پر گئے اور ان کے عجائبات کو دیکھا اور جنت اور دوزخ کو دیکھا اور آپ پر امت کے اعمال کو پیش کیا گیا' اور آپ نے آسمانوں میں انبیاء اور فرشتوں کو نماز پڑھائی اور پردے پھٹ گئے' اور یہ سب کچھ ایک رات میں کھڑے کھڑے ہو گیا' جو بہت بڑی اور عجیب تر بات ہے۔

اب رہا آپ کے آگے شیاطین کا مسخر ہونا' جو آپ کی مرضی کے مطابق قلعے' اسٹیچو اور تالابوں کی مانند لگن اور ایک جگہ پر پڑی رہنے والی دیگیں بناتے تھے' تو اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات یوم احد' یوم بدر' یوم احزاب اور یوم حنین میں اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ کی مدد کے لیے مقرب فرشتوں کو اتارا' جیسا کہ ہم پہلے اپنی جگہ پر اسے مفصل بیان کر چکے ہیں' اور یہ بات شیاطین کے مسخر ہونے کے مقابلہ میں بہت بڑی فضیلت والی اور جلیل و عظیم ہے اور ابن حامد نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے اور صحیحین میں شعبہ کی حدیث سے عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ روایت ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ جنات میں سے ایک عفریت نے شام کو مجھ پر تھوک دیا کہ میری نماز کو توڑ دے' پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا اور میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں تا کہ صبح کو لوگ اسے دیکھیں' پس میں نے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کو یاد کیا کہ (رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي) روح بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل کر کے واپس کر

Marfat.com

دیا' یہ الفاظ بخاری کے ہیں' اور مسلم میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ پھر میں نے اسے پکڑنا چاہا' خدا کی قسم اگر ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔

اور امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو وہ آپ کے پیچھے تھے' آپ نے قرأت کی تو قرأت آپ پر مشتبہ ہوگئی اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے' تو فرمایا کاش تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے' میں نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا اور میں مسلسل اس کا گلا گھونٹتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی ان دو انگلیوں (یعنی انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی) میں محسوس کی' اور اگر میرے بھائی سلیمان کی دعا نہ ہوتی تو وہ مسجد کے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوتا اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے' اور صحاح' حسان اور مسانید میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ شیاطین اور سرکش جنات کو جکڑ دیا جاتا ہے' اور یہ ماہ رمضان کے روزوں اور اس کے قیام کی برکت ہے' جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔ اور عنقریب حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اندھوں اور مبروصوں کے ٹھیک کرنے کے معجزات میں' رسول اللہ ﷺ کی دعا کا ذکر آئے گا جو آپ نے ایک مسلمان ہونے والے جن کے لیے کی اور وہ شفایاب ہوگیا' اور وہ آپ کے خوف وہیبت اور آپ کے حکم کی اطاعت میں انہیں چھوڑ گیا۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم

اور اللہ تعالیٰ نے جنات کی ایک جماعت کو بھیجا وہ قرآن سنتے تھے' پس وہ آپ پر ایمان لائے' اور آپ کی تصدیق کی اور اپنی قوم کی طرف واپس گئے اور انہیں محمد ﷺ کے دین کی دعوت دی اور انہیں آپ کی مخالفت کرنے سے انتباہ کیا' کیونکہ آپ جن وانس کی طرف مبعوث تھے' پس جنات کی بہت سی جماعتیں ایمان لے آئیں' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور آپ کے پاس ان کے بہت سے وفود آئے' اور آپ نے انہیں سورۃ الرحمٰن سنائی اور انہیں بتایا کہ جو ان میں سے ایمان لایا ہے اس کے لیے باغات ہیں اور جس نے انکار کیا ہے اس کے لیے دوزخ ہے اور آپ نے ان کے لیے قانون بنایا کہ وہ کیا کھائیں اور اپنے چوپاؤں کو کیا کھلائیں پس پتہ چلا کہ آپ نے ان کے لیے بڑی بڑی اہم باتوں کو واضح کیا ہے۔

اور اس جگہ پر ابونعیم نے اس غول [1] کا ذکر کیا ہے جو آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کی کھجوریں چرا کر لے جاتا تھا' اور وہ آپ کے پاس اس کی حاضری کے خواہاں تھے' پس وہ آپ کے سامنے ظاہر ہونے کے خوف سے پوری طرح رُک گیا' پھر اس نے ان سے آیت الکرسی کے سیکھ لینے سے جس کے پڑھنے والے کے نزدیک شیطان نہیں آسکتا' ان سے چھٹکارا حاصل کر لیا' اور ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں آیۃ الکرسی کی تفسیر میں اسے اس کے طرق والفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور اس جگہ پر ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ کئی دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ابوجہل کے مقابلہ میں آپ کی حفاظت کی' جیسا

---

[1] غول اس جن کو کہتے ہیں جو رات کو خوفناک صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

کہ ہم نے سیرت میں بیان کیا ہے اور احد کے روز آپؐ کے دائیں جانب جبریل اور میکائیل علیہ السلام کے جنگ کرنے کا بھی ذکر کیا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے نبوت و بادشاہت اکٹھا کر دیا جیسا کہ ان سے پہلے ان کے باپ کا حال تھا' تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد ﷺ کو بادشاہ نبی اور بندہ رسول ہونے کے درمیان اختیار دیا ہے' پس آپؐ نے جبریل سے مشورہ لیا' تو انہوں نے آپ کو تواضع کرنے کا مشورہ دیا' تو آپ نے بندہ رسول ہونا پسند کیا اور اس بات کو حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیث سے بیان کیا ہے' بلاشبہ منصب رسالت ایک بلند تر مقام ہے' اور ہمارے نبی ﷺ کے سامنے زمین کے خزانے پیش کیے گئے' تو آپ نے ان سے انکار کر دیا اور فرمایا اور اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا دیتا' لیکن میں ایک روز بھوکا رہوں گا اور ایک روز سیر ہوں گا' اور ہم نے دلائل و اسانید کے ساتھ تفسیر و سیرت میں بیان کیا ہے۔

اور اس جگہ پر حافظ ابونعیم نے اس کا کچھ عمدہ حصہ عبدالرزاق کی حدیث سے عن معمر عن زہری عن سعید و ابی سلمہ عن ابوہریرہؓ بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھ میں دے دی گئیں' اور حسین بن واقد کی حدیث سے زبیر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان ہوا ہے کہ مجھے ایک چتکبرے گھوڑے پر دنیا کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں' اور حضرت جبریل علیہ السلام اس گھوڑے کو میرے پاس لائے اور آپ پر ایک نفیس اور باریک ریشمی چادر تھی۔ اور القاسم کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان ہوا ہے کہ میرے رب نے مجھے پیشکش کی کہ وہ مکہ کے نالے کو میرے لیے سونا بنا دیتا ہے۔ میں نے کہا اے میرے رب مجھے یہ بات منظور نہیں' بلکہ میں ایک روز سیر ہوا کروں گا' اور ایک روز بھوکا رہا کروں گا' پس جب میں بھوکا ہوں گا تو تیرے حضور عاجزی سے دعا کروں گا' اور جب سیر ہوں گا تو تیرا شکر کروں گا۔

ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں اور چیونٹیوں کی بات کو سمجھتے تھے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے) اور فرمایا ہے (پس جب وہ چیونٹیوں کی وادی میں آئے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ' کہ بے شعوری میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی فوجیں تمہیں تباہ نہ کر دیں پس آپ ان کی بات سے مسکرائے) اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ محمد ﷺ کو اس کی مانند اور اس سے زیادہ عطا کیا گیا ہے اور ہم پہلے بہائم اور درندوں کے کلام کرنے' تنے کے رونے اونٹ کے بلبلانے درختوں کے کلام کرنے' سنگریزوں اور پتھروں کے تسبیح کرنے اور آپ کے اسے بلانے اور اس کے آپ کے حکم کو قبول کرنے اور بھیڑیئے کے آپ کی نبوت کے اقرار کرنے اور آپ کی اطاعت میں پرندوں کے تسبیح کرنے اور ہرنی کے کلام کرنے اور آپ کے پاس شکایت کرنے اور گوہ کے کلام کرنے اور آپ کی نبوت کے اقرار کرنے کا ذکر کر چکے ہیں' جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ انتہی کلامہ

میں کہتا ہوں اسی طرح بکری کے دست نے آپ کو بتایا کہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے' اور یہودیوں میں سے جس نے اسے

Marfat.com

اس میں رکھا تھا' اس نے اس کا اقرار کیا ہے' اور آپ نے فرمایا اے عمرو سالم خزاعی! بلاشبہ یہ بادل تیری مدد کے لیے دعا گو ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب عمرو بن سالم نے آپ کو اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں صلح حدیبیہ کے توڑنے والے بنی بکر کے خلاف آپ سے مدد مانگی تھی' اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' یہی بات فتح مکہ کا سبب بن گئی۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں' پس اگر یہ اس کے مناسب حال کلام ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس سے سمجھ لیا' پس یہ اس لحاظ سے انتہاء کو پہنچا ہوا معجزہ ہے کیونکہ وہ پرندوں اور چیونٹیوں کی نسبت سے جمادات ہے اس لیے کہ یہ دونوں ذی روح حیوانات میں سے ہیں' اور اگر وہ بول کر سلام کہتا تھا' تو یہ اس لحاظ سے بھی واضح اور عجیب تر بات ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی کی طرف گیا اور آپ جس شجر و حجر اور مٹی کے ڈھیلے کے پاس سے گزرے' اس نے کہا السلام علیکم یا رسول اللہ! پس یہ نطق ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنا۔

پھر ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ احمد بن محمد بن الحارث العنبری نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن یوسف بن سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سوید نخعی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن اذینہ طائی نے ثور بن یزید سے بحوالہ خالد بن معلاۃ بن جبل ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ خیبر میں تھے کہ آپ کے پاس ایک سیاہ گدھا آیا' آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا عمرو بن فہران ہوں' ہم سات بھائی تھے اور ہم سب پر انبیاء نے سواری کی ہے اور میں ان سب سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کے لیے تھا' پس ایک یہودی نے مجھے قابو کر لیا اور میں جب کبھی آپ کو یاد کرتا اسے گرا دیتا اور وہ مار مار کر مجھے تکلیف دیتا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یعفور ہے' اس حدیث میں شدید نکارت پائی جاتی ہے اور اسے متقدم احادیث صحیحہ کے ساتھ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اس سے بے نیاز ہیں اور اسے ایک اور طرح بھی بیان کیا گیا ہے اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ کے حوالے سے اس کی نکارت کی صراحت کی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عطا کا بیان:

آپ کو مسیح کا نام دیا گیا ہے' بعض کا قول ہے کہ آپ کے زمین کو پونچھنے کی وجہ سے مسیح کہا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے قدموں کو پونچھنے' اور بعض کہتے ہیں کہ اپنی ماں کے پیٹ سے تیل لگے ہوئے خارج ہونے' اور بعض کہتے ہیں کہ جبریل کے برکت کے ساتھ ہاتھ پھیرنے اور بعض کہتے ہیں کہ خدا کے آپ سے گناہوں کو دور کر دینے کی وجہ سے مسیح کہا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ جس کسی پر ہاتھ پھیرتے تھے' وہ تندرست ہو جاتا تھا' اس وجہ سے آپ کو مسیح کہا جاتا ہے' یہ سب باتیں حافظ ابونعیم نے بیان کی ہیں' اور آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ مرد کے بغیر' عورت سے کلمہ سے مخلوق ہوئے ہیں' جیسے حضرت حوا عورت کے بغیر مرد سے پیدا ہوئی ہیں اور جیسے حضرت آدم علیہ السلام مرد اور عورت کے بغیر پیدا ہوئے ہیں' انہیں اللہ تعالیٰ نے صرف مٹی سے پیدا کیا ہے انہیں کہا کن فیکون اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ' اور مریم کو جبریل کے نفخ کرنے سے ہوئے پس حضرت مریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

اور آپ کے اور آپ کی ماں کے خصائص میں یہ بھی ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو ابلیس ملعون آپ کو ضرب لگانے گیا' تو

Marfat.com

اس نے پردے میں ضرب لگائی' جیسا کہ صحیح حدیث میں بیان ہوا ہے۔ نیز آپ کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ آپ زندہ ہیں اور فوت نہیں ہوئے' اور آپ اب بھی اپنے جسم کے ساتھ آسمان دنیا میں ہیں' اور قیامت کے دن سے قبل' دمشق کے سفید مشرقی مینار پر نازل ہوں گے' اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے' جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی اور شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلے کریں گے' پھر فوت ہو کر حجرۂ نبوی میں دفن ہوں گے' جیسا کہ ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور ہم نے آپ کے حالات میں اسے مفصل طور پر بیان کیا ہے۔

اور ہمارے شیخ علامہ ابن الزملکانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے احیاء موتی کا معجزہ ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے بھی ایسے بہت سے معجزات ہیں' اور جمادات کا زندہ کرنا' مردہ کے زندہ کرنے کے مقابلہ میں انتہا کو پہنچا ہوا معجزہ ہے اور رسول اللہ ﷺ سے دست مسموم نے کلام کیا' اور یہ احیاء' مردہ انسان کے احیاء کے مقابلہ میں کئی وجوہ سے ابلغ ہے:

اوّل: یہ حیوان کے بقیہ جسم کو چھوڑ کر اس کے ایک جزو کا احیاء ہے اور اگر یہ جسم سے متصل ہوتا تو بھی ایک اعجاز ہوتا۔

دوم: آپ نے اس حیوان کے بقیہ اجزاء سے الگ صرف اس کے لیے دست کو زندہ کیا جبکہ بقیہ جسم مردہ تھا۔

سوم: آپ نے ادراک و عقل کے ساتھ اسے دوبارہ زندگی دی' حالانکہ یہ حیوان جس کا یہ جزء تھا' اپنی زندگی میں نہ عقل رکھتا تھا اور نہ کلام کرنے والے حیوانات میں سے تھا' اور اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو ان طیور کی زندگی سے ابلغ ہے' جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے زندہ کیا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اس پتھر میں جو حضرت نبی کریم ﷺ کو صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سلام کہتا تھا' زندگی' ادراک اور عقل کا حلول کر جانا ایک معجزہ ہے جو فی الجملہ حیوان کے احیاء سے ابلغ ہے اس لیے کہ وہ ایک وقت میں زندگی کا محل تھا' برخلاف اس کے کہ اسے اس سے قبل کلیتہً زندگی حاصل نہ تھی' اور اسی طرح پتھروں اور مٹی کے ڈھیلوں کا آپ کو سلام کہنا اور درختوں اور شاخوں کا آپ کی رسالت کی شہادت دینا اور تنے کے رونے کا حال ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے ان لوگوں کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے' جو موت کے بعد زندہ رہے' اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کا ذکر کیا ہے' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم انصار کے ایک مریض آدمی کے پاس گئے جو سمجھ دار تھا پس ہم وہاں ٹھہرے رہے' حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا اور ہم نے اس کا کپڑا اس پر تان دیا اور اسے لپیٹ دیا' اور اس کی بڑھیا ماں اس کے سر کے پاس تھی' ہم میں سے ایک آدمی نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا تجھے جو مصیبت پہنچی ہے اس کے ثواب کی اللہ سے امید رکھ' تو وہ کہنے لگی' یہ کیا ہے؟ کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں' تو وہ کہنے لگی' کیا تم سچ کہتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں' تو اس نے اپنا ہاتھ اللہ کی طرف پھیلایا اور کہنے لگی اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں نے اسلام قبول کیا ہے اور تیرے رسول کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر تنگی اور آسائش میں میری مدد کرے گا' آج مجھ پر یہ مصیبت نہ ڈال' راوی بیان کرتا ہے کہ اس آدمی نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور بیٹھ گیا' اور ہم بھی وہاں رہے' حتیٰ کہ ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔

Marfat.com

اس واقعہ کے متعلق بل ازیں دلائل النبوۃ میں تنبیہ بیان ہو چکی ہے' اور انہوں نے طوفان کے معجزے کو حضرت ابوالعلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے ساتھ بیان کیا ہے' اور ہمارے شیخ نے اس سیاق کا کچھ حصہ بالمعنی بیان کیا ہے' اور اسے ابوبکر بن ابی الدنیا اور حافظ ابوبکر بیہقی نے کئی طریق سے بحوالہ صالح بن بشیر المری جو بصرہ کے ایک درویش اور عابد ہیں۔ روایت کیا ہے' اور ان کی حدیث میں ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کمزوری پائی جاتی ہے۔

اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ اس آدمی کی والدہ اندھی بڑھیا تھی' پھر بیہقی نے اسے عیسیٰ بن یونس کے طریق سے' عبداللہ بن عون سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور اس کی عبارت مکمل ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہوا اور یہ ایسے اسناد کے ساتھ ہے' جس کے رجال ثقہ ہیں' لیکن اس میں عبداللہ بن عون اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

دوسرا واقعہ:

حسن بن عرفہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ ابی سبرہ نخعی ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ یمن سے ایک آدمی آیا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اس کا گدھا مر گیا' اس نے اٹھ کر وضو کیا پھر دو رکعت نماز پڑھی' پھر کہا اے اللہ' میں مدینہ سے تیری راہ میں جہاد کرنے اور تیری رضامندی حاصل کرنے آیا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور قبروں والوں کو اٹھاتا ہے' آج مجھ پر کسی کا احسان نہ رکھ' میں آج تجھ سے اپنے گدھے کے اٹھانے کا خواہاں ہوں' پس گدھا اپنے کان جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا' بیہقی بیان کرتے ہیں یہ اسناد صحیح ہے اور اس قسم کی بات صاحب شریعت کی کرامت ہوتی ہے۔ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح اسے محمد بن یحییٰ الذہلی نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ شعبی روایت کیا ہے گویا یہ اسماعیل کے پاس دو طریق سے آئی ہے۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں کہ اسی طرح اسے ابن ابی الدنیا نے اسماعیلؒ کے طریق سے بحوالہ شعبی روایت کیا ہے' شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے گدھے کو کوفہ میں فروخت ہوتے یا فروخت شدہ دیکھا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے اسے اور طریق سے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا تھا اور ایک شخص نے اس بارے میں کہا تھا۔

''اور ہم میں وہ آدمی بھی ہے جس کے گدھے کو اللہ نے زندہ کر دیا حالانکہ اس کے سب جوڑ بند مر چکے تھے''۔

اور حضرت زید بن خارجہ کا واقعہ اور ان کا موت کے بعد کلام کرنا اور حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے صدق کی شہادت دینا ایک مشہور واقعہ ہے' جو بہت سے صحیح طرق سے مروی ہے۔

حضرت امام بخاری' التاریخ الکبیر میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ خزرجی' انصاری رضی اللہ عنہ بدر میں شامل ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے' اور آپ ہی نے مرنے کے بعد کلام کیا۔ اور الحاکم نے اپنے مستدرک میں اور بیہقی نے اپنے دلائل میں روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے' جیسا کہ قبل ازیں العتبی کے طریق سے عن سلیمان بن بلال عن یحییٰ بن سعید انصاری عن سعید بن المسیبؒ بیان ہو چکا ہے کہ زید بن خارجہ انصاری جو حارث بن خزرج میں سے ہیں' حضرت عثمان بن

Marfat.com

عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہو گئے' اور انہیں کپڑے میں لپیٹ دیا گیا' پھر انہوں نے ان کے سینے میں گھنٹی کی جھنکار سنی' پھر وہ بولے اور کہا' کتاب اوّل میں حضرت احمدؐ سچے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ جو فی نفسہ کمزور ہیں اور امر الٰہی کے بارے میں قوی ہیں' کتاب اوّل میں سچے ہیں' اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جو کتاب اوّل میں قوی ہیں سچے ہیں' اور حضرت عثمان بن عفانؓ ان کے طریق پر ہیں' چار سال گزر گئے ہیں اور دو سال باقی رہ گئے ہیں' فتنے رونما ہوں گے اور طاقتور کمزور کو کھا جائے گا' اور قیامت قائم ہو جائے گی' اور تمہاری فوج کی جانب سے' عنقریب تم سے بھلائی ہو گی۔

یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا کہ پھر بنی حطمہ کا ایک شخص فوت ہو گیا اور اسے اس کے کپڑے میں لپیٹ دیا گیا اور اس کے سینے میں گھنٹی کی جھنکار سنی گئی' پھر وہ بولا اور اس نے کہا' بنی حارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے اسے اسی طرح ایک اور طریق سے زیادہ تفصیل اور طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ موت کے بعد کلام کرنے کے بارے میں ایک جماعت سے صحیح اسانید کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں کہ خندق کے روز حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بکری کے بچے کے واقعہ میں' میں نے قبل ازیں بیان کیا ہے کہ اس سے اور تھوڑے سے جو سے ایک ہزار آدمی نے کھانا کھایا' اور حافظ محمد بن المنذر نے جو یشکر کے نام سے مشہور ہیں' اپنی کتاب الغرائب والعجائب میں اپنی سند سے پہلے کی طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ہڈیوں کو جمع کیا' پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ بکری کا بچہ پہلے کی طرح ہو گیا' اور وہ اسے اپنے گھر میں چھوڑ گئے۔ واللہ اعلم

ہمارے شیخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے ایک معجزہ جنون سے صحت یاب کرنا بھی ہے' اور حضرت نبی کریم ﷺ نے بھی اس سے صحت یاب کیا ہے اور ہم نے ان سے جو کچھ روایت کیا ہے یہ اس میں سے آخری بات ہے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جنون سے صحت یاب کرنے کے بارے میں مجھے کسی خاص بات کا علم نہیں' آپ صرف اندھوں' مبروصوں' پیٹھ کی بیماری والوں اور تمام آفتوں اور مزمن امراض کو ٹھیک کرتے تھے' اور حضرت نبی کریم ﷺ کے جنون سے صحت یاب کرنے کے متعلق امام احمد اور حافظ بیہقی نے کئی طریق سے یعلیٰ بن مرہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنے چھوٹے بچے کو' جسے جنون کی شکایت تھی آپ کے پاس لائی' میں نے اس سے زیادہ سخت جنون نہیں دیکھا' اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے اس بچے کو جیسے کہ آپ دیکھ رہے ہیں' مصیبت پہنچی ہے اور اس سے ہمیں مصیبت پہنچی ہے' اس کی حالت دن میں تکلیف دہ ہو جاتی ہے' پھر وہ کہنے لگی ایک دفعہ ایسا ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے مجھے پکڑا دو' پس اس نے اس بچے کو آپ کے اور پالان کے اگلے حصے کے درمیان رکھ دیا' پھر آپ نے اس کے منہ کو کھولا اور اس میں تین دفعہ تھوکا' اور فرمایا بسم اللہ' میں اللہ کا بندہ ہوں' خدا کے دشمن ذلیل ہو جا' پھر آپ نے بچہ اس عورت کو دے دیا' وہ عورت بیان کرتی ہے کہ وہ بچہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا اور اس کے بعد کسی چیز نے انہیں پریشان نہ کیا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عن فرقد سبخی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس

Marfat.com

رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت' اپنے بچے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی' اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ اسے جنون ہے اور وہ اسے ہمارے کھانے کے وقت پکڑ لیتا ہے اور وہ ہمارے کھانے کو خراب کر دیتا ہے' راوی بیان کرتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی تو اس نے منہ کھولا اور اس سے سیاہ پلے کی طرح کی چیز باہر نکلی اور وہ صحت یاب ہو گیا' یہ اس طریق سے غریب ہے' اور فرقد کے بارے میں کلام کیا گیا ہے' اگرچہ وہ بصرہ کے درویشوں میں سے ہے لیکن پہلے اس کا کوئی شاہد بیان نہیں ہوا۔ اگرچہ یہ واقعہ ایک ہی ہے۔ واللہ اعلم

اور اسی طرح البزار نے فرقد کے طریق سے بحوالہ سعد بن عباس روایت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے' کہ آپ کے پاس ایک انصاری عورت آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ! یہ خبیث مجھ پر غالب آ گیا ہے' آپ نے اسے فرمایا اپنی حالت پر صبر کر' تو قیامت کے روز اس حالت میں آئے گی کہ نہ تیرے ذمے کوئی گناہ ہوگا اور نہ تیرا حساب ہوگا' وہ کہنے لگی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں ضرور صبر کروں گی' حتیٰ کہ اللہ سے میری ملاقات ہو جائے' پھر کہنے لگی' میں خبیث سے ڈرتی ہوں کہ وہ مجھے برہنہ نہ کر دے پس آپ نے اس کے لیے دعا کی' اور جب وہ اس کی آمد کو محسوس کرتی تو آ کر کعبہ کے پردوں کے ساتھ لپٹ جاتی اور اسے کہتی ذلیل ہو جا اور وہ اسے چھوڑ کر چلا جاتا' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فرقد نے اسے یاد رکھا ہے۔

اور صحیح بخاری اور مسلم میں عطا بن ابی رباح کی حدیث سے اس کا شاہد موجود ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا کہ میں آپ کو جنتی عورت نہ دکھاؤں' میں نے کہا بے شک دکھایئے' آپ نے فرمایا' یہ سیاہ فام عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے مرگی ہو جاتی ہے اور میں برہنہ ہو جاتی ہوں' میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے' آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے صحت دے' اس نے کہا نہیں بلکہ میں صبر کروں گی' آپ اللہ سے دعا کریں کہ میں برہنہ نہ ہوا کروں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اس عورت کے لیے دعا کی اور وہ برہنہ نہیں ہوا کرتی تھی۔

پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد نے ہم سے بیان کیا کہ مخلد نے بحوالہ ابن جریج ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ عطاء نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ام زفر کو۔ ایک دراز قد سیاہ فام عورت کعبہ کے پردے کے ساتھ لپٹے دیکھا' اور حافظ ابن اثیر نے کتاب اسد الغابہ فی اسماء الصحابہ میں بیان کیا ہے کہ یہ ام زفر حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی مشاطہ تھی' اور اس نے اس قدر عمر پائی کہ عطاء بن ابی رباح نے اسے دیکھا۔

اب رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اندھوں کو ٹھیک کرنا' اکمہ اس شخص کو کہتے ہیں جو پیدائشی اندھا ہو' اور بعض کہتے ہیں کہ جو دن کو نہ دیکھ سکے اور رات کو دیکھ سکے اسے اکمہ کہتے ہیں اور بعض اس کے علاوہ بھی بیان کرتے ہیں' جیسا کہ ہم نے تفسیر میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اور ابرص اسے کہتے ہیں جسے پھلبہری ہو' اور رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز قتادہ بن نعمان کی آنکھ کو رخسار پر ڈھلک جانے کے بعد اپنی جگہ پر واپس کر دیا تھا' آپ نے اسے اپنے دست مبارک میں پکڑا اور اسے دوبارہ اس کی جگہ پر

Marfat.com

رکھ دیا' اور وہ اپنے حال اور نگاہ پر قائم رہی اور وہ آپ کی دونوں آنکھوں میں سے خوبصورت آنکھ تھی' جیسا کہ محمد بن اسحاق بن یسار نے السیرۃ وغیرہ میں بیان کیا ہے' اور اسی طرح ہم نے بھی اسے مفصل بیان کیا ہے۔

اور ان کا ایک بیٹا عاصم بن عمر بن قتادہ' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس گیا آپ نے اسے پوچھا تو وہ کہنے لگا۔

''میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ رخسار پر ڈھلک آئی تھی اور وہ دست مصطفی ﷺ سے نہایت احسن رنگ میں واپس ہوئی' اور وہ دوبارہ اپنی پہلی حالت پر آ گئی' پس وہ آنکھ کیا ہی اچھی تھی اور وہ رخسار بھی کیا ہی اچھا تھا''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا:

یہ عمدہ کام ہیں نہ کہ دودھ کے وہ دو پیالے جن میں پانی ملایا گیا ہے اور وہ دوبارہ پیشاب بن گئے ہیں۔ پھر آپ نے اسے بہت اچھا عطیہ دیا' اور دار قطنی نے روایت کی ہے کہ ان کی دونوں آنکھیں معاً اکھڑ کر آپ کے رخساروں پر ڈھلک گئی تھیں' اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو اپنی جگہ پر واپس کر دیا تھا۔ اور ابن اسحاق کے بیان کے مطابق پہلی حدیث مشہور ہے۔

اس اندھے کا واقعہ' جس کی نظر' اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دعا سے واپس کر دی:

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح اور عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ ابوجعفر المدینی ہم سے بیان کیا کہ میں نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کو بحوالہ حضرت عثمان بن حنیف بیان کرتے سنا کہ ایک اندھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے صحت دے' آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں اسے مؤخر کر دوں' اور یہ بات تیری آخرت کے لیے بہتر ہوگی' اور اگر تو چاہے تو میں دعا کروں' وہ کہنے لگا آپ میرے لیے اللہ سے دعا کریں' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے۔

اللهم انى اسئلك و اتوجه اليك بنبيك محمد نبى الرحمة انى اتوجه به فى حاجتى هذه فتقضى. اور عثمان بن عمر کی روایت میں ''فشفعه فی'' کے الفاظ آتے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس آدمی نے یہ دعا کی تو وہ صحت یاب ہو گیا۔ اور ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے' اور ہم اسے صرف ابوجعفر خطمی کی حدیث سے ہی جانتے ہیں' اور بیہقی نے اسے الحاکم سے اپنی سند کے ساتھ ابو جعفر خطمی تک سہل بن حنیف سے بحوالہ ان کے چچا عثمان بن حنیف روایت کیا ہے اور اسی کی طرح بیان کیا ہے' عثمان بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم ابھی ہم الگ نہیں ہوئے تھے اور نہ ہماری بات لمبی ہوئی تھی کہ وہ آدمی آیا' گویا اسے کبھی اندھا پن ہوا ہی نہ تھا۔

دوسرا واقعہ:

ابوبکر بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن بشیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن عمرؒ نے ہم سے بیان کیا کہ بنی سلامان بن سعد کے ایک شخص نے اپنی ماں سے بحوالہ اپنے ماموں کے مجھ سے بیان کیا' یا اس شخص کے ماموں یا اس عورت کے ماموں حبیب بن فریط نے اس سے بیان کیا کہ اس کا باپ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور اس کی دونوں آنکھیں سفید ہو چکی تھیں' اور وہ ان سے کسی چیز کو نہ دیکھ سکتا تھا' آپ نے اسے پوچھا تجھے کیا تکلیف پہنچی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے ایک اونٹ کے ساتھ

Marfat.com

تھا' کہ میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر جا پڑا اور میری نظر جاتی رہی' رسول اللہ ﷺ نے اس کی دونوں آنکھوں میں تھوکا تو وہ بینا ہو گیا' اور میں نے اسے دیکھا کہ وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتا تھا' اور اس کی عمر ۸۰ سال تھی اور اس کی دونوں آنکھیں سفید تھیں۔

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ وہ حبیب بن مدرک تھے' اور صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں' جبکہ انہیں آشوب چشم کا عارضہ تھا' تھوکا تو وہ اسی وقت تندرست ہو گئے' پھر اس کے بعد انہیں کبھی آشوبِ چشم کا عارضہ نہیں ہوا۔ اور آپ نے حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ٹانگ پر ہاتھ پھیرا جو اس شب کو ٹوٹی تھی' جس شب کو انہوں نے ابو رافع کو قتل کیا تھا' تو وہ بھی اسی وقت تندرست ہو گئے تھے۔ اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ نے محمد بن حاطب کے ہاتھ پر جو آگ سے جل گیا تھا' ہاتھ پھیرا تو وہ بھی اسی وقت تندرست ہو گئے۔ نیز آپ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ٹانگ پر ہاتھ پھیرا جسے خیبر کے روز گزند پہنچا تھا' تو وہ اسی وقت درست ہو گئی۔ اور آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی کہ وہ اپنے اس مرض سے شفایاب ہوں تو وہ شفایاب ہو گئے۔

اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ کے چچا حضرت ابو طالب بیمار ہو گئے اور انہوں نے آپؐ سے کہا کہ آپ اپنے رب سے میرے لیے دعا کریں' تو آپ نے ان کے لیے دعا کی تو وہ اپنی اس بیماری سے شفایاب ہو گئے' اور اس قسم کے آلام واسقام سے صحت یاب کرنے کے آپؐ کے کتنے ہی واقعات ہیں' جن کی تفصیل وتشریح طوالت کا باعث ہو گی۔

اور اولیاء کی کرامات میں آیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے خلاف نابینا ہونے کی بددعا کرنے کے بعد اسے نابینائی سے صحت یاب کر دیا۔ جیسا کہ حافظ ابن عساکر نے ابی سعید بن اعرابی کے طریق سے بحوالہ ابوداؤد روایت کی ہے کہ عمر بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ بقیہ نے محمد بن زیاد سے بحوالہ ابو مسلم ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت نے ان کی بیوی کو ان کے خلاف شرارت سکھائی تو انہوں نے اس کے خلاف بددعا کی تو اس کی نظر جاتی رہی' تو وہ آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے ابو مسلم میں نے جو کہا سو کہا' اور میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گی' تو آپ نے کہا اے اللہ اگر یہ سچ کہہ رہی ہے تو اس کی نظر اسے واپس کر دے' تو وہ بینا ہو گئی۔

اور اسی طرح انہوں نے اسے ابوبکر بن ابی الدنیا کے طریق سے بھی روایت کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن واقد نے ہم سے بیان کیا کہ ضمرہ نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عطاء نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو مسلم خولانی جب گھر میں داخل ہوتے اور گھر کے وسط میں پہنچتے تو تکبیر کہتے' اور ان کی بیوی بھی تکبیر کہتی' اور جب گھر میں داخل ہو جاتے تو تکبیر کہتے اور ان کی بیوی بھی تکبیر کہتی' اندر جا کر وہ اپنی چادر اور جوتے اتار دیتے اور وہ آپ کے پاس کھانا لاتی اور وہ کھانا کھاتے' اور ایک روز آپ آئے اور تکبیر کہی تو اس نے آپ کو جواب نہ دیا پھر آپ گھر کے دروازے پر آئے اور تکبیر کہی تو اس نے آپ کو جواب نہ دیا' کیا دیکھتے ہیں کہ گھر میں چراغ بھی نہیں ہے۔ اچانک آپ نے دیکھا کہ وہ بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے ہاتھ میں لکڑی ہے جس سے وہ زمین کرید رہی ہے' آپ نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگی' لوگ بخیریت ہیں' اور آ کر کہنے لگی اگر آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے اور وہ ہمارے لیے ایک خادم کا حکم دیتے اور آپ کو کچھ عطیہ دیتے تو آپ ان سے عیش کرتے' آپ نے فرمایا اے اللہ جس نے میری بیوی کو میرا مخالف بنا دیا ہے اس کو اندھا کر دے' راوی بیان کرتا ہے کہ اس

Marfat.com

کے پاس ایک عورت آیا کرتی تھی اور اس نے حضرت ابو مسلم کی بیوی سے کہا کہ کاش تو اپنے خاوند سے بات کرتی کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بات کریں تو وہ آپ کو خادم بھی دیتے اور عطیہ بھی دیتے راوی بیان کرتا ہے کہ اسی دوران میں کہ یہ عورت اپنے گھر میں موجود تھی اور چراغ روشن تھا کہ اس کی نظر جاتی رہی اور وہ کہنے لگی تمہارا چراغ بجھا ہوا ہے' انہوں نے کہا نہیں' وہ کہنے لگی اللہ نے مجھے اندھا کر دیا ہے' اور وہ اسی حالت میں حضرت ابو مسلم کے پاس آئی اور مسلسل آپ کی منتیں کرتی رہی اور عاجزی کرتی رہی تو آپ نے اللہ سے دعا کی تو اس نے اسے بینا کر دیا اور آپ کی بیوی بھی پہلی حالت پر واپس آ گئی۔

اور مائدہ کے واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (جب حواریوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے کہا کہ کیا تیرا رب آسمان سے ہم پر مائدہ اتارنے کی سکت رکھتا ہے' آپ نے فرمایا اگر تم مومن ہو تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو' انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور ہمیں معلوم ہو کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس کے گواہ ہوں' حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہا اے اللہ آسمان سے ہم پر مائدہ نازل کر کہ ہمارے اولین اور آخرین کے لیے عید ہو اور تیری طرف سے نشان ہو اور ہمیں رزق دے اور تو بہترین رازق ہے' اللہ نے فرمایا میں اسے تم پر اتارنے والا ہوں' پس اس کے بعد تم میں سے' جو کفر اختیار کرے گا' میں اسے ایسا عذاب دینے والا ہوں' جو میں نے عالمین میں سے کسی کو نہیں دیا)

اور ہم نے تفسیر میں اس کی تفصیل اور اس کے متعلق مفسرین کے اختلاف کو بیان کیا ہے' کیا یہ مائدہ نازل بھی ہوا تھا یا نہیں؟ اس بارے میں دو قول ہیں' جمہور کا مشہور قول یہ ہے کہ وہ نازل ہوا تھا' اور انہوں نے اس پر جو کھانا آیا تھا اس کے متعلق اختلاف کیا ہے' اس بارے میں کئی اقوال ہیں' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن نصیر جس نے بنی امیہ کے زمانے میں مغربی ممالک کو فتح کیا تھا' کو مائدہ ملا تھا' لیکن اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا جواہر سے مرصع مائدہ تھا' اور وہ سونے کا تھا' جسے اس نے ولید بن عبدالملک کی طرف بھیج دیا اور وہ اسی کے پاس رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا اور اس کے بھائی سلیمان نے اسے لے لیا' کہتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مائدہ تھا' لیکن یہ ایک مستبعد بات ہے' کیونکہ نصاریٰ مائدہ کو نہیں پہچانتے' جیسا کہ ان کے کئی علماء نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم' مقصد یہ ہے کہ مائدہ خواہ نازل ہوا تھا یا نہیں ہوا تھا۔[1] اور رسول اللہ ﷺ کے موائد کو آسمان سے مدد ملتی تھی اور جب آپ کے سامنے کھانا کھایا جاتا تھا تو لوگ کھانے کی تسبیح کو سنتے تھے۔ اور کتنی ہی دفعہ آپ نے تھوڑے سے کھانے سے ہزاروں' سینکڑوں اور دسیوں آدمیوں کو سیر کر دیا۔ یہ اوقات جب تک زمین و آسمان قائم ہیں' بار بار نہیں آئیں گے۔

ذرا ابو مسلم خولانی کو دیکھئے' حافظ ابن عساکر نے ان کے حالات میں ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کیا ہے' اور انہوں نے اسحاق بن یحییٰ الملطی کے طریق سے بحوالہ اوزاعی روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو مسلم خولانی کی قوم کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور وہ کہنے لگے اے ابو مسلم کیا آپ حج کی رغبت نہیں رکھتے؟ آپ نے کہا بے شک' کاش مجھے کچھ

---

[1] اس جگہ پر کتابت میں غلطی سے ایک لفظ رہ گیا ہے جس کی وجہ سے فقرہ مکمل نہیں ہوا۔ مترجم

Marfat.com

ساتھی مل جائیں انہوں نے کہا ہم آپ کے ساتھی ہیں' آپ نے فرمایا تم میرے ساتھی نہیں ہو' میرے ساتھی وہ ہیں جو توشے اور توشے دان نہیں چاہتے' انہوں نے کہا سبحان اللہ! بھلا لوگ توشے اور توشے دان کے بغیر کیسے سفر کر سکتے ہیں؟ آپ نے انہیں کہا' کیا تم پرندوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ صبح و شام بغیر توشے اور توشے دان کے سفر کرتے ہیں اور اللہ انہیں رزق دیتا ہے اور وہ خرید و فروخت بھی نہیں کرتے اور نہ ہل چلاتے اور کاشتکاری کرتے ہیں اور اللہ انہیں رزق دیتا ہے' راوی بیان کرتا ہے انہوں نے کہا ہم آپ کے ساتھ سفر کریں گے' آپ نے فرمایا اللہ کی برکت سے اٹھو راوی بیان کرتا ہے کہ وہ صبح کو غوطہ دمشق سے چلے ان کے پاس نہ کوئی توشہ تھا نہ توشہ دان' اور جب وہ منزل پر پہنچے' تو انہوں نے کہا اے ابو مسلم ہمارے لیے کھانا اور ہمارے جانوروں کے لیے چارا لاؤ' آپ نے ان سے کہا بہت اچھا' پس آپ قریب ہی خاموشی کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ایک پتھریلی مسجد کا قصد کیا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی' پھر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہا اے میرے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں کس کام کے لیے گھر سے نکلا ہوں' میں تیری فرمانبرداری کرنے کے لیے نکلا ہوں اور میں نے اولاد آدم میں سے بخیل کو دیکھا ہے کہ اس کے پاس لوگوں کی ایک جماعت آتی ہے تو وہ ان کی اچھی طرح مہمان نوازی کرتا ہے اور ہم تیرے مہمان اور تیرے ملاقاتی ہیں پس تو ہمیں کھلا پلا' اور ہمارے جانوروں کو چارا دے' راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دستر خوان لایا گیا' جو ان کے آگے بچھا دیا گیا' اور ثرید کا ایک پیالہ لایا گیا اور پانی کے دو بڑے مٹکے لائے گئے اور چارا بھی لایا گیا اور انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ کون لا رہا ہے' اور جب سے وہ اپنے اہل کے پاس سے چلے تھے' واپسی تک ان کا یہی حال رہا وہ توشہ اور توشہ دان کی مشقت برداشت نہ کرتے' یہ تو اس امت کے ایک ولی کا حال ہے کہ اس پر اور اس کے ساتھیوں پر ہر روز دو بار مائدہ نازل ہوتا اور مزید برآں پانی اور ان کے ساتھیوں کے جانوروں کا چارا بھی نازل ہوتا تھا' اور یہ ایک بڑا اہتمام ہے اور انہیں یہ سب کچھ نبی کریم ﷺ کی متابعت کی برکت سے حاصل ہوا۔

اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا (میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو) یہ بات انبیاء کے لیے آسان ہے بلکہ بہت سے اولیاء کے لیے بھی آسان ہے' حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دو قیدیوں کو جو آپ کے ساتھ قید تھے' فرمایا ہے کہ (تمہیں جو کھانا ملتا ہے اس کے آنے سے قبل میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا' یہ وہ بات ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہے)

اور رسول اللہ ﷺ نے اخبار ماضیہ کے واقعہ ہونے کے مطابق خبر دی ہے اور اخبار حاضرہ کے متعلق بھی خبر دی ہے' جو ہو بہو اسی طرح واقع ہوئیں' جیسے کہ آپ نے خبر دی کہ وہ ظالمانہ دستاویز جسے قریش کے بطون نے قدیم سے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے مقاطعہ کے لیے لکھا تھا' تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد کر دیں اسے دیمک چاٹ گئی ہے' انہوں نے اسے لکھ کر کعبہ کی چھت کے ساتھ لٹکا دیا' پس اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا اور وہ سوائے اس جگہ کے جہاں اللہ کا نام لکھا تھا' بقیہ ساری دستاویز کو چاٹ گئی' اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس میں سے اللہ کے نام چاٹ گئی تا کہ وہ ظلم و عدوان کی دستاویز کے ساتھ نہ ہو' رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو شعب میں اس کی اطلاع دی' تو حضرت ابو طالب نے جا کر ان کو وہ بات بتائی' جس کی آپ نے انہیں اطلاع دی تھی' تو وہ کہنے لگے کہ اگر وہی بات ہو جو آپ نے کہی ہے پھر تو ٹھیک ہے اور اگر وہ بات نہ ہو تو انہیں ہمارے سپرد کر دینا

Marfat.com

انہوں نے کہا بہت اچھا اور انہوں نے دستاویز کو تازا تو اسے ہو بہو اسی طرح پایا جیسے رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا پس قریش کے بطون نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کا مقاطعہ چھوڑ دیا' اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے بہت سے لوگوں کو ہدایت دی اور آپ کے اس قسم کے کتنے ہی واقعات ہیں' جن کی تفصیل قبل ازیں سیرت وغیرہ کے کئی مقامات پر بیان ہو چکی ہے۔

اور بدر کے روز جب آپ نے اپنے چچا عباس سے فدیہ طلب کیا تو انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کے پاس کوئی مال نہیں ہے' تو آپ نے انہیں کہا' وہ مال کہاں ہے جسے آپ نے اور ام الفضل نے دروازے کی چوکھٹ میں دبایا ہے اور آپ نے ام الفضل سے کہا ہے کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو یہ مال بچوں کے لیے ہوگا' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم یہ وہ بات ہے جس کے متعلق میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو علم نہیں' ہاں اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔

اور آپ نے جس روز نجاشی حبشہ میں فوت ہوا اس کے مرنے کی خبر دی اور اس کا جنازہ پڑھا اور جنگِ موتہ میں یکے بعد دیگرے فوت ہونے والے سالاروں کی وفات کی خبر منبر پر بیٹھ کر دی اور آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں' اور آپ نے اس خط کے متعلق بھی خبر دی جسے حاطب بن ابی بلتعہ نے بنی مطلب کی لونڈی شاکر کے ساتھ بھیجا تھا' اور آپ نے اس کی تلاش میں حضرت علیؓ' حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اس نے خط کو اپنے جوڑے میں رکھا ہوا تھا' اور ایک روایت میں ہے اپنی کمر میں باندھا ہوا تھا' اور قبل غزوہ فتح میں اسے بیان کیا جا چکا ہے۔

اور آپ نے کسریٰ کے ان دو امیروں کو' جنہیں کسریٰ کے نائبِ یمن نے رسول اللہ ﷺ کے حالات معلوم کرنے بھیجا تھا' فرمایا کہ میرے رب نے آج شب تمہارے آقا کو قتل کر دیا ہے تو ان دونوں نے اس شب کی تاریخ یاد کر لی' اور اچانک اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے کو مسلط کر دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا اور وہ دونوں مسلمان ہو گئے' اور نائب یمن بھی مسلمان ہو گیا' اور وہ یمن کے رسول اللہ ﷺ کے قبضے میں آنے کا سبب بن گیا۔

اور آپؐ نے غیوب مستقبلہ کے بارے میں جو خبریں دی ہیں وہ بے شمار ہیں' جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے' اور عنقریب تواریخ کی خبروں میں بھی بیان ہوگا' تا کہ یہ اس کے برابر برابر بیان ہو۔

اور ابن حامد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جہاد کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے جہاد کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کے مقابلہ میں' رسول اللہ ﷺ کے زمین کے خزائن سے زہد اختیار کرنے کا ذکر کیا ہے' جنہیں آپ کے سامنے پیش کیا گیا' تو آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں ایک روز بھوکا رہوں گا اور ایک روز سیر ہوں گا اور آپ کی تیرہ بیویاں تھیں' ان کے ہاں مہینہ مہینہ' دو دو مہینے گزرنے پر بھی نہ آگ جلتی تھی' نہ چراغ جلتا تھا' اور صرف کھجور اور پانی پر گزارہ ہوتا تھا' اور بسا اوقات بھوک کے باعث آپؐ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے' اور تین راتیں مسلسل یہ لوگ گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے اور آپ کا بستر چمڑے کا تھا' جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی' اور بسا اوقات آپ بکری باندھتے اور اسے دوہتے اور اپنے کپڑے کو پیوند لگاتے اور اپنے جوتے کو اپنے دست مبارک سے گانٹھتے' صلوات اللہ وسلامہ علیہ' آپؐ فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس کھانے کے عوض جو آپؐ نے اپنے گھر والوں کے لیے خریدا تھا' رہن پڑی تھی۔

Marfat.com

اور مؤلفۃ القلوب کی تالیف کے لیے آپ نے کتنی ہی دفعہ اپنے اور اپنے اہل پر ترجیح دے کر فقراء محتاجوں' بیوگان' یتیموں' اسیروں اور مساکین کو اونٹ' بکریاں' غنائم اور تحائف دیئے۔

اور ابونعیم نے ملائکہ کی اس بشارت کے مقابلہ میں جو انہوں نے حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جنم دینے کے بارے میں دی' اس بشارت کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کو اس وقت دی گئی' جب آپ نے خواب میں حضور کو حمل میں لیا' اور آپ کی والدہ سے کہا گیا کہ آپ نے اس امت کے سردار کو حمل میں لیا ہے' اس کا نام محمد (ﷺ) رکھنا۔ اور قبل ازیں ہم نے پیدائش کے باب میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اور اس جگہ ابونعیم نے پیدائش کے بارے میں ایک طویل غریب حدیث بیان کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسے بیان کریں' تاکہ اختتام' آغاز کے متساوی ہو جائے۔ وباللہ المستعان

وہ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن احمد نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن عمرو بن الصباح نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن مریم نے سعید بن عمرو الانصاری سے اس کے باپ کے حوالے سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے حمل کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ قریش کے تمام چوپاؤں نے اس شب باتیں کیں کہ رسول اللہ ﷺ کا حمل ہو گیا ہے اور رب کعبہ کی قسم وہ دنیا کی امان اور اہل دنیا کا چراغ ہیں اور قریش کے تمام کاہن اور قبائل اپنے ساتھیوں سے پردے میں ہو گئے اور کہانت کا علم ان سے چھن گیا اور شاہان دنیا کے تخت الٹ گئے' اور بادشاہ گونگے ہو گئے' اور اس روز بول نہ سکے اور مشرق کے جنگلی جانور' مغرب کے جنگلی جانوروں کی طرف بشارات لے کر بھاگ گئے' اور اسی طرح اہل نجار نے ایک دوسرے کو بشارت دی اور آپ کے حمل کے ہر مہینے میں زمین و آسمان میں منادی ہوتی کہ خوش ہو جاؤ' ابوالقاسم کے مبارک و میمون صورت میں زمین کی طرف جانے کا وقت آ گیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے آپ اپنی ماں کے بطن میں نو ماہ رہے اور آپ ابھی اپنی ماں کے بطن ہی میں تھے کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ فوت ہو گئے تو ملائکہ نے کہا ہمارے معبود اور آقا! تیرا یہ نبی یتیم رہ گیا ہے' تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے کہا میں اس کا دوست نگہبان اور مددگار ہوں' اور انہوں نے آپ کی مبارک اور میمون پیدائش سے برکت حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیدائش پر آسمان کے دروازے اور اپنی جنات کے دروازے کھول دیئے۔ اور حضرت آمنہ خود بیان کرتی ہیں کہ جب آپ کے حمل پر چھ ماہ گزرے تو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور خواب میں اس نے مجھے اپنے پاؤں سے ٹھوکا دیا' اور کہا اے آمنہ آپ سب عالمین سے بہتر شخص سے حاملہ ہیں اور جب آپ اسے جنم دیں تو اس کا نام محمد یا نبی رکھنا' یہ تمہارا کام ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت آمنہ خود بیان کرتی ہیں کہ مجھے دردِ زہ نے آ لیا اور میرے متعلق کسی مرد اور عورت کو پتہ نہ تھا اور میں گھر میں اکیلی تھی' اور حضرت عبدالمطلب اپنے سفر میں تھے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک شدید دھماکے اور ایک امر عظیم کو سنا جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا اور یہ سوموار کا روز تھا' اور میں نے دیکھا کہ گویا سفید پرندے کے بازو نے میرے دل کو چھوا ہے' اور وہ سب خوف اور گھبراہٹ جاتی رہی جو میں محسوس کرتی تھی' پھر میں نے ایک سفید مشروب دیکھا' جسے میں نے دودھ خیال کیا اور میں پیاسی تھی' پس میں نے اس مشروب کو لے کر پی لیا اور مجھے

Marfat.com

ایک بلند نور لاحق ہو گیا' پھر میں نے کھجور کے لمبے درختوں کی طرح عورتیں دیکھیں' گویا وہ عبدالمطلب کی بیٹیوں میں سے ہیں' وہ مجھے دیکھ رہی ہیں' اسی دوران میں' میں حیران ہو کر کہتی ہوں' ہائے مدد' انہیں میرا پتہ کہاں سے چلا ہے؟ اور میرا معاملہ سخت ہو گیا اور میں ہر گھڑی بہت بڑا اور بہت خوفناک دھماکہ سن رہی تھی' کیا دیکھتی ہوں کہ سفید ریشم زمین و آسمان کے درمیان پھیلایا گیا ہے اور ایک کہنے والا کہتا ہے اسے لوگوں کی آنکھوں سے بچا کر پکڑ لو وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے مردوں کو ہوا میں کھڑے دیکھا' ان کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے تھے' اور مجھ سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپک رہا ہے جو مشک اذفر سے بھی زیادہ اچھی خوشبو والا ہے' اور میں کہتی' کاش عبدالمطلب میرے پاس آتے' وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پرندوں کا ایک غول آیا ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اس نے میرے حجرے کو ڈھانپ لیا ہے' ان کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے ہیں' پس اللہ نے میری نگاہ سے پردے اٹھا دیئے' اور میں نے اسی وقت زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا' اور میں نے تین علم لگے دیکھے' ایک علم مشرق میں' ایک مغرب میں' اور ایک کعبہ کی چھت پر' پس مجھے دردِ زہ نے آ لیا' اور مجھے سخت دردِ زہ ہو گیا' مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں شریف عورتوں کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہوں اور وہ مجھ پر ہجوم کیے ہوئے ہیں' حتیٰ کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں بیت اللہ کے ساتھ ہوں اور میں کسی چیز کو نہیں دیکھتی' پس میں نے محمد ﷺ کو جنم دیا' اور جب آپ میرے بطن سے نکلے تو میں نے گھوم کر آپ کی طرف دیکھا' کیا دیکھتی ہوں کہ آپ سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اور آپ نے عاجز شخص کی طرح اپنی انگلی اٹھائی ہوئی ہے' پھر میں نے ایک سفید بادل دیکھا جو آسمان سے اترا ہے اور اس نے آپ کو ڈھانک لیا ہے' پس آپ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے' پھر میں نے ایک منادی کو آواز دیتے سنا' محمد ﷺ کے ساتھ زمین کے مشرق و مغرب کا چکر لگاؤ' اور سب سمندروں میں انہیں لے جاؤ تاکہ وہ آپ کی صورت' تعریف اور نام پہچان لیں اور یہ بھی جان لیں کہ ان کا نام ماحی رکھا گیا ہے جو شرک کی ہر باقی ماندہ چیز کو مٹا دیں گے' وہ بیان کرتی ہیں' پھر وہ جلد ہی آپ سے الگ ہو گئے' کیا دیکھتی ہوں کہ میں ایک سفید اونی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہوں' جو دودھ سے بھی زیادہ سفید ہے اور اس کے نیچے سبز ریشم ہے اور محمد ﷺ نے سفید تازہ موتیوں کی تین چابیاں پکڑی ہوئی ہیں' اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ محمد ﷺ نے فتح' ہوا' اور نبوت کی چابیاں پکڑی ہیں۔

ابن حامد نے اسی طرح بیان کیا ہے اور اس پر سکوت اختیار کیا ہے اور یہ بہت ہی غریب ہے' اور شیخ جمال الدین ابوزکریا یحییٰ بن یوسف بن منصور بن عمر انصاری صرصری جو احادیث و لغت کے ماہر اور رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت رکھنے والے ہیں' بیان کرتے ہیں' اور اپنے زمانے میں وہ حضرت حسانؓ بن ثابت کی مانند تھے' اور ان کے دیوان میں رسول اللہ ﷺ کی مدح لکھی ہوئی ہے اور آپ نابینا اور صاحب بصیرت تھے' اور آپ نے ۶۵۶ھ میں بغداد میں وفات پائی' آپ کو تاتاریوں نے بغداد میں قتل کر دیا' جیسا کہ اپنے موقع پر اور ہماری اس کتاب میں عنقریب بیان ہو گا' ان شاء اللہ تعالیٰ' آپ اپنے دیوان کے حرف ''حاء'' کے قصیدہ میں کہتے ہیں:

محمد ﷺ کو لوگوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اور گمراہی نے جن باتوں کو کمزور کر دیا ہے وہ ان کی اصلاح کرتے ہیں اور انہیں مضبوط کرتے ہیں' اور اگر حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ ٹھوس پہاڑوں نے تسبیح کی ہے یا چوڑا لوہا نرم ہو گیا ہے تو بلاشبہ ٹھوس

Marfat.com

چنانچہ آپ کی ہتھیلی میں نرم ہو گئی ہیں اور سنگریزے آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرتے ہیں اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا سے پانی پھوڑا ہے تو وہ آپ کے ہاتھ سے بھی بہتا ہے اور اگر نرم ہوا' حضرت سلیمان علیہ السلام کی مطیع تھی اور صبح و شام چلنے میں کوتاہی نہ کرتی تھی' تو صبا ہمارے نبی ﷺ کی مدد کے لیے چلتی تھی' اور دشمن ایک ماہ کی مسافت پر خوف سے گھبرا جاتا تھا' اور اگر انہیں عظیم بادشاہت دی گئی اور جنات کو ان کے لیے مسخر کر دیا گیا اور وہ ان کی رضامندی سے آرام فرماتے تھے' بلاشبہ سب خزانوں کی چابیاں آپ کے پاس آئیں اور عظیم زاہد نے انہیں واپس کر دیا' اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت دی گئی اور طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام بخشا گیا' تو حضرت نبی کریم ﷺ حبیب ہیں بلکہ وہ خلیل ہیں' جن سے کلام کیا جاتا ہے اور آپ رؤیا اور حق کے ساتھ مخصوص ہیں' نیز آپ عظیم حوض اور جھنڈے اور گنہگاروں کی شفاعت کے لیے مخصوص ہیں' جبکہ دوزخ کی آگ جھلس رہی ہو گی اور آپ کو اللہ کے ہاں بلند اور نزدیکی نشست حاصل ہے اور آپ اللہ کی عطاء سے آرام و راحت حاصل کرتے ہیں' اور بلند و بالا مرتبہ کے ورے تو فیاض لوگوں کے مراتب دیکھے گا' اور آپ جنت الفردوس میں پہلے داخل ہونے والے شخص ہیں' اور آپ کے لیے دیگر دروازے پسندیدگی کی وجہ سے کھولے جائیں گے۔

ہمارے زمانے تک اخبار غیبیہ جو وقوع پذیر ہو چکی ہیں' اور جن کے جمع کرنے کی اللہ نے توفیق دی ہے' یہ ان میں سے آخری خبر ہے' جو دلائل نبوت میں شامل ہے۔ واللہ الهادی

اور جب ہم آپ کی وفات کے بعد ہمارے زمانے تک کے واقعات کے بیان کرنے سے فارغ ہو جائیں گے' تو اس کے بعد آخری زمانے میں ہونے والی جنگوں اور فتنوں کا ذکر کریں گے پھر اس کے بعد قیامت کی علامات کو بیان کریں گے' پھر بعث و نشور کا ذکر کریں گے' پھر قیامت کے روز کے احوال اور اس دن کی عظمت اور حوض' میزان اور پل صراط اور جنت و دوزخ کے حالات بیان کریں گے۔

Marfat.com

باب:

تاریخ اسلام کے دوراوّل میں ہونے والے واقعات اور ۱۱ھ میں وفات پانے والے مشاہیر واعیان

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ مشہور قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو بروز سوموار آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اور اس بارے میں بہ کفایت ہم مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور اس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات:

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سوموار کو چاشت کے وقت ہوئی' اور لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت میں مشغول ہو گئے' پھر سوموار کے بقیہ دن میں اور منگل کی صبح کو مسجد میں بیعت عامہ ہوئی' جیسا کہ پہلے طوالت کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے' پھر صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کے غسل وکفن دینے اور منگل کے بقیہ دن میں آپ کا تسلیماً جنازہ پڑھنے میں مصروف ہو گئے' اور انہوں نے آپ کو بدھ کی رات کو دفن کر دیا جیسا کہ اس کے موقع پر اسے مبرہن طور پر پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

محمد بن اسحاق بن یسار بیان کرتے ہیں کہ زہری نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب سقیفہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی' تو دوسرے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قبل تقریر کی' اللہ کی حمد وثنا کے بعد آپ نے فرمایا اے لوگو! کل میں نے آپ سے کچھ باتیں کی تھیں' نہ میں نے انہیں کتاب اللہ میں پایا ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کی وصیت کی تھی' لیکن میں سمجھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ عنقریب ہمارے معاملے کا انتظام کریں گے' اور آپ فرماتے تھے کہ آپ ہمارے آخر میں ہوں گے' اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے جس سے اس نے رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی کی' اور اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو اللہ تعالیٰ تمہاری راہنمائی بھی کرے گا' اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہارے بہترین آدمی' رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اور آپ کے یار غار پر متفق کر دیا ہے' پس اٹھو اور اس کی بیعت کرو' پس لوگوں نے بیعت سقیفہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو! مجھے تم پر حکمران بنایا گیا ہے' حالانکہ میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں' پس اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں برائی کروں تو مجھے سیدھا کر دینا' سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور تمہارا کمزور جب تک میں اسے اس کا حق واپس نہ دلا دوں' میرے نزدیک قوی ہے اور تمہارا قوی' جب تک میں اس سے حق نہ لے لوں' ان شاء اللہ میرے نزدیک کمزور ہے' جو قوم جہاد کو چھوڑ دیتی ہے' اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دیتا ہے اور جس قوم میں بے حیائی

Marfat.com

پھیل جاتی ہے اللہ ان سب پر مصیبت نازل کرتا ہے' میں جب تک اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں' میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں' اپنی نماز کے لیے تیار ہو جاؤ' اللہ تم پر رحم کرے گا' یہ اسناد صحیح ہے' اور اس وقت صحابہؓ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اتفاق کیا' حتیٰ کہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما نے بھی اتفاق کیا' اور اس کی دلیل بیہقی کی وہ روایت ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالحسین علی بن محمد بن علی حافظ اسفرائینی نے ہمیں بتایا کہ ابوعلی الحسین بن علی حافظ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن خزیمہ اور ابراہیم بن ابی طالب نے ہم سے بیان کیا کہ بندار بن بیار نے ہم سے بیان کیا کہ ابوہشام مخزومی نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد بن ابی ہند نے ہم سے بیان کیا کہ ابونضرہ نے بحوالہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو لوگ سعد بن عبادہؓ کے گھر میں جمع ہوئے اور ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور کہنے لگا' کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے انصار ہیں پس جس طرح ہم آپ کے انصار تھے اسی طرح آپؐ کے خلیفہ کے بھی انصار ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا' تمہارے Spoksman نے درست کہا ہے اور اگر تم اس کے سوا کوئی اور بات کرتے تو ہم تمہاری بیعت نہ کرتے' اور آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ تمہارا آقا ہے اس کی بیعت کرو' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیعت کی' اور انصار و مہاجرین نے بھی آپ کی بیعت کی' راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور قوم کے سرکردہ لوگوں کا اندازہ لگایا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہ پایا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا' وہ آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد آپ مسلمانوں کی وحدت کو پارا پارا کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! گڑبڑ کی کوئی بات نہیں ہے اور کھڑے ہو کر آپ کی بیعت کر لی' پھر آپ نے قوم کے سرکردہ لوگوں کا اندازہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا' آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا' رسول اللہ ﷺ کے عمزاد اور داماد' کیا آپ مسلمانوں کی وحدت کو پارا پارا کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ' گڑبڑ کی کوئی بات نہیں ہے اور آپ کی بیعت کر لی۔

حافظ ابوعلی نیشاپوری نے اس حدیث یا اس کے مفہوم کے متعلق بیان کیا ہے کہ میں نے ابن خزیمہ کو بیان کرتے سنا کہ مسلم بن الحجاج میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا' تو میں نے انہیں اس حدیث کو ایک کاغذ پر لکھ دیا اور پڑھ کر بھی سنایا تو وہ کہنے لگے یہ حدیث ایک اونٹ کے برابر ہے۔ میں نے کہا یہ اونٹ کے برابر کر دیتی ہے بلکہ یہ دس ہزار درہم کی تھیلی کے برابر ہے۔ اور امام احمد نے اسے ثقہ سے بحوالہ وہیب مختصراً روایت کیا ہے اور الحاکم نے اسے اپنے مستدرک میں عفان بن مسلم کے طریق سے بحوالہ وہیب پہلے کی طرح طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے' اور ہم نے المحاملی کے طریق سے عن القاسم بن سعید بن المسیب عن علی بن عاصم عن الجریری عن ابی نضرہ عن ابی سعید روایت کی ہے اور انہوں نے اس دن حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کے بارے میں اسی کی مانند بات بیان کی ہے' اور موسیٰ بن عقبہ اپنے مغازی میں بحوالہ سعد بن ابراہیم بیان

Marfat.com

کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان ۔۔ کے باپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے' اور حضرت محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار توڑ دی' پھر حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کی اور لوگوں کے پاس معذرت کرتے ہوئے فرمایا' خدا کی قسم میں شب و روز میں کبھی امارت کا خواہش مند نہیں ہوا اور نہ کبھی میں نے پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر کبھی اس کے متعلق اللہ سے دعا کی ہے' تو مہاجرین نے آپ کی بات کو قبول کر لیا اور حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا ہمیں صرف یہ شکایت ہے کہ ہمیں مشورے میں پیچھے رکھا گیا ہے اور ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امارت کا زیادہ حقدار سمجھتے ہیں' نیز آپ یار غار ہیں اور ہم آپ کی شرافت و بزرگی کو جانتے ہیں' نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں آپ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا' اور یہی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناسب حال ہے۔ اور آثار سے پتہ چلتا ہے کہ آپ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازوں میں شامل ہوتے تھے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذوالقصہ کی طرف گئے' جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور آپ کو مشورے دیئے' اور آپ کی خیر خواہی کی' اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' اور آپ نے اپنے والد کے چھ ماہ بعد وفات پائی ہے۔

اسے بیعت ثانیہ پر محمول کیا جاتا ہے' جس نے اس انقباض کو دور کر دیا ہے' جو میراث کے بارے میں گفتگو کرنے سے پیدا ہوا تھا' اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نص ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ سے ان کو میراث سے روکا تھا' جیسا کہ پہلے اس کے الفاظ و اسانید بیان کیے جا چکے ہیں' اور ہم نے ان طرق کو استقصاء کے ساتھ ایک الگ کتاب میں سیرت صدیق میں لکھا ہے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے قوت دی ہے اور آپ سے مروی احکام کو ابواب علم کے مطابق باب وار بیان کیا ہے۔

اور سیف بن عمر تمیمی نے عن ابی ضمرہ عن ابیہ عن عاصم بن عدی بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے منادی نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج کی تکمیل کے لیے اعلان کیا کہ آگاہ رہو کہ جیش اسامہ کا کوئی شخص مدینہ میں نہ رہے۔ اور جرف میں اپنی فوج کے پاس چلا جائے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح کا آدمی ہوں اور شاید تم مجھے اس بات کا مکلف کرو جس کی قوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمین میں برگزیدہ کیا ہے اور آپ کو آفات سے بچایا ہے اور میں صرف متبع ہوں مبتدع نہیں' پس اگر میں سیدھا رہوں تو تم میری بیعت کرنا اور اگر میں کج ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور اس امت کے کسی ایک شخص کا بھی ایک کوڑے کی ضرب یا اس سے کم تر ضرب کا آپ سے مطالبہ نہ تھا اور بلاشبہ میرا ایک شیطان ہے جو میرے پاس آتا ہے' پس جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے رک جانا اور تم شام و سحر ایسی موت کے قابو میں ہو جس کا علم تم سے پوشیدہ ہے اور اگر استطاعت رکھو کہ وہ تمہیں اس وقت آئے جب تم نیک اعمال بجالا رہے ہو تو نیک اعمال کرو' مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر تم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے اور قبل اس کے کہ تمہاری موتیں تمہیں انقطاع اعمال کے حوالے کر دیں اپنی موت کا سامان تیار کرنے میں جلدی کرو' بلاشبہ ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جو اپنی موت کو بھول گئے اور اپنے

Marfat.com

اعمال کو پیچھے چھوڑ گئے' ان کی مانند بننے سے بچو' سنجیدگی اختیار کرو' نجات پاؤ' جلدی کرو' جلدی کرو' بلاشبہ تمہارے پیچھے ایک تیز طلب گار اور موت پڑی ہوئی ہے جس کا معاملہ بہت تیز ہے' موت سے ڈرو' اور بیٹوں' بھائیوں اور باپوں سے عبرت حاصل کرو اور زندوں کی اطاعت انہی کاموں میں کرو جن کی تم مردہ ہو کر اطاعت کرو گے' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی طرح آپ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا' خدا تعالیٰ صرف انہی اعمال کو قبول کرتا ہے جو اس کی رضا مندی کے لیے کیے جائیں' پس تم اپنے اعمال سے اللہ کی رضا مندی چاہو' تو صرف اپنے فقر و حاجت کے وقت مخلص ہو گئے' اللہ کے بندو' جو تم میں سے مر گئے ہیں ان سے عبرت پکڑو اور جو لوگ تم سے پہلے تھے' ان کے بارے میں تفکر سے کام لو' کہ وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں' وہ سرکش لوگ کہاں ہیں جن کے قتال و غلبہ کا ذکر میدان ہائے کارزار میں ہوتا تھا' زمانے نے انہیں ذلیل و عاجز کر دیا ہے اور وہ بوسیدہ ہو گئے ہیں اور ان پر فاقے مسلط ہو گئے ہیں' خبیث کام خبیثوں کے لیے ہیں اور خبیث لوگ' خبیث کاموں کے لیے ہیں' اور وہ بادشاہ کہاں ہیں' جنہوں نے زمین کو پھاڑا اور آباد کیا؟ وہ ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کی یاد بھی بھول گئی ہے اور وہ لاشئی ہو گئے ہیں' ہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر تاوان باقی رکھے ہیں' اور خواہشات کو ان سے دور کر دیا ہے اور وہ چلتے بنے ہیں اور ان کے اعمال' ان کے اعمال ہیں' اور دنیا' دوسروں کی دنیا ہے اور ہم نے ان کے خلف کو بھیجا' پس اگر ہم نے ان سے عبرت حاصل کی تو ہم نجات پا جائیں گے اور اگر ہم پستی میں گئے تو ہم ان کی مانند ہوں گے' وہ حسین چہروں والے کہاں ہیں جو اپنے شباب پر نازاں تھے؟ وہ مٹی ہو گئے ہیں' اور جو انہوں نے اس میں کوتاہیاں کی تھیں' وہ ان کے لیے حسرت بن گئی ہیں' وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے شہر بنائے' اور انہیں فصیلوں سے مضبوط کیا اور ان میں عجائبات بنائے وہ انہیں اپنے پچھلوں کے لیے چھوڑ گئے ہیں' پس ان کی یہ رہائش گاہیں منہدم ہو چکی ہیں اور وہ قبروں کی تاریکیوں میں پڑے ہیں (کیا تم ان میں سے کسی کی خبر پاتے ہو یا ان کی آہٹ سنتے ہو) تمہارے وہ آباء اور بھائی کہاں ہیں جنہیں تم پہچانتے ہو' ان کی موتیں انہیں لے گئی ہیں اور جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا ہے اس تک پہنچ گئے ہیں اور موت کے بعد' شقاوت و سعادت کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں' آگاہ رہو اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور اس کے درمیان اور اس کی مخلوق میں سے کسی کے درمیان کوئی ذریعہ نہیں' جو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بغیر اسے بھلائی عطا کر سکتا ہو اور اس سے برائی کو دور کر سکتا ہو' اور جان لو تم حساب لیے گئے غلام ہو' اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت سے ہی لیا جا سکتا ہے' کیا تم میں سے کسی کے لیے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے سے دوزخ کو دور کرے' اور جنت اس سے دور نہ ہو؟۔

Marfat.com

باب:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی فوج کی روانگی کے بارے میں

جن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے شام میں بلقاء کی ملحقہ سرحد پر جہاں حضرت زید بن حارثہ‘ حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے‘ جانے کا حکم دیا تھا‘ کہ وہ اس علاقے کا قصد کریں‘ انہوں نے جرف میں جا کر خیمے لگا لیے‘ ان لوگوں میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے کہتے ہیں کہ ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لیے مستثنیٰ کر لیا تھا‘ پس جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو انہوں نے وہاں قیام کر لیا‘ اور جب آپ کی وفات ہوگئی تو مصیبت بڑھ گئی اور حالات سنگین ہو گئے اور مدینہ میں نفاق پھوٹ پڑا‘ اور مدینہ کے اردگرد جن قبائل نے مرتد ہونا تھا‘ وہ مرتد ہو گئے‘ اور دوسروں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اور سوائے مکہ اور مدینہ کے ملک میں جمعہ کا کوئی مقام باقی نہ رہا‘ اور لوگوں کے حق کی طرف رجوع کرنے کے بعد سب سے پہلے جس بستی میں جمعہ پڑھا گیا‘ وہ بحرین کے علاقے کی جواثا نامی بستی تھی‘ جیسا کہ عنقریب صحیح بخاری کے حوالے سے بیان ہوگا‘ اور طائف کے ثقیف اسلام پر قائم رہے‘ نہ انہوں نے فرار کیا اور نہ ارتداد اختیار کیا۔ حاصل کلام یہ کہ جب یہ باتیں وقوع پذیر ہوئیں تو بہت سے لوگوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی اہم ضرورت کی وجہ سے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو نہ بھیجیں‘ کیونکہ اسے امن و سلامتی کی حالت میں تیار کیا گیا تھا‘ اور ان مشورہ دینے والوں میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے‘ مگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات کو قبول نہ کیا اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روکنے سے سختی سے انکار کیا‘ اور فرمایا خدا کی قسم! میں اس جھنڈے کو نہیں کھولوں گا‘ جسے رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے‘ خواہ پرندے اور درندے ہمیں مدینہ کے اردگرد سے اچک لیں‘ اور اگر امہات المومنینؓ کے پاؤں کو کتے گھسیٹ لیں تو بھی میں ضرور جیش اسامہ کو بھیجوں گا اور مدینہ کے اردگرد کے محافظوں کو حکم دوں گا کہ وہ اس کی حفاظت کریں۔ اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا اس حالت میں جانا بڑے مفاد میں رہا اور وہ عرب کے جس قبیلے کے پاس سے بھی گزرتے‘ وہ ان سے خوفزدہ ہو جاتا‘ اور وہ لوگ کہتے کہ یہ لوگ اس لیے نکلے ہیں کہ ان کو بڑی قوت حاصل ہے‘ پس انہوں نے چالیس دن قیام کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ستر دن قیام کیا‘ پھر وہ سالم و غانم واپس آئے‘ تو آپ نے انہیں اسی وقت مرتد قبائل اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کے لیے بھیج دیا‘ جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

سیف بن عمر‘ ہشام بن عروہ سے ان کے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی‘ اور انصار نے جس معاملے میں علیحدگی اختیار کی تھی اس میں اتفاق کر لیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی تکمیل چاہتے تھے‘ اور ہر قبیلے کے خاص و عام عرب مرتد ہو چکے تھے‘ اور نفاق پھوٹ پڑا تھا‘ اور یہودیت اور نصرانیت گردن اٹھا کر دیکھ رہی تھی اور مسلمان اپنے نبی کے فوت ہو جانے اور اپنی قلت اور اپنے دشمن کی کثرت کی وجہ سے سردرات میں تیز بھاگنے والی

Marfat.com

بکریوں کی طرح تھے پس لوگوں نے آپ سے کہا کہ تمام مسلمان اور عرب' جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں' آپ کے باغی ہو گئے ہیں' اور آپ کے لیے مناسب نہیں کہ آپ مسلمانوں کی جماعت کو اپنے سے الگ کر دیں آپ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جان ہے' اگر مجھے یقین ہوتا کہ درندے مجھے اُچک لیں گے تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جیش اسامہ کو ضرور بھیجتا' اور اگر بستیوں میں میرے سوا' کوئی زندہ نہ رہتا تب بھی میں اسے ضرور بھیجتا۔ اور اسے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ بھی روایت کیا گیا ہے۔ نیز قاسم اور عمرہ کی حدیث سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی روایت کیا گیا ہے' آپ فرماتی ہیں' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے' تو تمام عرب مرتد ہو گئے' اور نفاق پھوٹ پڑا' اور قسم بخدا مجھ پر وہ مصیبت نازل ہوئی کہ اگر وہ ٹھوس پہاڑوں پر نازل ہوتی تو ان کو توڑ دیتی' اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب' درندوں کی زمین میں' برسات والی رات میں' باغ میں تیز دوڑنے والی بکریوں کی طرح تھے۔ خدا کی قسم انہوں نے میرے باپ کے نقطہ نگاہ کی غلطی' کوشش اور فیصلہ میں کوئی اختلاف نہیں کیا' پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا جس شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ اسلام کے کام آنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں' خدا کی قسم وہ ایک ماہر اور لاثانی آدمی تھے' اور آپ نے کاموں کے لیے ان کے ہمسر تیار کیے تھے۔

حافظ ابوبکر بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ حافظ نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن علی میمونی نے ہم سے بیان کیا' کہ الفریابی نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن کثیر نے ابوالاعرج سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی' آپ نے یہ بات تین بار دہرائی' آپ سے کہا گیا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بس کیجیے آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو سات سو آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف بھیجا' اور جب آپ ذی خشب میں فروکش ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور مدینہ کے اردگرد کے عرب' مرتد ہو گئے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے' اور کہنے لگے اے ابوبکرؓ ان لوگوں کو واپس بلا لیجیے' یہ لوگ رومیوں کی طرف جا رہے ہیں اور مدینہ کے اردگرد کے قبائل' مرتد ہو گئے ہیں' آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاؤں کتے گھسیٹ لیں' میں اس جیش کو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے' واپس نہیں بلاؤں گا' اور نہ اس جھنڈے کو کھولوں گا' جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے' پس آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا' اور آپ جس قبیلے کے پاس سے گزرتے' جو ارتداد کا خواہاں ہوتا' وہ کہتا اگر ان کے پاس فوج نہ ہوتی تو وہ اس قسم کی فوج کو اپنے ہاں سے باہر نہ بھیجتے' لیکن ہم انہیں چھوڑتے ہیں تاکہ یہ رومیوں سے جنگ کریں' پس انہوں نے رومیوں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور قتل کیا اور صحیح سلامت واپس آ گئے' پس وہ اسلام پر قائم رہے۔ میرے خیال میں یہ عباد بن کثیر برمکی ہے۔ کیونکہ الفریابی نے اس سے روایت کی ہے اور وہ متقارب الحدیث ہے' اور بصری ثقفی متروک الحدیث ہے۔ واللہ اعلم

اور سیف بن عمرو نے ابوضمرہ اور ابوعمرو وغیرہ سے بحوالہ حسن بصری روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جیش

Marfat.com

اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو بعض انصار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گذارش کیجیے کہ وہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو ہمارا امیر مقرر کر دیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا' تو کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو داڑھی سے پکڑ لیا اور فرمایا اے ابن خطاب تیری ماں تجھے کھو دے' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ امیر کے سوا کسی اور کو امیر مقرر کروں؟ پھر خود جرف کی طرف گئے' اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا معائنہ کیا اور انہیں روانگی کا حکم دیا' اور خود ان کے ساتھ پیدل چلے' اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سوار تھے' اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت صدیق رضی اللہ عنہما کی اونٹنی کے آگے چل رہے تھے' حضرت اسامہؓ نے کہا اے خلیفۃ الرسولؐ یا آپ سوار ہو جائیں' یا میں اتر پڑتا ہوں' فرمایا خدا کی قسم نہ تو اترے گا اور نہ میں سوار ہوں گا' پھر حضرت صدیق نے حضرت اسامہ سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کے متعلق اجازت لی کہ آپ انہیں چھوڑ جائیں' حضرت عمر' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کی فوج میں شامل تھے' حضرت اسامہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی خاطر انہیں آزاد کر دیا' یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد جب بھی حضرت عمر' حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما سے ملتے تو کہتے اے امیر! السلام علیک۔

کذاب متنبی اسود عنسی کا قتل:

ابوجعفر بن جریر بیان کرتے ہیں کہ عمر بن شبیہ نمیری نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن محمد المدائنی نے ابومعشر اور یزید بن عیاض سے بحوالہ جعد' اور غسان بن عبدالحمید اور جویریہ بن اسماء نے اپنے مشائخ سے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کے جیش کو ربیع الاوّل کے آخر میں روانہ کیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد ربیع الاوّل کے آخر میں اسود کے قتل کا واقعہ پیش آیا اور یہ پہلی فتح تھی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں رہتے ہوئے حاصل کی۔

اس کے خروج و تملیک اور قتل کا حال:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یمن' حمیر کے ماتحت تھا اور ان کے بادشاہ تبابعہ کہلاتے تھے۔ اور ایام جاہلیت میں ہم نے اس کے ایک اچھے پہلو پر گفتگو کی ہے' پھر یہ کہ شاہ حبشہ نے اپنے جرنیلوں میں سے دو امیروں' اشرم اور اریاط کو بھیجا' ان دونوں نے اس کے لیے یمن کو حمیر سے چھین لیا اور وہ حبشیوں کی ملکیت میں آ گیا' پھر ان دونوں امیروں میں اختلاف ہو گیا اور اریاط قتل ہو گیا اور ابرہہ بااختیار نائب بن گیا اور اس نے ایک کلیسا بنایا اور اس کی بلندی کی وجہ سے اس کا نام عانس رکھا اور چاہا کہ عرب کعبہ کو چھوڑ کر اس کا حج کریں' پس ایک قریشی نے آ کر اس کلیسا میں پاخانہ کر دیا' اور جب اس کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے حلف اٹھایا کہ وہ مکہ کے بیت اللہ کو تباہ کر دے گا پس وہ فوجوں اور محمود نامی ہاتھی کے ساتھ مکہ کی طرف چل پڑا' اور ان کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ اور قبل ازیں اس کی تفصیل اپنے مقام پر بیان ہو چکی ہے' پس ابرہہ اپنی بقیہ فوج کے ساتھ نہایت برے حال اور بری ناکامی کے ساتھ واپس لوٹا اور اس کے اعضاء مسلسل پورا پورا ہو کر گرتے رہے اور جب وہ صنعا پہنچا تو اس کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا' اس کے بعد اس کا بیٹا یلیسوم بن ابرہہ بادشاہ بنا' پھر اس کا بھائی مسروق بن ابرہہ بادشاہ بنا کہتے ہیں کہ یمن کی حکومت مسلسل ستر سال تک حبشیوں کے ہاتھوں میں رہی' پھر سیف بن ذی یزن حمیری جوش میں آ کر قیصر شاہ روم سے ان کے خلاف مدد مانگنے گیا' تو اس نے اسے قبول نہ کیا' کیونکہ اس کے اور ان کے درمیان دین نصرانیت میں اتفاق پایا جاتا تھا' پس وہ

Marfat.com

ایرانیوں کے بادشاہ کسریٰ کے پاس چلا گیا اور اس سے مدد مانگی' اور اس کے' اس کے ساتھ گفتگو کے کئی مواقف و مقامات ہیں' جن میں سے بعض کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے' پھر اس وقت اس امر پر اتفاق ہوا کہ وہ قیدیوں میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ بھیجے' جن کی پیشوائی ان کا ایک شخص وہرز نام کر رہا تھا پس اس نے حبشیوں سے ملک کو چھڑا لیا اور مسروق بن ابرہہ کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور وہ صنعاء میں داخل ہو گئے' اور انہوں نے اپنے آباء کے دستور کے مطابق سیف بن ذی یزن کو بادشاہ مقرر کیا' اور ہر جانب سے عرب مبارکباد دینے آئے' اس کے علاوہ بھی کسریٰ کے ملکوں پر نائب مقرر تھے پس مسلسل یہی حال رہا' حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہو گئی' اور آپ نے جتنا عرصہ مکہ میں ٹھہرنا تھا' ٹھہرے' پھر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے' اور جب آپ نے دنیا کے بادشاہوں کو خدائے واحد لاشریک کی عبادت کی دعوت دیتے ہوئے خطوط لکھے تو ان میں شاہ ایران کسریٰ کو بھی خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ایران کے عظیم بادشاہ کسریٰ کی طرف۔

''ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلامتی ہو' امابعد! تم مسلمان ہو جاؤ تو بچ جاؤ گے''۔ الخ

جب اس کے پاس یہ خط پہنچا تو اس نے کہا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ خط جزیرہ عرب کے ایک شخص کی طرف سے آیا ہے' جو اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے' اور جب اس نے خط کو کھولا تو دیکھا کہ آپ نے کسریٰ کے نام سے قبل اپنے نام سے خط کا آغاز کیا ہے تو کسریٰ کو بہت غصہ آیا اور اس نے خط پڑھنے سے قبل خط کو پارا پارا کر دیا اور اپنے یمن کے گورنر باذام کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تجھے ملے تو جزیرہ عرب کے اس شخص کی طرف' جو اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے' اپنی طرف سے دو امیروں کو بھیجو اور اسے طوق ڈال کر میرے پاس بھیج دو' جب باذام کو خط ملا تو اس نے دو دانشمند امیروں کو اپنی طرف سے بھیجا اور کہا کہ اس شخص کے پاس جاؤ اور دیکھو وہ کیا ہے؟ پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اسے طوق ڈال کر کسریٰ کے پاس لے جاؤ اور اگر وہ کچھ اور ہے تو مجھے اطلاع دو کہ وہ کیا ہے تاکہ میں اس کے معاملے میں غور و فکر کروں' وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے تو انہوں نے آپ کو نہایت اچھے حالات میں پایا اور آپ کے عجیب امور دیکھے' جن کا بیان طویل ہے اور وہ دونوں آپ کے پاس ایک ماہ تک ٹھہرے رہے' حتیٰ کہ انہوں نے آپ تک وہ بات پہنچائی جس کے لیے وہ آپ کے پاس آئے تھے' پھر اس کے بعد انہوں نے آپ سے جواب کا تقاضا کیا تو آپ نے انہیں فرمایا' واپس جا کر اپنے آقا کو خبر دو کہ میرے رب نے آج شب اس کے آقا کو قتل کر دیا ہے' انہوں نے اس کی تاریخ یاد رکھی اور جلدی سے یمن واپس جا کر باذام کو اس بات کی اطلاع دی جو آپ نے انہیں کہی تھی' اس نے کہا اس رات کو یاد رکھو' پس اگر ایسے ہی ظہور میں آیا جیسے اس نے کہا ہے تو وہ نبی ہے' پس ان کے بادشاہ کی طرف سے خط آیا کہ فلاں شب کو کسریٰ قتل ہو گیا ہے اور وہ وہی شب تھی' جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا' اور اس کے بیٹوں نے اسے قتل کر دیا اسی لیے ایک شاعر نے کہا ہے۔

کسریٰ کو اس کے بیٹوں نے تلواروں سے یوں ٹکڑے ٹکڑے کیا' جیسے گوشت فروخت کرنے والا اس کے حصے کرتا ہے' موت نے اسے دن کو حرکت دی اور ہر حاملہ کے لیے ایک پورا وقت ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور اس کے بعد اس کا بیٹا یزدگرد بادشاہ بنا اور اس نے باذام کو لکھا کہ اپنی طرف سے میری بیعت کر لو اور اس شخص کے پاس جاؤ اور اس کی اہانت نہ کرو' بلکہ اس کی عزت کرو' پس یمن میں جو ایرانی رہتے تھے ان میں سے باذام اور اس کی اولاد کے دلوں میں اسلام داخل ہو گیا' اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے اسلام قبول کرنے کا پیغام بھیجا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے پورے یمن کی نیابت کا پیغام بھیجا اور اسے اس کی موت تک معزول نہ کیا' اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے شہر بن باذام کو صنعا اور بعض صوبوں پر نائب مقرر کیا اور آپ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کو دیگر صوبوں پر نائب بنا کر بھیجا' پس سب سے پہلے آپ نے ۱۰ھ میں حضرت علی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما کو بھیجا' پھر حضرت معاذ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور یمن کی عملداری کو صحابہ کی جماعت میں تقسیم کر دیا۔ جن میں شہر بن باذام اور عامر بن شہر الہمدانی کو ہمدان پر اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو مارب پر' اور خالد بن سعید بن العاص کو عامر نجران' رفع' زبید پر' اور یعلی بن امیہ کو الجند پر اور طاہر بن ابی ہالۃ کو علی اور اشعریوں پر اور عمرو بن حزام کو نجران پر اور زیاد بن لبید کو بلاد حضرموت پر اور عکاشہ بن مور بن اخضر کو سکاسک پر اور معاویہ بن کندہ کو سکون پر اپنا نائب مقرر کیا' اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن اور حضرموت کے باشندوں کے لیے معلم بنا کر بھیجا جو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتے رہتے تھے' اس کا ذکر سیف بن عمرو نے کیا ہے اور یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخر میں ۱۰ھ میں ہوا۔ اسی دوران میں یہ لعین اسود عنسی نمودار ہوا۔

اسود عنسی کا خروج:

اس کا نام عبہلۃ بن کعب بن غوث ہے اور اس کے شہر کو کہف حنان کہا جاتا ہے اس نے سات سو جانبازوں کے ساتھ خروج کیا اور حضرت نبی کریم ﷺ کے کارندوں کو لکھا۔ اے سرکشو! تم نے ہمارا جو علاقہ ہتھیایا ہے اور جو کچھ تم نے جمع کیا ہے' ہمیں واپس کر دو' ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں' اور تم جو کچھ ہو سو ہو' پھر وہ سوار ہو کر نجران کی طرف گیا اور اس نے اپنے نکلنے کی جگہ سے دس راتوں بعد اس پر قبضہ کر لیا' پھر اس نے صنعاء کا قصد کیا اور شہر بن باذام اس کے مقابلہ میں نکلا اور دونوں نے جنگ کی اور اسود نے اس پر غالب آ کر اسے قتل کر دیا اور اس کی فوج کو شکست دی اور اپنے نکلنے کی جگہ سے پچیسویں رات کو شہر صنعاء پر قابض ہو گیا' پس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ وہاں سے بھاگ کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے' پھر دونوں حضرموت کو گئے' اور رسول اللہ ﷺ کے کارندے طاہر کے پاس گئے' اور عمر بن حزام اور خالد بن سعید بن العاص' مدینہ واپس آ گئے' اور پورا یمن اسود عنسی کے قبضہ میں آ گیا اور اس کی حکومت شرارے کی طرح پھیلنے لگی' اور جب شہر بن باذام سے اس کی جنگ ہوئی تو اس کی فوج سات سو سواروں پر مشتمل تھی' اور قیس بن عبد یغوث اور معاویہ بن قیس اور یزید بن محرم بن حصن الحارثی اور یزید بن الافکل ازدی اس کے امراء تھے اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی' اور یمن کے باشندے مرتد ہو گئے اور جو مسلمان وہاں موجود تھے' انہوں نے اس سے تقیہ کا معاملہ کیا اور مذحج پر اس کا قائم مقام عمرو بن معدی کرب تھا' اور اس نے فوج کا معاملہ قیس بن عبد یغوث کے سپرد کر دیا' اور ابناء کا معاملہ فیروز دیلمی اور دازویہ کے سپرد کر دیا اور شہر بن باذام کی بیوی جو فیروز دیلمی کی عمزاد تھی اس سے نکاح کر لیا۔ جس کا نام زاذ تھا اور وہ نہایت حسین و جمیل عورت تھی' اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والی اور

Marfat.com

صالحہ عورتوں میں سے تھی' سیف بن عمر تمیمی بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اسود عنسی کی اطلاع ملی تو آپ نے ایک شخص کے ہاتھ' جسے وبر بن یحنس کہا جاتا تھا' ایک خط بھیجا' جس میں آپ نے وہاں کے مسلمانوں کو اسود عنسی کے ساتھ جنگ کرنے اور اس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس خط کی ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا' اور آپ نے سکون کی ایک عورت سے جسے رملہ کہا جاتا تھا' نکاح کیا تھا' پس کون نے آپ کے ان میں ٹھہرنے کی وجہ سے اس کے خلاف جتھہ بندی کی اور انہوں نے اس بارے میں آپ کا ساتھ دیا' اور انہوں نے اس خط کو رسول اللہ ﷺ کے کارندوں تک' اور جن لوگوں تک وہ اسے پہنچا سکتے تھے' پہنچایا' اور انہوں نے متفقہ طور پر قیس بن عبد یغوث کو فوج کا سالار بنالیا۔ اور وہ اس پر غضبناک ہوگیا اور اس کو حقیر سمجھا اور اس کے قتل کا ارادہ کرلیا۔ اور فیروز دیلمی کا بھی یہی حال تھا' وہ بھی اس کے نزدیک کمزور ہوگیا' اور داذویہ کا بھی یہی حال تھا' اور جب دبر بن یحنس نے قیس بن عبد یغوث کو بتایا' جو قیس بن مکشوح تھا' تو اسے یوں معلوم ہوا گویا وہ آسمان سے اس پر نازل ہوئے ہیں اور اس نے اسود کے قتل کے بارے میں ان سے اتفاق کیا اور مسلمانوں نے بھی اس پر اتفاق کیا اور باہم اس پر معاہدہ کرلیا' اور جب اس نے باطن میں اس پر یقین کرلیا' تو اسود کے شیطان نے' اسود کو اس کے متعلق کچھ اطلاع دے دی تو اس نے قیس بن مکشوح کو بلایا اور اسے کہا اے قیس یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا یہ کہتا ہے کہ تو قیس کے پاس گیا اور تو نے اس کی عزت کی اور جب وہ ہر معاملے میں دخیل ہوگیا اور عزت میں تیری مانند ہوگیا تو وہ تیرے دشمن کی طرف مائل ہوگیا اور تیرا ملک حاصل کرنے کی کوشش کی اور اپنے دل میں خیانت کرنے کی ٹھان لی' یہ کہتا ہے اے اسود اے اسود! ہائے برائی ہائے برائی' اس کے نزدیک ہو اور قیس کو چوٹی سے پکڑ لے وگرنہ یہ تجھے برہنہ کردے گا اور تجھے گزند پہنچائے گا' قیس نے اسے کہا اور قسم کھائی اور جھوٹ بولا' اے ذوالخمار آپ کا مقام میرے نزدیک اس بات سے بہت بڑا ہے کہ میں تمہارے بارے میں اپنے دل کو کچھ بتاؤں' اسود نے اسے کہا میرا خیال ہے تو بادشاہ سے جھوٹ بول رہا ہے اور بادشاہ نے سچ کہا ہے اور اب اسے پتہ چل گیا ہے کہ اسے تمہارے متعلق جس بات کی اطلاع ملی ہے اس سے تو تائب ہوگیا ہے' پھر قیس اس کے پاس سے چلا گیا اور اپنے اصحاب فیروز اور داذویہ کے پاس آیا اور انہیں وہ کچھ بتایا جو اس نے اسے کہا اور جو اس نے اس کا جواب دیا' انہوں نے کہا ہم سب محتاط ہیں' اب کیا مشورہ ہے؟ اسی دوران میں کہ وہ آپس میں مشورہ کررہے تھے کہ ان کے پاس اس کا ایلچی آیا اور وہ انہیں اس کے سامنے لے گیا' اس نے کہا کیا میں نے تمہیں' تمہاری قوم کا سردار نہیں بنایا؟ انہوں نے کہا بے شک' اس نے کہا مجھے تمہارے متعلق کیا خبریں پہنچ رہی ہیں؟ انہوں نے کہا اب کی بار ہمیں معاف کیجیے' اس نے کہا مجھے تمہارے بارے میں کوئی خبر نہ پہنچے' میں تمہیں معاف کردوں گا' راوی بیان کرتا ہے' ہم اس کے ہاں سے نکلے تو وہ ہمارے معاملے میں پریشان ہی تھا' اور ہم بھی خطرہ میں تھے' اسی دوران میں امرائے یمن میں سے ہمدان کے امیر عامر بن شہر اور ذی ظلیم اور ذی کلاع وغیرہ کے امیروں کے خطوط آئے' کہ وہ اسود کی مخالفت میں ہمارے معاون و مددگار رہیں گے' اور یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ کا خط ان کے پاس آیا جس میں آپ نے انہیں اسود عنسی پر حملہ کرنے کی ترغیب دی' پس ہم نے ان کی طرف لکھا کہ جب تک ہم پختہ فیصلہ نہ کرلیں وہ کوئی قدم نہ اٹھائیں' قیس بیان کرتا ہے کہ میں اس کی بیوی آزاد کے پاس گیا اور میں نے کہا اے میری عمزادی تیری قوم پر اس شخص نے

Marfat.com

جو مصیبت ڈالی ہے تو اسے جانتی ہی ہے اس نے تیرے خاوند کو قتل کیا ہے اور تیری قوم میں قتلام کیا اور عورتوں کو رسوا کیا' کیا تو اس کے خلاف مدد کرے گی؟ اس نے کہا کس معاملے میں' میں نے کہا اس کے نکالنے میں' اس نے کہا یا اس کے قتل کرنے میں' میں نے کہا یا اس کے قتل کرنے میں' اس نے کہا ہاں خدا کی قسم' اللہ نے کوئی ایسا شخص پیدا نہیں کیا جو اس سے زیادہ مجھے مبغوض ہو' وہ نہ اللہ کی خاطر کسی حق پر ٹھہرتا ہے اور نہ اس کی کسی حرمت سے رکتا ہے' پس جب تم ارادہ کرلو تو مجھے بتانا' میں تمہیں اس معاملے میں بتاؤں گی' قیس بیان کرتا ہے میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فیروز اور داذویہ میرا انتظار کر رہے ہیں وہ اس کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور ابھی اس کی ان دونوں سے تنگ کر ملاقات نہ ہوئی تھی کہ اسود نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اپنی قوم کے دس آدمیوں کے ساتھ آ گیا اور کہنے لگا کیا میں نے تجھے سچ نہ کہا تھا اور تو مجھ سے جھوٹ بولتا رہا؟ وہ کہتا ہے ہائے برائی ہائے برائی' اگر تو نے قیس کا ہاتھ نہ کاٹا تو وہ تیری دراز گردن کاٹ دے گا' اور قیس کو یہاں تک گمان ہو گیا کہ وہ اسے قتل کرنے والا ہے' اس نے کہا یہ بات درست نہیں کہ تیرے اہل اور تو اللہ کا رسول ہیں' مجھے قتل ہونا اس موت سے زیادہ محبوب ہے' جو میں ہر روز مرتا ہوں' پس اس نے اس پر ترس کھایا اور اسے واپس چلے جانے کا حکم دیا' اس نے اپنے اصحاب کے پاس جا کر کہا' اپنا کام کرو' اسی دوران میں کہ وہ دروازے میں کھڑے ہو کر باہم مشورہ کر رہے تھے کہ اچانک اسود ان کے پاس آ گیا' اور اس نے ایک سو گائے اور اونٹ جمع کیے اور اس نے کھڑے ہو کر ایک لکیر لگائی اور انہیں اس کے پیچھے کھڑا کر دیا اور خود ان کے آگے کھڑا ہو کر انہیں بغیر باندھے اور روکے ذبح کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی لکیر سے آگے نہ بڑھا' پس وہ چکر لگانے لگے حتیٰ کہ ان کی جانیں نکل گئیں' قیس بیان کرتا ہے کہ میں نے اس سے زیادہ قبیح کام اور اس دن سے زیادہ خوفناک دن نہیں دیکھا' پھر اسود نے کہا' اے فیروز تیرے بارے میں جو اطلاع ملی ہے کیا وہ درست ہے؟ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تجھے قتل کر کے ان بہائم کے ساتھ ملا دوں اور اس نے برچھا اس کے سامنے کیا تو فیروز نے اسے کہا تو نے ہمیں اپنی قرابت کے لیے پسند کیا ہے اور ہمیں بیٹوں پر برتری دی ہے اور اگر تو نبی نہ ہوتا تو ہم اپنے حصے کو تمہارے پاس کسی چیز کے بدلے فروخت نہ کرتے' پس یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ تمہارے ساتھ ہماری دنیا اور آخرت کا معاملہ اکٹھا ہو گیا ہے' پس جو باتیں تمہارے پاس پہنچتی ہیں اس قسم کی باتیں لے کر ہمارے پاس نہ آنا' پس جو تو پسند کرتا ہے' میں بھی وہی پسند کرتا ہوں' تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اس دن جانوروں کا گوشت تقسیم کرنے کا حکم دیا اور فیروز نے اسے اہل صنعاء میں تقسیم کر دیا پھر وہ جلدی سے اس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص اسے فیروز کے خلاف اکسا رہا ہے اور اس کے متعلق اس کے پاس شکایت کر رہا ہے فیروز نے کان لگا کر سنا۔ تو اسود کہہ رہا تھا' میں کل اسے اور اس کے اصحاب کو قتل کرنے والا ہوں' پس صبح کو اسے میرے پاس لے آنا' پھر اس نے مڑ کر دیکھا تو فیروز کھڑا تھا' اس نے کہا' ٹھہر جاؤ' فیروز نے اسے گوشت کی تقسیم کے متعلق بتایا تو اسود اپنے گھر چلا گیا' اور فیروز نے واپس آ کر جو کچھ سنا تھا اپنے اصحاب کو بتایا' اور جو کچھ اس نے کہا اور جو کچھ اسے کہا گیا' وہ بھی بتایا' پس انہوں نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ وہ اس کے معاملے میں عورت سے دوبارہ بات کریں' اور فیروز عورت کے پاس گیا تو وہ کہنے لگی کہ اس گھر کے سوا اس حویلی کے ہر گھر کو محافظوں نے گھیرا ہوا ہے' اور اس کا بیرونی حصہ راستے میں فلاں فلاں جگہ تک ہے پس جب شام ہو جائے تو محافظوں کے بغیر اس میں گھس جانا اور اس کے قتل میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہوگی' اور میں گھر میں چراغ

Marfat.com

اور ہتھیار رکھ دوں گی' اور جب وہ اس کے ہاں سے نکلا تو اسود اسے ملا اور اس سے کہنے لگا تو میری بیوی کے پاس کس کام سے گیا تھا؟ اور اپنے سر کو حرکت دی اور اسود بڑا سخت آدمی تھا' پس عورت چلائی اور اس نے اسے اس کے بارے میں غافل کر دیا' اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اسے قتل کر دیتا' وہ کہنے لگی' میرا عمزاد میری ملاقات کو آیا تھا' اس نے کہا تیرا باپ نہ رہے خاموش ہو جا۔ میں نے اسے تجھے بخشا' پس وہ اپنے اصحاب کے پاس گیا اور کہنے لگا نجات' نجات' اور انہیں واقعہ کی اطلاع دی' تو وہ حیران ہو گئے کہ کیا کریں؟ اور عورت نے انہیں پیغام بھیجا کہ تم نے اس کے متعلق جو عزم کیا ہوا ہے اس سے باز نہ آنا' اور فیروز دیلمی اس عورت کے پاس گیا اور اس سے بات کی تصدیق کی اور وہ اس گھر میں داخل ہو گئے' اور اس کے اندر سے خواص نے سوراخ کیا تا کہ باہر سے ان پر سوراخ کرنا آسان ہو جائے' پھر وہ ان دونوں کے سامنے ملاقات کرنے والے کی طرح بیٹھ گیا' اور اسود نے آ کر کہا یہ کون ہے؟ وہ کہنے لگی یہ میرا رضاعی بھائی ہے اور میرا عمزاد ہے' پس اسود نے اسے ڈانٹا اور باہر نکال دیا' اور وہ اپنے اصحاب کے پاس واپس آ گیا' اور جب رات ہوئی تو انہوں نے اس گھر میں سوراخ کیا اور اندر داخل ہو گئے' اور انہوں نے اس میں پیالے کے نیچے ایک چراغ دیکھا اور فیروز دیلمی آگے بڑھا اور اسود ایک ریشمی بستر پر سویا ہوا تھا اور اس کا سر اس کے جسم میں گھسا ہوا اور وہ مدہوش ہو کر خراٹے لے رہا تھا' اور عورت اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی' اور جب فیروز دروازے پر کھڑا ہوا تو اس کے شیطان نے اسے بٹھا دیا اور اس کی زبان سے بولا۔ باوجودیکہ وہ خراٹے لے رہا تھا' اور کہنے لگا اے فیروز مجھے اور تجھے کیا ہو گیا ہے؟ پس وہ ڈرا کہ اگر وہ واپس لوٹا تو وہ خود بھی اور عورت بھی ہلاک ہو جائے گی' پس وہ جلدی سے اس کے قریب ہوا اور اسود اونٹ کی مانند تھا' اور اس کے سر کو پکڑ کر اس کی گردن توڑ دی اور اس کی پشت پر دونوں گھٹنے رکھ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ کھڑا ہوا کہ جا کر اپنے اصحاب کو بتائے تو عورت نے اس کا دامن پکڑ کر کہا تو اپنی حرمت کو چھوڑ کر کہاں جاتا ہے' اس نے خیال کیا کہ اس نے اسے قتل نہیں کیا' اس نے کہا میں انہیں اس کے قتل کے متعلق بتانے جا رہا ہوں' پس وہ اس کا سر کاٹنے کے لیے اس کے پاس آئے تو اس کے شیطان نے اسے حرکت دی تو وہ حرکت کرنے لگا اور وہ اس کو قابو نہ کر سکے حتیٰ کہ دو آدمی اس کی پشت پر بیٹھ گئے' اور عورت نے اس کے بال پکڑ لیے اور وہ اپنی زبان سے بک بک کرنے لگا۔ پس دوسرے آدمی نے اس کی گردن کاٹ دی' تو وہ بیل کی طرح اتنا سخت ڈکارا کہ کبھی اس قسم کی آواز نہیں سنی گئی' اور محافظ جلدی سے کمرے کی طرف آئے اور کہنے لگے یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ تو عورت کہنے لگی نبی کی طرف وحی ہو رہی ہے' تو وہ واپس چلے گئے' اور قیس اور دازویہ اور فیروز مشورہ کرنے لگے کہ ان کے مددگاروں کو کیسے علم ہو گا' پس انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ جب صبح ہو گی تو وہ اس نشان امتیاز کے ساتھ آواز دیں گے' جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان مقرر ہے اور جب صبح ہوئی' تو قیس نے قلعے کی دیوار پر کھڑے ہو کر ان کے نشان امتیاز کے ساتھ آواز دی' تو مسلمان اور کافر قلعے کے اردگرد جمع ہو گئے' اور قیس نے اور بعض کہتے ہیں کہ وبر بن یحنش نے اذان دی اشھد ان محمدا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' اور عبہلة کذاب ہے اور اس نے اس کے سر کو ان کی طرف پھینک دیا' تو اس کے اصحاب نے شکست کھائی اور لوگوں نے انہیں پکڑنے کے لیے ان کا تعاقب کیا اور ہر راستے میں ان کی گھات لگائی' اور انہیں قیدی بنایا اور اسلام اور اہل اسلام غالب آ گئے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائبین اپنی اپنی عملداریوں کی طرف واپس

Marfat.com

چلے گئے' اور ان تینوں نے امارت کے متعلق جھگڑا کیا' پھر انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعات لکھ بھیجے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی شب واقعہ سے باخبر کر دیا۔ جیسا کہ سیف بن عمر وتمیمی نے عن ابی القاسم الشنوی عن العلاء بن زید عن ابن عمر بیان کیا ہے کہ جس شب کو اسود عنسی قتل ہوا اسی شب کو ہمیں بشارت دینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے خبر ملی' تو آپ نے فرمایا گذشتہ شب عنسی قتل ہو گیا ہے اور اسے ایک بابرکت آدمی نے قتل کیا ہے جو بابرکت اہل بیت میں سے ہے' پوچھا گیا وہ کون شخص ہے؟ فرمایا فیروز فیروز کہتے ہیں کہ اس کے غالب آنے سے اس کے قتل ہونے تک اس کی حکومت کی مدت تین ماہ ہے' اور بعض کہتے ہیں چار ماہ ہے۔ واللہ اعلم

سیف بن عمرو نے عن المستیز عن عروہ عن الضحاک عن فیروز بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے اسود کو قتل کیا اور صنعا میں پہلے کی طرح دوبارہ ہماری حکومت قائم ہو گئی' ہاں ہم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور ہم ان پر رضامند ہو گئے' آپ ہمیں صنعاء میں نماز پڑھایا کرتے تھے' اور قسم بخدا ابھی ہم نے تین دن ہم نمازیں پڑھی تھیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچ گئی' پس حالات بگڑ گئے' اور بہت سے لوگ جنہیں ہم جانتے تھے' وہ بھی ہم سے بگڑ گئے' اور زمین ہل گئی۔

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس' جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کے تیار کرنے کے بعد' ربیع الاوّل کے آخر میں عنسی کی موت کی اطلاع آئی اور بعض کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی صبح کو مدینہ میں اس کی موت کی بشارت پہنچی' پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

حاصل کلام یہ کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعے ہی ان میں اتحاد و اتفاق ہوا اور ان کے مفاد کے متعلقہ امور طے ہوئے' اور ابھی بیان ہوگا کہ آپ نے ان کے ممالک کے خراب امور کی درستی اور مسلمانوں کے ہاتھوں کو تقویت دینے اور ان میں اسلام کے ارکان کو مضبوطی سے قائم کرنے کے لیے آدمی بھیجے۔

Marfat.com

باب:

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کی طرف متوجہ ہونا

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو اعراب کے بہت سے قبائل مرتد ہو گئے' اور مدینہ میں نفاق پھوٹ پڑا اور بنوحنیفہ اور بہت سے لوگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کی طرف مائل ہو گئے' اور بنو اسد اور طئے اور بہت سے آدمی طلیحہ اسدی کے پاس چلے گئے۔ اور اس نے بھی مسیلمہ کی طرح نبوت کا دعویٰ کیا اور عظیم مصیبت پیدا ہوگئی' اور حالات خراب ہو گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ کو بھیجا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس فوج کم ہوگئی' اور بہت سے اعراب نے مدینہ کا لالچ کیا اور اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے راستوں پر محافظ مقرر کر دیئے' جو مدینہ کے اردگرد فوجوں پر شب خون مارتے اور محافظوں کے امراء میں علی بن ابی طالب' حضرت زبیر بن العوام' حضرت طلحہ بن عبداللہ' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے' اور عربوں کے وفود مدینہ آنے لگے' وہ نماز کا اقرار کرتے اور ادائیگی زکوٰۃ سے رکتے اور ان میں سے بعض وہ بھی تھے جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ دینے سے رکتے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے حجت پکڑی کہ (خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ) اور انہوں نے کہا کہ ہم صرف اسی کو زکوٰۃ دیں گے جس کی نماز ہمارے لیے سکون کا باعث ہوگی' اور بعض نے یہ شعر بھی پڑھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے' ہم نے ان کی اطاعت کی' پس تعجب ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا کیا حال ہے' صحابہؓ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ گفتگو کی کہ وہ عدم ادائیگی زکوٰۃ کی جس حالت پر قائم ہیں' آپ انہیں اسی حالت میں چھوڑ دیں اور ان سے دوستی کریں حتیٰ کہ ایمان ان کے دلوں میں جاگزین ہو جائے' پھر اس کے بعد وہ زکوٰۃ دینے لگیں گے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور ابن ماجہ کے سوا ایک جماعت نے اپنی کتب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ لوگوں سے کس بات پر جنگ کریں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے' حتیٰ کہ وہ گواہی دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' اور جب وہ یہ گواہی دے دیں گے تو وہ اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیں گے سوائے اس کے کہ حق ان کے لینے کا تقاضا کرتا ہو' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر انہوں نے مجھے بکری کا یکسالہ بچہ بھی نہ دیا' اور ایک روایت میں ہے کہ بکری یا اونٹ کی ایک سال کی زکوٰۃ نہ دی' جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے' تو میں اس کے روکنے پر ان سے جنگ کروں گا۔ بلاشبہ' زکوٰۃ مال کا حق ہے' خدا کی قسم جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا میں اس سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے دیکھا کہ جنگ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شرح

Marfat.com

صدر کر دیا ہے اور مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ حق پر ہیں۔

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو) اور صحیحین میں لکھا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے' توحید ورسالت کی گواہی دینا' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ دینا' بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان شریف کے روزے رکھنا۔ اور حافظ ابن عساکر نے دو طریق سے شبابہ بن سوار سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ بن یزید المدینی نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن کیسان نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ارتداد ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا کی' پھر فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہدایت دی اور کافی ہو گیا اور اس نے دیا اور غنی کر دیا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جبکہ علم غیر مانوس تھا' اور اسلام دھتکارا ہوا مسافر تھا' اس کی رسی بوسیدہ ہو چکی تھی اور اس کا عہد پرانا ہو چکا تھا۔ اور اس کے اہل اس سے گم ہو گئے تھے' اور اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ناراض تھا' اور وہ ان کی بھلائی کی وجہ سے ان سے بھلائی نہ کرتا تھا اور ان کے شر کی وجہ سے ان سے شر کو دور نہ کرتا تھا' انہوں نے اپنی کتاب کو بدل دیا تھا' اور اس میں اپنی طرف سے ملاوٹ کر دی تھی اور عرب اپنے آپ کو اللہ کی حفاظت میں خیال کرتے تھے' اور نہ اس کو پکارتے تھے۔ پس اس نے کھانے کے بارے میں انہیں مشقت میں ڈال دیا اور دین کے لحاظ سے گمراہ کر دیا اور انہیں متوسط امت بنایا اور ان کے اتباع سے ان کی مدد کی اور دوسروں پر انہیں فتح دی' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی اور شیطان اپنی سواری پر سوار ہو گیا اور اس نے ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور ان کی ہلاکت چاہی:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾

تمہارے ارد گرد جو اعراب رہتے ہیں انہوں نے اپنے اونٹوں اور بکریوں کو روک لیا ہے' اور وہ اپنے دین میں۔ اگر وہ اس کی طرف رجوع کر لیں۔ آج سے زیادہ زاہد نہ تھے' اور نہ تم اپنے دین میں آج سے زیادہ قوی تھے' اور یہ بات تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی برکت سے ہے' اور انہوں نے آپ لوگوں کو کفایت کرنے والے مولیٰ کے سپرد کیا تھا' جس نے آپ کو اپنی محبت میں گم پا کر آپ کی راہنمائی کی تھی' اور محتاج دیکھ کر غنی کر دیا تھا' (اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے' اور اس نے تمہیں اس سے بچا لیا) خدا کی قسم میں امر الٰہی پر جنگ کرنا نہیں چھوڑوں گا' یہاں تک کہ اللہ اپنا وعدہ پورا کر دے۔ اور وہ ہم سے اپنا وعدہ پورا کرے گا اور جو ہم میں سے قتل ہو گا وہ جنتی شہید ہو گا' اور جو باقی رہے گا وہ زمین میں آپ کی ذریت اور خلیفہ ہو گا' اللہ کا فیصلہ برحق ہے اور اس کے قول کے خلاف نہ ہو گا (اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا) پھر آپ منبر سے اتر آئے۔

اور حسن اور قتادہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے قول (اے مومنو! جو تم میں سے اپنے دین سے مرتد ہو جائے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا جن سے وہ محبت کرتا ہو گا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے) کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب ہیں جنہوں نے مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کی ہے۔

Marfat.com

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کی دو مسجدوں کے اہل کے سوا تمام عرب رسول اللہ ﷺ کی وفات پر مرتد ہو گئے اور اسد اور غطفان بھی مرتد ہو گئے' اور طلیحہ بن خویلد اسدی کاہن ان کا سردار تھا' اور کندہ اور اس کے آس پاس کے قبائل بھی مرتد ہو گئے اور اشعث بن قیس کندی ان کا سردار تھا' اور مذحج اور اس کے آس پاس کے قبائل بھی مرتد ہو گئے اور اسود بن کعب العنسی کاہن ان کا سردار تھا' اور ربیعہ بھی' المعرور بن نعمان بن المنذر کے ساتھ مرتد ہو گئے' اور حنیفہ' مسیلمہ بن حبیب کذاب کے ساتھ اپنی حالت پر قائم تھے' اور سلیم الفجاءۃ کے ساتھ مرتد ہو گئے' اس کا نام انس بن عبد یالیل تھا جو بنو تمیم' سجاح کاہنہ کے ساتھ مرتد ہو گئے' اور قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ اسد' غطفان اور طئے نے طلیحہ اسدی پر اتفاق کر لیا' اور انہوں نے مدینہ کی طرف وفود بھیجے اور وہ لوگوں کے سرداروں کے ہاں اترے' اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سوا' دیگر لوگوں نے انہیں اتارا اور انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں' پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حق پر پختہ کر دیا اور آپ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے بکری یا اونٹ کی زکوٰۃ بھی مجھ سے روکی تو میں ان سے جہاد کروں گا' اور ان کو واپس کر دیا اور انہوں نے واپس جا کر اپنے اپنے قبیلوں کو اہل مدینہ کی قلت کے متعلق بتایا اور مدینہ کے بارے میں انہیں لالچ دیا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے راستوں پر محافظ مقرر کر دیئے اور مدینہ والوں پر مسجد میں حاضر ہونا واجب کر دیا' اور فرمایا بلاشبہ علاقہ کافر ہو چکا ہے اور ان کے وفد نے تمہاری قلت کو دیکھ لیا ہے' اور تم نہیں جانتے کہ وہ رات کو آئیں گے یا دن کو' اور ان میں سے جو تمہارے قریب تر ہے وہ بارہ میل کی مسافت پر ہے' وہ لوگ امید کرتے تھے کہ ہم ان کی بات مان لیں گے اور ان سے مصالحت کر لیں گے' اور ہم نے ان کی بات نہیں مانی' پس تیار ہو جاؤ اور تیاری کرو' اور وہ تین دن ہی ٹھہرے تھے کہ انہوں نے رات کو مدینہ پر غارت گری کر دی اور اپنے نصف آدمیوں کو ذی حسی مقام پر پیچھے چھوڑ آئے' تا کہ وہ ان کے مددگار رہوں' اور محافظوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غارت گری کی اطلاع بھیجی' تو آپ نے ان کو پیغام بھیجا کہ اپنی جگہ پر ڈٹے رہو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اہل مسجد کے ساتھ اونٹوں پر ان کے مقابلہ میں گئے' پس دشمن بھاگ گیا اور مسلمانوں نے اپنے اونٹوں پر ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ ذی حسی مقام پر پہنچ گئے' اور مرتدین ان کے مقابلہ میں نکلے اور فوج کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی اور اللہ نے انہیں فتح دی۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی جب تک وہ ہمارے درمیان رہے' اے اللہ کے بندو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے بھی وہ کچھ ہے جو تمہارے لیے ہے' کیا جب وہ آپ کے بعد مر جائیں گے تو ہمیں اونٹ دیں گے' اور اللہ کی قسم یہ تو کمر توڑ بات ہے' تم نے ہمارے وفد کو ان کے زمانے میں کیوں نہ واپس کیا اور تم اونٹوں کے چرواہے کی ہلکی آواز سے کیوں نہ ڈرے' اور جو چیز انہوں نے تم سے مانگی اور تم نے انکار کیا وہ تو کھجور کی طرح تھی یا میرے نزدیک کھجور سے زیادہ شیریں تھی''۔

اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اہل مدینہ اور راستوں کے امراء کے ساتھ سوار ہو کر جمادی الآخرۃ میں مدینہ کے ارد گرد رہنے والے ان اعراب کی طرف گئے جنہوں نے مدینہ پر غارت گری کی تھی' اور جب آپ کا اور آپ کے دشمنوں بنی عبس' بنی مرہ' ذبیان اور بنی کنانہ میں سے جنہوں نے ان کے ساتھ اعلان جنگ کیا تھا' کا آمنا سامنا ہوا' اور طلیحہ نے اپنے بیٹے حبال کے ذریعے انہیں

Marfat.com

مددی' اور جب لوگ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو گئے تو انہوں نے ایک دھوکہ بازی کی اور وہ یہ کہ وہ اطراف میں چلے گئے' اور ان میں پھونکیں مار کر آگ جلائی اور پھر اسے پہاڑوں کی چوٹیوں سے پھینک دیا' اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اونٹوں نے اسے دیکھا تو بدک کر جدھر منہ آیا بھاگ گئے اور وہ رات تک ان پر قابو نہ پا سکے' حتیٰ کہ وہ مدینے واپس آ گئے' اس بارے میں الخطیل بن اوس کہتا ہے۔

''بنی ذبیان پر میری ناقہ اور کجاوہ قربان ہو' جس شب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نیزوں کے ساتھ چلے جاتے تھے' لیکن وہ آدمیوں کے ساتھ لڑھکتے تھے اور ہم نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا کہ وہ نہ کھڑے ہو سکتے تھے نہ چل سکتے تھے' اور ان فوجوں کا کیا کہنا جن کا مزا چکھا گیا تاکہ اسے زمانے کے عجائبات میں شمار کیا جائے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی جب تک وہ ہمارے درمیان رہے' اے اللہ کے بندو! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے بھی وہ کچھ ہے جو تمہارے لیے ہے''۔

پس جو کچھ ہونا تھا ہو چکا تو دشمنوں نے مسلمانوں کو کمزور خیال کیا اور انہوں نے دیگر نواح میں اپنے قبائل کی طرف آدمی بھیجے اور وہ اکٹھے ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تیار کرتے ہوئے کھڑے ہو کر رات گزاری' پھر آخر شب فوج کو مرتب کر کے چل پڑے اور آپ کے میمنہ پر نعمان بن مقرن اور میسرہ پر نعمان کے بھائی عبداللہ بن مقرن اور ساقہ پر ان دونوں کے بھائی سوید بن مقرن تھے۔ جونہی آپ نکلے تو آپ اور دشمن ایک بلند علاقے میں آمنے سامنے تھے' اور انہوں نے مسلمانوں کی کوئی آہٹ اور ہلکی آواز نہ سنی' اور آپ نے ان کو تلوار کی دھار پر رکھ لیا' اور ابھی آفتاب طلوع نہیں ہوا تھا کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے' اور آپ نے ان کی اکثر سواریوں پر قبضہ کر لیا اور حبال قتل ہو گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ذوالقصہ تک ان کا تعاقب کیا اور یہ پہلی فتح تھی' جس سے مشرکین ذلیل ہو گئے اور مسلمان سر بلند ہو گئے اور بنو ذبیان اور عبس نے ان مسلمانوں کو قتل کر دیا' جو ان میں قیام پذیر تھے اور اس کے بعد دوسروں نے بھی یہی کچھ کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حلف اٹھایا کہ وہ ہر قبیلے سے ان لوگوں کو ضرور قتل کریں گے' جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے' بلکہ زائد آدمیوں کو بھی قتل کریں گے اس بارے میں زیاد بن حنظلہ تمیمی کہتا ہے۔

''صبح کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کا ایسے قصد کیا جیسے ہتھیار بند اپنی موت کا قصد کرتا ہے' اور پرندوں نے بلندی سے ان کی بو محسوس کی اور حبال نے اپنی جان ان کے لیے پھینکی''۔

پھر کہتا ہے۔

''ہم بائیں جانب ان کے لیے کھڑے ہو گئے' اور اس طرح اوندھے منہ گرے' جیسے جنگ جو بہت سے مال پر گرتے ہیں' جس صبح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جوانوں کے ساتھ چڑھائی کر رہے تھے وہ جنگ برپا ہونے پر ٹھہر بھی نہ سکے اور ہم نے کر تو ڈانٹ کے ساتھ بنی عبس اور ذبیان کو تھوڑی سی سخت آواز پر رات کو جا لیا''۔

اس معرکہ نے اسلام اور اہل اسلام کی بڑی مدد کی اور وہ اس طرح کہ مسلمان ہر قبیلے میں معزز ہو گئے اور ہر قبیلہ میں کفار ذلیل ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مؤید و منصور اور سالم و غانم ہو کر مدینہ واپس آئے' اور رات کو حضرت عدی بن حاتم اور حضرت

Marfat.com

صفوان اور حضرت زبرقان کے صدقات مدینہ آئے' ایک صدقہ آغاز شب میں' دوسرا وسط میں اور تیسرا رات کے آخری حصے میں آیا اور صدقہ بھیجنے والے کے پاس راستوں کے امراء میں سے بشارت دینے والا آیا' حضرت صفوان کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے' اور زبرقان کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے' اور عدیؓ بن حاتم کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بشارت دی اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ انصاریؓ نے بشارت دی' اور یہ معرکہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے ساٹھویں رات کے سر پر ہوا' پھر کچھ راتوں کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آئے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ اپنی سواریوں کو آرام کرنے دیں' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے ساتھ' جو پہلے معرکہ میں آپ کے ساتھ تھے' ذوالقصہ کی طرف گئے' مسلمانوں نے آپ سے کہا' کاش آپ مدینہ کی طرف واپس چلے جاتے اور کسی اور آدمی کو بھیج دیتے' آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا' اور میں تم کو اپنے برابر سمجھوں گا' پس آپ اپنی فوج کے ساتھ ذی حسی اور ذوالقصہ کی طرف گئے اور مقرن کے بیٹے نعمان' عبداللہ اور سوید اپنی پہلی پوزیشنوں پر تھے' حتیٰ کہ آپ پتھریلی اور ریتلی سخت زمین میں اہل ربذہ کے ہاں اترے' وہاں بنی عبس' ذبیان اور بنی کنانہ کی ایک جماعت موجود تھی' پس انہوں نے باہم جنگ کی اور اللہ نے حارث اور عوف کو شکست دی اور حیطہ گرفتار ہو گیا' اور بنوعبس اور بنوبکر بھاگ گئے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پتھریلی اور ریتلی سخت زمین میں کئی روز تک ٹھہرے رہے۔ اور بنوذبیان علاقے میں مغلوب ہو گئے' اور آپ نے فرمایا ان علاقوں پر بنی ذبیان کا قبضہ کرنا حرام ہے' ہم نے انہیں پتھریلی اور ریتلی زمین کی رکھ کو اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے غنیمت میں حاصل کیا ہے' اور آپ نے ربذہ کے دیگر علاقوں کو بھی چراگاہ بنا دیا۔ اور جب عبس اور ذبیان بھاگے تو وہ طلحہ کی مدد کو آ گئے' اس وقت وہ بزاخہ میں فروکش تھا' اور پتھریلی اور ریتلی سخت زمین کی جنگ کے بارے میں حضرت زیاد بن حنظلہ فرماتے ہیں۔

''ہم پتھریلی اور ریتلی سخت زمین کے معرکہ میں ذبیان پر غصہ کھا کر حاضر ہوئے اور ہم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے پاس تباہ کن مصیبت لائے جبکہ آپ نے عتاب کو چھوڑ دیا''۔

گیارہ امراء کے جھنڈے باندھتے وقت آپ کی ذوالقصہ کی طرف روانگی:

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج کے آرام کرنے کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اسلامی افواج کے ساتھ تلوار سونتے ہوئے مدینے سے سوار ہو کر ذوالقصہ کی طرف گئے' جو مدینہ سے ایک رات اور ایک دن کے فاصلے پر ہے' اور حضرت علیؓ حضرت صدیق رضی اللہ عنہما کی ناقہ کی رسی پکڑے آگے آگے چل رہے تھے' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' آپ سے باصرار کہا کہ آپ مدینہ میں واپس چلے جائیں' اور اعراب سے جنگ کے لیے اپنے سوا کسی دوسرے بہادر کو بھیج دیں' تو آپ نے ان کی بات مان لی اور ان کے گیارہ امراء کے جھنڈے باندھے جیسا کہ ہم ابھی تفصیل سے بیان کریں گے۔

اور دارقطنی نے عبدالوہاب بن موسیٰ الزہری کی حدیث سے عن مالک عن ابن شہاب عن سعید بن المسیبؒ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ القصہ کی طرف جانے کے لیے نکلے اور اپنی ناقہ پر سوار ہو گئے' تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کی مہار پکڑ لی اور پوچھا اے خلیفہ رسولؐ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں آپ سے وہ بات

Marfat.com

کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز فرمائی تھی' آپ نے تلوار کیوں سونتی ہے' ہمیں اپنی جان کی وجہ سے مصیبت میں نہ ڈالیے اور مدینہ کی طرف واپس چلے جایئے' خدا کی قسم اگر ہمیں آپ کی مصیبت پہنچی' تو ہمیشہ کے لیے اسلام کا نظام قائم نہ ہو سکے گا' پس آپ واپس آ گئے۔ یہ حدیث مالک کے طریق سے غریب ہے اور زکریا الساجی نے اسے عبدالوہاب بن موسیٰ بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور اسی طرح زہری نے اسے عن ابی الزناد عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ میرے والد اپنی ناقہ پر سوار ہو کر اور تلوار سونتے ہوئے وادی القصہ کی طرف گئے' اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ کی ناقہ کی مہار پکڑ لی اور کہا اے خلیفہ رسول! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں آپ سے وہ بات کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز فرمائی تھی' آپ نے تلوار کیوں سونتی ہے؟ ہمیں اپنی جان کی وجہ سے مصیبت میں نہ ڈالیے' خدا کی قسم اگر ہمیں آپ کی مصیبت پہنچی' تو آپ کے بعد ہمیشہ کے لیے اسلام کا نظام قائم نہ ہوگا' پس آپ واپس آ گئے' اور فوج کو بھیج دیا۔

سیف بن عمر' سہل بن یوسف سے بحوالہ قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور آپ کی فوج نے آرام کر لیا اور اتنے صدقات آئے کہ ان سے بچ رہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوج کے دستے بنائے' اور جھنڈے باندھے' پس آپ نے گیارہ جھنڈے باندھے' اور ایک جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لیے اور انہیں طلیحہ بن خویلد کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور جب فارغ ہو جائیں تو کشادہ نالے میں مالک بن نویرہ کے پاس چلے جائیں۔ اور ایک جھنڈا حضرت عکرمہ بن ابوجہل کے لیے باندھا اور انہیں مسیلمہ کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے پیچھے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا' پھر انہیں بنی قضاعہ کی طرف بھیجا' اور ایک جھنڈا حضرت مہاجر بن ابی امیہ کے لیے باندھا' اور انہیں عنسی کی افواج اور معونۃ الابناء قیس بن مکشوح کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ میں کہتا ہوں آپ نے یہ حکم اس لیے دیا کہ وہ اطاعت سے دستکش ہو گیا تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اور حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو شام کے قریبی دیہات کی طرف' اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قضاعہ کے اکٹھ' اور ودیعہ الحارث کی طرف بھیجا' اور حضرت حذیفہ بن محصن غطفانی کے لیے جھنڈا باندھا اور انہیں عرفجہ میں اہل دباء اور ہرثمہ وغیرہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت طرفہ بن حاجب کے لیے جھنڈا باندھا اور انہیں بنی سلیم اور ان کے ہوازنی ساتھیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا' اور حضرت العلاء بن الحضرمی کے لیے جھنڈا باندھا اور انہیں بحرین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔

اور آپ نے ہر امیر کو علیحدہ علیحدہ عہد نامہ لکھ کر دیا' پس ہر امیر اپنی فوج کے ساتھ ذوالقصہ سے روانہ ہو گیا' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آ گئے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ ربذہ کی طرف خط لکھا' جس کی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہر اس شخص کے نام جس کو میرا یہ خط پہنچے' خواہ وہ اسلام پر قائم ہو یا اس سے پھر گیا ہو۔ اس شخص پر سلام جس نے ہدایت کی پیروی کی اور ہدایت کے بعد اس نے ضلالت اور خواہشات کی طرف رجوع نہ

Marfat.com

کیا ہو' میں تمہارے ساتھ مل کر اللہ کی تعریف کرتا ہوں' جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں' وہ جو کچھ لے کر آئے ہیں ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور جو اس کا انکار کرے' ہم اس کی تکفیر کرتے ہیں اور اس سے جہاد کرتے ہیں' امابعد' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے حق کے ساتھ اپنی مخلوق کی طرف بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے' جو اس کے حکم سے داعی الی اللہ اور سراج منیر ہے تاکہ وہ زندوں کو انتباہ کرے اور کافروں پر فرد جرم ثابت ہو جائے' پس اللہ نے حق کے ساتھ اس کی راہنمائی کی جس نے اس کی بات مانی' اور رسول اللہ ﷺ نے اسے مارا' جس نے اس سے پیٹھ پھیری' حتیٰ کہ وہ بارضا ورغبت یا بادل نخواستہ اسلام کی طرف آ گیا' پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وفات دی اور آپ نے امر الٰہی کو نافذ کر دیا۔ اور اپنی امت کی خیر خواہی کی اور آپ نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی' اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اور اہل اسلام کے لیے اپنی نازل کردہ کتاب میں اس بات کو واضح طور پر بیان کر دیا کہ (بلاشبہ آپ مرنے والے ہیں اور وہ بھی مرنے والے ہیں) نیز فرمایا (اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ رہنے کے لیے پیدا نہیں کیا' کیا آپ مر جائیں اور وہ ہمیشہ رہیں) اور مومنین سے فرمایا (محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں' اور آپ سے پہلے رسول گزر چکے ہیں' کیا اگر آپ فوت ہو جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے' اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پھرے گا وہ ہرگز اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا' اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو بدلہ دے گا) پس جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا' وہ جان لے کہ بلاشبہ محمد فوت ہو چکے ہیں اور جو صرف اللہ کی عبادت کرتا تھا' وہ جان لے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی اور نہ اسے اونگھ اور نیند آتی ہے' وہ اپنے امر کا نگہبان ہے اور اپنے دشمن کو سزا دینے والا ہے اور میں تقویٰ اللہ اور تمہارے نصیبے اور جو کچھ تمہارا نبی تمہارے پاس لایا ہے' کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ تم اس کی ہدایت سے راہنمائی حاصل کرو اور دین سے اعتصام کرو' بلاشبہ ہر وہ شخص جسے اللہ نے ہدایت نہیں دی ہے وہ گمراہ ہے اور جس کی اس نے مدد نہیں کی وہ بے یار و مددگار ہے اور جسے غیر اللہ نے ہدایت دی ہے وہ بھی گمراہ ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (جسے اللہ ہدایت دے وہ ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو تو اس کے لیے کوئی دوست اور راہنما نہ پائے گا) اور دنیا میں ہرگز کسی بندے کا عمل قبول نہ ہوگا جب تک وہ آپ کا اقرار نہ کرے اور نہ آخرت میں اس کی قیمت اور معاوضہ قبول ہوگا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ اللہ کے بارے میں فریب کھا کر اور اس کے امر سے ناواقفیت کے باعث' اسلام کا اقرار کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد شیطان کی بات مان کر اپنے دین سے پھر گئے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا وہ جنات میں سے تھا' پس اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی' کیا تم اسے اور اس کی ذریت کو' میرے سوا دوست بنانا چاہتے ہو' حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور ظالموں کے لیے بہت برا بدلہ ہے) نیز فرماتا ہے (بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے' پس اسے اپنا دشمن نہ بناؤ' وہ اپنی پارٹی کو بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخ والوں میں سے ہو جائیں) اور میں نے تمہاری طرف مہاجرین وانصار اور عمدگی کے ساتھ پیروی کرنے والوں کی فوج بھیجی ہے اور میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ کسی سے ایمان باللہ کے سوا کوئی بات قبول نہ کرے گا اور دعوت الی اللہ دیئے بغیر اسے قتل نہ کرے' اور اگر وہ جواب دے' اقرار کرے اور عمل صالح کرے تو اس سے قبول کرے اور اس کی مدد کرے اور

Marfat.com

اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ کرے یہاں تک کہ وہ امر الٰہی کی طرف لوٹ آئے' پھر وہ ان میں سے جس پر قابو پائے اس پر رحم نہ کرے اور ان کو آگ سے جلا دے اور انہیں پوری طرح قتل کر دے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لے اور کسی سے اسلام کے سوا کچھ قبول نہ کرے' پس جو اس کی اتباع کرے گا وہ اس کے لیے بہتر ہوگا' اور جو اسے چھوڑے گا وہ اللہ کو ہرگز عاجز نہ کر سکے گا۔ اور میں نے اپنے ایلچی کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنا عہد نامہ تمہارے ہر مجمع میں پڑھے اور اذان دینے والے کو بھی یہی حکم دیا ہے' پس جب مسلمان اذان دیں تو ان سے رُکو اور اگر وہ اذان نہ دیں تو ان سے ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھو اور اگر وہ انکار کریں تو انہیں جلد قابو کر لو اور اگر وہ اقرار کریں تو ان پر مناسب بوجھ ڈالو۔

اسے سیف بن عمر نے عن عبداللہ بن سعید عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک روایت کیا ہے۔

باب:

امراء کی ذوالقصہ سے مقررہ مقامات پر روانگی

امراء اور بہادر سرداروں کے سرخیل حضرت ابوسلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے' امام احمد نے وحشی بن حرب کے طریق سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے جنگ کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے واسطے جھنڈا باندھا' تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خالد بن ولیدؓ اللہ کا کیا ہی اچھا بندہ ہے اور ہمارا بھائی ہے' جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین کے خلاف سونتا ہے اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ' ذوالقصہ سے چلے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے الگ ہو گئے تو آپ نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ عنقریب اپنے ساتھی امراء کے ساتھ انہیں خیبر کی جانب ملیں گے۔ اور وہ اعراب کو ڈرانے کے لیے یہ مظاہرہ کریں گے۔ آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سب سے پہلے طلیحہ اسدی کی طرف جائیں' پھر اس کے بعد بنوتمیم کی طرف جائیں' اور طلیحہ بن خویلد اپنی قوم بنی اسد اور غطفان میں تھا' اور بنو عبس اور ذبیان بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے' اور اس نے بنی جدیلہ' غوث اور طی کو بھی اپنے پاس بلانے کے لیے آدمی بھیجے' پس انہوں نے بھی اپنے آگے آگے کچھ لوگوں کو بھیجا تا کہ وہ جلدی سے انہیں پیچھے سے جا ملیں۔ اور حضرت صدیق نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما سے پہلے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں فرمایا اپنی قوم کے پاس پہنچو کہ وہ طلیحہ کے ساتھ نہ مل جائیں اور ان کی تباہی ہو جائے پس حضرت عدیؓ اپنی قوم بنی طے کے پاس گئے اور انہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے اور امر الٰہی کو دوہرانے کا حکم دیا' انہوں نے جواب دیا ہم ابوالفضل یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کریں گے' حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم ضرور تمہارے پاس فوج آئے گی اور وہ مسلسل تم سے جنگ کرتے رہیں گے تا آنکہ تمہیں پتہ چل جائے گا کہ آپ سب سے بڑے سردار ہیں اور حضرت عدی رضی اللہ عنہ مسلسل ان کے پاس چکر لگاتے رہے حتیٰ کہ وہ نرم ہو گئے' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نوجوں کے ساتھ آئے اور آپ کے ساتھ جو انصار تھے ان کے ہراول میں حضرت ثابت بن قیس بن شماس تھے' اور آپ

Marfat.com

نے اپنے آگے ثابت بن اقرم اور حضرت عکاشہ بن محصن کو ہراول کے طور پر بھیجا اور طلیحہ اور اس کا بھائی مسلمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان دونوں کو ملے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ ثابت اور عکاشہ ہیں تو مقابلے پر نکل آئے' پس حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے حبال بن طلیحہ کو قتل کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے حبال کو اس سے پہلے قتل کیا اور جو سامان اس کے پاس تھا' اسے لے لیا اور طلیحہ نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیا۔ اور طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ نے' حضرت ثابتؓ بن اقرم کو قتل کیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ آئے تو آپ نے دونوں کو مقتول پایا اور یہ بات مسلمانوں کو بہت شاق گذری اور طلیحہ نے اس بارے میں کہا۔

اس شب میں نے ابن اقرم اور عکاشہ کو میدان کارزار میں مرے ہوئے چھوڑا اور میں نے بیٹی کا سرا کھڑا کیا' اور وہ پہلے بھی آہن غرق بہادروں سے لڑنے کا عادی ہے' کسی روز تو اسے زرہ میں اور کسی روز نیزوں کے سائے میں محفوظ دیکھے گا' اگرچہ بچوں اور عورتوں کو مصیبت پہنچی ہے' پس وہ بھی حبال کے قتل سے خالی نہیں گئے۔

اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بنی طے کی طرف گئے تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس آ کر کہا' مجھے تین دن کی مہلت دیجئے' انہوں نے مجھ سے مہلت مانگی ہے تاکہ وہ اپنے ان لوگوں کو پیغام بھیجیں جنہوں نے طلیحہ کے پاس جانے میں جلد بازی سے کام لیا ہے' تاکہ وہ ان کے پاس واپس آ جائیں' بلاشبہ وہ اس بات سے خائف ہیں کہ اگر انہوں نے آپ کی پیروی کی تو طلیحہ ان لوگوں کو قتل کر دے گا جو ان میں سے اس کے پاس چلے گئے ہیں' اور انہیں جلد دوزخ پہنچانے کی نسبت یہ بات آپ کو زیادہ محبوب ہے' تین دن کے بعد حضرت عدیؓ' حق کی طرف رجوع کرنے والے پانچ سو جانبازوں کے ساتھ آپ کے پاس آئے' جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل ہو گئے' اور حضرت خالدؓ نے بنی جدیلہ کا قصد کیا' تو حضرت عدیؓ نے انہیں کہا اے خالدؓ! مجھے کچھ دنوں کی مہلت دو تاکہ میں انہیں لے آؤں' شاید اللہ تعالیٰ طے کی طرح انہیں بھی بچا لے' پس حضرت عدیؓ ان کے پاس آئے اور مسلسل ان کے پاس رہے' حتیٰ کہ انہوں نے آپ کی پیروی کر لی' اور وہ ان کے اسلام کے ساتھ حضرت خالدؓ کے پاس آئے' اور ان میں سے ایک ہزار سوار مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے' اور حضرت اپنی قوم کے بہترین بیٹے اور ان کے لیے بڑی برکت کا باعث ہوئے۔ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ چل پڑے اور باجا اور سلمیٰ میں اترے اور وہاں اپنی فوج کو منظم کیا اور بزاخہ مقام پر طلیحہ اسدی کے ساتھ برسرپیکار ہوئے' اور اعراب کے بہت سے قبائل کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے' کہ شکست کسے ہوتی ہے' اور طلیحہ بھی اپنی قوم کے ساتھ اور جو لوگ ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے' ان کی معیت میں آیا' اور عیینہ بن حصن بھی اپنی قوم بنی فزارہ کے سات سو جوانوں کی معیت میں اس کے ساتھ حاضر ہوا' اور لوگوں نے صف بندی کر لی اور طلیحہ اپنی چادر لپیٹ کر ان کے لیے خبر دریافت کرنے بیٹھ گیا تاکہ وہ اپنے خیال میں اس وحی کو دیکھے' جو اسے ہوتی ہے' اور عیینہ لڑتا رہا' اور جب وہ جنگ سے اکتا جاتا تو طلیحہ کے پاس آتا جو اپنی چادر میں لپٹا ہوا تھا' اور کہتا' کیا جبریل تمہارے پاس آیا ہے وہ جواب دیتا نہیں' پھر وہ واپس جا کر جنگ کرتا' پھر واپس آ کر وہی بات پوچھتا اور وہ بھی وہی جواب دیتا' جب تیسری بار وہ آیا تو اس نے اسے کہا' کیا تمہارے پاس جبریل آیا ہے؟ اس نے کہا ہاں اس نے پوچھا اس نے تجھے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے کہا ہے کہ تیرے لیے اس کی چکی کی طرح ایک چکی ہے اور ایسی بات ہے جسے تو نہیں بھولے گا' عیینہ کہنے لگا میرا خیال ہے کہ اللہ کو پتہ چل گیا ہے کہ عنقریب تمہاری ایسی بات ہو گی جسے

Marfat.com

تو نہیں بھولے گا' پھر اس نے کہا اے بنی فزارہ' واپس چلے جاؤ اور اس نے شکست کھائی اور لوگ طلیحہ سے علیحدہ ہو گئے اور جب مسلمان اس کے پاس آئے تو وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا' جسے اس نے اپنے لیے تیار کیا ہوا تھا اور اس نے اپنی بیوی النوار کو اپنے اونٹ پر سوار کرایا' پھر اسے لے کر شام چلا گیا' اور اس کی فوج منتشر ہو گئی' اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں سے ایک گروہ کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا' اور جب اللہ تعالیٰ نے طلیحہ پر جو مصیبت ڈالنی تھی ڈالی تو بنو عامر' سلیم اور ہوازن کہنے لگے' ہم جس دین سے نکلے ہیں اس میں داخل ہوتے ہیں' اور ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں اس کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ طلیحہ حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی مرتد ہو گیا تھا اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی' تو عیینہ بن حصن' بدر سے اس کی مدد کو کھڑا ہو گیا اور اسلام سے مرتد ہو گیا اور اپنی قوم سے کہنے لگا خدا کی قسم بنی ہاشم کے نبی کی نسبت مجھے بنی اسد کا نبی زیادہ محبوب ہے' محمد (ﷺ) فوت ہو گئے ہیں اور یہ طلیحہ ہے اس کی اتباع کرو اور اس کی قوم بنو فزارہ نے اس بات پر اس سے اتفاق کیا' اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دونوں کو شکست دی تو طلیحہ اپنی بیوی کے ساتھ شام کو بھاگ گیا اور بنی کلب کے ہاں اترا اور حضرت خالدؓ نے عیینہ بن حصن کو قید کر لیا اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ کر اسے مدینہ کی طرف بھیج دیا اور وہ اسی حالت میں مدینہ میں داخل ہوئے اور لڑکے بالے اسے اپنے ہاتھوں سے مارنے لگے اور کہنے لگے' اے دشمن خدا تو نے اسلام سے ارتداد اختیار کیا ہے؟ اور وہ کہتا خدا کی قسم میں کبھی ایمان لایا ہی نہیں تھا' اور جب وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہوا تو آپ نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا اور اس کے خون کو گرنے سے بچا لیا' پھر اس کے بعد وہ بہت اچھا مسلمان بن گیا۔

اور اسی طرح آپ نے قرہ بن ہبیرہ پر احسان کیا' وہ طلیحہ کا ایک امیر تھا' اسے بھی حضرت خالدؓ نے عیینہ کے ساتھ قید کر لیا۔ طلیحہ نے تو اس کے بعد دوبارہ اسلام قبول کر لیا' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عمرہ کرنے مکہ گیا' اور وہ زندگی بھر آپ کا سامنا کرنے سے منقبض رہا' اور وہ واپس آ کر حضرت خالدؓ کے ساتھ جنگ میں شامل ہو گیا' اور حضرت صدیق نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ طلیحہ سے جنگ کے بارے میں مشورہ کر لو اور اسے امیر نہ بناؤ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دل میں اپنی سرداری قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی دانشمندی کی بات ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے طلیحہ کے بعض مسلمان ہونے والے اصحاب سے پوچھا ہمیں بتاؤ کہ طلیحہ تمہیں وحی سے کیا بات کہتا تھا؟ انہوں نے کہا وہ کہا کرتا تھا' کبوتر' جنگلی کبوتر' لٹورا' بے آب و گیاہ زمین' انہوں نے تم سے کئی سال پہلے روزہ رکھا ہوا ہے کہ تمہاری حکومت ضرور عراق و شام تک پہنچے گی اور اس قسم کی دیگر بیشمار خرافات و ہذیانات بھی وہ بیان کرتا تھا۔

اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے طلیحہ کو اور اس کی فوج کو شکست دی ہے اور وہ آپ کی مدد کے لیے کھڑا ہو گیا ہے' تو آپ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو لکھا' اللہ تعالیٰ آپ پر مزید انعام فرمائے' اپنے معاملہ میں تقویٰ اللہ سے کام لینا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ تقویٰ شعاروں اور محسنین کے ساتھ ہے' اپنے کام میں کوشش کرو اور سستی نہ کرو' اور جس کسی مشرک نے کسی مسلمان کو قتل کیا ہے اس پر فتح پا کر اسے سزا دو' اور جس دشمن خدا اور مخالف کو پکڑو جو مخالفت اور دشمنی میں بھلائی سمجھتا ہوا سے

Marfat.com

قتل کردو۔

حضرت خالدؓ نے ایک ماہ تک بزاخہ میں قیام کیا اور جن لوگوں کے متعلق حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو حکم دیا تھا' آپ نشیب وفراز میں ان کی تلاش میں جاتے اور بزاخہ واپس آ جاتے' آپ ایک ماہ تک ان کی تلاش میں پھرتے رہے' تاکہ آپ ان مسلمانوں کے قتل کا بدلہ لیں' جن کو انہوں نے اپنے ارتداد کے زمانے میں اپنے درمیان رہتے ہوئے قتل کر دیا تھا' ان میں سے بعض کو آپ نے آگ سے جلا دیا اور بعض کو پتھروں سے کچل دیا اور بعض کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے گرا دیا' یہ سب کچھ آپ نے اس لیے کیا تاکہ مرتدین عرب کے حالات سننے والا ان سے عبرت حاصل کرے۔

ثوری' قیس بن مسلم سے بحوالہ طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ جب بزاخہ کا وفد اسد اور غطفان حضرت ابوبکرؓ کے پاس مصالحت کا مطالبہ کرتے ہوئے آیا' تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں حرب مجلیہ (کھلی جنگ) اور حیطہ مخزیہ کے درمیان اختیار دیا' تو وہ کہنے لگے اے خلیفہ رسول ہم حرب مجلیہ کو تو جانتے ہیں' حطہ مخزیہ کیا ہے؟ تم سے زرہیں' گھوڑے' خچر اور گدھے لے لیے جائیں گے اور تمہیں ان لوگوں کی طرح چھوڑ دیا جائے گا جو اونٹوں کی دموں کے پیچھے چلتے ہیں' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے خلیفہ اور مومنین کو ایسی بات دکھائے گا' جس سے وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے اور جو کچھ تم نے ہم سے لیا ہے وہ ادا کرو گے اور جو ہم نے تم سے لیا ہے وہ ہم ادا نہیں کریں گے اور تم گواہی دو گے کہ ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ میں ہیں' اور تم ہمارے مقتولین کی دیت دو گے اور ہم تمہارے مقتولین کی دیت نہیں دیں گے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کا یہ کہنا کہ ''تم ہمارے مقتولین کی دیت دو گے'' اس کا کیا مطلب ہے' بلاشبہ ہمارے مقتولین تو اللہ کے امر پر قتل ہوئے ہیں' جن کی کوئی دیت نہیں' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رک گئے اور دوسری بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میری رائے کیا ہی اچھی ہے' اور بخاری نے اسے ثوری کی حدیث سے اپنی سند سے مختصراً روایت کیا ہے۔

دوسرا معرکہ:

بزاخہ کے روز طلیحہ کے اصحاب میں سے شکست خوردہ بنی غطفان کی ایک بہت بڑی پارٹی اکٹھی ہوگئی' اور وہ اکٹھے ہو کر ایک عورت کے پاس گئے جسے ام زمل کہا جاتا تھا۔ سلمٰی بنت ملک بن حذیفہ اور وہ اپنی ماں قرفہ کی طرح سیدات العرب میں سے تھی اور کثرت اولاد اور قبیلے اور گھرانے کی عزت کی وجہ سے اس کی ماں کی مثال بیان کی جاتی تھی' اور جب وہ اکٹھے ہو کر اس کے پاس گئے تو اس نے انہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے پر اکسایا۔ تو وہ اس کام کے لیے جوش میں آ گئے' اور بنی سلیم طے ہوازن اور اسد کے دوسرے لوگ بھی ان کے ساتھ مل گئے' اور یہ بہت بڑا لشکر بن گئے' اور اس عورت کا معاملہ سنگین ہوگیا' اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق سنا تو ان کی طرف گئے' اور شدید جنگ کی اور وہ عورت اپنی ماں کے اونٹ پر سوار تھی' جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ جو شخص اس کے اونٹ کو چھوئے گا اسے ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا' اور یہ بات اس کی عزت کی وجہ سے تھی' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں شکست دی اور اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور اس عورت کو قتل کر دیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو فتح کی اطلاع بھیجی۔

Marfat.com

الفجاءة کا واقعہ:

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ اس کا نام ایاس بن عبداللہ بن عبد یالیل' بن عمیرہ بن خفاف تھا' جو بنی سلیم سے تعلق رکھتا تھا' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں بقیع مقام پر الفجاءة کو جلا دیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ آپ کے پاس آیا' آپ نے خیال کیا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ میرے ساتھ مرتدین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فوج بھیجیں' آپ نے اس کے ساتھ فوج بھیج دی' اور جب وہ روانہ ہوا' تو وہ جس مسلمان اور مرتد کے پاس سے گزرتا اسے قتل کر دیتا اور اس کا مال لے لیتا' جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی' تو آپ نے اس کے پیچھے ایک فوج بھیجی جو اسے واپس لے آئی' پس جب آپ نے اس پر قابو پالیا' تو اسے بقیع کی طرف لے گئے' اور اس کے ہاتھوں کو اس کی گدی کے ساتھ باندھ کر آگ میں ڈال دیا اور اسے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے جلا دیا۔

سجاح اور بنو تمیم کا واقعہ:

ارتداد کے زمانے میں بنو تمیم مختلف الآرا تھے' ان میں سے بعض نے ارتداد اختیار کیا اور زکوٰۃ روک دی اور بعض نے صدقات کے اموال' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے' اور بعض نے آپ کے معاملے میں غور و فکر کرنے کے لیے توقف کیا' اسی دوران میں سجاح بنت الحارث بن سوید بن عقفان تغلبیہ' جزیرہ سے آ گئی اور وہ عرب کے عیسائیوں میں سے تھی اور اس نے دعویٰ نبوت بھی کیا اور اس کے ساتھ اس کی قوم اور جو لوگ ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے' ان کی فوجیں بھی تھیں اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا' پس جب وہ بلاد بنی تمیم سے گزری تو اس نے انہیں اپنے امر کی طرف دعوت دی اور ان کے عوام نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور سجاح کے قبول کرنے والوں میں مالک بن نویرہ' عطارد بن حاجب اور بنی تمیم کے سادات امراء کی ایک جماعت بھی شامل تھی' اور ان کے دوسرے لوگوں نے اس سے تخلف کیا' پھر انہوں نے اس بات پر صلح کی کہ ان کے درمیان کوئی جنگ نہ ہو گی' ہاں جب مالک بن نویرہ نے اس سے مصالحت کی تو اسے اس کی اصل سے پھیر دیا اور اسے بنی یربوع کے خلاف اکسایا' پھر سب نے لوگوں سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا۔ اور کہنے لگے' ہم کس سے جنگ کا آغاز کریں؟ سجاح نے مقفٰی عبارت میں انہیں کہا اونٹوں کو تیار کرو اور لوٹ کے لیے تیار ہو جاؤ' پھر جماعت پر غارت گری کرو' ان کے ورے کوئی پردہ نہیں پھر انہوں نے اس کی مدد کرنے پر باہم معاہدہ کر لیا' اور ان میں سے ایک شاعر نے کہا ہے۔

"تغلب کی بہن ہمارے پاس ایسے جوانوں کے ساتھ آئی جنہیں ہمارے باپ زادوں کے سرداروں سے جمع کیا گیا تھا' اور اس نے حماقت سے ہم میں دعوت کو قائم کیا اور وہ ہمارے دوسرے قبائل میں سے تھی' پس ہم نے انہیں کچھ بھی مصیبت نہیں ڈالی اور جب ہم آئے تو وہ بچ نہ سکتی تھی' آگاہ رہو اس شب جب تم اس کے لیے جھولیاں اکٹھی کر رہے تھے' تمہاری عقلیں بھٹک گئیں تھیں اور بیوقوف ہو گئی تھیں"۔

اور عطارد بن حاجب نے اس بارے میں کہا ہے۔

"ہماری نبیہ عورت ہے' جس کا ہم احاطہ کیے ہوئے ہیں اور لوگوں کے انبیاء مرد ہیں"۔

Marfat.com

پھر سجاح نے اپنی فوجوں کے ساتھ یمامہ کا قصد کیا تا کہ اسے مسیلمہ بن حبیب کذاب سے چھین لے اور اس کی قوم اس سے ڈر گئی اور وہ کہنے لگے کہ اس کا معاملہ بہت بڑھ گیا ہے' تو وہ انہیں کہنے لگی تم پر یمامہ جانا لازم ہے' کبوتری کی طرح آہستہ چلو' بلاشبہ یہ سخت جنگ ہے اس کے بعد تمہیں کوئی ملامت نہ ہوگی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے مسیلمہ سے جنگ کرنے کی ٹھان لی' اور جب اس نے سنا کہ وہ اس کی طرف آ رہی ہے تو وہ اس سے اپنے علاقے کے بارے میں خوفزدہ ہو گیا' کیونکہ وہ ثمامہ بن آثال کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا اور حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی افواج کے ساتھ اسے مدد دی اور وہ اس کے علاقے میں اتر کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' پس اس نے سجاح کے پاس امان کا پیغام بھیجا۔ نیز یہ کہ اگر وہ واپس چلی جائے تو وہ اسے قریش کی نصف زمین دینے کی ضمانت دیتا ہے' پس اللہ نے تجھے وہ بطور عطیہ واپس دی ہے' اور اس نے سجاح کے ساتھ مراسلت کی کہ وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہے' اور وہ اپنی قوم کے چالیس آدمیوں کے ساتھ اس کے پاس گیا اور ایک خیمہ میں ان دونوں کی ملاقات ہوئی اور جب مسیلمہ نے خلوت میں اس سے ملاقات کی اور اس کے سامنے نصف زمین کی پیشکش کی تو اس نے اسے قبول کر لیا' مسیلمہ نے کہا سننے والے کی بات اللہ نے سن لی ہے اور جب وہ لالچ کرتا ہے تو وہ اسے بھلائی کا لالچ دیتا ہے اور ہمیشہ ہی اس کا امر جامع بھلائی میں رہتا ہے تمہارے رب نے تمہیں دیکھا تو تمہیں سلام کیا اور وحشت سے تمہیں نکالا اور اس نے اپنے بدلے کے دن تمہیں نجات دی اور تمہیں زندہ کیا' ہم پر گروہ ابرار کی نمازیں واجب ہیں نہ کہ اشقیاء وفجار کی' وہ تمہارے رب کیا اور بادلوں اور بارشوں کے رب کے لیے رات کو کھڑے ہوتے اور دن کو روزے رکھتے ہیں۔

اور اسی طرح اس نے کہا' جب میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے خوبصورت ہو گئے ہیں' اور ان کے بشرے صاف ہو گئے ہیں اور ان کے ہاتھ قریب ہو گئے ہیں' تو میں نے انہیں کہا' تم عورتوں کے پاس نہیں آ ؤ گے' نہ شراب پیو گے' بلکہ تم گروہ ابرار ہو' تم روزے رکھو گے' پس اللہ پاک ہے جب زندگی آئے گی تو تم کیسے زندہ رہو گے' اور تم آسمان کے بادشاہ کی طرف کیسے چڑھو گے۔ اور اگر وہ رائے کا دانا بھی ہوتا تو اس پر گواہ کھڑا ہوتا' جو دلوں کی باتوں کو جانتا ہے اور اکثر لوگ اس میں ہلاک ہو گئے ہیں' اور ملعون مسیلمہ کے پیروکاروں کی ایک شریعت بھی تھی کہ مجرد شادی کرے اور جب اس کے ہاں نر بچہ پیدا ہو تو اس وقت اس پر عورتیں حرام ہو جائیں گی' ہاں اگر وہ نر بچہ فوت ہو جائے' تو عورتیں اس کے لیے حلال ہو جائیں گی' یہاں تک کہ اس کے ہاں نر بچہ پیدا ہو جائے' یہ اس ملعون کی اپنی بناوٹ ہے' کہتے ہیں کہ جب وہ سجاح سے خلوت میں ملا تو اس نے اس سے پوچھا کہ اس کی طرف کیا وحی ہوتی ہے؟ اس نے کہا کیا عورتیں ابتداء کیا کرتی ہیں؟ بلکہ تم بتاؤ کہ تمہاری طرف کیا وحی ہوتی ہے؟ اس نے کہا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے حاملہ کے ساتھ کیا کیا' اس نے پیٹ کی جھلی اور اندر سے دوڑتی ہوئی ایک روح پیدا کی' سجاح نے کہا' وہ کیا؟ اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے شرمگاہیں پیدا کی ہیں اور مردوں کو ان کے خاوند بنایا ہے' وہ ان میں سینے نکال کر داخل کرتے ہیں' پھر جب وہ نشوونما پاتا ہے تو ہم انہیں نکالتے ہیں اور وہ ہمارے لیے کمزور بچے جنتی ہیں' سجاح نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ تو نبی ہے' اس نے اسے کہا کیا میں تجھ سے نکاح کر لوں اور اپنی قوم اور تیری قوم کے ساتھ عربوں کو کھا جاؤں؟

Marfat.com

اس نے کہا ہاں! تو اس نے کہا:

اری اٹھ جماع کے لیے تیار ہو جا' تمہارے لیے بستر تیار ہے اگر تو چاہے تو گھر میں اور اگر تو چاہے تو کوٹھڑی میں' اور اگر تو چاہے تو ہم تجھے چت لٹا دیں' اور اگر تو چاہے تو چار زانوں پر ہو جائے' اور اگر تو چاہے تو دو تہائی پر اور اگر تو چاہے تو یکجا ہو کر ہو جائے۔

سجاح نے کہا یکجا ہو کر ہو جائے' اس نے کہا یہ میری طرف وحی ہوئی ہے' اور وہ تین دن اس کے پاس رہی' پھر اپنی قوم کے پاس واپس چلی گئی' تو انہوں نے پوچھا اس نے تمہیں کیا مہر دیا ہے؟ اس نے کہا' اس نے مجھے کچھ مہر نہیں دیا' انہوں نے کہا' تیرے جیسی عورت کے لیے بغیر مہر کے نکاح کرنا بہت بری بات ہے' پس اس نے اس کے پاس مہر پوچھنے کے لیے آدمی بھیجا' اس نے کہا اپنے مؤذن کو میرے پاس بھیج دو' اس نے شبث بن ربعی کو اس کے پاس بھیجا' اس نے کہا اپنی قوم میں اعلان کر دو کہ مسیلمہ بن حبیب رسول اللہ نے تم سے دو نمازیں ساقط کر دی ہیں' جو محمد ﷺ لائے تھے۔ یعنی فجر اور عشا کی نمازیں۔ اور یہ اس کا مہر اس کے ذمے تھا۔ دونوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

پھر سجاح اپنے علاقے میں واپس آ گئی' اور یہ اس وقت کی بات ہے جب اسے پتہ چلا کہ حضرت خالدؓ' ارض یمامہ کے قریب آ گئے ہیں' وہ مسیلمہ سے زمین کا نصف خراج لینے کے بعد دوبارہ جزیرہ کی طرف واپس چلی گئی' اور حضرت معاویہؓ کے زمانے تک اپنی قوم میں قیام پذیر رہی' اور آپ نے انہیں عام الجماعۃ کو وہاں سے جلاوطن کر دیا' جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔

باب:

مالک بن نویرہ یربوعی تمیمی کے حالات

جب سجاح جزیرہ سے آئی تو اس نے اس سے رفاقت کی اور اس نے مسیلمہ سے رابطہ کر لیا' اللہ ان دونوں پر لعنت کرے۔ پھر اپنے علاقے کو چلی گئی۔ جب یہ بات ہو گئی تو مالک بن نویرہ اپنے بارے میں پشیمان ہوا اور کشادہ نالے میں اترے ہوئے اپنے کام کے لیے ٹھہر گیا' حضرت خالدؓ نے اپنی فوجوں کے ساتھ کشادہ نالے کا رخ کیا اور انصار آپ سے پیچھے رہ گئے اور کہنے لگے' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں جو حکم دیا تھا' وہ ہم پورا کر چکے ہیں' حضرت خالدؓ نے انہیں کہا' یہ کام ضرور کرنا ہے اور اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھانا ہے اور مجھے اس بارے میں کوئی خط نہیں آیا اور میں امیر ہوں اور میرے پاس خبریں آتی ہیں اور میں تمہیں چلنے پر مجبور نہیں کروں گا' اور میں کشادہ نالے میں جا رہا ہوں' پس آپ دو روز تک چلتے رہے' پھر انصار کا ایلچی آپ سے ملا اور انہوں نے آپ سے انتظار کرنے کا مطالبہ کیا اور وہ آپ کے ساتھ آ ملے' جب آپ کشادہ نالے میں پہنچے تو وہاں آپ نے مالک بن نویرہ کو قابض پایا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دعوت دینے کے لیے کشادہ نالے میں دستے بھیجے اور بنی تمیم کے امراء نے سمع وطاعت سے آپ کا استقبال کیا اور زکوٰۃ وصدقات دیئے' مگر مالک بن نویرہ اپنے معاملے میں حیران اور لوگوں سے الگ تھلگ

Marfat.com

تھا' فوجوں نے آ کر اسے اور اس کے ساتھیوں کو قید کر لیا اور ایک دستے نے ان کے بارے میں اختلاف کیا اور حضرت ابوقتادہ الحرث بن ربعی انصاری نے گواہی دی کہ انہوں نے نماز پڑھی ہے اور دوسروں نے کہا کہ نہ انہوں نے اذان دی ہے اور نہ نماز پڑھی ہے۔

کہتے ہیں کہ قیدیوں نے سخت سرد رات میں اپنی بیڑیوں میں شب بسر کی اور حضرت خالدؓ کے منادی نے اعلان کیا کہ اپنے قیدیوں کو گرم کرو' لوگوں نے خیال کیا آپ ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں' پس انہوں نے انہیں قتل کر دیا' اور حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا۔ اور جب دعوت دینے والے نے سنا تو وہ باہر نکلا اور لوگ ان سے فارغ ہو چکے تھے' اس نے کہا جب اللہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کر کے رہتا ہے اور حضرت خالدؓ نے مالک بن نویرہ کی بیوی ام تمیم دختر المنہال کو اپنے لیے منتخب کر لیا' اور وہ خوبصورت عورت تھی اور جب وہ حلال ہوئی تو آپ اس کے پاس آئے' کہتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے مالک کو طلب کیا اور جو کچھ اس نے سجاح کی متابعت اور زکوٰۃ کے روکنے کے بارے میں کہا تھا' اس سے اسے آگاہ کیا اور فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ زکوٰۃ' نماز کی ساتھی ہے؟ مالک نے کہا بلاشبہ تمہارے ساتھی کا بھی یہی خیال ہے' آپ نے فرمایا کیا وہ ہمارا ساتھی ہے اور تمہارا ساتھی نہیں؟ اے ضرار! اسے قتل کر دو' پس اسے قتل کر دیا گیا اور آپ کے حکم سے اس کا سر دو پتھروں کے ساتھ رکھا گیا اور تینوں پر ہنڈیا پکائی گئی' اور اس شب حضرت خالدؓ نے اس سے کھانا کھایا' تاکہ آپ مرتد اعراب وغیرہ کو اس سے خوفزدہ کر دیں' کہتے ہیں کہ مالک کے بالوں کو آگ میں ڈالا گیا' یہاں تک کہ ہنڈیا کا گوشت پک گیا' اور بال اپنی کثرت کی وجہ سے ختم نہ ہوئے' حضرت خالدؓ نے جو کچھ کیا تھا' اس کے متعلق حضرت ابوقتادہؓ نے آپ سے گفتگو کی اور دونوں نے باہم اس بارے میں قیل وقال کیا' حتیٰ کہ حضرت ابوقتادہؓ نے جا کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کی شکایت کر دی اور حضرت عمرؓ نے بھی حضرت ابوقتادہؓ کے ساتھ حضرت خالدؓ کے بارے میں گفتگو کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا اسے معزول کر دیجئے' اس کی تلوار میں ظلم پایا جاتا ہے' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں اس تلوار کو نیام میں نہیں کروں گا جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر سونتا ہے' اور متمم بن نویرہ بھی آ کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت کرنے لگا' اور حضرت عمرؓ اس کی مدد کرنے لگے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مرثیے سنانے لگے' جو اس نے اپنے بھائی کے بارے میں کہے تھے' پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے پاس سے دیت دی' اور اس بارے میں متمم کے اشعار یہ ہیں۔

''ہم کچھ عرصہ جذیمہ کے دو شراب نوش ساتھیوں کی طرح رہے یہاں تک کہ کہا گیا کہ یہ دونوں الگ الگ نہ ہوں گے اور ہم جب تک زندہ رہے خیریت سے رہے' اور ہم سے پہلے موتوں نے کسریٰ اور تبع کی قوم کو ہلاک کر دیا' پس جب ہم جدا ہوئے تو میں اور مالک طویل اجتماع کے بعد یوں تھے' گویا ہم نے ایک رات بھی اکٹھے بسر نہیں کی''۔

نیز کہتا ہے:

''میرے دوست نے قبروں پر اشک ریزی سے رونے پر مجھے ملامت کی اور کہا' کیا تو جس قبر کو دیکھے گا اس پر اس قبر کی وجہ سے روئے گا' جو لوئی اور دکادک کے درمیان ہے' میں نے اسے کہا' غم' غم کو برانگیختہ کرتا ہے مجھے چھوڑ دو یہ سب

Marfat.com

مالک ہی کی قبریں ہیں''۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت عمر بن الخطابؓ مسلسل حضرت صدیق کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امارت سے معزول کر دینے پر ابھارتے رہے اور کہتے رہے کہ اس کی تلوار میں ظلم پایا جاتا ہے' حتیٰ کہ حضرت صدیق نے' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ آئے اور آپ اپنی فولادی زرہ پہنے ہوئے تھے' جسے خون کی کثرت سے زنگ لگ گیا تھا' نیز آپ نے اپنے عمامہ میں خون سے لتھڑے ہوئے تیر بھی لگائے ہوئے تھے' پس جب آپ مسجد میں داخل ہوئے' تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے آپ کے پاس جا کر آپ کے عمامے سے تیر کھینچ کر انہیں توڑ دیا' اور فرمایا تم نے ایک مسلمان شخص کو ریا کاری سے قتل کیا ہے اور اس کی بیوی سے جفت ہوئے ہو' خدا کی قسم میں تمہیں پتھروں سے سنگسار کروں گا' حضرت خالدؓ نے ان سے کوئی بات نہ کی' اور ان کا خیال تھا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی ان کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سی رائے رکھتے ہیں' حتیٰ کہ آپ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے' اور ان کے پاس معذرت کی' تو انہوں نے آپ کو معذور قرار دیا اور جو کچھ اس بارے میں آپ سے ہو چکا تھا' اس سے درگذر کیا اور مالک بن نویرہ کی دیت دے دی' آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں سے باہر نکلے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے' حضرت خالدؓ نے کہا اے ابن ام شملہ میرے پاس آؤ' تو انہوں نے آپ کو جواب نہ دیا اور سمجھ گئے' کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان سے راضی ہو گئے ہیں' اور حضرت ابوبکر نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امارت پر قائم رکھا' اگرچہ ان سے مالک بن نویرہ کے قتل کرنے میں اجتہادی غلطی ہو گئی تھی۔ جس طرح کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ابوجذیمہ کی طرف بھیجا' تو آپ نے ان قیدیوں کو جنہوں نے کہا کہ ہم صابی ہو گئے ہیں' قتل کر دیا اور وہ اچھی طرح یہ نہ کہہ سکے کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت ادا کر دی' حتیٰ کہ کتے کی قیمت بھی انہیں دی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ خالدؓ نے جو کچھ کیا ہے میں تیرے حضور اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں' اس کے باوجود آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امارت سے معزول نہیں کیا۔

مسیلمہ کذاب ملعون کا قتل:

جب حضرت صدیق' حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئے اور آپ کی معذرت پر آپ کو معذور قرار دیا تو آپ کو یمامہ میں بنو حنیفہ کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا اور سب مسلمان بھی آپ کے ساتھ گئے اور انصار کے امیر حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ تھے' پس آپ روانہ ہوئے اور جن مرتدین کے پاس سے گزرتے انہیں سزا دیتے اور آپ سجاح کے اصحاب کے گھوڑوں کے پاس سے گزرے' اور ان کو بھگا دیا اور انہیں جزیرہ عرب سے باہر نکال دینے کا حکم دیا' اور حضرت صدیق نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ایک فوج کے ساتھ ان کے پیچھے بھیجا تا کہ وہ پیچھے سے ان کا مددگار ہو' اور آپ نے حضرت خالدؓ سے پہلے حضرت عکرمہ بن ابوجہلؓ اور حضرت شرجیلؓ بن حسنہ کو بھیجا تھا' اور وہ دونوں بنو حنیفہ کا مقابلہ نہ کر سکے' کیونکہ وہ کوئی چالیس ہزار کے قریب جانباز تھے' پس حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کی آمد سے قبل جلد بازی سے کام لیا اور ان سے جنگ کی۔ اور مصیبت میں پڑ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔ اور جب مسیلمہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی آمد کے متعلق سنا تو اس نے

Marfat.com

یمامہ کی ایک جانب ایک جگہ پر جسے عقرب کہا جاتا تھا' پڑاؤ کر لیا' اور سبزہ زاران کے پیچھے تھا' اور اس نے لوگوں کو اکسایا اور برانگیختہ کیا اور اہل یمامہ نے اس کو فوج اکٹھی کر دی اور اس نے اپنی فوج کے میمنہ اور میسرہ پر الحکم بن الطفیل اور عنفوہ بن نہشل کے رجال کو مقرر کیا اور یہ رجال اس کا وہ دوست تھا جس نے اس کے لیے گواہی دی تھی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ مسیلمہ بن حبیب کو ان کے ساتھ حکومت میں شریک کیا گیا ہے' اور یہ ملعون اہل یمامہ کو سب سے بڑا گمراہ کرنے والا تھا' حتیٰ کہ انہوں نے مسیلمہ کی اتباع کر لی اللہ تعالیٰ ان دونوں پر لعنت کرے' اور یہ رجال حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آیا' اور سورۃ البقرہ پڑھی' اور ارتداد کے زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ نے اسے اہل یمامہ کو دعوت الی اللہ دینے اور انہیں اسلام پر ثابت قدم رکھنے کے لیے بھیجا تو یہ مسیلمہ کے ساتھ مرتد ہو گیا' اور اس کی نبوت کی گواہی دی۔

سیف بن عمر نے عن طلحہ عن عکرمہ عن ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ میں ایک روز ایک جماعت کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا' اور رجال بن عنفوہ بھی ہمارے ساتھ تھا آپ نے فرمایا بلاشبہ تم میں ایک ایسا آدمی ہے' جس کی ڈاڑھ جو احد سے بھی بڑی ہے' آگ میں ہوگی' پس سب لوگ مر گئے اور میں اور رجال باقی رہ گئے' اور میں اس بات سے خوفزدہ تھا حتیٰ کہ رجال' مسیلمہ کے ساتھ چلا گیا' اور اس کی نبوت کی گواہی دی اور رجال کا فتنہ' مسیلمہ کے فتنہ سے بھی بڑا تھا' ابن اسحاق نے اسے ایک شیخ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کیا ہے اور حضرت خالدؓ قریب آ گئے' اور آپ نے مقدمہ میں حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ' اور میمنہ اور میسرہ میں حضرت زید اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما کو رکھا' اور رات کو ہراول دستہ چالیس یا ساٹھ سواروں کے پاس گزرا' جن کا امیر مجاعۃ بن مرارہ تھا' اور وہ بنی تمیم اور بنی عامر سے اپنا بدلہ لینے گیا تھا' اور اب اپنی قوم کی طرف واپس جا رہا تھا' پس ہراول دستہ کے جوانوں نے انہیں پکڑ لیا' اور جب سب کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو انہوں نے آپ کے پاس معذرت کی مگر آپ نے ان کی تصدیق نہ کی اور مجاعۃ کے سوا' سب کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور آپ نے اسے پابجولاں اپنے پاس رکھا' کیونکہ وہ جنگ اور جنگی چالوں کا ماہر تھا۔ اور بنی حنیفہ کا شریف مطاع سردار تھا' کہتے ہیں کہ جب انہیں حضرت خالدؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے انہیں کہا' اے بنی حنیفہ تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم کہتے ہیں کہ ہم میں سے بھی نبی ہے اور تم میں سے بھی نبی ہے' پس آپ نے ایک کے سوا' جس کا نام ساریہ تھا' سب کو قتل کر دیا' اس نے آپ سے کہا اے شخص اگر تو اس سے عدول کے سوا' خیر وشر کا خواہاں ہے تو اس شخص یعنی مجاعۃ بن مرارۃ کو باقی رکھ لے' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے پابجولاں اپنی بیوی کے ساتھ خیمہ میں رکھا اور اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا' اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں' تو مسیلمہ نے اپنی قوم سے کہا' آج غیرت کا دن ہے' اگر آج تم نے شکست دی تو قیدی عورتوں سے شادیاں ہوں گی' اور وہ بیاری لونڈیاں بنے بغیر نکاح کریں گی' پس اپنے شرف کی حفاظت کرو جنگ کرو اور اپنی عورتوں کو بچاؤ اور مسلمان آگے بڑھے' حتیٰ کہ حضرت خالدؓ ان کے ساتھ ایک ٹیلے پر اترے جو یمامہ پر جھانکتا تھا' وہاں آپ نے اپنی فوج بٹھا دی اور مہاجرین کا جھنڈا' سالم مولیٰ ابوحذیفہ اور انصار کا جھنڈا' ثابت بن قیس بن شماس کے پاس تھا' اور عرب اپنے اپنے جھنڈوں تلے تھے' اور مجاعۃ بن مرارۃ' حضرت خالد کی بیوی ام تمیم کے ساتھ خیمہ میں مقید تھا' پس مسلمان اور کفار آپس میں ایک دوسرے سے بھڑ گئے' اور اس حملے میں مسلمان بھاگ گئے اور اعراب کو شکست ہوئی' حتیٰ کہ بنو

Marfat.com

حنیفہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمے میں داخل ہو گئے اور ام تمیم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یہاں تک کہ مجاعۃ نے اسے پناہ دی اور کہا یہ شریف عورت کیا ہی اچھی ہے اور اس حملے میں رجال بن عنفوہ ملعون قتل ہو گیا' اسے حضرت زید بن الخطاب نے قتل کیا' پھر صحابہ نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی اور حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ نے کہا' تم نے اپنے مدمقابل کو بری بات کا عادی بنایا ہے اور انہوں نے ہر جانب سے آواز دی اے خالد ہمیں منتخب کر' پس مہاجرین وانصار کی ایک پارٹی منتخب کی گئی' اور البراء بن معرور غصے میں آ گیا۔ وہ جب جنگ کو دیکھتا تو اسے کپکپی آ جاتی اور اونٹ کی پشت پر بیٹھ جاتا اور اپنی شلوار میں پیشاب کر دیتا اور پھر شیر کی طرح حملہ کرتا۔ اور بنو حنیفہ نے ایسی جنگ لڑی جس کی مثال نہیں دیکھی گئی' اور صحابہ رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے' اور کہنے لگے اے اصحاب سورۃ البقرہ! آج جادو بیکار ہو گیا ہے اور حضرت ثابت بن قیسؓ نے زمین میں اپنی نصف پنڈلیوں تک اپنے پاؤں کے لیے گڑھا کھودا اور وہ کفن پہننے اور خوشبو لگانے کے بعد انصار کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے' اور وہ وہیں پر ثابت قدم رہ کر قتل ہو گئے' اور مہاجرین نے سالم مولیٰ ابوحذیفہ سے کہا' کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ ہمیں آپ سے پہلے جھنڈا دیا جائے گا؟ انہوں نے کہا اس صورت میں میں بہت بڑا حامل قرآن ہوں گا' اور حضرت زید بن خطابؓ نے کہا' مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاؤ' اور دشمن کی طرف چلو اور آگے بڑھو' نیز کہا کہ خدا کی قسم میں بات نہیں کروں گا یہاں تک کہ اللہ انہیں شکست دے دے یا میں اللہ سے جا ملوں گا اور اس سے اپنی دلیل کے ساتھ بات کروں گا' اور آپ شہید ہو کر فوت ہوئے۔

اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اہل قرآن! قرآن کو افعال کے ساتھ زینت دو' اور آپ نے ان پر حملہ کر کے انہیں دور بھگا دیا اور شہید ہو گئے۔

اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے حملہ کیا' حتیٰ کہ ان سے آگے نکل گئے' اور مسیلمہ کے پہاڑوں کے پاس چلے گئے' اور انتظار کرنے لگے کہ وہ آئے' تو آپ اسے قتل کریں' پھر آپ واپس آئے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر مبارزت طلب کی اور کہا' میں ابن الولید العود ہوں' میں عامر اور زید کا بیٹا ہوں' پھر آپ نے مسلمانوں کے نشان امتیاز سے پکارا۔ ان دنوں ان کا نشان امتیاز یا محمداہ تھا۔ اور جو کوئی بھی آپ کے مقابلہ میں آتا آپ اسے قتل کر دیتے اور جو چیز بھی آپ کے قریب آتی اسے فنا کر دیتے اور مسلمانوں کی چکی گھومنے لگی' پھر آپ مسیلمہ کے نزدیک ہوئے اور اس کو نصف اور حق کی طرف رجوع کرنے کی پیشکش کی اور مسیلمہ کا شیطان اس کی گردن کج کرنے لگا' وہ آپ کی کوئی بات قبول نہ کرتا' اور جب کبھی مسیلمہ کسی بات کے قریب آنے لگتا' اس کا شیطان اسے اس سے برگشتہ کر دیتا' پس حضرت خالدؓ اس کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور حضرت خالدؓ نے اعراب انصار سے مہاجرین کو الگ کر لیا اور سب نبی اب اپنے اپنے جھنڈوں تلے جنگ کرتے تھے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ انہیں کہاں سے دیا جاتا ہے اور اس میدان کارزار میں صحابہ نے جس استقلال کا مظاہرہ کیا اس کی مثال نہیں دیکھی گئی' اور وہ مسلسل اپنے دشمنوں کے سینوں کی طرف پیش قدمی کرتے رہے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان پر فتح دی اور کفار نے پشت پھیر دی۔ اور انہوں نے ان کو پیچھے سے مارتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور ان کی گردنوں پر جہاں چاہی تلوار ماری حتیٰ کہ انہیں مجبور کر کے موت کے باغیچے میں لے گئے' اور محکم الیمامہ یعنی محکم بن الطفیل لعنہ اللہ نے انہیں اس باغیچے میں جانے کا مشورہ دیا تھا' اور اس میں دشمن خدا مسیلمہ لعنہ اللہ

Marfat.com

موجود تھا' اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے محکم بن الطفیل کو مل کر اس کی گردن میں تیر مارا اور وہ تقریر کر رہا تھا' پس آپ نے اسے قتل کر دیا' اور بنو حنیفہ نے باغیچے کا دروازہ بند کر دیا اور صحابہؓ نے ان کا محاصرہ کر لیا' اور حضرت البراء بن مالکؓ نے کہا' اے گروہ مسلمین! مجھے باغیچہ میں ان تک پہنچا دو' پس انہوں نے آپ کو لاٹھیوں پر اٹھا کر اور انہیں نیزوں پر بلند کر کے آپ کو باغیچے کی دیوار کے اوپر سے ان تک پہنچا دیا' اور آپ دروازے کے آگے مسلسل ان سے جنگ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ نے دروازے کو کھول دیا اور مسلمان' باغیچے کی دیواروں اور دروازوں سے باغیچے میں داخل ہو گئے' اور اہل یمامہ کے جو مرتد بھی اس میں موجود تھے' انہیں قتل کر دیا' حتیٰ کہ وہ مسیلمہ ملعون تک پہنچ گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دیوار کے ایک شگاف میں کھڑا ہے گویا وہ خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اور وہ اس پر چڑھنا چاہتا تھا' اور غصے سے بے عقل ہو چکا تھا' اور جب اس کا شیطان اس کے پاس آتا تو اس کی باچھوں سے جھاگ نکلنے لگتا' پس حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا غلام وحشیؓ بن حرب' حضرت حمزہؓ کا قاتل اس کی طرف بڑھا اور اسے اپنا نیزہ مارا جو اسے لگ کر دوسری جانب نکل گیا اور حضرت ابودجانہؓ' سماک بن حرشہؓ نے جلدی سے جا کر اسے تلوار ماری اور وہ گر پڑا اور محل سے ایک عورت نے آواز دی ہائے حسینوں کے امیر کو ایک سیاہ فام غلام نے قتل کر دیا ہے۔ باغیچے اور معرکہ میں مجموعی طور پر قتل ہونے والے تقریباً دس ہزار جانباز تھے' اور بعض کا قول ہے کہ اکیس ہزار تھے' اور مسلمانوں میں سے چھ سو آدمی شہید ہوئے' اور بعض کا قول ہے کہ پانچ سو تھے۔ واللہ اعلم

اور ان میں سادات صحابہؓ اور لوگوں کے سردار بھی تھے' جن کا ذکر ابھی ہوگا' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور مجاعۃ بن مرارہ بھی پابجولاں آپ کے پیچھے آ رہا تھا' اور آپ اسے مقتولین کو دکھانے لگے تاکہ وہ آپ کو مسیلمہ کا تعارف کرائے' اور جب وہ رجال بن عنفوہ کے پاس سے گذرے تو حضرت خالدؓ نے اسے کہا' کیا وہ یہ ہے؟ اس نے کہا نہیں' خدا کی قسم یہ اس سے بہتر ہے یہ رجال بن عنفوہ ہے۔

سیف بن عمر بیان کرتے ہیں' پھر وہ ایک زرد رنگ چپٹی اور سرے سے اٹھی ہوئی ناک والے شخص کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا یہ تمہارا ساتھی ہے' حضرت خالدؓ نے کہا اس شخص کی اتباع کرنے پر خدا تمہارا برا کرے۔ پھر حضرت خالدؓ نے سواروں کو یمامہ کے اردگرد قلعوں کے آس پاس جو مال اور قیدی تھے' انہیں لانے کو بھیجا' پھر آپ نے قلعوں پر حملہ کرنے کا عزم کیا' اور ان میں صرف عورتیں' بچے اور بوڑھے ہی باقی رہ گئے تھے' پس مجاعۃ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دیا اور کہا کہ یہ تو جوان اور جانبازوں سے بھرے ہوئے ہیں' آؤ مجھ سے ان کے بارے میں مصالحت کر لو' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی تکلیف و مشقت دیکھ کر اس سے مصالحت کر لی اور وہ بکثرت جنگ و قتال سے درماندہ ہو چکے تھے' اس نے کہا مجھے ان کے پاس جانے کے لیے چھوڑ دیجیے' تاکہ وہ مجھ سے صلح پر اتفاق کر لیں' آپ نے فرمایا جاؤ' پس مجاعۃ نے ان کے پاس جا کر عورتوں کو زرہیں پہنے اور قلعوں کی چوٹیوں پر چڑھ جانے کا حکم دیا' حضرت خالدؓ نے دیکھا تو چوٹیاں لوگوں کے سروں سے بھری ہوئی تھیں' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں مجاعۃ کے قول کے مطابق آدمی خیال کیا اور صلح کی انتظار کرنے لگے' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں دعوت اسلام دی تو وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے' اور حق کی طرف رجوع کر لیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جن عورتوں کو قیدی بنایا تھا'

Marfat.com

ان میں سے بعض کو انہیں واپس کر دیا اور بقیہ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے' اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک لڑکی کو لونڈی بنایا اور وہی آپ کے بیٹے محمد کی ماں ہے' جسے محمد بن الحنفیہ کہا جاتا ہے' اور حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ کے متعلق یہ اشعار کہے۔

اگر ہمارے بارے میں جنوب سے دریافت کیا گیا تو وہ اس شام کو ضرور جواب دے گی جب عقرباء اور ملہم سوال کریں گی۔

اور اس نے وادی کی چوٹی سے پوچھا تو اس کے پتھروں سے دشمنوں کا خون بہنے لگا' اس شام کو سوائے کاٹنے والی مشرقی تلوار کے نیزے اور تیر اپنی جگہ کام نہ دیتے تھے' اے جنوب اگر تو مسیلمہ کے سوا' کفار کی تلاش کرتی ہے تو میں دین کا تابع مسلمان ہوں' جب جہاد کا موقع ہوگا تو میں جہاد کروں گا اور اس مرد مجاہد کے کیا کہنے جو زیادہ علم رکھتا ہے۔

خلیفہ بن خیاط محمد بن جریر اور سلف میں سے بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ ۱۱ھ میں ہوئی تھی' اور ابن قانع کا قول ہے کہ ۱۱ھ کے آخر میں ہوئی تھی' اور واقدی اور دیگر لوگوں کا قول ہے کہ وہ ۱۲ھ میں ہوئی تھی' اور ان دونوں کے درمیان تطبیق یوں ہوگی کہ اس جنگ کا آغاز ۱۱ھ میں ہوا تھا اور اس سے فراغت ۱۲ھ میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

اور جب بنو حنیفہ کے وفود حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' تو آپ نے انہیں فرمایا' مسیلمہ کے قرآن سے ہمیں کچھ سناؤ تو وہ کہنے لگے۔ اے خلیفہ رسول کیا آپ ہمیں معاف کریں گے آپ نے فرمایا آپ کو وہ ضرور سنانا پڑے گا' وہ کہنے لگے' وہ کہا کرتا تھا:

یاضفدع بنت ضفد عین نقی لکم نقین، لا الماء تدر کین ولا الشارب تمنعین' رأسک فی الماء و ذنبک فی الطین۔

''اے مینڈکی جو دو مینڈکوں کی بیٹی ہے' تمہارے لیے پانی صاف ہے اور تو پانی کو گدلا نہیں کرتی اور نہ پینے والے کو منع کرتی ہے' تیرا سر پانی میں اور تیری دم کیچڑ میں ہوتی ہے''۔

* نیز وہ کہتا تھا:

و المبذرات زرعاً و الحاصدات حصدا و الذریات قمحا و الطاحنات طحنا و الخابزات خبزا والثاردات ثردا واللاقمات لقما اهالة و ثمنا لقد فضلتم علیٰ اهل الوبر' و ما سبقکم اهل المدر' رفیقکم فامنعوه' والمعتر فآووه' والناعی فواسوه۔

''اور قسم ہے کھیتی کا بیج ڈالنے والی جماعتوں کی اور کھیتی کاٹنے والی جماعتوں کی اور گندم اڑانے والی جماعتوں کی' اور پیسنے والی جماعتوں کی اور روٹی پکانے والی جماعتوں کی اور ثرید بنانے والی جماعتوں کی اور چربی اور گھی کے لقمے لینے والی جماعتوں کی' تحقیق تم دیہاتی لوگوں سے بڑھ گئے ہو اور نہ شہر والوں نے تم سے سبقت کی ہے اور اپنے ساتھی کی حفاظت کرو اور فقیر کو پناہ دو۔ اور موت کی خبر دینے والے سے ہمدردی کرو''۔

اور انہوں نے ان خرافات کا بھی ذکر کیا جن کے بیان کرنے سے کھیلتے ہوئے بچے بھی برا مناتے ہیں' کہتے ہیں حضرت

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تمہارا برا ہو اور وہ تمہارے قول کو کہاں لے جاتا تھا؟ بلاشبہ یہ کلام اچھے اصل سے نہیں نکلا اور وہ کہا کرتا تھا۔

والفیل وما ادرک ماالفیل' له زلوم طویل نیز کہتا تھا واللیل الدامس والذئب الھامس ماقطعت اسدٌ من رطب ولا یابس اور قبل ازیں اس کا یہ قول بیان ہو چکا ہے کہ لقد انعم الله علی الحبلیٰ' اخرج منھا نسمة تسعیٰ من بین صفاق و حشی اور اسی قسم کا کمزور پھسپھسا ردی اور خفیف کلام بیان کیا کرتا تھا۔

اور ابو بکر ابن الباقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اعجاز القرآن میں مسیلمہ' طلیحہ' اسود اور سجاح وغیرہ جاہل اور کذاب نبیوں کے کلام کا کچھ حصہ بیان کیا ہے' جو ان کی کم عقلی اور ان کے پیروکاروں کی کم عقلی پر دلالت کرتا ہے' جنہوں نے گمراہی اور باطل میں ان کی پیروی کی۔

اور ہم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے زمانے جاہلیت میں مسیلمہ کے پاس گئے' تو مسیلمہ نے ان سے پوچھا' اس وقت تمہارے ساتھی پر کیا کلام اترا ہے؟ تو عمرو نے اسے کہا' ان پر ایک مختصر اور بلیغ صورت اتری ہے' اس نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا:

﴿ وَالْعَصْرِ' اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ' اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾

راوی بیان کرتا ہے' مسیلمہ نے کچھ دیر سوچا' پھر اپنا سر اٹھایا اور کہا' مجھ پر بھی اس جیسی صورت نازل ہوئی ہے' عمرو نے اس سے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو مسیلمہ نے کہا:

یا دبر یا دبر انما انت ایراد و صدر' وسائرک حضر نقر.

پھر کہنے لگا اے عمرو تیرا کیا خیال ہے؟ عمرو نے اسے کہا خدا کی قسم تجھے اچھی طرح علم ہے کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔

علمائے تاریخ نے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کیا کرتا تھا' اسے پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی بڑھ گیا' پس اس نے ایک کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی کلیتہً خشک ہو گیا اور ایک اور کنوئیں میں تھوکا تو اس کا پانی کڑوا ہو گا' اور اس نے وضو کیا اور اپنے وضو کے پانی سے کھجور کے ایک درخت کو سیراب کیا تو وہ خشک ہو گیا اور تباہ ہو گیا' اور وہ کچھ لڑکوں کے پاس انہیں برکت دینے آیا اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگا اور ان میں سے بعض کے سر کو اس نے چھیل دیا' اور بعض کی زبان ہکلاتی تھی۔

کہتے ہیں کہ اس نے ایک شخص لیے دعا کی جس کی آنکھوں میں تکلیف تھی' پس اس نے اس کی دونوں آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ اندھا ہو گیا۔

اور سیف بن عمر نے عن خلید بن زفر نمری عن عمیر بن طلحہ عن ابیہ بیان کیا ہے کہ وہ یمامہ آیا تو اس نے پوچھا مسیلمہ کہاں

Marfat.com

ہے؟ اس نے کہا خاموش ہو جاؤ اور رسول اللہ کہو' اس نے کہا جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں' رسول اللہ نہیں کہوں گا' جب وہ آیا تو اس نے پوچھا تو مسیلمہ ہے؟ اس نے کہا ہاں' اس نے پوچھا تیرے پاس کون آتا ہے؟ اس نے کہا رجس' اس نے کہا کیا نور میں آتا ہے یا ظلمت میں؟ اس نے کہا ظلمت میں' اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو کذاب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہیں' لیکن ربیعہ کا کذاب ہمیں مضر کے صادق سے زیادہ محبوب ہے اور یہ اجڈ بدو اس کا پیروکار بن گیا' اور عقرباء کے روز اس کے ساتھ ہی قتل ہوا' اللہ اس پر رحم نہ کرے۔

باشندگان بحرین کے ارتداد اور اسلام کی طرف واپسی کا بیان:

ان کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت العلاء بن الحضرمی کو ان کے بادشاہ المنذر بن ساوی العبدی کے پاس بھیجا اور اس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا' اور ان میں اسلام اور عدل و انصاف کو قائم کیا۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے' تو آپ کے تھوڑا عرصہ بعد المنذر بھی فوت ہو گیا' اور اس کی بیماری کے وقت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے' تو اس نے آپ سے کہا اے عمرو! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' مریض کے لیے اس کے مال میں سے کچھ مقرر کرتے ہیں' آپ نے جواب دیا تہائی مال مقرر کرتے ہیں' اس نے کہا میں اس مال کو کیا کروں' آپ نے فرمایا اگر آپ چاہیں تو اپنے بعد اسے محفوظ وقف بنا دیں' اس نے کہا میں پسند نہیں کرتا کہ اسے بحیرہ[1]، سائبہ[2]، وصیلہ[3]، اور حام[4] کی طرح بنا دوں۔ بلکہ میں اسے صدقہ کر دوں گا' پھر اس نے ایسے ہی کیا اور فوت ہو گیا' اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس سے تعجب کرتے تھے' پس جب المنذر فوت ہو گیا تو بحرین کے باشندے مرتد ہو گئے' اور انہوں نے الغرور کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور وہ المنذر بن النعمان بن المنذر تھا' اور ان کے ایک آدمی نے کہا' اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے اور جواثا بستی کے سوا کوئی بستی اسلام پر قائم نہ رہی اور یہ پہلی بستی تھی جس نے مرتدین میں سے نماز جمعہ کو قائم کیا' جیسا کہ بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' مرتدین نے ان کا محاصرہ کر لیا اور انہیں تنگ کیا اور ان کا غلہ روک لیا اور وہ سخت بھوکے ہو گئے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے کشاکش پیدا کی اور ان کے ایک شخص عبداللہ بن حذف نے' جو بکر بن کلاب کا آدمی تھا' بھوک کی شدت سے تنگ ہو کر کہا۔

''اے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مدینہ کے سب جوانوں کو پیغام پہنچا دو' کہ کیا تمہارے پاس ان معزز لوگوں کے لیے کچھ ہے جو جواثا میں محصور ہیں؟ اور ہر راستے میں ان کے خون سورج کی شعاع کی طرح دیکھنے والوں کو ڈھانکے ہوئے ہیں' ہم نے رحمٰن خدا پر توکل کیا ہے اور ہم نے توکل کرنے والوں کے لیے صبر پایا ہے''۔

اور ان کے اشراف میں سے ایک شخص جارود بن معلی نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شامل تھا۔

---

1. بحیرہ: اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دس بچے جنتی اور آخری نر ہوتا تو اس کا کان چیر دیا جاتا اور آزاد چھوڑ دیا جاتا۔
2. سائبہ: وہ اونٹنی جسے دس بچے جننے کی وجہ سے آزاد چھوڑ دیا جاتا اور چارہ اور پانی سے نہ روکا جاتا۔
3. وصیلہ: وہ بکری جو سات دفعہ دو دو بچے جنے اور آخر میں ایک نر اور مادہ ہو۔ تو ماں کا دودھ صرف مرد پئے۔
4. حام: وہ نر جس سے سواری کا کام نہ لیا جائے۔ یہ تمام مشرکانہ رسوم تھیں۔ (مترجم)

Marfat.com

ان میں کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہوئے کہا اے گروہ عبدالقیس میں تم سے ایک بات دریافت کرنے والا ہوں' اگر تمہیں اس کے متعلق علم ہو تو مجھے بتانا' اور اگر تجھے اس کا علم نہیں تو مجھے جواب نہ دینا' انہوں نے کہا پوچھئے' اس نے کہا کیا تمہیں علم ہے کہ محمد ﷺ سے پہلے بھی اللہ کے انبیاء تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں' اس نے کہا تم اسے جانتے ہو یا اسے دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اسے جانتے ہیں' اس نے کہا انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا وہ فوت ہو گئے' اس نے کہا محمد ﷺ بھی اسی طرح فوت ہو گئے ہیں جیسے وہ فوت ہو گئے ہیں' اور میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' انہوں نے کہا ہم بھی یہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اور تو ہمارا افضل اور سردار آدمی ہے اور وہ اپنے سلام پر قائم رہے اور انہوں نے بقیہ لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا' اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بھیجا' آپ جب بحرین کے نزدیک آئے تو ثمامہ بن آثال ؓ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ کے پاس آیا' اور ان نواح کے سب امراء بھی آ کر حضرت العلا بن الحضرمی کی فوج میں شامل ہو گئے' حضرت العلاء ؓ نے ان کا اکرام کیا اور انہیں خوش آمدید کہا اور ان سے حسن سلوک کیا' اور حضرت العلاء ؓ' مستجاب الدعوات' عبادت گزار علماء صحابہ ؓ کے سادات میں سے تھے' اس غزوہ میں آپ سے یہ اتفاق ہوا کہ آپ ایک منزل پر اترے اور ابھی لوگ زمین پر ٹکے بھی نہ تھے' کہ اونٹ فوج کے سامان خورد و نوش اور خیموں سمیت بھاگ گئے' اور وہ صرف اپنے کپڑوں کے ساتھ ہی زمین پر باقی رہ گئے' اور اس کے سوا' ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ اور یہ واقعہ رات کو ہوا۔ اور وہ ایک اونٹ کو بھی نہ پکڑ سکے' اور لوگوں کو بے حد اور ناقابل بیان غم نے آلیا' اور وہ ایک دوسرے کو وصیتیں کرنے لگے' حضرت العلاء ؓ کے منادی نے آواز دی تو لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے' آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم مسلمان نہیں؟ کیا تم راہ خدا میں جہاد میں نہیں؟ کیا تم انصار اللہ نہیں؟ انہوں نے کہا بے شک' آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ' خدا کی قسم جس شخص کی حالت تمہارے جیسی ہو اللہ تعالیٰ اس کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا' فجر کے طلوع ہونے پر اذان دی گئی' تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' اور جب آپ نماز پڑھ چکے تو آپ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور لوگ بھی دوزانو ہو کر بیٹھ گئے' اور دعا میں لگ گئے' اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیے اور لوگوں نے بھی اسی طرح کیا' یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا اور لوگ آفتاب کے سراب کی طرف دیکھنے لگے۔ جو یکے بعد دیگرے چمکتا تھا' اور وہ خوب زور سے دعا کر رہے تھے' اور جب آپ نے تیسری بار دعا کی تو اچانک اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک جانب خالص پانی کا تالاب بنا دیا' پس آپ اور لوگ چل کر اس کے پاس گئے' اور پانی پیا اور غسل کیا اور ابھی دن بلند نہیں ہوا تھا کہ اونٹ ہر راستے سے مع ساز و سامان آ گئے اور لوگوں کے سامان سے ایک دھاگہ بھی گم نہ ہوا' اور انہوں نے اونٹوں کو ایک دفعہ سیراب کرنے کے بعد دوسری دفعہ سیراب کیا اور اس فوج کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ نشان دیکھا پھر جب آپ مرتدین کی فوجوں کے نزدیک ہوئے۔ اور انہوں نے بہت مخلوق کو جمع کیا۔ تو آپ اتر پڑے اور وہ بھی اتر پڑے اور انہوں نے ایک دوسرے کے نزدیک منازل میں رات گزاری' اسی دوران میں کہ مسلمان شب بسری میں تھے کہ مرتدین کی فوجوں میں حضرت العلاء نے بلند آوازوں کو سنا' تو آپ نے فرمایا: ہمیں ان لوگوں کے حالات کے بارے میں کون شخص اطلاع فراہم کرے گا؟ تو عبداللہ بن حذف کھڑے ہوئے اور ان کے اندر چلے گئے' تو انہوں نے ان کو شراب میں مدہوش

Marfat.com

پایا اور واپس آ کر آپ کو اطلاع دی۔ حضرت العلاء رضی اللہ عنہ بلا توقف سوار ہو گئے' اور فوج بھی آپ کے ساتھ تھی' آپ نے ان پر اچانک حملہ کر دیا اور انہیں خوب قتل کیا اور ان میں سے تھوڑے لوگ ہی بھاگ سکے' اور آپ نے ان کے اموال و ذخائر اور سامان پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ ایک بہت بڑی غنیمت تھی' اور الحطم بن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ کا بھائی جو قوم کے سرداروں میں سے تھا' سویا ہوا تھا' اور جب مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تو وہ حیران ہو کر اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کی رکاب ٹوٹ گئی' اور وہ کہنے لگا میری رکاب کون درست کرے گا' تو رات کو ایک مسلمان آیا اور اس نے کہا میں رکاب کو تمہارے لیے درست کر دیتا ہوں' اپنا پاؤں اٹھاؤ' جب اس نے اسے اٹھایا تو اس نے اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کے پاؤں کے ساتھ اسے بھی کاٹ دیا۔ اس نے مسلمان کو کہا میرا کام تمام کر دو' اس نے کہا میں نہیں کروں گا' اور وہ پچھڑا پڑا رہا اور جب کوئی شخص اس کے پاس سے گزرتا تو وہ اسے قتل کرنے کو کہتا' تو وہ انکار کر دیتا' یہاں تک کہ قیس بن عاصم اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے کہا میں الحطم ہوں مجھے قتل کر دو' تو اس نے اسے قتل کر دیا اور جب اس نے اس کے پاؤں کو کٹا ہوا دیکھا تو اس کے قتل کرنے پر نادم ہوا اور کہنے لگا' ہائے برا ہوا' اگر مجھے اس کی حالت کا علم ہوتا تو میں اسے حرکت نہ دیتا' پھر مسلمان شکست خوردوں کے تعاقب میں لگ گئے اور انہیں ہر گھات اور راستے میں قتل کرنے لگے' اور ان میں سے فرار کرنے والے یا ان کی اکثریت سمندر میں کشتیوں پر سوار ہو کر دارین کی طرف چلی گئی' پھر حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ غنیمت کی تقسیم اور سامان کے اٹھانے میں مصروف ہو گئے' اور اس سے فارغ ہو کر آپ نے مسلمانوں سے کہا' ہمیں دارین لے چلو تا کہ ہم ان دشمنوں سے جنگ کریں' جو وہاں موجود ہیں' تو انہوں نے جلدی سے اس کا جواب دیا اور آپ ان کو لے کر ساحل سمندر پر آ گئے تا کہ وہ کشتیوں میں سوار ہوں' آپ نے دیکھا کہ مسافت دور ہے اور یہ کشتیوں پر ان کے پاس نہیں پہنچیں گے اور دشمنانِ خدا چلے جائیں گے' پس آپ گھوڑے سمیت سمندر میں داخل ہو گئے' اور آپ کہہ رہے تھے' یا ارحم الراحمین یا حکیم یا کریم یا احد یا صمد یا حی یا محیی یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام لا الہ الا انت ربنا' اور آپ نے فوج کو حکم دیا کہ یہ کلمات پڑھیں اور سمندر میں گھس جائیں' انہوں نے ایسے ہی کیا اور آپ انہیں اذن الٰہی سے کھاڑی سے پار لے گئے' اور وہ نرم ریت پر چلتے تھے جس کے اوپر پانی تھا' جو اونٹوں کے پاؤں اور گھوڑوں کے گھٹنوں تک نہ پہنچتا تھا' اور کشتیوں کے لیے اس کا سفر ایک دن رات کا تھا' پس آپ نے دوسرے کنارے تک اسے طے کیا' اور آپ نے اپنے دشمنوں سے جنگ کر کے ان کو مغلوب کر لیا اور ان کی غنائم کو سمیٹا پھر واپس آ گئے' اور دوسرے کنارے تک اسے طے کیا اور اپنی پہلی جگہ پر واپس آ گئے' اور یہ سب کچھ ایک دن میں ہوا اور آپ نے دشمن کا کوئی مخبر نہ چھوڑا اور بچوں' چوپاؤں اور اموال کو لے آئے اور مسلمانوں نے سمندر میں کوئی چیز ضائع نہ کی' ہاں ایک مسلمان کے گھوڑے کا توبڑا گم ہو گیا اور حضرت العلاء رضی اللہ عنہ واپس جا کر اسے بھی لے آئے' پھر آپ نے مسلمانوں میں غنائم کو تقسیم کیا اور فوج کی کثرت کے باوجود سوار کو دو ہزار اور پیادے کو ایک ہزار درہم ملے اور آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر یہ بات بتائی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کارنامے پر شکریہ ادا کرنے کے لیے آدمی بھیجا اور ایک مسلمان عفیف بن المنذر نے ان کے سمندر سے گزرنے پر کہا۔

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سمندر کو رام کر دیا ہے اور کفار پر ایک عظیم مصیبت اتاری ہے' انہوں نے ہمیں

Marfat.com

سمندر کے کنارے کی طرف بلایا' تو وہ ہمارے پاس اوائل کے سمندر پھٹنے سے بھی عجیب تر کرامت لایا۔

اور سیف بن عمرو تمیمی نے بیان کیا ہے کہ وہ ان مواقف ومشاہد میں مسلمانوں کے ساتھ تھا' جن میں انہوں نے حضرت العلاء کی ان کرامات کو دیکھا' جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر جاری کیں' اس وقت ہجر کے باشندوں میں سے ایک راہب نے اسلام قبول کیا تو اس سے دریافت کیا گیا کہ تجھے کون سی چیز اسلام کی طرف لائی ہے تو اس نے کہا جو نشانات میں نے دیکھے ہیں اگر میں ان کے دیکھنے کے بعد اسلام قبول نہ کرتا تو مجھے خدشہ تھا کہ اللہ مجھے مسخ کر دے گا' نیز کہا میں نے سحر کے وقت ہوا میں پکار سنی' لوگوں نے پوچھا وہ کیا تھی؟ اس نے کہا:

اللّٰھم انت الرحمٰن لا الہ غیرک' والبدیع لیس قبلک شیئ' والدائم غیر الغافل والذی لایموت و خالق مایری و ما لا یری' و کل یوم انت فی شأن و علمت اللھم کل شیئ علما.

وہ بیان کرتا ہے کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ امر الٰہی پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ بہت اچھا مسلمان ہوا اور صحابہؓ اس سے باتیں سنا کرتے تھے۔

اہل عمان اور مہرہ یمن کے ارتداد کا بیان:

اہل عمان میں ایک شخص نمودار ہوا جسے ذوالتاج لقیط بن مالک ازدی کہا جاتا تھا' اور جاہلیت میں اس کا نام الحبندی تھا' اس نے بھی اسی طرح دعویٰ نبوت کیا اور اہل عمان کے جہال نے اس کی متابعت کی اور وہ عمان پر متغلب ہو گیا اور اس کے جیفر اور عباد کو مغلوب کر کے ان دونوں کو پہاڑوں اور سمندر کی نواحی اطراف کی طرف جانے پر مجبور کر دیا' پس جیفر نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا' جس نے آپ کو سب حالات بتائے اور آپ سے کمک مانگی' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے دو امیروں' حذیفہ بن محصن حمیری اور عرفجہ البارقی ازدی کو اس کے پاس بھیجا' حذیفہ کو عمان کی طرف اور عرفجہ کو مہرہ کی طرف' اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ دونوں اکٹھے رہیں اور عمان سے ابتداء کریں اور حذیفہ امیر ہوں گے اور جب وہ بلاد مہرہ کی طرف جائیں تو عرفجہ امیر ہوں گے۔

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عکرمہ بن ابو جہل رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کی طرف بھیجا تو ان کے پیچھے شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا' اور حضرت عکرمہؓ نے جلد بازی سے کام لیا اور شرحبیل کی آمد سے قبل ہی مسیلمہ پر حملہ کر دیا' تاکہ آپ اکیلے ہی فتح حاصل کریں' پس مسیلمہ سے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو زخم لگے' اور وہ واپس پلٹ آئے' حتیٰ کہ خالدؓ بن ولید آ گئے' اور انہوں نے مسیلمہ کو مغلوب کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کی جلد بازی پر ملامت کا خط لکھا اور فرمایا کہ میں آزمائش کے بعد تمہارے بارے میں نہ کچھ سنوں اور نہ دیکھوں' اور انہیں حکم دیا کہ وہ حذیفہ اور عرفجہ کے ساتھ مل کر عمان کو جائیں' اور تم میں سے ہر کوئی اپنی فوج کا امیر ہو گا' اور جب تک تم عمان میں ہو لوگوں کے امیر حذیفہ ہوں گے' اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مہرہ کی طرف چلے جاؤ اور جب تم وہاں سے فارغ ہو جاؤ' تو یمن اور حضر موت کی طرف چلے جانا اور مہاجر بن ابی امیہ کے ساتھ ہو جانا اور حضر موت اور یمن کے درمیان تمہیں جو مرتد ملے اسے سزا دو' حضرت عکرمہؓ' حضرت

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حذیفہ اور عرفجہ کے عمان پہنچنے سے قبل ان کے ساتھ جا ملے اور ان دونوں کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ وہ فراغت کے بعد عمان سے چلنے یا وہاں پر ٹھہرنے کے بارے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی رائے تک پہنچیں پس وہ چل پڑے اور جب وہ عمان کے نزدیک آئے تو انہوں نے جیفر سے مراسلت کی اور لقیط بن مالک کو بھی فوج کی آمد کی اطلاع مل گئی پس وہ اپنی فوج کے ساتھ نکلا اور دبا مقام پر پڑاؤ کر لیا' یہ مقام اس علاقے کا شہر اور بڑی منڈی تھی' اور اس نے بچوں اور اموال کو ان کے پیچھے رکھا تا کہ ان کی جنگ کے لیے قوت کا باعث ہو اور جیفر اور عباد' صحار' مقام پر اکٹھے ہو گئے' اور وہیں پڑاؤ کر لیا۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے امراء کی طرف پیغام بھیجا اور وہ مسلمانوں کے پاس آئے' اور دونوں فوجیں وہاں آمنے سامنے ہو گئیں اور شدید جنگ ہوئی' اور مسلمان آزمائش میں پڑ گئے' اور قریب تھا کہ وہ پشت پھیر جائیں' پس اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس نازک گھڑی میں بنی ناجیہ اور عبدالقیس کے امراء کی جماعت کے ساتھ ان کے پاس فوج بھیج دی اور جب وہ ان کے پاس پہنچے تو انہیں فتح وکامیابی حاصل ہوئی' اور مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان میں سے دس ہزار جانبازوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قید کر لیا اور تمام اموال اور منڈی پر قبضہ کر لیا۔ اور امیر عرفجہ کے ساتھ خمس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' پھر عرفجہ اپنے اصحاب کے پاس واپس آ گئے۔

اور جب وہ عمان سے فارغ ہو گئے' جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فوجوں کے ساتھ اور جو لوگ ان میں شامل ہو گئے تھے' ان کے ساتھ بلاد مہرہ کو گئے' حتیٰ کہ آپ مہرہ میں داخل ہو گئے' اور آپ نے ان کو دو فوجوں میں منقسم پایا' ایک کا امیر جو زیادہ تھی۔ المصبح تھا' جو بنی محارب کا ایک شخص تھا' اور دوسری فوج کا امیر شخریت تھا اور دونوں میں اختلاف پایا جاتا تھا' اور یہ اختلاف' مومنین کے لیے رحمت تھا' حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے' شخریت کے ساتھ خط وکتابت کی تو اس نے آپ کو جواب دیا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گیا اور مسلمان اس سے طاقتور ہو گئے اور المصبح کا دل کمزور ہو گیا' حضرت عکرمہؓ نے اسے دعوت الی اللہ اور سمع واطاعت کرنے کا پیغام بھیجا تو وہ اپنے ساتھیوں کی کثرت اور شخریت کی مخالفت کی وجہ سے دھوکہ کھا گیا اور اپنی سرکشی پر اصرار کرنے لگا' تو حضرت عکرمہؓ اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھے اور المصبح کے ساتھ' دبا مقام کی جنگ سے بڑھ کر سخت جنگ کی پھر اللہ تعالیٰ نے فتح وکامیابی عطا فرمائی اور مشرکین بھاگ گئے اور المصبح اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کے اموال کو غنیمت میں حاصل کیا اور غنیمت میں منجملہ اور چیزوں کے ایک ہزار عمدہ گھوڑیاں بھی تھیں پس ان سب چیزوں نے حضرت عکرمہ کو دلیر کر دیا اور آپ نے اس کے خمس کو شجریت کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فتح عطا فرمائی اس کے متعلق آپ کو بتایا اور مخزوم کے بنی عابد کے ایک شخص السائب کے ہاتھ خوشخبری بھی بھیجی اور اس بارے میں علجوم نامی ایک شخص نے یہ اشعار کہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ شخریت اور ہاشم اور فرضم کو جب وہ دو ذلیل اونٹنیوں کو ہمارے پاس لائے' ایسے خطا کار کی جزا دے جو کسی عہد کی نگہبانی نہیں کرتا اور نہ اس سے اس چیز کی امید رکھتا ہے جس کی اقارب سے امید کی جاتی ہے اے عکرمہؓ اگر میری قوم کی فوج اور ان کے کارنامے نہ ہوتے تو فضا میں بھی تمہارے لیے راستے تنگ ہو جاتے اور ہماری مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک ہاتھ سے

Marfat.com

دوسرے ہاتھ کو کاٹا اور زمانے میں ہم پر مصائب نازل ہوئے۔

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب اسود عنسی یمن میں نمودار ہوا تو اس نے یمن کے بہت سے کمزور عقل اور کمزور دین آدمیوں کو گمراہ کر دیا حتیٰ کہ ان میں سے بہت سے لوگ یا ان کے اکثریت اسلام سے مرتد ہو گئی اور یہ کہ اسے تین امراء قیس بن مکشوح' فیروز دیلمی اور داذویہ نے قتل کیا' اس بات کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اور جب انہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو اہل یمن جس حیرت وشک میں پڑے ہوئے تھے اس میں اضافہ ہو گیا اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل یمن کے امراء ورؤسا کو لکھا کہ وہ فیروز اور قیس بن مکشوح کی مدد کریں اور آپ کی فوجیں جلد ان کے پاس پہنچ جائیں گی اور قیس نے دو آخری امیروں کے قتل کی خواہش کی مگر وہ داذویہ پر ہی قابو پا سکا اور فیروز دیلمی اس سے بچ گیا اور یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ اس نے کھانا پکایا اور سب سے پہلے داذویہ کو پیغام بھیجا جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے جلدی سے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا پھر اس نے فیروز کو اپنے ہاں آنے کا پیغام بھیجا اور جب وہ راستے ہی میں تھا تو اس نے ایک عورت کو دوسری عورت سے کہتے سنا کہ خدا کی قسم یہ بھی اپنے ساتھی کی طرح قتل ہو گا' پس وہ راستے ہی سے واپس مڑ گیا اور اس نے اصحاب کو داذویہ کے قتل کے متعلق اطلاع دی اور وہ اپنے خولانی ماموؤں کے پاس چلا گیا اور ان کے ہاں قلعہ بند ہو گیا اور عقیل' ملک اور خلق نے اس کی مدد کی اور قیس نے فیروز' داذویہ کی اولاد کو یمن سے جلاوطن کر دیا اور ایک دستہ خشکی میں اور ایک دستہ سمندر میں بھیجا' پس فیروز غضبناک ہو کر بہت سی مخلوق کے ساتھ نکلا اور اس کی اور قیس کی مڈبھیڑ ہوئی اور باہم شدید جنگ ہوئی پس اس نے قیس اور اس کی عوامی فوج اور اسود عنسی کی بقیہ فوج کو شکست دی اور انہوں نے ہر جانب انہیں شکست دی اور قیس اور عمرو بن معدی کرب قید ہو گئے اور عمرو بھی اسی طرح مرتد ہو گیا تھا اور اس نے اسود عنسی کی بیعت کر لی تھی اور مہاجر بن ابی امیہ نے ان دونوں کو قید کر کے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو آپ نے ان دونوں کو زجر وتوبیخ کی تو ان دونوں نے آپ کے پاس معذرت کی اور آپ نے ان کے ظاہری عذر کو قبول کر لیا اور ان کی اندرونی کیفیت کو حوالہ بخدا کیا اور ان کو آزاد کر دیا اور ان کو اپنی اپنی قوم کی طرف واپس بھیج دیا اور رسول اللہ ﷺ کے یمنی کارندے طویل جنگوں کے بعد اپنی ان جگہوں پر واپس آ گئے جہاں وہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تھے' اگر ہم ان کے بیان کا استقصاء کریں تو ان کا ذکر طویل ہو جائے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ جزیرہ عرب کی ہر جانب کے باشندوں میں سے بعض نے ارتداد اختیار کر لیا تھا' پس حضرت صدیق نے امراء اور جیوش کو ان کی طرف بھیجا تا کہ وہ ان اطراف میں رہنے والے مؤمنین کے مددگار ہوں۔ اور ان میدان ہائے کارزار میں جس میدان میں بھی مؤمنین اور مشرکین کا مقابلہ ہوا' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فوج وہاں کے مرتدین پر غالب آ گئی اور ان کو خوب قتل کیا اور بہت سی غنائم حاصل کیں' جس سے وہاں کے باشندے طاقت حاصل کرتے اور خمس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجتے اور وہ اسے لوگوں میں خرچ کر دیتے اور اسی طرح انہیں بھی قوت حاصل ہو جاتی اور عجمیوں اور رومیوں میں سے جو لوگ ان سے جنگ کے خواہاں ہوتے وہ ان سے جنگ کے لیے تیار ہو جاتے' جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل بیان ہو گی۔

Marfat.com

اور مسلسل یہی کیفیت رہی حتی کہ جزیرہ عرب میں صرف اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل ذمہ ❶ ہی باقی رہ گئے' جیسا کہ اہل نجران اور ان کے طریق کو اختیار کرنے والوں کا حال ہے اور ان جنگوں میں سے اکثر جنگیں ۱۱ھ کے آخر اور ۱۲ھ کے شروع میں ہوئیں اب ہم ان حوادثات کے بعد ان مشاہیر واعیاں کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے اس سال وفات پائی۔ وباللہ المستعان

اور اس سال میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' یمن سے واپس آ گئے' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس رکھا۔

اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر:

یعنی ۱۱ھ میں وفات پانے والے مشاہیر واعیان' ہم نے ان کے ساتھ یمامہ میں شہید ہونے والوں کا بھی ذکر کیا ہے' کیونکہ یہ جنگ بعض کے قول کے مطابق ۱۱ھ میں ہوئی تھی' اگرچہ مشہور یہ ہے کہ یہ ربیع الاوّل ۱۲ھ میں ہوئی تھی' اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبداللہ سید ولد آدم فی الدنیا والآخرۃ نے وفات پائی اور مشہور قول کے مطابق یہ واقعہ بروز سوموار ۱۲/ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو ہوا اور مشہور ترین قول کے مطابق آپ کے چھ ماہ بعد آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں اور وہ اپنے باپ کی ماں سے کنیت کرتی تھیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وصیت کی تھی کہ وہ آپ کے اہل میں سب سے پہلے مجھے ملیں گی اور اس کے ساتھ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تو جنتی عورتوں کی سردار ہو؟ اور مشہور قول کے مطابق آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں' اور آپ کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ کی کوئی اولاد باقی نہیں تھی' اس لحاظ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اجر بہت بڑھ گیا' کیونکہ آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھ پہنچا۔

کہتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے عبداللہ کی توام تھیں اور انہی کی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل باقی ہے۔ زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں' روایت ہے کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شب زفاف کو' حضور علیہ السلام نے وضو کیا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر پانی ڈالا اور ان دونوں کے لیے دعا کی کہ اے اللہ ان دونوں کی نسل میں برکت دے' اور آپ کے عم زاد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے بعد آپ سے نکاح کیا اور یہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ احد کے بعد کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کرنے کے ساڑھے چار ماہ بعد کا واقعہ ہے اور اس کے ساڑھے سات ماہ بعد آپ ان کے پاس گئے' اور آپ نے انہیں اپنی حطمی زرہ مہر میں دی' جس کی قیمت چار سو درہم تھی' اور اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ سال پانچ ماہ تھی' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ سے چھ سال بڑے تھے' اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح کے بارے میں موضوع احادیث بیان ہوئی ہیں' جن کا ذکر ہم عدم دلچسپی کی بنا پر نہیں کرتے' اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں' حضرت حسن' حضرت حسین' حضرت محسن اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا

---

❶ اہل ذمہ ان غیر مسلموں کو کہتے ہیں جو دارالاسلام میں جزیہ ادا کر کے رہتے ہیں۔ مترجم

Marfat.com

ہوئیں۔ جن سے بعد میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن السائب نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا۔ تو حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ایک چادر' کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ' ایک چکی اور دو گھڑے بھیجے' ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا خدا کی قسم پانی لا لا کر میرے سینے میں درد ہو گیا ہے' اللہ تعالیٰ آپ کے باپ کے پاس قیدی عورتیں لایا ہے' جا کر ان سے خادم کا مطالبہ کرو' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' خدا کی قسم چکی پیس پیس کر' میرے ہاتھ بھی کھردرے ہو گئے ہیں' پس آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں' آپؐ نے پوچھا اے بیٹی! کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگیں میں آپ کو سلام کہنے آئی تھی۔ اور آپؐ سے سوال نہ کیا۔ اور واپس چلی گئیں' حضرت علیؓ نے پوچھا' آپ نے کیا کہا ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' مجھے آپ سے سوال کرتے ہوئے حیا محسوس ہوئی ہے' پس وہ دونوں اکٹھے آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم' پانی لا لا کر میرے سینے میں درد ہو گیا ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' چکی پیس پیس کر میرے ہاتھ کھردرے ہو گئے ہیں اور اللہ آپ کے پاس قیدی عورتیں اور کشادگی لایا ہے' پس ہمیں ایک خادم عنایت فرما دیں' آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں تمہیں نہیں دوں گا' میں اہل صفہ کو بھوکے پیٹ چھوڑ دوں اور ان پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ پاؤں' پس وہ دونوں واپس لوٹ آئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور ان دونوں نے اپنی چادر اوڑھ لی' جب وہ دونوں اپنے سروں کو ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے' اور جب اپنے پاؤں کو ڈھانپتے تو ان کے سر ننگے ہو جاتے' پس وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے' آپ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو' پھر فرمایا' کیا میں تم دونوں کو وہ بات نہ بتاؤں' جو اس سے بہتر ہے' جو تم نے مجھ سے مانگا ہے؟ انہوں نے کہا بے شک' آپ نے فرمایا یہ کلمات مجھے جبریل نے سکھائے ہیں' تم دونوں ہر نماز کے بعد دس دفعہ سبحان اللہ' دس دفعہ الحمد للہ اور دس دفعہ اللہ اکبر پڑھنا' اور جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو ۳۳ دفعہ سبحان اللہ' ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھنا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں' جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کلمات سکھائے ہیں' میں نے انہیں ترک نہیں کیا۔ راوی بیان کرتا ہے ابن الکوا نے آپ سے کہا شبِ صفین کو بھی آپ نے انہیں نہیں چھوڑا؟ آپ نے فرمایا: اے اہل عراق! اللہ تم پر لعنت کرے' ہاں میں نے شبِ صفین کو بھی انہیں ترک نہیں کیا۔ اس حدیث کا آخری حصہ کسی اور طریق سے صحیحین سے ثابت ہے' حضرت فاطمہ تنگی گذران کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبر واستقلال کے ساتھ رہیں اور آپ کی وفات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی نکاح نہیں کیا' لیکن انہوں نے بدرۃ بنت ابوجہل سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے برا منایا اور لوگوں میں تقریر کی اور فرمایا میں حرام کو حلال نہیں کرتا اور نہ حلال کو حرام کرتا ہوں' بلاشبہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے' جو بات اسے پریشان کرتی ہے' مجھے بھی پریشان کرتی ہے اور جو بات اسے اذیت دیتی ہے' مجھے بھی اذیت دیتی ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ وہ اپنے خون کے بارے میں فتنہ میں پڑ جائے گی' بلکہ میں ابن ابی طالب سے چاہوں گا کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دے' اور ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کر لے اور قسم بخدا اللہ کے نبی کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک شخص کے ماتحت نہ ہوں گی' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ نے منگنی کو چھوڑ دیا۔

Marfat.com

اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی' تو حضرت فاطمہؓ نے ابوبکرؓ سے میراث کا مطالبہ کیا تو انہوں نے آپ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مطالبہ کیا کہ ان کے خاوند اس صدقہ کے نگران ہوں گے' تو حضرت ابوبکرؓ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور فرمایا کہ میں ان لوگوں کی پرورش کروں گا' جن کی رسول اللہ ﷺ پرورش کرتے تھے' اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے ان کاموں میں سے' جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے' کچھ بھی چھوڑ دیا' تو میں گمراہ ہو جاؤں گا' اور خدا کی قسم! مجھے رسول اللہ ﷺ کی قرابت' اپنی قرابت کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے۔ معلوم ہوتا ہے' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس سے دکھ ہوا اور وہ زندگی بھر آپ سے متنفر رہیں' اور جب آپ بیمار ہوئیں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور انہیں راضی کرنے لگے' اور فرمایا خدا کی قسم! میں نے گھربار' مال اور اہل اور خاندان کو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور اے اہل بیت! تمہاری رضامندی کی خاطر چھوڑا ہے' تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ سے راضی ہوگئیں' بیہقی نے اسے اسماعیل بن ابی خالد کے طریق سے بحوالہ شعبی روایت کیا ہے' پھر بیان کیا ہے کہ یہ صحیح اسناد کے ساتھ مرسل حسن ہے۔

اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس' حضرت صدیق رضی اللہ عنہا کی بیوی کو وصیت کی' کہ وہ انہیں غسل دے' پس انہوں نے اور حضرت علی بن ابی طالبؓ اور سلمی ام رافع نے آپ کو غسل دیا اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل تھے۔ اور یہ جو روایت کی گئی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات سے قبل غسل کیا اور وصیت کی کہ انہیں اس کے بعد غسل نہ دیا جائے۔ یہ روایت ضعیف ہے' جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ اعلم

اور آپ کی نماز جنازہ آپ کے خاوند حضرت علیؓ نے پڑھائی' اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے چچا' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی' اور بعض کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ واللہ اعلم

اور آپ کو ۳/ رمضان ۱۱ھ کو منگل کے روز رات کو دفنایا گیا' اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضور علیہ السلام کی وفات کے دو ماہ بعد وفات پائی' اور بعض ۷۰ دن اور بعض ۷۵ دن' اور بعض تین ماہ اور بعض آٹھ ماہ بیان کرتے ہیں' اور صحیح بات وہی ہے جو صحیح میں زہری کے طریق سے عروہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہوئی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں اور رات کو دفن ہوئیں' کہتے ہیں کہ آپ حضور علیہ السلام کے بعد زندگی بھر نہیں ہنسیں' اور آپ حضور کے غم اور شوق میں لاغر ہوگئی تھیں اور اس بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر کیا تھی' بعض ستائیس بعض اٹھائیس' بعض انتیس اور بعض تیس اور بعض پینتیس سال عمر بتاتے ہیں اور یہ مستبعد ہے اور اس سے قبل کے قول اقرب ہیں۔ واللہ اعلم

آپ بقیع میں دفن ہوئیں' آپ پہلی عورت ہیں جن کی چارپائی کو چھپایا گیا اور صحیح میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں سے الگ تھلگ تھے' اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنی چاہی اور آپ کی بیعت کرلی' جیسا کہ بخاری میں مروی ہے اور یہ بیعت اس انقباض کے باعث تھی' جو

Marfat.com

میراث کے سبب پیدا ہو گیا تھا' اور یہ اس سے پہلی بیعت کی نفی نہیں کرتی' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی وفات:

برکۃ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصین بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن النعمان' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں' آپ نے اپنے باپ سے انہیں ورثہ میں حاصل کیا' اور بعض کا قول ہے کہ اپنی ماں سے ورثہ میں حاصل کیا' چھوٹی عمر میں حضرت ام ایمنؓ نے آپ کی پرورش کی اور اسی طرح بعد میں بھی' اور انہوں نے آپ کا پیشاب بھی پیا' اور آپؐ نے انہیں فرمایا' تحقیق تو آگ سے دوڑنے والوں کے ساتھ دوڑ گئی ہے' اور آپ نے انہیں اور ان کے خاوند عبید کو آزاد کر دیا' اور انہوں نے اس کے ایک بیٹے ایمن کو جنم دیا' اور اسی سے یہ مشہور ہو گئیں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ان کے ہاں پیدا ہوئے' اور آپ نے حبشہ اور مدینہ کی طرف دو ہجرتیں کیں' اور آپ صالحہ عورتوں میں سے تھیں' حضور علیہ السلام ان کے گھر میں ان کی ملاقات کیا کرتے تھے' کہ میری ماں کے بعد' یہ میری ماں ہیں' اور اسی طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے گھر جا کر ان کی ملاقات کیا کرتے تھے' جیسا کہ قبل ازیں موالی کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے' آپ نے حضور علیہ السلام کی وفات کے پانچ ماہ بعد وفات پائی۔ اور بعض چھ ماہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت ثابت بن اقرم بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن عدی بن العجلان البلوی' انصار کے حلیف' جو بدر اور بعد کی جنگوں میں شامل ہوئے آپ جنگ موتہ میں بھی شامل ہوئے اور جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے' تو جھنڈا انہیں دیا گیا' تو آپ نے اسے حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کر دیا۔ اور کہا آپ فن حرب کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں' اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ طلیحہ اسدی نے آپ کو اور عکاشہ بن محصن کو قتل کر دیا تھا' اور وہ کہتا ہے۔

''اس شب میں نے ابن اقرم اور عکاشہ غنمی کو میدان میں قتل کر کے چھوڑ دیا''۔

یہ ۱۱ھ کا واقعہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۱ھ کا ہے اور عروہ سے روایت ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شہید ہو گئے تھے' اور یہ روایت غریب ہے اور پہلی بات صحیح ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ

آپ خزرجی انصار میں سے ہیں' آپ کو ابو محمد خطیب انصار اور خطیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہا جاتا ہے' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے انہیں شہادت کی بشارت دی۔ اور قبل ازیں دلائل النبوۃ میں حدیث بیان ہو چکی ہے کہ آپ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور اس روز' انصار کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اور ترمذی نے مسلم کی شرط کے اسناد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھا آدمی ہے۔ اور ابو القاسم طبرانی بیان کرتے ہیں کہ احمد بن معلی دمشقی نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے بحوالہ عطا خراسانی مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ آیا اور میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا' جو مجھ سے

Marfat.com

ثابت بن قیس بن شماس کی بات بیان کرے' تو انہوں نے اس کی بیٹی کی طرف میری راہنمائی کی' میں نے اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگی' میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر آیت (اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ) نازل ہوئی' تو حضرت ثابتؓ پر یہ گراں گزری اور انہوں نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ اور رونے لگے' رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت ثابتؓ سے پوچھا' تو انہوں نے اس آیت سے جو بات گراں گزری تھی' رسول اللہ ﷺ کو بتائی' اور کہا میں حسن و جمال کو پسند کرنے والا آدمی ہوں' اور میں اپنی قوم کی سیادت بھی کرتا ہوں' آپ نے فرمایا بلاشبہ تم ان میں سے نہیں ہو' بلکہ تم بھلائی سے زندگی بسر کرو گے۔ اور بھلائی کے ساتھ فوت ہو گے' اور اللہ تعالیٰ تم کو جنت میں داخل کرے گا۔

اور جب رسول اللہ ﷺ پر آیت (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ الخ) نازل ہوئی تو آپ نے اسی طرح کیا' حضرت نبی کریم ﷺ کو اطلاع ہوئی' تو آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور انہوں نے آپ کو وہ بات بتائی جو اس آیت سے آپ کو گراں گزری تھی' آپ بلند آواز شخص تھے اور ڈرتے تھے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا عمل برباد ہو چکا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ تم ان میں سے نہیں ہو' بلکہ تم قابل تعریف حالت میں زندہ رہو گے' اور شہید ہو کر فوت ہو گے' اور اللہ تعالیٰ تم کو جنت میں داخل کرے گا' اور جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین' یمامہ اور مسیلمہ کذاب کی طرف مسلمانوں کو بھیجا تو حضرت ثابتؓ بھی ان لوگوں کے ساتھ گئے' اور جب مسیلمہ اور بنو حنیفہ سے مسلمانوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو انہوں نے مسلمانوں کو تین بار شکست دی' تو ثابت اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ کہنے لگے' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو ہم اس طرح جنگ نہیں کیا کرتے تھے' اور ان دونوں نے اپنے لیے گڑھا کھود لیا اور اس میں داخل ہو گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے' ان کی بیٹی کا بیان ہے کہ ایک مسلمان نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ گزشتہ کل جب میں قتل ہوا تو ایک مسلمان میرے پاس سے گزرا اور اس نے میری زرہ چھین لی' اس کا مال اور منزل' فوج کے انتہائی کنارے پر ہے اور اس کی منزل کے پاس ایک گھوڑا ہے اور اس نے زرہ پر پتھر کی ہنڈیا الٹا کر رکھی ہے اور ہنڈیا کے اوپر کجاوہ رکھ دیا ہے' حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس جاؤ' اور وہ میری زرہ کی طرف آدمی بھیجیں جو اسے لے لے' اور جب تو رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کے پاس جائے تو انہیں بتانا کہ مجھ پر اس طرح قرض ہے اور میرے پاس اتنا مال ہے اور میرا فلاں غلام آزاد ہے' اور تو اسے خواب کہنے سے اجتناب کرنا' ایسا نہ ہو کہ تو اسے ضائع کر دے۔ راوی بیان کرتا ہے وہ شخص حضرت خالدؓ کے پاس آیا اور انہوں نے زرہ کی طرف آدمی بھیجا تو اس نے زرہ کو اسی طرح پایا' جیسا کہ انہوں نے بیان کیا تھا' اور اس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آ کر بتایا تو حضرت ابو بکرؓ نے ان کی موت کے بعد ان کی وصیت کو نافذ کر دیا اور ہمیں کسی شخص کے متعلق علم نہیں کہ حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس کے سوا' اس کی وصیت اس کی موت کے بعد نافذ ہوئی ہو۔

اس حدیث اور واقعہ کے اور بھی شواہد موجود ہیں اور وہ حدیث جو آیت' (لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ) سے متعلق ہے وہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اور حماد بن سلمہ ثابت سے بحوالہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس' جنگ یمامہ کے روز

Marfat.com

خوشبو لگا کر آئے' اور آپ نے اپنا کفن کھول دیا اور کہا' اے اللہ جو کچھ یہ لوگ لائے ہیں' میں تیرے حضور اس سے برأت کرتا ہوں' اور جو کچھ ان لوگوں نے کیا ہے اس سے تیرے حضور معذرت کرتا ہوں' پس آپ شہید ہو گئے' اور آپ کی زرہ چوری ہو گئی' تو ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا میری زرہ ایک پتھر کی ہنڈیا میں انگیٹھی کے نیچے فلاں جگہ پر پڑی ہے اور آپ نے اسے وصیتیں بھی کیں اور انہوں نے زرہ کو تلاش کیا تو وہ انہیں مل گئی اور انہوں نے وصایا کو نافذ کر دیا۔ طبرانی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

حضرت حزن بن ابی وہب:

ابن عمرو بن عامر بن عمران مخزومی' آپ نے ہجرت کی' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے' اور آپ حضرت سعید بن المسیبؒ کے دادا ہیں' رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام سہیل رکھنا چاہا تو انہوں نے انکار کیا اور کہنے لگے کہ میرے والدین نے میرا جو نام رکھا ہے میں اسے تبدیل نہیں کروں گا' اور ہم میں ہمیشہ سختی رہی ہے' آپ جنگ یمامہ کے روز شہید ہوئے' اور آپ کے ساتھ آپ کے دونوں بیٹے عبدالرحمٰن اور وہب بن حزن بھی شہید ہو گئے۔

اور اس سال شہید ہونے والوں میں دازویہ ایرانی بھی ہیں' جو ان یمنی امراء میں سے ایک تھے' جنہوں نے اسود عنسی کو قتل کیا تھا' اور آپ کو قیس بن مکشوح نے اسلام کی طرف رجوع کرنے سے پہلے اپنی حالت ارتداد میں' دھوکے سے قتل کیا اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے ان کے قتل پر زجر و توبیخ کی' تو اس نے ناواقفیت کا اظہار کیا' پس آپ نے اس کے ظاہری بیان اور اسلام کو قبول کر لیا۔

حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن نفیل القرشی العدوی ابو محمد' یہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے علاتی بھائی تھے اور حضرت زید' حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بڑے تھے' بہت پہلے مسلمان ہوئے' اور بدر اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور معن بن عدی انصاری کے درمیان مؤاخات کروائی' اور یہ دونوں جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے' اس روز مہاجرین کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا' اور آپ اسے لے کر مسلسل آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے' اور جھنڈا گر گیا اور حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور اس روز حضرت زید رضی اللہ عنہ نے رجال بن عنفوہ کو قتل کیا اور اس کا نام نہار تھا' اور یہ رجال مسلمان ہو چکا تھا' اور اس نے سورہ بقرہ پڑھی تھی' پھر مرتد ہو گیا اور مسیلمہ کی تصدیق کی اور اس کی رسالت کی گواہی دی' جس سے ایک عظیم فتنہ پیدا ہوا اور اس کی موت' حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی' پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ایک اور شخص نے قتل کر دیا جسے ابو مریم حنفی کہا جاتا تھا' اور وہ اس کے بعد مسلمان ہو گیا' اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا یا امیر المومنین' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عزت دی ہے اور مجھے ان کے ہاتھوں رسوا نہیں کیا ہے' بعض کا قول ہے کہ آپ کو اس ابو مریم کے عمر اد سلمہ بن صبیح نے قتل کیا تھا اور ابو عمر نے اسے ترجیح دی ہے' کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو مریم کو قاضی بننے کے لیے طلب کیا تھا' اور یہ بات پہلی بات کی نفی پر دلالت نہیں کرتی۔ واللہ اعلم

Marfat.com

جب حضرت عمر کو حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہما کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا وہ مجھ سے دو نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں' وہ مجھ سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں اور مجھ سے پہلے شہید ہوئے ہیں' اور آپ نے متمم بن نویرہ کو جب وہ متقدم الذکر اشعار سے اپنے بھائی کا مرثیہ کہنے لگا کہا اگر میرا بھائی آپ کے بھائی کے راستہ پر جاتا تو میں اس پر غم نہ کرتا۔ حضرت عمرؓ نے اسے کہا جس طرح تو نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مجھ سے تعزیت کی ہے اس طرح کسی نے مجھ سے تعزیت نہیں کی' اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے' کہ جب باد صبا چلتی ہے تو وہ مجھے حضرت زیدؓ الخطاب کی یاد دلا دیتی ہے۔

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کی وفات:

آپ کو ابن یعمل مولیٰ ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کہا جاتا ہے' آپ اپنی بیوی ثبیتہ بنت یعاد کے آزاد کردہ تھے' اور ابو حنیفہ نے آپ کو متبنیٰ بنا لیا تھا اور اپنے بھائی کی بیٹی' فاطمہ بنت ولید بن عتبہ سے آپ کا نکاح کر دیا تھا' اور جب اللہ تعالیٰ نے آیت (ادعوھم لآباء ھم) اتاری تو میرے باپ حذیفہ کی بیوی سہلہ بنت سہل بن عمرو آ کر کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت سالمؓ بے خبری میں میرے پاس آ جاتے ہیں' تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ ان کو دودھ پلا دے' اس نے آپ کو دودھ پلا دیا اور وہ اس رضاعت کی وجہ سے اس کے پاس آیا کرتے تھے اور وہ مسلمانوں کے سادات میں سے تھے' انہوں نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور آپ وہاں پر موجود' بکثرت حفظ قرآن کی وجہ سے' مہاجرین کو نماز پڑھایا کرتے تھے' جن میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' اور آپ ان چار اشخاص میں سے ایک ہیں' جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا' کہ چار اشخاص سے قرآن پڑھو' اور ان میں آپ نے سالم مولیٰ ابی حذیفہ کا بھی ذکر کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا اگر حضرت سالمؓ زندہ ہوتے تو میں خلافت کے لیے شوریٰ نہ بناتا ابو عمر بن عبدالبر بیان کرتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ اپنی رائے سے اظہار کر دیتے کہ آپ کس کو خلافت سپرد کرتے ہیں۔ اور جب آپ نے جنگ یمامہ میں حضرت زیدؓ بن الخطاب کے بعد جھنڈا پکڑا تو مہاجرین نے آپ سے کہا' کیا آپ کو خدشہ ہے کہ ہمیں آپ سے قبل جھنڈا دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا اس صورت میں' میں بہت برا حامل قرآن ہوں گا' آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو آپ نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا' بایاں ہاتھ کٹ گیا تو آپ نے جھنڈے کو گود میں لے لیا' اور آپ (وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) اور (وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ) پڑھ رہے تھے جب آپ بچھڑ گئے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ابو حذیفہ نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا' وہ قتل ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا' فلاں نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے کہا' وہ قتل ہو گیا ہے' آپ نے فرمایا' مجھے ان دونوں کے درمیان لٹا دو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی میراث آپ کی مالکہ کے پاس بھیج دی جس نے آپ کو آزاد کیا تھا' اس نے میراث کو واپس کر دیا' اور کہا میں نے انہیں آزاد کر کے چھوڑ دیا ہے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بیت المال میں داخل کر دیا۔

Marfat.com

حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

آپ کو سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الخزرجی کہا جاتا ہے' آپ بدر میں شامل ہوئے' اور احد کے روز بہادری وشجاعت کا اظہار کیا' اور شدید جنگ کی' اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی تلوار عطا فرمائی' اور آپ نے اس کا حق ادا کر دیا' اور آپ جنگ کے وقت نازوادا کے ساتھ چلا کرتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس میدان کارزار کے سوا' اس چال کو ناپسند کرتا ہے۔ اور آپ اپنے سر پر سرخ پٹی باندھا کرتے تھے' جو آپ کی شجاعت کی علامت تھی۔ آپ جنگ یمامہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ اس روز ان لوگوں میں شامل تھے' جنہوں نے بنی حنیفہ پر باغ میں حملہ کیا تھا' اور آپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی' اس کے باوجود آپ مسلسل جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ اس روز شہید ہو گئے' اور آپ نے وحشی بن حرب کے ساتھ مسیلمہ کو قتل کیا' وحشی نے مسیلمہ کو نیزہ مارا اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ تلوار کے ساتھ اس پر غالب آ گئے' وحشی نے کہا' آپ کا رب بہتر جانتا ہے کہ ہم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ آپ زندہ رہے' یہاں تک کہ حضرت علیؓ کے ساتھ صفین میں شامل ہوئے' مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تعویذ کی جو روایت بیان کی جاتی ہے' اس کا اسناد ضعیف ہے اور نہ ہی وہ قابل توجہ ہے۔ واللہ اعلم

حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کی وفات:

ربیعہ اسدی کے صاحبزادے اور بنی عبدشمس کے حلیف بہت پہلے مسلمان ہوئے اور ہجرت کی' اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے۔ اور آپ حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی تھے' اس نے اسلام قبول نہ کیا اور اس کا دربان سوی مسلمان ہو گیا۔ حضرت شجاع بن وہبؓ چالیس سال سے چند سال کم عمر میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے' آپ دراز قد' دبلے اور کبڑے تھے۔

حضرت الطفیل بن عمرو بن طریف رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن العاص بن ثعلبہ بن سلیم بن فہر بن غنم بن دوس الدوسی' آپ نے ہجرت سے بہت پہلے اسلام قبول کیا' اور اپنی قوم کے پاس جا کر انہیں دعوت الی اللہ دی' اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں انہیں ہدایت دی' اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپؓ دوس کے نوے مسلمان گھرانوں کے ساتھ آپؐ کے پاس آئے۔ اور آپ یمامہ کے سال مسلمانوں کے ساتھ گئے اور آپ کا بیٹا عمرو بھی آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت الطفیلؓ نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپ کا سر منڈا ہوا ہے' اور ایک عورت نے اسے اپنی فوج میں داخل کر لیا ہے' اور آپ کا بیٹا اس سے ملنے کی کوشش کرتا ہے مگر اسے مل نہیں پاتا' آپ نے اس کی تعبیر کی کہ آپ عنقریب قتل ہو کر دفن ہوں گے' اور آپ کا بیٹا شہادت کی خواہش کرے گا' مگر اس سال شہید نہ ہوگا۔ اور جس طرح آپ نے تعبیر کی تھی' ایسے ہی وقوع میں آیا' پھر آپ کا بیٹا جنگ یرموک میں شہید ہوا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

Marfat.com

حضرت عباد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات:

آپ ہجرت سے قبل حضرت معاذ اور حضرت اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہما کے اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے' اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' اور کعب بن اشرف کے قاتلوں میں شامل تھے' اور جب آپ تاریکی میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے نکلتے' تو آپ کی چھڑی آپ کے لیے روشن ہو جاتی تھی' موسیٰ بن عقبہ' بحوالہ زہری بیان کرتے ہیں کہ آپ جنگ یمامہ کے روز' چالیس سال سے چند سال کم عمر میں شہید ہوئے اور آپ نے بہت تکلیف اٹھائی۔ اور محمد بن اسحاق' عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عباد بن عبید اللہ بن الزبیر عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو آپ نے حضرت عباد رضی اللہ عنہ کی آواز سنی' اور فرمایا' اے اللہ! انہیں بخش دے۔

حضرت السائب رضی اللہ عنہ بن عثمان بن مظعون کی وفات:

آپ بدری تیر اندازوں میں سے ہیں' جنگ یمامہ کے روز آپ کو تیر لگا' جس نے آپ کا کام تمام کر دیا' آپ ابھی جوان ہی تھے۔

حضرت السائب رضی اللہ عنہ بن العوام کی وفات:

آپ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام کے بھائی ہیں' آپ نے بھی جنگ یمامہ میں ہی شہادت پائی۔

حضرت عبداللہ بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن عبد شمس عبد ود القرشی العامری بہت پہلے مسلمان ہوئے اور ہجرت کی' پھر مکہ میں ضعیف ہو گئے' اور بدر کے روز' ان کے ساتھ نکلے' اور جب مقابلہ ہوا' تو مسلمانوں کی طرف بھاگ گئے' اور ان کے ساتھ جنگ میں شامل ہوئے' اور یمامہ کے روز شہید ہوئے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو آپ کے باپ نے ان کی تعزیت کی' تو حضرت سہیل نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہید اپنے اہل کے ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا' مجھے امید ہے کہ وہ مجھ سے آغاز کرے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول کی وفات:

آپ خزرجی انصاری تھے اور سادات اور فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے آپ نے بدر' اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت کی' آپ کا باپ منافقین کا سرخیل تھا' اور آپ اپنے باپ پر بہت سخت تھے' اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اجازت دیتے تو آپ اسے قتل کر دیتے' آپ کا نام حباب تھا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ رکھا' آپ نے جنگ یمامہ کے روز شہادت پائی۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی وفات:

آپ بہت پہلے مسلمان ہوئے آپ ہی غار ثور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے پینے کی چیزیں اور خبریں لایا کرتے تھے' اور رات کو ان دونوں کے پاس رہتے تھے۔ اور شب باش کی طرح صبح مکہ میں کرتے تھے۔ اور جس سازش کے متعلق بھی آپ سنتے' اس کے متعلق آپ دونوں کو اطلاع دے دیتے' آپ جنگ طائف میں شامل ہوئے' اور ایک

Marfat.com

آدمی نے' جسے ابو محجن ثقفی کہا جاتا ہے' آپ کو تیر [1] مارا' جس سے آپ پژمردہ ہو گئے۔ پھر وہ زخم اچھا ہو گیا لیکن ہمیشہ اس سے آپ کی صحت خراب رہی' حتیٰ کہ آپ شوال ۱۱ھ میں وفات پا گئے۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی' بنی عبد شمس کے حلیف' آپ کی ابو محصن کنیت کرتے تھے' اور آپ سادات اور فضلاء صحابہؓ میں سے تھے۔ آپ نے ہجرت کی اور بدر میں شامل ہوئے' اور اس روز بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ اور آپ کی تلوار ٹوٹ گئی' اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کھجور کی ایک شاخ دی جو آپ کے ہاتھ میں لوہے سے بھی زیادہ تیز اور سخت تلوار بن گئی۔ اور اس تلوار کو العون کہا جاتا تھا۔ آپ احد' خندق' اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' اور جب رسول اللہ ﷺ نے ان ستر ہزار لوگوں کا ذکر کیا تو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے' تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے ان ستر ہزار لوگوں کا ذکر کیا تو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے' تو اس تلوار کو العون کہا جاتا تھا۔ آپ احد' خندق' اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' اور جب رسول اللہ ﷺ نے ان ستر ہزار لوگوں کا ذکر کیا تو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے' تو حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے' تو آپ نے فرمایا' اے اللہ! عکاشہ کو ان میں شامل کر دے۔ پھر ایک اور شخص اٹھ کر کہنے لگا' یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے' آپؐ نے فرمایا' اس بارے میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ تجھ سے سبقت لے گئے ہیں۔

یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے' جو یقین کا افادہ کرتے ہیں۔ اور حضرت عکاشہ' حضرت خالد کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت کے زمانے میں ذوالقصہ کی طرف گئے' حضرت خالدؓ نے آپ کو اور حضرت ثابتؓ بن اقرم کو اپنے آگے ہر اوّل کے طور پر بھیجا تو طلیحہ اسدی اور اس کے بھائی نے مل کر ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اور حضرت عکاشہؓ نے اپنے قتل ہونے سے پہلے حبال بن طلیحہ کو قتل کیا' پھر اس کے بعد طلیحہ مسلمان ہو گیا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' اس وقت حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی عمر ۴۴ سال تھی' اور آپ بہت خوبصورت تھے۔

حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابن جعد بن عجلان بن صبیعۃ البلوی' بنی عمرو بن عوف کے حلیف' عاصم بن عدی کے بھائی' آپ بدر' احد' خندق اور دیگر معرکوں میں شامل ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور حضرت زید بن الخطابؓ کے درمیان مواخات کروائی' اور دونوں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

مالک نے عن ابن شہاب عن سالم عن ابیہ بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو لوگ آپ پر روئے' اور کہنے لگے' خدا کی قسم' خدا کی قسم' ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپؐ سے پہلے مرتے' اور آپؐ کے بعد فتنہ میں پڑنے سے ڈرتے

[1] حافظ ابن عبد البر کی عبارت یہ ہے کہ آپ کا زخم ٹھیک ہو گیا' پھر خراب ہو گیا جس سے آپ کی وفات ہو گئی۔

Marfat.com

ہیں' تو حضرت معن بن عدیؓ نے کہا' خدا کی قسم' میں پسند نہیں کرتا کہ میں آپؐ سے پہلے مروں' تاکہ میں نے جس طرح آپ کے زندہ ہونے کی حالت میں تصدیق کی ہے' اسی طرح مردہ ہونے کی حالت میں آپ کی تصدیق کروں۔

اور ولید بن عمارہ کے دونوں بیٹے' ولید اور ابوعبیدہ بھی مرنے والوں میں شامل ہیں' ان دونوں نے اپنے چچا حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ مل کر کشادہ نالے میں جنگ کی۔ اور ان دونوں کے باپ عمارہ بن ولید نے بھی' حضرت عمارہ بن ولید' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ نجاشی کے پاس گئے تھے' اور آپ کا واقعہ مشہور ہے۔

حضرت ابوحذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ کی وفات:

ابن عبد شمس القرشی العبشمی' دارارقم میں جانے سے بہت پہلے مسلمان ہوئے۔ اور حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کی' اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت عباد بن بشرؓ کے درمیان مؤاخات کروائی' اور دونوں قد آور خوبصورت تھے' اور آپ کے دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے' اور آپ ہی کے دانت زائد تھے' اور آپ کا نام ہشیم تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ ہاشم تھا۔

اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ بھی وفات پانے والوں میں شامل تھے' آپ کا نام سماک بن خرشہ تھا ابھی ان کا حال بیان ہوا ہے۔ جنگ یمامہ میں مجموعی طور پر ساڑھے چار سو حاملین قرآن اور صحابہؓ وغیرہ شہید ہوئے' اور ہم نے ان لوگوں کی شہرت کی وجہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں' اس روز شہید ہونے والے مہاجرین کے نام یہ ہیں:

شہدائے مہاجرین رضی اللہ عنہم:

۱۔ مالک بن عمرو' بنی غنم کے حلیف' مہاجر اور بدری رضی اللہ عنہ

۲۔ یزید بن اقیش بن رباب اسدی' بدری رضی اللہ عنہ

۳۔ الحکم بن سعید بن العاص بن امیہ الاموی رضی اللہ عنہ

۴۔ حسن بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن مالک ازدی کے بھائی' بنی المطلب بن عبد مناف کے حلیف۔

۵۔ عامر بن البکر لیثی رضی اللہ عنہ' بنی عدی کے حلیف' بدری

۶۔ مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ' بنی عبد شمس کے حلیف

۷۔ ابوامیہ صفوان بن امیہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

۸۔ یزید بن اوس رضی اللہ عنہ' بنی عبدالدار کے حلیف

۹۔ حیی اور معلی بن حارثہ ثقفی رضی اللہ عنہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔

۱۰۔ حبیب بن اسید بن حارثہ ثقفی رضی اللہ عنہ

Marfat.com

۱۱۔ ولید بن عبد شمس مخزومی رضی اللہ عنہ

۱۲۔ عبداللہ بن عمرو بن بجرہ عدوی رضی اللہ عنہ

۱۳۔ ابوقیس بن الحارث بن قیس سہمی رضی اللہ عنہ 'آپ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔

۱۴۔ عبداللہ بن حارث بن قیس رضی اللہ عنہ

۱۵۔ عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر العامری رضی اللہ عنہ 'آپ اولین مہاجرین میں سے ہیں' بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۶۔ عمرو بن اویس بن سعد بن ابی سرح العامری رضی اللہ عنہ

۱۷۔ سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ

۱۸۔ ربیعہ بن ابی خرشہ العامری رضی اللہ عنہ

۱۹۔ عبداللہ بن الحارث بن رحضہ عامری رضی اللہ عنہ

شہدائے انصار رضی اللہ عنہم:

جن کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں' ان میں عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان البخاری بھی ہیں' جو عمرو بن حزم کے بھائی ہیں' فتح کے روز' آپ کی قوم کا جھنڈا آپ کے پاس تھا' آپ بدر میں شامل ہوئے' اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے' اور عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام سلمی' آپ عقبہ اولیٰ میں شامل ہوئے اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں بھی شامل ہوئے۔

اور بنی سالم بن عوف کے ثابت بن ہزال ایک قول کے مطابق بدری ہیں' اور ابوعقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ' بنی حجبی میں سے ہیں۔ آپ نے بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی' اور جنگ یمامہ کے روز آپ کو تیر لگا' جسے آپ نے کھینچ کر نکال دیا' پھر کمر کس لی اور اپنی تلوار پکڑ کر جنگ کرنے لگے' حتیٰ کہ شہید ہو گئے' آپ کو بہت زخم لگے' عبداللہ بن عتیک' رافع بن سہل' حاجب بن یزید اشہلی' سہل بن عدی' مالک بن اوس' عمرو بن اوس بن حجبی سے طلحہ بن عتبہ' الحارث کا غلام رباح' معن بن عدی' اور بنی حجبی سے جزء بن مالک بن عامر' ورقہ بن ایاس بن عمرو خزرجی بدری' مروان بن العباس' عامر بن ثابت' بشر بن عبداللہ' کلیب بن تمیم' عبداللہ بن عتبان' ایاس بن ودیعہ' اسید بن یربوع' سعد بن حارثہ' سہل بن حمان' محاسن بن حمیر' سلمہ بن مسعود' اور بعض کا قول ہے کہ مسعود بن سنان' ضمرہ بن عیاض' عبداللہ بن انیس' ابوحبتہ بن غزیہ مازنی' خباب بن زید' حبیب بن عمرو بن محصن' ثابت بن خالد' فروہ بن النعمان' عائذ بن ماعص' زید بن ثابت کے بھائی' یزید بن ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہم۔

خلیفہ بن خیاط بیان کرتے ہیں' کہ جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے مہاجرین وانصار کی کل تعداد ۵۸ تھی' یعنی بقیہ ساڑھے چار سو ان کے علاوہ ہیں۔ واللہ اعلم' اس دوران میں جن میدان ہائے کارزار میں مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ اور ان سے قبل میدان ہائے کارزار میں کفار کے مقتولین کی تعداد پچاس ہزار سے متجاوز تھی' اور ان کے مشاہیر میں سے اسود عنسی لعنہ اللہ ہے' جس کا نام عبہلتہ بن کعب بن غوث تھا۔ سب سے پہلے یہ یمن کے شہر کہف خبان سے نمودار ہوا' اور اس کے ساتھ سات

Marfat.com

سوجانباز تھے اور ابھی ایک مہینہ بھی نہیں گذرا تھا کہ اس نے صنعاء پر قبضہ کرلیا۔ پھر تھوڑی سی مدت میں تمام یمن اس کے قبضہ میں آ گیا' اور اس کے ساتھ ایک شیطان تھا جو اسے ہوشیار کرتا تھا' لیکن جس چیز کی اسے بہت ضرورت تھی' اس نے اس میں اس سے خیانت کی' پھر تین یا چار ماہ نہیں گذرے تھے' کہ اللہ تعالیٰ نے راست بازوں اور امرائے حق کے ہاتھوں اسے قتل کروادیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں' اور وہ داذویہ ایرانی' فیروز دیلمی اور قیس بن مکشوح مرادی تھے۔

یہ واقعہ ربیع الاوّل ۱۱ھ میں رسول اللہ ﷺ کی وفات سے چند راتیں قبل ہوا اور بعض کا قول ہے کہ ایک رات قبل ہوا۔ واللہ اعلم' اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی رات کے متعلق آگاہ کر دیا تھا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

مسیلمہ بن حبیب یمامی کذاب:

یہ اپنی قوم بنوحنیفہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آیا' رسول اللہ ﷺ اس سے آگاہ ہوئے تو آپؐ نے اسے کہتے سنا کہ اگر محمد ﷺ اپنے بعد مجھے حکومت دے دیں تو میں ان کی اتباع کروں گا' آپؐ نے اسے کہا' اگر تو مجھ سے یہ لکڑی۔ آپؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی۔ بھی مانگے' تو میں تجھے نہیں دوں گا۔ اور اگر تو نے پیٹھ پھیری' تو اللہ تجھے قتل کر دے گا' اور میں تجھے ضرور اس پوزیشن میں دیکھوں گا جو مجھے دکھائی گئی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا آپؐ کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں' آپؐ ان کی وجہ سے پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں آپ کی طرف وحی کی کہ آپؐ ان دونوں کو پھونک ماریں' آپؐ نے ان کو پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے تو آپ نے اس کی یہ تعبیر کی' کہ دو کذاب ظاہر ہوں گے۔ اور وہ صاحب صنعاء اور صاحب یمامہ ہیں' اور اسی طرح وقوع پذیر ہوا' وہ دونوں مر گئے' اور ان کی حکومت بھی جاتی رہی' اسود تو اپنے گھر میں قتل ہوا' اور مسیلمہ کو اللہ تعالیٰ نے وحشی بن حرب کے ہاتھوں قتل کیا۔ اس نے اونٹوں کے ذبح کرنے کی طرح اسے نیزہ مار کر آر پار کر دیا' اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر تلوار مار کر اسے پھاڑ دیا۔ اور یہ واقعہ اس کے گھر کے صحن کے اس باغیچے میں ہوا' جسے موت کا باغیچہ کہا جاتا ہے۔ جب وہ قتل ہوا پڑا تھا تو حضرت خالدؓ بن ولید کو اس کا پتہ چلا۔ آپ کو مجاعۃ بن مرارہ نے مقتولین کے درمیان اسے دکھایا۔ کہتے ہیں کہ وہ زرد رنگ اور چپٹی اور سرے سے اٹھی ہوئی ناک والا تھا' اور بعض کہتے ہیں کہ وہ گندم گوں اور موٹا تھا' گویا خاکستری اونٹ ہے' کہتے ہیں موت کے وقت اس کی عمر ایک سو چالیس سال تھی۔ واللہ اعلم

اور اس سے قبل اس کے دونوں وزیر اور مشیر قتل ہو چکے تھے۔ ان میں سے ایک محکم بن الطفیل تھا' جسے محکم الیمامہ کہا جاتا تھا اسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے قتل کیا' آپ نے اسے اپنی قوم میں تقریر کرتے ہوئے جبکہ وہ انہیں ان کی جنگ کے مفادات بتا رہا تھا' تیر مارا' جس نے اس کا کام تمام کر دیا' اور دوسرا نہار بن عنفوۃ تھا' جسے رجال عنفوۃ کہا جاتا ہے' یہ مسلمان ہو کر پھر مرتد ہو گیا تھا' اس نے مسیلمہ کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ اس گواہی کے بارے میں دونوں پر لعنت کرے' اور اللہ تعالیٰ نے حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اپنے قتل ہونے سے قبل اس کے قتل کرنے کی توفیق دی۔

اور دین اسلام کے بارے میں رجال کی اس ضروری شہادت میں جھوٹ بولنے پر دلالت کرنے والی یہ بات ہے' جسے

Marfat.com

بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ مسیلمہ نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسیلمہ رسول کی طرف سے محمد رسول کی طرف:

آپ کو سلام ہو' اما بعد' مجھے حکومت میں آپ کے ساتھ شریک کیا گیا ہے' شہر آپ کے لیے اور دیہات میرے لیے ہیں۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ زمین کا نصف آپؐ کے لیے اور نصف ہمارے لیے ہے' لیکن قریش زیادتی کرنے والی قوم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کی طرف:

ہدایت کے پیرو پر سلام ہو۔ اما بعد!

بلاشبہ اللہ تعالیٰ زمین کا مالک ہے' وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے' اور انجام' تقویٰ شعاروں کے لیے ہے۔

اور قبل ازیں ہم مسیلمہ کے خادموں اور معاونین کا ذکر کر چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کلام کے باعث اس پر لعنت کرے' جو ہذیان سے بھی زیادہ کمزور ہے' جسے وہ وحی الٰہی خیال کرتا تھا' اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بالا ہے' اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی' تو اس نے خیال کیا کہ وہ آپؐ کے بعد با اختیار حاکم ہے' اور اس نے اپنی قوم کو حقیر خیال کیا' اور انہوں نے اس کی اطاعت کر لی' اور وہ کہا کرتا تھا:

''اے لڑکی ڈھول لے لے اور کھیل' اور اس نبی کے محاسن کی اشاعت کر' بنی ہاشم کا نبی چلا گیا ہے' اور بنی یعرب کا نبی کھڑا ہو گیا ہے''۔

پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسے تھوڑی سی مہلت دی اور اس پر تلواروں میں سے ایک تلوار' اور اپنی موتوں میں سے ایک موت مسلط کر دی' جس نے اس کا پیٹ پھاڑ دیا' اور سر پھوڑ دیا۔ اور جلد ہی اللہ تعالیٰ اس کی روح کو دوزخ کی طرف لے گیا جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَوْ تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمُ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ کُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ ﴾

پس مسیلمہ اور اسود' اور ان جیسے لوگ ان آیت کریمہ میں داخل ہونے کے زیادہ حقدار ہیں اور اس عظیم عقوبت کے زیادہ مناسب حال ہیں' اللہ تعالیٰ ان سب پر لعنت کرے۔

Marfat.com

ہجرت نبوی کا بارھواں سال:

یہ سال شروع ہوا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فوجیں اور وہ امراء جنہیں آپ نے مرتدین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا' اسلام کی بنیادوں کو استوار کرنے' اور سرکشوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے شہروں میں دائیں بائیں چکر لگا رہے تھے' حتیٰ کہ دین سے بھاگنے والوں کو انہوں نے بھاگ جانے کے بعد واپس کیا' اور حق اپنے اصل کی طرف لوٹ آیا' اور جزیرۂ عرب ہموار ہو گیا۔ اور دور تر جانے والا' قریب تر کی طرح ہو گیا۔ اور علمائے سیر و تواریخ کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ جنگ یمامہ اس سال کے ربیع الاوّل میں ہوئی تھی' اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال کے آخر میں ہوئی تھی۔ اور ان دونوں اقوال کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اس جنگ کا آغاز گذشتہ سال ہوا تھا' اور اس کا اختتام اس آنے والے سال میں ہوا۔ اور اس قول کی بناء پر چاہیے کہ وہ اس کا ذکر گذشتہ میں کریں' جیسا کہ ہم نے اس احتمال کی بناء پر اس کا ذکر کیا ہے کہ وہ گذشتہ سال قتل ہوئے تھے' اور قبل اس کے کہ اس سال میں شام و عراق میں قتل ہونے والوں کے ساتھ ان کا ذکر ہو۔ ہم ان کے حالات مکمل کرنے کے لیے سبقت کریں گے' جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جواثا' عمان اور مہرہ کے جن معرکوں کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے' ان کا وقوع ۱۲ھ میں ہوا ہے' اور اسی سال میں چاروں بادشاہ' حمد' مخرس' ابضعہ اور مشرحا قتل ہوئے' اور ان کی بہن العمروہ بھی قتل ہوئی' جن کے متعلق مسند احمد میں لعنت کی حدیث بیان ہوئی ہے' اور ان کو زیادہ بن لبید انصاری نے قتل کیا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عراق کی طرف روانگی:

جب حضرت خالد بن ولیدؓ یمامہ سے فارغ ہوئے' تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں عراق جانے کا پیغام بھیجا' اور یہ کہ وہ فرج الہند یعنی ابلہ سے آغاز کریں' اور عراق کے بالائی علاقے سے عراق آئیں' اور لوگوں سے دوستی کریں' اور ان کو دعوت الی اللہ دیں۔ پس اگر وہ قبول کریں تو فبہا' ورنہ ان سے جزیہ لیں' اور اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کریں تو ان سے جنگ کریں۔ نیز آپ نے حضرت خالد کو یہ حکم بھی دیا' کہ آپ کسی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کریں اور اسلام سے مرتد ہونے والے کسی شخص سے مدد نہ لیں' خواہ وہ اسلام میں واپس آ گیا ہو۔ اور جس مسلمان کے پاس سے گذریں' اسے اپنے ساتھ لے لیں' اور حضرت ابوبکر' حضرت خالد رضی اللہ عنہما کی مدد کے لیے فوجیں بھیجنے میں مصروف ہو گئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت خالد کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے' بعض کہتے ہیں کہ آپ یمامہ سے سیدھے عراق چلے گئے' اور بعض کہتے ہیں کہ آپ یمامہ سے مدینہ واپس آئے' پھر مدینہ سے عراق گئے' اور کوفہ کے راستے سے گذرے' حتیٰ کہ حیرہ پہنچ گئے۔

میں کہتا ہوں' پہلا قول مشہور ہے' اور المدائنی نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ' محرم ۱۲ھ میں عراق کی طرف گئے' اور آپ نے بصرہ کا راستہ اختیار کیا' جہاں قطبہ بن قتادہ گورنر تھا' اور کوفہ پر المثنیٰ بن حارثہ شیبانی گورنر تھا۔

اور محمد بن اسحاق بحوالہ صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ عراق

Marfat.com

چلے جائیں' اور حضرت خالد عراق جانے کے ارادے سے چل پڑے' اور مضافات کی بستی بانقیا اور باروسما میں اترے' جہاں کا حکمران جابان تھا' پس وہاں کے باشندوں نے آپ سے مصالحت کرلی۔ میں کہتا ہوں کہ صلح سے قبل ان میں سے بہت سے مسلمان قتل ہو گئے تھے۔ اور یہ صلح رجب میں ایک ہزار درہم پر ہوئی' اور بعض کا قول ہے کہ ایک ہزار دینار پر ہوئی اور آپ سے مصالحت کرنے والا ابصبہری بن صلوبا تھا۔ اور صلوبا بن بصبہری بھی کہا جاتا ہے' پس حضرت خالد نے ان کی بات قبول کرلی' اور انہیں تحریر لکھ دی' پھر آ کر حیرہ اتر گئے' اور اس کے اشراف قبیصہ بن ایاس بن حیہ الطائی کے ساتھ آپ کے پاس آئے' اور نعمان بن المنذر کے بعد کسریٰ نے اسے حیرہ کا امیر مقرر کیا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' میں تمہیں اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ پس اگر تم اسے قبول کرلو' تو تم مسلمانوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اور جو سہولتیں انہیں میسر ہوں گی' وہ تمہیں بھی ملیں گی' اور جو ذمہ داریاں ان پر ہوں گی' وہ تم پر بھی ہوں گی۔ اور اگر تم انکار کرو تو تمہیں جزیہ دینا ہوگا۔ میں تمہارے پاس ایسے لوگوں کے ساتھ آیا ہوں' جو زندگی کی نسبت تم سے بڑھ کر موت کی آرزو رکھتے ہیں۔ ہم تم سے جہاد کریں گے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا' قبیصہ نے آپ سے کہا' ہمیں آپ سے جنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے' بلکہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں گے' اور تمہیں جزیہ ادا کریں گے' حضرت خالدؓ نے انہیں کہا' تم ہلاک ہو جاؤ کفر ایک گمراہ کن جنگل ہے' وہ شخص عربوں میں سب سے بڑا احمق ہے جو اس جنگل میں چلتا ہے' پس آپ کو دو شخص ملے' ایک عربی اور دوسرا عجمی تھا' آپ نے اسے چھوڑ دیا' اور عجمی سے دلیل پکڑی' پھر ان سے نوے ہزار درہم پر مصالحت کرلی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ دولاکھ درہم پر کی' اور یہ پہلا جزیہ تھا جو عراق سے وصول ہوا' اور اسے اور اس سے پہلی بستیوں' جن پر ابن صلوبا نے مصالحت کی تھی' ان کا جزیہ مدینہ لایا گیا۔ اور حیرہ پر کسریٰ کے نائب کے ساتھ جو اشخاص حضرت خالدؓ کے پاس آئے' ان میں عمرو بن عبدالمسیح بن حیان بن بقیلہ [1] بھی تھا' جو عرب نصاریٰ میں سے تھا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' تمہارا جوہر کہاں سے ہے؟ اس نے جواب دیا' میرے باپ کی پشت سے' آپ نے کہا' تو کہاں سے نکلا ہے؟ اس نے کہا' اپنی ماں کے پیٹ سے' آپ نے کہا' تو ہلاک ہو' تو کس چیز پر ہے؟ اس نے کہا' زمین پر' آپ نے کہا' تو ہلاک ہو' تو کس چیز میں ہے؟ اس نے کہا' اپنے کپڑوں میں' آپ نے کہا' تو ہلاک ہو' تو عقل سے کام لیتا ہے؟ اس نے کہا' ہاں! اور اندازہ کرتا ہوں' آپ نے کہا' میں تجھ سے پوچھ رہا ہوں' اس نے کہا' میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔ آپ نے کہا' تو اسلام قبول کرے گا یا جنگ کرے گا' اس نے کہا' بلکہ صلح کروں گا' آپ نے کہا' یہ کیسے قلعے ہیں جو میں دیکھ رہا ہوں' اس نے کہا' ہم نے انہیں بیوقوف کو قید کرنے کے لیے بنایا ہے' تا کہ بردبار آ کر اسے منع کر دے پھر آپ نے انہیں اسلام قبول کرنے' یا جزیہ دینے یا جنگ کرنے کی طرف دعوت دی تو انہوں نے نوے ہزار یا دولاکھ درہم جزیہ دینا قبول کیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

---

[1] تاریخ طبری میں عبدالمسیح بن عمرو بن بقیلہ ہے۔

Marfat.com

پھر حضرت خالد بن ولیدؓ نے المدائن میں کسریٰ کے امراء' صوبیداروں اور وزراء کی طرف خط بھیجا' جیسا کہ ہشام بن الکلبی نے عن ابی مخنف عن مجالد عن شعبی بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ بنو بقیلہ نے مجھے وہ خط پڑھایا' جو حضرت خالد بن ولیدؓ نے اہل مدائن کی طرف بھیجا تھا۔

خالدؓ بن ولید کی طرف سے اہل فارس کے صوبیداروں کی طرف۔

''ہدایت کے پیروکار پر سلامتی ہو' امابعد! اس خدا کا شکر ہے' جس نے تمہاری جماعت میں پھوٹ ڈال دی' اور تمہاری حکومت چھین لی' اور تمہاری تدبیروں کو کمزور کر دیا بلاشبہ جو شخص ہماری نماز پڑھے گا' اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے گا اور ہمارے ذبیحہ کو کھائے گا تو وہ مسلمان ہے' جو سہولتیں ہمیں حاصل ہیں وہ اسے حاصل ہوں گی' اور جو ذمہ داریاں ہم پر ہیں اس پر بھی ہوں گی''۔

امابعد! اور جب میرا یہ خط تم تک پہنچے' تو میرے پاس ضامن بھیج دو' اور میرے عہد پر یقین کرو' ورنہ اس خدا کی قسم' جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں ضرور تمہارے پاس لوگ بھیجوں گا جو موت سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح تم زندگی سے محبت کرتے ہو۔ پس جب وہ خط پڑھ چکے تو تعجب کرنے لگے۔

اور سیف بن عمرو نے طلیحہ الاعلم سے بحوالہ مغیرہ بن عیینہ جو اہل کوفہ کے قاضی تھے۔ بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یمامہ سے عراق کی طرف جاتے ہوئے اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا' اور انہیں ایک راستے پر نہ لے گئے' آپ نے المثنیٰ کو اپنے سے دو دن پہلے بھیجا اور اس کا راہنما ظفر تھا' اور عدی بن حاتم اور عاصم بن عمرو کو بھیجا۔ اور ان دونوں کے راہنما مالک بن عباد اور سالم بن نصر تھے' ایک کو دوسرے سے ایک دن پہلے بھیجا' اور حضرت خالدؓ ان کے آخر میں نکلے' اور آپ کا راہنما رافع تھا' اور آپ نے ان سب سے الحفیر کا وعدہ کیا کہ وہ وہاں جمع ہو جائیں اور اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ اور فرج الہند' قوت و جنگ کے لحاظ سے ایرانی خروج میں سب سے بڑی فوج تھی' اور اس کا مالک ہرمز خشکی میں اور ہندوستان کے ساتھ سمندر میں جنگ کرتا تھا' حضرت خالدؓ نے اس کی طرف خط لکھا' اور ہرمز نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خط کو شیری بن کسریٰ اور اردشیر بن شیری کی طرف بھیج دیا۔ اور ہرمز نے جو کسریٰ کا نائب تھا' بہت سی فوجیں اکٹھی کر لیں' اور ان کے ساتھ کاظمہ آ گیا' اور اس کے میمنہ اور میسرہ پر قباذ اور انوشجان تھے' جو شاہی گھرانے سے تھے۔ اور فوج لمبائی میں پھیل گئی' تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں۔ اور یہ ہرمز بڑا بدباطن اور سخت کافر تھا اور ایرانیوں میں صاحب مرتبت تھا' اور جب کوئی شرف میں بڑھ جاتا تو وہ اپنے رنگ وروپ میں اضافہ کر دیتا' ہرمز کی ٹوپی ایک لاکھ کی تھی' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی اپنی اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ آئے' اور ان کے بالمقابل ایک بے آب جگہ میں اتر پڑے' آپ کے اصحاب نے اس امر کی شکایت کی۔ تو آپ نے فرمایا' انہیں تلواروں سے مارو' حتیٰ کہ انہیں پانی سے بھگا دو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ دونوں گروہوں میں سے زیادہ صابر گروہ کو پانی دینے والا ہے۔ جب مسلمان اپنی فرودگاہ پر ٹک گئے' اور وہ اپنے گھوڑوں پر سوار تھے تو اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیا' جس نے ان پر بارش برسا دی۔ حتیٰ کہ ان کے لیے پانی کے جوہڑ بن گئے۔ پس مسلمان اس سے قوی ہو گئے اور بہت خوش ہوئے۔ اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں اور فریقین لڑنے لگے' تو ہرمز

Marfat.com

پیادہ ہو گیا اور اس نے مقابلہ کی دعوت دی' اس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی پیادہ ہو گئے' اور ہرمز کی طرف بڑھے' دو دو وار ہوئے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے گود میں لے لیا اور ہرمز کے محافظ آ گئے' مگر آپ کو اس کے قتل سے روک نہ سکے۔ اور قعقاع بن عمرو نے ہرمز کے محافظوں پر حملہ کر دیا' اور ایرانی شکست کھا گئے' اور رات تک مسلمان ان کے کندھوں پر سوار رہے' اور مسلمانوں اور حضرت خالدؓ نے ان کے سامان اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا جو ایک ہزار اونٹ کے بوجھ تک تھا۔ اور اس غزوہ کا نام ذات السلاسل رکھا گیا' کیونکہ اس میں بکثرت ایرانی سواروں کو زنجیریں ڈالی گئی تھیں' اور قباذ اور انوشجان بھاگ گئے۔

اور جب تلاش کرنے والے واپس آ گئے' تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے منادی نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ پس آپ لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گئے' اور آپ کے پیچھے بوجھ تھے' یہاں تک کہ آپ بصرہ میں اس جگہ اترے جہاں آج کل بڑا پل ہے۔ اور آپ نے فتح' بشارت اور خمس کو زر بن کلیب کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' اور ایک اس کے ساتھ ایک ہاتھی بھی بھیجا' اور جب اہل مدینہ کی عورتوں نے اسے دیکھا تو وہ کہنے لگیں' کیا یہ خدا کی مخلوق ہے یا کوئی مصنوعی چیز ہے؟ پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے زر کے ساتھ واپس کر دیا۔ اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا' اور ہرمز کا سامان غنیمت میں انہیں دیا' اور اس کی ٹوپی ایک لاکھ کی تھی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے امراء کو دائیں بائیں وہاں کے قلعوں کا محاصرہ کرنے بھیج دیا۔ پس انہوں نے بزور قوت اور صلح سے انہیں فتح کر لیا' اور ان کے سب اموال قابو کر لیے۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کسانوں اور ان کے بیٹوں سے معترض نہیں ہوئے۔ جنہوں نے آپ سے جنگ نہیں کی۔ بلکہ صرف ایرانی جانبازوں سے معترض ہوئے۔

پھر اسی سال کے صفر میں المذار کا معرکہ ہوا جسے الثنی کا معرکہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک دریا ہے' اور ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ اس دن لوگوں نے کہا' اصفار کا صفر' اس میں سرکش دریاؤں کے سنگم پر قتل ہو گا' اور اس معرکے کا سبب یہ تھا کہ ہرمز نے اردشیر اور شیری کو لکھا تھا کہ حضرت خالدؓ یمامہ سے اس کی طرف آ رہے ہیں' پس کسریٰ نے امیر قارن بن قریانس کے ساتھ ایک فوج اس کی طرف بھیج دی۔ اور ابھی وہ ہرمز کے پاس نہیں پہنچا تھا کہ حضرت خالدؓ کے ساتھ اس کا وہ معاملہ ہو گیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور ایرانیوں میں سے بھاگنے والے بھاگ گئے' پس قارن انہیں ملا اور وہ اس کے گرد جمع ہو گئے' اور ایک دوسرے کو جنگ پر اکسانے لگے' اور انہوں نے حضرت خالد کی طرف' واپس جانے پر اتفاق کر لیا' اور ایک جگہ کی طرف چل پڑے' جسے المذار کہا جاتا ہے۔ اور قارن کے میمنہ اور میسرہ پر قباذ اور انوشجان تھے' جب یہ اطلاع حضرت خالد کو ملی تو آپ کے پاس جنگ ذات السلاسل کے جو چار خمس تھے' آپ نے انہیں تقسیم کر دیا' اور ولید بن عقبہ کے ذریعے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع بھیج دی' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی فوجوں کے ساتھ چل پڑے' اور المذار مقام پر اتر گئے' اور آپ پوری طرح تیار تھے۔ اور انہوں نے غصے اور غیرت کے ساتھ جنگ کی' اور قارن دعوت مبارزت دیتا ہوا باہر نکلا' اور حضرت خالدؓ اس کے مقابلہ میں نکلے' اور جری اور دلیر امراء نے آپ سے سبقت کی۔ اور معقل بن اعشی بن النباش نے قارن کو قتل کر دیا' اور حضرت عدیؓ بن حاتم نے قباذ کو اور حضرت عاصمؓ نے انوشجان کو قتل کر دیا' اور ایرانی بھاگ گئے' اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اور اس روز ان کے تیس ہزار آدمی قتل ہو

Marfat.com

گئے' اور بہت سے دریاؤں اور پانیوں میں غرق ہو گئے اور حضرت خالدؓ المذار میں ٹھہر گئے۔ اور جس نے کسی کو قتل کیا تھا' اس کا سامان اسے دیا' اور قارن ایرانیوں میں اپنے شرف کی انتہاء کو پہنچا ہوا تھا۔ اور آپ نے بقیہ غنیمت' اور اس کے خمس کو اکٹھا کیا' اور بنی عدی بن کعب کے بھائی سعید بن نعمان کے ذریعے' فتح' بشارت اور خمس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا' اور حضرت خالدؓ نے وہیں قیام کیا' حتیٰ کہ آپ نے چار خمسوں کو تقسیم کیا' اور کسانوں کو چھوڑ کر جن جانبازوں کا آپ نے محاصرہ کیا تھا' ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا۔ آپ نے کسانوں کو جزیہ دینے پر ٹھہرا لیا۔ اور ان قیدیوں میں حبیب ابوالحسن بصری بھی تھا جو نصرانی تھا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام' اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابوزیاد بھی تھا۔ پھر آپ نے فوج پر سعید بن نعمان کو اور جزیہ پر سوید ابن مقرن کو امیر مقرر کیا' اور اسے حکم دیا کہ وہ الحفیر اتر کر آپ کے پاس اموال لے کر آئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ قیام کر کے دشمنوں کے حالات دریافت کرنے لگے۔

پھر اسی سال کے صفر میں الولجہ کا واقعہ ہوا' جیسا کہ ابن جریر نے بیان کیا ہے۔ اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب ایران کے بادشاہ اردشیر کو المذار میں قارن اور اس کے اصحاب کے ساتھ ہونے والے واقعہ کی اطلاع پہنچی' تو اس نے ایک شجاع امیر اندرزغر کو بھیجا' جو مضافات کے باشندوں میں سے تھا' جو مدائن میں پیدا ہوا' اور وہیں پروان چڑھا' اور اسے ایک دوسرے امیر بہمن جاذویہ کی فوج کے ساتھ مدد دی' اور وہ روانہ ہو کر الولجہ مقام پر پہنچے' حضرت خالدؓ نے ان کے متعلق سنا تو آپ اپنی فوجوں کے ساتھ چل پڑے' اور وہاں جس شخص کو اپنا قائم مقام بنایا' اسے احتیاط کرنے اور ہوشیار رہنے کی تاکید کی' پس آپ نے زغر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کی اور الولجہ میں اس کے پاس اکٹھے ہو گئے' اور انہوں نے پہلی جنگ سے بھی زیادہ سخت جنگ کی' یہاں تک کہ فریقین نے خیال کیا کہ صبر ختم ہو گیا ہے' اور آپ کی گھاتی فوج نے جسے آپ نے اپنے پیچھے دو جگہوں پر گھات میں بٹھایا ہوا تھا' آہستگی سے کام لیا اور تھوڑی ہی دیر میں دونوں گھاتی فوجیں اس جگہ سے بھی اور اس جگہ سے بھی نکل آئیں' پس اعاجم کی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں آگے سے آ پکڑا' اور دونوں گھاتی فوجوں نے انہیں پیچھے سے آ لیا' اور ان میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی کے مقتل کو پہچانتا تھا۔ اور اندرزغر' معرکہ سے بھاگ گیا' اور پیاس سے مر گیا' اور حضرت خالدؓ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں تقریر کی' اور انہیں بلاد اعاجم میں رغبت دلائی' اور بلاد عرب سے انہیں رغبت ترک کرائی' اور فرمایا کیا تم یہاں کے کھانوں کو نہیں دیکھتے؟ اور قسم بخدا! اگر راہ خدا میں جہاد کرنا اور دعوت اسلام دینا ہمیں لازم نہ ہوتا' اور صرف معاش کی بات ہوتی تو یہی رائے تھی کہ ہم اس سبزہ زار پر جنگ کرتے۔ حتیٰ کہ ہم اس کے اولین حقدار ہوتے' اور ہم بھوک اور تنگدستی انہیں دے دیتے جنہوں نے اس جہاد میں' جو تم کر رہے ہو' سستی کی ہے۔ پھر آپ نے غنیمت کا خمس لگایا' اور اس کے چار خمسوں کو غنیمت حاصل کرنے والوں کے درمیان تقسیم کر دیا' اور خمس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور دشمن کے جانبازوں کی اولاد کو قید کر لیا۔ اور کسانوں کو جزیہ پر وہاں رہنے دیا۔

سیف بن عمرو' عمرو سے بحوالہ شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے الولجہ کے روز اعاجم کے ایک ایسے شخص سے مقابلہ کیا' جو ایک ہزار اشخاص کے برابر تھا' اور آپ نے اسے قتل کر دیا' پھر آپ نے اس پر ٹیک لگائی' اور آپ کا کھانا لایا گیا تو

Marfat.com

آپ نے دونوں صفوں کے درمیان ٹیک لگا کر اسے کھایا۔

پھر اسی طرح صفر میں الیس کا معرکہ ہوا' یہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے الولجہ کی جنگ میں بکر بن وائل کے ایک گروہ کو' جو نصاریٰ عرب میں سے ایرانیوں کے ساتھ تھے' قتل کر دیا' پس ان کے قبائل جمع ہو گئے۔ اور ان میں سب سے زیادہ غصہ عبدالاسود العجلی کو تھا۔ اور گذشتہ کل کو اس کا بیٹا قتل ہو گیا تھا۔ انہوں نے اعاجم کے ساتھ خط و کتابت کی' اور اردشیر نے ان کے پاس ایک فوج بھیجی' اور وہ الیس مقام پر جمع ہو گئے' اسی دوران میں کہ ان کے کھانے کے دستر خوان لگائے گئے تھے' اور وہ اسے کھانا چاہتے تھے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کے ساتھ اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ اور جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو ان میں سے جس نے کھانا کھانے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ نہ کرنے کا اشارہ کرنا تھا اشارہ کر دیا۔ اور کسریٰ کے امیر نے کہا' بلکہ ہم اس پر تیزی سے حملہ کریں گے' مگر انہوں نے اس کی بات نہ سنی۔ اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ اترے تو آپ نے اپنی فوج کے آگے آ کر بلند آواز سے اعراب کے ان بہادروں کو پکارا' جو وہاں موجود تھے کہ فلاں کہاں ہے' فلاں کہاں ہے؟ پس وہ سب کے سب آپ سے پیچھے ہٹ گئے' ہاں بنی جذرہ کا ایک شخص جسے مالک بن قیس کہا جاتا تھا' وہ آپ کے مقابلے میں نکلا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے کہا اے ابن خبیثہ' تجھے ان میں سے کس نے جرأت دلائی ہے' حالانکہ تجھ میں وفا نہیں ہے' پھر آپ نے تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا' اور اعاجم نے کھانے سے منہ موڑ لیا اور ہتھیار لے کر کھڑے ہو گئے اور نہایت شدید جنگ کی۔ اور مشرکین بہمن کی آمد کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ بادشاہ کی طرف سے فوج لے کر ان کے پاس آئے گا۔ اور وہ بڑی قوت و شدت کے ساتھ جنگ کر رہے تھے' اور مسلمانوں نے بھی بڑا استقلال دکھلایا' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دعا کی' اے اللہ! اگر تو نے ہمیں ان پر غالب کر دیا' تو تیری طرف سے مجھ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ میں ان میں سے جس پر قابو پاؤں گا اسے باقی نہیں چھوڑوں گا' حتیٰ کہ میں ان کے خون سے ان کا دریا رواں کر دوں گا' پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان پر غلبہ دے دیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے منادی نے اعلان کیا کہ قید کر لو' قید کر لو' اور صرف اسے قتل کرو' جو قیدی بننے سے انکار کرے' پس سوار انہیں افواج کی صورت میں ہانک کر لائے۔ اور آپ نے ان پر لوگوں کو مقرر کیا جو دریا میں انہیں قتل کرتے تھے' آپ نے ایک دن رات یہ کام کیا' اور دوسرے اور تیسرے دن بھی انہیں تلاش کرتے رہے۔ اور جب کبھی ان میں سے کوئی آدمی آتا' دریا میں اسے قتل کر دیا جاتا۔ اور آپ نے دریا کا پانی دوسری جگہ سے جاری کر دیا' تو بعض امراء نے آپ سے کہا کہ جب تک آپ خون پر پانی نہیں چھوڑیں گے' ان کے خون سے دریا نہیں چلے گا' اور پانی کے ساتھ چل پڑے گا اور آپ کی قسم پوری ہو جائے گی' پس آپ نے پانی چھوڑ دیا' اور دریا تازہ خون سے بہہ پڑا' اسی لیے اسے آج تک دریائے خون کہتے ہیں۔ پس یہ تازہ خون جو تین دن تک پوری فوج کے لیے کافی ہو گیا' ہلاک ہونے والوں کے گرد گھومتا رہا' اور مقتولین کی تعداد ستر ہزار تک پہنچ گئی۔

اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فوج کو شکست دی' اور لوگوں میں سے واپس آنے والے واپس لوٹ آئے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کھانے کی طرف گئے' جنہوں نے اسے کھانے کے لیے رکھا تھا' آپ نے مسلمانوں سے کہا' یہ غنیمت ہے اسے اتر کر کھا لو' پس لوگ اتر پڑے اور شام کا کھانا کھایا۔ اور اعاجم نے اپنے کھانے پر بہت سی نرم چپاتیاں رکھی تھیں۔ اور جنگل کے اعراب

Marfat.com

جب اسے دیکھتے، تو کہتے، یہ چیتھڑے کیسے ہیں؟ وہ انہیں کپڑے خیال کرتے تھے۔ اور سبزہ زاروں اور شہروں کے باشندے جو انہیں پہچانتے تھے، وہ انہیں کہنے لگے، کیا تم نے رقیق العیش (آسودہ زندگی) نہیں سنا؟ انہوں نے کہا، بے شک، تو وہ کہنے لگے، یہ رقیق العیش ہے، اسی دن سے اس کا نام انہوں نے رقاق رکھ دیا، اور عرب اسے العود کہا کرتے تھے۔

اور سیف بن عمرؒ عن عمرو بن محمد عن شعبی اس شخص سے جس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز لوگوں کو روٹیاں، تربوز اور بھنا ہوا گوشت غنیمت میں دیا، اور اسے جمع کرنے والوں کے سوا انہوں نے کچھ نہیں کھایا اور اس معرکہ میں یوم الیس کو امغیشیا شہر کے تمام باشندے قتل ہو گئے۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر اسے برباد کرنے کا حکم دے دیا۔ اور جو کچھ وہاں موجود تھا، اس پر قبضہ کر لیا، وہاں سے انہیں بڑی غنیمت ملی، پس آپ نے اسے غنیمت حاصل کرنے والوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور غنیمت کے بعد سوار کو ڈیڑھ ہزار درہم ملے، جو پہلی حاصل کردہ غنیمت کے علاوہ تھے۔ اور حضرت خالد نے بنی عجل کے ایک شخص جندل کے ذریعے بشارت، فتح اور اموال کا خمس اور قیدی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے، اور وہ بہادر راہنما تھا، پس جب اس نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام پہنچا دیا اور امانت ادا کر دی، تو آپ نے اس کی تعریف کی اور قیدی عورتوں سے ایک لونڈی اسے بطور انعام عطا فرمائی، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے گروہ قریش، تمہارے شیر نے ایک شیر پر حملہ کیا ہے اور اس کے گوشت کے ٹکڑوں پر غالب آ گیا ہے، عورتیں، خالدؓ بن ولید جیسا بیٹا جننے سے عاجز آ گئی ہیں۔ پھر متعدد مقامات پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر طویل معاملات پیش آئے، جن کا سننا، باعث ملال ہوگا۔ اس کے باوجود حضرت خالدؓ نے درماندہ ہوتے تھے، نہ اکتاتے تھے، نہ کمزور ہوتے تھے، اور نہ غمگین ہوتے تھے۔ بلکہ پوری قوت وشدت اور تیز فہمی میں رہتے تھے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام اور اہل اسلام کی عزت اور کفر کی ذلت اور اس کی جمعیت کی پریشانی کے لیے پیدا کیا تھا۔

باب:

حیرہ کے محلات پر قبضہ

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ چل پڑے، اور خورنق، سدیر اور نجف میں اترے، اور اپنے دستوں کو اِدھر اُدھر پھیلا دیا، جو حیرہ کے قلعوں کا محاصرہ کرتے تھے، ان کے باشندوں کو بالجبر اور صلح و آشتی کے ساتھ اتارتے تھے، اور جو لوگ صلح سے اترے، ان میں عرب نصاریٰ کی ایک قوم بھی تھی جن میں متقدم الذکر ابن بقیلہ بھی تھا، آپ نے اہل حیرہ کو امان کا پروانہ لکھ دیا۔ اور عمرو بن عبدالمسیح ابن بقیلہ نے آپ کو دھوکہ دیا، اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس ایک تھیلی دیکھی، اور فرمایا اس میں کیا ہے؟۔ اور حضرت خالدؓ نے اسے کھولا، اور اس میں کوئی چیز پائی، ابن بقیلہ نے کہا، یہ فوراً ہلاک کر دینے والا زہر ہے، آپ نے فرمایا، تو نے اسے اپنے پاس کیوں رکھا ہے؟ اس نے کہا جب میں اپنی قوم کی بری حالت دیکھوں گا، تو میں اسے کھا لوں گا۔ اور موت مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس زہر کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور فرمایا، ہر جان، اپنی مقررہ میعاد کے بغیر ہرگز نہیں مرے گی۔ پھر فرمایا،

Marfat.com

بسم اللہ خیر الاسماء رب الارض والسماء الذی لیس یضر مع اسمہ داء الرحمان الرحیم اور امراء آپ کو اس سے روکنے کے لیے آگے بڑھے اور آپ نے ان سے سبقت کر کے اسے نگل لیا۔

اور جب ابن بقیلہ نے یہ بات دیکھی تو کہنے لگا اے گروہ عرب خدا کی قسم جب تک تم میں سے ایک آدمی بھی موجود ہے تم ضرور اس چیز پر قبضہ کر لو گے جس پر تم قبضہ کرنا چاہو گے پھر اس نے اہل حیرہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں نے آج کی مانند اس سے واضح برتری نہیں دیکھی پھر اس نے انہیں بلایا اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے صلح کا مطالبہ کیا پس آپ نے ان سے مصالحت کر لی اور انہیں صلح کی تحریر لکھ دی اور فوری طور پر ان سے چار لاکھ درہم لیے اور آپ نے ان سے اس وقت تک صلح نہیں کی جب تک انہوں نے عبدالمسیح کی بیٹی کرامت کو ایک صحابی شویل کے سپرد نہیں کر دیا۔ اور آپ نے یہ اس لیے کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حیرہ کے محلات کا ذکر کیا جن کے کنگرے کتوں کی کچلیوں کی طرح تھے تو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بقیلہ کی بیٹی بخش دیجیے آپؐ نے فرمایا وہ تیری ہوئی اور جب یہ فتح ہو گئی تو شویل نے اس لڑکی کا دعویٰ کیا اور دو صحابہؓ نے اس کی گواہی دی تو وہ اس کو اسے سپرد کرنے سے رک گئے اور کہنے لگے کہ تو اسی سال کی عورت کو لے کر کیا کرے گا؟ وہ اپنی قوم سے کہنے لگی مجھے اس کے سپرد کر دو میں اس سے چھٹکارا حاصل کر لوں گی۔

اس نے مجھے اس وقت دیکھا ہے جب میں جوان تھی پس اسے اس کے سپرد کر دیا گیا اور جب وہ اسے خلوت میں ملا تو وہ کہنے لگی تو اسی سالہ عورت سے کیا چاہتا ہے؟ میں مال دے کر تجھ سے چھٹکارا حاصل کر لوں گی۔ پس تو جو چاہتا ہے اس کا فیصلہ کر لے۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں تجھ سے ایک ہزار سے کم فدیہ قبول نہیں کروں گا اس نے فریب کاری سے اسے زیادہ سمجھا پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئی اور انہوں نے اس کو ایک ہزار درہم دے دیا۔ اور لوگوں نے اسے ملامت کی اور کہنے لگے اگر تو ایک لاکھ سے بھی زیادہ طلب کرتا تو وہ تجھے دے دیتے اس نے کہا کیا ایک ہزار سے زیادہ عدد بھی ہو سکتا ہے؟ اور حضرت خالدؓ کے پاس جا کر کہنے لگا میں نے تو زیادہ عدد ہی طلب کیا تھا حضرت خالدؓ نے فرمایا تو نے ایک بات کا ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے دوسری بات کا ارادہ کیا ہے۔ اور ہم تیرے قول کے ظاہر پر فیصلہ کرتے ہیں اور تیری نیت کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے کہ تو صادق ہے یا کاذب۔

سیف بن عمرؒ عمرو بن محمد سے بحوالہ شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے حیرہ کو فتح کیا تو ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعت نماز پڑھی اور عمرو بن القعقاع نے ان ایام اور مسلمان مقتولین اور ارتداد کے بارے میں کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مقتولین کو سیراب کرے جو فرات میں مقیم ہیں اور دوسروں کو بھی جو محفوظ ٹیلوں کے بڑے حصوں پر ہیں۔ اور ہم نے کواظم میں ہرمز کو روند دیا۔ اور الثنی میں قارن کے دو سینگوں کو گڑھوں میں پامال کر دیا۔ اور جس روز ہم نے محلات کا گھیراؤ کیا تو پے در پے حیرہ روحاء پر ایک مصیبت آتی تھی اور ہم نے انہیں وہاں سے اتار لیا اور ان کا تخت مخالف بزدل کی طرح انہیں لے کر ڈولتا تھا ہم نے قبولیت کے ساتھ ان پر حاکم بنایا اور انہوں نے ان بدقسمتوں کے اردگرد موتوں کی شراب دیکھی اس صبح کو انہوں نے کہا ہم قوم ہیں اور وہ عربوں کی سفید زمین سے سبزہ زاروں کی طرف چلے گئے۔

Marfat.com

اور جریر بن عبداللہ البجلی' حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' آپ متعدد واقعات' اور متقدم الذکر غنائم کے بعد حیرہ میں مقیم تھے' اور وہ ان میں سے کسی معرکہ میں بھی حاضر نہ ہوئے تھے' اس لیے کہ انہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن سعید بن العاص کے ساتھ شام کی طرف بھیجا تھا۔ پس خالد بن سعید نے' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی' تا کہ وہ اپنی بجیلہ قوم کو آپ کے لیے اکٹھا کریں' اور وہ آپ کے ساتھ ہو جائیں۔ اور وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہ سوال کیا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے غصے ہو کر فرمایا تو مجھے اس کام سے غافل کرنے آیا ہے جو اس کام کی نسبت' جس کی طرف تو مجھے بلاتا ہے' زیادہ خدا کو راضی کرنے والا ہے' پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس عراق بھیج دیا۔

سیف اپنے اسانید سے بیان کرتے ہیں کہ پھر ابن صلوبا آیا' اور اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے بانقیا اور بسما اور اس کے اردگرد کے علاقے پر دس ہزار دینار پر صلح کی' اور ان علاقوں کے نمبردار بھی آپ کے پاس آئے' اور انہوں نے اپنے شہروں اور ان کے اہالیان کے بارے میں اہل حیرہ کی طرح صلح کی۔ اور جن ایام میں آپ نے عراق کی اطراف پر قبضہ کیا' اور حیرہ اور ان شہروں پر غلبہ پایا اور الیس اور الثنی کے باشندوں پر حملہ کیا۔ اور ان کے بعد ایرانیوں اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کر کے ان کے سواروں کو بری طرح قتل کیا' اس وقت یہ واقعہ بھی ہوا کہ ایران نے اپنے بڑے بادشاہ اردشیر اور اس کے بیٹے شیرین پر حملہ کر کے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اور جو کوئی ان کی طرف منسوب ہوتا تھا' ان سب کو بھی قتل کر دیا' اب ایرانی' حیران رہ گئے' کہ اپنی حکومت کس کے سپرد کریں' اور انہوں نے آپس میں اختلاف کیا' مگر انہوں نے ایسی فوجیں بھی تیار کیں' جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور مدائن کے درمیان حائل ہوں' جس میں کسریٰ کا ایوان اور حکومت کا تخت تھا۔

پس وہ حضرت خالد کی جرأت و شجاعت سے تعجب کرنے لگے' اور اپنی حماقت و رعونت سے تمسخر کرنے لگے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حیرہ کی صلح کے بعد وہاں ایک سال تک قیام کیا۔ آپ بلاد فارس میں اِدھر اُدھر پھرتے تھے' اور اس کے باشندوں پر بڑا سخت اور بہادرانہ حملہ کرتے تھے' جو دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا تھا' اور سننے والوں کے کانوں کو ششدر اور تدبر کرنے والوں کی عقلوں کو حیرت میں ڈال دیتا تھا۔

Marfat.com

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا انبار کو فتح کرنا

ان غزوات کو ذات العیون کہتے ہیں:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر انبار پہنچ گئے' جہاں کا حکمران' ایرانیوں کا سب سے بڑا دانشمند' اور ان کا سب سے بڑا سردار تھا جسے شیرزاذ کہا جاتا تھا' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انبار کا محاصرہ کر لیا' جس کے اردگرد خندق تھی' اور اس کے اردگرد اس کی قوم کے اعراب تھے' جو اپنے دین پر قائم تھے اور ان کے علاقے کے لوگ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو خندق تک پہنچنے سے روکا' پس آپ نے ابتداء میں ان کے ساتھ شمشیر زنی کی' اور جب فریقین ایک دوسرے کے سامنے ہو گئے' تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو تیر اندازی کا حکم دے دیا' حتیٰ کہ انہوں نے ان میں سے ایک ہزار آنکھ پھوڑ دی اور لوگ چیخ اٹھے کہ اہل انبار کی آنکھیں ختم ہو گئی ہیں' اور اس غزوہ کو ذات العیون کہتے ہیں۔ پس شیرزاذ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے بارے میں مراسلت کی' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کچھ باتوں کی شرطیں عائد کیں' جن کے قبول کرنے سے شیرزاذ نے انکار کیا' تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ خندق کی طرف بڑھے' اور نڈھال اونٹوں کو منگوا کر انہیں ذبح کر دیا' حتیٰ کہ خندق کو ان سے پر کر دیا اور ان کے اوپر سے آپ اور آپ کے اصحاب گذر گئے' اور جب شیرزاذ نے اس بات کو دیکھا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جو شروط عائد کی تھیں' انہی پر صلح کرنا قبول کر لیا' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا' کہ اسے اس کے مامن کی طرف واپس کر دیا جائے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے یہ وعدہ پورا کیا' اور شیرزاذ انبار سے چلا گیا' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس پر قبضہ کر لیا' اور وہاں اتر کر اطمینان حاصل کیا' اور وہاں جو عرب صحابہؓ تھے' ان سے عربی کتابت سیکھی' اور ان عربوں نے اسے اپنے سے پہلے عربوں سے سیکھا اور وہ بنو ایاد تھے جو بخت نصر کے زمانے میں وہاں رہتے تھے۔ جب اس نے عراق کو عربوں کے لیے مباح کر دیا تھا۔ اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بنو ایاد کے ایک شخص کے اشعار سنائے' جو اپنی قوم کی مدح کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''میری قوم ایاذ اگر ارادہ کرتی یا اقامت اختیار کرتی تو اونٹ لاغر ہو جاتے' میری قوم وہ ہے کہ جب وہ سب کی سب چلتی ہے تو عراق کے نخلستان اور لوح و قلم اس کے ہو جاتے ہیں''۔

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بوازیج اور کلواذی کے باشندوں سے مصالحت کی' پھر اہل انبار اور ان کے اردگرد کے لوگوں نے حالات کے خراب ہونے کی وجہ سے عہد شکنی کی اور بوازیج اور بانقیا کے باشندوں کے سوا' اور کوئی اپنے عہد پر قائم نہ رہا۔

سیف نے عبدالعزیز بن سیاہ سے بحوالہ حبیب بن ابی ثابت بیان کیا ہے کہ اہل معرکہ سے قبل بنو صلوبا جو حیرۃ' کلواذی اور فرات کی بستیوں کے باشندے تھے' کے سوا' اہل مضافات میں سے کسی کے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہ تھا' ان لوگوں نے خیانت کی اور

Marfat.com

خیانت کے بعد انہیں عہد کی طرف دعوت دی گئی۔

سیف نے بحوالہ محمد بن قیس بیان کیا ہے کہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ بعض قلعوں اور ٹیلوں کے سوا مضافات اور سب علاقے کو بزورِ قوت قابو کیا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں بلکہ جب انہیں دعوت دی گئی' تو وہ ٹیکس دینے سے راضی ہو گئے' اور ان سے ٹیکس لیا گیا۔ اور وہ ذمی ہو گئے۔

معرکہ عین التمر:

جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ انبار پر با اختیار ہو گئے' تو آپ نے زبرقان بن بدر کو اس پر نائب مقرر کیا' اور خود عین التمر کا قصد کیا' جہاں ان دنوں مہران بن بہرام جوبین' عربوں کی ایک عظیم فوج کے ساتھ مقیم تھا۔ اور ان کے ارد گرد نمر' تغلب' ایاد اور ان سے ملنے جلنے والے اعراب کے قبائل تھے' اور ان کا سردار عقہ بن ابی عقہ تھا' جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نزدیک ہوئے تو عقہ نے مہران سے کہا' عرب' عربوں سے جنگ کرنا بہتر جانتے ہیں' پس ہمیں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیجیے۔ اس نے اسے کہا' تم کو اور ان کو پکڑیں گے۔ اگر تم ہمارے محتاج ہوئے تو تم کو تکلیف پہنچائیں گے' پس عجم نے اس پر اپنے امیر سے ملاقات کی تو اس نے کہا' انہیں چھوڑ دو' پس اگر یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر غالب آ جائیں تو وہ تمہارا ہوا' اور اگر مغلوب ہو گئے تو ہم حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے جنگ کریں گے' حالانکہ وہ کمزور' اور ہم طاقتور ہیں' پس انہوں نے اقرار کیا اور وہ رائے کی بہتری میں ان سے بڑھ گیا ہے' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے' تو عقہ آپ کو ملا۔ اور جب وہ آمنے سامنے ہوئے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ سے فرمایا' اپنی جگہ کی حفاظت کرو' میں حملہ کرنے والا ہوں اور آپ نے اپنے محافظوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کے پیچھے رہیں' عقبہ جب صفیں درست کر رہا تھا تو آپ نے اس پر حملہ کر دیا' اور اسے گود میں لے کر قید کر لیا' اور عقہ کی فوج جنگ کے بغیر ہی شکست کھا گئی' پس انہوں نے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عین التمر کے قلعے کا قصد کیا۔

اور جب مہران کو عقہ اور اس کی فوج کی شکست کی اطلاع ملی' تو وہ قلعے سے اتر کر بھاگ گیا اور قلعے کو چھوڑ گیا۔ اور اعراب نصاریٰ کی جماعتیں قلعے کی طرف واپس آئیں تو انہوں نے اسے کھلا ہوا پایا' اور وہ اس میں داخل ہو گئے' اور اس کی پناہ لے لی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آکر ان کا شدید محاصرہ کر لیا۔ اور جب انہوں نے اس صورتِ حال کو دیکھا تو آپ سے صلح کی درخواست کی' مگر آپ نے فرمایا کہ جب تک تم خالدؓ کے حکم کو نہیں مانو گے' صلح نہیں ہوگی' پس انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا حکم مان لیا' اور انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا' اور قلعے پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قبضہ کر لیا۔ پھر آپ کے حکم سے عقہ اور جو لوگ اس کے ساتھ قید ہوئے تھے اور جن لوگوں نے آپ کے حکم کو مان لیا تھا' سب کو قتل کر دیا گیا' اور جو کچھ اس قلعے میں موجود تھا' اسے غنیمت بنا لیا' اور آپ نے وہاں سے کلیسا میں چالیس غلاموں کو انجیل سیکھتے پایا' اور ان کا دروازہ بند تھا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے توڑ دیا' اور انہیں امراء اور رسالداروں میں تقسیم کر دیا۔ خمس میں سے حمران' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف آیا' اور ان میں محمد بن سیرین کے والد سیرین بھی تھے' جنہیں حضرت انس بن مالکؓ نے لے لیا' اور دیگر مشہور غلاموں کی ایک جماعت بھی تھی' آپ نے ان کی اور ان کی اولاد کی خیر خواہی کی۔

Marfat.com

اور جب ولید بن عقبہ' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس خمس لے کر آئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے واپس بھیج دیا۔ اور وہ دومۃ الجندل کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' پس جب یہ ان کے پاس گئے' تو انہیں عراق کی ایک جانب ایک قوم کا محاصرہ کیے ہوئے پایا' اور انہوں نے بھی آپ کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ اور آپ بھی اسی طرح محصور ہی تھے' حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے ولید سے کہا' بلاشبہ کوئی رائے بہت بڑی فوج سے بھی بہتر ہوتی ہے' ہم جس پوزیشن میں ہیں' اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ ولید نے انہیں کہا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو خط لکھئے' وہ اپنی فوج سے آپ کو مدد دیں گے' حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے انہیں امداد کا خط لکھا اور ان کا خط معرکہ عین التمر کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ملا جس میں وہ آپ سے مدد مانگ رہے تھے' آپ نے انہیں لکھا:

''خالد سے عیاض رضی اللہ عنہما کی طرف' میں آپ کی طرف آیا چاہتا ہوں' تھوڑی دیر ٹھہرو' آپ کے پاس دودھیل اونٹنیاں آئیں گی' جو شیروں کو اٹھائے ہوئے ہوں گی' جن پر صیقل شدہ تلواریں ہوں گی' اور فوجوں کے پیچھے فوجیں ہوں گی''۔

دومۃ الجندل کے حالات:

جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ عین التمر سے فارغ ہوئے تو آپ نے دومۃ الجندل کا قصد کیا' اور عین التمر پر عوایمر بن الکاہن اسلمی کو قائمقام مقرر کیا اور جب اہالیان دومۃ الجندل نے سنا کہ آپ ہماری طرف آرہے ہیں تو انہوں نے اپنی بہراء' تنوخ' کلب غسان اور ضجاعم کی فوجوں کی طرف پیغام بھیجا' اور وہ ان کے پاس آگئیں۔ اور غسان اور تنوخ کا امیر ابن الایہم تھا' اور ضجاعم کا امیر ابن الحدرجان تھا۔ اور دومۃ کے لوگوں کا اتفاق دو اشخاص اکیدر بن عبدالملک اور الجودی بن ربیعہ پر تھا' ان دونوں میں اختلاف ہو گیا' اکیدر کہنے لگا' میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے بہتر جانتا ہوں' جنگ میں اس سے زیادہ خوش قسمت شخص کوئی نہیں' اور نہ خود اس سے کوئی زیادہ خوش قسمت ہے' اور جس قوم نے بھی خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر' حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھا ہے' اس نے شکست کھائی ہے' پس میری مانو اور ان لوگوں سے صلح کر لو' مگر انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا' اس نے کہا' میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے میں ہرگز تمہاری مدد نہیں کروں گا۔ اور وہ ان سے علیحدہ ہو گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عاصم بن عمرو کو اس کی طرف بھیجا' انہوں نے اس کا مقابلہ کر کے اسے پکڑ لیا۔ اور جب اسے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو آپ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا' اور جو کچھ اس کے پاس تھا' آپ نے لے لیا' پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور اہالیان دومۃ الجندل کا آمنا سامنا ہوا' ان کا امیر الجودی بن ربیعہ تھا۔ اور اعراب کا ہر قبیلہ اپنے امیر کے ساتھ تھا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دومۃ کو اپنے اور حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کی فوج کے درمیان کر دیا۔ اور اعراب کی فوج دو گروہوں میں بٹ گئی' اور ایک گروہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جانب' اور دوسرا گروہ حضرت عیاض رضی اللہ عنہ کی جانب تھا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابل کے لوگوں پر حملہ کر دیا' اور حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے دوسروں پر حملہ کر دیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے الجودی کو قید کر لیا۔ اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے ودیعہ کو قید کر لیا اور اعراب قلعے کی طرف بھاگ گئے' اور انہوں نے اسے بھر دیا' اور بہت سے لوگ باقی رہ گئے' اور قلعہ ان سے تنگ ہو گیا' پس بنوتمیم نے ان لوگوں پر جو قلعے سے باہر تھے' مہربانی کی اور انہیں غلہ دیا' تو ان میں سے کچھ

Marfat.com

لوگ بچ گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے جن لوگوں کو قلعے سے باہر پایا' انہیں قتل کر دیا' اور الجودی اور اس کے ساتھ جو قیدی تھے' ان کے قتل کرنے کا حکم دے دیا' اور بنی کلب کے قیدیوں کو قتل نہ کیا' کیونکہ عاصم بن عمرو' اور اقرع بن حابس اور بنی تمیم نے ان کو پناہ دی تھی' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' مجھے اور تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا تم جاہلیت کی بات کی حفاظت کرتے ہو اور اسلام کی بات کو ضائع کرتے ہو؟ عاصم بن عمرو نے آپ سے کہا کیا تم ان کی عافیت سے حسد کرتے ہو' اور شیطان کو ان کا محافظ بناتے ہو' پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دروازے کا چکر لگایا' اور وہ آپ سے نہ ہلا' حتیٰ کہ آپ نے اسے اکھاڑ پھینکا۔ اور لوگوں نے قلعے میں گھس کر اس میں جتنے بھی جانباز موجود تھے' انہیں قتل کر دیا اور بچوں کو قید کر لیا۔ اور انہیں زیادہ رقم دینے والوں کے پاس فروخت کر دیا۔ اور اس روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے الجودی کی بیٹی کو خرید لیا' جو بڑی حسین تھی' اور آپ نے دومۃ الجندل میں قیام کیا اور اقرع کو انبار کی طرف واپس بھیج دیا' پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ حیرہ کی طرف واپس آ گئے' اور وہاں کے باشندوں نے ڈھول تاشے بجا کر اور کھیلوں کا مظاہرہ کر کے آپ کا استقبال کیا۔ اور آپ نے ان کے ایک آدمی کو اپنے ساتھی سے کہتے سنا کہ ہمارے ساتھ چلو' یہ شیر کی خوشی کا دن ہے۔

الحصید اور المضیح کے لوگوں کے حالات:

سیف نے بحوالہ محمد' طلحہ اور مہلب بیان کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دومۃ الجندل میں قیام کیا تو اعاجم کو آپ کے متعلق بدظنی ہو گئی' اور انہوں نے جزیرہ کے عربوں سے خط و کتابت کی' اور وہ آپ سے جنگ کرنے کے لیے اکٹھے ہو گئے' اور انبار کو زبرقان سے چھیننے کا قصد کیا' وہ انبار پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا نائب تھا' جب زبرقان کو یہ اطلاع ملی' تو اس نے قعقاع بن عمرو کو خط لکھا جو حیرہ پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا نائب تھا۔ قعقاع رضی اللہ عنہ نے اعبد ابن فدر کی سعدی کو بھیجا' اور اسے الحصید جانے کا حکم دیا' اور عروہ بن ابی الجعد البارقی کو بھیجا' اور اس کو خنافس جانے کا حکم دیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ دومہ سے حیرہ کی طرف واپس آئے' اور آپ اہل مدائن کے ساتھ جو کسریٰ کا پایہ تخت تھا' جنگ کرنے کا عزم کیے ہوئے تھے' لیکن آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر جنگ کرنا پسند نہیں کرتے تھے' اور اعراب نصاریٰ کے ساتھ اعاجم کی جو فوجیں' آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اکٹھی ہو چکی تھیں' انہوں نے آپ کو مصروف رکھا' پس آپ نے قعقاع بن عمرو کو لوگوں کا امیر بنا کر بھیج دیا اور الحصید مقام پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی' اور اعاجم کا امیر' روزبہ تھا۔ اور ایک دوسرے امیر' زرمہر نے اسے مدد دی اور ایک شخص نے' جسے عصمۃ بن عبداللہ الضبی کہا جاتا تھا' روزبہ کو قتل کر دیا' اور مسلمانوں نے بہت سی غنائم حاصل کیں' اور اعاجم بھاگ گئے' اور خنافس مقام پر پناہ لی' پس ابولیلیٰ بن فدکی سعدی ان کے مقابلہ میں گیا' جب انہیں اس بات کا پتہ چلا تو وہ المضیح کی طرف چلے گئے' اور جب وہ وہاں کے اعاجم و اعارب کے ساتھ تک گئے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا قصد کیا' اور فوج کو تین دستوں میں تقسیم کر دیا۔ اور رات کو جب وہ سوئے ہوئے تھے' ان پر حملہ کر کے ان کو سلا دیا' اور ان میں سے تھوڑے سے لوگ ہی بچ سکے' اور وہ بھی بچھڑی ہوئی بکری کی طرح تھے۔

Marfat.com

اور ابن جریر نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس حملہ میں ایک شخص کے پاس پہنچے جسے حرقوص بن نعمان نمری کہا جاتا تھا' اور اس کے ارد گرد اس کے بیٹے' بیٹیاں اور بیوی بیٹھی تھی' اور اس نے ان کے لیے ایک شراب کا ٹب رکھا ہوا تھا' اور وہ کہہ رہے تھے ایک شخص اس گھڑی شراب پی رہا تھا' اور یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فوجیں آ گئی گھڑی ہیں' اس نے انہیں کہا آخری گھونٹ پی لو اس کے بعد تم مجھے شراب پیتے نظر نہیں آتے' پس انہوں نے شراب پی لی' اور وہ کہنے لگا

''اے میرے دوستو! فجر کی دشمنی سے پہلے مجھے شراب پلا دو' شاید ہماری موتیں قریب ہوں' اور ہمیں پتہ ہی نہ ہو''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا' اور ایک آدمی نے اس کے سر پر تلوار ماری تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے ٹب میں پڑا ہوا ہے' اور اس کے بیٹے' بیٹیاں اور بیوی گرفتار ہو گئے' اور اس معرکہ میں دو مسلمان آدمی بھی قتل ہو گئے' جن کے پاس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا امان نامہ بھی تھا مسلمانوں کو اس بات کا علم نہ تھا' اور دو آدمی عبدالعزیٰ بن ابی رہم بن قرداش اور لبید بن جریر تھے عبدالعزیٰ کو جریر بن عبداللہ البجلی نے اور لبید کو ایک اور مسلمان نے قتل کیا' اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے متعلق اطلاع ملی تو آپ نے دونوں کی دیت ادا کر دی۔ اور ان کے بچوں کو مہربانی کرنے کا پیغام بھیجا' اور دونوں کے قتل کی وجہ سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے متعلق گفتگو کی' جیسا کہ مالک بن نویرہ کے قتل کے باعث آپ کے متعلق گفتگو کی تھی' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' جو لوگ اہل حرب کے دیار میں رہتے ہیں' انہیں ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے یعنی ان دونوں کا مشرکین کے پڑوس میں رہنا گناہ ہے' اور یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ۔ میں ہر اس شخص سے بری ہوں جو مشرک کے گھر میں رہتا ہے۔ اور دوسری حدیث میں ہے۔ تو ان دونوں کی آگ کو نہیں دیکھے گا۔ یعنی مسلمان اور مشرکین ایک محلہ میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

پھر الثنی اور الزمیل کے معرکے ہوئے' اور انہوں نے ان پر شب خون مارا' اور وہاں جو اعراب اور اعاجم موجود تھے' انہیں قتل کر دیا' اور ان میں سے ایک شخص بھی نہ بچ سکا۔ اور نہ ان کی خبر معلوم ہوئی' پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اموال کا خمس اور قیدی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان قیدی عورتوں سے ایک عرب لونڈی خریدی' یعنی ربیعہ بن بجیر تغلبی کی بیٹی' جس سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئے۔

معرکہ الفراض:

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ الفراض کے معرکہ کی طرف گئے جو شام' عراق اور جزیرہ کی ملحقہ سرحد پر واقعہ ہے۔ آپ نے وہاں پر دشمنوں کے ساتھ مصروفیت کی وجہ سے رمضان شریف کا مہینہ افطاری کی حالت میں قیام کیا' اور جب رومیوں کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے متعلق اور آپ کے اور ان کے علاقے کے قریب پہنچ جانے کا علم ہوا تو وہ غیظ و غضب میں آ گئے' اور انہوں نے بہت سی فوجیں جمع کیں' اور تغلب' ایاد اور نمر سے استمداد کی۔ پھر انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کیا' اور فرات ان کے درمیان حائل ہو گیا' رومیوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا' فرات کو عبور کر کے ہمارے پاس آ جاؤ۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے رومیوں سے کہا' بلکہ تم فرات کو عبور کرو' پس رومی' فرات کو عبور کر کے ان کے پاس آ گئے۔

Marfat.com

یہ ۱۵ ذوالقعدہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے۔ پس وہاں ایک زبردست جنگ ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رومی فوجوں کو شکست دی اور مسلمانوں نے ان کا بھرپور تعاقب کیا' اور اس معرکہ میں ایک لاکھ آدمی قتل ہوئے' اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دس دن الفراض میں قیام کیا' پھر ۲۵ ذوالقعدہ کو حیرہ واپس جانے کا اعلان کیا' اور عمرو بن عاصم کو ہراول میں اور شجرہ بن الاعز کو ساقہ میں چلنے کا حکم دیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے متعدد ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے' اور مسجد حرام کا قصد کیا' اور اس راستے سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے' جس پر پہلے کبھی نہ چلے تھے۔ اور اس میں آپ کو ایسا معاملہ پیش آیا' جو کسی دوسرے کو نہیں آیا آپ مقررہ راستے سے ہٹ کر چلنے لگے' یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے' اور اس سال کے حج کو پالیا' پھر واپس آ گئے' اور حیرہ پہنچنے سے پہلے پہلے ساقہ سے آ ملے' اور سوائے ان تھوڑے سے آدمیوں کے' جو آپ کے ساتھ تھے' اور کسی کو اس بات کا پتہ نہیں چلا' کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سال حج کیا ہے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی اس وقت پتہ چلا' جب حاجی حج کے اجتماع سے واپس آ گئے۔ پس آپ نے فوج سے علیحدگی اختیار کرنے پر آپ کو عتاب نامہ بھیجا' اور آپ کو یہ سزا دی کہ آپ کو عراق کی جنگ سے ہٹا کر شام کی جنگ کی طرف بھیج دیا' اور آپ کو خط میں یہ بھی لکھا کہ: بلاشبہ فوجیں اللہ کی مدد سے تمہارے غمگین ہونے سے غمگین نہیں ہوں گی۔ اے ابوسلیمان' آپ کو نیت اور نصیبہ مبارک ہو' اپنا کام پورا کیجیے' اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس کی تکمیل کر دے گا' تمہارے دل میں فخر و عجب پیدا نہ ہو' ورنہ ناکام و نامراد ہو جاؤ گے۔ اور کسی کام پر فخر کرنے سے اجتناب اختیار کرو بلاشبہ اللہ احسان کرنے والا' اور وہی جزاء دینے والا ہے۔

باب:

اس سال میں ہونے والے واقعات

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سال حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کھجور کی ٹہنیوں' کپڑوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن' جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ حکم آپ نے جنگ یمامہ میں قراء کے زبردست قتلام کے بعد دیا' جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے' اور اسی سال میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی لڑکی امامہ سے نکاح کیا جو ابوالعباس بن الربیع بن عبد شمس اموی سے تھیں' اور ان کے باپ نے اسی سال وفات پائی' اور یہی وہ لڑکی ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اٹھا لیتے تھے۔ اور جب سجدہ کرتے تھے تو نیچے بٹھا دیتے تھے' اور جب کھڑے ہوتے تھے تو اٹھا لیتے تھے' اور اسی سال میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جو آپ کے چچا کی بیٹی تھیں' آپ ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان سے بہت خوش ہوتے تھے' اور آپ انہیں نماز کے لیے باہر جانے سے نہیں روکتے تھے' اور ان کے باہر نکلنے کو ناپسند کرتے تھے۔ ایک شب تاریکی میں آپ ان کے راستے میں بیٹھ گئے' اور جب وہ گذریں تو آپ نے ان کے سرین پر اپنا ہاتھ مارا اور وہ اس کے بعد باہر نہیں نکلیں۔ آپ سے پہلے وہ حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح

Marfat.com

تھیں وہ آپ کو چھوڑ کر قتل ہو گئے۔ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پہلے آپ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں' وہ بھی آپ کو چھوڑ کر قتل ہو گئے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے' تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا' اور جب وہ شہید ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو پیغام نکاح دیا تو وہ کہنے لگیں' میں آپ کی نسبت' موت کو ترجیح دیتی ہوں' اور نکاح سے باز رہیں' حتیٰ کہ فوت ہو گئیں۔ اور اسی سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام اسلم کو خریدا' پھر وہ تابعین کے سادات میں سے ہو گئے۔ اور ان کے بیٹے زید بن اسلم بلند مقام ثقات میں سے ایک تھے' اور اسی سال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر اپنا قائمقام بنایا۔

اسے ابن اسحاق نے الحرقہ کے غلام العلاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب سے' بنی سہم کے ایک شخص سے بحوالہ ابی ماجدہ روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں بارہویں سال' ہمیں حج کروایا' اور کان قطع ہونے کے قصاص کے بارے میں حدیث بیان کی' اور حضرت عمر نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہما کے حکم سے اس بارے میں فیصلہ کیا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حج نہیں کروایا' اور آپ نے بارھویں سال کے حج کے اجتماع میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔

باب:

اس سال میں وفات پانے والے

کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ اور اس کے بعد ہونے والے معرکے ۱۲ھ میں ہوئے تھے' اس جگہ یمامہ اور اس کے بعد کے معرکوں میں قتل ہونے والوں کا ذکر کیا جاتا ہے' جن کا پہلے ۱۱ھ میں ذکر ہو چکا ہے لیکن مشہور وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

حضرت بشیر بن سعد بن ثعلبہ خزرجی رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت نعمان بن بشیرؓ کے والد ہیں' عقبہ ثانیہ اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' کہتے ہیں کہ انصار میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا اور سقیفہ کے روز' انصار میں سے آپ نے سب سے پہلے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں شامل ہوئے۔ اور عین التمر کے معرکہ میں شہید ہوئے۔ اور نسائی نے آپ کی حدیث النحل کو روایت کیا ہے' اور محکم بن جثامہ کے بھائی الصعب بن جثامہ نے آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کی ہیں' ابوحاتم بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ہجرت کی' اور ودان میں فروکش ہوئے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

حضرت ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام معاذ بن الحصین تھا اور آپ کو ابن حصین بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن خرشہ بن سعد بن طریف بن خیلان بن غنم بن غنی بن سعد بن قیس بن غیلان بن مضر بن نزار ابومرثد الغنوی کہا جاتا ہے' آپ اور آپ کا بیٹا مرثد بدر میں شامل ہوئے

Marfat.com

اوران دونوں کے سوا کوئی باپ بیٹا بدر میں شامل نہیں ہوا۔اور آپ کے بیٹے نے جنگ رجیع میں شہادت پائی‘ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔اور آپ کے پوتے انیس بن مرثد بن ابی مرثد بھی صحابی تھے۔ جو فتح مکہ اور حنین میں شامل ہوئے‘ اور وہ جنگ اوطاس کے روز رسول اللہ ﷺ کے جاسوس تھے‘ اور وہ بالترتیب تین آدمی تھے۔ اور حضرت ابومرثد‘ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے حلیف تھے‘ اور رسول اللہ ﷺ سے آپ کی ایک ہی روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قبور کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھو‘ اور نہ ان پر بیٹھو۔ واقدی کا بیان ہے کہ آپ نے ۱۲ھ میں وفات پائی۔ دوسروں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ نے شام میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ دراز قد اور بہت بالوں والے آدمی تھے۔ میں کہتا ہوں اور دمشق کے سامنے کھلی زمین میں ایک قبر‘ قبر کثیر کے نام سے مشہور ہے‘ اور میں نے اس کی قبر پر پڑھا ہے کہ یہ قبر رسول اللہ ﷺ کے صحابی کناز بن الحصین کی ہے‘ اور میں نے اس مقام پر سکون اور جلالت کو دیکھا ہے‘ اور تعجب ہے کہ حافظ ابن عساکر نے تاریخ شام میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

حضرت ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی القرشی العبشمی‘ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا‘ اور آپ ان کے ساتھ بہت محبت‘ اور بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔اور جب رسول اللہ ﷺ کے بھیجنے پر مسلمانوں نے آپ کو انہیں طلاق دینے کا مشورہ دیا تو آپ نے اس بات سے انکار کر دیا‘ اور آپ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے‘ اور ان کی والدہ کا نام ہالۃ تھا‘ اور ہند بنت خویلد بھی بیان کیا جاتا ہے‘ اور آپ کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے‘ بعض لقیط بیان کرتے ہیں‘ اور یہی زیادہ مشہور ہے۔اور بعض مہشم‘ اور بعض ہشیم بیان کرتے ہیں‘ آپ کفار کی طرف سے بدر میں شامل ہوئے اور قید ہو گئے‘ اور آپ کا بھائی عمرو بن الربیع فدیہ دے کر آپ کو چھڑانے آیا‘ اور اس نے فدیہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وہ ہار بھی پیش کیا‘ جسے آپ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے وقت دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس ہار کو دیکھا‘ تو آپ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر ترس آ گیا‘ اور اس کے باعث ابوالعاص کو رہا کر دیا اور اس پر شرط عائد کی کہ وہ زینب کو مدینہ بھیج دے گا‘ تو اس نے یہ وعدہ پورا کیا۔اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ فتح سے کچھ عرصہ قبل تک مدینہ میں اپنے کفر پر قائم رہے‘ اور قریش کی تجارت کے لیے باہر نکلے تو حضرت بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو روکا اور آپ کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا‘ اور قافلے کو غنیمت بنا لیا۔اور ابوالعاص مدینہ کی طرف بھاگ گئے‘ اور اپنی بیوی سے پناہ طلب کی تو انہوں نے آپ کو پناہ دی‘ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پناہ کو جائز قرار دیا‘ اور اس کے پاس قریش کے جو اموال تھے‘ وہ واپس کر دیئے۔اور ابوالعاص وہ اموال لے کر ان کے پاس واپس آیا‘ اور ہر آدمی کو اس کا مال واپس کیا‘ پھر حق کی شہادت دی اور مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔اور حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب کو نکاح اوّل کے ساتھ آپ کو واپس کر دیا‘ اور آپ کی ان سے علیحدگی اور اجتماع کے درمیان چھ سال کا عرصہ پایا جاتا ہے‘ اور یہ عمرۃ الحدیبیہ میں مسلمان مستورات کے مشرکین پر حرام قرار دیئے جانے کے دو سال بعد کا واقعہ ہے۔

Marfat.com

اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے نکاح جدید کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیج۔ واللہ اعلم

اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے آپ کے ہاں علی بن ابوالعاص پیدا ہوا۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا' تو آپ علی کے ساتھ وہاں گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دامادی کی تعریف کیا کرتے تھے' اور فرمایا کرتے تھے' اس نے مجھ سے بات کی' تو مجھ سے سچ بولا۔ اور مجھ سے وعدہ کیا تو مجھ سے پورا کیا' آپ کی وفات ۱۲ھ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی' اور اسی سال حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیٹی امامہ بنت ابوالعاص ؓ سے اس کی خالہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نکاح کیا' مجھے معلوم نہیں کہ یہ نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ہوا یا اس کے بعد ہوا۔ واللہ اعلم

Marfat.com

ہماری دیگر مطبوعات

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی